خلافة الختنین

حصہ چہارم شمس التواریخ

۱۳۲۶

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ
ومحمولہ واقعات یعسوب الدین راس المتقین اسد اللہ الغالب

۱۹۰۸

فہرست مضامین حصہ چہارم کتاب شمس التواریخ

مضمون	صفحہ

فہرست مضامین جزو دوم خلافت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

بحمد خالق انام و رسول الکرام کہ کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

سنہ ۱۳۲۲ھ

از تالیف لطیف فرید عصر وحید دہر کاشف رموز دقائق حکیم محمد مظہر الحق

مطبع النور بنگلور طبع مینوشد
در سنہ ۱۳۲۲ھ

نحمدک یا من کلّت عن ثنائه لسان العقلاء۔ وتحیرت دون سرادقات جلالته افهام العرفاء تعالیٰ وتقدس عن توصیف الانس والجان۔ وتنزهت صفاته عن سمات الزوال والنقصان اللهم اهدنا صراطک المستوی واحفظنا من وساوس الغیّ والغوی۔ لاتکلنا الی انفسنا طرفة عین اواقل من ذلک فنهلک۔ ولاتفعل بنا یا مولٰنا بما هو اهلنا بل نرجو فضلک و رحمتک وصلّ وسلّم صلوٰةً وسلامًا دائمًا ابدًا علےٰ حبیبک و نبیّک خاتم النّبیّن سیّد المرسلین قائد الغرّ المحجّلین الذی قال انا نبیّ وآدم بین الماء والطّین۔ سیّدنا ومولٰنا محمّد ا وّ علیٰ اٰله وازواجه واهل بیته واصحابه المتقین المهتدین وعلیٰ من تبعه باحسان الیٰ یوم الدّین برحمتک یا ارحم الرّاحمین ۵

امّا بعد

جس زمانہ سے نیّر اسلام نے تمام عالم کو اپنے نور تاباں سے نورانی کیا ہے فن تاریخ اہل اسلام کے نزدیک نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اسلام ہی کی دستگیری سے اسنے ترقی کی

زینہ پر قدم دہرا۔ سب سے پہلے اسلام کے مقدس علماء و محدثین اسماء الرجال کی جانب متوجہ ہوے اور اسکے ذریعہ سے احادیث کی تنقیح و تنقید۔ جرح و تعدیل۔ کے اسباب پیدا کیئے۔ کہوٹے کہرے کے امتیاز مین قواعد منضبط کیئے۔ اور اونکی کمال کوشش سے یہ ایک فن جدا مرتب ہوگیا۔ بعد ازان واقعات و مغازی جناب رسولخدا صلعم کے ترتیب دیئے۔ کسی نے صرف سیرت لکہی۔ کسی نے فقط غزوات جمع کیئے۔ کسی نے ترتیب بلحاظ سنین کا اہتمام کیا۔ کسی نے معجزات حضور سرور کائنات قلمبند کیئے۔ پہر حضرت خلفاء راشدین کی سیرت اور اونکے زمانہ کے وقائع اور فتوحات۔ جو حامیان دین محمدی اور جانبازان اسلام کے ہاتہون ہوی۔ سیاست مدن۔ انتظام ملکی و مالی۔ غرضکہ خوب خوب بیان کیئے۔ چنانچہ آج کے دن ہمارے ہاتہون مین اونہین بزرگوار ونکی ضخیم مولفات اور مجلد تصنیفات موجود ہین اور جن کتابون سے ہملوگ دفتر کے دفتر نقل کرتے جاتے ہین فن تاریخ کا مذاق اس زمانہ سے پیشتر صرف اہل اسلام ہی کو تہا شائد تقلیداً دوسری اقوام کو بہی یہہ دولت نصیب ہوئی ہو اور اب تو جسکو دیکہیئے تاریخ دان۔ مورخ۔ صاحب تصانیف۔ ہو گیا ہے۔ مگر افسوس۔ ہم لوگ مسلمان اس سے بے بہرہ ہین اور روز بروز اس فن شریف سے محض ناواقف ہوتے جاتے ہین۔ خلفاء بنی عباسیہ کے عہد حکومت مین بہت کچہہ فن تاریخ کو ترقی ہوئی اور مجلد کتابین اس فن مین تالیف ہوگیئن۔ بعد اسکے سلاطین اسلام کی ہمیشہ اسی جانب نظر رہی اور تاریخ دانی کو اپنے مقاصد و اغراض پورا ہونیکا ایک بڑا وسیلہ جانتے تہے۔ درحقیقت گذشتہ سلاطین کی سیرت اور طرز روش دریافت ہونیکا ذریعہ یہی علم تاریخ ہے اور اسیکے بدولت انتظام ملک مین مہارت تام حاصل ہوجاتی ہے۔ اسیواسطے یہ فن تاریخ دن دونی ترقی حاصل کرتا رہا اور ایک معتد بہ زمانہ تک بہت کچہہ عروج پایا کیا مگر افسوس آج کل ہملوگ کچہہ ایسی حالتونمین مبتلا ہین کہ فیصدی

پانچ بہی ایسے نہ ملینگے کہ اونکو بزرگان دین ومقتدایان اسلام کے کچہہ بہی حالات معلوم ہون اگر بالعموم کسی سے دریافت کیا جاوے کہ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کس سنہ مین خلیفہ ہوے کب وفات پائی اور آپکے زمانہ خلافت مین سلسلہ فتوحات کہانتک پہونچا۔ تو لامحالہ جواب یہی ہوگا "بہائیصاحب۔ ہمکو معلوم نہین یہہ تو تاریخی باتین ہین ہم کیا جانین۔ ہم تو سیدہے سادے مسلمان ہین۔ پنجگانہ نماز پڑہ لی۔ سال مین رمضان شریف کے روزے رکہہ لئے۔ یہ باتین تو کسی مورخ سے پوچہیئے"۔ برخلاف دیگر اقوام کے جو اپنے اپنے ملک کے بادشاہون کی سوانح عمری اور واقعات سے کسی نہ کسی قدر ہر ایک واقف ہوگا۔ فی زمانہ ناول نویسی کے ہاتہون اور بہی مٹی خراب گئی۔ عام نظرون مین جب تک مضمون مین جدت نہ ہو۔ چلبلا مضمون نہو شوخی و شرارت ہر فقرہ مین نہ پائی جاتی ہو وہ مضمون مقبول نہین۔

مشفقی نصیر الدین احمد مالک مطبع منبع النور آگرہ نے اس طرف توجہہ فرمائی اور تاریخ اسلام زبان اردو مین خاص اپنی کوشش سے طبع کرائی چنانچہہ اوسکی چار جلدین مع خلافت خلیفہ ثانی جناب عمر فاروق رضؓ طبع ہوکر شائقین اور قدردانونکی نظرونسے گذرین۔ اب خلافت عثمانی اور خلافت مرتضوی کی واقعات لکہنے کو مجہسے ارشاد کیا مین بے بضاعت۔ ہیچمدان اپنی ابنائے جنس کے افراد مین ویسا ہی ایک فرد ہون جنکا کچہہ حال عرض کر چکا ہون اس کام کی لیاقت و قابلیت نہ رکہتا تہا مگر اونکی فرمائش سے پہلوتہی بہی نہ کرسکا۔ توکلت علی اللہ کہکر یہہ کام شروع کردیا۔ وعلیہ المستعان۔ ناظرین با تمکین انصاف پسند سے استدعا ہے کہ اس ژولیدہ بیان بے جوڑ مضمونکو بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین اور خطا و غلطی بمقتضای بشریت جو واقع ہوئی ہو اصلاح فرماوین زیرا کہ بر کریمان کارہا دشوار نیست۔

راقم حکیم محمد مظہر الحق عفی عنہ قنوجی۔ قنوج ۱۳۲۴ ہجری نبوی
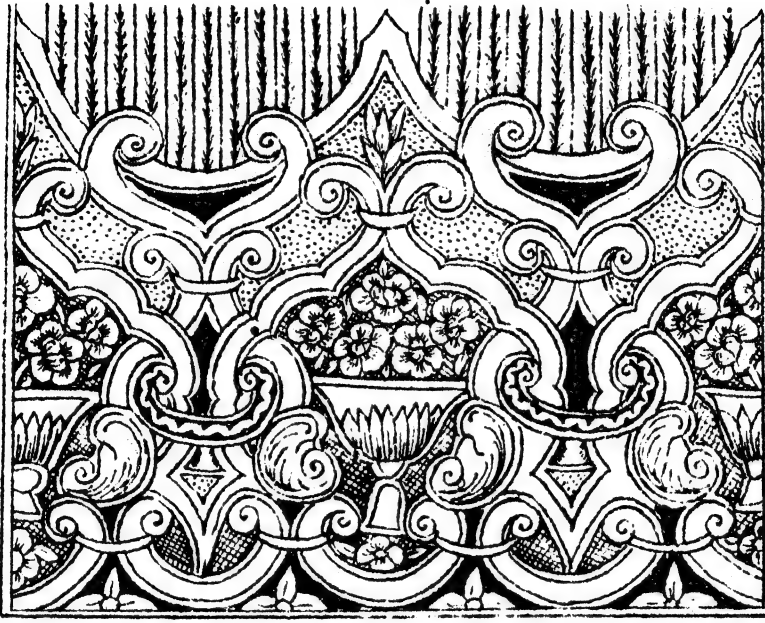
اے ہمہ ہستی ز تو پیدا شدہ / خاک ضعیف از تو توانا شدہ

زیر نشینِ علمت کائنات / ما بتو قائم چو تو قائم بہ ذات

ما ہمہ فانی و بقا بس تراست / ملک تعالےٰ و تقدس تراست

ہر چہ نہ گویاے تو خاموش بہ / ہر چہ نہ یاد تو فراموش بہ

یار شو اے مونسِ غمخوارگان / چارہ کن اے چارۂ بیچارگان

قافلہ شد واپسئ ما بہ بین / اے کسِ ما بیکسئ ما بہ بین

بر کہ پناہیم توئی بے نظیر / در کہ گریزیم توئی دستگیر

احمدِ مرسل کہ خرد خاک اوست / ہر دو جہان بستۂ فتراک اوست

امیؑ گویا بزبان فصیح	از الف آدمؑ و میم مسیحؑ
شمسہ نہ مسند ہفت اختران	ختم رسل خاتم پیغمبران
چشمۂ خورشید کہ محتاج اوست	نیم ہلال از شب معراج اوست
اے تن تو پاک تر از جان پاک	روح تو پروردۂ روحی فداک
اے مدنی برقع و مکی نقاب	سایہ نشین چند بود آفتاب
اے گہر تاج فرستادگان	تاج دہ گوہر آزادگان
ما ہمہ جسمیم بیا جان تو باش	ما ہمہ دیویم سلیمان تو باش

رباعی

انسان سے کب معرکہ حمد ہو سر	اور نعت مین احمد کی بھی عاجز ہی بشر
ہی نعت احد کا۔ حمد احمد کا۔ کام	اللہ و نبی کی ہمسری ہو کیونکر

خلافت جناب خلیفہ ثالث سیدنا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب

آپ کا نام نامی عثمان بن عفان۔ لقب۔ ذوالنورین ہے۔ زمانہ جاہلیت مین کنیت ابوعمرو تھی۔ جب آپ مشرف باسلام ہوے اور آنحضرت صلعم کی صاحبزادی بی بی رقیہ رضؓ سے نکاح ہوا اور اونکے بطن سے عبد اللہ بن عثمانؓ پیدا ہوے آپنے کنیت بدل دی اور ابو عبد اللہ اختیار فرمائی۔ اکثر لوگ ابو عبد اللہ کہکر پکارتے تھے اور بعضی ابوعمرو کی کنیت سے یاد کرتے تھے۔ قریش مین آپ عالی نسب ہین۔ ماں باپ دونون طرف سے

قریشی ہین۔ نسب نامہ آپکا پدری یہہ ہے۔

عثمان۔ بن عفان۔ بن ابی العاص اُمیّہ اکبر۔ بن عبدشمس۔ بن عبد مناف۔ بن قصیٔ۔

عبدمناف آنحضرت صلعم کے دادا عبد المطلب کے دادا کا نام ہے۔

حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام اَروَی بنت کُرَیز ہے۔

اونکا نسب یہہ ہے۔

اروی بنت کریز۔ بن ربیعہ۔ بن حبیب۔ بن عبدشمس۔ بن عبدمناف۔

اروی کی والدہ بیضا ام حکیم عبد المطلب کی بیٹی آنحضرت صلعم کی پہوپہی تہین جناب عثمان رضؓ باپ کی طرف سے چوتہی پشت مین آنحضرت صلعم سے مل جاتے ہین اور رشتہ مین آنحضرتؐ کے بہتیجہ ہوتے ہین اور ماں کیجانب سے دوسری پشت مین ملتے ہین اور بہانجہ ہوتے ہین۔

شجرہ

عبدمناف

عبدالشمس		ہاشم
		عبدالمطلب

ابوالعاص	حبیب	بیضا ام حکیم	عبداللہ
عفان	ربیعہ	زوجہ کریز و	محمد صلعم
عثمان	کریز	مادر اروی	
	اروی والدہ جناب عثمان		
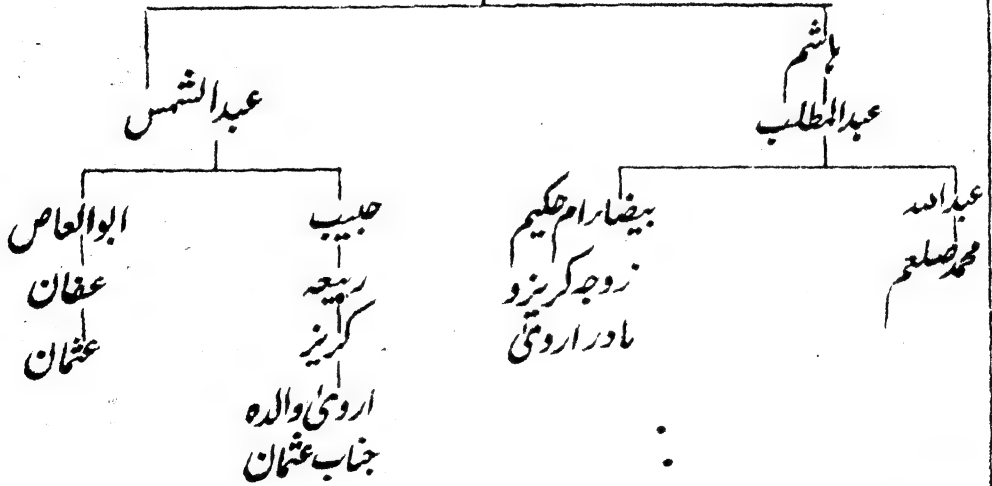
آپ قوم قریش مین منجملہ نامی قبیلونکے بنی اُمیہ کی طرف منسوب ہین اور اُمَوِی کہلاتے ہین۔ آپکے سنہ ولادت مین مورخین کا اختلاف ہے بروایت ابن خلدون قول معتبر

یہہ ہے کہ عام الفیل کے چہٹے برس مکہ مین پیدا ہوے - اور چونکہ حضور سرور عالم صلعم
کی ولادت بعد قصہ اصحاب الفیل تقریبًا دو ماہ کے اندر ہے اس حساب سے جناب عثمان رضی
جناب رسولخدا صلعم سے کچہہ کم چہہ سال عمر مین چہوٹے ہین -

حلیہ مبارک

قد موزون - ایک مائل بدرازی تہا جو سرداری کی خاص نشانی ہے -

نارون یا سرو یا شمشاد یا طوبی است این
فتنۂ روز قیامت یا قد رعناست این

کاسۂ سر - متوسط تہا اور سر پر بال زیادہ تہے - ڈاڑہی بڑی - بالونکو کبہی حنا سے
رنگ لیتے تہے -

موج آب زندگی یا جوی تیغ آفتاب
سر نوشت عاشقان یا پیچ و تاب موست این

خوش رو - چہرہ پر کسیقدر آثار چیچک تہے -

حیرت زدۂ روے تو گردید مگر مہر
از خط شعاعی نہد اندر دہن انگشت

بازو - چوڑے -

فلک سازد ز بہر آن پریرو
ز مہر و ماہ خود تعویذ بازوش

سینۂ مبارک - فراخ - کشادہ تہا مگر خوبصورتی کے ساتہہ -

بسط آن سینہ ببین قدرت صانع دریاب
استخوان بندی این معنی ساطع دریاب

رنگ - ہمارے حضور کا - گندم گون تہا -

حسن گندم گون اگر صائب نباشد دلنظر
رخت بیرون از بہشت جاودانی میکشم

پنڈلیان پر گوشت - اعضا متناسب - گویا سانچہ مین ڈہلے تہے -

ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسولخدا سے عرض کیا کہ اگر

آپکو ایک ایسا شخص جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمشکل ہے دیکھنا منظور ہو تو آپ
عثمان رضؓ کو دیکھیئے یہہ یوسفؑ کے مشابہ ہین۔

منقول ہی کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم نے کاسۂ آش اور ٹکڑا گوشت کا اسامہ بن
زیدؓ کے ہاتھہ حضرت رقیہؓ کے پاس بہیجا۔ اسامہؓ ہدیہ مبارک جناب رسولخدا صلعم کا جناب
عثمان رضؓ کے گہر لیگئے۔ اوسوقت جناب عثمانؓ اپنی بی بی رقیہؓ کے پاس بیٹھے باتین
کررہے تھے۔ اسامہؓ ہدیہ دیکر واپس آے اور کہا مین نے ان دونون میان بی بی
سے زیادہ حسین وصاحب جمال اور خوبصورت نہین دیکہا۔ میری نظر مین آپ بلا تشبیہہ
آسمان خوبی کے شمس و قمر ہین۔

کلک نقاش کشد حسرت تصویر ش را		ہر کہ دید کسے حسن جہانگیر ش را

ابن عدی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم نے
اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح جناب عثمانؓ کے ساتھہ کردیا آپنے اپنی صاحبزادی سے فرمایا
اے ام کلثوم۔ تمہارے شوہر (عثمان) صورت و شکل مین تمہارے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد صلعم سے بہی صورت و شکل مین بہت ملتے جلتے
ہین۔ (صواعق محرقہ)

وضع لباس

آپکا لباس سادہ فقیرانہ تہا۔ پرانے پیوند لگے کپڑے زیب بدن فرماتے اور باوجود
ثروت و مال ظاہری کے لباس نفیس۔ پوشاک قیمتی سے کم رغبت تہی۔ البتہ کبہی کبہی
واسطے اظہار نعمت خداوندی و اداے شکر کے نفیس پوشاک مطرز و منقش قیمتی دوسو
درم تک کی پہن لیا کرتے تہے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ مین نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا۔ آپ خچر پر سوار تھے زرد لباس پہنے ہوے۔ آپکے گیسوے مشکین دونون شانونپر کمال لطف وخوبی سے ساتھہ لٹکے ہوے تھے۔ بائین ہاتھہ کی چھوٹی اُنگلی مین انگوٹھی پہنتے تھے۔ ریش مبارک رنگین تھی۔

حالت قبل اسلام

آپکے لڑکپین کے حالات کسی تاریخ مین نظر نہین آتے۔ آپ ہی پر کیا منحصر ہی جتنے ناموس گذرے ہین اونکے بچپن کے حالات اور ابتداے عمر کے عادات مشکل سے ملینگے۔ ہان اسقدر معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی بموجب عادات عرب کے لڑکپین مین اونٹ چرایا کرتے تھے یہہ کام عرب مین سب سردارونکے لڑکے کیا کرتے تھے کچھہ عیب نہ تہا۔

قدیم زمانہ مین انبیاے کرام کو بکریان چرانے کی خدمت سپرد کی گئی تاکہ وہ کار رسالت (جوکہ درحقیقت گلہ بانی ہے) کے عادی ہو رہین اور اپنی اُمت عاجز کو مثل بکری بھیڑ کے سمجھکر اونکے جان وایمان کی حفاظت کرین۔

جناب عثمانؓ نے سن شعور کو پہونچکر معمولی تعلیم جو اُس زمانہ مین رائج تھی پائی اور حسب دستور زمانہ لکھنے پڑھنے مین مہارت حاصل کی۔

آپکے والد عفان کا حال ہمکو کسی تاریخ مین نظر نہین آیا۔ شائد آپکے بچپن مین وہ مر گئے ہونگے۔ یا شاید کسی مؤرخ نے لکھا ہوگا ہمکو نہین ملا لہذا ہم انکی نسبت کچھہ نہین لکھتے اور نہ چندان ضرورت ہے۔

قبول اسلام

ابتداے سن شعور سے خداوند عالم نے آپکو خصائل حمیدہ اور صفات پسندیدہ۔ خلق مروت

شجاعت۔ سخاوت۔ وغیرہ وغیرہ۔ عطا فرمائی تھے۔ دین اسلام کی محبت فطری تھی۔ میلان طبعی دین محمدی کی طرف گویا آپکی گھٹی مین پڑا تھا۔ جوش اسلام آپکے سینہ مبارک مین کوٹ کوٹ کر بھرا تھا آپ شراب توحید سے مست تھے۔ اسلام کی خوبی آپکی نظر و نمین کھپ گئی تھی۔ جاہلانہ صحبت سے نفرت اور خدا اور رسول سے محبت تھی۔ بادۂ الفت رسولخدا صلعم سے سرشار رہتے۔

بروایت یزید بن رومان منقول ہے کہ ابتدائے زمانہ بعثت جناب رسول پاک مین حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ بغرض تجارت ملک شام کو گئیے ہوئے تھے۔ جب بخیریت تمام مال تجارت فروخت کر کے مکہ معظمہ مین واپس ہوئے حضرت صدیق اکبرؓ ان دونون صاحبونکو جناب رسول خدا صلعم کی خدمت بابرکت مین لیگئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے دونون صاحبونکو چند آیات قرآن مجید سنائین اور دین اسلام کی خوبیان بیان فرمائین اور عنایات خدا کم یزل کا اظہار کیا۔ اوسکی بیشمار نعمتین ملنے کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ طبیعت مین صلاح تھی اور دین اسلام کی محبت غالب ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔ توفیق ازلی رفیق راہ ہوئی دونون صاحب مشرف باسلام ہو گئے اور طریق دین محمدی اختیار کر لیا

حضرت عثمانؓ نے اوسی جلسہ مین عرض کیا کہ اے رسولخدا جب مین سفر شام سی واپس ہوا ہون اثنائے راہ مین ایک شب خواب مین دیکھا کہ ہاتف غیبی باواز بلند یہ منادی کر رہا ہے اُٹھو خواب غفلت مین بدمست سونیوالو اوٹھو۔ سنبھلو۔ ہوش مین آجاؤ غفلت کو چھوڑو کہ جناب رسولخدا احمد صلعم ہادی برحق نے صلائے عام دی ہے اور سبکو اسلام کی دعوت کی ہر طرف سے لوگ جوق جوق مشرف باسلام ہو رہے ہین گروہ گروہ اطراف و جوانب سے چلے آرہے ہین اور اسلام مین داخل ہو کر دار السلام پانیکے مستحق ہوتی جاتے ہین“

جب ہم اہل قافلہ مکہ معظمہ مین داخل ہوئے اور یہان پہونچکر سنا کہ آپ خلق خدا کو اسلام کے جانب بلا رہے ہین ہم نے اپنا خواب آپکے دعوے کے حقیت کی دلیل جانا اور اسلام اختیار کیا۔

آپکے اسلام کی خبر جب آپکے چچا حکم بن العاص کو پہونچی نہایت غیظ وغضب مین آیا مثل مار دم بریدہ پیچ کھایا اور غلبہ تاسف سے اپنے ہاتھہ کاٹنے لگا۔ اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جاہلانہ حمیت نے اور جوش دلایا آپے سے باہر ہوگیا۔ غصہ ضبط نہ کرسکا آپسے انتقام لینے پر آمادہ ہوا اور اس طرح دل کا بخار نکالنا چاہا۔ چنانچہ اوسنے آپکو ہر چند زبانی سمجھایا۔ نصیحت کی۔ ڈرایا دھمکایا۔ لیکن سب بے سود تھا۔ مجبور کھسیانا ہوکر آپکے پانؤنمین آہنی زنجیر گران ڈالدی اسپر بھی بس نہ کرکے ہر طرح سے اذیت وایذا رسانی کی کوشش کی اور نہایت غصہ مین آکر بکمال زجر وتوبیخ کہنے لگا۔

اُوے میرے عزیز بھتیجہ۔

چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سر بدگمانیت گردم

شام سے تم بہت اچھا تحفہ ہمارے واسطے لاے۔ تمہاری اچھی تجارت ہے۔ ہمکو یہہ نفع ہوا کہ تمکو کھو بیٹھے۔ آبا وٴاجداد کا دین ترک کرکے محمد کے بہکانے مین آگئے۔ قدیم دین چھوڑ نئے طریقہ کو اختیار کیا۔ مذہب جدید سے رشتہ جوڑا پرانا تعلق قطع کرکے رشتہ و ناتا آبائی توڑا۔

وفا کاموختی از ما بکار دیگران کردی	ربودی گوہرے از ما نثار دیگران کردی

خبردار۔ سن لو۔ قدیم راہ چھوڑ کر ہرگز فلاح نہ پاؤگے اگر دین محمدی نہ چھوڑوگے زندگی بھر اس قید گران وحبس شدید سے نہ چھوٹوگے تازیست مبتلاے عذاب رکھونگا ایسی مصیبت و

تکلیف مین دم توڑوگے کہ مرغ و ماہی تمہاری آہ وفغان ونالۂ نارسا سنکر گریہ وزاری کرنگے
اگر تمسے ان مصائب سخت کا تحمل ممکن ہے تو محمد کے دین پر رہو ورنہ ابہی کچھہ بگڑا نہین اپنے
مذہب قدیم پر پہر آؤ تمہاری یہہ خطا وقصور معاف کردونگا اور تمہاری وہی عزت و
حرمت جو اس سے قبل تہی پہر ہوگی"
جناب عثمانؓ چونکہ سچے دل اور پکے عقیدہ سے دین اسلام اختیار کرچکے تہے اور اس
راہ حق مین اونکو سب مصائب اور تکالیف عین راحت وآرام تہین اپنے چچا کی باتونکے
جواب مین یون گویا ہوے۔
اُے عم مکرم۔ مین اوسی خداے پاک کی قسم کہاتا ہون کہ جسنے اپنی رحمت کاملہ سے
آسمان رسالت پر ایک ایسا روشن آفتاب ہدایت چمکایا جسکے نور شعاع عالمتاب سے
ظلمت کفر وضلالت صفحۂ ہستی موہوم سراب نما سے مثل حرف غلط صاف اوڑگئی اور تمام
عالم جگمگا اوٹھا۔ اگر میرا سر اس تن خاکی سے جدا بہی کردیا جاے تو میرا یہ جسم بے جان
وبے سر محمدؐ کے آستانہ پر پڑا رہیگا اور اگر میرا تمام بدن آتش سوزان سے جلاکر خاک سیاہ
کرڈالوگے تب بہی وہ خاک اوسی کوچہ مین بگولونکے ساتھہ لپٹ کر پہونچ جائیگی۔ مجہپر
تمہارے اس قید رکہنے اور ایذا وتکلیف پہونچانیکا مطلق اثر نہین اور نہ مین دین اسلام سے
پہر سکتا ہون۔

صد بلا گر پیش پیش آید من درویش را		ہرگز م از کوئے آن مہ روئے برگشتن مباد

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہدایت حقہ نے ایسا نقش توحید میرے صفحہ
دل پر جما دیا ہے اور اس پختگی سے رنگ آمیزی کی ہے کہ اگر ہزار برس تک برابر بارش
ہوتی رہے۔ ہزارون پند ونصائح کے دفتر سناے جائین ہرگز وہ نقش نہ مٹیگا۔

ناصح نصیحت تو نباشد اثر پذیر		نارا ز اختیار دل بیقرار رفت	

اے عزیز چچا۔ آپ اپنے خیالات عاطلہ و باطلہ سے باز آیئے اور جو خیال فاسد آپنے میرے محبوب کی نسبت باندہا ہے اپنے دل سے نکال ڈالیئے اگر خدا آپکو توفیق دے تو آپ بہی دین مستقیم اختیار فرمایئے ورنہ مجھکو میرے حال پر چہوڑ دیجیے۔

ناصحا بگذر از دوئی و درا ؎		در رہ دوست یکدل و یکرو ؎	

جناب رسول خدا صلعم کے جمال بیمثال کے دیکہتے ہی میرا دل میرے قبضۂ اختیار اور قابو سے نکل گیا۔ اب مین بالکل بے بس و بے قابو ہو گیا ہون اور مجبور ہون کہ اب حالت قدیم کی طرف رجوع نہین کر سکتا ہین اوس شمع ہدایت کا پروانہ ہون اور جان و دل حضور اقدس کی ایک نظر ہدایت اثر کے نذر کر چکا ہون اوس ماہ منور کی محبت مین ایسا شیفتہ اور از خود رفتہ نہین ہوا ہون کہ اوس سے جدائی اور دوری کا خیال ہی کبہی میرے دل مین راہ پائے"

دل نیست اینکہ در تن فرسودہ من است		دیوانہ ایست جائے بویرانہ ساختہ

المختصر آپکے چچا حکم نے جب دیکھا کہ۔

منسوخ شد مروت و معدوم شد وفا		زین ہر دو نام ماند چو عنقا و کیمیا

عزیز بہتیجہ اپنی دہن کا پکّا ہے اور سچا اعتقاد دین اسلام کا رکہتا ہے اور دین اسلام سے اب اسکا پہرنا ممکن نہین آپ کو چہوڑ دیا اور اپنے خیالات سے باز رہا۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ بلا تعرض و مزاحمت جناب رسول خدا صلعم کیخدمت بابرکت مین آتے جاتے رہے اور صحبت نبی پاک کی برکت سے تمام کمالات ظاہری و باطنی حاصل کیئے۔

آیات مناقب جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپکے محامد و اوصاف بیشمار ہین - آیات قرآنی و احادیث نبوی آپکے فضائل ہین بکثرت وارد ہین - علاوہ اون آیات کے جو بالعموم حضرات صحابہ کبارؓ کی فضیلت پر صراحۃً یا کنایۃً دال ہین وہ آیات جن سے مفسرین فضائل جناب عثمانؓ ثابت کرتے ہین اور اس مدعا پر دلیل لاتے ہین مذکور ہوتی ہین -

آیت کریمہ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا و لا اذیً لھم اجرھم عند ربھم و لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون -
ترجمہ - جو لوگ خدا کی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے ہین پہر بال دیگر فقرا و مساکین پر احسان نہین دہرتے اور نہ کسیکے حقین ایذا پہونچا نا روا رکہتے ہین اونہین لوگونکے واسطے خدا کے پاس اونکی مزدوری ہے اور اونکو وہان کچہہ ڈر اور غم نہین ہے -

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت جناب عثمانؓ کی شان مین ہے - بیشک خداوند تعالےٰ نے آپکو مال دنیوی بکثرت دیا اور آپنے خدا اور اوسکے رسول صلعم کی رضا اور خوشی مین فقرا و مساکین پر راہ خدا مین خرچ کر ڈالا -

آیت کریمہ و من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدا‌ٔ والصالحین - ترجمہ - جو لوگ خدا اور اوسکے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین (اور اونکے احکام دل وجانسے مانتے ہین) یہی لوگ اون لوگونکے ساتہہ (جنت مین) ہونگے جنپر خدا نے اپنا فضل اور انعام کیا ہے اور وہ لوگ انبیاء کرام اور صدیقین اور شہدا ہین -

کسی طرح شبہ نہین کہ جناب خلیفہ ثالث اس آیت کے مصداق ہین۔ آپکے خدا اور اوسکے
رسول صلعم کی اطاعت کرنے مین کسکو شبہ ہے۔

سبحان اللہ۔ جو شخص جنت مین ان چارون گروہ کے ساتھہ ہو اوسکی بزرگی اور شان
مرتبہ کا کیا ذکر ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہین۔ یہہ چارون طائفہ جناب نبی صلعم کے کیا اچھے
رفیق ہین حضرت ابوبکر صدیق۔ جناب عمر فاروق۔ جناب عثمان ذوالنورین۔ جناب علی مرتضیٰ
شیر خدا۔ حضرت ابوبکر کے صدیق ہونے مین کسکو کلام ہے۔ باقی تین حضرات شہید ہین۔
رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہہ بھی بڑی نعمت خداوندی ہے جو اپنے فرمانبردارونکو ایسی بزرگونکی
رفاقت جنت مین عطا فرمائیگا۔

آیہ کریمہ۔ واذا جاءک الذین یومنون بایاتنا فقل سلام علیکم۔ ترجمہ۔
اے میرے محبوب رسول جب تمہارے پاس وہ لوگ آوین جو ہماری نشانیون پر ایمان
لاے اور ہماری آیتونکے گرویدہ اور دل سے معتقد ہین اونکو کہو تم پر خدا کی سلامتی ہو۔
عطا بن ابی رباح کا قول ہے (الذین یومنون بایاتنا) مین حضرت عثمانؓ داخل ہین
حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ رحماء بینہم (آپس مین ایک دوسرے پر رحم و شفقت
کرنیوالے) مین حضرت عثمانؓ بھی ہین۔ آپ فقیرون اور مسکینون پر مہربان تھے۔ باہم دوسرے
صحابہ کرام کے ساتھہ تواضع اور رحم سے پیش آتے تھے۔

وتواصوا بالحق (باہم حق بات کی وصیت کرتے ہین) آپکی شان ہے۔

آیہ کریمہ۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولٰئک عنہا مبعدون۔ ترجمہ۔ جن لوگونپر
ہماری مہربانی سبقت کر چکی (یعنی ہمارے رحم وکرم نے اونکو ہر چہار طرف سے لے لیا ہے)
یہہ لوگ اوس سے (آتش دوزخ سے) دور رہین گے۔

بعض مفسرین کی رای ہے کہ یہ دونوں آیتین حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے بارہ مین نازل ہوئی ہین۔

آیت کریمہ۔ امّن ھو قانت اٰناٰ اللیل ساجداً وقائماً یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہی رات کو سجدہ کر کے صبح کرنیوالا شب بیدار۔ روز آخرت سے ڈرنیوالا اور اپنے پروردگار کی رحمت کاملہ کا امیدوار ہے

حضرت ابن عمرؓ و دیگر مفسرین متفق ہین کہ یہ آیت وافی ہدایت جناب عثمانؓ کی شان مین ہے آپ تمام رات خوف خدا سے نماز پڑھتے یہان تک کہ صبح کر دیتے تھے۔

احادیث مناقب جناب عثمان رضؓ

آپکے فضائل مین بیشمار احادیث وارد ہوئی ہین۔ آپکی خلافت کا ثبوت اور بعد جناب فاروق رضؓ کے خلیفہ ہونا اکثر احادیث سے ثابت ہے منصف مزاج کسی طرح انکار نہین کر سکتا۔ ہم اون احادیث کو لکھتے ہین جو خاصۃً جناب خلیفہ ثالث رضؓ کے فضائل مین وارد ہین

حدیث ۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب عثمان رضؓ نے حضور نبوی صلعم کی خدمت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آنحضرت اُسوقت اپنے گھر کے کاروبار مین مصروف تھے۔ جب حضرت عثمانؓ اجازت پاکر مکان کے اندر داخل ہونیلگے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے کپڑے درست کر کے پہن لیئے اور فرمایا۔ عثمان مرد حیادار شرمگین ہین فرشتے اونسے حیا و شرم کرتے ہین۔ کیا مین ایسے شخص سے حیا نکرون۔

حدیث ۲۔ بروایت ابن عمر رضؓ منقول ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ میری اُمت مین بڑے حیا والے عثمان بن عفان ہین۔

حدیث [۳] حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھکو خداوند تعالیٰ نے بذریعہ وحی حکم بھیجا ہے کہ مین اپنی پیاری بیٹیان رقیہ اور ام کلثوم
عثمان کو عقد مین دون۔
حدیث [۴] ۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین۔ ایک مرتبہ مین حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس مکان مین تہی کہ عثمان رضؓ تشریف لاے اور دروازہ سے اذن چاہا۔
جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا۔ عثمان مرد حیا والے ہین مجھکو اندیشہ ہے کہ تمکو اور مجھکو
دونونکو ایک جگہہ دیکھکر شاید اونکو شرم آوے اور جس کام یا حاجت کو یہان آے ہین
بلاحصول غرض وحاجت ناکام واپس جاوین۔
حدیث [۵] ۔ حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ حضرت لوط
علیہ السلام کے بعد (جنہون نے کفار کو چہوڑکر ہجرت کی تہی) عثمان ہین۔ آپ مع اہل و
عیال کے ملک حبشہ کو تشریف لیگیئے تہے۔
حدیث [۶] ۔ حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے۔ حضرت رسولخدا صلعم فرماتے ہین کہ عثمان
ہمارے باپ ابراہیم کے مشابہ ہین۔
حدیث [۷] ۔ ام عیاش سے مروی ہے۔ حضور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے
آسمان سے جب وحی نازل کی تب مین نے ام کلثوم کو عثمان کے نکاح مین دیا ہے۔
حدیث [۸] ۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے روایت کی ہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ
اے عثمان رضؓ جبرئیل آے ہین اور مجھسے کہہ رہے ہین کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھہ
ام کلثوم کا نکاح کردیا جو مہر رقیہ کا ہے وہی اوسکا بہی ہے اور جس طرح کہ تمنے رقیہ کے
ساتھہ حسن معاشرت اور نیک برتاؤ رکہا ہے ام کلثوم رضؓ کے ساتھہ بہی ویسا ہی برتاؤ رکہنا۔

حدیث[۹]۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ جناب رسول اللہ صلعم نے جناب عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ تمکو ایک کرتہ پہنانا چاہتا ہے۔ اگر مخالفین تمسے وہ کرتا لینا چاہین ہرگز نہ دینا اور اپنے بدن سے میری ملاقات کے وقت تک جدا نہ کرنا۔

ان احادیث سے صریح بزرگی جناب عثمانؓ ثابت ہوتی ہے۔ وصف حیا جو کہ ایمان کی ایک شاخ ہے آپ مین بدرجہ کمال ثابت ہے۔

کرتہ سے مراد خلافت ہے۔ صاف لفظون مین فرمایا کہ تم میرے بعد خلیفہ ہوگے اور تم کو استحقاق خلافت ہے (اگرچہ بعد وفات نبوی اور بعد خلافت حضرات شیخین اسکا ظہور ہوا) اور لوگ تمہارے مخالف ہوکر تمسے خلافت چھین لینا چاہینگے مگر تم ہرگز خلافت ہاتھ سے نہ دینا۔ جناب عثمانؓ نے ایسا ہی کیا اور حضور کے ارشاد کی تعمیل مین اپنی جان عزیز تک کی پروا نہ کی۔

مردیم در حریم تو با داغ بیکسی ؎	ای وائے در وطن چہ غریبانہ سوختیم ؎

حدیث[۱۰]۔ جابرؓ کہتے ہین۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عثمان جنت مین ہے (یعنے انکا مقام جنت مین ہوگا)

حدیث[۱۱]۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم فرماتے ہین۔ ہر نبی و رسول کی اُمت مین کوئی نہ کوئی اوسکا دوست ہوتا ہے میرا دوست دلی عثمان ہے۔

اسی مضمون کی حدیث فضائل جناب صدیق اکبرؓ مین بھی آئی ہے اور وہ مشہور حدیث یہ ہے "اگر مین کسیکو دوست بناتا اور خدا کے سوا کوئی میرا دوست ہوتا تو مین ابوبکر کو دوست بناتا"

ان دونون حدیثون مین کوئی تعارض نہین۔ کیونکہ دوستون کی تعداد کثیر خلاف واقع نہین اور نہ اسمین کوئی قباحت ہے۔

حدیث ۱۲ - بروایت ابی ہریرہؓ وارد ہے - حضور سرور عالم صلعم فرماتے ہین کہ ہر نبی کا کوئی رفیق جنت مین ہوگا اور میرے رفیق جنت مین عثمان ہین -

حدیث ۱۳ - بروایت ابن عباسؓ جناب رسولخدا صلعم سے مروی ہے کہ فرمایا - بروز قیامت عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی جو (بوجہ گناہ کبائر کے) مستحق عذاب دوزخ ہونگے جنت مین داخل کئے جاوینگے اور اونکا کچھہ حساب و کتاب نہوگا -

حدیث ۱۴ - حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اسوقت تک بجز عثمان و رقیہ کے کوئی مہاجر نہوا - (ہجرت کی ابتدا اس زمانہ مین حضرت عثمان سے ہے)

حدیث ۱۵ - ابو عبد الرحمن سُلَمی سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو لوگون نے بلوہ کرکے چارون طرف سے مکان کے اندر گھیر لیا اور آمد و رفت کا راستہ بند کرکے ہر طرح مزاحمت اور ایذا رسانی پر آمادہ ہوے تو حضرت عثمانؓ چھت پر چڑھ گئے اور محاصرین کے گروہ کو مخاطب کرکے فرمایا -

مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون اور تم لوگون مین سے بھی صرف اصحاب رسولخدا کو قسم دلاتا ہون سچ سچ کہدو - کیا تم جانتے ہو کہ جسوقت جناب رسولخدا صلعم غزوہ عسرہ کے سرانجام مین مصروف تھے اور خرچ کی ضرورت تھی تو حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا - کون ایسا ہے کہ لشکر کو اس جنگ کے واسطے آراستہ کردے اور اوسکے جملہ ضروریات کو رفع کرکے قابل مقابلہ دشمنان خدا بنادے اوسکو اس نیکی کے عوض مین خدا اسے عالم جنت عطا فرمائیگا - تو مین نے اوس لشکر کو بہمہ جہت آراستہ کرکے قابل جنگ کردیا اور جو کچھہ صرف ہوا محض خدا اور اوسکے رسول کی رضامندی کے

واسطے اپنے پاس سے خرچ کیا - اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ جب رسولخداصلعم
نے فرمایا - کون ایسا ہے جو چاہ رُومہ کھود واسے اور اوسکی جزا مین بہشت
برین پاسے تو مین ہی نے کنوان کھدوایا تھا اور بموجب وعدہ حضور نبوی صلعم
جنت کا مستحق ہوا ہون پھر کیون میری جان کے خواہان ہو (اور ایسی مسلمان
کو جسکے واسطے حسب وعدہ رسولخداصلعم جنت عطا ہوئی ہو بےبس و بیکس قید
کر کے قتل کرنا کس مذہب و ملت مین روا ہے) ۔
اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کنوان جناب عثمان رض نے کھدوایا
تھا لیکن دیگر روایات اس کے خلاف ہین - جن سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ کنوان قدیم کسی اور شخص کا تھا آپنے اوس سے خرید کیا تھا جواب اسکا یہ ہو
کہ کھودنیسے مراد اوسکو خرید کر اوسکی مرمت وغیرہ کرا دینا ہے ۔
جماعہ سامعین اہل محاصرہ نے جناب عثمان رض کی تمام گفتگو از اول تا آخر سنکر جواب دیا
"تم سچ کہتے ہو"
حدیث ۱۶ ۔ عبدالرحمٰن بن خباب کہتے ہین کہ مین اوسوقت حضور سرور عالم صلعم کی خدمت
بابرکت مین حاضر تھا جبکہ آنحضرت صلعم منبر پر چڑھکر صحابہ کرام کو وعظ فرما رہے تھے اور
جیش العسرہ کے سامان مُہیا کرنے کی رغبت دلا رہے تھے - اوس مجمع مین حضرت عثمان رض
بھی تشریف رکھتے تھے - آپنے عرض کیا -
"اے رسولخدا مین خدا کی راہ مین سو اونٹ مع کجاوہ و پالان وغیرہ اسباب ضروری
کے اس لشکر کو دیتا ہون"
جناب رسولخداصلعم نے پھر لوگون کو حرص دلائی - حضرت عثمان رض نے پھر عرض کیا

"اے رسول خدا - مین دو سو اونٹ اور سب سامان کیساتھہ خدا کی راہ مین دیتا ہون"
جناب سرور عالم صلعم نے سہ بارہ لوگونکو تاکید فرمائی اور لشکر اسلام کی درستی کی ترغیب دلائی - اس مرتبہ بھی جناب عثمان نے عرض کیا -

"جناب مین تین سو اونٹ اور خدا کی راہ مین نظر کرتا ہون"

حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ یہہ سنکر خوش خوش منبر سے اوترآے اور حضرت عثمان رضؓ کے دل بڑہانیکو بطور تعریف کے فرمایا -

"عثمان رضؓ کو کچہہ تردد واندیشہ نہین اب جو چاہین کرین"

اس قصہ سے کمال سخاوت سیر چشمی اور فیاضی جناب ذوالنورین رضؓ ثابت ہوتی ہے چہہ سو اونٹ خدا کی راہ مین دیئے اور لشکر مجاہدین اسلام کو بہمہ جہت تیار کر دیا یہہ آپکی ادنی سخاوت کا نمونہ ہے -

حدیث ۱۴ - بروایت عبد الرحمن بن سمرہ وارد ہے کہ جناب عثمان رضؓ حضور سرور عالم صلعم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "یہہ ہزار دینار لشکر کے دیگر ضروری مصارف کو لایا ہون" اور دینار جناب رسول خدا صلعم کی گود مین ڈال دیئے - جناب رسول خدا صلعم اون دینارونکو چومتے اور فرماتے تھے -

"اب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچہہ غم نہین - اب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچہہ غم نہین"

یہہ کلمات نہایت خوشی اور شاباشی کے ہین -

حدیث ۱۵ - حضرت انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے بیعت رضوان سب صحابہ سے لی جناب عثمان رضؓ اوسوقت اوس مجمع صحابہ مین موجود نہ تھے جناب سرور عالم صلعم کے حکم سے آپکی جانب سے قاصد بنکر مکہ معظمہ کو گئے ہوے تھے -

جملہ صحابہ کرام یکے بعد دیگرے بیعت کرنے لگے جب سب بیعت کرچکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عثمان کی عدم موجودگی کے بارہ مین فرمایا "عثمان خدا اور اوسکے رسول کی حاجت اور کام کو گئے ہین"۔ پہر آپنے اپنی ایک ہاتھہ کو دوسرے ہاتھہ مین بجاے عثمان رض کے ہاتھہ کے لیا اور اونکی طرف سے بیعت لی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھہ جو حضرت عثمان کی طرف سے تہا وہ سب صحابہ کے ہاتھون سے اچہا تہا۔

حدیث [۱۹] ۔ حضرت ابن عمر رض سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے بطور پیشین گوئی فتنہ کا ذکر کرکے فرمایا اسی فتنہ مین عثمان شہید ہونگے۔

حدیث [۲۰] ۔ مُرّہ بن کعب کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم سے مین نے سنا ہے۔ مین حضور نبی صلعم کی خدمت مین حاضر تہا۔ آپنے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اوسکو قریب ہونیوالا فرمایا اسی حالت مین ایک صاحب چادر سر سے اوڑہے ہوے اوس مقام سے گذرے جہان رسولخدا صلعم اور دیگر صحابہ تہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے اونکی طرف اشارہ کرکے فرمایا "اوس فتنہ وفساد کے دن یہہ شخص راہ راست پر ہوگا"۔

راوی کا بیان ہے کہ مین اوٹہکر اوس شخص کے پاس گیا۔ وہ شخص یہی حضرت عثمان رض تہے۔ پہر مین نے خدمت نبوی مین عرض کیا۔ کیا انکی نسبت آپ فرماتے تہے۔ فرمایا۔ ہان انہین کو مین نے کہا ہے۔

حدیث [۲۱] ۔ ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رض نے محاصرہ کے دن بلوائیونسے فرمایا "جناب رسول خدا صلعم نے مجہسے جو عہد لیا ہے مین اوسپر قایم ہون اور تمہاری تکلیفونپر صبر کرتا ہون"۔ اس کلام سے مضمون گذشتہ حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جو اسطرح ہے

اُسے عثمان خدا تمکو ایک کرتہ پہنا دیگا تم مخالفین کے چھیننے سے ہرگز نہ اوتار ڈالنا اور وہ کرتا مجھسے ملتے دم تک پہنے رہنا"

حدیث ۲۲ - ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ جناب عثمانؓ نے دو مرتبہ رسول خدا صلعم سے جنت خرید کی ایک مرتبہ جب چاہ رُومہ کھودا - دوبارہ جب جیش العسرہ کا سامان مہیا فرمایا

حدیث ۲۳ - ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین - عثمانؓ صحابہ مین سے میری عادات و خصائل مین مجھسے بہت مشابہ ہین -

حدیث ۲۴ عصمہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ام کلثومؓ نے جو حضرت عثمانؓ کی بی بی تہین انتقال کیا جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا -

عثمانؓ کا نکاح کردو اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو مین عثمانؓ کو دیدیتا اور مینے بغیر آسمانی وحی کے اپنی لڑکیونکا نکاح اونسے نہین کیا ہے"

حدیث ۲۵ - حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے - وہ کہتے ہین - مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اور جناب عثمانؓ مخاطب تھے - اگر میرے چالیس بیٹیان ہوتین تو بہی مین یکے بعد دیگرے تمہارے عقد مین دیتا یہانتک کہ سب مرجاتین اور ایک بہی باقی نہ رہتی -

حدیث ۲۶ - زید بن ثابتؓ کہتے ہین کہ مین نے حضور سرور عالم صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ - میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہوا تہا اور وہ بیٹہا ہوا مجھسے باتین کررہا تہا کہ اتنے مین عثمانؓ میرے قریب ہوکر گذرے اوس فرشتہ نے اونکو دیکھکر کہا - یہ شہید ہونگے - انکی قوم کے لوگ انکو مار ڈالینگے - مجھکو انسے شرم آتی ہے"

حدیث ۲۷ - ابن عساکر بروایت حسنؓ نقل کرتے ہین کہ اونکے پاس لوگون نے حضرت عثمانؓ کی حیا و شرم کا ذکر کیا۔ حسنؓ نے کہا "آپکو حیا و شرم اس درجہ تھی کہ آدھی رات کو بند مکان مین جو سقف ہوتا اور جسکا دروازہ بھی بند ہوتا آپ غسل کیواسطے کپڑے اوتار کر ننگے ہوکر غسل کرنا چاہتے اور بدن پر پانی ڈالنے کا قصد کرتے پھر اونکو شرم آتی۔ کھڑے سے جھک جاتے اور پشت بلند کر لیتے"۔

حدیث ۲۸ - بروایت انسؓ وارد ہے کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین "خداوند تعالےٰ کی ایک تلوار نیام مین بند ہے جبتک عثمان زندہ ہین وہ تلوار نیام کے اندر رہی جب عثمان قتل ہونگے وہ تلوار نیام سے باہر نکل آویگی پھر تا قیامت نیام مین نہوگی" یعنے انکے واقعہ شہادت کے بعد ہمیشہ کشت خون ہوتا رہیگا۔

حضرات ناظرین! اس سے زیادہ صاف پیشین گوئی اور کیا ہو سکتی ہے - دیکھیے کہ جناب عثمانؓ کی شہادت کے بعد ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین کسقدر خلاف واقع ہوا روز لڑائیان رہین - آے دن گھر ہی مین لڑائیان ہوا کین خانگی فتنہ و فساد نے ایک دم چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کسقدر پر آشوب زمانہ تھا۔ الامان الامان۔ بعد اسکے معرکہ کربلا۔ اس سے بڑھکر اور کیا فتنہ ہوگا اور نہ کسی نبی کی امت مین ایسا معرکہ گذرا ہے - بعد معرکہ کربلا بھی ان لڑائیو نکا خاتمہ نہوا۔ مکہ معظمہ مین وہ جنگ خونریز اور قتل عام ہوا کہ خدا کی پناہ۔ غرضکہ آج تک مسلمانونکو اطمینان نصیب نہوا اب ہم چند فضائل جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ازالۃ الخفا سے نقل کرتے ہین جناب عثمان رضؓ اسلام سے قبل اپنی قوم قریش مین نہایت مالدار و متمول اشخاص مین سے تھے۔ معزز و نامور لوگو نمین آپکا شمار تھا اور راونمین با وجاہت تھے۔ آپکی

سخاوت وفیاضی قوم مین مشہور تہی اسلام سے قبل ہی وہ کارنمایان اور سخاوت کی کہ سخی مشہور ہوگئے اسلام کے بعد ظاہر ہے کہ کیا کیا کام آپنے کئے ہین۔ بعضونکے نزدیک کثرت سخاوت سے قبل اسلام اور بعد اسلام کے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔

ابتداے سن سے جاہلانہ عادات سے متنفر و بیزار تہے اور یہہ اس امر کی قوی دلیل ہے کہ آپکو انبیاء کرام سے مشابہت فطرتی ہے۔

آپنے قبل اسلام ہی شراب حرام سمجھی۔ خود آپکا قول ہے "مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین کبہی زنا کیا اور نہ چوری کی" جب رسول خدا صلعم کو نبوت ہوئی آپ نے اسلام مین سبقت کی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ سے ایک روز قبل اسلام لاے۔

قبول اسلام کے بعد رسولخدا صلعم نے اپنی صاحبزادی لخت جگر نور نظر بی بی رقیہ کو آپکے عقد مین دیا۔ آنحضرت صلعم آپکے اچہے برتاؤ اور نیک سلوک سے بہت خوش رہے جب کفار قریش نے عداوت پر کمر باندہی اور مسلمانونکو ایذارسانی شروع کی آپ اپنی بی بی کو مع دیگر اشخاص کے لیکر سب سے بیشتر ہجرت کر گئے اور ملک حبشہ مین جا کر اقامت کی۔ سلسلہ ہجرت الی اللہ جو کہ بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے منقطع ہوگیا تہا آپکی ذات بابرکات سے ازسرنو شروع ہوا۔

جب آپ ہجرت کر کے حبشہ پہونچے اور وہان قیام فرمایا کچہہ مدت تک آنحضرت صلعم کو آپ دونون صاحبونکی خیریت نہ معلوم ہونیسے فی الجملہ قلق و اضطراب تہا روزانہ خبر صحت وعافیت کا انتظار رہتا تہا اوسی عرصہ مین ایک عورت اہل قریش سے جو ملک حبشہ مین تہی مکہ معظمہ مین داخل ہوئی۔ جناب رسالتمآب صلعم نے اوسکے آنیکی

خبر معلوم کر کے اوسکو بلا کر حال دریافت فرمایا کہ کس حال مین دیکھا ہے۔ کس طرح چھوڑا ہے اوس عورت نے جوابدیا۔ دونون خچر پر سوار تھے اور ہر طرح خوش وخورم تھے۔ جناب رسولخدا صلعم کو اونکا حال دریافت ہونیسے اطمینان ہوا اور آپنے دعا فرمائی "خداوندا تو اونکے ساتھہ ہے اونکی حفاظت کرنا"

حضرت لوط ؑ جب اپنی امت کی نافرمانیون اور اونکی شرارتسے تنگ آے سب کا ساتھہ چھوڑ کر اوس شہر سے باہر چلے گئے۔ رسم ہجرت کی ابتدا حضرت لوط ؑ سے ہوئی اور آنکے بعد پھر کسی نے ہجرت نہین کی۔ جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ مین جب کفار مکہ کی تعدی اور ظلم حد سے بڑھگیا جناب عثمان ؓ مع اپنی اہلیہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب وغیرہ کے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حبشہ پہونچے۔ وہان کا بادشاہ نجاشی سب سے باحترام تمام پیش آیا۔ جب جناب رسولخدا صلعم مع صحابہ کبار مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہونچے کچھہ عرصہ کے بعد جناب عثمان ؓ بھی حبشہ سے مدینہ منورہ مین پہونچکر جناب رسولخدا صلعم سے ملے۔ حضرت جعفر ؓ اور اصحاب سفینہ بعد واقعہ خیبر کے مدینہ منورہ مین آے۔

آپ واقعہ بدر مین بوجہ علالت حضرت رقیہ ؓ کے شریک نہ ہوسکے آپ اپنی بی بی کی تیمارداری مین مصروف تھے۔ جب جہاد کا حکم ہوا اور مسلمان جہاد کرنے پر آمادہ ہوے جملہ غزوات مین حضور سرور کائنات صلعم کے ہمراہ رکاب جہاد مین شریک ہوے۔ علاوہ بدر کے کہ بوجہ مذکورہ بالا شرکت نہ کرسکے اور باوجود عدم حاضری کی جناب رسولخدا صلعم نے آپکو حصہ مال غنیمت بدر کا عطا فرمایا اور مجاہدین وغازیان بدر مین آپکا شمار ہوا۔ جب آپ بوجہ علالت اہلیہ خود شرکت جہاد سے معذور رہے فی الجملہ آپ کو ملال ہوا۔ جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا "تمکو ثواب اونہین مجاہدین کا ہے

جو جنگ بدر مین شریک ہوئے"

باقی رہا یہ شبہ کہ احد مین جب کفار نے غلبہ کیا مسلمانونکی جماعت مین سے بعض اصحاب بھاگ نکلے اونہین لوگو نمین جناب عثمانؓ بھی ہین۔ اسکا جواب یہ ہی کہ اس سے کچھہ نقص آپکی ذات بابرکات مین نہین آیا۔ اور بمقابلہ دیگر فضائل وحالات یہہ ادنیٰ لغزش کچھہ شمار مین نہین۔ کیونکہ خدا ے پاک نے یہہ خطا سب کی معاف فرمائی۔ آیہ کریمہ۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقے الجمعان انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم۔ ترجمہ۔ جس دن کہ دو جماعتین (اہل اسلام وکفار) باہم ملین (اور لڑائی شروع ہوئی) اور تم مین سے کچھہ لوگ بھاگ نکلے شیطان نے اون کو پھسلا دیا تھا اونکے بعضے گناہونکی شامت تہی اور اللہ تعالیٰ نے تو اون لوگونکی یہ خطا معاف کر دی۔ اس آیت سے سب بھاگنے والونکا قصور معاف ہو گیا اب کسی پر طعن کرنا اور الزام دینا روا نہین۔

جب واقعہ حدیبیہ مین جناب رسولؐ خدا کو منظور ہوا کہ کوئی شخص مکہ معظمہ جا کر غریب بے بس مسلمانونکی جو کفار مکہ کی قید مین انواع انواع کی مصیبتین جھیل رہے ہین نہ اونکو ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے دیتے ہین اور نہ اونکو چین سے وہان رہنے دیتے ہین دلدہی اور تسلی وتشفی کر آوے اور سمجھا آوے کہ عنقریب خداے رحیم وکریم تمکو آزادی دیگا۔ تمہاری تکلیف کے دن گئے راحت کا زمانہ آگیا چندے اور صبر کرو۔ تو جناب رسول خدا صلعم نے اس کام کیواسطے اولاً جناب عمر فاروقؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور یہ کام کر آؤ لیکن جناب فاروق رضؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون مکہ معظمہ مین میرے رشتہ ناتہ والے اور کنبے کے لوگ نہین رہے جنکے پاس جا کر مین وہان ٹھیرون

اگر جناب دوسرے کو تجویز فرماکر وہان بھیجین تو مناسب ہے"۔ یہ عرض خدمت نبوی مین پذیرا ہوئی اور جناب عثمانؓ اس کام کیواسطے منتخب ہوے۔ جناب عثمانؓ حکم نبوی پاکر اپنی سواری پر سوار ہوکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب جناب عثمان مکہ معظمہ کے قریب پہونچے اولاً آپ لشکر کفار مین داخل ہوی اور بے خوف وخطر اون لوگونمین چلے گیے۔ کفار نے چارون طرف سے آپکو گہیر لیا چونکہ آپ کو سب جانتے تہے اور بعض قرابت دار بہی تہے آپکو ڈانٹنے ڈپٹنے لگے اور اسلام اختیار کرنے پر بہت کچہ لعنت وملامت کی۔ اوسی مجمع مین آپکے چچازاد بہائی اَبان بن سعید بن ابی العاص بہی موجود تہے اونہون نے لوگون سے آپکو بچالیا اور اپنے گہوڑے پر سوار کرکے خود پیچہے بیٹہ لیے۔ اس طرح جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین داخل ہوے۔ پہر کوئی متنفس آپسے مزاحم نہ ہوا۔

خانہ کعبہ کے پاس پہونچکر اَبان بن سعید نے کہا آو طواف کرین۔

جناب عثمان۔ اے بہائی ہم لوگ اہل اسلام از خود کوئی نیا کام نہین کرتے۔ جو ہمارے سرار نبی کریم کرتے ہین ہم لوگ بہی اونکی پیروی کرتے ہین اور وہ کام کرنے لگتے ہین۔

چونکہ آنحضرت صلعم مع صحابہ کبار حج وعمرہ سے روکے گیے تہے جناب عثمانؓ کو تنہا عمرہ کرلینا پسند نہ آیا اور اپنے چچازاد بہائی کو یہ جواب دیا۔

اَبان بن سعید۔ اے میرے بہائی تم شکستہ حال۔ پریشان۔ بوسیدہ لباس کیون ہوا اور اسقدر اونچی ازار (تہ بند) کیون باندہے ہو۔

حضرت عثمانؓ کی ازار تا نصف ساق تہی آپنے جواب دیا۔

ہمارے سردار آنحضرت صلعم کی یہی وضع اور ازار کی ایسی ہی بندش ہے"
پہر حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ مین ٹہیرے اور سب مسلمان قیدیونکو جناب رسولخدا صلعم
کی طرف سے پیغام پہونچایا اور سب کو تسلی و اطمینان دیکر حضور کیخدمت مین واپس آے
اسی زمانہ مین جبکہ حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ جناب رسولخدا کی حکم سے گئے ہوے تہے لوگونمین
مشہور ہوا کہ جناب عثمانؓ کو کفار مکہ نے اکیلا پاکر قتل کر ڈالا۔ مسلمانونکو اس خبر وحشت اثر سے
سخت صدمہ ہوا قریب تہا کہ بیخود ہوکر کفار پر جا پڑین اور صلح و عہد کا خیال بالکل بہول جاوین
چنانچہ اسی ہنگامہ مین سب نے حضور سرور عالم صلعم سے تجدید بیعت کی اور لڑنے اور خدا کی
راہ مین جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ جناب رسولخدا صلعم نے جناب عثمانؓ کی طرف سے
ایک ہاتہہ اپنا لیا۔ اور دوسرے ہاتہہ مین لیکر فرمایا۔
"یہ میرا ہاتہہ ہے اور یہہ عثمان کا ہاتہہ ہے"
اس بیعت رضوان مین جسکی فضیلت اور اجر عظیم کی طرف قرآن مین اشارہ ہی آپ بہی داخل ہوے
منجملہ فضائل حضرت عثمانؓ توسیع مسجد نبوی ہے۔
جسدن بلوائیون نے آپکے مکان کا محاصرہ کیا ہے آپ چہت پر چڑہے اور بہت
کچہہ انکو سمجہایا اور خوب خوب وعظ و پند سنایا۔ اپنے بے بس و مجبور مقتول ہونیکی سزا سے
ڈرایا۔ اوسی خطبہ مین آپنے منجملہ دیگر امور کے یہہ بہی ذکر فرمایا کہ لے لوگو سنلو
مین تمکو خدا ے پاک کی جسکا کوئی شریک نہین قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے
کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کون ایسا خدا کا بندہ ہے کہ بنی فلان (کسی روایت مین
تصریح نہین آئی کہ اسکا مکان تہا کسی مین مزید بنی فلان ہی کسی مین اور لفظ۔ غرض کہ بنی فلان
کی تعین کسی روایت مین نہین آئی) کا باڑا لیکر خدا کیواسطے مسجد مین ملا کر اوسکو وسیع کردے

تو مین نے بیس ہزار یا پچیس ہزار مین خریدا اور خدمت نبوی مین عرض کیا یا رسول اللہ صلعم وہ باڑا مین نے لے لیا ہے۔ کیا حکم ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ مسجد مین ملا دو اور خدا کے نزدیک تمکو اسکا اجر عظیم ملیگا"

غزوہ عسرہ یا تبوک مین بہت تنگی پیش آئی۔ کہانے کو پاس نہ رہا اہل لشکر نے بہوک پیاس سے سخت تکلیف اوٹہائی یا پیادہ سفر کیا قلت سواری کی اور بہی مصیبت تہی۔ جناب عثمانؓ کو خبر پہونچی آپنے کہانا خرید کیا اور جملہ اصحاب رسولخدا صلعم کے واسطے اونٹ سواری کو اور دیگر اشیاء خوردنی جانب تبوک روانہ کین جب اونٹونکی قطار غلہ وغیرہ سے لدی ہوئی آنحضرت صلعم کے قریب پہونچی اور ملاحظہ اقدس مین گذری حضور نے دور سے دیکہکر فرمایا "تمکو خداوند تعالیٰ نے مال عطا فرمایا۔ کہانے پینے کا سامان آگیا ہے" جب اونٹ بٹہلائے گئے اور جملہ سامان از قسم طعام وغیرہ جو کہ جناب رسولخدا صلعم اور صحابہ کبار کے واسطے آیا تہا اونٹونپر سے اوتار کر ایک جگہہ ڈہیر کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اپنے دونون دست مبارک آسمان کیطرف بلند فرمائے اور جناب عثمانؓ کے حقمین دعا مانگی "خداوندا مین عثمان سے راضی ہوا تو بہی اونسے راضی رہنا" یہہ کلمات تین بار آپنے فرمائے۔ پہر صحابہ کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا "تم سب بہی عثمان کیواسطے دعا مانگو" سب نے جناب رسولخدا صلعم کے ساتہہ جناب عثمانؓ کے واسطے دعا مانگی۔

اکثر اوقات جناب عثمانؓ وحی کی کتابت فرمایا کرتے تہے اطراف وجوانب کے سلاطین کے نام خط وکتابت جنمین بعض مضامین مخفی ہوتے جنکا اظہار علی العموم مناسب وقت نہ ہوتا آپ ہی لکہا کرتے تہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم جناب عائشہ رضہ سے تکیہ لگائے بیٹہے تہے اور حضرت عثمانؓ بہی وہان موجود تہے جبرئیل امین عم وحی لیکر تشریف

لاے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا "عثمان لکھو" اور آیات قرآنی پڑھکر سنائین۔
جناب عثمان رضؓ نے ایکمرتبہ حلوا (خبیص) جناب رسالتمآب کے واسطے پکایا اس قسم کا حلوا اہل فارس بنایا کرتے تھے ملک عرب مین اسکا رواج نہ تہا۔ حضرت عثمانؓ نے اسکی ابتدا کی اور جناب رسالتمآب صلعم نے پسند فرمایا۔
جناب عثمانؓ کے پاس اونٹ آے اور شہد سے لدے ہوے آے۔ آپنے شہد اور آٹے کو ملاکر حلوا بنایا اور جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین حضرت ام المومنین ام سلمہ رضؓ کے گھر بھیجا۔ جب جناب رسولخدا صلعم تشریف لاے۔ حضرت ام سلمہ نے کھانیکے وقت حضور مین پیش کیا۔ آپنے کھاکر بہت پسند فرمایا۔ دریافت کیا کہ کسنے بھیجا ہے۔ بی بی ام سلمہ رضؓ نے عرض کیا عثمان رضؓ نے خاص حضور کے واسطے بھیجا ہے۔ آپنے فرمایا "خداوندا۔ عثمان رضؓ تیری رضامندی اور خوشی کا خواستگار ہے تو اوس سے راضی رہنا"
ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک قافلہ مدینہ منورہ مین باہر سے آیا اوسمین گیہونکا آٹا اور گھی۔ شہد۔ حضرت عثمانؓ کے واسطے آیا۔ حضرت عثمانؓ یہہ سب سامان حضور نبوی مین لے آے آپنے دعاے برکت فرمائی۔ پہر ایک دیگچی منگوائی۔ وہ چولھے پر رکھی گئی اور آگ جلائی گئی۔ پہر اوس دیگچی مین آٹا۔ شہد۔ اور گھی ڈالا اور خوب چمچہ سے چلایا جب پک کر تیار ہوا دیگچی چولھے سے اوتار لی گئی۔ جناب رسولخدا صلعم نے جملہ حاضرین جلسہ کو بلاکر فرمایا "آؤ اسکو کھاؤ اسکو اہل فارس خبیص کہتے ہین"
حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اہل بیت رسولخدا صلعم چار روز تک بھوکے پیاسے رہے۔ فاقہ سے تنگ حال ہوے۔ کچھہ کھانے کو نہ ملا یہانتک کہ بچے بھوک کی شدت سے بلبلانے اور شور وغل مچانے لگے۔ جناب رسولخدا صلعم

گہرمین تشریف لاے۔ جناب صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کیا میرے بعد تم لوگون نے کچھ کہانیکو پایا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا۔ کہان سے ملتا اور کون بہیجتا جبکہ خداوندکریم آپ کے ہاتہون نہ بہیجے تو کون دینے والا اور بہیجنے والا ہے۔

جناب رسولخدا صلعم نے وضو کیا نفل نماز ادا کرکے دعا مانگی اور باہر تشریف لیگئے آخر دن مین جناب عثمانؓ تشریف لاے اور اندر آنیکی اجازت چاہی۔ مین نے منع کرنے کا قصد کیا مگر پہر دل مین کہا۔ "عثمان مالدار لوگون مین ہین اور صحابی ہین دولتمند بہی ہین۔ شاید خداوندکریم نے اونکو یہان اسواسطے بہیجا ہے کہ اسوقت ہماری مدد کرین اور کچھہ ہمارے واسطے لائین"۔ یہہ خیال کرکے اندر بلالیا۔ حضرت عثمانؓ اندر تشریف لاے اور کہا۔ "ای مادر مہربان حضور سرور عالم صلعم کہان تشریف رکہتے ہین"۔ مین نے کہا۔ "اے میرے بیٹے۔ محمدؐ کے گہر مین چار دن سے چولہا نہین سلگا۔ کسی نے کہانیکو کچہہ نہین کہایا فاقہ پر فاقے ہورہے ہین جناب رسولخداؐ گہر مین تشریف لاے تہے۔ شدت بہوک و پیاس سے آپ کا چہرہ مبارک اترا ہوا۔ پیٹ پیٹھہ سے لگا ہوا تہا۔ پہر مین نے وہ گفتگو جو میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان ہوئی تہی بیان کی۔ یہہ حال سنکر جناب عثمانؓ رودیے اور کہا۔ "کمبخت دنیا تباہ ہو"۔ پہر کہا۔ "اے ام المومنین آپکو مناسب نہ تہا کہ اس حالت تنگی اور فقر و فاقہ کو مجہسے چہپایا اور اسکی بابت مجہسے کچہہ اظہار نہ فرمایا۔ نہ کسی دوسرے مالدار صحابہ جیسے عبدالرحمن بن عوف۔ ثابت بن قیس۔ وغیرہ سے کہا"۔ یہہ کہکر جناب عثمانؓ چلے گئے۔ گہر جاکر بورونمین آٹا۔ گیہون۔ کہجور بہر کر اور ایک پختہ بکری بریان اور تین سو درم نقد ایک تہیلی مین رکہکر بہجوادیئے۔ پہر خیال کیا کہ جنس خام کے تیار ہونے مین دیر ہوگی اور بہوک پیاس سے سب صاحب پریشان حال ہین لہذا کچہہ پکا ہوا کہانا بہی جانا چاہیے

اس خیال سے روٹیان اور گوشت بریان با فراط بہیجدیا اور خود آکر کہہ گئے کہ سب صاحب اسکو نوش جان فرمائین اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے رکھہ چھوڑین۔ مجھسے قسم لی کہ خبردار ایسی تنگی اور فاقہ کی نوبت نہ ہونے پاوے جب کبھی ایسا وقت پیش آوے مجھکو ضرور خبر دینا۔

حضرت عثمانؓ کے چلے جانیکے بعد جناب رسولخدا صلعم تشریف لای اور فرمایا اے عائشہؓ کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ کھانے پینے کو آیا۔

جناب صدیقہؓ۔ یارسول اللہ۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپ گھر سے دعا مانگ کر نکلے اور یہ بھی آپکو یقین ہے کہ خدا ے پاک آپکی دعا رد نہین کرتا۔

آنحضرت صلعم۔ تمکو کیا ملا۔

جناب عائشہؓ اسقدر اونٹوں کا بار آٹا۔ اسقدر گیہون۔ اتنے اونٹ کھجور تین سو درم نقد بکری بریان۔ روٹیان اور گوشت پختہ کثرت سے آیا ہے۔

آنحضرت صلعم کس نے بہیجا اور کہان سے آیا۔

جناب صدیقہؓ عثمان بن عفان نے یہہ سب کچھہ بہیجا ہے۔

یہہ سنکر جناب رسولخدا صلعم رو دیئے اور دنیا کا نہایت ناراضی کے ساتھہ ذکر فرمایا اور مجھکو قسم دلائی کہ اگر آیندہ پھر کبھی ایسی ہی سختی اور ضرورت پیش آے تو ضرور عثمان کو اطلاع دینا۔ پھر فوراً آپ مسجد مین تشریف لیگئے۔ ہاتھہ اوٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا بار الٰہا مین عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بھی اوس سے راضی رہنا۔ بار الٰہا۔ مین عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بھی اوس سے راضی رہنا۔ اکثر اوقات جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمانؓ کے واسطے باہتمام بلیغ دعا فرمائی ہے۔

ابو سعید خدری کہتے ہین۔ مین نے دیکہا ہے کہ اول رات سے طلوع فجر تک جناب رسولخدا صلعم جناب عثمان رضہ کے واسطے دعا فرماتے رہے اور یہہ الفاظ زبان مبارک پر تہی۔

خداوندا۔ مین عثمان سے راضی ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا

جابر بن عطیہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے حضرت عثمان رضہ سے فرمایا کہ اُے عثمان خدا ے رحیم وکریم نے تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے۔ اسلام کے قبل جو گناہ کئے۔ اور جو بعد اسلام کے۔ اور جو ظاہر و آشکارا ہین اور جو پوشیدہ۔ اور جو کچہہ قیامت تک ہون سب گناہون سے درگذر فرمائی"۔ سبحان اللہ۔ کیا بشارت عظمیٰ ہے۔ حضرت خلیفہ ثالث رضہ کا مرتبہ اور عظمت وجلال کسقدر رہے۔ خدا اور اوسکے رسول کی کسقدر مہربانی اور شفقت اونپر ہے۔ بیشک آپکے کام ایسے ہی تہے اگر اس درجہ لطف نبوی ہوا تو تعجب ہی کیا ہے۔ اپنا تمام مال خدا کی راہ مین صرف کر ڈالا خدا کی رضامندی اور اوسکے رسول کی فرمانبرداری مین جان تک سے دریغ نہ کیا۔ حضور سرور عالم صلعم کی رضامندی اور اطاعت اپنی خواہش دلی پر مقدم رکہی۔ خدا اوسکے رسول کے احکام کی بجاآوری مین دل وجان سے مصروف رہے۔ اپنی عمر عزیز کا تمام حصہ خدا اور اوسکے رسول کے کامون مین صرف کیا سچ تو یہہ ہے کہ یہی بزرگوار پکّے اور سچے مسلمان تہے جناب رسالتمآب صلعم کی صحبت اکسیر ہدایت تہی جس مسلمان نے ایک لحظہ بہی ایک نظر جناب سرور کائنات کو دیکہہ لیا گروہ صحابہ مین داخل ہو گیا۔ یہ دولت کمائی۔ شرف سعادت ابدی حاصل کیا اور نعمت جاوید سے مالامال ہو گیا۔

جن بزرگونکو تمام عمر حضور نبوی کی صحبت رہی اور سفر وحضر مین ہر وقت ہم پیالہ اور ہم نوالہ تہے اونکے فضائل وکمالات کی انتہا کیسے ہو سکتی ہے اور اونکی بحر اوصاف مین

کسکی مجال ہے کہ غوطہ زنی کر کے تہ تک پہونچ سکے۔

خامہ لشکستیم ولب لبستیم از تعریف شان	کان نہ در تحریر یا گنجد نہ در تقریر یا

اب ہم چند احادیث مشکوۃ شریف سے اور نقل کرتے ہین۔

حدیث۔ جناب عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسولخدا صلعم ایک دن اپنی حجرہ شریف مین بستر پر لیٹے استراحت فرما رہے تھے۔ آپکی دونون رانین یا فقط پنڈلیان کھلی ہوئی تھین کہ اس اثنا مین حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لائے اور اجازت اندر آنیکی طلب کی۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی اور اوسی حال مین لیٹے رہے۔ حضرت صدیقؓ حجرہ کے اندر داخل ہوے اور آنحضرت صلعم سے باتین کرنے لگے۔ بعد ازان حضرت عمر فاروقؓ نے آکر اجازت چاہی اور وہ بہی اندر آے۔ پہر جناب عثمان نے اجازت مانگی جناب رسولخدا صلعم لیٹے سے اوٹھہ بیٹھے اور اپنے کپڑے درست کرلئے اور رانین یا پنڈلیان چھپالین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جب عثمانؓ تشریف لیگئے تو مین نے حضور مین عرض کیا۔

ابوبکرؓ آپکی خدمت مین تشریف لاے مگر آپنے اونکے آنیکی کچھہ پروانہ کی اور نہ کچھہ زیادہ اہتمام فرمایا پہر حضرت عمرؓ آے آپ اوسی ہیئت سے لیٹے رہے اور کچھہ پروانہ کی۔ جب حضرت عثمانؓ آے آپ اوٹھہ بیٹھے اور کپڑے درست کرلئے۔ یہہ کیا بات ہے۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اُے عائشہؓ جس شخص سے فرشتے حیا کرتے ہون تو کیا مین اوس سے حیا و شرم نہ کرون"۔ دوسری روایت مین ہے۔ "عثمان مرد باحیا ہین انکو کمال درجہ شرم غالب ہے مجھکو خیال ہوا کہ مجھکو اس بے تکلفی کے ساتھہ لیٹے دیکھکر وہ شرمندہ ہوکر چلے جائینگے اور شاید کسی کام کو آے ہون تو وہ بہی کچھہ مجھہ سے

نہ کہہ سکینگی اسواسطے مین نے اونکے آنے پر یہہ اہتمام کیا"

حدیث - بروایت سمرہ بن جندب ذیل مین قصہ تبوک کے آیا ہے کہ جناب عثمانؓ نے علاوہ اونٹونکے جوراہ خدا مین مجاہدین کو دئے ہزار دینار بھی رسولخدا صلعم کیخدمت مین گذرانے اور جناب رسولخدا صلعم کی آغوش مبارک مین ڈال دئے۔ راوی کا بیان ہے مین نے بچشم خود دیکھا کہ بکمال محبت جناب رسالتمآب صلعم اون دینارونکو بوسہ دیتے اور فرماتے تھے۔ "عثمان کو کچھہ نقصان نہوگا آج سے جیسا عمل چاہین کرین" دوبار فرمایا

حدیث - ثمامہ روایت کرتے ہین کہ مین بروز محاصرہ عثمانیؓ موجود تھا اور اوسی مجمع مین تھا جبکہ حضرت عثمانؓ نے کوٹھے پر چڑہکر جملہ محاصرین کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔

مین تم صحابہ کو خدا کی قسم دلاتا ہون جو جانتا ہو کہہ دے۔ رسول خدا صلعم جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور قیام پذیر ہوے تو شیرین پانی پینے کا بجز بیر رومہ کے دوسرا کنوان نہ تھا اور اُس کنوئین کا مالک ایک شخص مزنی نام تھا حضرت نے فرمایا "کون ایسا ہے جو خدا کیواسطے چاہ رومہ خرید کے فی سبیل اللہ وقف کردے اور اوسکی جزا مین جنت کا مستحق ہو" مین نے وہ کنوان خاص اپنے ذاتی مال سے خرید کے وقف کر دیا مگر آہ کہ تم لوگ آج کے دن مجھکو اوسی پانی سے روکتے ہو۔ اور مین کھاری پانی (مثل آب دریاے شور) بدقت پینے کو پاتا ہون۔

محاصرین - ہان سچ کہتے ہو۔

جناب عثمان - مین تمکو خدا اور اوسکے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تم نہین جانتے کہ جب مسجد مین گنجائش کم رہی اور نمازیونکو تکلیف ہونے لگی تو جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا "کون مرد سخی ہے کہ فلان شخص کے مکان جو متصل مسجد ہین خرید کر مسجد مین ملادے اور مسجد کو بڑہادے خدا کے پاس اسکا بدلہ جنت نصیب ہوگی" مین ہی نے تو وہ گہر خرید کر مسجد مین ملادئے تہے اور اب اسوقت تم لوگ مجہی کو اوس مسجد مین دو رکعت نماز پڑہنے سے منع کرتے ہو۔

محاصرین۔ فی الواقع درست کہتے ہو۔

جناب عثمان۔ مین تمکو اللہ کی اور اوسکے سچے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تمکو یاد نہین کہ مین ہی نے جیش العسرہ کو اپنی مال سے جہاد کیواسطے درست کردیا تہا

محاصرین۔ ہان خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان۔ مین تمکو خداے مطلق اور اوسکے دین برحق اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تمکو خبر نہین کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم کوہ ثبیر پر تہے۔ خدمت اقدس مین ابوبکرؓ اور عمرؓ تہے اور مین ہی موجود تہا۔ ناگاہ پہاڑ کو حرکت ہوئی یہانتک کہ کچہہ پتہر کنکر اوس پہاڑ کی چوٹی سے لڑہک کر نیچے تک پہونچے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے پاے مبارک سے اوس پہاڑ کو ایک ٹہوکر ماری اور فرمایا "اے ثبیر۔ ٹہر جا۔ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین"

محاصرین۔ ہان ہم خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان۔ اللہ اکبر۔ برب کعبہ گواہی دیتے ہین کہ مین شہید ہون مگر باوجود اقرار کے اپنے ارادون سے باز نہین آتے اور میرے قتل کے درپے ہین۔

چه عذر از بخت خود گویم که آن عیار شهر آشوب		بہ تلخی کشت حافظ را و شکر در دہان دارد

حدیث۔ عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت ہے، وہ کہتے ہین کہ ایک شخص مصری بارادہ حج بیت اللہ کو جاتا تھا وہ مدینہ منورہ مین بہی آیا اور مجمع صحابہ کبار مین پہونچ کر جہان کچھ لوگ بیٹھے تھے اونسے مخاطب ہوکر پوچھا۔

مرد مصری۔ آپ کون لوگ ہین۔

صحابہؓ۔ ہم لوگ قریش ہین۔

مصری۔ تم لوگون مین زیادہ عمر والا کون ہے۔

صحابہؓ۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

مصری (عبد اللہ بن عمرؓ سے مخاطب ہوکر) اے ابن عمر مین آپسے چند سوال کرتا ہون مجھے جواب دیجے۔ کیا آپ جانتے ہین کہ عثمانؓ جنگ احد مین بہاگے

ابن عمرؓ۔ ہان بہاگے تھے۔

مصری۔ کیا بیعت رضوان سے بہی غائب تھے اور اوس بیعت مین حاضر نہ ہوے

ابن عمرؓ۔ ہان ایسا ہی ہوا۔

مصری۔ (تعجبانہ لہجہ سے) اللہ اکبر۔

مرد مصری کی غرض ان سوالات سے اظہار منقصت و اثبات جرم جناب عثمانؓ کی شان مین تہی۔ جب عبد اللہ بن عمرؓ نے اوسکے سوالات کی تصدیق کی اور ہر سوال کو تسلیم کرلیا تو اوسنے براہ تعجب اللہ اکبر کہا۔ یعنے باوجود ان عیوب کے تم لوگ عثمانؓ کو بہتر سمجھتے ہو۔ جب مصری اپنے سوالات ختم کرچکا عبد اللہ بن عمرؓ اوسکے جوابات کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔

ابن عمر رضہ۔ آؤاب کان دہر کر سنو۔ تمہارے ہرایک سوال کا جواب دیتا ہون اور وجہ معقول بیان کرتا ہون (حضرت عثمانؓ کا جنگ احد مین بہاگنا) مین گواہ ہون کہ خداوند تعالیٰ نے یہہ گناہ اونکا بلکہ اون سب کا بہی جواس جنگ مین بہاگے معاف فرمادیا۔ قرآن مجید مین آیت وافی ہدایت ان الذین تولوا منکم یوما التقے الجمعان۔ شاہد عدل موجود ہے۔ ایک عثمانؓ کیا سب بہاگنے والو نکا گناہ خداوند تعالیٰ نے معاف کردیا۔ اب کسیکو اسباب مین مجال گفتگو اور موقع چون وچرانہ رہا۔

(عثمانؓ جنگ بدر سے غیر حاضر تہے؟)

اسکی وجہ یہ ہے کہ جناب عثمانؓ کی بی بی رقیہؓ جناب رسولخداصلعم کی صاحبزادی علیل تہین خود جناب رسولخدا نے اونکو اجازت دی کہ تم مدینہ مین رہکر بیمار کی تیمارداری کرو اور تمکو ثواب اونہین لوگو نکا ملیگا جو جنگ بدر مین شریک ہوے اور حصہ بہی اونہین لوگونکے برابر ملیگا۔

اب کہو۔ اس الزام سے جناب عثمانؓ بری ہو گئے یا نہین۔ اور جیسا کہ جنگ تبوک مین شیر خدا جناب علی مرتضیٰ رضہ جناب پیغمبر خداصلعم کے حکم سے آپکے اہل وعیال کی نگرانی کیلئے مدینہ منورہ مین رہ گئے تہے اور لڑائی مین شریک نہین ہوے اسی طرح جناب عثمانؓ کا جنگ بدر سے غیر حاضر ہونا ہے سرمو فرق نہین۔ نہ جناب علی مرتضیٰؓ پر کوئی طعن نہ جناب عثمانؓ پر کوئی الزام

(جناب عثمانؓ بیعت رضوان مین بہی حاضر نہ تہے)

اسکا سبب سنو۔ اگر جناب عثمانؓ کی طرح کسی دوسرے صحابی کے بہی

عزیز ورشتہ دار واہل کنبہ مکہ معظمہ مین ہوتے تو وہی جاتا یہی ضرورت پیش آئی کہ آپ ہی بھیجے گئے اور جناب رسولخداصلعم کے حکم سے گئے۔ پھر کون موقع طعن وتشنیع کا ہے عثمان رض کے چلے جانیکے بعد بیعت رضوان ہوئی ہے۔ جناب رسالتماب نے اپنے داہنے ہاتھہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ "یہہ عثمان کا ہاتھہ ہے" اور اپنی بائین ہاتھہ مین لیکر فرمایا۔ "یہہ عثمان کیطرف سے بیعت ہوئی"۔

جب ابن عمر رض معترض کے سوالات کے جواب دے چکے فرمایا۔ ان باتونکو اپنے ساتھہ لے جا۔ ہمارا کیا نقصان ہے بلکہ اگر جناب عثمان رض کی شان مین تیرے یہ عقائد فاسدہ ہین تو تیرا ہی نقصان ہے تیرا ہی دین تباہ ہوگا۔

حدیث۔ ابوموسیٰ اشعری رض روایت کرتے ہین کہ مین جناب رسولخداصلعم کیخدمت مین حاضر تہا حضور اقدس مدینہ منورہ کے باغات مین سے ایک باغیچہ مین تشریف رکھتے تھے۔ دروازہ باغیچہ کا بند تہا اور میرا پہرا تہا۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر جانیکی اجازت چاہی۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ دروازہ کھولدو آنیوالے کو آنے دو اور اوسکو دخول جنت کی بشارت دو۔ مین نے دروازہ کھولا۔ جناب ابوبکر صدیق نظر آئے مین نے بحکم رسول خدا اونکو دخول جنت کی بشارت دی۔ اونہون نے سنکر خدا کا شکر ادا کیا۔ اونکے بعد دوسرے صاحب آے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور نبوی نے اندر آنے کی اجازت دی اور فرمایا۔ جنت کی بشارت دینا۔ مین نے دروازہ کھولا۔ جناب فاروق رض کو پایا۔ جنت کی بشارت اونکو بھی دی اور اونہون نے بھی اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ بعد ازان اور ایک صاحب آے اور اجازت آنیکی چاہی۔ جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا انکوبھی آنے دو۔جنت کی خوشخبری دواور بلوہ مین شہید ہونیکی اطلاع کرو۔مین نے دروازہ کھولا۔جناب عثمان ذوالنورینؓ آے۔جوکچہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا تھامین نے انسے بھی عرض کیا۔میری باتین سنکر شکر خدا بجالاے اور کہا۔"اللہ المستعان ہمارا مددگار خدا ہے پروردگار عالم ہے"۔

حدیث۔جابرؓ روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔شب گذشتہ ایک مرد پرہیزگار نے خواب دیکھا کہ ابوبکرؓ رسول خدا صلعم سے لٹکے ہین اور عمرؓ ابوبکرؓ سے۔اور عثمانؓ عمرؓ سے۔جابر کہتے ہین کہ جب ہم لوگ رسولخدا کی خدمت سے رخصت ہوکر چلے گئے آپس مین گفتگو کی اور اس خواب کی تعبیر یہہ سمجھے کہ مرد صالح جناب رسالتمآب صلعم ہین اور ایک کا تعلق دوسرے سے۔اسکا مطلب یہہ ہے کہ یکے بعد دیگرے یہہ تینون صاحب خلیفہ ہونگے۔

اس حدیث سے ترتیب خلافت اچھی طرح ثابت ہوتی ہے۔گویا کہ حضور اقدس کا خواب بطور پیشین گوئی کے واقع ہوا۔

حدیث۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔وہ کہتے ہین کہ ایک روز بعد طلوع آفتاب جناب رسالتمآب ہم لوگونکے پاس تشریف لاے اور فرمایا۔آج فجر سے پہلے مین نے خواب دیکھا کہ مجھکو کنجیان روئے زمین کے خزانونکی اور ترازو عنایت ہوئین۔ایک پلہ مین مجھکو بٹھایا دوسرے مین میری تمام امت کو رکھا اور تولا۔میرا پلہ بھاری رہا۔پھر میری جگہہ پر ابوبکر کو تولا وہ بھی وزن مین غالب رہے۔پھر اسی طرح عمر۔پھر عثمان۔بعد ازان وہ ترازو اوٹھہ گئی۔

دوسری روایت مین اس طرح آیا ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس مین عرض کیا

مین نے خواب دیکہا کہ آسمان سے ایک ترازو اوتری آپ اور ابو بکرؓ دونون تولے
گئے تو آپ غالب رہے۔ پہر ابو بکر اور عمر دونون تولے گئے ابو بکر کا پلّہ بہاری رہا۔
بعدازان عمر و عثمان کو تولا عمر کا پلّہ نیچا رہا۔ بعدازان ترازو اوٹہہ گئی۔
جناب رسالتمآب کو یہہ اخیر فقرہ برا معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خلافت نبوت کا خاتمہ ہے
پہر خدا جسکو چاہیگا ملک دیگا۔

حدیث۔ بروایت سُمُرہ بن جندب مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی
خدمت مین عرض کیا مین نے خواب مین دیکہا کہ ایک ڈول پانی سے لبریز آسمان سے اترا
ابو بکرؓ نے اوس ڈول کی لکڑیان پکڑکر پانی پیا مگر خوب نہین۔ پہر عمرؓ اوسی ڈول کے
پاس گئے اور اوسی طرح پانی پیا یہانتک کہ شکم سیر ہو گئے۔ بعدازان عثمانؓ نے
پانی خوب پیا۔ انکے بعد علیؓ نے پانی پینا چاہا اور ڈول کا کنڈا پکڑا لیکن وہ کُنڈا
اوکہڑ گیا اور اونپر پانی کی چہینٹین پڑین۔ (پانی پی نہ سکے)

حدیث۔ ابن عباسؓ بروایت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص خدمت نبوی
مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ مین نے شب گذشتہ خواب مین دیکہا کہ آسمان پر ابر محیط
ہے اور اوس مین سے گہی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ لوگ ہاتہہ پہیلا کر شہد اور گہی
لیتے جاتے ہین کوئی زیادہ پاتا ہے کوئی کم۔ اور ایک رسّی آسمان سے زمین تک
لٹکی ہوئی ہے۔ مین نے حضور کو دیکہا کہ آپ اوس رسّی کے سہارے سے اوپر
چڑہ گئے۔ آپکے بعد ایک دوسرا شخص اوسی رسّی کے ذریعہ سے اوپر چڑہ گیا۔
بعدازان ایک اور شخص رسّی پکڑکر اوپر چڑہ گیا۔ اسکے بعد ایک اور شخص نے رسّی پکڑی
مگر وہ ٹوٹ گئی پہر گرہ دیکر ملا دی اور اوپر چڑہ گیا۔ جناب ابو بکر صدیقؓ اس مجمع مین تہے

عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ مجھکو اجازت دیں۔ میں اسکی تعبیر دونگا۔ حضور نے فرمایا۔ اچھا تمہیں تعبیر بیان کرو۔ جناب صدیق رضؓ نے کہا۔ ابر جو خواب میں دیکھا وہ اسلام کا ابر ہے اور شہد و گھی جو اوس سے ٹپکتا ہے وہ قرآن شریف ہے، اوسکی آیتیں شیریں اور دل نرم کرنیوالی ہیں۔ کم و زیادہ لینے والے قرآن شریف کے سیکھنے والے ہیں۔ جو رسّی آسمان سے زمین تک لٹک رہی تھی وہ دین حق ہے جسپر آپ کا عمل ہے اور اوسکے ذریعہ سے خداے کریم آپکا مرتبہ بلند کرے گا۔ آپکے بعد ایک شخص آپکا پیرو ہوگا اور اوسی راستہ پر چلیگا اور درجہ بلند پاویگا۔ اسی طرح دوسرا شخص پھر تیسرا جسکی رسّی ٹوٹ گئی پھر ملاکر چڑھگیا اے رسول اللہ صلعم۔ فرمایئے میں نے ٹھیک تعبیر دی یا کہیں خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کچھ ٹھیک بیان کیا اور کچھ خطا بھی کی۔

حضرت صدیق رضؓ نے کہا۔ آپکو قسم ہے۔ آپ ظاہر کردیں کہ میں نے کیا خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھکو قسم مت دو۔

عُلما نے اس حدیث کا مطلب بہت کچھہ بیان کیا ہے مگر صحیح یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خطا اسمیں یہہ ہوئی کہ جناب صدیق رضؓ نے اون لوگونکے نام نہیں ظاہر کیے اور دراصل یہہ خطا نہیں مجازاً خطا فرمایا۔

حدیث۔ سفینہ رضؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلعم نے جسوقت مسجد نبوی کی بنا ڈالی آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک پتھر رکھا اور فرمایا۔ میرے پتھر کے برابر ابوبکر پتھر رکھیں۔ اور اونکے پتھر سے ملاکر عمر۔ اونکے پتھر کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہم) پھر فرمایا۔ میرے بعد یہہ خلیفہ ہیں۔

حدیث۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم تنہا کسی جگہہ تشریف رکہتے تھے۔ مین حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپکے پاس بیٹھہ گیا۔ بعد ازان جناب صدیقؓ تشریف لاے اور سلام کرکے بیٹھہ گئے۔ پہر جناب فاروقؓ اور اونکے بعد جناب عثمانؓ تشریف لاے۔

آنحضرت صلعم کے سامنے سات عدد سنگریزے پڑے تھے۔ آپنے وہ اپنے ہاتہہ مین اوٹھا لئے۔ وہ سنگریزے تسبیح پڑہنے لگے۔ اونکی تسبیح کی آواز شہد کی مکھی کی بہنبہناہٹ جیسی مین نے سُنی۔ پہر آپنے زمین پر رکہدیئے وہ خاموش ہورہے۔ بعد ازان آنحضرت صلعم نے اون سنگریزونکو اوٹھا کر جناب ابوبکرؓ کی ہتیلی پر رکہہ دیا۔ وہ سنگریزے پہر تسبیح پڑہنے لگے اور اونکی آواز پہلے کی طرح مینے سنی اسکے بعد حضور نے جناب صدیقؓ کے ہاتہہ سے اوٹھا لئے سنگریزے خاموش ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے پہر وہ سنگریزے حضرت فاروقؓ کے ہاتہہ مین رکہہ دیئے۔ بدستور سابق اونکی تسبیح کی آواز سنی جاتی تہی۔ پہر وہ سنگریزے اونکے ہاتہہ سے اوٹھا لئے۔ وہ خاموش ہوگئے اسکے بعد آپنے وہ سنگریزے جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین رکہہ دیئے۔ سنگریزون نے پہر سبحان اللہ کہا اور آوازہ اونکی مین نے سنی۔ پہر اونکو اوٹھا لیا وہ چپ ہوگئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہہ خلافت نبوت کی ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ سنگریزونکو بہ ترتیب مذکور تینون صاحبون کے ہاتہونمین رکہا۔ وہ سبحان اللہ کہتے تہے اور ہم لوگ آواز تسبیح سنتے تہے بعد ازان ہم لوگونکے ہاتہونپر جدا جدا ہر ایک کے ہاتہہ پر رکہے مگر کسی سنگریزہ نے تسبیح نہ پڑہی۔

حدیث۔ سفینہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد خلافت تیس ۳۰ برس ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ برس تک چلے گی۔ بیان مدت خلافت مین یہہ دونون حدیثین باہم متعارض نہین۔ کیونکہ اگر جناب علی مرتضیٰ کے زمانۂ خلافت کو ملالین اس لحاظ سے کہ جناب علیؓ اپنے عہد مین سب سے افضل تھے اور آپکی خلافت خلافت حقہ ہے اور مثل خلافت اصحاب ثلٰثہ کی خلافت نبوت ہے تو کل مدت خلافت نبوت اسوقت بتیس ۳۲ سال سے زائد ہو جائیگی اور اگر یہہ لحاظ کرین کہ خلافت حضرت عثمانؓ کی شہادت سے منقطع ہو گئی اور جناب علیؓ کا زمانہ خلافت ایک بے انتظامی حالت مین گذرا اور روز بروز فتنہ و فساد کی ترقی ہوتی رہی تو خلافت کل تیس برس رہی۔ اکثر روایات مین مدت خلافت تیس سال ہے۔

حدیث۔ انس بن مالکؓ کہتے ہین کہ مجھکو بنو مُصطلق نے آنحضرت صلعم کیخدمت مین بھیجا اور یہہ دریافت کیا کہ اگر آپکو کوئی حادثہ پیش آوے (یعنی وفات فرماوین) تو ہم کسکو مال زکوۃ دین۔ آپنے فرمایا۔ ابوبکر صدیقؓ کو دینا۔ پھر اونھون نے پوچھا کہ اگر ابوبکر بھی نہون تو پھر مال زکوۃ کسکے حوالہ کرین۔ آپنے فرمایا۔ عمرؓ کے حوالہ کرنا۔ پھر پوچھا اگر عمرؓ بھی نہ رہین۔ تو پھر کون لیگا۔ فرمایا۔ عثمانؓ کو دے جانا۔

حدیث سہل بن ابی حثمہ راوی ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے ایک اعرابی سے کچھہ خرید کیا اور قیمت کی کوئی مدت مقرر فرمائی۔ جناب علیؓ نے اوس اعرابی سے کہا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت تو کرلو کہ اگر آپ قبل ادائے قیمت انتقال فرماوین تو مجھکو میرے مال کی قیمت کون دیگا۔ وہ اعرابی آنحضرت کی خدمت مین واپس آیا اور پوچھا۔ آپنے فرمایا۔ تمھارے دام ابوبکر دینگے۔ اعرابی یہہ دریافت کرکے چل دیا اور حضرت علیؓ کو

جو حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سنایا۔ جناب علی رضؓ نے اعرابی کو پھر لوٹایا کہ یہہ دریافت کر آؤ کہ اگر صدیق رضؓ بھی مرجاوین تو پھر کس سے دام وصول کرون۔ اعرابی نے پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو عمر رضؓ سے اپنے دام لے لینا۔ اعرابی جواب پاکر اپنے گھر جاتا تھا کہ پھر جناب علی رضؓ نے اوسکو روکا اور کہا۔ یہہ بھی پوچھہ لو کہ اگر عمر رضؓ بھی اتفاقاً مر جاوین۔ تو پھر میرے دام کس سے وصول ہونگے۔ اعرابی پھر حاضر خدمت ہوا اور یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عثمان رضؓ سے دام وصول کر لینا۔ جناب علی رضؓ نے پھر اوس سے دریافت کرایا کہ اگر عثمان رضؓ بھی وفات پاوین تو اوسوقت کیا سبیل میرے دام وصول ہونیکی ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اگر ابوبکر رضؓ انتقال کر جاوین۔ عمر رضؓ بھی دنیا سے گذر جاوین اور عثمان رضؓ بھی زندہ نہ رہین تو اگر تجھسے ہو سکے تو بھی مرجاتا"

دوسری روایت مین تصریح آگئی ہے کہ اس اعرابی سے اونٹ اودہار خریدے تھے اور قیمت ادا کرنے کی مدت مقرر فرمائی تھی۔ مرجانیکو واسطے ارشاد فرمایا کہ ان تین صاحبونکے زمانہ تک خلافت امن کے ساتھہ رہی اور بعد شہادت جناب عثمان رضؓ فتنہ و فساد شروع ہوا۔ ایسے وقت مین مسلمان کو اگر خدا موت نصیب فرماے تو بہتر ہے

حدیث۔ ابن عمر رضؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ تم مین (یعنے بعد جناب رسولخدا صلعم کے) بارہ خلیفہ ہونگے۔ ابوبکر صدیق رضؓ میرے بعد بہت کم زندہ رہینگے۔ اور دار العرب مین لڑائی کی چکی چلانیوالے میرے بعد اچھے حالات و خصائل نیک کے ساتھہ رہینگے اور شہید مرینگے۔ ایک شخص نے دریافت کیا یہہ کون صاحب ہین۔ آپ نے فرمایا۔ عمر بن خطاب ہین۔ پھر آنحضرت صلعم جناب عثمان

کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا۔ تم سے لوگ تمہارا کرتہ جسکو خداوند تعالے نے تمہین پہنایا ہے چھیننا چاہینگے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسنے مجھکو دین برحق کے ساتھہ مبعوث کیا ہے اگر تم کرتہ اوتار کر مخالفین کے حوالہ کر دوگے ہرگز جنت مین نہ داخل ہوگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ مین سما جاے۔ یہہ تعلیق بالمحال ہے۔ اونٹ سوئی کے ناکہ سے کبھی نہین نکل سکتا۔ بارہ کی تعداد خلفاء اربعہ کے بعد خلفاء بنی امیہ و بنی عباسیہ مین جو عادل و منصف گذرے ہین اونکو ملا کر پوری ہوتی ہے

حدیث۔ حضرت علی رضؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے اپنی حیات مین وعدہ فرمایا کہ آپکے بعد صدیقؓ خلیفہ ہونگے اونکے بعد عمرؓ۔ پھر عثمانؓ۔ پھر مین۔ اور میری خلافت متفق علیہ نہوگی۔

یہان ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ خود اس حدیث کے ناقل ہین اور آپکو بخوبی علم تھا کہ خلافت بہ ترتیب ہوگی اور اخیر مین آپکو خلافت ملیگی پھر کیا وجہ ہے کہ جناب مرتضیٰ رضؓ نے جناب صدیقؓ کی بیعت ایک مدت کے بعد کی۔ اور پھر جناب عثمانؓ کی بیعت مین بھی توقف کیا۔ جب عبد الرحمٰن بن عوف نے فیصلہ کر دیا اوسوقت آپنے بیعت کی۔ اسکی کیا وجہ ہے۔

میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ جناب رسولخدا صلعم کا وعدہ فرمانا ایک امر مخفی تھا ابتداے امر مین اوسکا خیال کسیکو نہ تھا جب امر خلافت ظہور پذیر ہوا اوسوقت سب کو ظاہر ہوگیا اور ممکن نہین کہ خواب والی حدیثون مین سے کوئی بھی جناب مرتضیٰؓ کو نہ پہونچی ہو۔ یہہ احتمال سراسر بعید از قیاس ہے۔ قطع نظر اسکے یہہ حدیث تو خود مرویات جناب علیؓ سے ہے۔ اسکے سوا اور طرق بھی جناب علی رضؓ سے مروی ہین جنمین

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو احادیث خلافت پہونچ گئی تہین۔

طبرانی مین ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے کعب الاحبار سے دریافت فرمایا کہ میرا ذکر توریت مین کیا ہے۔ اونہون نے کہا۔ یہہ لکہا ہے کہ خلیفہ شجاع گویا لوہے سے بنا ہے۔ حاکم سخت۔ احکام الٰہی کے جاری کرنے مین کسیکی ملامت سے نہین ڈرتا۔ پہر آپکے بعد دوسرا خلیفہ ہوگا جسکو ظالم لوگ شہید کرینگے اور بعد اسکے قتل کے تمام عالم مین بلا و مصیبت پہیل جاویگی۔

ابن عساکر بروایت اقراع موذن عمرؓ نقل کرتے ہین کہ جناب عمرؓ نے یہودیونکے ایک عالم سے دریافت کیا۔

حضرت عمر۔ کیا تمہاری کتابونمین ہم لوگونکا بہی کچہہ حال ہے۔

عالم یہودی۔ تمہارے صفات ہماری کتابونمین لکہے ہین مگر تم لوگون کے نام نہین لکہے۔

جناب فاروق رضؓ۔ کچہہ بیان تو کرو۔

عالم یہودی۔ ایک شخص شجاع و دلیر لوہے کا ہوگا۔

جناب عمر رضؓ۔ اسکا کیا مطلب ہے۔

عالم یہودی۔ یعنی سردار سخت ہوگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ اللہ اکبر۔ میرے بعد جو دوسرے ہونگے وہ کیسے ہونگے۔

عالم یہودی۔ ایک مرد صالح۔ نیک۔ اپنے ناتہ اور کنبہ والونکی عزت کریگا اور اونکو دوسرونپر ترجیح دیگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ خدا ابن عفان پر رحم کرے۔ پہر انکے بعد کیسا شخص ہوگا۔

عالم یہودی۔ لوہے کا میل ہے۔

حضرت عمر رضہ۔ توبہ۔ توبہ۔ بہت برا ہے۔

عالم یہودی۔ ایسا نہ کہیئے وہ شخص تو نیک مرد صالح ہوگا لیکن اوسکی خلافت ایسے وقت ہوگی کہ خون بہتے ہونگے اور تلوارین کہچی ہونگی۔
یعنی وہ زمانہ فتنہ وفساد قتل وخونریزی کا ہوگا۔

افلح مولی ابی ایوب انصاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام عالم یہود قبل اسکے کہ مصرمین جاوین اکابر قریش کے پاس اکثر جایا کرتے تہے اور اونسے یہہ کہا کرتے تہے۔ خبردار عثمان رض کو نہ قتل کرنا۔ وہ جواب مین کہتے۔ واللہ باللہ ہم انکا قتل ہونا نہین چاہتے۔ عبداللہ بن سلام اونکے پاس سے اوٹہتے وقت بہی یہی کہتے۔ خدا کی قسم۔ لوگ عثمان رض کو قتل کرینگے۔ ایک مرتبہ پہر یہی کہا۔ عثمان رض کو قتل مت کرو خدا کی قسم وہ چالیس دن کے بعد مرجاوینگے۔ اون لوگون نے انکار کیا کہ ہم انکے بدخواہ ودشمن نہین اور نہ انکی قتل کرنیکی نیت رکہتے ہین۔ بعد چند روز کے پہر عبداللہ رض بن سلام اودہر سے نکلے اور کہا۔ عثمان کو مت شہید کرو یہہ پندرہ دن کے بعد انتقال فرماوینگے۔

عبداللہ بن سلام چونکہ کتب آسمانی سے واقف تہے اونہون نے کسی کتاب مین دیکہا ہوگا کہ حضرت عثمان رض کو لوگ قتل کرڈالینگے اسیواسطے آپ بار بار اہل قریش کو منع کرتے تہے کہ شاید انمین کچہہ لوگ اونکے قتل کا قصد رکہتے ہون تو باز رہین اور چونکہ انکا قتل کرنا ایک گناہ عظیم ہے اس گناہ مین اکابر واشراف نہ مبتلا ہون
بعد شہادت عثمان رض کسی نے عبداللہ رض بن سلام سے پوچہا کہ تمہاری کتابون مین

جناب عثمان رضؓ کے کیا اوصاف مذکور ہین ۔کہا ۔قیامت کے دن حضرت عثمان رضؓ اپنے قاتل پر سردار ہونگے اور اوسکے مختار ہونگے جسطرح چاہین اوس سے اپنا بدلہ لین۔

ایک روایت مین ہے کہ عبداللہؓ بن سلام ایک روز حضرت عثمان رضؓ کیخدمتمین گئے (شاید یہ وہی دن ہون جب آپ محصور تھے) آپنے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا راے ہے۔ آیا بلوائیونسے مقابلہ کرون اور لڑون یا لڑائی سے باز رہون عبداللہ بن سلام ۔لڑائی سے باز رہنا آپکے واسطے دلیل قوی اور حجت مین ہوگا۔ (کہ آپ مظلوم شہید ہوے) اور مین نے کتب آسمانی مین دیکھا ہے کہ آپ قیامت کے روز اپنے قاتل اور حکم قتل کرنیوالے پر حاکم مختار و سردار با اختیار ہونگے۔

دوسری روایت مین ہی کہ عبداللہ بن سلام رضؓ نے مصری بلوائیون سے کہا جناب عثمانؓ کو مت قتل کرو انکی عمر کے دن پورے ہوچکے ۔یہہ ماہ ذیحجہ نہ ختم ہونے پاویگا تم عبث انکا خون اپنی گردنوںپر لیتے ہو۔

بروایت بغوی منقول ہے کہ بعد وفات جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے ذی قربات حمیری سے جو منجملہ علماء یہود ہین سوال کیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔

عالم حمیری۔ ایک مرد ہین یعنی ابوبکر صدیق رضؓ خلیفہ ہونگے۔

سائل۔ بعد انکے کون خلیفہ ہوگا۔

حمیری۔ ایک مرد شجاع دلیر آہنی۔ یعنی حضرت عمر رضؓ۔

سائل۔ انکے بعد پہر کسکو خلافت ہوگی۔

حمیری۔ ایک پہول تازہ وشاداب۔ یعنی عثمانؓ۔
سائل۔ پہر کون خلیفہ ہوگا۔
حمیری۔ ایک مرد گوراچٹا سفید رنگ۔ یعنی معاویہؓ۔

واضح ہو کہ خداوند تعالی نے ایک طریق جاری فرمایا ہے کہ جو کوئی بڑا کام عالم غیب مین مقدر ہو اور اوسکی بابت حکم قضا و قدر جاری ہوا اوسکی اطلاع وخبر سب سے پہلے فرشتگان ملاء اعلی کو ہوتی ہی اور اونکے ذریعہ سے نیچے آسمانونکے فرشتے درجہ بدرجہ اوس حکم سے اطلاع پاتے ہین۔ شدہ شدہ پہلے آسمان سے زمین تک کاہنون اور نجومیون اور پیشین گویونکو خبر ہوجاتی ہے اور جنکے ذہن صاف اور عقل نورانی ہے اونکو خواب کے ذریعہ سے ہونیوالی باتین معلوم ہوتی ہین یہانتک کہ بعض اجسام مین اس واقعہ کیصورت بہی منقش ہوجاتی ہے اور یہہ حکمت خداوندی ہے۔ یفعل اللہ مایشأ ویحکم مایرید۔ اوسکی شان ہے۔ اسی کے متعلق چند حکایات مذکور ہوتی ہین۔

قوم بنی ذئب مین ایک شخص سطیح نام کاہن گذرا ہے۔ مشہور کرتے ہین کہ اسکے بدن مین ہڈی کا نام ونشان تک نہ تہا اوسکا پیشہ کہانت تہا۔ یعنی بذریعہ شیاطین وارواح خبائث آسمانی احکام اوسکو معلوم ہوا کرتے تہے۔ اکثر پیشین گوئی کیا کرتا تہا عرب اوسکے معتقد تہے اور اوسکی بات کو مانتے تہے۔ چنانچہ اوسنے اول جناب رسول خدا صلعم کے کچہہ حالات ذکر کئے پہر کہا۔ ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضی صدق۔ وفی ردہا الحقوق لاخرق ولا نزق۔ ثم یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف۔ قد اضاف المضیف واحکم التحنیف۔ ثم یلی امرہ دارع

لامرہ بحرب فیجتمع لہ جموع وعصب۔ فیقتلونہ نقمۃ علیہم وغضب فیوخذ الشیخ فیذ بحراربًا۔ فیقوم لہ رجال خطبا۔ ثم یلی امرہ الناصر یخلط الرای بامر ماکر یبطہر فی الارض العساکر والمراد من الناصر ھھنا معاویۃ بن ابی سفیانؓ۔ ترجمہ۔ بعد پیغمبر خدا صلعم کے اونکے جانشین اور خلیفہ ابوبکر صدیقؓ ہونگے۔ جب فیصلہ کرینگے حق پر اور جب لوگو نکے حقوق ایک سے دوسرے کو دلاوینگے نہایت ہوشیاری سے حکم دینگے۔ معاملات و مقدمات فیصل کرنے مین نہ حیران ہونگے اور نہ ہوش ہواس گم کرین گے۔ بعد ابوبکر صدیقؓ کے اونکے خلیفہ ایک شخص سیدہے اور سچے دین والے۔ سردار قوم۔ مہمان نواز۔ اسلام کو درست اور سیدہا کرنے والے۔ ہونگے۔ اونکے بعد اونکے نائب و خلیفہ ایک ایسے شخص ہونگے جو تجربہ کار ہونگے۔ مگر کچہہ لوگ اتفاق کرکے اونکو قتل کرڈالینگے۔ قاتلو نپر خدا کا غضب اور انتقام آلہی نازل ہوگا۔ پہر سردار قوم دہوکہ سے ظلماً قتل کیا جاویگا۔ پہر حکومت کا طالب ایک گروہ اوٹہہ کہڑا ہوگا۔ بعد ازان ایک شخص ناصر مددگار دین اسلام حاکم ہوگا جو اپنی رائے کیساتہہ داؤن وگہات کے احکام ملائیگا اور اطراف زمین پر متعدد لشکر بہیجیگا۔ ناصر سے مراد معاویہؓ بن ابی سفیانؓ ہین۔

ابن عساکر بروایت عبدالمنعم بن غلبون مقری نقل کرتے ہین کہ جب مقام عموریہ فتح ہوا ہے لوگون نے ایک کنیسہ پر یہہ عبارت لکہی دیکہی جو سونے سے لکہی تہی۔

شتر الخلف خلف یشتم السلف۔ واحد من السلف خیر من الف من الخلف صاحب الغار نلت کرامۃ الافتخار۔ اذ اثنی علیک الملک الجبار اذ یقول فی کتابہ المنزل علی نبیہ المرسل۔ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔ یا عمر ما کنت

والیابل کنت والداً عثمان۔ قتلوك مقهورا ولم یزورك مقبورا وانت یاعلی امام الابرار والذاب عن وجه رسول الله الکفار فهذ اصاحب الغار وهذا احد الاخیار وهذا غیاث الامصار وهذا امام الابرار فعلی من ینتقصهم لعنة الجبار فقلت لصاحب له قد سقطت حاجباه علی عینه من الکبر منزکم هذا علی باب کنیستکم مکتوبا۔ قال من قبل ان یبعث نبیکم بالفی عام۔ ترجمہ۔ پچھلے لوگوںمین برا اور بدتر وہ شخص ہی جو (بزرگون) اگلونکو برا و بد کہی۔ صرف ایک گذشتہ بزرگونمین سے ایک ہزار پچھلونسے اچھا ہے اے صاحب غارؓ تمنے فخر کی بزرگی پائی۔ کیونکہ تمہاری خداے جہان۔ بادشاہ عالم جبار نے ثنا و صفت بیان فرمائی اور اپنی کتاب مین جو اپنی نبی رسول پر اوتاری فرمایا۔ دوسرا دو شخصونکا جسوقت دولون غارمین تھے۔ اے عمرؓ تم والی وحاکم نہ تھے بلکہ اپنی رعیت کے مہربان باپ تھے۔ اے عثمانؓ۔ تمکو لوگون نے ظلم سے قتل کیا اور یہہ تمہاری قبر کی کسی نے زیارت بھی نہ کی اور تم اے علیؓ۔ نیکونکے امام ہو رسولخداصلعم کی ذات پاک سے کافرونکو دور کرتے ہو۔ پس یہہ تو صاحب غار ہین۔ (یعنی جناب صدیقؓ) اور یہہ نیک لوگونمین ایک نیک شخص ہین (یعنی جناب عمرؓ) اور یہہ تمام ملک والونکے فریادرس ہین (جناب عثمانؓ) اور یہہ نیکونکے امام ہین۔ (جناب علی مرتضیؓ) پس جو شخص ان ایسے نیک مردونکی شان مین کوئی بری بات کہے اوسپر خدا کی لعنت ہے۔

حدیث۔ ابو ہریرہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خداصلعم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ میرے بعد فتنہ اور باہمی اختلاف میری امت مین ہوگا۔ لصحابہ نے عرض کیا

ایسے وقت مین ہمکو کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اپنے امیر کی اطاعت اور اوسکے ساتھیونکی موافقت اختیار کرنا۔ پہر آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رض کی جانب اشارہ فرمایا۔ یعنی عثمان رض تمہارے سردار ہونگے انکی اطاعت تمپر فرض ہوگی۔

حدیث۔ کثیر بن صلت سے روایت ہے کہ جس دن جناب عثمان رض شہید ہوے آپ سوے پہر جاگے اور فرمایا۔ اگر یہہ خوف نہوتا کہ لوگ کہینگے عثمان خود فتنہ کی آرزو کرتے ہین تو مین ایکبات تمسے کہتا۔ ہمنے کہا آپ فرمائین۔ خدا آپکے سب کام درست کرے۔ ہم وہ نہ کہینگے جو اور لوگ کہینگے اور جسکا آپکو اندیشہ ہے۔ فرمایا۔ مین نے ابہی جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے عثمان تم ہمارے ساتہہ نماز جمعہ کو جاؤگے۔

حدیث۔ نائلہ زوجہ جناب عثمان رض بیان کرتی ہین کہ جناب عثمان رض (بروز شہادت) سوے پہر بیدار ہوے اور فرمایا۔ میری قوم کے لوگ مجھکو ضرور قتل کرینگے۔ مین نے کہا ہرگز ایسا نہوگا انشاء اللہ تعالے آپکی رعایا شرارت اور فساد سے باز رہیگی اور آپکی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریگی آپنے فرمایا۔ مین نے جناب رسولخدا صلعم اور جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق کو ابہی خواب مین دیکہا کہ یہہ سب صاحب فرماتے تہے۔ آج شام کو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔

قرہ بن خالد قیس بن عباد سے روایت کرتے ہین اونکا قول ہے کہ یوم جمل کو مین نے جناب علی مرتضیٰ رض سے سنا آپ فرماتے تہے "الٰہی مین خون عثمان سے بری ہون مین ہرگز اسمین شریک نہین جس دن عثمان رض شہید ہوے ہین میرے ہوش وحواس گم ہوگئے تہے اور مین اپنے کو بہولا ہوا تہا۔ لوگ میرے پاس

بیعت کو آے - مین نے اونسے کہا - خدا کی قسم - کیا مین اون لوگونسے بیعت لون جنہون نے جناب عثمان رض کو قتل کیا - مجھکو شرم آتی ہے - جس شخص کی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا - کیا جس شخص سے فرشتے شرم کرتے ہین مین ایسے شخص سے شرم نہ کرون - ابہی تک عثمان رض مقتول پڑے ہین دفن بہی نہین ہوے اور مین لوگونسے بیعت خلافت لون - مجھکو تو خدا سے شرم آتی ہے - لوگ یہہ مقولہ سنکر واپس گئے جب جناب عثمان دفن ہو گئے لوگ میرے پاس دوبارہ آے اور مجھسے بیعت خلافت کرنا چاہی - مین نے کہا - خداوندا - اوس کام سے مین ڈرتا ہون جسپر مجھکو مقدم کرتے ہین - جب مجھکو معلوم ہوا کہ اسوقت لوگون کی بیعت لینا ضرور اور واجب ہے مجبوراً مین نے بیعت خلافت قبول کی - جب مجھکو لوگون نے امیر المومنین کہا گویا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تہا - مین نے دعا کی - خداوندا - میری طرف سے عثمان رض کا بدلہ ان لوگونسے لینا تا کہ عثمان رض خوش ہون "۔

بروایت اوزاعی منقول ہے کہ جناب علی رض نے فرمایا - اگر تمام دنیا وما فیہا مجھکو مل جاتی اور مین جناب عثمان کے قتل مین تلوار لیکر شریک ہوتا مجھکو کبہی خوش نہ آتا -

روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رض زید بن ارقم رض کی عیادت کو تشریف لیگئے - اونکے پاس اور لوگ بہی تہے آپ نے فرمایا - چپ رہو چپ رہو - خدا کی قسم جو کچہہ مجھسے سوال کروگے مین اوسکا جواب دونگا - زید بن ارقم رض نے کہا - مین آپکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون - کیا آپنے جناب عثمان رض کو قتل کیا - حضرت علی رض نے سر جہکا لیا - بعد ایک ساعت کے فرمایا - قسم اوس ذات پاک کی جسنے دانہ زمین پہوڑ کر نکالا اور روح پیدا کی

عثمانؓ کو نہ مین نے قتل کیا اور نہ اونکے قتل کا کسیکو حکم دیا۔ محمد بن حاطب کہتے ہین کہ مین جنگ جمل مین بعد ختم ہونے جنگ کے مقتولین کے دیکہنے کو نکلا۔ حضرت علی حسن بن علی عمار بن یاسر۔ محمد بن ابی بکر۔ زید بن صوحان۔ رضی اللہ عنہم مقتولین کو دیکہہ رہے تہے جناب حسن رضؓ نے ایک مقتول کو دیکہا کہ منہ کے بل اوندہا پڑا ہے۔ آپنے اوسکو سیدہا کیا پہر چلا اوٹہے اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس یہ قریش کا بچہ ہے

حضرت علی۔ اے میرے بیٹے کسکو کہتے ہو اور کسکی لاش ہے۔

حسن رضؓ۔ محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہین۔

جناب علی رضؓ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس۔ خدا کی قسم جوان صالح تہا۔ بعد ازان جناب علیؓ غمگین وحزین وہان بیٹہ گئے

جناب حسن رضؓ۔ اے والد بزرگوار مین نے آپ کو اس سفر سے پیشتر ہی منع کیا تہا مگر آپنے میرا معروضہ نہ سنا اور آپکی راے پر فلان فلان اشخاص غالب آے (اور یہ نتیجہ ہوا جو اسوقت پیش نظر ہے

جناب علی رضؓ۔ بیشک صاحبزادہ ایسا ہی ہوا۔ اگر مین اس واقعہ سے بیس برس پہلے مرگیا ہوتا تو مجہکو بڑی خوشی ہوتی۔

محمد بن حاطب رضؓ۔ اے امیر المومنین۔ ہم لوگ مدینہ جاتے ہین لوگ جناب عثمانؓ کی بابت ہمسے سوال کرین تو کیا جواب دین۔

عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر بہی افسوس کر رہے تہے۔ جناب علیؓ اونکی طرف متوجہ ہوے۔

جناب علی رضؓ۔ اے عمار و محمد۔ تم کہتے ہو کہ عثمان رضؓ نے خود رائی سے کام لیا

اور خلافت خراب کی اور تمھین لوگون نے اونسے اسکا بدلہ لیا
خدا کی قسم تم نے برا بدلہ لیا- بہت جلد حاکم منصف کے روبرو جاؤگے
اور وہی تمہارا اونکا فیصلہ کرے گا- اے محمد بن حاطب جب
تم مدینہ پہونچو اور لوگ تمسے جناب عثمانؓ کی شان مین کچھہ
سوال کرین تو تم اونکے جواب مین کہنا- کان واللہ من
الذین اٰمنوا ثم اتقوا واٰمنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ
یحب المحسنین وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون- ترجمہ
خدا کی قسم عثمانؓ اون لوگونمین تھے جو ایمان لائے پہر خدا سے ڈرے اور ایمان
لائے (یعنی بار بار تجدید ایمان کرتے تھے خوف خدا کا اس درجہ غلبہ تھا کہ بخوف
عدم قبول ہر بار ایمان کی تجدید کرتے تھے) پہر خدا سے ڈرے اور نیک کام کیے
اور اللہ نیک کام والونکو دوست رکھتا ہے اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ ایمان والے
بہروسہ کرین-

ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہین- اونکا قول ہے کہ مین نے
جناب علی مرتضیٰؓ کو محل خورنق مین ایک تخت پر بیٹھے دیکھا- آپکے پاس ابان بن
عثمان بہی تھے- جناب علیؓ نے فرمایا- مجھکو امید ہے کہ مین اور تمہارے باپ اون
لوگونمین ہین جنکی شان مین خدا ے کریم نے یہہ آیت نازل فرمائی ہے- ونزعنا
ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین- ترجمہ- اور نکال
لینگے ہم اونکے دلونسے جو کچھہ رنج وبغض ایک کو دوسرے سے ہوگا اور وہ آپسمین
ایک دوسرے کے بھائی ہو جاوینگے اور ایک دوسرے کے مقابل تختون پر بیٹھے

ہونگے جس زمانہ مین فتنہ وفساد پھیلا ہوا تہا حضرت سعد بن ابی وقاص نے لوگونسے کہا۔ مین گواہ ہون اور خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تہے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا کہ اوس فتنہ کے وقت اپنے اپنے گہر مین خاموش بیٹھنے والا شخص کہڑے سے بہتر ہوگا اور کہڑا چلنے والے سے اور چلنے والا اوس فتنہ مین سعی وکوشش کرنیوالے سے بہتر ہوگا۔ کسی نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا۔ اگر اوسوقت کوئی میرے گہر مین گہس آوے اور مجہکو مارنا چاہے تو کیا کرون۔ حضور اقدس نے جواب دیا حضرت آدم کے بیٹے (ہابیل) کیطرح ہوجانا یعنی تم تلوار نہ چلانا۔ اگر وہ تمپر ہاتہہ چلاوے تو صبر کرنا اور جان دینا۔ کیونکہ وہ وقت ایسا ہی ہوگا۔ مسلمانونکی آپس کی لڑائی ہوگی اگر تم لڑوگے یا مارو گے تو کسی مسلمان ہی کو مارو گے اور مسلمان کا قتل کرنا کس درجہ گناہ عظیم ہے اگر تم مارے گئے تو شہید ہوے۔

جسوقت بیعت عثمانی ؓ ہوگئی۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا۔ ہم نے اپنے سے افضل اور اعلیٰ کی شان مین کمی وکوتاہی نہین کی۔ یعنے جناب عثمان ؓ ہم مین اعلیٰ وافضل تہے اونکو خلافت ملی۔ حق بحقدار رسید۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے لوگونکو جناب عثمان ؓ سے بغاوت کرنیسے روکا اور فرمایا۔ خدا کی قسم اگر عثمان کو قتل کرینگے تو پہر اونکی مانند جانشین اور خلیفہ نپاوینگے۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا۔ اگر سب لوگ جناب عثمان ؓ کے قتل پر متفق ہون تو تعجب نہین کہ آسمان سے پتہر اونپر برسین اور سب تباہ ہون جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا انجام ہوا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کہتے ہین کہ مین نے ایک دن اپنے گھر مین وضو کیا
اور گھر سے چلا۔ مین نے ارادہ کیا کہ آج تمام دن جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین
رہونگا۔ جب مسجد مین پہونچا معلوم ہوا کہ کہین باہر تشریف لیگئے ہین۔ مین ڈھونڈھتا
ہوا چاہ اریس پر پہونچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا۔ وہ دروازہ کھجور کی تانون کا تھا۔
جناب رسولخدا رفع حاجت کو تشریف لیگئے تھے بعد فراغت کنوئین پر تشریف
لائے اور وضو کیا۔ مین نے نظر اوٹھا کر دیکھا تو آپکو کنوئین پر پایا۔ آپ کنوئین کے
اندر دونون پانون لٹکائے پنڈلیان آپکی کھلی ہوئین جگت پر بیٹھے تھے۔ مین نے
سلام کیا اور دروازہ پر آکر بیٹھ رہا جی مین کہتا تھا کہ آج کے دن حضور کا بوّاب
(پہرہ والا) ہونگا۔ اس عرصہ مین حضرت ابوبکر رضؓ تشریف لائے اور دروازہ ٹھوکا۔
مین نے کہا کون ہے۔ کہا۔ ابوبکر۔ مین نے کہا ٹھیریئے پھر مین اوٹھکر خدمت عالی
مین گیا اور عرض کیا۔ ابوبکر آئے ہین اور اجازت چاہتے ہین۔ فرمایا۔ آنے دو اور
اونکو دخول جنت کی بشارت دو۔ مین نے جاکر اونکو جنت کی بشارت دی۔ ابوبکر
حاضر خدمت نبوی ہوئے اور جس ہیات سے جناب رسول خدا بیٹھے تھے آپکی
داہنی جانب بیٹھ گئے۔ مین دروازہ پر آکر پھر بیٹھ رہا اور اپنے دل مین کہا کہ مین اپنے
بھائی کو وضو کرتے چھوڑ آیا ہون خدا کرے جلد آجاوے اور اُسکو بھی خیر و برکت
نصیب ہو۔ مین اسی سوچ مین تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکایا دریافت کیسے معلوم ہوا کہ
عمر ہین۔ مین نے مثل اول مرتبہ کے حضور کو اطلاع دی اور حضور نے اجازت دیکر
بشارت دینے کو فرمایا۔ مینے اوسی طرح جناب عمر رضؓ سے کہا اور وہ اندر آکر جناب رسولخدا
صلعم کے پاس بائین طرف اوسی طرح کنوئین مین پانون اٹکا کر بیٹھ گئے اور مین بھی

بدستور سابق دروازہ پر آ ٹہیرا۔ دل مین کہتا جاتا تہا کہ کاش میرا بہائی آجاتا۔ اتنے مین جناب عثمانؓ آے اور مثل سابق کے مین نے پہر حضور کو اطلاع دی اور اجازت لی حضور نے فرمایا کہ انکو بہی بشارت دینا وہ بلوہ مین شہید ہونگے۔ مین نے آکر اجازت دی۔ جناب عثمانؓ اندر آے اور حضور کی خدمت اقدس مین حاضر ہوے۔ ایک طرف جگت تینون صاحبونسے بہر گئی تہی۔ جناب عثمانؓ تینون صاحبونکے مقابل اوسی ہیأت کذائی سے جا بیٹھے۔

حدیث۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ہم جناب رسول خدا صلعم کے ہمراہ ایک سفر مین تہے اور اثناء سفر مین کسی منزل پر مقیم تہے سب لوگ اپنے اپنے کام مین مصروف تہے۔ کوئی اپنا خیمہ لگاے بیٹہا تہا کوئی پال تانے آرام کر رہا تہا۔ کوئی تیراندازی مین مشغول تہا کہ اتنے مین منادی نے پکار کر کہا۔ نماز تیار ہے۔ ہم سب لوگ ایک جگہہ جمع ہو گئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا پہر فرمایا۔ مجہسے قبل جسقدر نبی گذرے ہین سب نے اپنی اپنی امت کو جو اونکے حق مین بہتر تہا تعلیم فرمایا جو اونکے واسطے برا تہا اوس سے ڈرایا اور بچایا۔ تم لوگونکی خیریت اور عافیت پہلے ہی لوگون مین ہے۔ پچہلے لوگون پر سخت بلائین اور ناپسندیدہ امور نازل ہونگے اور متواتر فتنے۔ ایک سے ایک بڑہا چڑہا۔ ایک فتنہ آئیگا مرد ایماندار کہیگا کہ اس سے بچنا مشکل ہے اسی مین میری ہلاکت ہے۔ پہر وہ بلا دفع ہو جاویگی دوسری بلا آگہیرے گی۔ پس جو لوگ دوزخ سے بچنا چاہتا ہے اور دخول جنت کی آرزو ہے اوسکے لئے مناسب ہے کہ ایسے وقت مین اوسکی موت آجاوے اور خدا اور روز قیامت پر ایمان کے ساتھہ دنیا سے سدہارے۔ لوگونسے

وہ معاملہ کرے جو خود اوسکو گوارا رکہتا اور پسند کرتا ہے (بجز اسکے خلاصی کی کوئی صورت نہین۔ خدا جسکو ایسے پر آشوب زمانہ مین ایمان کے ساتہہ اوٹھا لے اوسکی خیریت ہے) جو شخص امام وقت کی بیعت کرے اور اپنا ہاتہہ اوسکو دے چکا ہو اور دل سے اوسکی اطاعت و محبت کرتا ہو تو اوسکو لازم ہے کہ حتی الامکان امام کی اطاعت سے باہر نہو اور اگر کوئی دوسرا شخص امام کے برخلاف امام کے نزاع و خلاف پر کمر باندہے تو تمپر واجب ہے کہ اوس مخالف کی گردن مارو۔ (اسمین جناب عثمانؓ کی اطاعت اور انکے مخالف سے انحراف کی تاکید ہے) راوی کا بیان ہے کہ مین نے عبد اللہ بن عمرو ناقل حدیث ہذا سے پوچہا۔ کیا آپنے خود اس حدیث کو جناب رسالتماب صلعم سے سنا ہے عبد اللہ بن عمرو نے اپنے ہاتہہ سے اپنے کان کیطرف اشارہ کرکے کہا۔ میرے ان کانون نے سنا اور میرے دل نے یاد رکہا۔ مین نے کہا۔ یہہ تمہارے چچا کے بیٹے معاویہ ہمکو حکم کرتے ہین کہ ہم ایک دوسرے کا مال ناحق کہا جاوین اور ایک دوسرے کی جان کے خواہان ہون حالانکہ خداوند تعالی فرماتا ہے۔ اے ایمان والو۔ آپس کا مال ناحق مت کہاؤ۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اپنے دونون ہاتہون سے اپنی پیشانی پکڑ لی اور کچہہ دیر سر جہکائے رہے پہر سر اوٹہا کر کہا۔ اونکی اطاعت مین اگر خدا کی اطاعت ممکن ہو تو اس صورت مین اونکی اطاعت کرو مگر جس صورت مین اونکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی ہوتی ہو تو اونکا کہا مت مانو اور اونکی نافرمانی کرو۔

حدیث۔ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ہم مجمع مہاجرین کے ساتہہ ایک گہر مین تہے۔ اس مجمع مین ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص۔ رضی اللہ عنہم بہی تہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔

ہر شخص تم مین سے اپنے کفو کے پاس کھڑا ہو جاوے۔ سب صحابہ نے اس حکم کی تعمیل کی آنحضرت صلعم جناب عثمان رضؓ کے پاس کھڑے ہو کر اونسے بغلگیر ہوے اور فرمایا۔ تم میرے دنیا و آخرت مین دوست ہو۔

حدیث۔ حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ جبتک کہ تم لوگ اپنے امام کو نہ قتل کروگے قیامت نہ قائم ہو گی اور بعد قتل امام باہم خوب تلوار چلیگی اور دنیا کے وارث اور مالک برے لوگ ہونگے چنانچہ جناب عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد کسقدر خونریزی ہوئی اور بعد خلافت راشدہ جیسا کچھہ خلافت کا حال ہوا ظاہر و عیان ہے۔

حدیث۔ یحییٰ بن سعید رضؓ سے روایت ہے کہ زمانہ خلافت عثمان رضؓ مین زید بن خارجہ انصاری خزرجی نے انتقال کیا جب اونکو کفن پہنایا اونکے سینہ سے گھنٹہ کی سی آواز لوگون نے سنی بعد اوسکے اونکی مردہ نعش نے کلام کیا۔ اور سب نے یہہ سنا۔

احمدؐ۔ احمدؐ۔ پہلی کتابو نمین ہے۔ سچے ہین سچے ہین۔ ابو بکر صدیق رضؓ فی نفسہ ضعیف ہین خدا کے کام مین قوی و مضبوط۔ گذشتہ کتابو نمین سچے سچے لکھے ہین۔ عمر رضؓ بن خطاب قوی۔ امانت دار۔ پہلی کتابو نمین اونکو سچا سچا لکھا ہے۔ عثمان رضؓ بن عفان۔ جناب رسولخدا صلعم اور حضرات شیخین کے طریق پر ہونگے۔ چار برس گذر گئے دو باقی رہے۔ فتنے آگئے۔ قوی و سخت نے ضعیف و ناتوان کو کھا ڈالا۔ قیامت آگئی۔ عنقریب تمکو خبر

چاہ اریس پہونچیگی اور تم جانتے ہو چاہ اریس کیا ہے۔
یحیی بن سعیدؓ کہتے ہین میرے باپ کہتے تھے کہ بعد انکے ایک شخص نے بنی خطمہ سے وفات پائی جب کفن دے چکے تو اونکے سینہ سے بھی ایسی ہی آواز نکلی اور پھر اونھون نے کہا۔ بنی حارث کے بھائی نے سچ کہا ہے۔
راوی کا بیان ہے کہ زید بن خارجہؓ بنی حارث مین سے تھے اور ایسا ہی قصّہ میرے بھائی ربعی بن حراش کا بھی ہوا وہ بھی موت کے بعد بولے۔
حدیث۔ عُمیر بن اسودؓ کہتے ہین کہ مین عبادہ بن صامتؓ کے پاس بمقام حمص گیا اونکے ساتھ اونکی بیوی ام حرام تھین۔ ام حرامؓ نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتی ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میری امت مین ایک لشکر سب سے اول دریا مین جہاد کریگا۔ اونکے واسطے جنت واجب ہو گئی۔ ام حرامؓ کہتی ہین۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا صلعم۔ مین بھی اونمین ہون۔ فرمایا۔ تم بھی اونمین ہو گی۔ پھر جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اوّل لشکر میری امت کا جو قیصر کے شہر مین جہاد کرے گا اونکو خدا نے بخش دیا ہے مین نے عرض کیا۔ کیا مین بھی اونمین ہونگی۔ آپ نے فرمایا۔ نہین۔ ام حرامؓ نے جنگ قبرس مین انتقال کیا انکا واقعہ بیان جنگ مین مذکور ہے۔
حدیث۔ بروایت عبداللہ بن حوالہؓ منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ ایک ایسے شخص پر مجتمع و متفق ہو گے جو سر پر چادر کا عمامہ باندھے ہونگے اور اوسی وضع سے لوگونسے بیعت لینگے۔ وہ شخص اہل جنت مین سے ہین راوی کا بیان ہے کہ بیعت کے دن جناب عثمانؓ حیرہ کی چادر سر پر لپیٹے تھے

اور لوگ آپکو چارونطرف سے گھیرے ہوے بیعت کررہے تھے۔

حدیث۔ عبداللہ بن حوالہؓ جناب رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔ جُنتی تین چیزونسے نجات پائی اوس نے بالکل نجات پائی اور تمام بلاؤنسے محفوظ رہا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت وہ تین چیزین کون ہین۔ فرمایا۔ میری[۱] موت۔ خلیفہ[۲] کی شہادت جو خدا کی مرضی پر صابر وشاکر مقتول ہونگے۔ دجالؑ جو قرب قیامت مین خروج کریگا

انبیاے کرام کے بہت دشمن ہوتے آے ہین چنانچہ بعض انبیا علیہم السلام کو اونکی امت نے شہید بھی کیا۔ کفار مکہ جناب رسول خدا صلعم کے جانی دشمن تھے اور سب کا یہی منشار دلی تھا کہ موقع پاکر آپکے دشمنونکو قتل کرین۔ اس بارہ مین مجلسین ہوتی تھین بڑے بڑے لوگ تجویزین اور رائین پیش کرتے تھے مگر جسکا خدا نگہبان ہے اوسکا کوئی کچھ بگاڑ نہین سکتا۔ مدینہ منورہ مین جب آپ ہجرت کرکے تشریف لاے ہین یہود جانی دشمن رہے۔ ایک یہودی نے بکری کا گوشت پکا کر زہر ملا کر حضور کو کھلا دیا۔ ایک نے آپ پر جادو کیا غرضکہ دشمنون نے اپنے اپنے داؤن چلے مگر حافظ حقیقی نے سب کے شر سے محفوظ رکھا۔ آپنے فرمایا کہ میری موت سے جسنے نجات پائی یعنی میری جان لینے کے درپے نہوا اور مجھکو قتل نہ کیا اوسنے بڑی بلاؤن سے نجات پائی۔ کیونکہ نبی کا قتل آسان کام نہین اور اوسکا عوض دنیا مین کم نہین اور اُس قاتل کی سزا اور قاتلونکی سزا کے مثل نہین۔

دوسری بات خلیفہ کا قتل۔ جناب عثمانؓ کی شہادت مراد ہے اور یہ ارشاد ہے کہ انکے قتل سے بچنا گویا تمام بلاؤن سے بچنا ہے۔

دجال کے فتنے بہت کچھ ہونگے۔ بڑے بڑے بہک جاوینگے مگر جسکو خدا

محفوظ رکھے اور اوسپر ایمان لاوینگے۔ اللھم احفظنا منہ ومن کل الآفات۔

جُبیر بن نفیر کہتے ہین کہ بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے ہم لوگ حضرت معاویہؓ کے لشکر مین تھے کعب بن مرہ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ اگر مین نے جناب رسولخدا صلعم سے حدیث نہ سنی ہوتی مین ہرگز اس جگہہ نہ کھڑا ہوتا۔ لوگون نے جب حدیث کا نام سنا سب بیٹھ گئے اور متوجہ ہوکر سننے لگے۔ کعب بن مرہ نے کہا۔ ہم لوگ جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین بیٹھے تھے کہ اتنے مین جناب عثمانؓ اودھر ہو کر نکلے حضور نے ارشاد فرمایا۔ اس شخص کے زیر قدم سے فتنہ اوٹھیگا اور جو انکی اطاعت کرے گا وہ راہ راست پر ہوگا۔

یہہ حدیث سنکر ابن حوالہ نے منبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ تمنے بھی یہ حدیث آنحضرت صلعم سے سنی ہے قسم خدا کی مین اوس دن اوسی مجلس مین حاضر تھا۔ اگر مجھکو پہلے اس سے معلوم ہوتا کہ لشکر مین کوئی میرے کلام کی تصدیق کرنیوالا ہے تو مین ہی پہلے اسکو بیان کردیتا۔

محمد بن سیرینؒ کہتے ہین کہ کوفہ مین ایک شخص نے کہا۔ عثمانؓ قتل ہوے اور اونکو درجہ شہادت ملا۔ لوگ اونکو پکڑکر حضرت علیؓ کے پاس لیگئے اور کہا اگر آپنے ہمکو قتل کرنے سے نہ منع کیا ہوتا تو ہم ضرور اس شخص کو مار ڈالتے۔ یہہ علی الاعلان کہہ رہا تھا کہ عثمانؓ شہید ہین۔ اوس شخص نے حضرت علیؓ سے کہا۔ آپ گواہ ہین اور خوب جانتے ہین کہ مین جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین گیا تھا اور مین نے سوال کیا حضور نے مجھکو کچہہ عنایت فرمایا پھر مین نے ابوبکرؓ کے پاس جاکر اونسے سوال کیا اونھون نے بھی مجھکو دیا۔ پہر عمرؓ اور بعد اونکے عثمانؓ کے پاس گیا اور سوال کیا۔ دونون صاحبون نے

بھی دیا۔ بعدازان مین جناب رسول خدا صلعم کی خدمت مین دوبارہ گیا اور عرض کیا
اے رسول خداؐ۔ دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو برکت عطا فرماوے۔ حضور نے فرمایا۔ تجھکو
برکت کیون نہوگی تجھکو تو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدون نے دیا ہے یہہ
کلمہ حضور نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

ابوعمرو کہتے ہین کہ زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ کے اپنے قبیلہ کیطرف سے
قاصد بنکر جناب رسولخداؐ کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ اثنائے راہ مین مین نے ایک
ہولناک خواب دیکھا ہے۔

آنحضرتؐ۔ کیا خواب ہے بیان کرو۔

زرارہ۔ مین نے یہہ خواب دیکھا ہے کہ مین اپنے گہر ایک گدہی چھوڑ آیا
ہون جسنے ایک سیاہ رنگ کا بچہ جسکے سیاہ لب ہین جنا ہے پہر
دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی اور میرے اور میرے بیٹے عمرو کے
درمیان آگئی۔ آگ مین سے آواز نکل رہی ہے "لپٹ نے لیا
لپٹ نے لیا۔ بینا نابینا کسیکو نہ چھوڑا"۔

آنحضرتؐ۔ کیا تم اپنے گہر اپنی لونڈی حاملہ چھوڑ آئے ہو۔

زرارہ۔ ہان۔

جناب رسولخدا۔ اوسنے لڑکا جنا ہے اور وہ تمہارا بیٹا ہے۔

زرارہ۔ سیاہ رنگ کیسے ہوا۔

جناب رسولخدا۔ میرے پاس آؤ۔ کیا تمہارے کسی مقام پر برص ہے اور
تم اوسکو چھپاتے ہو۔

زرارہ - قسم اوس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھہ بہیجا ہے- آپ سے پہلے کسی نے اوسکو نہین جانا-

جناب رسولخدا- بس وہ سیاہی وہی برص ہے- آگ کی تعبیر فتنہ ہے جو میری بعد ہوگا

زرارہ - جناب وہ فتنہ کیا ہے-

جناب رسولخدا- لوگ اپنے امام کو قتل کرینگے اور مسلمانون مین سخت مخالفت اور پہوٹ پہیل جاویگی- مرد ایماندار کا خون ایماندار پانی سے زیادہ شیرین سمجہیگا- مرد بدکار سمجہے گا کہ وہ اچہا کام کر رہا ہے- اگر تم اوسوقت مر گئے تو تمہارا لڑکا وہ زمانہ دیکہیگا اور اگر تمہارا لڑکا مرگیا اور تم باقی رہ گئے تو خود اوس فتنہ کو دیکہ لوگے-

زرارہ - حضور میرے واسطے دعا فرمائیے کہ خدا مجہکو ایسے وقت تک دنیا مین نہ رکہے- آنحضرت صلعم نے اونکے حقمین دعا فرمائی-

ابو مریم کہتے ہین کہ مین کوفہ مین تہا- ایک دن جناب امام حسن رضؓ نے مسجد کوفہ مین وعظ کہا اوسمین فرمایا- اے لوگو- مین نے رات کو خواب دیکہا اور عجیب وغریب چیزین نظر سے گذرین- خداوند تعالےٰ کو عرش پر دیکہا- جناب رسولخدا تشریف لائے اور عرش کے پایہ کے پاس کہڑے ہوگئے پہر جناب ابوبکر صدیقؓ آئے اور آنحضرت صلعم کے شانہ مبارک پر اپنا ہاتہ رکہکر کہڑے ہوئے پہر جناب عمرؓ آئے وہ جناب ابوبکرؓ کے شانہ پر ہاتہ دہر کر کہڑے ہوئے- پہر جناب عثمانؓ اپنے ہاتہ پر سر رکہے ہوئے آئے اور کہا- خداوندا- اپنے بندون سے دریافت فرما کہ مجہکو کس جرم وخطا مین قتل کیا ہے- بعد اسکے مین نے دیکہا کہ آسمان سے دو پرنالے خون کی

جاری ہوے اور زمین تک وہ خون پہونچا۔

راوی کا قول ہر کہ کسی نے جناب علی رضؓ سے کہا۔ دیکھئے آپکے صاحبزادہ حسن کیا فرماتے ہین۔آپ نے جواب دیا۔جو کچھ خواب مین دیکھا بیان کرتے ہین۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین جناب رسولخدا کی خدمت مین کچھ کھجور لایا اور عرض کیا۔آپ ان کھجورونمین برکت کے واسطے دعا فرمائیے۔حضور اقدس نے وہ کھجورین مجھسے لیکر دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ انکو اپنے توشہ دان مین رکھو جسقدر تمکو ضرورت پیش آوے توشہ دان مین ہاتھہ ڈالکر نکال لیا کرنا لیکن یاد رکھو کھجورونسے بالکل توشہ دان خالی نہ کرنا۔ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ مین نے وہ کھجورین ایک چمڑہ کی تھیلی مین ڈال دین اور جب ضرورت ہوتی کھجور نکالتا اور کھاتا اور لوگونکو دیتا۔یہانتک کہ سیرون اور منون کھجورین نکال نکال کر خدا کی راہ مین محتاجونکو دین اور خود کھائین اور لوگونکو کھلائین مگر وہ کھجورین کم نہوئین اور نہ ختم ہونے آئین وہ تھیلی میرے ساتھہ ہر وقت سفر و حضر مین کمر سی بندہی رہتی تھی۔جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوے ہین دفعتًہ وہ کھجورین بالکل ختم ہوگئین چنانچہ اسی بارہ مین ابوہریرہؓ کا شعر ہے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيَ الْيَوْمَ هَمَّانِ		هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

آج کے دن سب کو تو ایک ہی غم ہے اور مجھکو دو غمون نے گھیرا ہے۔تھیلی گم ہوگئی جس سے کھجورین کھاتا تھا جناب عثمانؓ ایسے خلیفہ شہید ہوے۔

صحیح بخاری مین ہے کہ جناب رسول خدا نے چاندی کی مہر بنوائی تھی اور آپ اوسکو پہنے رہتے تھے۔ آپکے بعد جناب صدیقؓ کے ہاتھہ مین رہی اور بعد اونکے حضرت عمرؓ

کے پاس اونکے بعد جناب عثمانؓ کی ہاتھہ آئی - ایک دن جناب عثمانؓ چاہ ارئیس
پر بیٹھے تھے اور مہر اونگلی سے نکالکر ہاتھہ مین لئے ہوے تھے اتفاقاً مہر کنوئین مین
جا پڑی - لوگون نے تین دن تک ڈھونڈھی - کنوئین کا پانی نکالڈالا مگر مہر نہ ملی جس
تاریخ کو مہر گم ہوئی نبوت کی برکتین جو زمانہ خلافت راشدہ مین باقی تہین گویا وہ اوٹھہ گئین
روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ شب بیدار تھے - جس زمانہ مین کہ جناب عثمانؓ محصور
تھے یہہ ایک رات کو حسب معمول اوٹھے اور نماز پڑہکر سو رہے - خواب مین دیکھا کہ
کوئی انسے کہہ رہا ہے - اوٹھہ - خدا سے دعا مانگ اور اوس سے پناہ طلب کر
کہ تجھکو اوس فتنہ سے جس سے اپنے نیک بندونکو بچاتا ہے پناہ دے - عامر
اوٹھہ بیٹھے اور نماز پڑہی پہر دعا مانگی - قدرت خدا سے وہ ایسے بیمار ہوے کہ
گھر سے اونکا جنازہ ہی باہر نکلا - خداوند کریم نے اونکی دعا قبول فرمائی اور اس
پر آشوب وقت مین اونکو شرکت فتنہ و فساد سے محفوظ رکھا -

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسول خدا نے مرض موت مین ارشاد
فرمایا - میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس میرے یارونمین سے کوئی ہوتا - ہم
لوگون نے عرض کیا - کیا ابوبکر صدیقؓ کو بلادین - آپ خاموش رہے - پہر لوگون
کہا - کیا عمرؓ کو آپکے پاس بلادین - حضور نے اسپر بہی سکوت فرمایا - پہر ہم نے دریافت
کیا - کیا عثمانؓ کو آپکی خدمت مین حاضر کرین - فرمایا - ہان - لوگ عثمانؓ کو بلالائے
صرف عثمانؓ جناب رسول کے پاس تھے - دونون مین خلوت کردی گئی اور ہملوگ
علیحدہ ہوگئے - جناب رسول خدا کچھہ فرمارہے تھے - ہم لوگ دور سے دیکھتے
تھے کہ عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا ہے - راوی حدیث کہتے ہین کہ ابو سہلہ موالے

عثمان رضؓ نے مجھسے کہا کہ جناب عثمان رضؓ نے بروز شہادت یہ فرمایا۔ جناب رسول خدا نے مجھسے عہد لیا ہے اور مین حضور سے قول کر چکا ہون مین اوسپر قائم ہون اور صبر کرتا ہون" عہد یہی ہوگا کہ باغیون کے کہنے سے خلافت نہ ترک کرنا کیونکہ تم حق پر ہوگے اور وہ ناحق پر۔ تم شہید ہوگے اور قاتل ظالم وجفا کار۔ اپنے بدکردار کی سزا پائینگے۔ اسکی تصریح اکثر احادیث مین بہی آئی ہے۔

احادیث مذکورہ بالا سے جناب عثمانؓ کی خلافت اور آپکی شہادت پوری طور سے ثابت ہے۔ روایات کتب آسمانی اقوال صحابہ کرام سے آپکا خلیفہ برحق ہونا۔ لوگونکا آپ پر ظلم کرنا۔ آپکو خلافت سے علیحدہ کرنے کی تجویز اور اوسپر بلوہ کا قائم ہونا۔ آپکا خلافت پر قائم رہنا یہانتک کہ شہید ہوجانا۔ صاف ظاہر وعیان ہے کسی طرح کا شبہ وشک نہین۔ یہ ضروری بات ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر ہوتا ہے پہلے اوسکے اسباب وعلامات ظاہر ہوتے ہین بعد اسکے وہ کام ظہور پذیر ہوتا ہے۔ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے اسکے خلاف شاذ ونادر وقوع مین آتا ہے اور یہ بہی معلوم ہے کہ جملہ امور خیر وشر من جانب اللہ ہین بدون حکم اوسکے کچھ نہین ہوتا۔ ہان مذہب اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ انسان کو عقل وتمیز اختیار فعل و ترک عطا ہوا ہے۔ جسکی وجہ سے مکلف ہے اور جزا وسزا ے اعمال کا مستحق۔ نیک کا بدلہ نیک اور بد کا بد ہے مطیع کو جنت عاصی کو دوزخ ہے۔ اور یہ بہی اسکی مشیت پر ہے کہ چاہے اسکے خلاف کرے۔ کرسکتا ہے کون اُسکو روک سکتا ہے۔ اور اوسنے کمال شفقت ورحمت سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور اوسکا وعدہ سچا ہے۔ اور ڈرایا بہی ہے۔ لہذا ہم اوسکے رحم وکرم کے امیدوار۔ اوسکے غضب سے ترسان ولرزان ہین

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آے	اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا

جب یہ معلوم ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ جناب عثمان رض کی شہادت بمقتضاے حکمت
آلہی عالم اسباب دنیا مین واقع ہوئی - اسکا سبب اختلاف کا پیدا ہونا ہے - علم
خداوندی مین یہہ امر طے ہوچکا تھا کہ لوگ عثمان پر خروج کرینگے - وہ حق پر ہونگے
اور لوگ ظلماً اونکو شہید کرینگے چنانچہ اسکے متعلق احادیث سے ہم ثبوت دی چکے
جناب عثمان رض کا اس قتل پر راضی رہنا - اسکی نبی حضور صلعم سے تاکید ہوچکی - متعدد
احادیث اس مطلب کو صاف بیان کرتی ہین - آپکے خلیفہ ہونے مین شک نہین
یہ امر بھی ہر طرح ثابت ہوچکا ہے - خلاصہ یہہ کہ آپ مصائب و تکالیف برداشت
کرنے پر مامور تھے - آپ پر کسی طرح طعن نہین ہوسکتا کہ جان بچانیکو خلافت دے
دیتے - معاذ اللہ طمع خلافت مین جان گئی - اگر کوئی نافہم - دشمن ایمان اس قسم کے
شکوک کرے محض اوسکی نادانی ہے - مرض تعصب مین گرفتار ہے - دین و ایمان
سے علیحدہ - طریق اسلام سے دور ہے - جناب عثمان رض اس افترا و بہتان سے بالکل
مبرّا و پاک ہین آپکا دامن ان عیوب سے صاف و شفاف ہے - مسلمان کامل الایمان سے
یہہ خیالات و توہمات شیطانی بہت دور ہین - غیر مذہب والا بھی جسکو انصاف پسندی
منظور ہے اور چشم بصیرت جسکی پر نور ہے ان بزرگون کی نسبت ایسے گمان کبھی
نہین کریگا - اقوال صحابہ کرام سے یہہ بات بھی ظاہر ہے کہ بعد شہادت جناب
عثمان رض علی العموم مسلمانونکو آپکی شہادت کا کس درجہ صدمہ ہوا ہے - بعض صحابہ
جنکو آپکی شہادت کا علم تھا اور اقوال آنحضرت سے جانتے تھے کہ آپ ضرور شہید
ہونگے قبل از وقوع واقعہ شہادت لوگونکو منع کرتے اور ڈراتے تھے کہ عنقریب

زمانہ پر آشوب فتنہ وفساد کا ظہور ہوگا۔ لوگ اپنے امام وقت کی طاعت سے باہر ہو جاوینگے دیکھو ایسے وقت مین اگر ہوسکے تو اپنے امام کی مدد کرنا اور اونکے واسطے جان تک سے دریغ نہ کرنا اگر یہ نہو سکے تو اپنا ایمان بچانا۔ مخالفین امام کی ہمراہ نہونا کہ دنیا بھی جاے دین بھی برباد ہو خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق بنو۔

اب ہم انعقاد خلافت کے متعلق مع اوسکے امور مناسب کے لکھتے ہین اور اس بحث کو ختم کرتے ہین۔

(تعریف خلافت) مسلمانونکی سرداری۔ بذریعہ اشاعت علوم دینی کے دین کا قائم رکھنا ارکان اسلام کا قائم رکھنا۔ اشاعت اسلام مین کوشش کرنا۔ جہاد اور اوسکے متعلق امور کا اجرا۔ تقرر قضات۔ اقامت حدود شرعیہ۔ مظلوم کی دادرسی۔ نیک کام کی ہدایت افعال بد سے روکنا۔ یہہ جملہ امور بطور نیابت جناب رسولخدا انجام دینا۔ اسکو خلافت کہتے ہین جناب رسولخدا جب مبعوث ہوے خلق خدا کے ساتھہ معاملہ کیا۔ اون مین اپنے تصرفات جاری فرماے۔ ہر کام کیواسطے اپنی طرف سے ایک نائب مقرر کیا۔ اور ہر معاملہ مین کمال اہتمام کیا۔ جملہ معاملات پر نظر اور غور کرنے سے امور کلیہ وجزئیہ کی تلاش وجستجو سے سب کا مآل کار دین کی اقامت نکلتی ہے۔ اقامت دین۔ یہہ ایک ایسا امر کلی عام ہے جسکے متعدد افراد ہین منجملہ اسکے علوم دینی کو ترقی دینا اور اونکو زندہ کرنا ہے۔ اور یہہ امر تعلیم قرآن وحدیث ووعظ وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ارکان اسلام روزہ۔ نماز حج۔ زکوٰۃ۔ وغیرہ۔ یہہ کام انجام دینا۔ اسکے متعلق جمعہ وعیدین مین خود امامت کرنا۔ ہر محلہ مین پنجگانہ نماز پڑہانیکو امام مقرر کرنا۔ مسلمانون سے زکوٰۃ وصول کرنا تحصیل زکوٰۃ کیواسطے تقرر عامل۔ جناب رسول خدا کا اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے

بلاد کفار پر خود لشکر کشی کرنا یا دیگر صحابہ کو بھیجنا - مقدمات - معاملات مین خود بنفس نفیس
فیصلہ کرنا - تصفیہ مقدمات کیواسطے دیگر بلاد و مواضع مین قاضی مفتی مقرر فرمانا - یہہ
سب کام جناب رسول خداؐ نے کیے اور یہی جملہ امور آپکے بعد خلفاء راشدین کے
منصبی کام تھے یہہ جملہ امور عہد خلافت راشدہ مین کامل طور پر انجام پاتے رہے
بعد اسکے سستی و کاہلی پیدا ہو چلی اور خلافت کی جگہہ امارت سلطنت حکومت دیکھی
خلیفہ ہونیکی شرائط یہہ ہین کہ مسلمان ہو - عاقل بالغ - مرد - آزاد اور یہہ امور ظاہر
ہین متکلم سننے والا دیکھنے والا - یہہ اسواسطے شرط ہین کہ خلیفہ کا کام یہہ ہے کہ دوسرونپر
حکم کرے اپنے مطلب کو اپنی زبان سے اچھی طرح بیان کر سکے - مدعی مدعا علیہ کو دیکھے
دونون مین باہم امتیاز کرے - اونکا بیان و دعوی سنے اور یہہ کام بدون سلامتی
اعضا کے اچھی طرح نہین ہو سکتے - خلیفہ شجاع بہادر دلیر ہو - ضرورت کیوقت راے
ٹھیک دے سکے - جفاکش اور محنتی ہو - آرام طلبی تن آسانی نہ چاہے - عادل ہو یعنی
کبیرہ گناہون سے محترز - صغیرہ گناہون پر اصرار کرنے والا نہو - صاحب مروت ہو -
مجتہد ہو - اجتہاد کی قوت اور مرتبہ اوس شخص کو حاصل ہوگا جو علم قرآن و حدیث و علم
عربی و علم طریق استنباط مسائل وغیرہ اور جو اسکے متعلق ہین جانتا ہو - یہہ ضرور نہین
کہ خلیفہ مجتہد مستقل ہو بلکہ یہہ مراد ہے کہ بزرگان دین کے مذہب اور طریق سے واقف
اور ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے سمجھتا ہو - اگرچہ مقلد ہو مگر علوم مذکورہ سے واقف ہو
خط و کتابت بعض کے نزدیک شرط نہین کیونکہ جناب رسول اللہ امی تھے مگر اس مسئلہ
مین تحقیق یہہ ہے کہ آنحضرتؐ پر قیاس نہ کرنا چاہیئے کیونکہ فی زمانہ بدون تحریر کے بہت
بڑا نقصان واقع ہوتا ہے اور کیسا ہی انسان قابل کیون نہو لکھنا نہ جانتا ہو کسقدر

اوسکو احتیاج ہوتی ہے اور لوگونکی نظرونمین کسدرجہ بے اعتبار ہوتا ہے۔

جس شخص مین شرائط مندرجہ بالا پائی جاوین بیشک مستحق خلافت ہے۔ اگر مسلمان اوس شخص کو بالاتفاق خلیفہ کرین خلافت کا اہل ہے دیگر اہل اسلام پر اوسکی اطاعت واجب ہے اور اگر کوئی ایسا شخص خلیفہ کیا جاوے جسمین شرائط مندرجہ نہین اور اہل خلافت نہین توجن لوگون نے خلیفہ کیا گناہ گار ہین اوسکی اطاعت بہی لازم و واجب نہین ہے۔ اگر غیر اہل خلافت زبردستی خلیفہ بن جاوے اور کچھہ لوگ اوسکے ساتھہ اتفاق کرکے اوسکی خلافت گوارا کرین تو اس صورت مین احکام جو کہ موافق شرع کے ہین نافذ وجاری ہونگے لیکن حکم خلاف شرع نہ مانا جاویگا۔ حتی الامکان لوگونکو مناسب ہے کہ اوسکی اطاعت کرین اور اوسکو خلافت سے معزول نہ کرین کیونکہ اس صورت مین اختلاف۔ جنگ وحرب وضرب کا خوف ہے۔ حتی الوسع مسلمانونکو اس سے پرہیز واجب ہے۔

جو شخص جامع شرائط خلافت ہو اوسکی خلافت چار طرح سے منعقد ہوتی ہے اور وہ مسلمانونکا خلیفہ اور اونکا حاکم ہوتا ہے۔

طریق اول مسلمانونمین جو لوگ ذی وجاہت و ذی مرتبہ ہین جیسے علما۔ قاضی امراے شہر۔ رؤساے ملک وغیرہ۔ یہہ لوگ باتفاق اسکی خلافت منظور کرین اور اوس سے بیعت کرلین۔ جناب فاروق رض کا قول ہے۔ فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو الذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔ ترجمہ جس کسی نے بغیر صلاح ومشورہ واتفاق مسلمانونکے بیعت خلافت لی ایسے شخص کی بیعت نہ کی جاوے اور ایسے بیعت لینے والے اور بیعت کرنیوالیکو خوف ہے کہ دونون

قتل کیئے جاوین۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر اتفاق عمائد اہل اسلام بیعت منعقد نہو گی
اور خوف ہے کہ ایسا خلیفہ اور اوسکے مرید دونون مارے جاوین۔ جناب صدیق اکبر
کی خلافت اسی قسم کی ہے کہ اکابر مہاجرین و انصار مدینہ نے آپکی خلافت کو منظور
کیا اور بطیب خاطر و باتفاق تمام آپسے بیعت کی۔

طریق دوم استخلاف۔ خلیفہ عادل جو باتفاق اہل اسلام خلیفہ ہوا ہے اپنی خوشی
اور تجویز سے اپنی جگہہ پر دوسرے شخص کو جو کہ اہل خلافت سے ہے جانشین کردے
اور لوگونپر ظاہر کردے اور سبکو اوسکی اطاعت کی وصیت کر جاوے ایسا شخص خاص
ہو جاویگا اور خلافت کا مستحق سمجھا جاویگا۔ جملہ مسلمانونکو چاہیئے کہ اسکو خلیفہ کرین
چنانچہ جناب فاروق اعظم کی خلافت اسی طریق سے ہے۔ حضرت صدیق رضؓ نے
قبل وفات لوگونپر ظاہر فرمایا اور آپکی خلافت پر سب کو متفق کر دیا تھا۔

طریق سوم شوریٰ۔ خلیفہ اپنی زندگی مین کہہ جاوے کہ میرے بعد خلافت فلان
فلان اشخاص مین سے کسیکو ہونا چاہیئے۔ خاص ایک کا نام نہ لے بلکہ دس یا پانچ
اشخاص کو جو قابلیت و اہلیت خلافت رکھتے ہون نامزد کرکے کہے کہ انہین سے
کسیکو خلیفہ کر دینا۔ اس صورت مین جو اہل شوریٰ ہین بعد وفات خلیفہ وقت کی اپنی
راے و تجویز سے باتفاق و اجتماع ایک کو خلیفہ کر دین اور اوسکے ہاتھہ پر سب بیعت
کرین جناب عثمانؓ کی خلافت اسی طریق سے ہوئی۔ جناب فاروقؓ نے چھہ صاحبونکو
منتخب فرمایا اور شایع کر دیا کہ انکی راے سے ایک صاحب انہین مین سے خلیفہ کیئے
جاوین چنانچہ بعد شہادت جناب فاروق اعظم مجلس شوریٰ منعقد ہوئی اور حضرت
عبد الرحمن بن عوفؓ منصرم قرار دیئے گیئے اور اونکی تجویز و تشخیص پر سب نے اتفاق

کرکے جناب عثمان رضؓ سے بیعت خلافت کی۔

طریق چہارم استیلا۔ جب خلیفہ وقت انتقال کرے اور کوئی شخص مدعی خلافت ہوکر بغیر استخلاف وبیعت خلیفہ بن بیٹھے اور کچھہ لوگونکو جمع کرلے۔ جو اسکے ساتھی ہوجاوین خواہ یہہ شخص نیا خلیفہ بزور متسلط ہوجاوے یا اپنی تقریر وجادو بیانی سے عوام کو اپنا مطیع وفرمانبردار بنادے یا روپیہ کے طمع سے لوگ اوسپر گرویدہ ہوجاوین اس صورت مین بہی وہ شخص خلیفہ ہوجاویگا۔ مسلمانونپر واجب ولازم ہے کہ شرع کی موافق احکام اوسکے مانین اور درصورت خلاف شرع اوسکی اطاعت واجب نہین۔ یہہ استیلاسے خلیفہ دو قسم ہے۔ جو شخص خود خلیفہ بن بیٹھا ہے اگر خلافت کا اہل ہے اور ہر طرح سے شروط خلافت اسمین متحقق ہین اور اوسکی غرض یہہ ہی کہ مسلمانونسے اختلاف ونزاع اوٹھہ جاوے بغیر اسکے کہ کسی فعل حرام کا ارتکاب کرے حکمت عملی وتدابیر مناسب سے دعوی خلافت کرے اور لوگونکو اپنی سے راضی کرے تو اس قسم کی خلافت جائز ہے۔ کوئی مضائقہ نہین نہ کوئی گناہ ہے۔ کیونکہ اسکی نیت رفع فساد وصلاح اہل اسلام ہے اور خود بہی مستحق ہے۔ جناب معاویہ رضؓ کی خلافت بعد جناب علی رضؓ کے حضرت امام حسن رضؓ سے صلح کرکے لے لینا اسی قسم کی ہی دوسری قسم استیلا یہہ ہے کہ مدعی خلافت نااہل ہو۔ کسی طرح کا استحقاق خلافت اوسکو نہین اور جنگ وجدال سے لوگونکو مجبور کرکے خود غالب آکر تخت خلافت پر بیٹھہ جاوے۔ یہہ خلافت جائز نہین۔ ایسا فعل کرنیوالا گنہگار ہے۔ تاہم اہل اسلام کو اوسکے احکام جو موافق شرع کے ہین ماننا چاہیئین۔ ایسے خلیفہ کی عامل اگر زکوۃ وصول کرلینگے صاحب نصاب کے ذمہ سے زکوۃ ادا ہوجاویگی۔ اوسکے زمانہ کے قاضی جو حکم

کرینگے وہ حکم بھی نافذ ہو جاویگا اگر یہہ خلیفہ جہاد کفار پر کرے مسلمان اوسکے ہمراہ جہاد کرسکتے ہیں۔ یہہ خلافت بضرورت وقت منعقد ہو جاویگی کیونکہ خلیفہ کے معزول کرنے مین مسلمانونکی جانین ہلاک ہونگی۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگا اور پھر انجام کار معلوم نہین کہ کیا ہو مسلمان اپنی مراد کو پہونچین یا نہین۔ اس خلیفہ کو نکال دین یا نہ نکال سکین۔ اسکے بعد دوسرا خلیفہ خدا جانے کیسا ہو ممکن ہے اس سے بھی بدتر ہو۔ پس امید موہوم پر فتنہ وفساد کا مرتکب ہونا جائز نہین ہے۔ عبدالملک بن مروان اور خلفاء بنی عباسیہ مین جو پہلے خلیفہ ہوے اونکی خلافت اسی قسم کی ہوئی۔

خلاصہ یہہ کہ اگر کوئی شخص جامع شرائط خلافت ہوا اور اوس جیسا دوسرا نہو یا اوس زمانہ مین اور بھی لوگ اہل خلافت ہین مگر ایک شخص سب سے افضل ہے ایسے شخص کی خلافت انہین طریق مذکورہ سے ہوسکتی ہے کیونکہ بدون تسلط کے یا بیعت اکابر اہل اسلام کے نزاع وخلاف رفع نہوگا دوسرے مدعی اپنے اپنے دعوی سے باز نہ رہین گے۔

جناب علی مرتضیٰ رض کی خلافت اقسام اربعہ مین سے کس قسم کی ہے اس باب مین علما کے اقوال مختلف ہین۔ اکثر علما کا قول ہے کہ آپکی خلافت بیعت اکابر مہاجرین وانصار مدینہ سے منعقد ہوئی اور آپ خلیفہ ہوگئے۔ اکثر خطوط جناب علی رض کے جو آپنے اہل شام کو لکھے انسے یہہ امر صاف ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا آپکی خلافت از قبیل طریق اول خلافت ہے بعض کہتے ہین کہ آپکی خلافت بطریق شوری ہے کیونکہ بعد شہادت جناب فاروق رض مجلس اہل شوری مین یہہ امر طے ہوچکا تہا کہ خلیفہ جناب عثمان رض ہون یا جناب علی رض ہون جب جناب عثمان رض باقی نہ رہے آپ خلافت کے واسطے متعین ہوگئے۔ بعض کا قول ہے کہ

خلافت جناب علیؓ نص سے ثابت ہے اور یہی قول اخیر مختار اور محقق ہے۔ کثرت احادیث فضائل بھی شاہد ہین بلکہ اکثر احادیث سے صریح یہی حکم نکلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

وجہ لقب ذی النورین

ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو ذی النورین کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیان بی بی رقیہؓ وام کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپکے عقد مین آئی تہین۔ اس مضمون کی حدیث فضائل مین بھی گذر چکی۔ مورخین کا قول ہے کہ یہ ایک ایسی دولت ہے جو کسی پیغمبر کی امت مین سے بجز جناب عثمانؓ کے کسیکو نصیب نہین ہوئی کہ پیغمبر کی دو بیٹیان اوسکے نکاح مین آئی ہون۔

بعض کے نزدیک کثرت شب بیداری اور روزہ رکہنے سے ذی النورین لقب پایا کیونکہ روزہ ونماز دو نور ہین اور قیامت کے دن آپکے دونون جانب دائین بائین نور ہوگا

بعض یہہ سبب بیان کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ کا نسب دونون جانب (یعنی پدری ومادری سلسلہ) سے جناب رسول خدا صلعم سے ملتا ہے اور بہت قریب کا رشتہ جناب رسول خداؐ سے ہوتا ہے کیونکہ جناب عثمانؓ کی نانی بیضا بنت عبد المطلب جناب رسول خداؐ کی پہوپہی ہین اور اونکی بیٹی اروی والدہ جناب عثمان آپکی پہوپہی زاد بہن تو جناب عثمانؓ آنحضرت صلعم کے بہانجہ ہوے اور عفان بن ابی العاص جناب رسول خدا صلعم کے چچازاد بہائی تہے اس طرف سے جناب عثمانؓ بہتیجہ ہوے۔

خصائص واوصاف قبل اسلام

جناب عثمانؓ کی قدرتی طور سے فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جسکی وجہ سے قبل از اسلام آپ اکثر امور جاہلیت سے محترز رہے۔ آپنے اسلام سے پیشتر اپنے اوپر شراب حرام کرلی تھی۔ زنا کبھی نہین کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جناب عثمانؓ دونون نے زمانہ جاہلیت مین شراب حرام کرلی تھی۔ چنانچہ خود جناب عثمانؓ نے بلوہ کے روز مجمع مین لوگونکو سنا کر فرمایا کہ مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین اور نہ بعد اسلام کے کبھی زنا کیا۔ اسکے جواب مین کسی نے بھی انکار نہ کیا اور نہ آپکے قول کی تردید کرکے آپ کے بیان سے اختلاف کیا۔

فیاضی وسخاوت

زمانہ جاہلیت اور اسلام مین حضرت عثمانؓ کی ثروت قریش مین ایسی نہ تھی کہ جس سے بلاامتیاز ہر صغیر وکبیر غنی وفقیر مستفیض نہ ہوا ہو۔

زمانہ جاہلیت کی آپکی فیاضیان۔ سخاوت۔ صدقات۔ خیرات کا لکھنا بھی فضول ہے اور تلاش کرنیسے اسکا پتہ بھی کم ملیگا۔ لیکن اسلام مین جو جو فیاضیان وسیرچشمی کے کارنمایان آپنے کئے وہ آپکی سخاوت اور دریادلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔

طبری مین لکھا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین ہر سال حج کو جاتے آتے تھے اور مقام منا مین آپکا خیمہ نصب ہوتا تھا جب تک آپ حاجیون کو کھانا نہ کھلا لیتے اوٹ کر خیمہ مین نہ آتے تھے یہ جملہ مصارف خاص اپنے مال سے ادا کرتے تھے

بیت المال سے اسکو کچھہ تعلق نہ تہا۔

مسجد نبوی کی توسیع وتعمیر بحکم جناب رسولخدا صلعم جناب عثمان رضؓ نے ہی کی۔ یہہ کام ہی آپکے جود وسخا کا ایک نمونہ ہے۔ جب آنحضرت صلعم مدینہ منورہ مین تشریف لاکر سکونت پذیر ہوے ایک چھوٹی سی مسجد بنائی گئی۔ کہجور کے تنے کاٹ کاٹ کر دیوار قائم کی۔ اوسکی تانون وغیرہ کی چہت بنائی۔ جب اسلام نے ترقی کی اور مسلمان روز بروز زیادہ ہوتے گئے مسجد نمازیون کے واسطے ناکافی ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے ایک روز کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا اور اوسمین بیان فرمایا کہ جو شخص فلان فلان لوگونکے مکانات جو مسجد سے ملحق ہین خرید کر ہماری مسجد مین شامل کر دیگا اللہ تعالیٰ اوسکے واسطے جنت مین گہر تیار کریگا اور اوسکو بخش دیگا۔ جناب عثمان رضؓ نے وہ مکانات بیس ہزار یا پچیس ہزار کو خرید کیے اور مسجد مین شامل کر دیے۔

آنحضرت صلعم کے عہد مبارک سے جناب فاروق رضؓ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چہت کہجور کی لکڑیون اور تانونکی ہی تہی۔ صحن خام تہا۔ ایام بارش مین جب مدینہ منورہ مین پانی برستا تہا بارش موقوف ہونے پر بہی مسجد نبوی مین دو ایکدن تک چہت ٹپکتی رہتی تہی جس سے نمازیونکو سخت تکلیف ہوتی تہی۔ عہد خلافت جناب فاروق مین جناب عثمان رضؓ نے حضرت فاروق رضؓ سے مسجد پختہ کرنے اور چہت وصحن پختہ بنوانیکو کہا۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے جواب دیا بیت المال مجاہدین اور غازیان اسلام کا حق ہے اور انکے مصارف کے واسطے ہے نہ مسجد کے صحن وچہت پختہ بنوانیکے لیے جس حالت مین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم اور اونکے خلیفہ کے زمانہ مین تہی مین بہی اوسی حالت پر رکہونگا اگر نمازیونکی تکلیف کا خیال ہے تو اپنے صرف سے

بنوادو" اُسوقت تو جناب عثمانؓ بپاس ادب خلیفہ وقت خاموش رہے لیکن جب آپکا دور خلافت آیا تو آپنے اپنے خاص روپیہ سے مسجد نبوی کی چھت۔ صحن اور دیوارین پختہ بنوادین۔

آنحضرت صلعم کے عہد فیض مہد مین صرف ایک کنوان مدینہ منورہ مین بیر رُومہ تھا جسکا پانی تمام اہل مدینہ پیتے تھے۔ یہہ کنوان مسجد قبلتین سے شمال کے جانب تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا جو قیمت سے پانی دیتا تھا۔ مسلمانونکو سخت تکلیف تھی۔ جو اہل استطاعت تھے وہ تو پانی مول لیکر پی لیتے تھے مگر جو صحابہ غریب و مفلس تھے اونکا گذران کھاری پانی پر تھا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز اسکی بابت خطبہ فرمایا۔ جناب عثمانؓ نے پینتیس ۳۵ ہزار کو وہ کنوان خرید کر وقف کر دیا۔

علاوہ اس فیاضی اور سیر چشمی کے صدقات و خیرات مین جناب عثمانؓ کا ہاتھہ بدست کھلا ہوا تھا۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جود و سخا مین جو مرتبہ جناب عثمانؓ کو حاصل ہے کسیکو کم نصیب ہوا ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جناب ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت مین ایک سال قحط پڑا۔ جملہ اہل مدینہ تنگ حال ہوے۔ فاقہ پر فاقے ہونے لگے۔ جناب صدیق اکبرؓ نے فرمایا "عنقریب تمہارے واسطے کشود کار ہونے والی ہے تم لوگونکو کل شام نہ ہونے پاویگی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دفع کر دیگا"

دوسرے دن صبحکو ایک شخص خوشخبری لایا اور کہا۔ جناب عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے لدے ہوے گیہون اور دیگر اناج سے بھرے ہوے آتے ہین۔

آج صبح کو سوداگر غلہ فروش مدینہ والے حضرت عثمان رضؓ کے گھر گئے اور دستک دی
جناب عثمان رضؓ ایک چادر اوڑہے ہوے گھر سے باہر نکل آے اور تاجرونسے پوچھا
کہ کیسے آنا ہوا۔ کیا ارادہ ہے۔ سب تاجرون نے بالاتفاق حضرت عثمان کیخدمتمین
عرض کیا۔ جناب۔ ہم نے سنا ہے کہ ایک ہزار اونٹ بار گیہون اور غلہ آپکا آیا ہے
آپ اوسکو ہمارے ہاتھہ فروخت کرڈالیئے تا کہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو اور وہ ہم لوگونسے
غلہ خرید کر اپنے کہانےمین صرف کرین۔

جناب عثمان رضؓ نے تاجرونکو گھر کے اندر بلا کر دکھلایا کہ ایک ہزار انبار غلہ کے
گھرمین موجود ہین پہر تاجرونسے اس طرح مخاطب ہوے۔

عثمان رضؓ۔ تم لوگ شام کی خرید پر کسقدر نفع مجھکو دوگے۔

تجار۔ دس کے بارہ۔

عثمان رضؓ۔ اتنا نہین۔ کچھہ اور زیادہ دو۔

تجار۔ دس کے چودہ لو۔

عثمان رضؓ۔ اور بڑہو۔

تجار۔ اچھا دس کے پندرہ لو۔

عثمان رضؓ۔ ابھی کچھہ اور بڑہو۔

تجار۔ چونکہ ہم لوگ تجار مدینہ ہین اسواسطے اسقدر بڑہا دیا۔ دوسرا اس سے زیادہ
کیا اسقدر بھی نہ دیگا۔

عثمان رضؓ۔ تم مجھکو ایک درم پر دس نفع کے دوگے؟۔

تجار۔ نہین جو کچھہ کہہ دیا ہے اوس سے زیادہ اور نہ دینگے۔

عثمانؓ۔ اے گروہ تجار تم سب گواہ رہنا کہ یہہ تمام غلہ فقرا مدینہ کے لئے صدقہ ہے اور یہہ سب اونہین لوگونکے واسطے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اس قصہ کے راوی ہین بیان کرتے ہین کہ جب مین اس شبکو سویا تو مین نے خواب مین دیکہا کہ آنحضرت صلعم ایک گہوڑے پر سوار نورانی لباس زیب بدن فرماے عجلت کے ساتہہ تشریف لئے جاتے ہین۔ مین نے بڑہکر عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون مجہے آپکی زیارت کا ازبس اشتیاق تہا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجہکو جانیکی عجلت ہے کیونکہ عثمان نے ایک ہزار انبار شتر غلہ خدا کی راہ مین محتاجین و فقرا مدینہ کو صدقہ کیا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اوسکو قبول فرمایا ہے اور جنت مین ایک عروس کیساتہہ اونکا عقد کیا ہے۔ مین اونہین کے عقد مین جارہاہون

اللہ اکبر۔ کیا شان تہی۔ اللہ تعالی نے جیسا جناب ذی النورینؓ کو مالدار کیا تہا ویسا ہی اونکو فیاض۔ سیرچشم۔ دریادل ہی بنایا تہا۔ قحط اور اسقدر فیاضی کہ تجار مدینہ دس کے پندرہ دین اور آپ اس نفع کثیر کو قبول نہ فرمادین پہر تمام غلہ فقرا مدینہ پر خدا کی راہ مین تقسیم کردین۔ کیا کوئی نظیر اسکی مل سکتی ہے۔

عتاق

عتاق کے معنے ہین لونڈی غلام خدا کی راہ مین آزاد کرنا۔ جب سے حضرت عثمانؓ اسلام لائے تہے آپکا معمول تہا کہ ہر جمعہ کو ایک غلام ضرور فی سبیل اللہ آزاد فرمایا کرتے تہے۔ اگرکسی جمعہ کو اتفاقاً غلام آزاد کرنیکی نوبت نہ آتی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تہے۔ زمانہ محاصرہ مین بہی جناب عثمانؓ نے بہت سے غلام جو شام سے آئے تہے خدا کیواسطے آزاد کئے۔

سادگی وضع۔ تواضع

جناب عثمانؓ کے مزاج مین باوجود دولت وثروت دنیوی کے بیحد سادگی تھی شرجبیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمانؓ اپنے مہمانونکی بڑی خاطرداری فرماتے نفیس کھانا کھلایا کرتے تھے۔ آپ خود اکثر اوقات شہد اور زیتون کا تیل کھایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی محض بھُنے گوشت اور سرکہ پر اکتفا کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن شدّاد کہتے ہین کہ مین نے جناب امیرالمومنین عثمان ذی النورین کو اونکے عہد خلافت مین جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے دیکھا ہے۔ آپکا لباس اوسوقت جو زیب بدن تھا صرف چار درم یا پانچ درم کا قیمتی تھا۔ درم تقریبًا ساڑھے تین آنہ کا ہوتا ہے۔

جناب امام حسنؓ ابن علیؓ سے کسی نے سوال کیا ''جناب عثمانؓ کی چادر کیسی تھی''۔

حسنؓ۔ قطری تھی۔ (ایک قسم کا کپڑا ہے)

سائل۔ اوسکی قیمت کیا تھی۔

حسنؓ۔ آٹھ درم۔

سائل۔ آپ کرتہ کیسا پہنا کرتے تھے۔

حسنؓ۔ سنبلانی۔ (دراز۔ یا منسوب ہے ایک مقام کیطرف جو روم کے نواح مین ہے)

سائل۔ کس قیمت کا تھا۔

حسنؓ۔ آٹھ درم کا۔

پھر جناب حسنؓ نے فرمایا۔ اونکی جوتیان وسط سے کٹی ہوئین اور باریک تسمہ دار تھین۔

نیز بروایت حسنؓ آیا ہے کہ امیرالمومنین جناب عثمانؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی مین ایک

چادر اپنے سرہانے رکھے ہوے آرام فرما رہے تھے۔ لوگ مسجد مین آتے جاتے تھے اور یکے بعد دیگرے آپسے ملتے جاتے تھے۔ جب کوئی آتا آپ اوٹھہ کر بیٹھہ جاتے اور جب وہ چلا جاتا آپ پھر لیٹ رہتے تھے۔ اور جب کوئی آپ سے ملنے آتا تو اوٹھکر بیٹھہ جاتے اور اوسکو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے۔

ایک روایت مین آیا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین اکثر دوپہر کا کھانا کھا کر مسجد نبوی مین قیلولہ کیا کرتے تھے۔ جب اوٹھتے تھے تو آپکے شانو پر سنگریزو نکے نشان نمایان ہوتے تھے۔

ابو الفرات کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تھا اوس سے آپ فرما رہے تھے "مین نے ایک روز تیری گوشمالی کی تھی تو مجھہ سے اوسکا قصاص لے لے" پھر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اشل دیا حبذا القصاص فی الدنیا لا قصاص فی الآخرۃ۔ ترجمہ۔ زور سے کان دبا۔ دنیا مین بدلہ اور قصاص اچھا ہے نہ آخرت کا قصاص اور بدلہ۔

سیاست

کتب سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اور اوراق گردانی تواریخ سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب عثمان کو امور سیاست (حکمرانی) مین ملکہ کامل اور مہارت تام حاصل تھی۔ اسمین کوئی تعجب ہی نہین کیونکہ آپنے جناب رسول خداؐ کا زمانہ دیکھا۔ جناب صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت کو خوب دیکھا بھالا جناب عمر فاروقؓ کے ساتھہ ساتھہ رہی۔ کثرت واقعات اور تجربہ اونسے نظر وسیع ہوگئی۔ مدت دراز تک نظم ونسق پر غور کرنے کا موقع ملا۔ پھر ایسے شخص کو جو ایک مدت دراز تک انہین کاموںمین رہا امور سیاست مین مہارت

کامل ہونی ہی چاہیئے۔ علی الخصوص جناب عثمان رض ایسے شخص کو اگر ان امورین کمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہے۔ لیکن چونکہ آپکے عہد خلافت مین مخالفین کی کثرت اور اونکی نکتہ چینی اور زبان درازی عام ہوگئی تہی اور ہر شخص بلا لحاظ مراتب ایک اعتراض کرنے کو مستعد تہا اور ہر عامی شخص قطع نظر اپنے مرتبہ کے منہ زوری پر آمادہ تہا جسکو دیکہو مخالفت پر تلا ہوا تہا اسوجہ سے جناب عثمان رض کے انتظامات اور امور مصالح مناسب مستتر و مخفی رہ گئے۔ آپکو موقع اسکا نہ ملا کہ زبان طاعنین روک کر ادہر متوجہ ہوتے تاہم باوجود ان سب موانع کے جو فتوحات آپکے عہد خلافت مین حاصل ہوئین یہہ آپکے حسن انتظام کی کافی دلیل ہے۔ اور ایسے زمانہ پر آشوب مین استقلال و تحمل کو ہاتہہ سے نہ دینا آپ ہی کی ہمت مردانہ کا کام تہا۔

آپنے اپنی عہد خلافت مین روزینہ۔ کپڑے۔ گہی۔ شہد۔ تقسیم کرنیکے دن مقرر کئے تہے۔ حضرت حسن بن علی رض کہتے ہین کہ مین نے جناب عثمان رض کے منادی کو دیکہا ہی وہ کہہ رہا تہا۔ اے لوگو کل صبح اپنے اپنے وظائف لینے آنا۔ صبح کو دیکہا کہ جوق جوق لوگ جاتے تہے اور وظائف لاتے تہے۔ پہر شام کو منادی بآواز بلند کہتا تہا۔ "کل صبح کو اپنے روزینہ لینے آنا"۔ پہر صبحکو گروہ گروہ جاتے اور پوری طور سے روزینہ لاتے تہے۔ پہر مین نے آپکے منادی کو سنا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے "کل صبح کو کپڑے لینے آنا" چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لینے جمع ہو جاتے تہے۔ اسی طرح گہی اور شہد بہی دوسری صبح کو جاکر لاتے تہے۔

پہلا حادثہ جو آپکے عہد خلافت مین پیش آیا یہہ تہا کہ عبید اللہ بن عمر رض نے ہرمزان عجمی و جفینہ نصرانی وغیرہ کو اس شبہ سے قتل کر ڈالا کہ یہہ لوگ جناب فاروق اعظم رض کی

شہادت مین شریک تہی اور انکے صلاح ومشورہ سے فیروز ابولولو نے جناب فاروق رضؓ کو شہید کیا ہے۔

جناب عثمان رضؓ کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا آپنے صحابہ سے اس باب مین راے لی۔کسی نے قصاص تجویز کیا کسی نے کچھہ کہا۔کوئی قصاص لینے کے خلاف تہا غرضکہ ہر طرف سے کشاکش شروع ہوئی۔آپنے ایک رقم کثیر اپنی جیب خاص ذاتی مال سے اولیاے مقتول کو خونبہا مین دیکر جس طرح ممکن ہوا اس خصومت وفتنہ کو مسلمانونکے سر سے ٹالا عقل سلیم اور راے مستقیم اس سے بہتر فیصلہ اور کیا کرسکتی ہے

جسوقت جناب عثمان رضؓ نے فتح افریقہ کا قصد کیا تو بنظر مصالح بعض امور سیاست عمرو بن العاص کو معزول کیا اور بجاے اونکے عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح کو مصر کا والی اور حاکم مقرر کیا۔ مال غنیمت سے خمس الخمس دینے کا وعدہ کیا اور اونکو جانب افریقہ روانہ فرمایا۔لوگون نے اس عزل ونصب کو محل بحث قرار دیکر آپکی راے صائب پر نکتہ گیری کی۔لیکن جب اس عزل ونصب سے افریقہ واندلس مفتوح ہوگیا تو آپکی راے صائب وتجویز مناسب مین حرف گیری کرنا یا آپکے امور سیاست پر طعن کرنا اپنی ہی سخافت راے ظاہر کرنا ہے۔

جناب عثمان رضؓ کے امور سیاست مذہبی کے متعلق یہہ امر تہا کہ بروز جمعہ اذان ثانی مقرر فرمائی۔

بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین اور نیز عہد خلافت جناب ابوبکر صدیق رضؓ وعمر فاروق رضؓ مین جمعہ کی اذان اوسوقت ہوتی تھی جب امام ممبر پر خطبہ پڑہنے جاتا تہا جناب عثمان رضؓ کے دور خلافت مین جب لوگونکی کثرت

ہونے لگی توآپ نے اذان ثانی کا حکم دیا چنانچہ اوسیوقت سے یہہ اذان دیجاتی ہے اور ابتک دستور ہے۔

علامات حرم کی تجدید۔ جدہ کو ساحل بحر مقرر کرنا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کرنا۔ مسجد نبوی کی تعمیر اور اوسکو پختہ بنوانا۔ غرضکہ جناب عثمان رضؓ نے سیاست ملکی ونذہبی مین ایسے ایسے امور نفع رسان اختراع کیئے ہین کہ جسکی نظیر بدقّت تلاش وتجس سے ملیگی۔

طاعات وعبادات جناب عثمان ذی النورین رضؓ

صیام

آپکے روزونکے نسبت مورخین کا قول ہے کہ اکثر اوقات عزیز آپکی روزونمین گذرتی تہی کبہی ایسا ہوتا تہا کہ تمام سال مین آپ متواتر روزہ رکہا کرتے تہے بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ صائم الدہر تہے۔

ایک لونڈی آزاد کردہ جناب عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ روزہ رکہا کرتے تہے اور ایک روایت ہے کہ آپ صائم الدہر قائم اللیل تہے۔ شروع رات مین کچہہ دیر استراحت فرماتے باقی تمام رات خدا کی عبادت مین گذار دیتے تہے۔

طہارت و وضو

اس باب مین کمال اہتمام تہا۔ جناب رسالتمآب صلعم سے طریق وآداب وضو وفضائل وسنن تعلیم پاے اور جملہ سنن وآداب کا کماینبغی لحاظ رکہا۔

صحیحین مین بروایت مسلم بعد ذکر حدیث کے (جسمین وضو کی کیفیت مذکور ہے)
آیا ہے کہ ہمارے علما کہتے ہین۔ یہہ پورا وضو۔ کامل طہارت نماز ادا کرنیکے واسطے ہی۔
جو شخص نمازی کامل وضو کرنا چاہی اسطرح کا وضو مع ترتیب و لحاظ آداب و سنن کرے
حمران بن ابان کہتے ہین کہ مین جناب عثمان رضؓ کے غسل اور وضو کے واسطے پانی
تیار رکھتا تہا آپ ہر روز غسل کیا کرتی تہی مگر نہایت آداب کے ساتہہ پانی مین اسراف
نہین فرماتے تہے۔ مقدار قلیل بقدر کفایت سے آپکا غسل ہوتا تہا۔ کبہی آپنے ایک
وضو سے دو نمازین ادا نہ فرمائین ہر وقت تازہ وضو کرکے نماز ادا فرماتے اور ہر وقت
باوضو رہا کرتے تہے۔

جناب رسول خدا صلعم نے تازہ وضو سے نماز پڑہنے کی بڑی فضیلت بیان
فرمائی ہے اور وضو پر وضو کرنا نورٌ علی نور ارشاد ہوا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے
اسپر مداومت کی ہے احیاناً ایک وضو سے دو نمازین ادا فرمائین ورنہ ہر وقت
تازہ وضو فرماتے تہے۔

نماز

بکمال حضور قلب خشوع و خضوع کے ساتہہ آپکی نماز ہوتی تہی۔ باوجود اس اہتمام تام کے
ہر نماز کے بعد بخوف عدم قبول ستر مرتبہ استغفار کیا کرتے تہے۔
فی الواقع عابد کو اپنی عبادت کا نقصان اوسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب معبود کی
کمال عزت و جبروت اوسکے دل مین متمکن ہو جاتی ہے۔ اوسوقت بمقابلہ جلال و
عزت معبود کے اپنی عبادت ہیچ و ناچیز سمجہکر اپنی عبادت سے استغفار کرتا ہے اور جسقدر
عابد مشاہدہ کمال مین مستغرق ہوگا اوسیقدر اپنی عبادات کو کم درجہ سمجہیگا لطف

یہہ ہے کہ جس درجہ اپنی عبادت سے نادم ہوکر اوسکے نقصان کا قائل ہوگا اوسیقدر اوسکو ثواب ملیگا اور بخیال عدم قبولیت جب حزن وملال لاحق حال ہوگا آیندہ اور بہی بہت بڑہیگی کہ خشوع وخضوع وحضور قلب زیادہ ہونا چاہیئے۔ پس جس درجہ کا حضور قلب ہوگا اوسیقدر معارف کا فیضان اور اطمینان قلبی فیاض حقیقی کے جانب سے عابد کے دل پر ہوگا اور وہ دل گنجینہ نور ہوجاویگا۔ پہر اوسکو عبادت مین ذوق ولطف حاصل ہوگا۔ اسیواسطے اللہ کے خاص بندے باوجود ضعف بدن وضعف قویٰ کے تمام رات عبادت آلٰہی مین بسر کرتے ہین اور کسی طرح کا کسل وتکان اونپر ظاہر نہین ہوتا ہے۔

جناب عثمانؓ اکثر راتین مقام ابراہیم مین بحالت نماز صبح کرتے تہے۔ کبہی اول رات چند ساعت استراحت فرمالیتے جیسا کہ اوپر گذر چکا۔

سچ ہے عاشقان خدا اور اوسکے شیدائی بندونکو یاد محبوب حقیقی مین آرام وچین کہان۔

خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار	کز غم معشوق باشد بیقرار

نیند وغفلت بے فکرونکو ہے اونکو بجز کہانے پینے اور سونیکے کام ہی کیا ہے۔

خوردن برائے زیستن وذکر کردنست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست

اللہ اللہ۔ کسقدر انقلاب ہوگیا ہے۔ بالکل قلب ماہیت ہوگئی ہے۔ آج کیدن جو اپنے آپکو نمازی کہتے ہین اونکی نمازین حقیقت کی سی صورت بہی نہین رکہتی ہین۔ دیگر عبادات مین اخلاص نام کو نہین۔ اسلام کا نام بدنام کرنیوالے ہین۔

سبحہ درکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ مے آید بر استغفار ما

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر	دیگر	این چنین تسبیح کے دارد اثر

بعینہ اونکے حسب حال ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا۔ نماز عمدہ ترین عبادات ہے اور اعلیٰ درجہ کا قرب نمازی کو اپنے مالک حقیقی کے ساتھہ نماز کے وقت حاصل ہوتا ہے۔

جناب عثمانؓ کو اداے صلوٰۃ مین اہتمام بلیغ تہا اور کیون نہ ہوتا۔ جناب رسولخدا صلعم کے خاص صحابہ مین تہے۔ آنحضرت صلعم کے جملہ حرکات وسکنات۔ عادات وعبادات ہر وقت پیش نظر تہے۔ پہر جناب صدیق اکبرؓ اور جناب فاروق اعظمؓ کے صحبت یافتہ ع آنچہ خوبان کنند خوب آید۔ کا مضمون ہے۔

تلاوت قرآن مجید

جناب عثمانؓ کبہی کبہی ایک رکعت نماز نفل مین تمام قرآن ختم کرتے تہے اور دن مین بہی پڑہا کرتے تہے۔ آپکا طریق تلاوت یہہ تہا کہ رات کو ازبر نوافل مین اور دنکو دیکہکر تلاوت کرتے اگر کوئی آپسے کہتا کہ اسقدر محنت کلام اللہ پڑہنے مین کیون کرتے ہو طاقت انسانی سے زیادہ محنت ومشقت کس لئی ہے تو آپ جواب مین فرماتے کہ جب بادشاہ اپنے احکام بہیجے ہر وقت اونکو پیش نظر رکہنا چاہیئے تاکہ اوسکے احکام سے خبردار ہوکر عمل کرے اور تقصیر سے محترز رہے ورنہ درصورت غفلت اپنے نفس کو بادشاہ کے قہر وغضب کا مستحق بنانا ہے۔

حج وعمرہ

آپکے حج وعمرہ کی تعداد مورخین نے دس تک لکہی ہے۔

غزوات

جملہ غزوات مین علاوہ بدر وبیعۃ الرضوان کے کہ ان دونون مقام سے تخلف بحکم جناب رسولخدا صلعم تہا آپ شریک رہے۔ حضر و سفر مین جناب رسول خدا صلعم کا ساتھہ رہا۔ ان دونون مقام مین اگرچہ آپ نہ تہے مگر آپ کا شمار غیر حاضرین مین نہین ہے کیونکہ بحکم رسولخدا آپ حاضری سے معذور رہین۔

وصل ارحام

قرابت والون۔ ناتہ دارونکے ساتہہ سلوک کرنیمین جناب عثمانؓ کا قدم اپنے اہل زمانہ سے آگے بڑہا ہوا تہا۔ اسمین آپ تمام ہم عصرونسے ممتاز تہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ افسوس لوگون نے جناب عثمانؓ کو قتل کرڈالا اور وہ ایسے شخص تہے کہ اپنے اہل قرابت کے ساتہہ نیک سلوک کرتے تہے اور اپنے پروردگار سے بڑے ڈرنے والے تہے۔

خوف

آپکو خداوندتعالی نے اس وصف مین بہی ممتاز فرمایا تہا۔ مشکوٰۃ شریف مین ہے کہ جناب عثمانؓ جب کسی قبر پر کہڑے ہوجاتے اس درجہ خوف خدا غالب آتا کہ رونے لگتے اور اسقدر روتے کہ آپکی ریش مبارک تر ہوجاتی۔

کسی نے پوچہا۔ آپکے سامنے جنّت اور دوزخ کا ذکر آتا ہے اور آپ نہین روتے اور قبر کو دیکہتے ہی بے تحاشا روتے ہین اسکا کیا باعث ہے۔ آپنے جواب دیا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے۔ قبر سفر آخرت کی منزلونمین پہلی منزل ہے اگر اس

منزل سے بآسانی نجات پائی تو اسکے آگے والی اور منزلین سب سہل ہین اور اگر خدانخواستہ
اسی منزل مین پھنس گیا اور سختی پیش آئی تو آیندہ منازل سخت دشوار گذار کا سامنا ہے
اور بڑی مشکل ہے۔

جناب رسول خدا صلعم فرماتے ہین۔ قبر سب مقاموں سے زیادہ خوفناک اور ہول
انگیز وحشت خیز مقام ہے۔ اس سے زیادہ ہیبت ناک دوسری جگہہ میری نظر سے نہین
گذری۔ خدا اپنی پناہ مین رکھے۔

ورع و تقویٰ

آپکا اس درجہ تھا کہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک آپکو بلوائی گھیرے رہے مگر کوئی
کلمہ آپکی زبان مبارک سے ایسا نہ نکلا کہ مخالفین کو آپ پر حجت ہوتا۔

شفقت و حسن معاشرت

آپ رعایا پر ازبس مہربان تھے۔ مروی ہے کہ کچھ لوگ کسی امر قبیح و ناجائز مین مبتلا تھے
کسی نے جناب عثمان کو خبر دی کر آپ تشریف لے چلئے فلان فلان اشخاص اسوقت
اس برے کام مین مصروف ہین آپ اونکو پکڑ کر شرعی سزا دیجیے۔ جناب عثمان رضؓ
تشریف لیگئے۔ اس اثنا مین شاید وہ لوگ خبر آمد جناب عثمان سُنکر ادہر اودہر متفرق
ہوگئے اور جس برے کام مین مشغول تھے وہ ترک کر دیا۔ آپنے وہان پہونچکر ملاحظہ
فرمایا اور اوس فعل ناجائز کے علامات و آثار دیکھے مگر اردگرد کوئی فرد بشر نظر نہ آیا۔ آپنے
خدا کا شکر ادا فرمایا کہ اون لوگونکو برے کام مین مبتلا نہ دیکھا ورنہ سزا پاتے۔ پھر ایک
غلام شکرانہ مین آزاد کیا۔

آپکی عادت مبارک تھی کہ رات کے وقت گھر کے سونے والونکو نہین جگاتے
تھے۔ اگر ضرورت پانی وغیرہ کی ہوتی خود لے لیتے سوتے آدمیونکو بخیال تکلیف نہ
جگاتے۔ ہان اگر گھر والونمین سے کوئی بیدار ہوتا تو اوس سے پانی وضو۔ طہارت کے
واسطے مانگ لیتے تھے۔

صبر

آپکا صبر واستقلال ظاہر ہے۔ بمقابلہ مخالفین محاصرہ مین کسقدر صبر وضبط سے کام
لیا یہانتک کہ جان دے دی۔ آپکے غلامون نے چاہا بھی کہ باہر نکلکر آپکی طرف سے
لڑین اور مخالفین کی جماعت کو آپسے دفع کرین مگر آپنے سب کو روکا اور لڑنیسے باز رکھا
ایک روایت مین ہے کہ دو وصف جناب عثمان مین ایسے تھے کہ حضرت صدیق اکبر
اور عمر فاروق مین بھی وہ وصف نہ تھے۔ ایک صبر اپنی جان پر صبر کیا یہانتک کہ مظلوم
شہید ہوے۔ دوسرے تمام امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر جمع کر دیا اور اختلاف
بالکل اوٹھادیا۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

مقامات عالی

جناب رسولخدا صلعم نے جو اوصاف حمیدہ خصائل نفیسہ خاص جناب عثمان رض کی
شانمین ارشاد فرماے ہین منجملہ انکے حیا ہے۔
اس باب مین احادیث کثیرہ سابقاً مذکور ہو چکی ہین۔ اعادہ کی ضرورت نہین۔ البتہ
معنے حیا کے بیان کرنا ضروری ہین۔ حیا جو اسلام مین محمود اور ایمان کی ایک شاخ کہی
جاتی ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ طبیعت انسانی یا دل نور ایمان کا فرمانبردار ومطیع

ہوجاوے۔ اس امر کو جناب نبوی صلعم کے اقوال نے خوب ظاہر کر کے دکھلادیا ہی
اور جناب عثمان ہین یہہ معنی علی وجہ الکمال احادیث سے ثابت ہوچکے ہین۔
ہم اسکو کچہہ تشریح کے ساتہہ بیان کرتے ہین۔ انسان ہین چند قوتین ہین۔ بعض نفس
کی تابع ہین۔ بعض عقل کی تابع۔ قوت سبعیہ اور قوت شہویہ جب غالب ہونگی انسان
نفس کا مطیع ہوکر افعال خلاف مقتضاے عقل وشرع کا مرتکب ہوگا۔ اگر نفس مہذب
ہے اور نور عقل سے آراستہ وپیراستہ ہوچکا ہی تو وہ نور غالب آکر انسان کو افعال مکروہ
اور ناجائز شرعًا وعرفًا سے باز رکہیگا۔ اسکا نام حیا ہے۔
اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ کی اصل فطرت مین صلاحیت تہی جب کسی
موقع پر قوت سبعیہ یا قوت شہویہ کا غلبہ ہوا اور اونکے غلبہ وہیجان کے اسباب ظاہر
ہونے لگے یا کسی فتنہ وفساد کا آغاز ہوا جناب عثمانؓ نے سلطان عقل سے کام
لیا اور قوای عقلی سے مدد لی۔ قواے نفسانی جو کہ قوت سبعیہ وقوت شہویہ ہین
مغلوب ہوے اور آپنے بمقتضاے عقل کام کیا۔ یہی حقیقت حیا ہے۔
خلاصہ یہہ کہ جو کام بہ تقاضاے نفس شہوت پرست ہوا اور وہ عقلًا یا شرعًا
مذموم ہو اوس سے باز رہنے کو حیا کہتے ہین۔ اپنے نفس شریر کو اوسکے جوش وخروش
سے روک کر اوسکی خواہش پوری نہ کرنا اور اوسکو اوسکے ناجائز ارادونسے باز رکہنا
اور غلبہ نور ایمان سے اپنے نفس پر غالب آنا اسی کا نام شارع علیہ السلام نے حیا رکہا ہے
احادیث متقدمہ سے جناب عثمانؓ مین یہہ معنے حیا کے بوجہ اتم واکمل پاے جاتے ہین
درجہ شہادت پانا۔ اس بارہ مین بہی اکثر احادیث وارد ہوئی ہین جنکو بطور
پیشین گوئی کے جناب رسول خدا نے آپ کی شان مین ارشاد فرمایا ہے

چنانچہ بعض احادیث ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔

جناب عثمانؓ کا پیغمبر خدا کے ساتھہ جنت مین رفیق ہونا - اس باب مین متعدد احادیث آئی ہین جنکا لکھنا خالی از طوالت نہوگا۔

رفیق اوسکو کہتے ہین جو اعمال و اخلاق مین کسیکے موافق ہو۔ اس مقام مین رفیق سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلعم کے اعمال حسنہ و اخلاق پسندیدہ و عادات و سیرت کا پیرو ہو اور ہر کام مین جناب رسالتمآب سے مشابہت تامہ رکھتا ہو۔ رفیق اور حواری مین فرق ہے۔ رفیق کے معنی تو بیان ہو چکے۔ حواری وہ ہے کہ وقت پڑے اور مصیبت مین مدد و نصرت کرے۔ رفیق کے معنی مین موافقت ملحوظ ہے۔ حواری کے معنے مین نہین اور احادیث سے تو بخوبی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ اعمال و اخلاق مین جناب رسول خدا صلعم کے بالکل موافق تھے۔ ہر وقت آپکے اتباع اور پیروی کا لحاظ رکھتے تھے جملہ عبادات اور نیز عادات مین جناب رسول خدا صلعم کے ساتھہ مشابہت کامل حاصل کی تھی اور حقیقت آپ شایان۔ رفیقی فی الجنۃ کے ہین اور حواریت بمعنے نصرت و مدد یہہ بھی جناب عثمان کی ذات مین متحقق ہے۔ حاصل کلام یہہ ہوا کہ رفیق خاص ہے اور حواری عام۔ جو رفیق ہوگا نصرت و مدد بھی کریگا اور حواری کو ضرور نہین کہ بہمہ جہت موافقت بھی کرے۔ ممکن ہے کہ کسیکی نصرت و مدد کرے اور دیگر امور اخلاق وغیرہ مین اوسکے مخالف ہو۔ مثلاً رفیق راہ جو راستہ مین کسیکا ساتھی ہو۔ ضرورت کیوقت ایک دوسرے کے کام آوے۔ رنج و راحت مین شریک حال ہو اور اگر رہزن ایک کو لوٹے دوسرا مدد کرے اور تا امکان خود اپنے رفیق کو بچالے۔ اس صورت مین رفیق بھی ہوا اور حواری بھی اور حواری کا کام صرف مدد دینا اور بچا لینا ہے۔ چاہے دونون

کسی طرح کا اختلاف و تباین نہ ہی ہو۔

جناب عثمانؓ کا خدا اور اوسکے رسول کو دوست رکھنا اور خدا و رسول کا آپکو دوست رکھنا مختلف روایات سے یہہ امر ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت ام کلثومؓ زوجہ جناب عثمانؓ سے روایت ہی کہ مین نے ایکدن جناب رسولخدا سے عرض کیا اے رسول خدا۔ میرا شوہر اچھا ہے یا فاطمہؓ کا شوہر۔ آپ یہہ سنکر خاموش رہے پھر فرمایا۔ "تیرا شوہر اون لوگو مین سے ہے جو اللہ اور اوسکے رسول کو دوست رکھتے ہین اور خدا و رسول بہی اونکو دوست رکھتے ہین" حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر چل دین جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ "ٹھیرو سنتی جاؤ۔ مین نے تمسے ابہی کیا کہا ہے" حضرت ام کلثومؓ نے عرض کیا۔ "آپنے فرمایا ہے کہ تیرا شوہر خدا و رسول کو دوست رکھنے والو مین سے ہے اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہین" حضور سرور عالم نے فرمایا۔ "ہان یہی کہا تھا اور کچھہ اس سے زیادہ بہی کہتا ہون۔ سنو۔ مین جنت مین داخل ہوا اور مین نے تیرے شوہر کا مکان دیکھا بہت نفیس اور عالی مرتبہ تھا۔ میرے کسی صحابی کا گھر ایسا بلند و شاندار نہ تھا" یہہ دولت آپکو بدولت اسکے ملی ہے کہ بلوہ مین صبر و استقامت کے ساتھہ راہ خدا مین شہید ہوے۔

تنبیہہ۔ اس حدیث سے جناب عثمانؓ کی بزرگی ظاہر ہے۔ باقی رہا یہہ امر کہ جناب علی مرتضیٰؓ پر آپکو فضیلت ہو اس حدیث سے ثابت نہین اور نہ اس سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کیونکہ حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ جناب عثمانؓ اون لوگو مین مین جو خدا و رسول کے دوست ہین اور خدا و رسول اونکے دوست ہین۔ ہان جناب عثمانؓ کے ساتھہ چند اشخاص اس وصف مین شریک ہین اور ممکن ہے کہ منجملہ اونکے جناب مرتضوی بہی

ہون - اسکا کسکو انکار ہے - غایت مافی الباب فضیلت جزئی کا ثبوت کسی صحابہ مین اسکا مقتضی یہہ نہین ہوتا کہ دوسرے صحابہ مین وہ وصف بالکل نہو - یا دوسرے صحابہ سے افضل ہوجاوے علی ہذا القیاس اس حدیث سے بہی یہی مراد ہے کہ جناب عثمانؓ خدا ورسول کے محبوب اور خدا ورسول اونکے محبوب ہین - بالجملہ یہہ مقامات واوصاف حمیدہ جناب عثمانؓ کی ذات پاک مین علیٰ وجہ الکمال راسخ وثابت ہین اور آپ مجموعۂ اوصاف ہین گویا یہہ صفات پسندیدہ آپ مین خوب بہر دیئے ہین آپ کے روزانہ حالات واخلاق وعادات ہمارے اس دعوے کے سچے گواہ ہین -

رہ مدیح دراز است وپاے فکرت تنگ	اساس وصف بلند وکمند من کوتاہ

خوارق عادات وکرامات

کرامات آپکی بکثرت ہین - مشتے نمونہ از خروارے معدودے چند یہان لکہی جاتی ہین روایت ہے کہ ایک شخص کسی عورت اجنبیہ کو بنظر شہوت دیکہکر اوسی وقت جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوا - آپنے بمجرد ملاحظہ فرمایا - "افسوس - میرے پاس لوگ آتے ہین اور اونکی آنکہو مین زنا کا اثر ہوتا ہے" - اوس شخص نے تعجب سے کہا "کیا بعد جناب رسالتمآبؐ کے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے" - فرمایا "نہین - بلکہ سچ بات چہپتی نہین اور نور فراست سے مسلمان تاڑ جاتا ہے" -

نافع روایت کرتے ہین کہ جہجاہ غفاری نے جناب عثمانؓ کا عصاے مبارک ہاتہہ مین لیکر بے ادبانہ اپنے گہٹنے پر رکہکر توڑ ڈالا تہا - اوسکے پانون مین زخم ہوگیا

اور اوس نے اسقدر سرایت کی کہ سارا بدن سڑ گل کر بہ گیا۔

ابو قلابہ روایت کرتے ہین کہ مین بمقام شام ایک مکان مین مقیم تہا ناگاہ ایک شخص کے رونے پیٹنے اور غل وشور مچانے کی آواز میرے کان مین آئی۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہا تہا۔ "ہاے آگ۔ آگ" مین بغرض دریافت حال اوسکے پاس گیا اور قریب جاکر دیکہا کہ ایک مرد نابینا۔ دونون ہاتہہ اور دونون پائون ٹخنونسے کٹے ہوے اوندہے منہ زمین پر پڑا تہا۔ مین نے اوسکا حال پوچہا۔ اوسنے جواب دیا۔

مین اون لوگونمین سے ہون جو جناب عثمانؓ کے محاصرہ مین شریک اور بلوائیون مین سے تہے۔ جب مین حضرت عثمانؓ کے قتل کرنیکو اونکے پاس پہونچا آپکی بی بی نے شور وغل مچایا۔ مین نے ایک طمانچہ آپکی بیوی کے مارا آپنے میرے حقمین بد دعا کی اور فرمایا "خدا تیرے دونون ہاتہہ اور پائون کاٹے اور آنکہونسے اندہا کرے اور آگ مین ڈالے" جناب عثمانؓ کی یہ بد دعا سنکر میرے بدن مین سخت لرزہ پڑ گیا۔ وہان سے بہاگ کر چلا آیا اور اب اس بدحال مین جو تم دیکہہ رہے ہو مبتلا ہون۔ آپکی پوری بددعا لگ گئی ہے اب صرف آگ مین جلنا باقی رہگیا ہے۔

ابو قلابہ کہتے ہین مین نے اوسکا سارا حال سنکر کہا۔ کمبخت خدا کی رحمت سے دور ہو

بروایت امام مالک مذکور ہے کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ حش کوکب (کوکب کا باغیچہ) مین داخل ہوے اور فرمایا عنقریب یہان ایک مرد صالح دفن ہوگا چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی وہان دفن ہوے۔

یزید بن حبیب روایت کرتے ہین۔ مجہکو تحقیق طور سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ

حضرت عثمانؓ کے محاصرہ مین اور آپکے قتل مین شریک ہوے اکثر دیوانہ ہوکر مرے

وعظ وپند وکلمات حکمت آیات

جناب عثمان اپنے عہد خلافت مین اکثر اوقات وعظ فرماتے تھے۔ تہذیب اخلاق کے بارہ مین تاکید بلیغ کرتے۔ نکات دقیقہ ومعارف خفیہ بیان فرماتے جب آپ اپنے وعظ مین فضائل اعمال ذکر فرماتے اور احادیث ترغیب وترہیب بیان کرتے توسامعین کے دلونپر پورا پورا اثر پڑتا تھا منجملہ کلمات موعظت آیات آپکے چند کلمات تبرکاً ہم نقل کرتے ہین جن کے ملاحظہ سے آپکی کمال بلاغت وفصاحت اور جامعیت علوم بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔

تاجروا اللہ تُربحوا۔ ترجمہ۔ خداوند تعالی کے ساتھہ معاملہ تجارت کرو پورا نفع پاؤ

العبودیۃ محافظۃ الحدود والوفاء بالعہود والرضاء بالموجود والصبر من المفقود۔ ترجمہ۔ حدود شرعیہ کی حفاظت۔ وعدے وفا کرنا۔ جوکچھہ پاس موجود ہو اوسپر راضی وشاکر رہنا۔ جوشئے گم ہوجاوے یا پاس نہو اوسپر صبر کرنا۔ یہی عبودیت ہے۔

بادروا اجالکم بخیر ماتقدرون۔ ترجمہ۔ نیک اعمال جنکے کرنے پر قدرت رکھتے ہو اپنی موت آنیسے پہلے کرلو۔

الا انما الدنیا طویت علی الغرور فلا تغرنکم الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۔ ترجمہ۔ دنیا کا قیام ودار ومدار محض دہوکہ پر ہے (دہوکہ کی ٹٹی ہے) ہوشیار رہو تمکو دنیا فریب نہ دے اور خدا کے ڈر سے تمکو شیطان نہ بہلادے

هم الدنیا ظلمة وهم الاخرة نورٌ - ترجمہ - دنیا کا غم تاریکی ہے اور دل کو تیرہ و تاریک کر دیتا ہے اور آخرت کی فکر او جستجو نور ہے جس سے دل نورانی ہو جاتا ہے -

الهدیة من العامل اذا عزل کالهدیة منه اذا عمل - ترجمہ معزول عامل و حاکم پرگنہ و ضلع سے ہدیہ و تحفہ قبول کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اوسکی حکومت و عمل کیوقت کا ہدیہ قبول کیا جاوے - سبب یہ ہے کہ اوسکی کمائی بُری اور اکثر ظلم سے ہے -

خیر الناس من عصم و اعتصم بکتاب الله - ترجمہ - بہترین اشخاص وہ ہے جو خود بُرے کاموں سے بچے اور اللہ کی کتاب اور اوسکے احکام کے ساتھ چنگل مارے اور اوس پر عمل کرے -

من علامات العارف ان یکون قلبه مع الخوف و الرجاء ولسانه مع الحمد و الثناء وعیناه مع الحیاء و البکاء و ارادته مع الترک والرضاء - ترجمہ - عارف کی علامت یہ ہے کہ دل مین اُسکے خدا کا خوف اور اوسکی نعمتونکی امید ہو - زبان اوسکی ہمیشہ خدا کی حمد و ثنا مین مصروف رہے آنکھین اوسکی شرم و حیا سے نیچی رہین اور خوف خدا سے ہر وقت آنسو آنکھون سے جاری رہین - اوسکا ارادہ خدا کی رضا کی تابع ہو - یعنی جو کام کرے یا ترک کرے اوس مین رضاے مالک و مولا پیش نظر رکھے -

من علامات المتقی انه یری الناس قد نجوا و یری نفسه قد هلکت - ترجمہ متقی کی علامت یہ ہے کہ تمام جہان کو خیال کرے کہ وہ نجات

پاگیا اور اپنے کو سمجھے اور ڈرتا رہے کہ مین پھنس گیا اور تباہ ہوا۔

من اضیع الاشیاء عمر طویل لا یتزود صاحبۃ لسفر الآخرۃ

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنی عمر درازمین سفر آخرت کا توشہ نہ جمع کیا اوسنے بڑی چیز ضائع و برباد کی یعنی اوس شخص نے بہت ہی بڑا نقصان پایا کیونکہ خداوند تعالی نے اوسکو عمر عطا فرمائی جو ایک بڑی نعمت تہی لیکن اوسنے لہو و لعب مین بیکار و رائگان برباد کر ڈالی اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا جسکی تلافی کسی طرح ممکن نہین ہے۔

(دوہا)

اب پچہتائے ہوت کیا جب چڑیان چگ گئین کہیت	آگے کے دن پاچہے گئے کہیو نہ ہر سے ہیت

من کانت الدنیا سجنۃ فالقبر لہ احنۃ۔ ترجمہ۔ جسکو دنیا مثل قید خانہ کے گذری (تنگی اور تکلیف مین بسر کی) اوسکو قبر مین راحت و آرام ہے۔

لو طہرت قلوبکم ما شبعت من کلام اللہ۔ ترجمہ۔ اگر تمہارے دل پاک و صاف ہو جاوین تو خداوند تعالی کے کلام سے ہرگز آسودہ نہ ہوان بلکہ وہ لذت و لطف دلونکو حاصل ہو کہ تمام عمر کلام الہی کے سننے سے سیر نہون۔

یہہ کلمات جناب عثمانؓ کی خاص زبان مبارک سے ارشاد ہوئے ہین۔ جو درحقیقت آب زر سے لکہنے کے قابل ہین اور اس لائق ہین کہ سونیسے تولے جاوین اور اکسیر ہدایت ہین۔ جو ان پر عمل کرتا ہے دینی و دنیوی برکتونسے مالامال ہے۔ جو ان سے دور و بیزار ہے بدنصیب و خراب و خستہ حال ہے۔

نقل احادیث نبوی صلعم

جناب عثمانؓ کی مرویات سے ایکسو چالیس حدیثین کتب معتبرہ احادیث مین منقول ہین اور

آپ سے صحابہ کبار اور اونسے تابعین اخیار نے روایت کی ہین -
جبکہ حافظ چہل احادیث کا وہ ثواب ہے کہ قیامت کے دن جماعت علمار
کرام کے ساتھ اوٹھیگا تو جس شخص کو ایکسو چالیس حدیثین حفظ ہون اوسکے مرتبہ کا کیا ذکر ہے

اوّلیات جناب عثمان رضؓ

آپنے اپنے عہد خلافت مین مواضع وزمین کا جاگیر مین دینا مقرر فرمایا - آپسے پہلے یہہ دستور نہ تھا -
جانورونکے واسطے چراگاہین علیحدہ متعین ہوئین -
مسجد پختہ بنانا اور اوسکی آرائش کرنا آپ ہی کی ایجاد ہے -
مؤذنونکی تنخواہ مقرر فرمائی -
آپنے مالدار صاحب نصاب کو حکم دیا کہ بطور خود زکوٰۃ ادا کرین - آپسے پہلے زکوٰۃ
لینے والے مقرر تھے جو خلیفہ کی طرف سے زکوٰۃ مالدارونسے وصول کرلیا کرتے تھے
آپکے عہد مین کوتوال مقرر ہوے -
مسجد مین حجرہ بنانیکی ابتدا آپ ہی سے ہوئی -
آپنے سب سے اول ہجرت کی اور مکہ معظمہ سے حبشہ کو تشریف لیگئے -
آپ ہی نے امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر متفق کیا -
جب دولت دنیوی کا ظہور ہوا اور اہل مدینہ کو ثروت حاصل ہوئی اور عیش طلبی
سے ... ہوگئے تو کبوتر بازی نے رواج پایا - جناب عثمان نے ایک
شخص کو قوم بنی لیث سے مقرر فرماکر حکم دیا کہ جہان کہین پر دار کبوتر پاؤ ذبح کرڈالو
یا اونکے پر کاٹ دو تاکہ لوگ کبوتر بازی سے باز آئین اور لہو ولعب جو کہ ممنوع شرعی ہے

اوس سے اجتناب کرین اور باز رہین۔

عمل بالحدیث واستنباط مسائل

اتباع سنت نبوی واحیا سُنن دین محمدی مین اس درجہ اہتمام تہا کہ کسی آداب وسُنن کو (خواہ وہ متعلق بہ عبادات ہون یا متعلق بہ عادات) جناب عثمانؓ حتی الامکان ترک نہ فرماتے۔ عمل بالحدیث آپکا اون روایات سے جو ہم لکھتے ہین معلوم ہوگا۔ نیز قوت اجتہاد واستنباط مسائل بہی احادیث آیندہ سے بخوبی واضح وروشن ہوگی اور آپکا تفقہ فی الدین (دین کی سمجہ) اور غور وخوض بہی کماحقہٗ ظاہر ہوگا۔

امام احمدؒ بروایت عطا ابن فروخ لکھتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ایک شخص سے قطعہ زمین خرید فرمائی ایجاب وقبول کے بعد عقد بیع تمام ہوگیا اور بائع کو قیمت زمین ادا کردی گئی عقد ہوجانیکے بعد جناب عثمانؓ کچہہ عرصہ تک مالک بائع زمین سے نہ ملے اور نہ زمین مبیعہ پر قبضہ کیا۔ اتفاقاً بائع اثنا راہ مین آپسے ملا اور بطور شکایت کے کہا کہ آپنے زمین خرید لی مگر قبضہ اوس پر ابتک نہین لیا اور نہ مجہسے آپ دوبارہ ملے۔ جناب عثمانؓ نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین نے اس زمین کے بارہ مین تمسے دہوکا کہایا اور تم نے مجہکو دہوکا دیا جس کسی سے بہی سنا مجہکو ملامت کی اور برا کہا اوس شخص نے کہا کیا اسیواسطے آپ میرے پاس نہین آئے جواب دیا ہان۔ بائع نے کہا۔ آپکو اختیار ہے کہ روپیہ واپس لیجیے چاہے زمین لیجیے جناب عثمانؓ نے فرمایا جناب رسولخداؐ فرماتے ہین کہ جو شخص بیع وشرا مین سہل وآسانی کے ساتہہ معاملہ کرتا ہو۔ اپنے حق لینے مین دوسرے کے حق دینے مین سختی

نکرتا ہو اوسکو خداوند تعالی جنت مین داخل کریگا۔

جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا مگر لوگون نے ناپسند کیا اور مسجد کو اپنی حالت اصلی پر رکھنا چاہا نیز قبل اسکے جناب عمر فاروق کے عہد مین جناب عثمانؓ اونکو اس باب مین تحریک کر چکے تھے اور جناب فاروق رضؓ نے جواب دیا تہا کہ مسلمان اپنے پاس سے مال خرچ کرکے بنوا دین۔ عام مسلمانونکو انکار اسوجہ سی اور بہی تہا کہ جناب رسول خداؐ کے زمانہ کی مسجد ہے حضرات شیخین نے اسمین کچہہ تغیر و تبدل نہین کیا نہ نئی عمارت بنائی جیسے تہی ویسے ہی رہنے دی اب بہی ویسے ہی رہے۔ جناب عثمانؓ نے سب صحابہ کے سامنے فرمایا۔ مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ جو اللہ کیواسطے مسجد بنا دیگا خداوند کریم اوسکے عوض مین اوسکے لئے بہشت برین مین گہر مہیا کریگا اور آپنے اس حدیث پر عمل کیا اور مسجد از سر نو اپنے ہی روپیہ سے بنوا دی۔

آگ سے پکے ہوئے کہانا کہانیسے وضو جاتا نہین صحابہ کرام کو باہم اختلاف تہا بعضونکے نزدیک وضو ٹوٹتا تہا بعض کے نزدیک نہین اور اس باب مین احادیث مختلف وارد ہین۔ جناب عثمانؓ نے ظاہر فرما دیا کہ وضو نہین ٹوٹتا امام احمدؒ کی روایت مین ہے۔ وہ ایک شیخ بنی ثقیف سے اور وہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہین کہ اونکے چچا نے جناب عثمانؓ کو دیکہا کہ آپ مسجد نبوی کے دوسرے دروازہ مین تشریف رکہتے تہے۔ آپکے پاس ایک دست بکری کا بہنا ہوا آیا آپنے اوسکو دانتوںسی نوچ نوچ کر کہایا پہر مسجد مین جا کر بغیر وضو کئے ہوئے نماز پڑہی اور فرمایا۔ مین جناب رسول خداؐ کی نشستگاہ مین بیٹہا جناب رسول خداؐ کا کہانا کہایا اور حضور اقدس

ہی کی طرح نماز بھی پڑھی''۔

امام احمدؒ رباح سے روایت کرتے ہین کہ میرے مالک وآقا نے میرا نکاح ایک رومی کی لونڈی سے کردیا۔ مین اوس سے ہم صحبت ہوا۔ اوس سے لڑکا سیاہ فام میری ہمشکل وہمرنگ پیدا ہوا مین نے اوس لڑکے کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر دوبارہ اوس لونڈی سے ہم صحبت ہونیکا اتفاق ہوا دوسرا لڑکا ہوا وہ بھی مجھسی صورت وشکل ورنگ مین مشابہ تھا۔ کچھ دن بعد ایک غلام رومی جسکا یوحنس نام تھا میری اہلیہ رومی لونڈی پر مائل ہوا اوس لونڈی کو بھی اوسکی طرف رغبت پیدا ہوئی۔ رومی زبان مین دونوںمین بات چیت ہوئی اور موقع پاکر وہ غلام رومی اوس لونڈی سے ہم صحبت ہوا پھر جو لڑکا پیدا ہوا تو سرخ رنگ جیسے گرگٹ۔ مین نے لونڈی سے پوچھا۔ یہہ لڑکا کسکا نطفہ ہے۔ جواب دیا۔ یوحنس کا جب ہم لوگونمین جھگڑا و فساد پھیلا جناب عثمانؓ کی اجلاس مین نالش دائر کی اور دادخواہ ہوے۔ غلام رومی اور لونڈی دونون نے اقرار کیا۔ جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین تمہارا ایسا فیصلہ کرتا ہون جیسا فیصلہ جناب رسول خداؐ نے کیا ہے ''لڑکا فراش کا یعنے جسکی بیوی ہے اوسکا ہے اور زانی پر حد ہے'' یہہ فیصلہ صادر فرما کر جناب عثمانؓ نے دونونکو دُرّے لگاے۔

جناب عثمانؓ نے اپنے اجتہاد اور نیز اتباع سنت سے طواف خانہ کعبہ مین رکن شامی اور رکن عراقی کا بوسہ لینا سنت نہین سمجھا۔

یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ مین نے جناب عثمانؓ کے ہمراہ طواف کیا تو رکن یمانی کا استیلام (بوسہ) ہم لوگون نے کیا۔ مین اوس جانب تھا جو باب خانہ کعبہ سے متصل ہے۔ جب ہم رکن غربی کے پاس جو کہ حجر اسود سے ملحق ہے پہونچے مین نے

جناب عثمانؓ کا ہاتھہ کھینچکر چاہا کہ آپ بہی بوسہ لین لیکن آپنے فرمایا۔ تجھکو کیا ہوا۔ میرا ہاتھہ کیون کھینچتا ہے پہر فرمایا کیا جناب رسول خدا کے ساتھہ تو نے طواف نہین کیا (جو تجھکو معلوم نہین کہ ان رکنونکا بوسہ لینا سنت ہے) مین نے کہا کیون نہین مین نے بیشک حضور کیساتھہ طواف کیا ہے تو آپنے فرمایا۔ کیا تو نے جناب رسولخدا کو دیکہا ہے کہ ان دونون رکن غربی کا بوسہ لیتے تھے۔ مین نے عرض کیا۔ نہین۔ مین نے نہین دیکہا تو آپنے ارشاد فرمایا۔ کیا تم جناب رسول خدا کی اقتدا نہین کرتے مین نے کہا۔ کرتا کیون نہین۔ فرمایا۔ تو آگے چلو اور ان رکنونکا بوسہ نہ لو۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو جائز نہین ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایکدفعہ جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین حج کرنیکو تشریف لیگئے۔ وہان محمد بن جعفر بن ابی طالب کی نئی نئی شادی ہوئی تہی محمد بن جعفرؓ شبکو اپنی بی بی نئی دلہن کے پاس سوے تہے اسلئے اونکے پاس سے عطر عروس وغیرہ کی خوشبو آتی تہی۔ وہ ایک چادر بہی خالص سرخ رنگ کی کسم کی رنگی ہوئی اوڑہے ہوے تہے۔ جناب محمد دوسرے لوگونکے ہمراہ بمقام مَلَل جناب عثمانؓ سے ملے آپنے اُنکو دیکہتے ہی جہڑکا اور زبان مبارک سے اُف اُف فرمایا (بطور تنبیہ کے) پہر ارشاد فرمایا کہ جناب رسول خدا نے تو کسم کا رنگا ہوا کپڑا مردونکو حرام فرمایا ہے اور تم پہنتے ہو۔ جناب علی مرتضیٰؓ بہی وہان موجود تہے۔ فرمانے لگے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ انکو منع کیا اور نہ تمکو بلکہ مجہکو منع فرمایا ہے۔

امام مالک بروایت مالک بن ابی عامر روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ بن عفان اپنے خطبہ مین فرمایا کرتے تہے (اور بہت کم اسکو ترک کیا ہوگا) اگر شرع کے

خطبہ مین جب آپ خطبہ پڑہنے کو منبر پر چڑہتے۔ فرماتے۔ فاستمعوا لہ وانصتوا کان لگاکر سنو اور اگر سن نہ سکتے ہو اور امام سے دور ہو تو خاموش رہو۔ کیونکہ خاموش رہنے والیکو جو بوجہ بُعد کے نہ سنتا ہو اوسیقدر ثواب ہے جسقدر کہ پاس سے سننے والے کو ہوتا ہے۔

جب نماز کو لوگ کہڑے ہوتے اور صف بندی ہو جاتی آپ فرماتے۔ صفین برابر کرو اور مونڈہے سے مونڈہا ملاے رہو کیونکہ صفین برابر اور سیدہی کرنا نماز پورا کرنے مین شمار ہے۔ جب یہہ آپ فرما چکتے تو خاموش ہو جاتے اور منتظر رہتے۔ جب لوگ آکر خبر دیتے کہ صفین درست ہوگئین آپ تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے تہے

امام مالکؒ بروایت عبد الرحمٰن روایت کرتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ مسجد مین عشا کی نماز پڑہنے تشریف لاے۔ نمازی اُسوقت تہوڑے آے تہے۔ آپ مسجد کے ایکطرف نمازیونکے انتظار مین لیٹ گئے اور لوگونکے جمع ہو جانے کا انتظار کرتے رہے۔ استنے مین عبد الرحمٰن راوی حدیث آے اور آپکے قریب بیٹہہ گئے آپنے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ اونہون نے اپنا نام بتلایا۔ آپنے دریافت کیا۔ تمکو قرآن شریف کسقدر یاد ہے۔ جسقدر اونکو یاد تہا ظاہر کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "جس شخص نے نماز عشا جماعت سے پڑہی گویا اوسنے نصف شب خدا کی عبادت مین گذاری اور جو شخص صبح کی جماعت مین شریک ہوا گویا وہ تمام شب بیدار رہا"

نیز بروایت امام مالکؒ آیا ہے کہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین ایکمرتبہ بعد ظہر کے عید کا چاند دن ہی مین نظر آگیا۔ جناب عثمانؓ نے غروب آفتاب تک روزہ افطار نہ کیا۔ جب افطار کا وقت آیا حسب معمول روزہ کہولا۔ عوام جہال مین مشہور ہے کہ

چاند دیکھکر روزہ رکھنا اور چاند دیکھکر روزہ کھول ڈالنا چاہیئے - شاید یہی مسئلہ اوس زمانہ مین بھی ہو گا - اس زمانہ مین بھی بعض جاہل اسپر عمل کرتے ہین - چونکہ اکثر تیسوین تاریخ رمضان مبارک کو دن رہنے سے چاند نظر آجاتا ہے تو وہ لوگ ناواقف مسائل دینی سے بے علم روزہ افطار کر ڈالتے ہین حالانکہ چاند دیکھکر کھولنے کا مطلب یہہ ہے کہ اب صبح سے روزہ نہو گا جیسا کہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا - اسکا مطلب یہہ ہی کہ کل صبح سے روزہ ہو گا ورنہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا اس سے بھی یہی مراد ہونا چاہیئے کہ جسوقت سے چاند نظر آجاوے اوسیوقت سے روزہ ہے - حالانکہ یہہ کوئی نہین کہتا اور نہ کرتا

امام مالک رح سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے اَبان بن عثمان رض کی پاس جو کہ اوسوقت مکہ معظمہ مین سردار حجاج تھے اپنا آدمی بھیجا (وہ زمانہ حج کا تھا اور حاجی اطراف و جوانب کے جمع تھے) اور اوسکی زبانی کہلا بھیجا کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی لڑکی کیساتھہ کرنیوالا ہون آپ بھی اس محفل عقد مین تشریف لاکر شرکت فرمائین - اَبان محرم تھے - عمر بن عبید اللہ بھی احرام مین تھے - اَبان نے اوسکے جواب مین اپنے جانیسے انکار کیا اور کہا کہ مین نے جناب عثمان بن عفان سے سنا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے "کوئی حالت احرام مین نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ دوسرے کا نکاح کراوے نہ اپنے نکاح کا پیغام دوسرے کو بھیجے اور نہ دوسرے کا پیام نکاح اپنے واسطے منظور کرے"

امام مالک رح بروایت عبد اللہ بن عامر روایت کرتے ہین کہ مین نے جناب عثمان رض کو کوہ عرج کے پاس دیکھا - آپ محرم تھے - وہ گرمی کا دن تھا اور شدت گرمی کیوجہ سے ایک تیار رنج سرتے لپیٹے اور منہ ڈہانکے تھے کہ ایک شخص آپکے واسطے شکار کا

گوشت لایا۔ آپنے اپنے اصحاب سے فرمایا تم لوگ کہاؤ۔ لوگون نے دریافت کیا۔ کیا آپ نہ کہائینگے ارشاد ہوا کہ نہین مین تمہاری طرح اور تمہاری ہیئت پر (بغیر احرام کے) نہین ہون اور یہہ شخص میرے واسطے شکار کرکے لایا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح محرم کو شکار کرنا یا شکار کا گوشت کہانا درست نہین اسی طرح اوسکے حکم سے یا اوسکے واسطے اگر کوئی شکار کرلاوے وہ بہی ناجائز ہے۔ اسیواسطے جناب عثمانؓ نے خود نوش جان نہ فرمایا اور ہمراہیون کو حکم دیا۔

بروایت قبیصہ امام مالکؒ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص نے جناب عثمانؓ سے سوال کیا "اگر کسی کی ملک مین دو لونڈیان ہون جو آپس مین حقیقی بہنین ہون تو وہ دونونکی ساتہہ صحبت کرسکتا ہی"؟ آپنے فرمایا کہ ایک آیت سے حرام ہے اور دوسری آیت سے جائز ہے (آیہ کریمہ او ما ملکت ایمانکم۔ لفظ عام ہے اس سے اجازت نکلتی ہی کہ اگر دو بہنین ایک شخص کی ملک مین ہون دونون سے صحبت کری دوسری آیت ان تجمعوا بین الاختین۔ یہہ الفاظ بہی عام ہین دو بہنونکا جمع کرنا خواہ نکاح کے ساتہہ خواہ ملک مین دونون ہون اس آیت سے حرمت ثابت ہوتی ہے) اسکے بعد فرمانے لگے کہ مین تو یہہ فعل پسند نہین کرتا۔ سائل جناب عثمانؓ سے اپنے سوال کا جواب باکر چلا گیا اور ایک دوسرے صحابی سے ملا۔ اونسے بہی یہی سوال کیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اگر میری حکومت ہو اور مجہکو معلوم ہو کہ کسی نے ایسا کیا ہے۔ (یعنے دو بہنونکے ساتہہ صحبت کرتا ہے) تو مین ضرور اوس شخص پر حد شرعی جاری کردن ابن شہاب جو اس حدیث کے اسناد مین راوی ہین اونکا قول ہے کہ یہہ دوسرے صحابی جناب علی مرتضیٰؓ ہین۔

ایک روایت ہے کہ جناب عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے حالت مرض الموت مین اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی - بعد وفات اونکے یہہ مقدمہ جناب عثمانؓ کے اجلاس مین پیش ہوا - جناب عثمانؓ نے اوس عورت کو ترکہ شوہر سے حصہ دلایا حالانکہ عبدالرحمٰن بن عوف نے بعد انقضاے عدت طلاق انتقال کیا تہا -

امام مالکؒ محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کرتے ہین کہ میرے دادا حبّان کی دو بیویان تہین ایک ہاشمیہ دوسرے انصاریہ - میرے دادا نے عورت انصاریہ کو طلاق دی - اوسکی گود مین بچہ تہا جسکو وہ دودہ پلاتی تہی اس واقعہ کو ایک برس گذر گیا جب میرے دادا حبان نے انتقال کیا تو اوس عورت نے دعوی کیا کہ مجھکو میراث ملنا چاہیئے کیونکہ مجھکو حیض نہین آیا ہے اور مین ابتک عدت مین ہون اور قبل گذرنے عدت کے میرا شوہر مرا ہے لہذا مین وارث ہون - جب ورثا مین باہم جھگڑا ہوا قضیہ جناب عثمانؓ کے روبرو پیش ہوا - آپنے زوجہ انصاریہ کو میراث دلائی - عورت ہاشمیہ نے اس فیصلہ پر ناراضی ظاہر کی تو آپنے فرمایا "یہہ فیصلہ تیرے چچا کے لڑکے کی راے سے ہوا ہے (یعنے جناب علی مرتضیٰؓ کی راے اسمین شریک ہے) مین نے محض اپنی راے پر فیصلہ نہین کیا ہے"

امام مالکؒ روایت کرتے ہین کہ ام المومنین ام سلمہؓ کے غلام یا مکاتب نفیع نام کے انکاح مین ایک آزاد عورت تہی - اوسنے اپنی زوجہ کو دو طلاقین دین پہر رجوع کرنا چاہا - ازواج رسول خدا نے اوس سے کہا کہ عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کر - وہ غلام بغرض دریافت مسلہ جناب عثمانؓ کی تلاش مین گیا - اثناے راہ مین آپ زید بن ثابتؓ کا ہاتھہ پکڑے ہوے ملے - غلام نے دونون صاحبونکے سامنے یہہ مسئلہ

پیش کیا۔ دونون صاحب بولے۔ "وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی۔ وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی اب بدون حلالہ کیئے درست نہین۔" فقہا مین اختلاف ہے بعض طلاق کے باب مین زوج کا لحاظ کرتے ہین۔ اگر مرد آزاد ہے تو تین طلاق کا مالک ہی ورنہ دو کا اور بعضے کہتے ہین کہ عورت لونڈی دو طلاق سے بائن ہوتی ہے اور آزاد تین طلاق سے زوج کیسا ہی ہو۔ غلام ہو یا آزاد۔

امام مالکؒ روایت کرتے ہین کہ عاص بن ہشام نے جب انتقال کیا تین لڑکی وارث چھوڑے۔ دو لڑکے ایک مان سے اور ایک ایک سے۔ دونون حقیقی بھائیون مین سے ایک مرگیا اور مال و غلام آزاد کردہ کثرت سے ترکہ مین چھوڑ مرا۔ حقیقی بھائی جملہ جائداد کا وراثتہً مالک و قابض ہوا پھر یہہ شخص بھی مرگیا اور ایک بیٹا اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑا۔ دونو مین باہمی نزاع واقع ہوا۔ لڑکے نے کہا کہ مین جملہ جائداد کا جسکا میرا باپ مالک تھا وارث ہون۔ لیکن سوتیلے بھائی نے کہا کہ تم سب مال کے مالک نہین ہو سکتے۔ البتہ از قسم مال کے مالک ہو مگر ولا موالی (یعنے جائداد متروکہ غلام آزاد شدہ) کے مالک نہین ہو سکتے اوسکا مالک مین ہی ہون۔ دونون مین حجت و تکرار ہوتے ہوتے جناب عثمانؓ کی خدمت مین قضیہ پیش ہوا آپنے ولا موالی بھائی کو دلاے اور لڑکے کو دیگر جائداد کا مالک کیا۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ ایک دینار دو دینار سے اور ایک درہم دو درہم سے ہرگز نہ بیچو۔

ایک عورت نے کسی شخص پر فریب سے اپنا آزاد ہونا ظاہر کیا اور اوس سے نکاح کرلیا۔ اوس سے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ یہہ لونڈی ہے۔ جناب عثمانؓ نے

حکم دیا کہ لڑکے اپنی طرف سے فدیہ (قیمت) اگر دیدین تو آزاد ہین۔ اس قصہ مین جناب عمر فاروق کا بہی نام ہے کہ یہہ فیصلہ جناب عثمانؓ نے کیا یا جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

خطبہ مین فرماتے تہے کہ جس لونڈی کو کچہہ کام دست کاری وغیرہ نہین آتی اوسپر کچہہ روزینہ مزدوری نہ مقرر کرو کیونکہ اگر ایسا کروگے اور وہ کوئی کام جانتی نہین کہ اوسکے ذریعہ سے روزینہ مقررہ کما سکے تو ضرور وہ بذریعہ زنا کے کمائی کریگی اور تمکو لا کر دیگی۔ چہوٹے غلام پر کچہہ نہ مقرر کرو کیونکہ جب وہ کچہہ نہ پاویگا ضرور لوگونکی چیزین چرا لاویگا۔ محرمات و امور ممنوعہ سے رو کے رہو۔ کسب حلال سے اپنا رزق مقرر کرو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی برکت سے اکثر امور مسنونہ مسلمانو نمین رواج پاگئے چنانچہ عبد الرحمٰن بن یزید کہتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ نے حج کیا مین ہی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ہمراہ تہا۔ اونکے ساتہہ وقوف عرفات کرکے وہانسے واپس ہوئے اور مزدلفہ مین آکر مغرب اور عشا دونون عشا کے وقت پڑہین۔ دونون کیواسطے نماز اور اقامت علیحدہ کہی گئی پہر عبد اللہ بن مسعودؓ سو رہے۔ جب فجر ہوئی آپنے فجر کی نماز ادا کی اور کہا جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ یہ دونون نمازین مغرب و عشا اپنے معمولی وقت سے اس جگہہ تاخیر کر کے پڑہین کیونکہ لوگون کو مزدلفہ مین آتے آتے دیر ہو جاتی ہے۔ مغرب کا وقت گذر جاتا ہے اور سیاہی خوب پہیل جاتی ہے۔ فجر کی نماز اپنے وقت ہی پر ہوتی ہے جب صبح کی روشنی اچہی طرح پہیل جاوے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے جناب عثمانؓ سے کہا کہ اگر امیر المومنین

سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہون تو یہانسے اب چل دین۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہہ کلام ختم بہی نہ کرنے پاے تہے کہ جناب عثمانؓ وہانسے چل دیئے۔

جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین سورج گہن واقع ہوا عبداللہؓ بن مسعود آپکی طرفسے مدینہ منورہ مین حاکم تہے۔ جناب عثمانؓ نے سب لوگونکے ساتہہ صلوۃ کسوف دو رکعتین پڑہین ہر رکعت مین دو سجدے کیئے اور بعد فراغت نماز اپنے گہر تشریف لیگیئے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود جناب عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹہے اور ہم لوگ بہی عبداللہؓ بن مسعود کے پاس بیٹہہ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا جناب رسول خدا سورج گہن اور چاند گہن کے وقت نماز پڑہا کرتے تہے۔ جب تم گہن پڑتے دیکہو نماز پڑہنے چل دیا کرو کیونکہ کسوف خسوف کیوقت اگر بالفرض کچہہ اندیشہ وخوف موافق تمہارے زعم کے ہی تو تم نماز مین مصروف ہوگے اور خدا کی یاد سے غفلت نہوگی اور اگر اس حالت مین کوئی اندیشہ نہین ہے تو بہی تمنے اچہا کام کیا اور نیکی کمائی“۔

قصہ کوتاہ جناب ذوالنورین عثمانؓ کے فضائل و کمالات بیحد وبیشمار ہین۔ آپکے اتباع سنت نبوی کا ثبوت ان احادیث سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ آپکے اوصاف ومحامد احاطہ دائرہ تحریر سے باہر ہین۔ آپکو جو کمالات ظاہری و باطنی اور فضائل صوری ومعنوی عطا ہوی اگر سب مذکور ہون تو ایک دفتر ہوجاوے اور پہر بہی ختم نہون۔

بسیط ساحت قدر تو باغ پر ثمر ست
محیط منبع فضل تو بحر پر گہر ست
نہ لایق حاجت مداح و قصہ خواندن او
کہ نشر فضل و کمال تو در جہان سمر ست

مقام مدح تو دل را مقام منفعت ست	محل نقص تو جا نرا نشیمن ضرر ست
بہر کجا کہ رسد رفعت تصور عقل	ہنوز پایہ قدرت ازان رفیع تر ست
ہنر جو ساخت لیتیسے طریق مدح ترا	رئیس اہل قلم شد اگرچہ بے ہنر ست

آغاز ۲۴ سنہ ہجری

قصہ شوریٰ بیعت خلافت

ہم اس قصے سے پہلے اگر بطور تمہید جناب عمر فاروق رضی کی تجویز درباب خلافت لکھین تو غیر مناسب نہین۔ ناظرین کو بھی پورا قصہ ملاحظہ کرنیسے تمام کیفیت معلوم ہو جاویگی

جب جناب عمر فاروق اعظم رضی صدمہ زخم کارد خون آشام سے اپنی حیات مستعار سے مایوس ہوے اور جملہ صحابہ کرام کو بھی امید زندگی قطع ہو گئی تو سب نے چاہا کہ انتظام خلافت آپکی راے مبارک سے اور آپ ہی کے سامنے ہو جاوے تو بہت مناسب ہوگا۔ آپکے بعد خوف ہے کہ صحابہ باہم خلاف کرین اور تخالف راے سے خدانخواستہ آتش فتنہ و فساد برافروختہ ہو کر اسباب اتفاق و اجتماع کو بالکل جلا کر خاک کر دے اور جمعیت اسلامی مین تفرقہ ڈالکر باعث خندہ زنی دشمنان اسلام ہو۔ چنانچہ ایک صاحب اس امر کیجانب متوجہ ہوے اور جناب عمر فاروق رضی کیخدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا۔ خلافت کا مقدمہ ازبس نازک ہے آپکے بعد نزاع و خلاف کا اندیشہ ہے۔ آپ اپنی تجویز سے جسکو لائق و افضل اور قابل برداشت اس بار خلافت کا

سمجھین اوسکو خلیفہ کر دین۔ہم لوگ بھی اس فکر عظیم سے سبکدوش ہوجاوین اور آپکے
بعد کسی طرح فتنہ و فساد بھی نہ پیدا ہو۔ہم سب اوسکی اطاعت کرینگے اور اوسکو اپنا
خلیفہ جانین گے" جناب فاروق رض نے فرمایا۔مین کسکو خلیفہ کرون۔افسوس حضرت
ابو عبیدہ رض امین الامتہ یا حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ آج زندہ ہوتے تو وہ استحقاق
خلافت رکھتے تھے ضرور خلیفہ کردئے جاتے وہ بیشک حکومت اہل اسلام کے
قابل تھے اونکے بعد اب میری نظر مین کوئی ایسا نہین ہے۔میرے بعد تم سب کا
جسپر اتفاق ہو اوسکو خلیفہ کر لینا اور اسلام کے فوائد پر نظر رکھنا" حاضرین جلسہ سے
ایک صاحب بولے۔عبداللہ بن عمر آپکے صاحبزادہ خلیفہ کردئے جاوین وہ اس
قابل ہین۔نیز دیانت و تقویٰ۔اعمال صالحہ مین کامل و یکتا ہین۔جناب عمر فاروق رض اپنے
صاحبزادہ کے نام تجویز خلافت سنکر ناخوش ہوے اور فرمایا۔توبہ کرو۔کجا عبداللہ
اور کجا خلافت اہل اسلام۔معاذ اللہ۔عبداللہ اس لائق ہی؟ عبداللہ اور مسلمانونکی سرداری
سبحان اللہ۔ہر کارے و ہر مردے۔جو شخص اپنی عورت کے طلاق پر قادر نہوا اور
اوس سے دبتا ہو وہ کیا خاک حکومت کریگا۔گھر کے کام انجام دے نہ سکے
مسلمانونکا سردار بنایا جاوے۔واہ رے تیری عقل و تجویز اے۔خوب اچھی
طرح سن لے کہ عبداللہ خلافت کا بار عظیم اوٹھانیکی قابلیت نہین رکھتا اور نہ
اوسمین حکومت کرنیکا مادہ ہی۔مین اوس شخص کو خلیفہ کرتا جو میرے نزدیک مجھسے
افضل ہوتا قطع نظر اسکے کہ عبداللہ کا اہل ہی یا نہین۔مین کہتا ہون کہ مین نے
خلافت کا ذمہ لیا اور میرے سر یہہ بار پڑ گیا۔جس طرح مجھسے ہوسکا مین نے انجام
دیا۔خدا جانے کسقدر مظالم میری نامۂ اعمال مین لکھے ہونگے۔روز قیامت مین

حاکم حقیقی کے روبرو کھڑا ہونگا۔ اگر اوسنے اپنی رحمت کاملہ سے میری خطائین معاف
کردین اور دادخواہونکو مجھسے راضی کردیا تو اوسکی عنایت اور رحمت ہی اور اگر مین پکڑا گیا
اور مجھسے پرسش ہوئی تو خیر صرف مین ہی اپنے خاندانمین پکڑا جاؤن اور میری اولاد
اور خاندان کے لوگ اس مواخذہ سے بری رہین۔ اب رہا یہہ کہ کسیکو خلیفہ کرجاؤن یہہ
بہی میرے ذمہ واجب نہین جناب رسالتمآبؐ نے کسکو خلیفہ بنایا اور علی الاعلان
کسکا نام ظاہر کردیا کہ میرے بعد فلان شخص خلیفہ ہے سب اوسکی اطاعت کرنا۔ ہان
جناب صدیق اکبرؓ نے جو مجھسے افضل تہے مقرر کردیا تہا۔ مین اونکی نظر مین اسکا اہل تہا
لیکن مین کسیکو قابل خلافت نہین دیکہتا۔ خداوند عالم اپنے دین اسلام کا حامی وناصر
وحافظ ومددگار ہے اوس نے اپنے دین کی حمایت کی ہی وہ کبہی اوسکو ضائع نہ کریگا
بلکہ روز افزون ترقی عطا فرماویگا۔ یہہ کلام جناب فاروق اعظم کا سنکر جملہ حضار مجلس اونکے
گہر سے چلیگیے اور اسوقت خلافت کے مقدمہ مین کوئی بات طے نہوئی۔ دوبارہ
چند صحابہ پہر تشریف لاے اور اسی معاملہ مین جناب فاروق اعظم سے گفتگو کی اور
چاہا کہ آپ کسیکو خلافت کیواسطے نامزد فرمادین۔ جناب فاروقؓ نے فرمایا کہ تم لوگونکا
اصرار اس باب مین بڑہتا جاتا ہے اور مین نے اولاً چاہا تہا کہ یہہ بوجہہ اپنے سر نہ لیجاؤن
تم لوگ میرے بعد جسکو مناسب سمجہتے خلیفہ کرلیتے مگر اب مجبور ہون۔ تمہاری خواہش
اس امر مین حد مبالغہ سے بڑہ گئی ہی لہذا اب مین مناسب جانتا ہون کہ ایک شخص
کو جو تم سب سے افضل ولائق ہے خلیفہ کردون اور تمپر اوسکو سردار کردون۔ یہ فرماکر آپنے
حضرت علی مرتضیؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ پہر کہنے لگے۔ میرا خیال انکی طرف اس سے
پہلے بہی تہا جب تم لوگ اول مرتبہ میرے پاس آے اور مجھسے اس معاملہ مین

گفتگو کی اور مجھسے کچھہ جواب اپنی خواہش کے موافق نہ پاکر واپس گئے۔ مین تمہاری چلے جانیکے بعد کسیقدر سو گیا۔ خواب مین دیکھا کہ ایک جوان کسی میوے دار باغ مین ہے اور پختہ و تازہ میوے درختونسے توڑ توڑ کر جمع کر رہا ہے اور زمین پر اونکا ڈھیر لگا دیا ہے۔ جب مین نیند سے ہوشیار ہوا اس خواب کی تعبیر خود اپنے دل سے یہ کرلی کہ خداوند تعالےٰ خود اپنے دین کا حامی ہے۔ وہ دین اسلام کو ہمیشہ غالب رکھیگا کوئی غیر اوسپر غالب نہ آسکیگا۔ اوسکی حفاظت اپنے خاص بندونکے ہاتھہ سے کرائیگا اسلیئے اب مین خیال کرتا ہون کہ مجھکو کوئی ضرورت نہین جو اس خلافت کا بار جیسا اپنی زندگی مین اوٹھایا ہے مرتے وقت بھی یہہ بوجھہ لیئے جاؤن اور اپنی رای سے کسیکو خلیفہ کرجاؤن۔ خدانخواستہ اگر میری رائے نے کمی کی اور میری تجویز سے جو خلیفہ ہوا اوسنے امور خلافت مین کوتاہی کی یا خلاف حق کوئی کام اوس سے ہوا تو اسکا وبال میری ہی گردن پر ہوگا۔ تم لوگ صحابہ کبار مین سے جنسے آنحضرت صلعم راضی وخوشنود تشریف لیگئے ہین اور اونکے حقمین قطعی جنتی ہونیکی بشارت دی ہے ایک شخص کو انتخاب کرکے خلیفہ کرلو اور مجھکو اس بارہ مین معاف رکھو۔ ہان جسکو خلیفہ کرو اوسکی اہلیت اور قابلیت پر ہرطرح غور کرلو اور جو خلیفہ ہو اوسکے ساتھہ رائے ومشورہ مین ہر طرح شریک اور اوسکے معاون ومددگار رہو۔ حضرات علیؓ۔ عثمانؓ۔ عبدالرحمنؓ بن عوف۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ یہہ بزرگوار جناب رسول خدا کے اصحاب کبار اور سب مین ممتاز عشرہ مبشرہ مین معدود ہین۔ انمین سے جس صاحب پر اتفاق ہو وہ خلیفہ کردئے جاوین اور یہہ اصحاب اپنی اتفاق رائے اور باہمی شوریٰ سے جسکو مستحق سمجھین خلیفہ کرین بعد اس تقریر کے جلسہ برخاست ہوا اور سب صاحب تشریف لیگئے۔ اس موقع پر جناب عباسؓ

اور حضرت علی مرتضی رضؓ سے یہہ گفتگو ہوئی۔

عباسؓ۔ اے علیؓ۔ میری راے مین تمہاری شرکت ان صحابہ کے ساتھہ حضرت عمرؓ کے پاس آمد و رفت کرنے مین اسوقت مناسب نہین ہے۔ تمکو انسے علیحدہ رہنا چاہیئے۔

علیؓ۔ مین آپکی راے پر عمل کرتا اور دل سے مانتا ہون مگر مجبور ہون۔ میری شریک نہونیسے اندیشہ ہے کہ لوگ میری نسبت مخالفت کا اتہام قایم کر کے خلاف راے کا بدنما دہبہ میرے نام پر لگا دین۔ مین خود اس معاملہ مین شریک ہونا پسند نہین کرتا۔

عباسؓ۔ کچھہ ہو میری تو راے نہین۔ مجھکو ڈر ہے کہ مبادا اس میل جول مین تم کو کوئی ایسی بات پیش آ وے جو تمہارے رنج کا باعث ہو۔ آیندہ تمکو اختیار ہے۔

راقم۔ شاید حضرت عباسؓ کو خیال گذرا ہوگا کہ جناب علی مرتضیؓ چونکہ آنحضرت صلعم کے قریبی رشتہ دار ہین چچازاد بہائی اور داماد۔ انکے آنے جانیسے لوگونکو خیال پیدا ہوا کہ یہہ خلافت کے خواہان اور اپنے کو حقدار اسکا سمجھکر بار بار حضرت عمرؓ کے پاس آتے ہین تاکہ جناب عمرؓ انکو خلیفہ کر دین اور اگر کوئی شخص یہی بات منہ پر کہہ بیٹھتا تو ضرور جناب علی مرتضیؓ کو ناگوار خاطر ہوتا۔ اسواسطے جناب عباسؓ نے نصیحت کی اور آمد و رفت و شرکت سے منع فرمایا۔ حالانکہ اوسوقت کی خلافت کوئی آرام و آسائش کے اسباب مین شمار نہین کی جاتی تھی بلکہ دیندار لوگ اسکو ناپسند کرتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ

کیا رائے ہے۔ مردونسے مشورہ لیکر اسپر ہی اکتفا نہ کی بلکہ پردہ نشین عورتونسے بہی دریافت کرلیا۔ بوڑہے۔ جوان۔ غلام۔ آزاد جو اونکو ملتے گئے درباب خلافت بغیر ذکر کئے نہ رہے جناب عبدالرحمن رضہ کا قول ہے کہ مین نے خوب اطمینان کرلیا۔ دو شخصونکو بہی مختلف نہ پایا کہ حضرت علی رضہ پر حضرت عثمان رضہ کی تقدیم مین اونہون نے باہم اختلاف کیا ہو۔ بہر حال سب کا اتفاق پایا۔ البتہ بعض روایات مین ہے کہ عمار رضہ اور مقداد رضہ ان دو صاحبون نے جناب علی مرتضی رضہ کو ترجیح دی تہی۔

جناب عثمان رضہ کی جانب لوگونکی توجہ اسوجہ سے اور بہی تہی کہ جناب عثمان رضہ کے مزاج مین نرمی تہی۔ دین کے کامونمین جو نرم و آسان ہوتا اوسکو اختیار فرماتے اور سخت کامون سے بشرط عدم حرج کنارہ کرتے اور لوگونکو بہی اسی راہ پر چلاتے تہے۔ برخلاف جناب علی مرتضی رضہ کے کہ اونکے مزاج مین ذرا سختی تہی اور جناب فاروق رضہ کے قدم بقدم تہے۔ دس برس چند ماہ جناب عمر فاروق رضہ کی خلافت مین لوگ آپکی راہ پر چلائے گئے اور جناب فاروق کی اطاعت ہر طرح کی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے بڑے بڑے ملک مسلمانونکے ہاتہ پر فتح کئے۔ مال غنیمت بہت کچہ ہاتہ آیا۔ اب چاہتے تہے کہ بہ نسبت زمانہ خلافت حضرت فاروق کی کسیقدر تخفیف ہوجاوے اور وہ سختی جو اونکے زمانہ مین تہی مبدل بہ نرمی ہوجای اسواسطے جناب عثمان رضہ کے خلیفہ ہونیکو سب لوگ بطیب خاطر پسند کرتے تہے اور یہ بہی خیال تہا کہ اگر جناب علی مرتضی رضہ خلیفہ ہوے تو جو نرمی وسہولت مطلوب ہے حاصل نہوگی بلکہ جناب مرتضی سب کو وہی سخت راہ چلاوینگے جو زمانہ حضرت عمر فاروق مین تہی اور کیا عجب کہ اس سے بہی زیادہ تشدد ہو۔ اصل سبب ترجیح جناب عثمان رضہ یہی تہا۔ ورنہ کسیکو جناب علی مرتضی رضہ کی شکایت نہ تہی نہ اونپر کسی قسم کا طعن کرتے تہے نہ اونکے عادات واخلاق

لوگونکی نظرونمین ناپسند تھے۔ نہ آپ سے عدل والنصاف ہونے مین شک تھا۔ نہ آپ کو خلافت کا حقدار سمجھنے مین کوئی عذر وحیلہ تھا۔ معاذ اللہ من ذالک۔ یہی وجہ مناسب ولائق ہے کہ جملہ افعال صحابہ کرام کے اسپر محمول کیے جاوین کہ اون بزرگونکو کسی قسم کا بغض وعناد باہمی نہ تھا سب ایک دوسرے کو اپنے سے افضل و بہتر جانتے تھے اور ایک کو دوسرے سے محبت اسلامی اور اخوت دینی کا دعوی تھا اور سب ایک دوسرے کے کام مین جان ومال سے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح بعض ناظرین کو اس قصہ کے دیکھنے سے خیال گذرتا ہے کہ اصحاب شوریٰ مین سے ہر ایک کو اپنے خلیفہ ہونیکی خواہش وتمنا تھی اور خلافت وحکومت وسرداری دل سے چاہتے تھے۔ اگرچہ یہ خیال صحیح نکلے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کبار کو دینی امور مین کمال اہتمام تھا اور اسلام کی ترقی وبہبودی ہر ایک کا مقصود ومطلوب تھی ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ جو نیک کام مجھسے ہوسکے اوسمین کوتاہی نکرون منجملہ اعمال صالحہ خلافت کو بھی سمجھتے تھے اور شاید جو صاحب متمنی خلافت ہونگے اونکا یہی گمان ہوگا اور یہی آرزو ہوگی کہ عدل والنصاف خوب کرینگے۔ دین کی اصلاح وخدمت سے سعادت دارین حاصل ہوگی۔ مسلمانونکے کام کرنیکا بڑا اجر وثواب خدا کے گھر پاوینگے صحابہ کرام کی نسبت بیشک ہمارا یہی خیال ہونا چاہیے۔ جسکے دل مین قوت ایمان ہے اور نور عرفان سے جسکا قلب معمور ہے کبھی وہم بھی نہین کرسکتا کہ صحابہ کو خلافت کی چاہ دنیا کمانیکی نکر عیش وطرب کی خواہش حظوظ نفسانی حاصل کرنیکی آرزو تھین۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ یہ وساوس شیطانی ضعف ایمان کی نشانی ہین کیونکہ قرآن پاک مین خداے کریم نے اونکے واسطے گواہی دی ہے۔ اونکی بزرگی وفضائل مین آیات بینات نازل فرمائین اور ظاہر کردیا کہ خدا اونسے راضی وہ اپنے خداسے خوش ہین احادیث کثیرہ

اونکی خوبیون اور نیک عادات کی شاہد ہین۔ ہر شخص صاحب ایمان کولازم ہے کہ اونکی
نسبت بدگمان نہو۔ اونسے بدگمانی کی سزا اور اونسے کینہ وبغض رکھنے کی جزا سخت ہے
اور یہہ وہ گناہ ہے کہ معاف بہی نہو گا۔

خلاصہ یہہ کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ نے ان تین دن رات مین کمال درجہ کوشش
کی۔ راتونکا سونا چھوڑا۔ نوافل نماز پڑہتے رہے اور دعا مانگتے رہے۔ خود کمال فکر و
تدبر سے کام لیا۔ چند بار استخارہ کیا۔ ہر ایک صاحب رائے صائب سے دریافت کیا۔
آخر الامر کسی کو نہ پایا کہ جناب عثمانؓ کی برابر دوسرے کو خلافت کے باب مین وہ جانتا ہو
یا دوسرے کو اونپر ترجیح دیتا ہو۔ جس رات کی صبح کو بیعت منعقد ہوگی اوس رات
عبد الرحمن بن عوف مسور بن مخرمہ کے گہر جو انکے حقیقی بہانجے ہین گئے اونکو سوتے سے
جگایا اور کہا۔ مسور تم سو رہے ہو حالانکہ مجہکو تین راتین گذرین کہ ایک لحظہ بہی آرام سے
نہ سویا۔ رات دن اسی خلافت کی فکر مین ہون۔ اب تم اوٹھو۔ زبیر اور سعد کو میرے
پاس بلالاؤ۔ مسور کا قول ہے کہ مین جا کر دونونکو بلالایا۔ عبد الرحمن رضؓ نے اول زبیر رضؓ سے
گفتگو کی۔

عبد الرحمن۔ بنی عبد مناف کو خلافت دیدو اور تعرض نہ کرو۔

زبیر رضؓ۔ مین نے اپنا حصہ اور حق علیؓ کو دیا۔

عبد الرحمن (حضرت سعدؓ سے مخاطب ہوکر) اپنا حصہ اور حق مجہکو دیدو۔

سعد رضؓ۔ اگر تم خلافت قبول کرو تو منظور ہے اور اگر عثمان کے واسطے چاہتے ہو تو
علیؓ مجہکو پسندیدہ ہین مین اونکی خلافت بہتر جانتا ہون اور میرے نزدیک
تم خود خلافت قبول کرو اور ہم سب کو اس کشاکشی سے راحت دو تاکہ ہملوگ

اس بار عظیم سے سبکدوش ہوجاوین۔

عبدالرحمٰن۔ مین پہلے ہی اس خلافت کو چھوڑ چکا ہون اور اگر یہہ بھی نہوتا تاہم اس کو پسند نہ کرتا کیونکہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے جسکا نتیجہ یہہ سمجھتا ہون کہ خلافت میرے حق مین بہتر نہوگی۔

سعد رض۔ وہ کیا خواب ہے ذرا ہم بھی تو سنین۔

عبدالرحمٰن۔ سنو وہ یہہ ہے کہ مین نے ایک باغ سبزہ زار جسمین کثرت سے گھاس ہی دیکھا اوسمین ایک جوان اونٹ قوی ہیکل داخل ہوا اور بہت تیزی سے گویا کہ تیر کی طرح اوس باغ سے گذر گیا اور باغ کے سبزہ اور چارہ پر اصلا التفات نہ کی۔ بعد ازان ویساہی دوسرا اونٹ اوسی باغ مین آیا اور پہلے اونٹ کیطرح بغیر توجہ اور توقف اوس باغ سے نکل گیا۔ اوسکے بعد ایک تیسرا اونٹ اپنی مہار کھینچتا ہوا گھسا اور اوسی طرح نکل گیا۔ پھر چوتھا اونٹ اوس باغ مین آیا اور سبزہ اور گھاس کہانے مین مصروف ہوگیا۔ خدا کی قسم یہہ خلافت مین نہین چاہتا اور مین چوتھا اونٹ بننا پسند نہین کرتا اور یہہ ممکن نہین کہ اب جو شخص جناب صدیق اکبر رض و عمر فاروق رض کی جگہہ تخت خلافت پر متمکن ہو سب لوگ اوس سے راضی اور خوش ہی رہین۔

اس کے بعد مسور بن مخرمہ کو بھیجا حضرت علی رض کو طلب کیا۔ دیر تک اونسے باتین ہوتی رہین۔ پھر جناب عثمان رض کو طلب کرکے اونسے بھی علیحدہ دیر تک گفتگو کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی اوسوقت یہہ باتین ختم ہوئین۔ معلوم نہ ہوا کہ جناب عبدالرحمٰن بن عوف اور ان دونون صاحبون مین کیا گفتگو ہوئی۔ اس کی خبر کسیکو کچھہ نہین۔

تیسری تاریخ محرم کو بعد نماز فجر مسجد نبوی مین جملہ اہل اسلام و اکابر قریش و شرفائ شہر و صحابہ کرام اور جملہ انصار و مہاجرین جمع ہوے - کثرت اژدحام سے تِل دہرنے کی جگہہ نہ رہی - حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف جناب عثمانؓ اور جناب علی مرتضیٰؑ کو لیکر مسجد مین آ ئے

اوس روز عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے اپنے سر پر وہ عمامہ باندہا جو جناب رسول اللہ صلعم نے اپنے دست مبارک سے باندہ دیا تہا اور ایک تلوار لٹکائی -

لوگونکی کثرت سے جناب عثمانؓ کو جگہہ نہ ملی - آپ شرم و حیا سے لوگونمین گہس کر نہ بیٹہے سب لوگونکے بعد بیٹہہ گئے - سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف نے منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہا - خدا کی حمد و ثنا کی - رسول خدا کی نعت بیان فرمائی - پہر کہا "ایُّھَا النَّاس سب لوگون نے مجہکو اجازت دی ہے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کر دون لہذا مین نے اپنے نزدیک انتخاب کرلیا ہے اور عنقریب اوسکو ظاہر بہی کر دونگا" حضرت عمارؓ اوس مجمع مین سے بولے "اگر تم اختلاف اوٹہانا چاہو تو جناب علی مرتضیٰؑ کو خلافت دو اور اسیوقت انسے بیعت کر لو" مقداد بن اسود نے انکے کلام کی تائید مین کہا "عمار سچ کہتے ہین - اگر علی مرتضیٰ خلیفہ ہون تو ہم سب انکے فرمانبردار و مطیع ہین" ابن ابی سرح نے کہا "اگر اختلاف اوٹہانا منظور ہے تو عثمانؓ سے بیعت کرلو" عبداللہ بن ابی ربیعہ نے انکی تائید مین کہا "سچ ہے عثمانؓ سے بیعت کرین ہم سب راضی و خوش ہین" ابن ابی سرح نے تبسم کیا اسپر عمار نے ابن ابی سرح سے کہا "آپ مسلمانونکے خیر خواہ کب سے ہوے"

اس قیل وقال مین بنی ہاشم اور بنو امیہ باہم حجت و تکرار کرنے لگے - حضرت عمار نے کہا "اے لوگو - خداوند تعالیٰ شانہ نے ہمکو اپنے نبی کریمؐ کی بدولت عزت دی اور اپنے دین کی برکت سے بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی - اہل بیت نبوی سے یہہ حکومت باہر نہین

جا سکتی غیر اسکا حقدار نہین" اسپر ایک شخص بنی مخزوم مین سے بولے "اے ابن سمیہ۔ تم اور قریش کی امارت کی تجویز؟۔ ماشا اللہ"

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اہل مجلس کا یہہ رنگ دیکہا اونکو خوف پیدا ہوا کہ ڈہنگ بگڑا جاتا ہے اختلاف شروع ہو چکا مبادا شورش بڑہکر فتنہ و فساد پیدا ہو جائے فوراً عبد الرحمن بن عوف سے کہا "اے عبد الرحمن۔ تم اپنے کام سے فراغت کیون نہین کرتے۔ فتنہ و فساد شروع ہونیوالا ہے اب دیر کیون کر رہے ہو" جناب عبد الرحمن بن عوفؓ نے فرمایا "صاحبو مین نے اس باب مین خوب غور و فکر سے کام لیا ہے اور جو مناسب تہا تجویز کر لیا ہے آپ سب صاحب اس معاملہ مین کچہہ نہ کہین مجہکو اپنا کام کرنے دین۔ درصورت دیگر کل کو آپ ہی لوگون پر الزام آویگا"

اب حضرت عبد الرحمن نے جناب علی مرتضیٰؓ کو پاس بلا کر کہا "آپکو خدا کا عہد اور میثاق دیکر کہتا ہون کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول خدا پر عمل کرینگے اور حضرات شیخینؓ کی اتباع ہر امر مین ملحوظ رکہینگے" حضرت علیؓ نے جواب دیا "مین امید کرتا ہون کہ مین اپنے مبلغ علم و طاقت کے موافق عمل کرونگا" یہہ جواب پاکر اونہون نے حضرت عثمان سے مخاطب ہوکر یہی کلمات کہے۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا "ہان مین اقرار کرتا ہون کہ مین ایسا ہی کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے"

حضرت عبد الرحمنؓ نے یہہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اوٹہایا اور اونکا ہاتہہ عثمانؓ کے ہاتہہ مین تہا۔ اور یہہ کلمات زبان پر تہے۔ اللھم اسمع واشھد انی قد جعلت ما فی رقبتی من ذلک فی رقبۃ عثمانؓ۔ خداوندا۔ گواہ رہنا۔ میری گردن پر جو کچہہ بار تہا وہ مین نے عثمانؓ کی گردن پر رکہہ دیا۔ اب مین بری الذمہ ہون۔

یہہ کہکر عبدالرحمن نے بیعت کرلی۔

پہرانکے بعد جملہ صغیر وکبیر حاضرین جلسہ ایک دوسرے کے بعد بیعت کرتے گئے اور جناب عثمانؓ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ منبر کے اوپر تہے اور جناب عثمانؓ منبر کے نیچے کے درجہ مین تہے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بہی بیعت کی۔ بعض روایات مین پہلے بیعت کی بعض مین سب کے بعد آپکا بیعت کرنا مذکور ہے مگر صحیح روایت یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ نے بعد عبدالرحمن بن عوفؓ کے بیعت کی تہی۔

(فتوحات اسلامیہ)

بعد اختتام بیعت عامہ کے حضرت مقدادؓ عبدالرحمن بن عوفؓ سے ملے اور کہا۔

مقداد۔ خدا کی قسم تمنے اوس شخص کو جو حقدار خلافت تہا اور ان لوگونمین سے ہے جو حق کے ساتہہ فیصلہ کرتے ہین اور حق کے ساتہہ عدل کرتے ہین خلافت سے محروم رکہا۔

عبدالرحمن۔ اے مقداد۔ خدا کی قسم مین نے اس مقدمہ مین مسلمانونکی بہتری اور فلاح پر نظر کی اور اپنی تمام کوشش اسی پر صرف کی ہے۔

مقداد۔ اگر تمنے خدا کیواسطے یہہ کیا ہے تو ضرور نیک عمل کا ثواب پاؤگے۔ سلے عبدالرحمن ۔ یہہ واقعہ بہی ایک نادرات روزگار سے ہے جو بعد وفات رسولخدا آپکے اہل بیت مین واقع ہوا۔ قریش سے مجہکو سخت تعجب ہے کہ اونہون نے ایسے قابل ولائق شخص کو جو باعتبار علم وکمالات وانصاف ودیگر فضائل کے سب سے افضل ہے چہوڑ دیا اور خلافت نہ دی۔ مین جانتا ہون کہ اوس شخص سے بڑہکر کوئی نہین ہے۔ افسوس کوئی میرا معین ومددگار نہ تہا۔

عبدالرحمن - اے مقداد - خدا سے ڈرو - ان باتوں کو اب جانے دو - مجھکو اندیشہ ہے کہ
تمہارے خیالات کی بدولت اور گفتگو کے باعث آتش فتنہ و فساد نہ مشتعل
ہو جاوے اور بنا بنایا کھیل بگڑ جاوے -

مقداد بن اسود دیا اور صحابہ جو انکے ساتھہ تھے اونکا مطلب یہہ تھا کہ جناب علی رض کو
خلافت دو اور اونکو ترجیح دیجاوے - حضرت عبدالرحمن بن عوف رض نے اپنی جستجو و کوشش
سے یہہ امر ثابت کر لیا کہ جناب عثمان رض کے طرفدار اور انکی خلافت کے خواہشمند باستثنار
بعض صحابہ سب لوگ ہیں چنانچہ اونہوں نے کثرت جماعت کا لحاظ کر کے جناب عثمان کی
بیعت کی - اگر وہ اوسوقت جلدی کر کے ابتدا سے بیعت نہ کر لیتے تو لوگوں میں حجت و تکرار
بڑھ جاتی اور نوبت بجنگ و جدال پہونچ جاتی - مقداد دیا دیگر صحابہ کو جناب عثمان رض سے
کوئی رنجش یا کدورت دلی نہ تھی - ہاں اونکی خواہش جناب علی رض کی جانب ضرور تھی - اگر جناب
عثمان رض کی جانب سے کچھہ سوء ظن ہوتا تو یہہ لوگ بیعت نہ کرتے - جناب علی مرتضی رض کی بابت
بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اپنی نسبت خیال تھا کہ خلافت مجھکو ملیگی اور جناب
عثمان رض کی خلافت سے فی الجملہ آپکو ملال ہوا جیسا سابق میں کہہ چکے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے
اگر خواہش خلافت کسی صاحب کو تھی تو انصاف و عدل و خدمت اہل اسلام اور مسلمانوں کی
اصلاح - ترقی دین محمدی - اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے تھی نہ خواہش نفسانی و حصول
جاہ و عزت دنیا کے واسطے - پھر اگر جناب علی کو آپ کی امید اور خواہش کے خلاف خلافت
نہ ملنے کا ملال ہوا تو بتقاضاے طبیعت تھا اور خلافت ملنے سے جو ثواب اور نیک
اعمال کی جزا ملتی وہ نہ ملنے پر اگر افسوس ہوا تو کیا مضائقہ - لو فرضنا آپکی نیت تھی کہ
خلیفہ ہو کر فلاں فلاں امور و مصالح کا انتظام کرونگا - عدل و انصاف سے خلق اللہ کو

کیا راے ہے۔ مردونسے مشورہ لیکر اسپرہی اکتفا نہ کی بلکہ پردہ نشین عورتونسے بہی دریافت کرلیا۔ بوڑہے۔ جوان۔ غلام۔ آزاد جو اونکو ملتے گئیے درباب خلافت بلغیر ذکر کیئے نہ ہے۔ یہ جناب عبدالرحمن رض کا قول ہے کہ مین نے خوب اطمینان کرلیا۔ دو شخصونکو بہی مختلف نہ پایا کہ حضرت علی رض پر حضرت عثمان رض کی تقدیم مین اونہون نے باہم اختلاف کیا ہو۔ بہرحال سب کا اتفاق پایا۔ البتہ بعض روایات مین ہے کہ عمار رض اور مقداد رض ان دو صاحبون نے جناب علی مرتضی رض کو ترجیح دی تہی۔

جناب عثمان رض کی جانب لوگونکی توجہ اسوجہ سے اور بہی تہی کہ جناب عثمان رض کے مزاج مین نرمی تہی۔ دین کے کامونمین جو نرم و آسان ہوتا اوسکو اختیار فرماتے اور سخت کامون سے بشرط عدم حرج کنارہ کرتے اور لوگونکو بہی اسی راہ پر چلاتے تہے۔ برخلاف جناب علی مرتضی رض کے کہ اونکے مزاج مین ذرا سختی تہی اور جناب فاروق رض کے قدم بقدم تہے۔ دس برس چند ماہ جناب عمر فاروق رض کی خلافت مین لوگ آپکی راہ پر چلائے گئے اور جناب فاروق کی اطاعت ہر طرح کی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے بڑے بڑے ملک مسلمانونکے ہاتھہ پر فتح کئے۔ مال غنیمت بہت کچھہ ہاتھہ آیا۔ اب چاہتے تہے کہ بہ نسبت زمانہ خلافت حضرت فاروق کے کسیقدر تخفیف ل جاوے اور وہ سختی جو اونکے زمانہ مین تہی مبدل بہ نرمی ہوجاے اسواسطے جناب عثمان رض کے خلیفہ ہونیکو سب لوگ بطیب خاطر پسند کرتے تہے اور یہ بہی خیال تہا کہ اگر جناب علی مرتضی رض خلیفہ ہوے تو جو نرمی و سہولت مطلوب ہے حاصل نہو گی بلکہ جناب مرتضی سب کو وہی سخت راہ چلادینگے جو زمانہ حضرت عمر فاروق مین تہی اور کیا عجب کہ اس سے بہی زیادہ تشدد ہو۔ اصل سبب ترجیح جناب عثمان رض یہی تہا۔ ورنہ کسیکو جناب علی مرتضی رض کی شکایت نہ تہی نہ اونپر کسی قسم کا طعن کرتے تہے نہ اونکے عادات واخلاق

لوگونکی نظرونمین ناپسند تھے۔ نہ آپ سے عدل و انصاف ہونے مین شک تھا۔ نہ آپ کو خلافت کا حقدار سمجھنے مین کوئی عذر و حیلہ تھا۔ معاذ اللہ من ذالک۔ یہی وجہ مناسب و لائق ہے کہ جملہ افعال صحابہ کرام کے اسپر محمول کیئے جاوین کہ اون بزرگونکو کسی قسم کا بغض و عناد باہمی نہ تھا سب ایک دوسرے کو اپنے سے افضل و بہتر جانتے تھے اور ایک کو دوسرے سے محبت اسلامی اور اخوت دینی کا دعوی تھا اور سب ایک دوسرے کے کام مین جان و مال سے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح بعض ناظرین کو اس قصہ کے دیکھنے سے خیال گذرتا ہے کہ اصحاب شوری مین سے ہر ایک کو اپنے خلیفہ ہونیکی خواہش و تمنا تھی اور خلافت و حکومت و سرداری دل سے چاہتے تھے۔ اگر یہہ خیال صحیح نکلے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کبار کو دینی امور مین کمال اہتمام تھا اور اسلام کی ترقی و بہبودی ہر ایک کا مقصود و مطلوب تھی ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ جو نیک کام مجھسے ہو سکے اوسمین کوتاہی نکرون منجملہ اعمال صالحہ خلافت کو بھی سمجھتے تھے اور شاید جو صاحب متمنی خلافت ہونگے اونکا یہی گمان ہوگا اور یہی آرزو ہوگی کہ عدل و انصاف خوب کرینگے۔ دین کی اصلاح و خدمت سے سعادت دارین حاصل ہوگی۔ مسلمانونکے کام کرینکا بڑا اجر و ثواب خدا کے گھر پاوینگے صحابہ کرام کی نسبت بیشک ہمارا یہی خیال ہونا چاہیئے۔ جسکے دل مین قوت ایمان ہے اور نور عرفان سے جسکا قلب معمور ہے کبھی وہم بھی نہین کر سکتا کہ صحابہ کو خلافت کی چاہ دنیا کمانیکی نکہ عیش و طرب کی خواہش حظوظ نفسانی حاصل کرنیکی آرزوئین تھین۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ یہہ وساوس شیطانی ضعف ایمان کی نشانی ہین کیونکہ قرآن پاک مین خدائے کریم نے اونکے واسطے گواہی دی ہے۔ اونکی بزرگی و فضائل مین آیات بینات نازل فرمائین اور ظاہر کر دیا کہ خدا اون سے راضی وہ اپنے خدا سے خوش ہین۔ احادیث کثیرہ

اونکی خوبیون اور نیک عادات کی شاہد ہین۔ ہر شخص صاحب ایمان کو لازم ہے کہ اونکی نسبت بدگمان نہو۔ اونسے بدگمانی کی سزا اور اونسے کینہ و بغض رکھنے کی جزا سخت ہے اور یہہ وہ گناہ ہے کہ معاف بہی نہوگا۔

خلاصہ یہہ کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضنے ان تین دن رات مین کمال درجہ کوشش کی۔ راتونکا سونا چھوڑا۔ نوافل نماز پڑہتے رہے اور دعا مانگتے رہے۔ خود کمال فکر و تدبر سے کام لیا۔ چند بار استخارہ کیا۔ ہر ایک صاحب راے صائب سے دریافت کیا۔ آخر الامر کسی کو نہ پایا کہ جناب عثمان رض کی برابر دوسرے کو خلافت کے باب مین وہ جانتا ہو یا دوسرے کو اونپر ترجیح دیتا ہو۔ جس رات کی صبح کو بیعت منعقد ہوگی اوس رات عبد الرحمن بن عوف مسور بن مخرمہ کے گہر جو انکے حقیقی بہانجہ ہین گئے اونکو سوتے سے جگایا اور کہا۔ مسور تم سو رہے ہو حالانکہ مجھکو تین راتین گذرین کہ ایک لحظ بہی آرام سے نہ سویا۔ رات دن اسی خلافت کی فکر مین ہون۔ اب تم اوٹھو۔ زبیر اور سعد کو میرے پاس بلالاؤ۔ مسور کا قول ہے کہ مین جاکر دونونکو بلالایا۔ عبد الرحمن رضنے اول زبیر رض سے گفتگو کی۔

عبد الرحمن۔ بنی عبد مناف کو خلافت دیدو اور تعرض نہ کرو۔

زبیر رض۔ مین نے اپنا حصہ اور حق علی رض کو دیا۔

عبد الرحمن (حضرت سعد رض سے مخاطب ہوکر) اپنا حصہ اور حق مجھکو دیدو۔

سعد رض۔ اگر تم خلافت قبول کرو تو منظور ہے اور اگر عثمان کے واسطے چاہتے ہو تو علی رض مجھکو پسندیدہ ہین مین اونکی خلافت بہتر جانتا ہون اور میرے نزدیک تم خود خلافت قبول کرو اور ہم سب کو اس کشاکشی سے راحت دو تاکہ لوگ

اس بار عظیم سے سبکدوش ہوجاوین۔

عبدالرحمن۔ مین پہلے ہی اس خلافت کو چہوڑ چکا ہون اور اگر یہہ بہی نہوتا تاہم اس کو پسند نہ کرتا کیونکہ مین نے ایک خواب دیکہا ہے جسکا نتیجہ یہہ سمجہتا ہون کہ خلافت میرے حق مین بہتر نہوگی۔

سعدرضؓ۔ وہ کیا خواب ہے ذرا ہم بہی تو سنین۔

عبدالرحمن۔ سنو وہ یہہ ہے کہ مین نے ایک باغ سبزہ زار جسمین کثرت سے گہاس ہی دیکہا اوسمین ایک جوان اونٹ قوی ہیکل داخل ہوا اور بہت تیزی سے گویا کہ تیر کی طرح اوس باغ سے گذر گیا اور باغ کے سبزہ اور چارہ پر اصلا التفات نہ کی۔ بعد ازان ویسا ہی دوسرا اونٹ اوسی باغ مین آیا اور پہلے اونٹ کیطرح بغیر توجہ اور توقف اوس باغ سے نکل گیا۔ اوسکے بعد ایک تیسرا اونٹ اپنی مہار کہینچتا ہوا گہسا اور اوسی طرح نکل گیا۔ پہر چوتہا اونٹ اوس باغ مین آیا اور سبزہ اور گہاس کہانے مین مصروف ہوگیا۔ خدا کی قسم یہہ خلافت مین نہین چاہتا اور مین چوتہا اونٹ بننا پسند نہین کرتا اور یہہ ممکن نہین کہ اب جو شخص جناب صدیق اکبرؓ او عمر فاروقؓ کی جگہہ تخت خلافت پر متمکن ہو سب لوگ اوس سے راضی اور خوش ہی رہین۔

اس کے بعد مسور بن مخرمہ کو بہیجکر حضرت علیؓ کو طلب کیا۔ دیر تک اونسے باتین ہوتی رہین۔ پہر جناب عثمانؓ کو طلب کرکے اونسے بہی علیحدہ دیر تک گفتگو کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی اوسوقت یہہ باتین ختم ہوئین۔ معلوم نہ ہوا کہ جناب عبدالرحمن بن عوف اور ان دونون صاحبو نمین کیا گفتگو ہوئی۔ اس کی خبر کسیکو کچہہ نہین۔

تیسری تاریخ محرم کو بعد نماز فجر مسجد نبوی مین جملہ اہل اسلام و اکابر قریش و شرفا و مشہور صحابہ کرام اور جملہ انصار و مہاجرین جمع ہوے۔ کثرت اژدحام سے تل دہرنے کی جگہہ نہ رہی حضرت عبد الرحمن ؓ بن عوف جناب عثمان ؓ اور جناب علی مرتضی ؑ کو لیکر مسجد مین آے

اوس روز عبد الرحمن بن عوف ؓ نے اپنے سر پر وہ عمامہ باندہا جو جناب رسول اللہ صلعم نے اپنے دست مبارک سے باندہ دیا تہا اور ایک تلوار لٹکائی۔

لوگونکی کثرت سے جناب عثمان ؓ کو جگہہ نہ ملی۔ آپ شرم و حیا سے لوگونمین گہس کر نہ بیٹہے سب لوگونکے بعد بیٹہہ گئے۔ سب سے پہلے عبد الرحمن بن عوف نے منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہا۔ خدا کی حمد و ثنا کی۔ رسول خدا کی نعت بیان فرمائی۔ پہر کہا "ایها الناس سب لوگون نے مجہکو اجازت دی ہے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کر دون لہذا مین نے اپنے نزدیک انتخاب کر لیا ہے اور عنقریب اوسکو ظاہر بہی کر دونگا" حضرت عمار ؓ اوس مجمع مین سے بولے "اگر تم اختلاف اوٹہانا چاہو تو جناب علی مرتضی ؑ کو خلافت دو اور اسیوقت انسے بیعت کر لو" مقداد بن اسود نے انکے کلام کی تائید مین کہا "عمار سچ کہتے ہین۔ اگر علی مرتضی خلیفہ ہون تو ہم سب انکے فرمانبردار و مطیع ہین" ابن ابی سرح نے کہا "اگر اختلاف اوٹہانا منظور ہے تو عثمان ؓ سے بیعت کر لو" عبد اللہ بن ابی ربیعہ نے انکی تائید مین کہا "سچ ہے عثمان ؓ سے بیعت کرین ہم سب راضی و خوش ہین" ابن ابی سرح نے تبسم کیا اسپر عمار نے ابن ابی سرح سے کہا "آپ مسلمانونکے خیر خواہ کب سے ہوے"

اس قیل و قال مین بنی ہاشم اور بنو امیہ باہم حجت و تکرار کرنے لگے حضرت عمار نے کہا "اے لوگو۔ خداوند تعالی شانہ نے ہمکو اپنے نبی کریم کی بدولت عزت دی اور اپنے دین کی برکت سے بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی۔ اہل بیت نبوی سے یہہ حکومت باہر نہین

جا سکتی غیر اسکا حقدار نہین" اسپر ایک شخص بنی مخزوم مین سے بولے "اے ابن سمیہ۔ تم اور قریش کی امارت کی تجویز؟۔ ماشا اللہ"

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اہل مجلس کا یہہ رنگ دیکھا اونکو خوف پیدا ہوا کہ ڈھنگ بگڑا جاتا ہے اختلاف شروع ہو چکا مبادا شورش بڑھکر فتنہ و فساد پیدا ہو جائے فوراً عبد الرحمن بن عوف سے کہا "اے عبد الرحمن۔ تم اپنے کام سے فراغت کیون نہین کرتے۔ فتنہ و فساد شروع ہونیوالا ہے اب دیر کیون کر رہے ہو" جناب عبد الرحمن بن عوفؓ نے فرمایا "صاحبو۔ مین نے اس باب مین خوب غور و فکر سے کام لیا ہے اور جو مناسب تہا تجویز کر لیا ہے آپ سب صاحب اس معاملہ مین کچھہ نہ کہین مجھکو اپنا کام کرنے دین۔ در صورت دیگر کل کو آپ ہی لوگو نپر الزام آویگا"

اب حضرت عبد الرحمن نے جناب علی مرتضیٰؓ کو پاس بلا کر کہا "آپکو خدا کا عہد اور میثاق دیکر کہتا ہون کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول خدا پر عمل کرینگے اور حضرات شیخینؓ کی اتباع برابر ملحوظ رکھینگے" حضرت علیؓ نے جواب دیا "مین امید کرتا ہون کہ مین اپنے مبلغ علم و طاقت کے موافق عمل کرونگا" یہہ جواب پاکر اونہون نے حضرت عثمان سے مخاطب ہو کر یہی کلمات کہے۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا "ہان مین اقرار کرتا ہون کہ مین ایسا ہی کرونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ"

حضرت عبد الرحمنؓ نے یہہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اوٹھایا اور اونکا ہاتھہ عثمانؓ کے ہاتھہ مین تہا۔ اور یہہ کلمات زبان پر تھے۔ اللھم اسمع واشھد انی قد جعلت ما فی رقبتی من ذلک فی رقبۃ عثمانؓ۔ خداوندا۔ گواہ رہنا۔ میری گردن پر جو کچھہ بار تہا وہ مین نے عثمانؓ کی گردن پر رکھہ دیا۔ اب مین بری الذمہ ہون۔

یہہ کہکر عبدالرحمن نے بیعت کرلی۔

پہر انکے بعد جملہ صغیر وکبیر حاضرین جلسہ ایک دوسرے کے بعد بیعت کرتے گئے اور جناب عثمانؓ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ منبر کے اوپر تہے اور جناب عثمانؓ منبر کے نیچے کے درجہ مین تہے۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بہی بیعت کی۔ بعض روایات مین پہلے بیعت کی بعض مین سب کے بعد آپکا بیعت کرنا مذکور ہے مگر صحیح روایت یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بعد عبدالرحمن بن عوف رضؓ کے بیعت کی تہی۔

(فتوحات اسلامیہ)

بعد اختتام بیعت عامہ کے حضرت مقدادؓ عبدالرحمن بن عوف رضؓ سے ملے اور کہا۔

مقداد۔ خدا کی قسم تمنے اوس شخص کو جو حقدار خلافت تہا اور اون لوگو نمین سے ہے جو حق کے ساتہہ فیصلہ کرتے ہین اور حق کے ساتہہ عدل کرتے ہین خلافت سے محروم رکہا۔

عبدالرحمن۔ اے مقداد۔ خدا کی قسم مین نے اس مقدمہ مین مسلمانونکی بہتری اور فلاح پر نظر کی اور اپنی تمام کوشش اسی پر صرف کی ہے۔

مقداد۔ اگر تمنے خدا کیواسطے یہہ کیا ہے تو ضرور نیک عمل کا ثواب پاؤگے۔ اے عبدالرحمن۔ یہہ واقعہ بہی ایک نادرات روزگار سے ہے جو بعد وفات رسول خدا آپ کے اہل بیت مین واقع ہوا۔ قریش سے مجہکو سخت تعجب ہے کہ اونہون نے ایسے قابل ولائق شخص کو جو باعتبار علم وکمالات وانصاف ودیگر فضائل کے سب سے افضل ہے چہوڑ دیا اور خلافت نہ دی۔ مین جانتا ہون کہ اوس شخص سے بڑہکر کوئی نہین ہے۔ افسوس کوئی میرا معین ومددگار نہ تہا۔

عبدالرحمن - اے مقداد - خدا سے ڈرو - ان باتونکو اب جانے دو - مجھکو اندیشہ ہے کہ تمہارے خیالات کی بدولت اور گفتگو کے باعث آتش فتنہ و فساد نہ مشتعل ہوجاسے اور بنا بنایا کھیل بگڑجاے -

مقداد بن اسود یا اور صحابہ جوانکے ساتھ تھے اونکا مطلب یہہ تھا کہ جناب علی رض کو خلافت ہو اور اونکو ترجیح دیجاوے - حضرت عبدالرحمن بن عوف رض نے اپنی جستجو و کوشش سے یہہ امر ثابت کرلیا کہ جناب عثمان رض کے طرفدار اور انکی خلافت کے خواہشمند باستثناء بعض صحابہ سب لوگ ہین چنانچہ اونھون نے کثرت جماعت کا لحاظ کرکے جناب عثمان کی بیعت کی - اگر وہ اوسوقت جلدی کرکے ابتداے بیعت نہ کرلیتے تو لوگونمین حجت و تکرار بڑہ جاتی اور نوبت بہ جنگ و جدال پہونچ جاتی - مقداد رض یا دیگر صحابہ کو جناب عثمان رض سے کوئی رنجش یا کدورت دلی نہ تھی - ہان اونکی خواہش جناب علی رض کی جانب ضرور تھی - اگر جناب عثمان رض کی جانب سے کچھہ سوء ظن ہوتا تو یہہ لوگ بیعت نہ کرتے - جناب علی مرتضی رض کی بابت بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اپنی نسبت خیال تھا کہ خلافت مجھکو ملیگی اور جناب عثمان رض کی خلافت سے فی الجملہ آپکو ملال ہوا - ہم سابق مین کہہ چکے ہین کہ صحابہ کرام مین سے اگر خواہش خلافت کسی صاحب کو تھی تو انصاف و عدل و خدمت اہل اسلام اور مسلمانونکی اصلاح - ترقی دین محمدی - اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے تھی نہ خواہش نفسانی و حصول جاہ و عزت دنیا کیواسطے - پہر اگر جناب علی رض کو آپ کی امید اور خواہش کے خلاف خلافت نہ ملنے کا ملال ہوا تو بتقاضاے طبیعت تھا اور خلافت ملنے سے جو ثواب اور نیک اعمال کی جزا ملتی اوسکے نہ ملنے پر اگر افسوس ہوا تو کیا مضائقہ - لوفرضنا آپکی نیت تھی کہ خلیفہ ہو کر فلان فلان امور و مصالح کا انتظام کرونگا - عدل و انصاف سے خلق اللہ کو

راضی وخوش رکھونگا توخدائے کریم بادشاہ عادل کا ثواب عطا فرماویگا۔ آپکی خواہش اور
طلب اگر تھی توان ہی اغراض سے تھی اور ظاہر ہے کہ نیک آدمی کو نیک کام نہ پائیسے
ضرور رنج ہوتا ہے۔ جناب علی مرتضیٰ کا ملال اسی قسم کا تھا ورنہ دل مین جناب عثمان رض سے
کسی طرح ناخوش نہ تھے اونکو اسکا حقدار سمجھتے تھے چنانچہ جب عبدالرحمن نے آپسے
پوچھا کہ اگر آپ خلیفہ نہون توپھر کسکو خلیفہ کرین آپنے فوراً جناب عثمان کا نام لیا اور فرمایا
کہ مین انکی اطاعت کرونگا۔ یہ سب مراتب سابقاً طے ہوچکے تھے۔ باقی رہی ایک بات
کہ بیعت سے پہلے عبدالرحمن بن عوف نے اولاً جناب علی مرتضیٰ کو بلایا اور اون سے
خلافت کیواسطے کہا پھر جناب عثمان رض سے بیعت کرلی۔ اوسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ
عبدالرحمن نے خوب تحقیق کرلیا تھا کہ جناب عثمان رض کی طرف زیادہ لوگ ہین عوام وخواص
کی انھین پر نظر پڑتی ہے علاوہ چند اصحاب کے جو جناب علی رض کے طرفدار ہین جملہ اصحاب
بھی حضرت عثمان رض کیجانب ہین۔ اسپر بھی اونھون نے بیعت کیوقت لوگونکی نظر سے انداز
کرنا چاہا کہ آیا جناب علی رض کیجانب لوگونکی نظر ہے یا جناب عثمان کی بیعت کے خواہان ہین
لہذا اولاً حضرت علی رض کو بلا کر کہا اور لوگونکے رخ سے دریافت کرلیا پھر جناب عثمان رض کیطرف
متوجہ ہوئے اور اونسے بیعت کی۔ پھر جناب علی مرتضیٰ رض نے بلاحجت وتکرار بیعت کی اس سے
بھی صاف عیان ہے کہ جناب علی رض کو خلافت کی تمنا بغرض حصول دنیا نہ تھی۔ کیونکہ آپنے
اتفاق رائے اہل اسلام کو پسند فرماکر سب کا ساتھ دیا اور آپکی خلافت بدل تسلیم کرلی
جناب شیر خدا کی نسبت احتمال خوف اور دبنے کا بھی کسی طرح اوسوقت نہین ہوسکتا
کیونکہ آپکے طرفدار بنی ہاشم اور دیگر اکابر اسلام تھے اگر آپ اس بیعت کا انکار کرتے
وہ سب آپکا ساتھ دیتے پھر آپکو ڈر کسکا تھا مگر نہین یہ بات تو تھی ہی نہین پھر آپ

بیعت کرتے ہین کسواسطے پس وپیش کرتے۔
ایک دوسری روایت مین اسی قصہ بیعت کے متعلق مذکور ہے کہ جب سب لوگ مسجد نبوی مین جمع ہوچکے تو اول عبدالرحمن رض نے خطبہ پڑہا اور لوگونکو اتفاق اور اجتماع کیجانب نصیحت بلیغ کی بعدازان جناب عثمان رض نے خطبہ پڑہا اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی اتخذ محمداً نبیا وبعثہ رسولا وصدقہ وعدہ ووھب لہ نصرہ علی کل من بعد نسبا او قرب رحما صلی اللہ علیہ جعلنا اللہ لہ تابعین وبامرہ مھتدین فھو لنا نور ونحن بامرہ نقوم عند تفرق الاھواء ومجادلۃ الاعداء جعلنا اللہ بفضلہ ائمۃ وبطاعۃ امراء لا یخرج امرنا منا ولا یدخل علینا غیرنا من سفہ الحق ونکل عن القصد واحربھا یا ابن عوف ان تترک واجدر بھا ان یکون ان خولفا مرک وترک دعاءک فانا اول مجیب وداع الیک وکفیل وبما اقول زعیم واستغفر اللہ لی ولکم۔ ترجمہ۔ سب حمد وثنا اوسی خداے پاک کی ہے جس نے اپنی رحمت کاملہ سے محمد کو نبی کرکے اور اپنا رسول بناکر مبعوث فرمایا۔ خدانے اپنے رسول سے جو وعدے کئے وہ سب پورے کئے اور اپنے نبی کریم کو سب قریب اور بعید رشتہ دارونپر نصرت دی۔ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہو۔ خداوند ہمکو آنحضرت صلعم کا پیرو کرادے آپکی راہ پر چلا۔ آپکی ذات بابرکات ہمارے واسطے نور ہدایت ہے اور ہم آپکے حکم پر دوسرے لوگونکے خلاف کرنے کیوقت بہی قائم رہتے ہین اور دشمنونکی خصومت سے آپکے حکم بجالانیسے باز نہین

رہتے۔ خداوند تعالی نے اپنے فضل وکرم سے ہم لوگ صحابہ کرام کو امام و مقتداے انام بنایا اور آنحضرت صلعم کی اطاعت کی بدولت ہم ہی لوگ سردار ہوے۔ امر حکومت ہم لوگونسے باہر نہین جا سکتا۔ ہمپر غلبہ کرکے غیر قوم والے نہین داخل ہو سکتے مگر ہان اپنی نادانی اور کجروی سے چاہیے اونکا یہہ ارادہ ہو اور اے ابن عوف۔ تمہارے لائق یہہ بات تھی کہ تم خلافت سے علیحدہ ہو گئے اور یہہ مقدمہ ہی ایسا نازک ہے اگر لوگ تمہارے خلاف کرین اور تمہارے کہنے کے مطابق نہ مانین تو عجب نہین مگر مین تو سب لوگونسے پہلے تمہارے بلانے پر آیا اور جو کچھہ مین نے کہا اوس کا ضامن ہون خداے کریم سے اپنے اور تمہارے سب کے واسطے مغفرت چاہتا ہون۔

جب جناب عثمانؓ اپنا کلام ختم کر چکے حضرت زبیرؓ نے یہ تقریر کی۔ اما بعد فان داعی اللہ لا یجہل و مجیبہ لا یخذل عند تفرق الاعداء و لی الاعناق ولن یقصر عما قلت الا غوی ولن یترک ما دعوت الیہ الا شقی ولو لا حدود اللہ فرضت و فرائض اللہ حدت لکان الموت من الامارۃ نجاۃ والفرار من الولایۃ عصمۃ ولکن للہ علینا اجابۃ الدعوۃ واظہار السنۃ لئلا نموت موتۃ عمیۃ ولا نعمی عمی الجاہلیۃ فانا مجیبک الی ما دعوت و معینک علی ما امرت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ واستغفر اللہ لی ولکم۔ ترجمہ۔ امابعد۔ خدا کیطرف بلانے والا جاہل نہین ہوتا اور اوس کا

اور اوسکی طرف پھر جاتا ہے۔ مین اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی
دعا کرتا ہون اور تمہاری مخالفت کی اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہون۔

جب حضرت سعدؓ یہ تقریر ختم کر چکے جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی
بعث محمد انبیا ولعبثہ الینا رسولا فنحن بیت النبوۃ ومعدن
الحکمۃ وامان اھل الارض ونجاۃ لمن طلب۔ لنا حق ان نعطہ
وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل ولو طال السری۔ لو عھد الینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عھد الانفذنا عھدہ ولو قال لنا قولا لجادلنا
علیہ حتی نموت۔ لن یسرع احدٌ قبلی الی دعوۃ حق وصلۃ رحم لا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسمعوا کلامی دعوا منطقی عسیٰ ان
تروا ھذا الامر بعد ھذا الجمع تقضی فیہ السیوف وتخان فیہ
العھود حتی تکونوا جماعۃ ویکون بعضھم ائمۃ لاھل الضلالۃ و
شیعۃ لاھل الجھالۃ۔ ترجمہ۔ سب تعریف اوس خدا ے برحق کو ہی
جسنے محمد کو نبی کر کے ہمپر بھیجا۔ ہم نبوت کے گھر حکمت و معرفت کی کان ہین۔
ساکنان روئے زمین کے باعث امان ہین اور مصیبت سے نجات دیتے ہین
اگر کوئی ہم سے کچھ طلب کرے ہمکو ہر طرح حق ہے کہ جاہے اوسکو دین اور
جاہے نہ دین۔ اگر ضرورت درپیش آوے تو ہم راتونکو اونٹونکی سواری پر
چلے جاوین (یعنے ہم لوگ محنت و مشقت کے عادی ہین وقت بے وقت
کو نہین دیکھتے) اگر جناب رسول خدا ہمسے کچھ قول و قرار فرما جاتے بیشک ہم
آپکے بعد اوسکو پورا کرتے اور اگر کوئی بات ہمارے حق مین کہہ جاتے ہم ضرور

اوسپر مرتے دم تک لڑتے رہتے۔ ہمسے پہلے کسی نے دعوت اسلام نہین قبول کی اور ہمنے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور صلہ رحمی کی۔ پہرنا اور قوت پانا ممکن نہین مگر خداے بزرگ برتر ہی کے ساتھہ ہے۔ میرا کلام سنو اور اسی خوب یاد رکھو۔ وہ زمانہ قریب آنیوالا ہے کہ یہ امر خلافت اس اتفاق کے بعد تلوارونکے زور سے طے ہوگا۔ اسی خلافت کے مقدمہ مین لوگ بدعہدیان کرینگے اور تم لوگ چند فریق ہوجاؤگے آپس کا اتفاق اوٹھہ جاویگا اور بعض لوگ گمراہونکے امام اور جاہلون کے پیرو ہوجاوینگے۔

ان سب بزرگوارونکی تقریرونکی ختم ہونے پر کارروائی بیعت کی شروع ہوئی جیساکہ ہم اوپر ذکر کرآے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد اوسی دن طلحہؓ مدینہ منورہ مین تشریف لاے۔ لوگونسے خبر پائی کہ جناب عثمانؓ کے ہاتھونپر سبنے بیعت کرلی۔ طلحہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو مین بیعت واپس دون۔

طلحہؓ کیا آپ سچ مچ ایسا کرینگے۔

عثمانؓ ہان مین ایسا ہی کرونگا۔

طلحہؓ کیا سب لوگ آپسے بیعت کرچکے۔

عثمانؓ ہان۔

طلحہؓ مین اوس سے اختلاف نہین کیا چاہتا جسپر تمام لوگون نے اجتماع کرلیا ہی مین آپکی خلافت پر راضی ہون۔

یہہ کہکر طلحہؓ نے جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی (کامل ابن اثیر)

انتخاب اہل شوریٰ مین بعض لوگ یہہ اعتراض کرتے ہین کہ جناب عباسؓ رسولخدا کے عم بزرگوار ہر طرح باعتبار سن و وجاہت ظاہری اس جلسہ مین شرکت کے قابل تھے پھر انکو کیون نہ اصحاب شوریٰ مین داخل کیا۔ علیٰ ہذا القیاس سعید بن زیدؓ عشرہ مبشرہ مین تھے وہ بھی اس سے علیحدہ رکھے گئے۔ دراصل یہہ اعتراض جناب عمر فاروقؓ پر ہے اور ناسمجھی کا اعتراض ہے۔ اسکا جواب بہت آسان اور صاف ہے۔ انتخاب اہل شوریٰ مین جناب فاروقؓ نے اس امر کا لحاظ رکھا تھا کہ جو صحابہ اسلام مین مقدم ہین صرف وہی اس مجلس مین شریک کیے جائین۔ جناب عباسؓ اسلام مین اصحاب شوریٰ سے موخر ہین۔ علاوہ اسکے حضرت عباسؓ جناب فاروقؓ کے دوست تھے۔ آپنے بخیال اعتراض مخالفین انکو علیحدہ رکھا۔ جناب سعید بن زیدؓ حضرت فاروقؓ کے چچازاد بھائی ہین۔ انکو بھی اسی خیال سے الگ رکھا تھا کہ کوئی یہہ اعتراض نہ کر بیٹھے کہ عمرؓ اپنے دوستون عزیزونکے ہاتھہ خلافت دے گئے اونہون نے جسکو چاہا خلیفہ بنا دیا۔ قطع نظر اسکے خاص سعید بن زیدؓ کے علیحدہ رکھنے کیوجہ یہہ بھی ہے کہ جناب عمر فاروقؓ اپنے کسی عزیز کی خلافت کو پسند نہین فرماتے تھے حتیٰ کہ اپنے بیٹے کیواسطے صاف انکار کیا کہ میرا بیٹا اسکے قابل نہین ہے۔ جناب عبداللہ بن عمرؓ کو صرف اصحاب شوریٰ کے جلسہ مین شرکت کی اجازت تھی وہ بھی محض انکی دلدہی کے واسطے اور بس۔

قتل ہرمزان وجفینہ وفدا جناب عثمانؓ

مدینہ منورہ مین جو عجمی رہتے تھے وہ آپس مین ایک دوسرے سے اکثر ملتے رہتے تھے۔

چنانچہ قبل شہادت جناب عمر فاروق رضؓ ابولولو قاتل جناب فاروق رضؓ ہرمزان کے پاس گیا ہوا تھا اور اوسکے ہاتھہ مین وہی خنجر تھا جس سے حضرت فاروق رضؓ کو بعد ازان قتل کیا ہی ہرمزان ابولولو کے ہاتھہ سے خنجر لیکر دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر اوسکو واپس کر دیا۔ اس جلسہ مین جفینہ نصرانی بھی بیٹھا ہوا تھا جفینہ حیرہ کا رہنے والا سعد بن مالک کا ملاقاتی تھا

جناب عمر فاروق رضؓ کے زخمی ہونیکے دوسرے دن عبد الرحمن بن ابی بکر رضؓ نے عبید اللہ بن عمر رضؓ سے بیان کیا کہ یہہ تینون آدمی ابولولو۔ ہرمزان۔ جفینہ ایک جلسہ مین بیٹھے ہوے کچھہ مصلحت کر رہے تھے۔ مجھے دیکھکر متفرق ہو گئے اور خنجر اسکے ہاتھہ سے گر پڑا۔

عبد الرحمن بن ابی بکر رضؓ نے غالباً اوسی دن دیکھا ہوگا جسکا ذکر اوپر گذرا یا شاید دوسری مرتبہ دیکھا ہو۔ بہرحال انکو شک ضرور گذرا اور واقعی حالت بھی انکی مشتبہ ہو گئی حضرت عبید اللہ بن عمر رضؓ کے دل مین اس واقعہ سے ایک خصومت پیدا ہو گئی اور موقع کے منتظر رہے (ابن خلدون) ایک روز موقع پاکر عبید اللہ بن عمر رضؓ نے ہرمزان پر تلوار چلائی وہ زخمی ہو کر گرے اور لاالہ الا اللہ اونکی زبان سے نکلا۔ جفینہ اور ابولولو کو اس سے پہلے قتل کر چکے تھے۔

ہرمزان کے قتل کے وقت سعد بن ابی وقاص آگئے اونہون نے دوڑکر عبید اللہ رضؓ کو گرفتار کر لیا اونسے تلوار لے لی اور اپنے گھر مین قید کر رکھا۔

عبید اللہ بن عمر رضؓ کا قول تھا۔ خدا کی قسم جو جو لوگ میرے باپ کے قتل مین شریک ہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ اس کلام سے مہاجرین اور انصار پر تعریض کرتے تھے اور اونکے گمان مین جناب عمر فاروق رضؓ کی شہادت مین انمین سے بھی بعض لوگ شریک تھے۔ حالانکہ یہہ محض انکا خیال ہی تھا۔

بعد بیعت جناب عثمانؓ کے سامنے یہہ مقدمہ پیش ہوا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص
حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس لاے۔ جناب عثمانؓ نے صحابہ سے
فرمایا کہ اس مقدمہ مین آپ لوگونکی کیا راے ہے۔ انہون نے اسلام مین رخنہ اندازی کی
اور بلا تحقیق خون کر ڈالے۔ جناب علی مرتضی رضؓ نے فرمایا کہ عبید اللہ بن عمرؓ قصاص مین قتل
کیے جاوین مگر حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا کہ ہرگز ایسا نہو گا۔ کل اسکے باپ مارے گئے
آج لڑکا مارا جاے۔ آپ مسلمانونکے حاکم ہین اور خداے کریم آپسے اس مقدمہ مین درگذر
فرما دیگا۔ جناب عثمانؓ نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین انکا ولی ہون اور اسکا خونبہا
اپنے پاس سے ادا کرتا ہون۔ یہہ فرماکر اپنے مال سے خونبہا ادا کر دیا پہر منبر پر چڑہکر ایک
پر اثر تقریر کی (کامل و ابن خلدون)
یہہ پہلا واقعہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین بیعت کے بعد پیش آیا۔ آپ نے کس
خوبی سے اسکا فیصلہ کیا۔ فریقین کو راضی کر دیا۔ کچہہ فتنہ و فساد نہ ہونے پایا۔ یہہ آپ کے
خوبئ انتظام کا ایک ادنی نمونہ ہے۔

قصہ ہرمزان

یہہ لشکر فارس کے ایک نامی سردار تہے۔ جنگ قادسیہ سے بہاگ کر ملک اہواز کے دار السلطنت
مین چلے آے اور گرد و نواح کے بلاد پر قبضہ کر کے اہواز تک اپنا تصرف بڑہا لیا تہا یہہ شہر
عراق و بصرہ سے ملحق تہے۔ ہرمزان ہر طرح انپر قابض و متصرف تہے چونکہ مسلمانونکا لشکر
بصرہ تک بغیر ان ملکون کے فتح کیے ہوے امن کے ساتہہ پہونچ نہین سکتا تہا اسواسطے
جب لشکر اسلام نے بصرہ کا قصد کیا تو ملک اہواز و خوزستان وغیرہ پر فوج کشی کی ۔
ہرمزان سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ لشکر ہرمزان کو شکست ہوئی اور ہرمزان

اپنی جان بچاکر میدان جنگ سے بھاگ کر کسی طرف چل دیئے۔ لشکر اسلام نے انکا تعاقب کیا نہر دجیل کے کنارہ پہونچکر عساکر اسلامی تو اسی طرف رہ گیا اور ہرمزان اوس پار ہو گئے۔ آخر ہرمزان نے اپنے آپکو بمقابلہ اہل اسلام کمزور پاکر دوسرے ہی دن صلح کا پیغام بھیجا۔ اہل اسلام نے جزیہ لیکر صلح کر لی۔ جن بلاد پر اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا تھا باستثنائے اونکے باقی ملک اہواز ہرمزان کے قبضہ مین رہا۔ جن شہرونپر اسلامی قبضہ ہوا تھا وہان دوسرے اشخاص مقرر کئے گئے۔

بعد اسکے ہرمزان سے اور سرحدی حاکمون سے سرحد کی بابت اختلاف ہوا سرداران لشکر اسلام نے ہرمزان کے خلاف فیصلہ کیا۔ اسپر ہرمزان بگڑ گئے اور علانیہ بغاوت پر کمر باندہی۔ لشکر اسلام سے پہر مقابلہ کیا اور اس واقعہ مین بہی شکست کھا کر رامہرمز کی طرف بھاگ گئے۔ یہان بہی بہادران اسلام نے پیچھا نہ چھوڑا۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر بقیہ بلاد کی بابت صلح کی درخواست بھیجی۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ جتنے شہرونپر مسلمانون نے قبضہ کر لیا ہے اوسپر وہ قابض رہین باقی شہرون پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا رہے۔

ایک مدت اسی طرح گذری۔ اسی اثنا مین حضرت عمر فاروق رضؓ کو معلوم ہوا کہ رعایائے اہواز جن مین ہرمزان بہی شامل ہے یزدجرد شاہ فارس سے خفیہ سازش کر کے مسلمانونکی لڑائی کو فوجین تیار کر رہی ہے۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے ایک لشکر جرار بسپہ سالاری ابوسبرہ بن ابی رہم ہرمزان کیطرف روانہ کیا۔ وہ لشکر رامہرمز پہونچنے نہ پایا تھا کہ ہرمزان نے پہلے ہی سے آگا روک لیا۔ مسلمانون سے مقابلہ ہوا مگر پہلے ہی حملہ مین شکست کھا کر ہرمزان بھاگ کھڑے ہوئے۔

لشکر اسلام نے رامہرمز پر قبضہ کر لیا - ہرمزان بمقام تستر پہونچے اور یہان ایرانی فوجین بہاگ بہاگ کر جمع ہو گئین - لشکر اسلام انکے تعاقب مین تستر پہونچا اور محاصرہ کر لیا اور مہینون اوسکو گہیرے پڑے رہے - روز لڑائی ہوتی تہی بالآخر ایرانیونکو شکست ہوئی لیکن ہرمزان نے شہر مین محصور ہو کر لڑائی جاری رکہی ایکدن ایک شہری نے تیر مین خط باندہکر ابو موسی کی طرف پہینکا جسکا یہ مضمون تہا کہ "اگر مجہکو اور میرے خاندان والونکو آپ امان دین تو مین ایک ایسا راستہ بتا دون جس سے آپکا قبضہ تمام شہر پر ہو جاوے" ابو موسی نے منظور کر لیا - وہ شہری ابو موسی کے پاس آیا اور چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیکر نہر دجیل کو عبور کر کے تہخانہ کی راہ شہر مین داخل ہوا مسلمانون نے شہر پناہ کے پہاٹک پر پہونچکر محافظین سے لڑائی شروع کر دی اور مارتے دہاڑتے پہاٹک تک پہونچگئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر کہول دیا - اسلامی فوجین پہلے ہی سے تیار تہین تکبیر کی آواز سنتے ہی شہر مین گہس پڑین - تمام شہر مین ہلچل پڑ گئی - ہرمزان نے بہاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور یہ شرط پیش کی کہ جناب عمرؓ کے ہاتہ سے جو کچہ میرا فیصلہ ہونا ہو گا ہو جاویگا تم لوگ مجہسے کسی طرح متعرض نہو اور مجہکو مدینہ بہیج دو - حضرت ابو موسی نے یہ شرط منظور کر لی - ہرمزان نے قلعہ کا دروازہ کہول دیا - یہان کی غنیمت مین سے سوارون کے حصہ مین تین تین ہزار اور پیادون کے حصہ مین ایک ایک ہزار روپیہ آے -

ابو سبرہ سردار لشکر نے ہرمزان کو ایک جماعت کے ساتہ جس مین انس بن مالکؓ اور احنف بن قیس بہی تہے مدینہ منورہ روانہ کیا - جب یہ لوگ متصل مدینہ پہونچے - ہرمزان نے تاج مرصع جس مین یاقوت و ہیرے لگے تہے - سر پر رکہا - دیبا کی قبا زیب بدن کی حسب دستور ملوک عجم قیمتی بیش بہا جڑاؤ زیورات پہنے - کمر سے مرصع تلوار لگائی -

غرض بہمہ تن شان وشوکت کی تصویر بنکر دار الخلافت مین داخل ہوے۔ تمام مدینہ انکی زرق برق پوشاک کا تماشائی تہا۔

جناب عمر فاروق رضؓ اوسوقت مسجد نبوی مین تشریف رکہتے تہے۔ ہرمزان اس ٹہاٹہہ سے حاضر خدمت ہوے۔ آپنے شکر خدا ادا کیا اور کہا کہ اسلام کے ذریعہ سے ایسونکو اوسنے زیر کیا بعد ازان ہرمزان سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

جناب عمرؓ۔ ہرمزان۔ تمنے بدعہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالی کا آخری حکم دیکہا۔

ہرمزان۔ اے عمرؓ جب زمانہ جاہلیت مین ہم اور تم تہے اوسوقت اللہ تعالے نے ہمسے اور تمسے ہاتہہ اوٹہا لیا تہا چونکہ ہم مین قوت زیادہ تہی ہم تمپر غالب آگئے تہے اور اب اللہ تعالی تمہارا ساتہہ دے رہا ہے بس تم ہمپر غالب آگئے۔

جناب عمرؓ۔ اچہا تم نے مکرر سہ کرر بدعہدی کی اب اگر اسکا بدلہ تمسے لیا جاوے تو تمکو کیا عذر ہے اور تمہارا کونسا حیلہ باقی ہے۔

ہرمزان۔ مجہے خوف ہے کہ شاید تم مجہے قبل میرے عذر ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالوگے۔

حضرت عمر۔ نہین تم خوف نہ کرو۔

ہرمزان۔ مجہکو پانی پلادو۔

حضرت عمر۔ اچہا اسکو پانی پلاؤ۔

ہرمزان۔ (ہاتہہ مین پانی کا پیالہ لیکر) میرے دل مین خطرہ گذرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت مین تم مجہکو قتل نہ کرڈالو۔

جناب عمرؓ۔ تم مطلق خوف نہ کرو۔ جب تک تم پانی نہ پی لوگے کسی قسم کے خطرہ مین

نہ ڈالے جاؤ گے۔

ہرمزان۔(پیالہ ہاتھہ سے رکھکر) اب مین پانی نہین پیتا اور تم اس شرط پر مجھکو قتل بھی نہین کر سکتے۔ تمنے مجھکو امان دے دی ہے۔

جناب عمرؓ۔(اس مغالطہ پر حیران ہوکر) تو جھوٹ کہتا ہے۔

ہرمزان کچھہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ حضرت انسؓ بول اوٹھے "اے۔ امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپنے فرمایا ہے کہ جبتک پورا حال نہ کہہ لوگے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لوگے کسی خطرہ مین نہ ڈالے جاؤ گے" حضرت انس کا یہ کلام سنکر اور لوگون نے بھی اونکی تائید کی۔

جناب عمر فاروقؓ نے فرمایا "ہرمزان۔ تو نے تو مجھے دہوکا دیا ہے مگر مین تجھے فریب نہ دونگا۔ مناسب ہے کہ مسلمان ہوجا" ہرمزان نے عرض کیا کہ حضور مین تو پہلے ہی سے ایمان لا چکا تھا یہہ کہکر ہرمزان نے کلمہ پڑہ لیا اور اوسیوقت مسلمان ہوگئے۔ جناب عمر فاروقؓ بہت خوش ہوے اور مدینہ مین رہنے کیلیئے انکو جگہہ دی۔ دو ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کردی۔ مہم فارس مین اکثر انسے مشورے لیتے تھے۔ اوسوقت سے ہرمزان نے مدینہ مین بود و باش اختیار کرلی اور آخری دم تک یہین رہے۔

جفینہ عبادی نصرانی خیرہ کا رہنے والا تھا۔ اسکی بیوی نے سعد بن ابی وقاصؓ کو دودہ پلایا ہے جفینہ اور اوسکے دو لڑکو نکو باتہام شرکت ابو لولو کے عبید اللہ بن عمرؓ نے قتل کردیا۔ (بلاذری)

ہرمزان کا ذکر حصہ سوم مین آچکا ہے لیکن اونکا قتل چونکہ اس زمانہ مین ایک واقعہ عظیم گذرا ہے اسلیئے ہمنے ضرورتاً یہان بھی لکھدیا ہے۔

اب ہم پہر اصل قصہ کیطرف رجوع ہوتے ہین۔ زیاد بن لبید انصاری شاعر جب عبید اللہ بن عمرؓ کو دیکھتے یہہ اشعار پڑہتے۔

الا یا عبید اللہ مالک مہرب	ولا ملجا من ابن اروی ولا خفر
اصبت دما واللہ فی غیر حلہ	حراما وقتل الہرمزان لہ خطر
علی غیر شئی غیر ان قال قائل	اتتہمون الہرمزان علی عمر
فقال سفیہ والحوادث جمۃ	نعم اتہمہ قد اشار وقد امر
وکان سلاح العبد فی جوف بیتہ	یقلبہا والامر بالامر یعتبر

ترجمہ۔ اے عبید اللہ تم کہان بہاگ کرجاؤ گے۔ ابن اروی سے تمکو پناہ اور امن ملنا مشکل ہے۔

خدا کی قسم تمنے ناحق خون کیا ہے اور ہرمزان کا قتل کچہہ آسان نہین اوسکا نتیجہ برا ہے

بغیر تحقیق اور ثبوت کے صرف ایک شخص کے کہنے پر تمنے ہرمزان کو قتل کر ڈالا محض ہرمزان پر شبہ سے تہمت لگائی کہ یہہ بہی قاتل عمرؓ ہے۔

کسی نادان نے اس پر آشوب زمانہ مین کہا۔ ہان میرے نزدیک ہرمزان متہم ہے لوگ کہتے ہین۔ حالانکہ ہرمزان بیچارہ اس قتل کے پاس تک نہین اور نہ وہ کسی طرح صلاح ومشورہ مین شریک تہا۔

اوسکے ہتیار گہر کے اندر رکہے تہے۔ ہان ہتیار رہا تہہ مین لیکر ضرور دیکہہ رہا تہا اور ایکبات سے دوسری بات کا نتیجہ نکالا ہی جاتا ہے۔

حضرت عبید اللہ بن عمرؓ یہ اشعار سنکر چڑہتے تہے اور انکے چڑانے کو اور بہی پڑہے جاتے تہے۔ حضرت عبید اللہ رضؓ نے حضرت عثمانؓ سے زیاد بن لبید کی شکایت کی۔ آپنے زیاد کو

منع کردیا۔ پھر زیاد بن لبید نے اشعار مندرجہ ذیل کہے اونمین جناب عثمانؓ کی ہجو تھی۔

ابا عمرو عبید اللہ رهن	فلا تشکك بقتل الهرمزان
فانك ان عفوت الجرم عنه	واسباب الخطا فرسا رهان
اتعفوا اذ عفوت بغیر حق	فمالك بالذی تحکی یدان

ترجمہ۔ اے ابی عمرو (عثمان) عبید اللہ ابھی تک سزا سے خون ناحق مین رهن ہے۔ قتل ہرمزان کا خون اوپر ہی اوپر نہ جاوے گا۔

اگر تمنے جرم قتل سے درگذر کی تو کیا ہوا تمہارے معاف کرنیسے معاف تو نہین ہو سکتا اور اگر تمنے خون ناحق کو معاف ہی کر دیا تو کیا فائدہ ہوا تم اس مقولہ کا (جیسا کروگے ویسا پاؤگے) کیا جواب رکھتے ہو۔ عبید اللہ کو ضرور دنیا ہی مین ناحق خون کی سزا مل جاوے گی تمہارے بچانے سے بچ نہین سکتا۔

جب حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ زیاد بن لبید شاعر اپنی شعر گوئی سے باز نہین آتے آپنے بلا کر سخت تنبیہ کی اور منع کر دیا کہ آیندہ اس قسم کے اشعار نہ کہنا۔

قماذبان بن ہرمزان کا بیان ہے کہ میرا باپ محض شبہ سے قتل ہوا تھا مجھکو بدلہ لینے کی فکر تھی جب جناب عثمانؓ کی بیعت ہو چکی اور آپ خلیفہ ہو گئے مین نے عبید اللہ کو گرفتار کیا اور اونکو لے چلا۔ سب لوگ میرے موافق تھے اور سب کی خواہش تھی کہ میرے باپ کے قاتل سے قصاص لیا جاوے۔ کوئی مدعی حقدار میرے سوا نہ تھا۔ وہ سب چاہتے تھے کہ مین ولی مقتول ہون مین خود دعویٰ کرون۔ مجسی لوگون نے یہ خواہش ظاہر کی مینے جواب دیا۔ مین بیشک ولی مقتول ہون اور مدعی ہوتا ہون۔ میرے اس کہنے سے سب لوگون نے عبید اللہ کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ پھر مین نے اونسے کہا۔ کیا تم اس پر غالب آ سکتے ہو اور

اپنے دل کا بخار انکو مار کر نکال سکتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم کو قدرت نہین۔ تو بنی کہا جو کچھہ ہوا ہو گیا اب انکو جانے بہی دو میرا باپ تو مر ہی گیا انکی جان لینے سے زندہ نہین ہو سکتا پہر کیا نتیجہ۔ انکو تو اپنی زندگی سے پہل اوٹھانے دو۔

گمان مبر کہ تو چون بگذری جہان بگذشت		ہزار شمع بکشتند و انجمن باقی ست

یہ کہکر خدا کی راہ مین مین نے عبید اللہ کو چہوڑ دیا اور اونسے کچھہ تعرض نہ کیا۔ لوگون نے میری اس ہمت پر بڑی تعریف کی اور بڑی عزت و تکریم سے اپنے سرون پر بٹھا کر مجھکو میرے گھر تک پہونچا دیا۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عبید اللہؓ بغیر فدیہ دیئے چہوڑے گئے اور ولی مقتول نے دعوی خون سے انکو بری کر دیا۔ پہلی روایت اسکے خلاف ہے اوس مین جناب عثمانؓ کا فدیہ دیکر چہوڑنا بیان ہوا ہے۔ دیگر قرائن سے بہی پہلی ہی روایت معتبر و صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوے آپ نے عبید اللہ بن عمرؓ کو ہرمزان کے قصاص مین قتل کرنا چاہا۔ عبید اللہؓ خوف جان سے شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ اگر اولیاء ہرمزان نے خون معاف کیا ہوتا تو پہر جناب علیؓ ہرگز تعرض نہ فرماتے۔

سنہ ۲۴ھ مین جناب عثمانؓ نے حسب وصیت جناب عمر فاروقؓ مغیرہ بن شعبہؓ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد بن ابی وقاصؓ کو گورنر کوفہ کا کیا اور وجہ معزولی اسی جلسہ مین بیان کر دی کہ مین نے مغیرہ کو کسی جرم یا خیانت پہ معزول نہین کیا بلکہ جناب عمر فاروقؓ کی وصیت کے سبب یہ تقرری و معزولی وجود مین آئی ہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نسبت جناب فاروقؓ نے فرمایا تہا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اوسکو وصیت کرتا ہون کہ سعد کو کسی جگہہ کا عامل کر دے

مین نے کسی جرم و خیانت کیوجہ سے سعد کو موقوف نہین کیا ہے چنانچہ جناب عثمان رضؓ نے سعدؓ کو عامل و گورنر کوفہ کر کے بھیجدیا۔ یہہ ہی سب سے پہلے عامل آپکے عہد خلافت مین ہوے ہین حضرت سعدؓ ایک برس کچھہ ماہ تک اپنے کار منصبی پر کوفہ مین رہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے ایک برس تک سب عاملونکو بحال رکھا کوئی تبدل و تغیر نہین کیا اور یہ کام بہی حسب وصیت جناب عمرؓ ہوا۔ پھر ایک سال کے بعد مغیرہؓ کو موقوف کر کے سعدؓ کو اونکی جگہہ بھیجدیا۔ اس قول کی بنا پر سعدؓ کی حکومت ۲۵ھ مین ہوئی ہے۔

اسی سال ۲۴ھ مین جناب عثمانؓ دیگر اصحاب کے ہمراہ حج کو تشریف لیگئے اور بروایتے آپ خود نہین گئے بلکہ عبد الرحمن بن عوف کو امیر الحاج کر کے مکہ معظمہ بھیجا۔

اسی ۲۴ھ مین عبد الرحمن بن کعب انصاری رضؓ نے وفات پائی۔ یہ منجملہ اون اصحاب ثلثہ کے ہین جو غزوہ تبوک مین شرکت جہاد سے رہگئے اور اونپر عتاب نازل ہوا اور بعد اسکے خداوند کریم نے توبہ قبول فرمائی۔

سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے بہی اسی سال انتقال کیا۔ یہہ بہی صحابی تھے۔ بعد ہجرت نبوی اسلام لاے تھے۔

وقائع ۲۵ سنہ ہجری نبوی صلعم

فتوحات عثمانی

جناب عثمان رضؓ کے عہد خلافت مین جو فتوحات ہوئین وہ دو قسم کی ہین۔

قسم اول۔ جناب عمر فاروق رضؓ کے زمانہ مین جو ملک فتح ہوے خواہ بزور شمشیر یا بہ صلح و قبول جزیہ۔ اونمین سے بعد شہادت جناب فاروق رضؓ بعض ممالک مین بدعہدیان پھیل گئین

اون لوگون نے بغاوت پر کمر باندہی۔ راہ ضلالت اختیار کی اور دائرہ اطاعت سے باہر ہو گئے جیسا کہ بعد وفات جناب رسالتمآب صلعم کے شروع خلافت حضرت صدیق اکبرؓ مین بعض لوگ دین اسلام کو چہوڑ کر مرتد ہو گئے تہے اور بعضون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تہا جناب صدیق اکبرؓ نے اونکی سرکوبی کی اور حسب واقعی گوشمالی دیکر راہ راست پر لاے۔ اسی طرح جناب عثمانؓ کے آغاز عہد خلافت مین بعض ممالک محروسہ اسلام مین سرکش اور مفسد لوگونکی بغاوت و شرارت سے جابجا فتنہ و فساد شروع ہو گیا۔ چنانچہ اولاً جناب عثمانؓ نے اونکی اصلاح کے جانب توجہ فرمائی اور جسنے سر اوٹہایا بہادران اسلام کی تلوار آبدار سے اپنی شرارت و بدذاتی کا مزہ پایا۔

قسمؔ دوم جو ملک ابتداءً فتح ہوے۔

منجملہ قسم اول کے واقعہ ہمدان ہے۔ ان لوگون نے عہد شکنی کی۔ اطاعت خلیفہ وقت ترک کی جناب عثمانؓ نے ایک لشکر بسرداری مغیرہ بن شعبہؓ ہمدان کو روانہ کیا اور اونکی کوشش سے دوبارہ ہمدان فتح ہوا۔ اہل رے نے سر اوٹہایا مگر ابوموسیٰ اشعری اور براء بن عازب دونون صاحبونکی محنت سے پہر راہ پر آگئے۔

اہل اسکندریہ۔ انہون نے بہی صلح چہوڑ بغاوت اختیار کی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک لشکر غازیان اسلام لیکر گئے اور بعد جنگ کے پہر فتح کر لیا۔

آذربیجان مین کچہ لوگ بگڑے۔ ولید بن عقبہ لشکر جرار لیکر پہونچے۔ لڑائی کے بعد پہر صلح ہو گئی اور لگے ہاتہ اسکے ساتہہ چند اور مقامات جو آذربیجان کے متصل تہی اہل اسلام کے قبضہ مین آ گئے۔ ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کچہ فوج لیکر جانب ملک ارمینیہ گئے۔ مفسدین بدنہاد کو سزاے واقعی دیکر بہت کچہ مال و دولت لوٹ لاے۔

عثمان بن ابی العاص نے شہر گازرون اور اوسکے اطراف مین جاکر یہہ ملک صلح سے فتح کیا
اور بعد نظم ونسق کے عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حیان کو ایک دستہ لشکر پر سردار کر کے
دژ سفید کے جانب روانہ کیا۔ ہرم بن حیّان کی خوبی انتظام وکوشش سے یہہ مضبوط قلعہ
بہت جلد فتح ہو گیا۔ (ازالۃ الخفا)

منجملہ قسم اول فتوحات اسکندریہ کا واقعہ بھی ہے چونکہ یہ شہر بہت پرانا ہے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسکی بنیاد کا بھی حال ناظرین تاریخ کے سامنے پیش کردین۔ اسلئے علامہ
مسعودی کی کتاب سے ہم یہان نقل کرتے ہین وہو ہذا۔

جب اسکندر ذوالقرنین کی سلطنت اور حکومت تمام ملکو نمین پھیل گئی چاہا کہ ایک شہر
اپنے نام پر آباد کرے۔ اس تلاش مین وہ ملکونکی سیر وسیاحت کرتا رہا اور آب وہوا نے مین
شاداب وخوش منظر کی تلاش جستجو مین بذات خود محنت کی جس مقام پر اب اسکندریہ آباد
ہے اس سرزمین پر بھی اوسکا گذر ہوا۔ اس سرزمین مین ہر عمارتی اشیاء سنگ خام کے ستون
بکثرت نظر آئے معلوم ہوتا تھا کہ کسی شخص نے عمارت بنانیکے واسطے یہہ سامان جمع کیا مگر
تعمیر کی نوبت نہ آئی منجملہ انکے ایک بڑا ستون دیکھا جسپر عبارت ذیل بخط قدیم شاہان حمیر
وعماد وعاد حروف مین لکھی تھی۔

انا شداد بن عاد بن شداد بن عاد۔ شددت بساعدی البلاد۔ وقطعت
عظیم العماد۔ من الجبال والاطواد۔ وانا بنیت ارم ذات العماد التی
لم یخلق مثلہا فی البلاد۔ اردت ان ابنی ھھنا کارم۔ وانقل الیہا
کل ذی اقدام وکرم۔ من جمیع العشائر والامم۔ وذلک اذ لاخوف
ولاہرم۔ ولا اھتمام ولا سقم۔ فاصابنی ما اعجلنی۔ وعما اردت

قطعنی - ومع وقوعه طال همّی وشجنی - وقل نومی وسکنی - فارتحلت
بالامس عن داری - لا لقهر ملک جبّار - ولا لخوف جیش جرّار
ولا عن رغبته ولا عن صِغار - لکن لتمام المقدار - وانقطاع الاثار - و
سلطان العزیز الجبّار - فمن رأی اثری - وعرف خابری - وطول
عمرے - ونفاذ بصرے - وشدة حذری - فلا یغتر بالدنیا بعدی
فانها غرّارة غدّارة - تاخذ منک ما تعطی - وتسترجع ما تولی -

ترجمہ - مین شداد بن عاد بن عاد ہون - مین نے اپنی قوت بازو اور ہمت سے شہرونکو
پختہ و مضبوط کر دیا اور بڑے بڑے بلند و اونچے پہاڑ کاٹ ڈالے اور اونکے پتھر عمارت کے
کام مین صرف کیئے - مین نے ارم ذات العماد آباد کیا جسکا مثل و نظیر روئے زمین پر آجتک
نظر نہین آتا - مین نے اس مقام پر ایک بڑا شہر اور نفیس عمارت بنانا چاہی تہی (ستون وغیرہ
جو نظر آتے تھے شاید اسی غرض سے جمع کیئے گئے تھے) اور یہ قصد تہا کہ سنگین عمارتین پختہ
مکانات بنوا کر ہر ملک کے نامور و مشہور اہل حرفہ و صناع و دستکار - ہر قوم کے شریف و
معزز اشخاص منتخب کر کے اس شہر مین لاکر آباد کرون - میرا یہہ ارادہ اوس وقت مین تہا کہ
مین ہر طرح صحیح و تندرست تہا - مجھکو کسی قسم کا مرض - خوف دشمن - ضعف بدن عارض و
لاحق نہ تہا مگر میری موت نے جلدی کی اور مجھکو نہ چھوڑا کہ اپنے اس آخری ارادہ مین کامیاب
ہوتا - میرے تمام منصوبے منقطع ہوگئے - موت کے آثار نمایان ہوتے ہی میرے رنج اور غم
بڑھ گئے - خواب نوشین میری آنکھون سے کوچ کر گیا - میرا صبر و قرار آرام و چین مجھسے سب
رخصت ہوگئے -

کسے کو بر لبم آید چکاند نیست جز دیدہ		زبخت بد شود آن ہم بصد خون جگر حاصل

کل شام کیوقت مین اپنے مکان سے چلا اور اپنی خوشی سے اپنا گھر چھوڑا۔ نہ کسی بادشاہ نے غالب ہوکر مجھکو میری دار السلطنت سے نکالا اور نہ کسی دشمن کے لشکر جرار نے مجھسے میرا گھر چھڑایا اور نہ مین نے کسی اور وجہ سے ذلت وخواری کے ساتھہ اپنا مکان چھوڑا بلکہ جو میرے مقدر مین تھا اوسکو پورا کرنا بھی ضرور تھا اور جن جن مقامات پر اس اخیر وقت مین جانا میری قسمت مین لکھا تھا وہ بھی پیش آنا لابدی تھا۔ ان سب پر حکم مالک حقیقی اور شہنشاہ تحقیقی کا غالب تھا۔

معلوم شد ز جنبش نبضم کہ یک نفس		در دست اختیار نباشد عنان عمر

جس شخص کو میرے حالات معلوم ہون اور میرے اخبار دریافت کرے۔ میری عمر طویل میری عقل ورای اور میری کمال حزم وہوشیاری پر واقف ہو اوسکو واجب ولازم ہے کہ خبردار وہوشیار رہے اس دنیاے غدارہ ومکارہ۔ بیوفا۔ جفاکار ستمگار عیّارہ کے فریبون مین پہنس کر اپنی عاقبت نہ برباد کرے۔ یہ دنیا پہلے تو تجھکو خوب جی کھول کر دیتی ہے پہر تجھسے سب لیکر تجھکو غریب مفلس ونادار کر دیتی ہے۔

ہرچہ بخشد عالم ناساز مے گیرد ز تو		غیر عبرت ہرچہ گیری باز مے گیرد ز تو

اسی قسم کا اور بھی فقرے نصیحت آمیز دنیا کی بے اعتباری وبے ثباتی کی نسبت مرقوم تہے۔ سکندر اس مضمون کو بغور پڑہتا رہا اور دیر تک اسکے مطالب ومعانی سے عبرت حاصل کی بعد اسکے اپنے لشکر کو اوس جگہہ قیام کا حکم دیا خود بھی قیام کرکے اپنے تمام ممالک محروسہ سے معمار کاریگر صنّاع جمع کرکے اس شہر کی بنیاد قائم کی اور خود بنفس نفیس اسکے حدود اور طول وعرض کو خط دیکر محدود کر دیا۔

شہر کی تعمیر شروع ہوگئی۔ پتھر کے ستون اور سنگ رخام کے پاسے وغیرہ دور دور ملکو نسے

آنا شروع ہوے۔ چونکہ یہہ شہر ساحل بحر پر واقع ہے لہذا بذریعہ کشتی جملہ سامان کا پہونچنا بہت
آسانی سے ممکن ہوا۔ صدہا کشتیان جزیرہ صقلیہ۔ بلاد افریقیہ۔ افریطش اور انتہای بحر روم سے
اور قرب و نواح بحر اوقیانوس سے تہوڑی ہی مدت مین پہونچ گیئن۔ سنگ خام سنگ مرمر
و دیگر انواع و اقسام کے خوشنما و قیمتی پتہر جمع ہوگئے۔ جزیرہ رہوڈس ہی جو کہ بمقابلہ اسکندریہ
ایک رات کی مسافت پر واقع ہے بہت قسم کا پتہر عمارت اسکندریہ کیواسطے آیا۔

جب یہہ سامان جمع ہوگیا شہر کی بنیاد اور نیو کہودی گئی۔ اسکندر نے چاہا کہ تمام مزدور
اور معمار ایک ایک حصہ و قطعہ پر مقرر ہوکر کام کرین اور جسوقت سب نیو کہدکر تیار ہو یکبارگی
تمام شہر کی بنیاد ہر طرف سے ایک آن واحد مین رکہی جاوے۔ چونکہ شہر لمبا چوڑا تہا اور سب
کاریگرونکا ایک وقت مین بنیاد بہرنا اور اینٹ و چونے وغیرہ کی جڑائی شروع کرنا فی الجملہ
دشوار تہا۔ اسکے واسطے یہہ ترکیب کی کہ سکندر نے اپنے خیمہ کے سامنے ایک بڑا سا ستون
کہڑا کرکے اوسپر ایک بڑا گہنٹہ لٹکا دیا۔ اسی طرح ہر حصہ اور قطعہ پر جہان جہان معمار و مزدور
کام کرتے تہے ایک ایک ستون اور ایک ایک چہوٹا گہنٹہ لٹکایا گیا اور سب گہنٹون کو
ایک رسی سے اس طرح ملا دیا کہ بڑے گہنٹے کے بجانیسے سب گہنٹے ایک ساتہہ بجنے لگین
پہر سب کاریگرونکو حکم دیا کہ جب گہنٹونکی آواز سنو یکبارگی سب کے سب بنیاد رکہنا شروع کردو
ایسا کرنیسے اصل غرض سکندر کی یہہ تہی کہ ساعت سعید و مبارک مین اس شہر کی
بنیاد رکہی جاوے۔ جب یہہ اہتمام ہوچکا سکندر ساعت سعید کی سوچ مین سر جہکا کر غور کرنے
لگا اور قواعد نجوم سے اوس ساعت کی تعین مین فکر کی۔ حکم خداوند تعالے شانہ تو سب پر
غالب ہے اور اوسکا ارادہ سب ارادونپر بالا۔ سکندر اسی سوچ مین سر جہکاے بیٹہا تہا کہ
دفعتہً کسیقدر نیند کی غفلت آگئی۔ اسی حال مین ایک کوا ہوا پر اوڑتا ہوا کسی طرف سے

آگیا اور بڑے گھنٹہ کی رسی پر بیٹھ گیا۔ کوے کا بیٹھنا تھا کہ گھنٹہ نے آواز دی اور اس ایک کا
کیا بجنا تھا کہ سارے گھنٹے بجنے لگے۔ معمار و مزدور تو حکم پا ہی چکے تھے اور آواز پر کان لگائے
تھے یکبارگی سب نے ایک نعرہ مار کر بنیاد رکھہ دی۔ اس شور و غل کی آواز سے سکندر چونک
پڑا۔ پوچھا یہ شور کیسا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیو رکھہ دی گئی۔ سکندر کو تعجب ہوا اور ایک حیرت
آمیز لہجہ مین کہا۔ سبحان اللہ مین نے ایک کام کرنا چاہا مگر خداوند تعالیٰ کی مرضی اوس کے
خلاف تھی اور جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بندہ کے چاہے اور کئے کچھہ نہین ہوتا مینے
چاہا تھا کہ یہ شہر و عمارت مدتون تک آباد رہے مگر خداے کریم نے اسکا جلد فنا ہونا چاہا۔
جب اس شہر کی بنیاد قایم ہوگئی۔ رات کیوقت سمندر مین سے ایک گروہ آبی حیوانات
نے نکلکر دم کے دم مین ساری عمارت مسمار کر ڈالی۔ صبح کیوقت سکندر کو معلوم ہوا کہ یہ
شہر عمارت شروع ہوتے ہی ویران ہونے لگا اور خداوند تعالیٰ کے حکم و ارادہ کے آثار
ظاہر ہوئے۔ اون دریائی جانورون کے نکلنے اور مسمار کرنیسے یہ بدشگونی سمجھی گئی۔ ایطرح
روز کا دستور ہوگیا کہ دنکو عمارت بنتی اور رات مین وہ سب جسقدر بنکر تیار ہوتی دریائی
جانورونکے پامال کرنے سے برباد و خراب ہو جاتی۔ آخر سکندر نے محافظ مقرر کئے کہ اون
جانورونکو نہ آنے دین مگر کچھہ حاصل نہوا بالآخر سوچتے سوچتے ایک حیلہ و تدبیر اس بلا کے
دفع کرنے کی سوچی اور ایک شبکو خلوت مین اس کام کے واسطے بہت کچھہ فکر و غور کیا
صبح کو بڑہئی وغیرہ بلا کر ایک صندوق دس گز لانبا اور پانچ گز چوڑا بنوایا اور اوس صندوق
مین جابجا کھڑکیان کہین اور اونپر شیشے نصب کرائے اس طرح کہ اندر والا باہر کی سب
چیزونکو دیکھے اور پانی سے محفوظ رہے۔ اوسکی درزین رال۔ تارکول و دیگر مصالح سے خوب
بند کر دین تا کہ کسی طرح پانی اندر نہ جا سکے۔ ہوا کی آمد و رفت اس انداز سے رکھی کہ پانی نہ جا سکے

اور اندر والونکا دم نہ گھٹے۔ پہر اوس صندوق مین کئی جگہہ رسّیان باندہین اور سکندر دو شخصونکو لیکر اوس صندوق مین بیٹھا۔ وہ دونون تصویرکشی مین اوستاد کامل تھے۔ جب یہہ تینون اوسکے اندر داخل ہوے صندوق کا منہ بالکل بند کرکے اوسکی درزین بہی خوب استحکام کے ساتہہ بند کردین۔ بعد ازان دو جہاز بڑے بڑے منگوائے اور اوس صندوق کے تلے مین لوہے اور سیسہ کے وزنی لنگر ڈال دئے کیونکہ وہ صندوق ہلکا تہا پانی پر تِرتا تہا لنگرونکے ذریعہ سے وہ پانی کے اندر ڈوبنے لگا۔ جس مقام پر پانی بکثرت تہا دونون جہاز وہان لیگئے اور صندوق دونون جہازونکے درمیان مین رہا۔ اوسمین جو رسّیان بندہی ہوئی تہین وہ اہل جہاز کے ہاتہونمین تہین۔ اب صندوق کو پانی مین چہوڑدیا۔ وہ بوجہ لنگر کے نیچے چلا یہانتک کہ پانی کی تہ مین جا پہونچا۔ سکندر اور وہ دونون مصور اوسکے ساتہہ اوس صندوق کے اندر تہے۔ قعرِ دریا مین جو کچہہ جانور وغیرہ تہے شیشون کے ذریعہ سے سب نظر آتے تہے۔ سکندر اور اوسکے ہمراہیون نے قعر دریا مین دیکہا کہ ایک جماعت شیاطین و جنات آدمیونکی طرح کی ہی ہے مگر چہرے اونکے درندہ جانورونکے سے ہین۔ کسیکے ہاتہہ مین کدال ہے اور کسیکے ہاتہہ مین تبر۔ علیٰ ہذالقیاس دیگر آلات تعمیر مکان لئے ہوے پانی کی اندر عمارت بنا رہے ہین گویا کہ یہہ اون لوگونکی نقل کرتے ہین جو شہر اسکندریہ بنا رہے تہے۔

سکندر نے اپنے ساتہی مصورونکو حکم دیا کہ ان عجیب الہیات مخلوق کی تصویرین کہینچ لو۔ خود بہی اونکی تصویرکشی مین مصروف ہوا۔ یہانتک کہ جب اس کام سے فراغت پائی رسّیان جو صندوق مین بندہی تہین ہلا دین۔ اودہر جہاز والونکو خبر ہوئی اونہون نے صندوق نکال لیا۔ اب یہہ تینون شخص صندوق سے باہر آئے۔ سکندر جب کنارہ پر

پہونچا لوہارونکو بلاکر وہ تصویرین جو پانی کے اندر خود اوسنے اور اوسکے ساتہی مصورون نے
کہینچی تہین دکہلائین اور حکم دیا کہ اسی طرح کے پتلے لوہے اور سیسہ کے تیار کرو۔ لوہارون نے
حسب حکم شاہ اسکندر چند روز مین پتلے تیار کیئے اور بادشاہ کو خبر دی۔ سکندر نے وہ پتلے
دریا کے کنارہ کنارہ دور تک پہیلا کر نصب کردئے اور مزدورون و معمارونکو حکم دیا کہ
اپنے اپنے کام مین مصروف ہون۔ دن بہر کام ہوتا رہا۔ رات خیریت سے گذری۔ صبح اوٹھکر
دیکہا تو اوس شب کو کوئی نقصان نہوا تہا جسقدر شام تک عمارت تیار ہوئی تہی سب
باقی رہی۔ معلوم ہوا کہ یہی جانور دریائی رات کو دریا سے نکلکر کہود ڈالتے تہے۔ آج اپنے
ہمشکل پتلے دیکہکر ڈرے اور دیوارون و عمارت کے پاس تک نہ آے بلکہ اوس دن سے پہر
کوئی نقصان کسی تعمیر کا شہر مین نہوا۔ اب کیا تہا روز بروز عمارت کی ترقی ہوتی رہی
اور نفیس مکانات و سنگین محلات بنتے رہے۔ جب ہر طرح شہر بنکر پورا ہوگیا اسکندر نے
حکم دیا کہ اس شہر کے دروازہ پر عبارت ذیل لکہدو۔

هذه الاسكندرية اردت ان ابنيها على الفلاح والنجاح واليمن والسعادة
والسرور والثبات فى الدهور۔ ولم يرد البارى عزّ وجلّ ملك
السموٰت والارض ومفنى الامم ان نبنيها كذلك فبنيتها ف
احكمت بنيانها وشيدت سورها۔ واتانى الله من كلّ شئ علما
وحكما وسهل لى وجوه الاسباب فلم يتعذر علىّ فى العالم شئ
مما اردته۔ ولا امتنع عنّى شئ مما طلبته۔ لطفا من الله عزّ و
جلّ وصنعا بى وصلاحا لى ولعباده من اهل عصرى۔ والحمد لله ربّ
العلمين لا اله الا الله ربّ كلّ شئ۔ ترجمہ۔ یہ شہر اسکندریہ مین نے چاہا تہا کہ اوس

ساعت سعید مین تعمیر ہو جس سے ہمیشہ حوادث ایام سے محفوظ و آفات زمانہ سے مصئون رہی اسکے باشندے خوشی و شادمانی کے ساتھہ اپنے دن گذارین اور برکت۔ سعادت۔ سرور عیش اونکے ساتھہ رہے۔ یہہ شہر ایسا سنگین و پختہ تعمیر ہو کہ مدت مدید اور زمانہ دراز تک قائم رہے مگر میرے ارادہ اور خواہش سے کیا ہوتا ہے خداے عز و جل۔ آسمان و زمین کے بادشاہ استونکے فنا کرنے والے۔ دنیا کے نیست و نابود کرنیوالے نے نہ چاہا کہ مین اسکو اس استحکام کے ساتھہ بنا سکون۔ تاہم اپنے مقدور اور طاقت بھر اسکی پختگی اور سنگینی عمارات اور مضبوطی فصیل شہر مین کوتاہی نہین کی اور خداے کریم و رحیم نے اپنی رحمت کاملہ سے مجھکو میرے اس کام مین ہر طرح آسانی و سہولت عطا فرمائی۔ ہر امر کے اجرا کے اسباب با حسن وجوہ و شائستہ طور سے ظہور پذیر ہوے۔ جو کچھہ مین نے چاہا اوسکی مہربانی سے میسر ہوا۔ اور یہہ اوسکے لطف و مرحمت کے میرے اور اوسکے بندونکے حال پر ہونیکا ثمرہ ہی کہ مجھکو اس شہر کی تعمیر مین کسی قسم کی دقت اور مشکل پیش نہ آئی اور سب تعریف خداے توانا پروردگار عالم کو سزاوار ہے۔

اسکے بعد اسکندر نے وقائع آیندہ اور حوادث جو کچھہ اس شہر مین گذرنیوالے ہونگے اور آبادی اور ویرانی اس شہر کی تا بقاے عالم جیسا کچھہ آفات و مصائب اس کو پیش آوینگے قواعد نجوم سے دریافت کر کے سب کچھہ لکھدیا۔

شہر اسکندریہ کی بنا عجیب طرز پر تہی اور عجب صنعت و لیاقت سے کام لیا تہا کہ دیکہنے والونکی عقل دنگ ہوتی تہی۔ اس شہر کو چند طبقہ پر تعمیر کیا تہا۔ سب کے نیچے پختہ اور سنگین پل باندہا۔ زمین کے اندر سرنگین نکالکر سڑکین اور گلیان نہایت خوشنمائی اور صفائی سے بنائی تہین کہ نظر باریک مین جنکی عمدگی اور نزاکت پر فریفتہ تہی۔ نیچے کے درجو نمین

اسقدر بلندی اور وسعت تہی کہ انسان گہوڑے پر سوار ہوکر ہاتہہ مین نیزہ لیلیے ور پہر سرنگون اور تہ خانونکے اندر ہوکر تمام شہر مین پہر آوے۔ پلون اور گلی کوچونکی سیر کرے کوئی مقام تنگ و کوتاہ اوسکو نہ ملیگا جہان وہ گذر نہ سکے۔ ہر جگہہ روشنی اور ہواکیواسطے روشندان تہے جنکے ذریعہ سے باہر بہتیر دونون جگہہ روشنی اور ہوا کا ایک عالم تہا۔

شہر کے مکانات چونکہ سنگ رخام اور سنگ مرمر کے بنے تہے رات کو خود بخود ادن مین اسقدر چمک دمک ہوتی تہی کہ چراغ کی ضرورت نہ پڑتی۔ بلاتکلف نیچے طبقہ والے سب کام کر سکتے تہے۔ بازار ونکی سڑکین پختہ۔ گلی کوچہ صاف وشفاف۔ شارع عام اور دیگر گلی کوچے مسقف پانی برسے خواہ ہوا چلے یا دہوپ ہو۔ ہر موسم وفصل مین گرمی و سردی سے حفاظت ہو۔ لوگونکو بازار جانا۔ سودا سلف کرنا اور گہر مین بیٹہا رہنا یکسان تہا۔ اپنے گہر نمین سایہ مین بیٹہے ہین بازار گئے سایہ سایہ مین چلے گئے اور اسی طرح اپنے گہر واپس آ گئے۔

شہر کے گرد سات دیوارین شہر پناہ کے طور پر بنائی تہین جو مختلف رنگا رنگ خوشنما پتہرونسے بنی تہین۔ ایک دیوار سے دوسری دیوار تک فاصلہ یہ تہا کہ دونونکے درمیان خندق حائل تہی۔ اکثر مقامات پر سبز حریر کے ٹکڑے آویزان تہے تاکہ شدت سفیدی عمارات سے اور چمک دمک پتہرون سے دیکہنے والے کی نگاہ کو ضرر نہ پہونچے۔

جب شہر کی عمارت ختم ہوگئی اور لوگ آباد ہونے لگے۔ دریائی بلا وآسیب اور جانور موذی نے شہر والونکو سخت نقصان پہونچا۔ رات کو آرام سے سوے۔ صبح روتے ہوے اٹہے کوئی کہتا۔ رات کو میرے لڑکے کو کوئی لیگیا۔ کوئی کہتا ہے میرا باپ بوڑہا ضعیف کہو گیا کوئی فریاد کرتا۔ لوگو مین تو لٹ گیا میرا گہر برباد ہوگیا۔ میری مونس جان۔ راحت روح روان سا ہلیہ کو معلوم نہین پریان اوڑا لے گئین۔ یا جن۔ خدا جانے زمین مین سما گئی

یا آسمان پر اوڑ گئی۔ علیٰ ہذاالقیاس ہر روز صبح کو ایک عجیب ہنگامہ اور کہرام برپا ہوتا۔ اسکندر نے جب یہ حال دیکھا بہت گھبرایا اور خیال کیا کہ یہ شہر اس طرح کیسے آباد رہسکتا ہے کون اپنی جان دینے آویگا۔ جو لوگ آکر بسے ہین وہ بہی رفتہ رفتہ لقمۂ نہنگ اجل ہونگے باقی ماندہ جان لیکر بہاگ جاوینگے۔ آخرکار وزراے باتدبیر و حکماے روشن ضمیر کی راے سے طلسمات بناے گئے۔ ستونو نپر کچہہ صورتین بناکر نصب کین جنکو مسال کہتے تہے۔ یہ اسوقت تک باقی ہین۔ یہ طلسمی اشکال سروکے درخت کی صورت پر تہین۔ طول اونکا اسّی گز کا تہا۔ ستون تانبے کے تہے اون ستونونکے نیچے مختلف صورتین اور شکلین بنائی گئین اور کچہہ عبارتین بہی اونپر لکہہ دین۔

ان طلسمات کی بنا قواعد نجوم پر تہی اور قرب و بعد درجات فلکی کا لحاظ کرکے بنایا تہا۔ بانیان طلسم کے نزدیک وقت معہود اور مدت معلوم تخمیناً چہہ سو برس گذرنے پر ان طلسمات کے پورے فوائد ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے امور جن سے لوگونکو فائدہ ہو اور وہ آسیب بلاؤنسے محفوظ رہین ان طلسمات کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین۔ ان ترکیبونسے اہل شہر محفوظ و مامون ہوے اور پہر کسیکو کوئی صدمہ نہ پہونچا۔

منارہ اسکندریہ کے بانی ہین اختلاف ہے۔ بعضونکے نزدیک تو اسکندر بن فیلقوس نے بناے شہر سے فارغ ہوکر منارہ بنایا ہے اور بعضونکا قول ہے کہ اس منارہ کو سکندر کے بعد ایک ملکہ نے بنایا ہے۔ اس منارہ سے اسکندریہ پر آنیوالے دشمن کو دور سے دیکہہ سکتے ہین۔ اسی غرض سے یہہ منارہ تعمیر کیا گیا تہا۔

بعض کا قول ہے کہ بادشاہان مصر مین سے دسوان بادشاہ اس منارہ کا بنانیوالا ہے اور بعض مؤرخین کہتے ہین کہ جسنے مدینہ رومیہ بنایا وہی شہر اسکندریہ اور اس منارہ کا بانی ہے

چونکہ سکندر نے تمام روئے زمین پر قبضہ کرلیا تھا اور سب ملک اوسکی تحت حکومت مین آگئے تھے اسکندریہ سکندر کے نام سے مشہور ہوگیا۔ یہ لوگ اپنے اس دعوے کے ثبوت مین بہت کچھہ اخبار وحالات نقل کرتے ہین۔

سکندر کے زمانہ مین کبھی کوئی بادشاہ براہ دریا اس شہر پر نہین آیا اور نہ اس کا سکندر کو خوف تھا تاکہ وہ دشمن کے خیال سے منارہ بنواتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منارہ اسکندر کے بعد کسی دوسرے بادشاہ نے بنایا ہے۔ یہ منارہ پانی کے اندر ہے اس منارہ پر شیشہ کی ایک کرسی ہے اور اوسپر ایک صورت بہ شکل کیکڑا بنی ہے۔ اوسپر اور بہی مورتین تانبے وغیرہ کی بنی ہوئی ہین۔ اونمین سے ایک صورت بہ شکل انسان ہے جو داہنے ہاتھہ کی انگشت شہادت سے آفتاب کے جانب اشارہ کررہی ہے۔ آفتاب جس رخ ہو۔ افق مین ہو خواہ بلندی پر۔ اوس پتلی کا اشارہ اوسی طرف ہوتا ہے۔ جب آفتاب بلند ہوتا ہے اونگلی کا اشارہ اوسکی جانب ہوتا ہے اور جب سورج مغرب کیجانب جھک جاتا ہے وہ اونگلی بہی اوسکی طرف ہوجاتی ہے اور ہر حالت مین اونگلی کو حرکت ہوتی ہے۔

ایک دوسری پتلی بہی اوسی منارہ پر قائم ہے اور اپنے ہاتھہ سے دریا کیجانب اشارہ کررہی ہے جب غنیم ایک رات کی مسافت پر ہو تو وہ پتلی دریا کیطرف اشارہ کرتی ہے اور جب دشمن منارہ کے اسقدر قریب ہوجاوے کہ اوس پتلی پر نگاہ پڑے تو اوسوقت اوس مورت سے ایک ایسی خوفناک اور بلند آواز پیدا ہوتی ہے کہ جو دو تین میل کے فاصلہ سے ہر شخص سن سکتا ہے۔ اوس آواز سے اہل اسکندریہ ہوشیار ہوجاتے ہین کہ کوئی اونکا مخالف آگیا اور وہ خود اپنی آنکھہ سے اپنے دشمن کو دیکھہ لیتے اور اوسکا تدارک کرلیتے ہین۔

ایک اور تصویر بہی ہے۔ رات دن کے ہر گھنٹہ کے بعد اوس تصویر سے آواز آتی ہے

گویا وہ ایک کلاک ہے اور لطف یہہ کہ ہر گھنٹہ پر آواز جداگانہ۔ خوش آیند اور مرغوب و سریلی ہوتی ہے کہ بلا تکلف سننے والا پہچان سکتا ہے کہ اب فلان گھنٹہ بجا۔

نقل ہے کہ عہد خلافت ولید بن عبدالملک بن مروان مین شاہ روم نے اپنے ایک خاص مصاحب کو کسی سرحدی مقام پر روانہ کیا۔ وہ شخص عقیل و صاحب رائے و تدبیر تہا۔ بڑی شان و شوکت کے ساتہہ چند خدمتگار ہمراہ لیکر روم سے نکلا اور ولید کے پاس آیا اور کہا۔ مین سلطان روم کا مصاحب خاص ہون۔ کسی امر پر بادشاہ مجہسے بدظن ہوگیا ہے اور دشمنون اور مفسدونکی دراندازی اور فتنہ پردازی سے میری جانب سے اوسکا خیال بدل گیا ہے افترا پردازون نے میری شکایت بے اصل و غیر واجبی سے اسدرجہ اوسکے کان بہر دئے ہین کہ اوسنے بلا تحقیق میرے مار ڈالنے کا قصد کر لیا۔ اب مین اپنی جان لیکر آپکے پاس آیا ہون اور دین اسلام اختیار کرنا چاہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ شخص ولید کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور ولید کے پاس رتبہ و عزت سے رہنے لگا یہانتک کہ ولید کے دل مین اوسنے جگہہ کر لی کچہہ دن بعد اوسنے ولید کو ایک کتاب دکہائی جسمین خزانے۔ دفینے اور جواہرات کا ذکر تہا اور ہر ایک خزانہ کی کیفیت مشرح و مفصل و مقام دفن اور ذکر تہ خانہ وغیرہ کا بخوبی درج تہا۔ ولید اس کتاب کو دیکہکر حرص مال و جواہرات مین مبتلا ہو کر بیخود ہوگیا۔ مصاحب سے اوسکی کیفیت پوچہی اور خزانہ ملنے کی سبیل نکالنے اور اسکے متعلق مناسب تجویز پیدا کرنے کی خواہش کی۔ مصاحب نے کہا۔ منارہ اسکندریہ کے نیچے تمام روئے زمین کے مال اور خزانے و دفینے موجود ہین کیونکہ سکندر نے جسقدر مال و جواہرات شداد بن عاد کے جو بیشمار تہے پائے اور علاوہ اسکے سلاطین مصر و شام کی دولت جو کچہہ سکندر کے ہاتہہ آئی سب کی سب اس زمین کے نیچے جہان اب منارہ ہے بڑے بڑے تہخانے سرداب۔ عمارتین پختہ و نفیس

اور گنبد دار زمین کے اندر پوشیدہ بنوا کر رکھدئے اور اون سب پر ایک منارہ بلند بنوا دیا جسکا ارتفاع زمین سے ہزار گز ہے۔ پھر ایک بڑا آئینہ اس منارہ کی چوٹی پر نصب کیا اور بہت سے پتلے اوسکے گرد بٹھا دئے۔ آئینہ مین سمندر کے پانی کا عکس کچھ اس انداز سے پڑتا ہی کہ دوسرے آئینوالے کیصورت وعکس نمودار ہو جاتا ہے اور اوس آئینہ سے پتلو نپر وہ عکس پڑتا ہی بس اس عکس کے پڑتے ہی شور وغل پیدا ہو جاتا ہے اور کچھ عَلَم اور جھنڈے بہی آئینہ کے گرد مین جو اسوقت بلند ہوکر اہل شہر کو اونکے دشمن کی آمد کی خبر دیتے ہین جس سے اہل شہر خبر دار ہوکر دشمن کے دفع کرنیکی کوشش کر لیتے ہین اسلئے کوئی غیر شخص وہان آج تک نہین پہونچا۔

مصاحب نے کچھہ اس گرما گرمی سے اوس منارہ کی تعریف اور خزانونکا ذکر کیا کہ ولید نادیدہ مشتاق وشیدا ہوا۔ بلا غور وفکر اور انجام کار کو سوچے سمجھے اپنا لشکر اور اپنے معتمد مصاحب وخدام اوسکے ساتھہ کرکے اسکندریہ بھیج دیا تاکہ منارہ کہود کر زر وجواہرات جو کچھہ وہان دفن ہے ولید کے پاس لے آوین۔

مصاحب سلطان روم ان سب کو لیکر اسکندریہ پہونچ گیا۔ ولید کے حکم سے کون انکار کرسکتا تھا منارہ کہدنا شروع ہوا۔ اہل اسکندریہ نے بہت کچھہ غل وشور مچایا اور گرد ونواح کے لوگ بہی جمع ہوگئے مگر وہ ایک ہی نہ مانا۔ آخر نصف منارہ گرا دیا گیا۔ اب اہل اسکندریہ ودیگر شہر کے معززین اشخاص نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ ولید کو دہوکا دیکر یہہ منارہ جو قدیم عمارت ویادگار سلاطین دہر مین سے ہے کہود کر برباد کیا جاتا ہے چلو ولید کو سمجھا دین اور اوسکو اس کام سے باز رکھین۔ ادہر تو وہ لوگ اس ارادہ پر پختہ ہوے اور اودہر مصاحب سلطان روم جو اپنا کام کر ہی چکا تھا اور اوسکا مقصد بہی یہی تھا کہ کسیطرح منارہ گرا دیا جاے اور اس کے اوپر جو کچھہ اسرار طلسمی مین سب باطل ہو جاوین سوچا کہ اگر ولید اس حال سے واقف ہوگیا

تو مجھکو ہلاک کر ڈالیگا۔ اسواسطے وہ ایک جہاز پر جسکو پیشتر سے تیار کر رکھا تھا سوار ہوا اور رات کو
کسیطرف چل دیا۔ منارہ جسقدر کہ دنیسے باقی بچا تھا وہ رہگیا اور اب تک یعنی ۱۳۳۲ھ تک
اسی ہیئت پر ہے۔ منارہ کے گرد اقسام و انواع کے جواہرات و قیمتی پتھر پانی مین غرق ہین جنکو
غوطہ خور نکالتے ہین اور وہ پتھر مہرونکے نگینونکے کام آتے ہین۔

مشہور ہے کہ اسکندر نے اس مقام پر ایک خاص کمرہ نشست کا بنایا تھا۔ اوسمین سامان
شراب نوشی کا رہتا تھا جب وہ مرگیا اوسکی والدہ نے وہ سارا سامان بادہ نوشی توڑ کر دریا مین
ڈال دیا۔ اومین ظروف کے یہہ ٹکڑے ابتک غوطہ خور نکالتے ہین جو نفیس قیمتی زیورات مین
کام آتے ہین۔ بعضونکا یہ قول ہے کہ اسکندر نے انواع و اقسام کے جواہرات اس منارہ کے
گرد ڈال دئے تھے تاکہ لوگ ہمیشہ جواہرات کی تلاش مین غوطہ زنی کرتے رہین اور انکی طلب و
جستجو مین منارہ کے گرد مخلوق کا ایک اژدحام بنا رہے۔ کیونکہ جواہرات ہر دل عزیز ہین اور ہر شخص کو
انکی خواہش و طلب رہتی ہے۔ دریا مین ہون خواہ خشکی مین۔ لوگ اسکی خواہش مین اپنی عمر عزیز
کا گرانمایہ حصہ صرف کردیتے ہین اور اسی چاہ مین جانمین ڈبوتے ہین۔ اسی حیلہ سے یہ مقام ہمیشہ لوگونسے
آباد رہیگا۔ منارہ کی گرد از قسم جواہرات ایک قسم کا پتھر ہے کہ اکثر مصنوعی جواہرات اسی سے
تلاش کر بنائے جاتے ہین اور اسی سے انگوٹھیون اور مہرونکے نگینے بناتے ہین۔ بالخصوص
ایک نگینہ جسمین سرخ و زرد رنگ کی جھلک نظر آتی ہے اور ساعت بساعت رنگ برنگ
کی اشکال پیدا ہوتی ہین اسی جواہر سے جو منارہ کے گرد دستیاب ہوتے ہین بنایا جاتا ہے
اس قسم کے پتھر مین جملہ اقسام رنگ کا نظر آنا بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ طاؤس کے سینہ کی پر مین
سرخ۔ زرد۔ کاسنی۔ سنہری وغیرہ رنگ نظر آتے ہین۔ بلکہ غور کرنے اور نگاہ تامل سے دیکھنے مین
بیشمار رنگ معلوم ہوتے ہین جنکا نام بھی علیحدہ علیحدہ رکھنا دشوار ہے۔ خصوصاً جو بات

ہندوستان کے طاؤس نرین ہے اور جسقدر پر اسکے سینہ اور بازو اور دم کے خوشنما رنگین ہین
دوسرے ملک کے طاؤس مین نہین - ہندوستان سے جو مور دوسرے ملک مین جاتا ہے اور
وہان اوسکی نسل سے جو اور طاؤس پیدا ہوتے ہین وہ قد و قامت مین اور رنگ مین ہندوستانی بچے
طاؤس سے بہت متمائز ہوتے ہین - وہ قد مین بہی چہوٹے ہوتے ہین اور اسقدر رنگین پر اور
بازو اور دم بہی نہین ہوتی - صرف نام کے مور ہوتے ہین جو ہندوستانی مور سے کسیقدر مشابہ
ہوتے ہین - یہ فرق آب و ہوا اور زمین کی تاثیر کا ہے - اسکی مثال بالکل اس طرح ہے کہ
ہندوستان سے نارنگی اور ترنج لیجا کر ۳۰۰ھ کے بعد ملک عمان مین بوئی گئین - یہہ چیزین وہان
ہوگئین - پہر عمان سے بصرہ - عراق - شام - طرسوس - وغیرہ دیگر ممالک مین انکی پودے گئے
یہانتک کہ طرسوس اور بلاد شام مین کثرت سے نارنگی و ترنج کے درخت باغات مین بلکہ گہر و ن مین
بہی ہو گئے - علی ہذا القیاس انطاکیہ - فلسطین - مصر وغیرہ مین بہی نارنگی پیدا ہوتی ہے مگر
یہہ رنگ و خوشبو کہان صرف نام کی نارنگی ہے - نہ وہ رنگ خوشنما ہے نہ وہ خوشبو روح فزا ہے
یہہ فرق بہی آب و ہوا اور زمین کا ہے - ورنہ تخم وہی درخت وہی -

اور بعض کا قول ہے کہ بعد اسکندر رومی کے جبکہ ملوک مصر نے اسکندریہ پر چڑہائی کی
اوس زمانہ مین جو بادشاہ اسکندریہ کا تہا اوسنے منارہ پر آئینہ نصب کیا تاکہ دشمن آنیوالا
دور سے نظر آوے اور اہل شہر اوسکی آمد سے مطلع ہو جاوین منجملہ صنعت اس منارہ کے
یہہ عجیب بات ہے کہ جو شخص ناواقف اس منارہ کے پاس جانا چاہے راہ بہول جاوے
کچھہ اس انداز کے راستے اور دروازے بکثرت ہین اور راہین پیچدار بہول بہلیان بنائی ہین
کہ اجنبی شخص وہان جا کر نکل نہین سکتا ہے -

منقول ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مقتدر باللہ مین ملک مغرب کا بادشاہ اسکندریہ مین آیا

اوسکے ہمراہ فوج بہی تہی فوجی اشخاص کی ایک جماعت گہوڑونپر سوار اس منارہ کی سیر کو گئی۔
کوئی اونکے ساتھہ رہبر نہ تہا۔ آخر وہ سب کے سب بہت بہٹکتے پہرے۔ کبہی دریامین پہونچ گئے
کبہی اندر ہی اندر تہخانونمین ٹہوکرین کہاتے رہے۔ بالاخر بدقت تمام راہ ملی اور واپس آے پہر بہی
اونمین سے کچہہ لوگ گم ہوگئے جنکا پتہ تک نہ لگا کہ کہان گئے۔ (مسعودی)

یہہ شہر اسکندریہ ساحل بحر قلزم پر آباد اور صوبہ مصر مین ہے۔ سنہ ۲۱ھ مین بعد فتح قلعہ فسطاط جناب
عمرو بن العاص رض اس نواح مین ٹہیرے اور جناب فاروق اعظم کو اطلاع دی کہ فسطاط قلمرو اسلام
مین داخل ہوگیا اب آگے اگر اجازت ہو تو اسکندریہ کیطرف بڑہین۔ دربار خلافت سے اجازت
ملتے ہی حضرت عمرو بن العاص رض نے غازیان اسلام کو لیکر اسکندریہ کا قصد کیا اور حدود اسکندریہ
مین پہونچکر مقوقس والی اسکندریہ کو پیغام جنگ بہیجا اور اسلام لانے یا جزیہ دینے پر مجبور کیا۔
تین ماہ کامل اسکندریہ کا محاصرہ رہا بعدہٗ جنگ سے اسکندریہ فتح ہوا۔ بعد فتح اسکندریہ مقوقس
والی اسکندریہ نے بارہ ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی اور یہ رقم دار الخلافت مین پہونچتی رہی
تا آنکہ سنہ ۲۵ھ عہد خلافت جناب عثمان رض مین نقض عہد کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ عمرو بن العاص رض نے جنگ اسکندریہ کی اجازت لیکر مصر پر خارجہ
بن حذافہ بن غانم کو حاکم کیا اور خود اسکندریہ کے عازم ہوے۔ اہل روم اور قبط نے لشکر بیشمار
جمع کرکے قصد کیا کہ مسلمانونسے فسطاط ہی پر مقابلہ ہو۔ اونکو آگے نہ بڑہنے دین۔ اودہر سے اہل اسلام
اودہر سے کفار چل چکے تہے جو بمقام کریون مقابلہ ہوگیا۔ کفار کیطرف اہل سخا۔ بلہیت۔
سلطیس وغیرہ دیگر اقوام تہین۔ اس جنگ مین کفار مغلوب ہوکر بہاگے اور لشکر اسلام سکندریہ
تک پہونچ گیا۔ مقوقس اور قبطی قوم اب جنگ سے گریزان اور صلح کیجانب مائل تہی مگر روم کے
اوبہارنیسے لڑائی پر مجبور ہوئی۔ اہل اسکندریہ نے یہ کارروائی کی کہ تمام شہر کی عورتون کو

فوجی وردی اور ہتہیار ونسے آراستہ کر کے فصیل شہر پر کہڑا کر دیا۔ اون عورتونکا منہ شہر کے جانب تہا اور پشت باہر کیطرف اہل اسلام کے مقابل اور مرد مسلح مسلمانونکی طرف منہ کر کے صف بستہ کہڑے ہوے۔ غرض اونکی یہہ تہی کہ مسلمان کثرت فوج ولشکر دیکہکر ڈرجاوین مگر اہل اسلام اونکی گیدڑ بہبکی سے کب ڈرنیوالے تہے اور اونکے اس ظاہری رعب داب کی پرواہ کسکو تہی انکی یہہ حرکت پہچان گئے اور حضرت عمرو بن العاص نے کہلا بہیجا۔ واہ۔ اچہا تماشا دکہلایا ہم خوب پہچان گئے اور تمہاری بہدی کارروائی جان گئے۔ ہم پر کثرت لشکر وافواج سے غلبہ پاؤ یہہ ممکن نہین۔ کیا تمنے ہرقل کی اور ہماری جنگ نہین دیکہی اور اوسکا انجام کار کیا بہول گئے۔ مقوقس نے یہہ تقریر سنکر اپنی قوم سے کہا۔ دیکہو ان لوگونسے نہ لڑو۔ ہمارا بادشاہ انکے مقابلہ مین سرخ رو نہوا اپنا دار السلطنت چہوڑکر قسطنطنیہ مین بہاگ گیا مگر اوسکی فوج نے نہ مانا اور لڑی۔ بالآخر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد مسلمانون نے تلوار کے زور سے اسکندریہ پر اپنا قبضہ کرلیا ملک وہنین لوگونکے قبضہ مین رکہکر سالانہ جزیہ مقرر کردیا۔ (فتوح البلدان علامہ بلاذری)

نقض وفتح اسکندریہ

جسوقت ہرقل نے اسکندریہ چہوڑکر قسطنطنیہ مین اقامت کی مسلمانون نے اسکندریہ پر بہی قبضہ کرلیا تہا۔ رومی اس امر سے سخت ناخوش تہے اور اونکو خیال تہا کہ اب مسلمان قابض ومتصرف ہوگئے ہمارے ملک و حکومت انکے پاس گئی اب یہہ ہمکو نہ رہنے دینگے۔ اسکندریہ اپنے ہاتہ مین نہین مسلمان اوسکے حاکم ہین۔ رفتہ رفتہ یہ ایک ایک کو نکال باہر کرینگے۔ ملک سے وہ لوگ ہرقل کے تابع تہے اور اوسکو اپنا بادشاہ جانتے تہے۔ ... پردہ خط وکتابت بہی

رکہتے تہے اور یہہ درخواست کی تہی کہ اگر بادشاہ ہماری مدد کو لشکر بہیجے تو ہم مسلمانونکے معاہدہ کو
توڑکر اونسے لڑین اور سب کو اسکندریہ سے نکال دین تاکہ دوبارہ ہماری حکومت قایم ہوجاوے

سنہ ۲۵ھ مین ہرقل نے اہل اسکندریہ کی خواہش کے بموجب ایک لشکر بسرداری منویل
اسکندریہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ لشکر مع اپنے سردار کے ساحل اسکندریہ پر مقیم ہوا۔ رومی لوگ
جسقدر اسکندریہ مین رہتے تہے سب کے سب اس لشکر سے مل گئے اور لڑنے اور مرنے تک ساتہہ
دینے کا حتمی وعدہ کیا مگر مقوقس نے ساتہہ نہ دیا اپنی صلح پر قایم رہا اور منویل خصی کو اسکندریہ کے
اندر داخل ہونے دیا۔

جب رومی لشکر کا قابو نہ چلا مجبور مصر کی جانب رخ کیا مصر مین حضرت عمرو بن العاصؓ کو یہ خبر
پہونچی پہلوانان جرار و غازیان شجاعت آثار سے لشکر آراستہ کرکے دشمنان خدا کو آگہیرا اور رومی لشکر
کو روکا۔ دونون لشکرونمین سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر کفار ناہنجار تاب مقابلہ شمشیر غازیان شیرشکار
نہ لاسکا میدان جنگ چہوڑ لڑائی سے منہ موڑ۔ اولٹے سیدہے۔ گرتے پڑتے۔ ہزیمت خوردہ
شکستہ دل۔ باچشم پرآب و آہ پر درد بہاگا۔ فوج اسلام نے تعاقب کیا۔ وہ لوگ تو بدحواس تہے ہی
اولٹے اسکندریہ ہی کی جانب پہرے۔ عمرو بن العاص اپنا لشکر لئے کشتونکے پشتے باندہتے
ہوے اسکندریہ تک جا پہونچے۔ یہان آنے پر پہر ایک بار مقابلہ ہوا مگر کیا ہوتا ہے فوج کا
قدم تو پہلے ہی اوکہڑ گیا تہا ہیبت و خوف اہل اسلام اونکے دلونپر طاری تہا دوبارہ کون اٹہتا
سردار لشکر کے ہمت دلانیسے دو چار قدم آگے بڑہے مگر جب مار پڑنے لگی پہر پیچہے بہاگے
عین گرمی جنگ مین رومیونکے بیشمار سپاہی کام آئے اور اونکا سپہ سالار منویل خصی جان سے
مارا گیا۔ اب کیا ہوتا ہے بے سردار فوج کب لڑ سکتی ہے۔ باقیماندہ فوج نے امان مانگی
اور مسلمانونکی فتح ہوئی۔

لڑائی ختم ہونیکے بعد اہل اسکندریہ نے جواپنی صلح وعہد پر قائم رہے یہہ درخواست پیش
کی کہ منویل خصی نے ہم لوگونپر بڑے بڑے ظلم کئے۔ جب اپنی فوج لیکر یہانسے مصرکو روانہ
ہوا ہمارے مال واسباب نقد وجنس بہت کچھہ جبراً چہین لیگیا ہم لوگ تو آپکے عہد وذمہ مین
ہین۔ آپسے لڑے بہی نہین۔ رومی آپکے مخالف تہے جنہون نے اپنے بدکردار کی سزا پائی
ہم سے کچھہ تعرض نہ کیا جاے۔ عمروبن العاص نے ان لوگونسے شہادتین طلب کین۔ جس جسنے
اپنے اپنے مال واسباب کو پہچانا اور شہادت سے ثابت کردیا عمروبن العاص رضؓ نے اوسکو فوراً
واپس کردیا اور شہرپناہ منہدم کرکے مصرکو واپس آے۔

اسی سال مین سعد بن ابی وقاص رضؓ کو خبر پہونچی کہ اہل رے بدنیت ہوگئے۔ عہد توڑنے
والے ہین صلح چہوڑکر آمادہ فتنہ وفساد ہین۔ آپنے ایک دستہ فوج بہیجکر رے والونکی قرار واقعی
گوشمالی کی۔ وہ لوگ راہ پر آگئے۔ بعد ازان ملک دیلم فتح کرکے کوفہ مین واپس آے۔

عزل سعدؓ وولایت ولید بن عقبہ

اسی سال مین جناب عثمان رضؓ نے سعد بن ابی وقاص کو حکومت کوفہ سے معزول فرمایا اور بجاے
اونکے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو حاکم کوفہ کرکے بہیجا۔ ابی معیط کا نام اَبان بن ابی عمرو ہے
اور ابو عمرو کا نام ذکوان بن اُمیہ ہے اور امیہ عبد شمس کا بیٹا ہے۔ ولید جناب عثمان رضؓ کا بہائی
ہے دونون کی مان ایک ہے۔ انکی مان کا نام اروی بنت کریز اور اروی کی مان بیضا بنت
عبد المطلب تہی۔ سبب معزولی حضرت سعدؓ اس طرح بیان کرتے ہین کہ حضرت سعد رضؓ نے
عبد اللہ بن مسعود رضؓ کی معرفت بیت المال سے روپیہ قرض لیا تہا۔ جب ابن مسعودؓ نے تقاضا کیا
یہہ ادا نہ کرسکے۔ ڈہیل ڈہال کرتے رہے۔ وعدہ وعید وعلے ہوا کیے آخر القرض مقراض المحبة

قرض محبت کی قینچی ہے۔ دونون مین نوبت سخت کلامی کی پہونچی حضرت سعدنے کہا مین جانتا ہون کہ تم نقصان اوٹھاؤگے اور میرے ہاتھہ سے زک پاؤگے تم وہی ابن مسعود ہو نہ ہذیل کے غلام۔ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ہان۔خدا کی قسم مین وہی ابن مسعود ہون مگر تم ابن حمینہ ہو۔ (شائد ان کی مان کا نام ہے)۔

ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سعدؓ کے چچا اسوقت موجود تھے۔ان دونو نکی حجت وتکرار وسخت کلامی دیکھکر نصیحۃً کہنے لگے۔تم دونون جناب رسول خدا کے صحابی۔جلیل القدر۔عالی مرتبہ۔اسطرح لڑتے ہو۔لوگ تمکو دیکھینگے تو کیا کہینگے۔سعد بن ابی وقاصؓ چونکہ تیز مزاج تھے۔غصہ اونکو جلد آجاتا تھا فوراً بگڑ گئے۔لگے ہاتھہ اوٹھا کر بد دعا دینے۔"اے خدای قہار۔زمین وآسمان کے مالک وسردار" بس اتنا ہی کہا تھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے روک دیا اور کہا خبردار۔اب آگے اسکے بھی بات کہنا بُری بات میرے حقمین نہ نکالنا۔حضرت سعدؓ نے کہا خدا کی قسم اگر اس وقت خوف خدا مجھکو نہ آجاتا تو اے ابن مسعود۔تمپر ایسی بد دعا کرتا کہ کبھی خطا نہ کرتی اور تیر سی تمہارے لگتی۔

عبداللہ بن مسعودؓ اسوقت غصہ ضبط کرکے یہانسے چلے گئے۔پھر حضرت عبداللہ بن مسعود نے چند اشخاص مقرر کئے کہ جبراً سعدؓ سے روپیہ وصول کرین۔سعدؓ نے باستعانت دیگر صحابہ پھر مہلت مانگی۔اوسدن سے دونون مین رنج پڑگیا۔اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک دوسرے کو بُرائی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔کچھہ لوگ عبداللہ بن مسعود کی طرف تھے اور کچھہ سعدؓ کی جانب۔ایک فریق دوسرے پر لعن وطعن کرتا تھا۔اسی بنا پر حضرت عبداللہ ابن مسعود اور جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے طرفدارون مین باہم عداوت وکدورت پیدا ہو گئی۔جب دونون سردارون مین رنجش پیدا ہوئی دونون کے طرفدار بھی باہم رنج رکھنے لگے۔

برذعہ کا شہر قبیلہ جسکو خزرہی کہتے تھے آباد کیے۔

سد اللبن۔ باب اللان۔ لبسائے اور سد اللبن پر تین سو ساٹھ شہر آباد کیے اور ان شہرون مین قوم سیاسجہ کو آباد کیا۔ بعد شاہ قباد کے نوشیروان اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اوسنے جسقدر ملک ارمینیہ کا روم کے قبضہ مین تھا لڑکر فتح کیا اور شہر دبیل آباد کرکے اوسمین قلعہ سنگین تعمیر کراکر سامان جنگ سے آراستہ کیا۔ علاوہ اسکے دیگر بلاد۔ عمارات نفیس۔ قلعے سنگین تعمیر کرائے اور ہر ایک جگہہ اپنی طرف سے ایک ایک نائب مقرر کر دیا۔ اوسوقت سے تمام ملک ارمینیہ پر شاہان فارس قابض ومتصرف رہے جب اسلام نے اپنے نور عالم افروز سے جہان کو نورانی کیا اکثر قلعے اور شہر اہل کفار ویران ہوگئے اور ان شہرونکے باشندے اپنے اپنے شہر چھوڑ کر دوسرے ملکون مین جا بسے۔

جناب عثمانؓ جس زمانہ مین انتظام کوفہ سے فارغ ہوے اوسی زمانہ مین عتبہ بن فرقدؓ حاکم آذربائجان کو کسی مصلحت سے ہٹا لیا۔ عتبہ بن فرقد کے ہٹتے ہی اہل آذربائجان باغی ہوگئے۔

ولید بن عقبہ بحکم جناب امیر المومنین عثمانؓ جانب آذربائجان متوجہ ہوے اور لڑائی کیواسطے ایک لشکر تیار کیا جسکے مقدمۃ الجیش پر عبد اللہ بن شبیل احمسی سردار تھے۔ یہہ اسلامی لشکر بسرکردگی عبد اللہ بن شبیل جانب آذربائجان روانہ ہوا۔ اولاً اہل موقان و برزند یا ببر و طیلسان پر شبخون مارا اور بزور شمشیر غازیان اسلام نے یہہ ملک فتح کیے۔ لڑنے والے قید کرلیے گئے۔ اہل آذربائجان یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر ڈر گئے۔ مقابلہ مسلمانان شجاعت شعار کی تاب نہ لاسکے مجبور صلح کی درخواست بہیجی۔ ولید بن عقبہ نے اونکی درخواست منظور کی اور حضرت حذیفہ کے قرار داد خراج آٹھ سو درم مقررہ سابق پر صلح کرکے یہہ رقم اوسیوقت وصول کرلی۔

ولید بن عقبہ نے بعد صلح آذربائجان متعدد لشکر اطراف وجوانب مین روانہ کیے چنانچہ

سلمان بن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار فوج کا افسر کر کے ارمینیہ کیطرف روانہ کیا حضرت سلمان نے ارمینیہ پہونچکر قتل وخونریزی کا بازار گرم کر دیا اور ایک قیامت برپا کی۔ لوٹ مار کرا ورلوگونکو قید کر کے مظفر ومنصور مال غنیمت سے مالا مال ولید بن عقبہ کو آملے۔

ولید بن عقبہ اس مہم کو سر کر کے اپنے دار الحکومت کوفہ کیجانب لوٹے۔ اثنائے راہ مین جسوقت موصل مین پہونچے جناب عثمانؓ کا فرمان ملا جسمین لکھا تھا۔ "معاویہؓ نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ رومیون نے ایک کثیر فوج سے مسلمانان شام پر خروج کیا ہے۔ مین مناسب سمجھتا ہون کہ مسلمانان اہل کوفہ کو اونکی مدد پر بھیجون۔ لہذا تمکو تعلیم ہوتا ہے کہ جہان تمکو میرا فرمان ملے اوسی مقام سے تقریباً دس ہزار مردان آزمودہ کار کی جمعیت کسی مرد شریف قوم تجربہ کار کو جو قواعد جنگ سے واقف کار ہو اوس فوج کا سردار کر کے مسلمانونکی مدد کو بھیجدو۔"

ولید بن عقبہ نے تمام لشکر کو یہ خط پڑھکر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کا سردار کر کے شام کے مسلمانونکی کمک کو روانہ کیا جو اپنی راہ مین سے جھاڑ و جھنکاڑ صاف کرتے شام کی طرف بڑھے اور شام مین پہونچکر بہمراہی حبیب بن مسلمہ جو اوسوقت شامی فوج کے سردار تھے ملک روم پر چڑھائی کی اور جہان موقع پایا شبخون مارا۔ اس فوج ظفر موج نے بہت سے قلعے فتح کیئے اور بہت کچھہ مال غنیمت لشکریان اہل اسلام کے ہاتھہ آیا۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ جس نے حبیب بن مسلمہ کی مدد کیواسطے سلمان بن ربیعہ کو بھیجا وہ سعید بن العاص ہین۔ ولید بن عقبہ نہین۔ کیونکہ جناب امیر المومنین عثمان رضؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا تھا کہ اصلاح اہل ارمینیہ کے واسطے حبیب بن مسلمہ کو لشکریان شام کا سردار کر کے ارمینیہ کی جانب روانہ کر دو چنانچہ حبیب بن مسلمہ نے جناب معاویہؓ کا حکم پاکر مہم ارمینیہ کا قصد کیا اور مع لشکر وہان پہونچے حبیب بن مسلمہ نے اپنی فوج آراستہ کر کے اہل

قالیقلا کا مقابلہ کیا مگر وہ لوگ مقابلہ کو نہ نکلے اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ حبیب بن مسلمہ نے اپنے لشکر سے ہر چہار طرف سے اونکا محاصرہ کر لیا۔ جب اہل شہر تنگ آے اور تکلیفین اوٹھاتے اوٹھاتے ہمت ہار گئے مجبوراً اہل اسلام سے خواہان صلح و امان ہوے۔ حبیب بن مسلمہ نے امان بشرط اخراج قبول کی لیکن جن لوگون نے جزیہ دینا منظور کیا اونکو رہنے دیا۔ باقی اہل شہر کو جلاوطن کر دیا۔ وہ لوگ شہر چھوڑ کر حکومت روم مین جا بسے۔ بعد اس کامیابی کے حضرت حبیب بن مسلمہ قالیقلا مین مع اپنے ہمراہیونکے چند ماہ تک ٹھیرے رہے۔

کہتے ہین کہ بطریق ارمیناقس کی عورت کا نام قالی تھا اوسنے یہہ شہر آباد کیا اور قالی قلا نام رکھا تھا عرب کی زبان مین قالیقلا ہو گیا۔ یعنی تصرف کرکے دو لفظونکو ایک کر دیا اور دونون ملا کر لکھے گئے۔

کچھ عرصے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو خبر پہونچی کہ بطریق موریان حاکم ممالک ارمیناقس یا بلاد ملطیہ و سیواس۔ اقصرا۔ قونیہ وغیرہ و دیگر بلاد کا جو خلیج قسطنطنیہ کے قریب ہین جمعیت اسی ہزار فوج انکے مقابلہ کو آرہا ہے۔ جناب حبیب نے حضرت معاویہؓ کو اوسکی آمد سے اطلاع دی اور اون سے فوج مدد کیلئے طلب کی۔ حضرت معاویہؓ نے بحضور جناب عثمانؓ اس واقعہ کی خبر بھیجی اور مدد کی درخواست کی۔ حضرت عثمانؓ نے سعید بن ابی العاص کے نام حکم بھیجا کہ حبیب بن مسلمہ کی مدد کرو۔ اس حکم کی بنا پر سعید بن العاص نے حضرت سلمان کو چھہ ہزار یا آٹھہ ہزار کی جمعیت سے حبیب کی امداد کو روانہ کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لشکر روم بمقابلہ حبیب بن مسلمہ آکر ٹھیرا تو قبل اس کے کہ جنگ شروع ہو حبیب بن مسلمہ نے شبخون مارنے کا قصد کیا۔ یہہ خبر انکی بی بی کو بھی پہونچی اونھون نے انسے دریافت کیا "اب تم مجھکو کہان ملوگے" حبیب بن مسلمہ نے جواب دیا۔

موریان کے خیمہ مین" رات کیوقت حبیب اپنی فوج کولیکر لشکر روم پر جا پڑے جو ملا اوسکو مار ڈالا۔ لشکر روم مین تہلکہ عظیم پڑگیا۔ سپاہی بہاگ کہڑے ہوے۔ جناب حبیب مارتے کوٹتے موریان کے خیمہ تک جا پہونچے۔ وہان جاکر کیا دیکہتے ہین کہ انکی بی بی انسے پہلے وہان پہونچ گئی ہین باقی رات دونون نے اوس خیمہ مین بسر کی۔ پہر حبیب وسلمان دونون نے اپنے اپنے لشکر لیکر رومیون کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ رومیونکے چہکے چہوٹ گئے۔ کمرین ٹوٹ گئین۔ ہمتین پست پڑگئین شکست پر شکست پائی آخر سبہون نے بہاگ کر جان بچائی۔ کامیابی کے بعد حبیب قالیقلا واپس آے اور وہانسے آگے بڑہے۔ مقام مربالا مین قیام ہوا۔ وہان انکے پاس خلاط کا بطریق حضرت عیاض بن غنم سے امان نامہ لکہوا کر لایا۔ حبیب نے اوسکو جائز رکہا اور بطریق سے خراج حسب اقرار وصول کرلیا۔ حضرت حبیب چندے خلاط مین اوترے پہر یہانسے بہی آگے بڑہے اثنار راہ مین والی مکس جو کہ مضافات بسفرجان (سیرجان) سے ہی ملا۔ اوسنے بہی صلح کرلی۔ اب یہانسے بہی روانہ ہوے اور ازدشاط (اردستان) پہونچے۔ خود تو نہر دبیل مین قیام کیا مگر اپنا لشکر دبیل پر بہیجا۔ فوج اسلام نے شہر والونکا محاصرہ کرلیا۔ اہل شہر قلعہ بند ہوگئے حبیب بن مسلمہ نے حکم دیا کہ منجنیق (تصریح کے لئے دیکہو حصہ سوم) کے ذریعہ سے اہل دبیل پر پتہرونکی بارش کی جاوے چنانچہ چارونطرف منجنیق قائم کردیئے گئے۔ جب اہل شہر نے یہہ رنگ دیکہا مال وجان کی خیریت نظر آئی۔ خواہان امان ہوے۔ حبیب نے امان دیکر صلح کرلی۔ پہر حبیب نے اپنی فوج کے چند حصہ کرکے مختلف مقامات قرب وجوار کے فتح کرنیکو روانہ کئے چنانچہ ایک دستہ مقام ذات اللجم کو روانہ کیا۔ یہان معرکہ جنگ ہوا اور مسلمان کامیاب ہوے۔ فتح وظفر اہل اسلام وغازیان حق پرست کے نصیب ہوئی۔

ذات اللجم کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ قبل اسکے اس مقام کا نام اور کچہہ تہا جب لشکر اسلام

یہان آیا اور رومیون سے مقابلہ ٹہیرا اور ابہی صف بندی ہی ہو رہی تہی۔ دونون طرف کے لشکر
آراستگی کر رہے تہے۔ مسلمان لڑائی کے اہتمام مین مصروف تہے اور اپنے اپنے گہوڑونکی لگام
لگا رہے تہے کہ اتنے مین رومی فوج نے ہلّہ کر دیا اور چارونطرف سے مسلمانونپر ٹوٹ پڑی۔ مسلمان
اوسی حالت مین لڑنے لگے اور نہایت بہادری سے رومیونپر حملہ کیا۔ بہت بڑا کشت وخون
ہوا۔ رومی لشکر کے بہت سے سپاہی کام آے۔ بالآخر مسلمانون کی فتح ہوئی۔ چونکہ یہہ لڑائی
گہوڑونکے لگام چڑہاتے وقت شروع ہوئی تہی لہذا اس مقام کا نام ہی ذات اللجم پڑگیا۔ ایک
سَرِیّہ (دستہ فوج) جانب سراج طیر وبغرو ندر روانہ کیا۔ ان دونون شہرونکے حاکمون نے
صلح کرلی۔

بعد ازان والی بسفرجان (اسیرجان) حبیب بن مسلمہ سے آکر ملا اور درباب مصالحت
گفتگو کی۔ حبیب بن مسلمہ نے صلح منظور کرلی۔ اسطرح یہہ ملک اسیرجان ہی فتح ہوگیا۔

اس ملک کی مہم سے حبیب بن مسلمہ فارغ ہوکر سیسجان کو آے۔ یہان کا حاکم خود پرست
بادۂ نخوت سے مست تہا۔ شامت اعمال نے صلح نہ کرنے دی۔ لڑائی پر آمادہ ہوا اور فوج لیکر
مقابلہ کیا۔ ادہر سے مسلمان خدادوست دشمنان خدا پر حملہ آور ہوے۔ ایک ہی حملہ مین
لشکر اعدائے روباہ خصال پس پا ہوا۔ شکست خوردہ پیٹہہ دیکر بہاگا۔ فتح وظفر غازیان شجاعت
نشان کے حصہ مین آئی جسقدر قلعے اونکے تہے سب پر قبضہ کرلیا گیا۔ اس معرکہ کے بعد
حبیب بن مسلمہ نے جرزان کا قصد کیا۔ والی جرزان نے صلح کرلی اور جزیہ قبول کیا۔

پہر فوج اسلام تفلیس پہونچی۔ اہل تفلیس نے جزیہ قبول کرکے صلح منظور کی۔ اس کے
گرد ونواح مین جسقدر قلعے تہے وہ بہی فتح ہوے اور سب نے اطاعت منظور کی اور جزیہ قبول
کیا اس طرح سے تمام علاقہ جرزان کا فتح ہوگیا۔ یہہ بلاد تو حبیب بن مسلمہ نے فتح کیے۔ اب سلمان بن ربیعہ

باہلی کاحال سنئے کہ انہون نے اڑان پر چڑہائی کی۔اہل بیلقان نے جزیہ دیکر صلح کرلی اونکے جان ومال اور شہر اونکے ہی قبضہ مین رکہے گئے۔پہر حضرت سلمان شہر برذعہ مین پہونچے اور شرثور پر لشکرکشی کی۔اہل شرثور پہلے تو لڑتے رہے بعد ازان اہل بیلقان کی طرح صلح کرلی جناب سلمان شہر مین داخل ہوے اور اپنے لشکر کو قرب وجوار کے قریات وقصبات مین بہیجا اور یہہ تمام حصہ فتح ہوگیا۔

حضرت سلمان نے یہان سے فارغ ہوکر اکراد بلاشعجان کو دعوت اسلام کی اونہون نے انکار کیا اور لڑائی پر آمادہ ہوے۔آخر بعد جنگ کے یہہ ملک بہی فتح ہوا۔بعضون نے جزیہ دیکر وہین سکونت اختیار کی اور بعضے جلاوطن ہوکر نکل گئے۔

پہر شمکور پر چڑہائی کی گئی۔یہان لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے۔یہہ شہر بہی فتح ہوگیا شمکور ایک قدیم آباد شہر تہا۔قوم سناوردیہ نے اسکو ویران کرڈالا تہا۔یزید بن اسید بروقت والیی ارمینیہ ادہر ہوکر گذرے اور شہر کو ویران پاکر افسوس کیا۔پہر ۲۴۰ھ مین بغا نامی ایک شخص نے یہہ شہر دوبارہ آباد کیا اور چونکہ یہہ زمانہ خلافت متوکل کا تہا اسواسطے اس شہر کا نام متوکلیہ ہوا۔

اسکے بعد حضرت سلمان نے مجمع ارس اور سکر پر قبضہ کیا۔والی سکر صلح پر راضی ہوا۔والی شروان نے بہی صلح کرلی۔جناب سلمان بن ربیعہ کل بلاد جبال شابران اور مدینۃ الباب تک نہایت آسانی کے ساتہہ قبضہ کرکے واپس ہوے۔

غزوہ امیر معاویہؓ

اسی ۲۵ھ مین حضرت معاویہؓ نے روم پر فوج کشی کی۔آپنے جماعت کثیر لیکر ادہر کا رخ کیا

یہہ گمان کہ آپ نے جبراً مکان لیکر مسجد مین داخل کیئے کسی طرح ممکن نہین۔ آپکی شان سے اس قسم کا جبر کرنا بالخصوص خانہ خدا کے واسطے بالکل بعید از قیاس ہے"۔

ولایت مصر فتح افریقہ

حضرت عثمانؓ نے ۲۶ھ مین عمرو بن العاصؓ کو جو مصر مین حاکم صیغہ مال تھے اس عہدہ سے معزول کیا اور یہہ کام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے سپرد کیا گیا۔ ان سے اور عمرو بن العاص سے بگاڑ ہوگیا۔ ایک نے دوسرے کی شکایت حضرت عثمانؓ تک لکھی جناب عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر سے اپنے پاس بلالیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مالی و جنگی دونون صیغون کی مستقل حکومت عطا فرمائی۔

عبداللہ بن سعد حضرت عثمانؓ کے رضاعی بہائی ہین۔ قریشی اموی نسب ہین۔ جب جناب رسولخدا مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لاے۔ اُبی بن کعبؓ کتابت وحی پر مامور ہوے۔ اگر کسیوقت یہہ نہوتے اور آنحضرت صلعم کو وحی لکہانے کی ضرورت ہوتی تو زید بن ثابت انصاریؓ بلائے جاتے اور اونکو کتابت وحی کا حکم ہوتا تہا۔ بعد انکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کاتب وحی مقرر ہوے۔ قریش مین یہہ پہلے کاتب وحی کہے جاتے ہین۔ عبداللہ بن سعد وحی لکہتے وقت آیات قرآنی مین عمداً غلطیان کرتے تہے ظالمین کی جگہہ کافرین کا لفظ۔ سمیعٌ علیمٌ کی جگہہ غفورٌ رحیمٌ لکہا کرتے تہے۔ جب آنحضرت صلعم کو انکی حرکت ناشایستہ معلوم ہوئی انکے قتل کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سعد جان کے خوف سے مکہ چلے گئے اور وہان پہونچکر اسلام چہوڑ مرتد ہوگئے۔ یہ قریش سے کہا کرتے تہے "جیسا محمدؐ پر کلام اللہ نازل ہوا ہے مجہپر بہی نازل ہوتا ہے" اور آیتین محرّف جنکے الفاظ خود بدل دیئے تہے

کفار کو پڑہکر سنایا کرتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اونکی تردید وتکذیب مین یہہ آیت نازل فرمائی۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوحی الیہ شیٔ ومن قال سانزل ما انزل اللہ۔ ترجمہ۔ کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندہا یا کہا مجھپر وحی آتی ہے حالانکہ اوسپر وحی بالکل نہین آتی اور جسنے کہا کہ مین بہی نازل کرتا ہون جیسا خدا نے نازل کیا۔ جب مکہ فتح ہوا اور کفار مکہ کیساتھہ عبداللہ بن سعد بہی قید ہوکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر آئے آنحضرت صلعم نے اونکے قتل کا حکم دیا۔ جناب عثمان رضہ نے انکی سفارش کی اور عرض کیا "حضور یہہ میرا رضاعی بہائی ہے اور یہہ مسلمان ہوگیا ہے اسکی جان بخشی فرمائی جائے" تو حضور رحمۃ للعالمین نے انکو چھوڑ دیا۔ (بلاذری)

اس سے پیشتر ۲۱ھ مین عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ کا رخ کیا تہا اور وہان کے رہنے والون نے تیرہ ہزار دینار جزیہ دیکر صلح کر لی تہی۔ بعد مصالحت عمرو بن العاص رضہ نے طرابلس پر چڑہائی کی اور کئی مہینے تک اسکا محاصرہ کئے رہے۔ طرابلس کے گرد تین طرف تو پختہ فصیل بنی تہی اور ایک جانب دریا واقع تہا۔ ادہر شہر پناہ نہ تہی۔ مسلمانون نے ہر چہار طرف شہر کے پہر کر راستہ تلاش کیا اور خوب سمجھہ لیا کہ شہر والے بہاگ کر کدہر جا سکتے ہین بالآخر ایک روز لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کر دیا اور بزور شمشیر شہر مین گہس پڑے۔ مجاہدین جانباز نے اپنی تلوارین سنبہالین اور کفار نابہنجار کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ رومی گہبرا اوٹھے دریا کی طرف کے سوا اور کوئی راہ گریز نہ پائی اولٹے سیدہے سر پر پانون رکھکر اپنی اپنی جانین لیکر بہاگے۔ معدودے چند جنکو کشتی ملی وہ تو اپنی جان دریا کے ہلاکت سے بچا لے گئے باقی سب ترتیغ بیدریغ ہوے۔ مال غنیمت بہت ہاتھہ آیا۔ جو رومی کشتیونکے سہارے

دریا کے اوس پار ہو گئے تھے وہ شہر صبرہ مین جا چھپے مگر موت نے وہان بھی نہ چھوڑا صبح ہوتی ہی مسلمانون نے صبرہ پر بھی دھاوا کر دیا اور اوسکو بھی بزور تیغ فتح کر کے طرابلس اور اوسکے مضافات پر پورا پورا قبضہ کر لیا۔

برقہ مین لواتہ یعنی بربر رہتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بربر بعد قتل کرنے اپنی بادشاہ جالوت کے مغرب کی طرف بھاگ گئے تھے اور نوبیہ و مراقیہ مین پہونچکر متفرق ہو گئے۔ پھر زناتہ و مغیلہ (بربر کے دونون قبیلے) مغرب مین بلاد جبال مین سکونت پذیر ہوے اور لواتہ شہر برقہ مین رہنے لگے۔ اس سے پیشتر زمانہ قدیم مین یہ بنام انطابلس مشہور تھے پھر قوم بربر مقامات مغرب سے دیگر اطراف و جوانب مین منتشر ہو کر سوس تک پہونچ گئی اور قبیلہ ہوازہ شہر لبدہ مین اور نفنوسہ شہر صبرہ مین سکونت پذیر ہوے۔ رومی ان شہرون سے جلاوطن ہو کر نکل گئے۔ ایک مدت تک یہہ قبائل بربر خود مختار رہے پھر رومیون کے ماتحت ہو کر خراج گذار بنے۔ جس زمانہ مین حضرت عمرو بن العاص رض نے اپنی چڑھائی کی یہہ رومیونکے خراج گذار اور اونکے زیر حکومت تھے۔ جب عمرو بن العاص نے قبضہ کیا جملہ اہل مغرب سے جنمین یہہ قبائل بھی شامل ہین تیرہ ہزار دینار جزیہ وصول کر کے صلح کر لی (ابن خلدون) یہ بیان بطور جملہ معترضہ کے ہے اب ہم اصل واقعہ کیجانب رجوع کرتے ہین

عبداللہ بن ابی سرح مصری فوج کے سردار تھے۔ حضرت عثمان رض نے ۲۵ھ مین انکو غزوہ افریقیہ کے واسطے حکم دیا تھا۔ اسی غرض سے حکومت مصر انکو دی تھی اور یہہ شرط کی تھی کہ اگر اللہ تعالی کامیابی و فتح عنایت فرمائیگا تو مال غنیمت کا خمس الخمس (پانچوین حصہ کا پانچوان حصہ) حسن خدمت کے صلہ مین تمکو دیا جائیگا۔ لشکر کے ایک حصہ پر عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس سردار تھے۔ دوسرے پر عبداللہ بن نافع بن حارث افسر تھے اور سب کے اوپر عبداللہ بن ابی سرح حاکم تھے

دس ہزار کی جمعیت سے سرداران لشکر اسلامی نے افریقہ کیجانب خروج کیا۔ بروایت ابن اثیر عبداللہ بن ابی سرح اپنے پرگنہ پر رہے اور یہہ لشکر زیر کمان دیگر سرداران اسلام حدود افریقہ مین داخل ہوا۔

اہل افریقہ نے جمعیت عساکر اسلام سے اندیشہ کر کے مصالحت کر لی اور جزیہ قبول کیا چونکہ افریقہ مین آدمیونکی کثرت اور آبادی ترقی پر تہی اہل افریقہ نے مسلمانونکو افریقہ مین داخل نہونے دیا اور چونکہ صلح مین یہہ بہی شرط تہی کہ ہمارے ملک مین کوئی آنے نہ پاوے اسواسطے مسلمانون نے کچہہ تعرض بہی نہ کیا۔ ۲۶ھ مین جب عبداللہ بن ابی سرح مستقل حاکم مصر کیئے گئے تو انہون نے جناب عثمان ذی النورین رضہ سے افریقہ مین داخل ہونے کی اجازت چاہی۔

امیر المومنین جناب عثمان رضہ نے ارباب حل وعقد اعیان واشراف صحابہ رضہ کو جمع کر کے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ باتفاق جملہ صحابہ کرام ایک لشکر جرار غازیان نامدار کا تیار ہوا جسمین بڑے بڑے صحابہ۔ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ عبداللہ بن جعفر۔ حسن۔ حسین و دیگر صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بہی تہے۔ یہہ لشکر ظفر پیکر مجاہدین اسلام کا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہمراہ ہوا۔ ایک لشکر مجاہدین مصر کا بہی ساتہہ تہا افریقہ کا حاکم جرجیر نامی ایک شخص قیصر روم کی جانب سے تہا۔ طرابلس سے حدود طنجہ تک اوسکی حکومت تہی اور ہرقل کا خراج گذار تہا۔ چونکہ فرعونیت مزاج مین تہی۔ شراب تکبر وخود بینی سے مست تہا۔ اوسنے بہی ایک لاکہہ بیس ہزار سوار کی فوج جمع کی۔

لشکر اسلام بہمہ جہت آمادہ کارزار ہو کر حدود افریقہ مین داخل ہوا۔ بمقام برقہ عقبہ بن نافع اپنا لشکر لیئے اسلامی فوج مین آشامل ہوے اور باتفاق تمام طرابلس کیطرف بڑہے

رومیون نے شہر سے باہر نکلکر میدان مین پڑاو ڈالا اور مسلمانونکا مقابلہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی فوج رومی کو نقصان پہونچا۔ بہت لوگ مارے گئے شکست خوردہ طرابلس کو چہوڑکر بہاگ گئے۔ مسلمانون نے اوسپر اپنا قبضہ کرلیا اور پہر وہانسے آگے بڑہے۔ متعدد فوجین اطراف وجوانب افریقہ مین بطور سریہ کے روانہ کین۔

حاکم افریقہ کو جب لشکر اسلام کی آمد معلوم ہوئی اوسنے شہر سبیطلہ دارالسلطنت افریقہ کو چہوڑ ایک شبانہ روز کی مسافت پر اپنا تمام لشکر لا جمع کیا اور مقابلہ مین پڑاو ڈالا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے سب سے پہلے جرجیر کو پیام دیا کہ اے جرجیر۔ جس دین پر تم قائم ہو وہ فی زمانہ متروک و منسوخ ہوچکا اب بجاے اوسکے دین محمدی لازم پکڑو۔ خدا کو واحد جانو اور اوسکے سچے رسول محمدؐ پر ایمان لاؤ پہر ہم تم بہائی بہائی ہین ہمکو تمسے کوئی پرخاش نہین اور چونکہ ہمکو حکم ہے کہ پہلے اتمام حجت کرلیا کرین اسلیئے تمکو آگاہ کیئے دیتے ہین پہر شکایت نہ کرنا

ندارد میل طبع روشنم با خود نمائیہا		نیم از برق کمتر لیک رخشیدن نمیدانم

جرجیر نے اوسکی جواب مین کہلا بہیجا۔ بہلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے باپ داداکے قدیم دین کو چہوڑکر تمہارے کہنے سے ایک بالکل نیا مذہب اختیار کرلین۔

دل از یار کہن برداشتن دشوار مے آید		کشیدن مشکل ست از زخم چندین سالہ پیکانرا

حضرت عبداللہ نے جب جرجیر کا یہ انکار سنا تو فرمایا کہ خیر اگر مذہب اسلام سے انکار ہے تو جزیہ دینا قبول کرو ورنہ پہر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کریگی۔

جب جرجیر نے یہ بہی منظور نہ کیا تب مسلمانون نے صف آرائی کی اور نہایت زور شور سے لڑائی شروع کردی۔ لڑائی کا یہ دستور تہا کہ صبح سے دوپہر تک دونون جانب سے لڑائی ہوا کرتی جب ظہر کی اذان ہوتی لڑائی موقوف کردیتے اور پہر دوسرے دن اسی طرح

دوپہر تک لڑتے۔ اس طرح لڑائی کو چالیس دن گذر گئے مگر کسی جانب فیصلہ نہوا۔ بُعد مسافت کیوجہ سے یہان اہل مدینہ کو بہی کچہہ خبر نہ ہوئی۔ حضرت عثمان رضؓ نے گہبرا کر عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک دستہ فوج کے ساتہہ بطور کمک کے اور نیز بغرض دریافت حال لشکر اسلام جانب ملک افریقہ روانہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ دوا سپہ منزلین کرتے ہوے اپنی فوج کے ساتہہ بعجلت تمام عین جنگ مین پہونچے۔ عساکر اسلامی کو انکے پہونچنے سے نہایت درجہ خوشی ہوئی۔ جوش مسرت مین سب نے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ صدائے تکبیر سے سارا بیابان جنگ گونج اوٹہا۔ جرجیر نے تکبیر کی آواز سنکر سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانونکی مدد کو مدینہ منورہ سے ابہی آئی ہے۔ جرجیر یہہ خبر سنکر دم بخود رہگیا۔ حواس اوڑ گئے۔ چہرہ بگڑ گیا۔ کمر ٹوٹ گئی۔ ہمت ہار گیا۔ اپنے واسطے بدشگونی سمجہا۔

عبداللہ بن زبیرؓ دوسرے دن میدان مین آے۔ عبداللہ بن ابی سرح سالار جنگ عساکر اسلامی کو میدان مین نہ پاکر دریافت کیا کہ کہان ہین۔ لوگون نے بیان کیا۔ جرجیر نے منادی کرادی ہے کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کا سر کاٹ لائیگا اوس کو اس صلہ مین ایک لاکہہ دینار دونگا۔ مزید بران اپنی بیٹی کا عقد اوسکے ساتہہ کردونگا اس لئے عبداللہ بن ابی سرح خوف جان سے مخفی رہتے ہین اور میدان جنگ مین نہین آتے۔ عبداللہ بن زبیرؓ یہ سنکر عبداللہ بن ابی سرح کے پاس آے اور کہا کہ تم بہی اپنی لشکر مین یہہ منادی کرادو "جو شخص جرجیر کا سر کاٹ لائیگا مین اوسکو مال غنیمت سے ایک لاکہہ دینار دونگا اور جرجیر کی لڑکی سے اوسکا نکاح کرکے تمام ممالک محروسہ جرجیر پر اوسکو حاکم کردونگا" حسب تجویز حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یہہ منادی کرادی گئی۔ اسکی خبر جرجیر کے بہی کانون تک پہونچ گئی وہ اور بہی بدحواس ہوگیا

بگر چارہ کار کچھہ نہ تھا۔ پہر عبد اللہ بن زبیرؓ نے سرداران لشکر اسلام سے کہا۔ "لڑائی طول ہوتی جاتی ہے ختم ہوتی نظر نہین آتی۔ رومیونکی متواتر اور بے انتہا مدد چلی آتی ہے۔ یہہ لوگ اپنے ملک مین ہین۔ ہرقل انکا طرفدار ہے۔ تمام ملک انہین کا ہے۔ سب مسلمانونکے دشمن خونخوار ہین۔ ہمارا ملک ہمسے بہت دور ہے۔ خبر پہونچتے اور رمد آتے دن گذر جاتے ہین اوسکا تو اب خیال ہی چھوڑ دو۔

چو گم کردم دل خود را چہ سود از نالہ و افغان		کہ نتوان یافت این گم گشتہ را با این منادیہا

اسطرح کی جیسی کچہہ ہو رہی ہے۔ اسکے واسطے تو مدت دراز چاہیئے۔ ہم لوگ تو خدا کیواسطے لڑنے اور جان دینے نکلے ہین۔ اسطرح کب تک کام چلیگا۔ میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ کار آزمودہ اور بہادر سپاہی منتخب کر کے اونکی ایک فوج علیحدہ مرتب کرو اور اونکو پڑاو پر اپنے اپنے خیمونمین رہنے دو۔ باقی فوج لیکر دشمنونکا مقابلہ کرو اور خوب جان لگا کر لڑو جب رومی تھک کر اپنے کیمپ کو واپس جاوین اور اسلامی فوجین بہی اپنے فرودگاہ کے جانب لوٹین اوسوقت وہ کار آزمودہ منتخب دلاوران جانباز اسلام جو خیمون مین آرام کیواسطے بیٹھے ہون شمشیر بکف ہو کر چارون طرف سے غضب آلہی کی طرح رومیو نپر ٹوٹ پڑین۔ چونکہ یہہ لوگ تازہ دم ہونگے خوب دل کھولکر لڑینگے اور رومی تھکے۔ ماندے۔ ہارے۔ دوپہر تک کی لڑائی مین چکنا چور ہونگے۔ انشاءاللہ تعالے ہم ہر طرح رومیونپر غالب آوینگے اور امید قوی ہے کہ اللہ جلشانہ ضرور ہمکو رومیون پر مظفر و منصور کریگا اور جس صورت سے کہ تم لڑ رہے ہو اسکو تو ایک عمر نوح چاہیئے۔" یہہ تجویز اعیان صحابہؓ و سرداران لشکر اسلام نے بہت پسند کی اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی راے صائب پر سب نے صاد کیا۔

اگلے دن صبح کو ایسا ہی انتظام ہوا۔ لشکر اسلام مین سے بہادر و کار آزمودہ سپاہی

اپنے اپنے خیمون مین ٹہیرے اور اپنے اپنے گہوڑے سب ساز وسامان سے لیس اپنے قریب باندہ دیئے
ایک گروہ رومیون سے لڑتا رہا یہانتک کہ دوپہر ہوگئی۔ پہر بہی مسلمانون نے نہ چہوڑا شام
تک برابر تلوار چلتی رہی۔ قریب شام فریقین تہک کر ایک دوسیرے سے علیحدہ ہوے اور اپنے اپنے
پڑاو کیجانب چلے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر تو اسی موقع ووقت کے منتظر تہے اونہون نے دستہ
فوج کو جو پہلے سے خیمہ مین ٹہیرا دیا گیا تہا اس طرح آراستہ کیا کہ قلب فوج پر عبداللہ بن سعد بن
ابی سرح مامور ہوے۔ میمنہ زیر کمان عبداللہ بن عمرو بن العاص کیا۔ میسرہ کے نگران خود عبداللہ
بن زبیر بنے اور مقدمہ پر عبداللہ بن عباس رض کو سردار کیا اسی طرح یہہ لشکر اپنے ہمراہ لیکر
رومیون پر ٹوٹ پڑے۔ رومی دن بہر کے لڑے تہکے۔ ماندے خستہ حال اور دلاوران
لشکر اسلام تازہ دم وخوشحال نتیجہ یہہ ہوا کہ رومی بہاگے اور چاہا کہ خیمون کی پناہ مین جان
عزیز بچالین مگر خیمون نے بہی ایسے گاڑہے وقت مین اونکی مدد نہ کی اور نہ پناہ دی مسلمان
کب پیچہا چہوڑنیوالے تہے دلیرانہ اونکے خیمون مین دڑاتے گہس گئے اور اونکو قتل کرنا یا
قید کرنا شروع کردیا۔ جو سامنے آگیا تلوار کی گہاٹ اوتارا گیا۔ جو بہاگا لپک کر ایک کے
دو کیئے۔ جسکو ضعیف وناتوان جانا جان بخشی کی۔ زنجیر احسان سے قید کرلیا۔ غرضکہ یہ معرکہ
کارزار سخت ہوا۔ رومی مسلمانونکی تلوار کا لوہا مان گئے۔ ساری بہادری اور جرأت سپہ گری
خاک مین مل گئی۔ تمام شیخت ایک دم مین نکل گئی۔ عین معرکہ جنگ مین عبداللہ بن زبیر رض نے
جرجیر پر حملہ کیا۔ ایک ہی ہاتہہ مین۔ اوس خود سر کا سر دہڑ سے الگ ہوکر فرش خاک پر گیند
کی طرح لڑہکتا نظر آیا۔

فرش گل پر جو نہ گل ناز سے رکہتے تہے قدم	آج وہ خاک پہ سوتے ہین زمین کے نیچے

سردار کے قتل ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا قیدیون مین جرجیر کی لڑکی بہی گرفتار ہوکر

آئی۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جرجیر کو قتل کیا تھا لہذا حسب اعلان وہ لڑکی اونکو ملی اور مال کثیر بھی حسب وعدہ پایا۔

کامیابی کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے میدان جنگ سے آگے بڑھکر شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا اور تھوڑے ہی دنون کے محاصرہ مین شہر فتح ہوگیا۔ بیحد و شمار مال غنیمت غازیان اسلام کے ہاتھہ آیا۔ سوارونکو تین تین ہزار دینار اور پیادونکو ایک ایک ہزار دینار ملے۔ اس لڑائی کو حرب العبادلہ کہتے ہین۔ کیونکہ اس فتح کے حصو پر جو صاحب متعین تھے اون سب کا ایک ہی نام عبداللہ تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین۔

عساکر اسلامیہ بعد فتح سبیطلہ گرد و نواح کے ممالک مین متفرق ہوگئے اور فتح کرتے ہوے قفصہ کی سرحد تک پہونچ گئے۔ ایک لشکر نے قلعہ اجم کا رُخ کیا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم تھا اور اہل افریقہ نے لڑائی کا سامان اسمین خوب جمع کیا تھا۔ بہمہ بت آراستہ و پیراستہ تھا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ طالب امان و صلح ہوے۔ دس لاکھہ پانچسو دینار پر مسلمانون نے صلح کرکے یہہ روپیہ جزیہ کا وصول کرلیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ فتح کی خبر لیکر مع خمس مدینہ کو واپس آے۔ یہہ خمس مروان بن الحکم نے پانچ لاکھہ دینار دیکر خرید کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ افریقہ کا خمس عبداللہ بن سعد کو جو کہ جنرل فوج افریقہ تھے دیا گیا لیکن اوس روایت گذشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خمس مروان بن الحکم کو ملا۔ ان دونون مین بظاہر تخالف ہے۔ صحیح روایت اس باب مین یہہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کو خمس اوس لڑائی کا دیا گیا جو اول مرتبہ ۲۵ھ مین چڑہائی کی تھی اور بطور مصالحت افریقہ فتح ہوا تھا اور یہہ معرکہ دوبارہ ۲۶ھ مین ہوا ہے اسکا خمس مروان بن الحکم نے خرید کیا۔

اس بنا پر کوئی اختلاف باقی نرہا۔ جرجیر کی لڑکی کی نسبت بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ کسی انصاری صحابی کو دی گئی۔ اونھون نے اوسکو اونٹ پر سوار کیا۔ اپنے گھر کو روانہ ہوے اور یہہ شعر رجز مین پڑہتے جاتے تھے۔

یا ابنۃ جرجیر تمشی عقبتک ٭ ان علیک بالحجاز ربتک ٭ لتحملن من قباء قربتک

اے جرجیر کی بیٹی۔ ابہی تم اپنے ملک کی گھاٹیون مین چل رہی ہو۔ ملک حجاز مین تمہارے مالک اور سردار ہین۔ اب تم اپنے قرابت اور ناتہ دارونسے علیحدہ کی جاتی ہو۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ ہی کو اس لڑکی کا ملنا صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جرجیر کو انہون نے ہی قتل کیا تہا۔ البتہ دونون روایتونکی صحت اس طرح پر ممکن ہے کہ اولاً عبد اللہ بن زبیرؓ نے اوس لڑکی کو پاکراپنی خوشی سے انصاری کو دیدیا مگر یہہ صرف احتمال ہے شائد کوئی روایت اس کی مؤید ہو۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بعد فتح ملک افریقیہ مین ایک برس تین مہینے تک مقیم رہے بعد ازان مصر واپس آے۔ اس معرکہ جنگ مین تین شخص مسلمانونکی طرف کے شہید ہوے۔ منجملہ اونکے ابو ذویب ہذلی شاعر نے ملک افریقیہ مین انتقال کیا اور وہین دفن ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ جب خبر فتح افریقیہ لیکر مدینہ منورہ مین پہونچے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین حاضر ہوے آپسے سب حال لڑائی کا اور مسلمانونکا فتح پانا بیان کیا خلیفہ برحق اونکی زبانی یہہ احوال سنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا۔ میان صاحبزادہ۔ کیا تم یہہ حال یہانکا سب لوگونکے سامنے مجمع عام مین بیان کردوگے۔ حضرت ابن زبیرؓ بولے۔ مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا۔ لوگونکا خوف و رعب کبتک مانع ہوگا۔ یہ سنکر جناب عثمانؓ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ حمد و نعت کے بعد فرمایا۔ اے لوگو۔ اللہ جل شانہ نے اپنی کمال عنایت سے

ملک افریقیہ تمہارے ہاتھوں فتح کر دیا اور یہ عبداللہ بن زبیرؓ انشاء اللہ تعالےٰ وہاں کا پورا حال تم لوگوں کے سامنے بیان کرینگے۔ جناب ابن زبیرؓ منبر کے ایک طرف بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی الف بین قلوبنا وجعلنا متحابین بعد البغضۃ۔ الذی لا تُجحد نعماؤہ ولا یزول ملکہ۔ لہ الحمد کما حمد نفسہ وکما ھو اھلہ۔ انتخب محمداً صلعم فاختارہ بعلمہ وأئتمنہ علی وحیہ واختار لہ من الناس اعوانا قذف فی قلوبہم تصدیقہ ومحبتہ فامنوا بہ وعزّروہ ووقروہ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ فاستشہد اللہ منہم من استشہد علی المنہاج الواضح والبیع الرابح۔ وبقی منہم من بقی لا تاخذھم فی اللہ لومۃ لائم۔ ایّھا النّاس۔ رحمکم اللہ انا خرجنا للوجہ الذی علمتم۔ فکنا مع والٍ حافظٍ حفِظ وصیۃ امیر المؤمنین کان لیسیر بنا الابردین۔ ویخفض بنا فی الظہائر ویتخذ اللیل جملا یعجل الرحلۃ من المنزل الجدب۔ ویطیل اللبث فی المنزل الخصب۔ فلم نزل علی حسن حالۃ نعرفہا من ربنا حتی انتہینا الی افریقیۃ۔ فنزلنا منہا حیث یسمعون صہیل الخیل ورغاء الابل وقعقعۃ السلاح۔ فاقمنا ایاما نجم کراعنا ونصلح سلاحنا ثم دعوناھم الی الاسلام والدخول فیہ فابعدوا منہ۔ فسألناھم الجزیۃ عن صغار او الصلح۔ فکانت ھذہ ابعد۔ فاقمنا علیہم ثلاث عشرۃ لیلۃ نتأناھم وتختلف رسلنا الیہم فلما یئس منہم فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر فضل الجہاد وما لصاحبہ اذا صبر واحتسب۔ ثم نہضنا الی عدونا وقاتلناھم اشد القتال یومنا ذلک وصبر فیہ الفریقان

فکانت بیننا وبینہم قتلی کثیرۃ - واستشہد اللہ فیہم رجالا من المسلمین فبتنا وباتوا - وللمسلمین دوی بالقرآن کدوی النحل - وبات المشرکون فی خمورھم وملاعبہم - فلما اصبحنا اخذنا مصافنا الذی کنا علیہ بالامس فزحف بعضنا علی بعض فافرغ اللہ علینا صبرہ وانزل علینا نصرہ ففتحنا ھا من آخر النہار فاصبنا غنائم کثیرۃ وفیئا واسعا - بلغ فیہ الخمس خمس مائۃ الف فصعق علیہا مروان الحکم - فترکت المسلمون فلقرت اعینہم واغناھم النفل - وانا رسولہم الی امیر المؤمنین بشیر وایاکم بما فتح اللہ من البلاد واذل اہل الشرک - فاحمدوا اللہ عباد اللہ علی الائہ وما احل باعدائہ من باسہ الذی لا یردہ عن القوم المجرمین - ترجمہ جمیع حمدوستائش اللہ جلشانہ کو سزاوار ہے جسنے ہمارے دلونمین الفت پیدا کردی اور ہمکو بغض وعداوت کے بعد آپس مین ایک دوسرے کا دوست بنا دیا - خدا کی نعمتین انکار کرنے کے قابل نہین - اوسکی ملکیت حکومت ہمیشہ رہیگی - اوسیکو حمد وثنا ہے جیسی خود اوسنے اپنے واسطے کی اور جس حمد کا وہ مستحق ہے - خداوند تعالی نے جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب کیا اور اپنے علم سے آپکو پسند فرمایا - اپنی وحی پر آپکو امانت دار جانا - لوگونمین سے آپکے واسطے مددگار پسند کئے - اونکے دلونمین آپکی تصدیق اور محبت ڈالدی وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی عزت وتوقیر کی - اللہ کی راہ مین جہاد کیا - اللہ تعالی نے منجملہ مجاہدین کے بعضونکو شہادت نصیب فرمائی اور وہ راہ صاف اور بیع نفع مند کے ساتھہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور جو جہاد مین زندہ رہے خدا کے احکام ادا کرنے مین کسیکی ملامت اونکو نہین پہونچتی - اے لوگو خدا تمپر رحم فرماوے - ہم لوگ جماعت مجاہدین جس غرض سے کہ تم جانتے ہو اپنے گھرونسے

نکلے۔ اپنے سردار وصیتِ امیر المومنین کے یاد رکھنے والے کیساتھ رہے۔ ہمارے سردار نے
ہمارے ساتھ صبح وشام ٹھنڈے وقت سفر کیا۔ دوپہر اور گرمی کے اوقات مین کسی منزل پر
اوتر رہتے تھے۔ رات مین آرام کرتے تھے۔ جس منزل مین دانہ چارہ کی کمی ہوتی وہانسے
جلد چل دیتے اور جو منزل سرسبز وشاداب ہوتی جانورونکے واسطے دانہ چارہ بکثرت ہوتا
وہان زیادہ قیام کرتے۔ یہہ ہمارا سفر اچھی حالت مین طے ہوا یہانتک کہ ہم ملک افریقیہ مین
داخل ہوے۔ وہان ہمنے اتنے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا کہ کفار ہمارے گھوڑونکا ہنہنانا۔ اونٹونکا
بلبلانا۔ ہتھیارونکی کھٹ پٹ کی آواز سنتے تھے۔ ہم وہان اتنے دن ٹھیرے کہ ہمارے
جانور تکان سفر سے آسودہ ہوگئے اور ہمنے اپنے آلات حرب کو درست کرلیا۔ پھر ہم نے
کفار کو دعوت اسلام دی اور دین اسلام مین داخل ہونیکا پیام بھیجا مگر وہ لوگ قبول اسلام
سے دور تھے۔ پھر ہمنے ذلت وخواری کا جزیہ یا صلح کا پیغام دیا۔ یہہ اونسے اور بھی دور تھا۔
پھر ہم تیرہ دن مقیم رہے اور یہہ اونکو مہلت تھی (تاکہ اپنے کام مین خوب غور کرلین) اس عرصہ
مین بھی ہمارے قاصد اونکے پاس برابر جاتے رہے۔ جب ہر طرح ہمارے سردار کو اون
لوگونکی طرف سے مایوسی ہوگئی تو ایک دن ہمارے سردار کھڑے ہوے اور خطبہ پڑہا۔
خدا کی حمد وثنا اور فضیلت جہاد بیان کی۔ لڑائی مین صبر کرنے والیکے ثواب کا ذکر کیا۔
پھر تمام لشکر دشمن کے مقابلہ کو اوٹھ کھڑا ہوا۔ اونسے دن بھر خوب لڑائی رہی۔ دونون
فریق لڑائی مین جمے رہے اور سختی پر صبر کیا۔ اس جنگ مین دونون طرف کے بہت سے سپاہی
کام آے۔ مسلمانونکی ایک جماعت کو خداے بزرگ نے دولت شہادت سے سرفراز فرمایا۔ جب
دن لڑائی مین گذر گیا رات کو دونون لشکر جنگ سے باز رہے۔ مسلمانونکے لشکر مین تمام شب
تلاوت قرآن ہوتی رہی اور قرآن شریف پڑہنے کی نرم آواز مثل شہد کی مکھیونکی آواز کے

سنی جاتی تہی۔لشکر کفار نے شرابخواری اور لہو ولعب مین وہ تمام رات گذاری صبح ہوتے ہی ہم سب نے اوسی میدان جنگ مین جہان گذشتہ روز لڑے تہے صف بندی کی اور پہر ایک ساتہہ دشمن پر حملہ کر دیا۔آج معرکہ سخت ہوا۔خداوند تعالی نے ہم لوگونکو صبر عطا فرمایا اور اپنی مدد و نصرت ہمپر نازل کی۔شام ہوتے ہوتے ہمنے کفار پر فتح پائی۔مال غنیمت بیشمار اسقدر ہاتہہ آیا کہ خمس اوسکا پانچ لاکہہ کا تہا جسکو مروان نے خرید لیا۔مین نے مسلمانونکو نہایت خوشی اور فارغ البالی مین چہوڑا اور سب کی طرف سے قاصد ہوکر امیر المومنین اور آپ سبکو بشارت فتح پہونچانے چلا آیا۔مین اب سبکو اوس ملک کی فتح اور کفار کی ہبار کباد دیتا ہون۔جملہ حضرات خدا کے خالص بندے اپنے مالک حقیقی کا شکر اور اوسکی حمد وثنا کرین جسنے اپنے بندونکو نعمت فتح وملک ومال عطا کی اور اپنے دشمنونپر وہ سختی وبلا کہ مجرمونکے شایان ہے نازل فرمائی۔

ابن زبیرؓ یہہ بیان ختم کرکے خاموش ہوگئے۔اونکے والد حضرت زبیرؓ اپنے لائق فرزند ارجمند کی تقریر سے خوش ہوکر اوٹھے اور اونکی پیشانی چومی اور کہا۔ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم۔یعنی اولاد و ذریت ایک دوسرے سے ہوتے ہین اور بزرگونکا اثر چہوٹونمین ضرور رہوتا ہے اے بیٹے تم نے تو یہہ خطبہ ابوبکرؓ کی زبان ہی سے پڑہا (عقد الفرید)

بار دیگر نقض عہد اہل افریقیہ و فتح و اصلاح

قبل حکومت اسلامی کے اہل مصر وافریقہ واندلس وغیرہ جملہ ممالک ہرقل شاہ قسطنطنیہ کے باج گذار تہے۔جب عبد اللہ بن ابی سرح نے افریقہ کو فتح کیا اور خراج مقرر کرکے صلح کر لی اور بعد انتظام کے مصر کو واپس گئے ہرقل نے اپنا سردار فوج اہل افریقہ کے پاس بہا خراج مقررہ وصول

کہرنے کو بہیجا اور اسکو یہہ حکم دیا کہ جسقدر مال مسلمانونکو دیا ہے اوسیقدر تم بہی اہل افریقہ سے لینا
یہہ بطریق فرستادہ ہرقل مقام قرطاجنہ مین آکر مقیم ہوا اور اہل افریقہ کو بلاکر شاہی حکم سنایا
اونہون نے خراج دینے سے انکار کیا اور یہہ عذر پیش کیا کہ اس سے قبل جو کچہہ بادشاہ نے
مقرر کیا تہا ہم بلاعذر ادا کرتے رہے۔ اب اسوقت مسلمانونکا لشکر ہمپر آپڑا اور ہمکو تباہ و برباد
کیا مگر بادشاہ نے ہماری کچہہ مدد نہ کی۔ ہمنے مجبور اہل اسلام سے صلح کرلی اور اونکی حمایت مین
آگئے۔ اب ہم بادشاہ کو کچہہ نہ دینگے لیکن بطریق نے اونکا یہہ عذر نہ سنا اور جبراً خراج لینا چاہا
باہم لڑائی ہوئی۔ بطریق غالب آیا اور اہل افریقہ کو ہزیمت ہوئی۔

اہل افریقہ نے بعد قتل جرجیر ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنالیا تہا وہ اس جنگ سے بہاگ
کر شام مین امیر معاویہؓ کے پاس چلا گیا۔ یہہ وہ زمانہ تہا جب بعد شہادت جناب علی مرتضیٰ رضؓ
لوگون نے حضرت معاویہؓ کی بیعت کرلی تہی۔

حضرت معاویہؓ نے کیفیت حال سنکر ایک لشکر بسرداری معاویہ بن حُدیج سکونی افریقہ کے
جانب روانہ کیا۔ ابن حدیج لشکر لیکر اسکندریہ مین پہونچ گئے تہے کہ رومی بادشاہ نے انتقال
کیا اور اسکی شہرت تمام ہوگئی۔ ابن حدیج بعد طے منازل افریقہ مین داخل ہوے اور بمقام
قمونیہ پڑاو ڈالا۔ بطریق جو زبردستی یہان کا حاکم بن بیٹہا تہا تیس ہزار فوج سے مقابلہ کو آیا۔
لشکر اسلام سے جنگ عظیم ہوئی۔ رومی لشکر ہزیمت خوردہ بہاگا اور قلعہ جلولا مین پناہ گزین
ہوا۔ لشکر اسلام نے چارونطرف سے قلعہ جلولا کا محاصرہ کرکے منجنیق نصب کراکر اسقدر سنگباری
کی ایکطرف کی فصیل گر پڑی۔ یہہ کیا تہا۔ اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے
او شمشیر بکف اندر گہس پڑے۔ خوب تلوار چلی۔ ہزارون مارے گئے۔ اطراف وجوانب کے
قلعہ جات کو متعدد لشکر بہیجکر فتح کرلیا۔ جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کرلی تو ابن حدیج

یہان سے مصر مین واپس تشریف لے آے۔

جس زمانہ مین عبداللہ بن سعد افریقہ کو فتح کرکے مصر واپس آ رہے تھے قسطنطین بن ہرقل چھہ سو کشتیان لیکر اسکندریہ پر چڑھ آیا تھا چنانچہ ایکطرف سے اسلامی فوجین براہ دریا عبداللہ بن سعد کے ہمراہ اور دوسری طرف سے حضرت معاویہؓ اپنا شامی لشکر لیکر مقابلہ پر آے رات جون تون فریقین نے امید وبیم مین کاٹی صبح ہوتے ہی عساکر اسلامی نے صف آرائی کی قسطنطین نے بھی اپنی فوج کو کشتیون سے خشکی پر اوتار کر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑہایا صبح سے ظہر کیوقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسطنطین زخمی ہوا۔ معدودے چند رومیونکے ہمراہ شکست کہا کر صقلیہ کے طرف چلا گیا اور اون لوگونکو اپنی ہزیمت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ اسکی ہزیمت سے ناراض ہوے قسطنطین کو حمام مین قتل کر ڈالا اور قصہ پاک ہوا یہ لڑائی آخر ۳۱ھ مین اور بعضونکے نزدیک ۳۴ھ مین ہوئی تہی۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

یہ دونون واقعہ اگرچہ اس جگہہ بے موقع مذکور ہوے۔ خاص کر پہلا واقعہ افریقہ کی دوبارہ بغاوت اور اوسکی لڑائی کا ذکر بالکل بے محل ہے کیونکہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے اور دوسرا واقعہ اگرچہ چندان بے موقع نہین پہر بھی ۳۱ھ یا ۳۴ھ کا واقعہ ہے اور ہمنے غزوہ افریقہ واقعات ۲۶ھ مین لکھا ہے۔ اوسکی مناسبت سے تو یہہ دوسرا واقعہ نہین لیکن چونکہ ابن اثیر وابن خلدون نے یہ دونون واقعے فتح افریقہ کے بعد لکھے ہین اور ذکر افریقہ کے مناسب بہی ہین لہذا ہمنے بہی ان دونون نامور مورخونکی متابعت سے یہہ دونون واقعے یہان لکھدئے ہین۔

غزوہ اندلس

اسکے چارون طرف بحر محیط ہے۔ اس کے نامی شہر یہ تہی۔ اربونہ۔ ہیکل الزہرہ۔ قرطبہ۔ شاطبہ

طرطوشہ۔ مرسیہ اور طلیطلہ۔

جب مہم افریقہ سر ہوگئی اور جناب عثمان ذی النورین رض اوسکی جانب سے فارغ البال ہوے تو اندلس کے جانب توجہ فرمائی۔ عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبد القیس کو لشکر دیکر براہ دریا اندلس کی طرف روانہ کیا۔ یہہ بھی اعلان کردیا کہ اول ولایت اندلس فتح ہوجاے اوسکے بعد قسطنطنیہ کا قصد ہوگا اور یہ فوج جرار اس ملک کے فتح کرنیکو روانہ ہوگی۔ چنانچہ لشکر اسلام جانب اندلس روانہ ہوا اس لشکر کے ساتھہ قوم بربر کے لوگ بھی تھے۔ مجاہدین اسلام نے اطراف اندلس پر قبضہ کرلیا اور بہت کچھہ کار نمایان کیے۔ فتوحات بیشمار نصیب اہل اسلام ہوئین۔ مسلمانونکی حکومت مین ایک بڑا حصہ ملک کا ولایت افریقہ کے برابر آگیا اور غازیان اسلام مظفر و منصور واپس آے۔ اس سفر مین مسلمان قرب و جوار اندلس تک ہی پہونچے۔ خاص اندلس فتح نہ ہوا بلکہ خلافت ولید بن عبد الملک مین اندلس فتح ہوا ہے (فتوحات اسلامیہ)

بعد فتح افریقہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو کہ افریقہ مین حاکم تھے افریقہ سے تبدیل کردیے گئے اور اپنی جگہہ پر مصر مین واپس آے۔ اونکی جگہہ عبداللہ بن نافع بن عبد القیس حاکم افریقہ مقرر ہوے۔ جسوقت مال غنیمت افریقہ مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمان رض کے ملاحظہ سے گذرا عمرو بن العاص رض بھی اوسوقت موجود تھے۔ جناب عثمان رض نے عمرو بن العاص رض سے مخاطب ہوکر فرمایا "تمھارے بعد ان اونٹنیون نے دودہ دیا" عمرو بن العاص رض نے کہا ہان۔ دودہ تو دیا ہے۔ مگر اونکے بچے تو مر گئے" یعنے اس دودہ کو قیام نہین چیندروزہ ہے اس سنہ مین جناب عثمان رض نے حج کیا آپ کے ساتھہ بہت سے لوگ حج مین تھے۔ عثمان بن ابی العاص نے دوبارہ اصطخر فتح کیا۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے قنسرین پر چڑہائی کی

ابو رمثہ صحابی نے افریقہ مین انتقال کیا۔ام المومنین حضرت حفصہ رض نے انتقال فرمایا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بعض روایات مین ۴۱ھ مین آپکی وفات ہے اور بعض ۴۵ھ
بیان کرتے ہین۔

ابو ذویب ہذلی شاعر کی نسبت ایک روایت ہے کہ افریقہ سے مصر آتے ہوے راہ مین انتقال
کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ملک روم مین وفات پائی اور ایک روایت سابق مین ہم لکھہ چکے ہین
جسمین افریقہ مین وفات پانا مذکور ہے۔

علامہ ابن اثیر نے یہہ سب واقعات ۲۶ھ مین لکھے ہین ۲۷ھ کا کچھہ ذکر نہین کیا اور نہ
اوسمین کوئی واقعہ لکھا۔البتہ صاحب فتوحات اسلامیہ نے ۲۷ھ مین غزوہ قنسرین لکھا ہی
کہ حضرت معاویہ رض نے بعد قتال وجدال کے فتح کیا اور مال غنیمت مسلمانونکے ہاتھہ آیا۔مگر قنسرین
عہد خلافت فاروقی مین جنگ سے فتح ہوچکا ہے۔شاید جناب عثمان رض کے عہد مین کچھہ لوگ
باغی ہوگئے ہونگے جنکی سرکوبی کو حضرت معاویہ رض نے لشکر کشی کی اور بعد انتظام کے واپس آئے

وقائع ۲۸ھ

فتح قبرس

حضرت ابو عبیدہ رض والی شام نے جسوقت اونپر سکرات موت طاری ہوئی اپنے ممالک مفوضہ
پر حضرت عیاض بن غنم کو جو اونکے چچازاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اپنا نائب مقرر کیا اور
آپ راہی ملک بقا ہوے۔بعضون نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ رض نے معاذ بن جبل رض کو اپنا خلیفہ
کیا تھا۔بہرکیف بعد انتقال حضرت ابو عبیدہ رض عیاض بن غنم رض اونکی جگہہ والی ہوے اور
انہون نے سعد بن حذیم جمحی کو اپنا نائب کیا جب عیاض بن غنم نے انتقال کیا تو جناب

امیر المومنین عمر فاروق رضؓ نے بجای اونکے عمیر بن سعید انصاری کو حاکم کیا اور بعد وفات یزید بن ابی سفیان بجای اونکے حضرت معاویہؓ کو دمشق پر مامور فرمایا۔ حضرت معاویہ دمشق وار دن پر حاکم رہے تا آنکہ جناب عمر فاروق رضؓ شہید ہوگئے اور یہ انتظام ایسا ہی رہا۔ عمیر بن سعید حمص و قنسرین کے گورنر رہے۔ پھر جب عمیر رضؓ نے زمانہ خلافت جناب عثمان رضؓ مین استعفا داخل کرکے حکومت سے علیحدگی اختیار کی تو حمص و قنسرین حضرت معاویہ رضؓ کے صوبہ مفوضہ مین شامل کردئے گئے۔ بعد وفات عبدالرحمن بن ابی علقمہ فلسطین کو بھی جناب عثمان رضؓ نے معاویہ کی سپردگی مین دیدیا۔ رفتہ رفتہ خلافت جناب عثمان رضؓ کے دوسرے برس تک معاویہ رضؓ کل اضلاع شام کے حاکم ہوگئے۔ حضرت معاویہ رضؓ نے عہد خلافت فاروقی مین چاہا تہا کہ حمص سے قبرس پر فوج کشی کرین چنانچہ جناب عمر فاروق رضؓ کی خدمت مین لکہا تہا کہ قبرس مقام حمص سے اسقدر قریب ہے کہ اہل حمص قبرس کے کتون کا بہونکنا اور مرغون کا بانگ دینا سنتے ہین۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے قبرس کی کیفیت اور راستونکی حالت دریافت فرمائی جسکے جواب مین عمرو بن العاص نے لکہا تہا "مین نے ایک بہت بڑی چیز دیکھی ہے (یعنی کشتی) جس پر چھوٹی مخلوقات سوار ہوتی ہین جہانتک تار نظر کام دیتا ہے آسمان اور پانی کے سوا اور کچھہ نظر نہین آتا۔ اگر پانی ٹہیرا رہے اور موجین نہ اوٹہین اوسوقت بہی دریا کے سفر کرنے والونکے دل مارے خوف کے بیٹہے جاتے ہین اور اگر دریا طغیانی پر ہو تو عقلین گم ہوجاتی ہین سلامتی کے ساتھہ دریا سے جان بچا لیجانیکا یقین کم ہوتا ہے اور موت کا خوف غالب رہتا ہے اور کشتی پر سوار ہونیوالے کی مثال ایسی ہے گویا ایک چہوٹا سا کیڑا بڑی لکڑی پر ہو اور وہ لکڑی کسی دریا مین پڑی ہو اگر وہ لکڑی کسی طرف جہکتی ہے تو کیڑا ڈوبتا ہے اور اگر لکڑی بہتی بہتے کنارہ پر پہونچ گئی تو کیڑے نے نجات پائی" جناب عمر فاروق رضؓ نے اس مضمون سے

مطلع ہوکر معاویہؓ کو لکھا مجھکو قسم ہے اوس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی جسنے محمد صلعم کو نبی برحق کر کے مبعوث فرمایا مین اس خونخوار و دشوار گذار راستہ سے کسی مسلمان کو جانیکی اجازت نہین دیتا اور مین نے سنا ہی کہ بحیرہ شام بلند زمین پر واقع ہے اور کثرت طغیانی اور امواج سے بحکم خدای عزوجل ہر روز اپنے کنارہ کی زمین غرق کرتا رہتا ہے پہر مین کسطرح مسلمانون کی فوج کثیر التعداد کو ایک کافر کی مقابلہ پر بہیجون حالانکہ مین قسم خدا کی کہا کر کہتا ہون کہ ایک ادنی مسلمان میرے نزدیک جملہ اہل روم سے محبوب و عزیز ہے۔ آیندہ تم کبہی اس طرف کا رُخ بہی نہ کرنا اور نہ مجھسے اس باب مین اجازت طلب کرنا "جب حضرت معاویہؓ کو یہ حکم فاروقی پہونچا اپنے قصد و ارادہ سے باز رہے۔ بعد اسکے شاہ روم اور مسلمانو نسے مراسم صلح پیدا ہوگئے اور ادہر حملہ کرنے کا موقع بہی نہ رہا جب حضرت فاروقؓ شہید ہوگئے اور جناب عثمان ذی النورین تخت خلافت پر متمکن ہوی حضرت معاویہؓ نے پہر براہ دریا جہاد کرنیکی اجازت چاہی۔ جناب عثمانؓ نے اس شرط پر اجازت عطا فرمائی کہ جسکا جی چاہے بطیب خاطر اس جنگ مین شریک ہو جسکو ناپسند ہو نہ جاے اور اوسپر کسی طرح زور و جبر نہ کیا جاے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے ایک گروہ جانے پر خوشی سے راضی ہوا۔ از انجملہ ابو ذر۔ ابو الدردا۔ شداد بن اوس۔ عبادہ بن صامت اور اونکی بیوی ام حرام بنت ملحان شریک ہوے۔ عبد اللہ بن قیس حلیف بنو فزارہ اس لشکر مجاہدین کے سردار مقرر ہوے اور یہ لوگ ملک شام سے اللہ کا نام لیکر قبرس کیطرف روانہ ہوے۔ مصر سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح قبرس مین آکر انسے مل گئے اسطرح سے مجاہدین کی جماعت کثیر ہوگئی۔ اہل قبرس لشکر اسلام اور اوسکی جمعیت اور بہادران و غازیان اسلام کی شجاعت دیکہکر ہراسان ہوے لڑنے لڑنا مصلحت وقت نہ جانا اور مصالحت کا پیغام دیا۔ سرداران اسلام نے صلح منظور کرلی

بشرائط ذیل۔ (۱) سات ہزار دینار سالانہ خراج مسلمانونکو دیا کرینگے اور اسیقدر سالانہ شاہ روم کوبہی دیا کرینگے مسلمانونکو اس سے کچہہ تعرض نہوگا۔ (۲) مسلمان سوائے قبرس کے دیگر ممالک کا جوانکے حدین نہین اگر قصد کرین تو اہل قبرس مزاحم نہون گے۔ (۳) اہل قبرس مسلمانونکی طرف سے اونکے دشمن رومیونکی جاسوسی کرینگے۔ اگر وہ ادہر کا قصد کرین تو مسلمانونکو اطلاع دینگے۔ (۴) مسلمانونکو اپنے ملک سے ہوکر اونکے دشمنونکے ملک مین جانیکا راستہ دینگے۔ ان شرطونپر صلح ہوگئی اور لشکر اہل اسلام مظفر و منصور واپس آیا۔

ایک روایت مین ہے کہ اہل اسلام کو قبل اسکے کہ قبرس پہونچین اثنار راہ مین جب ان کی کشتیان دریا مین جارہی تہین چند کشتیان نظر پڑین جو حاکم جزیرہ قبرس کی طرف سے قسطنطین بن ہرقل شاہ روم کے واسطے تحف و ہدایا لیجارہی تہین۔ اہل اسلام اسکو فتح غیبی سمجہے سب کشتیان لوٹ لین اور وہ سارا مال و متاع قیمتی و گرانبہا انکے قبضہ مین آیا (ازالۃ الخفاء)

یہ لڑائی سنہ ۲۶ھ بروایت بعض مورخین سنہ ۲۹ھ اور بروایت بعض دیگر سنہ ۳۳ھ مین ہوئی۔ اس واقعہ مین مال کثیر و غنیمت بیشمار اہل اسلام کے ہاتہہ آئی۔ بعد فتح جزیرہ قبرس لشکر اسلام نے جزیرہ ذو دوس فتح کیا۔ یہان سے بہی بہت کچہہ مال غنیمت اور قیدی غازیان اسلام کے ہاتہہ آئے۔ یہان جسقدر مال بیشمار ملا وہ قریب قریب مال غنیمت جزیرہ قبرس کے تہا۔ سب کا خمس مدینہ منورہ مین جناب عثمان رض کی خدمت مین روانہ کیا گیا۔

یہ سب سے پہلی بحری جنگ جناب عثمان رض کے عہد خلافت مین واقع ہوئی۔ اس سے پہلے کبہی کوئی بحری لڑائی اہل اسلام نہین لڑے۔ خداوند تعالی کو منظور تہا کہ اس لڑائی کی اجازت جناب عثمان رض بنفس نفیس خود دین۔ حضرت معاویہ کا اجازت جنگ بحری طلب کرنا جناب فاروق رض کا انکار و ممانعت۔ پہر جناب معاویہ کا جناب عثمان رض سے اجازت مانگنا اور آپ کا

اجازت دینا اور پہر جنگ کا خاتمہ بخیر ہونا یہہ سب باتین منجملہ مرضیات آلہی ہین اور خاص یہہ جنگ حضرت عثمانؓ کا ہی حصہ تہا۔ لطف یہ ہے کہ باوجود راہ خطرناک کے کہ اہل اسلام نے کبہی سفر بحری نہین کیا تہا خداوند تعالیٰ نے وہ فتح نمایان اپنے دوستونکو نصیب فرمائی کہ جس سے دشمنونکے چہکے چہوٹ گئے۔ بڑے بڑے بہادرونکے کلیجے ہل گئے۔ سب سے زیادہ لطف وکرم اوس خالق یکتا کا یہہ ہوا کہ ایسی جنگ اور ایسی راہ دشوار گذار مین اوسنے اپنے دوستونکی وہ حفاظت کی کہ کسی کی جان کا تو کیا ذکر نکسیر تک نہ پہوٹی۔ البتہ ام حرام نے جو اس سفر مین اپنے شوہر کے ہمراہ تہین انتقال فرمایا لیکن یہہ واقعہ بہی خشکی پر پہونچکر پیش آیا۔

اس واقعہ کو مورخین نے یون لکہا ہے کہ جب اہل اسلام بعد فتح جزیرہ قبرس واپس ہوے اور مسافت دریا طے ہوگئی تو لوگ اپنا اپنا سامان کشتیونسے اوتارنے اور اونٹون وغیرہ پر رکہنے لگے۔ عبادہ بن صامتؓ بہی سب کے ساتہہ اپنی بیوی ام حرام کو لیکر کشتی سے اوترے اور ان کو ایک گہوڑے پر سوار کیا۔ وہ گہوڑا انکو لیکر بہاگا۔ یہہ گر پڑین سخت چوٹ کہائی حتے کہ گردن ٹوٹ گئی اور جان سے گذر گئین۔ آنحضرت صلعم نے انکی بابت پیشین گوئی کی تہی چنانچہ آپکا فرمانا پیش آیا (ابن خلدون)

بخاری شریف مین بروایت انس بن مالک مذکور ہے کہ مجہسے ام حرام نے یہہ حدیث بیان کی کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم دن کے وقت میرے گہر سوے۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوے تبسم فرمایا۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسولخدا۔ آپ کیون ہنستے ہین۔ فرمایا۔ میری امت مین کچہہ لوگ سفر بحری کرینگے اور کشتیونپر سوار ہونگے جیسے بادشاہ لوگ اپنے تختونپر اجلاس کرتے ہین (اسی طرح مجاہدین اسلام خوش وخورم بحری جنگ کو جاوینگے) مین نے عرض کیا اے رسول خدا۔ دعا فرمائیے کہ خدا مجہکو بہی اون لوگونمین کرے۔ آپ نے فرمایا۔ تم بہی اونہین مین

ہو گی۔ یہ فرما کر حضور سرور عالم نے پہر استراحت فرمائی کچھ دیر بعد ہنستے ہوے جاگے اور وہی کلام سابق آپنے فرمایا۔ ام حرام کہتی ہین مین نے عرض کیا کہ حضور میرے واسطے دعا فرمایئے۔ خدا مجھکو بہی اونہین لوگون مین کرے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے ام حرام تم تو پہلے گروہ مین ہو گی۔ راوی کا بیان ہی کہ بعد اسکے حضرت عبادہ بن صامت رضی نے ام حرام سے نکاح کرلیا اور اپنے ہمراہ اسی دریائی سفر مین لیگیے۔ جہاز سے جب واپس ہوی اور کشتیان کنارہ پر لگین ام حرام کو ایک سواری پر سوار کیا۔ وہ اوسپر سے گر پڑین اور گردن ٹوٹ گئی اور اسی صدمہ سے جان سے گئین۔

امام بلاذری رح نے لکھا ہی کہ ام حرام رض نے اسی چوٹ کے صدمہ سے قبرس مین انتقال کیا انکی قبر قبرس مین ہے۔ یہ قبر عورت صالحہ کے نام سے مشہور ہے۔

جبیر بن نفیر جو منجملہ مجاہدین غزوہ قبرس ہین کہتے ہین کہ جب جزیرہ قبرس فتح ہوگیا اور مال غنیمت اور قیدی جو اطراف و جوانب قبرس سے آے تہے سب یکجا کیے گئے تو مین نے ابو درداء رض کی جانب نگاہ کی۔ اونکو روتی ہوی پایا مین نے کہا۔ آج خداے کریم نے اپنے دین اسلام اور اپنے دوست مسلمانونکو عزت دی۔ یہ خوشی کا دن ہی اور مسلمانونکے واسطے گویا آج عید ہے اسکے دشمن گویا قیدی بنے ہوے سامنے موجود ہین ایسے وقت مین تمہارے رونیکا موقع ہے؟ ابو درداء رض نے میرے مونڈہے کو ٹہوک کر کہا۔ اے جبیر

لب شگفتہ ابو دمشرق زوال قمر	چسان بخندہ کشایم دہن کہ ہمچون برق

جو لوگ خدا کی نافرمانیان کرتے ہین اونسے ذلیل و خوار زیادہ خدا کی نزدیک کوئی نہین۔ دیکہو یہی قیدی کہ پہلے یہی لوگ آزاد تہے۔ انکی ہی حکومت تہی۔ ملک تہا۔ خزانہ تہا۔ اپنی ملک کے بادشاہ تہے مگر اب خدا کی نافرمانی کی بدولت اس گہت کو پہونچ گئے کہ قیدی بنائے گئے

تمہارے سامنے بے بس و ذلیل کھڑے بزبان حال پکار رہے ہین۔

زدست طالع ناساز خویش رسوائیم	سیاہ بختی ما ہمچو مشک بو دارد

جب قید (جزائے نافرمانی خدا) کسی قوم پر مسلط ہو جاتی ہے وہ قوم ذلیل و خوار ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک کوئی عزت اونکی نہین رہتی یا ورنہ خدا کو اونسے کسی طرح کی غرض اور نہ کوئی مطلب رہتا ہے۔ حضرت ابو درداؓ کا رونا فقط اس بات پر تھا کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر خدا کی نافرمانی کے جرم مین مبتلا ہو کر قیدی بنایا جاتا ہے اور مثل جانوران بے زبان کے بے بس اور لاچار ہو جاتا ہی۔ قیدیونکو دیکھکر اونکے حال پر انکو ترس آیا اور یہ خیال کرکے کہ اگر یہ لوگ خدا کے احکام مانتے اور اسلام قبول کرلیتے تو پہر اس طرح قید نہوتے آپ رونے لگے۔

فتح قبرس کے بعد عبد اللہ بن قیس بلاد سواحل مین مقیم رہے اور زمانہ قیام مین پچاس لڑائیان لڑے۔ ایک مسلمان بہی شہید نہوا۔ ایک روز اتفاقیہ دریا سے خشکی پر اوترکر بمقام مرقا سرزمین روم مین گئے۔ لوگون نے دفعۃً اپر حملہ کرکے شہید کر ڈالا۔ ملاح بھاگ کر اسلامی لشکر مین آیا اور اس حادثہ کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف اونکے نائب فوج لیکر اہل مرقا پر حملہ آور ہوے ہزارون سے زیادہ اہل مرقا اس لڑائی مین کام آے اور ایک گروہ مسلمانونکا بہی شہید ہوا۔ (ابن خلدون)

علامہ ابن اثیر نے اس قصہ کی بابت یون لکھا ہے کہ بعد فتح قبرس عبد اللہ بن قیس سواحل پر مامور رہے اور خشکی و تری مین پچاس لڑائیان ہر موسم مین لڑتے رہے۔ اونکی یہہ دعا تہی کہ خداوندا میرے لشکر کو بچاے رہنا۔ چنانچہ خداوند عالم نے اونکی یہ دعا قبول فرمائی ایک مسلمان بہی کسی لڑائی مین شہید ہونا کیسا زخمی تک تو ہوا نہین اور نہ بحری جنگ مین کسی کی جان گئی یہہ اونکی دعا کی برکت تہی جب خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا کہ عبد اللہ بن قیس کو صدمہ پہونچے اور اونکی زندگی کے دن پورے ہو گئے تو ایک روز اتفاقیہ کسی کام کو دریا سے باہر گئے اور بمقام

مرقیاجو سرحد روم مین واقع ہے پہونچے۔ اونکے ہمراہ صرف ملاح تہا یا شاید ایک دو آدمی اور بہی ہونگے۔ مرقا مین محتاج فقیرون نے انکو گہیر لیا۔ انہون نے صدقہ وخیرات دینا شروع کیا۔ ایک عورت اونہین محتاج لوگونمین سے کسی مجمع مین پہونچی اور ظاہر کیا کہ عبداللہ بن قیس یہان آے ہین اور غریبونکو خیرات دے رہے ہین۔ چونکہ کفار اونکے جانی دشمن ہو رہے تہے۔ اونکو اپنے گہر مین پاکر بہت خوش ہوے چارون طرف سے دوڑ پڑے اور اونکو گہیر لیا۔ عبداللہ بن قیس تنہا مجمع کفار مین خوب لڑے اور داد شجاعت دی۔ بہتیر ونکو مارا۔ بالآخر جام شہادت نوشجان کیا اور اپنے خداے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے پاس جا پہونچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملاح بیچارہ اکیلا رہگیا بہاگ کر مسلمانون کو خبر دی اور اس واقعہ المناک کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف نے لشکر لیکر اہل مرقا پر حملہ کیا خوب لڑائی ہوئی۔ سفیان نے عین جنگ مین اپنے ساتہیونکو ڈانٹا۔ دشمنو نپر سخت حملہ کرنے کی رغبت دلائی اور غصہ مین آکر اپنے ہمراہیونکو گالیان دینے لگے۔ ایک عورت نے اونکی زبان سے گالیان سنکر کہا۔ عبداللہ لڑتے وقت کسیکو گالیان نہین دیتے تہے بلکہ اونکا اور کچہہ مقولہ اوسوقت ہوتا تہا۔ سفیان نے پوچہا۔ کیا کہتے تہے۔ عورت نے جواب دیا۔ یہہ کہتے تہے۔ الغمرات ثم ینجلین۔ یعنے سختیان پیش آتی ہین مگر سب دفع ہوجاوینگی۔ بس لڑتے وقت یہ کلمات اونکی زبان پر ہوا کرتے تہے۔ سفیان بن عوف کو معلوم ہوا کہ یہی عورت باعث قتل عبداللہ بن قیس ہے فوراً اوسکو گرفتار کر لیا۔ اس معرکہ مین اہل مرقا بہت سے مارے گئے اور مسلمان بہی شہید ہوے۔ عبداللہ بن قیس کی دعا اونکی زندگی تک تہی۔ اونکے بعد ہی مسلمان شہید ہوے۔ جب مسلمانونکو اس معرکہ سے اطمینان ہوا اوس عورت سے جس نے لوگونسے عبداللہ بن قیس کا مرقا مین آنا ظاہر کیا تہا دریافت کیا گیا کہ تونے کس طرح عبداللہ کو پہچانا۔ اوسنے جواب دیا وہ اوسوقت بلباس تاجرانہ تہے جب مین نے اونسے سوال کیا انہون نے

مجھکو دیا اور اسقدر رویا جیسا کچھہ بادشاہ دیتے ہین مین نے اُنکی سخاوت اور عالی ہمتی سے پہچانا کہ یہہ مسلمانونکے سردار ہین - اسی سنہ مین حبیب بن مسلمہ نے مقام سوریہ مضافات روم کو فتح کیا جناب عثمان ذی النورین رضؓ نے نائلہ بنت فرافصہ کے ساتہہ اپنا عقد کیا - نائلہ نصرانیہ تہین اسلام قبول کرکے شرف زوجیت جناب عثمان رضؓ حاصل کیا - جناب عثمان رضؓ نے بمقام زورا ر (مدینہ منورہ مین ایک محلہ یا بازار ہے) کچہہ عمارت بنائی اور جرخانہ کعبہ دا فرمایا -

سنہ ۲۹ ھ

معزولی ابو موسیٰ و امارت ابن عامر

جناب عثمان رضؓ کی خلافت کو تین برس گذر کر چوتہا سال شروع ہوگیا تہا کہ اہل ایذج (آمد) اور اکراد مین آتش بغاوت پہیل گئی - خلیفہ وقت کی اطاعت سے منحرف ہو گئے - ابو موسیٰ اشعری رضؓ والی بصرہ نے بحکم جناب عثمان رضؓ ان برگشتہ بخت اقوام کی اصلاح کا ارادہ کیا - لوگونمین اپنے اس قصد کا اعلان کرکے فضائل جہاد بیان کئے اور پا پیادہ جہاد کی فضیلت ظاہر کی - بہت سے اہل اسلام اس جہاد پر آمادہ ہوے - جنکے پاس سواریان تہین وہ تو اپنی اپنی سواریون پر تہے اور جو لوگ سواری پر قادر نہ تہے وہ پا پیادہ تیار ہوے اور بعضون نے کہا - ابہی ہم منتظر ہین - دیکہین کیا انتظام ہوتا ہے اگر ابو موسیٰ اشعری اپنے قول پر عمل کرین اور ہمارے ہمراہ پا پیادہ ہون تو ہم بہی بلا عذر اونکے ساتہہ اور راہ خدا مین جان دینے کو مستعد ہین - جب لشکر اہل اسلام تیار ہوا ابو موسیٰ رضؓ نے سامان سفر اپنے محل سے نکالکر چالیس خچرونپر لادا اور خود بہی گہوڑے پر سوار ہوے حالانکہ اس سے قبل لوگون کو پا پیادہ جہاد کرنے پر آمادہ کیا تہا اور عساکر اسلامی نے اسکو بطیب خاطر منظور کر لیا تہا البتہ بعض کو تردد تہا - لیکن اسوقت لشکریون نے جب دیکہا کہ خچر سواری کو

موجود ہین تو آپسے تعرض کیا اور گھوڑے کی باگ تھام کر کہا "ہمکو سواریان عنایت ہون یا آپ بھی پیدل چلیے جیسا کہ ہم لوگونکو پیادہ جہاد کی رغبت دلائی ہے" ابو موسیٰ رضنے اون لوگونکو بطور چشم نمائی کے جھڑک دیا اور ایک دو کوکوڑے بھی جمادیے۔ لشکری ابو موسیٰ رضسے الگ ہو گئے اور ابو موسیٰ رض روانہ ہوے۔ وہان سے وہ لوگ سیدہے جناب عثمان رض کے پاس پہونچے اور آپسے ابو موسیٰ رض کی شکایت کی۔ شکایت کرنیوالون اور مخالفین کے سردار غیلان بن خرشنہ تھے۔ دربار خلافت مین باریاب ہو کر شکایت کرنیوالون نے جناب عثمان رض کی خدمت مین عرض کیا "جس امر کی ہمکو خواہش ہے آپ ہماری خواہش کے موافق کیون کرنے لگے مگر اب ہماری سب کی درخواست ہے آپ ابو موسیٰ رض کو بدل دیجیے" حضرت عثمان نے اون لوگونسے دریافت فرمایا کہ تم کسکو اپنا حاکم بنانا چاہتے ہو۔ اہل بصرہ نے التماس کی کہ غیلان بن خرشنہ حاکم کر دیے جاوین۔ ابو موسیٰ تو تمام ملک ہمارا کہا گئے۔ آپ اپنے لوگونکی پرورش کا خیال رکھتے ہین۔ ادنی شخص کو ذی مرتبہ کر دیتے ہین جسکو فقیر و مفلس اور محتاج پایا۔ سرداری دیکر مالدار و دولتمند کر دیا۔ اے اہل قریش۔ یہہ بوڑہے اشعری کبتک ہمارے ملک اور شہر کو لوٹتے رہینگے۔ جناب عثمان رض ابو موسیٰ رض کی شکایت اہل بصرہ سے سنکر متنبہ ہوے اور بعد تحقیق حال ابو موسیٰ اشعری رض کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے عبد اللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو جو آپکے ماموں زاد بھائی تھے بجای اونکے حاکم بصرہ کر دیا۔ ابو موسیٰ رض کو جب اپنی معزولی اور عبد اللہ بن عامر کی تقرری کی خبر پہونچی اہل بصرہ سے کہا "تم لوگ مجھ بوڑہے آدمی کی حکومت سے ناراض تھے۔ اب تم پر ایک لڑکا کمسن حاکم ہو کر آتا ہے جو نسب مین تو بڑا شریف صحیح الطرفین ہے مگر مزاج مین کمال بیٹھال زیادہ ہے ہر کام پر جلد آمادہ ہو جانیوالا مستعد و چالاک ہے وہ دو لشکرونکا مالک ہوگا" عبد اللہ بن عامر اسوقت پچیس برس کے تھے۔ انکو ابو موسیٰ حاکم بصرہ اور عثمان بن ابی العاص ثقفی والی عمان و

بحرین دونونکے لشکرونکی حکومت دیگئی۔ انتظاماً عبید اللہ بن معمر کو خراسان سے تبدیل کر کے
مکران کا والی کیا گیا اور خراسان مین بجاے عبید اللہ بن معمر کے عمیر بن عثمان بن سعد متعین
کیے گئے۔ سجستان پر عبد اللہ عمیر لیثی ثعلبی حاکم ہوے۔ انہون نے سجستان مین خوب حکومت
کی اور کابل تک اپنی حکومت پہونچادی۔ عمیر نے نہایت تیزی وسختی سے فرغانہ تک قبضہ کرلیا
اور کسی شہر وقریہ کو بغیر اصلاح کے باقی نہ چھوڑا۔

مکران مین عبید اللہ بن معمر نے نہایت ہوشیاری سے حکومت کی۔ نہر تک اپنا قبضہ کرلیا
عبد الرحمن بن عبیس کرمان کے سردار ہوے اور ملک اہواز وفارس کے جانب ایک گروہ
روانہ کیا۔ پھر سجستان سے عبد اللہ بن عمیر موقوف کیے گئے اور عبد اللہ بن عامر اونکی جگہ بھیجے گئے
یہ ایک سال وہان رہے پھر انکو بھی سجستان سے معزول کر کے عاصم بن عمرو کو والی سجستان کیا
پھر کرمان سے عبد الرحمن بن عبیس کو معزول کر کے عدی بن سہیل بن عدی کو اونکی جگہ مامور کیا
عبید اللہ بن معمر مکران سے فارس بھیجے گئے اور اونکی جگہ عمیر بن عثمان حاکم مکران ہوے۔ بعد
ازان اوائل سنہ خلافت عثمانی مین امیر بن احمر لیشکری کو خراسان کا اور عبد الرحمن بن عبیس کو
کرمان کا والی مقرر کیا اور آخر سنہ خلافت مین سجستان پر عمران بن فضیل کو اور کرمان پر عاصم بن
عمرو کو مامور کیا (ابن خلدون)

یہ بحالی وبرطرفی عاملونکی اگرچہ اس سنہ سے پیشتر ہوچکی ہے مگر بلحاظ سلسلہ اس موقع پر انکا ذکر مناسب
تھا اور مابعد کے وقائع کو انسے ربط بھی ہے اسواسطے ہم نے اس بیان کو اپنی جگہ سے کسیقدر ہٹا کر لکھا ہے

بغاوت اہل فارس

جب عبد اللہ بن عامر بصرہ مین جاکر مقیم ہوے۔ انکو خبر ملی کہ اہل اصطخر نے بغاوت پر کمر باندھی ہے

یہہ بغرض انتظام لیکہ فوج لیکر اصطخر پہونچے۔ ماہک بادشاہ اصطخر نے بغیر لڑے صلح کر لی۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر اپنے دار الامارت کو واپس گئے۔ لیکن اہل فارس کے دلونمین بغاوت نے پورا اثر کر لیا تہا عاملونکی تبدیلی کو اپنے حقمین مفید سمجہے۔ ذریعہ بہتری کا جانکر باہم سازش کرکے پہر بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ کہلم کہلا مقابلہ پر نکل کہڑے ہوے اور لشکر آراستہ و مرتب کرکے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ عبید اللہ بن معمر جو کہ اوس نواح کے حاکم تہے انکی سرکوبی کو اوٹہے۔ شہر اصطخر کے دروازہ پر جانبین مین صف آرائی ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے کہ عبید اللہ بن معمر پہلے ہی معرکہ مین شہید ہوگئے اور انکا تمام لشکر بے سردار ہو کر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔

عبداللہ بن عامر کو جب یہہ خبر بصرہ مین پہونچی تو باوجودیکہ آپ کمسن تہے مگر عقل و تمیز مین سر بر آوردہ اور مشہور تہے۔ اگر ایسے نہوتے تو جناب عثمانؓ ابو موسیٰ کی جگہہ انکو حاکم نہ کرتے۔ آپنے بہت جلد بصرہ و عمان و بحرین کے لشکر جمع کیئے اور اصطخر پر اہل فارس کی سرکوبی کو بلای ناگہانی کی طرح بلاۂ قضاے مُبرم بنکر پہونچے۔ انکے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن العاص میمنہ پر ابو برزہ اسلمی میسرہ پر معقل بن لیسار اور سوارونکے رسالہ پر عمران بن حصین تہے۔ یہہ سب سردار صحابی ہین یہہ لشکر غازیان و مجاہدان اسلام کا مرتب ہو کر دشمنان خدا کو اونکی سرکشی و نافرمانی کا مزا چکہانیکو چلا ہر ایک دلاور تشنۂ شجاعت ہے جو بادہ محبت اسلام سے مخمور تہا۔ سب کے سب اسلام کے عاشق و دلدادہ۔ ہر ایک خدا کی راہ مین کافرونکی جان لینے اور اپنی جان دینے پر آمادہ۔ نہ کسیکو موت کا خوف تہا نہ اپنی جان کا اندیشہ وہ اپنی جانین حافظ حقیقی اور مالک تحقیقی کے ہاتہہ بیچ چکے تہے اور اوسکے عوض مین اونکے دیدے رویت باری اور لقاے الٰہی کے ندیدی تہے۔

مقامت دیدہ جانیت دل ہمان خلوت ہمین محفل	بدل ہمہ پیام چون اشک گر از دیدہ بار فتم

شوق شہادت ہر ایک کے رگ و پے مین سمایا ہوا تہا۔ اسقدر عجلت تہی کہ دوڑ دوڑ کر موت کو

ڈہونڈہتے تہے۔ وفور اشتیاق سے تلوارونکو گلے لگا لیتے تہے۔ سبکو اعلاء کلمۃ اللہ منظور تہا اسلام کے سچے ہواخواہ تہے دہن بندہی تہی تو اسیکی۔ دین محمدی کی اشاعت مین زن و فرزند۔ جان و مال کو ہیچ سمجھتے تہے۔ اگرخیال تہا تو بس یہی۔

بہ امکان نیست وہم غیر گنجد درخیال من		تو ئی منظور اگر چشم تو ئی مسموع اگر گوشم

الغرض یہہ لشکر اسلام بہمہ جہت آراستہ و پیراستہ اصطخر مین داخل ہوا۔ شہر مین ایک تہلکہ پڑگیا۔ ہر طرف یہی شور و غل تہا "مسلمان آگئے۔ مسلمان آگئے" ایرانی جو بہادر اور دل چلے تہے سنبہلے اور جو بزدل و نامرد تہے آگا پیچہا کرنے لگے۔ بہرحال طرفین سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک بہت بڑی خونریز و خوفناک لڑائی ہوئی۔ ہزارون ایرانی مارے گئے۔ فوجین کی فوجین صاف ہوگیئن۔ دَل کے دَل کائی کی طرح پہٹ گئے میدان نبردگاہ ایک تختہ لالہ زار بنا ہوا تہا۔ ہزارون سر کٹے پڑے تہے۔ سیکڑون لاشے پڑے سسکتے دم توڑتے نظر آتے تہے۔ بس ایک خون کا دریا جاری تہا جسمین سر حباب آسا تیرتے پہرتے تہے۔ بالآخر باقی ماندہ ایرانی اپنی جان لیکر بہاگ گئے اور اصطخر پر مسلمانونکا پورا قبضہ اور کامل اقتدار ہوگیا۔ اہل شہر امان طلب ہوے۔ سبکو امان دی گئی۔ جو لوگ شہر چہوڑکر بہاگ گئے تہے از سر نو آکر آباد ہوے۔

جب اصطخر پر ہر طرح کا تسلط ہوگیا تو لشکر اسلام نے دارالجبرد کا رُخ کیا۔ یہان والے بہی شامت اعمال سے اپنے عہد و پیمان سے برگشتہ ہوگئے تہے۔ بہادران اسلام نے قرار واقعی انکی بہی گوشمالی کی۔ یہہ شہر بہی بہت آسانی سے فتح ہوگیا۔ بعد کامیابی لشکر اسلام نے شہر جور (آردشیر) کا قصد کیا۔

یہان کا حال یہ تہا کہ ہرم بن حیان جور کا محاصرہ کئے ہوے ستہے اور اس محاصرہ کو ایک مدت گذر چکی تہی لیکن فتح نہوتا تہا۔ اس مدت مین اکثر ایسا ہی ہوتا رہا کہ کچہہ لوگ

محاصرہ پر رہے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطخر کے اطراف مین بغاوت دور کرنیکو چلا گیا اور بعد رفع فساد و اطفاء آتش بغاوت جور کو لوٹ آیا۔

امیر لشکر ہرم بن حیان دن بھر روزہ رکھے دشمنون سے لڑتے اور شام کو افطار کرکے تمام رات نماز مین مصروف رہتے تھے۔ایک ہفتہ تک روزہ پر روزہ رکھکر لڑتے رہے۔بعد ہفتہ کے جب ضعف زیادہ ہو گیا تو خادم سے کہا۔"تجھکو کیا ہو گیا ہے کہ مین صرف پانی سے افطار کرکے روزہ پر روزہ رکھتا ہون اور تو مجھکو کھانا نہین دیتا" خادم نے دست بستہ عرض کیا "میرے امیر۔مین برابر آپکے کہنے کے مطابق کھانا رکھ جاتا ہون۔کبھی مین نے ناغہ نہین کیا" ہرم بن حیان کو یہ سنکر سخت تعجب ہوا۔اگلے روز خادم کھانا رکھکر علیحدہ چھپ کر جا بیٹھا۔دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کیطرف سے آیا اور کھانا اوٹھاکر شہر کیطرف لیچلا۔خادم پیچھے ہو لیا۔رفتہ رفتہ کتا تو ایک بدررو سے اندر گھس گیا اور خادم نے لوٹ کر ہرم بن حیان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا عساکر اسلامی تو راستہ ڈھونڈھتے ہی تھے اس بدررو کو امداد غیبی سمجھکر مین جنگ کے وقت اسی راہ سے شہر مین گھس پڑے اور چشم زدن مین بزور تیغ تمام شہر فتح کر لیا۔سارے شہر پر لشکر اسلام کا قبضہ ہو گیا۔

عبد اللہ بن عامر جور مین قبل فتح پہونچ گئے تھے۔لیکن ادہر اہل اصطخر مین پھر بغاوت پہوٹ نکلی اس لئے مجبوراً پھر اصطخر واپس گئے اور مدت دراز تک محاصرہ کئے رہے سخت لڑائیان ہوتی رہین۔قلعہ والونپر سنگباری کی گئی۔آخر کار بزور شمشیر دوبارہ اصطخر فتح ہوا۔اس مرتبہ بہت سے ایرانی کام آئے۔بعد فتح کے خاندانی امراء شہر اور نامی گرامی سواران فارس کو قتل کر ڈالا کیونکہ انہین لوگون نے اصطخر کو بوجہ استحکام و سنگینی قلعہ کے اپنا ملجا و ماوا قرار دیا تھا۔ادہر ادہر سے بھاگ کر یہین پناہ گزین ہوتے تھے۔ان ہی لوگونکی

تو اسے باقی اہل شہر ہی بار بار بغاوت کر بیٹھتے تھے۔ غرضکہ ایرانیونکو اس درجہ پامال کیا کہ اسکے بعد
انکو ذلت کے سوا عزت نہ حاصل ہوئی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ ہنوز عبداللہ بن عامر جور تک نہین پہونچے تھے کہ بعد صلح
وپیمان اہل اصطخر فوراً اپنے عہد سے پھر گئے۔ عبداللہ بن عامر یہہ خبر پاتے ہی واپس آے اور
انکا قلع وقمع کرکے پھر جور کی جانب گئے۔ جناب امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس
فتح نمایان کی بشارت لکھی۔ دارالخلافت مدینہ سے حکم صادر ہوا کہ بلاد فارس پر ہرم بن حیّان
یشکری۔ ہرم بن حیان عبسی۔ خِرّیت بن راشد اور اونکے بھائی منجاب بن راشد اور ترجمان ہجیمی
کو مامور کرو اور اضلاع خراسان مین احنف بن قیس مرو پر۔ اور حبیب بن قُرّۃ یربوعی۔ بلخ پر۔
خالد بن عبداللہ بن زُہیر ہرات پر۔ امیر بن احمد یشکری۔ طوس پر۔ قیس بن ہُبیرہ سُلمی۔ نیشاپور پر
مقرر ومتعین کیئے جاوین۔ پھر بعد چندے کل خراسان کے حاکم قیس بن ہبیرہ کیئے گئے۔
سجستان کی حکومت امیر بن احمد یشکری کو عطا ہوئی اور بعد قیس کے عبدالرحمن بن سمرہ (جو
ابن عامر بن کریز کے رشتہ دار تھے) والی خراسان ہوے چنانچہ تا زمان شہادت جناب عثمان رضی
حضرت عبدالرحمن والی خراسان رہے۔

کرمان مین عمران۔ فارس مین عمیر بن عثمان بن مسعود۔ مکران مین ابن کریز قشیری۔ حاکم تھے
اور بعد شہادت امیرالمومنین جناب عثمانؓ قیس بن ہبیرہ پر انکے چچا عبداللہ بن خازم نے
خروج کیا۔ یہہ قصہ آیندہ بیان ہوگا انشاءاللہ تعالی۔

عہد خلافت عثمانؓ مین قیس بن ہبیرہ نے عبداللہ بن حازم اپنے چچا کو ابن عامر کے پاس
کسی کام کو قاصد بناکر بھیجا۔ ابن عامر عبداللہ بن حازم کی عزت کرتے تھے اور بحرمت تمام پیش
آتے تھے۔ عبداللہ بن حازم نے ابن عامر سے کہا۔ حکومت خراسان میرے نام لکھدو اس شرط پر

کہ اگر قیس بن ہبیرہ خراسان سے چلے جاوین تومین وہان کا والی ہون۔ابن عامر نے اونکی خواہش کے بموجب ایک پروانہ اسی مضمونکا لکھہ کر اونکے حوالہ کیا۔ وہ یہہ پروانہ لیکر خراسانمین واپس آے اور پروانہ اپنے پاس پوشیدہ رکھا۔

زیادت وتعمیر مسجد نبوی

ماہ ربیع الاول سنہ ۲۹ھ مین جناب عثمانؓ نے مسجد نبوی کے اطراف وحدود مین زیادتی کی۔ازسرنو عمارت سنگین وپختہ تعمیر فرمائی۔منقش وپتہر کی دیوارین چونے کا گارا دیکر بنوائین۔چونا بطن نخل سے منگوایا گیا تہا۔ستون منقش پتہر کے لگاے۔چہت مین ساج کی کڑیان ڈالین اور اوسپر پختہ گچ کردی گیی۔طول مسجد کا ایک سو ساٹہہ گز اور عرض ایکسو پچاس گز کر دیا۔چہہ دروازے جیساکہ عہد فاروقی مین تہے قائم رکہے۔

ہم سابق مین لکھہ چکے ہین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک مین کچی بنی تہی کہجور کے تنے کے ستون تہے اور کہجور ہی کی تانونسے چہت پاٹ دی گیی تہی۔عہد خلافت صدیقی مین بہی مسجد اسی طرح رہی۔حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین کچی اینٹونکی دیوار اور لکڑی کے ستون لگاے اور جناب عثمانؓ نے عمارت خام کہدوا کر ازسرنو پختہ تعمیر کی اور طول وعرض بہی بڑہا دیا۔مسجد کی تعمیر مین جو کچہہ صرف ہوا حضرت عثمانؓ نے خاص اپنے ہی روپیہ سے خرچ کیا جیساکہ احادیث فضائل مین ہم اوپر لکھہ چکے ہین اور یہی قرین قیاس بہی ہے کیونکہ عہد خلافت فاروقی مین جناب عثمانؓ نے درباب تعمیر مسجد نبوی جناب فاروقؓ کو مشورہ دیا تہا جسکے جواب مین جناب فاروقؓ نے فرمایا تہا۔بیت المال مسلمانونکی ضروریات رفع کرنیکے ہے مسجد مین خرچ کرنیکو نہین جسکو نمازیونکی تکلیف کا خیال ہو اپنے پاس سے لگاوے

جناب عثمان اوسوقت خاموش رہے اور جب آپکا زمانہ آیا آپنے خاطرخواہ مسجد تعمیر کی اور گذشتہ واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اپنے ہی روپیہ سے مسجد بنوائی بیت المال مین سے کچھہ نہین لیا۔

اداے رکعت چہارگانہ بمقام مزدلفہ ومنا

اس سال جناب عثمانؓ حج کو تشریف لیگئے۔ آپکا خیمہ بمقام منا نصب ہوا جبتک آپ وہان مقیم رہے پوری نماز پڑہی اور عرفات مین بہی نماز پوری ادا فرمائی۔ سفر مین قصر کرنا جیسا کہ حکم ہے نہین کیا۔ سب سے اول جناب عثمانؓ پر لوگون نے جو اعتراض کیا وہ اسی نماز کی بابت تہا۔ اسمین اکابر صحابہ بہی شریک تہے اور آپکے فعل پر سب نے جرح وقدح کی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰؓ آپکے پاس آے اور فرمانے لگے۔

جناب علیؓ۔ آپنے یہہ نئی بات کی۔ آپسے پہلے کسی زمانہ مین ایسا نہین ہوا آنحضرت صلعم نے ان مقامومین دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپکے بعد جناب ابوبکر صدیق قصر کرتے رہے۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے بہی دو رکعتین پڑہین کسی نے پوری نماز ادا نہین کی۔ آپ بہی اس سے پہلے چند بار حج کو آے ہین اور ہمیشہ دوہی رکعت ادا کرتے رہے ہین۔ اب کیا وجہہ ہے کہ سنت قدیم جناب رسول کریم وحضرات شیخین ترک کی گئی۔

جناب عثمانؓ۔ مین نے اپنی ہی راے سے مناسب وقت سمجھکر یہہ فعل کیا۔

جب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو یہہ قصہ معلوم ہوا وہ بہی آپکے پاس دوڑے آے اور کہا

عبدالرحمن۔ کیا آپنے حضور فخر دوعالم اور جناب ابوبکر صدیقؓ اور جناب فاروقؓ کیساتھہ

ان مقامات مین (ظہر۔ عصر۔ عشا) دو رکعتین نہین پڑہین بلکہ خود اس سے پیشتر جو حج کیے اونمین بہی دو رکعتین نہین ادا کین ؟ ۔

عثمانؓ جو کچھہ تم کہتے ہو درست و صحیح ہے ۔ درحقیقت یہان دو ہی رکعت پڑہنا چاہیے اور مین بہی ہمیشہ دو ہی رکعت پڑہتا رہا ہون ۔ اس مرتبہ جو چار پڑہین اسکی وجہ یہہ ہے ۔ مجھکو خبر ملی ہے کہ بعض اہل یمن اور دیہاتی بدوی لوگ کہتے ہین کہ مقیم کیواسطے بہی دو ہی رکعتین ہین اور اون لوگون کی دلیل و حجت میرا فعل ہے جیسا مجھکو دیکہا ویسا ہی کرنے لگے اور میرا فعل اپنے دعوی اور قول کی دلیل مین پیش کرتے ہین ۔ لہذا مین نے اون لوگونکے دکہلانے کو اس مرتبہ پوری نماز ادا کی اور مین مکہ معظمہ مین آکر مقیم کے حکم مین ہوجاتا ہون کیونکہ یہان میرے اہل ہین ۔ طائف مین زمین و جائداد وغیرہ ہے ۔ مین نماز پوری پڑہنے کی دلیل بہی رکہتا ہون اور مجھکو عذر قوی ہے پہر اگر مین نے چار رکعتین پڑہین تو کونسا قصور کیا اور کیا خلاف سنت و طریق محمدی و اتباع حضرات شیخین ہوا ۔ پہر مجھپر طعن و تشنیع آپ لوگ کیون کرتے ہین ۔

عبدالرحمن ۔ یہہ وجہ اور عذر آپکا قوی و قابل استدلال نہین کیونکہ مکہ معظمہ آپکا وطن نہین رہا ۔ گہربار ۔ بیوی ۔ لڑکے بالے ۔ سب مدینہ مین ہین ۔ جب آپ چاہین اور جہان لیجانا چاہین آپکے ہمراہ ۔ مدینہ چہوڑکر ساتھہ ہو جاوین جہان آپ قیام کرین اور بود و باش اختیار فرماوین وہین اہل و عیال بہی آپکے ساتھہ رہین ۔ کیونکہ وہ لوگ آپکے تابع ہین ۔ طائف کی بابت جو آپنے کہا اوسکا جواب یہہ ہے کہ طائف یہان سے تین منزل ہے ۔ بالفرض اگر طائف کو

آپ وطن قرار دین تاہم طائف سے نکلتے ہی مسافر ہوگئے۔ اب کیسے پوری نماز ادا کر سکتے ہین۔ باقی رہا یہہ کہ لوگونکے دکھلانے کو نماز قصر نہین کی۔ یہہ کوئی عذر مقبول نہین۔ جناب رسول خداؐ نے یہان دو رکعتین پڑہین حالانکہ اسلام مین بہت کم لوگ داخل ہوے تہے اور وحی نازل ہوا کرتی تہی اسلام کے احکام تمام وکمال نازل نہین ہوچکے تہے۔ بعد جناب رسول خداؐ کے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان مقامات مین نماز قصر کی مگر انمین سے کسی صاحب کو یہ خیال نہ گذرا اور اب کہ اسلام بحمد اللہ سبحانہٗ ہر طرح قوی اور زبردست ہوگیا اور دین ایک حد پر ٹہیر گیا۔ تبدل وتغیر احکام کا شبہہ بہی نہین رہا۔ ہر شخص دینی مسائل سے واقف۔ ہر ایک نماز روزے کے احکام سے ہوشیار ہوگیا تو کیا ایک آپ ہی کا فعل سند ہوسکتا ہے اور اہل مین اور دیہاتی بدوی آپکو دو رکعت پڑہتے دیکہکر مقیم کے واسطے بہی دو ہی رکعت نماز کے قائل ہوجاوینگے۔

عثمانؓ۔ میری راے مین تو ایسا ہی مناسب نظر آیا جیسا کہ مین نے کیا ہے

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جناب عثمانؓ سے یہہ جواب سنکر انکے پاس سے چلے آے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ملاقات ہوئی انہون نے کہا۔

عبداللہ۔ اے ابو محمدؐ۔ جو بات تم جانتے تہے اب بدل گئی۔

عبدالرحمن۔ اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔

عبداللہ۔ جو تمہاری راے مین آے اور جو مناسب جانو کرو مگر خلاف برا ہے اور اسکا نتیجہ بد ہے۔ مین نے تو انکے ساتہہ چار رکعتین پڑہی ہین۔

عبدالرحمن۔ بخلاف اسکے مین نے مع اپنے ہمراہیون کے دوہی رکعت پڑہین اب آئندہ سے چار رکعتین پڑہا کرونگا۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ یہہ واقعہ ۲۹ھ کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۰ھ

عزل ولید وولایت سعید

جناب امیرالمومنین عثمانؓ نے اپنے زمانہ خلافت کے دوسرے سال مین ولید بن عقبہ کو بنو تغلب اور جزیرہ کی سرداری سے تبدیل کرکے کوفہ کی گورنری دی تہی۔ ولید پانچ برس تک کوفہ مین رہے۔ اہل کوفہ انسے خوش تہے۔ حکومت وانصاف انکا ایسا تہا کہ کسی ادنیٰ یا اعلیٰ شخص کو کبہی انکی شکایت کا موقع نہ ملا۔

ابوزبید تغلبی کا کچہہ روپیہ اوسکے اعزہ واقربا پر قرض آتا تہا ولید نے اوسکا حق دلوادیا تہا ابوزبید پہلے نصرانی تہا پہر ولید کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور انسے اسقدر ربط وضبط بڑہایا کہ اپنے تمام اعزہ واقارب بنو تغلب سے قطع تعلق کرکے ولید کے ساتہہ کوفہ چلا آیا اور انہین کے ساتہہ رہا کرتا تہا۔ لیکن ابوزبید نے باوجود مسلمان ہوجانیکے شراب ترک نہ کی تہی۔ اب بہی شراب کا عادی تہا۔ بعض عوام الناس اسکی صحبت کی وجہ سے ولید کی نسبت بہی شرابخواری کا الزام لگانے لگے۔ اسی اثنا مین بنی ازد کے چند نوجوانون نے ابن حیسمان خزاعی کے گہر رات کے وقت نقب لگائی چوری کی غرض سے گہر کے اندر گہس پڑے اور لوٹ مار شروع کردی۔ ابن حیسمان جاگ پڑے۔ تلوار لیکر چورونپر لپکے اور غل وشور مچایا ابوشریح خزاعی پڑوس مین رہتے تہے دراصل یہہ مدینہ کے باشندے تہے جہاد کی غرض سے

کوفہ آئے ہوئے تھے، غل وشور سنکر اپنے گھر کی چھت پر چڑہ گئے۔ جھانک کر دیکھا تو وہان تلوار چل رہی تھی۔ انہون نے ہرچند منع کیا اور انکو اس حرکت سے باز رکھنا چاہا مگر وہ لوگ نہ مانے اور ابن حیسمان کو قتل کر دیا۔ اس ہنگامہ مین اردگرد کے لوگ بھی جاگ پڑے تھے جنہون نے چارون طرف سے مکان کو گھیر کر قاتلونکو گرفتار کر لیا۔ اون لوگونمین اشخاص مندرجہ ذیل تھے۔ زہیر بن جندب ازدی۔ مورع ابی مورع اسدی۔ شبیل بن ابی ازدی۔ انکے ماسوا اور بھی تھے۔

مقدمہ ولید بن عقبہ کی روبکاری مین پیش ہوا۔ ابوشریح اور انکے بیٹے نے موقع کی شہادت دی۔ ولید نے بعد ثبوت قتل جناب عثمانؓ کی خدمت مین اس مقدمہ کی اطلاع کی۔ وہان سے حکم ہوا کہ قصاص مین قاتل مارا جاوے۔ باتباع اوسکے ولید نے دارالامارت کے دروازہ پر سزائے قتل دی۔ اس واقعہ سے مقتولین کے خویش واقربا ولید سے عداوت رکھنے لگے۔ وہ لوگ بھی ان لوگونمین شریک ہوگئے جو ولید کو شراب خواری مین متہم کرتے اور انسے پرخاش رکھتے تھے۔

ایک روز ابوزینب اور ابومورع وجندب مخالفین ولید کے پاس ایک شخص نے آکر خبر دی کہ ولید اور ابوزبید شاعر اسوقت دونون خلوت مین بیٹھے شراب اوڑا رہے ہین۔ چونکہ یہ لوگ ہروقت اسی تاک مین رہتے تھے اور ولید کی عیب جوئی کیا کرتے تھے چل کھڑے ہوئے اور چند اشخاص اہل کوفہ مین سے اپنے ہمراہ لئے۔ جب ولید کے مکان پر پہونچے وہان کوئی علامات شرابخواری کے نہ پائے۔ مخالفین شرمندہ ہوکر واپس آئے۔ ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرنے لگا۔ اہل کوفہ نے مخالفین ولید کو بہت کچھ بھلا برا کہا اسوقت تک ولید نے جناب عثمان کو لوگو نکے خیالات کی اطلاع نہ کی تھی۔

ایک دن ولید کے مخالفین مجتمع ہوکر عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے حضرت عبداللہ
بن مسعود آجکل کوفہ مین حاکم صیغہ مال تھے اور لوگونکو قرآن سکھاتے اور کار افتا بھی کرتے
تھے۔ اونسے بھی اس واقعہ کو کہا۔ ابن مسعود نے کہا "ہم اوس شخص کی تجسس نہین کرتے
جو ہم سے چھپا کر کوئی کام کرے"۔ ولید مخالفین کو ابن مسعود کے اس جواب پر بہت غصہ آیا
ابن مسعودؓ بھی اونکے اس بیجا غصہ سے برہم ہوے۔ اسی زمانہ مین ولید بن عقبہ نے
ایک ساحر کو ابن مسعود کے پاس بھیجا اور اوسکی بابت فتوی طلب کیا۔ ساحر نے ابن مسعود کے
سامنے اپنے جرم کا اقرار کیا۔ ابن مسعود نے قتل کا فتوی دیا۔ ولید نے ہنوز حد شرعی جاری
نہ کی تھی کہ چند لوگ مخالفین ولید سے آگئے اور اونہون نے ساحر کو قتل کر ڈالا۔ ولید نے
انکو گرفتار کرا کے قید کر دیا پھر بعد چندے چھوڑ دیا (ابن خلدون و ابن اثیر)

تاریخ مسعودی مین ساحر کا قصہ اس طرح لکھا ہے کہ ولید بن عقبہ سے کسی نے بیان کیا
کہ زرارہ نام یہودی نواح بابل کا رہنے والا فنون سحر و شعبدہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق ہے
اور عجیب و غریب تماشے دکھلاتا ہے۔ ولید نے ساحر کو بلایا۔ اوس نے مسجد کوفہ مین تماشا
کرنا شروع کیا۔ بہت سے تماشائیونکا ہجوم ہوگیا۔ ساحر نے تماشہ رات کے وقت کیا اور یہ دکھلایا
کہ ایک بڑا ہاتھی گھوڑے پر سوار صحن مسجد مین چل رہا ہے۔ پھر وہ یہودی ایک اونٹنی بن گیا
اور رسّی پر چلتا نظر آیا۔ پھر لوگون نے دیکھا کہ ایک گدھا اوس یہودی کے منہ مین گھس
گیا اور اوسکی دبر سے نکلا۔ بعدہ اوس یہودی نے ایک شخص کا سر دھڑ سے الگ کر دیا
اور بعد ازان تلوار اوسپر پھیری وہ آدمی زندہ ہوکر اوٹھ کھڑا ہوا۔

اس تماشہ مین بہت سے اہل کوفہ موجود تھے جن مین جندب بن کعب ازدی بھی تھے
تماشہ مین اس قسم کا لہو و لعب و زخرفات اور شعبدہ بازی سحر دیکھکر اعوذ باللہ من الشیطا[ن]

الرجیم پڑہتے تہے۔ انکو خوب معلوم ہو گیا کہ یہہ سارا کہیل جادو کا ہے۔ تلوار کہینچکر یہودی کے سر پر وار کیا۔ ایک ہی ہاتہہ مین سر اوڑادیا اور کہا۔ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہہ تماشا دن مین ہوا تہا۔ جندب اوس تماشہ سے نکلکر بازار مین پہونچے۔ ایک صیقل گر سے تلوار لیکر مسجد مین آے اور یہودی کو جہنم واصل کرکے کہنے لگے۔ اگر تو سچا ہے تو خود زندہ ہو جا۔ ولید کو اونکی یہہ حرکت ناگوار گذری۔ بعوض قصاص یہودی انکو قید کرنا چاہا مگر جندب کے رشتہ دار متعرض ہوے آخر انکو حوالات مین کردیا گیا قصد یہہ تہا کہ دہوکا دیکر مرواڈالینگے۔ خیر جندب حوالات مین رہے۔ پہرہ والے نے دیکہا کہ یہہ شخص شام سے صبح تک عبادت الٰہی مین بسر کرتا ہے۔ انکو دیندار جانکر کہا۔ تم اپنی جان بچا لیجاؤ۔ جندب نے جواب دیا کہ تم میرے عوض مارے جاؤگے۔ پہرہ والے نے کہا۔ خدا کی رضامندی اور اوسکے دوست کے بچانے مین اگر میری جان کام آوے تو کچہہ مضائقہ نہین۔

بصد امید عزم کوئے تو دارند مشتاقان		خداوندا بہ امیدے رسان امیدواران را

جندب رات کو حوالات سے نکل گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت ولید نے جندب کو طلب کیا اور انکے قتل پر مصمم ارادہ کرلیا۔ جب جندب نہ ملے پہرہ والے سے دریافت کیا۔ اوسنے کہا۔ رات کو بہاگ گئے۔ ولید نے اوس بیچارہ کی گردن ماری اور بازار مین لٹکوا دیا۔ ولید کی اس حرکت سے مخالفین کے دلونمین اور بہی آتش بغض وعناد برافروختہ ہوئی۔ ولید نے بہی ان لوگونکی شکایت حضرت عثمان رض کو لکہی۔

اس عرصہ مین ایک گروہ مخالفین ولید مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمان رض سے انکے ظلم وتعدی کی شکایت کرکے انکی معزولی کی درخواست کی جناب عثمان رض نے اونکی شکایت پر

اصلا خیال نہ فرمایا آخر بلا سماعت یہہ لوگ ناکام کوفہ واپس گئے۔

اب مخالفین کی ایک جماعت جنمین جندب اور اونکے احباب بہی تہے ایک جگہہ جمع ہوکر ولید کے بارہ مین صلاح کرنے لگی۔ آخر ایک بات پر اتفاق کرکے اس کام کی اسطرح ابتدا کی کہ ابوزینب ابومورع وغیرہ مع دیگر اشخاص کے ولید کے گہر گئے۔ دیر تک ادہر اودہر کی باتین کرتے رہے۔ اتنی دیر تک یہہ لوگ بیٹھے کہ ولید بن عقبہ کو نیند معلوم ہوئی اور وہ سو رہے اب ابوزینب نے ولید کی مہر لے لی اور وہان سے چل دیئے۔ جب ولید جاگے مہر نہ پائی۔ محل کی عورتون سے دریافت کیا۔ ایک عورت نے بیان کیا کہ اور سب گ تو آپکے پاس سے چلے گئی تہے صرف دو شخص جنکی صورت و شکل اس اس ہیئت کی ہے بیٹھے رہگئے تہے جبکہ آپ سو گئے تہے۔ ولید نے حلیہ و شباہت سے گمان کیا کہ وہ دو شخص ابوزینب اور ابومورع ہین۔ ایک شخص کو اونکی تلاش مین بہیجا مگر اونمین سے ایک بہی نہ ملا۔ ولید کو اونکی جانب یقین کامل ہوگیا کہ یہی دونون مہر چرا لیگئے ہین۔

اودہر ابوزینب اور ابومورع مع دیگر اشخاص کے دوبارہ مدینہ جناب عثمان کیخدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے بیان کیا کہ ولید نے شراب پی ہے۔ (شائد مہر بہی پیش کی ہو اور ظاہر کیا ہو کہ نشہ کی حالت مین اونکی اونگلی سے اوتار لی گئی مگر اونکو خبر تک نہ ہوئی) جناب عثمان رض نے جب دیکہا کہ ولید کی شکایت بڑہتی جاتی ہے آپنے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا جب ولید حاضر ہوے انکا مقدمہ جناب عثمان رض کے اجلاس مین پیش ہوا۔ مدعی اور ابوزینب اور ابومورع گواہ حاضر عدالت ہوے۔ اولاً ولید سے سوال کیا گیا بعدہ گواہونکی باری آئی۔ عثمان رض نے گواہون سے (تم دونون اس امر کی شہادت دیتے ہو کہ ولید نے شراب پی۔ اور کیا تم نے بچشم خود شراب پیتے دیکہا ہے یا کسی سے سنا ہے۔

گواہ۔ ہمنے انکو شراب پیتے اپنی آنکھون سے نہین دیکھا۔

عثمان رض۔ پھر تمکو کیسے معلوم ہوا کہ ولید نے شراب پی۔

گواہ۔ ہمارے روبرو ولید نے قے کی اوسمین شراب گری اور انکی ڈاڑھی تر ہوگئی ہمنے انکی ڈاڑھی سے شراب پونچھی۔ بقولے۔

چارۂ ہر دم غماز چہ سازد واقف سخت رسوا شدم از چشم تر خود چہ کنم

القصہ ولید کی نسبت شراب پینا ثابت ہوا اور وہ اپنی صفائی اور بریت کا ثبوت نہ دے سکے لہذا انکی نسبت حد قایم کیے جانیکا حکم صادر ہوا۔ جناب عثمان رض نے سعید بن العاص رض کو دُرّہ لگانیکا حکم دیا حضرت علی رض بھی اوسوقت تشریف رکھتے تھے آپنے حکم دیا کہ چادر ولید پر سے اوتار کر دُرّے لگاؤ۔ بعضی کہتے ہین کہ جناب علی رض نے اپنے صاحبزادہ حضرت امام حسن رض کو دُرّے لگانیکا حکم دیا تھا لیکن جب اونہون نے انکار کیا اور کہا۔ ول حارھا من تولی قارھا۔ یعنے خلافت کے نقصان وضرر کا اوسیکو مالک کیجیے جو اوسکے نفع اور فائدہ کا والی ہے۔ تو عبد اللہ بن جعفر رض نے دُرّے لگائے جب چالیس دُرّے پر پہونچے تو جناب علی رض نے کہا۔ بس اب دُرّہ نہ لگاؤ۔ آنحضرت صلعم اور ابوبکر رض نے چالیس چالیس دُرّے مارنیکا حکم دیا تھا اور جناب عمر رض نے انسی دُرّے شرابخوار کو مارے تھے اور یہ سب سنت ہے لیکن وہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

بعضے اس قصہ کو اسطرح لکھتے ہین کہ ولید بن عقبہ اپنے ہم صحبت احباب کے ساتھ روزانہ شراب پیا کرتے تھے اور یہ جلسہ شام سے صبح تک رہتا تھا۔ رقص و سرود کی مجلس گرم رہتی اور صدائے نوشانوش بلند ہوتی تھی۔ مطرب اپنے نغمات دلچسپ سے سامعین کے دلون کو مسرت وفرحت بے اندازہ پہونچاتا تھا۔ یہ بزم عشرت ہر شبکو آراستہ ہوتی تھی۔ ایک شب حسب معمول شراب وکباب و رقص و سرود مین کاٹی جب مؤذن نے فجر کی اذان دی جلسہ برخاست ہوا۔ ولید بن عقبہ

نماز کو مسجد مین گئے۔ صرف کُرتہ پہنے تھے اور لباس شب خوابی بدن پر تھا۔ خود امامت کی لوگونکو نماز پڑہائی۔ تمام رات کے جاگے ہوے اوپر نشہ شراب کا طرّہ۔ دو کی جگہہ چار پڑہائین اور بعد ختم نماز کے کہا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اور بہی پڑہاؤن۔ ایک روایت ہے کہ ولید نے بجاے تسبیح کے سجدہ مین کہا۔ اشرب واسقنی۔ یعنی تم خود پیو اور مجہے بہی پلاؤ۔ سجدے بہی معمول سے زیادہ لنبا چوڑا کیا۔ اپنی دانست مین گویا جلسہ شراب مین تہے اور ساقی کو ارشاد فرماتے تہے کہ خود تم بہی پیو اور مجہے بہی پلاؤ۔ معقول)

کرتا ہوان ایک نماز مین دو دو عبادتین		وہ بت چہپا ہے دل مین خدا ہے زبان پر

نمازی جو صف اول مین تہے اونہون نے یہہ نئی تسبیح سنکر نماز توڑ دی۔ کسی نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ خدا تمکو خیر و نیکی نصیب نہ کرے۔ خدا کی قسم مجہکو سخت تعجب ہے۔ اون لوگون سے جنہون نے تمکو ہمپر والی و حاکم بنا کر بہیجا۔ اسکے کہنے والے عَتّاب بن غیلان ثقفی ہین۔

بعد اس واقعہ کے ولید ایک دن خطبہ جمعہ پڑہنے منبر پر کہڑے ہوے۔ لوگون نے مسجد کے سنگریزونکی بارش انپر شروع کر دی۔ ولید مسجد چہوڑ کر بہاگے اور اپنے محل مین گہس رہے۔

تابّطَ شرّاً جو ایک شاعر گذرا ہے اوسکے اشعار ولید کے ورد زبان تہے۔

ولست بعیداً عن مُدامٍ و قینۃٍ		ولا بصفا صلد عن الخیر معزل
ولکننی اروی من الخمر ھامتی		وامشی الملاء بالساحب المتسلسل

مطلب انکا یہ ہے کہ مین شراب خواری اور راگ سننے سے باز نہ رہونگا اور شراب ساقی مین مشغول ہو کر دیگر امور خیر سے دلکش نہونگا۔ ولیکن مین اپنے سر اور دماغ کو شراب سے خوب سیراب کرونگا اور مسلسل بادہ نوشی مین نصیحت تمام کر دونگا۔

گشتہ ام معتکف بہ میخانہ		جان بپاے تم شراب دہم

ولید کے بارہ مین حطیئہ شاعر نے یہہ شعر کہے ہین۔

شہد الحطیئۃ یوم یلقی ربہ	ان الولید احق بالعذر
نادی وقد تمت صلاتہم	أ أزیدکم ثملا وما یدری
لیزیدہم اخری ولو قبلوا	لقرنت بین الشفع والوتر
حبسوا عنانک فی الصلوٰۃ ولو	خلوا عنانک لم تزل تجری

حطیئہ جب اپنے پروردگار سے ملیگا ضرور گواہی دیگا کہ ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے۔ جب نماز پوری پڑہ چکا نشہ کی حالت مین پکار کر کہا۔ (حالانکہ شراب نے اوسکے ہوش و حواس معطل کردے تھے اور اوسکو کچہہ خبر نہ تہی کہ وہ کیا کر رہا ہے) کیا اور بہی زیادہ نماز ادا کرون اگر مقتدی قبول کرتے تو وہ چار سے بہی زیادہ پڑہتا اور طاق و جفت باہم ملا دیتا۔ ولیکن اے ولید لوگون نے نماز مین تیری باگ روک دی اور اگر تیری باگ چہوڑدیتے تو یقین ہے کہ تو نماز پڑہتا رہتا اور کبہی ختم نہوتی۔

پہلے شعر کا دوسرا مصرع "ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے" مذاقیہ کلام ہے جیسے استفہام انکاری ہوتا ہے اور مطلب یہہ ہے کہ یہہ عذر قابل سماعت نہین کیونکہ شراب کے نشہ مین جب سدہ بدہ باقی نہین رہی تو ایسی حالت مین جو کچہہ کر گذرے بعید نہین حاصل شعر اول یہہ ہوا کہ مین خدا کے روبرو عرض کرونگا کہ ولید قابل سزا ہے۔ اسکا عذر ہرگز نہ سُنا جاوے

ولید تو خطبہ چہوڑ کر محل چلے گئے یہان نماز یون مین اسکا چرچا پہیلا۔ جو اہل کوفہ ولید کی شرابخواری سے ناواقف تہے وہ بہی آگاہ ہوگئے۔ ابو زینب بن عوف ازدی اور ابوجندب بن زہیر ازدی حاضرین مین تہے اور اشخاص کو لیکر ولید کے محل مین داخل ہوے۔ ولید نشہ شراب مین مست و لا یعقل اپنے تخت پر پڑے تہے۔ لوگون نے انکو جگایا مگر وہ ایسے بدمست

نہ تھے کہ جگا دے سے جاگ پڑتے۔ پھر ولید نے اوس حالت نشہ و بیہوشی مین قے کر دی۔
اوس مین شراب گری۔ لوگون نے مہر ولید کی اونگلی سے اوتاری اور فوراً محل سے نکلکر جانب
مدینہ روانہ ہوے۔ وہان پہونچکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے
گواہی دی کہ ولید نے شراب پی جناب عثمانؓ نے سوال کیا۔ تمکو کس طرح معلوم ہوا کہ ولید نے
شراب پی اور شراب کس چیز کا نام ہے۔ گواہون نے التماس کی۔ وہی شراب جسکو ہم لوگ
زمانہ جاہلیت مین پیتے تھے۔ پھر ان لوگون نے مہر ولید کی نکالکر جناب عثمانؓ کو دکھلائی
اور سارا قصہ بیان کیا جناب عثمانؓ نے ان لوگونکے اس بیان کی کچھہ وقعت نہ کی اور اوسوقت
اونکے اس دعوے کی تردید کی اور فرمایا۔ تم ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ جناب عثمان کو انکے
بیان پر پورا الیقین نہوا ہوگا یا یہہ کہ اسوقت تنہائی مین یہہ لوگ آپسے ملے اور شکایت کی۔
آپنے مصلحتہً اسوقت انکو ٹال دیا اور غرض آپکی یہ تہی کہ بعد ثبوت اسکا تدارک کیا جاوے۔
یا یہہ بات ہے کہ آپنے اس مقدمہ کو دیگر اصحاب کبار کی رائے سے فیصل کرنا چاہا۔ ابو زینب
اور ابو جندب جب جناب عثمانؓ کے پاس سے ناکام پہرے حضرت علیؑ کی خدمت مین پہونچے
اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت علی مرتضیٰؑ جناب عثمانؓ کے پاس آے اور فرمایا۔ آپ نے
گواہون کو ٹال دیا اور حدود شرعی باطل کین حضرت عثمانؓ نے جواب دیا۔ پھر آپ کی کیا
رائے ہے شیر خدا نے کہا۔ میری رائے تو یہہ ہے کہ آپ ولید بن عقبہ کو طلب کیجئے۔ یہ لوگ
اونکے سامنے اگر گواہی دین اور ولید اپنی برئت کی دلیل نہ پیش کرسکین تو حد جاری کیجاوے۔ جناب
عثمانؓ نے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا۔ جب وہ آگئے مقدمہ پیش ہوا۔ مدعی۔ مدعا علیہ گواہ
حاضر عدالت ہوے۔ گواہون نے ولید کے منہ پر صاف صاف بیان کر دیا۔ جب ولید اپنے
اوپر سے یہہ الزام دفع نہ کرسکے اور نہ اپنی صفائی مین عذر معقول پیش کیا تو حضرت عثمانؓ نے

دُرّہ اوٹھاکر جناب علیؓ کو دیا اور فرمایا۔ ولید کو دُرّے لگاؤ۔ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادہ حسنؓ سے فرمایا
اے میرے بیٹے۔ تم کھڑے ہو جاؤ اور حدخداوندی قائم کرو جناب حسنؓ نے جواب مین عرض کیا
اسیقدر ذلت انکو کافی ہے۔ جب شیر خدا نے دیکھا کہ بخیال قرابت خلیفہ وقت حد قائم کرنیسے
انکار کرتے ہین تو خود درہ لیکر کھڑے ہوے جب ولید کے قریب پہونچے اونہون نے آپکو
بُرا کہنا شروع کیا۔ عقیل بن ابیطالب اوس مجمع مین موجود تھے بولے۔ اے ابن ابی معیط۔ تو یہ
کلام کرتا ہے۔ تجھکو اپنی حقیقت بھی معلوم ہے کہ تو کون ہے۔ تو ایک عجمی صفوریہ کا رہنے والا
تیری یہ طاقت کہ علیؓ کی شان مین الفاظ بے ادبانہ اپنی زبان سے نکالے (صفوریہ ایک موضع
ہے ملک طبریہ اور نواح اردن مین عکا اور رلجون کے درمیان۔ ولید کا باپ اوس گانون کا
رہنے والا قوم یہود سے تھا) جناب علیؓ درہ مار رہے تھے مگر ولید زد سے ہٹ جاتے تھے
مار نہین کہاتے تھے۔ بالآخر حضرت علیؓ نے ولید کو پکڑکر زمین پر پچھاڑا اور دُرّے لگائے۔
جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ آپکو یہ زیبا نہ تھا کہ اس طرح انکو دُرّے لگاتے۔ حضرت اسد اللہ الغالب
نے جواب دیا۔ اس سے بھی زیادہ ذلت دیجاویگی اگر آئندہ فسق وفجور مین مبتلا ہوے اور
خداوند تعالیٰ کے حقوق نہ ادا کئے۔ (مسعودیؒ)

المختصر اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمانؓ نے ولید کو گورنری کوفہ سے معزول
فرمایا۔ بجاے اونکے سعید بن العاصؓ گورنر کوفہ مقرر کئے گئے۔ انکا نسب یہ ہے سعید بن العاص
بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس اموی۔ انہون نے جناب عمر فاروقؓ کی گود مین پرورش
پائی اور بروایت ابن خلدون جناب عثمانؓ نے انکی پرورش کی۔ ابتداے سن شعور سے نہایت
نیک نامی کے ساتھ شہرت حاصل کی عقل وتمیز مین ممتاز تھے۔ بڑے بڑے کامونکو انجام دیا
اس سے اور بھی انکی لیاقت وقابلیت کی شہرت ہوگئی۔ (حقائق الکلام)

بعد فتح شام کے سعیدؓ حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین رہے۔ایک روز جناب عمر فاروق نے اہل قریش کو یاد فرمایا۔انکا بھی نام آیا معلوم ہوا کہ شام مین ہین۔آپنے انکو بُلا لیا جب یہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔مجھکو دریافت ہوا ہے کہ تم مرد صالح اور جفاکش ہو محنتون اور مصیبتونکو جھیلے ہوے۔تمکو چاہیئے کہ اسی طرح نیک کامون مین ترقی کرتے رہو۔خداوند تعالیٰ خیر و صلاح تمہارے نصیب فرمائیگا۔پھر دریافت فرمایا کہ تمہاری شادی ہو گئی اور کوئی بیوی ہے یا نہین۔سعید نے جواب دیا نہین۔اسی اثنا مین سفیان بن عوف کی بیوی چند جوان لڑکیان جو انکی بیٹیان تھین جناب عمرؓ کے پاس لائین اور کہا ''ہمارے مرد مر گئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مرد مر جاتے ہین عورتین ضائع و برباد ہوتی ہین۔آپ ان لڑکیونکو انکے کفو مین بیاہ دین'' جناب عمرؓ نے ایک عورت سے سعید کا نکاح کر دیا اور ایک عبدالرحمن بن عوف کو بیاہ دی۔بعد اسکے مسعود بن نعیم نہشلی کی لڑکیان مدینہ مین آئین اور جناب عمرؓ سے عرض کیا ''ہمارے مرد مر گئے اور ہمارے پاس چھوٹے چھوٹے لڑکے رہگئے ہین آپ ہمارا عقد ہمارے کفو مین کر دین'' آپنے ایک کا نکاح سعید سے اور ایک کا جبیر بن مطعم سے کر دیا۔سعید کے چچا اسلام مین معززین اشخاص سے ہین۔سعید بھی جناب عمرؓ کے عہد مین ایک نامی اہل قریش سمجھے گئے بعد عقد کے یہہ ایک زمانہ تک مدینہ مین رہے۔سنہ ۳۰ھ مین جناب امیر المومنین عثمانؓ نے انکو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔سعید پروانہ گورنری لیکر مدینہ سے جانب کوفہ روانہ ہوے۔انکے ہمراہ اُشتر ابو خشۃ غفاری۔جندب بن عبداللہ۔ابن صعب بن جثامہ۔جو کہ ولید کے مقدمہ مین مدینہ منورہ گئے ہوے تھے کوفہ واپس آے یہہ لوگ پہلے ولید کی اعانت کو گئے تھے لیکن بعد مین اونکے مخالف ہوگئے۔سعید بن العاص جب کوفہ مین داخل ہوے اور اہل کوفہ کو انکی حکومت کا حال معلوم ہوا کسی شاعر نے یہہ شعر کہے۔

فهرت من الولید الی سعید	کاهل الحجر اذ جزعوا فبار وا
یلبینا من قریش کل عام	امیر محدث او مستشار
لنا نار نخوف بها فنخشی	ولیس لھم فلا یخشون نار

مین ولید کے ظلم و بد فراجی و فسق سے بھاگا اور زیر سایہ حکومت سعید پناہ لی جیسا کہ اہل حجر جب گھبراتے ہین جنگل میدان مین نکل جاتے ہین۔ ہمپر ہر سال قریش کی جانب سے ایک سردار نیا ہو کر آتا ہے ہم لوگونکے حق مین (یہہ قریش کی حکومت) ایک آگ ہے جس سے ہم ڈرا کرتے ہین اور قریش کو تو کسی آگ کا دغدغہ و خطر نہین وہ کیون ڈرین۔ (ابن اثیر)

جب سعید کوفہ مین داخل ہوے اور خطبہ کا قصد کیا حکم دیا کہ اول ممبر دھویا جاوے کیونکہ ولید ناپاک و نجس تھا یہہ اوسکی نشستگاہ ہی اسکو پاک کرو۔ (مسعودی) لوگون نے ممبر کو دھو دیا۔ سعید نے ممبر پر چڑھکر اولاً خدا کی حمد بیان کی پہر کہا۔ خدا کی قسم مین اپنی خوشی سے یہان کی حکومت پہ نہین آیا بلکہ جبراً بہیجا گیا ہون اور مجھکو مجبوراً آنا پڑا ہے۔ ہوشیار رہو۔ زمانہ فتنہ و فساد کا آگیا۔ فتنہ اپنی دونون آنکھون سے تمہاری طرف ٹکٹکی باندہے تک رہا ہے خدا کی قسم مین فتنہ کے منہ کو لگا مڑ دونگا اور اوسکو جڑ سے اوکھاڑ ڈالونگا۔ یا مین خود تھک جاؤن اور رہ جاؤن تو مجبوری ہی اور مین اپنی جان کو آتش فتنہ فرو کرنے مین لڑا دونگا" یہہ کہکر ممبر سے اوتر آے۔ کچھہ مدت تک اہل کوفہ کی حالت اور وضع و چال ڈھال پر خوب غور کرتے رہے بعد تحقیق و تفتیش احوال جناب عثمانؓ کو یہہ عرضی لکھی" اہل کوفہ کی حالت سراسر ناقابل اطمینان ہے۔ انکا کارخانہ بالکل درہم برہم ہو رہا ہے۔ اشراف گردی ہی رذیلون کا دور دورہ ہے۔ سابقین اسلام۔ شریف قوم مغلوب ہین نئی ترقی والے۔ اہل رواد ف و توابع کا اس ملک مین تسلط ہے۔ معززین سابقین اسلام پر اگر کوئی حادثہ گذرے کوئی اونکی

خبر نہین لیتا۔ بیچارے کس مپرسی کیحالت مین رہتے ہین"۔
جب سے کوفہ مین اسلام داخل ہوا اکثر صحابہ کرام نے بود و باش وہانکی اختیار کی۔ خاص شہر کے رہنے والے ان لوگونکی عزت کرتے تھے۔ دیہاتی نومسلم بہی شہر مین آبسے۔ رفتہ رفتہ ہر کام مین ترقی کرتے رہے۔ صحابہ کرام وغیرہ جو صاحب شرافت تہے وہ لوگ سابقین کے لقب سے مشہور تہے غیر قوم جو اسلام اختیار کرکے رہنے لگے یا بدوی لوگ شہری ہوکر رہے وہ رواد ف و توابع کہے جاتے ہین۔ یا علما و جہلا کا فرق سمجھنا چاہیئے۔ علمار دین اشراف مین شمار ہین اور جاہل بازاری۔ کمین روادف و توابع کے نام سے مشہور ہین۔
جناب عثمانؓ نے یہہ عرضی ملاحظہ فرماکر جواب لکھا۔ "امابعد۔ اہل شرف۔ سابقین اسلام اور جن لوگونکے ہاتھونپر خداوند تعالی انے یہ ملک فتح کیے ہین واجب التعظیم ہین۔ انکو ہر طرح فضیلت دیجاے۔ انکے بعد جو لوگ اسلام مین داخل ہوکر وہان رہے ہین اونکا رتبہ قائم کیا جاے اور ہر ایک شخص کا اوسکے قدر و منزلت کے مطابق لحاظ رہے اور اوسکا حق دیا جاے ہان اگر سابقین اسلام مین سے کوئی شخص حق بات چہوڑ دے اور جو اوسکا منصب ہے اوسکے خلاف کرے اور اوسکے تابع اور پیچہے آنیوالے سابقین کے منصب کو ادا کرین تو اوسوقت اوسکی قدامت اور رتبہ کا لحاظ نہ کیا جاے۔ ہر شخص کے رتبہ پر نظر رکھکر موافق اسکے برتاؤ کرنیسے پورا عدل قائم ہوسکتا ہے"۔ جب یہہ فرمان سعید بن العاص کے پاس پہونچا جملہ معززین اہل کوفہ کو بلایا۔ اونکے ساتھہ روادف و توابع بہی بلاے گئے۔ مجمع عام مین جناب عثمانؓ کا حکم پڑہکر سنایا اور یہہ بھی کہا "آپ لوگ سب مین ممتاز ہین اور سب کے چہرے ہین اور دستور ہے کہ الوجہ ینبئ عن الجسد۔ یعنی چہرہ تمام بدن کی خبر دیتا ہے۔ ہر حاجتمند کی حاجت ہمارے سامنے پیش کرین اور اسکی بابت جیسی راے سب صاحبونکی ہو ظاہر کرین"

اہل کوفہ اس بات پر راضی نہ ہوے اور یہ جلسہ بغیر کسی امر مناسب کے طے ہوے برخاست ہوا اور سب لوگ چلے گئے۔ تمام کوفہ مین انہین باتونکا چرچا ہر گلی کوچہ تہا۔ سعید نے یہ جناب عثمان کو اس حال سے اطلاع دی۔ حضرت ذی النورین نے اصحاب راے۔ اکابر صحابہؓ کو اس امر مین مشورہ و صلاح مناسب کرنے کو جمع کیا۔ اونسے اس بارہ مین راے طلب کی۔

صحابہ رضؓ۔ اہل کوفہ سے ایسی باتونکی امید نہ رکہیے جسکی قابلیت اونمین نہین کیونکہ جب کوئی شخص ایسا کام کرنا چاہے کہ جسکا وہ اہل نہین تو وہ اوس کام کا بار نہین اوٹہا سکتا ہے۔ اصلاح کیسی اور بگاڑ کر برباد کردیگا۔

ذی النورین رضؓ۔ اے اہل مدینہ۔ ہوشیار ہو جاؤ اور مستعد رہو مین دیکہتا ہون کہ فتنہ تمہاری طرف چلکر آرہا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ تمہارے حقوق پورے پورے ادا کردون۔ تمہارے حقوق ملک عراق سے تمہاری طرف منتقل کردون۔ جسکا حصہ جائداد عراق مین ہے وہ وہانسے یہان لے آوے۔

صحابہ رضؓ۔ یہہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ دو ملکونسے کسطرح ہمارے حقوق اور ہماری جائداد ہمکو دلادینگے۔

ذی النورین رضؓ۔ تم لوگ اپنی املاک مین سے جو دونون ملکون حجاز و یمن مین ہے یمن و عراق کی جائداد فروخت کرڈالو اور بعیوض اوسکے حجاز مین خرید کرلو۔

صحابہ رضؓ۔ ہم سب کو بطیب خاطر منظور ہے۔

سب نے اس راے پر اتفاق کیا اور بہت خوش ہوے اور جو امر اونکے شان گمان مین بہی نہ تہا وہ خداوند تعالی نے ظاہر فرمادیا اور اوسکی سبیل پیدا کردی۔ عراق مین جو کچہہ

اونکا تھا اونھون نے فروخت کر ڈالا اور دوسرے ملکون کی جائداد مول لے لی چنانچہ طلحہ
مروان۔ اشعث بن قیس اور بہت سے دیگر لوگون نے ہر قبیلہ کے خیبر۔ مکہ۔ طائف کی جائدادین
خرید کرلین۔ یہہ معاملات سب کی رضامندی اور خوشی سے ظہور پذیر ہوئ (ابن خلدون و ابن اثیر)
چونکہ لوگونکی املاک اور جائداد باہم متصل تھی اور صحابہ کرام کو بوجہ اپنی جائداد زمین وغیرہ
کے اتفاق خلط ملط عوام اشخاص سے رہا کرتا تھا اور ہر جگہ ہر قوم کے لوگ رہتے بستے تھے
صحابہ کو اونکے ساتھہ معاملات رہا کرتے تھے بالخصوص کوفہ وغیرہ مین جیسا کہ اوپر کے بیان سے
ظاہر ہوا۔ اسوجہ سے صحابہ کی عزت وتوقیر وہی لوگ کرتے تھے جنکے دلونمین انکی عظمت و
جلالت تھی۔ جناب عثمانؓ نے صحابہ اہل مدینہ کو یہ راے دی کہ اپنی اپنی زمین جو دوسرے ملکونمین ہے
بیچ ڈالین اور بجاے اوسکے ملک حجاز مین خرید کرلین اسمین یہہ مصلحت تھی کہ صحابہ کو غیر لوگونکے
ساتھہ معاملات اور اونسے میل جول کم رہیگا اور جیسا کہ مشہور مقولہ ہے۔ زن۔ زر۔ زمین۔
جو سبد امر فساد ہین اس قسم کے تعلقات جو جائداد کے اتصال سے ہین بہت کم ہوجاوینگے
اور ہر شخص کا رتبہ وعزت برقرار رہیگی۔

غزوہ طبرستان

عہد خلافت فاروقی ۲۱ھ مین بعد فتح رے اہل دیناوند جزیہ ادا کرنے پر راضی ہوگئے تھے۔
حضرت نعیم نے اپنے بھائی سوید بن مقرن کو بہمراہی ہند بن عمرو جبلی قومس پر بھیجا جسکو بغیر آگے
بڑھے انھون نے فتح کرلیا۔ یہ ایک وسیع صوبہ تھا جرجان وطبرستان یہانسے بہت قریب
ہین۔ سوید جرجان کیطرف روانہ ہوے جو طبرستان کا نامی شہر ہے وہان کے رئیس نے جزیہ پر
رضامندی ظاہر کرکے صلح کرلی جب یہ خبر اہل طبرستان کو پہونچی وہان کا رئیس اصبہبند ڈر گیا

اور پانچ لاکھہ درم جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی۔خود سوید بن مقرن سے ملنے آیا اور طبرستان کی حدود سے دیگر مقامات واونکے استحکام کو دکھلایا۔ایک زمانہ تک والی طبرستان اپنے پیمان پر قائم رہا پہر عہد شکنی کی (شاید عہد فاروقی تک جزیہ ادا کرتا رہا ہوا) اور اب عہد عثمانی مین سرکشی اور بغاوت پر کمر باندہی ہوا رئیس جرجان اور مسلمانونکے درمیان جو صلحنامہ تحریر ہوا اوسمین صاف درج تہا کہ جرجان اور دہستان کے امن کے مسلمان ذمہ دار ہین اور یہان کے اون باشندونسے جو بیرونی حملونکے روکنے مین مسلمانونکو مدد دینگے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ایک مؤرخ کا قول ہے کہ خلافت فاروقی مین جزیہ لیکر طبرستان کو چہوڑ دیا تہا اور وہ ۲۲ھ مین فتح ہوا ہے پہر سنہ ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے اوسپر فوجکشی کی فتح سابق کا لحاظ کچہہ نرہا اسواسطے اسکی فتح کو فتوحات عثمانی کے متعلق کردیا۔

طبرستان کے حدود اربعہ یہہ ہین۔مشرق مین خراسان وجرجان۔مغرب مین آذربائیجان شمال مین بحر جرجان اور جنوب مین بلاد خیل۔مشہور شہر اسکے بسطام اور استرآباد ہین سنہ ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے لشکر جرار لیکر طبرستان پر چڑہائی کی۔بعض کا قول ہے کہ اس سے پیشتر طبرستان پر مسلمانونمین سے کسی نے فوج کشی نہین کی سعید بن العاص نے ہی سب سے پہلے طبرستان کا رخ کیا تہا۔جو روایت اس سے قبل ہم لکھہ چکے ہین کہ عہد فاروقی مین صرف صلح ہوگئی تہی اس بنا پر تخالف روایتین بالکل نہین رہتا سعید بن العاص کے لشکر مین عمائد اسلام صحابہ کرام تشریف رکہتے تہے۔ازانجملہ جناب حسن حسین۔ابن عمر۔ابن زبیر۔عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہم تہے۔

مرزبان (حاکم) طوس نے سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر کو جو حاکم بصرہ تہے قبل اسکے لکہا تہا کہ تم مین سے جسکو قدرت مقابلہ ہو خراسان پر آکر قبضہ کرلے چنانچہ اس سنہ مین

ابن عامر بصرہ سے اور سعید کوفہ سے خراسان کا قصد کر کے چلے چونکہ ابن عامر سعید سے پہلے نیشاپور مین پہونچگئے اسوجہ سے سعید ادھر سے رک رہے اور طبرستان کی طرف فوج کشی کی اور بمقام قومس اپنا لشکر ٹھیرایا۔ چونکہ اہل قومس سے حذیفہ بن الیمان نے بعد فتح نہاوند صلح کرلی تھی سعید نے جرجان کا رُخ کیا۔ حاکم جرجان نے دو لاکھ جزیہ پر مصالحت کرلی۔ سعید یہہ معاملہ کر کے طمیسہ پر لشکر لاے۔ یہہ مقام جرجان کا خیمہ گاہ اور منجملہ بلاد طبرستان دریا کے کنارہ آباد ہے۔ اہل طمیسہ نے مقابلہ کیا۔ شہر سے نکلکر میدان مین اپنا لشکر جمایا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر اسلام نے عین جنگ مین نماز کیوقت صلوٰۃ خوف حسب تعلیم حضرت حذیفہ ادا کی اور کفار سے لڑتے رہے۔ سعید نے والی طمیسہ پر تلوار کا وار کیا اور حمائل کا ایک ایسا ہاتھہ جمایا کہ زرہ کو کاٹ کر بغل کے نیچے ہوکر نکل گئی اور مثل خیار تر دو پارہ کر دیا لشکر مخالف میدان جنگ سے ہزیمت خوردہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا۔ سعید نے محاصرہ کر کے منجنیق نصب کرادین اور سنگباری کا حکم دیا۔ محاصرہ طویل کے بعد اہل طمیسہ نے اس شرط سے امان طلب کی کہ ان مین سے ایک شخص نہ مارا جاوے سعید نے یہہ شرط منظور کرلی۔ اہل طمیسہ نے شہرپناہ کا دروازہ کھول دیا۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا بعد اسلام پیش کرنے کے سبھون کو باستثناء ایک شخص کے قتل کا حکم دیا اور جو کچھہ مال ومتاع قلعہ مین پایا لوٹ لیا۔ مہم طمیسہ سے فراغت پاکر سعید نے نامیہ فتح کیا۔ یہ مقام کوئی شہر یا آبادی نہ تہا بلکہ ایک جنگل بیابان تہا۔ اسی مقام مین سعید کے ہمراہیون مین سے محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) نے انتقال کیا۔ پہر سعید دارالخلافہ کوفہ کو واپس آے۔ جب سعید نے اہل جرجان سے مصالحت کرلی اہل جرجان کبھی ایک لاکھہ کبھی دو لاکھہ کبھی تین لاکھہ بہی خراج دیتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ صلح ہمنے اپنی خوشی سے کرلی ہے اور کبھی ایسا بہی ہوتا کہ کچھہ نہ دیتے بعد چندے خراج بالکل بند کر دیا

اور خود سر و باغی ہو گئے اسوجہ سے خراسان کا راستہ قومس ہو کر خطرناک ہو گیا اور قافلے
اوس راستہ ہو کر جانیسے ڈرتے تھے۔ اوسوقت خراسان کا راستہ فارس کرمان ہو کر تھا۔
قبل فتح قومس یہی قدیمی راستہ تھا۔ یہ حالت ایک زمانہ تک رہی جب قتیبہ ابن مسلم والی
خراسان ہوے تو یزید بن مہلب کو قومس کیطرف روانہ کیا مرزبان قومس اور اہل جرجان
نے حسب شرائط صلح سعید بن العاص پھر مصالحت کر لی۔ اونہون نے بحیرہ اور دہستان کو
بھی فتح کر لیا۔

جمع قرآن مجید

قبل اسکے حضرت حذیفہ بن الیمان ممالک ارمینیہ مین جبال اللان کے سمت فوج لیکر گئے تھے
اور اون اطراف کی مہم سے فارغ ہو کر اسی سنہ مین جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبدالرحمن
بن ربیعہ کی کمک کو بھیجے گئے۔ سعید بن العاص انکے ہمراہ تھے۔ آذربائجان مین پہونچکر
سعید بن العاص تو ٹھیر گئے اور حذیفہ عبدالرحمن کے پاس چلے گئے اور اونکے ساتھ رہے
بعد انتقال عبدالرحمن حذیفہ واپس ہوے اور آذربائجان ہوتے ہوے سعید کو ساتھ
لیکر کوفہ کو چلے اسی دوران مین کہ حذیفہ رض سعید بن العاص رض سے ملے اونسے کہا مین نے اس
سفر مین عجیب ماجرا دیکھا ہے اگر لوگونکو اونکے حال پر چھوڑ دو تو تعجب نہین کہ کچھہ زمانہ کے
بعد قرآن شریف مین بہت کچھہ اختلاف پیدا ہو جاوے جسکی اصلاح آیندہ مشکل ہو گی۔
سعید بن العاص نے استفسار کیا کیا ماجرا دیکھا ہے۔ کچھہ بیان تو کیجیے۔ حضرت حذیفہ نے
جواب دیا کہ مین نے اہل حمص کو دیکھا۔ اونکا مقولہ ہے کہ ہماری قرآن کی قرات دوسرونکی
قرات سے بہتر ہے کیونکہ ہم نے قرآن مقداد رض سے پڑھا اور اونسے سیکھا ہے۔ دمشق والے
کہتے ہین کہ ہم خوب پڑھتے ہین اور ہماری قرات سب سے افضل و بہتر ہے۔ اہل بصرہ کا قول ہے

کہ ہمنے قرآن ابوموسی سے پڑہا ہے ہمارا مد مقابل کون ہو سکتا ہے۔ انہون نے ابوموسیٰ
کی مصحف کا لباب القلوب نام رکہا ہے۔ اہل کوفہ کا بیان ہے کہ ہمارے قرآن کے معلم
ابن مسعود ہین۔ ہماری قرأت صحیح و النسب ہے۔ غرضکہ ایک شہر والے مسلمان دوسرے
شہر والون پر لعن طعن کرتے ہین اور آپس مین جہگڑتے ہین اسلیئے میرے نزدیک مناسب ہے
کہ قرآن مجید ایک قرات و صورت پر جمع کر دیا جاوے ورنہ اگر یہی حالت قائم رہی تو آگے چلکر
سخت اختلاف واقع ہو جائیگا۔

جب حذیفہؓ کوفہ مین داخل ہوے لوگونکو جمع کرکے اس اختلاف سے ڈرایا اور اپنی رای
پیش کی صحابہؓ اور تابعین تو انکا کہنا مان گئے اور سب نے انکے قول پر اتفاق کیا مگر عبداللہ
بن مسعودؓ کے مقلد اور پیرو بگڑ گئے اور کہا۔ آپ ہمپر کیا اعتراض کرتے ہین۔ کیا ہماری
قرأت ابن مسعود کی قرأت کے موافق نہین۔ اس جواب پر حذیفہ اور انکے موافقین سختی سے
پیش آے اور کہا۔ تم نہین سمجتے۔ دیہاتی گنوار آدمی ہو خاموش رہو۔ تم لوگ خطا پر ہو۔
خدا کی قسم اگر مین زندہ رہا تو جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر اس مقدمہ مین عرض کرونگا
ابن مسعودؓ اس جلسہ مین موجود تہے یہ سختی تمام پیش آے۔ اونکی سخت کلامی پر سعید کو غصہ آگیا
اور اونکو جواب تلخ دیا غرض سارا جلسہ درہم برہم ہوگیا حضرت حذیفہؓ اس مجلس سے نکل کر
براہ راست مدینہ منورہ روانہ ہوے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین پہونچکر سارا قصہ بیان
کیا۔ امیر المومنین نے اکابر صحابہؓ کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ سب نے باتفاق
آرا حضرت حذیفہؓ کی راے کو پسند کیا۔

جب جناب عثمانؓ نے سب صحابہ کبار کو اس امر پر متفق پایا یہ کام پورا کرنے کی کوشش
کی جناب ام المومنین حفصہؓ کے پاس سے وہ قرآن منگوایا جو عہد خلافت جناب صدیق اکبر

مین جمع و مرتب کیا گیا تھا جبکہ جنگ یمامہ مین ہزار ہا حفاظ شہید ہوے تھے اور اوسوقت عمر فاروقؓ نے جناب ابوبکر صدیقؓ کو قرآن جمع کرنیکی رائے دی تھی اور یہ خیال دلایا تھا کہ قرآن زیادہ حفاظ کے شہید و فنا ہوجانیسے فنا نہ ہوجاے ۔ اولاً جناب صدیقؓ کو کچھہ تردد ہوا اس لیے اختلاف کیا اور عمر فاروقؓ کو جواب دیا کہ جس کام کو جناب رسول خداؐ نے نہین کیا مین کیسے کرون ۔ لیکن جب اس امر پر غور کرکے بہ تعمق تمام ملاحظہ کیا تو جناب عمرؓ کی رائے بہت پسندیدہ اور قابل تحسین نظر آئی لہذا اونکی راے سے اتفاق کرکے زید بن ثابتؓ کو مامور کیا چنانچہ زید بن ثابتؓ نے کاغذون کے پرزون درختون کے پتون چھالون اور لوگونکے سینون سے قرآن کو جمع کرکے مرتب کیا ۔ یہ مصحف کریم جناب ابوبکرؓ کے پاس رہا پہر جناب فاروقؓ کے پاس رہے ۔ جب آپ شہید ہوگئے تو ام المومنین جناب حفصہؓ کے پاس رہا ۔ حضرت عثمان نے جب یہ قرآن مجید منگوالیا اور زید بن ثابتؓ عبد اللہ بن زبیر سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشامؓ کو اسکی نقل و کتابت پر مامور فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر تم لوگ باہم کسی لفظ مین اختلاف کرو تو اوس صورت مین محاورہ قریش کا لحاظ رکھنا اور اوسی کے موافق کرلینا کیونکہ قرآن مجید قریش ہی کی زبان مین نازل ہوا ہے ۔ ان بزرگون نے ایسا ہی کیا اور نہایت اہتمام و محنت سے متعدد نسخے قرآن مجید کے لکھکر تیار کیے ۔ جب یہ کام ہوچکا اصل منقول عنہ مصحف جناب ام المومنین حفصہؓ کی خدمت مین واپس دیا گیا اور یہہ متعدد نسخے تمام بلاد اسلامیہ مین بھیجدیے اور یہ حکم دیا کہ اسی پر اعتماد و بھروسہ کیا جاے جو اسکے خلاف ہو اوسکو ترک کردین چنانچہ جو نسخے اس مصحف کے خلاف ملے اونکو جلا دیا ۔ جملہ اہل اسلام اس کام سے بہت خوش ہوے اور سب نے اس مصحف عثمانی کو دل سے عزیز سمجھا اور آنکھوں سے لگایا اہل کوفہ کو جب یہ مصحف پہونچا جملہ صحابہ رسول خدا بہت خوش ہوے مگر صرف عبد اللہ بن مسعود

گروہ کے لوگون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ وہ اپنی قدیم قرأت پر رہے۔ ایک مدت کے بعد جب جناب علی مرتضیٰ خلیفہ ہوے اور کوفہ مین تشریف لاے تو لوگونمین مصحف عثمانی رض کا رواج دیا ایک شخص نے مجمع عام مین کھڑے ہوکر امیر المومنین جناب عثمان رض پر قرآن شریف کے بابت حرف گیری کی۔ حضرت علی مرتضیٰ بہت برہم ہوے اور ڈانٹ کر فرمایا۔ چپ رہ خبردار اب زبان درازی نہ کرنا۔ عثمان رض نے یہہ کام بہت اچھا کیا ہے اگر اوسوقت مین خلیفہ ہوتا تو یہی راہ عثمان رض کی اختیار کرتا۔ (ابن اثیر)

جناب عثمان رض نے قرآن مجید کی ترتیب وجمع مین جو کام کیا ہے اسکے باعث جس اختلاف کے واقع ہونیکا بہت بڑا اندیشہ تہا وہ رفع ہوگیا یہ کام آپکی خصوصیات مین سے ہے۔ خداوند تعالیٰ نے آپکی ذات کے ہی واسطے اوٹھا رکھا تھا۔ امت محمدی کو ایک قرآن پر جمع کرنا یہ آپ ہی کا کام ہے اگر آپ یہ اہتمام نہ فرماتے تو آج کے دن جیسا کہ مذاہب مختلفہ بکثرت پہیلے ہین اور سب اسلام کے مدعی اور اسلام کے ہوا خواہ ہین اسی طرح قرآن مجید مین بھی بہت کچھ اختلاف ہوجاتا اور کسیطرح یہ اختلاف نہ مٹ سکتا۔ ہر شخص کے پاس ایک نیا قرآن شریف ہوتا جسکو وہ وحی آسمانی سمجھتا اور دوسرے کو فرضی ومصنوعی جانتا اور جسطرح کتب سماوی زبور۔ توریت وانجیل مین تحریف وتبدیل ہوئی ہے قرآن مجید اور فرقان حمید بھی اس سے نہ بچتا اور جیسے اب یہہ کلام پاک بجنسہ اور تواتر کے ساتھہ ثابت ہے اوس حالت مین ہرگز نہوتا۔ قرآن مجید کے متعلق جناب عثمان رض نے پانچ قسم کی کوشش فرمائی۔

اول۔ لوگونکے پاس جو مصاحف اور اوراق موجود تے جنکو ہر ایک نے اپنی زبان کے موافق لکھہ لیا تھا یا جیسا اپنے اپنے استادونسے سنا تھا یاد کرلیا اور اوسی پر پورا اعتماد کیا۔ اس وجہ سے گویا ہر شہر کا قرآن نیشہ ایک جدا تھا۔ جناب عثمان رض نے یہ اختلاف رفع کیا

تمام ممالک محروسہ اسلام مین ایک ایک نقل مصحف فاروقی کی پہونچادی نقل کرتے وقت بہی اختلاف رفع کرکے محاورہ قریش پر ٹہیک کرکے لکہایا۔ اس طرح تمام اہل اسلام مین ایک ہی قرآن شریف ہوگیا۔ جو اسکے خلاف پاے گئے وہ جلادیے گئے۔ دوم آپسے بہت سے تابعین نے قرآن شریف سیکہا اور وہی سلسلہ ابتک قائم رہا۔ مشاہیر قاریون کی قرأت کی سند کسی نہ کسی صحابہ سے ضرور پہونچتی ہے۔

عبداللہ بن کثیر و نافع دونون نے ابی بن کعب سے قرآن پڑہا اور اونسے سنا اور اونکو سنایا عبداللہ بن عامر کو جناب عثمان رضہ سے سند ہے۔ عاصم۔ حضرت علی رضہ و عبداللہ بن مسعود رضہ کے شاگرد ہین حمزہ نے حضرت عثمان رضہ و جناب علی مرتضی رضہ سے پڑہا۔ اور ان سب نے جناب رسول خدا صلعم سے سیکہا سوم جناب عثمان رضہ نماز مین قرأت دراز پڑہتے جیساکہ حضرات ابوبکر رضہ و عمر رضہ کا دستور تہا کہ مسلمانونکو یاد کرانے کو قرأت طویل کیا کرتے تہے۔

فرافصہ بن عُمیر کہتے ہین کہ حضرت عثمان رضہ صبح کی نماز مین سورہ یوسف ع بہت پڑہا کرتے تہے وہ مجہکو سنتے سنتے یاد ہوگئی۔

چہارم۔ آپ زمانہ نزول قرآن مین کتابت وحی پر مامور رہے اور جس طرز پر زمانہ گذشتہ مین آیات قرآنی لکہی گئی تہین قابل اعتبار ہوئین اور عہد عثمانی مین اوسی طرز قدیم کا لحاظ رکہا گیا۔ پنجم جناب عثمان رضہ کو تفسیر قرآن مین یعنی وقت نزول آیات قرآنی کرکس کے بارہ مین اوترین کمال درجہ ملکہ تہا۔

ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ مین نے عثمان رضہ سے کہا۔ سورہ انفال از قسم مثانی ہے اور سورہ برارۃ مئین مین ہے (یعنی جسکی دو سو آیتین ہون) آپنے دونونکو ملاکر ایک کردیا اور دونوکے بیچ مین بسم اللہ الرحمن الرحیم جو دو سورتونمین حد فاصل ہے کیون نہ لکہی اور سورہ برارت کو سبع طوال

مین رکھا اسکی وجہ کیا ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ جناب رسولخدا پر زمانہ نزول وحی گذرتا تھا اور آپ پر برابر سورتین اوترتی رہتی تھین۔ آپکا دستور تھا کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ کسیکو بلاکر حکم دیتے کہ یہ آیت فلان سورت مین فلان فلان آیت کے بعد لکھہ دو سورہ انفال مدینہ مین سب سے اول اوتری ہے اور سورہ برارۃ آخر قرآن ہے اور نزول مین سب سے مؤخر ہے مضمون وقصہ بھی دونونکا یکسان ملتا جلتا ہے۔ جناب رسولخدا کی زندگی مین انکے متعلق کچھہ استفسار کی نوبت نہین آئی اور نہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا کہ سورہ برارۃ کس قسم کی سورتو نمین ہے لہذا ظاہری مناسبت اور مشابہت سے مین نے دونونکو ملاکر لکھا اور دونونکے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حدفاصل نہین لکھی۔ (ازالۃ الخفا)

اب ہم زیادہ وضاحت کی غرض سے صحیح بخاری کی دو حدیثین نقل کرتے ہین جن سے یہہ امر ثابت ہوجاویگا کہ عہد رسالت جناب رسول خدا مین قرآن شریف کی کیا صورت تھی پھر عہد خلافت صدیقی مین کیا لباس کلام ربانی نے پہنا بعد اسکے جناب عثمان رض نے اس کو کس طرح کی ترتیب دی۔

حدیث اول حضرت زید بن ثابت رض فرماتے ہین کہ زمانہ جنگ اہل یمامہ وحرب بنی حنیفہ مین جسمین مسیلمہ کذاب مارا گیا ہے ایک دن جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا۔ مین آپکی خدمتمین حاضر ہوا جناب عمر فاروق رض بھی آپکے پاس تھے۔ حضرت صدیق رض نے فرمایا۔ عمر میرے پاس آے اور مجھسے بیان کیا کہ اس جنگ مین قاری وحفاظ قرآن شریف بہت شہید ہوے (جنکی تعداد سات سو تک پہونچی) مین ڈرتا ہون کہ اسی طرح دو چار لڑائیونمین اگر حفاظ شہید ہوگئے تو قرآن شریف کا ایک بہت بڑا حصہ تلف ہوجائیگا۔ میرے نزدیک تو آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیدیجئے۔ مین نے عمر رض کو جواب دیا جو بات رسول خدا نے نہین کی

وہ تم کیسے کروگے۔ عمرؓ نے کہا واللہ یہہ کام نیک ہی۔ بعد اسکے بہی عمرؓ نے مجہسے جمع قرآن مجید کے
بارہ مین بار بار کہا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ یہ کام کرنیکو کہولدیا اور مین نے بہی جمع
قرآن پاک کو مناسب جانا جیسا کہ عمرؓ نے اسکو نیک کام سمجہا اسلیئے اب میری راے ہے اور
مین تمسے کہتاہون کہ تم مرد جوان عاقل ہو۔ ہم کسی طرح تم کو متہم نہین جانتے۔ تم اکثر جناب
رسولخدا کے زمانہ مین کتابت وحی بہی کرتے رہے ہو۔ تمپر اعتماد کامل ہے اور تم امانت دار ہو۔
تم آیات وسور قرآنی لوگونکے پاس سے تلاش کرکے ایک جگہہ جمع کرکے لکہو۔
حضرت زیدؓ نے عرض کیا۔ خدا کی قسم۔ اگر مجہکو کسی پہاڑ کے پتہر اوٹہانے اور ایک جگہہ سے
دوسری جگہہ لیجانیکا حکم کرتے تو یہ کام بہ نسبت جمع قرآن پاک کے بہت آسان ہوتا اور کسی طرح
بار نہ گذرتا۔ پہر مین نے عرض کیا۔ جو کام جناب رسول خدا نے نہین کیا آپ کیسے کرینگے۔ فرمایا۔ واللہ
یہ کام بہت اچہا ہے۔ بعد اسکے جناب صدیقؓ مجہکو جمع قرآن کیواسطے بار بار ارشاد فرماتے رہے اور
مین ٹالتا رہا یہانتک کہ میرا سینہ بہی اس کام کے کرنیکو کشادہ ہوگیا جیسا کہ جناب صدیقؓ اور
فاروقؓ کے سینے اس کام پر فراخ ہوگئے تہے لہذا مین نے قرآن شریف جمع کرنا شروع کردیا۔
اوسکی تلاش وجستجو مین نہایت محنت واہتمام کیا۔ کہجور کی پتیون سفید پتہر کے ٹکڑون اور لوگونکے
سینون سے تلاش کرکے ایک جگہہ کتابی صورت مین کردیا۔ سورہ توبہ کی آخری آیت ابو خزیمہ
انصاری کو یاد تہی اونسے لی اونکے سوا دوسرے کو وہ آیت یاد نہ تہی۔ وہ آیت یہ ہے۔ لقد
جاءکم رسول من انفسکم تا آخر آیت مین نے یہ آیت سورہ توبہ کے آخر مین لگادی۔
جب تمام قرآن مجید جمع ہوگیا تو یہہ مجموعہ حضرت صدیقؓ کے پاس تا حین حیات اونکے رہا۔
پہر جناب فاروقؓ کی زندگی مین اونکے پاس رہا۔ بعد شہادت جناب فاروقؓ ام المومنین
جناب حفصہؓ بنت عمرؓ کے قبضہ مین آیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ قرآن شریف عہد رسالت مین ایک جگہہ مجتمع نہ تہا بلکہ مختلف چیزونپر آیات قرآنی وسور فرقانی بلالحاظ ترتیب لکہی تہین۔ پورا دارومدار قرآن شریف کا حفظ و یادداشت پر تہا۔ حضور سرور عالم ؐ کی عادت مبارک تہی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ صحابہ کرام کو سنادیتے اور یاد کرادیتے۔ یہہ بہی ارشاد فرمادیتے کہ یہ آیت فلان فلان آیت کے بعد ہے اس آیت کو فلان آیت سے ملاکر پڑہنا چنانچہ صحابہ کرام اوسی طرح یاد کرلیتے تہے۔ جسطرح حضور اقدس صحابہ کو سناتے تہے اسی طرح کاتبان وحی کو جو اس کام پر مامور رہتے تہے ارشاد ہوتا کہ یہ آیت لکہہ لو چنانچہ ارشاد نبوی کی تعمیل ہوتی اور وہ آیت جدید نازل شدہ کسی نہ کسی چیز پر لکہہ لی جاتی تہی۔ اوسوقت کاغذ وغیرہ دستیاب نہ ہوتا تہا درختونکے پتے بلکہ کہجور کی شاخین اس کام کے واسطے موزون سمجہی جاتین یا پتہر کے ٹکڑے کتابت کے کام مین آتے تہے جیسا کہ قدیم زمانہ مین بہوج پتر پر لکہتے تہے اور اب بہی بعض تعویذات و نقوش اسی پر لکہے جاتے ہین الغرض اوسوقت قرآن شریف اونہین آیات وسورتونکا نام تہا جو لوگونکو یاد تہین۔ یہہ مجموعہ آیات وسور جو کاتبان وحی کا لکہا ہوا تہا بلاترتیب و بلالحاظ تقدیم و تاخیر ایک جگہہ جمع تہا۔ جناب صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت مین وہ متفرق آیات کاغذ کے ورقونپر لکہہ لی گئین اور وہ مجموعہ اوراق مصحف کہلایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ جو اس کام پر مامور تہے اونہون نے جو آیتین اور سورتین جمع کین یہہ سب لوگونکی یاد سے لکہین اور جو کچہہ لوگونسے سنا اوسکی تصدیق گویا کہ شہادت اونہین ٹکڑون پرچونسے ہوئی جنپر کاتبان وحی نے لکہہ لی تہین۔ لوگونکے سینونسے لینے کا یہی مطلب ہے کہ حفاظ و قاریان زمانہ کی زبان سے سنکر لکہہ لیتے تہے۔ اوسپر بہی یہ اہتمام تہا کہ ایک پر اکتفا نہ کرتے بلکہ متعدد اشخاص ذیتمد صحابہ کرام سے قسمیہ و حلفیہ اون آیات کی تحقیق کرتے اور گواہونسے تفتیش کرکے ثابت کرلیتے جب لکہتے تہے۔ مثلاً یہ آیت جناب رسول خدا ؐ

سے فلان شخص نے سنی اور فلان فلان معتبر اشخاص گواہی دیتے کہ ہان ہم بہی اوسوقت تہے کمال تحقیق ومبالغہ اور نہایت درجہ احتیاط سے یہ کام کیا گیا۔ حضرت زید بن ثابت رضؓ کے علاوہ دیگر اصحاب کبار حضرت اُبی بن کعب رضؓ۔ معاذ بن جبل رضؓ۔ ابوالدرداءؓ وغیرہم نے جناب رسولخداؐ سے قرآن سیکہا اور خوب یاد کرلیا۔ بارہا حضور سے سنا اور سنایا۔ یہہ لوگ بہی اسوقت موجود تہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ اس کام کے منصرم تہے اور یہ سب صاحب اونکو مدد دیتے تہے

جس زمانہ مین تالیف اول ہوئی ہے قرآن پاک یقینی اور قطعی طور پر معلوم اور ممتاز تہا۔ کلام ربانی اپنی معجز بیانی سے کلام عباد سے بالکل جدا اور صاف علیحدہ تہا۔ کسیکو یہہ وہم بہی نہ تہا کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص اپنی طرف سے چند آیتین بنا کر ملا دیگا اور اوسکا کلام اسمین کہپ جاویگا نہ یہ بات تہی کہ آیات قرآنی مشتبہ ہوگئی ہون۔ کسی پاس کچہہ ہون کسی پاس کچہہ اور ایک دوسرے پر انکار کرتا ہے جسکو جو یاد ہے اوسیکو قرآن جانتا ہے۔ مدعی آیات قرآنی کا قول بغیر شہادت وبیان حلفیہ مقبول نہ ہوتا ہو۔ انمین سے کوئی بات نہ تہی کیونکہ صحابہ کرام کو تئیس سال تک جناب رسول خداصلعم سے قرآن نفشر سنتے اور آنحضرت صلعم کو سناتے اسقدر مہارت حاصل ہوگئی تہی کہ کسی طرح ان امور مذکورہ کا وہم تک نہوتا تہا اور باوجود اسکے کہ قراء وحفاظ صحابہ کرام کثیر التعداد شہید ہوگئے تہے پہر بہی اوسوقت تک بہت سے صحابہ موجود تہے۔ البتہ خوف تہا تو اس بات کا کہ آگے چلکر جو لوگ حافظ قرآن ہین وہ نہ رہینگے اور قرآن مجید جو کسی جگہہ یکجا جمع نہین ہوا ہے اونکے بعد شائد نقصان پذیر ہو اور اسکی کچہہ آیتین کم ہوجاوین۔ یہی خوف جناب فاروقؓ کو پیدا ہوا جسکی بابت جناب صدیق رضؓ سے گفتگو کی اور بعد رد وبدل جمع قرآن مجید کی رائے ٹہیر گئی

جناب رسالتمآبؐ کے عہد مبارک مین کتابت وحی کا دستور تہا اور آیات قرآنی جس طرح ہو اور جہانسے جس چیز پر ہو لکہہ لی جاتی تہین۔ لیکن وہ سب پرزے اور پرچے متفرق تہے۔

جناب صدیق رضکے حکم سے سب لکھکر یکجا کر دئے گئے۔ بعینہ اسکی مثال یہ ہے کہ آیات قرآنی جو
جناب رسول خداؐ کے گھرمین پرزون۔ پرچون پرلین اون سکو ایک جگہہ ایک تاگے سے سیکر
اکھٹا کر دیا تاکہ کوئی پرچا اونمین سے تلف نہو حضور سرور عالم کے زمانہ مین آیات کے منسوخ
ہونیکا شبہ تہا اسوجہ سے جمع کرنا مناسب نہ تہا جب بعد وفات آنحضرت صلعم نزول قرآن موقوف
ہوگیا اور قرآن شریف مین زیادتی اور کمی کا شبہ نہ رہا تو حضرت صدیق اکبر رضکے زمانہ مین تمام آیتین
اور سورتین یکجا کردی گئین مگر اونمین ترتیب سور کا لحاظ نہ تہا۔ اب قرآن مجید ایک کتاب کا نام ہوگیا
سورتونمین ترتیب ابہی نہین آئی مگر آیات کی وہی ترتیب تہی جیسا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین
حفاظ کو یاد کرادیا گیا تہا اور یہی طرز کتابت مین رہی۔

حدیث دوم ۔حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ حذیفہ بن یمان رض جنگ اہل شام
واطراف ارمینیہ وآذربیجان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین بحضور جناب عثمان رض آے۔ اس سفر مین
اونہون نے قرآن شریف کے بابت جابجا لوگونمین اختلاف دیکہا تہا جناب عثمان رض سے
عرض کیا " اے امیرالمومنین۔ امت محمدی کی خبر لیجیے۔ قرآن شریف مین اختلاف ونزاع ہو
چلا ہے۔ ابہی کچہہ گیا نہین قبل اسکے کہ یہود ونصاریٰ کی طرح اختلاف کرین انکی اصلاح کردیجیے"
حضرت عثمان رض نے ام المومنین جناب حفصہ رض کے پاس سے وہ مجموعہ مصحف طلب کرلیا جو
عہد صدیقی مین تالیف ہوا تہا اور اصحاب ذیل کو اس کام کے واسطے منتخب فرمایا۔ زید
بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعید بن العاص۔ عبداللہ بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔

ان بزرگون نے اوس قرآن کی متعدد نقلین کین آپنے ان تین صاحبون قریشی سے
فرمایا کہ تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان جس مقام پر اختلاف ہو تو محاورہ قریش کو

ترجیح دیکر اوسکے مطابق کرنا کیونکہ قرآن شریف اہل قریش کے محاورہ اور زبان کے موافق نازل ہوا ہے
جب قرآن شریف کے متعدد نسخے نقل ہو گئے اصل منقول عنہ جناب حفصہ رض کو واپس کردی
اور اطراف ممالک محروسہ اہل اسلام مین ایک ایک نسخہ نقل شدہ بہیجدیا۔ انکے سوا جسقدر قرآن
لکھے ہوے ملے اور جس کسی کے پاس پاے سب جلادئے اور ایک روایت سے اون سب کو
پہاڑ ڈالا۔ ایک آیت سورہ احزاب کے اخیر کی اوس مجموعہ مین لکھی ہوئی نہ ملی۔ زید بن ثابت
کہتے ہین کہ وہ آیت مجہکو یاد تہی جناب رسول خدا سے سنا کرتا تہا۔ آخر بعد جستجو و تلاش خزیمہ بن
ثابت انصاری کے پاس ملی وہ آیت یہہ ہے۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا
اللہ۔ اسکو اخیر سورہ احزاب مین ملاکر لکہدیا۔

یہہ تالیف قرآن جناب عثمان رض کے عہد مین ہوئی۔ یہہ تالیف تیسری مرتبہ کی ہی کیونکہ
قرآن مجید تین مرتبہ جمع ہوا۔ اولاً۔ جناب رسولخدا کے وقت مین جمع ہوا اور اوسکی وہی
صورت ہے کہ پرزون اور پرچون پر آیات لکہی گیئن اور اونمین ترتیب کا کچہہ لحاظ نہ تہا۔ ثانیاً
عہد خلافت صدیقی مین جیسا کہ حدیث اول سے ثابت ہوتا ہی اس جمع تالیف مین دوسری
صورت پیدا ہو گئی۔ ثالثاً جناب عثمان رض نے صحابہ کبار کو جمع کر کے متعدد نسخے قرآن مجید کے
نقل کراے اور اس تالیف مین لغت قریش اور اوسکے محاورہ کا لحاظ رکہا۔ بالکل اوسی زبان
اور محاورہ کے مطابق کردیا۔ علامہ ابن حجر کا قول ہے کہ تالیف و جمع صدیقی و جمع عثمانی مین
یہہ فرق ہے کہ جناب صدیق رض کے عہد مین اس خوف سے قرآن مجید جمع کیا گیا کہ حفاظ و قاریون کی
شہادت اور مرنیسے قرآن مجید مین نقص نہ پیدا ہو جاے کیونکہ اوسوقت تک ایک جگہہ ایک
کتاب کی صورت پر نہ تہا اور جناب عثمان رض نے اختلاف رفع کرنے کی غرض سے یہہ کام کیا کیونکہ
مختلف بلاد و ممالک مین قرآن مجید کو لوگ اپنے اپنے محاورہ اور زبان مین پڑہتے تہے اور

ایک دوسرے پر غلطی کا اتہام لگاتے تھے اور جو اجازت ابتداے زمانہ مین ہر شخص کو تھی کہ
اپنی اپنی زبان مین پڑھے اوسکی اب ضرورت بھی نہ رہی۔ اس وسعت واجازت سے اس زمانہ مین
وقوع اختلاف کا بہت بڑا خوف تھا لہذا زبان قریش پر کردینا اور لوگونکے اختلاف اوٹھادینا
ضروری ہوا فی الواقع جناب عثمانؓ کی یہہ سعی وکوشش قابل قدر ہے اور جملہ اہل اسلام کی
گردن پر آپکا یہہ احسان ہے۔ اگر آپ یہہ کوشش نہ فرماتے اس پرآشوب زمانہ مین ایک نسخہ بھی
قرآن شریف کا متفق علیہ دو چار شہرونمین معتمد علیہ نہ ملتا۔ خداوند تعالی نے اپنا وعدہ انا لہ
لحافظون۔ جناب عثمانؓ کے ہاتھہ سے پورا کردیا۔ عہد عثمانی مین قرآن مجید کے سات نسخے لکھے
گئے اور مختلف بلاد اسلام مین تقسیم کردئے گئے مشہور یہہ ہے کہ آپنے پانچ نسخے نقل کراے
تھے۔ اب رہی یہ ترتیب جو فی زمانہ قرآن مجید مین موجود ہے وہ بھی ترتیب عثمانی ہے اسکی بابت
علما کا قول ہے کہ ترتیب سورتون اور آیتونکی اجماع صحابہ سے ثابت ہی اور ہر زمانہ مین امت
محمدیہ کا اسپر اتفاق رہا ہے اور آج تک کسی نے خلاف نہین کیا لہذا اسکے خلاف پڑھنا نماز مین
ہو خواہ خارج نماز کے ناجائز قرار پاگیا ہے۔

قصہ بیر اریس

اسی سنہ ۳۰ھ مین جناب رسول خداؐ کی مہر حضرت عثمانؓ کے ہاتھہ سے بیر اریس مین گر پڑی۔ یہ کنوان
مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ کنوان بہت گہرا نہ تھا اور پانی بھی اسمین کم تھا
یہ مسلمانونکے واسطے کھودا گیا تھا۔ مگر جسوقت یہ مہر اوسمین گری اوسکی تہ کسی نے نہ پائی۔ جس
زمانہ مین شاہان عجم سے خط وکتابت شروع ہوئی ہے لوگون نے جناب رسول خداؐ کی خدمت مین
عرض کیا کہ یہہ لوگ علی الخصوص جس خط پر مہر نہو اوسکا اعتبار نہین کرتے۔ آنحضرتؐ نے لوہے کی مہر

بنوائی اور اپنی اونگلی مین پہن لی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لوہے کی مہر پہنے دیکھکر آپکو منع کیا۔ آپنے اوتار کر پہینکدی۔ بعد ازان تانبے کی مہر بنوائی وہ بہی اسی طرح حضرت جبریل ع کی ممانعت سے اوتار ڈالی پہر چاندی کی مہر بنوائی حضرت جبریل نے جب دیکھا کچھ اعتراض نہ کیا بلکہ فرمایا کہ پہنے رہین جس کسیکو خط لکھا جاتا اوسپر وہ مہر لگادیجاتی۔ بعد وفات آنحضرت صلعم وہ مہر جناب ابوبکرؓ کے ہاتھہ مین رہی او پہر حضرت فاروقؓ کے پاس اور بعد ازان جناب عثمانؓ کے ہاتھہ مین آئی حضرت عثمانؓ اپنے عہد خلافت مین چھہ برس تک وہ مہر پہنے رہے اتفاقاً ایکدن جناب عثمانؓ کنوئین پر بیٹہے تہے۔ اونگلی سے مہر اوتار کر ہاتہہ مین لے لی (اور جیسا کہ عادت ہے کہ ہاتہین چیز ہو تو خواہ مخواہ آدمی اس سے شغل کرتا ہے) اور اوسکو اوچہالنے لگے۔ وہ انگوٹہی ہاتہہ سے نکلکر کنوئین مین جا پڑی۔ لوگ کنوئین مین اوترے اور بہت کچہہ ڈہونڈہا۔ تمام پانی نکال ڈالا مگر وہ مہر ایسی گم ہوئی کہ نام تک باقی نہ رہا جناب عثمانؓ کو اوسکے گم ہونیکا سخت ملال ہوا۔ آپنے اسکے پانے والیکو انعام دینے کا وعدہ کیا مگر بے سود جب اوس سے مایوسی ہوئی ویسی ہی دوسری مہر بنوائی گئی۔ جب آپ شہید ہوے ہین معلوم نہ ہوا کسنے وہ مہر اوتار لی اور کیا ہوئی کچہہ پتہ نہ لگا (ابن اثیر)

آغاز حوادث وفتن

جب خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکے ہاتہو نپر ملک فتح کیے اور اسلام کے قبضہ مین اکثر ممالک آگئے۔ عرب ہا بین بصری۔ کوفہ شام۔ مصر کے باشندونمین رہنے لگے۔ آنحضرت صلعم کے شرف صحبت سے ممتاز اور اونکے پورے پورے مقلد مسلمانون کے ہادی۔ مہاجرین۔ انصار۔ قریش۔ اہل حجاز۔ اور وہ لوگ تہے جو اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوے تہے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل۔

عبدالقیس - ربیعہ - ازد - کندہ - تمیم - قضاعہ - وغیرہم اس عزت وشرف سے ممتاز نہ تھے کیونکہ ان لوگون آخرالذکر کو صحبت نبوی نصیب نہین ہوئی تھی - اگر کسیکو انہین سے کچھہ دولت صحبت نصیب بھی ہوئی تو بہت ہی کم البتہ فتوحات مین انہین لوگونکا قدم آگے تھا - یہ نسبت صحابہ کرام کے انہین لوگون کے ہاتھون اکثر ملک فتح ہوے - اسوجہ سے یہہ لوگ اپنے کو صحابہ کرام سے افضل جانتے اپنے کو فاتح بلاد کہتے اور اپنے حقوق اونسے اعلیٰ سمجھتے تھے - زمانہ عام لشکرکشی مین اس امر کا چندان خیال کسی نے نہ کیا لیکن بعد حصول فتوحات وکامیابی کے یہ دیکھکر کہ اونپر مہاجرین وانصار وقریش اور انکے علاوہ دیگر قبائل کے لوگ حکمران ہوتے ہین دل ہی دل مین کشیدہ ہونے لگے - رفتہ رفتہ جناب عثمانؓ کا زمانہ خلافت آگیا - ان لوگون نے والیان ممالک اسلامیہ پر طعن وتشنیع کرنا شروع کی جناب عثمانؓ کے تعمیل احکام مین سستی اور آپکے انتظامات پر حرف گیری کرنے لگے - کبھی کسی حاکم کی تبدیلی کی درخواست کرتے - کبھی کسی عامل کی معزولی کی التجا کرتے غرضکہ ہر طرح پر حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر تلے رہنے لگے - یہ لوگ تو در کنار - انکی دیکھا دیکھی انکے اتباع سے دیگر اشخاص جو عرب کے علاوہ دوسرے ملکھ انکے رہنے والے تھے اور اب اسلام نے انکو ایک درجہ ممتاز کر دیا تھا ان اعراب کے ساتھہ نکتہ چینی اور حرف گیری مین شریک ہوگئے اور حکام وامراء بلاد پر ظلم وبیجا کارروائیونکے الزامات قائم کرنے لگے - ایک مدت قلیل ہی مین مدینہ منورہ مین صحابہ کرام کے کانون تک یہہ باتین پہونچ گئین جس سے ان لوگون نے اونکو بھی مشکوک ومشتبہ کر دیا اور رہ لوگ اکثر در پردہ اور کبھی علانیہ جناب عثمانؓ اور انکے امراء کی معزولیت کی نسبت گفتگو کرنے لگے - صحابہ کرام نے اس نقص کے دفع کرنے اور انکو راہ راست پر لانیکی یہہ فکر کی کہ جو لوگ مخالف تھے انکو مجبور کیا کہ مختلف ممالک مین مختلف امراء وعمال کے پاس آدمیونکو بھیجکر انکی صحیح صحیح کیفیت دریافت کرائین - بعد تحقیق وتنقیح تمام

مناسب کارروائی کیجائیگی چنانچہ محمد بن مسلمہ۔ کوفہ کو۔ اسامہ بن زید بصرہ کے جانب عبداللہ بن عمر شام کی طرف عمار بن یاسر بجانب مصر روانہ کئے گئے۔ علاوہ انکے اور لوگ بہی دریافت حال کی غرض سے مختلف شہروں مین بہیجے گئے۔ ان سبہون نے آکر بیان کیا کہ ہمنے کوئی امر ناز یبا یا نامناسب کارروائی نہ تو عمال کی دیکھی اور نہ عوام الناس مین کسی قسم کا چرچا سنا۔ لیکن عمار بن یاسر کو بعض مفسدہ پرداز لوگون نے بلالیا اور اپنی طرف مائل کرلیا۔ وہ بظاہر اون سے مل جل گئے

اخراج ابوذر غفاری رض

امام بخاریؒ بروایت زید بن وہب نقل کرتے ہین کہ مین ربذہ مین پہونچا اور ابوذرؓ سے ملا۔ مین نے انسے پوچہا۔ آپ کس وجہ سے یہان آئے ہین۔ جواب دیا کہ مین شام مین تہا میرے اور معاویہؓ کے درمیان بحث ہوئی کہ آیہ کریمہ۔ الذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ۔ ترجمہ۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہین اور راہ خدا مین نہین دیتے کسکے بارہ مین ہے۔ معاویہؓ کا قول تہا کہ اہل کتاب کے بارہ مین اوتری اور مین نے کہا نہین بلکہ یہہ عام ہے چاہے مسلمان ہو چاہے اہل کتاب۔ جو شخص روپیہ جمع کر رکہیگا اور خدا کی راہ مین نہ دیگا وہی اس آیت کا مصداق ہے۔ معاویہؓ نے میری شکایت جناب عثمانؓ کو لکہی اونہون نے مجھکو مدینہ منورہ بلالیا۔ لوگون نے چارون طرف سے مجھکو گہیر لیا گویا مین ایک نیا آدمی تہا اس سے قبل مدینہ مین گیا نہ تہا اور نہ کسی نے مجھکو کبہی دیکہا تہا مین نے یہہ حال جناب عثمانؓ سے عرض کیا آپنے فرمایا۔ اگر تم لوگون سے علیحدگی پسند کرتے ہو تو یہان سے قریب کوئی جگہہ تمہارے واسطے متعین کردی جاوے۔ مین نے کہا بہتر ہے۔ اوس روز سے مین یہان آکر مقیم ہوا۔ یہہ تو کوئی ایسی بات بہی نہین۔ خلیفہ کی اطاعت اور

اونکی خوشی ماننا ہرایک کا فرض منصبی ہے۔خدا کی قسم۔اگرکسی حبشی غلام کو سردار بنادین تو کیا ہم اوسکی اطاعت نہ کرینگے۔(ازالۃ الخفار)

حضرت ابوذر غفاری جلیل القدر صحابی ہین۔حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یہہ شام مین چلے آے اور یہان جہاد کی نیت سے قیام کیا۔حضرت معاویہؓ حاکم شام چونکہ عمارات نفیس و دیگر دنیوی تکلفات مین مصروف تھے ابوذرؓ اکثر اونپر طعن کیا کرتے۔چونکہ معاویہؓ اونکے فراج سے واقف تھے ہنسکر ٹال جاتے۔ابوذرؓ کے فراج مین نہایت درجہ ورع وتقوی تھا۔دینی باتون مین تو خیر دنیوی امور مین بہی لوگون سے بسختی وتشدد پیش آتے تھے۔اونکا یہہ مقولہ تھا کہ کسی شخص کے پاس ایکدن سے زیادہ کہانا نہ ہونا چاہیئے۔جسکے پاس اس سے زیادہ مال ہوگا وہ قیامت کے دن حسب وعید قرآن مجید۔الذین یکنزون الذھب والفضۃ الخ۔عذاب الہی مین گرفتار ہوگا۔(ابن خلدون)

امام بخاریؒ احنف بن قیس سے روایت کرتے ہین۔احنف کا بیان ہے کہ مین ایکدن جماعت قریش مین بیٹہا تہا ایک صاحب موٹے کپڑے پہنے بہیئت زاہدانہ اوس مجمع مین آے اور سلام برسم اہل اسلام اداکرکے کہا۔مال دار جنکے پاس خزانہ کے خزانے جمع ہین اونکو خوشخبری ہو کہ قیامت کے دن پتہر گرم کرکے یا اونکی چاندی سونے کی سلین آگ مین خوب گرم کرکے اونکے سینہ پر رکہی جاوینگی کہ تمام اعضا کو جلاکر وہ پشت پر نکلین گی اور جب پشت پر رکہینگے تو وہ سینہ پر پہونچینگی۔یہہ کہکر وہ سب سے الگ ایک ستون سے لگ کر بیٹہ گئے (شاید یہہ مجمع کسی مسجد مین ہوگا) راوی کہتے ہین کہ مین اونکے پیچہے ہولیا اور پاس جاکر بیٹہ گیا مین نہین جانتا تہا کہ یہہ کون شخص ہین۔مین نے اونسے کہا۔مجہکو خیال ہے کہ آپکے کلام سے سب لوگ ناخوش ہوے ہین۔

وہی شخص - یہہ لوگ محض بیوقوف - جاہل مطلق ہین - میرے خلیل دوست نے مجھسے فرمایا ہے -

مین - آپکے دوست کون ہین -

وہی شخص - جناب رسولخدا ہین - آپنے ارشاد فرمایا ہے "اے ابوذر کیا تم کوہ اُحُد کو دیکھتے ہو" مجھکو خیال ہوا کہ شائد حضور کسی کام کے واسطے مجھکو بھیجنا چاہتے ہین اور مین نے آفتاب کی طرف دیکھا تو دن بہت کم رہگیا تھا - کہا ہان - مین دیکھتا ہون - فرمایا "اگر کوہ احد سونیکا ہو جاوے اور اسقدر مجھکو ملے تو بھی مجھکو بالکل خوش نہ آویگا مگر یہہ کہ اللہ کی راہ مین سب کو خیرات کر دون" یہہ لوگ دنیا دار نہین سمجھتے ہین اور دنیا جمع کر رہے ہین - خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے -

مین - آپ اپنے بھائیون قریش کے پاس کیون نہین جاتے اور اونسے کچھہ لیتے

وہی شخص - خدا کی قسم مین اونسے کبھی دنیا کی ضروریات سے کچھہ سوال نہ کرونگا - نہ کوئی دین کی بات اونسے پوچھونگا - مین اسی طرح اپنے خدا کے پاس چلا جاؤنگا

(ازالۃ الخفار)

غرضکہ ابوذر بغالدار شخص کو لعنت وملامت کیا کرتے تھے - انکا یہہ مطلب تھا کہ اپنے بھائی مسلمان کو جو تمسے محتاج ہے جو کچھہ تمہارے پاس تمہاری ضرورت سے فاضل ہو دیدیا کرو ابھی ان کا قیام شام مین تھا کہ اس اثنا مین ابن سبا بھی شام مین پہونچا اور ابوذر کا یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر اونپر یہہ روغن قاز ملا کہ دیکھو معاویہؓ نے مسلمانونکے مال سے اپنا گھر بھر لیا ہے اور جو مال مسلمانونکا بیت المال مین ہے اور اوسمین سب کا حق ہے اوسکو بھی اللہ کا مال

بتلاتے ہین۔ اونکی غرض اس سے بہہ ہے کہ مسلمانونکا نام وحق اس مال پر باقی نہ رہ جاے تاکہ بیفکری کے ساتھہ اوسکو اپنے تصرف مین لائین۔ ابوذر یہہ سبق پڑہکر معاویہ کے پاس آے اور کہا تم مسلمانونکے مال کو خدا کا مال کیون کہتے ہو۔ امیر معاویہ رضؓ نے کہا۔ اے ابوذر رحمکم خدا کی رحمت ہو۔ کیا ہم اللہ کے بندے نہین ہین اور ہمارا یہہ مال کیا خدا کا مال نہین۔ ابوذر نے جواب دیا۔ ہان درست ہے اور درحقیقت جو تمنے کہا سب ٹہیک ہے مگر اسمین دہوکا پڑتا ہے بندہ کے مال کو تم خدا کا مال نہ کہو حضرت معاویہ رضؓ نے کہا اچھا آیندہ سے ایسا نہ کرونگا اور بندونکے مال کو خدا کا مال نہ کہونگا۔ لیکن جناب ابوذر رضؓ کو امیر معاویہؓ کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا۔ ابن سبا کی پٹی پڑہاے ہوے تہے لوگونکے سامنے حضرت معاویہؓ کی برائیان کرنا اور اون کی عیب گیری اور مذمت نہ چہوڑی۔ پہر ابن سبا ابوالدرداءؓ عبادہ بن صامتؓ کے پاس آیا اور ان بزرگونکو بہی اپنے دام تزویر مین لانا اور گفتگوے ابلہ فریب سے راہ راست سے بہکانا چاہا۔ جو گفتگو ابوذرؓ سے کی تہی وہی ان لوگون سے بہی کی مگر ان دونون صاحبون نے اوسکو ڈانٹ کر اپنے پاس سے نکال دیا بلکہ حضرت عبادہ بن صامتؓ ابن سبا کو پکڑکر امیر معاویہ کی خدمت مین لاے اور کہا۔ واللہ اس شخص نے ابوذر کو تمہاری مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور اسی شخص کی شرارت سے ابوذر تمہارے پاس آے اور تم سے بحث کر گئے۔

الغرض ابوذر رضؓ اب علانیہ ہر جگہہ شام مین کہتے پہرتے تہے اور گویا انکا یہی وعظ تہا۔ اُے مالدار دولتمند لوگو۔ فقیرون محتاجون پر خیرات کرو اور اللہ کے عذاب سے ڈرو کہ اوسنے سونا چاندی جمع رکہنے والیکو وعید سخت فرمایا ہے اور عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔ ایکدن رات کی خوراک سے زیادہ ہرگز نہ رکہو۔ ابوذر رضؓ نے اس باب مین اسقدر کوشش کی کہ شام کے تمام فقراء و محتاجین اُمراء و رؤساسے سخت تقاضا کر کر وصول کرنے لگے اور دولتمندونکو

اونکے تقاضاے نا وقت و بے ہنگام سے تکلیف ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ جب لوگون نے ابوذر کی
شکایتین کرنی شروع کین اور انکی شکایتونکی تعداد حد کثرت تک پہونچ گئی تو ایک شب
حضرت معاویہؓ نے ایک ہزار دینار ابوذر کے پاس بھیجے۔ یہہ تو مال رکھنا حرام سمجھتے تھے
سب کے سب رات ہی مین خیرات کر ڈالے۔

حضرت معاویہؓ نے نماز صبح کے بعد اوسی شخص کو جو ابوذر کو رات کے وقت دینار دے آیا
تھا انکے پاس بھیجا اور اوسکو سمجھا دیا کہ تم ابوذرؓ پاس جاکر کہو "میری جان بچایئے۔ معاویہؓ مجھکو
مار ڈالینگے۔ وہ دینار جو شب کو مین آپ کی خدمت مین لایا ہون دھوکے سے آپکے پاس
لے آیا تھا معاویہؓ نے دوسرے کے پاس بھیجے تھے اب اگر مین حضرت معاویہؓ سے ظاہر کرونگا تو
مجھکو جان سے مار ڈالینگے اور مین غریب مفلس آدمی ہون میرے پاس اسقدر کہان کہ خود دے
دون" چنانچہ وہ شخص ابوذرؓ کے پاس آیا اور اسی طرح بیان کیا۔ ابوذرؓ نے کہا "خدا کی قسم
تمہارے دینارونمین سے ایک بھی صبح تک میرے پاس نہین رہا۔ البتہ مجھکو تین دنکی مہلت
دو اس عرصہ مین جمع کرکے پورے ادا کردونگا" وہ شخص سکھلایا ہوا حضرت معاویہؓ کے پاس
واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی۔ جناب معاویہؓ کو ابوذرؓ کے قول و فعل کی مطابقت معلوم
ہوگئی۔ جناب عثمانؓ کی خدمت مین انکی شکایت لکھی کہ ابوذرؓ نے ناک مین دم کر رکھا ہے۔ انکے
تقوی نے عام مین شورش ڈال رکھی ہے۔ اور تمام کیفیت ظاہر کی۔ جناب عثمانؓ نے اسکے
جواب مین ارقام فرمایا۔ فتنہ مثل شکاری جانور کے اپنے پنجے اور آنکھین نکالکر جست مارنے پر مستعد
ہو رہا ہے۔ خبردار۔ تم وارنہ کرنا اور اوسپر ہاتھہ نہ چلانا۔ ابوذرؓ کو میرے پاس کسیکی ہمراہ بحرمت
تمام بھیجدو اور خود تم اور نیز دیگر اشخاص اونسے کسی طرح کا تعرض نہ کرو۔ جناب معاویہؓ نے یہ حکم
پاکر ابوذرؓ کو بعزت و حرمت مدینہ منورہ روانہ کیا۔ انکے ہمراہ انکے گھر والے جملہ اہل و عیال بھی تھے

ان لوگونکے پاس ایک تھیلی وزنی تھی کہ ایک آدمی بمشکل لیجا سکتا تھا۔ کسی نے اوس تھیلی کو دیکھکر
کہا۔ ابوذر اللہ والے زائد دنیا سے بیزار توہین مگر روپیہ پاس رہتا ہے۔ انکی بیوی نے سنکر کہا
صاحبو۔ اسمین نہ روپیہ ہے نہ اشرفی۔ ہان پیسے ضرور ہین جب انکا وظیفہ مقررہ آتا تھا اُسکے
پیسے گھر کے خرچ کو لا رکھتی تھے وہی پیسے اس تھیلی مین ہین۔ غرض ابوذرؓ جب مدینہ کے قریب پہونچے
اور بمقام کوہ سلع انکا گذر ہوا تو کیا دیکھتے ہین کہ اس پہاڑ تک آبادی ہوگئی ہے۔ جا بجا
لوگونکی نشستگاہین بنی ہین۔ لوگ رہتے بستے ہین۔ کہان وہ ویرانہ کہان یہ آبادی۔ سخت
حیرت ہوئی۔ فرمایا۔ اب اہل مدینہ لوٹ مار کے منتظر ہین۔ عنقریب لوگ مدینہ کو لوٹین گے
اور وہ لڑائی ہوگی جسکا نام عرصہ تک رہیگا۔

القصہ حضرت ابوذرؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین پہونچے۔ آپنے استفسار فرمایا۔ کیا وجہ ہے
کہ اہل شام آپکی شکایت بہت کرتے ہین ابوذرؓ نے تمام واقعات بیان کئے۔ جناب عثمانؓ نے
فرمایا۔ اے ابوذرؓ۔ ہمپر واجب ہے کہ جو ہمارے ذمہ ہے اوسکو ادا کرین اور رعایا کو اونکی حال پر
چھوڑ دین۔ عوام الناس کو زہد و تقویٰ کا سختی کے ساتھہ پابند کرنا دائرہ امکان سے باہر ہے۔
ہان خلاف شریعت وہ کوئی کام نہ کرنے پاوینگے اور مین اونکو حتی الامکان راہ راست پر لانیکی
کوشش کرونگا۔ ابوذرؓ نے التماس کی۔ واللہ۔ مین امرا و دولتمندونسے اوسوقت تک راضی
ہونگا جب تک وہ کل مال واسباب اپنا غریب بیوہ بیوون۔ اعزہ واقارب اور دوستون پر
وقف نہ کردین اور اپنے پاس صرف بقدر ضرورت رہنے دین۔ کعب الاحبارؓ بھی اس جلسہ مین
موجود تھے بول اوٹھے جسنے اپنے فرائض ادا کردیئے اوسنے گویا کل حقوق اللہ کے ادا کردیئے
یہ سنکر ابوذرؓ نے لپک کر کعبؓ کے ایک عصا مارا کہ اونکا سر زخمی ہوگیا اور اونکو کلمات ناملائم
اور سست الفاظ سے مخاطب کرکے کہا۔ اے یہودی بچہ۔ تو اور اس مسئلہ مین گفتگو کرتا ہے

جناب عثمانؓ کو ابوذرؓ کی یہ زیادتی سخت ناگوار گذری لیکن حلم وحیا سے کچھہ نہ بولے۔ کعب احبارؓ نے جناب عثمانؓ کو خجل دیکھکر ابوذرؓ کی خطا معاف کردی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

ازالۃ الخفا مین ہے کہ جناب عثمانؓ نے کعبؓ سے فرمایا۔ عبدالرحمنؓ نے انتقال کیا اور مال چھوڑ کر مرے اب انکا مال کیا کرنا چاہیئے۔ کعبؓ نے جواب دیا۔ اگر اس مال مین خدا کا حق پہونچتا ہے اور کسی بندہ کا حق اسمین نہین ہے تو کچھہ گناہ او نپر نہین۔ ابوذرؓ اس جلسہ مین موجود تھے اور اونکے ہاتھہ مین لکڑی تھی اوٹھا کر کعبؓ کے سر پر ماری اور کہا۔ سنو مین نے جناب رسولخدا سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا اور مال و دولت ہو اور سب کو خدا کی راہ مین خرچ کر ڈالون اور بقدر چھہ اوقیہ باقی چھوڑ کر مرجاؤن تو یہہ بھی مجھے پسند نہین۔ یہ کہکر جناب عثمان سے مخاطب ہوکر کہا۔ اے عثمانؓ۔ کیا آپنے یہ حدیث رسولخداؐ سے سنی ہے آپنے فرمایا۔ ہان۔

بعد اسکے جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ۔ خدا سے ڈرو۔ اپنی زبان اور ہاتھہ کو مسلمانون سے روکو۔ سختی خوب نہین۔ شیرین زبانی و دلجوئی کی عادت کرنا چاہیئے اور اگر تمسے اس طرح گذر و بسر لوگونکے ساتھہ ممکن نہین تو خود سب سے علیحدہ ایک کونہ مین بیٹھہ رہو اور سب سے الگ تھلگ اللہ اللہ کرکے باقی زندگی کے دن کاٹ ڈالو۔ ابوذرؓ نے عرض کیا۔ مناسب ہے مین ایسا ہی کرونگا کیونکہ جناب رسول خدا کی زبان مبارک کا ارشاد ہے "مسکین ابوذر تنہا جیا۔ تنہا مرا اور تنہا قیامت کو محشور ہوگا"۔ اور نیز حضور کا ارشاد ہے اے ابوذر جب عمارت مدینہ کوہ سلع تک پہونچے اوسوقت تم مدینہ سے چلے جانا۔ مین دیکھتا ہون کہ اب عمارت اور آبادی اوسی مقام تک پہونچ گئی ہے اور مجھپر واجب ہوگیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کی تعمیل کرون۔ جناب عثمانؓ نے اونکو مدینہ سے چلے جانے کی اجازت دی اور ساتھہ ہی اسکے

چند اونٹ اور دو خدمتگار بھی ابوذر کو دیئے۔ حضرت ابوذر رضؓ مع اپنے اہل وعیال کے ربذہ مین آکر مقیم ہوے۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے قریب ہے۔ ایک مسجد بھی یہان بنائی۔ جناب عثمان رضؓ نے اونکے واسطے جاگیر اور روزینہ بھی مقرر فرمایا جو اونکی حین حیات جاری رہا۔ ابوذر رضؓ مدینہ منورہ مین اکثر آتے جاتے رہتے تھے اس خوف سے کہ گائون مین رہتے رہتے دیہاتی گنوار نہ ہوجاوین جس دن ابوذر رضؓ ربذہ مین پہونچے ایک شخص مجاشع نام صدقات وصول کرنے پر حاکم تھے نماز کے وقت حضرت ابوذر رضؓ نے اونسے کہا کہ امامت کیجئے۔ اونھون نے انکار کیا اور کہا مین امامت نہین کرتا بلکہ آپ ہی نماز پڑہائین۔ ابوذر رضؓ نے کہا۔ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمپر غلام نکٹا حاکم کر دیا جاوے تو اوسکی بھی اطاعت کرو تو اگرچہ تم غلام ہو مگر تمہاری ناک صحیح وسالم ہے پھر انکار کیون کرتے ہو تمہارے ہوتے مجھکو حق امامت کسیطرح نہین۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

ایک روایت مین ہے کہ جب ابوذر رضؓ مدینہ منورہ سے باہر جانے لگے جناب عثمان رضؓ نے حکم دیا کہ کوئی شخص انکو رخصت کرنے انکے ساتھہ نہ جاے۔ اتفاقاً جناب علی رضؓ وعمار بن یاسر رضؓ ابوذر رضؓ کو پہونچانے مدینہ کے باہر تک گئے۔ مروان بن حکم راہ مین ملے اور دونونکو روک کر کہا۔ ایسی بات آپ کیون کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ کے خلاف حکم ہو۔ حضرت علی رضؓ اور مروان سے اس باب مین گفتگو اور بحث ہوئی۔ حضرت علی رضؓ نے مروان کے اونٹ کے سر پر ایک کوڑا لگایا۔ مروان نے جاکر جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین شکایت کی۔ جب جناب عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ سے باہم ملاقات ہوئی جناب عثمان رضؓ نے فرمایا "مروان کو آپسے شکایت ہے کہ آپنے اونکے اونٹ کے سر پر کوڑا مارا ہے" حضرت علی رضؓ نے جواب دیا "میرا اونٹ آپ کے دروازہ پر کھڑا ہے آپ مروان کو حکم دین کہ میرے اونٹ کے سر پر کوڑا مار آدین اور بدلہ لیکر

اپنا جی خوش کر لین"۔ (روضتہ الصفا)

اس روایت سے جناب عثمان رضؓ کا لوگونکو منع کرنا کہ ابو ذر رضؓ کے ساتھہ اونکو رخصت کرنے کو ئی نہ جاوے ظاہر ہوتا ہے مگر آپکے برتاؤ اور ظاہری معاملات سے یہہ امر بعید نظر آتا ہے۔ ابو ذر رضؓ کی عزت وحرمت کرنا اس روایت کی تکذیب کرتا ہے۔ بر تقدیر صحت ممکن ہے کہ بغرض اظہار تہدید وتنبیہہ ہو۔ اب ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ ابو ذر رضؓ کو مصلحتہً جناب عثمان رضؓ نے ربذہ مین رہنے کا حکم نہین دیا بلکہ خود ابو ذر رضؓ نے خواہش کی۔ لوگونکا یہہ خیال کہ امیر معاویہ نے شام سے نکال دیا اور جناب عثمان رضؓ نے مدینہ سے باہر کیا محض بے اصل وبے بنیاد ہے۔ اصل واقعہ جو کچھہ ہے ہمنے نقل کر دیا۔ لوگون کا زعم وگمان باطل ہے کیونکہ کتب تواریخ ونقل ثقات اسکی شہادت نہین دیتے۔ بالفرض تقدیر یہہ واقعہ صحیح بہی مان لیا جاوے تو جناب عثمان رضؓ مسلمانونکے امیر وامام تہے اونکو یہہ حق حاصل تہا کہ مسلمانونکو ادب سکہاتے۔ اگر اونہون نے کسیکو نکال دیا تو کیا بیجا کیا۔ ابو ذر کے مزاج مین کسقدر سختی تہی اور لوگونکے ساتھہ اونکا برتاؤ کسطرح تہا۔ بات بات پر اُٹھ بیٹہنا غصہ مین آپے سے باہر ہو جانا جیسا ہمنے اوپر نقل کیا ہے اونکی عادت تہی۔ لوگونمین اونکی ذات سے اور اونکی سخت کلامی سے فتنہ وفساد کا خوف تہا۔ اگر جناب عثمان رضؓ نے رفع فساد کی غرض سے ایسا فعل کیا تو کیا مضائقہ۔ ایسے واقعات کو امام وقت کے حق مین طعن وتشنیع کا سبب ٹہیرانا نہایت مکروہ ونازیبا ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضؓ نے آخر زندگی تک ربذہ مین قیام کیا اور وہین انتقال فرمایا۔ ربذہ مین اونکی قبر مشہور ہے۔

اس ۳۰ھ مین جناب عثمان رضؓ نے جمعہ کے روز تیسری اذان زیادہ فرمائی۔ یہ اذان بمقام زورا رہوتی تہی۔ حاطب بن بلتعہ۔ عمرو بن ابی سرح فہری بدری۔ مسعود بن ربیع۔ ان بزرگون نے

انتقال فرمایا۔ ابن ربیعہ بن عمر وقاری نے انتقال کیا۔ یہہ بدر مین شریک ہوے ہین اور انکی عمر ساٹہہ برس سے زیادہ ہوگئی تہی۔ عبداللہؓ بن کعب بن عمر انصاری نے بہی انتقال کیا یہ بہی جنگ بدر مین شریک ہوے ہین۔ عبداللہ بن مظعونؓ حضرت عثمانؓ کے بہائی اور جبار بن صخرؓ نے اسی سنہ مین انتقال کیا۔ یہ دونون بدری ہین۔

سنہ ۳۱ھ

غزوہ ذاتُ السَّوارِی

اسمین مؤرخین کا اختلاف ہی۔ بعض کا قول ہے کہ یہہ جنگ سنہ ۳۴ھ مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ سنہ ۳۱ھ مین واقع ہوئی بہرکیف بعد فتح افریقہ کے یہ واقعہ گذرا ہے جیسا ہم مجملاً اوپر لکہہ آئے ہین اس جنگ کا سبب مؤرخین اس طرح لکہتے ہین کہ قسطنطین بن شاہ ہرقل قیصر روم کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانون نے ملک افریقہ پر قبضہ کرلیا ہے تو اوسنے ایک لشکر عظیم جمع کیا اور چہہ سو کشتیان تیار کرکے اپنی فوج کو لیکر بمقابلہ اہل اسلام براہ دریا روانہ ہوا۔ اسوقت ملک شام کے حاکم حضرت معاویہؓ تہے اور بلاد مصر پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سردار تہے ممالک بحری بہی انکے قبضہ مین تہے۔ قسطنطین خود ادہر سے اپنی فوج لیکر براہ دریا جانب اسکندریہ روانہ ہوا اور تیس ہزار کی جمعیت حضرت معاویہؓ کے مقابلہ کو روانہ کی۔ یہ فوج لشکر معاویہؓ سے بمقام جلولا ملی۔ دونونکا مقابلہ ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے اس لشکر کو پامال کردیا اوانکی جمعیت کو پراگندہ و برباد کرکے خود ایک لشکر لیکر دریا کی راہ سے قسطنطین کے مقابلہ کو روانہ ہوے۔ معہ عبداللہ بن سعد یا فوج جرار و غازیان شجاعت آثار دریا کی راہ سے ادہر کو چلے۔ یہہ دونون لشکر شامی و مصری اثنار راہ مین ملکر منتظر فوج روم تہے۔

اتفاق کی بات کہ ہوا کا رخ اسی طرف تہا جس طرف مسلمان تھے۔ فوج روم بہی آگئی اور دونون
طرف کے لشکر عین دریا مین کشتیونکو لنگر کرکے ٹہیر گئے۔ اسوقت ہوا کو بہی سکون تہا۔ باہم یہہ امر
طے ہوگیا تہا کہ رات کے وقت جنگ نہو۔ طرفین کی رات امید وبیم کی حالت مین گذری۔ مسلمان
اپنے خداے برحق کی عبادت مین مصروف اور قرآن خوانی کرتے رہے۔ نمازین پڑہا کئے۔
دعاے فتح ونصرت مانگتے رہے۔ رومیون نے ناقوس نوازی مین رات گذاری۔

صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر اپنی اپنی کشتیان مقابلہ مین لای اور باہم ملا کر باندہ دین
اب لڑائی شروع ہوگئی۔ تلوارون خنجرون نے کام دینا شروع کیا۔ بہادران اسلام کو کبہی اس
بحری جنگ کا اتفاق نہوا تہا مگر کسی طرح ہراسان وخائف نہ تھے۔ بڑہ بڑہ کر دشمنان خدا پر
وہ وہ وار کئے کہ اونکا رخ پہر گیا۔ لشکر اسلام مین سے بہی بہت سے مسلمان شہید ہوے اور رومیو نکے
لشکر کی توصفائی ہوگئی۔ بیشمار ہزارون پیدل وسوار طعمۂ نہنگ اجل ہوے۔ ہزارون بغیر لڑے
کشتیونکے ساتہہ قعر دریا مین اپنی اپنی آبرو لیکر ڈوب مرے۔ مسلمانون نے کشتیان توڑ ڈالین اور
اونکو دریا مین غرق کردیا۔ اس جنگ مین مسلمانون نے نہایت جفاکشی کی اور بڑے صبر وتحمل
سے تکالیف کو برداشت کیا۔ لطف خداے کریم انکے شامل حال تہا۔ فتح ونصرت نصیب دوستان
خدا ہوئی۔ ذلت وخواری شکست وبدنامی کے ساتہہ ایک کشتی پہ باقی ماندہ رومی جماعت کے
ہمراہ قسطنطین زخمی ہوکر بہاگا اور صقلیہ مین جاکر دم لیا۔ یہہ مقام دریا کے کنارہ پر واقع اور روم کا
ماتحت تہا۔ اہل صقلیہ اسکے فرار سے بیزار ہوے اور کہا تونے تمام فوج کٹوا ڈالی۔ مردان کار
زار وبہادران واقف کار کو قتل کرادیا۔ اب اگر مسلمان یہان آکر ہمپر حملہ کرین تو ہمارے پاس
کوئی ایسے سپاہی دلاور جانباز نہین رہے کہ ہم اونکے بہروسہ پر مسلمانونکے مقابلہ کو نکل کہڑے
ہون۔ تونے تو نام ڈبو دیا۔ تجکو غیرت نہ آئی۔ زر در وجیا ہم لوگون کے پاس آیا ہے اور

فخریہ اپنی ذلت وخواری بیان کر رہا ہے۔

جہازم را تباہ کردی تو اے شاہ		ترا من ناخدا دانستہ بودم

اسکے بعد غسل کے حیلہ سے اوسکو حمام مین تنہا لیگئے اور اوسی مقام پر اوسکو ٹھنڈا کر دیا۔ اوسکے ساتھی جب اوسکی موت سے واقف ہوئے کشتی پر سوار ہو کر قسطنطنیہ بھاگ گئے اور شاہ روم کو اوسکے فرزند کے واقعہ سے خبر دی۔ رومیونکو اس شکست فاش سے سخت صدمہ پہونچا۔ اونکو خیال تھا کہ عرب صرف خشکی کے سوار و مرد میدان کارزار ہین جنگ بحری مین بالکل بودے و ناتجربہ کار ہونگے مگر ان بحری لڑائیوں نے اونکا خیال بدل گیا۔ اب اونکو اپنے ملک جانیکا بالخصوص دار السلطنت کا خوف غالب ہوگیا۔ مسلمانونکو اس جنگ بحری مین کامیاب پاکر انکے سب حوصلے پست اور ہمتین شکست ہوگیئن۔ افسوس اگر جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین تغیرات واختلافات عظیم نہ واقع ہوتے تو قسطنطنیہ فتح ہوجانا کون بڑی بات تھی۔ (حقائق الکلام)

چونکہ اس بحری لڑائی مین کشتیان بکثرت تھین اسلئے اسکا نام ہی ذات السواری ہوگیا اور جس مقام پر یہ جنگ ہوئی وہان کا نام بھی یہی مشہور ہوا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر بعد فتح ذات السواری مین کچھ عرصہ تک مقیم رہے اور بعد انتظام ان ممالک مفتوحہ و مقبوضہ کے اپنے دار الحکومت کو واپس گئے۔ اسی زمانہ مین اس غزوہ سے قبل بعض اصحاب نے جناب عثمانؓ کی طعن وتشنیع مین لب کھولے اور آپکے عیوب اور خطائین نکالنا شروع کین۔ محمد بن ابی حذیفہؓ اور محمد بن ابی بکرؓ سب مین اول ہین جنہون نے حضرت عثمانؓ کے بارہ مین الفاظ ذیل کہے۔

جناب ابو بکر صدیقؓ اور جناب عمر فاروقؓ کے خلاف کارروائیان ہونے لگین۔

عبداللہ بن سعد جسکا خون جناب رسول خداؐ نے مباح فرما دیا تھا اور قرآن شریف نے جسکے کفر پر فتویٰ دیا ایسے شخص کو بلاکر عثمان نے مسلمانون پر سردار کیا۔

جن[۳] لوگونکو جناب رسولخدا نے نکال دیا (جیسے ولید بن عقبہ) عثمانؓ اونکو بلا بلاکر عہدے اور منصب عطا کرتے ہین -

صحابہ[۴] کبارؓ جو کہ جلیل القدر عہدون اور کامون پر آنحضرت صلعم اور حضرات شیخین رض کے زمانہ مین مامور تھے - (جیسے ابوموسی اشعریؓ) اب وہ موقوف کیئے جاتے ہین اور بجاے اونکے نئے نئے لوگ جیسے سعید بن العاص - ابن عامر - (حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار) والی ملک اور سردار ہو رہے ہین - قدامت و شرافت کا لحاظ نہین رہا - رشتہ و قرابت کا اب کام ہے -

اس قسم کی باتین شروع مین خفیہ ہوتی رہین مگر بات چھپاے سے چھپتی نہین خصوصًا ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا - شدہ شدہ یہ باتین عبداللہ بن سعد کے کانون تک پہونچین اور چونکہ اس قسم کی باتونکی ابتدا قبل اس غزوہ کی ہوئی تھی اہل اسلام روانگی کو آمادہ تھے اور سب کو کشتیان مل گئی تھین اسلیئے عبداللہ بن سعد امیر لشکر نے حذیفہ اور محمد بن ابی بکرؓ کو کہلا بھیجا کہ آپ دونون صاحب علیحدہ کشتی مین سوار ہون ہمارے ساتھہ ایک جگہہ نہ بیٹھین یہہ دونون صاحب دوسری کشتی مین سوار ہوے - انکے ساتھی قوم قبط کی چند لوگ تھے - اتفاق کی بات ہے کہ ان دونون صاحبونکو بمقابلہ اور مسلمانونکے کفار کم ملے اور لڑائی کا بھی موقع بہت کم ہاتھہ آیا - لوگون نے انسے دریافت کیا کہ تم اہل اسلام سے الگ تھلگ کیون لڑتے ہو - انہون نے جواب دیا کہ عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد کو عامل کرکے بھیجا ہے اور عثمانؓ نے ایسے ایسے (آپکی نسبت امور خلاف واقع بیان کرکے) کام کیے ہین - عبداللہ بن سعد کو اونکی یہہ کارروائی بھی معلوم ہوگئی - اس مرتبہ ان کو بہ منع کیا اور بسختی تمام اور دہمکی کے ساتہہ اس فضول گفتگو سے روکا مگر کہنے والے کب باز آتے ہین - ان دونونکی ایسی گفتگو سے عام لوگونکے دلوپر اثر پڑا اور جو الفاظ نامناسب نسبت خلیفہ کی شان مین

کئے انکو نازیبا تھی وہ بلاتکلف عوام کی زبان پر جاری ہو گئے۔ (ابن اثیر)

فتح خراسان

عہد خلافت فاروقی رض مین ابو موسیٰ اشعری والی بصرہ نے عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی کو ایک لشکر کا سردار کر کے خراسان روانہ کیا تھا۔ طبسین تک پہونچے طبسین دو قلعے ہین ایک کا نام طبس ہے۔ دوسرے کا کرین۔ یہہ دونون قلعے خراسان کے دروازے ہین عبداللہ بن بدیل نے اوس نواح مین بہت کچھہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اہل طبسین جناب عمر فاروق رض کی خدمت مین حاضر ہوے اور ساٹھہ ہزار یا چھتیر ہزار پر صلح ہو گئی۔ بعض کہتے ہین کہ عبداللہ بن بدیل خود اصفہان گئے تھے اور صلح کر لی تھی۔ (علامہ بلاذری)

زمانہ خلیفہ ثانی مین جب اہل فارس شکست کھا کر بھاگے اور اونکا بادشاہ یزدجرد بعد فتح جلولا رے کے چلا گیا اور مرزبان رے کی بیوفائی سے رے سے اصفہان گیا جب وہان بھی فتوحات اسلامی نے اوسکو چین سے نہ بیٹھنے دیا تو کرمان آیا اور پھر وہان سے واپس ہو کر مرو (سرزمین خراسان) مین آکر قیام کیا اور یہہ خیال کر کے کہ عرب کی فتوحات سرحدی مقامات تک پہونچ کر ختم ہو جاوینگی اور یہانتک اونکا قدم نہ آویگا آتشکدہ بنوا کر آرام سے بسر کرنے لگا اور اسلامی سلطنت کے درہم برہم کرنے کی غرض سے ہرمزان۔ اہل اہواز و غیرو زان اور اہل جبال کو مسلمانونکے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ یہہ لوگ بدعہدی کر کے مسلمانونکے مقابل آے اور اس خلاف و بغاوت کا ذائقہ بھی چکھہ لیا اور اپنے کئے کی سزا کو پہونچ گئے۔ اس آتش فساد و شرارت عناد اہل فارس و ایران کو بالکلیہ دفع کرنیکی طرف جناب عمر فاروق رض نے توجہ فرمائی اور چاہا کہ مملکت فارس پر عام لشکر کشی ہو اور تمام

بلاد پر اسلامی قبضہ ہو جاوے تاکہ یزدجرد کو کسی شہر مین بھاگ کر جانے اور وہان والونسی مدد لیکر مسلمانون کے مقابلہ کو نکلنے یا وہان والونکو بہکا کر مسلمانونسے لڑوا دینے کا موقع نہ رہے۔ اس غرض سے جناب فاروق نے متعدد علم تیار کرکے نامی نامی افسرونکو اطراف بلاد فارس مین روانہ فرمایا۔ منجملہ انکے احنف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت ہوا۔ وہ سنہ ۱۸ھ یا سنہ ۲۲ھ مین خراسان کو چلے اور طبسین ہوکر ہرات پہونچے۔ یہہ مقام جنگ سے فتح کرکے صحار بن فلان عبدی کو اپنا نائب کرکے مرو شاہجہان کا رُخ کیا۔ یزدجرد شاہ فارس یہان مقیم تہا اور بدانست خود یہہ جگہہ مامون و محفوظ سمجھکر اپنی اوقات بیفکری سے بسر کرتا تہا۔ جب خبر آمد مسلمانونکی پہونچی۔ مجبور یہانسے مرو روز چلا گیا۔ احنف نے مرو شاہجہان پر قبضہ کرکے مرو روز پر لشکرکشی کی۔ یزدجرد مقابلہ نہ کر سکا جی چرا کر یہانسے بہی بہاگا اور سیدہا بلخ پہونچا۔ احنف نے مرو روز پر قبضہ کرکے بلخ کا رُخ کیا۔ یزدجرد یہانسے بہی فرار اختیار کرکے دریا عبور کر خاقان کی حکومت مین چلا گیا۔ احنف نے موقع مناسب پاکر ہر طرف فوجین بہیجین۔ خراسان کو نیشاپور سے طخارستان تک فتح کر لیا۔ مرو روز کو صدر مقام قرار دیکر طخارستان کی حکومت ربعی بن عامر کو دی۔ احنف کو حکم فاروقی پہونچا کہ جہانتک پہونچ چکے ہو اب وہین بس کرو دریا سے آگے نہ بڑہو۔ اودہر خاقان چین نے اپنے مہمان عزیز یزدجرد کی بڑی خاطرداری کی اور ایک فوج لیکر بغرض امداد اسکے ساتہہ ہوکر خراسان کو روانہ ہوا۔ احنف بعد انتظام ممالک ان دنون بلخ مین مقیم تہے۔ خاقان کی آمد سنکر مرو روز مین پہونچکر بانتظار خاقان وہان مقیم ہوے۔ خاقان بلخ ہوتا ہوا مرو روز پہونچا۔ یزدجرد اس سے علیحدہ ہوکر مرو شاہجہان کی طرف بڑہا۔ احنف نے کہلے میدان مین لڑنا مناسب نہ جانا نہر عبور کرکے ایک میدان مین جسکی پشت پر پہاڑ تہا صف آرائی کی۔ مدت تک دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی

رہین - ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ مین گئے - اودہر سے ایک پہلوان طبل و علم لئے ہوے
اپنی فوج سے نکلا اور انکے مقابلہ مین ٹہیرا - احنف نے اوسپر حملہ کیا اور آخر کار نیزہ کا ایسا وار
اوسپر کیا کہ وہ زمین پر مردہ ہوکر گرا - اسکے بعد دو بہادر اور میدان مین آے اور وہ بہی
احنف کے ہاتہہ سے مارے گئے - پہر خود خاقان چین میدان مین آیا اور اپنے بہادرونکو مقتول
دیکہکر بہایت مغموم ہوا اور اوسیوقت اپنی فوج لیکر واپس چلا گیا - یزدجرد کو یہ خبر مرو شاہجہان مین
ملی - وہ وہان محاصرہ کئے ہوے تہا فتح سے مایوس ہوکر خزانہ وجواہرات جمع کرکے خاقان کے
پاس چلے جانیکا قصد کیا - امراے دربار نے منع کیا اور مسلمانونسے صلح کر لینے کی راے دی
کیونکہ ترکونسے مسلمان ایفاء وعدہ اور پابندی معاہدہ مین اچہے ہین لیکن یزدجرد نے اونکا
کہنا نہ مانا - اون لوگون نے بلوہ کر دیا اور سب سامان یزدجرد سے چہین لیا - وہ بیچارہ بے
سروسامانی کے ساتہہ خاقان چین کے پاس چلا گیا اور آخر عہد فاروقی تک بمقام فرغانہ
دارالسلطنت ترک مین مقیم رہا - پہر جب عہد خلافت جناب عثمانؓ مین اہل خراسان نے بغاوت
کی یزدجرد ترکستان سے آکر انہین لوگونمین مل گیا ۳۰ھ مین جب عبداللہ بن عامر بصرہ سے
نکلکر فارس کو دوبارہ فتح کرکے یزدجرد کے تعاقب مین روانہ ہوے اوسوقت یزدجرد جور مین
تہا - وہان سے بہاگ کر اردشیر خرہ پہر کرمان پہر خراسان پہر مرو پہونچا اور اوسی اطراف مین
مارا گیا جسکا قصہ تفصیل کے ساتہہ آگے آویگا -

خراسان کے حدود یہ ہین - مشرق مین بعض بلاد توران - بدخشان بعض بلاد سیستان
وغیرہ - مغرب مین عراق عجم وخوزستان جنوب مین فارس و کرمان اور شمال مین خوارزم و
دہستان مشہور شہر یہ ہین - فاریاب - نیشاپور - طوس - اسفرائن - سرخس - زوزان - ہرات
بلخ - مرو رود اور مرو شاہجہان -

بعد شہادت جناب فاروق رضؓ اہل خراسان نے بہی بغاوت پر کمر باندہی۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ بعد انتظام ملک فارس اس طرف متوجہ ہوے۔ سرداران لشکر نے بہی جنگ خراسان کی راے دی۔ حبیب بن اوس تمیمی نے کہا۔ اے سردار۔ آپکے سامنے بہت بڑی زمین ہی جسمین سے ایک حصہ قلیل فتح ہوا ہے اور وہ بہی بسبب بغاوت وسرکشی والیان ملک کے قابل جنگ ہوگیا ہے۔ آپ اپنا لشکر آگے بڑہایئے۔ خداوند تعالیٰ ہمارا آپکا یاور ومددگار ہے۔ اوسکے لطف ومہربانی سے یہہ مہم بہی سرہو گی۔ عبداللہ بن عامر تو دل مین یہ ٹہیراے ہوی تہے یہ بات پسند نہ آئی کہ اور لوگونکی راے پر عمل کرنا ظاہر کرین اسواسطے حبیب کو جواب دیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ ہمکو خراسان کی لڑائی کا حکم نہین ہوا ہے؟ بعض کا قول ہی کہ عبداللہ بن عامر بعد فتح فارس کے بصرہ واپس گئے۔ یہان اصطخر دارالسلطنت فارس پر شریک بن اعور حارثی کو اپنا نائب کر گئے تہے۔ اونہون نے اصطخر مین مسجد بنوائی۔ الغرض جب بصرہ پہونچے تو احنف بن قیس اور حبیب بن اوس انکے پاس آے اور کہا۔ خدا کے فضل وکرم سے آپکے دشمن آپسے گریزان وترسان ہین۔ اسلام کے نام سے اونکے دل ہل جاتے ہین۔ غازیان شجاعت آثار کے اوصاف سنکر بدنمین لرزہ پڑجاتا ہے۔ خدا کا ملک بہت وسیع ہے۔ آپ جہاد کو نکلئے اور دین اسلام کی اشاعت اور اوسکی حمایت مین کوشش کیجیے۔ خداوند تعالےٰ آپکا ناصر ومددگار ہے وہ اپنے دین کو ضرور قوی کرکے عزت دیگا اور سب دینون پر غالب فرماویگا۔ عبداللہ بن عامر کا ارادہ پہلے ہی سے تہا لوگونکے راے دینے اور تحریک سے سامان روانگی کر دیا۔ اپنی جگہہ بصرہ مین زیاد بن عامر کو نایب کیا اور شہر کرمان کا قصد کیا جہان بغاوت کی آگ مشتعل ہو رہی تہی۔

اہل کرمان کی گوشمالی وسرکوبی کو مجاشع بن مسعود سلمی جو صحابی ہین مقرر ہوے۔

سجستان پر ربیع بن زیاد حرثی کو روانہ کیا اور اہل سجستان سے جہاد کرنے کا حکم دیا کیونکہ ان لوگون نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ خود فوج جرار لیکر نیشاپور کا رُخ کیا۔ عبداللہ بن عامر کے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس سردار تھے طبسین والون نے بغیر جنگ صلح کر لی اور جو کچھہ زمانہ سابق مین ادا کرتے تھے وہی قایم رکھا طبسین سہی خراسان کی راہ ہے اور جو شخص خراسان کا قصد کرے تو پہلے یہی دونون قلعے پڑینگے۔ (ابن اثیر)

احنف بن قیس طبسین سہی آگے بڑہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ اب یہانسے قریب کون شہر ہے۔ لوگون نے قوہستان بتلایا۔ احنف کو قوم ہیاطلہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ لوگ ترکی نسل مین اور بعضے کہتے ہین کہ دراسل اہل فارس ہین اس قوم مین فعل لواطت رایج ہو گیا تہا اسواسطے فیروز نے انکو اپنے ملک سے نکال دیا پہر یہ ترک سے مل گئے۔ گرد ونواح قوہستان مین رہتے اور اہل قوہستان کے معاون و مددگار تھے۔ (علامہ بلاذری)

احنف نے انکو شکست دی اور قوہستان پر پہونچکر محاصرہ کر کے سنگباری شروع کر دی۔ اس درمیانمین عبداللہ بن عامر سپہ سالار خود آ گئے۔ اہل قوہستان نے چھہ لاکھہ درہم سالانہ پر صلح کر لی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ بعضے کہتے ہین کہ مہم قوہستان پر امیر بن احمر لیشکری سردار کر کے بھیجے گئے تھے۔ ملک قوہستان کو اب بلاد بکر بن وائل کہتے ہین۔

اس معرکہ فتح کے بعد عبداللہ بن عامر نے اعمال نیشاپور پر مختلف فوجین بھیجین چنانچہ رستاق زام۔ باخرز۔ جوین وغیرہ بزور تیغ خونریز فتح ہوے۔ اسود بن کلثوم عدوی۔ نے بیہق (اعمال نیشاپور) پر حملہ کیا۔ اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار مین ایک سوراخ ہو گیا تہا جس کی راہ سے اسود شہر مین داخل ہوے۔ انکے ہمراہ چند اشخاص اور بہی پہونچ گئے جنہون نے دشمنان اسلام پر تلوار سنبھالی۔ اہل شہر روزن کو روک کر کھڑے ہو گئے۔ خوب گہمسان کی لڑائی ہوئی

اور اسود اس لڑائی مین شہید ہوے۔ انکے بہائی ادہم بن کلثوم نے علم لشکر کو سنبہال لیا اور نہایت ہمت و شجاعت سے دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین اڑے رہے اور بالآخر بیہق کو فتح کرلیا۔ اسود کی دعا تہی کہ خدا اونکو قیامت کے روز درندونکے پیٹ سے اوٹہاے اسلئے اونکے بہائی نے اونکو دفن نہ کیا اور مسلمان جو انکے ساتہہ شہید ہوے تہے وہ دفن کردئے گئے اس اثنا مین ابن عامر نے پشت اعمال نیشاپور سے اور اسفرائن۔ خواف۔ ارغیان کو فتح کرکے مضافات نیشاپور پر قبضہ کرکے خاص نیشاپور کا قصد کیا اور ایک ماہ کامل نیشاپور کا محاصرہ کئے رہے۔ شہر نیشاپور چار حصونپر منقسم تہا ہر ایک حصہ کا مرزبان فارس کی طرفسے جدا جدا مقرر اور اپنے حصہ مفوضہ پر حکمران تہا انمین سے ایک نے عبداللہ بن عامر کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر آپ مجہکو امان دین تو مین آپکے واسطے شہر کا دروازہ کہول دون تاکہ نہایت آسانی سے شہر پر آپکا قبضہ ہوجاوے۔ ابن عامر نے منظور کرلیا۔ رات کے وقت دروازہ کہل گیا۔ چند سپاہی شہر مین داخل ہوے۔ شہر کے تمام دروازے کہول دئے اور لشکر اسلام شہر مین داخل ہوگیا۔

مرزبان اکبر (جو چارونمین بڑا حاکم تہا) یہہ رنگ دیکہکر ہکا بکا۔ سراسیمہ و ششدر مع چند سپاہیونکے قلعہ بند ہوگیا۔ عساکر اسلامی نے قلعہ پر دہاوا کردیا جب قلعہ والون نے دیکہا کہ یہہ سیلاب کسی ڈہب نہ رکیگا بلکہ آناً فاناً سبکو نیست و نابود کر ڈالے گا۔ مجاہدین اسلام کی تلوار جب نیام سے باہر آئی دم بہر مین صفین الٹ دیگی۔ ہزارون لاکہون کے پرے چشم زدن مین صاف ہوجائینگے۔ انسے بجز صلح و آشتی۔ عجز و انکساری۔ اطاعت و فرمانبرداری کے جان بچانا غیر ممکن ہے تو ناچار خواہان امان ہوے اور دس لاکہہ درم سالانہ جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی۔ اب تمام نیشاپور مین دین اسلام کی شعاعین پہیل گئین۔

فتح وظفر کے بعد ابن عامر نے اپنی جانب سے قیس بن ہیثم سلمی کو عامل نیشاپور کر دیا اور ایک لشکر نسا اور ابیورد پر بھیجا - دوسرا سرخس کو روانہ کیا - اہل نسا و ابیورد لشکر اسلام کو دیکھتے ہی جزیہ دینے پر راضی ہوے اور یہ شہر صلح سے فتح ہو گئے -

جو لشکر سرخس کو بسرداری عبداللہ بن خازم سُلمی گیا تہا اوس سے والی سرخس نے مقابلہ کیا دو چار لڑائیون کے بعد سو آدمیونکے امان پر شہر سپرد کر دینے کا اقرار کیا - اہل اسلام نے یہ شرط قبول کر لی - والی سرخس آدمی شمار کرتے وقت اپنے کو بہول گیا اور سو آدمی گن لیئے - سردار عساکر اسلامی نے اوسکو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا - اسکے بعد مرزبان طوس نے آکر چہ لاکہہ درم جزیہ پر مصالحت کر لی - (ابن اثیر)

امام بلاذری فرماتے ہین کہ عبداللہ بن خازم جب سرخس پہونچے اولاً اہل سرخس سے لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے - بہزادویہ مرزبان سرخس نے امان طلب کی اور یہ شرط کی کہ سو آدمیونکی جان بخشی کی جاوے اور جو عورتین مسلمانون نے مال غنیمت مین سے لی ہین وہ واپس دی جاوین - سردار لشکر اسلام نے یہ شرط منظور کی اور صلح تمام ہوئی - سرخس سے ابن خازم نے ایک لشکر بسرداری یزید بن سالم مولی شریک بن اعور کیف و بینہ پر بہیجا یہ دونون مقام بہی جنگ سے فتح ہوے - بعد اسکے عبداللہ بن عامر نے ہرات کے جانب ایک لشکر روانہ کیا - جسکے سردار بروایت ابن اثیر عبداللہ بن خازم اور بروایت امام بلاذری اوس بن ثعلبہ بن رقی یا خلید بن عبداللہ ثقفی تہے - مرزبان ہرات کو جب خبر آمد لشکر اسلام پہونچی جنگ مین اپنا نقصان سمجہکر صلح کی جانب مائل ہوا اور ابن عامر کے پاس آکر صلح کر لی - ہرات بادغیس بوشنج ان تینون مقام پر ایک شخص حاکم تہا - انکا دارالحکومت ہرات تہا - ایک روایت ہے کہ ابن عامر نے ہرات پر فوج کشی کی اولاً جنگ ہوئی بعدہٗ دس لاکہہ درم سالانہ پر صلح ہو گئی -

عبارت صلحنامہ جو عبد اللہ بن عامر کی طرف سے تھی او ربیع بن نہشل نے لکھا تھا یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما امر بہ عبد اللہ بن عامر عظیم ھراۃ وبوشنج و بادغیس۔ امرہ بتقوی اللہ ومناصحۃ المسلمین و اصلاح ماتحت یدیہ من الارضین وصالحہ عن ھراۃ سھلھا وجبلھا علی ان یؤدی من الجزیۃ ما صالحہ علیہ وان یقسم ذالک علی الارضین عدلا بینھم فمن منع ما علیہ فلا عھد لہ ولا ذمۃ ترجمہ۔ یہہ صلحنامہ من جانب عبد اللہ بن عامر حاکم ہرات وبوشنج وبادغیس کے نام ہے۔ حاکم ہرات کو لازم ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرتا رہے اور مسلمانونکے حقمین خیرخواہی مدنظر رکھے اور جسقدر اوسکے تحت حکومت مین زمین ہے اوسکی درستی کرے اور اوسکو آباد کرے۔ ہرات کی کل زمین نرم ہو خواہ پہاڑی سب پر صلح لی گئی اور یہہ شرط ہے کہ خود حاکم ہرات مال مقررہ صلح کو ادا کرتا رہے اور اپنے ماتحتونسے بقدر حصہ وصول کرلیا کرے جو شخص اپنا حصہ دینے سے انکار کریگا اوسکا عہد وامان نرہیگا اور مسلمانونکے ذمہ سے نکل جاوے گا۔ جب عہدنامہ لکھہ گیا۔ عبد اللہ بن عامر نے اپنی مہر کردی اور حاکم ہرات کو دیدیا جب تمام ملک ہرات فتح ہوگیا اور والی ہرات صلح کرکے جزیہ دینے پر راضی اور اسلام کا ہواخواہ و فرمانبردار ہوگیا تو شاہجہان والی مرو بہی آشتی وصلح کا جویان ہوا۔ عبد اللہ بن عامر کے پاس پیغام صلح بہیجکر دو کرور دس لاکہہ درم پر درخواست صلح کی۔ ابن عامر نے اسکی درخواست منظور کرلی اور صلح تمام ہوگئی۔ مقدار جزیہ سالانہ بعضون نے اسکے خلاف بیان کی ہے۔

ایک روایت مین ایک کرور درم دولاکہہ جریب کی پیداوار غلہ مقرر کیا اور ایک روایت مین ایک کرور ایک لاکہہ روپیہ تعداد جزیہ ہے۔ اہل مرو کے صلحنامہ مین یہہ بہی تہا

کہ مسلمانونکو اپنے گھرونمین آسائش سے رہنے دینگے - مال جزیہ خود تقسیم کر دیا کرینگے مسلمانو نکے ذمہ یہہ کام نہوگا وہ خود وصول کر کے ادا کر دیا کرینگے - جملہ بلاد مرو صلح سے فتح ہوا صرف ایک مقام سنج کہ وہ لڑائی سے فتح ہوا ہے اور نیز دو مقام علاقہ ہرات مین طاغون - باغون یہہ بہی جنگ سے فتح ہوے ہین (کامل و فتوح البلدان)

ایک روایت مین ہے کہ ان ملکونکی صلح مال مقررہ پر نہین ہوئی کیونکہ والیان ملک اوسوقت تک نقد روپیہ اپنے پاس نہین رکہتے تہے بلکہ لونڈی - غلام - جانور - مویشی اور دیگر اسباب خانہ داری و آسائش وغیرہ اسیکو مال کہتے تہے چنانچہ حسب دستور زمانہ ابن عامر نے بہی لونڈی و غلام وغیرہ سالانہ ان ملکونسے مقرر کر لیئے - یہی خراج زمانہ یزید بن معاویہ تک قائم رہا پہر نقد درم و دینار مقرر ہوگئے - بعد صلح مرو و ہرات کے عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو ایک جماعت مجاہدین کا سردار کر کے جانب طخارستان روانہ کیا - اثناء راہ مین رستاق احنف ملا جو بنام سوانجرد مشہور ہے - اس مقام کا نام قصر احنف بہی ہے - یہہ ایک قطعہ عظیم الشان ہے جو رستاق احنف کے نام سے مشہور ہے - اسکو شق الجرذ بہی کہتے ہین - اہل قلعہ جنگ پر آمادہ ہوے اور قلعہ بند ہوکر لڑے - احنف بن قیس نے محاصرہ کیا اور پتہرونکی بارش برسادی - اہل قلعہ امان طلب ہوے تین کرور درم سالانہ جزیہ دیکر صلح کرنا چاہی - احنف بن قیس نے یہہ شرط کی کہ ہم مین سے ایک شخص تمہارے شہر مین جاوے اور اذان کہکر نماز پڑہ آوے تو ہم تمسے صلح کرین رستاق سوانجرد نے یہ شرط منظور کر لی اور تمام رستاق سے صلح ہوگئی - بعد اسکے احنف بن قیس مرو الروذ پہونچے - یہان لڑائی ٹہیری اور سخت مقابلہ ہوا - احنف بن قیس نے اونکو شکست دی وہ بہاگ کر قلعہ بند ہوے - احنف محاصرہ کر کے اوتر پڑے - مرزبان مرو الروذ باذان والی ہین کا عزیز

تھا۔ اوسنے احنف بن قیس کو لکھا کہ باذان کا اسلام لاتا مجھکو صلح کی جانب بلا رہا ہے لہذا مین خواستگار صلح ہون۔ احنف نے چھہ لاکھہ درہم سالانہ پر صلح قبول کرلی۔ ایک روایت مین مقدار جزیہ ساٹھہ ہزار ہے۔ حضرت احنف نے ایک سریہ اطراف وجوانب مین روانہ کیا تھا اوس نے رستاق بغ پر قبضہ کرلیا اور جانور۔ مویشی وہانسے ہانک لاے۔ وہان والون نے بھی صلح کرلی۔ اسکے بعد اہل طخارستان نے جن مین اہل جوزجان۔ طالقان۔ فاریاب اور اسکے نواح کے لوگ ہین ایک لشکر جمع کرکے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ لشکر اسلام کے سردار احنف بن قیس تھے۔ ایک سخت خونریز جنگ ہوئی جسمین بہت سے مردان کارکام آے۔ عین گرمی جنگ مین شاہ صغانیان نے احنف پر حملہ کیا۔ دونومین نیزہ بازی ہونے لگی۔ احنف نے اوسکا نیزہ ہوائی کردیا اور اپنے قبضہ مین کرلیا۔ مسلمان خوب جی توڑ کر لڑے اور احنف بن قیس کی جوانمردی وہمت سے بالآخر فوج مخالف پسپا ہوکر شکست خوردہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مسلمانون نے کفار کا پیچھا نہ چھوڑا کشتون کے پشتے لگاتے چلے گئے۔ دشمنان خدا اس ذلت وخواری سے قتل ہوے کہ جسکا بیان نہین۔ لشکر اسلام مظفر ومنصور مرو روز واپس آیا۔ کچھہ لوگ فوج کفار مین سے بھاگے ہوے جوزجان مین چھپ رہے تھے اور بزعم خود موت سے بھاگ کر جوزجان مین جان بچائی تھی مگر یہان بھی اونکی موت پہونچ گئی۔ احنف نے ایک لشکر بسرداری اقرع بن حابس تمیمی روانہ کیا اور اونسے کہہ دیا اے بنی تمیم ایک دوسرے سے محبت ودوستی رکھو اور پہلے اپنے پیٹون اور شرمگاہونسے جہاد کرو تمہار دین درست ہوجاویگا۔ مال غنیمت مین قبل از تقسیم خیانت نکرنا تاکہ جہاد کا کامل ثواب تمکو ملے اور تمہارا جہاد خاص خداہی کے واسطے ہو۔ اقرع اپنے لشکر کو لیکر جوزجان پہونچے۔ دشمن سے مقابلہ ہوا۔ ایک لڑائی تو خوب ہوئی مگر غلبہ مسلمانون ہی کو رہا۔ دوسرے حملہ مین مشرکین کے

قدم اوکھڑ گئے اور جان لیکر بھاگے۔ مسلمانون کی فتح ہوئی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)
ایک روایت ہے کہ احنف نے اہل مرو روز سے کئی لڑائیان لڑین مگر فتح نہ پائی۔ ایک روز احنف اپنے لشکر مین ہو کر گذرے۔ ایک سپاہی ہانڈی پکا رہا تھا یا آٹا گوندہ رہا تھا اور اوسی حال مین اوسنے کہا (شاید کسی دوسرے کو سنا کر کہا ہوا) امیر کو مناسب ہے کہ ان لوگون سے گھاٹی کے اندر داخل ہو کر مقابلہ کرے کیا عجب کہ اس ترکیب سے بآسانی ان پر فتح پاوے۔ سپاہی کا کہنا احنف کے دل مین جم گیا۔ دوسرے دن جب اونسے مقابلہ ہوا تو دریاے مرغاب کو اپنے دائین جانب کرکے پہاڑ بائین طرف کر لیا اور جو راستہ کہ مرغاب اور پہاڑ کے مابین تھا اوسی راستہ سے مقابلہ کیا (مرغاب ایک نہر ہے جو مرو روز مین ظاہر ہوئی ہے پھر ریگستان مین پہونچکر خشک ہو کر مرو شاہ جہان پر نکل کر بہہ رہی ہے) حضرت احنف نے اس ترکیب سے بآسانی تمام مرو روز کو فتح کر لیا۔ لشکر کفار مع اونکے مددگارون کے شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا اور قلعہ بند ہو کر طالب امان ہوا۔ احنف نے اونکی صلح قبول کی اور امان دی۔ بعضے کہتے ہین کہ اہل طخارستان نے اہل اسلام کے مقابلہ کی بہت کچھ تیاریان اور سامان کیئے۔ گرد و نواح کے والی ملک متفق ہوے اور اپنی قوتین جمع کرکے چاہا کہ اہل اسلام کو زک دین چنانچہ تیس ہزار کی جمعیت سے نہر مرغاب کے پورب طرف لشکر کفار جمع ہوا۔ احنف بن قیس فوج کفار اور اونکی جمعیت لشکر اور انتظام جنگ بنظر غور دیکھتے ہوے رات کو پوشیدہ ہو کر گذرے۔ ایک خیمہ کے متصل چند اشخاص بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ ایک ونمین سے بولا۔ ہمارے سردار کو مناسب ہے کہ کفار کے مقابل بہت مضبوطی اور قوت کے ساتھہ ٹھیرے اور جسجگہ مقابلہ ہوجاے اونکا ساتھہ نچھوڑے بلکہ ہلہ کرکے دہاوا کردے دوسرا شخص جو کچھہ کھانے پکانے مین مصروف تھا کہنے لگا یہہ راے مناسب نہین اور نہ

اس ترکیب سے اونپر غلبہ ہو سکتا ہے بلکہ یہہ ٹھیک ہوگا کہ نہر مرغاب اور پہاڑ کے بیچ مین ہو کر کفار سے مقابلہ کرے۔ احنف نے اپنے لشکر کو اس رائے سے اطلاع دی۔ دوسرے دن سب متفق ہو کر اسی ڈھنگ سے لڑے اور بہت جلد فتحیاب ہوے (علّامہ بلاذری)

طالقان اور فاریاب کو بھی احنف نے فتح کیا بعضے کہتے ہین کہ انکے فاتح اُمیر بن احمر ہین۔ بعد اسکے احنف نے بلخ پر فوج کشی کی۔ بلخ طخارستان مین ایک نامی شہر ہے۔ اہل بلخ نے چار لاکھہ پر اور بروایتے سات لاکھہ پر صلح کر لی۔ علامہ بلاذری نے روایت سات لاکھہ کو ترجیح دی ہے احنف نے بلخ پر اسید بن متشمس کو مقرر کر کے خود خوارزم کا رُخ کیا۔ شہر خوارزم دریاے جیحون کی کنارہ آباد ہے۔ اہل شہر نے خبر آمد عساکر اسلام سنکر پل توڑ ڈالا کشتیان ہٹا دین۔ احنف نے لشکر یونسے رائے لی کہ اب کیا کرنا چاہیئے حصین بن منذر نے عمرو بن معدیکرب کا یہہ شعر پڑھکر سنایا۔

اذا لم تستطع امرا فدعہ		وجاوزہ الی ما تستطیع

ترجمہ جو کام تجھسے ممکن نہو اوسکو چھوڑ کر جو ہو سکتا ہو وہ کر۔ احنف مجبور ہو کر بلخ کو واپس آے۔ یہان انکے نائب اُسید نے صلح و اقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جسکی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی (ابن خلدون)

کہتے ہین کہ جس زمانہ مین احنف خوارزم کے جانب گئے ہوے تھے اور اُسید کو اپنا نائب کر کے بلخ مین چھوڑ گئے تھے اوسی زمانہ مین فارسیونکی عید مہرجان ہوئی۔ اہل بلخ نے اُسید کو بہت کچھہ تحفہ اور ہدیہ بھیجے۔ نقد درم و دینار۔ گھوڑے۔ ظروف۔ کپڑے وغیرہ حسب حیثیت ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ نے نذر گذرانی۔ اُسید سمجھے کہ یہ جملہ سامان منجملہ اموال جزیہ ہے اسواسطے اونھون نے کہا ہم نے تو درم و دینار پر صلح کی ہے یہہ سامان کیسا۔ ادن لوگون نے

جواب دیا۔ یہہ مال جزیہ وصلح کا نہین بلکہ یہہ خاص آپکے واسطے تحفہ ہے۔ ہم لوگونمین دستور ہے کہ اس دن خوشی کرتے ہین اور اپنے سردارونکی خدمت مین نفیس اشیا بطور نذر کے پیش کرتے ہین۔ اُسید نے کہا۔ مین اسکو کچھہ نہین جانتا اور شاید یہہ ہمارا حق ہو۔ خیر۔ اسکو ابھی تو رہنے دیتا ہون مگر پھر اسکے بابت سوچ سمجھکر کہونگا۔ اُسید نے وہ مال ہدایا و تحائف مد امانت مین رکھا۔ جب احنف خوارزم سے واپس آئے تو اوس مال کے نسبت احنف سے کہا احنف نے اہل بلخ کو بلا کر استفسار کیا۔ اونہون نے وہی جواب دیا جو اُسید سے کہا تھا۔ احنف وہ سب مال ابن عامر کے پاس لیگئے اور یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ ہدیۃً لوگون نے دیا ہے۔ ابن عامر نے احنف سے کہا۔ تم یہہ مال لے لو مگر انہون نے انکار کیا۔ ابن عامر نے وہ بھی مال لے لیا۔ (ابن اثیر)

احنف کو اس مال مین شبہہ ہدیہ کا ہوا جسکے لینے کی عامل کو مذمت آئی ہے اور تقویٰ و احتیاط کا یہی مقتضا ہے ورنہ والیان ملک کو اپنے ماتحتونکا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ احادیث مین جو عامل کو ہدیہ قبول کرنے کی ممانعت ہے وہ اس صورت مین ہے کہ جب ہدیہ لینے سے دوسرونکی حق تلفی ہوتی ہو یا کسی وقت مُروت مین کسی کی طرفداری کا خوف ہو اور اوسکا نتیجہ ابطال حق ہوتا ہو اور اگر اس قسم کا اشتباہ نہو تو مضائقہ نہین۔ ابن عامر نے اسی بنا پر قبول کیا اور احنف نے بنظر احتیاط لینے سے انکار کیا۔

صاحب فتوح البلدان کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عامر نے نہر جیحون کے اس پار جسقدر ملک تھا فتح کر لیا۔ اوس پار جانے کی نوبت نہ آئی مگر اوس طرف والون نے جب اہل اسلام کی قوت اور فتوحات کو دن دونی ترقی کرتے دیکھا خود بخود طالب صلح ہوے اور بغیر فوج کشی کے اہل اسلام کا قبضہ اُن ممالک پر بھی ہوگیا۔ بعض کہتے ہین کہ خود ابن عامر اوس پار گئے اور ہر ایک

موضع ویر گتہ مین پہونچکر جداگانہ ہر ایک کو صلحنامہ لکھہ دیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ لوگ خود انکے پاس آے اور بعد تمام صلح وامان کے جزیہ مین جانور۔ مویشی۔ لونڈی۔ غلام۔ ریشمی کپڑے وغیرہ اہل اسلام کے پاس بہیجدئے۔

مقتل یزدجرد بن شہریار

جب عساکر اسلام نے اہل فارس کو پیہم شکست دی اور آگے بڑہتا گیا اور ایرانی ہر طرح منہزم وشکست خوردہ ہوتی رہے تو رؤسا اہل فارس رستم اور فیروزان کے پاس آے اور اونسے کہا کہ ملک فارس پر مسلمانونکا قبضہ ہوگیا صرف ایک مدائن رہگیا ہے وہ بہی ایک حملہ کا محتاج ہے تم دونونکے اختلاف سے ہمارا قدیم ملک و قدیم مذہب مسلمانونکے ہاتہہ برباد گیا تم دونومین اگر اتفاق ہوجاتا تاہم کچہہ صورت بہبود نظر آتی۔ رستم وفیروزان نے اہالیان فارس کو بہت کچہہ تسلی واطمینان دیکر رخصت کر دیا اور خود اس فکر مین ہوے کہ کسکو بادشاہ بناوین۔ بالآخر بعد تلاش بسیار یزدجرد بن شہریار بن کسری پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کو جو اپنے ماموںکے پاس تہا لاے اور سلطنت فارس کا بادشاہ بنایا۔ یزدجرد اکیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اسنے بہت کچہہ فوجین جمع کین اور مسلمانونکے مقابلہ مین جان لڑا کر کوشش کی مگر ہر معرکہ مین خداوند تعالے نے مسلمانونکے نام فتح وظفر لکہی اور یزدجرد کو شکست پر شکست ہوتی رہی۔ آخر یزدجرد مدائن سے بہاگ کر حلوان پہونچا۔ یہان بہی جاے امن نہ پاکر اصفہان چلا گیا عساکر اسلامی نے مہم نہاوند سے فارغ ہوکر اصفہان کا رخ کیا۔ یزدجرد یہانسے بہی چل دیا اور اصطخر مین جاکر قلعہ کو خوب آراستہ کرکے قلعہ نشین ہوا عبداللہ بن بدیل اصفہان فتح کرکے اصطخر آے۔ انکے بعد ابوموسیٰ اشعری نے بہی فتح کرنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا ان کے بعد

عثمان بن العاص نے اصطخر پر لشکر کشی کی مگر ناکام رہے۔ جب عبداللہ بن عامر ۲۹ھ مین بصرہ کے حاکم ہوے۔ انہون نے تمام بلاد فارس فتح کر لئے صرف اصطخر اور جور باقی رہگئے اب یزدجرد نے طبرستان جانیکا قصد کیا کیونکہ اوسکو اس بات کا اندیشہ تھا کہ عبداللہ بن عامر اگر اب اور بڑہے تو اصطخر ہی ہے میرا اونکا مقابلہ ہوجاویگا اسلئے قبل اسکے کہ وہ یہان آئین دوسری جگہہ جاے امن تلاش کرلینا چاہیئے۔ طبرستان خاص اس غرض سے اور پسند کیا تہا کہ جب وہ اصبہان مین تہا تو حاکم طبرستان نے اسکو اپنے پاس بلایا تہا اور یہہ ظاہر کیا تہا کہ طبرستان مین قلعہ سنگین ہین اور حفاظت خوب ہوسکتی ہے مگر اتفاق سے یزدجرد نے اصبہان کا ارادہ ملتوی کرکے کرمان کا رُخ کیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۳۰ھ کا ہے۔ یزدجرد تو کرمان چلا گیا اوسکے پیچہے ہی ابن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی اور ہرم بن حیان عبدی کو ایک لشکر کے ساتہہ روانہ کیا۔ کرمان تک لشکر اسلام نے اوسکا تعاقب کیا۔ یزدجرد گھبراکر کرمان سے خراسان کیطرف روانہ ہوا۔ لشکر اسلام اوسکے تعاقب مین تہا۔ یزدجرد تو نکل گیا لیکن مجاشع کی ہمراہی اثناء راہ مین کثرت برف باری سے سب کے سب مرگئے۔ کہتے ہین کہ سیرجان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر رات کیوقت اسقدر برف باری ہوئی کہ بقدر ایک نیزہ کی بلندی کے برف کا ڈہیر لگ گیا تہا۔ سارا لشکر اہل اسلام برف مین تباہ ہوگیا صرف مجاشع اور ایک دوسرا شخص اور تیسری ایک عورت بچ رہی۔ عورت اس طرح زندہ رہی کہ جب اہل لشکر پر برف کا اثر ہوا مجاشع نے بہاگنے کا قصد کیا انکے ساتہہ جو شخص تہا اوسکے ساتہہ یہہ عورت بہی تہی اوس شخص نے کیا حکمت کی کہ جہٹ پٹ ایک اونٹ کا پیٹ چاک کرکے عورت کو اوسکے اندر رکہدیا اور خود مجاشع کے ساتہہ بہاگ گیا۔ دوسرے دن جب تمازت آفتاب سے برف کا اثر کم ہوا وہ شخص اس مقام پر آیا۔ عورت کو اونٹ کے پیٹ سے نکالا وہ زندہ تہی۔ اوسکو

لے گیا-اس نواح مین مجاشع نے ایک عمارت تعمیر کی جو قصر مجاشع کے نام سے مشہور ہے یہہ مقام حد کرمان مین ہے جب مجاشع کے تمام ہمراہی صدمہ برف سے مر گئے-لاچار مجاشع عبداللہ بن عامر کے پاس واپس آے اور اس واقعہ سے خبر دی-

یزدجرد کچھہ دنون کرمان مین رہا-ایک دن یزدجرد بیٹھا ہوا تھا اتنے مین حاکم کرمان اسکے پاس آیا-یزدجرد شاید کسی سوچ مین تھا یا قصداً ایسا کیا ہو کہ اوس سے اصلا ملتفت نہوا-حاکم کرمان کو اسکی یہہ حرکت ناگوار گذری-اپنے ملازم سے کہا کہ اسکا پانون پکڑ کر کھینچ لے اور یزدجرد کو خطاب کر کے کہا تم تو ایک گانون اور موضع کی بہی حکومت کے قابل نہین ہو-ملک کی حکومت اور بادشاہی تو بڑی چیز ہے-اگر خدا نے تمکو اسکا اہل کیا ہوتا تو اس حالت ذلت وخواری پر نہ پہونچ جاتے"

نے گل از داغ الم رست نہ بلبل در باغ	ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران میداری

یزدجرد یہان سے بہی چلا گیا اور سجستان مین جسکا نام سیستان بہی ہے داخل ہوا-وہانکے والی نے بہت عزت وحرمت کی-کچھہ مدت تک یزدجرد یہان رہا-ایک دن یزدجرد نے والی سجستان سے خراج طلب کیا بس اتنے پر وہ بگڑ گیا-بیچارہ یزدجرد یہان سے نکلکر خراسان کی جانب نالان وگریان روانہ ہوا-

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لئے	لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

جب حدود مرو مین داخل ہوا ماہویہ حاکم مرو استقبال کر کے لیگیا اور بہت عزت وحرمت سے پیش آیا-کچھہ دنون یہان بآسائش گذری-اس اثنا مین نیزک طرخان یزدجرد کے پاس آیا-یزدجرد نے اس کی نہایت عزت وحرمت کی اور باکرام تمام خلعت سے سرفراز فرمایا-نیزک اسکے پاس ایک ماہ کامل رہکر اپنے جاے حکومت مین واپس گیا-وہان سے

ایک خط یزدجرد کے نام لکھا جسمین یہ مضمون تہا کہ تم اپنی بیٹی میرے نکاح مین دیدو۔ یزدجرد اس خط کو پڑہکر نہایت آشفتہ و برہم ہوا اور اوسکا جواب اسطرح لکھوایا "تم میرے غلام ہوکر یہہ جرأت و حوصلہ رکہتے ہو کہ میری بیٹی کے ساتہہ نکاح کا پیغام دو۔ اپنے رتبہ کو بالکل بہول گئے" پہر یزدجرد نے ماہویہ حاکم مرو سے بذریعہ تحریر مال و خزانہ کا حساب دریافت کیا۔ ماہویہ نے اسکو تو کچہہ جواب نہ دیا یزک کو اوبہارا۔ اسکے قتل پر اوس سے سازش کرنا چاہی اور یہہ لکھا "یزدجرد تمہارے پاس خراب خستہ حال ہوکر آیا کسی نے تمام ملک فارس مین اوسکی بات تک نہ پوچھی جہان گیا نکالا گیا جس طرف نکل گیا۔ خوار و بے اعتبار سرگردان پہرتا رہا تمنے اسکی خاطر مدارات کی اور اسکا ملک اسکے حوالہ کرنا چاہا۔ اسکا بدلہ جو کچہہ اس نے دیا تم خوب جانتے ہو اور تمہارے خط کے جواب مین جو کچہہ لکھا گیا یہی تمہارے سلوک کا عوض تہا اور تمہارے۔ اوس احسان کا یہی جواب تہا" اس خط و کتابت سے دونومین یزدجرد کے قتل پر اتفاق ہوگیا۔ (علامہ بلاذری)

ایک روایت مین ہے کہ یزدجرد نے جب خراسان مین بہی اپنی جان بچتی نہ دیکہی تو مرو مین چلا آیا اوسکے ہمراہ فرخزاد رستم کا بہائی بہی تہا۔ حاکم مرو کی رائے سے فرخزاد مرو سے عراق واپس گیا۔ مرو سے یزدجرد نے مال و اسباب ترکستان لیجانیکا قصد کیا اور یہہ ارادہ تہا کہ ترکستان جاکر کسی شہر محفوظ مین زندگی بسر کرے۔ ماہویہ نے یزدجرد کو اس ارادہ سے روکا اور مال و اسباب ترکستان لیجانیکی ممانعت کی جب یزدجرد نے اسکا کہنا نہ مانا تو اس نے اس خوف سے کہ اسلامی لشکر مبادا مرو پر بطمع مال و زر آکر قبضہ کرلی ترکونسے سازش کرکے اونکو بلا لیا۔ (ابن خلدون ابن اثیر)

ترکون نے رات کیوقت ہمراہیان یزدجرد کو ایک سرے سے صاف کردیا۔ بیچارہ

یزدجرد یکہ وتنہا۔ سراسیمہ وحیران۔ گردش بخت سے نالان۔ لب پرآہ سرد۔ دل پر درد۔ شہر مرو کو روانہ ہوا مگر کسی کمبخت نے اسکے حال زار پر ترس نہ کہایا نہ شہر کے اندر گھسنے دیا نہ دروازہ کہولا۔ یزدجرد چارونا چار یہانسے بہی بہاگا۔ نصیب نے پیادہ کیا۔ ایران کا شاہزادہ جسکے ساتہہ ہزارون سوار وپیادہ چلتے تہے آج اسوقت تنہا مشقت سفر اوٹہا رہا ہے۔ جان کی حفاظت مین کوہ وبیابان۔ دشت وجبل۔ دیہ بدیہہ۔ شہر بشہر پہر رہا ہے مگر ایسے گاڑہے وقت مین کوئی نہین پوچہتا اور نہ اسکے ایک دم کہڑے ہوجانیکا روادار ہے عجیب نقلاب لیل ونہار ہے۔ جو کل کے روز شاہ ایران تہا آج کس درجہ غریب ولاچار ہے۔

من کیم رسوائے شہر وعاشق دیوانۂ	آشنا با ہر غمے وزخویشتن بیگانۂ
گہ گیاہ در در دیدہ از دلم گہ خار غم	من بحیرت کین ہمہ گل چون ومدازدانۂ

الغرض یزدجرد یہانسے نا امید ہوکر دریائے مرغاب کیطرف بہاگا شام کے وقت ایک چکی چلانے والے کے گہر چہپ رہا۔ دن بہر کا خستہ وخراب۔ تہکا ماندہ تہا لیٹتے ہی سو گیا چکی والے نے اوسکی زرق وبرق پوشاک دیکہکر قتل کرکے دریا مین ڈال دیا اور وہی مثل ہوئی۔

مجبت چاک زد داماں یوسف عم زلیخا را عبث بدنام کردند

بعض کا قول ہے کہ ماہویہ مرزبان مرو نے اسکی تلاش مین آدمی مقرر کیے تہے۔ ایک شخص نے خبر دی کہ یزدجرد فلان چکی والے کے گہر مین ہے۔ ماہویہ نے یہ دریافت کرکے کچہہ لوگ بہیجدیئے۔ اونہون نے چکی والے کے گہر جاکر یزدجرد کو قتل کیا۔ یہہ بہی بعض کا قول ہے کہ چکی والے نے بحکم مرزبان مرو مارا ہے۔ بعد قتل یزدجرد مرزبان مرو نے کہا۔ بادشاہ کا قاتل زندہ نہین رہتا ہے۔ لہذا چکی والا بہی مارا گیا۔

خون ناحق کہین چھپتا ہے چھپاے سے امیر		کیون میری لاش پہ بیٹھے ہین وہ دامن ڈالے

بعضے یہ کہتے ہین کہ چکی والا بادشاہ کے سامنے کھانا لایا۔ بادشاہ نے کھانا کھایا اور اوس ملک کے حسب دستورات کو شراب بھی پی یہانتک کہ نشہ شراب مین بیخود ہو گیا۔ اپنے تن بدن کی سُدہ بدہ نہین رہی۔ اوسی حالت نشہ مین یزدجرد نے اپنا تاج نکالکر سر پر رکھا۔ چکی والے نے تاج کی چمک دمک جو دیکھی اوسکے دل مین طمع پیدا ہوئی۔ تاج کے قیمتی موتی اور نفیس بیش بہا پوشاک نے یزدجرد کے قتل پر آمادہ کیا۔ اوسنے چکی کا پاٹ یزدجرد کے سر پر گرا دیا اور دبا کر قتل کر ڈالا۔ تاج لے لیا اور کپڑے اوتار کر پانی مین ڈال دیا۔ جب ماہویہ کو خبر پہونچی چکی والے اور اوسکے اہل وعیال کو قصاص یزدجرد مین قتل کر کے تاج ولباس شاہی اوس سے لے لیا۔

ہلاک قاتل خویشم کہ وقت کشتن من		بخاک پاک شہیدان خود تیمم کرد

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد بخوف ماہویہ مرو کے بھاگ کر اس چکی والیکے گھر چھپ رہا اور پانی مین اوتر کر بیٹھ رہا۔ لوگ اسکی تلاش مین پہونچے اور چکی والے سے دریافت کیا۔ اوسنے ہر چند کہا کہ میرے گھر سے ابھی چلا گیا مگر لوگون نے اعتبار نہ کر کے خانہ تلاشی لی اور چکی کے نیچے پانی مین یزدجرد کو پایا۔ یزدجرد نے کہا میری جان چھوڑ دو اور میرا تاج میری پیٹی اور میری مُہر لے لو۔ لوگون نے یہہ سب مال لیکر محتاج ومفلس کر دیا۔ یزدجرد نے کہا میرے پاس اب کچھہ باقی نہین رہا۔ کچھہ نقد مجھکو دو تاکہ میرے حوائج ضروری کے کام آوے۔ ایک شخص نے چار درم یزدجرد کو دئے۔ یزدجرد نے ہنسکر کہا کسی نے مجھسے کہا تھا کہ تو ایک وقت مین ایسا مفلس وغریب ہو جاویگا کہ چار درم کو محتاج ہوگا۔ پھر یزدجرد اس چکی والیکے گھر سے جان بچا کر نکل بھاگا مگر ماہویہ کے دو سوکے آدمی جو اسکی تلاش مین تھے مل گئے۔

اونھون نے نہ چھوڑا اور چارون طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا۔ یزدجرد نے کہا۔ مجھکو جان سے نہ مارو۔ مجھکو بادشاہ عرب کے پاس لیچلو۔ مین تمھارے اور اپنے واسطے صلح کرا دونگا۔ اس روز روز کی جنگ و خونریزی سے سب لوگ محفوظ رہونگے۔ اوسکی یہہ بات کسی نے نہ مانی اور غریب یزدجرد کے گلے مین تانت کی پھانسی دیکر مار ڈالا اور کپڑے لیکر اوسکو دریا مین بہا دیا۔ افسوس صد افسوس۔

نہ دشمنے سر نعشم نہ آشنائے ہست		عجیب واقعۂ و طرفہ ماجرائے ہست

بعد قتل یزدجرد فیروز اوسکا بیٹا ملک ترکستان کو چلا گیا۔ ترکون نے اوسکا نکاح کر دیا اور یہہ اونھین لوگونمین رہا۔ (فتوح البلدان)

بعضے کہتے ہین کہ اہل مرو نے ترکو نسے سازش نہین کی تھی بلکہ جب ہمراہیان یزدجرد کو اہل مرو نے قتل کرنا چاہا یزدجرد اپنی جان لیکر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر مین پناہ گزین ہوا۔ اوسنے اسکو مار کر دریا مین ڈال دیا تھا۔ اہل مرو یزدجرد کی تلاش مین اس مکان کی طرف ہوکر نکلے اور مکان کے مالک کو گرفتار کرکے تشدد کیا۔ مارا پیٹا۔ مالک مکان نے قتل یزدجرد سے اقرار کیا۔ ان لوگون نے اوسکو مع بال بچونکے مار ڈالا۔ یزدجرد کی لاش دریا سے نکالکر تابوت مین رکھہ کر اصطخر مین لائے اور ناؤس (عبادت خانہ کفار) مین لیجا کر دفن کر دی۔ (ابن خلدون)

بعض مؤرخین واقعہ قتل یزدجرد اس طرح نقل کرتے ہین کہ یزدجرد بعد واقعہ نہاوند اصفہان مین بھاگ آیا اور یہان بود و باش اختیار کی اصفہان مین ایک رئیس مطیار نامی جسکی اہل عرب بھی عزت کرتے تھے رہتا تھا وہ ایک روز یزدجرد کی ملاقات کو گیا اور دربان سے کہا۔ مین تمھارے سردار سے ملنا چاہتا ہون میرے آنے کی اطلاع کردو۔ دربان نے ایک معمولی

شخص سمجھکر کچھہ پرواہ نہ کی بلکہ بری طرح جھڑک دیا۔ مطیار نے دربان کو خوب مارا پیٹا یہانتک کہ سر زخمی کر دیا۔ دربان خون آلودہ یزدجرد کے پاس پہونچا اور سارا قصہ بیان کیا۔ یزدجرد نے سمجھہ لیا کہ اب رنگ دگرگون ہے اصفہان سے ری کو چلا گیا۔

فکر بہبود خود اے دل ز در دیگر کن ٭ درد عاشق نشود بہ بمداوائے حکیم ٭

اثنا راہ مین والی طبرستان نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے اسپر حکمرانی اور اسکی حفاظت کیجیئے لیکن یزدجرد نے حکومت منظور نہ کی اور فوراً یہانسے بہی کوچ کرکے سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ وہان سے ایک ہزار سوار جمع کرکے مرو مین آپہونچا اور بعض کا قول ہے کہ چار برس تک فارس مین رہا پہر وہانسے کرمان آیا۔ دو تین برس یہان رہا۔ کرمان کے زمیندار دہقان سے کچھہ روپیہ طلب کیا جب اوسنے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس تک ٹہیرا رہا۔ بعدہ خراسان کی جانب اور وہانسے مرو کی طرف آیا اور یہہ قصد کیا کہ مرو مین لشکر جمع کرکے مسلمانونسے پہر مقابلہ کرے (کیون نہو۔ شہزادہ ہین۔ رسّی جل گئی مگر اینٹھن نہ گئی) فرخ زاد برادر رستم اور دہقانونکے لڑکے جو بطور اول (اگلے زمانہ مین دستور تہا کہ فاتح جس ملک کو فتح کرتے وہانکے رئیس و حاکم کے خاندانی معزز چند اشخاص کو اپنے دار السلطنت مین اپنے پاس رکہتے تہے زمانہ حال کی اصطلاح مین انکو یرغمال سمجہنا چاہیئے) اسکے پاس حالت سلطنت مین رہا کرتے تہے ہمراہ تہے۔ یزدجرد نے سلاطین چین و فرغانہ و کابل و خزر سے مدد طلب کی اور مرو مین داخل ہونا چاہا لیکن مرو کے حاکم ابو براز ماہویہ نامی نے اپنے بیٹے براز کو انتظام و حفاظت مرو سپرد کی اور کہا۔ دیکھو خبردار۔ یزدجرد شہر مین نہ آنے پاوے۔ ایک روز یزدجرد گھوڑے پر سوار ہوکر شہر کے چار و نظرف پہرا مگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ برازکے باپ ماہویہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ دروازہ کھولدی

زبان سے تو یہہ کہا اور ہاتھہ کے اشارہ سے منع کیا کہ دروازہ نہ کھولنا۔ یہہ حرکت یزدجرد کے ملازمین مین سے ایک نے دیکھلی اور یزدجرد کو ہوشیار کردیا۔

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد نے مرد کی حکومت ماہویہ سے لیکر اپنے بھتیجہ سنجان کو دینا چاہی لیکن ماہویہ اس ارادہ سے مطلع ہوگیا اور اوسنے بجاے خود اپنی حکومت قائم رکھنے کی کوشش کی اور یزدجرد کے قتل کی فکر کرنے لگا چنانچہ نیزک طرخان کو ایک ہزار درم یومیہ پر بلا بھیجا تاکہ یزدجرد کے قتل مین دونون کوئی مناسب راے نکالین اور بعد قتل یزدجرد عرب سے صلح کرلین۔ بعد طے مشورہ نیزک نے یزدجرد کو لکھہ بھیجا کہ مجھکو تمسے عرب کے بارہ مین کچہہ باتین کرنی ہین اسلئے تن تنہا اپنے لشکر و فرخ زاد سے علیحدہ ہوکر میرے ملنے کو آو۔ یزدجرد نے اپنے ہمراہیون اور فرخ زاد سپہ سالار سے مشورہ طلب کیا۔ فرخ زاد نے تنہا ملنے سے روکا سنجان نے بہی کہا مین مناسب نہین سمجھتا کہ آپ اپنے لشکر اور ہمراہیون اور فرخ زاد سے علیحدہ ہوکر کہین جاوین۔ ماہویہ تو گہات مین تہا ہی اور یہ تمام کارروائی اسکی تہی کہنے لگا نہین کچہہ حرج نہین۔ آپ بلا خوف و خطر نیزک سے ملین آپ کو اوسکی ملاقات سے بہت کچہہ نفع حاصل ہوگا اور آپ اوس سے ملکر بہت خوش ہونگے۔ یزدجرد اسکے کہنے مین آگیا اور نیزک طرخان کے پاس تنہا جانے پر آمادہ ہوا۔ فرخ زاد یہہ معلوم کرکے ازبس غمگین ہوا۔ کمال رنج سے اپنے جیب و گریبان کو پہاڑ ڈالا اور کہا۔ افسوس تم لوگ شاہ ایران کے قاتل ہوتے ہو۔ اسپر بہی یزدجرد متنبہ نہوا اور نیزک طرخان کی ملاقات کو گیا۔ اوسنے شاہ ایران کے استقبال مین بہت کچہہ اہتمام کیا۔ فوجی باجونکے ساتھہ بڑی عزت و تکریم کے ساتھہ اسے اپنے لشکر مین لیگیا۔ محبت و اخلاص کی باتین کرنے لگا۔ اثناء کلام مین بولا اگر آپ اپنی لڑکی سے میرا بیاہ کردین تو مین دل و جان سے آپکی مدد کرون۔ یزدجرد اس کلمہ سے

سخت طیش مین آیا اور بے ساختہ نیزک طرخان کو گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدجرد کے سپر ایک گرز مارا مگر یزدجرد وار خالی دیکر بہاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گہر مین جا کر چھپ رہا۔ اسکی فوج کے لوگ اکثر مارے گئے۔ یزدجرد تین روز تک بے آب و دانہ اوسکے گہر چھپا رہا چوتھے روز چکی والا کہانا سامنے لایا۔ یزدجرد نے کہا مین بلا راگ باجہ کے کہانا نہین کہاتا چکی والے کے پاس ایک شخص تہا جو کچھہ گانا جانتا تہا وہ گاتا رہا اور یزدجرد نے کہانا کہایا طرخان اسکی تلاش مین تہا اور اسکے لوگ چارون طرف ڈہونڈہتے پہرتے تہے۔ اتفاقًا اس گویے سے ملاقات کی اور اوسکے ذریعہ سے کچھہ سُراغ پاکر طرخان کو اطلاع دی۔ اوسنے چکی والے کا گہر گہیر لیا۔ بہت کچھہ تلاش کیا یزدجرد کا پتہ نہ پایا۔ چکی والے نے صاف انکار کیا۔ لوگ ڈہونڈہکر واپس جا رہے تہے کہ ایک شخص نے کہا۔ مجھکو مشک کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہکر ادہر اودہر غور سے دیکہنے لگا۔ آخر یزدجرد کے کپڑے کا کونا نظر آیا۔ یزدجرد پانی مین پوشیدہ تہا اوسکا دامن پانی سے باہر تہا۔ لوگ دوڑ پڑے اور اوسکو نکالا۔ یزدجرد نے اون لوگونسے کہا۔ مجھکو قتل نہ کرو اور جو کچھہ میرے پاس کپڑے اور تاج و کمربند وغیرہ ہے سب لے لو اور مجھکو چھوڑ دو۔ جسنے گرفتار کیا تہا کہا۔ مجھکو چار درم حوالہ کرو اور اپنا راستہ لو۔ بیچارہ شاہ یزدجرد کے پاس اس حالت مین نقد روپیہ پیسہ کہان تہا مجبور ہگیا اور کہا۔ نقد تو میرے پاس نہین مگر میری مہر بیش بہا ہے اسکو لے لو۔ اوس نے انکار کیا۔ یزدجرد نے کہا۔ مجھے لوگون نے خبر دی تہی کہ ایک وقت تو چار درم کا محتاج ہوگا۔ وہ وقت اب مین دیکھہ رہا ہون کہ یہی ہے۔

اب لوگ شاہ یزدجرد مظلوم کے قتل پر آمادہ ہوے۔ بیچارہ عالم مایوسی مین اپنے قاتل کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔

تھم تھم کے وار کر کہ مرا دم سٹے نہ جاے	جب مین نہین تو لذت زخم جگر کہان

افسوس صد افسوس مین نے اپنے دین کی کتابونمین دیکہا ہے کہ بادشاہ کا قاتل دنیاہی مین آگ سے جلاکر خاک سیاہ کیا جاویگا۔ اے کمبخت بدنصیبو مجہکو قتل نہ کرو۔ مجہکو زندہ وسلامت اپنے سردار کے پاس لیچلو یا عرب کے بادشاہ کے پاس بہیجدو۔ وہ لوگ بادشاہ کو قتل نہین کرتی مگر اون سخت دل ظالمون نے غریب کی آہ وزاری وبیکسی پر اصلا خیال نہ کیا اول اوسکا لباس اور تاج وغیرہ اُتار لیا پہر کمان کے رودہ سے پہانسی ڈال گلا دباکر مار ڈالا اور دریا مین ڈال دیا۔ اُسقُف مروَنے دریا سے نکالکر تابوت مین کر کے دفن کر دیا۔ (ابن اثیر)

حقائق الکلام مین اس طرح لکہا ہے کہ جس زمانہ مین جناب عمر فاروق رضہ شہید ہوے ہین یزدجرد نے موقع پاکر ایک لشکر ایرانی جانب اردشیرخرہ مین جمع کیا۔ قصد یہ تہا کہ سامان جنگ مہیا ہو جاوے اور کسی طرح تاب مقابلہ حاصل ہو تو مسلمانونسے پہر لڑائی کی ٹہیرے۔ یزدجرد اسی کوشش مین تہا کہ عبداللہ بن عامر نے مجاشع نام ایک سردار کو مع فوج دیگر یزدجرد کے مقابلہ پر بہیجا۔ یہہ بیچارہ تاب مقابلہ نہ لاکر ایک طرف بہاگ گیا۔ مجاشع نے مع اپنے لشکر کے اسکا تعاقب کیا۔ موسم سرما کی وجہ سے مسلمانونکو سخت نقصان پہونچا اور بجز مجاشع کے سب کے سب تباہ وہلاک ہوے۔ یزدجرد کی فوج نے بہی اپنے بادشاہ کا ساتہہ چہوڑ دیا اور اہل اسلام کی اطاعت قبول کرلی۔ اب ملک فارس مین اسکا کوئی رفیق حال نہ رہا۔ سب اس سے باغی ہو گئے۔ بیچارہ یزدجرد زندگی سے ہاتہہ دہوکر ذلت وخواری کے ساتہہ ادہر ادہر پریشان وسرگردان ملا ملا مارا بہاگا بہاگا پہرتا تہا۔ یہہ شعر اوسکے حسب حال تہا۔

دلم شد است ازین دار اتحسان بیزار	کہ جان بزرگ جہان ہمسرو دیار دیار

اس عالم مایوسی مین مرو مین داخل ہوا اور چکی والے نے بطمع تاج ولباس شاہی اسکو ہلاک کیا۔ لوگون نے اسکی لاش ایک پہاڑ کے درّہ مین پائی۔

بعض روایتون مین یہ قصہ یون درج ہے کہ یزدجرد عرب کے پہونچنے سے پہلے کرمان چھوڑ کر مرو کی جانب روانہ ہوا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبسین و قوہستان کیطرف بڑھا جب قریب مرو کے پہونچا دو سپہ سالار فارس کے اسکو ملے۔ وہ دونون باہم عداوت رکھتے تھے ایک کا نام براز۔ دوسرے کا سنجان تھا۔ براز نے یزدجرد سے ملکر سنجان کی شکایت کی اور اوسکی طرف سے یزدجرد کو بدظن کر کے اوسکے قتل پر مستعد کر دیا۔ یزدجرد نے یہہ واقعہ اور اپنا ارادہ سنجان کی نسبت اپنی کسی بیوی سے ظاہر کیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر سنجان کو پہونچ گئی۔ اوسنے یزدجرد کے قتل پر کمر باندہی اور یزدجرد کے محل پر چڑھ دوڑا۔ براز یہہ رنگ بے رنگ دیکھکر سراسیمہ ہوا اور اپنی جان لیکر کسی جانب چل دیا۔ یزدجرد پر بھی خوف غالب ہوا وہ بھی یہانسے بھاگا۔ دو فرسخ کے فاصلہ پر مرو سے ایک جگہہ مین چکی تھی یزدجرد اوس چکی والیکے گھر مین گھس گیا اور اوس سے پناہ طلب کی چکی والے نے اسکو کھانا کھلا پلا کر تسلی و اطمینان دلایا اور چار درم طلب کئے۔ یزدجرد نے کہا۔ میرے پاس روپیہ پیسہ نہین ہے لیکن یہہ میری پیٹی لے اور اپنے کام مین خرچ کر۔ چکی والے نے کہا مجھکو تو درہم کی ضرورت ہی اور تم مجھکو پیٹی دیتے ہو۔ چکی چلانے والے نے اسکے لباس سے اسکو جھوٹا سمجھکر اسکے مارنے کا ارادہ کر لیا۔ رات کو جب یزدجرد سو رہا چکی والے نے اوسکو بسولے سے قتل کر کے جو کچھ کپڑے وغیرہ اوسکے پاس تھے لے لئے اور لاش کو اوسیکے پاجامہ مین باندہکر دریا مین ڈالدیا۔

یزدجرد کے قتل کی خبر مرو کے پادری کو پہونچی اوسنے تمام عیسائیونکو جمع کیا اور کہا۔ صاحبو شہریار کا بیٹا اور ملکہ شیرین کا پوتا قتل ہو گیا سلکہ شیرین کے احسانات ہم لوگون کی

گردان پر بہت پکھہ ہین اور ہم لوگ عیسائی اس بادشاہ کے دادا نوشیروان کی عہد سلطنت مین نہایت عزت کے ساتہہ رہے ہین اب اسکے احسانات کا یہی عوض ہوسکتا ہے کہ ہم شاہ یزدجرد کے مرنے کا غم اور ماتم کرین اور ایک مقبرۂ عظیم الشان بناکر اوسمین اسکی لاش دفن کردین۔ سب عیسائیون نے اسکے قول کو تسلیم کیا۔ ایک خوبصورت ونفیس مقبرہ بناکر یزدجرد کی لاش اوسمین دفن کردی۔ افسوس صد افسوس۔

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے	آج ہین گور تنگ مین وہ پڑے ؛؛

یزدجرد کی حکومت بیس برس تک ہی ازانجملہ سولہ[۱۶] برس عرب کی لڑائیونمین صرف ہوے ایک دم کو آرام وآسائش نصیب نہوئی رات دن سرگردانی وپریشانی مین رہا۔ صرف چار برس عیش وعشرت سے گذرے۔ یزدجرد اردشیر بن بابک کی اولاد مین سب سے اخیر بادشاہ ہوا ہے۔ اسکے مرنے سے ملوک ساسانیہ کی حکومت ختم ہوگئی اور عرب کے واسطے اب کوئی مزاحم سلطنت باقی نہ رہا۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ؛؛	مٹے نامیونکے نشان کیسے کیسے ؛؛

بیچارہ یزدجرد نے اپنے حین حیات خاندان سلطنت فارس کو ویران اور اسکے ملکو نیر دوسرونکا قبضہ دیکھہ لیا اور مرتے دم تو نہایت تکلیف اور مصیبت اوٹھائی اور اسی حالت مین دنیا سے کوچ کیا۔ عبرت! عبرت!!

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے	خوب ملک روس ہے۔ اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی	اس طرف آواز طبل اید ہر صداے کوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے	چل دکھاؤن تو جو قید آزمین محبوس ہے
لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف	جس جگہہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین بتلا کے لگی کہنے مجھے	یہ سکندر رہی یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ لو انسے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج	کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

یزدجرد نے جس زمانہ مین کہ مرو مین مقیم تھا ایک عورت سے تعلق کر لیا تھا۔ وہ عورت حاملہ ہوئی اور بعد قتل یزدجرد کے بچہ ذاہب الشق پیدا ہوا۔ جسکا ایک جانب کا دھڑ بیکار تھا۔ اسکا نام مخدج رکھا گیا اور اوسکا سلسلۂ اولاد خراسان مین پھیل گیا۔ منجملہ اونکے دو لڑکیان مخدج بن یزدجرد کی قتیبہ نے جسوقت صغد فتح کیا گرفتار کین۔ وہ لڑکیان حجاج کے پاس بھیجی گئین۔ حجاج نے اون دونونکو یا اونمین سے ایک کو ولید کے پاس بھیجدیا۔ وہ ولید کے تصرف مین آئی اور اوسکے بطن سے یزید ناقص بن ولید پیدا ہوا۔ (ابن اثیر)

فتح کرمان

عہد خلافت فاروقی مین سہیل بن عدی نے کرمان پر فوج کشی کی تھی۔ اوس فوج کے ہراول پر بشیر بن عمر عجلی افسر تھے۔ یہ لشکر کرمان پر حملہ آور ہوا اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی ایک جماعت مجاہدین کے ساتھ آکر شریک جنگ ہوے۔ کرمان والون نے قفص وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانون نے چارون طرف سے گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ اثناء جنگ مین کرمان کا مرزبان بشیر بن عمر افسر ہراول فوج کے ہاتھ سے مارا گیا اور کرمان فتح ہو گیا۔ اب مسلمانونکو آگے روک ٹوک نہین دور تک بڑھے چلے گئے بیشمار اونٹ اور بکریان غنیمت مین ہاتھ آئین۔ بعض کا قول ہے کہ فاتح کرمان عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی ہین۔ بہر حال بعد فتح کے اہل کرمان نے صلح کر لی تھی اور اپنے عہد پر تا زمانہ خلافت جناب عثمان غنی قائم رہے پھر شامت اعمال نے بہکایا عہد و پیمان توڑ کر بغاوت پر آمادہ

ہوئے۔ جب عبداللہ بن عامر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہوئے مجاشع بن مسعود سلمی کو مہم کرمان پر روانہ کیا تھا اثنار راہ مین مجاشع نے ہمید کو لڑکر فتح کیا۔ اہل کرمان طالب امان ہوئے جزیہ دینا قبول کیا چنانچہ اونسے صلح کرلی گئی۔ مجاشع نے ایک محل بہی ہان بنوایا جو اونکے نام سے مشہور ہے۔ پہر سیرجان پر پہونچے۔ یہہ شہر کرمان کے علاقہ مین ہے۔ مجاشع یہان چند روز ٹہیرے۔ اہل شہر قلعہ بند ہوکر لڑتے رہے۔ اہل اسلام نے نہایت قوت دلیرانہ اور ہمت مردانہ سے اون کو پست کردیا۔ بالآخر شہر پر اسلامی قبضہ ہوگیا۔ مجاشع نے اکثر باشندگان شہر کو جلا روطن کیا۔ بعد اسکے جیرفت پر لڑائی ہوئی اور وہ بہی فتح ہوکر کرمان کے علاقہ مین ملا دیا گیا۔ پہر لشکر اسلام اطراف وجوانب کو پامال کرتا ہوا قفص مین داخل ہوا۔ یہان ایرانیون نے بہت بڑا مجمع کر رکہا تہا۔ اطراف بلاد سے جو ایرانی جلا روطن ہوئے وہ یہان آکر مقیم ہوتے گئے یہانتک کہ ایک مجموعی قوت پیدا کرکے حاکمانہ طرز سے بسر کرتے تھے۔ اُنکا عساکر اسلام سے مقابلہ ہوا۔ ایرانیون نے اپنی پوری طاقت صرف کرکے مسلمانونکا حملہ روکا مگر شیران بیشۂ شجاعت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے ہزیمت خوردہ میدان جنگ سے بہاگے۔ اکثر ایرانی کشتیون پر سوار ہوکر مکران وسجستان چلے گئے۔ ہزارون اثنار دار وگیر مین مارے گئے۔ شہر قفص پر مسلمانونکا پورا قبضہ ہوگیا اون کے کل مکانات واراضی اسلام کے تحت مین آگئے۔ مسلمانون نے اون زمینونکو آباد کیا۔ پانی کے واسطے کاریزین (فارس مین آبپاشی کی غرض سے بطور کنوئین کے ہوتے ہین) کہودین اور وہ زمین عشری شمار کی گئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

فتح سیستان

یہہ ملک عاصم بن عمرو نے فتح کیا تہا عہد خلافت جناب فاروقؓ مین عاصم بن عمرو فوج لیکر

گئے۔ والی سیستان نے مقابلہ کیا۔ کچھہ دیر لڑائی کے بعد بھاگ کھڑا ہوا لشکر اسلام آگے بڑہا
چلا گیا اور زرنج پر پہونچکر محاصرہ کیا جو سیستان کا دوسرا مقام اور مشہور شہر ہے۔ بعد چندی
اہل شہر نے صلح کی درخواست کی اور صلح کر لی گئی۔ ابتک یہ لوگ صلح پر قائم رہے لیکن
عہد خلافت عثمانی مین باغی ہوگئے۔

جس زمانہ مین عبد اللہ بن عامر مہم خراسان پر روانہ ہوے ہین تو ربیع بن زیاد حارثی کو
سیستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا۔ ربیع بن زیاد نے نہایت تیزی سے قطع مسافت کی اور
جنگل و بیابان پچہتر فرسخ چند مدت مین طے کر کے قلعہ زالق پر حملہ کر دیا۔ زالق و سیستان مین
صرف پانچ فرسخ کی مسافت ہے۔ یہہ ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ربیع نے عین عید مہرجان کے
دن اس قلعہ پر حملہ کیا اور وہانکے حاکم کو گرفتار کر لیا۔ اوسنے فارس کی طرح مصالحت کر لی۔
ایک برچھا زمین مین گاڑ دیا اور اوسکے گرد سونے چاندی کا ڈھیر لگا کر اپنی جان کے بدلے مین
فدیہ دیا۔ یہان کی مہم سے فارغ ہوکر ربیع مقام کرکویہ کو صلح سے فتح کرتے ہوے زرنج پہونچکے
اور شہر روشت مین جو متصل زرنج ہے اوتر پڑے۔ یہان کفار سے جنگ ہوئی۔ اس جنگ
مین کچھہ مسلمان شہید ہوے۔ کفار بھاگ گئے۔ اونکی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔
پھر ربیع ناشروذ پر پہونچے اور اوسکو فتح کر کے شرواز پر قبضہ کرتے ہوے اہل زرنج سے مقابلہ
کیا۔ اہل زرنج نے اوّلاً میدان مین نکلکر مسلمانونکا مقابلہ کیا اور بڑے اہتمام کے ساتھہ لڑائی
ہوئی آخر مسلمانون نے انکو بھی شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اہل زرنج قلعہ بند ہوے۔ ربیع محاصرہ
کر کے اوتر پڑے۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنیکو امان حاصل
کر کے لشکر اہل اسلام مین خود حاضر ہوا۔ ربیع نے ایک مقتول پر بیٹھکر دوسرے مقتول کا تکیہ لگایا
اسی طرح انکے اور ساتھیون نے بھی کیا مرزبان زرنج یہہ رنگ دیکھکر رعب مین آگیا ایک ہزار

لونڈی اور ایک ہزار جام ذہب دیکر صلح کر لی۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا۔ ربیع دوسرے
دن یہانسے وادی سنارود کی طرف روانہ ہوے اثنائے راہ مین وہ قریہ ملا جہان رستم پہلوان
نے اپنا گھوڑا باندہا تھا۔ اہل قریہ نے تعرض کیا۔ لڑائی ہوئی۔ خداوند تعالےٰ نے مسلمانونکو
فتح عنایت کی۔ ربیع لوٹ کر زرنج واپس آے۔ ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو قوم
بنی حارث بن کعب سے اپنا نائب کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے۔ انکے بعد اوس عامل کو
اہل زرنج نے نکال دیا اور خراج مقررہ نہ دیا۔ ربیع ڈیڑہ برس تک عامل رہے۔ انہون نے اس
مدت مین چالیس ہزار مشرکین کو قید کیا۔ انکے کاتب و مہر بیشی حضرت حسن بصریؒ تھے۔ بعد اسکے
عبداللہ بن عامر نے ربیع کی جگہہ عبدالرحمٰن بن سمرہ کو والی سیستان مقرر کر کے روانہ کیا عبدالرحمٰن
نے زرنج کا محاصرہ کیا اور ایک زمانہ دراز تک اہل زرنج محصور رہے آخر کار مجبور ہو کر دو لاکھہ درم
اور دو لاکھہ لونڈیان سالانہ جزیہ دینے پر راضی ہوے اور صلح کر لی۔ عبدالرحمٰن رفتہ رفتہ زرنج
اور کش (سرحد ہند) کے درمیان جو ملک تھے اونپر قبضہ کرتے گئے۔ کسی شہر کو لڑائی سے
فتح کیا۔ کسی سے صلح کر لی۔

اطراف رخج پر اور داوسکے اور دوار کے درمیانی ممالک پر بھی قبضہ کر لیا۔ شہر دوار مین
پہونچکر جبل زور مین کفار کا محاصرہ کیا۔ عبدالرحمٰن کے لشکر مین اسوقت آٹھہ ہزار سپاہی تھے
ساکنان جبل زور مصالحت پر آمادہ ہوے۔ عبدالرحمٰن نے اونکی صلح منظور کر لی۔ ان اطراف
مین جو مال غنیمت آیا اور تقسیم ہوا تو ہر شخص کے حصہ مین چار ہزار درم آے (علامہ بلاذری)

بعد صلح کے عبدالرحمٰن شہر مین داخل ہوے اور زور کے بتخانہ مین گئے (ابن اثیر نے
زونر لکھا ہے مگر قاموس مین زور ہے) زور ایک بت کا نام تھا اور اسیکے نام پر یہہ شہر آباد
تھا۔ وہ بت سونے کا تھا اور آنکھین اوسکی یاقوت کی تھین۔ عبدالرحمٰن نے اوسکی آنکھین نکال لین

اور ہاتہہ کاٹ کر مزبان سے مخاطب ہو کر بولے مجھکو اس سونے چاندی یا جواہرات سے
کوئی غرض نہین ہے۔ تو یہہ سب لے لے۔ مین نے یہہ فعل محض اسلئے کیا ہے تاکہ تجہپر یہہ امر
ظاہر ہوجاے کہ یہہ نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع۔

اس مہم سے فارغ ہو کر عبد الرحمن نے بلاد غزنہ کا رُخ کیا۔ کابل و زابلستان بعد جنگ کے
بہ صلح داماں فتح ہوے پہر عبد الرحمن بخیریت تمام منصور زرنج کو واپس آے اور وہین قیام کیا۔
جس زمانہ مین جناب عثمان رضؓ کی حکومت مین ایک قسم کا اضطراب پیدا ہوا عبد الرحمن نے زرنج
پر امیر بن احمر کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود مدینہ منورہ آے۔ انکا زرنج سے باہر نکلنا تہا کہ
اہل زرنج نے پہر عہد شکنی کی اور امیر بن احمر کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ پہر یہہ شہر عہد خلافت
جناب علی مرتضیٰ رضؓ مین فتح ہوا۔

جنگ کابل مین اسلامی لشکر کے افسر اعلیٰ عبد الرحمن بن سمرہ تہے اور مقدمۃ الجیش عباد بن
حصین کی ماتحتی مین تہا۔ یہ مدتون محاصرہ کیے ہوے منجنیقون سے سنگباری کرتے رہے
لیکن کسی طرح کابل فتح نہوتا تہا۔ سنگباری اسقدر کی گئی کہ ایک بہت بڑا راستہ ہو گیا۔
عباد بن حصین رات بہر لڑتے رہے دشمنان خدا اس راستہ کو بند نکر سکے صبح کیوقت اہل شہر
ہاتہیون کا ایک جہنڈ لیکر بقصد مقابلہ نکلے۔ عبد اللہ بن خازم سلمی نے مردانہ وار بڑہکر ہاتہی پر
حملہ کیا۔ ہاتہی نے انکو اپنی سونڈ مین دبا لیا۔ انہون نے تلوار کا ایک ایسا ہاتہہ مارا کہ ہاتہی کی
سونڈ کٹکر علیحدہ گر گئی۔ سوار فیل نشین نے نیزہ چلایا عبد اللہ نے وار خالی دیا اور سوار نیچے
آرہا تو عبد اللہ بن خازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جسکو جملہ عساکر اسلامی نے سنکر ایک ساتھ نعرہ مارا
مخالفین مین ایک ہلچل سی پڑ گئی بدحواسی کے عالم مین ایسے بہاگے کہ راستہ بند کر سکے
لشکر اسلامی لڑتا بہڑتا شہر مین داخل ہو گیا۔ ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جس نے ہاتہی کو مارا وہ مہلب ہین

عبداللہ بن خازم نہین۔ امام حسن بصریؒ کہا کرتے تھے۔ مجھکو گمان تہا کہ کوئی آدمی ہزار شخصونکا مقابلہ نہین کرسکتا مگر مین نے عباد بن حصین کو بچشم خود دیکہا کہ تنہا ایک فوج کا مقابلہ کیا اور رات بہر لڑتے رہے۔ غرض حضرت عبدالرحمن کابل فتح کرکے وادی نسل طے کرتے ہوے خواش۔ توزان لبست کی طرف آے اور رنبر ور شمشیران ملکونکو فتح کرکے رزان کارُخ کیا۔ اہل رزان بہاگ گئے اور انکا قبضہ ہوگیا۔ پہر خشک کے جانب روانہ ہوے۔ وہان والون سے صلح کرکے رخج کو گئے۔ اہل رخج سے جنگ ہوئی اور اہل اسلام مظفر ومنصور یہانسے زابلستان کو گئے اور اوسکو بہی لڑکر فتح کیا۔ اس اثنا مین اہل کابل نے پہر بدعہدی کی عبدالرحمن نے پہونچکر پہر گوشمالی قرار واقعی دی۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ واقعہ عہد خلافت جناب علیؓ کا ہے چنانچہ علامہ بلاذریؒ کی روایت سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ صحابی ہین انسے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا تہا تم امارت کو ہرگز نہ چاہنا اور نہ اوسکی تمنا کرنا اگر بلا طلب و سوال تمکو مل جاے تو قبول کرلینا خداوند تعالی تمہاری اعانت کریگا اور اگر اپنی خواہش و طلب سے امارت پاؤگے تو تم پر سارا بار ہوگا۔ تم بالتو تمہارا کام بانے اور آنحضرتؐ نے یہہ بہی ارشاد فرمایا ہے جب تم کسی کام پر قسم کہاؤ تو بہتر کام اختیار کرو اگرچہ قسم ٹوٹتی ہو کچہہ مضائقہ نہین وہ کام کرو اور کفارہ قسم کا ادا کردو حضرت عبدالرحمن عہد خلافت امیر معاویہؓ مین بہی بصرہ کے والی رہے ہین۔ کابل سے یہہ اپنے ساتہہ جو غلام قیدی لاے تہے اونمین کچہہ معمار بہی تہے۔ جنہون نے بصرہ مین عبدالرحمن کے محل دارالخلافت کے اندر ایک مسجد بنائی جو کابل کی مسجد کی نقل تہی حضرت عبدالرحمن نے ۵۰ھ مین بمقام بصرہ وفات پائی۔

جب حضرت عبداللہ بن عامر کے ہاتہون فارس خراسان۔ کرمان۔ سیستان وغیرہ دوبارہ

کامیابی کے ساتھ فتح ہوے لوگون نے کہا جسقدر فتوحات تمہارے قوت بازو سے ظہور مین آئین اسقدر فتح اور کسیکو نصیب نہین ہوئی۔ ابن عامر نے فرمایا بے شک۔ اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اوسنے مجھ ایسے ناچیز بندہ کے ہاتھ سے اس قدر شہر فتح کرا دیئے مین اس شکریہ مین اپنے مقام اقامت سے احرام باندہ کر حج کو جاؤنگا چنانچہ خراسان پر قیس ابن ہشیم کو مامور کر کے نیشاپور سے احرام باندھ کر اول مدینہ منورہ مین جناب عثمان رضؓ کے پاس آے اور پھر حج ادا کیا۔ قیس بن ہشیم بعد روانگی ابن عامر طخارستان کی جانب گئے اور اسکے اطراف کے تمام شہر بلا کسی روک ٹوک کے اپنے قبضہ مین کر لئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جہان جہان یہہ گئے لوگون نے بغیر لڑے بھڑے صلح کر لی اور انکے مطیع ہو گئے۔ البتہ اہل سنجان برسر مقابلہ آے اور بعد کہلی لڑائی کے قلعہ بند ہوے بالآخر قیس نے بزور تیغ اوسکو بہی فتح کر لیا۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

اس سنہ مین جناب عثمان رضؓ حج کو تشریف لیگئے۔ اسی سنہ مین فتح خراسان کامل ہو گئی اسی سنہ مین ابو الدرداء انصاری بدری نے وفات پائی اور بعضونکے نزدیک ۳۲ھ مین انتقال کیا۔

ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے بعمر ستر سال بمقام جزیرہ وفات پائی۔ آپ بیعۃ العقبہ مین شریک تھے بعدہ جنگ بدر اور دیگر غزوات مین حضور سرور کائنات صلعم کے ہمراہ موجود رہے آپ اکثر روزے رکھا کرتے تھے (شواہد الاصفیا نسخہ قلمی مصنفہ علامہ محمد ہاشم بن قاسم نعمانی ہروی بدخشانی) اور بعض کہتے ہین کہ ۳۲ھ مین رحلت کی اور ایک روایت مین ۶۱ھ ہے

ابو اُسید ساعدی نے انتقال کیا بعضونکے نزدیک ۶۰ھ مین رحلت کی۔ اس قول کے مطابق ابو اُسید بدریون مین سب کے بعد انتقال کرنے والے ہین۔

ابوسفیان بنؓ حارث بن عبد المطلب بن ہاشم اور اونکے بہائی طفیل نے انتقال کیا

اور ایک روایت سے ابوسفیان کا انتقال سنہ ۲۰ھ مین ہوا ہے۔

ابوسفیانؓ بن حرب اموی نے بعمر اٹھاسی سال انتقال کیا۔ انکے فضائل مین سے

یہہ حدیث ہے۔

خود حضرت ابوسفیانؓ سے روایت ہے کہ مین نے جناب رسولخدا سے عرض کیا۔ اے

رسول اللہ تین سوال میرے ہین آپ قبول فرمائین۔ اول۔ میری لڑکی ام حبیبہ کو جو اسوقت

عرب کی عورتومین حسینہ وجمیلہ ہے اپنی زوجیت مین قبول فرمایئے رسول مقبول نے فرمایا

مجھکو قبول ہے۔ دوم۔ میرا بیٹا معاویہؓ آپکا کاتب اور منشی ہوجاوے۔ آپنے فرمایا۔ بہتر ہے

مین نے منظور کیا۔ سوم۔ آپ مجھکو کسی فوج پہ سردار کرکے بہیجدیجئے تاکہ کفار سے لڑون جیسا

کہ حالت کفر مین مسلمانونسے لڑتا رہا۔ آپنے فرمایا یہہ بہی منظور ہے۔ راوی کا بیان ہے

کہ ابوسفیان جو کچہہ چاہتے آنحضرت صلعم سے مانگ لیتے کیونکہ آپنے ہر سوال کے جواب مین

نعم فرمایا۔ حضرت ابوسفیانؓ نابینا ہوگئے تہے۔ ایک آنکہہ آپکی جنگ طائف مین گئی اور دوسری

جنگ یرموک مین۔ آپکے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہین۔ حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ۔ حضرت

یزیدؓ جنکو حضرت ابوبکرؓ نے شام پر بہیجا تہا۔ حضرت معاویہؓ جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے

زمانہ مین حاکم شام رہے ہین۔

حکم بن ابی العاص اموی نے اسی اسلۃھ مین انتقال کیا۔ یہ مروان کے والد اور جناب

عثمانؓ کے قریبی رشتہ دار تہے۔ انکی عادت تہی کہ جناب رسول خداؐ کے راز اور مسلمانونکے خفیہ

امور کی اطلاع کفار قریش کو پہونچایا کرتے تہے۔ انکو آنحضرت صلعم نے نکال دیا تہا اور طائف

مین رہا کرتے تہے۔ جب جناب عثمانؓ خلیفہ ہوے آپنے حکم بن ابی العاص کو مدینہ منورہ مین

بلا لیا جب لوگ معترض ہوے تو فرمایا میں نے جناب رسولخدا سے انکی سفارش کی تہی اور آپنے مجہسے وعدہ فرمایا تہا کہ اونکو مدینہ مین آنیکی اجازت دونگا مگر اس کا موقع نہوا چونکہ حضور رحمۃ للعالمین سے گونہ اجازت مل چکی تہی مین نے انکو بلا لیا ہے۔ (تاریخ امام یافعی ہر نسخہ قلمی بتاریخ خمیس)

۳۲ھ

غزوہ سرحد قسطنطنیہ

اس سنہ مین جناب معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی مگر صرف اسکی حدود و اطراف ہی تک پہونچ پاے کچہہ قریات وقصبات پر لڑائی ہوئی۔ بہت سے کفار قتل کیے اور تاخت وتاراج کرکے بعضے دیہات کے لوگونکو قیدی بنالیا اور مظفر و منصور بہت کچہہ مال غنیمت لیکر واپس آے۔ اس جہاد مین حضرت معاویہؓ کے ساتہہ انکی بی بی عاتکہ بنت قرظہ اور بعض کے نزدیک فاختہ تہین۔

غزوہ بلاد ترک وشہادت عبدالرحمن بن ربیعہ

عہد خلافت فاروقی مین حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ حدود دارمینیہ پر باب تک حکمران تہے۔ دربار خلافت سے انکو ترکونپر حملہ کرنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ باب سے بلنجر کی طرف روانہ ہوے بلنجر ریاست خزر کا دارالسلطنت تہا۔ یہہ واقعہ ۲۱ھ کا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ اپنے لشکر کو لیکر ترکونکی حد مین چلے۔ بلنجر کے قریب پہونچکر ترکونسے مقابلہ ہوگیا۔ وہ شہر چہوڑکر بہاگ گئے اور لشکر اسلام مال غنیمت لیکے واپس چلا آیا اوسوقت سے خلافت عثمانی تک برابر ترکونپر

حملے ہوتے رہے یہانتک کہ ترکی قوم عاجز آگئی جب ترکون کو ہر طرح شکست پر شکست ہوتی رہی اور کسی طرح مسلمانونکے مقابل اُنکا قدم نہ جم سکا تو بہت حیران ہوے اور آپس مین کہتے تھے۔ کیا وجہ ہے کہ مسلمان باوجود قلت جماعت کے ہمیشہ ہر قوم پر غالب ہی رہتے ہین اور ہمارے مقابلہ مین تو شیران بیشۂ شجاعت اور نہنگان بحر دغا و بصالت روباہ خصلت ہین ہماری تلوار کی دہوم روئے زمین پر ہے۔ وہ کون ہے جو ہمارے نام سے کانپ نہین جاتا اور ایسی کونسی قوم ہے جو ہمارے میل ومحبت وو اطاعت مین اپنی بہبود وفلاح تصور نہین کرتی۔

موج ہوجاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا		ہم وہ ہین آتش قدم جس سے پگہلتے ہین پہاڑ

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانونکے ساتھہ فرشتے ملکر لڑتے ہین اور اونکے دشمنونکو قتل کرڈالتے ہین اسیواسطے مسلمانونمین سے معرکہ جنگ مین ایک کی لاش ہی تو نظر نہین آتی۔ درحقیقت ایساہی کچھہ اتفاق ہوا کہ ہر مرتبہ ترکون ہی کی فوج مین مقتول نظر آے اور مسلمانونکی طرف ایک بہی شہید نہوا۔ اس خیال سے ترک اور بہی مسلمانونکے نام سے ڈرنے لگے۔ آخر اس بارہ مین باہم مشورہ کیا۔ ایک نے کہا۔ اب کے امتحان کرلو چنانچہ ترکونکی ایک جماعت کمینگاہ مین چہپکر بیٹھہ رہی اودہر سے فوج اسلامی نکل رہی تہی کہ ترکون نے تیراندازی کی جس سے دو ایک مسلمان شہید ہوگئے۔ ترکون کو اس سے ایک جوش پیدا ہوگیا اور دلونمین جو خوف مسلمانونکا سمایا ہواتہا وہ نکل گیا۔ گئی ہوئی قوت پہر عود کر آئی۔ ٹوٹی ہوئی ہمتین پہر بندہ گئین۔ ۳۲ھ مین اہل خزر اور ترک باہم متفق ہوگئے اور ایک لشکر جرار تیار کرکے مجموعی قوت کے ساتھہ اہل اسلام کے مقابلہ کی دل مین پختہ نیت کرلی۔

جناب عثمان رضؓ نے قبل اسکے عبدالرحمن بن ربیعہ کو جبکہ وہ باب پر حکمران تہے لکہا تہا کہ

عام رعایا کو اندرونی مفسدہ پردازون و دشمنون نے بہکا دیا ہے۔ مخالفت کی پوشیدہ آگ سب کے دلونمین روشن ہوگئی ہے عنقریب ہے کہ وہ ظاہر ہوکر اپنا اثر خراب اور نتیجہ مضرت رسان دکھلائے لہذا ایسے وقت مین مسلمانونکو خصوصًا فوج مجاہدین کو نہایت احتیاط و ہوشیاری سے رکھنا چاہیئے مبادا اونکو کچھ صدمہ پہونچے یا رعایا کی سازش سے لشکر غازیان اسلام تباہ و برباد ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن کے دل مین تو ترکونکی لڑائی کی ہوس جم گئی تھی اور پختہ ارادہ قائم ہو چکا تھا انہون نے چندان خیال نہ کیا۔ ترکونکے حال سے بھی خوب واقف ہو چکے تھے اور یہہ بھی سمجھے ہوے تھے کہ ترکی ہمسے خوف زدہ ہین اس خیال سے اور بھی اونکو جرأت آگے آگے لیئے جا رہی تھی حتیٰ کہ بمقام بلنجر دونون جانب سے دونون فوجین برسر مقابلہ آئین۔ ترکونکو واقعہ گذشتہ سے دلیری پیدا ہوگئی تھی نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کر دی حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ اس جنگ مین شہید ہوگئے اور بھی بہت سے مسلمانون نے جام شہادت پیکر حیات ابدی حاصل کی۔

ز دست و پا زدن کشتہ تو شد معلوم		کہ بعد کشتہ شدن ہم تلاش ہا باقیست

حضرت عبدالرحمٰن کا نام ذوالنون بھی تھا۔ انکی تلوار کا بھی یہی نام تھا۔ ترکون نے جب انکو شہید کیا تو انکی لاش کو ایک تابوت مین اپنے پاس بہت حفاظت کے ساتھہ تبرک سمجھکر رکھہ چھوڑا۔ مدت تک اوس لاش کے طفیل دعا استسقا مانگا کرتے تھے۔ انکے شہید ہونیسے لشکر اسلام بغیر سردار رہ گیا اور دو حصونپر منقسم ہوکر ایک تو باب کے جانب روانہ ہوا۔ اس گروہ کو حضرت سلمان بن ربیعہ برادر عبدالرحمٰن بن ربیعہ ایک فوج کے ساتھہ ملے۔ انکو بحکم جناب عثمانؓ سعید بن العاص نے کوفہ سے مسلمانونکی مدد کیلیئے بھیجا تھا۔ حضرت سلمان نے

اپنے بھائی کی شہادت سنکر نشان فوج خود لیا اور اس ہزیمت خوردہ حصہ کو اپنے ساتھ لے لیا جسکی وجہ سے یہہ حصہ ترکون کے ہاتھہ سے بچ گیا۔ دوسرا حصہ جو رزمگاہ سے بھاگا تو اوسنے جیلان وجرجان کا رخ کیا تھا۔ اس حصہ مین حضرت سلمان فارسیؓ اور ابو ہریرہؓ بھی تھے۔ اس واقعہ بلنجر مین جو لشکر حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کے ساتھہ تھا اوسمین منجملہ مجاہدین یہ لوگ مندرجہ ذیل بھی شریک تھے۔ یزید بن معاویہ نخعی۔ علقمہ بن قیس۔ معضد شیبانی۔ ابو مفزر تمیمی یہہ چارون ایک خیمہ مین ایک ساتھہ رہا کرتے تھے۔ عمرو بن عقبہ۔ خالد بن ربیعہ جلحال بن دری قرثع۔ یہہ چارون دوسرے خیمہ مین ٹہیرا کرتے تھے۔ ان لوگونکے خیمے پڑاؤ پر قریب قریب نصب ہوتے تھے۔ یہہ لوگ اس لڑائی سے قبل آپسمین دلیری وبہادری کی باتین کیا کرتے تھے اور شہادت کے متمنی تھے۔ حسب اتفاق ایسا ہی ہوا جیسا کہ انکی گفتگوے مندرجہ ذیل سے معلوم ہوگا قرثع کہا کرتے تھے "خون کے سرخ چھینٹے سفید کپڑے پر کیا ہی خوشنما معلوم ہوتے ہین"۔ عمرو بن عتبہ ایک سفید قبا پہنے تھے اوسپر نظر کر کے کہا "خون کے سرخ چھینٹے تجپر کیا ہی بھلے معلوم ہونگے"۔ یزید بن معاویہ نخعی نے خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص نفیس چادر لایا اور اوسمین انکو لپیٹ کر قبر مین دفن کر دیا۔ یہہ اوس حالت مین قبر کے اندر نہایت حسین وخوبصورت معلوم ہوتے تھے اسی معرکہ بلنجر مین کسی نے پتھر مارا وہ انکے سر پر آکر لگا۔ سر پھوٹ گیا اور خون نکلکر کپڑون پر پڑا کہ چادر رنگین ہوگئی۔ گویا کہ نقش ونگار اوسپر بنے ہین اور اسی صدمہ مین وفات پائی۔ قدرت خداوندی ہے کہ اوسی وضع وہیئت سے جیسا کہ خواب مین دیکھا تھا دفن کیئے گئے۔ ہو بہو انکے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ اسی لڑائی مین معضد نے علقمہ سے کہا "اپنی چادر مجھکو دو مین سر پر اوسکا عمامہ باندھونگا"۔ چنانچہ چادر لیکر سر پر باندھی۔ برج بلنجر مین گئے۔ لوگون سے لڑے اور بہتونکو مارا۔ اتفاقیہ ایک

پتھر انکے سر پر آکر لگا جسکے صدمہ سے سر پھٹ گیا اور اوسی زخم سے شہید ہوے۔ لوگون نے
انکو یزید کے پہلو مین دفن کر دیا۔ علقمہ نے اپنی چادر جو معضد کے سر پر بندھی تھی اور
خون کے دہبّے اوسمین تھے لے لی اوسکو خوب دھویا مگر خون کے دہبّے نہ گئے۔ وہ جمعہ
کے دن اوس چادر کو تبرکًا اوڑھکر نماز مین جاتے اور کہا کرتے تھے کہ میری اس چادر مین
معضد کے خون کی نشانی ہے اسواسطے مین جمعہ کے دن اسکو اوڑہ لیا کرتا ہون۔

عمرو بن عتبہ کے بھی لڑائی مین زخم کاری آیا اور انکی قبا رنگین ہوگئی جیسا کہ خواہش
کی تھی اور اسی زخم مہلک سے شہید ہوگئے۔

قرثع بھی اسی لڑائی مین زخمی ہوے اور انکی قبا رنگین ہوئی اور شہید ہوے۔ قرثع
اور یزید نخعی کوفی ہین (تقریب التہذیب)۔

جناب عثمانؓ کو ان لوگونکے خیالات اور حالات کی جب اطلاع ہوئی آپنے فرمایا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا اہل کوفہ بد عہدی کر کے بیعت فسخ کر دینگے انکے دلی
خیالات کسقدر بدل گئے ہین۔ وہ رات دن خونریزی کے جویان اور فساد کے خواہان
رہتے ہین۔ خداوندا۔ تو اونسے درگذر کر اور اپنے لطف و کرم سے اونکے حال پر توجہ
فرما (جناب عثمانؓ نے انکے خیالات بد اور انکے حسب منشاء واقعات پیش آنیسے استنباط
کیا کہ یہہ لوگ مفسد ہین انکے دلونمین اسی قسم کے خیالات اور منصوبے رہا کرتے ہین۔ کیونکہ
جہاد مین نیت ترقی دین اسلام ہونا چاہیئے۔ اگر خوش نصیبی سے شہید ہوگیا زہے سعادت
قبل اسکے ایسے خیالات آنا اس امر پر دلیل ہے کہ یہہ لوگ محض جنگ و پیکار کے خواہان
و جویان تھے اور ہر وقت انکی نظرونمین ایسی ہی صورتین پیدا کرتی تھین۔ معلوم ہوتا ہے کہ
واقعہ بلنجر مین جو لشکر تھا اوسمین کوفی بھی شریک تھے اور جناب عثمانؓ تو اہل کوفہ کی شرارت

سے پہلے ہی واقف تھی) چونکہ سلمان بن ربیعہ کو سعید بن العاص نے بحکم جناب عثمانؓ روانہ کیا تھا انکے ہمراہ شکست خوردہ لشکر اسلام باب پر پہونچا۔ اب سلمان بن ربیعہ بجاے عبدالرحمن بن ربیعہ کے باب کے حاکم ہوے اور بحکم جناب عثمانؓ اہل شام کا ایک لشکر بسرداری حبیب بن مسلمہ سلمان کے ہمراہ ہوا۔ دوسرا لشکر کوفہ کا جسکے سردار حضرت حذیفہؓ بن یمان تھے یہ بھی سلمان بن ربیعہ کے ساتھ کیا گیا اور ان دونوں لشکروں کے افسر اعلیٰ اور گورنر علاقہ باب سلمان بن ربیعہ کیے گئے۔ جب لشکر شامی اور کوفی یکجا ہوے دونوں لشکر میں آتش مخالفت شعلہ افگن ہوئی اور ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ اہل شام نے کہا۔ ہم سلمان کو جو سب کے سردار ہین قتل کر ڈالینگے کوفیون نے کہا۔ ہم حبیب بن مسلمہ کو جو لشکر شامی کے افسر ہین خوب مارینگے اور اونکو سرداری سے معزول کر کے قید کر دینگے اور اگر تم متعرض ہوگے تو ہماری تمھاری تلوار چل جائیگی اور اچھی بھلی خونریزی ہو گی (حبیب کو یہ منظور تھا کہ جس طرح سے وہ سردار لشکر ہو کر آے تھے اسی طرح باب کی بھی حکومت انکو ملے اور یہ سلمان کی ماتحتی مین نہ رہین اسی بات پر کوفیون اور شامیو نمین اختلاف ہوا) حضرت حذیفہ بن یمان اس نواح مین تین مرتبہ لڑے تیسری جنگ اوس زمانہ مین واقع ہوئی ہے جو زمانہ جناب عثمانؓ کی شہادت کا تھا جب جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین حذیفہ بن یمان اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ خداوندا۔ قاتلین جناب عثمانؓ اور اونکے بدگویوں پر لعنت کر اور اپنا غضب و قہر نازل فرما۔ خداوندا۔ تو خوب جانتا ہے اور دلونکے ارادے اور نیتوں سے تو آگاہ ہے کہ ہماری نیت جناب عثمانؓ سے مقابلہ کرنے مین اور اونکی احکام کی تعمیل مین سستی و تاخیر کرنے مین محض اونکو تنبیہ کرنے کی غرض سے تھی اور آپ بھی اکثر اوقات ہم لوگونکو تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم لوگون کا یہ

ارادہ نہ تہا کہ آپکی جان کو صدمہ پہونچے مگر عوام نے ہمارے اونکے معاملات اورظاہری
برتاؤ کو فتنہ و فساد کی راہ کر لی۔ خداوندا۔ تو اون لوگونکو بہی اپنے غضب کی تلوار سے
مار اور جیسا کہ اون لوگون نے جناب عثمانؓ کے خون مین اپنے ہاتہہ رنگے ہین اونکے
خون مین بہی تلوارین رنگین ہون۔

خروج قارن

آخر ۳۲ھ مین اطراف خراسان سے پہر ترکون نے یورش کی۔ اہل بادغیس۔ ہرات۔ قوہستان
انکے ساتہہ مدد کو تیار ہوے اور چالیس ہزار سپاہی میدان کارزار مین جمع ہو گئے۔ ترک کا
بادشاہ قارن یہہ فوج لیکر خراسان کی طرف بڑہا۔ اس زمانہ مین خراسان کے حاکم قیس بن
ہُبیرہ سلمی تھے۔ جب عبداللہ بن عامر حج خانہ کعبہ کو جانے لگے اپنی جگہہ انکو مقرر کر گئے تھے
قیس بن ہبیرہ کے ہمراہ اونکے چچازاد بہائی عبداللہ بن خازم بہی تھے۔ سابق مین عبداللہ بن
خازم نے ابن عامر سے کہہ کر یہہ مضمون لکہا لیا تہا "جب خراسان سے قیس علیحدہ ہون
تو اوسوقت ابن خازم اوسکے والی ہون" یہہ عہدنامہ لکہوا کر اپنے پاس رکہہ لیا۔ جس
زمانہ مین ترکی فوجین حدود خراسان مین آگئین تو قیس نے عبداللہ بن خازم سے کہا۔
تمہاری کیا راے ہے۔ ابن خازم نے جواب دیا۔ میرے نزدیک آپ خراسان سے علیحدہ
ہو کر چلے جائین کیونکہ مین اسکا امیر ہون۔ ابن عامر نے اسکی ولایت کی سند مجھے عطا کی ہے
یہہ کہکر ابن عامر کا پروانہ دکہایا۔ قیس خاموش ہو کر ابن خازم کے پاس سے چلے آے
بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ بن خازم نے مشورہ دیا تہا کہ ترکون کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ
تہوڑے ہے۔ بہتر ہو گا کہ تم خود ابن عامر کے پاس جا کر فوج مدد کو لے آؤ۔ جب قیس اودہر

روانہ ہوی عبداللہ بن خازم نے اونکی عدم موجودگی مین تمام لشکر کو وہ سند دکھلائی جس مین لکھا تہا کہ بحالت غیر موجودگی قیس کے عبداللہ بن خازم امیر خراسان سمجھے جائین۔

ایک روایت مین ہے کہ قیس نے ابن خازم سے دریافت کیا۔ آپ کیا راے دیتے ہین۔ ترکون نے سر اوٹہایا ہے۔ اونکی تعداد کثیر ہے اور اہل اسلام اونکے مقابلہ مین بہت ہی کم ہین۔ حضرت عبداللہ بن خازم نے کہا۔ میرے نزدیک تو آپ ملک چھوڑکر چلے جاوین کیونکہ عبداللہ بن عامر نے مجھکو پروانہ لکھدیا ہے کہ جب خراسان مین جنگ ہوا وسوقت تم امیر خراسان ہوجاتا۔ پہر سند لکہی ہوئی انکا لکہ دکہائی جو آپ ہی ابن عامر کی طرف سے لکھہ لی تہی قیس جھگڑنا مناسب نہ سمجھے۔ حکومت خراسان بخوشی خاطر عبداللہ بن خازم کے سپرد کردی اور خود ابن عامر کے پاس چلے گئے۔

عبداللہ بن عامر نے جب انکو دیکھا اور انکے حالات سے خبر پائی کہا۔ یہہ کیا کیا۔ تم ملک کو ویران و برباد کرکے میرے پاس کیون چلے آے۔ اسکے جواب مین قیس نے کہا کہ عبداللہ کے پاس آپکی خاص دستخطی اور مہری سند موجود تہی اس لئے اونہون نے مجھسے امارت لے لی۔ المختصر قیس تو ابن عامر کے پاس رہے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے امیر و سردار بنکر چار ہزار فوج لیکر ترکون کے مقابلہ پر نکلے۔ کہان ترکونکی جماعت چالیس ہزار اور کہان ابن خازم کی فوج چار ہزار۔ یہ انکی شجاعت اور ہمت ہی تہی اور مسلمانونکی دلیری اور شوق شہادت تہا کہ دشمنونکی کثیر التعداد لشکر کا اصلا خوف و ہراس نہ کیا۔ غرض دونون لشکر میدان جنگ مین۔ ایک دوسرے کے مقابل ہوے اور میدان جنگ چھوڑکر دونون طرف سے اپنے اپنے پڑاو پر ٹہیرے۔ رات نے دونون لشکر ونکو آرام کر لینے کا موقع دیا۔ عبداللہ بن خازم نے کیا ترکیب سوچی کہ اپنے لشکر مین سے چھہ سو مردان جنگ آ-

دیدۂ کارزار آزمودہ منتخب کیے۔ اونکے نیزونکو روئی اور پُرانے کپڑے سے لپیٹ کر
تیل وچربی سے ترکر کے روشن کر دیا اور بقدر ضرورت چربی اور تیل اور بھی ہمراہ کیا۔
ان شعلون کی روشنی مین اس جماعت کو لیکر ترکون پر شبخون مارا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش
پر خود ابن خازم تھے۔ آدہی رات کو یہ لشکر شعلین جلاتا ہوا قارن کے لشکر پر جا گرا اور
تلوارین کھینچ کھینچ کر مارنا شروع کر دیا۔ سارے تُرک خواب غفلت مین مست و سرشار تھے
اونکو کیا خبر تھی کہ رات کے وقت آفت آسمانی وبلاے ناگہانی قضاے مُبرم کو ساتھہ
لئے ہوے نازل ہوگی اور ایک دم مین اون خفتہ بخت کم نصیبونکو ہمیشہ کے واسطے
سلادے گی۔ اونکو کیا معلوم تہا کہ اب کے سوے قیامت ہی کو اوٹھینگے۔ اس حالت
سراسیمگی مین بالکل نہ سنبھلنے پاے جو جس حال مین سو رہا تہا اوٹھتے ہی جو کچھہ ہاتھہ مین آگیا
لیکر لڑنے اور مفت جان دینے لگا۔ یہہ بھی نہ معلوم تہا کہ ہماری تلوار دوستونکو صاف
کر رہی ہے یا دشمنونکے گلونکو کاٹ رہی ہے۔ آخر قوم ترک مین ہلچل پڑ گئی۔ اہل اسلام نے
وہ جنگ مغلوبہ کی کہ کشتون کے پشتے لگ گئے خون کا دریا رواں ہوگیا۔ نبردگاہ ایک
تختہ لالہ زار بن گیا۔ ترک اچانک اس ہنگامہ سے گھبرا گئے۔ اونھون نے دیکھا کہ آگ
مثل دریا موجزن ہے کبھی اوپر چڑھتی ہے اور کبھی نیچے اوترآتی ہے۔ گاہے دائین
گاہے بائین۔ ایک وضع پر قرار نہین۔ اونکی بالکل سمجھہ مین نہ آیا کہ یہ کیا بلا ہے۔ دہشت زدہ
ہوکر ہمت ہار دی۔ عبداللہ بن خازم کی تدبیر نے حواس باختہ کر دیا۔ اس ہنگامہ قتل و
غارت مین مجاہدین اسلام اپنے اپنے کام مین برابر مصروف رہے۔ ابن خازم بھی اپنا
مقدمۃ الجیش لئے ہوے بالکل ترکون مین گھس گئے اور تلوارونکی باڑ پر جو رکھا تو ترکونکے
چھکے چھوٹ گئے۔ قارن اور انکا بادشاہ مارا گیا۔ فوج ترک بے سر ہوکر بھاگ نکلی۔ چار ہزار

اہل اسلام نے چالیس ہزار ترک کو شکست دی۔ مسلمانون نے بھاگے ہوے ترکونکا پیچھا نہ چھوڑا اور تک مارتے چلے گئے۔ ہزارون قتل کرڈالے اور ہزارون قید کر لیئے۔ بیشمار مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتھہ آیا۔ بعد فتح وظفر عبداللہ بن خازم نے ابن عامر کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ ابن عامر انکے اس کارنمایان سے بہت خوش ہوے۔ حالانکہ یہہ چالاکی سے قیس کو نکالکر خود سردار بن گئے تھے مگر اس کامیابی کی بدولت ابن عامر نے انکو مستقل کردیا اور حکومت خراسان عطا کی۔ ابن خازم حکومت خراسان پر تا واقعہ جمل عہد خلافت مرتضوی تک قایم رہے۔ اوس زمانہ مین ابن خازم بصرہ چلے آے اور وہان واقعہ ابن حضرمی مین موجود تھے۔

ایک روایت ہے کہ جب قارن لشکر لیکر مسلمانونکے مقابلہ کو نکلا ہے تو قیس نے ابن خازم سے کہا۔ قارن کے مقابلہ مین کیا کرنا چاہیئے۔ ابن خازم نے کہا۔ میری نزدیک تمہارے پاس اسقدر فوج ولشکر نہین کہ قارن کا مقابلہ کرسکو۔ مین اس صورت مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ تم خود ابن عامر کے پاس چلے جاؤ اور انکو دشمن کے لشکر اور اوسکی کثرت تعداد سے خبر دو۔ ہم اس عرصہ تک قلعہ بند ہوکر ترکون سے لڑتے رہین اور اپنی حفاظت کرین۔ جب تم فوج لیکر آؤ اوسوقت قلعہ سے نکلکر تمہارے ساتھہ ہوکر اونسے لڑین۔ قیس انکے فقرہ مین آگئے اور ابن عامر کی جانب روانہ ہوے۔ انکا ادہر جانا ہوا کہ اودہر ابن خازم نے سند نکالکر لوگونکو دکھلائی اور کہا۔ مجھکو ابن عامر نے یہان کا حاکم کردیا ہے۔ اہل بصرہ ابن خازم کی لڑائی کے بعد بلاد خراسان مین اون لوگون سے جو اسلام نہ لاے تھے برابر جہاد کرتے رہے اور بغاوت فرو کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھا کیئے۔ (ابن خلدون)

نقض فارس مین ہم سابقاً لکھہ آے ہین کہ عبداللہ بن خازم قیس کے چچیرے بہائی ہین۔ ابن خازم نے عبداللہ ابن عامر سے سند لکھوالی تہی جسکا یہ مضمون تہا کہ درصورت نہونے قیس کے ابن خازم حاکم خراسان سمجہے جاوین اور جملہ کاروبار حکومت انکے تعلق ہو۔ یہہ روایت ابن اثیر کی ہے۔ لیکن اسجگہ ابن اثیر کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن خازم نے بطور خود سند جعلی بنالی تہی۔ نیز ابن اثیر کی روایت سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے کیونکہ وہان یہہ بہی لکہا ہے کہ جب عثمانؓ شہید ہوے ابن خازم نے سند نکالکر دکہائی۔ اسکی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ بعضونکے نزدیک یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے۔ علامہ ابن اثیر نے جسطرح اور مؤرخین کے اقوال نقل کئے ہین یہ قول بہی نقل کردیا اور جوانکے نزدیک محقق وثابت تہا وہ بہی لکہا یعنی عہد خلافت عثمانی کے واقعات مین ذکر کیا۔ سند کی نسبت ایک جگہہ یہہ لکہنا کہ خود بنالی تہی اور ایک جگہہ ظاہر کرنا کہ ابن عامر سے لکھوالی تہی صریح مخالفت ہے اور دونون کلام مین تضاد۔ اسکا دفعیہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ ابن عامر کی اس کارروائی مین چالاکی ضرور تہی لہذا یہہ کہنا کہ سند خود لکھہ لی تہی مجازاً درست ہے مگر یہہ تاویل فن تاریخ مین مستحسن نہین معلوم ہوتی۔ اگر ان دو روایتونمین سے ایک کی غلطی کا ثبوت ہوجاوے تو کچہہ مشکل نہین ہے مگر بغیر ثبوت اس امر کا دعویٰ بہی زیبا نہین بظاہر اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ سند لکھوالی تہی اور اب موقع پاکر پیش کی چونکہ سند کا حال کسی کو معلوم نہ تہا اسواسطے لوگونکو یہی خیال ہوا کہ سند جعلی بنالی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

خروج قارن ابن خلدون اور صاحب فتوحات اسلامیہ کے نزدیک بہی واقعات خلافت عثمانی سے ہے۔

وفات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران	کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران

افسوس۔ زندگانی دنیا سراب نما ہے۔ حیات دار ناپائدار حباب آسا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

ہستیم جملہ خیال ست بہ تمثال سراب	بالیقین من نیم و وہم و گمانم باقیست

اس سرائے فانی مین کسیکو قرار نہین کوئی چل بسا کوئی کمر بستہ۔ آمادہ سفر۔ روانگی کو تیار ہے صبح اچھے بھلے چلتے پھرتے تھے شام ہونے پائی کہ جہان گذران سے سفر کر گئے ملک جاودان مین پہونچ گئے۔ دنیا کی جس چیز کو دیکھو یہی حال ہے۔ کل جو باغ موسم بہار کی پرورش سے رشک گلزار فرخار تھا۔ آج دستبرد صرصر خزان سے پامال ہے۔ جو گلشن موسم گل مین ہرا بہرا سوسن وسنبل تھا تختہ تختہ مین بیلا چنبیلی۔ کھلا ہوا تھا۔ بلبلو نکا شاخ گل پر ہجوم نغمہ طائران خوش الحان کا شور وغل تھا۔ آج باد فنا کے ہاتھ سے صحرائے پرُخار ہے بجائے گلاب کے ببول خار دار ہے۔ بلبل کی جگہہ بوم شوم کا نشیمن ہی۔ یا تو ہر تختہ تختہ کشمیر زار تھا۔ یا اب گلشن جابجا تودۂ خاک گلخن ہے۔

چمن کے تخت پر اک دن تشئہ گل کا تجمل تھا	عجب کچھ چہچہے تہی ہر جگہہ اک شور تھا غل تھا
خزان کے دن جو جا دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین	بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

اسلام کا سدا بہار باغ پر فضا جسکو قدرت کے ہاتھون نے آباد کیا۔ اسلام کی سچے ہوا خواہ باغبانون نے اسکی تختہ بندی کی اور اس باغ کی نشوونما مین اپنی عزیز جانین کھپا دین سچ تو یہہ ہی کہ بہادران اسلام کی جانبازی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج اس باغ پر بہار کی خوشبو تمام

عالم مین پہیلی ہے اور ہرایک کو اپنی جانفزا بہار کی طرف کہینچ رہی ہے - خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلعم کے ہاتہہ پراس دین کی تکمیل کردی تہی اور تمغہ الیوم اکملت لکم دینکم عنایت فرمایا تہا - آپکے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانفشانی اور جانسوزی سے کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اکناف عالم اور اطراف جہان مین پہونچ گیا اور انہین بزرگونکی کوشش سے اسلام نے وہ مضبوط جڑ پکڑی کہ تا قیام قیامت کوئی آفت ارضی و سماوی اسکو صدمہ نہین پہونچا سکتی - اس ۳۲ سنہ ہ مین کچھہ ایسی صرصر نکبت بادفنا چل گئی کہ بڑے بڑے جلیل القدر - نامور ومشہور صحابی دفعتہً ایک ہی برس کے اندر دنیا سے کوچ کرگئے - درحقیقت اسلام کے حق مین یہہ سال نہایت سخت گذرا اگر اس سال کا نام عام الحزن رکہین روا ہے اور اگر اسکو عام البکا کہین سزاوار ہے - اسی ۳۲ سنہ ہ مین حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی -

مروی ہے کہ جس دن آپ انتقال فرمانیلگے اپنی صاحبزادی سے کہا اے بیٹی - دیکہہ تو کیا کوئی میرے پاس آرہا ہے - صاحبزادی نے عرض کیا کوئی نہین - آپ نے فرمایا - ابہی میرا وقت نہین آیا ہے - پہر فرمایا - اے بیٹی - ایک بکری ذبح کرکے اوسکا گوشت پکا رکہو مین اب دنیا سے کوچ کرتا ہون - میرے گور وکفن مین کچھہ بندگان خدا نیک مرد تشریف لادینگے جسوقت وہ میرے دفن سے فارغ ہوجاوین اونسے کہنا - ابوذر آپ صاحبونکو قسم دے گیے ہین کہ بغیر کچھہ کہائے یہان سے نہ جاوین - صاحبزادی نے حکم کی تعمیل کی - بکری ذبح کرکے اوسکا گوشت صاف کیا - پکاکر تیار کرلیا اور حضرت ابوذر کو اطلاع کی - آپنے دریافت کیا - اب پہر تو دیکہو - کیا کوئی شخص آتا ہوا نظر پڑتا ہے - اس مرتبہ آپکی بیٹی نے کہا - ہان - ایک جماعت آرہی ہے - حضرت ابوذر رضؓ نے فرمایا میرا منہ قبلہ کی طرف کردو - بیٹی نے قبلہ رو کردیا

اوسوقت آپنے بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑہا اور رحلت فرمائی۔ صاحبزادی باہر نکلین اور آنیوالونکا استقبال کرکے کہا خدا آپ سب صاحبونپر رحم فرماے۔ ابوذر کے پاس تشریف لے چلیئے۔ لوگون نے دریافت کیا۔ کہان ہین بیٹی نے اشارہ سے بتلایا کہ وہ ہین۔ اہل جماعت بولے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمکو اس وقت بہیجدیا اور انکی تجہیز وتکفین مین شریک ہونے کا ثواب عنایت فرمایا۔

آنیوالی جماعت مین یہہ لوگ تہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ابومفرز تمیمی۔ بکر بن عبداللہ تمیمی اسود بن یزید علقمہ بن قیس نخعی۔ مالک اشتر نخعی۔ جلحال ضبی۔ حارث بن سوید۔ عمرو بن عتبہ سلمی۔ ابن ربیعہ سلمی۔ ابورافع مزنی۔ سوید بن شعبہ تمیمی۔ یزید بن معاویہ نخعی۔ قرثع ضبی کے بہائی۔ معضد شیبانی کے بہائی۔

پہر ان سب صاحبون نے اونکو غسل دیا۔ کفن پہنایا اور بمقام ربذہ دفن کردیا جب واپس ہونیکا ارادہ کیا حضرت ابوذرؓ کی صاحبزادی نے عرض کیا کہ ابوذرؓ آپ لوگون کی خدمت مین بعد سلام کے عرض کرگئے ہین اور آپ لوگونکو قسم دلائی ہے کہ بدون کہانا کہاے ہوے کوئی صاحب نہ جاوین۔ یہ سنکر سب لوگون نے کہانا کہایا۔ بروقت واپسی حضرت ابوذرؓ کے اہل وعیال کو بہی یہ لوگ مکہ مین لیتے آے اور حضرت عثمانؓ کو وفات ابوذرؓ سے اطلاع دی۔ آپنے ابوذرؓ کی صاحبزادی پر شفقت مبذول فرمائی اور اپنے ہی گہر مین رکہہ لیا اور فرمایا خداوند کریم ابوذرؓ پر رحم فرماے اور اونکا ربذہ مین قیام کرنا بخش دے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لوگ ابوذر کے گہر مین داخل ہوے۔ خوشبوے مشک سونگہہ کر دریافت کیا کہ یہہ خوشبو کیسی ہے صاحبزادی نے کہا کہ جب اونکی موت کا وقت قریب آیا اور سکرات موت ظاہر ہونے لگی مجہکو حکم کیا کہ مردہ کے پاس لوگ آتے ہین۔

اونکو بدبو ناگوار ہوگی تو یہان نہ ٹہیرینگے اور بغیر کہانا کہاے چلے جائینگے۔ تو کسیقدر مشک پانی مین گہولکر اس گہرمین اچہی طرح چہڑک دے تاکہ گہر بس جاوے اور کسی قسم کی بدبو نہ رہے۔

بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابوذر غفاریؓ کے اہل و عیال کو اپنے ہمراہ مکہ معظمہ نہین لیگئے بلکہ اس دفعہ اونکو چہوڑ گئے اور خود جناب عثمانؓ کی خدمت مین بمقام مکہ معظمہ حاضر ہوکر ابوذرؓ کے مرنے کی خبر کی جناب عثمانؓ جب مکہ معظمہ سے واپس ہوے اور مدینہ منورہ کو آنے لگے تو براہ ربذہ ہوکر اور حضرت ابوذرؓ کے اہل و عیال کو اپنے ساتہہ مدینہ منورہ لیتے آے حضرت ابوذرؓ اسلام مین سابق ہین چار صاحبون کے بعد پانچوین آپ مسلمان ہوے ہین یہہ مسلمان ہوکر اپنے وطن چلے گئے تہے اور بعد ہجرت نبوی کے مدینہ منورہ مین تشریف لاے۔ صحابہ کرام مین معزز اور بڑے عالم ہین۔ انکا زہد و تقویٰ مشہور ہی۔ انکو چار سو دینار سالانہ بیت المال سے ملتا تہا جو سب راہ خدا مین خرچ کر ڈالتے تہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے انکی شان مین فرمایا ہے۔ "آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی بہی ابوذر سا سچا نہین ہے"۔ انکے فضائل بیشمار ہین۔ آپنے وقت اظہار اسلام کے بہت تکلیفین کفار سے اوٹہائی تہین۔

وفات حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

ابو محمد عبدالرحمن بن عوف زہری قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچہتر برس کے سن مین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے بہی جانب حبشہ ہجرت کی تہی اور آنحضرتؐ کے ساتہہ سب غزوات مین شریک رہے۔ غزوۂ تبوک مین حضور سرور عالم صلعم نے آپکے پیچہے

نماز پڑہی ہے (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

اسلام آپکا قدیم ہے۔ آٹھوین نمبر مین آپ مسلمان ہوے ہین۔ آپ جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ مین ہین آپکا نسب یہہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب۔ جاہلیت مین آپکا نام عبد عمرو تہا۔ بعض کے نزدیک عبدالحارث یا عبدالکعبہ ہے۔ حلیہ مبارک یہ ہے۔ دراز قد۔ بدن کی جلد بہت پتلی اور نازک تہی۔ رنگ سرخ سفید۔ آنکھین بڑی بڑی۔ چہرہ خوشنما۔ نقشہ خوبصورت۔ ناک پتلی خوبصورت خمدار جیسے طوطے کی چونچ۔ اگلے دانت آپکے کسی صدمہ سے گر گئے تہے۔ بال سفید تہے مہندی یا وسمہ کا خضاب نہ تہا۔ ہاتہہ کی ہتہیلیان پر گوشت تہین آپ فربہ اندام تہے۔ جنگ احد مین آپکے پانون پر ضرب پہونچی اور اسی جنگ مین بیس زخم آپنے کہاے تہے چند زخم پاے مبارک مین تہے جنکی وجہہ سے لنگڑے ہو گئے تہے۔

جناب فاروق اعظم نے جو لشکر جنگ جابیہ کیلئے روانہ کیا تہا اوسکے مقدمۃ الجیش پر آپ سردار تہے۔ قدس آپنے فتح کیا ہے۔ آپکی سخاوت مشہور ہے۔ خداوند تعالیٰ نے عالی ہمتی اور فراخ حوصلہ کے ساتہہ فراغ دستی اور دنیوی مال و دولت بہی عطا کی تہی خدا کی راہ مین خیرات کرنا غربا و مساکین کو دینا آپکی ایک طبعی بات تہی۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنی جائداد زمین، چالیس ہزار دینار کو بیچکر سب قیمت راہ خدا مین لٹا دی ایک پیسہ پاس نہ رکھا۔ ایک بار نوسو اونٹ آپکے شام سے آے تہے جن پر انواع و اقسام کا سامان تہا۔ آپ نے سب کے سب خدا کی راہ مین خیرات کر دئیے۔ ایکدفعہ پانچ سو عربی گھوڑے مجاہدین اسلام کے واسطے وقف کیئے۔ آپکی زندگی کے یہہ خیرات و صدقات تہے اور جب آپنے انتقال کیا بیشمار مال ترکہ مین چہوڑا جو سولہ[۱۶] حصو نپر تقسیم ہوا ہر حصہ مین آٹھہ آٹھہ لاکھہ دینار آے۔ آپنے

قبل وفات وصیت کی تہی کہ اہل بدرین سے جو اب باقی رہگئی ہین انکو چارسو دینار فی کس دیا جاے چنانچہ یہہ وصیت پوری کی گئی۔ اہل بدرین سے اوسوقت سو آدمی بقید حیات تہے۔ فی کس چارسو دینار دئے گئے جنکی تعداد چالیس ہزار ہوتی ہے۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے اصحاب شوریٰ ہین آپکو مقرر کیا تہا۔ جناب عثمان رضؓ کی خلافت مین آپ ہی کی کمال کوشش و جانفشانی اور نہایت احتیاط و عقل و تمیز نے کام دیا کہ بدون اختلاف و حجت سب نے جناب عثمان رضؓ سے بیعت کرلی۔ (تاریخ خمیس)

قصہ عبید اللہ بن معمر رضؓ

آخر عہد خلافت جناب فاروق اعظم رضؓ سنہ ۲۳ھ مین عثمان بن ابی العاص ثقفی فتح اصطخر پر مامور ہوے ایک لشکر کے ساتہہ بمقام جور اہل اصطخر اور جور کا مقابلہ ہوا ایرانی شکست کہا کر بہاگ گے ہر بد رئیس جور نے جزیہ پر صلح کرلی اور معاہدہ لکہا گیا۔ اسمین اصطخر بہی شامل کرلیا گیا بعدہ شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کی اور یہہ زمانہ ابتداے خلافت عثمانی تہا۔ تمام ممالک مفتوحہ قبضہ سے نکل گئے۔ عثمان بن ابی العاص نے اپنے بیٹے کو اس مہم پر روانہ کیا اور انکے ساتہہ عبید اللہ بن معمر کو کردیا کہ جو لشکر بصرہ کے سردار اور مدد کے واسطے اپنا لشکر لیکر آے تہے بعد معرکہ عظیم شہرک اور اوسکا بیٹا دونون مارے گئے اور ایرانی لشکر بہاگکر سابور مین قلعہ بند ہوا۔ ایک روایت مین حکم بن ابی العاص اس معرکہ مین سردار لشکر تہے۔ جب ایرانی شکست خوردہ قلعہ بند ہوے عساکر اسلامی نے محاصرہ کیا۔ ایرانی صلح پر آمادہ ہوے اور جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی۔ اب عساکر اسلامی نے اصطخر کا رُخ کیا۔ اس اثنا مین جناب عمر رضؓ شہید ہوگئے اور جناب عثمان رضؓ خلیفہ ہوے آپ نے

عثمان بن ابی العاص کو امارت سے معزول کر کے بجاے انکے عبید اللہ بن معمر کو اس علاقہ کا حاکم کیا۔ انہون نے اصطخر کا محاصرہ کیا۔ ایک روز انکو خبر پہونچی کہ ارزنبان حاکم اصطخر دہوکے مین لشکر اسلام پر تاخت کرنیوالا ہے۔ آپنے اپنے اصحاب سے کہا۔ مین چاہتا ہون کہ آج یارون دوستونکی دعوت کرون۔ گاے ذبح ہوا اور گوشت پکے سب صاحب کہاوین۔ گاے کی ہڈی میرے پاس جو بڑا پیالہ ہے اوسمین رکہی جاوین اور سب احباب خوب لطف سے نوشجان فرمائین چنانچہ کہانے پینے کا سامان ہوا اور سب لوگ کہانے مین مصروف ہو گئے۔ عبید اللہ بڑے شہ زور تہے بڑی بڑی ہڈیان جو کلہاڑی سے توڑی جاتین یہہ اونکو اپنے ہاتہہ سے توڑ پہوڑ ا ذنکا گودا نکال لیتے تہے اسی عرصہ مین ارزنبان آپہونچا۔ عبید اللہ کے قدمونپر گر پڑا اور کہا۔ مین آپکی پناہ مین ہوتا ہون۔ آپنے اوسکو امان دی اور تسلی وتشفی کی۔ ہنوز آپ اوسکی طرف متوجہ تہی کہ ناگہان ایک تیر منجنیق سے آکر ایسا لگا کہ آپ گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ مرتے وقت آپنے وصیت کی کہ محاصرہ نچہوڑنا انشاء اللہ تعالے عنقریب تم اصطخر فتح کر لوگے چنانچہ لشکر اسلام اہل اصطخر سے لڑتا رہا اور بہت ایرانیونکو قتل کر کے اصطخر فتح کر لیا۔ بعض روایت مین عبید اللہ بن معمر ۲۹ سنہ مین شہید ہوے ہین۔ (ابن اثیر)

لیکن علامہ یافعی رح وغیرہ نے انکا کچہہ حال اسی ۳۲ سنہ مین لکہا ہے ہم وہ مضمون بجنسہ نقل کرتے ہین شیخ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عمران بن موسیٰ مرزبانی اپنی کتاب مقتبس مین لکہتے ہین کہ عبید اللہ بن معمر تیمی چالیس برس کی عمر مین علاقہ اصطخر مین بعہد خلافت جناب عثمان رض شہید ہوے ہین مگر کسی نے سنہ وفات آپکا نہین لکہا ہے۔ انکی سخاوت اور رحم دلی کی ایک حکایت ہم نقل کرتے ہین۔ حضرت عبید اللہ بن معمر نے بیس ہزار دینار مین

ایک خوبصورت۔نازنین۔مہ جبین لونڈی خرید کی جس کا نام کاملہ تھا اور جو درحقیقت اسم بامسمیٰ
تھی۔گانے مین مشاق۔فن موسیقی سے واقف۔ساز نوازی مین کامل طرّہ یہ کہ لکھی پڑہی۔
شعر گوئی مین طاق۔فن خط وکتابت مین شہرۂ آفاق۔قرآن شریف بانواع قراءت خوب یاد۔
کہانا پکانیکا اچھا سلیقہ اور دیگر امور خانہ داری اور ضروری کامونمین نہایت صاحب
تمیز تھی۔یہ لونڈی ایک جوان کی ملک مین تھی جس نے اپنے ہی واسطے تعلیم دی تھی
اور اسکی تعلیم مین زر کثیر خرچ کیا تھا۔وہ جوان اس لونڈی کے حسن وجمال اور دیگر کمالات کا
عاشق وشیفتہ تھا۔ایک دم اپنی نگاہ ہونسے اوسکا جدا ہونا پسند نہ تھا۔اوسکی خاطر ودلجوئی
اور خوشی مین جو کچھہ پاس تھا رفتہ رفتہ سب خرچ کر ڈالا اور محتاج ہوگیا کوڑی پاس نہ رہی
اب ادہر اودہر یارون۔دوستون۔عزیزونسے سوال کی نوبت آئی اور نہایت عسرت سے
دونونکی گذر ہونے لگی۔ایک دن اوس لونڈی نے کہا۔اے یار عزیز واے آقاے
باتمیز۔مین تمکو اس تکلیف وتنگی مین دیکھنا نہین چاہتی ہون کیا کرون مجبور ہون۔دل سے
تمنا ہے کہ خدا کرے وہ دن اگلے عیش وعشرت کے تمکو پھر نصیب ہون۔اس حالت
ناداری ومفلسی مین مناسب وقت یہی ہے کہ تم مجھکو بلا تکلف فروخت کر ڈالو۔

ٹہرتے ٹہرتے ٹہر جائیگی		اگرچہ طبیعت کو ہوگا قلق

اور میری قیمت سے اپنی حالت درست کر ڈالو۔یہہ فقر وفاقہ جو آے دن سر پر
کھڑا رہتا ہے ضرور میری قیمت سے دفع ہو جائیگا بلکہ عجب نہین کہ تم کو غنا وفراغت حاصل ہو
جوان یہ کلام درد انجام سنکر بولا۔اے یار جانی۔یہ مجھہ تفتہ جگر سے کبھی نہوگا کہ تجھکو اپنی
آنکھونسے ایکدم بھی اوجھل ہونے دون۔جو کچھہ مصیبت مجھپر پڑیگی سب بھگت لونگا
اور جبتک تو میری آنکھون کے سامنے ہی اوسکو عین راحت سمجھونگا۔

مخوان زدیرم بکعبہ زاہد کہ دل برد از کف من آنجا	بنالہ مطرب بعشوہ ساقی بخندہ ساغر بگریہ مینا

کنیز نے اپنے آقا سے جو یہ کلام محبت التیام مسموع کیا با دل داغدار و چشم اشکبار گویا ہوئی کہ ای مایہ زندگانی۔ اب بجز اسکے چارۂ کار نہین یہ روز روز کی مصیبت اب دیکھی نہین جاتی۔ خدا پر شاکر رہو شاید پھر کبھی وہ ارحم الراحمین ہمارے اور تمہارے حال پر رحم فرماوے اور یہی دن نصیب ہون

اے خوش آن دم کہ بروئے تو نظر باز کنم	خویش را گرم نیازت کنم و ناز کنم

جوان یہ جواب لونڈی کی زبان سے سنکر چار و ناچار مصلحت وقت سمجھکر راضی ہوا اور اوسکو عبید اللہ بن معمر کے پاس لیگیا۔ انہون نے اوسکو بہت پسند کیا اور بیس ہزار دینار دیکر خرید لیا جوان نے قیمت پائی اور چلنے لگا وقت رخصت نگاہ حسرت آمیز سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اور لونڈی نے چند شعر پڑہے جنکا صرف ترجمہ ہم لکھے دیتے ہین۔

محبت اینچنین عاشق نوازی اینچنین باید	زدی کشتی بخاک رہ نشاندی تاختی رفتی

تجھکو یہ مال جو میری قیمت مین پایا ہی مبارک ہو اسکو اپنے عیش و عشرت مین خرچ کر مجھکو کیا حاصل ہوا تیری جدائی اور غم فراق کے سوا اور کیا ہاتھہ لگا مین وقت رخصت کے اپنے جی کو سمجھاتی ہون اور اوس سے کہتی ہون حالانکہ وہ نہایت رنج و غم مین ہے۔ ابتو دوست تیرا جدا ہو گیا ہی اس حالت مین توصبر ہی سی کام ہے چاہے کم صبر کر چاہی زیادہ جب انسان کو کوئی حیلا اور کوئی سبیل نہ باقی رہی اور بجز صبر کے دوسری ترکیب نہ بن پڑے تو اس حالت مین صبر ہی کرے۔

تپیدن گریہ کردن رفتن از خود مردن از حسرت	کم ست افسوس عمر و کارہا بسیار عاشق را

جوان نے ان اشعار کا جواب اس طرح دیا۔

من کیستم عنان دل از دست دادۂ	از دست دل براہ غم از پا فتادۂ
دیوانہ وار در کمر کوہ گشتہ	بے اختیار سر بہ بیابان نہادۂ

تیری محبت اور عشق مین اگر زمانہ نے مجھکو بیکار کرکے خانہ نشین نہ کر دیا ہوتا اور میرے پاس کچھہ بھی از قسم قوت لایموت موجود رہتا تو میری اور تیری درمیان مین بجز موت کے اور کوئی دوسری چیز جدائی کرنے والی نہ تھی یہن تیرے فراق مین درد وغم کے ساتھہ زندگی بسر کرونگا اور اپنی دل غمگین سے تیرے ہی خیال مین باتین کرکے باقی دن کاٹونگا۔

تپیدن سوختن بر خاک و خون غلطیدن و مردن		بحمد اللہ کہ در دعا شقی تدبیرہا دارد

اب تو رخصتی سلام ہے اور مین تجھسے جدا ہوتا ہون تیری زیارت اور تیرا وصل نصیب ہونا محال ہی۔ہان اگر ابن معمر چاہے تو کچھہ مشکل نہین۔ابن معمر یہ دردناک کلام سنکر کہنے لگے۔اے عزیز لونڈی کا ہاتھہ پکڑ اور اپنے گھر لیجا۔جوان لونڈی کو لیکر خوش خوش چلدیا۔(تاریخ امام یافعیؒ قلمی و مستطرف وعقد الفرید)

وفات ابو درداء انصاریؓ

یہہ بھی جلیل القدر صحابی ہین اسی ۳۲ھ مین وفات پائی حکیم الامۃ انکا خطاب اور نام عویمر بن زید ہے۔آپ شامیونمین بڑی عالم ہین انکا اسلام بعد بدر کے ہے۔جناب رسول خدا صلعم نے انمین اور سلمان فارسیؓ مین بھائی چارہ کرادیا تھا۔آپ دمشق مین قاضی رہی ہین۔انکے فضائل اور محامد مشہور و معروف ہین۔حضرت معاویہؓ انکا بہت ادب کرتے اور انسے ڈرتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ ابو درداء کی بیوی نے کہا کہ آج میرے پاس کچھہ کھانے کو نہین ہے حضرت سلمان فارسیؓ نے یہہ سنکر کہا۔اے ام درداء۔ہمارے سب کے سامنے ایک گھاٹی دشوار گذار ہے اور راہ پرخار ہے اوسپر سے وہی لوگ گذر سکین گے جو ہلکے

بوُجہ سے لدے ہونگے بخلاف اسکے بھاری بوُجہ والے پھنسکر رہجاوینگے۔

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابو درداء کے گھرمین گئے انکی بیوی کو دیکھا کہ خراب کپڑے پہنے متبذل حالت مین ہین آپ نے دریافت کیا۔ تمہارا کیا حال ہے اس طرح بری حیثیت سے خراب وضع سے کیون ہو۔ ابو درداء کی بیوی نے جواب دیا تمہارے بھائی کو دنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہین ہے پھر اونکے سامنے چاہے زینت و سنگھار سے رہون چاہے بُری طرح۔ حضرت سلمانؓ نے حضرت ابو درداء کو نصیحت کی اور کہا۔ تمپر تمہارے خدا کا حق ہے اور تمہاری زوجہ کا حق ہے۔ تمہارے مہمان کا حق ہے اور تمہاری جان کا تمپر حق ہے۔ لہذا ہر حق دار کو اوس کا حق دیتے رہا کرو

وفات حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

اسی ۳۲ھ مین آپنے چھیاسی برس اور ایک روایت سے اٹھاسی یا ستاسی سال کی عمر مین وفات پائی آپ آنحضرت صلعم سے تین برس بڑے تھے۔ آپکے مناقب بیشمار ہین۔ یہہ کیا کم بزرگی و شرافت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے عم بزرگوار ہین۔ خلفاء بنی عباسیہ آپ ہی کی اولاد ہین۔ جناب فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین جب قحط پڑا ہے آپ کو شفیع کرکے بارش کی دعا مانگی اور خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکی دعا قبول فرمائی اور پانی برسایا۔

جنگ حُنین کے روز جبکہ مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور ایک گروہ اہل اسلام بھاگ گیا جناب رسول خدا ایک خچر پر سوار تھے حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حارث آپ کے خچر کے ارد گرد ایک صاحب لگام تھامے دوسرے صاحب رکاب پکڑے تھے

آنحضرت صلعم نے جناب عباسؓ سے فرمایا۔ اے چچا۔ آپ لوگونکو پکار دین اصحاب شجرہ اور انصار کو اطلاع دیدین کہ مین بخیریت زندہ ہون۔ حضرت عباسؓ نے اونکو پکار کر کہا آپکی آواز سے بھاگنے والے رک گئے۔ حضرت عباسؓ کی آواز بہت بلند تھی۔ انکے غلام آٹھ میل فاصلہ پر جنگل مین ہوتے تھے اور آپ پچھلی رات اونکو کوہ سلع پر سے آواز دیتے تو آپکی آواز غلامونکو پہونچ جاتی تھی۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عباسؓ نے شہادت جناب عثمانؓ سے دو برس پہلے بمقام مدینہ منورہ اٹھاسی یا ستاسی برس کی عمر مین وفات پائی۔ تاریخ وفات مین اختلاف ہے۔ ایک روایت مین روز جمعہ بارہ ۱۲ رجب ہے اور ایک مین چودہ ۱۴ رجب اور بعض کہتے ہین کہ ماہ رمضان مبارک مین انتقال فرمایا ہے۔ سنہ وفات مین بھی مورخین کے اقوال مختلف ہین بعضے ۳۱ سنہ ھ کہتے ہین مگر روایت معتبر و صحیح ۳۲ سنہ ھ ہے۔ حضرت عباسؓ کو بتیس ۳۲ سال اسلام مین گذرے۔ آپ نابینا ہو گئے تھے۔ مقام جنتہ البقیع مین آپ دفن ہوے۔ آپکے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ نے آپکو قبر مین اوتارا۔ جناب رسالتمآب صلعم اور حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم آپ کی بہت عزت و حرمت کرتے تھے۔ (تاریخ خمیس)

وفات حضرت عبداللہؓ بن مسعود

اسی ۳۲ سنہ ھ مین جناب رسول خداؐ کے صحابی اور آپکے خادم کفش بردار جناب عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ راہی ملک بقا ہوے۔ منجملہ آپکے مناقب و فضائل کے جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ قرآن شریف چار شخصون سے سیکھو۔ اون چار مین آپکا بھی نام لیا۔ آپ اور آپکی والدہ ماجدہ ہر وقت جناب رسول خداؐ کے گھر مین رہا کرتے تھے۔

ہر اجنبی شخص ان دونون صاحبونکو آنحضرت صلعم کے گھر والونمین سے سمجھتا تھا۔ آپ کو
قرآن شریف خوب یاد تھا اور اوسکے قواعد قرأت وغیرہ سے بخوبی واقف تھے خود جناب
رسول خدا نے بنفس نفیس ستر سورتین انکو یاد کرائی تہین۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول
تھا اصحاب رسول خدا خوب جانتے ہین کہ مین سب مین زیادہ کتاب خدا کا عالم ہون
اگر مجھکو معلوم ہوجاوے کہ کوئی شخص مجھسے زیادہ قرآن شریف کا جاننے والا ہے
تو مین سفر کرکے اوسکے پاس جاؤن اور اوس سے قرآن مجید سیکھون اور پڑھون"۔
راوی روایت ہذا کا بیان ہے کہ مین اصحاب کبار کے جلسہ مین تھا اور حضرت عبد اللہ بن
مسعود کا یہہ قول دعوی کے ساتھہ سب نے سنا مگر مین نے کسی کو نہ سنا کہ اوسنے انکے
اس دعوے کی تردید یا انکے تحریہ کلام پر طعن و تشنیع کی ہو۔

علماء کرام کا قول ہے کہ اگر انسان مین فضیلت علم یا کمال دیگر ہوا اور اوس کو کسی
حاجت وغرض سے نہ از راہ تکبر و ریا لوگونپر ظاہر کرے تو مضائقہ نہین۔ حضرت ابن مسعود
کے قول سے یہہ مستنبط ہوتا ہے۔ جنگ بدر مین جب ابوجہل زخمون سے چور ہوگیا اور
کسیقدر سانس باقی تھی تو حضرت ابن مسعود اوسکا سر کاٹ کر جناب رسول خدا کی خدمت مین
لائے۔ کہتے ہین کہ جب آپنے ابوجہل کے سینہ پر چڑھکر سر کاٹنا چاہا ابوجہل نے کہا۔
کہ "اے بکریان چرانے والے۔ تو بڑی سخت جگہہ اور بلندی پر چڑھ گیا" یعنی ابوجہل
سردار قوم کا سینہ تو ایسا نہ تھا کہ تجھہ سا شخص اوسپر چڑھتا۔ آپ کوفہ مین بیت المال پر
حاکم (افسر مال) تھے۔ مسائل مشکلہ مین علماء حجاز و شام و عراق آپسے رائے لیتے تھے
آپ مسائل دینی مین فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ ہی کی شان مین بعض صحابہؓ نے فرمایا ہے
"جبتک یہہ عالم دانا تم مین ہین ہمسے سوال کرنے کی اور مسائل پوچھنے کی تم لوگون کو

ضرورت نہین"۔ آپ سے ایک گروہ صحابہ وتابعین نے علم دین حاصل کیا ہے۔ آپ آخر عمر مین کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور مدینہ ہی مین وفات پائی۔ جناب عثمان نے اور بقول بعض مورخین عمار بن یاسر نے آپکے جنازہ کی نماز پڑہائی۔ آپ لیستہ قد تھے آپنے نوّے ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے۔ آپکی مرویات سے احادیث کی تعداد آٹھ سو چالیس تک پہونچتی ہے۔ (تاریخ امام یافعی قلمی وتاریخ خمیس)

مروی ہے کہ آپنے کچھ اوپر ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ آپکا اسلام چھٹے نمبر پر ہے آپ ہی مہاجرین حبشہ مین تھے۔ حضور سرورکائنات کی نعلین مبارک اور مسواک آپکے پاس رہتی تھی۔ آپ تمام لڑائیو نمین شریک رہے ہین۔ مدفن آپکا بقیع مین ہے۔ (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

فضائل حضرت عبداللہؓ بن مسعود مع کلام زہد نظام

آپ جلیل القدر صحابی ہین۔ جناب رسول خداصلعم نے انکو بشارت عظیمہ دین اور اپنے بعد اپنی امت پر درباب تعلیم قرآن۔ فقہ۔ وعظ ونصیحت جانشین کیا۔ جناب رسول خداؐ کی صحبت سفر وحضر مین اختیار کی اور ہمیشہ آپکے ہمراہ رکاب رہے۔ صحابہ مین انکا صاحب مسواک صاحب مطہرہ لقب تہا۔ آنحضرت صلعم کی مسواک انکے پاس رہتی اور آپکے وضو کا پانی آپ ہی وضو کیوقت تیار رکھتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے انکو جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ حدیث ابن عبدالبر نے بطریق سفیان ثوریؒ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔ قرآن ان چار شخصوں سے سیکھو۔ پہلے انہین کا نام لیا بعد اور صحابہ کا ذکر کیا۔ انکی شان مین یہ بھی اقوال نبوی ہین۔ ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کے زمانہ کو مضبوط پکڑو۔

یعنی انسے جو کچھہ حاصل کرنا ہوسیکھہ لو۔ جبتک ابن ام عبد تمسے راضی ہین مین بھی راضی ہون اگر یہہ ناراض ہین تو مین بھی ناراض ہون۔ اے ابن مسعودؓ تم ان لوگومین ہوا ور اس آیت کے مصداق ہو۔ لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت جناح فیما طعموا" ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لاے اور عمل اچھے کئے اونپر گناہ نہین اوس چیز مین کہ وہ کھائین

حضرت حذیفہؓ نے ابن مسعودؓ کی بزرگی کی شہادت دی ہے۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ مین نے حذیفہؓ سے کہا۔ جناب رسول خدا کے عادات۔ سیرت و شکل کے قریب کوئی شخص ہو تو مجھکو بتلائیے تاکہ اوسکی صحبت سے فیض و برکت حاصل کرین۔ حذیفہ نے جواب دیا۔ بعد جناب رسالتمآب صلعم کے آپسے عادات و شکل و شباہت و سیرت مین مشابہ مجھکو ابن مسعود کے سوا کوئی دوسرا شخص نظر نہین آتا۔

جناب عمرؓ نے اہل کوفہ کو جو فرمان لکھا تھا اوسمین ابن مسعودؓ کی تعریف و توصیف مین یہہ فقرے تھے۔ "مین عمار بن یاسرؓ کو تمپر امیر کر کے بھیجتا ہون اور عبداللہؓ بن مسعود اونکے ساتھہ ہین یہہ اونکے وزیر ناصح اور معلم و استاد شفیق ہین۔ یہہ دونون صاحب جناب رسول خدا صلعم کے صحابہ مین شریف اور بزرگ اور اہل بدر سے ہین۔ تم لوگ انکی پیروی کرنا اور انکا کہنا بگوش قبول سننا۔ مین نے عبداللہ بن مسعودؓ کو خاص تم لوگونکے واسطے پسند کیا ہے مجھکو جو کچھہ انکی صحبت سے حاصل ہوتا تھا اوس کا خیال نہ کیا اور تمہارے پاس بھیجدیا ہے۔" حضرت عمرؓ نے انکے حق مین فرمایا ہے۔ ابن مسعود علم سے بھرے ہوے ظرف ہین۔ باوجود فضل صحبت جناب رسول خدا صلعم کے حضرت ابن مسعودؓ صحبت فاروقی مین رہے صحبت فاروقی کا اثر اپنے اندر مشاہدہ کیا اور جناب فاروقؓ کی شان مین یہ کلمات فرمائے گئے "اگر جناب عمرؓ کا علم ایک پلہ مین رکھین اور تمام قبائل عرب کا علم دوسرے پلہ مین

تو آپ ہی کا پلہ بھاری رہیگا - افسوس حضرت عمر فاروق رضؓ کی وفات سے نو حصہ علم اوٹھہ گیا اب ایک دسوان حصہ رہگیا ہے ایک بار کی نشست جو مجھکو جناب فاروق رضؓ کی صحبت مین نصیب ہوئی ہے وہ میرے ایک سال کے اعمال حسنہ سے بڑھ کر ہے - اگر تمام لوگ آسان راستہ نشیب الاچلین اور عمر رضؓ گھاٹی کا راستہ چلین تو مین اونہین کے راستہ پر چلونگا ۔

روایت ہے کہ جب عتبہ بن مسعود رضؓ نے وفات پائی حضرت عبداللہ بن مسعود اپنے بھائی کے غم مین بہت روے - لوگون نے کہا - آپ روتے ہین - جواب دیا - میرا بھائی تھا - جناب رسول خدا کی صحبت مین میرے ساتھہ رہنے والا تھا - باستثنار جناب فاروق رضؓ سب لوگونسے زیادہ مجھکو محبوب تھا -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کے چند اصحاب صحبت یافتہ ہین جو اسی لقب یعنی اصحاب عبداللہ بن مسعود سے مشہور ہین - ان بزرگونکی وضع بالکل ایسی تھی گویا عبداللہ بن مسعود ہین اونمین سے نامی حضرات یہ ہین - حضرت علقمہ بن قیس - اسود بن یزید نخعی - عمرو بن میمون اودی ربیع بن خثیم - قدس سرارہم - حضرات ابراہیم نخعی - ابواسحق سبیعی - اعمش - منصور قدس سرہم بھی انکے اصحاب مین سے ہین - یہہ بزرگان دین حامل دین رسول مبین و ناقل احادیث رسول کریم صلعم ہین - حضرت سفیان ثوری قدس سرہ کو ان اصحاب سے صحبت دراز رہی اور طریق تصوف و سلوک ان بزرگونسے حاصل کیا - اسی طرح حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ کو بزرگان موصوف سے صحبت ہے -

حضرت سفیان ثوری قدس سرہ سے ایک جماعت نے سلسلہ طریقت حاصل کیا اور آپکی اثر صحبت سے مرجع انام و مشہور خاص و عام ہوے - انمین سے نامور یہہ حضرات ہین حضرت داؤد بن نصر طائی - ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہما - حضرت داؤد قدس سرہ سے

حضرت معروف کرخی کو صحبت ہے اور اونسے سری سقطی قدس سرہ کو اور آپسے حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کو سلسلہ پہونچا یہ سلسلہ جنیدیہ مشہور و معروف ہے۔

اب ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کے اقوال کا جو بنام زہدیات عبداللہ بن مسعودؓ مشہور ہین صرف ترجمہ نقل کرتے ہین جن سے آپکا کمال زہد و تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔

انسان کے عالم ہوتے ہین اوسکو کافی ہے کہ خدا کا خوف رکہے اور جاہل بننے کو یہی کافی ہے کہ اپنے عمل پر عجب و تکبر کرے۔

جس نے آخرت طلب کی دنیا کا نقصان پایا اور جسنے دنیا چاہی آخرت کا نقصان اوٹھایا۔ اے قوم۔ باقی کی طلب مین فانی کا نقصان گوارا کر۔

جو اپنا خزانہ آسمان مین اسواسطے رکہے کہ اوسکو کیڑا نہ کہاے اور نہ چوری جاے تو ایسا ہی کرے کیونکہ اوسکا دل اوسکی خزانہ کے ساتہہ ہے۔ مطلب اسکا یہہ ہے کہ خیر و خیرات قبول ہوکر جناب باری مین محفوظ رہتی ہے۔

اپنے صاحبزادہ عبدالرحمٰن کو وصیت فرمائی کہ مین تمکو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ (اپنے گہر والو نمین اس طرح گذر کرو کہ) تم کو تمہارا گہر وسعت دے۔ (تمہاری بدخلقی او رسخت مزاجی سے تمپر تمہارا گہر تنگ نہ ہو جاوے) اپنی خطاؤنپر خدا کی درگاہ مین رویا کرو۔

مین اس امر کو دوست رکہتا ہون کہ مجہکو یہہ معلوم ہو جاے کہ خدا نے میری گناہون سے کوئی گناہ معاف کر دیا پہر مجہکو پروا نہین کہ کس ابن آدم نے مجہکو جنا اور مین کس سے پیدا ہوا یعنی شرافت نسب کچہہ کام نہ آویگی اپنے اعمال سے سابقہ پڑیگا۔

جنت اعمال شاقہ سے جو نفس پر گران ہین ڈہانکی گئی اور دوزخ نفسانی خواہشو نسے

گھیری گئی لہذا جو شخص شہوات نفسانی کے پاس گیا دوزخ مین پڑا۔

حقیر اعمال جنکی مثال اون لوگونکی سی ہے جو کسی منزل مین اوترے اور اونکے پاس گوشت تھا مگر لکڑی ایندھن نہ تھا کہ وہ گوشت پکاتے۔ بالآخر وہ لکڑیان چننے لگے اور اسقدر جمع کرلین کہ جس سے گوشت پکالیا۔ مطلب یہہ ہے کہ تھوڑی نیکی کو حقیر سمجھکر اوس سے باز نہ رہے۔

لوگونکی اچھائی برائی پر تعجب نہ کرو اور نہ اسکا کچھہ اعتبار ہے کیونکہ ایک ہی شخص تم کو آج برا معلوم ہوا اور کل اچھا معلوم ہوگا اور آج اچھا ہے کل برا ہوجاویگا۔ اللہ کے بندے ہر روز بدلتے رہتے ہین۔ (یعنی ابھی نیکی کی پھر بری کام مین مبتلا ہوے) اور خداوند تعالی قیامت کے دن گناہ بخش دیگا۔

جس دن خدا کے پاس بندہ جاویگا خداوند تعالی اوسکی مان سے زیادہ اپنے بندہ پر رحم کریگا جیسے کسی کی مان اپنے عزیز دلبند فرزند کے واسطے سایہ دار جگہہ مین نرم بچھونا بچھا رکھے اور اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی جھٹ پٹ اوٹھکر اپنے ہاتھہ سے بچھونا صاف کردے اور ٹٹول کر خوب دیکھہ لے اگر سانپ بچھو ہوگا تو اوسکو کاٹے گا اور اگر کانٹا ہو تو اوسکے چبھے گا اور اوسکا فرزند محفوظ رہیگا۔ جب خدا اس سے زیادہ مہربان ہے تو پھر گناہ بندونکے کیون نہ معاف فرمائیگا۔

جھکو یہہ محبوب ہے کہ دنیا سے بالکل الگ ہون اور ہر وقت سفر آخرت کے لئے تیار ہے خدا سے ڈرنا اسی قدر علم کافی ہے اور دھوکے مین پڑجانا جہالت کیلیے یہی بہت ہے قسم اوس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین۔ اگر بندہ صبح و شام اسلام پر ہو تو دنیا کی دولت سے کچھہ اوسکا نقصان نہین۔ ابن مسعود کے یارون نے چادرین ابھی چھین

اب وہ شخص شرم کرے کہ کم درجہ کے کپڑے یا چادر حقیر کم قیمت اوڑھے ہے۔ پس ابوعبدالرحمن (یعنی مین) نے ایک عبا مین صبح کی پہر دوسری صبح بہی وہی عبا تہی پہر تیسرے دن بہی وہی کپڑا تہا یعنی مجہکو شرم کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ مین حقیر کم درجہ کا کپڑا پہنے رہا مگر مجہہ مین کوئی تغیر نہین ہوا اگر لباس فاخرہ ہوتا تو کیا مین اور کچہہ ہو جاتا۔ مجہکو تمسے اس بات کا خوف نہین کہ بہول چوک سے گناہ کر بیٹہو کیونکہ ایسا ہو ہی جاتا ہے اس سے کون بچا ہے ولیکن خوف ہے تو اسکا کہ قصداً گناہ مین مبتلا نہو جاؤ۔ مجہکو یہہ ڈر نہین کہ تم اپنے اعمال کم سمجہو۔ ڈر ہے تو یہہ کہ انکو بہت سمجہو کہ جس سے اندیشہ خود بینی وتکبر کا ہے۔

وسوسے دل سے نکال ڈالو کیونکہ (انکا انجام) گناہ ہے۔ مرد مومن گناہ کو ایسا جانتا ہے اور اوس سے ایسا ڈرتا ہی گویا ایک بڑا پتہر ہے جو اوسپر گرا چاہتا ہے منافق گناہ کو ایسا کم قدر سمجہتا ہے جیسے مکہی اوسکی ناک پر بیٹہی تہی وہ اوڑ گئی۔

پہلی بات کہو۔ اسمین مشہور ہو جاؤگے اور کار خیر کرو اوسکے اہل ہو جاؤ اور جلدباز بدی پہیلانے والے۔ راز کی باتین ظاہر کرنے والے نہ ہونا۔

اگر دوزخ اور جنت کے درمیان مجہکو کہڑا کرکے پوچہین کہ تجہکو اختیار دیا جاتا ہے ان دونومین سے جسکو تو پسند کرتا ہو اوسمین داخل کیا جاوے یا راکہہ ہونا منظور ہو تو راکہہ کردیا جاوے تو مین راکہہ ہونا پسند کرون۔ اگر تو برائیون کے مقابلہ مین ایک نیکی دیکر مجہسے صلح کیجاوے تو مین ضرور پسند کرلون۔

مرد مومن کی شان ہے کہ الفت کرتا ہو اور جو شخص نہ خود محبت کرتا ہو اور نہ لوگونکو اوس سے الفت ہو اوس مین خیر نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ جسکو محبوب رکہتا ہے اوسکو بہی

دنیا دیتا ہے اور جسکو محبوب نہین رکھتا اوسکو بہی مگر ایمان اوسیکو دیتا ہے جو اوس کا
محبوب ہے پس جسکو اللہ دوست رکھتا ہے اوسکو ایمان عطا کرتا ہے۔
قیامت کے روز سب لوگ تین دفترونپر پیش ہونگے ایک دفتر نیکیونکا۔ دوسرا نعمتونکا
تیسرا برائیونکا۔ نیکیونکے دفتر کا مقابلہ نعمتونکے دفتر سے ہوگا پس نعمتین بڑہ رہین گی اور
نیک اعمال کم پڑینگے۔ اعمال بد باقی رہ جاوینگے اونکے مقابل کوئی چیز نہو گی وہ اللہ تعالے
کی مشیت پر رہین گے۔ اگر خدا چاہیگا توبعوض گناہونکے بندہ کو عذاب دیگا اور اگر
چاہیگا تو اپنے رحم وکرم سے درگذر فرماے گا۔
علم حاصل کرو علم حاصل کرو اور جب علم سیکھہ لو تو عمل کرو۔
وضع وصورت ایک دوسرے سے مشابہ نہین ہوتی تاوقتیکہ دلونمین باہم مشابہت
نہ پیدا ہو جاے۔
اعلیٰ تواضع یہہ ہے کہ مجلس مین شرف اور عزت کے مقام سے کم درجہ کی جگہہ پر راضی ہو
اور جس سے ملے پہلے خود سلام کرے۔
تم لوگ روزے زیادہ رکہتے ہو اور نمازین بکثرت پڑہا کرتے ہو اور جہاد بہی بہت
کیا کرتے ہو مگر آنحضرتؐ کے صحابی تم لوگون سے بہتر تہے۔ لوگون نے پوچہا اسکی کیا
وجہ ہی۔ فرمایا۔ اون لوگونکو دنیا سے بے پروائی اور آخرت سے رغبت تہی۔
تمہارے دل ظروف ہین انکو قرآن سے بہردو اور غیر قرآن سے اور شغل مین نہ لگاؤ
قسم اوس معبود برحق کی کہ جسکے سوا قابل عبادت دوسرا نہین۔ آج میرے گہر مین کچہہ
نہین۔ تمام گہر والے اللہ سے امید رکہتے ہین کہ اونکو خیر وبرکت عطا فرماے یا اونپر سے
برائی دفع کرے۔ خبردار رہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ عبداللہ خدا کیساتہہ کسیکو شریک نہین کرتا

حضرت ابن مسعودؓ اپنے خطبہ مین یہہ کلمات پڑہا کرتے تھے۔
سچی بات خدا کا کلام ہے۔ مضبوط قابل اعتماد کلمہ تقویٰ ہے۔ بہترین مذاہب ملت ابراہیم ہے۔ سب قصونمین اچہا قصہ یہہ قرآن ہے۔ سب طریقونمین اچہا طریقہ سنت محمدی صلعم ہے۔ اور خدا کا ذکر سب باتونمین بزرگ ہی۔ امر عزیمت بہترین امور ہے۔ امور بدعت سب مین بُری ہین۔ احسن طریق انبیاء کرام کا طریقہ ہی۔ بزرگ موت شہیدونکا قتل ہونا ہے۔ سخت ترین گمراہی جو ہدایت و راہ یابی کی بعد ہو جو علم نفع دے وہ بہتر ہے۔ جس طریق پر لوگ چلین وہ بہتر ہے۔ بُری کورچشمی نفس کی کوری ہے۔ اوپر والا ہاتہہ نیچے والے ہاتہہ سی اچہا ہی۔ کم ہو مگر کافی ہو وہ بہتر ہے اوس چیز سے کہ زیادہ ہو اور غافل کردے۔ بری تنہائی موت آنے کے وقت ہے۔ بُری ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ بعضے وہ ہین کہ نماز آخر وقت یا بعد وقت نکل جانیکے ادا کرتے ہین۔ بعضے وہ ہین جو خدا کو خلوص دل سے نہین یاد کرتے۔ جہوٹی زبان بڑی خطاکار ہے۔ جی کا غنا اور مالداری بہتر مالداری ہے۔ شک کرنا علامات کفر سے ہے۔ خیانت دوزخ کی حرارت کا سبب ہے۔ خوف خدا حکمت کی عمدہ بات ہے۔ مال بے زکوٰۃ باعث داغ دوزخ ہی۔ شعر شیطان کا باجا ہے۔ شراب تمام گناہ جمع کرنیوالی ہی۔ عورتین شیطان کی رسیان ہین۔ جوانی دیوانگی کی شاخ ہے۔ بُری کمائی سود کی کمائی ہے۔ برا کہانا یتیم کا مال کہا ڈالنا ہے۔ نیکبخت وہ ہے جو غیر کو دیکہہ کر نصیحت مانے۔ جس عمل پر خاتمہ ہو وہی قابو کا اور کام کا ہے۔ بدترین روایات جہوٹا خواب بیان کرنا ہے۔ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اوس سے لڑنا کفر ہے۔ اور اوسکا گوشت کہانا یعنی غیبت کرنا

گناہ ہے اوسکے مال کی حرمت مثل اوسکے خون کی حرمت کے ہے۔ جو اللہ پر حملہ کرے اوسکو جھٹلائیگا۔ جو خدا سے مغفرت چاہے اوسے بخش دیگا۔ جو سوال سے رکا خدا اوسکو روکیگا یعنی محتاج نہ کریگا۔ جس نے غصہ روکا خدا اوسکو اجر دیگا جس نے مصیبت پر صبر کیا خدا نیک عوض دیگا۔ جس نے کوئی عمل لغرض ریا کیا اللہ اوسکا ریا ظاہر کردیگا۔

رات کی نماز (تہجد وغیرہ) کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسے پوشیدہ صدقہ کی بزرگی ظاہر صدقہ وخیرات پر۔ (دن کی نماز سے ماسوا فرائض پنجگانہ مراد ہے)

جو شخص نماز کی اطاعت کرے اوسکو نفع دیتی ہے۔ پھر یہہ آیت پڑھی "بیشک نماز گناہون اور بُرے کامونسے باز رکھتی ہے اور خدا کا ذکر بہت بڑا ہے"۔ خدا کا یاد کرنا اپنے بندہ کو یہہ بڑا ہے اس سے کہ بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرے۔

مرد کے بدبخت ہونے یا محرومی کو اسیقدر کافی ہے کہ رات گذارے اس حال مین کہ شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر گیا ہو۔ پھر وہ اسی حال مین صبح کرے اور خدا کو یاد نہ کیا ہو۔ اس قول مین حدیث نبوی کیطرف اشارہ ہے جسکا مضمون یہہ ہے کہ جس نے رات سوکر کاٹی اور خدا کا ذکر ایک ساعت بھی نہ کیا تو شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر جاتا ہے۔

ہر شخص اس حال مین صبح کرتا ہے کہ وہ مہمان ہوتا ہے اور مال اوسکا اوس کے پاس عاریت کا مال ہے پس مہمان تو کوچ کرنے والا ہے اور مال عاریت واپس ہونی والی چیز ہے۔

جسکو دنیا مین فراخی عیش ہے اوسکے واسطے آخرت مین بھی فراخی وکشادگی ہے
اور جسکو دنیا مین تنگی رزق ہے اوسکو وہان بھی تنگی ہے - یہہ قول بظاہر ادن احادیث
کے خلاف ہے جن سے فقر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے البتہ اسکا مطلب علی العموم
مراد نہو تو کچھہ تخالف نہ ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ مرد مسلمان ایماندار جسکو خدا نے مال
دنیا عطا فرمایا ہے جسقدر خدا کی راہ مین دے گا اوسیقدر اوسکے مرتبے وہان
بلند وعالی ہونگے - مرد مفلس بیچارہ جس نے تنگی وفاقون سے بسر کی اور زندگی بہزار
عسرت ومشقت کاٹی اگر وہان اوسکا چھٹکارا ہوگیا تو بھی غنیمت ہے - گناہونکی سزا مین
مواخذہ سے بچ گیا تو شکر گذار ہوگا اوس بیچارہ کو درجہ نصیب ہونا کجا - اگرچہ فی نفسہ
جنت کی نعمتین مہیا ہونگی مگر بمقابلہ اس غنی مالدار کے وہ غریب تنگ حال ہے -
مرنیوالا خود آرام پاتا ہے یا لوگ اوس سے آرام پاتے ہین - اس مضمون کی حدیث
بھی ہے - مطلب یہ ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے والا اگر مرد مومن ہے تو دنیا کی
تکلیفون سے نجات پاکر دار آخرت کے آرام وعیش پاتا ہے اور اگر بدکار شریر ہے تو
اوسکے مرنیسے اور دنیا والے اوسکی شرارت وایذا رسانی سے آرام پاتے ہین -
مین ایسے شخص کو بُرا سمجھتا ہون جو بالکل فارغ نکما ہو نہ دنیا کے کام کرتا ہو نہ
آخرت کے واسطے اعمال نیک کرے - یعنی انسان کو بیفکر - غافل - فارغ - نہ رہنا چاہئے
دنیا یا دین کی کچھہ فکر ضرور رکھے - تمام ہوئے اقوال حضرت ابن مسعود کے -
سنہ مذکور مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بمقام حمص وفات پائی - انکا
نسب یہ ہے - کعب احبار بن ماتع بن ہینوع - کنیت انکی ابواسحاق ہے - آپ حمیری
ہین - آپ اصل مین یہودی تھے اور اپنے مذہب کے عالم کتب سماوی سے واقف

اپنی قوم مین معزز و نامور شخصون مین تھے۔ انہون نے زمانہ جناب رسول خداؐ کا پایا مگر اوسوقت اسلام نہ لاے بعد وفات کے خلافت صدیقی یا خلافت فاروقی مین مسلمان ہوے۔ آپ صوبہ یمن کے باشندہ تھے اپنا وطن چھوڑکر مدینہ منورہ آے یہانسے شام کو چلے گئے اور حمص مین تاحین حیات رہے۔ (تاریخ خمیس)

اسی ۳۲ھ مین حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ نے انتقال فرمایا۔ انہون نے خواب مین اذان دیکھی تھی اور کلمات اذان خواب ہی مین یاد کرلئے تھے اور جناب رسول خدا کی خدمت مین عرض کئے۔ انکی تائید اور صحابہ نے بھی کی اور بعضون نے اسی طرح کا خواب دیکھنا بھی بیان کیا اسکے بعد بحکم نبوی پنجگانہ نماز کیواسطے اذان مقرر ہوئی۔ (ابن اثیر)

سنہ ۳۳ھ

اس سنہ مین جناب معاویہ رضؓ نے حصن المراۃ پر لشکر کشی کی۔ یہ مقام مضافات روم مین متصل ملطیہ کے واقع ہے۔

اہل افریقہ نے پھر اسی سنہ مین بغاوت کی اور عبداللہ بن سعد نے اونپر لشکر کشی کرکے اونکی بدعہدی کا مزہ چکھایا۔

احنفؓ جانب خراسان روانہ ہوے اور مرورود۔ مرو شاہجہان کو فتح کرلیا۔

ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ بن عامر اسی سنہ مین نیشاپور گئے اور اوسکو فتح کیا۔

آغاز فتنہ وفساد واخراج اہل کوفہ جانب شام وحمص

جناب عثمان رضؓ کے عہد خلافت مین جو حوادث واقع ہوے اونمین سے ایک

ولید بن عقبہ کی معزولی ہے جسکا بیان سابق مین گذر چکاہی کہ وہ بجرم شرابخواری معزول کئے گئے اور اونکی جگہہ سعید بن العاص مامور ہوے۔ حضرت سعید نے کوفہ پہونچکر رؤسا شہر اور اہل قادسیہ سے ایسے مراسم بڑہاے کہ مالک بن کعب ارجی۔ اسود بن یزید علقمہ بن قیس نخعی ۔ثابت بن قیس ہمدانی۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن کعب ازدی۔ عروہ بن جعد۔ عمرو بن حمق خزاعی۔ صعصعہ و زید پسران صوحان۔ ابن الکوا۔ کمیل بن زیاد۔ عمیر بن صنابی۔ طلیحہ بن خویلد۔ وغیرہم راتون کو لوگونکے انساب اور عرب و اسلام کے ایام و اخبار کے تذکرے اور باہم ہنسی مذاق کرنے کیلئے سعید کی صحبت مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ اکثر ہنسی مذاق ہوتے ہوتے نوبت طعن و تشنیع و سخت کلامی کی پہونچ جاتی تہی۔ ایک روز اتفاق سے سعید نے اثنار کلام مین کہا۔ یہہ ملک قریش کا باغ ہے۔ اشتر نخعی نے جواب دیا۔ جس سواد کو اللہ تعالےٰ نے ہماری تلوارونکے زور سے عنایت فرمایا ہے آپ اوسکو اپنا اور اپنی قوم کا باغ و سیرگاہ خیال کرتے ہین؟ اشتر کے اس کلام سے اور حاضرین جلسہ بہی کچہہ کہنے لگے۔ عبدالرحمن اسدی (سعید بن العاص کے پولیس افسر) نے ان لوگونکو فضول بکواس و شور و غل سے روکا اور سختی سے پیش آے۔ اہل جلسہ اونپر ٹوٹ پڑے اور اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے۔ اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کر دیا اور وہ رات کی نشست اور جلسہ قصہ و حکایات موقوف ہوگیا۔ لوگون مین اسبات سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جہان کہین راستہ بازار مین ان لوگونمین سے دو چار آدمی جمع ہو جاتے جناب عثمانؓ اور سعید کی برائیان اور عیب گوئی کرتے عوام اور بازاریونکا ایک گروہ انکے پاس جمع ہو جاتا تہا۔ حضرت سعید اور اکثر اہل کوفہ نے جو انکے موافق تھے اس گروہ کے شہر بدر کرنیکی

بابت جناب عثمانؓ کی خدمت مین لکھا۔ وہان سے حکم آیا کہ انکو معاویہ کے پاس شام مین بھیجدو۔ جناب معاویہؓ کو یہہ لکھا گیا کہ چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لئے مخلوق ہوے ہین تمہارے پاس بھیجے جاتے ہین تم انکی نگرانی اور اصلاح کرو۔ اگر وہ اصلاح پذیر ہو جاوین تو فہو المراد انکو اپنے پاس رکھنا اور اگر وہ تمکو عاجز کر دین اور نیک روی نہ اختیار کرین تو اونکو میرے پاس بھیجدینا۔ سعید نے یہہ حکم پاکر ان مفسدونکو جانب شام روانہ کر دیا۔ یہہ لوگ حضرت معاویہؓ کی خدمت مین پہونچے۔ آپ نہایت اعزاز و حرمت سے پیش آے اور جو وظائف و تنخواہین انکو عراق مین ملتی تھین جاری رکھین۔ دو وقت اپنے ساتھہ دستر خوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے اور ہر طرح انکی خاطر و تواضع کرتے تاکہ یہ لوگ راہ راست پر آجاوین اور کجروی و گمراہی کو ترک کر دین۔ بعد اسکے جناب معاویہؓ نے انکو بہت کچھہ سمجھایا مگر وہ راہ راست پر نہ آے آخر نا امید ہو کر آپنے انکو شام سے چلے جانے کو کہا۔ یہ لوگ بقصد جزیرہ روانہ ہوے۔ راہ مین حمص پر گذر ہوا حضرت عبدالرحمن بن خالدؓ بن ولید نے انکو اپنی محفل مین بلایا اور انکے ساتھہ ایسا برتاؤ کیا کہ یہہ لوگ انسے ڈرنے لگے اور خواہش کی کہ ہم اپنے اقوال سے رجوع کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہین۔ عبدالرحمن رضؓ نے انکو اجازت دی کہ جہان چاہین وہان رہین۔ (ابن خلدون)

ایک روایت مین قصہ سعید و اہل کوفہ اس طرح مذکور ہے کہ ۳۰ھ مین کسی بات پر سعید بن العاص اور مالک اشتر نخعی سے حجت و تکرار ہوئی۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ سعید نے مالک کو عین مجلس مین اسقدر گھونسے اور مکّے اور لاتین مارین کہ وہ بیہوش ہوگئے اسی حال مین لوگ اونکو گھر اوٹھا لیگئے اور سعید کی یہہ حرکت جملہ اشراف و اعیان کوفہ کو

ناگوار گذری اور دن بدن سعید کی طرف سے کشیدہ خاطر ہوتے گئے اور اونکی طرف سے برائیان او نکے دلونمین جم گئین - دراصل واقعہ یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ نے کچھ اس طرح سے اہل کوفہ کو ملا رکہا تہا کہ سب لوگ خواہ مخواہ اونکے گرویدہ و دوست جان نثار ہو گئے - ولید کی معزولی اور سعید کی تقرری یہہ ایک ایسا امر تہا کہ جس کو اہل کوفہ نے بطیب خاطر گوارا نہ کیا تہا - ولید مین اگر نقص تہا تو یہی کہ علت شراب خواری مین بدنام ہو گئے تہے جسکی وجہ سے محتاط اور اہل تقویٰ لوگونکو انسے نفرت ہو گئی تہی باقی عوام رعایا انکے اخلاق و عادات اور حسن سلوک سے راضی وخوشنود تہی قبل اسکے کہ ولید بن عقبہ شراب خواری کی علت مین بدنام ہون جملہ رؤسا کوفہ انکے پاس آتے جاتے تہے - ایک مدت تک نہایت بے تکلفی سے یہ مراسم دوستانہ رہے - ولید نے اذن عام دیدیا تہا - جو شخص جسوقت چاہتا انسے ملتا اور اپنی حاجت و مراد پاتا تہا - سعید نے کوفہ مین پہونچتے ہی اولاً ممبر کو دہلوایا اور ولید کو مجمع عام مین برا کہا - لوگ جو ولید کے دوست تہے وہ اس حرکت پر ناخوش ہوے - ابتدای خصومت یہی ہوئی سعید چونکہ نہایت محتاط تہے مقدمات و معاملات مین کسیکی طرفداری نہ کرتے تہے اور حق پر فیصلہ کیا کرتے تہے اسلیئے انہون نے اپنے محل پر پہرہ قائم کردیا کہ کوئی بلااجازت انسے نہ مل سکتا تہا - عام طور پر لوگونسے ملنا ہی اختیار نہ کیا - اسوجہ سے اعیان کوفہ اور بہی سعید سے دلی کدورت رکہنے لگے اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ مالک اشتر کو عام جلسہ مین ذلت دی - سرداران کوفہ کو اور بہی زیادہ رنجش سعید سے ہو گئی - منجملہ اکابر کوفہ ثابت بن قیس نخعی - زید بن صوحان عبدی - جندب بن کعب ازدی - عروہ بن جعد - عمرو بن الحمق خزاعی - مجلسونمین برملا سعید کو برے الفاظ سے یاد کرتے تہے اور لوگونکی نظرونمین اونکو خوار و ذلیل کرتے تہے -

بعض اوقات سعید کے ساتھہ جناب عثمانؓ کی شان مین بھی بے ادبانہ پیش آتی تھے۔ ہر شب
ان لوگونکا ایک جگہہ جماؤ ہوتا تھا اور اوس مجمع مین بجز اہانت سعید و بے ادبی جناب
عثمانؓ اور کچھہ تذکرہ نہ تھا۔ ایک شب سعید کو خبر لگی کہ فلان مقام پر فلان فلان اشخاص
اوباشانہ وضع مین فضول بکواس مین مبتلا ہین۔ سعید نے اپنے اردلی کے چوبدار کو
اوس مجمع مین بھیجا تا کہ اوس جلسہ کو درہم برہم کر آوے۔ چوبدار بے دھڑک مجمع مین گھس
گیا۔ اشراف کوفہ اوسکی اس جرأت اور بلا اجازت آنے پر ناخوش ہوے اور اپنی نوکرونکو
حکم دیا کہ چوبدار کو قرار واقعی سزا دیکر نکال دین۔ نوکر چاکر اپنے آقاؤن کا حکم بجا لاے
اور چوبدار کی خوب مرمت کی یہان تک کہ وہ دیر تک بیہوش پڑا رہا۔ جب ذرا سنبھلا
گرتا پڑتا سعید تک پہونچا اور تمام حال بیان کیا۔ سعید نے اہل کوفہ کی شکایت مین عرضی
بخدمت جناب عثمانؓ روانہ کی اور اوسمین یہہ سب واقعات لکھہ دئے۔ وہان سے حکم
ہوا کہ جو لوگ مجرم و خطاکار ہین اونکو فوج شام مین بھرتی کر دو وہ چاہے پسند کرین
یا ناپسند جبراً فوج شام مین بھیجدو۔ حضرت سعید نے حکم کی تعمیل کی اور روسا نامی اہل کوفہ
کو لشکر شام مین نامزد کرکے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجدیا۔ چونکہ اہل کوفہ بانی فسادتھے
یہان حضرت معاویہؓ سے بھی بگاڑ ہوا اور انسے بالمشافہ گفتگو خلاف رتبہ و منصب اپنے
کرنے لگے۔ حضرت معاویہؓ نے انکی شکایت مین جناب عثمانؓ کو لکھا۔ "اہل کوفہ عجب طرح کی
آدمی ہین نہ انکا کوئی مذہب ہے نہ انمین مروت۔ انکے ساتھہ گذر کرنا بہت مشکل ہے۔
آیندہ حضور کا حکم۔ جیسا ارشاد ہو ہمکو اوسکی تعمیل مین دریغ نہین" جناب عثمانؓ نے جواب
اسکے حضرت معاویہ کو لکھا۔ "اہل کوفہ کو بمقام حمص عبدالرحمن بن خالد کے پاس بھیجدو۔
وہ حکمت عملی سے انکو درست کر دینگے اور یہہ لوگ راہ پر آجاوینگے" حضرت معاویہؓ نے

یہ حکم پاکر سرداران کوفہ کو عبد الرحمن کے پاس روانہ کیا اور اپنا پیچھا چھوڑایا۔ اب یہ لوگ مسافت طے کرکے حمص پہونچے مگر عبد الرحمن رض نے ایک ماہ تک کسیکو اپنے پاس آنے دیا نہ کسی سے کوئی بات نصیحۃً کہی اور جناب عثمان رض کو لکھا۔ ان من لا یصلحہ الخیر یصلحہ اللہ۔ جسکو نیکی و بھلائی درست نہ کرے اوسکی اصلاح بدی اور برائی ہی سے ہوگی۔

ہر کجا داغ بایدت فرمود	چون تو مرہم نہی ندارد سود

اگر ارشاد عالی ہو تو مین کوفیونکے ساتھہ ویسا برتاؤ کرون جسکے لائق یہہ لوگ ہین۔ جناب عثمان رض نے جواب دیا جس طرح ممکن ہو انکو درست کرو۔ یہہ حکم پاکر حضرت عبد الرحمن نے بعد ایک ماہ کے رؤسا کوفہ کو اپنے دربار مین بلایا مگر بیٹھنے کی اجازت نہ دی اور نہ کسی سے ایک بات تک کی۔ مالک اشتر اور اونکے یار و اصحاب کچھہ دیر تک عبد الرحمن کے سامنے کھڑے رہے پھر اپنے اپنے مقام پر واپس آے۔ روزانہ انکی حاضر باشی کا یہی طریق رہا۔ بالآخر جب اہل کوفہ تنگ آگئے عبد الرحمن سے اجازت چاہی کہ حمص سے باہر ہو آئین۔ حضرت عبد الرحمن نے سب کو رخصت کیا۔ تمام اہل کوفہ حمص سے کوفہ چلے آئے۔ صرف مالک اشتر حمص مین مقیم رہے۔ (روضۃ الصفا)

بعض مورخین نے قصہ ہذا کو کسیقدر تغیر و اختلاف سے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب سعید بن العاص بجاے ولید بن عقبہ کے حاکم ہوکر کوفہ مین آے تو انہون نے سب سے اول جو کام کیا وہ یہہ ہے کہ ممبر کو دھلوایا کیونکہ یہہ شرابی کی نشست گاہ ہے۔ اسپر چند اشخاص بنی امیہ مین سے جو ولید کے طرفدار تھے متعرض ہوے مگر سعید نے کسیکا کہنا نہ مانا۔ سعید نے شریف اور ممتاز و معزز اشخاص کو اپنے دربار مین دخل دیا۔ انکی

درباری لوگونمین سے اہل قادسیہ اور قرار کوفہ ہین۔ یہہ لوگ انکے ہم صحبت اور راے وشورہ مین شریک تہے اور انکو اجازت عام تہی کہ وقت بیوقت جب چاہین سعید سے ملین۔ انکے علاوہ دیگر اشخاص سے دربار عام کے وقت ملاقات کرتے تہے۔ ولید کے زمانہ مین دارالخلافت پر کوئی پہرا چوکی نہ تہا جسوقت جسکا جی چاہتا اونسے ملتا۔ سعید نے اسکے خلاف کیا۔ علاوہ دربار کے اوقات کے باستثنار خواص اور کوئی بلا اجازت انسے نہ مل سکتا تہا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ سعید کی صحبت مین چند اشخاص موجود تہے جنمین جبیش پدر عبدالرحمن اسدی بہی تہا ادہر ادہر کی باتین ہوتی رہین۔ جبیش بولے۔ طلحہ بن عبیداللہ بڑی خوبی کے آدمی ہین اور ہر دسخی ہین۔

سعید بن العاص۔ وہ اچہے تو نہین مگر ہان قابلیت اور لیاقت اسکی ہے کہ اچہی ہوجاوین۔ واللہ اگر مجہکو اونکی طرح فراغت ہوتی تو آپ لوگ دیکہتے کہ کس لطف و عیش سے زندگی بسر کرتا۔

عبدالرحمن بن جبیش۔ (حاضرین مین یہ جوان کم سن تہے۔ خوشامدانہ سعید کیجانب مخاطب ہوکر) واللہ میری تو یہی خواہش و آرزو ہی کہ تمام ملک و دولت آپ ہی کو ملجاوے اور شاہان عجم کا ملک جو فرات کے کنارہ اور کوفہ کے متصل ہے سب پر آپ مالک و متصرف ہوجاوین۔

جملہ حاضرین۔ خدا کرے تمہارا منہ پہوٹے ایسی بات کہتے ہو اور ہم سبکو غم مین ڈالتے ہو۔

جبیش پدر عبدالرحمن۔ صاحبو۔ یہہ نادان لڑکا ہے اسکی بات کا آپ لوگ خیال نکرین۔

حاضرین - یہہ تو سعید کے واسطے سارے ملک کی تمنا اور خواہش کرتا ہے -
حبیش - آپ لوگونکے واسطے اوس سے دو چند کی خواہش رکھتا ہے -

اتنے مین اشتر - جندب - ابن ذی الحنکہ - صعصعہ - ابن الکواء - کمیل عمیر - یہہ سب لوگ عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے اور چارون طرف سے لات مکے اوس بیچارہ پر پڑنے لگے - حبیش اپنے بیٹے کی حمایت کو اوٹھے - باپ بیٹے دونون اسقدر پیٹے گئے کہ بیہوش ہو گئے - سعید لوگونکو منع کرتے اور قسمین دلاتے تھے کہ اس حرکت سے باز رہین مگر کسی نے انکا کہنا نہ مانا جب تلک کہ عبدالرحمن اور اونکے باپ کو ادہموا نہ کر دیا - اس ہنگامہ کی خبر بنو اسد کو پہونچی - سب کے سب دوڑ پڑے - انمین طلحہؓ بہی تھے اور محل کو گھیر لیا قریب تہا کہ کشت وخون کا بازار گرم ہو اور تلوار حکم بنکر فیصلہ کرے کہ سعید بن العاص نے لوگونکو بہت کچہہ فہمائش کی اور کہا " اے لوگو - خداوند تعالیٰ نے تمکو آرام وعافیت نصیب فرمائی ہے اگر باہم نزاع وفساد کروگے واللہ باللہ یہہ نعمت تم سے سلب کر لی جائیگی " غرضکہ سعید کے دباؤ اور زبانی نصیحت وفہمائش سے لوگ فتنہ وفساد سے باز رہے وہ دونون باپ بیٹے جب ہوش مین آئے کہنے لگے کہ ہم آپکی طرف سے لڑے اور یہہ نوبت ہماری ہوئی - سعید نے کہا خبردار اب کبہی ہمارے پاس نہ آنا اپنی زبان روکے رہنا اور خبردار خبردار لوگونکو اس قسم کی باتین کرکے نہ لگاڑنا - یہ دونون اپنے گہر چلے گئے اور انکے طرفدار انکے ساتہہ ہوکر سعید کی برائیان کرنے لگے اور جناب عثمانؓ کی شان مین بہی الفاظ رکیک اور نامناسب کہنے لگے -

بعد اسکے اشتر نخعی والا قصہ کسیقدر اختلاف کے ساتہہ جسمین کچہہ وضاحت بہی ہے اس طرح بیان کیا ہے کہ سعید بن العاص رات کو جلسہ صحبت کرتے تہے اس جلسہ مین

معززین اہل کوفہ آتے تہے اور سب قسم کی باتین ہوا کرتی تہین۔ ایک شب کا واقعہ ہے
کہ منجملہ دیگر شرفاء کوفہ مالک بن کعب۔ اسود بن یزید نخعی۔ علقمہ بن قیس نخعی۔ مالک اشتر وغیرہ
بہی تہے اور ہر طرح کی گفتگو ہو رہی تہی اثناء کلام مین سعید بن العاص بولے۔ یہہ ملک
تو ہم لوگون اہل قریش کا باغ و نزہت گاہ ہے۔ اشتر نخعی نے کہا۔ کیا آپکا خیال ہے کہ
جو ملک خداوند تعالٰے نے ہمارے ہاتہون ہماری تلوارونکے زور سے۔ ہم لوگونکی
محنت و جانفشانی سے فتح کرایا ہے وہ آپکا باغ اور آپکی قوم کی سیر گاہ ہے۔ نہین کبہی نہین
ہم لوگون نے جب اپنی جانین کہپا دین تب جاکر یہہ ملک مسلمانونکے ہاتہہ آے ہین۔
حاضرین جلسہ مین سے دیگر اشخاص بہی انکے اس بیان کے مؤید ہوے یہانتک کہ
غل و شور بلند ہوا۔ عبد الرحمٰن اسدی سے جو سعید کے کوتوال تہے ضبط نہوا۔ علاوہ
برین نوعمر جوان آدمی تہے غصہ مین آکر بول اوٹہے "آپ لوگ خلاف ادب اپنے امیر
کی بات کا جواب دیتے ہین اور کچہہ بہی اونکا پاس و لحاظ نہین کرتے"۔ عبد الرحمٰن کا یہہ
کہنا تہا کہ لوگون نے ہنگامہ قایم کر دیا۔ اشتر نخعی نے اپنے ساتہیونکو للکار کر کہا "خبردار
یہی موقع ہے۔ ایسے وقت یہہ شخص تم لوگون کے ہاتہہ سے بے داغ بچکر نہ نکلنے پاوے"۔
انکا یہہ کہنا تہا کہ لوگ عبد الرحمٰن پر ٹوٹ پڑے اور اونپر چارون طرف کی مار پڑنے لگی
یہانتک کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ جب لوگون نے چہوڑا۔ پہر اونکا پانون پکڑکر محفل سے
باہر لے آے اور پانی چہڑکا۔ دیر کے بعد اونکے ہوش و حواس درست ہوے۔ سعید نے
اوس جلسہ مین لوگونسے کہہ دیا کہ خبردار آج سے کوئی میرے یہان نہ آے۔ دوسرے
دن سے رات کی نشست اور یہہ جلسہ بالکل موقوف کر دیا۔ اسکے بعد یہہ لوگ اپنی اپنے
گہر و نپر راتونکو نشست کرتے اور جلسے کیا کرتے تہے اون جلسونمین جناب عثمانؓ اور سعید کی

بُرائیان ہوا کرتی تہین اسکے سوا کچہہ اورتذکرہ نہ ہوتا تہا۔ رفتہ رفتہ ان لوگونکی ایک مجدا
کمیٹی ہوگئی اور روزبروز لوگ اس مین شرکت کرنے لگے۔ حضرت سعید بن العاص نے یہہ
حال جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین لکہہ بہیجا۔ بعض اشراف کوفہ کی طرف سے بہی جو سعید کے
موافق تہے ایک معروضہ جناب عثمان رضؓ کیخدمت مین گیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حکم دیا کہ جو لوگ
مفسد وفتنہ پرداز ہین کوفہ سے نکال دئے جاوین اور ان لوگونکو بمقام شام معاویہؓ کے
پاس بہیجدو۔ ایک پروانہ حضرت معاویہؓ کے نام اس مضمون کا روانہ فرمایا۔ اہل کوفہ جو کہ
سراسر فتنہ وفساد ہین جنکے تمام افعال شرارت آمیز اور حرکات فتنہ انگیز ہین تمہارے پاس
آتے ہین تم انپر بزور حکومت اپنا رعب قایم کرو اور حرکات ناشائستہ اور مسلمانون مین
نزاع وخلاف ڈالنے سے منع کرو اگر راہ راست پر آجاوین اور اپنے حرکات سے باز رہین
توفبہا انکے ساتہہ حسن سلوک پیش آؤ ورنہ میرے پاس روانہ کردینا۔

حضرت سعید نے ایک جلسہ عام کرکے حکم جناب امیرالمومنین عثمان رضؓ سے تمام اہل کوفہ
کو اطلاع دی اور ان سب کو شام مین بہیجدیا۔ جناب معاویہ رضؓ نے انکو کنیسہ مریم مین اوتارا
اور علی قدر مراتب جسقدر جسکا وظیفہ روزینہ عراق مین مقرر تہا یہان بہی جاری رکہا۔ ہر طرح
انکے رتبہ وعزت کا پاس بلحوظ خاطر تہا صبح وشام حضرت معاویہؓ اُن لوگونکے ساتہہ کہانا
کہاتے اور مراتب دلجوئی اور خاطرداری مین کسی طرح کوتاہی نہ کرتے تہے۔ اس طرح کچہہ
دن گذر گئے۔ ایک روز جناب معاویہ رضؓ نے ان لوگونسے نصیحتہً کہا۔ تم لوگ قوم عرب ہو۔
خدا نے تمکو بزرگ کیا ہے۔ تمہاری زبان سب بانون مین فصیح ہے۔ خدای تعالیٰ نے
تمکو ایک بڑا گروہ بنا دیا۔ اسلام کی دولت سب پر غالب آئی۔ اسکے بدولت تمنے شرافت
پائی اور تمام قومون پر غلبہ حاصل کیا۔ اونکی زمین وجائداد تمہارے قبضہ وقدرت مین آگئی

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمکو محض اپنے کرم سے یہہ عزت و وجاہت و شرافت نسب عطا فرمائی
تو ایسی حالت مین تم لوگونسے کوئی بات خلاف وضع اہل مروت و شرافت ظاہر ہونا نہایت
ہی بدنما ہے مین نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش کو بُرا کہتے ہوا ور اونکی بزرگی و فضیلت کا
تمکو انکار ہے حالانکہ قریش ہی کی بدولت یہہ ساری عزت و شرافت تمنے پائی ہے
اگر آج قریش تمہارے ناصر و مددگار نہ ہوتے تو تم بالکل خوار و بے اعتبار دنیا مین
نظر آتے۔ تمہارے امام تمہارے واسطے سپر ہین۔ وقت پر تمہاری جان و مال
و آبرو کے محافظ ہین۔ تمکو اپنے اامون کے خلاف نہ کرنا چاہیئے۔ وہ لوگ تمہارے
ظلم و جفا کی برداشت اور تمہاری ایذا پر تحمل کرتے ہین سارا بوجہہ تم لوگونکے سر سے اوٹھاتے
ہین۔ واللہ باللہ اگر تم اس سے باز آؤگے تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا ورنہ یاد رکھو کہ
اسکا نتیجہ اچھا نہین۔ خدائے حکیم۔ دانا و بینا۔ منتقم حقیقی ہے۔ تمکو تمہارے اس کفران
نعمت کی سزا دیگا اور سخت مصیبت مین ڈالیگا اور انکی جگہہ کوئی ایسا حاکم مسلط کریگا
جو تمکو تمہاری ان نافرمانیون اور سرکشی کا مزہ خوب چکھائیگا اور تم اوسکے برداشت کرنے
پر مجبور ہوگے حالانکہ وہ تمہارے حق مین بہتر اور پسندیدہ نہ ہوگا۔ تمہاری بدولت
جو تمام غریب و بیکس رعایا پر مصیبت و بلا نازل ہوگی اوسکا پہل یہان زندگانی دنیا مین
بہی اور بعد موت کے بہی دار الجزا مین بخوبی پاؤگے۔

بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش	چرا عمرے بغفلت میگذاری

اس تقریر نصیحت آمیز کے جواب مین کوفیون نے جو کچھہ کہا یہہ تہا جو ایک شخص صعصعہ نامی نے
اونہین سے دیا۔ آپنے قریش کا نام لیا تو کیا مضائقہ ہے تمام اہل عرب قریش تو ہین نہین ہین
بلکہ انکے سوا اور قبائل بہی نامی و مشہور ہین۔ زمانہ جاہلیت مین بہی انسے بڑہکر اور قبائل

شہ زور اور قوی گذرے ہین۔ ہمکو قریش کا کیا خوف ہے ہم لوگ کچھہ انسے کمزور ہین کیسی بات مین کم ہین؟ باقی رہا یہہ امر کہ اسوقت قریش مین امارت ہے اور وہ ہمارے جای پناہ و سپر ہین اسکی بہی ہمکو پرواہ نہین۔ اگر امین شکستگی آجائیگی تو ہمارا کیا بگڑیگا۔ ہم خود سینہ سپر ہوجاوینگے حکومت و ریاست ہماری ہی ہوگی۔ دوسری قوم اس امر مین ہماری مزاحم نہوگی

ندارم منت از کس منتِ بازوئے خود دارم	چو مروارید آب روئے خود در جوئے خود دارم

حضرت معاویہ نے یہ سنکر فرمایا۔ اب مجھکو معلوم ہوگیا حقیقت حال ظاہر ہوگئی اور جس وجہ سے تم بہک گئے ہو وہ مین خوب سمجھہ گیا۔

کلفت طبع ندارند نہان صاف دلان	درد در شیشۂ شفاف نمایان باشد

یہہ تمہاری نافہمی اور تمہاری کم عقلی ہے جو تم کو برباد کر دیگی۔ تم تو اپنی قوم مین بڑے گویا عقیل خطیب ہو۔ پہر ایسی بات کہتے ہو مجھکو تمہاری اس سمجھہ بوجھہ پر سخت تعجب ہے اس وقت کی تمہاری گفتگو بالکل عقل کے خلاف ہے۔ مین تو اسلام کی عظمت و جلالت بیان کرتا ہون اور تم اوسکے مقابل مین زمانہ جاہلیت کا ذکر کرتے ہو۔ واہ واہ۔ اچھی عقل و تمیز ہے۔ خوب نام ڈبویا۔ اب کان لگا کر میری بات سنو اور میرا کہا مانو اور سمجھو۔

در آفت خانۂ دنیا لباس خاکساری کن	زمین بودن سپر باشد بلائے آسمانی را

جن لوگون نے تم کو بڑا سمجھا یا عزت و عظمت دی ہے وہ قوم خوار و رسوا ہوگی؟ مجھکو گمان ہے کہ تمہارے نزدیک قریش کی یہ عزت زمانہ جاہلیت اور اسلام مین محض خداداد ہے انکو ذاتی شرافت باعتبار کثرت جماعت کے یا قوت شجاعت کے نہین۔ مین تسلیم کرتا ہون مگر صرف اسقدر نہین جیسا کہ تمہارا خیال ہے بلکہ قریش قوم عرب مین حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز ہین مروت و مردانگی مین کامل ہین۔ باقی رہی انکی شجاعت۔ یہ بہی

ظاہر ہے کہ انمین روزخانہ جنگیان رہتی تہین اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہا کرتے تہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی برکت سے اسلامی اخوت اور ہمدردی انمین پیدا کرکے سب کو ایک کردیا اور مقام حرم مین انکو ٹہکانا دیا اور یہہ ہر طرح محفوظ رہے جبکہ انکے گرد ونواح مین لوٹ مار کا وہ بازار گرم تہا کہ الامان والحفیظ۔ کوئی عربی یا عجمی حبشی یا ترکی ایسا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے یہہ کرامتین عطا فرمائی ہون کسی شخص نے اس بزرگ قوم کو ذلت وخواری دینا چاہا مگر وہ اسے بغض وعداوت رکہنے اور انکی بدولت اپنی سزا کو پہونچ گیا ہوگا کسی نے قریش کے ساتہہ مکر وفریب نہ کیا ہوگا مگر خدائے قادر وتوانا نے اوسکو اوسکے منہ کے بل ضرور زمین پر ڈالا ہوگا جب خداوند تعالیٰ نے چاہا کہ اوسکے دین برحق کے پیرو دنیا کی خواری اور ذلت اور آخرت کی رسوائی اور فضیحت سے محفوظ رہین تو اوس رحیم وکریم نے اپنی کمال رحمت وشفقت سے اپنی مخلوقات مین سے بہتر وپسندیدہ شخص کو انتخاب کیا اور اوسکے یار واصحاب بہی پیدا کئے وہ شخص بہی قریش مین ہوا (یعنی جناب رسالتمآب صلعم) اور اس ملک وسلطنت اسلامی کی بنا اسی قوم قریش پر کی اور خلافت بہی انہین مین رکہی۔ اب قریش کے سوا کون اسکا اہل ہے اور کس کا منہ ہے جو خلافت کی خواہش مین ایک کلمہ بہی زبان سے نکالے خداوند تعالیٰ نے قریش کو زمانہ جاہلیت مین محفوظ رکہا اور اونکو ہر طرح عزت دی اب تمہارا خیال ہے کہ وہ خدا کے دین پر ہوکر عزت والے نہ رہینگے۔ اُف ہے تمپر اور تمہارے ساتہیون ہواخواہون پر جو قریش کو اپنے سے کم اور ذلیل سمجہتے ہو اور اے صعصعہ۔ تمہاری حقیقت تو سب پر ظاہر ہے کون نہین جانتا کہ تمہارا قریہ اور بستی سب آبادیون مین بدتر ہے۔ اوسکے گہر نہایت سڑے ہوے بدبودار ہین۔ اوس ملک کی

نہرین اور نالے نہایت نشیب مین اور عمیق واقع ہوے ہین - تمہارے گانؤن کے ہمسایہ نہایت ہی خراب اور شریر ہین اونمین کوئی شریف نام کو نہین اور اون ملکو نکے رہنے والونپر ہمیشہ لعنت برستی رہی اور قوم عرب مین سب سے بڑے لقب تمہاری قوم کو ملے - تم لوگونکی خویشی اور پیوندی بہی کمینی قوم مین ہے - تمکو عربی کہنا بہی نازیبا ہے تم تو فارس کے پڑوسی ہوا اور اونہین کے مطیع و فرمانبردار - جب تمکو دعوت اسلام پہونچی تم بحرین مین کب تہے کہ اہل بحرین کے ساتہہ قبول دعوت مین شریک ہوتے - تم تو اپنی قوم مین بہی ذلیل و خوار رہے - آب آج کے دن اسلام نے تمکو مرد میدان بنا دیا اور انسانون مین شمار کرا دیا تو لگے اونہین لوگونپر حملہ کرنے جنکی بدولت اسلام نصیب ہوا - اب اسلام کا دعوی کرکے خدا کے دین مین کجروی اختیار کرتے ہوا اور ذلت و خواری کے خواہان ہو - قریش کو تمہاری اس شرارت سے کچہہ نقصان نہین - نہ تمہاری توہین کرنے سے قریش کی اہانت ہوسکتی ہے - قریش کے ذمہ جو کچہہ ہے اوسکے ادا کرنے اور پہونچانے سے تم ہرگز اونکو روک نہین سکتے - شیطان تمسے غافل نہین تمہاری تاک مین لگا ہے جب تمکو شر مین مبتلا پایا تمہارے بدولت اور لوگونکو بہی بہکایا - اب وہ تمکو پچہاڑنے ہی والا ہے یہہ بات بہی یاد رکہو کہ برائی کرکے نیکی نہ پاؤگے - برے کام سے برا ہی نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ اوس سے بہی بدتر اور خوار تر ثمرہ پاؤگے -

گندم از گندم بروید جو زجو	از مکافات عمل غافل مشو

حضرت معاویہؓ کوفیون کو یہہ گفتگوئے نصیحت آمیز سنا کر اونکے پاس سے چلے گئے حضرت معاویہؓ کی اس تقریر سے اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ ان سب کی ہمتین پست پڑگئین اور دل مین اپنے قصور پر معترف ہوے اسکے بعد پہر معاویہؓ انسے ملے اور کہا مین تمکو اجازت دیتا ہون

کہ جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ تم لوگونسے کسیکا نہ نفع ہے نہ نقصان بلکہ تمہارا ہی فائدہ ہے۔ تمہاری نجات اسمین ہے کہ جماعت مسلمانونکے خلاف ایک قدم نہ چلو اور عوام الناس کو دیکھکر اترانجاؤ۔ کیونکہ نیک اور پسندیدہ لوگ اتراتے نہین۔

ہنرے دیگران ندیدن عیب		دیدن عیب خویشتن ہنر است	

اب تم جس طرف تمہارا دل چاہے چلے جاؤ۔ مین جناب عثمان رض کی خدمت مین تم لوگونکے بارہ مین لکھہ دونگا۔ کوفی یہہ کلام جناب معاویہ رض کا سنکر شام سے چلے جانے پر آمادہ ہوے اور سامان سفر درست کرکے حضرت معاویہ رض سے رخصت ہوکر چل دیئے آپنے پھر اونکو بلاکر کہا۔ مین تمسے پھر دوبارہ کہتا ہون کہ جناب رسول خدا صلعم گناہ صغیرہ وکبیرہ سے معصوم تھے خطا پر قائم نہین رہتے تھے اونہون نے مجھکو حاکم بنایا۔ بعد آپکے جناب ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوے اونکے عہد مین بھی حاکم رہا پھر جناب عمر رض خلیفہ ہوے اونہون نے بھی مجھکو حکومت پر قائم رکھا اب جناب عثمان رض کا زمانہ آیا ہے اونکے وقت مین بھی مین حاکم ہون اور جس صاحب نے مجھکو حکومت دی وہ صاحب مجھسے راضی وخوش رہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے عمل اور حکومت کے واسطے نیک اشخاص مسلمانونمین سے تلاش کرکے مقرر فرمائے اور خداوند تعالیٰ کو ہر طرح غلبہ ہے اور عوض لینے پر قادر ہے۔ جو خدا سے داؤن چلتا ہے خدا اوس سے داؤن کرتا ہے۔ جو تمہارے دل مین نہین اوسکے خلاف ظاہر نہ کرو کیونکہ خداوند تعالیٰ بغیر امتحان لئے تم کو نہ چھوڑے گا اور تمہارے دلی اسرار لوگونپر ظاہر کردے گا۔ بعد اسکے کوفی حضرت معاویہ رض سے رخصت ہوے اور باہم یہ صلاح ہوئی کہ اگر اب کوفہ چلین گے تو مخالفونکو ہمپر ہنسی کا موقع ملیگا اسلئے مناسب یہ ہے کہ کسی جزیرہ کو چلین۔

جناب معاویہ رضؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت مین اطلاعاً لکھہ بہیجا کہ میرے پاس کوفہ سے ایسے لوگ آے ہین جنکو عقل بالکل نہین ۔جنکا کوئی دین و مذہب نہین ۔ عدل و انصاف سے بہاگتے ہین ۔کسی عمل سے خدا کا قرب اور اوسکی رضا نہین چاہتے ۔کوئی دعوی اونکا مدلل حجت کے ساتہہ نہین ہوتا ۔بس انکی نیت یہی ہے کہ لوگون مین فتنہ و فساد پہیل جاے اور اہل ذمہ کے مال خود کہا کر صاف کر ڈالین ۔خداوند تعالی ان لوگونکو ضرور آزمائیگا پہر انکو خوار و ذلیل بہی کریگا ۔

حمص مین حضرت عبدالرحمن بن خالد بن الولید حاکم تہے انکو انکی خبر لگی کہ کوفہ سے حضرت معاویہ رضؓ کے پاس آے اور اب وہان سے بہی نکلکر دوسری جگہہ جانیوالے ہین انہون نے ان سب کو اپنے پاس بلالیا اور کہا ۔اے شیطان کے بہکانے کے آلات تمکو نہ مرحبا کہونگا اور نہ دعا نیک دونگا شیطان بیچارہ تو تمہارے آگے پریشان ہے اور تم خوش دل فراغ خاطر ہو ۔عبدالرحمن اگر تمکو ادب نہ دے تو خدا کے گہر نقصان پادی اے لوگو ۔تم کیا بلا ہو اہل عرب ہو یا عجم ۔جو کچہہ معاویہ رضؓ کو تمنے جواب دیا مجہکو وہ جواب نہ دینا مین خالد بن ولید کا بیٹا ہون ۔مین اوس شخص کا بیٹا ہون جسکو اہل عجم مان گئے اور اپنے سے زیادہ سخت سمجہا مین ردت فنا کرنے والے کا بیٹا ہون ۔ خدا کی قسم ۔اے صعصعہ ۔اگر مجہکو معلوم ہو کہ میرے ہمراہیون مین سے کسی نے تمہاری ناک کچل ڈالی پہر تمکو غوطہ دیا ۔مین تمکو بہت دور اوڑا کر پہونچادونگا ۔اور گہرے خندق مین گرادونگا صعصعہ کو خطاب کرکے جو کہا اسکا مطلب یہہ تہا کہ اگر میرے ہمراہیون کے ساتہہ بہی تمنے کوئی بات خلاف ادب کی اور میرے ہمراہی نے اگرچہ اوسکا بدلہ تمسے لے لیا تاہم مین تمہارے ساتہہ سختی سے پیش آؤنگا ۔

حضرت عبدالرحمن نے ایک ماہ کامل ان لوگونکو ٹہیرایا۔ جب خود کسی جگہہ باہر سوار ہوکر جاتے ان لوگونکو پیادہ پا اپنے ساتہہ لیجاتے۔ جب صعصعہ انکے روبرو آتے اونسے کہتے۔ اے ابن الخطیئہ۔ کیا تم جانتے ہو کہ جسکو نیکی اور بہلائی نہ درست کرے اوس کی اصلاح برائی کے ساتہہ ہوتی ہے۔ کیا سبب ہے کہ جو تمہاری وہ باتین جو سعید و معاویہ کے حق مین تم کہتے تہے مین نہین سنتا۔ وہ لوگ جواب مین کہتے۔ ہم اپنے افعال سے توبہ کرتے ہین اور خدا کی طرف رجوع لاتے ہین ہم اپنے قصور سے باز آئے آپ بہی ہمارا قصور معاف فرمایئے۔ آخرکو فی حضرت عبدالرحمن کے برتاؤ سے خوب ٹہیک ہوگئے یہانتک کہ عاجز آکر اپنی تقصیرات کا خود اعتراف کیا۔ معافی چاہی اور اکثر اوقات خواستگار عفو رہے یہان تک کہ عبدالرحمن نے کہا۔ تاب اللہ علیکم۔ خدا تمپر اپنی رحمت کے ساتہہ رجوع کرے۔ بعد اسکے اشتر نخعی کو جناب عثمانؓ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اشتر جناب عثمانؓ کے سامنے اپنے افعال سے تائب و نادم ہوکر آئے آپنے فرمایا۔ جہان تمہارا جی چاہے جاؤ۔ اشتر نے کہا مین عبدالرحمن بن خالد کے پاس جاؤنگا۔ ارشاد ہوا تمکو اختیار ہے۔ اشتر مدینہ منورہ سے بمقام حمص عبدالرحمن کے پاس چلے آئے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے اہل کوفہ کو دوسرے دن بلاکر نصیحت کی تو یہہ بہی کہا قسم خدا کی مین نے تمسے وہ بات کی جو اولاً اپنے نفس اور اپنے گہر والونکے واسطے گوارا کرلی ہے مین یہہ خوب جانتا ہون کہ میرے باپ ابوسفیان قریش مین شریف تہے اور شریف کے بیٹے تہے مگر جو شرافت خداوند تعالی نے اپنے نبی صلعم کو دی اور قریش مین سے اونکو منتخب کرلیا اور قوم قریش مین اونکو کریم و سخی اور بزرگ کیا وہ بات دوسرونمین کہان اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر ابوسفیان کے اور لوگ نسل مین ہوتی

تو بڑے عاقل وہوشیار ہوتے اور یہہ بات دوسرے خاندان مین نہین صعصعہ نے کہا یہہ بات تو آپنے غلط کہی۔ انسانونمین تو ایک فرد انسانی وہی ہے جسکو خود خداوند تعالے نے اپنی قدرت کے ہاتھون سے پیدا کیا اور اپنی روح اوسمین پہونکی پہر فرشتونکو حکم کیا کہ اوسکو سجدہ کرین اور لوگونمین تو نیک بہی مین بد بہی ہین۔ احمق اور ہوشیار بہی ہین پہر حضرت معاویہؓ اس رات انکے پاس سے چلے گئے جب دوسری شب کو آے دیرتک اون سے باتین کین اور کہا۔

معاویہؓ۔ اے قوم۔ خیر و نیکی کی طرف رجوع کرو۔ گفتگوے لاحاصل سے خاموش رہو۔ اپنے دلونمین فکر و غور کرو اور جو امر تمہارے اور تمہارے اہل کیلیے مفید ہو اور سب مسلمانونکو فائدہ پہونچادے اوسکو تلاش کرو۔

صعصعہ۔ آپ اسکے اہل نہین ہین اور نہ آپ مین کوئی ایسی بزرگی ہے کہ ہم خواہ مخواہ حق وناحق آپکی پیروی کرین۔ چاہے آپکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی لازم آوے۔

معاویہؓ۔ کیا مین نے سب سے پیشتر تمکو خدا سے ڈرنے اور اوسکے رسول صلعم کی اطاعت کرنے کا حکم نہین کیا اور یہہ نہین کہا کہ سب ملکر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو ایک دوسرے سے جدا ہوکر پہوٹ نہ ڈالو۔

اہل کوفہ۔ آپنے فرقت اور نفاق کی ہدایت کی اور جناب رسول خدا کے خلاف راستہ پر چلانا چاہا۔

معاویہؓ۔ اچہا اسکو جانے دو اب مین تمکو حکم کرتا ہون اگر اس سے پیشتر جب تم کہتے ہو کیا ہے تو اوس سے توبہ کرتا ہون اور اب تمکو خدا کے تقوے اور اوسکی

اطاعت کا حکم اور اوسکے رسول کی پیروی کی ہدایت کرتا ہون اور کہتا ہون کہ جماعت اہل اسلام کو لازم پکڑو اپنے اماموں کی عزت و توقیر کرو اور نیک کام جس پر تم قدرت رکھتے ہو اپنے اماموں سرداروں کو بتلاؤ۔

صعصعہ۔ اچھا ہم لوگ آپ ہی سے کہتے ہین کہ آپ حکومت سے علیحدہ ہو جاوین کیونکہ مسلمانون مین اور بھی آپ سے زیادہ حقدار اسکے موجود ہین اور وہ ایسے لوگ ہین کہ آپ سے پہلے اسلام لائے اور اونکے باپ آپ کے باپ سے پیشتر مسلمان ہوے۔

معاویہ رض۔ خدا کی قسم مجھکو اسلام مین قدامت حاصل ہے میرے سوا اور لوگ بھی اس درجہ کے ہین لیکن فی زمانہ اب کوئی مجھسے زیادہ قوی اس کام مین نہین ہے یہہ بات مین اپنی زبان سے بلا دلیل نہین کہتا بلکہ جناب عمر رض نے میری لیاقت اور قابلیت کو خوب دیکھہ لیا ہے اگر وہ مجھسے زیادہ لائق دوسرے کو پاتے تو اوسی کو حکومت سپرد کرتے مین نے کوئی امر ناجائز ایسا نہین کیا ہے جسکی وجہ سے قابل عزل ہون اگر درحقیقت مجھسے کوئی قصور سرزد ہوتا تو امیر المومنین مجھکو حکم کرتے مین اس حکومت سے علیحدہ ہو جاتا۔ تم اس قسم کی گفتگو سے باز رہو۔ یہہ وسواس شیطانی اور خطرات نفسانی ہین۔ مین اپنی جان کی قسم کھاتا ہون کہ اگر تم لوگونکی راے پر حکومت و ریاست کے کام طے ہون اور تمھاری مرضی کے موافق کارروائی ہو تو مسلمانونکے کام ایک دن رات بھی نہ چل سکین۔ اب تمکو مناسب ہے کہ نیک راہ طلب کرو اور نیک بات کہو۔ اللہ تعالیٰ

کی پکڑ اور اوسکے حملے پوشیدہ ہین مین ڈرتا ہون کہ مبادا تم لوگ شیطان کی
اطاعت کیوجہ سے خدا کی معصیت مین مبتلا ہو جاؤ اور یہ اتباع شیطانی
اور وبال معصیت خداوندی تمکو ذلت وخواری کے گہر مین کہینچ لیجاوے
اور دونون جہان مین رسوا وخوار ہو۔

یہہ سنکر اہل کوفہ حضرت معاویہؓ پر ٹوٹ پڑے کسی نے اونکی ڈاڑہی لی اور کسی نے
سر پکڑ لیا حضرت معاویہؓ نے کہا۔ دیکہو۔ آدمی بنو۔ مجھکو چہوڑ دو۔ یہہ کوفہ نہین ہے
بلکہ شام ہے۔ یہان والے اگر یہہ گستاخی تمہاری میرے ساتہہ دیکہہ لین گے تو مین
اونکو تم سے کسی طرح نہ روک سکونگا وہ یقیناً تم سب کو ایک دم مین ہلاک کر ڈالین گے
مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ تمہارے سب کام برائی مین ایک دوسرے سے ملتے
جلتے ہین (بقول شخصے اونٹ رے اونٹ تیری کون کل سیدہی) یہہ کہکر حضرت معاویہؓ
اونکے پاس سے چلے گئے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین دوسرا خط مثل خط سابق
لکہکر روانہ کیا۔ جناب عثمانؓ نے ارقام فرمایا کہ اہل کوفہ کو سعید بن العاص کے پاس
بہیجدو۔ یہہ حکم پاکر وہ لوگ کوفہ واپس گئے۔ اب کیا تہا اونکی زبانین خوب چلتی تہین
بجز عیب گوئی اور برائیون کے کچہہ ذکر ہی نہ تہا۔ سعید بن العاص ان لوگون سے تنگ
آگئے اور جناب عثمان کو انکی شکایت پہر لکہی۔ آپنے حکم دیا کہ اہل کوفہ عبد الرحمن بن خالد
کے پاس حمص بہیجے جاوین۔ سعید نے انکو عبد الرحمن کے پاس بہیجدیا۔ عبد الرحمن نے
اونکو اپنے پاس ٹہیرایا اور ہر ایک کا وظیفہ مقررہ جاری رکہا۔ اہل کوفہ مین سے جو لوگ
عبد الرحمن کے پاس حمص مین گئے یہہ ہین۔ مالک اشتر نخعی۔ ثابت بن قیس ہمدانی۔ کمیل
بن زیاد۔ زید بن صوحان۔ زید کے بہائی صعصعہ۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن

کعب ازدی - عروہ بن جعد - عمرو بن حمق خزاعی - ابن الکواء - کہتے ہین کہ حضرت معاویہؓ نے ابن الکواء سے سوال کیا - مین کیسا ہون - اونہون نے جواب دیا "آپ بعید الثری کثیر المرعیٰ ہین یعنی آپ مالدار ہین مگر لوگون کو آپکے مال سے فائدہ کم پہونچتا ہے - فوراً بات کی تہ تک پہونچ جانے والے - دیر تک غور و فکر کرنے والے - بردباری آپ پر غالب ہے - آپ ارکان اسلام کے ایک رکن ہین آپکی ذات سے راہ خوفناک مسدود ہے" یہ سنکر حضرت معاویہؓ نے دریافت کیا - اس زمانہ کے لوگون اور رہر شہر والونکے حال سے مجھکو خبر دو کیونکہ تم اپنے یار و نمین عقلمند معلوم ہوتے ہو ابن الکواء نے عرض کیا - اہل مدینہ شر و فساد کے بڑے حریص ہین اور سب سے زیادہ عاجز ولاچار فساد کے وقت یہی لوگ ہین - اہل کوفہ دفعتہً بلا تامل و فکر ہر ایک کام پر جھک پڑتے ہین اور متفرق ہو کر اوس سے ہٹتے ہین - اہل مصر بڑے شریر و بد ذات مگر اسکے ساتھہ ہی سب سے پہلے نادم بھی ہو جاتے ہین اور اہل شام سب مین اچھے ہین جو انکو نیک راہ بتلاوے اوسکے تابعدار ہین اور جو بری راہ چلانا چاہی اوس سے بیزار (ابن اثیر)

حوادث بصرہ و اخراج عامر بن عبد قیس جانب شام

مدینہ مین ایک شخص حمران بن ابان نامی رہتے تھے - انہون نے ایک عورت سی اوسکی عدت مین نکاح کر لیا تہا - جناب عثمانؓ کو جب خبر لگی آپ نے اوس عورت اور حمران مین تفریق کرا دی اور حمران پر شرعی حد قائم کرکے شہر بدر اور جلا وطن کر دیا اور مدینہ منورہ سے نکالکر بصرہ مین بھیجدیا - حمران نے بصرہ مین پہونچکر ابن عامر کی صحبت اختیار

کی۔ بصرہ مین عامر بن عبد قیس نام ایک بزرگ بڑے عابد وزاہد۔ تارک الدنیا رہتے تھے۔ لوگ انکی عزت وحرمت بہت کرتے تھے۔ ایک روز عبد اللہ بن عامر مع اپنے رفقا واحباب کے ان بزرگ کی زیارت کو چلے۔ حمران بھی ہمراہ تھے۔ انھون نے کہا مین پیشتر عامر بن عبد قیس کے پاس پہونچکر آپ لوگونکی آمد کی اطلاع دیتا ہون۔ یہ کہکر سب سے پہلے اونکے پاس پہونچے اور حجرہ مین داخل ہوے۔ وہ اوس وقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تھے۔ حمران نے کہا۔ امیر بصرہ آپکی ملاقات کو آتے ہین مین مناسب سمجھا کہ اونکے آنیکی اطلاع آپکو پہلے سے دیدون۔ عامر بن عبد قیس نے انکے کہنے کی کچھہ پرواہ نہ کی اور تلاوت مین مصروف رہے۔ حمران یہان سے اوٹھکر واپس جاتے تھے کہ دروازہ ہی پر عبد اللہ بن عامر مل گئے۔ حمران نے شکایتہً کہا۔ (چونکہ عامر نے انکے آنیکی کچھہ پرواہ نہ کی اور نہ انسے مخاطب ہوے اسواسطے انھون نے برامانا اور محض جھوٹی شکایت انکی عبد اللہ بن عامر سے کی) عامر بن عبد قیس آپ لوگونکی کچھہ عزت نہین سمجھتے اور قریش کو اپنے سے افضل واشرف نہین جانتے۔ ابن عامر یہ سنتے ہوے عامر بن عبد قیس کے حجرہ عبادت خانہ مین داخل ہوے عامر نے قرآن شریف گردان دیا اور ابن عامر سے باتین کرنے لگے۔ ابن عامر ودیگر رفقا نے اس طرح عامر سے گفتگو کی۔

ابن عامر۔ آپ ہمارے پاس ہمارے مکان پر کبھی تشریف نہین لاتے اور ہمکو اسقدر فرصت نہین کہ آپکی خدمت مین ہمیشہ حاضر ہوا کرین

سعد بن ابی القرحار۔ آپ کو شرافت اور عزت محبوب ہے۔

ابن عامر۔ تو کیا آپ کو کسی جگہہ کا عامل وحاکم کردین جس سے آپکی بزرگی

اور عزت کو اور ترقی ہو

حصین بن الحر- آپ کو حکومت پسند ہے۔

ابن عامر- آپکا ارشاد ہو تو آپکا نکاح کسی عورت نیک بخت سے کر دین۔

ربیعہ بن عسل- ہان یہہ تو خوب ہے کیونکہ آپ کو عورتین مرغوب ہین۔

ابن عامر- حمران کہتے ہین کہ آپکے نزدیک آل ابراہیم (قریش) کی کوئی عزت نہین اور آپ اپنے سے بڑہکر اونکو نہین جانتے۔

عامر نے قرآن مجید کہولا- شروع ہین یہہ آیت نکلی- ان اللہ اصطفےٰ آدم و نوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العٰلمین- ترجمہ- اللہ تعالیٰ نے آدم کو اور اولاد ابراہیم کو اور اولاد عمران کو تمام عالم کے لوگونمین برگزیدہ و منتخب فرمایا اور کچھہ جواب عامر بن عبد قیس نے نہ دیا اب یہہ لوگ واپس گئے۔

عامر بن عبد قیس سے جو یہہ گفتگو مرقومہ بالا ہوئی اونکی حالت- گذران- وضع- عبادت- ریاضت- مجاہدہ کے اعتبار سے مذاقیہ تہی کیونکہ اونکو نہ ریاست کی چاہ تہی نہ دولت دنیوی کی پرواہ- نہ عورت کی خواہش تہی نہ شرافت کی طلب وہ ایک عابد و زاہد تہے- رات دن خدا کی عبادت سے سروکار تہا اسیواسطے اونہون نے کسی ایک فقرہ کا جواب نہ دیا بجز آخری سوال کے جسکے جواب مین قرآن مجید کہولکر آیت سے جواب دیا اور جملہ حاضرین جواب خاطر خواہ پاکر ساکت ہو گئے- اسکی بعد حمران نے بہت کچھہ شکایت اور چغلخوری عامر کی ابن عامر سے کی مگر ایک بہی پیش نہ گئی- اس قصہ کے بعد حمران عرصہ تک بصرہ مین مقیم رہے پہر جناب عثمان رضہ نے

انکو مدینہ آنے کی اجازت دی۔ وہ بصرہ سے مدینہ منورہ آے انکے ساتھہ چند اشخاص اور بہی تہے جنہون نے عامر بن عبد قیس کی برائیان اور عیب لوگونمین ظاہر کیئے۔ جو اقوال شکایت مین وہ بیان کرتے تہے اونمین سے یہ بہی تہے کہ عامر بن عبد قیس نکاح کو جو سنت نبوی ہے جائز نہین رکہتے۔ گوشت نہین کہاتے۔ نماز جمعہ مین نہین آتے۔

حمران کا قصہ جسمین نکاح کا ذکر ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ چندان محتاط نہ تہے اور انکے مزاج مین شر و فساد تہا۔ عامر بن قیس جو کہ ایک مرد باخدا تہے اور کسی سے تعلق نہ رکہتے تہے۔ خواہ مخواہ انکی شکایت حمران کرتے تہے۔ بعض اشخاص کی طبیعت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ بلا غرض و بلا مطلب لوگونکی برائی اور بدگوئی مین مبتلا رہتے ہین۔ حمران بہی اسی قسم کے لوگونمین تہے۔

جب مدینہ منورہ مین عامر بن عبد قیس کی برائیان ہر گلی کوچہ مین الم نشرح ہوگیئن ہر کس و ناکس کی زبان پر انہین کا ذکر تہا اور انہین کی عیب گیری سے کام تہا تو جناب عثمان رضؓ نے عامر کو حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین چلے جانیکا حکم دیا تاکہ وہان جانیسے حقیقت حال صاف و واضح طور سے عیان ہوجاے اور اونکے طاعنین و مخالفین کی زبان بندی ہو۔ عامر بن عبد قیس یہہ حکم پاتے ہی شام کو روانہ ہوے اور جناب معاویہ کی خدمت مین پہونچے اتفاق کی بات ہے کہ عامر انکے پاس ایسے وقت مین پہونچے کہ حضرت معاویہؓ کہانا کہا رہے تہے۔ ثرید اونکے سامنے رکہا تہا۔ عامر نے پہونچتے ہی سلام کے بعد بسم اللہ کرکے ثرید پر ہاتہہ ڈالا اور خوب بے تکلف کہایا۔ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربہ مین توڑکر ملادیتے ہین اوسکو

ثرید کہتے ہین۔ یہہ کہانا عرب مین بہت مرغوب تہا۔ دعوتون۔ شادی بیاہ کی تقریبونمین
ثرید بناتے تہے۔ اس ملک مین دستور نہین البتہ پنجاب کے اطراف مین جو بعض ملک
سرحدی ہین وہان اسکا رواج ہے۔

جناب معاویہؓ کو انکے ثرید کہانے سے معلوم ہوگیا کہ گوشت نہ کہانے کی انپر
جہوٹی تہمت ہے۔ بعد ازان عامر حضرت معاویہؓ کے پاس ٹہیرے اور اونہون نے
باحترام تمام انکو رکہا اور انکے اخراج کی وجہ انسے دریافت کی۔ انہون نے اس کا
جواب شافی دیا اور کہا۔ مجہپر لوگون نے افتراپردازی کی ہے۔ درحقیقت مین اون
الزامات سے بری ہون جو میرے ذمہ لگائے جاتے ہین۔ مین جمعہ کی نماز کو بلاناغہ
جاتا ہون۔ ہان سب کے بعد جاتا ہون اور اخیر صف مین شریک ہوکر نماز ادا کر کے
سب سے پہلے اپنے گہر واپس آتا ہون۔ اب فرمائیے اس مین کیا عیب ہے۔ نکاح کی بابت
مجہپر الزام لگانا یہہ بہی محض افترا ہے۔ نہ میرا یہہ عقیدہ ہے اور نہ قول ہے۔ ابہی اسی
زمانہ مین جبکہ بصرہ سے روانہ ہوکر آپکے پاس آیا ہون میرے پاس پیغام نکاح آیا تہا
اگر ادہر نہ آتا تو کیا عجب ہے کہ نکاح کر لیتا۔ گوشت کہانے کو تو آپنے خود ملاحظہ فرما لیا
اسکے بابت عرض کرنے کی اب کوئی ضرورت نہین البتہ قصاب کے ہاتہہ کا ذبیحہ مین نہین
کہاتا کیونکہ ایک مرتبہ مین نے بچشم خود دیکہا کہ ایک قسائی بکری کو مذبح کی جانب کہینچکر
لیگیا۔ بکری کو پچہاڑکر اوسکے گلے پر چہری رکہکر رتینے لگا اور بجائے نام خدا کے
اوسکی زبان پر نفاق۔ نفاق۔ تہا اسی حال مین بیچاری بکری کو ذبح کر ڈالا اب
فرمائیے ایسا ذبیحہ شرعًا درست ہے اور اوسکا کہانا حلال ہی یا حرام جب سے مین نے
یہہ حال دیکہا ہے گوشت ترک کر دیا۔ اگر کسی جگہہ سمجہتا ہون اور یقین ہوتا ہے کہ یہہ

ذبیحہ شرعی قواعد کے موافق ہے گوشت کہانیسے پرہیز نہین کرتا۔ حضرت معاویہ رضؓ کو عامر بن عبد قیس کے اس بیان سے اونکی صداقت و برائت پورے طور پہ معلوم ہو گئی آپنے فرمایا اب آپ اپنے مکان کو واپس جاوین۔ عامر بن عبد قیس نے جواب دیا۔ مین اپنے شہر مین اب نہ جاؤنگا جس مین میری آبرو ریزی ہوئی اور وہان کی باشندون نے میری عزت خاک مین ملائی۔ بعد اسکے عامر بن عبد قیس بلاد سواحل شام مین رہا کرتے تھے اور حضرت معاویہؓ سے اکثر ملتے رہتے تھے۔ حضرت معاویہؓ انکی عزت و حرمت کرتے اور اکثر اوقات انسے کہتے تھے آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیے۔ وہ جواب دیتے تھے۔ مجھکو کسی چیز کی ضرورت نہین جب حضرت معاویہؓ نے کمال مبالغہ سے اس امر کی خواہش کی کہ کوئی کام جو ضروری ہو ظاہر کرین تو اونہون نے یہ کہا۔ اس ملک مین سردی زیادہ ہوتی ہے اگر آپ سے ہوسکے تو بصرہ کی کچھ گرمی اور حرارت مجھکو لادیجئے کیونکہ سردی کی شکایت زیادہ ہے خصوصًا روزہ کی حالت مین اور بہی سردی اپنا اثر کرتی ہے۔ اگر بصرہ کی گرمی ہوتی تو کسیقدر اس سردی کی خفت ہو جاتی۔

عامر بن عبد قیس نے انہین ملکو نمین قیام کیا اور وہین زمانہ وفات تک عبادت و ذکر الٰہی مین مصروف رہے۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

دوبارہ نقض عہد اہل قبرس

غزوہ قبرس کے بابت مورخین مین باہم اختلاف ہے بعض کے نزدیک سنہ ۳۳ھ کا واقعہ ہے اور بعض سنہ ۲۸ھ مین بیان کرتے ہین مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ قبرس سنہ ۲۸ھ مین

ہوا ہے جسکو ہم واقعات ۲۸ھ مین لکھ آے ہین۔ ۳۳ھ مین دوبارہ نقض عہد کیوجہ سے یہہ واقعہ پیش آیا جسکی تفصیل یہہ ہے کہ اہل قبرس نے ۳۲ھ مین رومیونکو مدد دی اور سامان جنگ بحری از قسم جہاز وغیرہ اونکو اپنے پاس سے فراہم کر دیا جب اہل اسلام کو خبر ہوئی تو ۳۳ھ مین جناب معاویہؓ ایک لشکر جرار وجماعت دلاوران خونخوار وغازیان نامدار لیکر اس مہم کو سر کرنے روانہ ہوے اور قبرس پہونچکر تلوار شرربار سے مفسدونکو سیدہا کیا۔ بعد کشت وخون بیشمار وتاخت وتاراج وہ لوگ امان طلب ہوے۔ اہل اسلام نے اونکی جان بخشی کی اور صلح وجزیہ مقررہ سابق پر عہد وپیمان لیکر اونکا ملک اونکے حوالہ کیا۔ بارہ ہزار جوانان کارزار کا ایک کمپ قبرس مین رکھا تاکہ بار دیگر یہہ لوگ بدعہدی نہ کرین اور سر اوٹھاتے ہی اپنی بدذاتی وشرارت کا ذائقہ چکہین۔ یہہ کمپ وہان مقیم رہا۔ مسجدین تعمیر کین۔ شہر آباد کیے۔ (ابن اثیر)

اسی ۳۳ھ مین جناب عثمانؓ نے حج کیا اور آپ امیر حاج تہے۔

حضرت مقداد بن اسودؓ کندی نے بعمر ستر سال وفات پائی آپ سابق الاسلام ہین صحابہ کرام مین فاضل اور بزرگ مرتبہ ہین جمیع غزوات مین شریک تہے۔ آپنے مرتے وقت یہہ وصیت کی تہی کہ میرے جنازہ پر حضرت زبیرؓ نماز پڑہین۔ طفیلؓ اور حصینؓ پسران حارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے انتقال کیا یہہ دونو صاحب جنگ بدر وجنگ احد مین شریک ہوے ہین۔ ایک روایت مین یہ دونون ۳۱ھ مین اور بعض کے نزدیک ۳۲ھ مین راہی ملک بقا ہوے۔ (ابن اثیر)

۳۴ھ

بعض مورخین کا قول ہے کہ غزوہ سواری اس سنہ مین ہوا ہے اس کا ذکر سابق مین

گذر چکا ہے۔ اس سنہ میں مخالفین جناب امیر المومنین عثمان رضؓ نے آپسے خط وکتابت کی اور جو عیوب و نقائص آپکی ذات بابرکات پر قائم کئے اونکے بابت مناظرہ کرکے جواب شافی طلب کیا۔ اس کا قصہ ہم آگے بیان کرتے ہین۔

واقعہ یوم جرعہ

جبکہ چارون طرف سے امرا وعمال اور جناب امیر المومنین عثمان رضؓ پر طعن و تشنیع کی بارش ہونے لگی۔ علی الخصوص سعید بن العاص بوجہ خصومت اہل کوفہ ان لوگون سے تنگ آے تو بہ قصد مدینہ منورہ اپنے صوبہ مفوضہ کا اس طرح انتظام کیا کہ اشعث بن قیس کو آذربیجان پر حاکم کیا۔ رے کی ولایت سعد بن قیس کے حوالہ کی۔ ہمدان کا والی نسیر عجلی کو کیا۔ اصفہان کے سردار سائب بن اقرع ہوے۔ موصل پر حکیم بن سلام کو۔ ماہ پر مالک بن حبیب کو۔ قرقیسا پر جریر بن عبد اللہ کو۔ حکومت باب پر سلمان بن ربیعہ کو اور حلوان پر عتیبہ بن نہاس کو روانہ کیا۔ صیغہ جنگ کے اختیارات قعقاعؓ بن عمرو کو دیئے اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنی اپنے ممالک مفوضہ و پرگنات حکومت کیطرف چلی گئی اور سعید بن العاص نے کوفہ مین عمرو بن حریث کو اپنا نایب مقرر کرکے خود مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔

جس وقت کوفہ سے یہہ بزرگوار اپنے اپنے جاے حکومت کو چلے گئے اور کوفہ خالی ہوگیا مفسد و بدذات شریر کمینونکو موقع ہاتھہ آیا۔ طعنہ زنون اور مخالفونکی زبان دراز ہوگئی۔ بے روک ٹوک جناب عثمان رضی اللہ عنہ اور آپکے عمال کو علانیہ سخت وسست کلمات نا ملائم کہنے لگے۔ یزید بن قیس جو مخالفین مین ایک نامور شخص تھا اوس نے خوب زور پکڑا اور بقصد خلع خلافت جناب عثمانؓ خروج کیا۔ اسکے ہمراہ ایک گروہ اون لوگونکا تھا جو ابن سبا کے مقلد تھے اور درپردہ اوسکی محبت ودوستی کا

دم بہرتے اوراوس سے خط وکتابت رکہتے تہے۔اس گروہ کے علاوہ اورلوگ
بہی اوباش کوفہ واطراف کوفہ یزید کے ساتہہ ہوے اوراب کہلم کہلا سب کے سب خلیفہ
وقت سے بغاوت پرآمادہ ہوے سب نے دل مین ٹہان لی کہ مدینہ منورہ پہونچکر زبردستی
جناب عثمانؓ کو خلافت سے معزول کرکے کسی دوسرے شخص کو خاطرخواہ اپنے خلیفہ
بناوین حضرت قعقاعؓ بن عمرو بخشی فوج نے پہونچکر اس ہنگامہ کو فروا ور آتش فتنہ وفساد کو
سرد کرنا چاہا۔یزید کو اس حرکت ناشایستہ اور فعل نالائق سے روکا۔بہت کچہہ سمجہایا
اور دہمکایا ڈرایا۔یزید نے جواب دیا۔مین نے کسی اور قصد سے خروج نہین کیا نہ
میرا اورکچہہ مقصود ہے۔ہم لوگون کو صرف سعید سے کچہہ شکایتین پیدا ہوگئی ہین اور
اونکی معزولی کے خواستگار ہین۔دربار خلافت مین بہی استغاثہ پیش کرینگے۔حضرت
قعقاع نے فرمایا کہ اگر صرف اسیقدر تمہارا مدعا ہے توخیر مضائقہ نہین۔جس طرف
جاتے ہو جاؤ۔خلیفہ وقت سے عرض معروض کرو اپنا انصاف چاہو۔یہہ کہکر قعقاعؓ نے
یزید کو چہوڑ دیا۔یزید بے دہڑک اپنے کام کے پوراکرنے مین فکرین اور کوششین کرنے
لگا چنانچہ اس نے اون اہل کوفہ کو جو یہانسے نکالے گئے تہے اور کچہہ انمین سے شام
وحمص مین رہ گئے تہے اپنے ارادہ سے مطلع کیا اوران لوگون او رنیز اہل بصرہ سے
خط وکتابت کی۔مالک اشتر نخعی کو چونکہ سعید بن العاص سے سابق مین کدورت ہوچکی تہی اس
ہنگامہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً کوفہ مین داخل ہوے۔انکے ہمراہیون مین سے جو لوگ
بمقام حمص حضرت عبدالرحمن بن خالدؓ کے پاس مقیم تہے وہ بہی رفتہ رفتہ سب کے سب کوفہ
مین جمع ہوگئے اور یہ انجمن فساد اچہے اچہے اہل الراے اور ممبرونسے جو کچہہ نقص رکہتی
تہی وہ دفع کرکے کامل ومکمل ہوگئی۔اس پہلی جماعت مین سب سے پہلے اشتر کوفہ مین

داخل ہوے۔ انکے ہمراہی تو قریب کوفہ کے ٹھیر گئے اور یہہ ان سے پہلے چل دیئے
اور جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر کھڑے ہوکر باواز بلند کہا۔ مین تمہارے پاس جناب
امیر المومنین عثمان رضہ کی خدمت سے آتا ہون۔ تمہارے سردار سعید بن العاص مدینہ منورہ مین
جناب عثمان رضہ کے پاس ہین۔ وہ پھر تمپر سردار ہوکر آوینگے۔ تمہارے بال بچون پر حاکم
ہونگے اور تم مین جو لوگ شریر او رمفسد ہین اونکی سرکوبی کرکے طرح طرح کی مصیبتو نمین
مبتلا کرینگے۔ وہ تمہارا الملک اپنا باغ سمجھتے ہین اور اپنی سیرگاہ جانتے ہین۔ کوفہ کے
معززین اشخاص اور سعید بن العاص کے طرفدارون نے اشتر کو اس تقریر فتنہ انگیز سے
روکا لیکن اس سے کچھہ حاصل نہوا۔

یزید بن قیس نے مسجد سے نکلتے ہی باواز بلند کہا۔ یزید ایک جماعت کے ساتھہ
سعید بن العاص کو روکنے اور اونکو کوفہ مین نہ آنے دینے کیلیئے جاتا ہے جسکا جی چاہے
اوسکے ساتھہ اس کام مین شریک ہو۔ یہہ آواز تھی یا صدائے ناگہانی۔ خدا جانے
اس آواز مین کیا جذب مقناطیسی اور قوت برقی تھی کہ عوام الناس سب کے سب اس
آواز کی طرف متوجہ ہوے اور ایک انبوہ یزید کے ساتھہ ہولیا۔ صرف معدودے
چند شرفا و اکابر کوفہ اور جو اہل الرائے و صاحب عقل و تمیز اس وقت مسجد مین تھے رہ گئے
اور آن واحد مین مسجد خالی ہوگئی۔ ان بزرگون نے ہرچند وعظ و پند کی اور گروہ مخالفین کو
کجروی و بغاوت کے بد نتیجہ اور برے انجام و اثر سے ڈرایا مگر سب بے سود تھا کسی ایک
نے اصلا سماعت نہ کی سب کے سب یزید کے ہمراہ ہوکر نکل کھڑے ہوے۔ عمرو بن حریث
جو کہ سعید کی جانب سے اسوقت خلیفہ تھے یہہ حال دیکھکر ممبر پر چڑھ گئے خطبہ شروع
کیا۔ حمد خدا و نعت رسول اللہ کے بعد لوگونکو اتفاق کی نصیحت اور نفاق چھوڑنیکی

تاکید کی امیر کی اطاعت کا حکم دیا۔ مگر اس حالت شور و شر مین انکا کہنا کیا اثر کرتا ایک نے بہی انکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ جو دل مین ٹہیرا چکے تہے اوسکو پورا کرنے کی طرف بڑہے۔ قعقاع منتظم فوج نے عمرو بن حریث سے کہا۔ بہلا آپ اس سیلاب فتنہ و فساد کو جواب جاری ہوچکا ہے اور حالت جوش و خروش مین روان ہوگیا ہے روکا چاہتی ہین۔ یہہ کسیطرح رکنے کا نہین۔ آپ صبر کرین۔ یہہ لوگ بغیر فساد کئے نہ رکین گے اور واللہ باللہ اس شور و شر کو چمکدار تیرونکی بہالین ہی روکین گی۔ قریب ہے کہ یہ لوگ مفسدان بدطینت اپنے کردار بد کی قرار واقعی سزا پاکر خود بخود سیدہے ہوکر عاجز و تباہ ہونگے اوسوقت سارا فساد خاک مین مل جاویگا اور یہہ لوگ گوشمالی پاکر ذلت و خواری کے ساتہہ اس نعمت و دولت کے خواستگار ہونگے اور جو فراغ بالی اور عیش آج انکو نصیب ہے اسکی پہر تمنا کرینگے۔ خداوند تعالی جملہ دولت و مال انکے کفران نعمت کے پاداش مین انسے سلب کرلیگا اور پہر انکو نہ دیگا۔ آپ صبر کیجئے اور تماشا دیکھئے۔

اگر گڑینگے در پر کعبہ کے نقش جبین برسون	نصیبون مین جو لکہی ہے برائی وہ نہ جائیگی

عمرو بن حریث لاچار ممبر سے اوتر آئے اور اپنے گہر کو روانہ ہوئے۔ یزید بن قیس سردار جماعت اہل فساد اپنے تابعین کو لیکر قادسیہ کے قریب بمقام جرعہ سعید کو روکنے کی غرض سے اوتر پڑا۔ اس جماعت مین اشتر بہی تہے اور یزید کے صلاح و مشورہ مین ہر طرح شریک تہے۔

علامہ مسعودیؒ اس قصہ کو اس طرح لکہتے ہین کہ جب سعید بن العاص و مالک اشتر نخعی سے بگاڑ ہوا۔ اشتر پچاس شخص کوفہ سے اپنے ساتہہ لیکر مدینہ منورہ پہونچے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر سعید کی برائیان اور اونکی معزولی کی نسبت درخواست

کی اور بانتظار صدور حکم حسب منشاء خود عرصہ تک مدینہ منورہ مین مقیم رہے۔ چونکہ اس قسم کی شکایتین اکثر عمال کی دربار خلافت مین روزانہ گذرا کرتی تہین روبکاری جناب عثمان رضؓ سے اہل کوفہ کو کچھہ حکم نہ ملا اور دربارہ سعید حکم جدید صادر نہ ہوا۔ اسی اثنا مین والیان و حکام اپنے اپنے علاقونسے مدینہ منورہ مین آئے۔ منجملہ اونکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر۔ حضرت معاویہؓ حاکم شام۔ عبداللہ بن عامر سردار بصرہ۔ یہہ سب صاحب تشریف لائے۔ سعید بن العاص تو پہلے ہی سے موجود تہے۔ یہہ والیان ملک مدت تک مدینہ مین ٹہیرے رہے اور اس عرصہ مین ان صاحبونکو واپسی کا بہی حکم نہ ہوا۔ جناب عثمانؓ کو سعید بن العاص کے بارہ مین تردد تہا آپ اہل کوفہ کی زیادتی و شرارت سے بخوبی آگاہ تہے اور بلا قصور انکو حکومت کوفہ سے معزول کرنا ہی نہ چاہتے تہے اسی تردد مین کچھہ دن گذر گئے۔ اطراف و جوانب سے طرح طرح کی شکایتین آنے لگین اب ضرور ہوا کہ سب حکام اپنے اپنے علاقو نپر واپس جاوین۔ آخر الامر جناب عثمان رضؓ نے ایک جلسہ کیا۔ اوسمین جملہ حکام و والیان ممالک کو بلایا اور اونسے دربارہ عزل و نصب حکام رائے طلب کی۔

حضرت معاویہؓ نے کہا۔ میری ماتحت رعایا اور لشکر سب مجہسے راضی و خوشنود ہین۔

عبداللہ بن عامر۔ (سعید کی جانب روئے سخن کرکے) بولے جو شخص انسے پہلے کوفہ مین تہا اگر وہ آپکو کافی تہا تو جو شخص میری جگہہ پر مجہہ سے پہلے تہا وہ بہی کافی ہوگا۔ مطلب یہہ ہے کہ رعایا کی بہبود و فلاح پر نظر کرکے والی و حاکم کی بحالی و برطرفی کی جاتی ہے سعید کو جو بجائے ولید کے بہیجا تو کیا وجہ تہی۔ لوگ اونکے شاکی ہوئے اونکی شراب خواری ثابت ہوئی لہذا وہ برخاست کردیئے گئے اور اونکی جگہہ سعید مقرر ہوے۔ علی ہذا القیاس

اب ہی تحقیقات سے جو امر ثابت ہو کرنا چاہیئے۔عبد اللہ بن ابی سرح کہنے لگے۔عام لوگونکی دلجوئی اور اصلاح فساد کی غرض سے ایک کی برطرفی دوسرے کی بحالی مین چندان وقت نہین ہے۔سعید بن العاص گویا ہوے۔اگر آپ اہل کوفہ کی راے پر چلینگے تو گویا اہل کوفہ نے جسکو چاہا والی بنا لیا اور جسکو چاہا اپنے ملک کی حکومت سے نکال دیا۔وہ لوگ نہایت درجہ مفسد و شریر ہین۔اہل کوفہ مسجدونمین گروہ گروہ ہوکر بیٹھتے ہین۔وہان بجز گفتگوے لاحاصل اور فضول بکواس کے اور تذکرہ نہین ہوتا۔اسپر ہی قناعت نہین کرتے ایسی باتین ہوتی ہین جن سے آتش فتنہ و فساد روز بروز دوبالا ہو۔وہ لوگ محض بیکار عیش طلبی مین اوقات ضائع کرتے ہین۔دل بہلانے کو خوش گپیان کرکے دن کاٹتے ہین۔

ترستے ہین قیامت کے غضب کے اندن فقرے	ہی جب بات نکلیگی اسی محفل سے نکلے گی

وہ لوگ تو اس قابل ہین کہ کہین جنگ پر بھیج دیئے جاوین۔ہر ایک کی یہی خواہش رہے کہ میدان کارزار ہو۔دشمنونسے مقابلہ ہو اور گھوڑے کی پیٹھ پر ہی جان دین۔الغرض بعد اس جلسہ کے سب حکام و والیان ملک اپنے اپنے علاقہ کو رخصت ہوے۔سعید بن العاص کو کوفہ جانیکی اجازت ملی۔اشتر یہہ حالات دریافت کرکے مع اپنے ہمراہیو نکے قبل اسکے کہ سعید مدینہ منورہ سے روانہ ہون کوفہ پہونچے۔تلوار گلے مین ڈالکر جامع مسجد کوفہ مین داخل ہوے اور ممبر پر چڑھکر باواز بلند کہا۔ایہا السامعین۔سعید بن العاص حاکم کوفہ پھر یہان آتے ہین۔اگرچہ تم لوگ اونکے عادات و اطوار سے ناخوش ہو مگر وہ یہان کی حکومت سے معزول نہین ہوے بلکہ برخلاف تمہاری خواہش کے وہ تمپر سردار رہینگے۔تمہارے واسطے امیر المومنین جناب عثمان رض کا یہہ حکم ہوا ہے کہ افواج اسلام مین

بھرتی کئے جاؤ اور لڑائیوں پر بھیجے جاؤ۔ اگر تم لوگ میرے ساتھ متفق ہو تو مین سعید کو کوفہ آنے سے روک سکتا ہوں۔ دس ہزار اہل کوفہ نے اشتر نخعی سے بیعت کر لی اور سعید کے نکالنے پر متفق ہو گئے۔ اسکے بعد اشتر اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو کر مدینہ روانہ ہوے۔ اودہر سے سعید بن العاص کوفہ آتے تھے اثنا راہ مین بمقام واقصہ سعید اور اشتر مین باہم ملاقات ہوئی۔ اشتر نے سعید سے سب حالات اہل کوفہ بیان کر کے کہا "اہل کوفہ آپکے بالکل مخالف ہین اور کسی طرح آپکی امارت پسند نہین کرتے ایک جماعت کثیر اس پر آمادہ ہی کہ آپ کو کوفہ کے اندر قدم نہ دہرنے دین"۔ یہ سنکر سعید اسی مقام سے مدینہ جناب عثمانؓ کی خدمت مین واپس گئے اور سب حال جو زبانی اشتر کے سنا تہا بیان کیا۔

اب ہم اوپر سے پہر بیان کرتے ہین کہ یزید بن قیس مع اپنے حوارئین و انصار کے بمقام جرعہ مقیم تھے اور سعید بن العاص بعزم کوفہ مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ اونکو یہہ خبر نہ تہی کہ اونکے واسطے اسقدر ہنگامہ برپا ہوا ہے اور ایک جماعت کثیر راہ مین روکنے کیواسطے پڑی ہے۔ جب یہہ بمقام جرعہ پہونچے یزید کے لوگون نے انسے کہا "آپ لوٹ جاوین ہمکو آپکی ضرورت نہین ہی"۔ حضرت سعید نے فرمایا "اس مجمع کی ضرورت ہی کیا تہی میرے روکنے کے واسطے صرف ایک آدمی جناب عثمانؓ کی خدمت مین بہیجدیتے مین رُک جاتا۔ ہزارون مرد دانا و عاقل کا ایک مرد کے واسطے جمع ہونا اور راہ روکنے کے واسطے پڑاو ڈالنا اسکی کیا حاجت تہی"۔ حضرت سعید کا ایک غلام اونٹ پر سوار تہا وہ غضبناک ہو کر بولا "یہہ ممکن نہین ہے کہ سعید لوٹ جاوین"۔ اشتر نے یہہ سنتے ہی غلام کا پانون پکڑ کر اونٹ سے گھسیٹ لیا اور ایک ہی وار تلوار مین ٹھنڈا کر دیا پہر کہا "جاؤ عثمانؓ سے کہدینا کہ ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ مین بہیجدین"۔ سعید مدینہ منورہ واپس

آے اور امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کیخدمتمین واقعہ جرعہ عرض کیا اور یہہ بہی کہا۔ اہل کوفہ ابو موسیٰ اشعری کی امارت چاہتے ہین" جناب عثمان رضؓ نے حسب خواہش اہل کوفہ ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو امیر کوفہ کرکے روانہ فرمایا اور اہل کوفہ کو یہہ خط لکھا۔ امابعد تم لوگ جسکو چاہتے تہے مین نے اوسکو تمہارا امیر مقرر کیا ہے۔ تم لوگ سعید سے کشیدہ خاطر تہے انکی امارت نہین چاہتے تہے اسوجہ سے مین نے بجاے اونکے ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو روانہ کیا ہے۔ واللہ مین اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کرتا اور تمہاری زیادتیونپر صبر وتحمل اور تمہاری اصلاح کی کوشش حتی الامکان کرتا رہونگا۔ جو خواہش تمہاری ہوگی (بشرطیکہ اوسکے پورا کرنے مین خدا کی معصیت نہو) مین پوری کرونگا جس امر سے تم ناخوش ہو (بشرطیکہ اوسکے دفع کرنے مین خدا کا گنہگار نہون) اوسکو مین تمسے دور کردونگا۔ ہرکام تمہاری موافق رہونگا اور تمہارے سوال وخواہشین پوری کرتا رہونگا یہانتک کہ کوئی حجت تمکو خدا کے نزدیک باقی نہ رہ جاوے اور مین تمہاری ان زیادتیونپر صبر کرتا رہونگا تاکہ تم اپنی مرادات دلی پر فائز ہو اور جو کچھہ تمہاری تمنا ہے وہ کرگذرو۔

صبر بر جور وتطلم چہ کنم گر نکنم	عاشقانرا نبود چارہ بجز مسکینی

قصہ مختصر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کوفہ مین پہونچے۔ بروز جمعہ لوگونکو جمع کرکے خود ممبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا جس مین جماعت مسلمین کے لزوم اور امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کی اطاعت کی تاکید تہی۔ سب لوگون نے سمعًا وطاعةً قبول کیا۔ کوفہ کے گردونواح مین جو امیر تہے وہ کوفہ مین آے۔ جریر قرقیسا سے اور عتیبہ بن نہاس حلوان سے واپس آے۔ ان امرا وحکام کو جمع کرکے ابو موسیٰ رضؓ نے وعظ ونصیحت کی اور لزوم جماعت اور جناب عثمان رضؓ کی طاعت کی بہت کچھہ تاکید فرمائی۔ سب نے انکا فرمانا بجان ودل قبول کیا

بعد اسکے نواح کوفہ کے اور سردار بھی آے اور ابوموسیٰ رضؓ سے ملکر اپنے اپنے علاقہ پر واپس گئے
ان دو روایتون مین کسیقدر فرق ہے۔پہلی روایت مین اس گروہ کوفہ کے سرغنہ
یزید ہین اور بموجب روایت علامہ مسعودیؒ سردار گروہ مفسدان اشتر نخعی ہین۔پہلی
روایت مین اشتر کی معیت بھی مذکور ہے۔اگرچہ علامہ مسعودیؒ نے یزید کا نام نہین
لیا ہے مگر تاریخ علامہ ابن خلدون و ابن اثیر مین یزید ہی کا نام ہے۔بہرحال اس جماعت
مین اشتر کا ہونا یقیناً ثابت ہے اور انکی کارگذاری اور لوگونکو آمادہ کرنا بھی بخوبی
ظاہر ہوتا ہے اور اسقدر اختلاف روایتین اصل مدعی کو مضر نہین کیونکہ ہوسکتا ہے کہ
سردار جماعت مفسدان یزید ہون اور اونکے نائب اشتر نخعی۔دوسرا اختلاف مقام ملاقات
سعید مین ہے۔علامہ مسعودیؒ لکھتے ہین کہ واقعہ مین سعید اور اشتر ملے اور دوسرے
مورخ مقام جرعہ ذکر کرتے ہین۔کیا عجب کہ یہہ دونون مقام ایک دوسرے کے متصل
ہون۔بہرحال اصل واقعہ قریب قریب ایک ہی مضمون سے جملہ مورخین بیان فرماتے ہین

خوشم بہ عشق اگر درد رفت داغ آمد		دل شہید نہ منت کش فراغ آمد

بعض مورخین اسطرح ذکر کرتے ہین کہ کوفہ کے لوگون نے جمع ہوکر یہہ راے قائم کی کہ
کوئی شخص متدین صالح متقی۔امیرالمومنین جناب عثمانؓ کی خدمت مین جاوے اور آپکو
عمال و حکام والیان ملک کی زیادتیون پر نصیحت کرے۔چنانچہ بالاتفاق ان لوگون نے
عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو جو بنام عامر بن عبد قیس مشہور تھے خوب سمجھا کر اور اپنے
مطالب و اغراض اونکے ذہن نشین کرکے بمقام مدینہ منورہ جناب عثمانؓ کی خدمت بابرکت
مین روانہ کیا۔چونکہ یہہ ایک نیک آدمی سادہ مزاج دنیا کے مکر و فریب سے ناواقف تھے
لوگونکے کہنے سننے مین آگئے اور مدینہ منورہ پہونچکر مسجد نبوی مین سب لوگون کے

روبرو جناب عثمان رضؓ کو مخاطب کرکے کہا "اے عثمان رضؓ مسلمانون نے بالاتفاق آپکے افعال پر خوب غور کرکے نظر کی۔ آپنے بڑے بڑے ناروا کام کیئے ہین۔ آپ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈریئے اور توبہ کیجیئے اور اپنے افعال کی اصلاح فرمایئے" چونکہ عامر نے سب کے سامنے نہایت گستاخی اور بیباکی سے اپنی درجہ و مرتبہ اور جناب امیر المومنین عثمان رضؓ کی شان و مراتب کو قطع نظر کرکے اس قسم کے الفاظ نا ملائم و نامناسب کہی لہذا اسکی سزا اونکو ملنی ضرور تھی مگر جناب عثمان رضؓ نے صرف انکو زبانی یہ جواب دیا اور کمال حلم ذاتی سے انکی بے ادبی معاف کرکے فرمایا "ایہا الناس تم لوگ سنتے ہو یہ کیا کہہ رہے ہین۔ انکو دیکھو کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو بڑے مقدس۔ زاہد۔ متورع۔ عابد۔ عالم۔ دیندار ہین۔ لوگ انکو نیک مرد پرہیزگار سمجھتے ہین اور یہہ مجھسے بالمواجہ ایسی باتین نا ملائم کر رہے ہین۔ واللہ باللہ یہہ شخص عقل سے خالی ہے۔ یہہ اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا کہ کیا اور کہان ہے" عامر نے کہا "ٹھیک ہے مین اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا ہون مگر واللہ باللہ یہہ خوب جانتا ہون کہ اللہ جل شانہ منتقم حقیقی ہے۔ وہ ظالمونکی گھات مین رہتا ہے۔ ظالمون پر قابو پانے والا ہے اور اونکے اعمال بد کی سزا بے واقعی دیتا ہی" بعد اسکے عامر چل دیئے۔ جناب عثمان رضؓ نے اس واقعہ کے بعد جناب معاویہؓ۔ عبد اللہ بن ابی سرحؓ۔ سعید بن العاصؓ۔ عبد اللہ بن عامرؓ۔ عمرو بن العاصؓ۔ عبد اللہ بن سعدؓ ان بزرگونکو طلب فرمایا جب یہہ صاحب تشریف لائے۔ جناب عثمان رضؓ نے ان سب کو ایک جلسہ مین جمع کرکے ارشاد فرمایا۔

امیر المومنین رضؓ۔ ہر شخص کے مشیر۔ وزیر۔ ناصح اور خیر خواہ ہوتے ہین۔ آپ لوگ میرے وزیر باتدبیر۔ میرے مشیر۔ میرے ناصح خیر طلب اور میرے

معتمد علیہ ہین آپ پر مجھکو پورا اطمینان ہی کہ آپ لوگ نیک نیتی سے
رای دینگے۔ آپ ور لوگونکا برتاو میرے ساتھہ دیکھتے ہین کہ کیسا ہی
طرح طرح کی الزام مجھپر لگای جاتی ہین۔ میرے عمال کی معزولی کے طالب
ہین اور جسکو وہ لوگ دوست و مرغوب رکھتے ہین مجھے بہی اوسکا
پابند ہونا اور اوسکی طرف رجوع کرنا چاہتے ہین۔ آپ سب صاحب
غور کرکے بتلائین کہ کیا کیا جاے جس سے یہہ شورش عام رفع ہو
اور آتش فساد سرد و دفع۔

با آنکہ در ہوایش خاکم بگر درفتہ		اوراہنوز از من بر دل غبار ماندہ

ابن عامرؓ۔ میرے نزدیک اس گروہ بانیان فساد کو جہاد و جنگ کفار ہین
مصروف کردیجیے تاکہ وہ آپکو چہوڑکر ادہر مشغول ہوجاوین اور
ساری ہمت اور فکر انکی اپنی جان اور لڑائی کے سامان ہین اور
گھوڑے کی خدمت اور اُسکے دانہ چارہ کی فکر اور اوسکی لید
اوٹہانیکی محنت و مشقت ہین صرف ہو اگر کبہی دم بہر کو مہلت بہی
پاوین اور اپنے تن بدن کا ہوش آوے تو اپنی پوستین کی جُوُن
نکالنے ہین وہ وقت کٹ جاوے کیونکہ جب یہہ فارغ بیٹھینگے
اور پیٹ بہر کر کہانا کہاوینگے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کرکے
اپنے دلی مشغلے کیواسطے آے دن ایک نہ ایک فتنہ اوٹہاتی رہینگے

بود کج بحشیہون حرف غلط بر صفحہ مجلس		نخیز د گر بہ تحریک زبان بردار از تیغش

سعیدؓ مین آپسے یہ مرض سخت دفع کیئے دیتا ہون۔ میری رائے ہین

یہہ آتا ہے کہ جو آپکے مخالف ہین اونکے سردارونکی معقول گرفت کی جاوے اور وہ ہلاک کردیئے جاوین یہہ بات توظاہر ہی کہ ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور جب سردار ہلاک و تباہ ہوجاتا ہی تو اوسکے تابع متفرق ہوجاتے ہین۔ پس جسوقت سردار و سرغنہ نہ رہین گے اونکے توابع و پیرو بہی متفرق ہوجاوین گے اور اونکے جرگے مین خودبخود پہوٹ پہیل جاویگی اور ہمارا مدعا بلا تکلف حاصل ہوگا۔

رفتن آسان بود وار واقف منزل باشی		گرچہ راہیست پر از بیم زما تا در راد

امیر المومنین رضہ یہ رائے تو ضرور مناسب وقت ہے لیکن اسپر عمل کرنا کسیقدر مشکل ہے اور اسمین بہت کچہ دشواریان پیش آوینگی۔

امیر معاویہ رضہ۔ امیر المومنین۔ آپ اس کام کو امرائے لشکر کے سپرد فرمایئے۔ ہر شخص اپنے ملک و پرگنہ کا انتظام کرلیگا۔ مین شام کو ان مفسدون بدذاتونسے صاف کرونگا۔ آپ مدینہ کو سنبہالیئے۔

ابن سعد رضہ یہ لوگ لالچی بندے ہین۔ درم و دینار کے غلام ہین۔ انکو مال وزر دیکر اپنا بنالیجیے۔ اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے ممکن نہین۔

ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را		دشمن خونخوار را کوتہ باحسان ساز دست

ابن العاص رضہ اے امیر المومنین۔ آپنے لوگونکی گردنونپر تمام بنی امیہ اپنے قرابت دارونکو حاکم بنا کر سوار کردیا اور وہ لوگ بہی آپ ایسا قوی

بازو پاکر زبان درازی کرنے لگے۔ جو کچھ آپنے فرمایا وہی ان
لوگون نے اپنی رعایا سے کہا۔ آپ خود گمراہ ہوی اور
سرداروںکو بھی گمراہ کیا اب آپکو لازم ہے کہ راہ راست پر آییے یا
خلافت ترک کیجیے اگر آپکو خلع خلافت سے انکار ہے تو فتنہ وفساد کے
واسطے آمادہ وتیار ہو جاییے اور اس راہ دشوار مین قدم بڑھاییے

امیرالمومنین رض۔ تم کیا جانو۔ ان باتوں سے اوتمسے کیا علاقہ۔ تم مین امور خلافت
سمجھنے کا مادّہ کب ہی۔ جاؤ الگ بیٹھو اپنی پوستین کے جون نکالو
کیا یہ گفتگو تمہاری نداقیہ ہے یا دراصل سچ سچ کہہ رہے ہو۔

حضرت عمروبن العاص رض خاموش ہوکر علیحدہ بیٹھ رہے۔ جب جلسہ برخاست ہوا صرف
یہی دونون صاحب رہ گئے۔ عمروبن العاص رض نے جناب عثمان رض کی خدمت مین عرض کیا۔
آپ کو قسم خدا کی اے امیرالمومنین۔ میری گستاخی معاف فرمایئے۔ میرے دل مین آپکی
بہت کچھ عزت وحرمت ہے۔ اسوقت جیسا مین نے ظاہر کیا ہے بالکل خلاف واقع کے
ہے لیکن مجھکو اسوقت خیال گذرا کہ ضرور دروازہ پر پوشیدہ کوئی شخص ہمارے خلاف
ہوگا جو ہمارے اس جلسہ کی باتین اور ہماری تجویزین ہمارے مخالفین تک پہونچاویگا
اور پہر وہ لوگ جو اپنی جماعت مین کوئی مشورہ وصلاح کرینگے اوسکی خبر ہمکو نہ ہوگی۔ لہذا
مین یہہ چال چلا کہ آپ سب صاحبونکے خلاف دو چار فقرے چھوڑ دیئے تاکہ جو شخص
اور صاحبونکی گفتگو مخالفین تک پہونچاویگا وہ میری تقریر بھی اون تک پہونچادیگا
اور وہ لوگ مجھکو اپنا طرفدار سمجھکر اپنی راے وجلسہ مین شریک کرلینگے اس حیلہ وتدبیر سے
مجھکو اون لوگونکے خیالات وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہینگے جو آپکی خدمت مین عرض

گرتار ہونگا اور حتی الامکان آپکی ذات عالی سے شر و فساد دفع کرونگا۔ یہ مشورہ ختم ہونیکے بعد جناب عثمان رضؓ نے سب صاحبونکو اونکے صوبجات کیطرف واپس کیا اور یہہ حکم دیا کہ جو لوگ فساد کے بانی مبانی ہین اونکو جہاد مین مصروف کرین تاکہ اس شغل مین وہ لوگ اور خیالات سے باز رہین۔ آپنے یہہ بہی ارادہ مصمم فرمایا کہ لوگونکو نقد زر و مال بہی عطا فرماوین تاکہ آپکی اطاعت دل وجان سے کرین۔ پہر سعیدؓ کو کوفہ کی جانب روانہ فرمایا یہہ مدینہ منورہ سے چلکر بمقام جرعہ پہونچے لوگ انکے مزاحم ہوے کوفہ جانے سے روکا اور یہہ پہر مدینہ واپس آے۔ ابو ثور حمدانی کہتے ہین کہ جس دن یہہ واقعہ جرعہ پیش آیا مین حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ انصاری کے ساتھہ مسجد کوفہ مین بیٹہا تہا۔ حضرت ابو مسعودؓ بولے میرا خیال ہے کہ اہل فساد کا مجمع بغیر فتنہ برپا کیئے اور قتل وخونریزی کے واپس نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا۔ جو کچہہ آج کے دن ہونیوالا ہے مین اوسکو اوسوقت سے بخوبی جانتا ہون جبکہ جناب رسول خدا صلعم دنیا مین بحالت حیات تشریف رکہتے تہے مگر آج کے دن تو مطلقاً خونریزی نہوگی۔ ہم لوگ اسی تردد مین تہے جو معلوم ہوا کہ سعیدؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین واپس گیئے اور کسی طرح جنگ وجدال نہوئی۔ بعد اسکے ابو موسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ ہوکر تشریف لاے اور حذیفہؓ بن یمان بحکم امیر المومنین جناب عثمانؓ باب کے حدود مین جہاد کو روانہ ہوے۔ حضرت سعید بن العاصؓ ۳۰ھ مین بجاے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ ہوے اور ۳۴ھ مین اہل کوفہ کی ناراضی سے روکے گیئے اور انکی جگہ ابو موسیٰ اشعریؓ جو سابق مین والی بصرہ تہے گورنری کوفہ پر بہیجے گیئے

مشورہ اصحاب کبارؓ درباب دفع فساد

اس اثنا مین عبد اللہ بن سبا سردار قوم شیعہ کے مقلدین اطراف وبلاد مین منتشر ہو گیئے

چارون طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوگیا۔ روزانہ متواتر خبرین اسکی مدینہ مین پہونچنے لگین۔ مدینہ مین بھی جو فتنہ و فساد کے خواہان تھے اور اس قسم کی باتون سے اونکو دلچسپی تھی اونمین بھی سرگوشیان شروع ہوگیئن۔ اونھون نے بھی جناب عثمان رضؓ اور آپکے عُمّال پر زبان طعن دراز کی۔ اہل مدینہ مین سے ایک جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور دیگر اہل صلاح جو فساد سے دور بھاگتے تھے ہر طرح کوششین کرتے اور لوگونکو روکتے تھے کہ یہ آتش نہفتہ برافروختہ نہ ہونے پاے مگر کوئی اثر معتد بہ اسپر مرتب نہ دیکھا۔ بالآخر دوسرے شہرونمین جو صحابہ کرام مقیم تھے اونکو اس ہنگامہ کی اطلاع دی۔ اونسے خط و کتابت کی اور یہ لکھا کہ مدینہ منورہ مین آپ لوگ آجاوین۔ گروہ مخالفین نے بہت سر اوٹھایا ہے قریب ہے کہ نوبت جنگ و جدال پہونچ جاوے۔ جناب عثمان رضؓ پر ہر چہار طرف سے لوگونکی یورش ہے اور آپکی برائیان کرنا اونکا شیوہ ہوگیا ہے۔ اکابر مدینہ خاموش ہین۔ نہ وہ فساد کو روکتے ہین اور نہ فساد کی سعی و کوشش مین شامل ہین البتہ ایک گروہ صحابہ کا جن مین زید بن ثابت۔ ابو اسید ساعدی۔ کعب بن مالک۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم ہین لوگونکو طعن و تشنیع۔ بد زبانی۔ بد کلامی سے روکتے ہین مگر کوئی نتیجہ مفید نظر نہین آتا۔ یہ خبر سنکر لوگ اطراف بلاد سے مدینہ منورہ مین جمع ہوے اور ایک جماعت کثیر کہ اونمین ایک گروہ عوام کا بھی تھا جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور جناب عثمان رضؓ کی شکایت اور بنا مخالفت بیان کی۔

جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رضؓ لوگونکے کہنے سے امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کے پاس گئے اور لوگونکے خیالات اور اونکی شکایات و اسباب مخالفت بیان کرکے جناب عمر فاروق کے عادات و خصائل اور عُمّال کے حقمین اونکی سخت گیری و نرمی کو ظاہر کیا اور آپ کو

انجام کار اور جن خطرات کا اندیشہ تہا اوس سے مطلع کیا۔ یہ بہی جناب عثمان رضؓ سے کہا

حضرت علی رضؓ لوگ میرے پاس آے ہین اور آپ کی بابت انہون نے مجہسے گفتگو

کی ہے بخدا مین نہین سمجہتا کہ آپ سے کیا کہون اور نہ مین کسی چیز کو جانتا

ہون جسکو آپ نہ جانتے ہون اور نہ مین آپ کو کوئی امر ایسا بتلا سکتا

ہون جسکو آپ خود نہ سمجہے ہون بیشک آپ وہی جانتے ہین جو کچہ مین

جانتا ہون۔ ہمکو کسی امر مین سبقت نہین حاصل ہوئی جس سے آپکو آگاہ

کرین اور نہ کوئی خبر ہمکو تنہا معلوم ہوئی ہے جو ہم آپ کو بتلائین اور

نہ ہم کسی امر مین باستثنای آپکے مخصوص کیے گئے ہین۔ آپنے جناب

رسولخدا کو دیکہا اور حضور کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلعم سے

آپنے بہی سنا ہے اور آنحضرت کی دامادی کی فضیلت حاصل ہوئی ہی

نہ ابن ابی قحافہ رضؓ آپ سے عملاً اولی تہے نہ ابن الخطاب رضؓ آپ سے نیکی مین

بہتر تہے اور آپ از روے قرابت آنحضرت صلعم سے بہت قریب ہین

اور آپ کو آنحضرت صلعم کی شرافت دامادی عطا ہوئی جو اون دونون

صاحبونکو نہین اور نہ دونون صاحبونکو کسی امر مین آپ پر سبقت حاصل

ہے پس اللہ اللہ آپ اپنی بابت غور کرکے دیکہیے بخدا آپ بے بصیرتی

سے نہین دیکہتے اور نہ جہالت کیوجہ سے آپ نہین جانتے کیونکہ

بے شک و بے شبہ راستہ واضح و ظاہر ہے اور بیشک اعلام دین قائم

ہین۔ خوب سوچ سمجہ لیجیے اور اچہی طرح غور و خوض کر لیجیے

اے عثمان رضؓ۔ بیشک اللہ جل شانہ کے بندون مین سب سے افضل امام

عادل ہے جو خود ہدایت پاوے اور دوسرونکو ہدایت دے پس
اوسنے سنت معلومہ کو قائم کیا اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا بخدا
یہ دونون امر (سنت وبدعت) کھلے ہین اور بے شک سنتین قائم
ہین اونکے لیئے علامات واضح ہین اور بیشک بدعتین بھی قائم ہین اور
اونکی نشانیان بھی صاف عیان ہین اور بیشک اللہ کے نزدیک
امام ظالم شریر لوگونمین سے ہے جو خود گمراہ ہوا اور لوگونکو گمراہ کیا۔پس
اوسنے سنت معلومہ کو مردہ کیا اور بدعت متروکہ کو زندہ کیا (اور ان
دونونکی مثالظاہر ہے) مین آپکو اللہ تعالیٰ کے سطوت (حملے) اور انتقام
سے ڈراتا ہون کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید و دردناک
ہے اور مین آپ کو اس سے ڈراتا ہون کہ آپ اس امت کے امام مقتول
ہون کہ آپکے قتل کے سبب سے اس امت پر قتل وقتال کا دروازہ
قیامت تک کو کھل جاوے (اور پھر تا قیام قیامت بند نہو) اور
اس امت پر اسکے واقعات ملتبس ومشتبہ ہوجاوینگے اور وہ لوگ
اس قتل وقتال مین ایک گروہ کرکے چھوڑدیے جاوینگے جو حق کو بوجہ
غالب ہوجانے باطل کے نہ دیکھہ سکین کے (اور باہم امتیاز نہ کرسکین
گے) اور اس مباحث مین خلط ملط بیحد ہوگا اور بھٹکتے پھرینگے اور
اضطراب اختلاف صدہا قسم کے اس مین پیدا ہوجاوینگے۔

جناب عثمانؓ۔مین خوب سمجھا۔آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔بخدا لوگ بھی ایسا ہی
کہتے ہین مگر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر آپ میری جگہہ اس امر

خلافت پر ہوتے مین کبھی آپکے ان کامون پر حرف گیری نہ کرتا۔ نہ کبھی آپ پر عیب گیری کرتا اگر آپ صلہ رحمی کرتے۔ کسی امر خلل پذیر کی درستی فرماتے۔ شئے ضائع ہونے والی کو اوسکے ٹھکانے لگاتے اور جس طرح جناب عمر فاروق رضؓ والی وحاکم مقرر کرتے تھے آپ بھی ویسے ہی لوگونکو یا اونہین اشخاص کو امارت دیتے۔ اے علی شیر خدا رضؓ مین آپکو قسم دلاتا ہون۔ کیا آپکو نہین معلوم کہ مغیرہ بن شعبہ حضرت عمر فاروق کے وقت مین تھے اور حضرت فاروق رضؓ نے اونکو والی وحاکم کیا۔ مین نے بھی اونکو والی کیا تو اسمین کیا قصور ہوا۔ عبداللہ بن عامر کو اگر مین نے بپاس قرابت و رشتہ داری حاکم کیا تو اسمین کیا قباحت ہوئی۔

جناب علی رضؓ - بیشک جناب عمر رضؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو حکومت دی اور بعض اہل قرابت بھی آپکے عہد مین والی وحاکم تھے مگر جناب عمر رضؓ جسکو مقرر فرماتے تھے اوسکی گوشمالی پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر نہایت سختی سے برتاؤ کرتے تھے اور آپ اپنے عمال کے ساتھہ نرمی کا برتاؤ کرتے ہین اور اونکی زیادتیون پر طرح دیجاتے ہین

جناب عثمان رضؓ - یہ لوگ آپکے بھی تو اقربا و عزیز ہین۔ کچھہ تنہا میرے عزیز نہین جو مجھپر یہ الزام قائم ہو رہا ہے۔

حضرت علی رضؓ - ہان بیشک ان لوگونکی قرابت اور ناتا مجھسے قریب ہے مگر فضیلت انکی سوا اورون مین ہے۔

جناب عثمان رضؓ- جناب عمر رضؓ نے معاویہ رضؓ کو والی کیا تہا یا نہین اور یہہ اوسیوقت سے حاکم ہین- مین نے بہی انکو بحال رکہا-

جناب علی رضؓ- مین آپ کو قسم دلاتا ہون- کیا آپکو یاد نہین کہ معاویہ رضؓ حضرت عمر رضؓ سے کسقدر دبتی تہے اور جسقدر یرفا غلام حضرت عمر رضؓ کا آپ سے نہ ڈرتا ہوگا اوس سے زیادہ معاویہ رضؓ حضرت فاروق رضؓ کا خوف رکہتے تہے-

جناب عثمان- ہان یہ تو آپ سچ فرماتے ہین- بیشک جناب فاروق رضؓ کی سیاست ایسی ہی تہی-

جناب علی رضؓ- معاویہ رضؓ بلا مشورہ وبلا اجازت آپکے جو چاہتے ہین کر گذرتے ہین اور حکم احکام اپنی راے سے جاری کرکے ظاہر کرتے ہین کہ یہ امیر المؤمنین عثمان رضؓ کا حکم ہے اور آپ جان ہی جاتے ہین مگر کچہہ اسکا خیال نہین کرتے اور نہ اونکو اس قسم کی کارروائی سے روکتے ہین-

جناب علی مرتضی رضؓ تہوڑی دیر تک اسی قسم کی باتین کرکے اوٹہکر چلے گئے- اونکے تشریف لیجانے کے بعد ہی جناب عثمان رضؓ مسجد مین تشریف لاے- لوگونکو جمع کرکے ممبر پہ بیٹہے اور یہ خطبہ پڑہا- امابعد- ہر شے کی آفت ہے اور ہر کام کی تباہی اور زیان ہے اس امت محمدی صلعم کی آفت اور اس نعمت کا زیان اور بربادی عیب کرنیوالی لوگ اور طعنہ زن گروہ ہین- جو امر تمہارا محبوب و مرغوب ہے تمکو ظاہر کرکے دکہلاتے ہین اور جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تمسے پوشیدہ رکہتے ہین- بظاہر تمہاری فائدہ کی بات کہتے ہین- انکی مثال بالکل شترمرغ کی سی ہے- جماعت شترمرغ سے ایک آگے بڑہکر جب کسی دور کے گہاٹ اور پانی کی جگہہ کو پسند کرتا ہے اور وہان پہونچکر آواز

دیتا ہے توسب کے سب اوسکی آواز پرا وسکے پیچھے ہو لیتے ہین۔ وہ پانی نہین پیتے مگر
گندہ خراب کردیتے ہین اور پانی پرسے واپس نہین ہوتے مگر مجتمع ہوکر اونکا پیشرو
ان سب کے واسطے کہڑا رہتا ہے اور جماعت شتر مرغ اور سب کاموں سے تہک رہتی ہی
اے گروہ تم آگاہ ہوجاؤ۔جن کاموں کا تمنے جناب عمر فاروق کے عہد مین اقرار کیا
اور انکو پسند کیا اب تم اونہین کاموں کو میرے حقمین عیب سمجھتے ہو مگر اصل بات یہ ہی
کہ ابن الخطاب رضؓ نے تم سب کو اپنے پاؤن سے خوب پامال کیا تہا اور اپنے ہاتہ سے
تمکو خوب مارا تہا۔اپنی زبان سے بہی تمہارے ساتہہ سختی سے پیش آے پس تم لوگ
چارونا چار طوعًا وکرہًا اونکے مطیع و فرمانبردار ہوگئے اور مین برخلاف جناب فاروق
کے تمہارے ساتہہ بہ نرمی پیش آیا۔تم لوگونکو اپنے سر پر چڑہا لیا۔اپنی مونڈہو نپر
بٹہایا اور اپنی زبان سخت کلامی سے روکی۔پس تم لوگ دلیر ہوگئے اور شوخی کرنے
لگے۔خبردار ہوجاؤ۔مین باعتبار جماعت مددگارونکے غالب ہون میرے ناصر اور
معین قریب ہین اور شمار مین زیادہ ہین۔مین اسکا بہی مستحق ہون کہ اگر زبان سی کہدون
آؤ۔سب میری مدد کو دوڑ پڑین۔بخدا اب مین نے تمکو اپنے موافقین کی تعداد سنادی
تمہارے ساتہہ بہت کچہہ فضل و احسان کیا۔اب مین نے تمہارے واسطے اپنی دانت
تیز کرلئے ہین اور تمنے اپنی حرکات ناملائم سے مجھکو میرے اخلاق و عادات سے الگ
کردیا ہی وہ خلق و عادت بمجبوری مجھکو اختیار کرنا پڑی جسکو مین اچہا نہین جانتا اور
تم لوگونکی بدولت وہ گفتگو کی کہ جو کبہی میری زبان سے نہ نکلی تہی۔

درد من عشقست و درمانش بغیر از صبر نیست	چون کنم کز درد مشکل تر بود درمان من

اب تم کو مناسب ہے کہ اپنی زبانونکو روکو۔اپنے والیان و سرداران ملک کی عیب گیری

اور طعنہ زنی سے باز رہو کیونکہ مین نے تم لوگون کے ساتھ گفتگو کرنے سے ایسے شخص کو روک دیا ہے جو اگر بیجا سے میرے منہ سے کلام کرتا تو تم بغیر میری اسوقت کی گفتگو کی اوسکی گفتگو سے راضی ہوجاتے خبردار ہوجاؤ۔ تمہارے حقوق کسی طرح ضائع نہونگے بخدائے لایزال۔ جو مجھسے پہلے گذرے اور جس حدتک وہ پہونچ گئے مین نے اوس حدتک پہونچنے مین قصور نہین کیا مگر اصل بات یہ ہی کہ تم لوگون نے اونکے خلاف نکیا تہا اور نہ تمکو اونکے خلاف کی جرأت تہی۔ اتنے مین مروان بن الحکم نے کہڑے ہوکر کہا اگر تم چاہو تو ہم فیصلہ کردین۔ اگر تم راضی نہین ہوتے اور کجروی سے باز نہین آتے تو اب ہمارے اور تمہارے درمیان مین تلوار ہی فیصلہ کردیگی۔ قول شاعر ہمارے تمہارے حسب حال ہے۔

فرشنا لکم اعراضنا فنبت لکم		مغارسکم تنبون فی دمن الثریٰ

ہم نے اپنی آبرو تمہارے واسطے فرش کردی مگر جیسے کچھ تمنے درخت زمین مین لگائے تہے ویسے ہی نکلے اور جیسی تمہاری نیت تہی اوسکا پہل اور نتیجہ ظہور پذیر ہوا

ہوس دارم کہ دوزم چاک دل از تار گیسویت		ولے چندین گرہ دارد کہ در سوزن نمے آید

جناب عثمان رضی نے مروان سے فرمایا کہ تم خاموش رہو۔ مجھکو اور میرے ساتہیونکو اسی طرح رہنے دو۔ تمہارے بات چیت کرنیکا موقع نہین اور نہ تم اس معاملہ مین دخل دو۔ مین نے تمکو پہلے ہی منع کردیا تہا کہ میرے اونکے بیچ مین مت بولنا۔ مروان خاموش ہورہے اور جناب عثمان رض منبر سے اوتر آئے۔ آپکے اس خطبہ سے اور بہی لوگون مین برافروختگی پیدا ہوئی اور اونکی آتش نہفتہ اور بہی بہڑک اوٹھی۔ اونکی شدت ونحتی آپکے معاملہ مین ہرگز کم نہ ہوئی۔ (ابن اثیر)

اس عرصہ مین جناب علی مرتضیٰ؁ علیل ہو گئے۔ ایک روز بعد نماز عصر جناب عثمان؄ مروان کو اپنے ساتھ لیکر جناب علی؁ کی عیادت کو تشریف لیگئے اور فرمایا۔

اما واللہِ لولا ما اریٰ منک ما کنت اتکلم بہ۔ واللہ ما ادری ای یومیک احبّ الیّ او ابغض۔ ایوم حیاتک او یوم موتک۔ امّا واللّٰہِ لئن بقیت لااعدم شامتا بعدک کھفا۔ ویتخذک عضدا۔ ولئن متّ لا فجعن بک فحظی منک حظ الوالد المشفق من الولد العاق ان عاش عقہ وان مات فجعہ۔ فلیتک جعلت لنا من امرک علما نقف علیہ ونعرفہ اما صدیق سالم واما عدو معافی ولم تجعلنی کالمختنق بین السماء والارض لا یرقی بید ولا یھبط برجل۔ اما واللہ لئن قتلتک لا اصیب منک خلفا ولئن قتلتنی لا تصیب منی خلفا۔ وما احبّ ان ابقی اجلک۔ ترجمہ۔ بخدا اگر مجھکو یہہ حال آپکا معلوم ہوتا تو مین آپسے وہ کلام ہرگز نہ کرتا جو میرا قصد تہا۔ خدا کی قسم۔ آپکے دو دن۔ موت۔ حیات مین سے کون سا دن میرے نزدیک محبوب ہے۔ اور کون سا دن مین برا جانتا ہون۔ بخدا۔ اگر آپ زندہ رہی تو مین اپنے ملامت کرنیوالے کو جو میرا قوت بازو اور جاپناہ بہی ہو گم نہ کرونگا۔ (یعنی آپکا برا کہنا میرے حق مین مفید ہے کیونکہ آپ دشمنی سے برا نہین کہتے بلکہ بتقاضاء کمال محبت وہمدردی آپکی نصیحت ہے) اور اگر (خدانخواستہ) اس مرض مین آپ نے انتقال فرمایا تو مجھکو بڑا ہی صدمہ ہوگا۔ میری آپکی وہ نسبت ہے جو پدر غمخوار کو اپنے فرزند نافرمان سے ہوتی ہے۔ اگر لڑکا زندہ رہتا ہے تو باپ کی نافرمانی کرتا ہے (اور اسکا صدمہ باپ کو دیتا ہے) اور اگر وہ بیٹا مرجاوے تو اپنے باپ مہربان کو

اپنے غم مین مبتلا کریگا۔ غرضکہ باپ کو کسی طرح چین نہین۔ کاش مجھکو آپ اپنے حال سے مطلع کرتے۔ یا دوست صلح جو یا دشمن بدخو۔ (مجھکو ان دو مین سے ایک تصور کیجیے) اور مجھکو اسطرح نہ چھوڑیئے کہ آسمان اور زمین کے مابین پھانسی دیکر لٹکا دیا جاوے نہ اوپر ہاتھ کے ذریعہ سے چڑھ سکتا ہے اور نہ زمین پر ہی اوتر سکتا ہے۔ واللہ باللہ (بالفرض) اگر مین آپکو قتل کر ڈالون تو آپکا جانشین آپ کا ثانی نہ پاؤنگا اور اگر آپ مجھکو قتل کر ڈالین تو آپکو بھی میری عوض مجھ جیسا نہ ملیگا مجھے تو آپکے بعد زندگی خوش نہین۔

مروان بولے۔ خدا کی قسم لوگ ہمکو آسانی سے نہین پا سکتے۔ جب تک کہ ہمارے نیزے اونکے سر نہ توڑین اور ہماری تلوارین اونکو نہ کاٹ ڈالین۔ پھر اسکے بعد عیش و زندگی کا کیا مزہ ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے مروان کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا تو ہماری بات مین کیون دخل دیتا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے جواب دیا۔ واللہ مین آپ لوگونکے جواب دینے کی فکر مین ہون۔ لیکن مین وہی کہتا ہون جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ پس صبر ہی بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے اوسپر کہ تم بیان کرتے ہو۔ (عقد الفرید)

یہ واقعہ ۳۵ھ مین بعد واقعہ جرعہ کے ہوا ہے اور یہی جناب امیر المؤمنین عثمان رضؓ کی شہادت کا مقدمہ تھا۔ ناظرین! اوپر کی وہ طولانی تقریر جو مکالمہ مین ہم لکھ آئے ہین اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی جانب منسوب ہے آپکی زبان کی نہین معلوم ہوتی کیونکہ اسمین بعض فقرے ایسے ہین جن سے ہر بصر ذی عقل و تمیز کہہ سکتا ہے کہ جناب اسداللہ رضؓ نے اپنی زبان مبارک سے ایسے الفاظ کبھی ارشاد نہ فرمائے ہونگے۔ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کو جناب علی بن ابی طالب اور کل صحابہ کرام رضؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے

افضل جانتے تھے۔ جناب فاروق رضہ کی بھی عزت و توقیر سب لوگ کیا کرتے تھے۔ ان دونون
بزرگونکو بوجہ عدم دامادی جناب رسول خدا صلعم مفضول علیا اور جناب عثمان رضہ کو بوجہ
اسکے کہ آپ داماد آنحضرت صلعم ہین افضل سمجھنا اور جناب علی مرتضی رضہ کا جناب عثمان رضہ سے
یہہ کہنا کہ وہ دونون صاحب آپ سے کسی بات مین بہتر نہین تھے۔ ایک ایسا امر ہے
جسکو عقل سلیم جناب علی رضہ کی طرف کسی طرح منسوب کرنا جایز نہین رکھتی۔ کوئی مسلمان یہہ
عقیدہ نہین رکھتا کہ جناب علی رضہ اور جناب عثمان رضہ کی عزت و فضیلت اسوجہ سے ہے کہ
یہہ دونون صاحب آنحضرت صلعم کے داماد تھے بلکہ ان دونون صاحبونکو بوجہ سابق
الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ مشاہد مین حاضر ہونے اور آنحضرت صلعم کی
بشارت جنت دینے کے باعث سے عزت و فضیلت ہے۔ ان صاحبونکو آنحضرت صلعم کی
صرف داماد ہونیکی وجہ سے افضل کہنا دراصل انکی ناقدردانی اور منقصت شان کرنی
ہے ہان شرافت و عزت اس حیثیت سے بھی ہے مگر یہہ نہین کہ حضرات شیخین رضہ سے افضل
ہوجاوین اور یہہ وہم کرنا کہ جناب علی رضہ نے یہہ کلمات جناب عثمان رضہ کی شان مین بطور نداق
کے اور بنانیکے طرز پر کہے تھے تو یہہ بھی جناب علی مرتضی رضہ کی شان کے خلاف اور آپکے
مرتبہ سے بعید ہے خصوصاً مقام نصیحت و مشورہ مین اور یہہ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی
ادنیٰ مسلمان جناب علی رضہ کے حق مین کہنا کیا دل مین خیال لانا بھی پسند نہین کریگا۔

اس ۳۴ھ مین جناب عثمان رضہ نے لوگونکے ساتھہ حج کیا۔

اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ کعب احبار بن ماتع۔ آپ عہد خلافت فاروقی مین
اسلام لائے ہین۔ عاقل بن بکیر بدری۔ ابوعبس عبدالرحمن بن جبر انصاری بدری۔
مسطح بن اثاثہ مطلبی۔ انہون نے ستاون برس کے سن مین انتقال کیا۔ ایک روایت مین ہے

کہ یہ جنگ صفین مین حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ یہ بھی بدر مین شریک ہوے ہین
عبادہ بن صامت انصاری نے بمقام رملہ یا قدس وفات پائی یہ وہانکے قاضی تھے۔
یہ بیعت عقبہ مین موجود تھے اور جنگ بدر و جمیع غزوات مین شریک ہوے ہین یہ گروہ
نقبا مین ہین۔ اسی سنہ مین حضرت ابوطلحہ انصاری رضؓ نے باختلاف روایات وفات پائی
لیلۃ العقبہ مین یہ بھی نقیب تھے۔ انکی شان مین جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔
لشکر مین ابوطلحہ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے"

فراخی دولت و ترقی نعمت و ثروت

عہد عثمانی مین ممالک دور و دراز فتح ہوے مال وجاہ دنیوی کی وسعت ہوئی اور صحابہ کرامؓ
غنی و مالدار ہو گئے۔ اہل مدینہ اور دیگر بلاد کے باشندونکے پاس فتوحات وغنائم ملک سے
بہت کچھہ روپیہ جمع ہوا۔ شہر آباد۔ باشندے فارغ البال دلشاد عیش ونشاط مین مصروف۔
اسباب سرور مین مشغول ہوے۔ ایک ایک گھوڑا لاکھہ لاکھہ روپیہ مین فروخت ہوتا تھا۔
زمین اور باغات اس قدر گران ہوے کہ خاص مدینہ منورہ مین ایک ایک باغ کی قیمت
چار چار لاکھہ تک پہونچ گئی۔ لوگون نے عمارات عالیشان۔ مکانات بلند بنا ے خاص
کر مدینہ اسوقت خوب رونق وآبادی پر تھا۔ لوگ گھر بیٹھے آرام سے چین کرتے تھے۔ ملکو
انکی جائداد کی آمدنی آتی تھی مزہ سے بیفکری کے عالم مین دارالامان قبۃ الاسلام مین بیٹھے
عیش کرتے تھے۔ عوام الناس اس نعمت وثروت کے درجہ پر پہونچکر بہک گئے اور بزرگونکی
شان مین نکتہ چینی اور عیب گیری کا شیوہ اختیار کیا۔ حضرت عثمانؓ تو ہمیشہ سے مالدار تھے۔
جناب رسول خداؐ کے زمانہ ہی سے مالدار صحابہ مین آپکا شمار تھا اب کثرت فتوحات سے

اور بہی آپکے مال کو ترقی ہوئی اور ہزارون لونڈی غلام آپکے پاس ہو گئے۔ مفسدین بدعاقبت نے منجملہ اور عیوب کے آپکی ذات پاک مین یہہ عیب بہی نکالا کہ آپ خلافت کے لائق نہین رہے دولت دنیا مین مبتلا ہین۔ اپنے اعزہ واقربا کو ملکونکی حکومت وسرداری دیتے ہین اور جس کام کے وہ اہل نہین ہین اونکے سپرد فرماتے ہین بالآخر آپکی معزولی کا قصد کیا اور ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ (تاریخ خمیس)

چونکہ جناب عثمان رضؓ کی طبیعت مین سخاوت وکرم خلقی تہا۔ دولت دنیوی کے ساتہہ خداوند تعالیٰ نے آپکو حوصلہ عالی اور ہمت بہی بلند عطا فرمائی تہی۔ آپکی بخشش ہر قریب وبعید عزیز وبیگانہ پر یکسان تہی آپکے عمال بہی آپکے طریقہ پر چلے اور آپکی پیروی اختیار کی جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد خلافت مین شہر مدینہ منورہ کے اندر ایک محل عالیشان تعمیر فرمایا جسکی عمارت پتہر اور چونے کی تہی۔ اوسکے دروازے ساج اور عرعر کی لکڑی کے تہے۔ علاوہ اسکے بہت سی زمین وجائداد اور باغات مدینہ منورہ کے متصل جناب عثمان رضؓ کی ملکیت مین تہے جس دن آپ شہید ہوے ہین آپکے خزانچی کے پاس ڈیڑہ لاکہہ دینار اور دس لاکہہ درم نقد تہے۔ انکے علاوہ وادی القریٰ اور اطراف حنین مین ایک لاکہہ قیمت کی جائداد وزمین تہی۔ مزید برآن گہوڑے اور اونٹ بکثرت تہے۔ آپکے عہد مین اکثر صحابہ کبارؓ نے بہت کچہہ جائدادین خریدکین۔ مکانات وعمارات عالیشان تعمیر کئے۔ منجملہ اونکے حضرت زبیر بن العوامؓ ہین۔ انہون نے بمقام بصرہ اپنا مکان بنایا اور عمارت پختہ ونفیس اس درجہ مستحکم تیار کی کہ سنہ ۳۳۲ھ تک وہ قائم تہی۔ تاجرون۔ مسافرون اور دور کے ملکونسے آنیوالونکے لیئے فرودگاہ اور آسائش کے واسطے ایک عالیشان مسافرخانہ تہا بصرہ کے علاوہ حضرت زبیرؓ نے مصر اور کوفہ اور اسکندریہ مین بہی متعدد مکانات تعمیر کیئے

جو ۳۳۲ھ تک قائم اور انکے نام سے مشہور و معروف تھے۔ باوجود ان مصارف اور جائداد غیر منقولہ کے جب حضرت زبیرؓ نے وفات پائی پچاس ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے اور ایک ہزار غلام۔ ایک ہزار لونڈیان۔ ایک ہزار گھوڑے۔ مختلف مقامات مین زمین۔ انکی وفات کے بعد ترکہ مین انکی اولاد کو ملا۔

عبیداللہ تیمی کا مکان کوفہ مین بمقام کناس بنام دارالطلحتین مشہور و معروف عمارت ہے انکی روزانہ آمدنی عراق کی ایک ہزار دینار تھی اور بعض کہتے ہین کہ اس سے زائد تھی۔ اطراف سراۃ مین اس سے بہی زیادہ آمدنی تہی۔ عبیداللہ تیمی نے مدینہ منورہ مین ایک مکان سنگین پختہ اینٹ اور چونہ کا تعمیر کیا اور لکڑی ساج کی اوسمین صرف کی۔

اسی طرح حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنا گہر بنایا تہا۔ یہ مکان نہایت فراخ اور وسیع تہا۔ اسکے متعلق ایک بڑا اصطبل بہی تہا جسمین سو گھوڑے بندہے رہتے تھے انکے پاس سو اونٹ تھے۔ دس ہزار بکریان۔ بعد وفات انکے مال متروکہ کا ایک چوتہائی حصہ چوراسی ہزار کا تہا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنا مکان عقیق مین تعمیر فرمایا جسکو بہت بلند کیا اور اوسکا صحن نہایت فراخ رکہا۔ اوسکے اوپر کے درجہ مین ہوا اور روشنی کے واسطے بہت سی کہڑکیان رکہین۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے جب انتقال فرمایا تو اسقدر مال چھوڑا کہ سونے چاندی کے ڈھیر ونکو کدال سے کاٹ کاٹ کر الگ کرتے تھے یہہ مال علاوہ اوس جائداد کے تہا جسکی قیمت ایک لاکہہ دینار تہی۔ ان بزرگون کے علاوہ حضرت مقدادؓ نے بمقام جُرف نواح مدینہ منورہ مین ایک عمارت عالیشان تعمیر کی جسکی دیوارین اندر باہر دونون طرف سے چونے کی ریختہ اور ریختہ استرکاری کی ہوئی تہین حضرت یعلی بن امیہؓ کا ترکہ بعد وفات پانچ لاکہہ نقد دینار تھے اور اونکا قرض جو دوسرونکے

زر تہا اور چاندا ور زمین وغیرہ اسقدر چہوڑی جنکی قیمت ایک لاکہہ دینار تہی۔ علی ہذالقیاس
اس باب مین بہت کچہہ قصے وحکایات ہین اور جسقدر ترقی دنیوی عہد عثمانی مین ہوئی اُسکی
عشر عشیر بہی عہد فاروقی مین نہ تہی برعکس اسکے جناب فاروق رض کے عہد مین ایک بندہا ٹکا
خرچ تہا اور اسیقدر آمدنی بہی تہی۔ عہد فاروقی کا ایک قصہ نقل ہوتا ہے کہ جناب فاروق رض
حج کو تشریف لیگئے۔ آپ کے آنے جانے مین مدینہ منورہ تک کل سولہ دینار صرف ہوے
آپنے اپنے صاحبزادہ سے ارشاد فرمایا کہ اس سفر مین ہمنے بڑا اسراف کیا۔ اسقدر روپیہ
صرف کر دیا۔ ۲۱ھ عہد فاروقی مین حضرت سعد بن ابی وقاص رض کی شکایت جناب عمر فاروق رض
کے گوش مبارک تک پہونچی آپنے لبغرض تحقیقات حال حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو
روانہ فرمایا۔ سعد رض والی کوفہ تہے۔ محمد بن مسلمہ رض نے لوگونکو کوفہ کی مسجد مین جمع کرکے
ہر ایک سے سعد بن ابی وقاص رض کی نسبت اور انکے چال چلن اور لوگونکے ساتہہ برتاو
کی کیفیت دریافت کی۔ لبعضون نے انکی تعریف کی اور لبعضون نے برائی محمد بن مسلمہ کوفہ
سے واپس آے اور جناب عمر رض سے یہہ کیفیت ظاہر کی۔ آپنے بنظر احتیاط سعد رض کو حکومت
کوفہ سے معزول فرمایا اور پہر کوفہ مین عمار بن یاسر رض کو سرحدی حکومت پر عثمان بن حنیف رض
کو خراج پر اور عبداللہ بن مسعود رض کو حاکم مال مقرر فرمایا اور نیز عبداللہ بن مسعود رض کو حکم دیا کہ
لوگونکو قرآن شریف پڑہاوین اور علوم دین کی تعلیم دین۔ یہہ تینون صاحب جو کوفہ مین
مختلف صیغونکے افسر تہے انکا روزینہ اس طرح مقرر فرمایا کہ ایک بکری تینون صاحبونکے
واسطے روزانہ خوراک مین مقرر کی۔ نصف بکری تو عمار بن یاسر کو اور باقی نصف عبداللہ بن
مسعود رض اور عثمان بن حنیف رض کو۔ عہد فاروقی اور اوسکی آمدنی ومصارف اور عہد عثمانی کے
فتوحات اور اوسکے اخراجات کا موازنہ کسی طرح نہین ہوسکتا۔ (مروج الذہب)

قصہ کوتاہ صحابہ کرامؓ توکسی طرح شر وفساد مین شریک نہ تھے کیونکہ انکے نفوس بوجہ
اثر صحبت آنحضرت صلعم کے پاک صاف تھے۔ انکے دلونمین کدورت وبغض نے اپنی
مس سے اثر کی سیاہی وتیرگی سے زنگ نہ جمنے دیا تھا۔ یہہ بزرگوار بتقضاے رحماء بینہم
باہم ایک دوسرے کے ساتھہ رحمدلی اور محبت سے پیش آنیوالے تھے حتی الامکان
لوگونکو ضلالت سے بچاتے اور گمراہی ونفاق سے ڈراتے تھے۔ ان صاحبونکی ہمہ تن
یہی کوشش تھی کہ امت محمدی مین اصلاح ہو باہم اتفاق سے رہین۔ باہمی رنجش وفساد اور
بغض وعناد سے باز آئین۔ ہان یہہ کام اونہین لوگونکا تھا جو مختلف قومونکے تھے اور بزور
شمشیر یا بطمع جاہ ومنصب بطیع اسلام ہوکر امرا وحکام و والیان ملک کی خوشامدین کرتے
اور اپنے نفع کی غرض سے حکام کے دوست بنکر اونکے بعض امور سیاست مین اپنی رائین
ومشورے ملاتے رہتے تھے اسوجہ سے اگر بعض اوقات اون عمال وحکام سے بتقضاے
بشریت امور سیاست مین کسی قسم کا ادنی ظلم بہی ہوجاتا تو پہر یہی لوگ انپر عیب گیری کرتے
تھے جیسا کہ اہل کوفہ کے قصہ سے سابق مین معلوم ہوا کہ اولاً اون لوگون نے ولید بن
عقبہ سے دوستانہ برتاؤ کیا پہر جب اونپر تہمت شرابخواری لگی بہت سے لوگ علیحدہ
ہوگئے اور ایک جماعت جنکو اونکی ذات سے نفع پہونچتا تھا اونکی علیحدگی سے رنجیدہ
ہوکر حضرت سعید بن العاص سے خواہمخواہ کا بغض رکہنے لگی پہر انسے بہی میل جول بڑہایا
اور محبت وارتباط پیدا کیا کہ اُنکو اونکو جلسے گرم ہوتے رہے بالآخر انسے بہی بگڑے
اور انکو کوفہ کی امارت سے نکلوا کر ہی چھوڑا۔ دراصل ان لوگونکے فساد کی ترقی کا باعث
جناب عثمانؓ کی غمخواری اور حلم وتحمل تھا۔ آپ کی بدرجہ غایت نیک مزاجی اور بردباری سے
گروہ بدشعار مفسدان تباہ کار کو دن دونی قوت بڑہتی گئی۔ امور سیاست مین بصلق

درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ فصاد و مرہم نہ است

دونون اجزا سے کام لینا چاہیئے جیسا کہ معدلت فاروقی مین اسکے آثار کثیر پایے جاتے ہین جناب عثمان رضؓ نے خود اپنے خطبہ مین فرمایا کہ مین نے تمہارے ساتہہ نرمی کی تم میری گردن پر چڑہہ گیے مین نے تمہاری سخت گیری نہ کی تمکو جرأت بڑہتی گئی۔ درحقیقت بمضمون ۔ گربہ کشتن روز اول۔ اگر یہہ لوگ پہلے ہی حملہ مین روک دیئے جاتے تو یہہ انجام نہ ہوتا۔ مگر کیسے نہ ہوتا کان امر اللہ مقدورا۔ خدا کے کام اور اوسکے احکام بے پورے ہوئے نہین رہ سکتے روز ازل مین مقدر ہو چکا تہا کہ جناب عثمان رضؓ مظلوم شہید ہونگے کار ظلم سے ذبح کیئے جاوینگے اسکے یہی اسباب تہے جو عالم اسباب دنیا مین ظہور پذیر ہوے۔ باقی رہا یہہ شبہہ کہ اسوقت مدینہ منورہ مین جناب علی رضؓ اور دیگر اصحاب کبار رضی اللہ عنہم موجود تہے ان بزرگونمین سے کوئی بہی نہ بولا۔ اس آتش فساد کو کسی صاحب نے آب تدبیر سے سرد نہ فرمایا۔ کیا ان بزرگون سے کوئی صاحب مفسدونکے شریک تہے جو خاموش الگ بیٹہے رہے اور تماشا دیکہا کیئے۔ حضرت معاویہ رضؓ شام مین والی تہے اونسے بہی کچہہ نہ بن پڑا ایسی ذرا سنبہل جاتی ذرا سی ڈانٹ مین مفسدین خانہ خراب کی ہمت پست ہو جاتی ایک دن چشم نمائی مین تو یہہ لوگ راہ راست پر آ جاتے۔ کیا کچہہ انکی سازش تہی حاشا و کلا۔ ان بزرگان دین وہادیان امت محمدی کی نسبت یہہ خیال و وہم شیطانی زیبا نہین۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ انکو کیا خلافت کی پرواہ تہی بالفرض اگر اسکی خواہش بہی تہی تو آپکو بہی تو احادیث نبوی سے معلوم تہا کہ جناب عثمان رضؓ کو اہل بلوی و فساد شہید کرینگے۔ جہان اتنی مدت خلافت نہ ملی اور کچہہ عرصہ تک نہ سہی آپ ایسا کیون کرتے۔ برخلاف اسکے واقعات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

اس بلوہ مین خاص جناب علیؓ نے اپنے صاحبزادون حضرات حسنینؓ کو جناب عثمان کی حفاظت کیلئے آپکے مکان پر بہیجا اور یہ دونون حضرات مجمع بلوائیان کو متفرق اور منتشر کرتے رہے۔ علاوہ برین ایک ادنیٰ مسلمان بہی اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق کی نسبت اس قسم کی کارروائی جائز نہین رکہتا۔ جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کی شان پاک مین یہ گمان بدکرنا سراسر انصاف سے دور اور سرتاپا قصور ہے اسی طرح حضرت معاویہ کی نسبت اس قسم کا شک و شبہ کرنا بہی کوتاہی عقل کی نشانی اور ضعف ایمان کی علامت ہے۔ اولاً تو جناب معاویہ کو خلافت عثمانی مین ہر طرح کی آزادی تہی برائے نام کی افسری و ماتحتی تہی جو چاہتے تہے کرتے تہے امیر المومنین جناب ذی النورین نے کبہی کسی کارروائی پر حرف گیری نہ فرمائی اور نہ انسے بازپرس کی۔ ثانیاً عہد فاروقی سے اس عہد مین دائرہ حکومت جناب معاویہ بہت وسیع ہوگیا تہا تمام ملک شام انکے زیرنگین تہا۔ رعایا برایا۔ اہل افواج و عساکر سب انکے مطیع و فرمانبردار اور انسے راضی وخوش تہے۔ یہ آزادی کے ساتہہ گویا مستقل حاکم تہے پہر انکو کیا پڑی تہی کہ خواہ مخواہ خلافت کی خواہش کرتے اور لامحالہ بار عظیم اپنے سر پر لینے کی فکر مین اپنے خلیفہ وقت کی جان کے خواہان ہوتے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اب رہی یہ بات کہ مدد کیون نہ کی اسکی بابت آگے چلکر بیان ہوگا کہ جناب معاویہ نے حضرت خلافت پناہ کو رائے دی تہی کہ آپ میرے ساتہہ شام مین چلکر رہین مگر خلافت مآب نے اسکو منظور نفرمایا۔

واقعات ۳۵ ہجری

فتوحات عثمانی کا سلسلہ تو اس سنہ سے پہلے ہی ختم ہوچکا ہے جو بڑا حادثہ اس

سنہ کا ہے وہ آپکی شہادت ہے۔ دیگر واقعات یا فتوحات آخری جو اس سنہ مین ہوے وہ یہہ ہین۔ صاحب تاریخ جنابی لکھتے ہین کہ گورنر صوبہ مصر امیر عبداللہ بن ابی سرح بغرض غزوہ قسطنطنیہ بمقام اسکندریہ سے براہ دریا ایک لشکر ظفر پیکر مجاہدین حق گزین کا اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے۔ اثنار راہ مین شاہ روم ایک ہزار جہازون کا بیڑہ جن پر سامان جنگی و سپاہیان فوجی تھے لئے ہوے مسلمانون کو مل گیا۔ اسکو مسلمانونکے ارادہ کی خبر ہوگئی تھی لہذا راہ روکنے کو ادہر کا قصد کیا۔ اہل اسلام کے ساتھہ صرف سو جہاز اور اسیقدر سامان جنگی تہا۔ یہہ دونون لشکر بمقام اسکلہ فنکہ نواح مغرب الطاکیہ مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ شاہ روم نے قبل روانگی اپنے دارالسلطنت مین ایک خواب دیکہا تہا جسکی تعبیر معبّرون نے الفاظ خواب سے مستنبط کرکے یہ بیان کی تہی ''مسلمانون پر تو غلبہ پانے کی تمنا مت کر''۔ مگر شاہ روم نے کچھہ پرواہ نہ کی اور بوجہ نخوت وغرور کے مقتضاے خواب پر اصلا ملتفت نہوا۔ اللہ جل شانہ نے اوسکے تکبر و خود پسندی کا اوسکو مزہ چکہا دیا اور اس لڑائی کا یہہ انجام ہوا کہ اہل اسلام مظفر و منصور ہوے۔ کفار ناہنجار خوار و بے اعتبار ہزیمت خوردہ پیٹھہ دکہلاکر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ دلاوران اسلام و نہنگان بحر بصالت نے اونکو تلوار پر رکھہ لیا۔ بہت سے مارے گئے اور بہتیرے جان عزیز کے بچانیکی فکر مین بہلگے بالآخر دریا مین اپنی آبرو ڈبو کر پانی کردی اور ہمیشہ کیلئے اس دنیاے ناپائدار کی کشاکش سے نجات پاکر ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کی راہ دوزخ کی آگ مین پہونچ گئے۔ ایک گروہ رومیونکا اہل اسلام نے قیدی بنالیا۔ اس جنگ مین اہل اسلام نے بہت سامال بھی کفار کے جہازونکا غنیمت مین پایا۔

فتح کے بعد اہل اسلام مظفر و کامیاب خوش حال باقبال - فارغ البال - دولت و مال غنیمت سے مالامال جزیرہ رہوڈس مین واپس آے اور اس جزیرہ کو شبخون مارکر فتح کر لیا - ہر شخص پر جزیہ مقرر کرکے امان دیکر جان بخشی کی - زنجیر احسان کا قیدی بنا لیا - (فتوحات اسلامیہ)

اسی ۳۵ھ مین قسطنطین ہرقل ملک روم کا بیٹا ایک ہزار جنگی جہازون کا بیڑہ اسباب و سامان جنگ سے آراستہ بہادران صف شکن کی جمعیت لیکر بقصد اہل اسلام اپنے دار السلطنت سے روانہ ہوا - خداوند تعالی جل شانہ نے اپنے دوستون اہل اسلام کو اس موذی خودسر کے شر سے اس طرح بچا لیا کہ اس گروہ کفار پر باد فنا مسلط کی - دریا مین طوفان اوٹھا تیز ہوا نے جہازونکو ایک دم مین تہ وبالا کر کے سبکو غرق بحر فنا کر دیا - صرف قسطنطین زندہ بچا - روتا دھوتا - تباہ حال خستہ و پریشان بمقام صقلیہ پہونچا - اہل صقلیہ نے اسکو دیکھکر کہا "کمبخت - ناشدنی تو نے سارا لشکر غرقاب کر دیا - بھیا خود زندہ رہا پھر اس بیحیائی کے قربان کہ ہوپچون پر تاؤ دیتا اپنی منحوس صورت دکھانے ہمکو چلا آیا" بعد ازان اون لوگون نے اوسکو حمام مین لیجاکر قتل کر ڈالا اور قصہ پاک ہوا -

میخواست تلافی کند آزردہ ترم کرد		غدر ستے خواست کہ خون در جگرم کرد

یہ روایت ابوجعفر کی ہے - غزوہ سواری ۳۱ھ مین ہی آیا ہے اور بعضونکے نزدیک اسی ۳۵ھ مین ہوا - مگر یہہ دونون ایک نہین ہو سکتے کیونکہ غزوہ سواری مین رومیون اور مسلمانونمین جنگ ہوئی - یہان لڑائی کی نوبت نہین آئی بلکہ جہاز تباہ ہو گئے - اگر جہاز ڈوبنے کا ذکر اس قصہ مین نہ ہوتا تو غزوہ سواری اور یہہ واقعہ دونون ایک ہی سمجھے جاتے لیکن اب بھی بڑا خلجان باقی رہا قسطنطین وہان بھی حمام مین قتل ہوا اور اس قصہ مین بھی مارا گیا - اسکی توجیہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ غزوہ سواری ۳۱ھ مین ہے اور قسطنطین بعد

شکست صقلیہ مین قتل نہین ہوا بلکہ ۳۵ھ مین بعد تباہی لشکر و غرق بیڑہ جہاز صقلیہ پہونچا اور وہان مارا گیا یا یہ کہا جاوے کہ یہہ دونون واقعے ایک ہی ہین یعنی غزوہ سواری ۳۵ھ مین ہوا جیسا کہ بعض کا قول ہے - باقی رہا یہہ شبہ کہ غزوہ سواری مین جہاز کہان ڈوبے اوسکا جواب یہہ ہے - ممکن ہے کہ کچھہ جہاز ڈوب گئے اور کچھہ باقی رہ گئے - واللہ اعلم بالصواب -

آپکے عہد خلافت مین اصحاب ذیل نے وفات پائی - ہم بلالحاظ ترتیب سنہ لکھتے ہین - اوس[1] بن خولی انصاری - جلاس[2] بن سوید انصاری - اولا یہہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافق تھے بعدہ توبہ کی اور اچھے لوگو مین ہوے - حارث[3] بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب جنکا لقب ببّہ تھا - حکم[4] بن ابی العاص مروان کے والد اور جناب عثمان رضہ کے چچا - انہون نے ۳۱ھ مین وفات پائی - حبّان[5] بن منقذ والد یحییٰ بن حبان عبد اللہ[6] بن قیس بن خالد انصاری - ایک روایت مین یہہ غزوہ احد مین شہید ہوے ہین - قطبہ[7] بن عامر انصاری بدری - بیعۃ العقبیٰ مین شریک ہوے ہین - زید[8] بن خارجہ بن زید انصاری - یہ وہ شخص ہین جو بعد موت کے بولے تھے - اخیر عہد خلافت مین معبد[9] بن عباس بن عبد المطلب بمقام افریقیہ مارے گئے - معیقب[10] بن ابی فاطمہ جو مہاجرین حبشہ سے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مہر مبارک جنکے پاس رہتی تھی اور ایک روایت مین جناب معیقب رضی اللہ عنہ نے ۴۰ھ عہد خلافت مرتضوی مین انتقال فرمایا ہی - مطیع[11] بن اسود عدوی آپ بروز فتح مکہ اسلام لاے ہین - نعیم[12] بن مسعود اشجعی رض - بعضے کہتے ہین کہ جنگ جمل مین مجاشع بن مسعود کے ہمراہ قتل ہوے - عبد اللہ[13] بن خذافہ سہمی بدری - یہہ خوش مزاج آدمی تھے عبد اللہ[14] بن ابی ربیعہ مخزومی - عمر شاعر کے باپ - زمانہ محاصرہ جناب عثمان مین یہ یمن سے

آپکی مدد کو آتے تھے اثنا راہ مین سواری پر سے گر کر مر گئے - ابو رافع مولی رسولخدا
اور بعض روایت مین خلافت مرتضوی مین انتقال کیا مگر صحیح روایت اولی ہے - ابو سبرہ
بن ابی رہم عامری - بدری - اولاد عامر بن لوئی سے ہین - ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ - جناب
معاویہ کے ماموں - آپ بروز فتح مکہ مسلمان ہوے اور بڑے نیک شخص تھے - حضرت
ابو درداء نے ۳۲ھ مین وفات پائی اور ایک روایت مین بعد خلافت عثمانی کے انتقال
فرمایا مگر روایت اول صحیح ہے - (ابن اثیر) انکے علاوہ بعض بزرگونکا ذکر اوپر آچکا ہے -

۳۵ھ مین عامر بن ربیعہ نے وفات پائی - (تاریخ یافعی)

اسی ۳۵ھ مین بروایت صاحب مشاہد الاصفیا اصحاب ذیل نے وفات پائی - ابو عبد اللہ
حذیفہ بن یمان عبسی جلیل القدر صحابی صاحب سر رسول خدا ہین - اسلام آپکا قدیم ہے -
یہ اپنے صاحبزادہ کے ہمراہ زمانہ جنگ بدر مین مدینہ منورہ ہجرت کر کے آے - دونون
باپ بیٹے غزوہ احد مین شریک ہوے ہین - حضرت حذیفہ نے مدائن مین وفات پائی
حضرت سلمان فارسی - غزوہ خندق اور اوسکے مابعد دیگر غزوات مین حاضر تھے - آپ
منجملہ اون صحابہ کے ہین جنکے واسطے جنت کا مشتاق ہونا ظاہر ہوا ہے - عہد فاروقی مین
مدائن کے حاکم ہوے - آپکے سنہ وفات مین اور بھی روایات ہین - ایک روایت مین
۴۰ھ و ۵۰ھ کے مابین انتقال فرمایا - رضی اللہ تعالی عنہم و رضوا عنہ -

اسماء عمال در ۳۵ھ وقت شہادت جناب عثمان

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
مکہ معظمہ	عامل یا والی	عبد اللہ بن حضرمی بصری -

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
طائف	والی یا عامل	قاسم بن ربیعہ ثقفی۔ دراصل قاسم بن عبداللہ بن ربیعہ ہین مگر دادا کی طرف منسوب ہین۔
صنعاء	"	یعلی بن منیہ یا یعلی ابن امیہ مشہور صحابی ہین خلافت صدیقی مین خولان کے والی تھے اور عہد فاروقی مین حاکم یمن رہے۔
جند	"	عبداللہ بن ربیعہ۔ بروایت امام یافعی اسی سنہ مین انکی وفات ہوئی۔
بصرہ	والی	عبداللہ بن عامر۔ بصرہ ہی چلے آئے تھے اور جناب عثمان رضنے انکی جگہہ کوئی اور عامل مقرر نہین فرمایا۔
شام	گورنر صوبہ	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رض آپکے عامل پرگنہ جات اصحاب ذیل تھے۔ عبدالرحمن بن خالد حاکم حمص حبیب بن مسلمہ فہری عامل قنسرین۔ ابوالاعور سلمی۔ سردار اردن۔ علقمہ بن حکیم کنانی حاکم فلسطین عبداللہ بن قیس فزاری منتظم سواحل بحر۔ ابوالدرداء حاکم محکمہ قضا۔
کوفہ	"	مختلف خدمتون پر اصحاب ذیل ہین۔ امامت نماز پر ابوموسی اشعری رض خراج سواد پر۔ جابر بن فلان فزنی۔ اور سماک انصاری۔ خراج کوفہ اور جنگی انتظام پر قعقاع بن عمرو۔
قرقیسیا	"	جریر رض بن عبداللہ بن جابر بجلی مشہور صحابی ہین۔
آذربیجان	"	اشعث رض بن قیس کندی۔ کنیت انکی ابومحمد ہے صحابی ہین۔
حلوان	"	عتیبہ بن نہاس۔

ماہ	والی یا حاکم	مالک بن حبیب۔
ہمدان	"	نُسیر بن دُعلوق ثوری کوفی۔
رے	"	سعید بن قیس۔
اصفہان	"	سائب بن اقرع۔
ماسبندان	گورنر	خنیس۔
مدینہ منورہ	"	افسر بیت المال عقبہ بن عامر۔ افسر محکمہ قضا۔ زید بن ثابت رضہ

مصر مین اسوقت محمد بن ابی حذیفہ ازخود مسلط ہو گئے تھے اس طرح کہ بلوائیان مصر کے ساتھ محمد بن ابی بکر رضہ مدینہ منورہ روانہ ہوے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین مقیم رہے۔ اوسی زمانہ مین عبداللہ بن سعد گورنر مصر مدینہ چلے گئے۔ موقع پاکر محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کرلیا۔ ابہی عبداللہ رملہ تک پہونچے تھے کہ یہہ حال سنکر واپس ہوے اور فلسطین مین قیام کیا۔ اس عرصہ مین جناب عثمان رضہ شہید ہو گئے۔

کاتب مشہور تو مروان ہے اور ایک روایت مین حمران بن ابان ہے جسکو بعلت اظہار راز آپنے شہر بدر کر دیا تہا۔ اسکا قصہ ہم اوپر لکھہ آے ہین۔

قاضی کعب بن ثور۔ عثمان بن قیس بن ابی العاص۔ (آپکے چچیرے بہائی۔)

حاجب۔ حمران آپکا غلام آزاد کردہ اور افسر پولیس یا حاکم فوجداری۔ عبیداللہ بن معید تیمی تھے۔ خاص آپکی مہر پر آمنت باللہ مخلصا یا آمنت بالذی خلق فسوی کندہ تہا۔ آپکے ہاتھہ مین جناب رسول خدا صلعم کی مہر بہی تہی۔ جملہ فرامین وپروانجات پر وہی مہر مبارک لگائی جاتی تہی یہانتک کہ بیر اریس مین گر پڑی۔

ہم مناسب سمجھتے ہین کہ قبل تحریر واقعہ شہادت کے جو شکوک اور طعن والزامات جناب

امیرالمومنین ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لوگون نے کیئے ہین ذکر کرین اور اونکی جوابات بہی دین۔

ردّ طعان از جناب امیر المومنین ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طعن اول درباب عزل و نصب عمال

جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد خلافت مین صحابہ کرامؓ کو جو عہد رسالت اور خلافت شیخین مین والی ملک رہے موقوف کردیا اور اونکی جگہہ نوعمر آدمی خاندان بنی اُمیہ سے حاکم کیئے منجملہ اونکے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہین آپ بصرہ مین والی تہی۔ جناب عثمان رضؓ نے انکو معزول کیا اور بجاے انکے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو مصر سے معزول کرکے اونکی جگہہ عبداللہ بن ابی سرح رضؓ کو حاکم کیا۔ یہہ عبداللہ وہی شخص ہین جو جناب رسول خداؐ کے زمانہ مین مرتد ہوگئے تہے۔

حضرت عمار بن یاسر و مغیرہ بن شعبہؓ کوفہ مین تہے۔ ان دونون صاحبونکو معزول کرکے مدینہ منورہ طلب کرلیا۔ (خمیس)

جناب عثمان رضؓ نے مسلمانون پر ایسے شخصونکو حاکم و امیر کیا جو ظالم و جابر اور خائن تہے امور شنیعہ و افعال بد کے مرتکب ہوتے تہے۔ جیسے ولید بن عقبہ کہ شرابخوار بدمست تہے اور حالت مستی و نشہ شراب مین امامت کرتے اور لوگونکو نماز پڑہاتے تہے چنانچہ ایک دن صبح کی نماز مین چار رکعت پڑہ گئے اور کہا۔ کیا اور زیادہ پڑہاؤن۔ آپنے حضرت معاویہؓ کو چار صوبے شام کے عطا کیئے اور اسقدر اونکو زور دیا اور سر پر چڑہا لیا کہ حضرت علی رضؓ کے عہد خلافت مین جو کچہہ کارروائیان انہون نے کین مخفی نہین ہین۔ مروان کو

اپنا وزیر و میر منشی بنایا۔ مروان نے محمد بن ابی بکر کے حقمین صریح دغابازی کی اور انکے خط مین بجاے لفظ اقبلوہ کے اقتلوہ لکھہ دیا۔ باوصف اطلاع کے اپنے عمال کے حالات پر آپنے سکوت کر کے اونکی معزولی مین سستی وکاہلی کی یہانتک کہ لوگ عمال کے ہاتھون تنگ آگئے اور آپسے سخت نفرت کرنے لگے پہر اون عمال کی برطرفی سے کوئی فائدہ نہ حاصل ہوا آپکی اس طرح دہی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ نوبت فساد وقتل کی پہونچی۔ جو شخص ایسا بد تدبیر وضعیف الراے ہوا ور امانت دار کو خائن سے اور عادل کو ظالم سے جدا کر کے اونمین تمیز نہ کر سکتا ہو۔ آدمی کی شناخت کا ملکہ اوسکو نہ ہو۔ ایسا شخص کب امامت کے قابل ہے اور اوسکو مسلمانونکی حکومت کس طرح زیبا ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

جواب ۔ حضرت ابوموسیٰ کو مصلحۃً معزول کیا کیونکہ اسوقت اگر انکو معزول نہ کرتے تو بصرہ اور کوفہ کے باشندونمین اختلاف ونزاع واقع ہوتا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوتا کہ دونون شہر کے لشکرونمین نوبت جنگ وجدال پہونچ جاتی۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ عہد خلافت فاروقی مین ابوموسیٰ اشعری رضنے جناب عمر فاروق رضسے مدد طلب کی آپنے حکم دیا کہ فوج کوفہ انکی مدد کرے چنانچہ جب لشکر کوفہ بصرہ مین پہونچا ابوموسیٰ رضنے اپنی فوج کے ہمراہ اس لشکر کو رامہرمز پر بہیجا۔ یہہ دونون لشکر وہان گئے اور رامہرمز کو فتح کر کے عورتون اور لڑکونکو قید کر لاے۔ آپنے اپنے لشکر کی تعریف کی اور فتح رامہرمز کو جانب لشکر کوفہ منسوب کرنا ناپسند کر کے چاہا کہ فقط لشکر کوفہ کو مال غنیمت نہ دین اور بصرہ کو جس نے بارہا اس جنگ مین محنت ومشقت اوٹہائی ہے بالکلیہ محروم نہ چہوڑین۔ اہل کوفہ سے کہا تمین نے تو اہل رامہرمز کو امان دی تہی اور اوسکی مدت چہہ مہینے دے چکا تہا تم انکو کیون قید کر لاے مین نے صرف ڈرانے کی غرض سے یہ لشکر بہیجا تہا۔ ان قیدیون کو

انکے شہر مین پہونچا آو" اس بات پر دونون لشکرونمین اختلاف واقع ہوا۔ سرداران لشکر کوفہ نے جناب فاروق رض کی خدمت مین ابوموسیٰ رض کی شکایت لکہہ بہیجی۔ دربار خلافت سے بنام صحابہ کرام جو فوج ابوموسیٰ مین سردار تہے حکم ہوا کہ ابوموسیٰ اشعری رض سے قسم لو اگر وہ قسم کہالین کہ مین نے اہل رامہرمز کو امان اور اونکو مہلت بہی دی تہی تو لونڈی غلام واپس کردیئے جاوین۔ انکے لشکر مین اوسوقت یہہ بزرگ سردار تہے۔ براء بن عازب۔ حذیفہ بن یمان۔ عمران بن حصین۔ انس بن مالک۔ سعید بن عمرو وغیرہم رضوان اللہ علیہم حسب حکم فاروقی یہہ صحابہ رض ابوموسیٰ رض کے پاس آے اور حکم فاروقی سنایا۔ ابوموسیٰ رض نے قسم کہالی۔ قیدی واپس کردئے گئے اور اونکی میعاد گذرنیکا انتظار رہا مگر لشکریان کوفہ کے دلونمین ابوموسیٰ کی جانب سے کدورت آگئی اس فیصلہ کا مرافعہ دربار خلافت مین پہر ہوا اور یہہ حجت نکالی گئی کہ اگر ابوموسیٰ رض نے امان دی ہوتی تو یہہ بات مشہور ہوجاتی مخفی نہ رہتی۔ اسپر جناب فاروق رض نے ابوموسیٰ رض کو مدینہ منورہ مین طلب کرکے انسے درباب قسم استفسار فرمایا۔ ابوموسیٰ رض نے جواب دیا کہ مین نے سچی قسم کہائی ہے۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا اگر یہی سچ ہے کہ تمنے انکو امان دیکر مدت بہی دی تہی تو پہر لشکر کیون بہیجا اور ناحق خونریزی روا رکہی خیر۔ اب تم قسم کہا چکے ہو۔ اس معاملہ کو مین خدا کے حوالہ کرتا ہون۔ تم اپنی دارالحکومت مین واپس جاؤ۔ اسوقت ہماری نظر مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جو تمہاری جگہہ جاکر کام کرے ورنہ ہم تمکو معزول کرکے بصرہ کی حکومت پر دوسرے شخص کو بہیجتے۔ جب زمانہ فاروقی گذر گیا اور دور خلافت عثمانی آیا جناب عثمان کے پاس پہر ابوموسیٰ رض کی شکایت پہونچی۔ آپ اصل واقعہ سے تو واقف تہے ہی بصرہ اور کوفہ کے لشکرونکے باہمی رنج وملال دفع کرنے کو ابوموسیٰ رض کو بصرہ سے طلب کرلیا اور بجاے اونکے عبداللہ بن عامر بن کریز کو

والی کوفہ کرکے بہیجا جو جوانون مین کریم النفس اور سادات قریش مین سے ہین جب یہہ بچہ شیر خوار تہے اور جناب رسول خدا صلعم کے پاس انکو لیگئے ہین تو آنحضرت صلعم نے آب دہن مبارک اپنا انکو پلایا۔ اب دیکہنا چاہیئے کہ حضرت عبداللہ بن عامر نے خلافت عثمانی مین کیا کیا کارنمایان کیئے۔ فتوحات مین انکا قدم بڑہتا ہی گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رض کی معزولی کی وجہ یہہ ہے کہ عہد فاروقی مین جب اہل مصر نے انکی شکایت کی اور انکی شکایتین متواتر دربار خلافت مین پہونچین تو جناب فاروق رض نے انکو معزول کر دیا جب یہہ حاضر ہوے اور اپنی تقصیرات سے نادم ہوکر معافی چاہی پہر جناب فاروق رض نے انکو حاکم کر دیا۔ جناب عثمان رض نے بہی رعایا کی شکایات انکی نسبت سنکر انکو موقوف کیا پہر اسمین کونسی قباحت اور کون موجب طعن ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک تو جناب فاروق کا اسلام (معاذاللہ) منافقانہ تہا جناب عثمان رض نے تو اس معزولی مین کوئی خطا نہین کی۔ اگر خطا کی تو جناب فاروق رض نے پہر جناب عثمان رض پر اعتراض کیون ہے۔

عبداللہ بن ابی سرح کو جناب عثمان رض نے قابل امارت سمجہا کیونکہ یہہ تائب ہوکر پہر اسلام لاے تہے۔ انکے افعال و اعمال بہی صلاح پذیر ہو گئے تہے لہذا جناب عثمان رض نے انکی اہلیت و قابلیت پر توجہ فرما کر امارت عطا فرمائی آپکی تجویز و تشخیص بہی عین صواب تہی کیونکہ انکی امارت کے آثار و علامات محمود نظر آے۔ انکے لشکر اور انکی ماتحتی مین صحابہ کرام کی جماعت اور اونکی اولاد مین سے جیسے عقبہ بن عامر رض۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رض۔ عبداللہ بن عمرو رض بن العاص۔ ایسے ایسے معزز اشخاص تہے اور انکے ساتہہ ہوکر راہ خدا مین جہاد کرتے رہے اور انکی اطاعت پورے طور سے کی اور ان بزرگون نے عبداللہ بن

ابی سرح کو امور حکومت و سیاست مین عمرو بن العاص سے افضل و اعلیٰ مانا۔

حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو حضرت عثمان رضؓ نے معزول نہین کیا۔ یہہ آپ پر محض افترا و بہتان ہے بلکہ انکو جناب فاروق رضؓ نے موقوف کیا تہا۔ انکی معزولی کا قصہ یہہ ہے کہ عمار بن یاسرؓ کوفہ کے والی تہے۔ اہل کوفہ نے جناب فاروق رضؓ کی خدمت مین انکی شکایت لکھی۔ آپنے انکی شکایت پر غور کرکے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو اہل کوفہ کو شکایت کرنے سے روکے یہہ لوگ عجب بد بلا ہین۔ انکو کسی کل چین و قرار نہین۔ اگر مین کسی متقی پرہیزگار کو انپر سردار و حاکم کرکے بہیجتا ہون تو اوسکو یہہ مانتے نہین اور اپنی حرکات سے اوسکو سست وضعیف کردیتے ہین اور اگر کسی قوی اور سخت آدمی کو کوفہ کا حاکم کرتا ہون تو اوسکے ساتہہ بد کلامی سے پیش آتے ہین۔ بعد اسکے آپنے عمار کو معزول کرکے مغیرہ بن شعبہ کو حاکم کوفہ کرکے روانہ فرمایا۔ پہر جب حضرت عثمان رضؓ کا دور خلافت آیا اہل کوفہ نے حسب عادت قدیم اپنے پہر شکایت کی اور انکی نسبت یہہ الزام قائم کیا کہ مغیرہ رشوت لیتے ہین اور مقدمات مین ناحق فیصلہ کرتے ہین۔ اس صورت مین جناب عثمان رضؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو معزول کرنا ہی مناسب جانا اگرچہ اہل کوفہ کی یہہ نری افترا پردازی تہی۔ معترضین سے تعجب ہے کہ جب مغیرہ رضؓ کو خود کافر کہتے ہین تو پہر جناب عثمان رضؓ پر انکی معزولی کا طعن محض بیجا و ناروا ہے۔ انکو تو اور خوش ہونا چاہیئے اور جناب عثمان رضؓ کی مدح و ثنا کرنا لازم ہے کیونکہ آپنے بزعم انکے ایک کافر کو حکومت سے معزول کیا۔

ہمنے وجوہ معزولی بیان کردیئے اور جواب شافی دیدیا۔ علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ سے پیشتر حضرات شیخین رضؓ اور آپکے بعد جناب علی مرتضیٰ رضؓ اپنے اپنے عہد خلافت مین جسکو اپنے نزدیک شایان امارت سمجہتے تہے حکومت دیتے تہے اور جس کو

اس قابل نہ سمجھتے معزول کرتے تھے۔ قدیم سے یہی دستور تھا اور بعد مین بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ عزل و نصب عمال مین خلیفہ وقت کی راے کافی تھی اہمین کوئی حرف گیری کا موقع نہین۔ دیکھو جناب فاروق رضؓ نے جناب خالد بن ولیدؓ کو شام سے معزول کیا اور اونکی جگہہ حضرت ابو عبیدہؓ کو حاکم کیا۔ عمارؓ کو کوفہ سے معطل کیا اونکی جگہہ مغیرہؓ کو بھیجدیا۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰؓ نے قیس بن سعد کو امارت مصر سے علیحدہ کرکے اشتر نخعی کو مصر کا حاکم کیا۔ حضرت معاویہؓ کو جناب عمر فاروقؓ نے عامل کیا تھا۔ انہون نے جزیرہ اور دیگر بلاد حدود روم تک فتح کیا اور بعد خلافت فاروقی کے جزیرہ قبرس بھی فتح کرلیا اور ایک ہزار غلام قیدی بنا لئے اور بیشمار نقد و اصناف مال لوٹ مین حاصل کیا۔ انکے عادات و خصال محمود و مرغوب تھے۔ انکی رعایا اور لشکر سب انسے راضی و خوشنود رہے جناب عثمانؓ نے بھی انکو انکی امارت و حکومت پر قائم رکھا (تاریخ خمیس)

امام کا منصبی کام اور اوسکو سزاوار یہہ ہے کہ جسکو جس کام کے لائق جانے وہ کام اوسکے سپرد کردے۔ علم غیب امام کے واسطے اہل سنت کے نزدیک شرط نہین ہان حضرات شیعہ کے نزدیک امام کا غیب دان ہونا ضرور ہے۔ جناب عثمانؓ نے جسکو اپنے علم و تجربہ سے نیک جانا۔ کام کے لائق سمجھا۔ امین و عادل معلوم کرلیا اور اوسکو ہر طرح اپنا مطیع و فرمانبردار پہچان لیا تو ریاست و امارت اوسکو دی۔ تاریخی واقعات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے عمال آپکی اطاعت مین۔ فوجکشی اور ملک گیری مین چستی و چالاکی مین۔ عدم آرام طلبی عدم کاہلی مین ہر ایک بے مثل و نادر زمانہ تھے۔ ادنیٰ سی بات ہے صرف ایک ہی امر پر قیاس کرنے سے عقدہ کھلا جاتا ہے کہ جانب مغرب اندلس تک اسلام کی حد پہونچ گئی۔ جانب مشرق کابل۔ بلخ۔ روم تک پھیل گیا۔ رومیو نکے ساتھہ خشکی

اور دریا کی لڑائیان لڑکر اونکے چھکے چھڑا دیئے اور اونپر غالب آے۔ عراق۔ عجم۔
خراسان کو جو ہمیشہ عہد خلافت فاروقی مین جاے فتنہ وفساد تھے اس طرح صاف کیا
اور خس وخاشاک سے پاک کیا کہ کسیکو سر ہلانے کی مجال نہ رہی خیال شرارت تک صفحہ
سینہ سے بالکل محو ونابود ہوگیا۔ پہر اگر ان عمال وحکام سے بعض امور مین برخلاف
ظن وگمان جناب عثمانؓ کچھہ قصور ظاہر ہوا تو آپکا کیا قصور رہے۔ اگر آپنے عمال کی
شکایت سنکر سکوت بہی فرمایا تو محض اس غرض سے تہا کہ امر واقعی ثابت ہوجاے تاکہ
اوسکا تدارک مناسب ہو۔ سکوت کرنے اور فوراً گرفت نہ کرنے کی وجہہ یہہ تہی کہ عمال
کے دشمن بہت ہوتے ہین کیونکہ جسکے خلاف مرضی کارروائی ہوئی وہی ناخوش ہوا
اور لگا دشمنی کرنے۔ زبان خلق خدا بالخصوص رعایا کی زبان عمال کے حقمین بے طرح
روان ہوتی ہے۔ اسواسطے عمال کی بحالی وبرطرفی مین عجلت کرنا باعث خرابی ملک و
سلطنت ہے۔ جب جناب عثمانؓ کو خیانت وبرائی عامل کی بطور تحقیق وقرار واقعی
ثابت ہوگئی فوراً آپنے اونکو موقوف کردیا۔ الحاصل جناب عثمانؓ کی حسن تدابیر مین
کسی قسم کا شبہ وشک نہین۔ آپکے جو ذمہ تہا آپنے اوسکو ادا کیا۔ البتہ آپ کی تدبیر
تقدیر الٰہی کے موافق نہ تہی لہذا باب فتنہ وفساد کے بند کرنے مین آپ عاجز رہے
اسمین آپکا کوئی قصور نہین۔ جناب عثمانؓ اور جناب علیؓ دونون صاحبونکا ایک ہی
حال ہے۔ قدم بقدم سرمو فرق نہین۔ ہرچند جناب علیؓ عمدہ تدابیر اور مشوری انتظام
امور ریاست وخلافت مین کرتے رہے لیکن چونکہ تقدیر موافق نہ تہی کوئی تدبیر پیش نہ گئی
اور امور ریاست خلل پذیر ہوتے رہے۔ عمال اور حکام کے بارہ مین بہی دونون
صاحبونکا حال یکسان ہے۔ صرف اسقدر فرق ہے کہ جناب عثمانؓ کے عمال آپکے

مطیع وفرمانبردار تھے آپکی محبت ووفاداری کادم بہرتے تھے۔ اچھے اچھے کام سرانجام دیتے تھے۔ مال غنیمت اور خمس ہمیشہ پے درپے دارالخلافت کو بہیجا کرتے تھے جس کی بدولت تمام اہل اسلام مالدار ہوگئے اور عیش وعشرت مین بیفکری کے ساتھہ دن گذارنے لگے اور آخر کار یہی فزونی عیش وآرام سبب گمراہی وفساد ہوا اور اپنے امام برحق پر خروج کیا۔ جناب علی مرتضی رضؓ کے عمال آپکے بالکل خلاف تھے۔ آپکی اطاعت سے باہر۔ جو کام اونکے متعلق ہوتا ابتر وخراب کرتے اپنے ہی اعمال کی شامت مین ہر طرف سے شکست خوردہ ذلیل وخوار ہوکر خیانت وروسیاہی لیکر بہاگتے پہرتے تھے۔ باقی رہا یہ کہ جناب عثمان رضؓ نے اپنے اعزہ واقربا کو والی ملک کیا تہا تو جناب علی مرتضی رضؓ کے عمال بہی آپکے اقارب تھے دوسرونکو کیا دیکہنا اور راوتیر اس معاملہ مین عیب گیری کرنا کیا ضرور ہے۔ دیکھو نہج البلاغتہ جو حضرات شیعہ کے نزدیک اصح کتب ہے اور بڑی معتبر اوسمین جناب علیؓ کا خط جو اپنے عزیز چچازاد بہائی کو لکھا ہے قابل ملاحظہ ہی۔ عبارت اوسکی بعینہ رقم ہوتی ہے۔ یہہ نامہ آپکا مشہور اور اکثر کتب امامیہ مین مسطور ہے۔

امابعد۔ فانی اشرکتک فی امانتی۔ وجعلتک شعاری وبطانتی ولم یکن فی اہلی رجل اوثق منک فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانۃ الی۔ ترجمہ۔ مین نے تمکو اپنی امانت مین شریک کیا اپنے ظاہر وباطن پر آگاہ کیا۔ مین اپنے نزدیک اپنے تمام گہر والون مین سے تمپر بہروسہ رکہتا تہا اور اپنا خیرخواہ اور قابل صلاح ومشورہ اور اہل امانت سمجھتا تہا۔ اس عبارت پر غور کرو اور جناب علی رضؓ کا حسن ظن اوس روسیاہ کے حق مین دیکھو کہ کس درجہ تہا۔ آگے چلکر فرماتے ہین۔

فلما رأیت الزمان علی ابن عمک قد کلب۔ والعدو قد حرب و

وامانة الناس قد خربت۔ وهذه الامة قد فتكت وشغرت۔ قلبت لابن عمك ظهر المجن ففارقته مع المفارقين۔ وخذلته مع الخاذلين وخنت مع الخائنين۔ فلا ابن عمك واسيت۔ ولا الامانة اديت وكان لم يكن الله تريد بجهادك وكان لم يكن على بيّنة من ربك وكانك تكيد هذه الامة عن دنياهم۔ وتنوي غرّتهم عن فيئهم فلما امكنتك الشدة في خيانة الامة اسرعت الكرة۔ وعاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت عليه من اموالهم المصونة لارامله‌م وايتامهم اختطاف الذئب الازل دامية المعزى الكسيرة۔ فيحمله الى الحجاز رحيب الصدر يحمله غير متاثم من اخذه۔ كانك لا ابا لك۔ احرزت تراثك من ابيك وامك۔ فسبحان الله اوما تؤمن بالله اوما تخاف من نقاش الحساب۔ ايها المعدود من كان عندنا من ذوي الالباب كيف يشبع طعاماً وشراباً وانت تعلم انك تاكل حراماً وتشرب حراماً وتبتاع الاماء وتنكح النّساء من اموال اليتامى والمساكين والمؤمنين والمجاهدين الذين افاء الله عليهم هذه الاموال واحرز لهم هذه البلاد۔ فاتق الله۔ واردد هٰؤلاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل فامكنني منك۔ لاعذرنّ الى الله فيك ولاضربنك بسيفي الذي ما ضربت به احد الّا دخل النّار۔ ترجمہ۔ جب تونے زمانہ کو دیکھا کہ تیرے ابن عم پر غضبناک ہوا اور دشمن آمادہ جنگ ہوا اور لوگوں کی امانت داری خراب و برباد گئی اور اس امت کو شکستگی آگئی اور قابل اصلاح نہ رہی تو نے اپنے چچا کے

لڑکے پر ڈہال کی پشت کردی اور جدا ہوجانیوالی جماعت کیساتھہ توبہی اپنے بہائی سے
جدا ہوگیا اور ذلیل کرنیوالونمین ملکر توبہی ذلیل کرتا ہے اور خائنون کے ساتھہ ہو کر
توبہی خیانت کرنے لگا۔ تونے اپنے بہائی کی غمخواری نکی اور نہ امانت واخوت برادری
کو ادا کیا اور توبیخوف وخطر ہوا گویا تونے اپنے جہاد مین خدا کا ارادہ نہین کیا اور خدا کی
راہ واضح پر تو نہ تہا۔ تو اس امت کو انکی دنیا مین دینا چاہتا ہے اور اونکو غفلت مین ڈالکر
اونکا مال اڑانیکی فکر مین ہے۔ جب تجھکو اس امت کی خیانت کرنیکی پوری طاقت وقوت
ہوگئی تونے بہت جلد اپنے حملہ کردیا اور نہایت عجلت کے ساتھہ اپنے کو دیڑا جیسے بہیڑیا
زخمی بکری بدحال خون آلودہ۔ استخوان شکستہ اوٹہالیجاتا ہے اسیطرح تو وہ مال جو یتیمون
اور بیواؤن کا حق ہے کہلے خزانہ ملک حجاز کو لیے جاتا ہے۔ بہیڑیئے کو بکری کے
پکڑنے اور چیر پہاڑ کر کہا لینے مین کچہہ بہی تکلف اور اصلا خیال گناہ نہ تہا۔ تیری وہ
حرکتین ہین کہ گویا تو بغیر باپ کے ہوا ہے اور تونے اپنے والدین کی میراث حاصل
کی سبحان اللہ۔ تو اسقدر رنڈر ہوگیا ہے۔ کیا تو معاد اور جزاے قیامت کے دنپر ایمان
نہین لایا۔ کیا تو حساب لکہنے والے سے نہین ڈرتا۔ اے مردکم عقل تجھکو تو مین نے
اہل عقل سے شمار کیا تہا تو کس طرح پیٹ بہر کر کہاتا پیتا ہے حالانکہ تجھکو علم ہے کہ جو کچہہ
تو کہاتا پیتا ہے وہ حرام ہے تو یتیمون۔ مسکینون۔ مسلمانون اور مجاہدون کے مال سے
جو خدانے اونکو عطا فرمایا ہے اور اوسنے یہ ملک اور زمین لوگونکے واسطے سرسبز وشاداب
کیئے ہین لونڈیان خریدتا اور عورتونسے نکاح کرتا ہے۔ اے ظالم خدا سے ڈر اور اونکا
مال اونکے حوالہ کر۔ خبردار اگر تو ایسا نکرے گا اور اپنی حرکات ناشایستہ سے باز نرہیگا تو
یاد رکہیو خداے عزوجل نے مجھکو تجھپر ہر طرح کی قدرت دی ہے۔ مین خدا کے روبرو تیری

عقیدہ مین عذر کرلونگا - یعنی میرا عذر بارگاہ ایزدی مین تجھکو تعذیب دینے کا قابل سماعت ہوگا کیونکہ تو سخت ظالم و بدکردار ہے تیرا قتل کرنا گناہ ہوگا اور تجھکو اس تلوار سے ٹھنڈا کردونگا یہہ وہ تلوار ہے جس سے مین نے جسکو بھی قتل کیا وہ سیدہا دوزخ کو گیا -

اس خط کے تمام مضمون پر بغور تامل نظر کرنا چاہیئے تاکہ خباثت و خیانت عامل روسیاہ بدبخت کی معلوم ہو - اس قسم کی خباثت و خیانت جناب عثمان رضؓ کے کسی عامل کی کسی سے منقول نہین بالخصوص لوگونکے مال کہا جانا اور اپنے خلیفہ عزیز سے بہاگنا اور اوسکی بر سر پر خاش ہونا - جناب علی رضؓ کے عاملونمین ایک اور شخص منذر بن جارود عبدی نام تہا جو نہایت درجہ خائن - بے اعتبار - دزد و مکار تہا جناب اسد اللہ رضؓ نے اوسکو بہی ایک پندنامہ لکہا ہی جسکا ترجمہ کتب معتبرہ شیعہ سے منقول ہوتا ہے کہ تیرے باپ کی نیکی و صلاحیت نے تیرے بارہ مین مجھکو فریب مین ڈالا - تیرا یہہ خیال کہ تو اپنے باپ کی راہ پر ہے اور اوسکے طریق پر چلتا ہی غلط ہے - تو تو اون فعلونمین مبتلا ہے جنکی بابت مجھے شکایت پہونچی ہے - اپنے نفس کی خواہش مین خبردار فرمانبرداری و اطاعت سے باز نہ رہنا اور اپنی آخرت کو سرکشی و گمراہی ڈہونڈہ کر تباہ نہ کرنا - کیا تو اپنی آخرت برباد کرکے اپنی دنیا کو آباد کریگا اور اپنے دین کو قطع کرکے اپنی لغزش اور خطاؤنسے پیوند دیگا - گروہ پر شکوہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جناب عثمان رضؓ اور جناب علی رضؓ مین اس باب مین کوئی فرق نہین ہے - دونون صاحبون کے ذمہ حقوق خلافت تہے - دونون حضرات نے ادا کیئے اور اپنے حسن ظن پر عمل کرکے جسکو اپنی رائے و تجویز سے اہل عمل جانا عامل و حاکم کیا - علم غیب خاصۂ خداوند تعالیٰ ہے حضرات پیغمبر علیہم السلام کو بہی حال ظاہر پر نظر کرنیکا حکم تہا لہذا وہ بہی اہل نفاق کے ظاہری احوال پر فریفتہ ہوگئے اور جبتک وحی الٰہی سے

اونکا حال معلوم نہوا اونکو دیندار سمجھتے رہے - قوله تعالیٰ ویمحص الله الذین آمنوا -
و قوله تعالیٰ - ما کان الله لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیه حتیٰ یمیز الخبیث
من الطیب - شاہد مدعا ہین - امام کیواسطے غیب دان ہونا ضرور نہین تاکہ اپنے گمان و
ظن مین خطا نہ کرے اور جو جس شخص سے ہونیوالا ہے جان لے - بس اوسکا کام تو صرف
اسقدر ہے کہ اپنے حسن ظن سے عمال کے چال وچلن کو خوب دیکھہ بہال کر امارت
اونکے حوالہ کرے - اگر اسکی تشخیص نے غلطی کی اور وہ عامل نا اہل نکلا اور اوسنے ناحق
کارروائیان کین امام وقت اس مواخذہ سے بری ہے اور اوسپر حرف گیری کرنا اور طعن و
لعن سے پیش آنا ناجائز ہے - البتہ جب تحقیقات سے عمال کی بداطواری ثابت ہوجاے
پہر اونکو عمل پر قائم رکہنا سراسر جور و بعید از عدل و انصاف ہے - ایسا تو نہ جناب عثمان رضؓ نے
کیا اور نہ جناب علی رضؓ سے ثابت ہوا ہے - اہل شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ مین بڑا فرق ہے
وہ کہتے ہین کہ مثلاً جناب امیر المومنین علیؑ کو قبل از ظہور خیانت عامل یہہ علم تہا کہ فلان خائن
ہے اور وہ ضرور خیانت کریگا انکے نزدیک احوال زمانہ استقبال و ماضی امام کو معلوم ہوتا ہے
اور یہہ مسئلہ انکے نزدیک متفق علیہ ہے - محمد بن یعقوب کلینی اور انکے دوسرے علما نے
اس مسئلہ کو روایات مختلفہ اور طرق متعددہ سے ثابت کیا ہے پس بر بناے مذہب شیعہ
جناب علیؑ انکے نزدیک دیدہ و دانستہ مفسدون اور خائنونکو والی مسلمانان کرتے رہے
اور وہ عمال بدخصال مسلمانونکے حقوق اور اونکے مال کہا پی کر صاف کر ڈالتے اور جب
اونسے ان معاملات مین بازپرس کیجاتی بہاگ جاتے تہے - جناب علیؑ کی جانب سے بجز
پندنامہ - وعظ - نصیحت کے اسکا مناسب تدارک نہ ہوسکتا تہا اور چونکہ جناب عثمان رضؓ
امام برحق نہ تہے براہ نادانی و جہالت اپنے حسن ظن سے عاملونکو کام سپرد کرتے اور جب

اونسے خیانت صادر ہوتی آپ اپنے کیئے پرنادم وپشیمان ہوتے تھے۔ واہ صاحب واہ
کیا اچھا مسئلہ نکالا جس سے اپنے امام برحق کو خطا کار ٹھیرایا۔ یہہ آپ ہی لوگونکی جرأت و
ہمت ہے۔ آفرین وصد آفرین۔ اب جناب علی مرتضیٰ رضہ کے دوسرے عامل کا قصہ سنئے
آپکی ذات بابرکات تو مجمع کمالات ومنبع حقائق ہے اور آپکی محبت وا طاعت باعث ترقی
نور عرفان اور علامت دین وایمان ہے دیکھیئے باوصف اسکے آپکے خاندان والونکے ساتھ
اوس عامل بدکردار نے کیا سلوک کیا۔ وہ عامل مردود بارگاہ خدا ولد الزنا زیاد بیحیا ہے
یہہ مرد ک عہد خلافت مرتضوی مین تمام صوبہ فارس کا حکمران تھا۔ ملک شیراز بھی اسکے
تحت حکومت مین تھا۔ یہہ بیحیا اپنے ولد الزنا ہونے پر فخر کرتا اور اوسکو بلند آواز سے
کہتا تھا اور اپنی والدہ ماجدہ پر کہ ایک لونڈی سمیہ نام تھی زنا کی گواہی دیتا تھا۔ اسکی
حکایت یہہ ہے کہ حضرت ابوسفیان رضہ جناب معاویہ رضہ کے والد نے زمانہ جاہلیت مین ایک
کنیز سُمَیَّہ نامی سے جو حارث ثقفی طبیب کی لونڈی تھی تعلق ورسم الفت پیدا کی۔ رات دن
اوسکے پاس انکی آمد ورفت لگی رہتی اور خواہش نفسانی ومرادات دلی خاطر خواہ اس سے
پوری ہوتی رہین اوسی زمانہ مین اوس کنیز کے لڑکا پیدا ہوا وہ صاحبزادۂ بدنہاد یہی زیاد
ہین۔ چونکہ وہ عورت حارث کی مملوکہ کنیز تھی اور اوسکا نکاح بھی حارث نے اپنے غلام سے
کردیا تھا اوس لڑکے کا لڑکپن مین عبد الحارث لقب پڑ گیا جیسا کہ عرب مین دستور تھا کہ
لونڈی کی اولاد اسکے آقا کے غلام کے لقب سے مشہور ہوتی۔ جب وہ بڑا ہوا اور سن تمیز کو
پہونچا۔ آثار نجابت وبلاغت۔ خوش تقریری۔ لسانی کے ظاہر ہوے اور لوگونمین ہوشیار
ذہین محقیل مشہور ہوا۔ زیرکی وفطانت مین شہرۂ آفاق۔ چالاکی وہوشیاری مین طاق تھا اور
کیون نہ ہوتا آخر نطفہ تو شریف کا تھا اگرچہ حرامی سہی۔ ایک روز جناب عمرو بن العاص نے کہا

اگر یہہ غلام قریش کے خاندان مین ہوتا تو تمام عرب کو اپنے عصا سے ایک راہ پر چلاتا۔ ابوسفیان
وہان موجود تھے۔ بولے۔ واللہ مین اوس شخص کو خوب پہچانتا ہون جسنے اسکو اسکی مان کے
پیٹ مین ڈالا ہے۔ جناب علیؓ بھی وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا۔ اے ابوسفیان
وہ کون شخص ہے ابوسفیانؓ نے جواب دیا۔ جناب۔ وہ شخص مین ہی ہون۔ حضرت علیؓ
نے یہہ سنکر فرمایا۔ اب چپ رہو اور اس ذکر کو جانے دو۔ ابوسفیانؓ نے کہا خبردار رہو اے
علی۔ اگر مجھکو کسی شخص کا خوف نہوتا کہ مجھکو وہ دشمنون مین دیکھے گا تو صخر بن حرب ضرور اس
شخص کا پوشیدہ بھید ظاہر کر دیتا اور یہہ گفتگو بنی کلم و کاست ٹھیک ٹھیک ہوتی میرے
اور ثقیف کے معاملات دوستانہ اور سلوک باہمی مدت دراز تک رہے ہین اور مین نے اپنے
دل کا ثمرہ اوسکے پاس چھوڑ رکھا ہے۔

زیاد نے اس قصہ کو سن لیا تھا۔ بیحیائی سے لوگونکے سامنے علانیہ فخریہ کہتا پھرتا
تھا کہ وہ دراصل نطفۂ ابوسفیان اور نسل قریش سے ہے۔ جناب علیؓ نے اسکو ہوشیار
کارگذار سمجھکر فارس کا حاکم کیا۔ اسنے انتظام ملک و رفع فساد خوب کیا اور کارنمایان
و تدابیر نیک قابل تحسین و آفرین اس سے ظاہر ہوئین اور خوبی انتظام مین یہ مشہور و معروف
ہو گیا۔ جناب معاویہؓ نے خفیہ اس سے خط و کتابت کی اور چاہا کہ اسکو اس بات کی طمع
دیکر کہ وہ ابوسفیان کا نطفہ ہے اپنا بھائی بنا لینگے اپنا رفیق بنا لین اور جناب علیؓ سے
علیحدہ کر لین کیونکہ ایسے سردار خوش تدبیر کا جسکے تابع ایک جماعت بھی ہو اور ایسے چلتے
پرزہ کا اپنے حریف سے الگ ہو جانا غنیمت ہے۔ جناب معاویہؓ نے زیاد سے پختہ
وعدہ کیا کہ تم میرے پاس چلے آو مین تمکو اولاد ابوسفیان سے قرار دیکر اپنا بھائی بنا لونگا
کیونکہ دراصل تو ابوسفیان ہی کا نطفہ ہے اور سرداری و شرافت و زیرکی کے آثار

چہرہ لبشرہ سے صاف عیان وآشکار ہین - جناب علی مرتضی ؑ کو جب اس خط وکتابت ومراسلت
خفیہ کی اطلاع ہوئی آپنے زیاد کو یہہ خط ارقام فرمایا - مجھکو معلوم ہوا ہے کہ معاویہ رض نے
تجھکو خط لکھکر بہکانا چاہا ہے - تیری عقل کو بہلاتا ہے اور تیری تیزی وچالاکی کو کند
کرنا چاہتا ہے خبردار اوسکی چالاکیون سے ڈرتا رہنا - وہ مثل ایک شیطان کے ہے
کہ مرد کے آگے پیچھے - دائین - بائین - سے آجاتا ہے تاکہ اچانک غفلت مین آکر اوسکو
بیخبری مین لوٹ لیجاوے - پہر مین کہتا ہون اوس سے ڈرتا رہ - خبردار اوس سے حذر کر
جناب فاروق رض کے زمانہ مین ابو سفیان رض نے جو کچہہ باتین کی ہین تو اون باتون پر جاکر معاویہ رض کے
دم مین نہ آجانا اور اوسکا مطیع نہ ہوجانا - ابو سفیان کے بیان پر عمل کرنا وہ ایک نفسانی
خواہش اور شیطان کی گہات تہی جسمین وہ مبتلا ہوے - اوس فعل سے نہ تو نسب ثابت
ہوتا ہی اور نہ میراث کا استحقاق حاصل ہوتا ہے - اس تعلق ناجائز کا کوئی ثمرہ نہین اور
یہہ رشتہ لگانا اور تعلق ڈہونڈہنا مثل اوس شخص کے ہے جو کسی سے مصروف ہونا چاہے
اور وہ اوسکو اپنے سے دفع کرے - یا کوئی چیز معلق لٹکادی جاے کہ وہ تذبذب کی
حالت مین ہو نہ ادہر نہ ادہر " یہہ خط زیاد کے پاس پہونچا مگر قربان اس بیحیائی کے
کہ اس کو پڑہکر بہت خوش ہوا اور فخریہ یہ کلمات اپنی زبان سے کہے - ورب الکعبۃ
اشہد لی ابو الحسن بانی انا ابن ابی سفیان - برب کعبہ ابو الحسن جناب علی رض
گواہ ہین کہ مین ابو سفیان کا بیٹا ہون - یہہ زیاد کی کمال بیحیائی تہی کہ آپکی تحریر اپنے
ثبوت نسب کی دستاویز بنائی - زیاد تا زمانہ شہادت جناب علی مرتضی بہر حال آپکا تابع
فرمان رہا اور رہر امر مین ظاہر داری کرتا رہا بعد شہادت جناب اسد اللہ الغالب رض جب
حضرت امام حسن رض نے خلافت وسلطنت جناب معاویہ رض کو سپرد فرمائی اور آپ اس سے

کنارہ گزین ہوے تو حضرت معاویہؓ کو موقع ہاتھہ آیا۔ چونکہ زیاد سردار عظیم الشان تھا اور اسکے ساتھہ ایک گروہ اسکے موافق اور مطیع تھا۔ خود بھی مدبر۔ خوش تدبیر شجاع۔ زیرک و دانا تھا اور بادشاہونکو ایسے شخص کی ضرورت رہا ہی کرتی ہے حضرت معاویہؓ نے اسکے ملانے مین کوشش واقعی کی۔ انکی غرض یہہ تھی کہ یہہ کام کا آدمی ہے جس طرح جناب علیؓ کے وقت مین خدمات شایستہ اور نمود و شہرت کے کام کرتا رہا ہے میری رفاقت مین بھی اپنی ذاتی لیاقت و کمال ہوشیاری سے مشکل مہمات مین سرگرم رہے۔ صرف وہی ایک بات پر جو ابوسفیانؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور جناب علیؓ کے روبرو کہی تھی زیاد کے بہکانے کے واسطے اپنا بہائی ہونیکا اقرار کرلیا اور سنہ ۴۴ھ سے کاغذات وغیرہ مین زیاد بن ابی سفیان لکھا گیا۔ عام منادی کرادی گیی کہ سب لوگ زیاد بن ابوسفیان کہا کرین۔ اب شرارت اس زیاد کی ملاحظہ ہو۔ بعد جناب علیؓ کے سب سے پہلا کام اوسنے یہہ کیا کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد کے ساتھہ عداوت کی۔ جناب امام حسنؓ کے حیات مین تو کسیقدر انکی مروت کرتا تہا مگر آپکے بعد جب منجانب امیر معاویہؓ والی عراق ہوا اور کوفہ مین اسکا پورا پورا تصرف و تسلط ہوگیا تو سب سے بیشتر سعید بن شریح کے درپے ہوا جو جناب علی مرتضیٰؓ کے خالص محب اور سچے مخلص تھے اور خاندان اہل بیتؑ کے جان نثار و ہواخواہ تھے۔ انپر جہوٹے الزام لگا کر چاہا کہ انکا گھربار ضبط کرلے۔ سعید اسکی نیت اور ارادہ سے مطلع ہوکر کوفہ چھوڑ کر بہاگے اور رسیدہ ہے مدینہ منورہ جناب امام حسینؓ کی خدمت مین پہونچکر آپکے دامن حمایت مین آگئے۔ کوفہ چہوڑتے ہی انکا گھر زیاد نے ضبط کرلیا اور جو کچھہ نقد و جنس ہاتھہ آیا سب پر قبضہ جمالیا۔ مال و اسباب لیکر مکان مسمار کرادیا۔ جب یہہ خبر وحشت اثر جناب امام حسینؓ کو پہونچی آپنے اس خیال سے

کہ زیاد قدیم خانہ زاد ہے جناب علیؓ کا ساختہ پرداختہ اور آپکا نمک پروردہ ہی کہانتک بیحیائی کریگا اور بیوفائی اور نالائقی کے ساتھہ پیش آویگا ایک خط سعید بن شریح کی سفارش مین زیاد کے نام لکھا جسکے یہہ الفاظ ہین"۔ یہہ خط حسینؓ بن علیؓ کی جانب سے ہے بنام زیاد۔ تونے ایک مرد مسلمان کے ساتھہ بدسلوکی کی اوسکا گہر کہود ڈالا اور اوسکا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جسوقت یہہ میرا خط تیرے پاس پہونچے فوراً اوسکا گہر بنوادے اور اوسکا مال و اسباب سب واپس کردے۔ وہ میری پناہ مین آیا ہے میری سفارش اوسکے بارہ مین قبول کر"۔ اوس کافر نعمت ناحق شناس نے آپکے خط کے جواب مین یہہ الفاظ لکھے"۔ یہہ خط زیاد بن ابی سفیان کی طرف سے حسین بن فاطمہؓ کے نام ہے۔ اما بعد۔ تمہارا خط میرے پاس آیا اوسمین تمنے اپنے نام سے شروع کیا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے حالانکہ تم طالب حاجت ہو اور مین سلطان تم رعیت ہو مین بادشاہ۔ یہہ خط تمہارا میرے نام ایک فاسق کی سفارش مین ہے اوسکو جگہہ نہ دیگا مگر فاسق جو ویسا ہی ہو اور وہ فاسق سے بہی بدتر ہے جبکہ تمہارے پاس آیا۔ تمنے اوسکو اپنی پدر اے اور اپنی رضامندی سے اپنے پاس ٹہیرایا ہے خدا کی قسم مجہسے پہلے کسیکا ہاتہہ اوسپر نہ پہونچے گا اگرچہ وہ تمہاری گوشت اور پوست کے درمیان ہو۔ محبوب ترین گوشت مین وہ گوشت جسکو مین کہاؤن البتہ وہی گوشت ہی جسمین تم ہو۔ سعید بن شریح کو اوس شخص کے سپرد کردو جو تمسے زیادہ اوس کا حقدار ہے اگر مین چاہونگا اوسکا قصور معاف کردونگا یہہ تمہاری سفارش قبول کرکے نہین بلکہ اپنی خوشی سے اور اگر چاہون اوسکو مار ڈالون اور اوسکا قتل کرنا نہ ہوگا مگر اسوجہ سے کہ وہ تمہارے باپ سے محبت رکہتا ہے"۔ جب یہ ناپاک خط

جسکے لکہنے والے کی جزا و سزا خدا کے انصاف پر ہے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت مین
پہونچا آپ نے بجنسہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے خط کے ساتہہ ملفوف کرکے روانہ کر دیا
اور لکہا کہ مین نے زیاد کو اس قسم کا مضمون سعید بن شریح کی سفارش مین لکہا تہا۔ اوسکے
جواب مین اوسنے یہہ خط بہیجا ہے۔ آپ ہی ملاحظہ کرین۔ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ زیاد کا خط دیکہتے ہی
آگ بگولہ ہو گئے اور خاص اپنے ہاتہہ سے زیاد کو یہہ خط لکہا۔ یہہ خط معاویہ رضی اللہ عنہ کیجانب سے
زیاد کے نام ہے۔ امابعد حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے تیرا خط اونکے خط کے جواب مین جو کہ درباب
ابن شریح اونہون نے تجہکو لکہا تہا میرے پاس بہیجا۔ مین نے اوسکا مضمون پڑہا۔ مین
خوب جانتا ہون (تو چونکہ دوغلا ہے لہذا) تیری راے و عقل بہی دوعقلو نین ہے۔
ایک راے ابوسفیان کی دوسری راے سُمَیَّہ کی ابوسفیان کی راے تو حلم اور عالی
ہمتی ہے اور سُمَیَّہ کی راے ظاہر ہے جیسی وہ تہی اور جیسی کہ لونڈیونکی عقل ہوتی ہے
ویسی ہی اوسکی راے و تدبیر ہو گی۔ اسی راے و تدبیر سے تو نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کو خط
لکہا ہے۔ تو اونکے باپ کو گالی دیتا اور اونپر فسق کی تعریض کرتا ہے۔ مین اپنی زندگی
کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ حسین تو نہین البتہ تو ہی فسق و فجور کے قریب ہے۔ اور تیرا باپ غلام
جسکی طرف تو دراصل منسوب ہے حسین رضی اللہ عنہ کے باپ کے مقابلہ مین فاسق و بدکار ہو گا۔ اگر حسین رضی اللہ عنہ
نے اپنے کو تجہسے بڑا جان کر اپنا نام شروع خط مین لکہا تو کیا مضائقہ اس سے تیری کوئی
ہتک نہین ہوئی۔ حسین رضی اللہ عنہ کی سفارش تو نے قبول نہ کی بلکہ اپنے سے اولیٰ و افضل کے
حوالہ کی لہذا مین حکم دیتا ہون کہ جسوقت میرا خط تیرے پاس پہونچے۔ جو کچہہ مال و اسباب
نقد و جنس سعید بن شریح کا تو نے ضبط کر لیا ہے فوراً چہوڑ دے۔ اوسکا گہر اپنے روپیہ سے
بنوا دے۔ کسی طرح کا تعرض اوس سے نہ کر۔ اور جو کچہہ مال و عیال اوسکا ہے سب واپس

کر دے۔ ہین نے حسینؓ کو لکھہ دیا ہے وہ ابن شریح کو اس حال سے خبر دینگے۔ ابن شریح چاہے مدینہ ہین رہے اور اگر منظور ہو تو اپنے گھر واپس آ سے۔ تجھکو کسی طرح اوسپر زیادتی کرنے اور دباوُ ڈالنے کی مجال نہین ہے۔ نہ ہاتھہ سے نہ زبان سے اور تو نے جناب حسینؓ کے نام خط لکھا اونکو اونکی مان کی جانب منسوب کیا اور باپ کی نسبت اوڑا دی حسینؓ کو اے کمبخت۔ تو نہین جانتا۔ وہ ایسے شخص ہین کہ اونکی نسبت بُری اور گندہ بات نہ کہنی چاہیئے۔ کیا تو اونکے باپ کو ذلیل سمجھتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ وہ کون ہین۔ جناب علی بن ابی طالب۔ اونکو اونکی والدہ ماجدہ کی جانب منسوب کرنے ہین کسی طرح کا عار نہین۔ والدہ اونکی کون ہین۔ جناب فاطمہ زہرا بنت رسول خدا صلعم ہین پس یہہ تو اونکا بڑا فخر ہے اگر تجھکو عقل ہے"۔

زیاد کی شرارت وخیانت کا اظہار اور اسکی ناپاک اولاد کی بدذاتی۔ خاندان جناب علیؓ سے عداوت وبغض۔ بالعموم سب مسلمانونکے حق ہین کینہ علی الخصوص عبیداللہ قاتل حضرت امام حسینؓ کی شرارت۔ زبان قلم سے ممکن نہین کہ لکھے اور حد بیان سے باہر ہے حضرات شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ ہین بڑی مشکل درپیش ہے اور کوئی جواب اونسے بن نہین پڑتا۔ کیونکہ زیاد ولدالزنا تھا اور شیعہ کے مذہب ہین جو شخص نطفہ حرام ہو وہ نجس العین ہے باوجود اسکے جناب علی مرتضیٰ رضنے اوسکو فارس اور مسلمانون کے لشکر کا افسر وحاکم کیا تھا۔ زیاد اپنے عہد حکومت ہین نماز پنجگانہ جمعہ۔ عیدین ہین امامت کرتا تھا جیسا کہ اوسکے ذمہ واجب تھا۔ یہی حرامی ولدالزنا پیش امام ہوتا اور تمام مسلمانون اور خلق خدا کی نمازین تباہ کرتا رہا۔ کتب امامیہ ہین بہ تصریح مذکور ہے کہ ولدالزنا کی امامت سے نماز نہین ہوتی۔ دیگر عمال کے عزل ونصب کی بابت یہہ جواب ہی کہ معزولی۔

برطرفی۔ تقرری۔ بحالی۔ یہہ سب امام کا فرض منصبی ہے جو امام کی راے مین مستحسن ہو اور عامہ خلائق کے حق مین مفید سمجھے وہ کرے۔ امام پر واجب نہین کہ عمال سابق کو بحال رکھے ورنہ امام کی ذلت وحقارت کا خوف ہے کیونکہ ہر ایک عامل سابق کو یہی زور ہوگا کہ مجھکو خلیفہ وقت کسی طرح موقوف نہین کرسکتا اور اس زعم پر جو کچھہ چاہیگا کر گذریگا۔ البتہ بلاوجہ وبے قصور عامل کو معزول کرنا نہ چاہیئے۔ جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد مین عمال سابق مین سے بلاوجہ کسیکو موقوف نہین کیا بلکہ وجہ معقول اور رجعت ملزم کیساتھہ برطرف کیا ہے کتب تواریخ مین مفصلاً وجوہ اسکے مرقوم ہین جنکے دیکھنے سے آپکی حسن تدبیر اور راے صائب ظاہر ہوتی ہے۔ فی الواقع جن صاحبونکو آپنے معزول کیا اور جنکو اپنے عہد خلافت مین مامور کیا انکے عزل ونصب مین بڑے بڑے ملکی انتظام وفتوحات بیشمار حاصل ہوے۔ خلافت کا رنگ ہی بدل گیا عساکر اسلامی کی افزونی ہوئی۔ قلمرو حکومت اسلام نے نہایت درجہ وسعت حاصل کی طول وعرض مین اسلامی سلطنت اس قدر بڑھ گئی کہ عہد شاہان عجم وروم مین بھی کسی نے خواب مین یہ ترقی نہ دیکھی ہوگی قسطنطنیہ سے عدن تک عرضاً اور اندلس سے بلخ وکابل تک طولاً ولایت اسلام پہونچ گیا۔ اسکی کیا وجہ تھی۔ یہہ ترقی جناب عثمانؓ ہی کی خوبی انتظام سے ہوئی۔ قاتلان جناب عثمانؓ اگر دس بارہ سال اور صبر کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو سند۔ ہند۔ ترک چین مین بھی مثل ایران وخراسان کے نعرہ یا علی یا علی سُن لیتے۔ بدبخت جفا کار یہہ نہ سمجھے کہ جناب عثمانؓ نے اگرچہ بنی امیہ کو مسلط کیا اور اونکے ہاتھون سب کام لئے مگر آخر محمدؐ وعلیؑ کا نام تو ہوا خراسان کے فاتح کون ہین۔ یہی عبد اللہ بن عامر بن کریز ہی تو ہین۔ مشہد۔ سبزوار۔ نیشاپور مین ابتک نعرہ حیدری کے سوا اور آواز کان مین نہین پڑتی۔ یہہ کسکی بدولت ہے؟

ہوتے ہین دوسرے اصول خوارج پر چسپان ہین مگر کتب اہل سنت مین دونون قسم کے طعن باہم مخلوط مذکور ہین شیعہ بہی بغرض اسکے کہ مطاعن کی تعداد اور شمار بہت ہو دونون قسم کے مطاعن بلا امتیاز و فرق کے ذکر کرتے ہین۔ اسوجہ سے اکثر طعن جو کتب شیعہ واہل سنت مین مذکور ہین اصول شیعہ اور اونکے مذہب کی رو سے سراسر غلط ہین حضرت ابوموسیٰ کی معزولی کا طعن بہی اسی قسم کا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص کے عزل کا طعن نہ تو مذہب شیعہ پر منطبق ہے اور نہ اصول خوارج پر چسپان ہوتا ہے کیونکہ یہ دونون فریق عمرو بن العاص کو کافر کہتے ہین۔ اسوقت اگرچہ عمرو بن العاص سے کلمات کفر صادر نہ ہوے تہے لیکن آخر کو بزعم شیعہ کافر و مرتد ہوگئے۔ انکی معزولی محض جناب عثمانؓ کی کرامات سمجہنا چاہیے یعنی حضرت معاویہؓ کے مقدمہ مین موافق خیال شیعہ انکو بہی موقوف کرنا ضرور تہا کیونکہ جناب علی مرتضیٰؓ امام برحق سے معاویہؓ لڑے اور انپر خروج کیا لہذا جناب عثمانؓ نے عمرو بن العاصؓ کی معزولی سے یہہ امر ثابت کردیا کہ آپکو علم غیب تہا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی نسبت بربناے مذہب شیعہ آپنے قبل تقرری انکے جان لیا تہا کہ یہ کارنمایان کرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اہل تاریخ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کی سرداری و حکومت مین پچیس لاکہہ اشرفی نقد مال غنیمت ہاتہہ آیا جس کا خمس بیت المال کو روانہ کیا گیا۔ دیگر اسباب پوشاک و لباس و مویشی وغیرہ کا شمار نہین۔ جب فتنہ شہادت جناب عثمان آغاز تہا یہہ سرداری سے دست بردار ہوے اور طرفین سے الگ رہکر کہا "مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ کفار کی لڑائی کے بعد مسلمانون سے نہ لڑونگا"

ما از میان رسیدہ کنارے گرفتہ ایم		پر فتنہ شد جہان و پر آشوب شد زمان

اب رہا صحابہ کی معزولی اور اونکی جگہہ دوسرونکو مقرر کرنا - یہہ بات تو جناب علی مرتضی رضہ کے عہد خلافت مین ہوتی رہی - اکثر عمال صحابہ کو آپنے موقوف کیا - دیکھو جناب علی مرتضی نے حضرت عمر بن ابی سلیمان رضہ پسر ام المومنین ام سلمہ رضہ کو جو جناب رسول خدا صلعم کے ربیب تہے اور آپکی جانب سے بحرین کے صوبہ دار تہے بے تقصیر و بیوجہ معزول فرمایا اور اونکی جگہہ نعمان بن عجلان دورقی کو جو صحابی نہ تہے مقرر کیا - یہہ عمر بن ابی سلیمان کے مقابلہ مین باعتبار علم و تقوی - عدل و دیانت کے نہایت کم درجہ تہے - اونکے عشر عشیر کو بہی نہ پہونچتے تہے - خود جناب علی رضہ کے عزل نامہ مین جو عمر بن ابی سلیمان رضہ کے نام لکہا تہا موجود ہی اور اوسکی نقل نہج البلاغۃ مین مسطور ہے - حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضہ آنحضرت صلعم کے نشان بردار اور جلیل القدر صحابی ہین - انکے باپ بہی صحابی تہے - انکو مصر سے معزول فرمایا اور انکی جگہہ مالک اشتر کو جو نہ صحابی ہین نہ صحابی کے بیٹے حاکم مصر کردیا - یہہ مالک اشتر وہی بزرگ ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمان رضہ شہید ہوے اور یہہ بہی یقیناً معلوم تہا کہ جب مالک اشتر مصر مین پہونچینگے جناب معاویہ رضہ خاموش نہ رہینگے بلکہ مصر پر لشکر کشی کرینگے اور جنگ عظیم واقع ہوگی مگر اوسوقت کسی مصلحت ملکی سے اس اندیشہ پر عمل نہ کیا گیا - پس جس طرح سے کہ جناب علی رضہ اس عزل و نصب مین طعن نہین جناب عثمان رضہ کے عزل و نصب عمال پر بہی طعن کرنا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے -

(تحفہ اثنا عشریہ)

سینہ ہما فان را مسخر میکنی ہشیار باش		خندہ بر آئینہ کردن لشخند خود لبود

اگر تمام وقائع و قصص عزل و نصب عمال بنظر تعمق و تامل ملاحظہ ہون تو جناب ذی النورین عثمان رضہ کی حسن رای اور خوبی انتظام مثل روز روشن کے ظاہر و ہویدا ہوگی اور نگاہ

انصاف پسندی اختیار آپکے امور انتظامیہ پر سوبار مرحبا و آفرین کہیگی کیونکہ یہہ معزولی اور برطرفی عمال جو آپسے ظہور پذیر ہوئی کسی غرض مناسب اور انتظام موزون کے باعث ہوئی۔ کسی موقع پر آپنے آتش فتنہ و فساد کو فرد کیا۔ کسی جگہہ اختلاف رعایا و افواج کو مٹایا کسی بحالی و برطرفی کا نتیجہ فتح اقلیم و سرکوبی کفار بدکار پیدا ہوا۔

طعن دوم در اسراف بیت المال و طلبیدن حکم بن العاص بمدینہ منورہ

جناب عثمان رض بیت المال مین اسراف و بیجا خرچ کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ آپنے حکم بن العاص پدر مروان کو طائف سے مدینہ منورہ مین طلب کرلیا حالانکہ آنحضرت نے انکو نکال دیا تھا اور اسپرہی اکتفانہ کی بلکہ ایک لاکھہ درم بیت المال مین سے حکم کے حوالہ کردیئے اور حکم کے بیٹے حارث کو حکم دیا کہ آمدنی بازار مدینہ خود لیا کرین۔ جناب عثمان رض نے مروان کو خمس افریقیہ بخش دیا حالانکہ یہہ حق بیت المال کا ہے۔ عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص آپکے پاس آے۔ آپنے تین لاکھہ درم انکے حوالہ کیئے۔

حضرت ابوموسیٰ رض سے مروی ہے کہ عہد فاروقی مین جب مین اپنے علاقہ سے مال غنیمت مین زیور یا نقد جو کچہہ لیکر جناب فاروق رض کی خدمت مین حاضر ہوتا آپ فوراً اوسکو مسلمانون پر تقسیم فرما دیتے یہانتک کہ ایک حبہ بھی باقی نہ رکھتے تھے لیکن جب عثمان خلیفہ ہوے تو مین جو کچہہ نقد و جنس آپکے پاس لاتا آپ وہ سب مال اپنی عورتون کے پاس بھیجدیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھسے ضبط نہو سکا اور جناب عثمان کی یہ کارروائی دیکھکر رونے لگا۔ میری آنکھونسے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ آپنے پوچھا۔ خیر توہے کیون روتے ہو۔ مین نے عرض کیا کہ مجھکو جناب فاروق کا عہد یاد آیا۔ وہ

تو یہ مال مسلمانونکو دے دیتے تھے اور آپ نے اپنے گھر بھیجدیا۔ آپنے یہ سنکر فرمایا۔
خدا عمر رضہ پر رحم فرماوے وہ اچھے اور نیک تھے اور مین بھی اچھا ہون اور ہر ایک کو وہی
ملیگا جو کمائی کی۔ مین نے التماس کی کہ جناب فاروق اگر اپنے کسی بچہ کے ہاتھہ مین
درم دیکھتے تو اوس سے لیکر بیت المال مین داخل فرماتے اور مسلمانونکو درمیان تقسیم
کر دیتے تھے۔ اب مین آپکو دیکھتا ہون کہ سونے کی انگوٹھی یاقوت اور موتیوں سے جڑاو
آپکی صاحبزادی کے پاس ہے۔ ایک صاحبزادی کو آپنے دو بیش بہا موتی دیدیئے
ہین۔ خلیفہ برحق نے ارشاد کیا۔ جناب عمر رضہ نے اپنی راے پر عمل کیا اور خیر و بھلائی
مین قصور نہین کیا۔ مین اپنی راے پر عمل کرتا ہون اور خیر مین کوتاہی نہ کرونگا۔ خدا تعالے
نے مجھکو اہل قرابت کے ساتھہ سلوک کرنیکا حکم فرمایا ہے۔ مین اونکے ساتھہ نیکی کرتا
حسن سلوک سے پیش آتا اور صلہ رحمی کرتا ہون۔

جناب عثمان رضہ نے اپنے مکانات مین بیت المال کا بہت سا روپیہ صرف کیا۔ عمارات
عالیشان تعمیر کین۔ اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے مکانات بنواے جنمین بیت المال
کی رقم صرف کی۔ عبداللہ بن ارقم اور معیقیب نے جو عہد فاروقی سے بیت المال کے
خزانچی اور محافظ تھے جب دیکھا کہ عثمان رضہ بیت المال کو صرف کیے ڈالتے ہین اپنی
بدنامی سے ڈرے اور استعفا دیکر الگ ہوگئے آپنے انکا استعفا منظور کیا اور زید بن
ثابت رضہ کو خزانچی مقرر کرکے کنجیان اپنے قبضہ مین رکھین۔ ایک دن بیت المال مین کچھہ
نقد فاضل بچا تھا اوسکی نسبت حضرت زید سے فرمایا کہ تم لے لو اور اپنے صرف مین
لاؤ۔ حضرت زید بن ثابت نے وہ روپیہ لے لیا۔ وہ نقد ایک لاکھہ درم سے زائد
تھا (خمیس و تحفہ)

جواب طعن دوم - اکثر قصے اسراف بیت المال کی نسبت محض گڑھے ہوئے ہین جنکی کچھہ بہی اصل نہین - کتب معتبرہ مین کسی ایک کا بہی پتہ نشان نہین - اگر کوئی واقعہ انمین سے سچ بہی ہے تو جناب عثمان رضؓ کی طرف سے عذر معقول ہی ہے - حکم کو آپنے از خود اپنی رای سے نہین بلالیا بلکہ آپ نے آنحضرت صلعم سے حکم کی سفارش کی تہی - حضور سرورعالم نے اجازت دی مگر عہد نبوی مین اسکا موقع نہ آیا - عہد صدیقی مین جناب صدیق رضؓ سے آپنے کہا کہ حکم کو مدینہ آنیکی اجازت دیجیے - جناب صدیق رضؓ نے فرمایا مین کس طرح اوسکو یہان آنے دون جسکو جناب رسول خداؐ نے نکالا ہو - جناب عثمان رضؓ نے کہا کہ مین جناب رسول خداؐ سے اسکی اجازت لے چکا ہون - حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا - مین نے جناب رسالتمآب سے اسکی بابت کچہہ نہین سنا صرف آپکے کہنے پر کیسے عمل کرون کوئی اور شہادت پیش کیجیے - چونکہ جناب عثمان رضؓ کے پاس شہادت نہ تہی لہذا خاموش رہے - پہر عہد خلافت فاروقی مین بہی مقدمہ پیش ہوا - جناب فاروق رضؓ نے بہی شہادت طلب کی - جب آپ خود خلیفہ ہوے حکم کو مدینہ منورہ مین بلالیا - اس مسئلہ مین اکثر فقہا کا قول ہے اور یہی جناب عثمان کا مذہب ہے کہ اگر امام کسی امر مین علم رکہتا ہو اور شہادت موجود نہ ہو تو وہ اپنے علم پر قطعی فیصلہ کرسکتا ہے - حکم کو بیت المال سے روپیہ دینا پایہ ثبوت کو نہین پہونچا - حکم کو جو آپنے مدینہ آنیکی اجازت دی تہی یہ بہی اوسوقت جب حکم نے اپنے اعمال بد سے توبہ کرلی اور جس فعل پر وہ جلاوطن کیے گئے تہے اوس سے نادم ہوے - تائب کی اعانت کرنا محمود ہے مذموم نہین - صحیح قصہ یہہ ہے کہ آپنے اپنے ذاتی مال مین سے حکم اور اونکے بیٹے حارث کو ایک لاکہہ درم دیئے ہین اور حارث کو اپنی بیٹی بہی نکاح مین دی - یہہ صلہ رحم ہے اسمین کیا قباحت ہے - جناب عثمان رضؓ کی ثروت

ومالداری عیان ہے اگر آپنے اپنے کسی عزیز کو لاکہہ دو لاکہہ عطا فرمایا تو کسیکا کیا اجارہ ہے۔ (تاریخ خمیس)

حضور سرور عالم نے حکم کو اس علت مین نکالا تہا کہ وہ منافقوں سے دوستی رکہتے اور مسلمانون مین باہم فتنہ انگیزی کیا کرتے تہے۔ بعد وفات آنحضرت صلعم وخلافت حضرات شیخین رضؓ اسلام قوی ہوگیا۔ کفر زائل۔ نفاق باطل ہوا۔ کافر و منافق کا نام تک بلاد حجاز مین خاصکر حرمین شریفین مین نرہا۔ قاعدہ مقررہ ہے کہ علت کے جانیسے حکم جو اوسکا معلول ہے وہ بہی دفع ہو جاتا ہے۔ حکم کے اخراج کا حکم بہی باقی نرہا۔ اب رہا یہہ سوال کہ حضرات شیخین رضؓ نے حکم کو اجازت نہ دی۔ جناب عثمان رضؓ نے کیون بلا لیا اسکا جواب یہہ ہے کہ اوسوقت تک احتمال فتنہ و فساد کا باقی تہا کیونکہ حکم خاندان بنی امیہ سے تہا اور حضرات شیخین قبیلہ تیم اور بنی عدی مین سے۔ ان صاحبونکو یہ اندیشہ تہا کہ مبادا حکم پہر شرارت کرے اور مسلمانون مین فساد پہیلا دے۔ ہان جب دور خلافت عثمانی ہوا آپکو یہ خوف نہ رہا کیونکہ حکم آپکا برادر زادہ تہا۔ آپکو ہر طرح اوسپر اطمینان ہوگیا تہا لہذا آپنے بخیال صلہ رحمی مدینہ منورہ مین بلا لیا۔ خود جناب عثمان رضؓ سے لوگون نے اس بارہ مین سوال کیا کہ حکم کو کیون مدینہ مین بلایا ہے تو آپنے جواب شافی دیا اور فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے مرض الموت مین اسکے آنیکی اجازت حاصل کرلی تہی جب حضرت صدیق رضؓ خلیفہ ہوے مین نے آپسے کہا آپنے دوسرا شاہد طلب کیا۔ مین خاموش رہا۔ پہر جناب فاروق رضؓ کے وقت بہی ایسا ہی ہوا۔ جب مین خود خلیفہ ہوا مین نے اپنے علم پر عمل کیا۔ یہ بہی بروایات معتبر ثابت ہوگیا ہے کہ حکم نے اخیر عمر مین نفاق و فساد سے توبہ کرلی تہی۔ بعد توبہ کے پہر کوئی

حرکت اس قسم کی انسے صادر نہین ہوئی۔ علاوہ اسکے جب یہ مدینہ مین آئے ہین
ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے بڑھاپے سے انکے اعضا و قویٰ بالکل بیکار ہو چکے
تھے۔ فتنہ و فساد کا احتمال تک انکی ذات سے نہ تھا۔ بعینہ یہہ مثال سمجھنا چاہئیے کہ بوڑھی
کلان سال عورت اجنبیہ کیجانب نظر کرنا درست ہے۔ اسی طرح حکم کا حال تھا کہ کسیطرح
انمین دم و خم نہ رہا تھا۔ حکم کو روپیہ دینا بیت المال سے ثابت نہین۔ یہہ آپ پر سراسر
بہتان اور صریح افترا پردازی ہے۔ آپکی مالداری و ثروت خلافت کے پہلے اور آخر
عہد خلافت مین مخفی نہین۔ جبکہ ہر طرف سے اموال بیشمار آتے اور سب پر تقسیم ہوتے
تھے تمام صحابہؓ دولتمند و غنی ہو گئے۔ جو فقراے مہاجرین کہ آنحضرتؐ کے عہد مین
نہایت تنگی و فقر مین مبتلا تھے اسوقت اونکے پاس بھی وہ دولت و مال کی کثرت
ہو گئی کہ ایک ایک صحابی اسی اسی ہزار درم زکوٰۃ مین نکالنے لگا۔ جناب علی مرتضیؓ
بھی مالدار ہو گئے تھے۔ عمارات۔ باغات۔ زمین۔ سب کچھہ خداوند تعالی نے عطا کیا
اس زمانہ کی فراخی و وسعت مال و زرعیان و آشکارا ہے۔ جناب عثمانؓ سابق مین بھی
مالدار تھے۔ آپ تجارت کیا کرتے تھے جسکے ذریعہ سے خداوند تعالی نے دولتمند کر دیا
زمانہ خلافت مین اور بھی مال و دولت افزون ہوئی جیسی کچھہ آپکی دولتمندی تھی اسیقدر
آپکے اخراجات وسیع تھے۔ آپکا خرچ اپنے اہل قرابت ہی پر منحصر نہ تھا بلکہ راہ خدا مین اور
محتاجونکو بھی دینا۔ غلام آزاد کرنا اور دوسرے نیک کامونمین صرف کرنا عادت شریف
مین داخل تھا۔ ایک غلام ہر جمعہ کو آزاد کرنیکا معمول تھا۔ روزمرہ تمام مہاجرین و انصار
کی دعوت کیا کرتے۔ غذاے مکلف اور نفیس کھانے پکواتے اور سب کو کھلاتے
تھے۔ آپکے خرچ اخراجات اور جود و سخاوت کے قصے کتب تواریخ مین بکثرت درج ہین

خدا کی راہ مین خیرات کرنا کسیکے نزدیک اسراف نہین۔ لا سرف فی الخیر۔ خیر و نیکی مین اسراف نہین۔ صحیح حدیث ہے۔ اپنے عزیز و قریب کے دینے مین دونا ثواب ہے صحیح حدیث مین وارد ہے کہ صدقہ کرنا مسکین پر ایک صدقہ کا ثواب ہے اور قریب رشتہ دار کو دینا دوہرا ثواب ہے۔ ایک صدقہ کا دوسرے صلہ رحم کا۔ قرآن مجید مین بھی اقارب کا ذکر اولّٰے ہے اور انکو اورونپر مقدم کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ واتی المال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل۔ ترجمہ۔ اور خدا کی محبت پر مال دیا کرو قرابت والون یتیمون مسکینون۔ مسافرونکو۔ امام احمد سالم بن ابی الجعد سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ نے جماعت صحابہ کرام کو جنمین عمار بن یاسر بھی تھے اپنے پاس بلاکر فرمایا۔ مین آپ سب صاحبون سے ایک سوال کرتا ہون۔ ٹھیک ٹھیک جواب دیجئے گا۔ آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہون۔ کیا جناب رسولخدا بخشش وعطا مین قریش کو اور لوگونپر ترجیح دیتے تھے اور بنی ہاشم کو دیگر قبائل قریش پر۔ یا نہین" تمام صحابہ خاموش رہے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ اگر میرے ہاتھہ مین جنت کی کنجی ہو تو مین ضرور بنی امیہ مین سے ایک کو بھی باہر نہ چھوڑون سب کو بہشت مین لیجاؤن۔

لاریب جناب عثمان رضؓ بڑے فیاض۔ سیرچشم تھے مگر اونکے یہ سب اخراجات بیت المال سے سمجھنا محض تعصب اور سراسر دشمنی وعناد ہے۔ جناب عثمان رضؓ سے لوگون نے پوچھا۔ کیا آپ بیت المال مین سے صرف کرتے ہین۔ آپنے جواب دیا۔ خلافت سے پہلے میری مالداری سب پر ظاہر ہے اور جسقدر مین خرچ کرتا تھا یہہ بھی معلوم ہے پہر دیدہ و دانستہ ایسے شبہے بیجا اور دوراز عدالت وتقویٰ میری نسبت کیون کرتے ہو اب ہم اصل قصہ کا ذکر کرتے ہین۔ معترض نے سراسر غلطی کی۔ قصہ دوسرا ہے۔

یہہ لوگ اپنے طور پر خلط ملط کر کے کچھہ کا کچھہ بیان کرتے ہین اس قصہ کی روایات
مین کسی ایک مین بہی تو بیت المال کا ذکر تک نہین - اسراف و خرچ بیجا کیا - وہ قصہ یہہ ہے
کہ جناب عثمان رضنے اپنے صاحبزادہ کا نکاح حارث بن حکم کی لڑکی سے کیا اور اپنے
ذاتی مال مین سے ایک لاکہہ درم حارث کو بہیجا - یہہ نقد ہدیہ تہا جسکو زمانہ حال کے
دستور کے بموجب رسم ساچق کہنا چاہیئے اور آپنے اپنی صاحبزادی جنکا نام اُم اَبان تہا
مروان بن حکم کی نکاح مین دین اونکے جہیز مین بہی ایک لاکہہ درم دیئے - یہ درم آپ کے
خاص مال مین سے تہے نہ بیت المال سے - یہ درم دینا لبطور صلہ رحم کے ہے جسکو
عوام و خواص اچہا جانتے ہین اور عند اللہ اور عند الناس خوبی اور نیکی مین شمار ہوتا ہے
آپنے خمس افریقیہ جو بیت المال کا حق تہا مروان کو دیا - یہ بہی غلط مشہور ہے - اصل قصہ
اسکا اس طرح ہے کہ جناب عثمان رضنے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک لاکہہ لشکر سوار و
پیادہ کی جمعیت سے واسطے فتح ملک مغرب کے روانہ فرمایا - متصل شہر افریقیہ کے جو پایہ تخت
ملک مغرب ہے لڑائی ہوئی - مسلمانون کو بہت کوشش اور محنت کے بعد فتح نصیب ہوئی
اموال غنائم بیشمار حاصل ہوے - ابن ابی سرح نے خمس غنائم مال نقد کا جو بقدر پانچ
لاکہہ اشرفی کے اوس ملک اور اوس وقت کے حساب سے ہوا مدینہ منورہ مین بہیجدیا - یہ خمس
صرف نقدی کا تہا - باقی رہا خمس از قسم لباس - اسباب خانگی جانور مویشی اور دیگر
سامان وغیرہ - وہ بوجہ بعد مسافت افریقیہ ہی مین رہگیا - چونکہ افریقیہ اور مدینہ منورہ
مین چار مہینے کی راہ ہے اس اسباب کی باربرداری مین مبلغ کثیر صرف ہوتا - علاوہ
اسکے باربرداری مین محنت و مشقت اور بڑی زحمت کا سامنا تہا اسواسطے عبد اللہ بن
ابی سرح نے یہہ باقی حصہ خمس کا فروخت کر ڈالا - مروان بن حکم نے جو اسوقت

اسی لشکر مین تہا ایک لاکہہ درم مین خرید لیا زیادہ قیمت تو اس حصہ کی مروان نے ادا کر دی
جو مدینہ منورہ بہیجدی گئی کچہہ قیمت رہگئی جسکی بابت مروان نے کہا کہ مین مدینہ منورہ مین
جناب عثمانؓ کی خدمت مین ادا کر دونگا - چند دن بعد مروان نقد خمس لیکر مدینہ کو روانہ
ہوا - مدینہ منورہ مین بسبب اس مہم دشوار گذار کے اور بعد مسافت و درازی مدت جنگ اور
مسلمانونکی آمد و رفت کی راہ بند ہو جانے سے تمام اہل مدینہ نہایت تردد و انتشار مین
پریشان خاطر و مضطر تہے - کسی کا بہائی اس لڑائی مین تہا - کسیکا لڑکا - کسیکا باپ یا اور
قریبی رشتہ دار - خصوصًا عورتین اپنے عزیزون اور شوہرونکے خیال سے اور بہی بدحواس
تہین کیسکیے حال کی اصلا خبر نہ تہی - مجملًا یہ زبان زد خاص و عام تہا کہ یہ جنگ بے طرح ہے
غنیم پر زور ہے - لڑائیان سخت ہو رہی ہین - آدمی بہت شہید ہوے - ان باتون کے
سننے سے اور بہی سبکو تشویش تہی اور عجب بے آرامی مین گذرتی تہی کہ اس اثنا مین دفعتہً
مروان نقد کثیر لیے ہوے مدینہ منورہ مین پہونچ گیا اور اہل مدینہ کو مبارکبادی فتح کی پہونچائی
سب کے عزیز و اقربا کی خیریت جدا جدا سنائی - اہل لشکر کے خطوط انکے گہر والونکو دیئے - اس دن
مدینہ مین ایک عید تہی چہوٹے بڑے سب خوش - فرحت و سرور سے دل شاد تہی - سب
مروان کی تعریفین کرتے اور اوسکے حقمین دعائین دیتے تہے - اسوقت تک مروان سے کوئی
ایسی کارروائی ظہور پذیر نہوئی تہی جسکے باعث سے اسکی اس دن کی نیکی کا شمار نہ ہوتا -
جناب عثمان رضؓ نے اس بشارت کے انعام مین کہ اہل مدینہ کو نوید فتح سے خوش کیا اور اس صلہ مین
کہ اسقدر مال کثیر باوصف بعد مسافت و راہ خطرناک کے بجنسہ بیت المال مین داخل کیا جو کچہہ
بقیہ قیمت خمس مویشی اور دیگر اسباب کی مروان کے ذمہ تہی معاف فرما دی - امام کو جائز ہے
کہ خوشخبری پہونچانے والے اور جاسوسون اور اسی قسم کے دوسرے اشخاص کو جو

باعث تقویت مجاہدون کے دل کے ہون اور اونکے گھروالے۔ پس ماندے۔ اہل و عیال کے موجب اطمینان خاطر ہون بیت المال سے کچھ رقم بطور انعام کے دے اور جبکہ یہہ کام گروہ صحابہؓ کے سامنے اور جمیع اہل مدینہ کے روبرو ہوا اور کسی نے انکار نہین کیا تو ہرگز محل طعن و تشنیع نہین ہو سکتا۔

عبداللہ بن خالد بن اَسِید کو تین لاکھ درم انعام دینا بالکل غلط ہے۔ کتب تواریخ معتبر مین صرف اسقدر مذکور ہے کہ یہہ روپیہ انکو بیت المال سے آپنے قرض دیا تھا اور اسکی بابت اونسے دستاویز لکھوالی تھی اور وہ روپیہ عبداللہ بن خالد نے بیت المال مین داخل کردیا اہل مصر کے جواب مین جو وقت محاصرہ کے اونہون نے آپ پر یہہ اعتراض کیا تھا خود آپنے یہی جواب پیش کیا۔ حارث بن حکم والا اعتراض کہ جناب عثمانؓ نے انکو مدینہ منورہ کے بازار گنج۔ منڈی وغیرہ کی آمدنی عطا فرمائی۔ یہ بھی غلط واقعہ ہے۔ اس بارہ مین صحیح یہ ہے کہ آپنے حارث کو داروغہ او منتظم بازار و مقامات غلہ وغیرہ کا کیا تھا اور دو درم روزانہ انکی تنخواہ مقرر فرمائی۔ بازار والونسے کہہ دیا تھا ؎ اگر تمکو معلوم ہو کہ حارث نے کچھ آمدنی بازار سے چوری کی فوراً دے لے لینا ؎ غرض اس سے یہہ تھی کہ روزانہ نرخ کی خبر آپکو ہوتی رہے اور لوگ دغابازی فریب۔ خیانت۔ لین دین مین نہ کرنے پاوین۔ ترازو۔ پیمانے۔ بانٹ۔ تول ناپ کے آلات۔ کم و بیش نہون۔ حارث نے دو تین دن یہہ کام کیا ہوگا کہ اہل شہر انکی شکایت کرنے لگے اور جناب عثمانؓ تک انکی زیادتی و جبر کی شکایتین پہونچین۔ اہل شہر نے جناب عثمانؓ کے روبرو بیان کیا کہ جسقدر کھجور کی گٹھلیان بازار مین بکنے آتی ہین حارث خود اپنے اونٹونکے واسطے خرید لیتے ہین دوسرونکو ایک گٹھلی بھی نصیب

نہین ہوتی۔ تمام شہر کے اونٹ بے دانہ رہتے ہین۔ جناب عثمان رضؓ نے اوسیوقت حارث کو سخت و سست کہکر معزول کر دیا اور اہل شہر کو تسلی دیکر واپس کیا۔ انصاف شرط ہے اس کارروائی مین آپ پر کیا الزام ہے۔ یہہ تو عین انصاف ہی کہ باوجود قریب رشتہ کے اونکی شکایت سنتے ہی فوراً موقوف کر دیا اور کچھہ بھی رشتہ ناتہ کا لحاظ نہ کیا۔ ابن ارقم اور معیقیبؓ کی وجہ معزولی مین بھی سراسر کذب وبہتان کا دخل ہی۔ صحیح یہ ہے کہ ان دونون صاحبون نے بوجہ پیرانہ سالی کے جبکہ خدمت داروغگی بیت المال ادا کرنے مین قاصر و عاجز ہوے اس کام سے استعفا دیا۔ آپنے اونکی درخواست منظور فرمائی اور وہ دونون صاحب علیحدہ ہو گئے۔ پہر آپنے یہہ خطبہ پڑہا۔ اُی لوگو۔ عبداللہ بن ارقمؓ زمانہ ابوبکر و عمرؓ سے آج تک تمہارے خزانہ (بیت المال) پر داروغہ ہی اب وہ بوڑہے اور ضعیف ہو گیے ہین اونکی جگہہ پر زید بن ثابتؓ کو مقرر کر دیا۔" جناب عثمانؓ کا بیت المال مین سے روپیہ لیکر عمارات۔ مکانات و باغات مین صرف کرنا بہی سراسر جہوٹ۔ افترا و بہتان ہے۔ حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جناب عثمانؓ کو مال بڑہانیکی ایسی کچھہ تدبیرین آتی تہین کہ کسیکو آپکے بعد یہہ بات نصیب نہ ہوئی کہ وجہ حلال سے بکمال عزت و حرمت کے ساتہہ بے محنت و مشقت اس قدر مال کثیر تجارت کے ذریعہ سے کمائے اور وہ سب خدا کی رضامندی خیرات و صدقات مین خرچ کر ڈالے۔ یہہ امر آپکے خصوصیات سے تہا۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ کیا خوب مال پاک مرد صالح کا مال۔ آپکے حق مین بلا کم و کاست ہے۔ قبل خلافت آپکے کسب مال کے متعدد طریقہ تہے۔ انواع و اقسام کی تجارت آپ کیا کرتے تہے۔ آپکی ہر تجارت مین نفع معتد بہ اور برکت ہوتی۔ خلافت کے بعد آپنے یہہ ڈہنگ اختیار کیا اور نئی تدبیر نکالی

کہ جسجگہہ زمین افتادہ۔ بنجر۔ غیر آباد پڑی پائی۔ خواہ سواد عراق مین یا ملک حجاز مین جس
سرزمین مین ہوئی اوسکی آباد کرنے اور کاشت و تردد کی جانب توجہ فرمائی۔ اپنی خاص
آدمی غلام۔ موالی اوس زمین پر مقرر فرمائی۔ اسباب و آلات زراعت اونکے حوالہ کئے
اور زمین کو آباد کرایا۔ ان نوکرون غلامونکا خرچ اوسی زمین کی پیداوار پر تہا۔ یہ لوگ
کہیتی مین مصروف ہوتے۔ باغ لگاتے۔ میوہ دار درخت نصب کرتے۔ پانی کیضرورت
ہوتی توکنوئین کہودتے۔ نہرین جاری کرتے۔ غرضکہ ہرطرح آبادی زمین مین مشغول
رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ زمین عرب جو بالکل بے رونق تہی آپکے عہد خلافت مین آپ ہی کے
حسن انتظام وخوبی تدبیر سے خطۂ مازندران وتختۂ کشمیر وکوکن ہوگئی۔ زمینونکی آبادی سے
ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ زراعت کے شغل مین بہت سے آپکے غلام جنگلونمین رہنے لگے
اور وہ ملک ویران جہان مسافر کو ایک قدم چلنا دشوار تہا اور جہان چور۔ لوٹیرے
ڈاکو۔ رہزن۔ آے دان لوٹ مار کیا کرتے تھے بالکل پاک وصاف ہوگیا۔ راہ چلنے
والیکو نہ چور کا کہٹکا رہا نہ رہزن کا اندیشہ۔ انکے علاوہ جانور درندے شیر۔ چیتے
گینڈے قریب قریب ناپید ومعدوم ہوگئے۔ مسافر راہ گیر اونکے خوف سے بہی
محفوظ ہوگئے۔ جابجا مسافرونکے ٹہیرنے کے مقامات۔ اونکے جانورونکے واسطے
دانہ وچارہ کا معقول انتظام۔ جب اس طرح کی سہولت سفر مین ہوگئی تو مسافر اور سوداگر
اطمینان کے ساتہہ سفر کرنے لگے۔ دور دور ملکونکے اسباب مختلف ولایتونکے
سامان۔ تحفہ ونفیس چیزین۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کو۔ ایک ولایت سے
دوسری ولایت کو بآسانی پہونچتی تہین۔ آپکے عہد مبارک مین یہہ دو کام عجیب اور
عامہ خلائق کے مفید ہوے۔ اول زراعت کی ترقی۔ دوم تجارت کی کثرت و فزونی

اس ملک عرب کے اعتبار سے تو یہہ کام آپکی کرامات و خوارق عادات سے ہین۔

جناب رسالتمآب صلعم نے بطریق پیشین گوئی ارشاد فرمایا تھا۔ لا تقوم الساعۃ حتی تعود ارض العرب مروجا وانہارا۔ یعنی قیامت نہ ہوگی تاوقتیکہ زمین عرب مین باغات پر فضا اور نہرین جاری نہ ہوجاوین۔

دوسری حدیث بروایت عدی بن حاتم اس طرح ہے۔ ان طالت بک حیوٰۃ لترین الظعنیۃ تسافر من حیرۃ النعمان الی الکعبۃ لا تخاف احد الا اللہ اے عدی۔ اگر تم زندہ رہوگے تو دیکھ لوگے کہ شتر سوار حیرہ نعمان سے کعبہ تک سفر کریگا اور راہ مین کسیکا ڈر نہوگا صرف خدا سے ڈریگا۔ یہہ زمانہ آپ ہی کا عہد خلافت ہے افزونی خزائن و کثرت مال و ثروت او تکلفات کا عہد عثمانی مین ہونا احادیث مین بطور پیشین گوئی کے آیا ہے اور جناب رسولخداؐ نے نہایت خوشی سے یہہ واقعات ارشاد فرمائے ہین۔

جناب عثمانؓ کو دیکھکر اکثر صحابہ نے بھی زمین آباد کرنیکی طرف توجہ فرمائی چنانچہ جناب علیؓ نے گرد و نواح ینبوع و فدک و زہرہ اور دیگر مقامات مین زمین آباد کر کے آمیتی کی اور حضرت طلحہؓ نے غابہ مین۔ حضرت زبیرؓ نے جرف۔ ذی خشب اور اوسکے اطراف مین یہی کام شروع کیا۔ ماسوی انکے اور صحابہ کرامؓ بھی ادہر متوجہ ہوے۔ رفتہ رفتہ تمام ویران زمین سب بلاد کی خصوصًا زمین حجاز نہایت درجہ آباد و شاداب ہوگئی۔ اگر چند سال اور بھی جناب عثمانؓ کا زمانہ اسی طرح رہتا تو تمام جنگل اور ویرانے نمونہ بہشت شداد سیرگاہ فضلاے شیراز۔ لالہ زار سرزمین ہرات۔ ہوجاتے۔ چپہ چپہ رشک کشمیر بن جاتا۔ ویران وغیر آباد زمین کا آباد کرنا اور کاشت و تردد سے اوسکی تعمیر کرنا امام کی اجازت سے ہر شخص کو جائز ہے۔ خود امام کے حق مین کیون نہ درست ہوگا اور اس زمین کی پیداوار

آمدنی کے حلال وجائز ہونے مین کیا شک وشبہ ہے۔ صحیح روایات سے ثابت اور معتبر کتب تواریخ مین مذکور ہے کہ زمین کی آبادی۔ تعمیر باغات۔ نہرونکی کہدائی مین جو کچہہ صرف ہوتا جناب عثمانؓ اپنے ذاتی مال مین سے خرچ کرتے تہے اور بمضمون ع۔ کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج۔ آپکی آمدنی اور محاصل پیداواری زراعت وغیرہ دن دونی ترقی پر تہے۔ اوہی محاصل زمین سے دوسری زمین غیر آباد آباد دکیجاتی تہی۔ شاذونادر کوئی شخص اہل مدینہ مین ایسا ہوگا جسنے آپکے عہد مین کہیتی نہ کی ہو اور کوئی باغ نہ لگایا ہو

حضرت زید بن ثابتؓ کو بقیہ بیت المال دینا۔ اس قصہ مین بہی جہوٹ سچ باہم ملا دیا ہی اس باب مین صحیح روایت یہ ہے کہ ایک دن جناب عثمان رضنے حکم دیا کہ بیت المال کا روپیہ مساکین اور مستحق اشخاص کو دیا جاوے۔ بموجب حکم آپ کے روپیہ محتاجونکو تقسیم کردیا گیا۔ ایک ہزار درم باقی رہ گئے مگر مستحق کوئی نہ رہا۔ یہ درم آپنے زید بن ثابت رضکے حوالہ کئے اور فرمایا کہ اپنی راے وتجویز سے جسجگہ مناسب سمجہین مسلمانونکے کام مین صرف کرین حضرت زید بن ثابت رضنے وہ روپیہ مسجد نبوی کی مرمت مین خرچ کردیا۔ یہ روایت طبری مین مذکور اور دیگر کتب معتبرۂ اہل سنت مین مسطور ہے۔ معترضین تو اعتراض وطعن پر تلے رہتے ہین جسجگہ آپکے نام کے ساتہہ مال کا ذکر اور اہل قرابت کے دینے کا بیان دیکہہ پایا اور مسلمانونکو انعام واکرام دینا یا مسجد نبوی اور دیگر مقامات متبرکہ کی تعمیر مین صرف کرنا نظر سے گذرا بس جہٹ پٹ چلا اوٹہتے ہین اور پکار پکار کر کہتے ہین کہ یہ سب بیت المال مین سے خرچ کیا گیا۔ بہلا اس بدظنی کا علاج ہی کیا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا قصہ اور جناب عثمانؓ سے اونکی گفتگو۔ یہہ بہی بالکل بے اصل ہے۔ اسکے راوی ابن اسحٰق ہین۔ وہ ایک شخص مجہول الاسم سے جو ابوموسیٰ رضسے

نقل کرتا ہے روایت کرتے ہین - پس روایت مجہول قابل استدلال نہین قطع نظر اس کے ابوموسی اشعری رضکو آپ نے اخیر عہد خلافت مین والی کوفہ کر کے سعید بن العاص کی جگہ پر بہیجا تہا - آپکے عہد مین یہہ کب آے اور کب مال لاے اور کس وقت آپ سے یہہ گفتگو ہوئی ہے - ابوموسی رضا والا بصرہ کے حاکم تہے - انکو بصرہ سے موقوف کر کے عبداللہ بن عامر کو انکی جگہہ بہیجا اور یہہ کسی دوسری جگہہ نہ بہیجے گئے یہانتک کہ اہل کوفہ سعید سے ناراض ہوے اور ابوموسی کی خواہش کی - (تاریخ خمیس وصواعق محرقہ)

طعن سوم درباب اہانت صحابہ کرام رض

حضرت عبداللہ بن مسعود رضا اور حضرت ابی بن کعب رض کا سالانہ عہد فاروقی سے مقرر تہا جناب عثمان رض نے بلاوجہ بند کر دیا - حضرت ابوذر غفاری رض کو مدینہ منورہ سے نکال دیا اور بمقام ربذہ اونکو قیام کا حکم دیا - وہ تا آخر حیات ربذہ مین مقیم رہے اور وہین انتقال کیا - انتقال کیوقت ابوذر رض نے حضرت زبیر رض کو وصیت کی تہی کہ جب مین مرجاؤن تم نماز پڑہانا اور دفن کر دینا مگر جناب عثمان رض کو میرے مرنے کی خبر نہ دنیا نہ اونکی شرکت کا انتظار کرنا - بعد وفات ابوذر رض کے انکے ورثاء کو پانچ برس کی سالانہ تنخواہ جناب عثمان رض نے جب وہ مدینہ مین آپکے پاس آے عطا کی - (خمیس)

جناب عبادہ بن صامت رض نے حضرت معاویہ رض کو امر دین کی بابت نصیحت کی تہی اسلیے آپ عبادہ رض پر خفا ہوے اور سخت عتاب فرمایا - حضرت عبدالرحمن بن عوف رض کو جو آپکی خلافت کے بانی مبانی اور منصرم تہے منافق کہا -

حضرت عمار بن یاسر رض کو اسقدر مارا کہ صدمہ ضرب سے اونکے انثیین ورم کر آے اور وہ

عارضہ فتق مین مبتلا ہوے کعب بن عبدہ نہری کو ایک حق بات کہنے پر لوگو نکے روبرو ذلیل کیا۔

یہہ بزرگوار جلیل القدر صحابی ہین۔ انکی عزت وحرمت اہل سنت کے نزدیک واجب ہے جو شخص ان بزرگو نکی اہانت کرے اوسکی دیانت وتقوی قابل طعن ومحل تشنیع ہی جب اہل سنت کے نزدیک ایسی شخص کی دیانت قابل اعتبار نہ ہوئی تو وہ شخص کب امامت کے لائق ہوگا۔

ان قصو نکی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رض شام مین تھے یہہ اکثر جناب عثمان رض پر اعتراض کیا کرتے اور علانیہ و برملا لوگو نکے سامنے آپکی نسبت عیوب و نقائص قائم کرکے بیان کیا کرتے تھے جناب معاویہ رض نے انکی شکایت دربار خلافت کو لکھی کہ ابوذر رض آپکو لوگو نکی نظر مین حقیر کرتے ہین اور لوگو نکو آپکی اطاعت سے باہر کر رہے ہین۔ اس کا تدارک مناسب جلد فرمایئے۔ جناب عثمان رض نے اسکے جواب مین حضرت معاویہ رض کو لکھا۔ اشخص الی علی مرکب وعر وسائق عنیف۔ ابوذر رض کو ایک ونٹ پر جسکی پیٹھ بالکل ننگی ہو سوار کرو جسکو ایک شخص سختی سے چلاتا جاے اور اس طرح میرے پاس بھیجدو حسب حکم جناب عثمان رض شام سے حضرت معاویہ رض نے اسی ہیئت پر ابوذر رض کو مدینہ منورہ روانہ کیا جب جناب عثمان رض کی خدمت مین پہونچے آپنے اپنے روبرو طلب فرماکر اونپر عتاب کیا اور فرمایا تم لوگو نکو مجھپر کسواسطے شوخ و دلیر کرتے اور میری اطاعت و فرمانبرداری سے نکالتے ہو۔ ابوذر رض نے جواب دیا مین نے جناب رسول خداؐ سے سُنا ہے کہ جب اولاد حکم بن ابی العاص تیس مرد ہوجاوینگے تو وہ لوگ خدا کے مال کو اپنا مال قرار دیکر اوسمین مالکانہ تصرف کرینگے۔ تمام بندگان خدا کو اپنا لونڈی۔ غلام جانینگے

دین اسلام مین حیلہ و مکر سے دخل کرینگے جب اس نوبت کو پہونچین گے اوس وقت خداوند تعالی کا غضب دنیپر نازل ہوگا اور خداوند کریم اپنے بندونکو انکی شرواقت سے خلاص کریگا۔ جناب عثمان رضؓ نے حاضرین صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ صاحبون مین سے کسی نے یہ حدیث جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔

صحابہ کرام رضؓ نے ایک زبان ہو کر کہا۔ یہ حدیث کسی نے نہین سُنی اب جناب عثمانؓ نے حضرت علیؑ کو بلا کر اونسے بھی پوچھا۔ اونہون نے جواب دیا۔ مین نے یہ حدیث تو جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے نہین سنی مگر اور حدیث سنی ہے جو یہ ہے۔ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لھجۃ من ابی ذرؓ۔ یعنی زمین کے اوپر آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہین ہے۔ جناب عثمانؓ نہایت غصہ مین آے اور ابوذرؓ کو حکم دیا کہ اس شہر سے نکل جاو چنانچہ وہ ربذہ مین جا کر مقیم ہوی اور وہین انتقال کیا۔

حضرت عُبادہ بن صامتؓ کا قصہ یہ ہے کہ یہ شام مین تھے۔ لشکر امیر معاویہؓ مین انہون نے دیکھا کہ اونٹونکی قطار جارہی ہے اور اون اونٹونپر شراب مشکونمین بھری لدی ہے۔ عبادہ رضؓ نے پوچھا۔ یہہ کیا ہے۔ لوگون نے جواب دیا۔ یہہ شراب ہے جو جناب معاویہ رضؓ نے فروخت کیواسطے بھیجی ہے۔ عبادہؓ اوٹھے اور چھری لیکر سب مشکون اور پکھالونکو چاک کر دیا۔ شراب زمین پر بہ گئی۔ اسکے بعد عبادہؓ تمام شہر شام کے باشندونسے یہہ ماجرا کہتے پھرے اور جناب عثمان و معاویہؓ کے اس فعل بد کی اطلاع دی۔ جناب معاویہؓ نے انکی شکایت جناب عثمانؓ کو لکھی اور خط مین یہہ بھی لکھا کہ عبادہؓ کو اپنی خدمت مین بلا لیجیے انکے یہان رہنے سے لشکر اور ملک مین فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے

جناب عثمان رضؓ نے عبادہؓ کو اپنے پاس طلب کر کے سخت عتاب کیا اور فرمایا۔ تم ہمارے اور معاویہؓ کے فعل پر کیون انکار کرتے ہو۔ اپنے حاکم اور سردار کی اطاعت واجب نہین جانتے ہو۔ حضرت عبادہ رضؓ نے کہا۔ مین نے جناب رسول خداؐ سے یہہ حدیث سنی ہی لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللّٰہ۔ کسی مخلوق کی اطاعت جس سے نافرمانی خدا لازم آوے درست نہین ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو جب معزول کر کے انکی جگہہ ولید بن عقبہ کو حاکم کوفہ کیا تو ابن مسعودؓ ولید کی تعدی و ظلم دیکھکر نہایت ناخوش ہوے۔ لوگو نمین جناب عثمانؓ کی عیب بیان کرنے لگے اور اونکو مسجد کوفہ مین جمع کر کے آپکی شکایتین کرتی اور عیب سناتی اور وعظ و نصیحت مین یہی کہتے تھے "اے لوگو۔ اگر نیک کام کی ہدایت بُری کام کی ممانعت نہ کروگے تو خداوند تعالیٰ تمپر غصہ ہوگا اور ظالم و بد لوگونکو تمپر مسلط کریگا۔ نیکونکی دعا قبول نہوگی"۔ ابن مسعودؓ کا کوفہ مین یہی معمول رہا۔ اسی اثنا مین ابن مسعودؓ کو خبر پہونچی کہ ابو ذرؓ نکالے گئے۔ بس آپ اور بھی بگڑ گئے مجمع عام مین خطبہ پڑہا اور یہہ آیت پڑہی جسمین جناب عثمانؓ کیجانب اشارہ کیا۔ ثم انتم ھٰؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا من دیارکم۔ ترجمہ۔ پہر تم اے لوگو۔ اپنی جانونکو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو اپنی گہرونسے نکالدیتے ہو۔ ولید نے یہہ قصے ابن مسعودؓ کے جناب عثمانؓ کو لکہہ بہیجے۔ آپنے ابن مسعودؓ کو مدینہ منورہ طلب کیا۔ جب یہہ مسجد مین داخل ہوے جناب عثمانؓ نے ایک حبشی غلام کو حکم کیا کہ ابن مسعودؓ کو خوب مارے۔ غلام نے اونکو ماربیٹ کر مسجد سے نکالدیا۔ قرآن مجید اونسے چہین کر جلا دیا۔ انکو اونہی کے گہر مین قید کیا اور حکم دیا کہ گہر سے باہر نہ نکلنے پاوین۔ اونکا سالانہ چار سال تک بند رکہا یہانتک کہ اسی حالت مین

اونھون نے وفات پائی - وفات کے وقت زبیرؓ کو وصیت کی کہ جنازہ کی نماز خود پڑہاوین
یہ بہی کہا کہ عثمانؓ میرے جنازہ پر نماز نہ پڑہین - اونکی علالت مین جناب عثمانؓ عیادت کو
تشریف لیگئے اور فرمایا - اے ابن مسعودؓ - میرے حق مین خدا سے دعا مغفرت کرو - ابن مسعودؓ
نے کہا - بارخدایا - تو غفور کریم ہے لیکن جب تک عثمانؓ سے میرا بدلہ نہ لے لینا انکا
قصور نہ معاف فرمانا - جب جملہ صحابہ کرامؓ جناب عثمانؓ سے ناراض و بیزار اور آپ کے
معاملات سے دل سے ناخوش ہوے تو عبدالرحمن بن عوفؓ کو جو آپکی خلافت کے مہتم
اور جنکی کمال کوشش اور ہوشیاری سے آپکو خلافت ملی سب نے برا کہنا شروع کیا کہ اچہے
شخص کو خلیفہ کیا جس نے اپنی ضعف رای سے تمام ملک مین فساد و بدنظمی پہیلادی -
عبدالرحمنؓ اپنے کیے پر نادم ہوے اور عذر کیا اور کہا "مین نہین جانتا تہا کہ یہ ایسے
نکلین گے - بیشک میرے انتخاب مین خطا ہوئی - آپ سب صاحبونکو اختیار ہے کہ
چاہے انکو رکہین چاہے خلافت سے معزول کرکے دوسرے لائق شخص کو خلیفہ کرلین"
یہہ مقولہ لوگون نے جناب عثمانؓ تک پہونچا دیا - آپ نے فرمایا - عبدالرحمنؓ منافق ہین
جو چاہتے ہین بلا تکلف کہہ گذرتے ہین - عبدالرحمنؓ کو بہی یہہ کلمہ آپکا پہونچ گیا - اونہون
نے قسم کہائی اور کہا کہ تا زیست عثمانؓ سے بات نہ کرونگا - اسکے بعد عبدالرحمنؓ نے
آپسے ملنا ترک کردیا اور اسی حال مین وفات پائی - اب اگر عبدالرحمنؓ درحقیقت منافق
تہے تو اس صورت مین انکی بیعت جناب عثمانؓ سے صحیح نہوئی اور اگر منافق نہ تہے تو جناب
عثمانؓ انکو نفاق کی تہمت لگانے سے خود فاسق ہوگئے اور فاسق امامت کے قابل نہین -

قصہ عمار بن یاسرؓ کے مارنے کا اس طرح ہے کہ قریب پچاس صحابہؓ کے ایک جلسہ مین جمع
ہوے اور باتفاق سب صاحبونکے ایک خط مین جناب عثمانؓ کی برائیان لکھکر وہ خط

عمارؓ کو دیکر کہا گیا کہ یہہ خط جناب عثمانؓ کو پہونچا دو۔ شائد اپنے عیبوں پر مطلع ہوکر متنبہ ہوں اور آیندہ کو ان برُے کاموں سے باز آئیں۔ اوس خط میں یہہ بھی لکھا تھا۔ اُن بدعات سے آپکو باز رہنا چاہئے ورنہ آپکو معزول کرکے دوسرا خلیفہ مقرر کیا جاویگا۔ عمارؓ یہہ خط لیکر جناب عثمانؓ کی خدمت میں گئے اور خط آپکے ہاتھہ میں دیا۔ آپنے خط پڑھکر زمین پر پھینک دیا۔ عمارؓ نے کہا۔ اس خط کی حقارت نہ کیجئے۔ یہہ صحابہ کرامؓ کا لکھا ہوا ہو اور آپکے پاس بھیجا گیا ہے۔ قسم خدا کی میں براہ نصیحت وخیر خواہی یہہ خط لیکر آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ مجھکو آپکی نسبت بڑا اندیشہ ہے۔

جناب عثمانؓ نے یہہ سنکر کہا کہ تم سراسر جھوٹ بکتے ہو۔ یہہ کہکر اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ عمار کو مارین۔ غلاموں نے اسقدر مار پیٹ کی کہ عمارؓ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے بعد اسکے جناب عثمانؓ نے خود اوٹھکر اسقدر عمارؓ کے پیٹ پر اور زیر ناف لاتیں لگائیں کہ اونکے انثیین ورم کر گئے اور بیچارہ عارضہ فتق میں مبتلا ہوے۔ صدمہ ضرب سے بیہوشی نے وہ غلبہ کیا کہ چار وقت کی نمازونکا وقت گذر گیا لیکن اونکو ہوش نہ آیا۔ جب غشی و بیہوشی سے افاقہ ہوا نمازیں قضا پڑہیں۔ اول جس نے بوجہ مرض فتق کے پائجامہ پہنا یہی عمارؓ ہیں۔ اس واقعہ کی خبر بنو مخزوم عمارؓ کے اہل قرابت کو جب پہونچی سب بگڑ بیٹھے اور کہا۔ اگر عمارؓ اس مرض فتق میں مرگئے تو انکے عوض میں ہم خاندان بنی اُمیّہ میں سے کسی ایک بڑے شخص کو قتل کرینگے۔ اس واقعہ کے بعد عمار بن یاسرؓ خانہ نشین رہے اوس وقت تک کہ جناب مرتضیٰؓ خلیفہ ہوے۔

قصہ کعب بن عبدہ نہدی کا اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت اہل کوفہ نے باتفاق باہمی جناب عثمانؓ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپکی بدعتیں اور برائیاں درج تھیں۔

آخر خط مین یہہ بہی لکہا تہا کہ اگر آپ ان بدعتون سے باز آئین تو بہتر ہے ورنہ ہم لوگ آپکی اطاعت سے علیحدہ ہوجاوینگے۔ آپ کو اطلاع دے دیگئی۔ یہ خط کسی قافلہ والیکو جو مدینہ منورہ جارہا تہا دیدیا۔ کعب بن عبیدہ نے بہی دوسرا خط اسکے علاوہ لکہا جسکے الفاظ بہت سخت تہے۔ یہہ خط بہی اوسی قاصد کے حوالہ کیا گیا۔ نامہ بر نے دونون خط جناب عثمان کیخدمت مین گذرانے آپ کعب بن عبیدہ کا خط پڑہکر نہایت غضبناک ہوے اور سعید بن العاص والی کوفہ کے نام ایک خط لکہا جسکا مضمون یہ تہا۔ کعب بن عبیدہ کو کوفہ سے شہر بدر کرو اور کوہستان کیجانب نکالدو۔ یہ حکم پاکر سعید بن العاص کعب کے گہر گئے۔ اونکے کپڑے اوتار کر بیس کوڑے مارے پہر شہر بدر کردیا اور کوہستان کیطرف بہیجدیا۔

سعید بن العاص نے اشتر نخعی کی بہی اہانت کی اور انکی آبرو خاک مین ملادی۔ یہ قصہ اوپر آچکا ہے واقعات ۳۳ھ مین اعادہ کی ضرورت نہین۔

جواب طعن سوم۔ اجمالی جواب اسکا یہ ہے کہ انمین سے اکثر صحابہؓ بزعم شیعہ واجب القتل تہے اور کچہہ انکی بزرگی وحرمت نہ تہی۔ کیونکہ بقول حضرات شیعہ حدیث پیغمبر خدا کو ان لوگون نے دیدہ و دانستہ مخفی رکہا اور سچی شہادت دبنے سے سکوت کیا اہل بیت خاندان جناب رسولخدا کا حق ظالمونکو مدد وتقویت دیکر تلف کیا۔ ایسے لوگونکے حق مین جناب علی مرتضیٰؓ ضرور کوئی سزا مقرر فرماتے مگر انسے پہلے جناب عثمانؓ نے انکو کسیقدر سزادی۔ انکی اہانت وذلت کی۔ آپ مستحق مدح وثنا ہین۔ آپ پر طعن کیسا۔ اگرچہ ابوذرؓ وعمارؓ اہل شیعہ کے نزدیک اس گروہ مستحق سزا سے مستثنیٰ اور اس جماعت سے علیحدہ ہین اور قابل اخراج واہانت نہین لیکن تقیہ جو انکے ذمہ واجب تہا اور صحیح حدیث سے

ثابت ہے ان دونون نے ترک کیا۔ وہ حدیث یہہ ہے۔ التقیۃ دینی و دین آبائی۔ ترجمہ۔ تقیہ میرا دین اور میرے بزرگ باپ دادا کا مذہب ہے۔ ان دونون نے ایک واجب ترک کیا اور اس باب مین جناب علیؓ کی اقتدا نہ کی۔ انکو لازم تہا کہ تقیہ کر کے جناب عثمانؓ کے جملہ افعال ناشائستہ گوارا کرتے اور خاموش رہتے۔ ان دونون کی بیوفائی بہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ نفسانیت سے جناب عثمانؓ پر انکار کیا اور اون کے مقابلہ کو اوٹہہ کہڑے ہوے۔ آخر الامر نکالے گئے۔ مار کہائی۔ ذلیل ہوی۔ جناب عثمانؓ کے حق مین تو بڑے خیر خواہ بن کر اونکے ناصح مشفق بنے جسکے عوض خوب مرمت انکی ہوئی اور جسوقت ابوبکرؓ کا زمانہ تہا کسیکے منہ سے جناب علیؓ کے حقمین اظہار نص امامت کے بارہ مین ایک کلمہ بہی نہ نکلا سب کے سب منہ بند کیے بیٹھے رہے۔ اتنا بہی کسیکے پہوٹے منہ سے نہ نکلا کہ صاحبو یہ کیا غضب کرتے ہو۔ خلافت کسکا حق ہے اور دیتے کسکو ہو۔ جناب علی مرتضیٰ شیر خدا جناب رسول خداؐ کے چچازاد بہائی اور اونکے داماد کو جو ہر طرح مستحق خلافت ہین محروم کرتے ہو اور غیر شخص کو جو کسیطرح اسکے حقدار نہین خلیفہ بنا رہے ہو۔ اچہا ہوا یہہ بیوفا لوگ اپنی سزا کو پہونچ گئے۔ خوب ہوا جناب عثمانؓ نے انکو مار ذلیل کیا اور نکالدیا۔ جناب عثمانؓ کا خدا بہلا کرے۔ آپنے اچہا کام کیا۔ یہ تو کوئی بات آپ پر طعن و تشنیع کے لائق نہین بلکہ آپ ہر طرح مستحق مدح و ثنا ہین کیونکہ آپنے ابوذرؓ و عمارؓ کو ترک تقیہ اور علانیہ آپسے مقابلہ کرنے پر سزا دی۔

دوسرا جواب یہہ ہے کہ خلافت و امامت کا معاملہ بڑا نازک ہے اسکی حفاظت مین اس قسم کی حرمت و بزرگی کا پاس و لحاظ کرنا اور امر خلافت مین خلل انداز و معارض شخص کی دلیری و گستاخی پر طرح دے جانا مناسب و زیبا نہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ کو بہی

اونکی عہد خلافت مین اسی قسم کے معاملات پیش آے - آپنے حفظ مرتبہ خلافت کا لحاظ
فرمایا اور کچھہ پاس و ادب ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نہ کیا - حضرت
طلحہ و زبیر رض کے ساتھہ جو معزز صحابی اور اسلام مین سابق تھے - کیا برتاو کیا - خصوصاً زبیر رض
جناب رسول خدا ص کے پہوپی زاد بہائی بہی تھے کچھہ اسکا بہی خیال نفرمایا اور خلافت کے
مقابلہ مین اونکو قتل کیا کیونکہ آپکو خلافت کے مرتبہ کا رکہنا ضرور تہا - باوجودیکہ آپ
یقیناً جانتے تھے کہ یہہ تینون صاحب آپکی جان کے خواہان نہین فقط جناب عثمان رض
کے قاتلونکو چاہتے تھے اور طالب قصاص تھے - مگر اسقدر فوج کثیر اور جماعت عظیم کا جدا
ہوجانا خلافت و حکومت کے حق مین باعث خلل تہا - خلیفہ وقت کے احکام مین سستی پیدا ہوتی
تہی لہذا آپ ان صاحبونسے لڑے اور پاس قرابت و صحبت جناب رسول خدا ص کا طلحہ و زبیر کے
حق مین اور لحاظ شرف زوجیت جناب ام المومنین عائشہ رض کا ہرگز نہ فرمایا - یہی وہ ابوموسی
اشعری رض ہین کہ جناب مرتضی رض کے عہد خلافت مین جنہون نے کوفہ کو آپ کی رفاقت و اطاعت سے
روکا - آپ نے اونکو بزور سیاست معزول کرکے اشتر نخعی کو حاکم کوفہ کیا - اشتر کی ہاتہون
ابوموسی رض کا گہر جلکر خاک سیاہ ہوگیا - سارا سامان خانگی لٹ گیا اور جناب علی مرتضی رض
نے ابوموسی رض پر جو کچھہ کیا گیا جائز و روا رکہا - دونون فریق سنی و شیعہ کی کتب تواریخ
موجود ہین اگر کسیکو شک ہو اوٹہا کر دیکھہ لے - اس بیان سے سرمو فرق نہ پائیگا - اس
تقریر سے معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت دوسری مصلحتون پر بالا و مقدم ہے - دوسرے
مصالح جزئیہ اسکے مقابل مین اگر فوت ہوجاوین توچندان پرواہ نہین - ہان مصلحت خلافت
ہاتہہ سے نہ جانے پاوے - جناب عثمان رض نے اگر بنظر مصلحت خلافت صحابہ رسول خدا مین
سے دوچار کو ڈرایا - دہمکایا - اہانت کی تو کیا قیامت ہوگئی - قتل سے تو کمتر درجہ ہے

جناب عائشہ صدیقہ رض کی جو اہانت بعد جنگ جمل کے ہوئی تاریخ دان پر مخفی نہین - یہ قتل و خونریزی گروہ مسلمانان و اہانت ام المومنین رض جناب علی مرتضی رض کی ہی خلافت مین ہوئی (معاذ اللہ) ہم طعن کے طور پر نہین کہتے بلکہ اون واقعات کو جو خلافت مرتضوی مین پیش آے ہین منصف مزاج اور انصاف پرست کے روبرو پیش کرتے ہین -

طعن سوم کا یہ جواب تو حسب مذاق شیعہ ہے - اہل سنت وجماعت نے بطور خود روایات صحیحہ سے جو تحقیق کیا ہے وہ جواب وہ ہی جو ہم بحث فضائل مین لکھہ آے ہین کہ جناب عثمان کو اپنے مظلوم شہید ہونے کا علم الیقینی حاصل تہا اور اس واقعہ خاص مین قطعی احادیث اور آنحضرت صلعم کی وصیتین جناب عثمان رض کے پاس موجود تہین اور آپ اون وصایا پر قائم رہے جب آپنے دیکہا کہ بعض صحابہ بہی جماعت منافقین ومخالفین کے ساتہہ خلع ونزع خلافت مین ایک زبان ہین تو آپنے چاہا کہ یہہ فتنہ حتی الامکان فرو ہو - اون صحابہ کو کسیقدر چشم نمائی کی تاکہ شرکت صحابہ رض سے فتنہ قوی نہ ہوجاے اور بدمعاش - کمینے - فتنہ پرداز صحابہ کی شرکت اور مدد سے قوی بازو نہ ہوجائین اور آپ کو خاموش رہنا بہی زیبا نہ تہا کیونکہ آنیوالی بلا ومصیبت کے دفع کرنیکو حیلے او رتدابیر کرنا کچہہ توکل ورضا وتسلیم کی منافی نہین بلکہ ہر شخص کا فرض منصبی ہے کہ حتی الامکان اپنی جان کی حفاظت مین غفلت نہ کرے علاوہ اسکے بر بنای مذہب اہل سنت وجماعت گناہو نسے پاک و معصوم ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہی انکے نزدیک صحابہ معصوم نہین - شرف صحبت نبوی ہونا اور چیز ہی عصمت اور چیز - اسیواسطے بعض صحابہ سے بہی بہ تقاضای بشریت وباغوای شیطانی کبیرہ گناہ صادر ہوے اور اوسکی حد شرعی بہی اونپر قائم کی گئی چنانچہ جناب علی مرتضی رض اور حضرات شیخین رض نے بعضے صحابہ کو حد لگائی ہے - قصہ ابو شحمہ مشہور ہی اور جناب فاروق رض کا

حد زنا اونپر قایم کرنا معلوم - خود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین حضور اقدس نے مسطحؓ صحابی اہل بدر حسان بن ثابتؓ پر مقدمہ تہمت جناب عائشہ صدیقہ مین حد تہمت جاری کی - کعب بن مالکؓ - مرارہ بن ربیعؓ - ہلال بن امیہؓ - ان صحابہ مین سے دو صاحب غزوہ بدر مین شریک ہوے ہین - ان تینون صاحبونکو غزوہ تبوک سے غیر حاضری کی سزا مین پچاس روز تک شہر او راونکے گھر بار سے نکال دیا اور وہ بیچارے جنگل پہاڑون مین روتے پہرتے تھے جنکا قصہ قرآن مجید مین موجود ہے - آنحضرت صلعم نے ماعزؓ اسلمی کو حد زنا مین سنگسار فرمایا - علاوہ انکے اکثر اشخاص کو تعزیر دی اور بعضونپر حد شراب پینے کی جاری فرمائی ہر شخص کو تعزیر و سزا اوسکے منصب و رمرتبہ کے لحاظ سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت عثمانؓ نے بہی چند اصحاب کو صرف زبانی تنبیہ کی چشم نمائی فرمائی تاکہ منافقین اور بدمعاشونکے ساتھہ سے پرہیز کرین اور اونکے ساتھہ بلوہ مین شریک نہون - الحمد للہ کہ آپکی یہ تنبیہ کام کر گئی صحابہ کرام مین سے ایک بہی بلوہ مین شریک اور آپکے قتل مین آلودہ دامن نہ ہوا - صرف آپکی شہادت مین وہی لوگ شریک تھے جو شریر اور بدمعاش اوباش کے لقب سے مشہور و معروف تھے چونکہ جناب عثمانؓ زبان مبارک جناب رسالتمآب صلعم سے اپنی شہادت کی خبر سُن چکے تھے اور یقین کامل تہا کہ درجہ شہادت پر فائز ہونگے لہذا آپ راضی برضای مولی رہے اور اس گروہ کو اپنے سے بالکلیہ دفع نہ کرکے نہایت جوانمردی سے صبر و شکر کے ساتھہ جان خدای جان آفرین کے حوالہ کی - اسیواسطے آپنے جن لوگون کو گوشمالی دی اور چشم نمائی کی اور اونکے حرکات نامناسب کی سزا دی بعد مین اون لوگونسے عذرخواہی کی اور معافی چاہی - اگر نظر تعمق اور چشم بصیرت سے غور کرکے دیکھا جاے تو جناب عثمانؓ کا حال بعینہ جناب علی مرتضیٰؓ کا سا حال ہے بال برابر فرق نہین

اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو آپ کی کیفیت قدم بقدم جناب علی مرتضیٰ ؓ ہی۔ جناب
رسول خدا ؐ نے جناب شیر خدا ؓ سے ارشاد فرمایا۔ اُے علی ؓ۔ میرے بعد میری امت تم پر
اتفاق نہ کریگی اور تمکو لڑائیان پیش آوینگی اور عہد شکن۔ ظالمون۔ دین سے نکل جانے
والون سے لڑو گے چنانچہ جسوقت امیر المومنین حیدر کرار صاحب ذوالفقار مسند خلافت پر متمکن
ہوے آپنے حتی الامکان دفعیہ فتنہ وفساد۔ مخالفین کی درانداز ی وشرارت مین کوشش
کی اور حضرات طلحہ۔ زبیر۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ۔ ابو موسیٰ اشعری رضوان اللہ علیہم اور
دیگر صحابہ کرام ؓ آپکے خلاف ہوکر جنگ وجدال وقتل وقتال پر مستعد ہوے مگر آپنے کچھہ پرواہ
نہ کی چنانچہ ان صاحبون سے معرکہ ہاے عظیم پیش آے اور مسلمانون مین بازار کشت وخون
گرم ہوا لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا تقدیر موافق تدبیر کے نہ پلٹی۔ امور خلافت انتظام پذیر نہوے
پس جس صورت مین جناب رسول خدا ؐ کا فرمانا ان دونون بزرگون کے حقمین یقینی وقطعی
تہا اور مقدرات الٰہی پیش آنے والے تہے تو ایسے وقت صحبت نبوی کا ادب اور قرابت
ورشتہ داری کا لحاظ رکھکر آنحضرت صلعم کے حکم کو فوت کرنیکا کون موقع اور کسطرح گنجائش
تہی مثل مشہور ہے۔ الامر فوق الادب۔ تعمیل حکم مین ادب کا لحاظ نہین ہوتا۔
" یہ جواب تو طعن سوم کا اجمالی تہا اب تفصیل وار ہر ایک اعتراض کا جواب ملاحظہ ہو۔
مطاعن مین جو کچھہ قصے ہم لکھہ آے ہین یہہ سب یار لوگونکے گڑہے اور بناے ہوے
ہین محض انکی اختراع اور افترا پردازی ہے۔ کتب معتبرہ تواریخ مین ان قصونکا کہین نام و
نشان نہین۔ ہم ہر ایک صحابی کا قصہ جو دراصل پیش آیا اور کتب تواریخ مین مذکور ہے بہ
کم وکاست نقل کرتے ہین جسکے دیکھنے سے خود بخود اعتراضات دفع ہوجاوینگے۔
قصہ اخراج ابوذر حسب روایت ابن سیرین ؒ ودیگر ثقات تابعین اس طرح ہے کہ ابوذر ؓ

دراصل کہرے وتند مزاج تہے انکی طبیعت مین سختی ۔ زبان مین درشتی ۔ سخت کلامی کی عادت تہی ۔ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلعم کے حضور مین حضرت بلال رضؓ موذن سے الجہہ پڑے ۔ اونکی مان کا نام لیکر اونپر کچہہ طعن کی آنحضرت صلعم نے ابو ذر رضؓ کو اس زبان درازی پر جہڑک دیا اور فرمایا ۔ اعیرتہ یا مہ انک امرء فیک جاہلیۃ ۔ تم نے بلال کو اونکی مان کے نام سے شرمندہ کیا تم مین ابہی تک جاہلیت کی بو باقی ہے ۔ عہد نبوی کے بعد یہہ شام کے لشکر مین چلے گئے اور یہان اقامت اختیار کی ۔ جسوقت عہد عثمانی مین دولت وثروت ومال وحشمت اہل اسلام کے ہاتہہ آئی اور جملہ مہاجرین وانصار کے پاس لاکہون روپیہ ہوگیا تو ابو ذر رضؓ نے سب مالدارونکے حق مین زبان درازی اور طعن وتشنیع شروع کر دی ۔ سب سے اول جناب معاویہ رضؓ سے گفتگو اور مباحثہ کیا جسکا ذکر اوپر آچکا ہی اور بالآخر ربذہ مین جاکر مقیم ہوے اور تا زندگی جناب عثمان کے مطیع وفرمانبردار رہے ۔ ننگی پیٹہ کے اونٹ پر سوار کر کے تشہیر کرنا بالکل من گہڑت ہے جو اصل قصہ حضرت ابو ذر کا تہا وہ صفحہ ۲۵۲ مین گذر چکا اہل فساد براہ بغض وعناد واقعی قصہ کو تحریف کر کے ایک کا سر دوسری کی دم ملا کر نئی صورت تراش لیتے ہین اور اس خیالی پیکر اور وہمی تصویر کو جو روح تحقق ووقوع سے بالکل خالی ہے اپنا معبود مسجود بنا لیتے ہین اتعبدون ما تنحتون ۔ کیا تم اون کی عبادت کرتے ہو جنکو خود اپنے ہاتہون سے تراش لیتے ہو ۔ انکے حسب حال ہے ۔

قصہ حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کا تو بالکل غلط اور انکی جودت طبع کا تراشا ہوا سراسر افترا وبہتان ہے ۔ نہ اونکی شکایت جناب معاویہ رضؓ نے لکہی نہ انکو جناب عثمان رضؓ نے مدینہ منورہ طلب فرمایا ۔ کسی تاریخ مین اس قصہ کا ذکر نہین ۔ البتہ تواریخ معتبرہ مین عبادہ رضؓ کا قصہ اسطرح مذکور ہے کہ جب امیر معاویہ رضؓ نے جانب جزیرہ قبرس لشکر کشی کی ہے تو عبادہ بن صامت رضؓ

بھی انکے ساتھ تھے۔ اس غزوہ کی فضیلت اور اسمین جو شریک ہوکر لڑے اوس کے واسطے وعدہ مغفرت جناب رسول خدا کی زبان مبارک سے خود حضرت عبادہؓ اور انکی بیوی ام حرامؓ بنت ملحان نے سنا تھا چنانچہ یہ دونون میان بیوی اس بحری غزوہ مین تھے۔ جب یہہ جزیرہ فتح ہوا اور بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ آیا جناب معاویہؓ نے ایک خمس جدا کرکے مدینہ منورہ بھیجدیا اور باقی اہل لشکر کو تقسیم کرنے بیٹھے۔ چند صحابہؓ علیحدہ بیٹھہ گئے تاکہ تقسیم کو دیکھین کہ مطابق سنت نبوی ہوتی ہے یا نہین۔ اس جماعت مین یہ اصحاب تھے۔ عبادہ بن صامت۔ شداد بن اوس فہری۔ ابو الدرداء۔ واثلہ بن اسقع ابو امامہ باہلی۔ عبداللہ بن بشر مازنی۔ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین۔ اسی حالت مین دو شخص اہل لشکر مین سے دو نفیس خچر لیجاتے ہوے نظر آے۔ عبادہ بن صامتؓ نے اونسے پوچھا کہ ان خچرونکو کہان لئے جاتے ہو اور یہ کس کام کے ہین۔ سپاہیون نے کہا کہ امیر معاویہؓ نے ہمکو بخش دیے ہین۔ ہم انپر سوار ہوکر حج کو جاوینگے۔ حضرت عبادہ نے فرمایا کہ انکا لینا تمکو حلال نہین ہے اور جناب معاویہؓ کو انکا دینا بھی درست نہین۔ وہ دونون سپاہی خچرونکو امیر معاویہؓ کی خدمت مین واپس لیگئے اور کہا۔ عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہین کہ یہ خچر لینا ہمکو درست نہین۔ ہم کیونکر لین اور حج کسطرح ادا کرین۔ جناب معاویہؓ نے عبادہؓ کو اپنے حضور مین طلب فرمایا اور صورت مسئلہ دریافت کی۔ عبادہؓ نے جواب دیا مین نے جناب رسول خداؐ سے بروز غزوہ حنین یہ حدیث سنی ہے۔ اصحاب کبارؓ آپسے درباب مال غنیمت گفتگو کررہے تھے۔ آپنے اونٹ کی پشم لیکر فرمایا جو کچھہ خداوند تعالے نے تم لوگونکو اموال غنیمت سے عطا فرمایا ہے اوسمین بجز خمس کے میرا حق اس پشم کی برابر بھی نہین ہے اور وہ خمس بھی تم ہی لوگونکو واپس کردونگا۔ اے معاویہؓ خدا سے ڈرو۔

مال غنیمت بطور مسنون اوسکے طریق پر تقسیم کرو اور کسیکو اونکے حق سے زیادہ نہ دو۔ جناب معاویہؓ نے فرمایا۔ آپ اس مال کو بطور خود تقسیم کردین اور مجھکو اس بار عظیم سے سبکدوش فرمائین۔ آپکا بڑا احسان مجھپر ہوگا۔ یہہ کہکر جناب معاویہؓ اوٹھہ کھڑے ہوے اور عبادہ بن صامتؓ کو مہتمم تقسیم مال کردیا۔ ابوامامہؓ اور ابوالدرداءؓ انکے مددگار و شریک ہوے۔ تا آخر خلافت عثمانی یہہ صاحب اس کام پر مامور رہے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ملک شام مین وفات پائی۔ بیت المقدس مین انکا مدفن ہے۔ وہ تاحیات جناب معاویہؓ سے علیحدہ نہین ہوی اور مدینہ منورہ مین بہی نہ آے۔ یہان سے معلوم ہوگیا کہ انکا قصہ مذکورہ بالا سرتاپا غلط ہی

حضرت ابن مسعودؓ کی ناراضی کی وجہ جو بیان کی گئی ہے وہ بہی غلط اور بہتان ہے۔ معتبر کتب تواریخ مین کہین اسکا نام و نشان نہین۔

صحیح اس باب مین یہہ ہے کہ جب جناب عثمانؓ نے لوگونکو قرآن شریف مین مختلف پایا اور اس درجہ اختلاف نظر آیا کہ اکثر عوام وہ الفاظ جو دراصل قرآن شریف کے الفاظ نہ تھے پڑہتے تھے اور جب کوئی اونپر اعتراض کرتا تو اختلاف قرآت کا حیلہ کرتے تھے۔ حذیفہ بن یمانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے جن مین جناب علی مرتضیٰؓ بہی شریک ہین آپنے چاہا کہ جملہ اہل اسلام عرب و عجم کے باشندے ایک قرآن پر متفق ہوجاوین اور سب کا قرآن ایک ہی الفاظ متفقہ پر ہوجاے۔ کوئی اس سے خلاف نہ کرے چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا سب صحابہؓ تو آپکے قرآن شریف سے راضی اور خوش ہوے صرف عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ نے اپنے قرآنونمین جو شاذ قرآتین لکہی تہین اور بعضی عبارتین دعاے قنوت کی اور بعض مضامین تفسیر آیات کی جو قرآن شریف پڑہتے وقت جناب رسول خدا نے معانی بیان فرماے تھے یہہ بہی ان صاحبون نے لکہہ لئے تھے اور سبکو قرآن شریف سمجھتے تھے انکے نکالنے سے

ان دونون نے انکار کیا چونکہ ان الفاظ دعائیہ یا تفسیر آیات کو قرآن شریف مین رکھنے سے
دین مین آیندہ فتنہ عظیم پیدا ہوتا اور جس غرض سے جناب عثمان رضہ نے کوشش کی تھی وہ غرض
نہ حاصل ہوتی لہذا ان دونون صاحبونکے قرآن بحیثیت مذکورہ باقی رکھنا خلاف مصلحت
اور مقام اندیشہ فساد تھا اور نفس قرآن شریف مین اختلاف واقع ہوتا اور آگے چلکر کسی
زمانہ مین قباحتین بے شمار پیدا ہوجاتین۔ اسلیے جناب عثمان رضہ نے ان دونون سے انکی
قرآن لینے چاہے۔ آپکے غلامونسے اور انسے حجت و تکرار ہوئی اور ابن مسعود رضہ کو غلامونکے
ہاتھ سے اس چھینا جھپٹی مین صدمہ پہونچا اور کچھ چوٹ بھی آگئی۔ ابی بن کعب رضہ نے بلا مزاحمت
اپنا قرآن شریف حوالہ کردیا۔ ان سے کسیطرح کے تھتک کی نوبت نہ پہونچی اور نہ بعد مین انکو
کوئی کدورت آپسے رہی۔ البتہ ابن مسعود رضہ ناراض ہوگیے اور جناب عثمان رضہ سے رنجش رکھی
اسکے بعد آپنے ابن مسعود رضہ سے عذر خواہی کی اور انکو راضی کرنا چاہا۔ اگر ابن مسعود رضہ آپسے راضی
نہ ہوے تو جناب عثمان رضہ کا کیا قصور ہے اور آپ کو ملامت کرنا محض زبردستی ہے۔ البتہ
ابن مسعود رضہ نے جناب عثمان رضہ کی عذر خواہی پر توجہ نہ کی اور آپسے راضی نہ ہوے یہ انکی زیادتی
تھی جسوقت ابن مسعود رضہ بیمار ہوے جناب عثمان رضہ اونکے گھر تشریف لیگئے اور اونسے اپنا
قصور معاف کرنیکی درخواست کی اور جو کچھ انکا وظیفہ مقرر تھا وہ بھی انکے سامنے رکھہ دیا
مگر ابن مسعود رضہ ناراض ہی رہے اور کہا۔ مین یہ آپکا عطیہ نہین لیتا۔ جب مین محتاج تھا اوسوقت
تو دیا نہین اب مرتے وقت جبکہ مین اس جہان کی مال و دولت سے غنی ہون اور سفر آخرت
درپیش ہے آپ مجھکو میرا وظیفہ دیتے ہین اب لیکر کیا کرونگا۔ جناب ذی النورین نے فرمایا کہ
اے ابن مسعود آپ یہہ روپیہ قبول فرمادین اور اپنی صاحبزادیونکے حوالہ کرین۔ اونکے کام
آویگا۔ حضرت ابن مسعود رضہ نے کہا۔ مین نے اپنی لڑکیونکو ہر شب سورہ واقعہ پڑھنے کی تعلیم

کی ہے۔جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے اس سورت کی فضیلت اور اسکے پڑہنے کا
ثواب مین نے سنا ہے۔حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ واقعہ پڑہتا رہیگا
کبھی فاقہ مین مبتلا نہ ہوگا۔جناب عثمانؓ انکے پاس سے اوٹھکر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ
کے پاس تشریف لیگئے اور اونسے استدعا کی کہ ابن مسعودؓ کو آپکی جانب سے راضی کرادین چنانچہ
جناب ام حبیبہؓ نے آپکی بابت ابن مسعودؓ سے چند بار کہلا بہیجا۔اسکے بعد دوبارہ آپ ابن مسعودؓ
کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے عبداللہ۔آپ بہی حضرت یوسف علیہ السلام کیطرح
جو کلمات اونہون نے اپنے بہائیونکے حق مین فرمائے تہے میرے حق مین ارشاد فرمائین۔
لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔آج تم پر کچہہ ملامت
نہین اللہ تمہاری مغفرت فرمائے وہ تمام رحم کرنیوالون مین بڑا رحیم ہے۔مگر اسکا بہی جواب
ابن مسعودؓ نے کچہہ نہ دیا اور خاموش رہے۔پس جناب عثمانؓ کی طرف سے ابن مسعودؓ کے
راضی کرنے اور اپنا قصور معاف کرانے مین کوئی کمی وکوتاہی نہ ہوئی۔آپنے اس مین
انتہاے درجہ تک کوشش کی اور بری الذمہ ہوگئے۔اب آپ پر بالکل الزام نہ رہا۔بالفرض
آپکی خطا بہی تہی تو آپنے ابن مسعودؓ کے سامنے اعتراف قصور کیا اور معافی چاہی۔توبہ واستغفار
کیا بلکہ ایسے شخص کے روبرو عذر گناہ کیا جس نے قبول نہ کیا حالانکہ خدا نے رحیم فرمایا ہے
انہ یقبل التوبۃ عن عبادہ۔آپکے اس فعل مین لوگونکو ترغیب دینا بہی مقصود تہا کہ
اسی طرح کسی کی خطا اور قصور اگر سرزد ہو تو معاف کرانا چاہیے۔ایک روایت سے یہہ بہی
ثابت ہے کہ ابن مسعودؓ نے آپکا قصور معاف کردیا اور آپ سے راضی ہوگئے۔شقیق بن سلمہ بن
سعید جو ابن مسعود کے دوست ہین کہتے ہین کہ مین ابن مسعودؓ کی عیادت کو اونکے مرض موت
مین گیا۔اونکے پاس چند لوگ بیٹہے تہے جو حضرت عثمانؓ کی شان مین کچہہ کہہ رہے تہے

اونہون نے سنکر کہا۔خبردار۔جناب عثمان کے قتل کا ارادہ نہ کرنا۔اگر تم اونکو مار ڈالوگے تو اونکا مثل دوسرا نہ پاؤگے۔ (خمیس و تحفہ)

اس قول سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ کو جناب عثمانؓ سے جو رنج و کدورت تھی وہ اس قسم کی شکر رنجی تھی جو آپس مین بہائیون اور برابر والونمین ہوجایا کرتی ہے نہ یہہ کہ ابن مسعود آپکی خلافت کے منکر ہون یا آپکی بے لیاقتی کے قائل تھے۔اس قسم کا باہمی ملال اکثر ہوہی جاتا ہے خصوصًا سیاست و انتظام ملکی مین تو اس سے چارہ ہی نہین اگر اس خفیف بات کو جس سے کسی فرد بشر کو مفر نہین طعن مین شمار کرین تو معترضین کو بڑی مشکل پیش آویگی اور اونکو بہاگنے کی بہی راہ نہ ملیگی۔جناب علی مرتضیٰؓ نے اپنے حقیقی بہائی عقیلؓ کو چہوڑ دیا۔اونکا وظیفہ بند کردیا اور اسقدر تنگ کیا کہ وہ بعد جنگ صفین کے حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

ابو ایوب انصاریؓ کو جو جلیل القدر صحابی ہین معزول فرمایا۔اونپر سختی کی۔اونسی کلام ترک کیا۔اونکا وظیفہ مقررہ موقوف فرمایا۔یہانتک نوبت پہونچی کہ ابو ایوبؓ تنگ آکر مدینہ منورہ چہوڑ ملک شام مین جناب معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔حضرت عقیل اور ابو ایوبؓ ابوذر اور ابن مسعودؓ سے مرتبہ مین کچہہ کم نہین۔اگر جناب عثمانؓ مورد طعن ہین تو جناب علی مرتضیٰؓ بہی اسمین آپکے شریک حال ہین۔الحفیظ والامان۔خدا کی پناہ۔جناب رسولخدا کے داماد ونکو طعن کے ساتہہ یاد کرنا یا یہہ خیال بد دل مین لانا مردمومن کی شان سے دور ہے۔یہ فہم کا قصور ہے جو ایسے امور کو منجملہ اسباب طعن تصور کرے ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔ان حضرات کو اس سے مطلب نہین کہ بات کیا ہے اور ہم کس کو کہہ رہے ہین۔تعصب اور بغض بیجا اس درجہ غالب آگیا ہے کہ اپنی بہی خبر نہ رہی۔حضرات

شیخین تو بزعم انکے غاصب ظالم وجابر ہین۔ آپ کی عداوت نے اوہی بو کہلا دیا۔ داما دون تک کو نہ چہوڑا۔ اونپر بہی بوچہار شروع کردی۔ یہہ انکی ہنسی دل لگی ہے۔

گالیان صاحب دیتی دیتے		زبان بگڑی تو بگڑی تہی خبر لیجے دہن بگڑا
لگے منہ بہی چڑانے		

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ والا قصہ بہی بے اصل ہے۔ انہون نے تو سب صحابہ کرام سے قبل بعیت جناب عثمان رض راے لیکر اور سب کو آپ پر متفق پاکر آپکی خلافت مناسب سمجہکر بعیت کی تہی۔ اگر بالفرض بعد کو نادم ہوتے تو ضرور تصریح کے ساتہہ کہہ دیتے اور جبکہ بقول اہل شیعہ معززین صحابہ آپکی خلافت سے خوش نہ تہے تو اسوقت عبدالرحمن کو کسکا ڈر تہا حق بات ظاہر کہنے مین کبہی دریغ نہ کرتے۔ لوگ تو انکے تابع تہے کُھلم کُھلاَ جناب عثمان رض کو خلافت سے علیحدہ کرکے اپنی مرضی کے موافق دوسرے کو خلیفہ بنا لیتے نفاق یا تقیہ کی تہمت حضرت عبدالرحمن رض کی نسبت قائم کرنا سراسر جہالت وعداوت ہے جناب عبدالرحمن رض جلیل القدر صحابی ہین۔ انکو جنت کی بشارت ہے ان دونون صاحبونکے بارہ مین اسقدر ضرور صحیح طور سے ثابت ہوا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان رض اور جناب عبدالرحمن بن عوف رض کے درمیان بہائی چارہ کرا دیا تہا اس وجہ سے عبدالرحمن رض جناب عثمان رض سے اکثر مذاق و دل لگی کیا کرتے تہے چونکہ آپکے مزاج مین حیا و شرم غالب تہی ایک روز آپنے تنگ ہوکر فرمایا۔ اے ابن عوف رض مجہکو خوف ہی کہ تم میرے خون سے بہی دل لگی کروگے (یعنی ہنسی مذاق مین میرا خون کرو) یہہ کوئی بات موجب طعن وتشنیع نہین اس قسم کی گفتگو تو اکثر یارون۔ دوستون۔ ہمصحبتون مین ہوا ہی کرتی ہے۔ اسکا اثر کسی طرف دل مین نہین رہتا۔ اگر فوری رنجش یا ادنیٰ کدورت ہوئی تو ایک لحظہ کے بعد دفع ہوجاتی ہے۔ جناب علی مرتضیٰ رض سے بہی اس قسم کا مزاح اور خوش طبعی اکثر لوگون سے

ہوا کرتا تہا چنانچہ دارقطنی بروایت زیاد بن عبداللہ نخعی روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ کوفہ کی
جامع مسجد مین جناب علی رضہ کے پاس بیٹھے ہوے تہے کہ آپکے پاس مؤذن نے آکر کہا۔ اے
امیر المومنین۔ نماز عصر تیار ہے۔ آپنے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ مؤذن بیٹھ گیا۔ پہر دوبارہ آپسے نماز کے
واسطے کہا۔ آپنے فرمایا۔ یہہ کتا ہمکو طریق سنت کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکھیے۔ آپکا یہ فقرہ نداقیہ تہا
حضرت عمار رض کا قصہ جس طرح یہہ لوگ نقل کرتے ہین بالکل غلط ہے۔ موافق روایات
صحیحہ کے وہ قصہ اس طرح ہے کہ ایک روز عمار رض اور سعد بن ابی وقاص رض مسجد نبوی مین آئے اور
ایک شخص کی معرفت جناب عثمان رض کی خدمت مین اطلاع دی کہ ہم مسجد مین ہین آپ سے کچھ باتین
آپ ہی کے متعلق اور آپکی شکایت کے بابت کرنی ہین۔ آپ تہوڑی دیر کے واسطے تشریف
لائین۔ جناب عثمان رض نے اپنے غلام کی زبانی جواب کہلا بہیجا۔ آج مجھکو ضروری کام درپیش
ہین اسوقت آپسے نہین مل سکتا۔ فلان روز آپ آئین اطمینان سے آپکی باتین سنونگا اور جو
آپکو کہنا ہو کہہ لیجیے گا۔ حضرت سعد رض تو یہہ جواب پاکر چل دیئے مگر عمار رض نے دوبارہ آدمی بہیجکر
درخواست کی کہ آج ہی آیئے۔ آپنے وہی عذر سابق کیا۔ عمار رض نے پہر آدمی بہیجا۔ آپنے پہر عذر
کیا۔ آپکے غلامون نے عمار کو مار پیٹ کر مسجد سے کہینچکر باہر کر دیا اور کہا۔ اذن لینے کی حد
شرع مین تین ہے تم شرعی حد سے بڑہ گئے لہذا تمہاری تعزیر ضرور ہوئی۔ جناب عثمان رض یہہ
حال سنکر دوڑتے ہوے مسجد مین تشریف لائے اور عمار رض کو بلوا کر آپنے قسم کہائی اور فرمایا۔
"میرے کہنے سے یہ کام نہین ہوا ہے۔ آپ میری جانب سے کدورت نہ رکہیے گا" پہر آپنے غلام کو
جس نے مارا تہا خوب تنبیہہ کی بعد اسکے آپنے عمار رض کی طرف اپنا ہاتہ دراز کرکے فرمایا۔ لو مین
حاضر ہون اپنا بدلہ مجھسے لے لو حضرت عمار رض نے آپکے ہاتہ کو بوسہ دیا اور راضی ہو کر واپس
گئے اور پہر کسی طرح آپسے رنجش نہ رکہی بلکہ عمار رض اون لوگونکے شریک تہے جو آپکے محاصرین کو

روکتے اور فتنہ و فساد سے منع کرتے تھے جب لوگون نے جناب عثمانؓ پر پانی بند کر دیا تو عمارؓ نے اوس مجمع مین آکر باواز بلند کہا "سبحان اللہ جس شخص نے چاہ رومہ خرید کر راہ خدا مین وقف کر دیا ہوا وسی پر تم لوگون نے آج پانی بند کر دیا ہے" پہر جناب علیؓ کے پاس دوڑے گئے اور ان ہی دونون کی کوشش سے ایک پکہال پانی جناب عثمانؓ کے پاس پہونچایا گیا۔ دیکہو جناب عمارؓ کی محبت اور عقیدت۔ انکے نسبت اس قسم کی باتین تراش کر جناب عثمانؓ پر طعن کرنا۔ یہہ تو وہی مثل ہے کہ مدعی و مدعا علیہ تو راضی ہین مگر قاضی صاحب راضی نہین ہوتے۔

کعب بن عبدہ نہدیؓ کا قصہ ناتمام چہوڑا آدہا ذکر کر کے اعتراض جڑ دیا اور باقی قصہ رہنے دیا۔ انکا باقی قصہ یہہ ہے کہ جب جناب عثمانؓ کو کعبؓ کی مار کی خبر پہونچی آپ نے سعید بن العاص کو اس تشدد پر نہایت ملامت لکہی اور یہہ حکم دیا کہ کعبؓ کو بحرمت و عزت تمام میرے پاس روانہ کرو جسوقت کعبؓ آپکی خدمت مین پہونچے آپ نے فرمایا۔ اے کعب تمنے سختی سے مجہکو خط لکہا۔ اوسمین الفاظ نہایت کریہ و نامناسب تہے۔ مشورہ دینے کا طریق اور نصیحت کا انداز یہہ نہین ہے۔ اپنے مسلمان بہائی کو اس طرح نہین لکہتے نہ اوسکو ایسے الفاظ مین نصیحت کرتے ہین بلکہ نصیحت نرمی و سہولت کے لفظون مین لکہنا چاہیئے تہی نہ درشتی و سختی سے۔ علی الخصوص اپنے رئیسون۔ اماموں اور خلیفہ وقت کو۔ دیکہو۔ فرعون جو قطعاً بدبخت و کافر تہا خداوند تعالیٰ نے اوسکے حق مین اپنے اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو ادب تعلیم فرمایا اور ارشاد کیا۔ فقولا لہٗ قولاً لینا۔ فرعون سے نرمی کے ساتہہ گفتگو کرنا۔ مین نے سعید بن العاص کو تمہارے مارنے پیٹنے کو ہرگز نہین لکہا۔ صرف اسقدر لکہا تہا کہ شہر بدر کر دو۔ اونہون نے اپنی طرف سے بلا اجازت میرے تم پر یہہ سختی کی۔ اب مین اپنے بدن سے کرتا اوتارتا ہون اور چابک لاتا ہون تم مجہسے اپنا بدلہ لے لو

کعبؓ نے عرض کیا کہ جب آپ اس درجہ انصاف فرماتے ہین تو مین نے بہی اپنے حق سے
درگذر کی۔ درحقیقت مجہسے ہی خطا ہوئی آپکو سخت و درشت الفاظ لکہے جو کسی طرح مجہکو
زیبا نہ تہا۔ اسکے بعد کعبؓ آپکی خدمت مین رہے اور آپکے خاص مصاحبون مین ہو گئے۔
اللہ اللہ۔ جناب عثمانؓ کا حلم و تواضع عجز و انکساری۔ خدا ترسی۔ خلیفۂ وقت ہوکر ادنی
سی بات پر پہر اوس شخص کے سامنے جو آپکے مرتبہ و عزت کا خیال نہ کرکے گستاخانہ الفاظ
لکہے۔ اپنی ندامت ظاہر کرنا اور بدلہ دینے پر راضی ہونا۔ اوس سے بعاجزی و خوشامد
خواستگار عفو تقصیر ہونا۔ ادہر آپکی تو یہہ بزرگی اور یہہ حال ادہر طاعنین بداعمال کی
زبان درازیان۔ خداوندا! توہی دانا و بینا ہے اور توہی منتقم حقیقی ہے۔ ایسے پاک نفس
بزرگ کی نسبت تو اسلام کا مدعی کوئی کلمہ سوء ادبی کا نکالنے کی جرأت نہ کریگا مگر شاباش
اون حضرات کو جو بے محابا کیا کیا کچہہ افتراپردازی کرتے ہین اور پہر اسلام کا دعوی۔
مالک اشتر کا قصہ البتہ صحیح ہے۔ اوسکا جواب یہہ ہے کہ اشتر نہ صحابی تہے نہ صحابی زادہ
بلکہ کوفہ کے ایک بدمعاش چہٹے ہوے لُفنگے گنڈے تہے۔ انکو خلیفۂ وقت کا بالکل پاس
ادب نہ تہا۔ عام بازاری اشخاص کو جناب عثمان کے عامل کی اہانت پر بہکایا کرتے تہے۔
ایسے شخص کے حرکات نامناسب سے درگذر کرنا حاکم وقت کی شان کے خلاف ہے اور امور
سیاست کے نامناسب کیونکہ اس طرح دہی مین بالانجام فساد عظیم ہوتا ہے۔ یہہ اشتر نخعی وہی
ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمانؓ کی شہادت کی نوبت پہونچی
پہر بہی اس شخص کو صبر نہ آیا اور بغیر شرارت کے نہ بیٹہا گیا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ کو اونکے قتل سے
ڈرایا۔ یہہ دونون صاحب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور جناب ام المومنین
عائشہ کو اپنی پشت پناہ و سپر بنایا۔ آخرکار جدال و قتال کی نوبت آئی اور اشتر کی ان نالائق

حرکتوں سے جناب علیؓ کی خلافت میں بدنظمی آگئی۔ اشتر آپ سے بھی مخالف تھے۔ ہمیشہ آپ پر بھی حکومت جتلایا کرتے اور پورے طور سے آپکی بھی اطاعت نہ کرتے تھے۔ یہہ سب حالات کتب تواریخ میں مذکور ہیں جسکو شک ہو دیکھ لے۔ جب جناب عثمان رضؓ نے اشتر اور انکے یارون کی خواہش کے بموجب ابوموسیٰؓ کو والی کوفہ کیا اور حذیفہ بن یمان کو محکمہ خراج کا افسر کرکے روانہ فرمایا اشتر پھر بھی صبر کرکے خاموش نہ رہے اور کوفہ کے بدمعاش گروہ کو لیکر آپکے سر پر چڑھ آے۔ مصریونکو بھی اپنا رفیق کرلیا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ آپ شہید ہوگئے بلکہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ خود اشتر نخعی نے آپکو شہید کیا۔ آپکی شہادت قیامت تک فتنہ و فساد کا سبب ہوئی۔ اشتر جیسا شخص تو قابل قتل تھا تاکہ سارا فساد مٹ جاتا ایسے کو نکالدینا اور اوسکی ذلت و اہانت کرنا کون ایسی بات ہے جو محل طعن قرار دی جاے۔ یہہ بھی جناب عثمان رضؓ کا کمال حلم دحیا کا اثر ہے کہ آپنے اسکے قتل سے درگذر فرمائی اور صرف اسیقدر پر قناعت کی۔

طعن چہارم متضمن بر عدم اقامت و طرح دہی حدود شرعیہ

جناب عثمان رضؓ نے عبید اللہ بن عمر رضؓ سے قصاص قتل نہین لیا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ جو عہد خلافت فاروقی مین مسلمان ہوکر مدینہ منورہ مین مقیم ہوا تھا اسکو عبید اللہ بن عمر رضؓ نے محض اس تہمت اور شک پر کہ ہرمزان جناب عمر فاروق رضؓ کے قتل مین شریک تھا قتل کرڈالا۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ ہرمزان پر تہمت بیجا تھی ناحق مارا گیا۔

ابولولوکی ایک لڑکی کمسن نابالغہ کو بھی عبید اللہ بن عمر رضؓ نے قتل کیا۔

جفینہ نصرانی کو بھی بہ تہمت شرکت قتل کیا۔ جملہ صحابہؓ جمع ہوکر جناب عثمان رضؓ کے پاس آے

اور کہا کہ عبید اللہ سے قصاص لینا چاہیئے۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بہی یہی مشورہ دیا مگر آپنے قصاص نہ لیا بلکہ بیت المال سے اولیاء مقتولین کو دیت اداکر دی اور قصاص موقوف رکہا حالانکہ قصاص قرآن شریف کا حکم ہے اور جو شخص خدا کی کتاب کا حکم جاری نہ کرے امامت کے قابل نہین۔

ولید بن عقبہ نے شراب پی اور آپنے حد شراب اونپر جاری نہ فرمائی۔

جواب۔ جمہور علماے شیعہ کے نزدیک ابولولو کی لڑکی کے قتل مین قصاص نہین کیونکہ وہ مجوسی تہا اور قتل مجوسی مین قصاص نہین۔ علیٰ ہذا القیاس جفینہ نصرانی تہا حیرہ کا باشندہ اوسکے قتل سے بہی قصاص نہین مسئلہ یہہ ہے کہ مابین مسلمان اور کافر قصاص نہین لیا جاتا حدیث صحیح مین وارد ہے کہ مسلمان بعوض کافر کے نہ قتل کیا جاوے۔ اب رہا ہرمزان جو بظاہر مسلمان تہا اوسکے قتل سے قصاص لینا چاہیئے۔ اسکا جواب اہل سنت وجماعت نے تین طرح دیا ہے۔

اوّل۔ ہرمزان کا اسلام لاکر مدینہ مین قیام پذیر ہونا اور در پردہ مسلمانونکی زک دینے اور اونکی بیخ کنی کی فکر اور تدبیر مین رہنا بالخصوص جناب امیر المومنین فاروقؓ کی شہادت مین آمر ہونا اور ابولولو وجفینہ کا شریک وہمراز ہونا جیسا کہ وقت تحقیقات حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کے بیان اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہے اور جسکو ہم شروع خلافت عثمانی مین واقعہ قتل ہرمزان وجفینہ مین بالتصریح لکہہ آے ہین بخوبی تحقق ہوگیا اور جناب عثمانؓ کے نزدیک قتل کا حکم دینے والا بہی قاتل کے حکم مین ہے اور اوس سے بہی قصاص لینا چاہیئے جیسا کہ مذہب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور اکثر آئمہ کا ہے اسیواسطے جناب عثمان رضؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ سے قصاص لینے مین توقف کیا یہہ حکم تو عام اشخاص کا ہے اور خلفا ورؤسا کے

باب مین اگر ایسا اتفاق ہو تو قتل کا حکم دینے والا بھی بطور سیاست ضرور قتل کیا جاوے گا۔
دوم۔عبید اللہ بن عمرؓ کو اگر قصاص مین قتل کرتے تو اسوقت بڑا فتنہ برپا ہوتا۔بنو تیم و بنو
عدی ضرور مانع ہوتے۔بلکہ بنو امیہ۔بنو جمح۔بنو سہم یہ قبائل بھی عبید اللہؓ کے طرفدار اور
لڑنے پر تیار تھے اور کہتے تھے کہ اگر عثمانؓ عبید اللہ کو قصاص مین قتل کرنا چاہینگے تو خانہ جنگی
ہو جاویگی ہم لوگ اپنی جانین دینگے اور حتی الامکان عبید اللہ کو بچا ئینگے۔اگر جناب عثمانؓ
عبید اللہؓ کے قتل کا ارادہ کرتے تو تمام خاندان قریش اور شرفاء عرب انکے ساتھ ہو کر غدر
کر دیتے اور وہ قتل و خونریزی ہوتی جسکا دفعیہ کسیکے امکان مین نہ تھا۔آپنے انجام کار
پر نظر فرمائی اور بغرض دفع فتنہ و فساد قصاص سے درگذر کرنا پڑا۔ورثاء مقتول کو راضی
کر لیا۔اس صورت مین آپکا انتظام اور حسن تدبیر قابل تحسین و آفرین ہے اس سے اچھی تدبیر اور
کیا ہو سکتی تھی۔قاتلان جناب عثمانؓ کی بابت کیا جواب ہے جبکہ جناب امیر المومنین علیؓ
نے اونسے قصاص نہین لیا بلکہ دیت بھی ورثاء عثمانؓ کو آپنے نہین دی اور آپکے وارثونکو
راضی بھی نہ کیا۔جناب عثمانؓ نے تو ہرمزان کے وارثونکو راضی کر کے مال کثیر خونبہا مین عنایت
کیا کہ کسی کو شکایت نہ رہی اور آپکے عدل و انصاف کے ثناخوان ہوے اگر بخوف فتنہ ترک
قصاص درحقیقت جا سطعن ہے تو جناب امیر المومنین علیؓ کے حقمین خوارج کے اس
طعن کا کیا جواب دیا جائیگا۔اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ دونون صورتونمین دونون صاحبونکو
خوف فتنہ تھا لہذا قصاص ترک کیا بلکہ جناب عثمانؓ کے حقمین کوئی اعتراض نہ رہا کیونکہ
آپنے ہرمزان کے وارثونکو راضی کر لیا۔

سوم۔بعض حنفیہ اس طرح جواب دیتے ہین کہ تمام اہل تواریخ واکابر تاریخ دان اور محمد بن
جریر طبری بہ تصریح تمام لکھتے ہین کہ تمام وارث ہرمزان کے مدینہ مین موجود نہ تھے بلکہ

بعضے وارث فارس مین تھے اور کچھ یہان - امیر المومنین جناب عثمان رضی نے جب فارس والے وارثونکو طلب فرمایا توچونکہ وہ لوگ خوف زدہ تھے مدینہ منورہ مین حاضر نہوی اور قصاص لینے مین سب وارثونکا حاضر ہوکر دعوی کرنا ضرور ہے اسلیئے صورت موجودہ مین آپکو قصاص لینا کسی طرح درست نہ تھا اور بجز دیت دینے کے دوسری سبیل بھی نہ تھی - دیت بھی بیت المال سے نہین - نہ قاتل کے مال ورا وسکے عصبات سے دے سکتے تھے کیونکہ کتب حنفیہ مین موجود ہے کہ جو شخص امام عادل کے قتل مین مدد دے چاہے وہ خود مرتکب قتل نہوا ہو وہ مدد دینے والا واجب القتل ہے - ہرمزان کی مدد و امانت قتل ثابت ہوچکی تھی یہ تو واجب القتل تھا اسکے قاتل سے نہ قصاص ہے نہ دیت - جب دیت بھی نہین تو قاتل کے عاقلہ (عصبات) کیون یہہ بار اوٹھاوینگے - اب رہا - ہرمزان بظاہر مسلمان تھا - کلمہ گو اہل قبلہ تھا - اسکا خون مفت جاتا تھا لہذا بنظر احتیاط اور کمال سخا آپنے بیت المال سے دیت ادا فرمائی - ایسی صورتونمین ایسا ہی ہوتا ہی کیونکہ بیت المال سب مسلمانونکی حوائج دفع کرنیکا ضامن ہے اور تاریخ کامل مین ہے کہ جناب عثمان رضی نے اپنے ذاتی مال سے یہ دیت عطا کی - ہرمزان کے بعض وارثونکا مدینہ منورہ مین نہ حاضر ہونا - خود اہل شیعہ کی تواریخ سے ثابت ہے کچھ ہماری ہی کتابونمین نہین بلکہ شریف مرتضی کی کتاب اور دوسری امامیہ کتابونمین موجود ہے جسکو شک ہو دیکھ لے -

ولید پر حد شراب نہ جاری کرنیکا محض بہتان ہے اور یہہ روایت بالکل غلط ہی کتب معتبرہ مین موجود ہے - صاحب استیعاب بحوالہ علامہ طبری نقل کرتے ہین کہ ولید پر ایک گروہ اہل کوفہ نے براہ بغض وحسد دعوی کیا اور جھوٹی گواہی دی کہ ولید نے قے کی جسمین شراب گری چنانچہ ہم اس قصہ کو بحث عزل ولید مین لکھہ آے ہین اور بعضے اس طعن کی

تقریر اس طرح کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید پر حد شراب قائم کرنے مین تاخیر کی یہانتک کہ اس باب مین قیل وقال کی نوبت پہونچی پہر آپنے بمجبوری حد قائم کی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید بن عقبہ پر حد شراب جاری کرنے مین بغرض تحقیق حال اور ثبوت کامل فی الجملہ تامل کیا جسپر لوگونمین گفتگو ہونے لگی جب آپکو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بیشک ولید نے شراب پی ہے آپنے دُرّے مارنیکا حکم دیا۔ حدود قائم کرنے مین جناب سالتماب صلعم سے بہی تاخیر اور تامل منقول ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے ماعز رضؓ کے سنگسار کرنے مین توقف کیا یہانتک کہ تمام شبہے دفع ہوگئے اور یقین کامل سے انکا زنا حسب اقرار انکے ثابت ہوا۔

جناب عمر رضؓ نے بہی قدامہ بن مظعون پر حد شراب قائم کرنے مین تا تحقیق کامل تاخیر کی ہی۔ حضرت امام بخاریؒ بروایت عُروہ نقل کرتے ہین کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار سے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود نے کہا۔ "تم جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین جاکر ولید کے بارہ مین کیون نہین گفتگو کرتے۔ لوگ اس مقدمہ مین بہت کچھ غل وشور کر رہے ہین"۔

عبید اللہ راوی قصہ کہتے ہین کہ مین ان صاحبونکے کہنے سے جناب عثمان رضؓ کی خدمتمین گیا۔ آپ نماز پڑہنے مسجد مین تشریف لاے۔ مین نے عرض کیا مجھکو آپ سے کچھ کام ہے اور وہ کام آپ ہی کے نفع کی بات ہے جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ اے شخص۔ کیا تجہسے خیرخواہی کی اپنے حق مین امید کرون اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ مین تیرے شر کی خدا سے پناہ مانگتا ہون۔ آپنے پناہ اسواسطے مانگی کہ مبادا وہ کوئی ایسا سوال کرین کہ اوسکے جواب مین آپ انکار کرنے پر مجبور ہون اور اس سے سائل کی دلشکنی ہو۔ (فتح الباری شرح بخاری)

راوی کا بیان ہے کہ مین اونہین لوگونکے پاس واپس چلا آیا۔ اسکے بعد جناب عثمان رضؓ کا آدمی میرے بلانے کو پہونچا۔ مین دوبارہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ خدا نے

پاک نے جناب محمد صلعم کو حق کے ساتھہ بھیجا۔ اونپر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ آپ اون صاحبونمین ہین جنہون نے اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی دعوت کو قبول کیا۔ آپ نے دو ہجرتین کین اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین رہے اور حضور اقدس کی سیرت اور عادت ملاحظہ فرمائی۔ لوگ ولید کے بارہ مین آپکو بہت کچھ کہہ رہے ہین جناب عثمانؓ نے استفسار فرمایا۔ کیا تم نے جناب رسالتمآب صلعم کو دیکھا ہے۔ انہون نے جواب دیا دیکھا تو نہین مگر مجھکو آنحضرت صلعم کے حالات بخوبی معلوم ہین اور مجھہ تک سب خبرین پہونچ گئی ہین جیسا کہ کنواری لڑکی کو اوسکے پردہ مین سب خبرین پہونچ جاتی ہین۔ یہ سنکر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ امابعد۔ خداوند تعالی نے آنحضرت صلعم کو دین حق کیساتھہ بھیجا اور مین اون لوگونمین ہون جو خدا اور اوسکے رسول کے بلانے کو مان گئے۔ جو کچھہ آنحضرت صلعم لیکر آے مین اوسپر ایمان لایا۔ دو ہجرتین بھی کین جیسا کہ تم کہتے ہو اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین بھی رہا اور آپسے بیعت کی۔ بخدا سے لایزال مین نے کبھی آنحضرت صلعم کی نافرمانی نہ کی اور نہ کبھی آپسے کھوٹ کپٹ کا قصد کیا مین ہر طرح مطیع رہا ہون یہانتک کہ آنحضرت صلعم کو خدا سے پاک نے اپنے پاس بلالیا۔ آپکے بعد جناب ابو بکرؓ خلیفہ ہوے مین اوسیطرح آپکا بھی فرمانبردار رہا۔ پھر جناب عمرؓ کے عہد مین بھی یہی دستور اپنا رکھا۔ اب مین خود خلیفہ ہوا ہون۔ کیا میرا حق کچھہ نہین جیسا کہ اون بزرگونکا حق و مرتبہ تہا۔ عبید اللہ نے عرض کیا۔ کیون نہین۔ آپ ہمارے خلیفہ۔ آپ ہمارے سردار ہین۔ آپ کا حق ہمپر بہت کچھہ ہے جناب عثمانؓ فرمانے لگے۔ پھر یہہ کیا باتین ہین جو تم لوگونسے مجھکو پہونچ رہی ہین۔ ولید کا ذکر جو تم نے کیا مین بہت جلد اوسکے بارہ مین حق کے ساتھہ عمل کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے پھر آپنے جناب علیؓ کو طلب فرما کر حکم دیا کہ ولید کو درّے مارے جاوین۔ پس اونکو اسیؓ

دُرّے مارے گئیے۔ (ازالۃ الخفا۔)

حد شراب مین ولید کو چالیس دُرّے مارے جانیکی روایت جو سابق مین گذری وہ متعدد روایات سے ثابت ہے۔ زیادہ تفصیل اسکی کتاب الحدود کتب فقہ مین مذکور ہے یہہ مقام تحقیق نہین۔

طعن پنجم۔ فرار از جنگ اُحُد و غیر حاضری از بیعۃ الرضوان

جناب عثمان رض جنگ احد مین بہاگے اور لڑائی سے بہاگنا گناہ کبیرہ ہی۔ آپ جنگ بدر اور بیعۃ الرضوان مین غیر حاضر تہے اور اس بیعت کی فضیلت نص صریح سے ثابت ہے۔

جواب ۔ جناب عثمان رض تنہا نہین بہاگے بلکہ روز احد مین تمام صحابی بہاگ گئے تہے بجز تیس صاحبونکے جناب رسول خدا کے پاس کوئی نہ رہا۔ اکیلے جناب عثمان پر طعن بیجا ہی قطع نظر اسکے جب خداوند تعالی نے اس گناہ کبیرہ کو معاف کیا اور آیات قرآنی درباب عفو تقصیر نازل فرمائین تو کسی صاحب پر طعن تشنیع باقی نہ رہی۔ بالفرض اگر جناب عثمان رض نہ بہاگتے تو کیا معترضین اونکی تعریف کرتے یا شاباش دیتے۔ جناب ابوبکر و عمر رض یہ دونون صاحب تو نہین بہاگے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ثابت و قائم رہے پہر یہہ بزرگوار کب انکی زبان ملامت بیان سے چہوٹے۔

تیرہ کس اصحاب کبار مہاجرین باقی انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین مجموعی تیس صاحب یاران باوقار جناب احمد مختار صلعم کے اس جنگ مین حضور کے ہمراہ قائم رہے۔ انمین سے کون ایسا ہے جسکو معترضین برانہ کہتے ہون اور نشانہ تیر ملامت نہ بنایا ہو۔ اصحاب مہاجرین مین تو جناب ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد

بن ابی وقاص۔ رضوان اللہ علیہم ہین۔ یہہ سب اہل شیعہ کے نزدیک مطعون وملعون ہین۔
معاذ اللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدہ۔ باقی یاران انصار اونکا حال بہی ظاہر ہے کہ وہ بہی
انکی زبان سے نہ بچے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان صحابہ کبار کا بہاگنا اگرچہ گناہ
مین شمار ہو تو انتہا یہہ ہے کہ یہہ بزرگوار مرتکب گناہ کبیرہ ہوے جو توبہ سے معاف ہوا
اور ما بعد خداے رحیم کی مغفرت اور وعدہ سے یقیناً اس گناہ کا اثر مٹ گیا اور جناب
عثمان رضہ کی لیاقت امامت مین کچہہ قباحت لازم نہ آئی۔ اگر کتب تواریخ وسیر مین پورے
واقعہ کو از اول تا آخر دیکہو اور غور کرو تو بہاگنے والے معذور سمجھے جاوینگے کیونکہ
وقت شہرت خبر قتل سردار اور تباہی لشکر کے ایسی صورت مین لڑنے والونکا ثابت رہنا
اور لشکریونکا پابرجا ہونا ایک امر دشوار اور سخت مشکل ہے۔ اس امر کی تصدیق وہی خوب
کرسکتا ہے جسکو کبہی جنگ مین ایسا موقع پیش آیا ہو بہلا وہ کیا جانین جو گہر مین بیٹہے شہاب کے
چہینٹے اوڑایا کرتے ہین عقل دوربین اس امر کو بلا تردد تسلیم کرتی ہے جسکے بعد پہر کوئی
شک وشبہ نہین رہتا۔ جناب عثمان رضہ کا غزوہ بدر مین شریک نہ ہونے کا عذر قوی ہے
جناب علی مرتضی رضہ بہی تو غزوہ تبوک مین نہ تہے۔ آنحضرت صلعم نے خبر گیری ونگرانی اہل و
عیال کیواسطے انکو مامور فرما دیا تہا پہر وہ کیسے مستثنیٰ ہوسکتے ہین۔ اس قسم کی غیر حاضری
کو غیر حاضری نہ کہنا چاہیئے بلکہ یہہ حاضر ہونیسے بہتر ہے کیونکہ جناب رسول خدا کے ارشاد کی
تعمیل ہے۔ اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا "عثمان رضہ کو بدر مین شریک ہونیوالونکا
ثواب ہے اور حصہ بہی ہے" جیسا کہ ہم اس قصہ کو بحث فضائل مین حضرت ابن عمر رضہ کے قول سے
نقل کر آے ہین۔ اس بیعت مین جناب عثمان رضہ کا حاضر نہونا اسیواسطے ہے کہ بیعۃ الرضوان
تو آپ کی موت کی ہی خبر سنکر ہوئی ہے۔ اوسوقت تو آپ مردہ تصور کیئے گیئے تہے پہر

آپکا بیعت مین سب کے ساتھہ حاضر ہونا کس طرح ممکن تہا۔ اگر آپ اسوقت لشکر مین ہوتے تو یہہ بیعت ہی کیون ہوتی۔ باوجود اسکے پہر بہی آنحضرت صلعم جب سب سے بیعت لے چکے اپنا داہنا ہاتھہ اپنے بائین ہاتھہ پر مار کر فرمایا۔ ھذہ لایدی عثمان۔ یعنی یہہ ہاتھہ عثمان رض کا ہاتھہ ہے۔ دوسری روایت مین یہہ لفظ ہین۔ ھذہ لعثمان یعنی یہ بیعت عثمان رض کی طرف سے ہے۔ جس کسیکا آنحضرت صلعم کی مانند نائب موجود ہو اوسکے نہ حاضر ہونیسے کیا نقصان ہے۔ (تحفہ)

طعن ششم۔ تغیر سنت نبوی صلعم

جناب عثمان رضہ نے سنت نبوی مین تبدیل و تغیر کر دیا اور مسئلہ متفق علیہ کے خلاف کیا۔ آپ بمقام منی جسجگہ حاجی قیام کرتے ہین۔ دسوین تاریخ ذی الحجہ سے چودہوین تک چار رکعتین پڑہتے رہے حالانکہ جناب رسول خدا ہمیشہ حالت سفر مین خصوصًا اس مقام مین فرض چار رکعت کی جگہہ دو رکعت پڑہتے تہے۔ جناب صدیق رض اور فاروق رضہ نے بہی قصر کیا اور جملہ صحابہ کرام کا اسپر عمل رہا جناب عثمان رض بہی اس بات کو بخوبی جانتے تہے مگر دیدہ و دانستہ آپنے نماز قصر نہ کی چنانچہ جملہ صحابہ کرام نے آپکے اس فعل پر انکار کیا اور آپسے بحث کی۔ یہہ ترک قصر آپنے اپنی خلافت کے نصف زمانہ گذرنے کے بعد نصف اخیر خلافت مین کیا۔ اول خلافت مین حسب معمول مقررہ قصر فرماتے رہے۔

جواب۔ حضرت امام شافعی رح نے اپنی کتابونمین اس بحث کو خوب تحقیق سے لکہا ہے۔ ماحصل اس مقام مین یہہ ہے کہ مسافر کو نماز قصر کرنا سنت ہے اور پوری پڑہنا جائز۔ (اگرچہ احناف کے نزدیک قصر پڑہنا اولیٰ و افضل ہے) جناب عثمان رض۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض مسو

بن مخرمہ عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث۔ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم کے نزدیک نماز پوری پڑہنا جائز ہے اور یہی ظاہر آیات قرآنی واحادیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے۔ جناب عائشہ کا قول ہے کہ جناب رسول خدا نے دونون طرح کیا۔ آپنے سفر مین نماز کبہی پوری پڑہی اور کبہی قصر کی۔ امام شافعیؒ یہہ اقوال نقل کرکے فرماتے ہین کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمرؓ کا یہی ہے۔ ابن مسعودؓ نے جناب عثمان کے پیچہے بمقام منیٰ چار رکعت پڑہین۔ لوگون نے اونپر اعتراض کیا اور کہا۔ آپ تو ہم سے کہتے تہے کہ جناب رسول خدا نے اور جناب ابوبکر و عمرؓ نے دو رکعتین پڑہی ہین۔ ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ ہان یہہ مین نے تمسے کہا ولیکن عثمانؓ ہمارے امام ہین کیا ہم انکے خلاف کرین اور خلاف تو بُراہی ہے۔

نافع کا قول ہے کہ ابن عمرؓ بمقام منیٰ امام کے پیچہے چار رکعت پڑہا کرتے تہے اور جب تنہا پڑہتے تو دوہی رکعت پڑہتے تہے۔

امام شافعیؒ نے آپکی نماز پورا پڑہنے کی یہی وجہ لکہی ہے یعنی چار رکعت پڑہنا درست ہے بعض علما نے اور بہی دو جواب دیئے ہین۔

جواب اول۔ ایوب بروایت زہری روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے منیٰ مین نماز بخیال اعراب (دیہاتی لوگون) کے چار رکعت پڑہی۔ کیونکہ اعراب اس سال کثرت سے آئے تہے آپنے انکے دکہلانے کو چار پڑہین تاکہ وہ جانین کہ اصل چار ہی رکعت فرض ہے (آپکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ دور دور ملک کے لوگ آئے ہوئے ہین شاید یہ دو رکعت پڑہتے دیکہکر اعتقاد کرلین کہ ظہر و عصر مین دو ہی فرض ہین اس وہم کے دفع کرنیکو آپنے چار رکعت اداکین۔)

جواب دوم۔ یونس زہری سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے علاقہ طائف مین

جائداد خرید کی اور آپنے قیام طائف کا ارادہ کر لیا تہا لہذا آپ مقیم ہوی چنانچہ چار رکعت
پڑہین مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہین کہ چونکہ آپنے طائف کو اپنا وطن بنا لیا تہا لہذا نماز
پوری پڑہی یہہ دونون جواب وجہ اول کے کچہ مخالف نہین کیونکہ تقریر جواب یون ہو سکتی
ہے کہ نماز پوری ادا کرنا جائز ہے اور قصر سنت۔ آپنے جائز کو سنت پر ترجیح دی اور اس
ترجیح کیوجہ قصہ اعراب ہے اور چونکہ قصر کی شرط سفر ہے اور بوجہ اقامت اور وطن ہوجانے
طائف کے شرط قصر یعنی سفر مشکوک تہا لہذا پوری نماز پڑہنا اولی وانسب ہوا۔ (ازالۃ الخفا)

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ طائف والا عذر خود جناب عثمان رضؓ نے پیش کیا جبکہ
صحابہ نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔ اگرچہ اس عذر کو بعض صحابہ نے نہین مانا۔ پس اس صورت
مین جو جواب اولا مذکور ہوا وہی درست ہے اور اسپر کوئی شبہ وارد نہین ہوتا کیونکہ آپنے
اس مسئلہ مین ظاہر کتاب و سنت پر عمل کیا لہذا کوئی جاے طعن نہین ہے۔

درباب عدم قصر جناب عثمان رضؓ کے روبرو صحابہ نے گفتگو کی تہی اور آپکا حال اونکو معلوم
نہ تہا جب آپنے ظاہر فرمایا کہ مین نے مکہ مین نکاح کر لیا ہے اور مین گہر بار والا ہو گیا ہون
اور میرا قصد بہی ہے کہ مکہ مین سکونت اختیار کر وان۔ اب مین مسافر نہین رہا کہ سفر کی نماز
پڑہون اور مقیم کو باتفاق علما قصر جائز نہین اسیواسطے مین پوری نماز پڑہتا ہون تو صحابہؓ
یہہ تقریر آپکی زبان سے سنکر خاموش رہے اور پہر آپ پر کسی نے طعن نہین کیا۔ یہہ جواب
جناب عثمانؓ کا امام احمدؒ۔ امام طحاویؒ۔ ابوبکر بن شیبہؒ۔ ابن عبد البرؒ اپنی کتابون مین
لکہتے ہین۔ اوسکے الفاظ یہہ ہین۔ ان عثمان رضؓ صلی بالناس اربعا فانکر الناس علیه
فقال ایها الناس انی تاھلت بمکة منذ قدمت وانی سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم من تاھل ببلدة فلیصل صلوٰة المقیم فیها۔ اخرجه احمد

عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن ابیہ - ترجمہ - جناب عثمان رضؓ نے بمقام منیٰ لوگونکو چار رکعت نماز پڑہائی - جب لوگون نے آپ پر انکار کیا آپنے فرمایا مین جب سے مکہ مین آیا ہون یہان گہر کر لیا ہے اور مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا - جو شخص کسی شہر مین اپنا گہر کرلے تو وہان جا کر مقیم کی نماز پڑہے - اس حدیث کو امام احمد روایت کرتے ہین وہ عبد اللہ سے وہ اپنے باپ عبد الرحمن سے - اس صورت مین آپ پر کوئی اعتراض نہین کیونکہ مکہ مین آکر آپ مقیم ہوگئے - اب باتفاق علما آپکو پوری نماز ادا کرنا واجب ہوا -

طعن ہفتم منع از تمتعؔ حج

جناب عثمانؓ نے تمتع حج سے منع فرمایا حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تمتع کیا اور صحابہ کرام کو اجازت دی - تمتع اس کا نام ہے کہ حج کے مہینون مین میقات احرام سے نیت عمرہ کرکے احرام باندہے اور مکہ معظمہ پہونچکر ارکان عمرہ ادا کرکے حج کا احرام دوبارہ باندہے اور ارکان حج ادا کرے -

جواب - جناب عثمان رضؓ نے خود اسکا جواب ارشاد فرمایا ہے - حضرت امام احمدؒ روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ مدینہ منورہ سے بہ نیت حج روانہ ہوے - آپکے ہمراہ اور بہی صحابہ کبار تہے جنہین جناب علی رضؓ بہی تہے - اثناء راہ مین کسی نے حضرت علی رضؓ سے کہا - عثمانؓ تمتع سے منع کرتے ہین - فرمایا - جب عثمانؓ کوچ کرین تم سب بہی روانہ ہونا - میقات احرام سے حضرت علیؓ اور اونکے اصحاب نے احرام عمرہ باندہا - (جسکو تمتع کہتے ہین) مگر حضرت عثمان رضؓ نے حضرت علی رضؓ کے اس فعل پر کچہہ اعتراض نہ کیا - جناب علی رضؓ نے فرمایا - مجہکو خبر تہی کہ آپ تمتع کرنیکو منع کرتے ہین حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا - ہان حضرت علی رضؓ نے کہا - کیا آپنے نہین سنا ہے

کہ خود جناب رسولخدا ؐ نے تمتع کیا۔ جواب ملا۔ ہان مجھکو معلوم ہے۔

دوسری روایت حضرت قتادہ رضؓ سے اس طرح ہے کہ وہ عبداللہ بن شقیق سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ تمتع یا متعہ فی الحج سے منع کرتے تھے اور جناب علی رضؓ لبیک تمتع کی کہتے اور اوسکا احرام باندہے تے۔ جناب عثمان رضؓ نے کچھہ حضرت علی رضؓ سے کہا جسکا جواب آپنے اس طرح دیا۔ آپ خوب جانتے ہین کہ یہہ فعل جناب رسول خدا ؐ نے خود کیا ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے کہا۔ ہان مین جانتا ہون کہ حضور نے تمتع کیا ہے مگر ہمکو اوسوقت خوف تہا شعبہ کہتے ہین کہ مین نے قتادہ سے دریافت کیا۔ وہ خوف کیا تہا۔ اونہون نے کہا اسکا مطلب مین خود نہین سمجھا تمتع حج کی ممانعت جناب عمر رضؓ کے کلام سے بہی ثابت ہوتی ہے۔ بروایت امام احمد بن حنبل ؒ جابر رضؓ سے وارد ہے کہ ہم لوگون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمتع کیا اور ابوبکر رضؓ کے ساتہہ بہی کیا جب عہد فاروقی ہوا حضرت فاروق رضؓ نے خطبہ پڑہا اور فرمایا "قرآن وہی ہے جو سابق مین تہا کچھہ تغیر نہین ہوا۔ رسول خدا بہی وہی ہین جو پہلے تہے آپکے افعال واقوال پر جس طرح اول عمل واجب تہا اب بہی ویسا ہی ہے کسی بات مین فرق نہین ہوا۔ عہد آنحضرت صلعم مین دو متعہ تہے ایک متعہ حج دوسرا متعہ عورتونکے ساتہہ کرنا" مطلب یہہ ہی کہ اب یہہ دونون موقوف ہو گئے۔ آپکے عہد مین کسی مصلحت سے اجازت دی گئی۔ اب وہ مصلحت وغرض نہین رہی لہذا یہہ دونون متعہ ممنوع ہوے (ازالۃ الخفا)

اس مسئلہ مین جناب فاروق رضؓ سے سخت اختلاف صحابہ ہوا ہے اور آپکا بہی اس مسئلہ مین یہی مذہب تہا جو جناب عثمان رضؓ کا قول ہے۔ حاصل مطلب یہہ ہے کہ حج تین طرح کرتے ہین اور تینون طرح پر مسنون ہے مگر اونمین سے بعض طریق افضل ہے اور اوسکا ثواب بہی زیادہ ہے۔ ہم مجملاً اقسام حج ذکر کرتے ہین تاکہ جواب سمجھنا آسان ہو۔ اقسام حج یہہ ہین۔ افراد۔

تمتع۔قران۔افراد اسکو کہتے ہین کہ محض بہ نیت حج احرام باندہکر جاوے اور تا اداے حج مُحرِم
رہے اور بعد اداے ارکان حج احرام سے باہر آوے۔ تمتع یا متعۃ الحج اسکا نام ہے
کہ میقات سے بہ نیت عمرہ احرام باندہے اور مکہ معظمہ مین پہونچکر طواف و افعال عمرہ ادا کرکے
احرام سے باہر ہو جاوے پہر حج کے واسطے دوسرا احرام باندہکر ارکان حج ادا کرے۔ تمتع کا
رواج زیادہ ہے اور اس مین لوگونکو آسانی بہی ہے۔ قران مین حج اور عمرہ دونون کا ایک
ساتہہ احرام ہوتا ہے اور دونون سے ایک ہی ساتہہ مین فارغ ہونا ہوتا ہے۔ ان اقسام کے
متعلق کتب فقہ مین بہت کچہہ بیان ہے یہان ہمنے بقدر ضرورت لکہدیا۔ جناب عمر فاروق
ان اقسام مین سے افراد کو بہتر جانتے تہے اور تمتع اور قرآن کو بہی جائز سمجہتے تہے۔ منع کرنا
آپکا نہ اس وجہ سے ہے کہ یہہ دونون قسم منع ہین بلکہ اس نظر سے کہ افراد افضل ہے لوگ
افضل عبادت کے عادی ہون۔ جناب عثمانؓ کا بہی یہی مذہب تہا اور آپکی ممانعت کا بہی یہی
منشا تہا کہ لوگ افراد کو اختیار کرین۔ اس مقام مین تحقیق یہہ ہے کہ لفظ تمتع مشترک ہے۔ اسکے
چند معانی ہین جنمین اسکا استعمال رائج و معروف ہے۔ تمتع کے یہہ معنی بہی ہین کہ حج چہوڑ کر عمرہ کرلے
بشرطیکہ قربانی اپنے ساتہہ نہ لے گیا ہو۔ ابن عباسؓ کا یہی مذہب ہے۔ وہ اسکو تمتع کہتے ہین
اس طرح کرنا خاص حجۃ الوداع مین تہا اور اسکی وجہ یہہ ہوئی کہ لوگ زمانہ حج مین عمرہ کرنا بُرا سمجہتے
تہے خصوصًا زمانہ جاہلیت مین تو یہہ فعل نہایت ہی درجہ بُرا تہا۔ جناب رسول خداؐ نے اس
بارہ مین فرمایا کہ جو ہدی (قربانی) نہ لایا ہو وہ افعال عمرہ ادا کرکے فارغ ہو جاوے اور مین تو
قربانی ساتہہ لایا ہون۔ جناب رسول خدا نے رسم جاہلیت باطل کرنے کو یہہ حکم دیا تہا کہ جو
لوگ حج کرنے آے ہین اور قربانی ساتہہ نہین لاے وہ عمرہ کرلین کچہہ گناہ نہین مگر یہہ حکم
خاص اسی سال حجۃ الوداع تک تہا آیندہ کیلیئے حج کی نیت سے احرام باندہکر عمرہ کرلینا اور حج

ترک کرنا منع ہوگیا۔ جناب عمرؓ اور جناب عثمانؓ نے جو ممانعت تمتع سے فرمائی وہ یہی تمتع ہی اور اوپر روایت مین گذرا ہے (کہ ہم کو خوف تھا) اس خوف کا مطلب یہہ ہے کہ مسلمان بہی بوجہ عادت قدیم جاہلیت کے ایام حج مین عمرہ کرنا برا جانتے تھے کیونکہ اوسوقت تک عادات وحرکات جاہلیت کے لوگونکے دلونمین کچہہ کچہہ باقی تھے اسیواسطے جناب عثمانؓ نے فرمایا کہ ہم خوف کرتے تھے اور اب وہ خوف نہین رہا لهذا جو فعل افضل واشرف ہے وہ کرنا چاہیئے۔ دوسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ طواف قدوم کو قبل طواف زیارت کے ادا کرنا اور سعی بین الصفا والمروہ طواف زیارت سے قبل کرنا اور سعی قبل طواف زیارت مین صورت عمرہ پیدا ہو جاویگی اور یہہ سعی قبل طواف متفق علیہ ہے۔ طواف قدوم باشندگان مکہ کے علاوہ اور ملک والونکے واسطے ہے جب مکہ مین داخل ہون پہلے طواف کرین۔ طواف زیارت منیٰ سے آکر تاریخ دسوین یا اسکے بعد قربانی کے ایام مین ہوتا ہے۔

تیسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ حج کے مہینونمین (جو ماہ شوال۔ ذیقعدہ۔ عشرہ ذی الحجہ ہین) عمرہ ادا کرنا پہر احرام سے باہر آکر اوسی ایک سفر مین (قبل اسکے کہ اپنے وطن کو واپس آئے) مکہ معظمہ ہی مین احرام حج باندہ کر ارکان حج ادا کرنا امیر المومنین جناب عمر فاروق اور جناب عثمان رضی اللہ عنہما حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ کرنا ہر ایک کو علیحدہ سفر سے علیحدہ زمانونمین ادا کرنا افضل و بہتر جانتے اور اس تمتع کو مفضول سمجھتے تھے مگر جواز کے قائل تھے امام احمدؒ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہین کہ ہم جناب عثمانؓ کے ہمراہ بمقام جحفہ مقیم تھے۔ آپکے پاس ایک جماعت اہل شام کی موجود تھی۔ انمین حبیب بن مسلمہ فہری بہی تھے۔ آپکے روبرو ذکر تمتع حج کا ہو رہا تھا۔ آپنے فرمایا۔ کامل حج اور پورا عمرہ (باعتبار ثواب وفضیلت کے) تو یہہ ہی کہ یہہ دونون حج کے مہینونمین نہون۔ اگر تم لوگ عمرہ موخر کرتے یہانتک

کہ عمرہ کیواسطے دوسرا سفر کرکے آتے اور خانہ کعبہ کی دوبار زیارت کرتے تو یہ افضل ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنیکی بہت گنجائش رکھی ہے۔ (عمرہ سال بہر تک ہوسکتا ہے اوسکے واسطے کوئی مخصوص دن نہین) حضرت علیؓ جنگل مین اپنے اونٹ چرارہے تہے جناب عثمانؓ کی یہہ بات اون تک پہونچی تو وہ آپکے پاس آئے اور فرمایا۔ کیا آپ اس سنت نبوی کو جو جناب رسول خداؐ نے اپنی اُمت مرحومہ کیواسطے جاری فرمائی اور خدا کی رخصت اور اجازت کو جو اوسنے اپنے بندونکو دی ہے تنگ کرنا چاہتے اور مسلمانونکو اوس سے منع فرماتے ہین حالانکہ یہہ رخصت واجازت (تمتع) حاجتمند اور مکہ معظمہ سے دور کے رہنے والونکے واسطے ہے۔ یہہ کہکر جناب علیؓ نے حج اور عمرہ دونونکا احرام باندہ لیا اور لبیک دونونکا نام لیکر پکار کر کہا۔ جناب عثمانؓ نے لوگونسے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کیا مین نے تمکو تمتع سے منع کیا تہا مینے منع نہین کیا بلکہ مین نے اپنی راے سے جو طریق افضل اور زیادہ ثواب الاتہا بیان کردیا۔ جو شخص چاہے اوسپر عمل کرے اور جو چاہے اوس کو ترک کردے"

حضرت امام شافعیؒ اور سفیان ثوریؒ۔ اسحٰق بن راہویہ و دیگر فقہا کے نزدیک ہی افراد (تمتع اور قران) سے افضل ہے۔ اسکی افضلیت پر یہہ آیت دلیل لاتے ہین۔ اتموا الحج والعمرۃ للہ۔ یعنی حج اور عمرہ کو تمام کرو اور تمام کرنے کی تفسیر مین علما کا یہ بیان ہے کہ دونوکا احرام اپنے گہر سے باندہے یعنی علٰحدہ علٰحدہ سفر مین مختلف اوقات مین حج اور عمرہ ادا کرنا بہتر ہے۔ اس آیت سے فضیلت افراد نکلتی ہے۔ آگے چلکر فرمایا۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی۔ ترجمہ۔ اور جو شخص فائدہ اوٹہاوے عمرہ سے ساتہ حج کے پس جو کچہہ میسر ہو قربانی سے۔ یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر قربانی

واجب ہے۔ اس آیت سے تمتع کرنیوالے پر قربانی کرنا ضرور رہوا۔ مفرد کے واسطے قربانی ضرور نہین۔ لہٰذا صاف معلوم ہوا کہ تمتع مین نقصان ہے نہ افراد مین کیونکہ قربانی کا واجب ہونا واسطے رفع نقص کے ہے اور یہہ بہی تتبع احکام شرعیہ سے معلوم ہوا کہ حج مین قربانی واجب نہین ہوتی مگر کسی قصور سے اور با وجود اسکے تمتع و قران کا جواز شرعًا ثابت ہے۔ احادیث سے آنحضرت صلعم کا افراد کو تمتع و قران پر اختیار کرنا ثابت ہوتا ہے جو صریح دلیل افضلیت افراد ہے۔ آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین افراد کیا۔ عمرہ جعرانہ مین صرف عمرہ ادا کیا۔ اس عمرہ کو جب آنحضرت صلعم نے ادا فرمایا زمانہ حج کا تہا اور فرصت بہی تہی آپ چاہتے تو حج بہی کر لیتے مگر آپ صرف عمرہ کر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لیگئے۔

دلیل عقلی بہی افضلیت افراد کی شاہد ہے اور حج و عمرہ کا علیحدہ علیحدہ سفر کرنا عقلًا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب دونون کا احرام۔ دونون کا سفر۔ جدا جدا ہوگا بیشک ثواب بہی دونا ملیگا۔ اسکے نظائر اور اعمال مین ملاحظہ ہون۔ جیسے ہر نماز کے واسطے تازہ وضو۔ ہر نماز کے واسطے بار بار مسجد جانا۔

ایک متعۃ الحج یہہ بہی ہے کہ بے عذر محرم حج افعال عمرہ ادا کر کے احرام سے خارج ہو۔ یہہ متعۃ الحج اور تمتع اس طرح باتفاق اہل سنت حرام ہے۔ یہہ محض ایک مرتبہ حجۃ الوداع مین آنحضرت صلعم کے حکم سے ہوا ہے وہ بہی کسی مصلحت سے پہر منع ہوگیا اس مصلحت کا ذکر سابق مین گذرا کہ بغرض رفع رسم جاہلیت آنحضرت صلعم نے صحابہ کو عمرہ کرنے کا حکم دیا تہا۔

صحیح مسلم مین ہے کہ متعۃ الحج خاص آنحضرت صلعم کے صحابہ کیواسطے تہا اور امام نسائی نے بروایت حارث بن بلال نقل کرتے ہین کہ مینے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ کیا حج فسخ کر دینا ہم لوگو کے واسطے خاص ہے یا سب مسلمانونکو اجازت ہے۔ آپنے فرمایا۔ عام نہین بلکہ خاص ہے۔

امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین - مازری کا قول ہے کہ جس متعہ حج کو جناب عمرؓ نے منع فرمایا لوگونکو اسکے تعین مین اختلاف ہے - قاضی عیاضؒ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث جابرؓ و عمران و ابی موسیٰ سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جس متعہ مین اختلاف ہے وہ یہہ ہے کہ حج کو فسخ کرکے عمرہ ادا کرے اور اسی متعہ پر جناب عمرؓ لوگونکو مارتے اور اسکے کرنے سے منع کرتے تھے - محض تمتع یعنی ایام حج مین عمرہ کرنیکو منع نہین فرماتے تھے -

طعن ہشتم - درباب خوردن گوشت صید در حالت احرام

جناب عثمانؓ نے محرم کیلیے شکار کا گوشت کہانا جائز رکہا - جب صحابہؓ نے آپ پر انکار کیا تو آپنے بحث کی حالانکہ محرم کو یہہ گوشت کہانا درست نہین ہے -

جواب آپنے محرم کیلیے وہ گوشت کہانا جائز رکہا جو کسی غیر محرم نے بطور خود بلا اسکے کہ محرم کیواسطے یا اسکے اشارہ سے یا اسکے حکم سے شکار کیا ہو - ایسا شکار محرم کو کہانا مضائقہ نہین - ہم اصل قصہ نقل کرتے ہین جس سے اصلی کیفیت معلوم ہوا ور آپ پر سے الزام دفع ہو جاے - امام احمدؒ عبداللہ بن حارثؓ سے روایت کرتے ہین کہ حارث کے باپ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین مکہ معظمہ مین کسی کام پر مامور تھے - جناب عثمان مکہ معظمہ بنیت حج تشریف لاے تھے - عبداللہ بن حارث راوی کا قول ہے کہ مین آپکی آمد سنکر بغرض استقبال روانہ ہوا - آپ بمقام قُدَید فروکش تھے مین آپسے اوسی مقام پر ملا - اہل قریہ نے ایک چکور شکار کی تہی - جسنے اسکا گوشت نمک و رپانی ڈالکر پکایا - گوشت کو خوب گلا کر اوس کو ہڈیونسے صاف کیا اور ثرید بنانے کے قابل پکایا پہر ہم وہ گوشت جناب عثمانؓ کیخدمت مین لیگئے - آپکے پاس اور بہی اصحاب تھے - وہ لوگ اوسکے کہانیسے رُکے - جناب عثمانؓ نے

فرمایا۔ وہ شکار جسکو ہم نے نہ خود شکار کیا نہ اوسکے شکار کرنیکا حکم دیا بلکہ اور لوگون نے اپنے واسطے شکار کیا ہو اور وہ لوگ احرام مین نہ ہون اور ہمکو کھلائین توکیا مضائقہ۔ پھر آپنے فرمایا اس مسئلہ اور ایسے شکار کی بابت کسکو گفتگو ہے۔ لوگون نے کہا حضرت علیؓ کو اسمین کلام ہے۔ آپنے جناب علیؓ کو طلب فرمایا۔ آپ تشریف لائے۔ راوی کا بیان ہے کہ میری نظر مین اسوقت جناب علیؓ کا تشریف لانا پھر رہا ہے۔ آپ اپنے دونون ہاتھون سے درخت کے پتونکو صاف کرتے جاتے تھے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا شکار کا گوشت جس کو کوئی شخص غیر محرم بغیر ہمارے حکم اور اشارہ کے محض اپنے ہی واسطے شکار کرکے لاوے اور ہمکو کھلاوے توکیا مضائقہ۔ ہم اوسکو کھا سکتے ہین اور ہمارے واسطے اوسکا کھانا حلال ہے یا نہین حضرت شیر خدا غضبناک ہوکر بولے مین اون لوگونکو قسم دلاتا ہون جو جناب رسول خداؐ کی خدمت مین حاضر تھے جبکہ آپکے پاس گورخر کی ران لیکر لوگ آئے تھے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ حالت احرام مین ہین۔ یہہ گوشت اون لوگونکو کھلاؤ جو حالت احرام مین نہین ہین جناب علی رضؓ سے یہہ حدیث سنکر بارہ شخصون نے صحابہ مین سے گواہی دی اور کہا کہ ہم اوسوقت موجود تھے اور ہمنے آنحضرت صلعم کا فرمانا سنا ہے پھر جناب علی رضؓ نے فرمایا مین قسم دلاتا ہون اوسکو جو آنحضرت صلعم کے پاس اوسوقت تھا جبکہ آپکے پاس لوگ شتر مرغ کے انڈے لائے ہین اور آپنے فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندہے ہین اور لوگونکو یہہ کھلادو۔ یہہ قول سنکر بارہ صحابہ رضؓ سے کم اصحاب نے گواہی دی۔ راوی کا قول ہے کہ جناب عثمانؓ کھانے پر سے اوٹھے اور اپنے کجاوہ مین تشریف لیگئے۔ اوس منزل کے باشندون نے وہ کھانا کھایا۔ جناب علیؓ کے نزدیک محرم کو شکار کھانا کسی طرح جائز نہین اور آپکی دلیل حدیث مذکورہ بالا ہے مگر آئمہ اربعہ بالاتفاق موافق مذہب جناب

عثمان رضہ کے شکار موصوف محرم کیواسطے حلال جانتے ہین۔امام شافعی رح نے اس بحث کو بسط کی ساتھہ اپنی کتاب مین ارقام فرمایا ہے۔حدیث ابی قتادہ انکی دلیل ہے اور حدیث صعب ابن جثامہ کا جواب دیا ہے۔ہم دونون حدیثون کا ترجمہ لکھتے ہین۔

ابو قتادہ رضہ سے روایت ہی کہ مین ہمراہ رکاب جناب رسول خدا ص کے (واقعہ حدیبیہ مین مکہ معظمہ کو) روانہ ہوا۔اثنا راہ مین اپنے چند دوستون کے ساتھہ آنحضرت صلعم کی ہمراہی سے چھوٹ رہا۔ میرے ہمراہی سب محرم تھے فقط مین محرم نہ تہا۔میرے یارون نے ایک گورخر کو دیکہا مگر میری نگاہ اوسپر نہین پڑی۔اون لوگون نے مجھکو چھوڑدیا یہانتک کہ مین نے گورخر دیکہہ لیا۔ مین اپنے گھوڑے پر بغرض شکار سوار ہوا۔مین نے اون لوگون سے اپنا کوڑا مانگا مگر کسی نے نہ دیا آخر مین نے خود کوڑا لے لیا اور گورخر پر حملہ کیا (اوسکو شکار کر کے ذبح کیا اور پکایا) خود کہایا اور میری یارون نے بہی کہایا پہر کہا کہ پچتایے (کیونکہ وہ سب محرم تھے) جب جناب رسول خدا سے ملے تو مسئلہ دریافت کیا۔آنحضرت صلعم نے فرمایا۔کیا تمہارے پاس کچہہ گوشت اوسمین کا باقی ہے۔ہم سب نے عرض کیا۔ایک ران ہمارے پاس ہی۔آپنے وہ ران (پکوا کر) نوش جان فرمائی۔

دوسری روایت مین یہہ ہی کہ جب لوگون نے آپسے اس بارہ مین دریافت کیا۔آپنے فرمایا۔کیا تم مین سے کسی نے اوسکے شکار کا حکم دیا تہا یا اوسکو اشارہ سے بتلایا تہا۔لوگون نے کہا۔نہین۔آپنے فرمایا۔تو جو کچہہ اب باقی ہے وہ بہی کہاو۔یہہ حدیث امام بخاری رح و مسلم رح نے روایت کی ہی۔یہی حدیث آئمہ اربعہ کی دلیل ہے کہ اگر بغیر حکم و اشارہ محرم کی غیر محرم شکار کرے اور محرم کیواسطے بہی شکار نہ کیا ہو۔تو محرم کو وہ شکار کہانا درست ہے۔

صعب بن جثامہ سے روایت ہے کہ مین جناب رسول خدا کے واسطے گورخر ہدیہ لیگیا۔آپ

(محرم تھے اور) بمقام اَبواریا وَدّان ٹہیرے ہوے تھے۔ آپنے اوسکے قبول کرنیسے انکار فرمایا
پہر جب میرے چہرہ سے آثار ملال ملاحظہ فرمایے تو ارشاد کیا۔ ہم نے اسوجہ سے اسکو پہیر دیا
کہ ہم سب حالت احرام مین ہین۔ یہہ حدیث بہی امام بخاریؒ ومسلمؒ نے روایت کی ہے۔ اسس
حدیث سے مطلقاً حرمت شکار کی محرم کیواسطے ثابت ہوتی ہے عام اس سے کہ محرم کیواسطے
یا اوسکے کہنے سے شکار کیا ہو یا بغیر اسکے کہے دونون صورت مین حرام ہے۔

علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ شریف فرماتے ہین ظاہر حدیث سے دلیل ہے کہ محرم کو زندہ شکار بطور
ہدیہ کسی سے قبول کرنا جائز نہین اور گوشت شکار کا اگر کوئی ہدیہ مین لاوے وہ قبول کرنا درست ہے
(کیونکہ حدیث مین گورخر کا لفظ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ زندہ تھا لہذا آپنے قبول نہ فرمایا)
بعض کہتے ہین کہ گوشت گورخر کا لاے تھے اور آپنے بخیال اسکے کہ آپ ہی کے واسطے
شکار کیا ہے قبول نہ فرمایا اور یہی جواب اس حدیث سے مناسب ہے اسکی تائید حدیث ابی قتادہ
اور حدیث جابر سے ہوتی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

حدیث ابی قتادہ تو ابہی گذری جابر کی حدیث یہہ ہے۔ جابرؓ روایت کرتے ہین کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اوس شکار کا گوشت کہانا حالت احرام
مین تمکو حلال ہے جسکو نہ تم نے شکار کیا ہو اور نہ تمہارے واسطے شکار کیا گیا ہو۔ یہ حدیث
امام ابوداؤدؒ۔ ترمذیؒ نسائیؒ نے روایت کی ہے۔

طعن نہم قُرق وضبط نمودن چراگاہ مدینہ در بازار و کشتیہا

جناب عثمانؓ نے چراگاہ نقیع جو کہ متصل مدینہ منورہ تہی قرق کر لی۔ اس چراگاہ مین عام لوگونکی
جانور چرا کرتے تھے۔ آپنے سب کے مویشی روک دیئے اور رفتہ رفتہ اور زمین بہی جو اسکے متصل

تھی اسی چراگاہ ورستہ مین داخل کرلی جسکی وجہ سے سب مسلمانونکو تکلیف ہوئی اور اونکو مویشی
اورجانورونکو سخت نقصان پہونچا حالانکہ بموجب فرمان جناب رسول خداؐ - پانی - گھاس - آگ
ان تین چیزونمین تمام مسلمان شریک ہین سب کا حق اس چراگاہ مین تھا - خاص اپنے واسطے
کرلینا درست نہین - آپنے عام ممانعت کرادی کہ کوئی شخص کھجور کی گٹھلیان نہ خریدے -
جب آپکا گماشتہ دار بقدر اپنی ضرورت کے قابل خرید چکے پھر اور لوگ مول لین - اس حکم سے بھی
بڑا نقصان ہوا - تمام لوگونکے اونٹ بھوکے رہنے لگے - دریامین عام مسلمانونکی - تمام سوداگر دونکے
جہاز جایا کرتے تھے آپنے حکم دیدیا کہ کسیکا جہاز مال تجارت لیکر دریامین نہ جاوے - آپ
ہی کا مال جائیگا - اس ممانعت سے بھی عام تجار کا جو نقصان ہوا ظاہر ہے -

جواب - چراگاہ نقیع قرق کرکے خالصہ کرلینا درست تھا اور اسکا جواب بھی خود جناب عثمانؓ
نے دیا ہے اور صحابہ کرام کو ذہن نشین کردیا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے - لاحمی
الا للہ ولرسولہ - چراگاہ خاص اللہ اور اوسکے رسولؐ ہی کے واسطے ہے - مین نے
صدقہ اور بیت المال کے اونٹونکے واسطے اور جہاد کے گھوڑونکے لیئے یہہ چراگاہ بنائی ہی
اور اسی قسم کے جانورونکا رمنہ کرلیا ہے - آنحضرت صلعم نے بھی جہاد کے گھوڑون اور صدقہ
کے اونٹونکے واسطے چراگاہ خاص مقرر فرمائی تھی - صحابہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے
تو تھوڑی سی زمین چراگاہ کیواسطے مقرر فرمائی تھی لیکن آپنے اسپر دونی چوگنی چراگاہ مین
شامل کرلی حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اوسوقت کے بیت المال کو اسوقت کے بیت
المال پر قیاس کرکے دیکھو کہ کسقدر زیادہ ہوگیا ہے اسیقدر چراگاہ ہونا چاہیئے - اوس
زمانہ سے اس زمانہ مین جانور صدقہ وجہاد کے لعنایت ایزدی کہین زیادہ ہوگئے ہین -
آپکے اس بیان کو جملہ صحابہؓ نے تسلیم کرلیا اور کسی نے پھر اعتراض نہ کیا -

بازار والا قصہ غلط ہے۔ ہان اسقدر صحیح ہے کہ دو تین روز حارث بن حکم داروغہ بازار رہے تھے۔ انہون نے اپنی طرف سے یہ کام کیا کہ کھجور کی گٹھلی خود خریدین دوسرونکو نہ لینے دین۔ جناب عثمانؓ کے پاس جب شکایت پہونچی تو آپنے حارث کو موقوف کردیا۔ کشتیونکی بابت یہہ جواب ہے کہ وہ کشتیان آپکی تہین۔ سابق مین یہہ دستور تھا کہ آپکی کشتیونپر آپ کا مال اور دیگر تاجرونکا مال جاتا آتا تھا اوسوقت کشتیان کم تہین لہذا آپکی اجازت سے اور سوداگر بہی اپنا مال لیجایا کرتے تہے جب کاروبار تجارت کو ترقی ہوئی اور تاجرون نے بہی اپنی کشتیان تیار کرالین تو آپنے اپنی کشتیونپر دوسرے تاجرونکو مال لیجانیسے منع فرمایا۔ نہ یہہ کہ دوسرے تاجرونکو اونکی کشتیان سمندر مین لیجانیکی ممانعت کی۔ آپ کی جانب سے عام تبرع واحسان تہا کہ دوسرے لوگ بہی اپنا تجارتی سامان لیجایا کرتے تہے اگر آپنے اپنی کشتیونپر دوسرونکا مال لیجانا جائز نہ رکہا اور اونکو ممانعت کردی تو یہہ فعل آپکا قابل ملامت کسی طرح نہین۔ باقی رہا آپ کا دوسرے تاجرونکو تجارت سے روکنا اور اونکی کشتیان دریا مین لیجانے سے منع کرنا یہہ کسی معتبر تاریخ مین نہین بلکہ محض افترا ہے۔ (تحفہ)

طعن دہم۔ عطاء جاگیرات بہ یاران خود

جناب عثمانؓ نے اپنے یارون مصاحبونکو بیت المال کی زمین سے بہت سی جاگیرین دین جو کچہ بیت المال مین سب مسلمانونکا حق ہے آپنے اورونکی حق تلفی کی۔

جواب۔ یہہ طعن بہی سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔ اصل یہہ ہے کہ جناب عثمان غیر آباد زمین کو آباد کرتے تہے چنانچہ بہت حصے دور دور ملکونکے آباد ہوگئے جسکا تفصیلی حال ہم اوپر لکھہ آئے ہین جب آپکی توجہ آبادی زمین کیجانب ہوئی تو آپنے اور لوگونکو بہی اجازت

دی کہ زمین آباد کرین اور جس مقام پر افتادہ زمین قابل زراعت ہو کاشت و تردد کرکے اوسکو سرسبز کرین۔ آپنے جو زمین دی وہ اسی قسم کی تہی۔ آباد و مزروعہ زمین کسیکو جاگیر مین نہین دی ہی کتب تواریخ موجود ہین جنکے دیکہنے سے حقیقت حال بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ افتادہ زمین جسکو عربی مین مَوات کہتے ہین اوسکا یہ حکم ہے کہ امام کی اجازت سے جو آباد کرے اوس کی مِلک ہو جائیگی۔ افتادہ زمین آباد کرنے مین بہت فوائد ہین۔ ملک کی آبادی۔ کثرت محصول کیونکہ جسقدر پیداوار کی زیادتی ہوگی اوسیقدر عشر و خراج بیت المال مین زیادہ آوے گا۔ عوام الناس کے رزق کی افزونی اس سے ہے اور اس مین کیا فائدہ کہ ہزارون بیگہہ زمین خراب۔ بیکار و بے مصرف پڑی رہے نہ سرکاری محصول کا فائدہ ہو نہ کسی شخص کے کام آوے۔ زمین کی آبادی سے ملک کی ترقی ہوتی ہے۔ جابجا کہیتی باڑی ہونے سے رہزن۔ لوٹیرے۔ مفسدونسے ملک کو امن ہو جاتا ہے۔ اہل سیر و تواریخ نے یہہ بہی لکہا ہے کہ اشراف یمن خانہ بدوش کا ایک گروہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا "ہم جہاد کی غرض سے اپنے گہر۔ زمین۔ کہیت۔ اپنے ملک مین سب کچہہ چہوڑ آے ہین اگر ہم کو سرحد کفار کے قریب جہان جہاد کرنیکا موقع ملے زمین عنایت ہو تو ہم دہان سکونت کرین اور زراعت وغیرہ سے اپنی معاش حاصل کرین۔ باری باری ہم لوگ جہاد مین شریک ہوتے رہینگے اور جس لشکر مین ضرورت ہوا کریگی اوسمین شامل ہو کر راہ خدا مین کافرون سے لڑینگے"۔ جناب عثمان رضؓ نے ان لوگونکو فارس کے مقابلہ مین متصل سرحد کی زمین عنایت فرمائی اور یہہ لوگ وہان آباد ہوے۔ چونکہ صوبہ فارس کے لوگ پر زور اور وہانکے زمیندار سرکش تہے لہذا ان لوگون کے آباد کرنے مین اوس صوبہ والونپر فی الجملہ دباؤ پڑا۔ اہل یمن کو انکی زمینونکے بالعوض یہہ زمین ہر ایک کو جدا جدا عنایت فرمائی۔ بعض صحابہ رضؓ نے بہی

اپنی اپنی زمین بدل لی حضرت طلحہؓ کی زمین حضرموت مین تھی وہ زمین اونسے لیکر اوسکی عوض اہل مین کی زمین اونکو دی۔ اشعث بن قیس کی زمین کندہ مین تھی اونسے یہہ زمین لے لی اور اوسکے معاوضہ مین دوسری جگہہ زمین انکو ملی۔ یہہ ردوبدل زمینونکا آپس کی خوشی اور رضامندی سے ہوا جناب عثمانؓ نے کسی پر زور ڈالکر یا جبر کرکے یہہ کام نہین کیا اس صورت مین آپ پر طعن کا کیا موقع ہے۔

طعن یازدہم۔ رضامندی صحابہ کرام بقتل جناب عثمانؓ

تمام صحابہ کرام جناب عثمان کے قتل پر راضی تھے اور دل مین سب آپ سے بیزار رہتے تھے۔ آپکی ہجو ومذمت کیا کرتے تھے۔ جب آپ شہید ہوے تین دن تک آپ بے گور وکفن پڑے رہے اور کسی نے آپکو دفن نہ کیا۔

جواب۔ یہہ صریح کذب وبہتان ہے۔ ناسمجھ لڑکے تک بھی اسکو نہین ملنتے۔ خدا کے لئے آنکھین کھولو ہوش مین آو۔ بھلا یہہ تو کہو کہ حضرات طلحہ۔ زبیر۔ عائشہ صدیقہ۔ معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کون سے عثمانؓ کا قصاص طلب کرتے تھے اور کس بنا پر لڑے اور ہزارون مسلمانونکا خون ہوا۔ وہ عثمانؓ یہی تو ہین۔ یا کسی فرضی۔ خیالی۔ نہ ہوئی عثمان کے عوض کشت وخون ہوا ہے۔ کتب تواریخ موجود ہین جن سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کرام نے بلوہ دفع کرنے مین کسی طرح قصور نہ کیا حتی الامکان زبانی کلمہ وکلام سے بلوائیونکو سمجھایا جب کسی طور ان لوگونکے سمجھہ مین نہ آیا تو صحابہ کرام نے جناب عثمانؓ سے اس جماعت اہل فساد سے لڑنے کی اجازت چاہی مگر افسوس۔ جناب عثمانؓ کسی طرح لڑائی پر راضی نہو سے جب صحابہ کرام ہر طرح ہارے تھک کر خاموش بیٹھہ رہے۔ پھر بھی آپ کو پانی پہونچایا اور

آپ پر سے سختی دفع کرنے کی کوشش اور حیلہ وتدابیر سے اخیر وقت تک غافل نہ رہے۔اسی بلوہ کے زمانہ مین حضرت زید بن ثابت رضؓ جماعت انصار کے ساتھہ جناب عثمان رضؓ کیخدمت مین آے اور سب نے عرض کیا۔"اگر آپ اجازت دین توہم خدا کے انصار دوبارہ ہوجاوین"یعنی ایک مرتبہ توجناب رسولخدا کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کی نصرت ومدد کر چکے ہین اس وقت آپ کی مدد کرین -حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ مہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آے اور کہا۔"جو لوگ آپ پر بلوہ کرکے آے ہین وہ وہی تو ہین جو ہماری تلوار ونکی مار سے سیدھے ہوے اور اسلام قبول کیا اور ابتک وہ مار بھوے نہین جب یاد آتی ہے پاخانہ خطا ہوجاتا ہے یہہ سب مشیخت اور بلند پروازی انکو اسوجہ سے ہے کہ کلمہ گو ہین اور آپکو کلمہ کا پاس ہے اگر حکم ہو توان لوگونکو انکے گذشتہ حالات وواقعات یاد دلاکر بھولی ہوئی باتین جتلا کر راہ راست پر لاوین اور تلوار کے زور سے انکا سارا کس بل۔ہیکڑی نکال دین"۔

تاب عدو نہین کہ یہان پانون رکھہ سکے	آتا ہے سوے بیشۂ شیران شغال کب

جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔"صاحبو-خدا کے لئے یہہ بات نہ کہو-فقط ایک میری جان بچانے کی خاطر اسلام مین تلوارکشی اور خونریزی نہ کرو"

اگر از اہل ایمانی مہیا باش آفت را	کہ دندان میگزد پیوستہ انگشت شہادت را

خود جناب عثمان رضؓ کی غلام اس کثرت سے تھے کہ اگر آپ اپنے غلامونکو اجازت دیتے تو ایک دم مین اس گروہ اشرار کو انکی سرکشی وبدذاتی کا مزہ مل جاتا۔سب غلام مسلح ہو کر آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔"حضور-ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے افریقیہ تک ہمارا مقابل کوئی نہ تہا-ہماری تلوار کا وہ خوف تہا کہ سب مثل بید کے کانپتے تھے ہمارے نام سے بہادران جنگ آزمودہ ڈرتے تھے آپکے حکم کی دیر ہے ابہی

اس مغرور جماعت کی قلعی کھل جاوے - انکو انکی شرارت کا تماشا دکھلا دین - ایک دم مین تو یہہ مجمع کائی کی طرح پھٹ جائیگا جس وقت ہماری تلوارین بجلیان بنکر ان پر گرینگی انکا خرمن وجود آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہوجاویگا - یہہ لوگ زبانی وعظ و نصیحت - کلام و فہمائش سے اثر پذیر نہین ہوے اور نہ کسی کے کہنے کا انکو کچہہ خیال ہوا - بس انکو اس غرور نے دلیر کر دیا کہ ہم کلمہ گو ہین - مسلمان ہین - ہمکو کون مار یگا - اب یہہ راہ پر نہ آوینگے اور آپ کی بات اور صحابہ کرام کا کلام ہرگز نہ سنین گے اور ذرہ برابر بہی تو اسکی قدر و منزلت نہین کرتے - حضور حکم دیدین اب یارا ے ضبط نہین بس حد ہو چکی -

چند بسینہ در نہم آہ جگر شگاف را		ضبط چہ سان کند کسے خنجر خوش غلاف را

جناب عثمان رضؓ نے ارشاد فرمایا "تم لوگونکو اگر میری خوشی منظور ہے اور میرا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ہتہیار اپنے بدن سے کہول ڈالوا ور خاموش ہوکر اپنے گہرونمین بیٹہہ رہو - جو تم مین سے ہتہیار کہول ڈالے مین نے اوسکو آزاد کیا واللہ اگر مین قبل خونریزی اہل اسلام مارا جاؤن تو مجھکو محبوب ہے اس سے کہ بعد قتل و ہلاک گروہ اہل اسلام کے قتل ہون کیونکہ شہادت تو میرے مقدر مین ہے - ہر حال مین ہونیوالی ہے کسی طرح اس سے مفر نہین - جناب رسول خداؐ نے خود اسکی بشارت دی ہے - اگر تم لوگ لڑوگے پہر بہی مین قتل ہونگا اس سے کیا حاصل کہ مسلمانونمین باہم قتل و خون بہی ہوا ور مطلب بہی حاصل نہو لہذا یہی مناسب ہے کہ راضی بر ضاء مولی یہہ سب مصیبت سہکر صبر و شکر کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کرون "

نام من بندۂ عشق است و نشانم داغ ست		روز محشر ہمین نام و نشان برخیزم

کتب تواریخ شیعہ و سنی مین مذکور ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اپنے صاحبزادون حضرات حسنین

اور اپنے بہتیجون حضرت جعفرؓ کے صاحبزادون اور اپنے غلام قنبر کو اور حضرت طلحہ و زبیرؓ نے اپنے اپنے صاحبزادونکو جناب عثمانؓ کے دروازہ پر حفاظت کے واسطے مقرر کر دیا اور فرما دیا تہا کہ بلوائیونکو روکین اور گہر کے اندر نہ جانے دین چنانچہ یہہ حضرات بلوائیونکے مقابل ٹہیری رہے اور جب وہ لوگ ہجوم کرتے یہہ لوگ پتہرون لاٹہیونسے اونکو مار مار کر دفع کرتے تہے یہانتک کہ حضرت امام حسنؓ خون سے تر بتر ہو گئے۔ محمد بن طلحہؓ اور قنبر کے سر زخم کاری آیا مگر لوگونکو دروازہ سے مکان کے اندر گہسنے نہ دیا۔

گو صورت غربال ہے پر سینہ سپر ہے		اے تیر نظر حوصلہ دیکہا میرے دلکا

نہج البلاغہ ہماری اس بیان کی گواہ ہی۔ مؤرخ شیعہ جناب امیر المومنین علیؓ سے روایت کرتے ہین آپنے فرمایا۔ واللہ قد دفعت عنہ۔ بخدا میں لایزال ہین نے جناب عثمانؓ سے یہہ ہنگامہ دفع کیا۔ نہج البلاغت کی شرح لکہنے والے بالاتفاق جناب علیؓ کی مدد و نصرت اور حضرت عثمانؓ سے ہجوم بلوائیان دفع کرنیکی بابت روایات کثیرہ سے ثابت کرتے ہین کہ جب جناب علیؓ زمانہ بلوہ مین جناب عثمانؓ کے گہر تشریف لاتے بلوائیونکو چابک مار مار کر آپکے دروازہ سے دور کرتے تہے اور زبانی لعنت و ملامت سے اونکو تنبیہہ فرماتے تہے۔

مرد مومن پاک کا کام نہین کہ جناب علیؓ کا یہہ معاملہ اور آپکی گفتگو بلوائیونکو زجر و تنبیہہ لعنت و ملامت۔ یہ جملہ امور آپکی ظاہرداری اور دنیا سازی پر محمول کرے اور یہہ خیال کرے کہ آپ دل سے تو بیزار اور جناب عثمانؓ سے ناراض تہے۔ حاشا و کلا۔ معاذاللہ استغفراللہ۔ یہ طرز و روش منافقانہ جناب علی مرتضیٰ اسد اللہؓ کی نسبت۔ ہان جو منافق ہے وہ اپنے نفس خبیث پر قیاس کرکے آنجناب کی نسبت بہی یہی راے قایم کریگا۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ انسان اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے۔ بدآدمی کی نظر ہمیشہ بدہی کی طرف

جاتی ہے اور نیک نیکی کا جویان و متلاشی رہتا ہے جناب علیؑ کی ذات پاک مین نفاق و
تقیہ کا گمان ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ توبہ۔ توبہ۔ کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم۔ یہہ بڑی بات اونکے منہ سے کیسے نکلتی ہے۔ جان نثاران و شیعان علی
ہوکر اپنے امام کی نسبت ایسا خیال باطل کہین پیدا ہوا نہین کی جرأت و بہادری ہے
آفرین صد آفرین۔

طاعت پیر مغان جوی از ہمہ بیگانہ باش		اول از بتخانہ لودی آخر از بیت خانہ باش

ہم تسلیم کرتے ہین کہ اسوقت جناب علی رضنے جو کچھہ فرمایا کیا منافقانہ نہ تھا مگر اور جو
روایات جو معتبر و مشہور ہین اونکا کیا جواب ہے۔ کیا اب بہی نفاق تہا اور بعد شہادت جناب
عثمانؓ بہی آپکو خوف تہا۔ جو تقیہ کی آڑ مین طریق نفاق سے کنارہ گزین نہ ہوسکے۔ یارو
خدا سے ڈرو۔ کچھہ تو انصاف کرو۔ جناب علی رضنے جو خطبے بمقام کوفہ بعد شہادت جناب
عثمان رضؓ پڑھے ہین اونمین آپنے قسمیہ فرمایا کہ جناب عثمان رضؓ کے قاتلونکو مین بہت روکتا اور
دفع کرتا رہا۔ آپنے بمقام کوفہ ایک خطبہ کے ضمن مین بآواز بلند فرمایا۔ میری اور عثمانؓ کی
مثال اون تین بیلون کی سی ہے جو ایک جنگل مین رہا کرتے تھے۔ اونکے ساتھہ اوسی جنگل
مین ایک شیر بہی رہتا تھا تینون بیل تین رنگ کے تھے ایک سفید دوسرا سرخ تیسرا سیاہ
چونکہ وہ تینون بیل متفق تھے لہذا شیر کا قابو کسی ایک پر بہی نہ چلتا تہا۔ ایک روز شیر نے
سرخ بیل اور سیاہ بیل سے کہا۔ اس جنگل مین ہم سب پر کوئی راہ نہین پاسکتا مگر اس بیل سفید
کیوجہ سے۔ کیونکہ اسکا رنگ مشہور و معروف ہے۔ میرا اور تم دونونکا رنگ یکسان ہے اگر تم
دونون اس سفید بیل کو کہا لینے دو تو مین اسکو کہا ڈالون اور یہہ جنگل تمہارے لیئے
خالص ہوجاوے۔ دونون بیلون نے کہا۔ اچہا سفید بیل کو کہا ڈالو اور خوف نکالو

نذر ہو جاؤں) شیر نے سفید بیل کو چیر پھاڑ کر کھا ڈالا جب چند دن گذر گئے شیر نے سرخ بیل سے کہا۔ میرا رنگ تیرے رنگ سے ملتا ہے (جو تجھکو دیکھیگا شیر تصور کریگا البتہ یہ سیاہ بیل ہیرے تیرے رنگ کے مخالف ہے) تو مجھکو اجازت دے تو اسکو بھی کھا جاؤن۔ اوسنے کہا۔ بہتر ہے۔ پھر شیر سرخ بیل سے کہنے لگا۔ اب تو مین تجھے ہی کھاؤنگا۔ بیل نے کہا۔ ذری مجھکو مہلت دو مین تین بار پکار کر کچھ کہہ دون۔ شیر نے کہا اچھا۔ پکار دے بیل نے تین بار پکار کر کہا مین تو اوسی دن کھا لیا گیا جس دن سفید بیل کھایا گیا تھا "یہہ قصہ بیان کر کے جناب امیر المومنین علیؓ نے بآواز بلند فرمایا افسوس جس دن عثمان قتل ہوئے مین اوسی دن سے سست وضعیف ہوگیا۔ اس قصہ کی شہرت اور تواتر اس حد تک پہونچی ہے کہ شیعہ وسنی دونو نکی کتابو نمین موجود ہے اور کسی فریق کو جاے انکار نہین۔

حضرت عبد اللہؓ بن سلام ہر روز صبح کو بلوائیو نکے مجمع مین جا کر فرماتے "جناب عثمانؓ کے قتل سے ہاتھ اوٹھاؤ آپکے قتل ہوتے ہی تمام فتنے وفساد اوٹھہ کھڑے ہونگے"۔

خذیفہ بن یمانؓ لوگونکو ہمیشہ جناب عثمانؓ کے قتل سے ڈراتے اور کہتے تھے کہ آپکا قتل موجب فتنہ وفساد عظیم ہے۔

جناب عثمانؓ کے دفن مین تاخیر کی یہہ وجہ ہے کہ بعد شہادت آپکے مدینہ منورہ مین ایک غدر تھا۔ ہر شخص بجاے خود اپنی جان سے خائف ولرزان تھا۔ لوگونکو اپنا ہوش نہ تھا سبکو اپنی اپنی پڑی تھی۔ بلوائیون اور بدمعاشون نے عجب آفت برپا کر رکھی تھی۔ صحابہ کرام کو ڈراتے دھمکاتے تھے سب لوگ تو اس حالت مین گرفتار تھے آپکی تجہیز وتکفین کی فکر کون کرتا۔ بالآخر رات کے وقت جب بلوائیون کی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا آپ دفن کیے گئے جسکا مفصل حال ذکر مدفن مین ہے۔ فرشتے آپکے جنازہ پر تھے اور نماز مین

شریک ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "جس دن عثمانؓ شہید ہونگے آدمیونکے عوض آسمانی فرشتے اونکے جنازہ پر نماز پڑہین گے" راوی کا قول ہے کہ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے۔ کیا یہہ بات خاص عثمانؓ کے واسطے ہی یا عام شہیدونکے لیے۔ آپنے فرمایا۔ خاص عثمانؓ کے واسطے۔

اس روایت کی تائید مین دوسری روایت اور بہی ہے جو ابن ضحاک سہیم بن خنیس سے روایت کرتے ہین سہیم خود اس واقعہ شہادت جناب عثمان مین موجود تہے۔ اونکا بیان ہی کہ جب وہ دن جسمین جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین گذر گیا اور شام ہوئی تو مین نے لوگونسی کہا کہ اگر صبح تک جناب عثمانؓ دفن نہوے تو خوف ہے کہ مفسدین اشرار مبادا آپکی نعش مبارک کے ساتہہ کسی طرح بے ادبی کے ساتہہ پیش آوین لہذا اسی وقت شب مین دفن کردینا مناسب ہے۔ اس امر پر اتفاق کرکے ہم لوگ آپکا جنازہ رات کو لیکر بقیع الغرقد کو چلے۔ چونکہ رات کا وقت تہا تاریکی مین ہمنے یہہ کام خاطر خواہ کرلیا اور کوئی ہم سے متعرض نہوا ہم آپکا جنازہ لیے جاتے تہے کہ اثناء راہ مین پیچہے سے سیاہی معلوم ہوئی اور اوس نے ہم کو ڈہانک لیا۔ ہم لوگونکو سخت خوف نے آگہیرا او قریب تہا کہ ڈر کر متفرق بہاگ جاوین ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے "تم لوگ گہبراؤ ڈرو نہین ہم اس جنازہ کی شرکت کو آے ہین" سہیم ابن خنیس راوی کہتے ہین کہ وہ فرشتے تہے۔ ابن خنیس کا صحابہؓ کی ذم وہجو کرنا یہہ محض بہتان ہے۔ یہہ شخص معتبر قابل وثوق ہین۔

اب اہل بیت کی روایت اسی باب مین سنو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا۔ آپ ایک گہوڑے پر سوار ہین اور سر مبارک پر نورانی عمامہ بندہا ہے۔ ہاتہہ مین فردوس کی ایک چہڑی ہے۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلعم

ہین توآپکے دیدار کا مشتاق تہا اور آپ ایسی عجلت مین ہین - آپ یہ سنکر میری طرف متوجہ ہوے اور تبسم کرکے فرمایا - آج عثمان بن عفان جنت مین ہمارے پاس دولہ بنے ہین - اونکا نکاح ہو گیا اسوقت اونکے ولیمہ کی دعوت ہے لہذا مین بغرض شرکت دعوت جلدی جاتا ہون - اس کو حسین بن عبداللہ بنار فقیہ اور ابوشجاع شیرویہ دیلمی روایت کرتے ہین - دیلمی کا مشاہیر محدثین مین شمار ہے - شیعہ بہی انکو معتبر جانتے ہین - کتاب منتقی مین بروایت ابن عباسؓ اسی سند سے اس خواب کو لکہا ہے -

دوسرا خواب جناب امام حسنؓ سے منقول ومشہور ہے اور بروایت معتبر دیلمی نے منتقی مین نقل کیا ہے جسکو ہم فضائل مین لکہہ آے ہین اور ایک روایت قرہ بن خالد سے بہی اوپر گذر چکی ہے محمد بن حنفیہ سے - روایت ہے کہ جناب علیؓ نے بروز جنگ جمل فرمایا "خداوندا - قاتلین عثمانؓ پر لعنت نازل فرما! - جہان کہین وہ ہون" یہہ بہی بالتصریح ہم لکہہ آے ہین -

بروایت بالا وارد ہے کہ جناب علیؓ کو خبر ہوئی کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ قاتلین عثمانؓ پر لعنت کر رہی ہین - آپنے اپنے دونون ہاتہہ دعا کے واسطے بلند کیے یہانتک کہ منہ کے مقابل ہوے پہر فرمایا - انا نلعن قتلۃ عثمان لعنھم اللہ فی السھل والجبل - مرتین او ثلثا - اسی سند سے دوسری روایت سے آیا ہے کہ جناب علیؓ کے سامنے حضرت عثمانؓ کی شہادت کا ذکر آیا آپ رونے لگے یہانتک کہ آنسوؤنسے ڈاڑہی تر ہو گئی - جندب کہتے ہین کہ مین حذیفہ کے پاس گیا - اونہون نے دریافت کیا کہ اس شخص کی کیا خبر ہے مین نے کہا مین جانتا ہون کہ لوگ انکو قتل کر ڈالینگے - آپ اس بارہ مین کیا کہتے ہین - جواب دیا - اگر عثمان کو قتل کرینگے تو آپ جنت مین جاوینگے اور قاتلونکو دوزخ نصیب ہوگی - اہل بیت کے اقوال آپکی قاتلونکی بابت یہ ہین حذیفہ بن یمان کو شیعہ بہی مانتے ہین اونکی روایات پر اعتبار کرتے ہین کیونکہ حدیث

مین آیا ہی ماحل ثلم حذیفۃ فصد توہ۔ اگر تمام صحابہ و تابعین سے جو کچہ اقوال درباب شہادت حضرت عثمانؓ اور آپکی قاتلون کے حق مین منقول ہین ذکر کیے جاوین تو ایک دفتر ہو جاوے روایات مشہورہ و متعددہ و معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تین روز تک آپکی لاش پڑا رہنا محض غلط ہے بلکہ کتب تواریخ مین اسکی تکذیب ہے کیونکہ باتفاق جملہ مورخین آپکی شہادت بتاریخ اٹھارہ ذیحجہ روز جمعہ بعد عصر کے ہوئی اور شب شنبہ مین بمقام بقیع دفن ہوے (تحفہ اثنا عشریہ) اور اس مین کسی طرح شک نہین پس آپکی شہادت دن مین قبل مغرب ہے ہا اور رات کو کسیوقت دفن ہوے تین دن کیسے شاید تین پہر گذرے ہون اور یہہ کچہ تاخیر مین داخل نہین خصوصاً ایسے ہنگامہ و غدر مین تو آپکی تجہیز و تکفین بہت جلد ہوئی۔

طعن دوازدہم متعلق بہ قرآن مجید متضمن مباحث متعددہ

اوّل۔ جو قرآن مجید بالفعل مروج ہے اسکو خلیفہ ثالث رضؓ نے اپنے عہد خلافت مین جمع کیا ہی اور پیشتر جو عہد خلیفہ اول مین جمع کیا گیا تہا وہ قرآن مجید عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ نے جمع کیا تہا جسکو عثمانؓ محرق القرآن نے آگ مین جلوا دیا اور راوسکی خاکستر تک خاک مین ملا دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین زید بن ثابت کی ایک روایت طولانی سے قصہ جمع قرآن ثابت ہے اُسکے آخر مین یہہ بہی ہے کہ جب عہد خلیفہ اول مین قرآن شریف مرتب ہو گیا تو حین حیات خلیفہ اول کے پاس رہا پہر خلیفہ ثانی کے پاس تہا اونکے بعد بی بی حفصہؓ کے پاس رہا۔ ماحصل اس اعتراض کا یہہ ہی کہ جناب عثمانؓ نے قرآن شریف مین تصرف کیا اور یہہ قرآن جو اب مروج ہے یہہ وہ قرآن بجنسہ نہین جو عہد رسالت اور عہد خلیفہ اول و دوم مین تہا۔ تالیف قرآن شریف مین زید بن ثابت کی حدیث پیش کی ہے۔

جواب۔ قرآن شریف جلانے کا جواب شافی ہمارے گذشتہ مضامین سے جو درباب جمع قرآن مجید ہم لکھ آئے ہین صاف ظاہر ہے کہ بعد نقل قرآن شریف لوگونکے پاس جو مختلف قرآن مجید تھے جنمین روایات شاذہ وغیرہ تہین آپنے جلوا دیئے۔ کیونکہ جب ایک نسخہ اوس قرآن شریف سے جو عہد خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مین بزمانہ جنگ یمامہ پُرزے پُرزے پرچون اور زبانی حافظون سے مرتب ہوا تہا اور وہ بجنسہ آپکے پاس رہا پہر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بعد آپکے ام المومنین جناب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تہا اور اسی قرآن کو اصل منقول عنہ قرار دیکر اوس سے ایک نسخہ نقل ہوا پہر اوسکی متعدد نقلین تمام بلاد مین بہجوا دین اور جن لوگونکے پاس قرآن شریف تہے جنمین بعض آیات مشکوک بہی تہین نکلے وہ منگوا لیئے تو اب ان نسخونکی ضرورت نہ رہی اور انکے باقی رکہنے سے خوف تہا کہ کسی وقت لوگ پہر اختلاف کرین لہذا انکا جلا دینا ہی مناسب تہا۔ آپ پر یہہ الزام کہ اصل قرآن مجید جلا دیا محض زبردستی اور تعصب کا ہے بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ آپنے وہی قرآن مجید جلا دیا جسکو حضرات طاعنین کہتے ہین تو ہمارا اونسے یہہ سوال ہے کہ ان حضرات کے نزدیک خلیفہ اول نے جو قرآن جمع کیا وہ قابل اعتبار ہے یا نہین اگر قابل اعتبار ہے تو صاحب حق الیقین کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے "آنحضرت (یعنی جناب امیر) در خانہ نشست و مشغول بجمع کردن قرآن شد و از خانہ بیرون نیامد تا ہمہ را جمع نکرد و بمسجد آمد عمر گفت کہ احتیاج بقرآن تو ندارم حضرت فرمود کہ دیگر این قرآن را نخواہید دید تا مہدی از فرزندان من ظاہر گرداند و بخانہ برگشت" اگر آپ خلیفہ اول کے جمع کردہ قرآن کو مانتے ہین تو یہہ عبارت مرقومہ بالا محض منگہڑت ہے اور مولف کتاب کی افترا پردازی کیونکہ بجز اس کتاب کے کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے کوئی قرآن شریف جمع کیا ہے اور جن روایات مین آپکی نسبت جمع کرنا آیا ہے۔ اوس سے حفظ کرنا مراد ہے یعنی آپ ہی منجملہ

اون حضرات کے ہین جنہون نے پورا کلام مجید یاد کیا اور اس مین کس کو کلام ہے اور اگر آپ اس قرآن کو قابل اعتبار نہین سمجہتے تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان - ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ صلعم مجموعاً مؤلفاً علی ما ہو علیہ الآن یعنی یہہ قرآن عہد رسالت مین جمع اور ترتیب کے ساتہہ ایسا ہی تہا جیسا کہ اسوقت ہے - نہ جناب صدیق اکبر نے قرآن شریف جمع کیا اور لکہایا اور نہ عہد عثمانی مین مرتب ہوا تو اس صورت مین جناب عثمان سے محرق القرآن نہ ٹہیرے - حدیث سے ہمکو کب انکار ہے بلکہ یہی حدیث تو ہماری دلیل ہے اور اس سے یہہ بات بہی نکلتی ہے جو ہمارے مفید مطلب ہے کہ کتابت قرآن بدعت نہین ہے بلکہ خود آنحضرت صلعم نے لکہنے کا حکم دیا تہا اور وہ پرچون پرزون مین لکہا ہوا منتشر تہا نہ اوسمین ترتیب تہی نہ وہ ایک مصحف مین تہا -

اس مقام مین بعض شراح مشکوۃ لکہتے ہین کہ اوس مجموعہ مین کچہہ آیات منسوخ التلاوت اور کچہہ منسوخ الحکم بہی داخل تہین اسیواسطے ایک مصحف مین یا یون کہیئے ایک جلد مین جمع نہوا کیونکہ اوس زمانہ تک ورود احتمال نسخ و ابدال کا باقی تہا پہر جب زمانہ وحی کا منقطع ہوا تو حقتعالے نے موافق اپنے سچے وعدے انا لہ لحافظون - کے خلفاء راشدین کو جمع کرنیکا الہام کیا چنانچہ آنحضرت کے بعد اسکی ابتدا حضرت صدیق اکبر رض سے بمشورہ حضرت عمر رض ہوا اور انتہا اس کام کی حضرت عثمان رض پر بمشورت جناب علی رض قرار پائی - لیکن عہد خلافت حضرات شیخین رض مین بسبب کثرت حرب و جہاد و تیاری و روانگی افواج اور دیگر مہمات ضروریہ کے اگرچہ ایک مصحف مین جمع ہوا لیکن بدستور نا مرتب رہا اور جناب ختنین رض کے وقت ایک مصحف مین جمع بہی ہوا اور ترتیب بہی پایا - یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہے اصلا کمی و بیشی کو دخل نہین اسواسطے کہ ہر سال حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان مبارک مین تشریف لاتے اور اسی ترتیب پر آنحضرت صلعم کے

ہمراہ بطور مدارست (دور) تلاوت فرماتے تھے یہانتک کہ عالم رحلت مین آیہ - انہ لکتاب
عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید
کو دو مرتبہ لاے ہین اور وہی ترتیب حضرت رسول خدا صلعم کی تعلیم سے بہت سے صحابیونکو
یاد تھی اوسیکے موافق جناب عثمان صاحب لحیا رد الایمان کے عہد مین بلا کم و کاست قرآن
مرتب ہوا اور اب یہ وہی قرآن بعینہ ہے سر مو فرق نہین - اسمین حضرات شیعہ کو بھی محال
انکار نہین کیونکہ فاضل طبرسی مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق کرتے ہین "سید مرتضی
علی بن حسین موسوی نے ذکر کیا کہ عہد آنحضرت صلعم مین قرآن جمع اور ترتیب کے ساتھہ اسی
طور پر تہا جیسا کہ اب ہے - اس دعوی پر دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کیوقت قرآن پڑہا جاتا
اور یاد کیا جاتا تہا تمام و کمال اور ایک جماعت صحابہ کی اسکے یاد کرنے پر معین تھی اور
حضرت کے سامنے پڑہا جاتا تہا اور ایک جماعت صحابہ نے جیسے ابن مسعود اور ابی بن کعب
وغیرہ آنحضرت صلعم سے بارہا قرآن سنا اور اول سے آخر تک پڑہا - ادنی تامل سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہہ سب باتین قرآن کے مجموع و مرتب ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اسپر کہ
قرآن پراگندہ نہ تہا اور ذکر کیا ہے کہ جس امامیہ یا حشویہ نے اسمین خلاف کیا اوسکا اعتبار
نہین - وہ خلاف اون لوگونکا ہے جنہون نے اخبار ضعیفہ نقل کئے اور اونکو صحیح سمجھے -
پس معلوم یقینی کو چہوڑ کر اونکا قول معتبر نہوگا" اب حضرات طاعنین کو مجال گفتگو نہ رہی -
جناب علی رض کی نسبت قرآن چھپانیکا الزام اور جناب عثمان رض کی بابت قرآن جلانیکا اعتراض
وطعن باقی نہ رہا -

خمیازہ دو کان شیشہ گر سنگست		عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	

عبارت مذکورہ بالا اگرچہ ہماری روایات کے خلاف ہے کیونکہ صاحب مجمع البیان کا دعوی ہے

کہ قرآن شریف باین ہئیت کذائی جیسا کہ اب ہے آنحضرت صلعم کے وقت مین جمع ہو گیا تھا اگر اسکا یہہ مطلب ہے کہ لکھہ گیا تھا تو یہہ بات غلط ہے اگر یہہ مراد ہے کہ لوگونکے سینونمین جمع تھا تو البتہ تسلیم ہے مگر ہمکو اس قیل و قال کی ضرورت نہین۔ ہمارا تو یہہ مدعا تھا کہ یہہ قرآن مجید وہی ہے جو آنحضرت صلعم کے وقت مین تھا اوسمین سے کچھہ قطع و بُرید نہین ہوئی اور اس مدعا کی تائید عبارت مجمع البیان سے ہوتی ہے وہو المراد۔

دوم۔ روایت انس بن مالک مین مذکور ہے کہ جناب عثمان نے اوس صحیفہ کو حضرت حفصہؓ کے پاس سے منگوالیا اور وعدہ کیا کہ بعد نقل لینے کے اسکو واپس کردونگا جب جناب عثمانؓ نے قرآن کو جمع کرالیا تو اوس صحیفہ کو حفصہؓ کے پاس بہیجدیا اور اپنے قرآن کا ایک ایک نسخہ اطراف ممالک مین روانہ کیا اور حکم کیا کہ سواے اس قرآن کے اور جو کچھہ صحیفے یا مصحف ہین اونکو جلادین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو صحف نزدیک حفصہؓ کے تہے بعد واپس کرنیکے وہ بہی جلادیئے گئے۔

جواب۔ روایت انس بن مالک سے جو حدیث منقول ہے ہم اوسکو باب جمع قرآن مجید مین مفصل لکھہ چکے ہین ضرورت اعادہ نہین۔ اوس روایت مین یہہ لفظ بہی ہے کہ ماسوا کو علی اختلاف الروایتین جلانے یا پہاڑنے کا حکم دیا۔ مرقات شرح مشکوۃ مین ہے کہ مراد ماسوا سے منسوخ التلاوت ہے۔

علامہ سجستانیؒ کا قول ہے کہ جناب عثمانؓ نے سات مصحف لکھواے تہے۔ وہ اسطرح تقسیم ہوے۔ ایک مکہ معظمہ مین۔ ایک مدینہ منورہ مین۔ باقی پانچ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ اور کوفہ بہیجے گئے۔ حضرت علی مرتضی شیر خداؑ اکثر فرمایا کرتے تہے۔ واللہ عثمان نے کیا خوب کام کیا اگر اونسے یہہ کام انصرام نہ ہوتا تو مین سرانجام دیتا۔ پس اس حدیث انسؓ اور اسکی

شرحون سے ثابت ہوا کہ یہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان رضہ سے ہے اور وہ
ہرگز محرق القرآن نہین بلکہ محرق ماسوی القرآن ہین کہ جو باعث اختلاف تہا۔ اب بہی مخالفین
زبان طعن نہ روکین تو اسکا علاج ہی کیا ہے۔ یہی داغ تو دشمنونکے دلونپر ہی کہ من بعد انکے دخل
وتصرف کی گنجائش نہ رہی اور مثل توریت وانجیل نسخے مختلف قرآن شریف کے ہاتہہ نہ آے کہ کچہہ
دائو چلتا۔ شیخ محدث دہلوی رح کی عبارت سے یہ نہین ظاہر ہوتا کہ جناب حفصہ رض کے صحیفہ کو جناب
عثمان رض نے جلایا بلکہ مرقات مین لکہا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال
امیر المومنین حفصہ رض کے اونکا مصحف خوف اختلاف سے جلوایا کیونکہ وہ قرآن شریف بے ترتیب محض تہا
جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان رض لشہادت امام الائمہ حد صحت کو پہونچا اور اسیواسطے ملا صادق
کلینی نے بہی باعلاے ندا پکار دیا کہ۔ ویظہر القراٰن بہذا الترتیب عند ظہور
الامام الثانی عشر ویشتہر بہ۔ یعنی قرآن اسی ترتیب معروف ومشہور سے بارہوین
امام مہدی رض امام آخر الزمان کے وقت ظاہر ہوگا اور اسی ترتیب سے مشہور بہی ہوگا۔ تو اب مروان
پر بہی جگہہ تشنیع وبہتان کی نہ رہی گو اور فعل اوسکے شنیع ہوا کرین اب یہان کسیکو پانون پہیلانیکی
جگہہ نہ رہی۔ باقی یہ کہ ع تو بشنوی یا نشنوی من گفتگوے میکنم۔ امر آخر ہے آمین اختیار باقی ہے
سوئم۔ فخر رازی رح نے نہایت العقول مین لکہا ہے کہ جلا ڈالنا باقی مصاحف کا درحقیقت
نہایت تعظیم تہی کہ مبادا کوئی پرزہ اوسمین سے زمین پر گر پڑے تو باعث اہانت وسبکی کا
ہوگا۔ سبحان اللہ۔ جلانا قرآن کا تو تعظیم تہا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ
جلال الدین سیوطی رح نے کتاب اتقان مین قاضی حسین سے نقل کیا ہے کہ اوسنے کہا جلانا
قرآن کا خلاف احترام ہے اور جو چیز خلاف احترام ہو وہ اہانت اور استخفاف ہے۔
جواب جس مصحف مین نفع متصور نہو (جیسا کہ اکثر بچونکے پڑہنے سے پہٹ کر پرزہ پرزہ

ہوجاتا ہے۔ یا کرم خوردہ یا دیمک خوردہ ہوگیا کہ کسیطرح پڑہنے مین نہین آتا اور جا بجا الفاظ اوڑ گیے ہون) اوسکے ضائع کرنے مین علما کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین جلا دینا چاہیئے اور بعضو نکے نزدیک دہو ڈالنا چاہیئے لیکن محققین تفصیل کرتے ہین کہ جو قرآن من حیث انہ قرآن ہے جیسے یہہ قرآن مروج الآن اوسکا جلانا بہتر نہین ہے۔ کیونکہ اسمین گونہ اہانت ہے۔ بلکہ دہو کر اسکے غسالہ (پانی) کو کسی مقام پاک مین ڈال دین یا وہ پانی پی لین کہ ہر مرض کی دوا اور ہر درد کی شفا ہے اور جو قرآن من حیث انہ قرآن نہین جیسے مصاحف محرقہ جناب عثمان رض اوسکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفو نکے رہ جانے کا ہے بلکہ اوسکو جلا ڈالنا چاہیئے تا اثر اختلاف کا بالکل باقی نہ رہے جیسا جناب عثمان رض نے کیا۔ پس قول امام رازی رح کا ناظر ہے اس معنی کیطرف اور قول قاضی کا ناظر ہے اوس معنی کی طرف اس تقریر پر تعارض بین القولین اوٹھہ گیا اور رازی قاضی سے راضی ہو گئے۔ اب حقیقت مین جلانا ایسے قرآن کا جس سے اختلاف اور تکفیر بَیْنَہُم ہو باعث بڑی تعظیم کا ہے۔ اگر یہہ امر باعث اہانت ہوتا تو کوئی صحابی جلانے نہ دیتا۔ جناب عثمان رض نے جیسے بمشورہ صدہا صحابہ کرام کے کہ بہترین انہین کا جناب علی مرتضی رض تہے قرآن صحیح کو جمع کیا ویسا ہی بصوابدید انہین بزرگوار کے جلوایا۔ اس صورت مین اگر جناب عثمان رض مورد طعن کیکے ہین تو جناب علی رض اور دیگر صحابہ بہی اسمین شریک ہین اور یہہ جو کہا کہ سبحان اللہ قرآن کا جلانا تعظیم ٹہیرا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا۔ اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گرنا قرآن کا زمین پر اور پانوٴن مین روندنا معترض صاحب کے نزدیک باعث تحقیر نہین حالانکہ جلانا اور پانوٴن کے نیچے لانا صورت تحقیر مین دونون برابر ہین کوئی انمین مابہ الامتیاز نہین۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جلانا باعث تحقیر و اہانت ہے لیکن اور کی ہتیلی پر ہینسنا اور اپنا ٹینٹ نہ دیکہنا انصاف کے گلے پر چہری چلانا ہے

فاضل کلینی بروایت زید بن جہم ہلالی امام جعفر صادق ؑ سے نقل کرتے ہین کہ امام جعفر صادق ؑ
نے یہہ آیت پڑہی۔ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا
تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان یکونوا أئمۃ ھی ازکی من ائمتکم۔ فقلت
جعلت فداک ائمۃ قال ای واللہ۔ قلت انما یقرء اربی۔ قال وما اربی
واومی بیدہ فطرحھا۔ قرآن شریف مین۔ تکونوا کی جگہہ تکون ہے اور ائمۃ
کی جگہہ امۃ ہے اور ازکی کی جگہہ اربی ہے۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے کہا۔
مین آپ پر قربان۔ کیا ائمۃ ہے فرمایا ہان قسم خدا کی۔ مین نے کہا۔ لوگ تو اربی پڑہتے
ہین آپنے ازکی پڑہا۔ فرمایا۔ اربی کا کیا مطلب۔ یہہ کہکر قرآن شریف اہانت کے ساتہہ
آپنے زمین پر پہینکدیا۔ اب فرمایئے کہ قرآن صحیح باتفاق فریقین واجب التعظیم اور قابل عمل
ہے اوسکا زمین پر دے مارنا اور اہانت سے پہینکنا اہانت ہے یا ساوی القرآن کا جلانا
علاوہ اسکے قرآن کی عظمت اور اوسکا ادب تو یہہ ہے کہ اسکو ناپاک لوگون سے دور رکہے
نجاسات اور گندہ مقامات مین کسی جگہہ نہ پڑے۔ اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت
اور مرنیکے بعد سبب مغفرت سمجہے۔ الحمدللہ ہم کو تو یہہ نصیب ہے۔ صاحب استبصار فرماتے ہین
لا بأس ان تتلو الحائض والجنب القرآن ۔ عورت حیض والی اور مرد ناپاک جس پر
غسل واجب ہے قرآن پڑہین تو مضائقہ نہین اور آپکے یہان یہہ ادب ہے۔ کتاب من لا یحضرہ
الفقیہ مین جو منجملہ کتب معتبرہ شیعہ ہے لکہا ہے کہ جاے ضرور مین بقدر آیت الکرسی قرآن کا
پڑہنا درست ہے۔ یہ قرآن کی تعظیم ہے۔ عوام بلکہ خواص نے قرآن کی عوض موت وحیات
مین ضمیر اور دبیر کے مرثیہ پر اکتفا کی اب ارشاد فرمایئے کہ تعظیم کون کر رہا ہے اور تحقیر کون

نازم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتم	گو مشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد

چہارم - حضرات سنیہ کا اس مقدمہ مین کیا اعتقاد ہے کہ جو مصاحف عہد شیخین مین لکھے گئے اور وہ قرآن جو ابن مسعودؓ وغیرہ اصحاب نے جمع کئے تہے اور عثمانؓ نے اون سبکو جلادیا مُنزّل من اللہ تہے یا نہ تہے - اگر کہو کہ منزل من اللہ اور واجب العمل تہے تو پہر کیون جلا ڈالے گئے اور اونمین کتنی آیتین تہین اور اونمین کیا مذکور تہا اور اون مصاحف محرقہ اور اس قرآن مروج مین کتنا ایر پہیر تہا - اگر کہتے ہو کہ ایسا اختلاف تہا جیسا کہ اختلاف قرأتون مین قراء سبعہ یا عشرہ کے ہے تو یہ نہین ہو سکتا کیونکہ ایسا اختلاف تو اب بہی موجود ہے اگر یہی اختلاف تہا تو اوسکو کیون جلادیا اور اس قرآن کو کیون نہ جلایا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف بہت تہا اور بڑا ایر پہیر تہا - پہر بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئے اگر موجود نہین تو آیہ کریمہ اِنَّا لَہٗ لحافظون - کس طرح صادق ہو گی اور دوسری آیت - لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید - بنابر مزعوم اہل سنت کے کس طرح صحیح ہو گی کیونکہ وہ قرآن اب نہین رہا نہ خدا نے حفاظت کی اور نہ وہ قرآن غلبہ باطل سے محفوظ رہ سکا -

جواب - مصاحف محرقہ اگرچہ منزل من اللہ تہے لیکن بسبب بے ترتیبی اور انتشار اور خلط قرآت شاذہ اور آیات منسوخہ اور بعض الفاظ تفاسیر کے علی الخصوص بجہت داخل ہونے دعاء قنوت اور خارج ہونے معوذتین کے کہ اس خروج کا شیعہ بہی انکار نہین کرتے تمام و کمال واجب العمل نہ تہے اسیواسطے جلائے گئے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف نہ پڑے اور اون مصاحف مین آیات متفقہ علیہا اتنی ہی تہین جتنی اب ہین اور مذکور اونمین یہی تہا جو اب ہے اور مصاحف محرقہ اور مروجہ مین سوائے اون باتون کے جو مذکور ہوئین کچہہ ایر پہیر نہین اختلاف بہت کم تہا اور ایر پہیر کان لم یکن - وہ نامرتب تہا یہ مرتب ہے - بموجب آیہ کریمہ انا لہ لحافظون

کے دنیا مین اسکے ہزارون حافظ موجود اور موافق آیہ لا یاتیہ الباطل کے ہر ملکون کیا بلکہ ہر قریونمین نقلین اوسکی مشہور۔ تلاوت سے کرورون پیر وجوان شاد۔ لاکہون ابجد خوانونکو جا بجا سے زبانی یاد۔ قرآن مجید صحیفہ علی ؑ یا مصحف فاطمہ ؓ نہین کہ برخلاف لطف واصلح غار سرمن رای مین مستور رہے اور نہ تہذیب طوسی یا کافی کلینی ہے کہ برعکس ہدایت وارشاد صندوق تقیہ مین مہجور رہے صاحبو۔ یہہ کلام اللہ الملک الجبار ہے جسکی شعاع عالمتاب سے چشم باطن خیرہ اور جسکی رشد وہدایت ظاہر کالشمس فی نصف النہار ہے۔ یہہ اپنے محبون مخلصونکے سینونمین محفوظ اور اونکا مددگار ہے۔ جو بدعقیدہ ہین اور اس سے بغض رکہتے ہین اونکے پاس جانیسے اسکو عار ہے۔ یہہ ہی معجزہ کلام الٰہی قدیم زمانہ سے یادگار ہے۔ جسکا دل نورانی ہے وہان اسکو قرار ہے۔ جو تیرہ درون ہین اونکے سینونسے اسکو فرار ہے۔

جمالِ شاہد قرآن نقاب انگاہ بکشاید	کہ دار الملک ایمان رابیابد خالی از غوغا

ترجمہ۔ اگر یہہ کہتے ہو کہ مصاحف محرقہ منزل من اللہ نہ تہے اور یہی قرآن مروج منزل من اللہ ہے تو عہد حضرات شیخین اور اوائل عہد جناب عثمان ؓ مین کون سا قرآن تہا۔ کس پر عمل کیا جاتا تہا تراویحون مین کونسا قرآن پڑہا جاتا تہا جمع کرنیوالی اون مصاحف کے باعتقاد حضرات سنیہ مومن تہے یا منافق۔ اگر مومن تہے تو مومن کا کام یہہ نہین کہ کوئی نیا قرآن بنا لیوے اور کہے کہ یہہ منزل من اللہ ہے۔ اگر وہ اصحاب جنہون نے پہلے قرآن جمع کیا تہا وہ منافق تہے اور اونکا جمع کیا ہوا غلط تہا تو مقام تعجب ہے کہ شیخین نے اپنے وقت مین اون منافقو نسے لیکر نہ جلوا دیا۔ اوسکو مقبول رکہا۔ احکام شرع اوس سے نکالے۔ نمازونمین اوسے پڑہا کئے اور وہ لوگ بہی تو اصحاب تہے۔ پہر حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم تمکو یاد ہے یا بالکل فراموش ہوگئی۔

جواب - عہد حضرات شیخین رض اور اوائل عہد جناب عثمان رض مین اوس قرآن محرق کے پڑھنے کی کیا حاجت تھی ہزارون کو قرآن اسی ترتیب سے یاد تھا جو اب ہے اور حضرت رسول خدا صلعم حضرت جبریل علیہ السلام سے ہر سال دورہ ختم قرآن کیا کرتے تھے اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تھا اور تراویحون مین پڑھا جاتا تھا جمع کرنے والے اون مصحفونکے بیشک مومن تھے اگر کسیکو کچھ شبہ قرات شاذہ وغیرہ مین پڑا تو عندالاجماع وہ ہرگز اپنے شبہہ پر نہ اڑا کیونکہ مومن کا کام نہین کہ نیا قرآن بناوے حضرات شیخین رض نے جو اپنے عہد مین جمع کروایا بسبب محاربات کفار اور دفع خصوم اور مشاغل بسیار کے فرصت ترتیب کی نہ ملی اسی باعث نا مرتب جمع رہا احکام شرع کے نکالنے اور نمازون مین پڑھنا کچھ قرآن محرق پر موقوف تھا بلکہ ہزارونکو یاد تھا اوسی بموجب نمازون مین پڑھا جاتا تھا اور احکام شرعی اوسی زبانی یاد کردہ قرآن سے نکالتے تھے - حدیث صحابی کالنجوم ہمکو خوب یاد ہے اور عبداللہ جیسا کہ اونہون نے کہا اور کیا ہم اونکی اقتدا کرتے ہین ہان آپ لوگونکو البتہ یہہ حدیث فراموش ہوگئی کہ اونکی اقتدا سے دور اور بجز دو چار صحابیونکے سب سے نفور رہو -

ششم - جناب رسول خدا صلعم نے جو اپنی اُمت کو وصیت کی تھی کہ مین تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت اپنے چھوڑتا ہون اور یہہ دونون جدا نہونگے تا وقتیکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہوان - اس کتاب اللہ سے کونسا کلام اللہ مراد ہے اگر یہی قرآن ہے جو عہد عثمانی مین مرتب و مروج ہوا تو یہہ اوسوقت کہان تھا اور جو قرآن جلاے گئے وہ منزل من اللہ نہ تھے تو یہہ اہلبیت اور قرآن مین عہد عثمانی تک جدائی لازم آتی ہے شاید اس حدیث مین اتنا فقرہ رہگیا کہ عہد عثمانی سے انمین آپس مین جدائی نہ ہوگی تا ورود حوض کوثر - مگر توجیہہ اس فقرہ شریفہ کی کہ مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ و اہلبیت کو کس طرح ہو سکتی ہے

کیونکہ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ اوس وقت کلام اللہ موجود تہا۔

جواب۔ سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجہے۔ اگر اسکے یہی معنی ہین تو مذہب شیعہ کی نسبت انقلاب عظیم ہوگا کیونکہ باعتراف معترض اور بنا بر تصریح صاحب حق الیقین کے ثابت ہے کہ قرآن کامل جسکو جناب علی رضؓ نے جمع کیا تہا امام غائب کے پاس غائب ہے جب وہ ظہور فرماوینگے تو یہہ بہی نکلیگا اس صورت مین جب تک کہ جناب علیؓ نے جمع نہ کیا تہا اور جبکہ جمع کرکے غائب کر دیا تو اس مابین مین اور بعد غائب کر دینے کے گیارہوین امام تک بہی جدائی لازم آئی کیونکہ آئمہ ہدیٰ تو اسی قرآن کو پڑہتے پڑہاتے لکہتے لکہاتے آئے ہر گز قرآن مفقود کا انکے پاس اثر بہی موجود نہ تہا تا بحدیکہ بنا بر مزعوم شیعہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر اسی قرآن موجودہ پر ہے۔ اب کسنے اپنے پائون پر تیشہ مارا اور کس نے ثقلین (قرآن واہلبیت) مین تفرقہ ڈالا۔ شاید اس مین یہہ فقرہ رہگیا ہوگا کہ عہد امام غائب سے اسمین جدائی نہوگی تا ورود حوض کوثر۔ مگر توجیہ عبارت شریفہ کی (مین چہوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہل بیت) کس طرح ممکن ہوگی اسواسطے کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت مسلم ہو تو بیچ کے اہلبیت اوسوقت کہان ہونگے۔ وہ زمانہ تو بالکل قریب قیامت کے ہوگا۔ اسوقت کے اہلبیت بغیر اوس قرآن کے رہ گئے۔

ہفتم۔ ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے روایت لکہی ہے کہ جب لوگون نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تو حضرت علی رضؓ نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹہہ رہے۔ ابوبکرؓ نے کہلا بہیجا کہ تمنے کیون دیر کی آیا میری بیعت سے یا میری امارت خلافت سے تمکو کراہیت ہے۔ آپنے جواب دیا۔ آپکی بیعت سے کراہیت تو نہین مگر مین نے قسم کہائی ہے کہ جب تک قرآن کو جمع نہ کرلونگا سوائے وقت نماز کے اپنی ردا کو نہ اوڑہونگا۔ ابن سیرین

کہتے ہین مجھکو یہ روایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ جناب علی رضؓ نے قرآن شریف جمع کیا موافق اوسکے کہ نازل ہوا تھا اور اگر ہاتھ آتا وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا۔ اسی روایت کے قریب المعنی دوسری روایت عبد الرزاق کے اسناد سے اوسی کتاب مین مذکور ہے

جواب - ملا علی قاری رحؒ نے مرقات مین لکھا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ بسند حسن ثابت ہے کہ جناب علیؓ فرماتے تھے۔ اعظم الناس فی المصاحف اجرًا ابو بکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر ہو اول من جمع کتاب اللہ۔ قرآن شریف کے مقدمہ مین ابو بکرؓ کو بڑا اجر ہی خدا رحمت کرے ابو بکرؓ پر کہ اول قرآن کو اونہون نے جمع کیا۔ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کی عارض نہو گی۔ معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون پھر اسی کتاب مین مذکور ہے کہ بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بتمامہ ہی یا جمع بانفرادہ۔ لیکن جمع ابو بکرؓ کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی و نقصان معتدین کا نہین رکھتا اور اسی جہت سے جناب علی رضؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی جمع و تالیف کو پسند اور کلمہ دعا سے خورسند کیا۔

ہشتم - اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوس کا حافظ بھی ہے اور اوسکے علم کثیر کا عالم بھی ہے یا نہین۔ اگر عالم یا حافظ اوس قرآن کا ہے تو کہان کس ملک مین اور کس شہر مین مقیم ہے۔

جواب - یہ سوال ہے فرع صحت روایت ابن سیرین کا اور جب وہ روایت مخدوش ٹھہری تو اس سوال کی بھی گنجائش نہ رہی بلکہ سائل پر اعتراض اولٹ کر پڑیگا اور اوس سے پوچھا جاویگا کہ بزعم شیعہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کا وجود ہے تو یہ قرآن حاضر اوس قرآن غائب کا عین ہے یا غیر۔ اگر عین ہے تو پھر ناقص ہونیکی کوئی وجہ نہین۔ پھر امام جعفر صادق رضؓ نے اسکو زمین پر کیون پھینک مارا۔ جدائی اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر یہ قرآن

غیر ہے تو پہر نماز ونمین کیون پڑہتے ہو اور اسپر عمل کسواسطے ہے۔ اوس قرآن کو کیون نہین ڈہونڈہتے۔ آئمہ نے کیون اوسکو ظاہر نہ کیا اور بے نشان رکہا۔ قرآن پڑہتے پڑہانے کو آیا تہا یا رکہنے چہپانیکو۔ اس صورت مین چہپانا اور جلانا دونون برابر ہین۔

نہم۔ تحقیق یہہ ہے کہ یہہ قرآن مروج اور جتنے قرآن کہ جلادیئے گئے سب منزل من اللہ واجب التعظیم قابل تکریم ہین اہانت واستخفاف انکا گناہ کبیرہ اور احراق انکا باعث احتراق بنار جحیم ہے۔

جواب۔ الحمد للہ کہ اب راہ پر آئے مگر انصاف شرط ہے۔ قرآن کو پاخانہ مین پڑہنا کیا تعظیم اسی کا نام ہے حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے اسی قرآن مرتب اور صحیح کو براہ اہانت زمین پر پہینک مارا یا وہ دوسرا قرآن تہا۔ خواجہ طوسی نے سُنیونکا مدرسہ جلوا دیا جو کہ خالی قرآن متعددہ سے نہ تہا۔ اب فرمایئے تعظیم کون کرتا ہے اگر یہہ باتین موجب اہانت واستخفاف کی ہین تو اب کون مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا اور نار جحیم کسکا حظیرہ اور اگر یہہ باتین اہانت و استخفاف کی نہیں تو قرآن غیر مرتب اور مشکوک فیہ کو بنظر رفع فساد کے جلانا اور یہود و نصاریٰ کا سا اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت واستخفاف کا نام نہو کیا مقام الزام ہے

دہم۔ بنابر روایات سبعہ احرف کے جو اختلافات اونمین تہے وہ ازجملہ ساتون حرفون مین کے تہے کہ قرآن مجید اونپر نازل ہوا چنانچہ مشکوٰۃ مین لکہا ہے کہ خلیفہ ثانی نے خود فرمایا ہے مین نے ہشام بن حکیم بن حزام کو کلام اللہ پڑہتے سُنا کہ وہ سورۂ فرقان کو برخلاف اسکے کہ مین پڑہتا تہا پڑہ رہے تہے۔ قریب تہا کہ مین اوسیوقت اونسے بطر جاؤن لیکن مین نے اونکو چہوڑ دیا یہانتک کہ قرأت ختم کی۔ پہر مین چادر اونکے گلے مین ڈالکر کہینچتا اور گہسیٹتا ہوا جناب رسالتمآب صلعم کے پاس لیگیا اور کہا کہ مین نے انکو سورۂ فرقان پڑہتے سُنا

مگر جس طرح آپنے مجھکو تعلیم فرمائی ہے یہ اوسکے خلاف پڑہ رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے مجسے فرمایا کہ چھوڑ دے۔ بعد ازان ہشام سے فرمایا۔ پڑہو۔ کسطرح پڑہتے ہو۔ اونہون نے اوسی طور پڑہا جیسا مین نے پہلے سنا تہا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسی طور سے یہہ سورہ نازل کیا گیا ہے پہر مجسے فرمایا تم بہی پڑہو مین نے بہی پڑہا۔ فرمایا اسیطرح سے نازل ہوا ہے مین اوسوقت حیران ہوا۔ آپنے فرمایا کہ یہہ قرآن نازل کیا گیا ہے سات حرفون پر پس جسطرح میسر ہو پڑہو۔

جواب۔ سبعہ احرف کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ سات لغت مراد ہین۔ وہ سات لغت یہہ ہین۔ قریش۔ طے۔ ہوازن۔ ہذیل۔ یمن۔ ثقیف۔ بنی تمیم۔ لیکن قریش بہ نسبت اور زبانونکے بہت فصیح ہے اسیواسطے اول قرآن اسی زبان پر اوترا۔ یہہ توسع کیلیے چند دن تک اور زبانون مین بہی اجازت رہی۔ بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے سات قرأت مشہورہ ہین کہ سب متواتر ہین اور سبہون پر حکم قرآن کا ثابت ہے اپر صحت نماز حرمت مس جنب و حائض وغیرہ مترتب ہے۔ بعضے اور کچہہ بہی مراد لیتے ہین مگر انحصار صحت کا انہین دونون پر ہے۔ یہہ اختلاف لغات سبعہ کا انہین قرأت سبعہ کی طرف رجوع کرتا ہے جس کی تفصیل مشکوٰۃ شریف مین بروایت ابن شہاب کے موجود ہے۔ اونکا قول ہے کہ یہہ سات حرف یا لغات مآل کار مین ایک ہین حلال و حرام مین اختلاف نہین ہوتا۔

ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسکے تحت مین افادہ فرماتے ہین یعنی مرجع ہر ایک کا ایک معنی کی طرف ہے اگرچہ لفظ مین اختلاف ہو اسواسطے کہ لغات سبعہ اور ایسےہی قرأت سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا اور اگر اس طرح اختلاف ہو کہ مثبت منفی ہوجاوے اور حلال حرام۔ یا بالعکس تو یہہ قرآن مین درست نہین کہ یہہ موجب اختلاف کثیر کو ہے۔

حالانکہ خداوند پاک فرماتا ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ اور ہرگاہ یہہ قرآن من عند اللہ ہے تو اختلاف کثیر کو اسمین راہ نہین۔ اب اگر کچھہ شک باقی رہا ہو تو عبارت مجمع البیان ملاحظہ ہو کہ وہ کسکی تائید کر رہی ہے۔

یازدھم مخفی نہ رہے کہ یہہ سات حرف غیر قراٰتون قراء سبعہ کے تھے کہ وہ حروف باقی نہ رہے اور یہہ باقی ہین۔ مانند قرأت ابی بن کعبؓ اور ابن عباسؓ کے کہ آیہ متعہ کو اسطرح پڑہا ہے۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاٰتوھن اُجورھن فریضۃ کہ اس قرأت مین الی اجل مسمی زائد ہے جو دیگر قراٰتون مین نہین چنانچہ تفسیر کبیر مین مذکور ہے اور ابن اثیر جزری نے بہی اقرار اسکا کیا ہے کہ سبعہ احرف سواے قرأت سبعہ کے ہین۔

جواب۔ جو لوگ قائل ہین کہ سبعہ احرف غیر قرأت سبعہ ہے مراد اونکی غیر لغات سبعہ نہین اور نہ لغات متناقضہ مراد لے سکتے ہین کیونکہ بر تقدیر اول یعنی غیر لغات سبعہ عدم اتمام کلمۃ اللہ لازم آتا ہے اور یہہ بدلیل آیہ کریمہ۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا جائز نہین اور بر تقدیر ثانی یعنی لغات متناقضہ تبدیل کلام مثبت بہ منفی یا استحالہ حلال بحرام وحرام بحلال ناگزیر ہے اور یہہ موجب اختلاف کثیر ہے قطع نظر اہل سنت شیعہ بہی اسکو روا نہین رکہتے چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہاج تحت آیہ کریمہ۔ لا مبدل لکلماتہ وھو السمیعُ العلیم۔ کے لکہتے ہین "ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مر اخبار و احکام اورا چنانچہ تبدیل دادند توریت را زیرا کہ حقتعالی محافظت قرآن فرمودہ است" پس معلوم ہوا کہ سبعہ احرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہو چکا اب انکا باقی نرہنا ممنوع ہی کیونکہ مرجع کل لغات کا واحد ہے جیسے مرجع کل قرأت کا واحد بلکہ یہہ لغات سبعہ ضمن مین انہین قرأت سبعہ کے ہین چنانچہ بعضے شراح مشکوٰۃ شریف نے جابجا تصریح کی ہی۔ اب لغات

اور قرأت متواترہ یہی ہین جو اس قرآن مین موجود ہین اور جو انکے سوا ہے وہ شاذ ہے یا منسوخ
خصوصًا وہ قرأت کہ جنمین اختلاف کثیر اور حلت وحرمت کا تفاوت فاحش ہو تو وہ مردود ہے
جیسے قرأت الیٰ اجل مسمیٰ بعد فما استمتعتم بہ منہن۔ کے کہ شیعہ اس سے اباحت متعہ کی
نکالتے ہین حالانکہ قیود ثلاثہ مکذّب اس قرأت کے ہین۔ پہر متعہ کیسا۔ تفصیل اوسکی یہ ہے کہ حقتعالیٰ
نے پہلے اون عورتونکو ذکر فرمایا جنسے نکاح حرام ہے۔ اس طرح پر وحرمت علیکم امہاتکم
تا والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم بعد اسکے اون عورتونکا
ذکر چہیڑا جنسے نکاح حلال ہے۔ اس طرح پر۔ واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم
غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منہن فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ ولا جناح علیکم
فیما تراضیتم من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما۔ مگر کہی قیدونکے ساتہہ۔ ایک
ان تبتغوا باموالکم یعنی مال دنیا قبول کرو مہر اور نفقہ مین۔ دوسری۔ محصنین غیر مسافحین
یعنی قید مین لانیکی غرض ہو مستی نکالنے کو نہو یہان تک کہ وہ عورت ہمیشہ کو اوس مرد کی ہو جائے
اوسکے چہوڑ ہی طلاق دیئے بغیر نہ چہوٹے۔ یعنی مدت کا ذکر نہ آوے کہ مہینہ تک یا برس تک
تیسری قید سورۂ مائدہ مین ہے اور یہان بہی لونڈیونکے نکاح مین ہے۔ ولا متخذات
اخدان کہ پوشیدہ اور مخفی یاری نہ ہو۔ لوگ شاہد ہون کم از کم دو مرد، یا ایک مرد
دو عورت۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ نکاح عورتون سے جو حلال ہین مشروط بشرائط
ثلثہ ہے۔ مہر مقرر کرنا۔ بہ نیت دوام نکاح کرنا۔ علانیہ لوگونکے سامنے عام مجلس مین نکاح
منعقد ہونا اور مجموعہ شرائط ہذا غیر منکوحہ اور غیر ملک یمین مین مفقود ہے۔ کیونکہ تحلیل اور
اعارۃ کی صورت مین تو محض سوداسے مفت میں یا حلوائے بے دود۔ صورت متعہ مین احصان
نہین۔ ممتوعہ کا یہی معمول ہے کہ ہر ماہ بایارے وہر سال درکنارے۔ بلکہ اگر اسکے سیاق مین

غور کیا جاوے تو صاف صاف متعہ کی حرمت نکلتی ہے کیونکہ اگر متعہ حلال ومباح رہتا تو لونڈیونکے نکاح کو بعد نکاح حُرّہ کے بلفظ ومن لم یستطع منکم طولاً الآیہ با این تشدد و تقیید والزام قیود کیون ارشاد فرماتے۔ علاوہ اسکے آیہ کریمہ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین۔ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون۔ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہے ایک بی بی سے دوسری لونڈی سے اور جو سوا ان دو قسمونکے ہے وہ موجب نافرمانی خدا ہے) کھلی دلیل حرمت متعہ پر ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ ان دونون قسمونسے باہر ہے۔ نہ وہ زوجہ ہو سکتی ہے نہ ملک یمین اسواسطے کہ لوازم زوجیت مثل طلاق وایلا وغیرہا کے متعہ مین ایک قلم نہین۔ حالانکہ مقررات فن سے ہے کہ جب کوئی شئے ثابت ہوتی ہے اوسکے لوازم بھی ثابت ہوتے ہین۔ اسیواسطے امام رازی نے بطریق تنزل کے فرمایا (کہ یہ قرأت (الی اجل مسمی والی) بر تقدیر ثبوت کے صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ متعہ کسی زمانہ مین مشروع تھا اور ہمکو اسکا انکار نہین۔ ہمارا تو یہ دعوی ہے کہ متعہ منسوخ ہو گیا) اور یہ قرأت شاذہ غیر معتبر ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ یہ فقرہ الی اجل مسمی منسوخ الحکم والتلاوت ہے۔ امام رازی کا قول اباحت متعہ کی دلیل کسی طور نہین ہو سکتا۔ مستدل نے اپنے بچاؤ کے واسطے مطلقاً بے قید تفسیر کبیر پر حوالہ کیا اور غلط اس فقرہ کو قرآن مین پڑھا۔

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ⁂
ببری رونق مسلمانی ⁂

پس معلوم ہوا کہ یہ متعہ زنان حرام ہے اور یہ قرأت الی اجل مسمی کی غلط۔ ہرگز ابن عباسؓ وغیرہ سے ثابت نہین۔ یار لوگون نے اپنی لذات نفسانی اور مزہ اوڑانیکو بنائی ہے اور خلاف سیاق وسباق قرآنی اسکو دلیل متعہ کی ٹھیرائی ہے۔

⁂

دوازدھم- اگر قرأت الی اجل مسمی کی قرأت شاذہ ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ قرأت شاذہ نہین بلکہ یہہ قرأت بوجہ اسکے کہ بہت قرآن جلا ڈالے گئے شاذ ہوگئی کیونکہ جب تمام قرآن جل گئے اور صرف ایک قرآن رہگیا تو جو قرأت اسکے سوا ہو گی وہ شاذ کہی جاویگی اگر وہ سب قرآن آج موجود ہوتے تو کاہے کو شاذ ہوتی- یہہ قرأت تو تفاسیر اہلبیت سے ثابت ہے اور موافق حدیث ثقلین کی جدائی قرآن کی اونسے محال ہے-

جواب- واہ صاحب سمجھے تو خوب- اجی حضرت کدہر کھو گئے اتنا نہ سمجھے کہ اگر یہہ قرأت شاذ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے کیونکہ آج کل تو یہی قرآن مروج ہے اور اس مین یہہ قرأت نہین اور جدائی دونو نمین تو بزعم آپکے محال ہے پس لامحالہ اقرار کرنا ہوا کہ یہہ قرأت شاذہ غیر معتبرہ ہے وہو المطلوب-

شاید اسیواسطے ملا فتح اللہ نے تفسیر منہج الصادقین مین تحت آیہ کریمہ فما استمتعتم کے شاذ ہونیکا انکار نہ کیا بلکہ لمعہ سے یہہ عبارت نقل کی- کہ گفتہ است و در قرأت شاذہ نقل از عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب و غیر ایشان چنین وارد است کہ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی معہذا بہ تصریح صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کے طے ہو چکا ہے کہ یہہ قرآن موجودہ بے شبہہ وہی قرآن ہے جو حضرت صلعم کے وقت مین تہا اور امام مہدی عم کے عہد مین ہوگا- پہر اوسمین کہان یہہ فقرہ الی اجل مسمی کا تہا کہ جلانے کی وجہ سے شاذ ہوگیا- اسکو شاذ نہ کہنے کے کیا معنی- باتفاق شیعہ واجب العمل تو یہی قرآن موجود ہے اور جو خبر اسکے ظاہر کے مخالف ہے شاذ ہے اور متروک ہے- صاحب تہذیب باب من احل اللہ نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان اور منصور بن حازم کے جو ابو عبداللہ سے مروی ہے کہہ رہے ہین

کہ یہ دونون خبرین شاذ وارد ہوئین مخالف ہین ظاہر کتاب اللہ کے اور جو مخالف قرآن کی ہو اوسپہ عمل درست نہین - اب فرمایئے کہ یہہ قرأت شاذہ متروک العمل ہے یا نہین اگر نہین تو ملا فتح اللہ - صاحب مجمع البیان - ملا صادق کو جواب دیجئے -

سینز دہم - الحاصل قرآن مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے - باقی رہی یہ بات کہ کچھہ کم وکاست اسمین ہوا یا نہین - سو روایات واحادیث شیعہ اور سُنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع ومنافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہو اسی لئے حضرات اہلبیتؑ کا بہی عمل اسی قرآن مروج پر تہا اور حکم عمل کرنیکا اسپر ہمکو بہی ہے البتہ ہمارے بعض قدماے علمانے قرآن کے نقصان کا بہی انکار کیا ہے مگر یقین اسپر کہ نقصان کچھہ اس مین نہین ہوا - ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہے

جواب - بیشک قرآن مروج کے حق ہونے اور منزل من اللہ ہونیمین کسیکو شک نہین انکار اسکا کفر وضلال ہے - اب رہا کمی وبیشی کی نسبت اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو روایات معتبرہ اور احادیث صحیحہ سے قطعاً یہہ امر طے ہو چکا ہے اور اونکی روایات سے حال بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ شائبہ نقصان کا اونکی کتب سے ثابت نہین نہ صراحۃً نہ اشارۃً - اب انکو تبرو انکے سر باندہتا گویا اس پردہ مین اپنا عیب چہپاتا ہے - محققین امامیہ درباب قرآن مروج اس طرح کہتے ہین شیخ ابوجعفر کتاب الاعتقادات مین یہہ مضمون لکھتے ہین کہ جو شخص ہماری جانب نسبت کرتا ہے کہ قرآن زیادہ تہا اس قرآن موجود سے تو وہ جہوٹا ہے - مصائب النواصب مین مرقوم ہے کہ جو شیعہ کی جانب منسوب ہے کہ شیعہ قرآن مین تغیر کے قائل ہین سو یہہ قول جمہور امامیہ کا نہین اسکے قائل گروہ قلیل ہین جنکا شیعہ کے نزدیک اعتبار نہین - اب فرمایئے کہ ان دونون شاہدین عادلین کی شہادت سے کون جہوٹا اور بے اعتبار اور کون جیتا کون

ہارا اور بموجب تصریح صاحب البیان کون حشویہ ٹھیرتا ہے۔ شاید اسی ڈر سے خواجہ طوسی
نے الزام نقصان قرآن سے تجرید کو مجرد کیا۔

طرفہ یہہ ہے کہ اس قرآن کو ناقص بھی بتاتے جاتے ہین اور عمل کرنے کو بھی کہتے ہین
یہہ نہ معلوم ہوا کہ قرآن ناقص بتانا کس راہ سے ہے۔ اگر یہہ سبب ہے کہ فضائل امیرالمومنین علیؑ
اور مناقب اہل بیت طاہرین آہین نہین۔ تو سورۂ ہل اتی اور آیہ تطہیر کس کے حق مین ہے
ہان اخبار خلافت خلفاء راشدین اور فضائل ازواج مطہرات سید المرسلین خصوصًا فضیلت
جناب صدیقہؓ اور تائیدات مذہب اہل سنت کی بھی آہین مذکور ہین اور ذکر تقیہ۔ ماجرای
غصب کلثوم۔ قصہ آزردگی جناب زہراء بتولؓ۔ رسن بگلو ہونا جناب شیر خدا کا۔ بیکسی اہلبیت
ومضامین حق الیقین سے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے جناب زہراؑ اور حضرت علی مرتضیٰؑ کو فرمایا
کہ پدرت فدای تو باد۔ و برادر عمت قربان تو باد۔۔ اور بندشین مرثیہ ضمیر و دبیر کی آہین
نہین یہہ اسباب نقصان کے البتہ ہو سکتے ہین۔ کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ جناب
امیرالمومنین یا بقیہ آئمہ طاہرین نے اس قرآن کو ناقص بتایا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو نہ پڑھایا
ہو۔ سب اسیکو لکھتے پڑھتے آے اور سر آنکھون پر رکھتے رہے۔ اگر یہہ قرآن ناقص تھا تو جناب
امیرؓ نے قرآن کامل کیون نہ پھیلایا اب بات بنانی غیرت مٹانی ہے۔ فی الحقیقت اعتقاد نقصان
قرآن کا مثل اعتقاد اون لوگون کے ہے جو خدا اور رسول سے لاچار ہو کر بعضی الوہیت
جناب علیؓ کے قائل ہوے اور بعضون نے آپکی نبوت کا دعویٰ کیا چنانچہ اسکا بیان بجای
خود مذکور ہے۔

چہاردہم۔ اب یہہ سوال کہ حضرت علیؓ کا جمع کردہ یہی قرآن ہے۔ تو بر تقدیر اسکے جناب
عثمانؓ نے جسقدر محنت و مشقت قرآن جمع کرانے اور احراق باقی مصاحف مین کی بالکل

برباد ہو جاتی اسکو سُنی کیون گوارا کرینگے اور وہ قرآن جو حضرت علیؓ نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تھا وہ آپ ہی کے پاس اور آپکی اولاد طیبین طاہرین کے پاس موجود و مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر کے پاس موجود ہے۔ جسوقت صاحب الامرؑ کا ظہور و خروج ہوگا وہ قرآن بھی ظاہر ہوگا۔

جواب۔ یہہ سوال تو ظاہر البعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات تمام آئمہ ہُدیٰ اور اونکی اولاد امجاد اسی قرآن کو پڑھتے لکھتے آے مگر بشہادت طبرسی اور شیخ طوسی حضرات حشویہ جب اس نقصان کے قائل ہوے تو سائل کو شبہہ ہوا کہ یہہ وہی قرآن ہے جو حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا یا اور ہے اگر وہی ہے تو فہو المراد و نعم الوفاق اور اگر وہ نہین تو آپنے قرآن کو کیون چھپایا اور اسکو پڑھا پڑھایا۔ سبحان اللہ۔ پڑھنے پڑھانیکو یہہ قرآن اور رکھنے چھپانیکو وہ قرآن۔ ہم تو جملہ بزرگان دین حامل دین متین اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خداؓ کی نسبت نہایت ادب و تعظیم سے پیش آتے ہین اور اون حضرات کے حق مین اس قسم کے الزام حق پوشی و قرآن چھپانیکا قائم نہین کرتے۔ اگر دیدہ انصاف بین سے دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ انہین حضرات کے ذریعہ سے ہمکو جملہ احکام دینی پہونچے۔ یہہ لوگ امانتدار خدا و رسول تھے جنہون نے وہ امانت بجنسہ پہونچا دی۔ پھر انکے حق مین ایسی بات کہنا جو انکی امانت مین قادح ہو بڑی جرأت و دلیری ہے خدا اس سے بچاے۔ حق تو یہہ ہے کہ جس قرآن کو حضرت عثمانؓ نے جمع کیا اسی کو جناب علی مرتضیٰؓ نے قبول کیا اور فرمایا۔ اگر عثمان نہ جمع کرتے تو مین جمع کرتا۔ جمع قرآن مین سب پر جناب عثمانؓ کا احسان ہے۔ جو اس احسان کو نہ مانے وہ احسان فراموش ہے اور بار ایمان سے سبکدوش۔ سابقاً یہہ بھی گذر چکا ہے کہ جمع کرنا جناب علیؓ کا قرآن کو ثابت نہین۔ نہ سُنی کے

یہان نہ شیعہ کے یہان لیں اونکی اولاد کے پاس خصوصًا صاحب الامر کے پاس کیونکر موجود ہے۔ سلا صادق بیشک اس مقدمہ مین صادق ہین کاذب نہین کلینی کی شرح مین بتصریح لکھ گئے کہ یظہر القرآن بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر ویشتہر بہ یعنی یہی قرآن شریف حضرت امام آخر الزمان کے وقت مین ظہور پذیر ہوگا اور مروج ومشہور بھی رہیگا۔ اب اہل سنت وجماعت کا اعتقاد بھی ظاہر ہوگیا کہ سب کے نزدیک بالاتفاق سلف سے خلف تک یہی قرآن جو مروج ہے حق ہے کسی طرح شک وشبہہ نہین ذٰلک الکتاب لاریب فیہ۔ جسقدر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین پر نازل ہوا بے کم وکاست موجود ہے۔ کیا مجال کسی کی کہ ایک حرف بڑہا سکے۔ قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرًا۔ ترجمہ۔ کہہ اے نبی صلعم۔ اگر جمع ہون آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لاسکینگے ایسا اگرچہ مدد کرین ایک کی ایک یا کچھ گھٹا سکے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہمنے اوتاری نصیحت اور ہم اسکے نگہبان ہین کہ اسمین تبدل وتغیر ونقصان نہین ہونے دیتے۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ یعنی تیرے رب کی بات پوری اور سچ ہے کوئی اوسکے کلام کا بدلنے والا نہین اور وہی سنتا جانتا ہے۔ یہ کلام الٰہی قدیم ہے اور معجز۔ اسکے معجزونسے ایک یہ بھی ہے کہ منافق کو یاد نہین ہوتا۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرًا۔ یعنی منافق سب سے نیچے درجہ مین آگ کے ہین اور ہرگز تو اونکا کوئی مددگار نہ پاویگا۔ باقی عقیدون کی حقیقت کتب عقائد اہل سنت مین تفصیل مذکور ہے جسکو منظور ہو دیکھ لے۔ واللہ یھدی من یشآء الیٰ

صراطِ مستقیم- والیه المرجع والمآب-

آمدن مفسدان بمدینہ منورہ

۳۵ھ مین کوفہ سے مالک بن اشتر نخعی کی جماعت جس کی تعداد دوسو تھی اور ایک سو پچاس آدمی بصرہ والے اور چہ سو اہل مصر- اس گروہ کے ساتھہ باتفاق تمام مدینہ منورہ مین داخل ہوئے سب کا ارادہ یہہ تھا کہ جناب عثمانؓ کو خلافت سے معزول کر کے دوسرا خلیفہ مقرر کرین- جسوقت جناب عثمانؓ کو ان لوگونکی آمد اور انکا قصد معلوم ہوا آپنے مغیرہ بن شعبہؓ اور عمرو بن العاصؓ کو اس گروہ مفسدین کے پاس بہیجا- یہہ دونون صاحب انسے ملے حکم خدا اور سنت نبوی پر عمل کرنیکی ہدایت کی اور شر و فساد سے منع کیا- مگر یہہ فرقہ بدانجام اپنی شرارت سے باز نہ آیا اور ان دونونکو بُری طرح جواب دیا- مجبور دونون واپس آئے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین سب حال ظاہر کیا- اب جناب علیؓ انکی فہمائش کو تشریف لے گئے آپ کو بہی وہی جواب دیا گیا مگر آپنے پہر سمجہایا اور فرمایا "تم لوگ کجروی چھوڑو راہ راست پر آؤ- جو کچہہ تم کو شکایتین ہین پیش کرو- مین اونکا انتظام کر دونگا اور ضامن ہوتا ہون کہ تمہارے حسب خاطر تمہاری خواہشین پوری کی جائینگی" بارے آپکی فہمائش سے ان لوگون نے جناب عثمانؓ کی خدمت مین ایک عرضی لکہی جسمین جو کچہہ شکایتین عمال کی جانب سے تہین سب درج کین اور یہہ خواہش کی کہ ہمیر انصاف کیا جاوے اور بموجب حکم خدا و رسولؐ کے ہمارے حقمین فیصلہ ہو- ہم راضی ہین - حضرت علیؓ ضامن ہوتے ہین کہ ہماری شکایتین رفع کر دینگے- مصریونکی صرف یہہ درخواست تہی کہ عبداللہ بن ابی سرح ولایت مصر سے معزول کئے جاوین اور محمد بن ابی بکرؓ اونکی جگہہ والی مصر ہون- چنانچہ جناب عثمانؓ نے اونکی درخواست منظور فرمائی اور سب لوگ اپنے اپنے ملک کو واپس گئے

ہم اس اجمال کی تفصیل۔ وفتۃ الصفا سے اس طرح نقل کرتے ہین کہ ماہ ربیع الاول ۳۵ھ مین ہر شہر کے بیکار و نکمے اشخاص کچھ تہ کچھ شکایت اپنے والی وحاکم کی لیکر مدینہ منورہ مین جمع ہوے۔ ان لوگونکی ایک جماعت معتدبہ تھی۔ اہل مدینہ نے انسے دریافت کیا کہ تم لوگ فوج کی فوج یہان کیون آے ہو۔ جواب دیا کہ یہان آنا ہمارا اس غرض سے ہوا ہے کہ جناب عثمانؓ کی خدمت مین آپکے عمال وحکام کی جو ہم لوگونپر ظلم وتعدی کر رہی ہین شکایت کرین اور آپسے عادل منصف حکام کی درخواست کرین۔ جناب عثمانؓ کو جب معلوم ہوا تو آپنے یہہ دریافت کرنا چاہا کہ اس گروہ مین اہل مدینہ سے بھی کوئی شریک ہے یا نہین لہذا الغرض دریافت حال دو معتمد خاص اپنے اس کام پر مقرر فرمائے اور حکم دیا کہ ان لوگونسے ملکر کسی ڈھب سے حقیقت حال معلوم کرین اور اطلاع دین۔ یہ دونون معتمد اس جماعت سے ملے اور حکمت عملی سے دریافت کرکے خبر لاے کہ عمار بن یاسر اور ورقا بن رافع انصاری اس جماعت کے ہم داستان وہم زبان ہین جب جناب عثمانؓ کو حقیقت حال واضح طور سے معلوم ہو گئی آپنے حکم دیا کہ اشراف مہاجرین وانصار و دیگر اہل اسلام عمائد و شرفاء مدینہ مسجد نبوی مین تشریف لاوین چنانچہ سب صاحب مسجد مین جمع ہوے جناب عثمان مسجد مین تشریف لاے اور بعد حمد ونعت کے فرمایا۔ اے حضرات۔ ایک جماعت اطراف وبلاد سے اس شہر مین وارد ہوئی ہے۔ خلاصہ کلام اونکا یہہ ہی کہ اگر عثمانؓ از خود بخوشی خاطر خلافت سے دست بردار ہون تو بہتر ورنہ ہم اونکو قتل کرینگے۔ اکابر مہاجرین وانصار نے جواب دیا۔ یہہ لوگ واجب القتل ہین کیونکہ ہمنے جناب رسالتماب صلعم سے سنا ہے کہ جو کوئی شخص اطاعت امام وقت سے علیحدہ ہو کر اوسکے خلاف اور عداوت مین لوگونکو اپنی طرف بلاوی اور خود امام بنکر امام وقت کی مخالفت کرنیکا

قصد کرے تو ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہے اور مسلمانون پر واجب ہے کہ اوس شخص کو قتل کر دین - امیر المومنین نے فرمایا - میری نسبت ان لوگون نے جو الزام قائم کیے ہین اور جنکی وجہ سے مجھکو معزول کرنا چاہتے ہین اونمین سے یہہ ہی کہ مین نے منی مین نماز پوری پڑہی مگر جناب رسولخدا اور حضرات شیخین رض قصر پڑہتے تہے - میرا جواب یہہ ہی کہ میرے اہل وعیال مکہ مین ہین مین وہان جاکر مقیم ہو گیا لہذا مجھکو قصر کرنا لازم نہین - ان صاحبونکے اہل وعیال مکہ مین نہ تہے لہذا نماز قصر پڑہی - دوسرا الزام یہہ ہی کہ مین نے قرآن جلا دیئے - اسکا جواب یہہ ہے کہ بغرض رفع اختلاف اور دفع اختلاط کلام آلہی کلام خلق سے یہہ کام مین نے کیا - اسی طرح سب الزامون اور اعتراضون کے جواب آپنے بیان فرمائے یہہ ارشاد کیا مین الہی ان لوگونکے خونمین اپنا ہاتہہ آلودہ نہین کرتا تاوقتیکہ علانیہ مخالفت انکی نہ ظاہر ہووے اوسوقت جیسی رائے آپ لوگونکی ہوگی کیا جاوے گا -

اس جلسہ مین سبکو معلوم ہو گیا کہ جناب عثمان رض کی نسبت جو عیب لگائے جاتے ہین آپ اون سب سے مبرا و پاک ہین - اس جلسہ کی خبر اور جو کچہہ گفتگو اس موقع پر پیش آئی اہل فساد کو پہونچی - اونہون نے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے - بالآخر یہہ رائے قرار پائی کہ اہل مدینہ جناب عثمان رض کے دوست و ہواخواہ ہین ہم لوگ ایک جماعت قلیل انکا کچہہ نہین کر سکتے نہ ہمارے پاس سامان جنگ ہے اور نہ ہمارے ساتہہ فوج - انکا مقابلہ کرنا اپنی جان دینا ہے لہذا مناسب یہہ ہے کہ اسوقت ہم لوگ اپنے اپنے شہرونکو واپس جاوین اور پہر ساز و سامان سے لیس ہوکر مدینہ کا قصد کرین - اس رائے پر سب نے اتفاق کیا اور واپس گئے

ایک روایت ہے کہ اسی زمانہ مین بنو ہذیل - بنو مخزوم - بنی غفار - بوجہ اسکے کہ عبد اللہ بن مسعود رض ہذلی اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر رض کو جناب عثمان رض سے فی الجملہ ملال تہا

حضرت عثمانؓ سے کدورت رکھنے لگے۔ اسی عرصہ مین مصر کے باشندونکی ایک جماعت تھی مصر سے مدینہ منورہ مین آئی۔ اہل مصر کو اپنے حاکم عبداللہ بن ابی سرح سے شکایت تھی چنانچہ جناب عثمانؓ کیخدمتمین دادخواہ ہوے۔ آپنے بنابر شکایت اہل مصر عبداللہ بن ابی سرح کے نام پروانہ بھیجا جسمین اونکو نصیحت تھی اور اہل مصر کے معاملات مین سختی کرنیکی ممانعت و تنبیہہ تھی۔ یہہ بھی حکم تھا کہ مظلومونکی فریاد رسی کرو۔ ابن ابی سرح نے ان لوگو نپر تشدد کلیا اور بزور سیاست اپنا دباؤ و رعب ڈالنا چاہا اور بعض کو تازیانہ زد و کوب بھی کیا اسپر اہل مصر اور بھی برافروختہ و کشیدہ خاطر ہوے۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ روساء مصر جیسے علقمہ۔ عبدالرحمن بن عدیس۔ کنانہ بن بشر لیثی۔ سودان بن حمران سکونی۔ ایک ہزار سوار شجاع و جنگ آزمودہ کو ہمراہ لیکر مدینہ روانہ ہوے۔ محمد بن ابو بکرؓ و محمد بن حذیفہؓ بھی اس لشکر مین تھے کوفہ سے مالک اشتر نخعی۔ زیاد بن نصر حارثی۔ عبداللہ بن ہشیم۔ یزید بن صوحان کرا نکے ساتھ اہل بصرہ بھی تھے اور ایک جماعت کثیر تھی مصری جماعت سے راہ مین مل گئے اور ایک بڑا لشکر ہوکر مسافت طے کرتے منزل بمنزل قیام کرتے نواح مدینہ منورہ مین داخل ہوے اور باہر شہر سے پڑاؤ ڈالا۔ اہل بصرہ طلحہؓ کی خواہش رکھتے تھے۔ کوفی زبیرؓ کو پسند کرتے تھے۔ مصری جناب علیؓ کے گرویدہ تھے۔ اس جماعت انتشار کے سردار صحابہ کرام سے ملے اور جناب عثمانؓ کے عمال کی شکایتین اور مظالم بیان کرکے دادخواہ ہوے۔ سب کے کہنے سے جناب علی مرتضیٰؓ اکابر صحابہ و اعیان مہاجرین و انصار کے ہمراہ جناب عثمانؓ کے پاس تشریف لیگئے اور کہا۔ روساء مصر حکام کے ظلم و تعدی سے ناخوش ہوکر یہان آے ہین۔ اب مناسب ہے کہ وہان کے حکام تبدیل کردئے جائین اور بجاے اونکے اور اشخاص نیک دل نیک مزاج مقرر ہون۔ ایک روایت یہہ ہے کہ جب اہل خروج مدینہ منورہ کے باہر اوترے

رات کے وقت اپنا قاصد جناب علیؓ کے پاس بھیجا اور اپنے آنیکا سبب اور اپنا ارادہ ظاہر کیا
جناب عثمانؓ کو بھی ان لوگونکی آمد معلوم ہو گئی تھی آپ بھی لغرض مشورہ جناب علیؓ کے گھر
تشریف لیگئے اور فرمایا۔ میری آپکی قریب رشتہ داری ہے اور میرے حق آپ پر بہت
ہین۔ یہہ لوگ آپکی عزت و قدر کرتے ہین اور آپکا کہنا مانتے ہین۔ آپ جانتے ہین کہ مجھہ بیگناہ
کے قتل پر انہون نے بیڑہ اوٹھایا ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ کوشش کرکے ان لوگونکو میرے
مرنے تک ٹالدیجئے اور میرے گھر نہ جانے دیجئے کیونکہ انکے میرے گھر پر جانے سے اور لوگون کو بھی
جرات ہو گی اور انکی دیکھا دیکھی عوام الناس دلیر ہو جائینگے۔ جناب علیؓ نے جواب دیا
مین نے آپکو بارہا نصیحت کی اور وہ راہ بتائی کہ جس سے یہہ آتش فتنہ بالکل دب جاتی
مگر افسوس آپنے میرے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا۔ میرے روبرو تو آپ سب باتین منظور کر لیتے
ہین مگر میرے بعد اور لوگونکے کہنے سننے مین آکر سب باتین بھول جاتے ہین۔ امیر المومنین نے
کہا۔ اے ابو الحسن۔ اب مین پکا وعدہ کرتا ہون کہ جو کچھہ آپ کہینگے تہ دل سے منظور کر لونگا
اور آیندہ انشاءاللہ تعالیٰ کبھی آپکے خلاف کوئی کام نکرونگا۔ یہہ سنکر حضرت علیؓ اکابر
مہاجرین و انصار کو لیکر اہل فساد کے بیڑاوپر تشریف لیگئے اور اونکے سرداروں سے مل کر
اس طرح گفتگو کی کہ وہ لوگ فتنہ و فساد سے باز آے اور خلیفہ وقت کی اطاعت پر قایم
رہے۔ بعد اسکے آپ واپس آے اور جناب عثمانؓ کو اس حال سے اطلاع کی۔ جناب عثمانؓ
نے روسا مصر کو طلب فرمایا اور ایک جلسہ عام مین سب کو جمع کرکے منبر پر تشریف لیگئے
اور سب کے روبرو عذر خواہی کی اور سبکو تسلی اور دلدہی کرکے آپ رونے لگے۔ خلیفۃ المسلمین
کے رونیسے حاضرین مجلس کو بھی رقت طاری ہوئی اوس مجمع مین کوئی ایسا نہ تھا جس کی
آنکھونسے آنسو نہ جاری ہون۔ پھر جناب عثمانؓ اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے اس جلسہ مین

جسقدر مخالف تھے کچھہ ایسا اثر اونکے دلونپر پڑا کہ آپکی جانب سے بالکل رنج وملال جاتا رہا
اور آپکی طرف حسن ظن اور اعتقاد نیک جیسا کہ امام وقت سے رعایا کو ہونا چاہیئے پیدا ہوگیا
دوسرے وقت گروہ مخالفین آپکے مکان پر جمع ہوئے اس غرض سے کہ آپکی تعریف و
شکریہ ادا کرکے رخصت ہون۔ اسوقت مروان بن حکم گہر مین آپکے پاس تھا آپکو بہت کچھہ
ملامت کرکے بولا۔ گروہ مخالفین آپکے خلاف کی اصلا قوت نہ رکھتے تھے عقل و تدبیر کے
نزدیک انکا کام کچھہ بڑا نہ تھا ابو طالب کے لڑکے نے البتہ بڑا دیا ہوئی کا بہالا کر دکہایا۔
اس مین غرض یہہ تہی کہ آپ پر احسان کا چہپر دہرین اور لوگونمین اپنا نام کرین اور کسیوقت
کہین کہ مین نے آپکے مخالفونکو راضی کرکے دفع کیا لہذا ضرور ہوا کہ اس قضیہ کے کچھہ حال
لوگونکے سامنے بیان کئے جاوین تاکہ لوگونکو معلوم ہوجاوے کہ دراصل بات کیا تہی اور
بڑہکر کہانتک پہونچی۔ اسکے ضمن مین اور بہی فائدے حاصل ہونگے۔ مروان یہہ کہکر
گہر سے باہر نکلا۔ دروازہ پر لوگونکا مجمع دیکھکر اونکو گالیان دینی شروع کردین اور بہت
کچھہ سخت و درشت الفاظ کہکر لوگونکو منتشر کردیا۔ بنا بنایا کام مروان کی شرارت سے بگڑ گیا۔
لوگ آئے تو تھے خوش اور اچھے ارادہ سے اب یہانسے ناراض۔ دلونمین آتش کدورت
مشتعل۔ واپس گئے۔ مروان کی اس کاروائی سے اکابر شہر اور عوام الناس بہی ناخوش ہوئے

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب اہل مصر و کوفہ جناب عثمانؓ کی مخالفت پر قصد مصمم
کرکے مدینہ منورہ مین جمع ہوئے جناب عثمانؓ نے جناب علی مرتضیؓ اور جناب طلحہ و زبیرؓ
کو بلا کر کہا۔ اب خلافت مین تزلزل واقع ہوگیا ہے۔ آپ لوگ اگر میرے کسی کام سے ناخوش
و رنجیدہ ہین تو مین کوشش کرونگا کہ آیندہ آپ کو مجھسے کوئی شکایت باقی نہ رہے مجھکو
امید ہے کہ آپ اس شر و فساد کو اہل شہر کے سر سے دفع کرینگے۔ آپ لوگ اس طمع سے

کہ شاید خلافت آپ مین سے کسیکو ل جاوے خاموش بیٹھے رہین اور اس آتش فساد کو آپ تدبیر سے فرو نہ کرین میری اعانت مین کوتاہی نہ فرما دینگے۔ کیونکہ بر تقدیر اسکے کہ آپ بطمع خلافت خاموش رہین ہو سکتا ہے کہ آپ کا مدعا و تمنا حاصل نہو یا درصورت حصول میری طرح امر خلافت آپکے واسطے بہی پایدار نہو۔

جناب علیؓ۔ آپ کو ان کامون سے کیا مطلب۔

راقم۔ جناب علیؓ کے اس کلمہ اور آیندہ فقرونسے فی الجملہ ناراضی کا شائبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہہ بات محض دوستانہ وبرادرانہ طریق سے ہے نہ کہ معاذاللہ دلی کدورت ونفسانیت سے علیٰ ہذالقیاس اور جگہہ بہی باہمی گفتگو کی موقعوں مین یہہ خیال پیدا ہوتا ہے لیکن بات یہی ہے جو ہمنے بیان کی۔

جناب عثمانؓ۔ ایں نصیحت وملامت کا وقت نہین ہے۔ آپ مجھکو ملامت نہ کیجئے اور تدبیر کار پر غور فرمایئے۔

جناب علیؓ۔ آپنے برخلاف حضرات شیخینؓ بیت المال مین تصرف کیا اپنے عزیزونکو بیشمار روپیہ دیا۔

جناب عثمانؓ۔ ان حضرات نے اپنوں اور عزیزونکی رعایت اور اونکے حقوق پر نظر نہ کی اور مین نے غریب فقرا اہل قرابت کو بیت المال سے کچھہ دیا تاکہ محتاجونکا حق ادا ہو اور نیز صلہ رحمی ہو۔

جناب علیؓ۔ ایک ہزار سے زیادہ ایک شخص کو نہ دینا چاہیئے حالانکہ آپنے رقم کثیر بے تعداد عبداللہ بن خالد۔ مروان بن حکم کو بیت المال سے دی۔

راقم۔ بیت المال سے دینا صاحب روضۃ الصفا لکھہ رہے ہین تحقیق یہہ ہے کہ

حضرت عثمان غنی نے اپنے ذاتی مال سے دی ہے۔

جناب عثمان رض۔ اگر یہہ بات آپ لوگونکو ناگوار ہے تو وہ روپیہ مین اپنے پاس سے بیت المال مین داخل کر دونگا۔

ہر یہ صاحبان۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو ہم لوگ جان و دل سے آپکے معین و مددگار رہین۔

جناب عثمان (بعد اس تخلیہ و گفتگو کے دوسرے روز جملہ اصحاب کبار رسول اکرم صلعم و اشراف مدینہ منورہ کو جمع کر کے)۔ اطراف بلاد سے لوگ میری معزولی کے واسطے جمع ہو کر یہان آے ہین۔ وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر عثمان راضی خوشی خلافت سے دست بردار نہونگے تو ہم اونکو قتل کر ڈالینگے۔ اب آپ حضرات اس مقدمہ مین کیا راے دیتے ہین۔

جملہ حاضرین (یک زبان ہوکر)۔ ان مخالفونکو قتل کرنا چاہیے کیونکہ انکا خون مباح ہو گیا۔ انہون نے امام وقت کی اطاعت سے خروج کیا اور باغی ہو گئے۔

جناب عثمان۔ یہہ ٹہیک ہے مگر محض ان لوگونکے اس دعوے اور قول پر لڑنا مناسب نہین تاوقتیکہ لڑائی مین انہین کی طرف سے پہل نہو مین نے اسوقت آپ کو اسواسطے تکلیف دی ہے کہ مخالفین نے جو کچھہ الزامات اور عیب میری نسبت قائم کئے ہین مین اونکے جوابات آپکے روبرو بیان کرون۔

جملہ حاضرین۔ خون اہل فتنہ کا مباح ہی اس کام مین تاخیر واجب نہین۔

اس جلسہ کی خبر جب گروہ مخالفین کو پہونچی اور اکابر اہل مدینہ کی راے و تجویز اپنی نسبت سُنی سب نے خائف ہو کر کہا۔ ہم لوگونکو تاب و طاقت اہل مدینہ سے لڑنے بھڑنے کی

نہین۔مناسب وقت یہی ہے کہ اسوقت اپنے اپنے گھر واپس جاوین اور پہر موقع مناسب
سے اپنے ساتہہ سامان جنگ فراہم کرکے یہان آوین اور عثمانؓ کا کام تمام کرین۔اس
امر پر سب نے اتفاق کیا اور اپنے اپنے ملک کو پلٹ گئے۔یہہ بات ٹھہر گئی کہ ماہ شوال مین
سب لوگ مدینہ منورہ مین جمع ہون۔

صاحب روضۃ الصفا نے پہلا قصہ اور یہہ دونون جدا جدا بیان کئے ہین جن سے
بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ لوگ علیحدہ علیحدہ آے مگر سیاق عبارت اور جملہ
مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ ایکساتہہ آے اور پہر واپس گئے

شیوع اخبار وحشت آثار و مشورہ اصحاب کبار و عمال باوقار

اسی ۳۵ھ مین اہل فساد مصریونکا جماو ذی خشب مین ہوا اور اہل عراق ذی المروہ مین
جمع ہوے۔یہہ مجمع بغرض خروج ہوا۔اسکا سبب اہل تاریخ یہہ بیان کرتے ہین کہ عبداللہ بن
سبا جو سابق مین یہودی تہا اور جناب عثمان رضؓ کے عہد مین بطمع دنیا مسلمان ہوا مدینہ
منورہ سے نکلکر ملک حجاز مین گہوما اور وہان عوام الناس کے عقائد فاسد کرنے مین
کوشش کی۔جب ملک حجاز مین اپنا کام کرچکا بصرہ پہونچا۔وہانسے کوفہ ہوتا ہوا شام
مین داخل ہوا۔یہان بہی اپنا جال پہیلایا مگر کوئی اوسکی دام مین نہ آیا بلکہ اہل شام نے اوسکی
شرارت و بدذاتی سے آگاہ ہوکر اپنے ملک سے اوسکو نکال دیا۔اب ابن سبا ملک شام سے
نکلکر مصر مین آیا اور یہان مقیم ہوا مصریونسے ربط و ضبط پیدا کیا اور ان لوگونکو اس طرح
مسائل اعتقادیہ سمجہائے وہ تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا مین دوبارہ آنا مانتے
ہو اور جناب رسول خداؐ کے جو افضل المرسلین و اشرف النبیین ہین پہر آنیسے انکار کرتے ہو

لوگونکو اس طرح اس مسئلہ مین بہکایا اور سمجھایا کہ وہ رجعت کے قائل ہوگئے۔ جب اس قول کو عوام نے مان لیا تو اوسنے خلافت کے مسئلہ پر یہہ بحث کی۔ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا ہے۔ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلعم کے وصی جناب علی مرتضیٰ ہین۔ بھلا اوس شخص سے بڑہکر ظالم کون ہوگا جسنے جناب رسول خدا کی وصیت جائز نہ رکھی اور آپکے وصی پر غلبہ کرکے خود خلافت غصب کرلی عثمان نے ناحق خلافت کو لیا۔ انکو کسی طرح خلافت نہین پہونچتی خلافت تو جناب علیؑ کا حق ہے۔ اب تم سب خلافت کے باب مین اوٹھہ کھڑے ہو۔ تمہارے سردار غاصب جابر ہین تم اونپر طعن کرو۔ اونکو نیک راہ چلنے اور حکم خدا ماننے اور بُرے کامو نسے باز رہنے کی ہدایت کرو۔ اس کام کی توجہہ سب لوگونکو دلاؤ کہ سب ملکر حقدار خلافت وصی رسول اللہ صلعم کو خلافت دین“

خلافت عثمانی کو چھہ سال نہایت امن وامان سے گذرے اور اس قلیل مدت مین جسقدر فتوحات حاصل ہوے کسی عالی ہمت بادشاہ کو نہ نصیب ہوے ہونگے ساتوان سال خلافت کا تھا کہ عبد اللہ بن سبا نے خروج کیا اور یہان تک زور پکڑا کہ آخر سنہ خلافت مین جو کچھہ واقعہ پیش آیا اسیکی اندرونی آتش زنی کا نتیجہ ہے اسکا حال اس طرح ہے کہ عبد اللہ بن سبا معروف بہ ابن السودا پیشتر یہودی تھا زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عثمان مین بطمع مال وزر مدینہ آکر مسلمان ہوگیا مگر سچا اور پکا دیندار نہ ہوا تھا۔ یہ درپردہ دعوی محبت اہل بیت مین جناب عثمان وحضرات شیخین کے فرضی عیوب اور نقائص لوگونکو دکھلاتا اور عوام الناس کو اسی قسم کی تعلیم دیتا رہا۔ اول اول یہ بصرہ جاکر مقیم ہوا تھا جب بصرہ ولے اسکی خباثت سے آگاہ ہوے اسکو نکال باہر کیا یہ کوفہ پہونچا جب وہان سے بھی شہر بدر کیا گیا شام مین آیا اور پھر شام سے جلاوطن ہونے پر مصر پہونچا حضرت عثمان رضی

اکثر طعن و تشنیع کرتا اہلبیت کی خفیہ طور سے دعوت دیتا اور کہتا تہا کہ محمدؐ پہر واپس آوینگے جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت علیؑ وصی رسول اللہ ہین عثمانؓ اور انسے پیشتر ابو بکرؓ و عمرؓ نے جبراً غصباً خلافت لیلی ہے غرضکہ لوگونکو اسی قسم کی تعلیم دیتا و حضرت عثمان اور آپکے عمال کے خلاف عوام الناس کو برانگیختہ کرتا تہا تا آنکہ بعض شہرونمین اکثر جہلا ان باتون کیطرف گرویدہ ہوگئے اور ایک دوسرے سے خط و کتابت کرنے لگے اس گروہ کے ساتہہ خالد ابن ملجم۔ سودان بن حمران۔ کنانہ بن بشر وغیرہ تہے انہین لوگون نے حضرت عمار بن یاسر کو مصر مین روک لیا اور مدینہ نہ جانے دیا (ابن خلدون)

عبد اللہ بن عامر کی حکومت بصرہ کو تین برس گذرے تہے جو انکو خبر لگی کہ ایک شخص عبد اللہ بن سبا حکیم بن جبلہ عبدی کے پاس باہر سے آکر مقیم ہوا ہے اور اوسکے پاس ایک گروہ کی آمد و رفت ہے اوسنے چند مسائل عقائد اہلسنت کے خلاف اپنے پاس آنے جانیوالونپر پیش کئے ہین اور وہ لوگ اوسکے مقلد بہی ہوگئے ہین اسلئے ابن عامر نے اوسکو اپنے پاس بلاکر دریافت کیا تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو۔ عبد اللہ نے جواب دیا مین ایک شخص اہل کتاب ہون اسلام کی رغبت اور محبت یہان لے آئی ہے۔ ابن عامر نے فرمایا مجھکو تمہاری خبر لگی ہے تم مسلمانونمین فساد پہیلاتے اور اونکے عقائد خراب کرنے کی کوشش کرتے ہو اب تمہارا ٹہیک نہین لہذا تم ہمارے شہر اور ہماری ولایت سے نکلجاؤ ابن سبا بصرہ سے نکلکر کوفہ پہنچا اور پہر مصر۔ ایک روایت مین ہے کہ حکیم بن جبلہ نے خود جب اسکے عقائد پر مطلع ہوا اسکو اپنے گہر سے نکالدیا تہا۔ عبد اللہ بن سبا موجد مذہب شیعی ہے بصرہ مین اس مذہب کی ابتدا اور بنا اسی کی ذات سے ہے۔ اس مذہب کا پیشرو اور امام یہی شخص ہے مصر مین آکر اسنے یہ کام کیا کہ اپنے اون احباب سے جو بصرہ کوفہ مین اسکے

مقلد ہو گئے تہے خط وکتابت شروع کی۔ اون لوگونکی آمد ورفت بہی خفیۃ اسکے پاس رہتی تہی چونکہ ابن سبا ان شہرونمین جنکا ہمنے ذکر کیا ہو آیا تہا اور ہر جگہہ اسکے دو چار مقلد ہو گئے تہے اونسے خط وکتابت کرتا رہا اور خفیہ طور سے اپنے پیرو اس کام کے واسطے تمام ملکونمین پہیلا دیئے۔ وہ عوام الناس کو نئے عقیدہ کی تعلیم دیتے تہے۔ اسکے خطوط سے اونکو اور بہی تقویت ہوتی تہی۔ رفتہ رفتہ ابن سبا کے ہم عقیدہ اور اسکے پیرو ایک معتدبہ جماعت ہو گئی جو ملکون ملکون جاتی یا بذریعہ خط وکتابت لوگونکو اس فاسد عقیدہ اور طریق جدید کی طرف بلاتی تہی۔ اب حکام و والیان ملک کی شکایتین اور اونکے عیب تحریر کے ذریعہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہونچنے لگے۔ ایک اہل شہر دوسرے اہل شہر کو اپنے ملک کے حاکم کے عیب اور شکایت لکہہ لکہہ بہیجتا تہا یہان تک کہ تمام ممالک محروسہ اسلام مین بد امنی کے آثار نمایان ہو چلے اور عام دلونمین شورش وفساد پیدا ہو گیا۔ شدہ شدہ مدینہ منورہ مین بہی تمام عمال کی برائیان اور شکایتین اور اونکے ظلم وجبر کی غلط حکایات ہر کس وناکس کی زبان پر تہین۔ تمام روئے زمین قریب وبعید مین یہہ خبرین پہیل گئین۔ ہر شہر کے باشندے دوسرے شہر کے حالات سنکر کہتے تہے کہ ہم تو اچہے حال مین ہین شکر خدا کہ جس مصیبت مین فلان شہر والے مبتلا ہین ہم اوس سے محفوظ ہین اہل مدینہ کا بہی یہی قول تہا جب تمام ملکونکی خبرین سنتے اور اپنے کو ہر طرح عافیت مین پاتے تو کہتے ہم سب سے اچہے ہین اور جس مصیبت مین اور لوگ مبتلا ہین الحمد للہ کہ ہم مقیم ہین عافیت ہین ہین۔ جب یہہ نوبت پہونچ گئی کہ اطراف وجوانب ممالک مین جناب عثمانؓ اور آپکے عمال پر علانیہ طعن وتشنیع کا شیوع زیادہ ہوا اور مخالفین نے نہایت سرگرمی ومستعدی سے باہم خط وکتابت سے اور بہی اس آگ کو بہڑکایا اور ان واقعات کی پیہم خبرین مدینہ منورہ مین

پہونچے لگیں اوسوقت اکابر اہل مدینہ مجتمع ہوکر امیر المومنین جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ کو ان واقعات سے مطلع کیا لیکن اس سے ناواقف پاکر عرض کیا۔ "اے امیر المومنین۔ کیا آپکے پاس بہی وہ خبرین آئی ہین جو ہم لوگ روزانہ سُن رہے ہین"۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ "میرے پاس تو کوئی خبر وحشت ناک نہین آئی البتہ ہر جگہہ کی عافیت وسلامتی سنتا ہون۔ تم لوگ میرے شریک حال ہو۔ ہر راحت ورنج مین میرے ساتھہ ہو مسلمانونکے رئیس۔ ارباب رائے ہو اس معاملہ مین جیسی کچہہ تمہاری رائے ہو ظاہر کرو مین اوسپر عمل کرونگا"۔ اہل مدینہ واکابر صحابہ رضؓ نے بالاتفاق کہا "چند معتبر ومعتمد اشخاص کو اسلامی ممالک مین خبر لانیکے لئے روانہ فرمایئے تاکہ واقعی حالات ان ملکون کے آپکو معلوم ہون پہر ویسا انتظام کیا جاے"۔ جناب عثمان رضؓ نے ان بزرگونکی رائے قبول فرمائی اور محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف۔ اسامہ بن زید بصرہ۔ عبداللہ بن عمرؓ شام کو اور انکے سوا اور دیگر اصحاب معتمدین وثقات مختلف ممالک اسلامیہ کیجانب روانہ کئے گئے۔ یہہ لوگ ان ملکونمین پہونچے۔ خفیہ اور ظاہر ہر طرح خوب تحقیقات کی۔ بعد چند روز کے واپس آے اور سب کے سامنے بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمالؓ والیان ملک کی کوئی برائی دیکہی اور نہ عوام و خواص کو انکی شکایت کرتے پایا۔

درحقیقت شکایت تو تہی نہین محض ابن سبا اور اوسکے بدذات مریدونکی کارروائی تہی کہ جہوٹی خبرین تمام عالم مین مشتہر کردین جن کی کچہہ اصل نہ تہی اور تحقیقات سے بہی جناب عثمانؓ اور آپکے عمال کی بریت ہر طرح ثابت ہوئی۔

یہہ لوگ جو ملکونمین حال دریافت کرنے گئے تہے سب واپس آگئے صرف عمار بن یاسر نے جو مصر کی جانب روانہ ہوے تہے واپسی مین تاخیر کی۔ انکو ابن سبا اور اوسکے ہمراہیون

خالدبن ملجم - سودان بن حمران - کنانہ بن بشر نے اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہمصفیر بنا لیا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آے ہین - عمار بن یاسر کی واپسی مین جب زیادہ تاخیر ہوئی تو اہل مدینہ نے خیال کیا کہ انکو لوگون نے دہوکا دیا ہے اسی اثنا مین عبداللہ بن سعد عامل مصر کا خط پہونچا جسکا مضمون یہہ تہا " عمار بن یاسر کو لوگون نے ملا لیا ہے وہ اونکے دم مین آگئے انکے بہکانیوالے یہہ لوگ ہین عبداسد بن سودا معروف بابن سبا - خالدبن ملجم - سودان بن حمران - کنانہ بن لبشر - عمار اب اس گروہ کے موافق ہین اور انہین سے سازباز رکہتے ہین " بعد اس خط کے عمارؓ بن یاسر بہی مصر سے واپس آے اور جیسا کہ اور صاحبون نے ہر طرح کا امن و اطمینان ظاہر کیا تہا انہون نے بہی ویسا ہی حال بیان کیا (تاریخ بدائع)

اسکے بعد جناب عثمانؓ نے دو گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ مین روانہ فرماے ایک عام رعایا کے نام اس مضمون کا مجہے اطلاع ہوئی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچہہ نقصان پہونچا ہے وہ رعایا کو ناحق مارتے اور انکے خلاف مرتبہ بدزبانی کرتے ہین اور رعایا انکی شاکی ہے اسوجہ سے مین نے اپنے تمام عمال کو حکم دیا ہے کہ وہ سب موسم حج مین میرے پاس حاضر ہون جن اشخاص کو میرے عمال سے نقصان پہونچا ہو یا کسی کا حق کسی عامل نے غصب کر لیا ہو اوسکو چاہیے کہ وہ موسم حج مین آکر مجہسے یا میرے عامل سے اپنا حق لے اور اوسکی تصدیق کراے اور ثبوت دے - فان اللہ یجزی المتصدقین یہہ فرمان عالی شان ہر شہر ہر قصبہ ہر قریہ مین متعدد نقلین ہوکر پہونچا - جس نے یہہ مضمون پڑہا رو دیا اور جناب عثمانؓ کے حقمین دعا کی اور آپکے اس عدل وانصاف کی تعریف کی - دوسرا فرمان خاص حکام و والیان ملک کے نام شعر طلبی اونکے تہا - چنانچہ موسم حج مین عبداللہ بن عامر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح - معاویہؓ - سعید بن العاصؓ - عمرو

بن العاص۔ یہہ دونون عامل سابق ہی معاویہؓ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آے آپنے
ان سب سے فرمایا۔ افسوس ہے کہ تم لوگونکی شکایتین اور ایذا رسانی کی خبرین مجہہ تک پہونچی
ہین۔ بخدا مجہکو خوف ہے کہ شکایت کرنیوالے اپنی شکایت مین سچے ہون۔ اس کا اثر و
نتیجہ یہہ جو کچہہ ہوگا میرے ہی حق مین ہوگا۔

جملہ عمال۔ کیا آپنے لوگونکو اس امر کے دریافت کرنیکو نہین بہیجا تہا۔ کیا ان
لوگون نے آکر آپسے کچہہ نہین کہا۔ کیا آپکے قاصدون نے یہ
نہین ظاہر کیا کہ ہم لوگونکی کوئی برائی نہین دیکہی۔ واللہ باللہ۔
شکایت کرنیوالے ہرگز سچے نہین۔ ہم لوگونکو اس شکایت کی اطلاع
تک نہین ہے۔ نہ اسکی کچہہ اصلیت ہے اور نہ آپکو اسکا خیال کرنا چاہئے۔

جناب عثمانؓ۔ پہر اسکے انسداد مین آپ سب کی کیا راے ہے۔

سعید بن العاص۔ یہہ امر مصنوعی ہے۔ لوگونمین خفیہ اس قسم کی باتین ہوا کرتی ہین شدہ
شدہ عوام الناس کے کانون تک پہونچکر مشہور ہوجاتی ہین۔
شریر آدمیونکی یہہ حرکت ہے۔ اسکا علاج یہی ہے کہ جو لوگ اسکے بانی
مبانی ہین اور جو اس قسم کی باتین فتنہ انگیز نکالتے ہین وہ لوگ
مار ڈالے جاوین اور فساد کی جڑ باقی نہ رکہی جاوے۔

عبداللہ بن سعدؓ۔ تحقیقات سے جسپر الزام نکلے ویسا اوسکے حق مین کیجیے۔ جسکے ذمہ جسکا
حق ثابت ہو اوسکو دلوا دیجیے اور حالت موجودہ پر چہوڑنا
خوب نہین۔

امیر معاویہؓ۔ آپنے مجہکو حاکم کیا۔ مین نے اپنی تجویز سے جنکو اپنے علاقہ پر مامور

کیا ہے اونکی کوئی شکایت مجھہ تک نہین آئی اور یہہ دونون شخص اپنے اپنے علاقہ کا حال خوب جانتے ہین۔

راقم۔ امیر معاویہ رضی نے سعید بن العاص اور عمرو بن العاص کو اپنے صوبہ مین کسی مقام پر اپنی طرف سے مامور کیا ہوگا اونکے اس کلام سے (کہ یہ دونون اپنے اپنے علاقہ کا حال خوب جانتے ہین) ہمارے خیال کی تائید ہوسکتی ہے۔

عمرو بن العاص رض۔ میرے خیال مین آپنے نرمی اختیار کی اور عوام کو سہولت و آسانی کا عادی کردیا۔ عہد فاروقی مین جوکسیقدر نرمی اور آسانی تھی اُس سے زیادہ آپ یہ نرمی و سہولت پیش آئے لہذا عوام الناس دلیر ہوگئے۔ اب مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار فرماوین۔ نرمی کی جگہہ نرمی اور سختی کی جگہہ سختی سی کام لین۔

جناب عثمان رض۔ جوکچھہ آپ سب صاحبون نے اپنی اپنی رائین بیان کین اور مجھکو مشورہ دیا مین نے سُنا اور خوب سمجھہ لیا۔ مگر ہر امر کا ایک طریق ہے اور ہر کام کا موقع۔ یہہ امر (فتنہ و فساد) ضرور ہونیوالا ہی کسیطرح مفر نہین جسکا خوف ہی وہی امت کو پیش آنیوالا ہے۔ جو دروازہ امت محمدی پر ابتک بند تھا وہ اب عنقریب کھلنے والا ہے ہم اوسکو آسانی اور نرمی سے روکنا چاہتے ہین۔ البتہ حدود شرعی مین کسیکی رو رعایت نہ کرینگے ہین یہہ نہین چاہتا کہ کسی کا الزام فتنہ و فساد کا دروازہ کھلنے کی بابت میرے ذمہ باقی رہ جاوے (کل کو کوئی

یہہ نہ کہے کہ عثمانؓ کی غفلت سے فساد پہیل گیا۔ اللہ تعالیٰ عالم غیوب
دانا و بینا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مین نے لوگونکے ساتہہ نیکی
اور بہلائی کرنے مین قصور نہین کیا مگر اب کیا کرون جو بات میرے
امکان مین نہین اوسمین کچہہ نہین کرسکتا اب فتنہ کی چکی چلنے
والی ہے۔ پس زہے نصیب عثمان کا کہ چکی کو حرکت نہ دے
اور دنیا سے کوچ کرے۔ آپ سب لوگونکو تسکین دین اور اونکے
حقوق ادا کرین۔ اگر خدا کے حقوق پیش آوین تو اون کے ادا
کرنے مین خبر دار ہرگز سستی و کاہلی نہ کرنا۔

یہہ فرماکر جناب عثمانؓ مدینہ منورہ کو روانہ ہوے۔ حضرت معاویہؓ و دیگر امرا و عمال
کو بہی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اثنای راہ مین حضرت عثمانؓ کا شتربان یہہ اشعار پڑہتا جاتا تہا

قد علمت ضوامر المطی	وضمرات عوج القسی
ان الامیر بعدہ علیؓ	وفی الزبیر خلف رضی

ترجمہ۔ دبلے پتلے تیز رفتار اونٹون اور ٹیڑہی کمانونکے نازک اور سبک
تے ونکو معلوم ہوگیا ہے کہ امیر بعد آپکے (یعنی حضرت عثمانؓ کے) علیؓ ہین
زبیرؓ بہی جانشین پسندیدہ ہین۔

حضرت کعبؓ نے للکار کر کہا۔ کیا جھوٹ بک رہا ہے۔ بلکہ انکے بعد سفید خچر کے سوار
یعنی معاویہؓ والی ہونگے۔ انکے اس فقرہ سے حضرت معاویہؓ کے دل مین طمع خلافت
پیدا ہوئی اور روضۃ الصفا مین ہے کہ جناب معاویہؓ نے کعب احبارؓ سے ان ایام مین
دریافت کیا کہ جناب عثمانؓ کے بعد کون صاحب خلیفہ ہین اگر مجھکو معلوم ہو جاے

تو اول ہی سے اونکی خدمت مین حاضر ہون۔ کعب احبار نے جواب دیا بعد قتال و جدال بسیار آخر کار آپ ہی کی حکومت ہوگی۔ انکے اس کلام سے معاویہؓ کے دل مین تمنای خلافت پیدا ہوگئی ورنہ اس سے قبل حضرت معاویہؓ اپنے کو اس بڑے درجہ کا مستحق نہ جانتے تھے۔

جسوقت جناب عثمانؓ حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین داخل ہوے آپنے ایک روز جناب علیؓ طلحہؓ زبیرؓ کو بلایا۔ معاویہؓ بھی اسوقت آپکے پاس تھے حضرت معاویہؓ نے کھڑے ہوکر بعد حمد و نعت کے کہا۔

امیر معاویہ۔ آپ لوگ جناب رسول خداؐ کے اصحاب باصفا۔ برگزیدہ خلق خدا۔ ارباب حل و عقد۔ اس امت کے والی و سرپرست ہین۔ آپنے اپنے دوست کو بلا رورعایت خلافت کے واسطے منتخب کیا۔ اب وہ بوڑھے ہوگئے۔ اونکی جوانی اور ہمت کے دن گذر گئے۔ اگر آپ انکے زیادہ ضعیف اور بیکار ہونیکے منتظر ہین تو عنقریب وہ ایسے ہی ہوجاوینگے مجھکو امید ہے کہ اللہ تعالی اونکی عمر مین برکت دے اور اس بزرگی پر پہنچین اب انکی حق مین طرح طرح کی باتین مشہور ہو رہی ہین۔ ان باتونکے برے نتیجہ کا اثر مبادا آپ لوگونپر عائد ہو لہذا اگر آپ لوگون نے اس امر مین کچھہ فیصلہ کیا ہے تو لیجیے یہہ میرا ہاتھہ ہے مین موجود ہون۔ دوسرے لوگونکو ہرگز اس خلافت کی طمع نہ دلوائیے۔ اگر بالفرض کوئی طامع امارت ہوکر اسکو طلب کرے تو واللہ آپ لوگ سوا ے پیٹھہ پھیر کر بھاگنے کے اوس سے اور کچھہ نہ دیکھین گے۔

جناب علی رضؓ (غصہ مین) تمکو اس کام کی کیا فکر۔ تم خاموش رہو۔

راقم چونکہ جناب معاویہ رضؓ نے دعوے کے ساتھہ کہا کہ دوسرا خلافت کے قابل نہین اور نہ کسی دوسرے سے یہہ کام چل سکتا ہے البتہ مین اس قابل ہون بار خلافت اوٹھا ونگا اور خوش اسلوبی سے انجام دونگا تو جناب علیؓ کو اونکا یہہ کلمہ ناگوار گذرا اور جھڑک دیا۔

جناب معاویہؓ آپ غصہ نہون میری بات کا جواب دین۔

جناب عثمانؓ۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے کیا آپ صاحبونکو انتخاب خلیفہ کیواسطے مقرر نہین کیا تھا اور آپنے میرے بڑھاپے مین علی الخصوص جبکہ میری وفات کا وقت قریب آیا ہے اپنے اس دوست کو خلیفہ کیا۔ اب مجھسے آپ لوگ کیون اعراض کرتے ہین۔ کیا یہہ تغیر و تلون اور آثار کشیدگی خاطر جو آپ لوگونکے چہرہ سے عیان ہین آپکے شایان ہین نہین نہین۔ آپ لوگ مجھسے بیزار نہون { آپ کی اس گفتگو سے فی الجملہ جناب علیؓ ترش ہوے اور جواب رنجش آمیز دیا لیکن جناب عثمان رضؓ نے پہر اس طرح گفتگو شروع کی (بدائع) جناب علی رضؓ سے مخاطب ہوکر } مین اپنا حال در خلافت کے متعلق آپ سب صاحبون سے عرض کرتا ہون کہ مجھہ سے پیشتر جو دو بزرگ اس خلافت پر تہے اونہون نے بنظر ثواب اپنے نفسوپر سختی و تنگی گوارا کی اور اپنے اعزہ واقارب کو بہی حکومت سے الگ رکہا۔ حالانکہ جناب رسالتمآب صلعم اپنے قرابت دارون عزیزونکا لحاظ فرماتے اور اونکو دیتے تہے میرے اعزہ واقارب عیالدار۔ غریب اور قلیل

معاش و اسے ہین مین نے اپنا ہاتھہ ان لوگونکے واسطے کھولدیا اور امارت و حکومت اسی غرض سے انکو دی اگر آپ امین غلطی دیکھین توانکو حکومت سے معزول کر دین مین آپکے حکم کے تابع ہون۔

حاضرین۔ آپنے حق قرابت ادا کیا اور صلہ رحمی کی یہہ تو اچھا کیا مگر عبد اللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار بیت المال سے مفت دے دیا۔

عثمان رض۔ مین نے یہہ رقم ان دونونکو ضرور دی ہے مگر قرضاً او رمین اونسے واپس لینے والا ہون۔

آپنے دونون سے وہ رقمین وصول کرلین اور سب صاحب بخوشی خاطر آپکے پاس سے اوٹھکر چلے گئے۔ انکے چلے جانیکے بعد حضرت معاویہ رض نے جناب عثمان رض سے کہا۔

معاویہ رض۔ امیر المومنین۔ آپ میرا معروضہ لطبیب خاطر منظور فرماوین اس سے پہلے کہ لوگ آپ پر حملہ کرین جسکا آپ تحمل نہ کرسکین اور خدانخواستہ نصیب اعدا اوسکا اثر آپ کی ذات پر پڑے۔ مناسب ہوگا کہ آپ میرے ساتھہ شام تشریف لے چلین کیونکہ اہل شام میرے مطیع ہین اونکی مجال نہین کہ آپ کی نسبت کوئی خیال بد دل مین لاسکین۔

عثمان رض۔ مین جوار و قرب رسول خدا کسی معاوضہ مین نہین چھوڑ سکتا۔ اگرچہ اس مین میری گردن قلم ہوجاوے۔

جگر پر درد و دل پر خون توان بود	تو جانی بی تو یک دم چون توان بود

معاویہ رض۔ یہہ منظور نہین تو اچھا ایک لشکر جرار اہل شام کا آپ کی محافظت کو بھیجے

دیتا ہون جو آپکے پاس ٹہیرا رہے اور وقت پر کام آوے۔

عثمان رض- مین آنحضرت صلعم کے پڑوسیونکو تنگی مین نہ ڈالونگا۔

معاویہ رض- آپ میرا معروضہ قبول نہین فرماتے۔ واللہ مفسدین ضرور شرا وٹھائینگے۔ لڑینگے اور آپ دہوکا کہائین گے۔

عثمان رض- حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ خدا مجہکو کافی اور اچہا کارساز ہے۔

یہہ فرماکر خاموش ہو رہے اور جناب معاویہ رض رخصت ہوکر چلے گئے۔ جب جناب معاویہ رض بقصد سفر شام آمادہ ہوکر روانہ ہوے تو جماعت مہاجرین پر ہوکر گذری۔ جناب علی مرتضی حضرت طلحہ رض حضرت زبیر رض۔ اوس مجمع مین نظر آے۔ آپ وہان ٹہیر گئے اور ان صاحبونسے کہا۔ حکومت ایک ایسی چیز ہے جسپر قدیم زمانہ سے لوگ لڑتے مرتے چلے آے ہین جب خداوند تعالی نے جناب رسول اللہ کو مبعوث فرمایا۔ دین اسلام کا روشن آفتاب چمکا اور اپنی شعاعون سے ظلمتکدہ کفرستان کو نورانی کر دیا تو لوگون نے اسلام قبول کیا۔ اوسوقت قدامت اور سابقیت اسلام کا لحاظ کیا گیا۔ شرافت علم واجتہاد کا پاس رکہا گیا اور ابتک یہی طریقہ جاری ہے اگر لوگ طریق جاری ومسنون پر قائم رہین اور اوسپر عمل کرین تو فہو المراد یہہ دولت خلافت انہین بزرگونمین رہیگی اور باقی لوگ انکے تابع اور اگر بزور غلبہ خلافت دربردہ طالب دنیا ہوے تو یقین لائیے کہ یہہ نعمت اونسے سلب کر لیجاویگی اور حکومت وریاست خداوند تعالی دوسرونکو دے دیگا۔ خداوند تعالی حاکم حقیقی تبدیل وتغیر پر ہر طرح قادر وتوانا ہے اوسکو کچہہ مشکل نہین مین آپ لوگونمین ایک بوڑہے بڑے کو چہوڑے جاتا ہون آپ انکے ساتہہ خیر خواہی کرین اور ہر طرح انکے شریک حال رہین۔ آپکو اس کام کے عوض سعادت نصیب ہوگی

یہہ نصیحت کرکے آپ رخصت ہوکر شام کو سدہارے۔ انکی روانگی کے بعد جناب علی مرتضیٰ رضہ نے فرمایا مین ان مین توخیر ونیکی دیکھتا ہون۔ زبیرؓ بولے۔ واللہ اسوقت کے سوا توکبہی ہمارے اور آپکے دل مین انکی عظمت وعزت نہ تہی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

اس اثنا مین جو لوگ شریر ومفسد جناب عثمان رضہ کے دشمن تہے اور مدینہ مین سب کے ساتہہ ملے جلے رہتے تہے اور بظاہر آپکی دوستی کا دم بہرتے مگر دل مین کدورت رکہتے تہے۔ اونہون نے امرا وعمال کا چلاجانا اور مدینہ منورہ کا خالی ہوجانا غنیمت جانا اپنے ہم خیال اہل بغی وعناد کو جو اطراف ممالک مین تہے خطوط لکہے جنکا یہہ مضمون ہی بہائیو۔ اگرچہ تم باہر جہاد پر گئے ہو مگر جہاد تو مدینہ ہی مین ہے تمکو چاہیئے کہ جلد یہان پہونچ جاؤ۔ (بدائع) یہہ لوگ توابع ابن سبا واحباب اہل کوفہ ومصر وبصرہ تہے۔

ان واقعات کے بیان مین مورخین نے عجب خلط ملط کردیا ہے۔ ابن اثیر کے بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ۳۵ھ مین جناب عثمان رضہ نے حج کیا اور آپکے عمال سے ملاقات و گفتگو بمقام مکہ معظمہ ہوئی جیسا کہ ہم لکہہ آے ہین مگر اسی سنہ مین آپکی شہادت اور آپکا محصور ہونا کہ وہ محاصرہ چالیس روز تک رہا ہے اور بروایت واقدیؒ اونچاس دن اور ایک روایت مین دو ماہ بیس دن ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ یہہ واقعہ قبل ۳۵ھ کا ہے اور عجب نہین کہ ۳۴ھ مین آپنے عام رعایا اور خواص امرا وعمال کو موسم حج مین بلایا ہو کیونکہ ۳۴ھ مین آپکا حج کرنا بروایت ابن اثیر ثابت ہے۔ ابن خلدون بغیر ذکر سنہ کے یہ واقعات مسلسل ذکر کررہے ہین انکے بیان سے بہی آپکا حج کرنا اور عمال کا مکہ معظمہ مین جمع ہونا معلوم ہوتا ہے مگر بیان بالکل مبہم ہے۔ آگے چلکر آویگا کہ اس سال مین جب وقت حج قریب آگیا تو جناب عثمان رضہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضہ کو امیرالحاج مقرر فرماکر

مکہ معظمہ روانہ فرمایا کیونکہ آپ محصور تھے۔اس بیان سے آپکا اس سال حج کو تشریف نے جانا روایۃً بھی ثابت ہوتا ہے۔

صاحب روضۃ الصفا ان دونون مورخون کے خلاف دوسرے طرز پر چلے ہین۔ انکی روایت سے جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہین بلوائیون کا مدینہ منورہ مین دوبار آنا ثابت ہے ایک ماہ ربیع الاول مین۔دوسرا ماہ شوال مین جو باتفاق مورخین ہے اور انہون نے عمال کی طلبی کا قصہ قبل ۳۵ھ کے لکھا ہے جس سے ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے

روانگی اہل مصر و کوفہ و بصرہ برای حصار

گروہ مخالفین و منحرفین جناب عثمان رضنے باہم عہد و پیمان کر لیا تھا کہ جس وقت امراو عمال مدینہ منورہ سے روانہ ہون اور میدان صاف ہو تو انکی غیبت مین امیر المومنین جناب عثمان رض پر دفعۃً سب کے سب حملہ کر دینگے لیکن اتفاق سے جب امراو عمال کی روانگی کے بعد مخالفین جناب عثمان رض حملہ نہ کر سکے تو ایک دوسرے سے خط و کتابت کرنیلگے بذریعہ خط و کتابت یہہ طے کر لیا کہ ایک دن مقررہ پر سب کو مدینہ منورہ مین جمع ہو جانا چاہئیے الغرض مصری جماعت بہ تعداد پانچسو اور ایک روایت مین ایک ہزار تھی بعزم فاسد مصر سے مدینہ کو روانہ ہوئی۔اس جماعت مین عبد الرحمن بن عدیس بلوی اور اشخاص ذیل تھے کنانہ بن بشر لیثی۔سودان بن حمران سکونی۔قتیرہ بن فلان سکونی۔بسر گروہی غافقی بن حرب عکی۔بلوائیان کوفہ زید بن صوحان عبدی۔اشتر نخعی۔زیاد بن نضر حارثی۔عبداللہ بن اصم عامری کے ہمراہ بہ تعداد بلوائیان مذکورہ بالا کوفہ سے چلے۔اسیقدر تعداد مین بلوائیان بصرہ حکیم بن جبلہ عبدی۔ذریح بن عباد۔بشر بن شریح قیسی۔ابن المحترش کیساتھ

بسر کردگی حرقوص بن زہیر سعدی۔ باظہار ارادہ حج ماہ شوال ۳۵ھ مین مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ تعداد بلوائیان علی اختلاف الروایتین ڈیڑھ ہزار یا تین ہزار تھی۔ بروایت روضۃ الصفا اہل مصر چار فرقے تھے اور ہر فرقہ پر ایک سردار تھا علیٰ ہذا القیاس اہل بصرہ و کوفہ بھی چار چار لشکر تھے اور ہر ایک کا علیحدہ سردار تھا۔ سب کا ایک ارادہ ایک نیت تھی کہ جناب عثمانؓ کو معزول کرکے دوسرا خلیفہ مقرر کرین۔ یہہ گروہ اشرار تھا اور یہہ انکے سردار بدکردار تھے۔

عقد الفرید مین صرف چار سردار باغیان مذکور ہین جنکے نام یہ ہین۔ عبد الرحمٰن بن عدیس تنوخی۔ حکیم بن جبلہ عبدی۔ اشتر نخعی۔ یہہ تین تو اوپر گذرے چوتھا عبد اللہ بن فدیک خزاعی تھا۔ شائد اس گروہ مین جو سردار معزز تھے اور اہل الراے ہین جنکا شمار تھا یہی چار ہونگے۔ باقی سردار جو دوسری روایات مین مذکور ہین وہ انسے کم درجہ کے ہونگے اسوجہ سے اُنکا نام نہین لیا۔ اسکے بعد صاحب عقد الفرید لکھتے ہین کہ انکے ہمراہ اہل مدینہ سے مہاجرین و انصار شریک ہوے اور محاصرہ کیا۔ مگر یہہ روایت کتب معتبرہ اہل تواریخ کے خلاف ہے۔ ابن اثیر کے بیان سے صرف اہل کوفہ۔ بصرہ۔ مصر کی جماعت نے محاصرہ کیا ہے۔ مہاجرین و انصار کا نام نہین ہے۔ بہرکیف یہہ لوگ مدینہ منورہ سے تین منزل مسافت پر پہونچے۔ یہان انکے تین گروہ ہوگئے اور تین تیرہ ہوکر چند لوگ اہل بصرہ مین سے آگے بڑہکر ذوخشب مین آٹہیرے۔ ان لوگونکی طبیعتین حضرت طلحہؓ کی طرف مائل تہین۔ کچھہ لوگ بلوائیان کوفہ کے اپنی جماعت سے علیحدہ ہوکر اعوص مین آکر مقیم ہوے۔ ان لوگونکا رُجحان حضرت زبیرؓ بن عوام کیجانب تھا۔ انکے ساتھہ کچھہ اہل مصر بھی اس مقام مین سکونت پذیر ہوے مگر مصریونکا رُخ جناب علیؓ کی طرف تھا اور عام

بلوائی ذوالمروہ مین ٹھیرے رہے۔ زیاد بن نضر۔ عبداللہ بن اصم جو ممتاز اشخاص
مین تھے مصریون اور بصریونکے درمیان منتظم اور ادہر کی ادہر پہونچانے والے
تھے۔ دونون نے بلوائیون سے مخاطب ہوکر کہا۔ تم لوگ عجلت نہ کرنا اپنے مقام سے
نہ ٹلنا جبتک ہم تمہارے واسطے مدینہ مین داخل ہوکر جابے قیام نہ تجویز کرلین ہمکو یہہ
خبر پہونچی ہے کہ اہل مدینہ نے بہی لشکر آرائی کی ہے اور ہم سے مقابلہ کرنیکا قصد ہے۔
اگر یہہ روایت صحیح ہے اور وہ ہم سے لڑنا حلال جانتے ہین اور ہمکو باغی قرار دیاہی اور
ہمارے ارادہ سے خبردار ہو گئے ہین۔ تو خدا کی قسم ہمارا سارا کہیل بگڑ جاویگا اور ہم
اونکا کچھہ نہ کرسکین گے۔ لیکن اگر یہہ خبر غلط اور یارون کی گپ ہے تو ہم واپس آکر ویسا ہم
لوگونسے ظاہر کرینگے" بلوائیون نے کہا۔ آپ دونون صاحب جاوین ہم تا واپسی آپکے
اپنے مقام سے نہ ٹلینگے چنانچہ ان دونون نے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ زیاد۔ عبداللہ
مدینہ منورہ مین پہونچکر حضرات اُمّہات مومنینؓ اور جناب علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ سے ملے اور
ان بزرگونسے ظاہر کیا ہم لوگ بارادہ حج آے ہین اور بعض عمال کی شکایت بہی لاے
ہین۔ آپ ہم لوگونکو شہر مین داخل ہونیکی اجازت دیجیے۔ ان بزرگون نے زیاد و عبداللہ
کو روکا اور یہہ دونون اپنے گروہ مین واپس آے۔ یہان سرداران بلوائیان کوفہ و بصرہ
و مصر کو مجتمع کرکے یہہ مشورہ کیا کہ ہر فریق جدا جدا اپنے اپنے معتقد علیہ کے پاس جا کر
بمکر و حیلہ جس طرح ممکن ہو اپنا ہمصفیر بنالے اور اونکو گانٹھہ لے۔ اس ترکیب سے
ہم لوگ اپنے مطلب کو پہونچین گے اور جو قصد ہی بلا تردد حاصل کرلینگے۔ چنانچہ چند
مصری جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ اسوقت لشکر مین مقام اَحجارُ الزَّیت پر
مقیم تھے یہہ لشکر آپنے باجازت جناب عثمانؓ دار الخلافت کی حفاظت کیواسطے اس مقام پر

اپنی نگرانی سے جمع کیا تھا (بدائع) اسوقت آپ تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور اپنے صاحبزادہ جناب امام حسنؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس آپکی مدد کیواسطے اور اون لوگونکے منتشر کرنے کو جو آپکے پاس بقصد بلوہ مجتمع ہورہے تھے بھیجدیا تھا۔ مصریون نے جناب علیؓ سے عرض کیا کہ ہم عثمانؓ کی امارت سے بیزار ہین۔ آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ابھی ہم لوگ واپس چلے جاتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ غصہ سے کانپ کر اور چلا کر فرمانیلگے۔ بیشک اس حدیث کو صالحین جانتے ہین کہ لشکر ذومروہ۔ ذوخشب۔ اعوص آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہین۔ بصری حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور اونسے بھی ایسی ہی مکر آمیز گفتگو کی۔ اوںھون نے بھی ڈانٹ بتائی اور للکار کر بھگا دیا۔ حضرت طلحہؓ نے خود اپنے دو صاحبزادونکو جناب عثمان کے پاس آپ کی مدد کو بھیجا تھا۔ کوفی حضرت زبیرؓ سے ملے اور انسے بھی کیادی وجعلسازی کی باتین ایسی ہی کچھ کین۔ آپنے بھی مُنہ کار دیا اور وہ ڈپٹ بتائی کہ انکے پاس سے بھی بھاگتے ہی نظر آے۔ حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے صاحبزادہ عبداللہؓ کو جناب عثمانؓ کیخدمتمین آپکی حفاظت کو بھیجدیا تھا۔ جب ان روباہ خصال فرقونکی اس حیلہ و جعل سے دال نہ گلی اور پیٹے مُنہ ذلیل وخوار ہوکر یہان سے اپنے اپنے لشکر کو چلے آے تو یہان پہونچکر یہہ مشورہ کیا کہ رات کے وقت جب اہل مدینہ غفلت مین ہون سب کے سب دفعتہً مدینہ مین چلکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلین۔ چنانچہ انکے جاتے ہی اہل مدینہ کو فی الجملہ اطمینان ہوگیا اور سب متفرق ہوکر چلے گئے (ابن اثیر وابن خلدون)

راقم۔ بیان مذکورہ بالا سے جناب علیؓ اور طلحہؓ وزبیرؓ کا اس گروہ اشرار سے علیحدہ ہونا اور انسے کسی طرح سازش نہ رکھنا بلکہ اس گروہ کو فساد سے منع کرنا اور درپے اصلاح ہونا بخوبی عیان ہے۔ اگر ان صاحبونمین سے کسیکو جناب عثمانؓ

کیجانب سے کدورت ہوتی تو یہہ وہ موقع تہا کہ علانیہ مخالفت ظاہر کرتے اور اپنے معتقدین کے شریک ہوجاتے۔ واقعی حقیقت تو یہہ ہے۔ اب اگر اس کے خلاف کسی روایت سے ظاہر ہو تو راوی کے تعصب و ضعف روایت پر حمل کرنا چاہیئے۔

روایت ہے کہ جسوقت بلوائیان مصر نے قریب مدینہ منورہ پہونچکر بمقام ذوخشب قیام کیا اس ارادہ سے کہ اگر جناب عثمان رضؓ خلافت چہوڑ دین یا اپنے عمال کو یک قلم موقوف کر کے انکی شکایات رفع کر دین تو فہو المراد ورنہ آپکو شہید کر ڈالین۔ جناب عثمان رضؓ انکے اس ارادہ سے مطلع ہوئے۔ حضرت علی رضؓ کے مکان پر تشریف لائے اور فرمایا۔

عثمان رضؓ بہائی صاحب آپ خوب جانتے ہین کہ میرے آپکے قرابت قریبہ ہے۔ آپ پر میرا حق بہت کچھ ہے۔ دیکھیئے۔ یہہ بلوائی آئے ہین اور عجب نہین کہ کل تک میرے سر پر آجاوین۔ لوگونکے نزدیک آپکی قدر و حرمت ہے اور آپکو بنگاہ عزت و توقیر دیکھتے ہین۔ آپکا کہنا مانتے ہین اسلیئے مین چاہتا ہون کہ آپ ان لوگونکے پاس تشریف لیجاوین اور انکو مجھسے دفع کرین کیونکہ اگر یہ لوگ آکر میرا مکان گہیر لینگے تو میری اہانت و رسوائی کا باعث ہوگا اور انکو دیکھکر اور لوگونکو بہی جرأت و حوصلہ بڑہ جاویگا لہذا جس طرح ممکن ہو انکو واپس کر دیجیئے۔

علی رضؓ مین کس طرح ان لوگونکو آپسے دفع کرون۔ آپ کب میرا کہنا مانتے ہین۔

عثمان رضؓ آپکے کہے پر چلونگا اور جو رائے دیجیئے گا اوسکی تعمیل کرونگا۔

علی رضؓ مین نے اس سے پیشتر آپسے بارہا کہا اور اسی بابت سمجھایا لیکن آپنے

میرا کہنا نہ مانا۔ میرے سامنے تو منظور کر لیا مگر بعد کو پھر گئے اور اپنے وعدے پر قائم نہ رہے۔ اپنے ہمنشینون مروان۔ معاویہ۔ ابن عامر۔ ابن ابی سرح اور سعید کے کہنے پر عمل کرتے رہے۔ یہہ ساری کارگذاری مروان اور آپکے ہمنشینون کی ہے۔ آپنے ان لوگونکا کہنا مانا اور میری راے کے خلاف کیا۔ بھلا اب مین کس طرح اور کس بنا پر ان لوگونکو واپس کرون اور انکو کیونکر سمجھاؤن

عثمانؓ۔ اب جیسا آپ کہین گے ویسا ہی کرونگا اور ان لوگونکے کہنے پر مطلقاً عمل نہ کرونگا۔

اس گفتگو اور قول و قرار کے بعد جناب علیؓ تیس اصحاب کبار مہاجرین و انصار کو لیکر سوار ہوے اور بلوائیون کی طرف کوچ کیا۔ اس جماعت مین اصحاب ذیل تھے سعید بن زید۔ ابو جہم عدوی۔ جبیر بن مطعم۔ حکیم بن حزام۔ مروان۔ سعید بن العاص۔ عبدالرحمٰن بن عتّاب بن اسید۔ انصار مین سے۔ ابو اسید ساعدی۔ ابو حمید۔ زید بن ثابت۔ حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک عرب مین سے نیار بن مکرز وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ بلوائیان مصر کے پاس پہونچکر جناب علیؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے انسے گفتگو کی اور خوب سمجھایا۔ بارے انکی فہمائش و نصیحت سے مصری راہ راست پر آے اور دونون صاحبونکا کہنا بگوش دل سُنکر اوسکو قبول کیا اور مصر کی طرف واپس ہوے۔ ابن عُدیس بلوی نے محمد بن مسلمہ سے کہا ''مین تم سے کچھہ کہنے کو لوٹا چاہتا ہون'' مگر محمد بن مسلمہ نے کہا۔ خدا سے ڈرو کیا تم اپنے امام اور سردار سے منحرف ہوکر لوٹا چاہتے ہو کیونکہ اب ہم سے وعدہ ہو چکا ہے کہ کوئی انمین سے نہ لوٹے گا اور کسی طرح کا نزاع و فساد نہ کرے گا۔ ابن عدیس نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایسا ہی کرینگے۔ یہہ کہکر ابن عدیس اپنے گروہ مین چلا گیا۔ جناب علیؓ

اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آئے اور جناب عثمانؓ کے پاس آکر مصریوں کے واپس جانے کی اطلاع کی۔ (ابن اثیر)

ایک روایت اہل مصر کی نسبت اس طرح ہے کہ جس زمانہ مین مصری مدینہ منورہ آئے ہین جناب عثمانؓ کو اونکے آنیسے پیشتر خبر ہو چکی تھی لہذا آپنے اون لوگونکا مدینہ مین آنا اور علانیہ آپسے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھکر یہہ ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر کسی مقام پر اون لوگونسے مل لینا چاہیئے اور اونکی خاطر خواہ انتظام کر دیا جاے چنانچہ آپ اس ارادہ سے باہر تشریف لیگیئے۔ ایک گانون مین قیام فرمایا۔ جب اہل مصر اس گانون مین پہونچے اونکو آپکے اس گانون مین موجود ہونے کی اطلاع ہوئی وہ ٹھہر گیے اور جس مکان مین آپ مقیم تھے وہان آے اور آپسے کہا کہ قرآن شریف منگوائیے جب قرآن شریف آگیا کہا۔ ساتوین سورت یعنی سورۂ یونس نکالیئے اور پڑھیئے۔ آپنے سورۂ یونس نکالی اور پڑھنا شروع کی جب اس آیت پر قل ارائیتم ما انزل اللّٰہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالاؕ قل اللّٰہ اذن لکم ام علی اللّٰہ تفترون۔ مصری کہنے لگے۔ اس آیت سے چراگاہ مقرر کرنیکی ممانعت نکلتی ہے۔ آپنے کیون چراگاہ مقرر فرمائی۔ کیا کوئی خاص خدا کا پروانہ آپکے پاس آگیا ہے یا آپ اللہ پر افترا کرتے ہین۔ جناب عثمان نے فرمایا۔ اسکا مطلب اور شان نزول مین بیان کرتا ہون۔ یہہ فلان فلان مقدمہ مین نازل ہوئی ہے۔ باقی رہا چراگاہ کا جواب وہ مجھسے سنو۔ کچھ یہہ میری ایجاد نہین مجھسے پہلے جناب عمر فاروقؓ نے چراگاہ مقرر کر دی اور خاص زکوۃ کے اونٹونکے چرنے کے واسطے زمین علیحدہ کر کے اور لوگونکو اوس زمین پر اپنے اونٹ چرانے سے منع فرمایا۔ جب میرا عہد خلافت ہوا۔ خدا نے فتوحات زیادہ کئیے۔ زکوۃ کا مال کثرت سے آنے لگا

جانور بہی زیادہ ہوگئے۔ چراگاہ سابق ناکافی سمجھکر مین نے اور زمین اوس مین شامل
کی۔ یہہ کون بات محل اعتراض ہے۔ یہہ فرماکر آپ آگے پڑہنے لگے۔ مصری ہر آیت
پر ٹوکتے اور آپ پر اعتراض کرتے تہے۔ آپ ہر آیت کا مطلب و رشان نزول بیان
فرماکر اونکو جواب شافی دیتے تہے بعد اسکے مصریون نے چند اعتراض آپ پر پیش کئے
آپنے اونکو تسلیم کیا اور اقرار کیا کہ بیشک مجہسے خطا ہوئی۔ مین خدا سے مغفرت چاہتا
ہون اور توبہ کرتا ہون آیندہ یہہ کام نکرونگا۔ پہر اون لوگون نے آپسے چند شرائط
لکہوائے۔ آپنے اونکی خاطر سے لکہدیئے۔ آپنے بہی اونسے یہہ شرط لی کہ جبتک حسب
وعدہ مین اپنی شرطون پر قائم رہون میری اطاعت سے باہر نہ ہونا۔ پہر آپنے فرمایا۔
تم اور کیا چاہتے ہو۔ اونہون نے کہا۔ اہل مدینہ کو تنخواہ و سالانہ مفت نہ دیا جاوے
کیونکہ بیت المال اون لوگونکا حق ہے جو کافرونسے لڑے اور اونسے بزور شمشیر مال
حاصل کیا ہے۔ یا اصحاب رسول خدا حقدار ہین اونکو ملنا چاہیئے۔ آپنے اونکا یہہ کہنا بہی
منظور فرمایا۔ پہر وہ لوگ آپکے ساتہہ مدینہ مین آئے اور آپسے ہر طرح راضی تہے۔ یہان
آپنے لوگونکو جمع کرکے خطبہ دیا اور اوسمین بیان فرمایا۔ واللہ اہل مصر سے بہتر کوئی
آنیوالا میرے پاس نہین آیا۔ انکی بدولت مین نے اپنی خطاؤنسے توبہ کی۔ اہل مدینہ
خبردار ہوجاوین جسکی زمین ہو وہ کاشتکاری مین بسر کرے اور جسکے پاس جانور
ہون وہ اونسے اپنی معیشت و گذران کا سامان کرے۔ بیت المال سے مفت کسیکو
کچہہ نہ ملیگا۔ یہہ مال ونہین صاحبونکا ہے اور وہی حقدار ہین جنہون نے معرکون مین
جہاد کئے اور تلوار چلائی اور یا اصحاب رسول خدا بوجہ شرافت کے مستحق ہین انکا
وظیفہ مقرر رہیگا۔ اہل مدینہ اس فقرہ سے ناخوش ہوے اور کہا۔ بنی امیہ کی یہہ چال و

مکر ہے۔ بعد اسکے مصری راضی خوشی واپس گئے۔ (ازالۃ الخفا)

جب مصری واپس گئے اوسکے دوسرے دن صبح ہوتے ہی مروان نے جناب عثمانؓ کیخدمتمین حاضر ہوکر عرض کیا۔ امیرالمومنین آپ لوگونکو مجتمع کرکے خطبہ دیجئے اور یہہ ظاہر فرمایئے کہ اہل مصر واپس گئے اور جو کچھہ ان لوگونکو شکایتین تہین اور جس بنا پر وہ یہان آئے تہے وہ سب جہوٹی تہین تحقیق کرنے سے اونکی غلطی ثابت ہوئی آپ یہہ کام اس سے پہلے کرلین کہ لوگ اور ملکون کے آئین اور ایسے ہی واقعات آپکے پیش کرین جنکی برداشت آپ نہ کرسکین۔ جناب عثمانؓ مروان کے کہنے سے خطبہ کہنے کو کہڑے ہوے۔ جیسے ہی چند الفاظ آپکی زبان سے نکلے تہے کہ چارون طرف سے آواز آنے لگی اتق اللہ یا عثمان وتب الی اللہ۔ اے عثمانؓ اللہ سے ڈرو اور اوسی کی طرف رجوع کرو۔ ایک طرف سے عمرو بن العاص نے کہا۔ اے عثمان۔ خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے بڑے کامونکا بار اوٹھایا ہے اور تمہارے ساتھہ ہم بہی اومین پہنسے ہین لہذا تم اور ہم دونون خدا کی درگاہ مین توبہ کرین۔ امیرالمومنین جناب عثمانؓ نے ہاتھہ اوٹھا کر فرمایا۔ اللھم انی تائب۔ خداوندا مین توبہ کرتا ہون۔ اسکے بعد عمرو بن العاصؓ فلسطین کی طرف چلے گئے اور وہان اپنے قصر مین مقیم رہے۔ بعد چندے جناب عثمانؓ کے حصار وشہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ بعضون نے کہا ہے کہ جب جناب علیؓ مصریونکو فہمائش کرکے واپس ہوے جناب عثمانؓ کے پاس آئے اور آپسے کہا۔ آپ لوگونمین جاکر اونسے بات چیت کرین اور اپنے دلی خیالات اون لوگون پر ظاہر کرین۔ اپنے حالات پر خدا کو گواہ کرکے اون لوگونکو سنایئے تاکہ آپکے حالات اونکو معلوم ہوجاوین قبل اسکے کہ اور مفسدین دوسرے شہرون سے آئین۔ یہہ جلسہ

مسجد مین ہوا اور بر سر منبر اپنی اون تقصیرات کا جو آپ سے وقوع پذیر ہوئی ہین سب کے روبرو اعتراف کرکے آیندہ کیواسطے تدارک مناسب و اطمینان عوام کر دیجیے۔ ہر خاص و عام کی دلداری اور تسکین قلوب کیلئے چند کلمات ایسے بیان کیجیے جو مشتمل بر وعدہا ے اکرام و انعام ہون تاکہ یہہ خبر منتشر ہوکر خلقت آپکی جانب بالطبع مائل ور ایسے دلی الفت و انس کرنے لگے ورنہ درصورت عدم اعتراف تقصیرات و قطع اُمید آیندہ اندیشہ فساد ہے کیونکہ تمام بلاد مین ایک شورش ہو رہی ہے اور سب آپکی مخالفت پر کمر بستہ ہین۔ مجھکو ابھی اطمینان نہین ہوا مین ڈر رہا ہون کہ کہین اہل بصرہ و کوفہ ایسطرح آکر آمادہ فساد نہ ہون اور آپ مجھسے یہہ کہین کہ اے علی مفسدون کے پاس جاؤ اور انکو سمجھاؤ۔ اگر مین جانے مین تامل کرونگا تو آپ کہینگے کہ حق قرابت قطع کرتے ہو اور میرا حق خفیف سمجھتے ہو۔ یہہ سنکر جناب عثمانؓ باہر تشریف لاے خطبہ دیا۔ لوگونکو روبرو توبہ کی اور حمد و نعت کے بعد ارشاد فرمایا مین پہلا شخص ہون جس نے از خود نصیحت قبول کی مین اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہون اوس سے جو مین نے کیا ہے اور اوسی کیطرف رجوع کرتا ہون اور جو کچھہ کیا اوس سے علیحدہ ہوکر توبہ کرتا ہون۔ جب مین خطبہ سے فارغ ہون تو تمہارے شرفا آئین اور مجھکو راے دین قسم خدا کی اگر مجھکو راستی غلام کر دیگی تو مین غلامون ہی کی طرح مطیع رہونگا اور غلامون ہی کیطرح راستی کی اطاعت کرونگا اور اللہ کے سوا اور طرف راستہ نہین۔ بخدا مین تم سبکو رضامند کرونگا۔ مروان اور اوسکے ساتھیونسے علیحدہ رہونگا اور تم سے کچھہ پوشیدہ نہ رکھونگا۔ یہہ فرماکر آپ خود بھی روے اور حاضرین کو بھی رولایا یہانتک وہ روے کہ اونکی ڈاڑھیان آنسوؤن سے تر ہوگیئن۔ (ابن اثیر)

جناب عثمانؓ اسقدر بیان فرماکر منبر سے اوترآے اور اپنے گھر چلے گئے۔ پہر جناب علیؓ نے اس مجمع مین کھڑے ہوکر فرمایا۔ اے یارو۔ امیرالمومنین عثمانؓ کو جو کہنا واجب تہا اور جوان پر حق تہا وہ انہون نے صاف صاف بیان کردیا اب ان پر کسی قسم کا الزام باقی نہین رہا۔ آپ سب لوگونکو چاہیئے کہ ظاہر و باطن انکی اطاعت قبول کرین کسی طرح انکے خلاف نہ کرین اور انکو اپنا خلیفہ اور سردار برحق مانین۔ (روضۃ الصفا)

خطبہ دیگر جب آپ اپنے مکان پر پہونچے تو چند آدمیونکو بنی امیہ مین سے جو خطبہ مین حاضر نہ تہے جنمین مروان اور سعید بہی تہے اپنے مکان مین پایا۔ جب آپ بیٹھ گئے مروان بولا۔ اے امیرالمومنین۔ مجھکو کچھہ کہنا ہے اگر ارشاد ہو عرض کرون قبل اسکے کہ آپ کچھہ فرماوین۔ آپکی بی بی نائلہ بنت فرافصہ بول اوٹھین بس تم خاموش رہو۔ تمکو دخل دینا ان معاملات مین زیبا نہین مروان بولا۔ تم اور ہمکو روکو اور بات نہ کرنے دو۔ خدا کی شان۔ تمہاری کیا ہستی ہے واللہ تمہارے باپ کو جو مر گئے مین وضو کرنے تک کا بہی تو سلیقہ نہ تہا۔ بی بی نائلہ نے کہا۔ اے مروان۔ اپنی زبان بند کرو۔ زیادہ حد سے نہ بڑہو۔ میرے باپ کا ذکر جانے دو وہ تو مر گئے۔ تم اونپر جہوٹ بہتان لگاتے ہو۔ ہان تمہارے باپ زندہ البتہ ایسے ہین کہ اپنی جان تک نہین بچا سکتے۔ واللہ۔ اگر تمہارے باپ انکے (جناب عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے) چچا نہ ہوتے اور اون کے برا کہنے مین انکو رنج نہ ہوتا تو مین تمہارے باپ کا کچا چٹھا کہہ ڈالتی جسمین ذرا بہی جہوٹ نہ ہوتا مروان۔ (بی بی نائلہ سے پیچھا چھوڑا کر جناب عثمانؓ سے) کہنے لگا۔ مجھکو کچھہ عرض کرنا ہی آپنے فرمایا کہو کیا کہتے ہو۔ مروان نے عرض کیا۔ میرے والدین آپ پر فدا ہون۔ اس خطبہ کیلیئے جو آپنے اسوقت مجمع عام مین فرمایا ہے میری پہلے ہی سے راے تہی اور مین نے

آپ سے پہلے ہی عرض کیا تہا مگر اوسوقت آپنے پسند نہ فرمایا اور مین نے ترغیب دی تہی
لیکن آپنے کچھہ توجہ نہ فرمائی۔ اب اسوقت آپکا یہہ کلام بے وقت ہوا۔ گناہ پر قائم رہنا
مگر دل مین نادم ہونا اوس توبہ سے اچھا ہے جو دل سے نہ ہو بلکہ خوف دلانے سے ہو
آپ چاہتے تو صرف توبہ کر لیتے مگر اپنی خطاؤنکا اقرار بر ملا سب کے سامنے نہ کرتے۔ اب کیا
ہو سکتا ہے جو کچھہ ہونا تہا ہو چکا۔ مروان کے ساتہہ اور دیگر اشخاص بنی امیّہ نے بہی
جو وہان تہے آپکو اس خطبہ دینے پر ملامت کی۔ آپکی بیوی نائلہ نے ہر چند سب کو جہڑکا
لیکن اونہون نے کچھہ خیال نہ کیا برابر جناب عثمانؓ کو توبہ کرنے اور خطبہ دینے پر نصیحت
و ملامت کرتے رہے۔ اس عرصہ مین چند لوگ دروازہ پر آکر مجتمع ہو گئے۔ آپنے مروان سے
فرمایا تم جا کر ان لوگونسے بات چیت کرو۔ مجھکو انکے سامنے جاتے شرم آتی ہے۔ مروان
نے دروازہ پر آکر دیکھا تو لوگونکی بہیڑ لگی تہی ایک دوسرے پر چڑہے آتے تہے۔ مروان
نے نکلکر کہا۔ تمکو کیا ہو گیا ہے۔ تمہاری کیا حالت ہے۔ تم کیون جمع ہوے ہو۔ کیا لوٹ
مار کی غرض سے آئے ہو۔ تمہارے منہ جُہلس جاوین۔ ارے کمبختو۔ کس کا قصد کیا ہے
اور کس پر چڑہائی ہے۔ کیا تم اس ارادہ سے ہم پر چڑہکر آئے ہو کہ ہمارا ملک ہم سے چہین لو
خبردار۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ اور کبھی یہہ قصد نہ کرنا۔ واللہ اگر تم نے کسی قسم کا
قصد کیا تو ہم تم پر ایسا بوجہہ ڈالینگے جسکو تم نہ اوٹھا سکوگے اور یہہ اپنی خراب رائے پر
پچتاؤگے۔ جاؤ اپنے اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ۔ بخدا جو ہمارے قبضہ مین ہے
اوس سے ہم تم سے کسی طرح مغلوب نہین ہین۔ مروان کے اس کلام سے سارا مجمع تتّر بتّر
ہو گیا۔ کچھہ لوگ اونمین سے جناب علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوے اور مروان کی اس
کارروائی اور گفتگو سے خبر دی۔ آپ یہہ سُنکر سخت ناراض ہوے اور عبد الرحمن بن اسود بن

عبدلیغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم نے کل عثمانؓ کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سُنا ہے۔ اے اللہ کے بندو اے مسلمانو۔ مجھکو تدبیر بتلاؤ عجب ضغطہ مین پڑا ہون جب مین گھر بیٹھ رہتا ہون تو عثمانؓ کہتے ہین کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا میری قرابت وحق کا کچھ بھی پاس نہ کیا۔ لیکن جب اونکے واسطے کوشش کرتا ہون اور کسی کام مین دخل دیتا ہون تو مروان کے کہنے سننے سے لڑکو نکے کھیل کی طرح اولٹ پلٹ دیتے ہین۔ مروان انپر ایسا حاوی ہو رہا ہے کہ جسطرح چاہتا ہے چلاتا ہے۔ تعجب ہے کہ باوجود مُسن ہونے اور آنحضرت صلعم کی صحبت سے مشرف ہونے کے مروان کے اس طرح قابو مین ہین کہ جس کل وہ چاہے چلاوے اور یہہ دم نہین مارتے یہہ فرما کر جناب شیر خدا طیش مین آکر غضبناک حالت مین اوٹھے اور سیدھے جناب عثمانؓ کے پاس جا کر مروان کے کہنے پر عمل کرنے اور اوسکی راے اختیار کرنے پر بہت کچھ نصیحت اور ملامت کی اور فرمایا۔ مروان نے آپکو بگاڑا اور اوسکے کہنے سے آپ تباہ ہوے۔ اوسنے آپکو دین وعقل سے برگشتہ کر دیا۔ اوسکی اور آپکی مثال بالکل سواری کے اونٹ کی سی ہے کہ سوار جدھر چاہے لیجاے وہ اوسکے ساتھ ہی اوسکا مطیع۔ واللہ مروان کی عقل وسمجھ نہ تو اوسکے دین کے حق مین اور نہ خاص اوسکی جان کے بارہ مین ٹھیک ہے۔ بخدا وہ آپکو بُری جگہہ لیجا کر چھوڑ دیگا۔ بخدا اب آج سے مین آپ کے پاس نہ آؤنگا اور نہ کبھی آپکے کام مین دخل دونگا اور نہ کبھی نصیحت کرونگا۔ مروان آپ کی راے پر مسلط ہو گیا ہے اور وہ آپکی تمام شرافت زائل کیا چاہتا ہے۔

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری	بخدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن

یہہ کہکر جناب علیؓ تشریف لیگئے انکے جانیکے بعد آپکی بیوی نائلہ آئین اور کہا۔ مین نے جناب علیؓ کی گفتگو سب سُنی۔ اب وہ آپکے پاس نہ آوینگے وہ آپسے ناراض ہو گئے ہین

کیونکہ آپنے مروان کا کہا مانا۔ مروان جہان چاہیگا آپکو لے جاویگا۔ امیر المومنین نے پوچھا پھر اب مین کیا کرون۔ نائلہ نے جواب دیا۔ آپ خدا سے ڈرین۔ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار کرین کیونکہ مروان کی اطاعت مین سراسر آپکا نقصان ہے۔ وہ آپکو ہلاک کردیگا لوگونکے نزدیک مروان کی نہ قدر ہے نہ کچھ عزت۔ نہ اسکا کسیکو ڈر وخوف ہے اور نہ لوگ اس سے محبت کرتے ہین۔ اسیکی بدولت لوگون نے آپکو بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اب آپکو مناسب ہے کہ جناب علیؓ کو بلایئے اونسے معذرت کیجیے اور اونسے رای لیجیے کیونکہ وہ آپکے قرابت دار عزیز ہین وہ آپ کا کہنا مانین گے۔ آپنے غضب کیا کہ مروان بے عقل ونادان کے کہنے سے جناب علیؓ جیسے محب۔ مخلص و فادار۔ بہبودی خواہ بصلح۔ خیر طلب پھر آپکے عزیز قرابت دار۔ ذی مرتبہ شخص کو اپنے پاس سے ناخوش اور افسوس ناک حالت مین چلا جانے دیا۔ اب وہ کبھی آپکے پاس نہ آوینگے۔

بی بی نائلہ کی صلاح سے آپنے جناب علیؓ کے پاس آدمی بھیجکر اونکو طلب کیا مگر آپ تشریف نہ لاے۔ یہہ جواب دیا۔ عثمانؓ کو مین خود جتا کر آیا ہون کہ مین اب آپکے گھر نہ آونگا۔ مروان نے جب سنا کہ بی بی نائلہ میری نسبت جناب عثمانؓ کو سمجھا رہی ہین اور میری شکایت کر رہی ہین وہ دوڑا آیا اور آپکے سامنے بیٹھکر نائلہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے فرافصہ کی بیٹی۔ جناب عثمانؓ نے کہا خبردار انسے کوئی بات نہ کرنا۔ خدا کرے تمہارا منہ کالا ہو۔ نائلہ ہی میری دوست اور خیر خواہ ہے۔ یہہ سنکر مروان باز رہا۔ جناب عثمانؓ رات کے وقت جناب علیؓ کے مکان پر تشریف لیگئے اور بعد اظہار عذر بسیار فرمایا۔ اب مین کبھی آپکے خلاف نہ کرونگا اور جو کچھ رائے دیجیے گا اوسی پر عمل پیرا ہونگا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کل

آپ نے آنحضرت صلعم کے ممبر پر چڑہکر کیا کہا تہا اور توبہ استغفار کی مگر اسکے بعد جب آپ گہر مین آے تو مروان نے آپکے دروازہ پر کہڑے ہوکر لوگونکو گالیان دین اور ایذا پہونچائی۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ مین تسلیم کرتا ہون۔ میری معذرت قبول کیجیے۔ مین اقرار کرتا ہون کہ آینده آپکی راے پر عمل کرونگا واقعی مین سخت خفیف ہوا اور لوگونکو مجہہ پر جرأت ہوئی۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ واللہ مین لوگون کو نہایت آسانی سے دور کر دونگا اور حتی الامکان آپکی حفاظت کرونگا مگر افسوس۔ جب مین آپکی بہلائی اور خیر خواہی مین کچہہ کرتا ہون تو دوسرے وقت مروان پہونچکر اوسکے خلاف پر آپکو اوبہارتا ہے بس آپ اوسکے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہین اور میرے قول کو بہول جاتے ہین پہر سارا کہیل بنا بنایا بگڑ جاتا ہے۔

بعضون کا قول ہے کہ جب جناب عثمانؓ محصور ہوے ہین تو جناب علی خیبر مین تہے جب آپ مدینہ مین آے تو لوگونکو حضرت طلحہ رضؓ کے پاس مجتمع پایا۔ جناب عثمانؓ انکے مکانپر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے علیؓ میرے حق آپ پر بہت کچہہ ہین۔ اسلام کا حق ہے۔ بہائی ہونیکا حق ہے۔ قرابت داری کا حق ہے۔ ہم ‌لف ہونیکا حق ہے اور بفرض تقدیر اگر جاہلیت کا زمانہ ہوتا توبہی بنی عبد مناف کیلیے یہہ امر باعث ننگ تہا کہ بنو تیم انکے قبضہ سے حکومت چہینے۔ جناب علی رضؓ نے کہا۔ ابہی حال معلوم ہوا جاتا ہے مین بغرض دریافت حالات جاتا ہون۔ یہہ کہکر آپ مسجد مین آے۔ وہان اُسامہ موجود تہے آپنے انکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیا اور انکے ساتہہ طلحہ رضؓ کے پاس تشریف لیگئے۔ اسوقت طلحہ رضؓ گہر مین تنہا تہے (مشہور ہے کہ ایک جماعت مفسدین طلحہ رضؓ کے پاس آمد و رفت رکہتی تہی اور لوگونکا خیال تہا کہ مفسدین کے مددگار اور

مشیر کار طلحہؓ ہین۔) آپنے فرمایا۔ اے طلحہ یہہ کیا معاملہ ہے۔ طلحہؓ نے کہا۔ یا ابا الحسن
البعد ما مسن الحزام الطبیین۔ کیا بعد اسکے کہ تنگ ڈہیلا ہوکر چہاتیون سے
لگ گیا۔ اے ابو الحسن۔ جناب علیؓ طلحہؓ کے پاس سے بیت المال کی طرف آے اُسکے
کہلوانیکو کنجی طلب کی جب کنجیان نہ ملین تو آپنے قفل توڑکر لوگونکو جسقدر رہنا سب
تہا تقسیم کیا۔ لوگ طلحہؓ کے پاس سے چلے آے اور روپیہ لینے لگے۔ طلحہ صرف اکیلے
رہ گیے۔ جناب عثمانؓ کو اس سے بہت مسرت ہوئی۔ بعد اسکے طلحہؓ جناب عثمانؓ
کے پاس آے اور کہا۔ اے امیر المومنین مین نے کچہہ چاہا تہا مگر خدا نے اوسکے خلاف
کیا۔ آپنے فرمایا۔ تم تائب نہین ہوے بلکہ مغلوب ہوکر آے ہو۔ اے طلحہ خدا تمکو
کافی ہے وہی تمکو سمجہہ لیگا۔" (ابن اثیر و ابن خلدون)

ہم اوپر لکہہ آے ہین کہ عمرو بن العاصؓ مدینہ چہوڑکر اس ہنگامہ مین فلسطین چلے گیے
تہے۔ اونکا قول ہے کہ مین عثمانؓ کے مخالف ہوگیا اور جس کسی سے ملتا انکی مخالفت
پہر اوبہارتا یہانتک کہ بکریونکے چرواہے سے بہی یہی کہتا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ عمرو بن العاص بمقام فلسطین اپنے محل مین تہے۔ انکے
پاس انکے دو بیٹے اور محمد بن عبد اللہ۔ سلامہ بن روح جذامی۔ بہی تہے۔ اس درمیان مین
ایک سوار مدینہ سے انکے پاس ہوکر گذرا۔ انہون نے مدینہ کا حال دریافت کیا اور
جناب عثمانؓ کی بابت استفسار فرمایا۔ اوسنے کہا۔ آپ محصور ہین۔ بلوائیونکی یورش
ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ اب داغ دینے کی تیاری ہے لوہا آگ پر گرم ہو رہا ہی
وہ سوار چلا گیا پہر دوسرا سوار ادہر سے نکلا۔ اوس سے بہی دریافت کیا۔ اوسنے کہا۔
جناب عثمانؓ شہید ہوے۔ عمرو بن العاصؓ بولے۔ بہلا مین جس زخم کو ذرا بہی چہیڑدون

پہر وہ کیسے نہ زور کرے۔ سلامہ بن روح نے کہا۔ اے اہل قریش تمہارے اور عرب کے بیچ مین ایک دروازہ بند تہا جسکو تم نے توڑ دیا۔ دیکہو۔ اب روز کی لڑائیان اور فساد اوٹہہ کہڑے ہوے حضرت عمرو بن العاص بولے۔ ہم نے تو حق کو جہوٹ کے محاصرہ اور قید سے نکالنا چاہا تہا تاکہ سب لوگ راہ حق اور سیدہے راستہ پر آجاوین۔ (ابن اثیر)

اولاً اس روایت مین کلام ہے معلوم نہین کس درجہ کی ہے بر تقدیر صحت ہم کہتے ہین کہ عمرو بن العاص کو جناب عثمان رض سے خصومت اور دلی رنجش سابق سے تہی یعنی جس وقت انکو حکومت مصر سے معزول کیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو انکی جگہہ مامور کیا گیا۔ اگر ان سے ایسی حرکت صادر ہوئی تو تعجب کیا۔ اسی قسم کی ایک روایت اور بہی ہے کہ اس ہنگامہ مین اہل مدینہ صحابہ وغیرہم نے اطراف بلاد مین خطوط اس مضمون کے لکہہ بہیجے کہ اگر جہاد کرنا ہو تو یہان مدینہ پہونچو تمہارے خلیفہ نے دین محمدی کو بگاڑ رکہا ہے۔ آؤ اور اسکی اصلاح کرو۔ اوپر کے بیانات اس روایت کی تردید و تکذیب کرتے ہین صحابہ کرام کی مدد و نصرت اور بلوائیونکو دفع کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ یہہ روایت بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے مگر دراصل خط لکہنے والے صحابہ نہ تہے بلکہ اونکی طرف سے اور اونکے نام سے مفسدین اشرار تابعان ابن سبا نے یہ کارروائی کی ہو تو کیا عجب۔ ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ ابن سبا کی شرارت سے تمام ملکو نمین جناب عثمان رض اور آپکی عمال کے ظلم و تعدی کی خبرین مشہور ہوگئی تہین جو عند التحقیق بالکل بے اصل اور غلط نکلین ممکن ہے کہ مدینہ منورہ مین بہی ابن سبا کے توابع موجود ہون اور جسطرح اور شہرونکی نسبت افواہین اوڑائین اہل مدینہ و صحابہ رض کی نسبت بہی یہہ خبرین مشہور کردین۔ بر تقدیر صحت روایت ہذا اکابر صحابہ کرام جیسے جناب علی رض طلحہ رض زبیر رض وغیرہم

وامہات مومنین رضی اللہ عنہن کی نسبت نفاق یا تقیہ کا گمان کیا بلکہ پورا ثبوت ہوتا ہے
کیا حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کا گروہ مخالفین کو سمجھانا اور دفع کرنا منافقانہ تھا۔ حاشا
وکلا۔ استغفر اللہ۔ ہم یہہ اعتقاد نہ رکھین گے اور نہ اپنے بزرگان دین و مقتدایان
اسلام کی نسبت نفاق و تقیہ جائز رکھہ سکتے ہین۔ بعضون کا قول ہے کہ قبل زمانہ
محاصرۂ جناب عثمانؓ محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین لوگونکو جناب عثمانؓ
کی مخالفت پر اوبہار رہے تھے جب ماہ رجب مین باغیان مصر بسرداری عبد الرحمن بن
عدیس بلوی بظاہر حج و عمرہ کرنیکو اور درحقیقت بارادۂ قتل جنابِ عثمانؓ یا خلع خلافت
آپکے مصر سے نکلے اور جانب مدینہ روانہ ہوے توجو کوئی انسے پوچھتا کہ تم لوگ فوج کی
فوج کہان جاتے ہو تو یہہ کہتے حج کا ارادہ ہے مگر پہلے مدینہ منورہ واسطے زیارت مسجد
نبوی اور روضہ پاک کے جاوینگے۔ اسی جماعت مین محمد بن ابی بکرؓ بہی تھے۔ محمد بن حذیفہ
مصر مین ٹہیرے رہے۔ بعد روانگی ان لوگونکے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح حاکم مصر نے
دربار خلافت مین یہہ اطلاع کی کہ اہل مصر بظاہر حج و عمرہ کے نام سے نکلے ہین اور مدینہ منورہ
کو باظہار نیت زیارت آتے ہین مگر درحقیقت انکی نیت فاسد ہے اور انکا ارادہ کچہہ
اور ہے۔ دربیردہ آپکی خلع خلافت یا دشمنان جناب کے قتل کا قصد ہے۔ جناب عثمانؓ
کو جب یہہ حال معلوم ہوا آپنے اہل مدینہ کو جمع کرکے یہہ خطبہ پڑہا۔ افسوس۔ اہل مصر نے
بہت جلد فتنہ برپا کر دیا۔ یہہ سمجہتے ہین کہ مین عرصہ دراز تک زندہ رہونگا۔ بخدا سے
لایزال۔ اگر مین انکو چہوڑ کر مرجاؤنگا تو میرے بعد یہی لوگ تمنا کرینگے کہ کاش بعوض
ہر دن کے ایک ایک برس میری عمر کے دن بڑہ جاتے اور مین ان لوگونمین تا زمانہ
دراز زندہ رہتا۔ کیونکہ میرے بعد ان پر سخت حوادث کا اثر پہونچیگا۔ خون کی ندیان

بھینگی۔ بازار قتل گرم ہوگا۔ فتنہ وفساد کا شیوع ہوگا۔ ظاہرداری وخود پسندی پہیل جاویگی۔ احکام خدا مین تغیر وتبدل پیدا ہوجاویگا۔ جسوقت ابن ابی سرح حسب طلب جناب عثمانؓ بعد روانگی مصریان مدینہ کو چلے گئے اور مصر خالی ہوگیا۔ تو محمد بن حذیفہ جو اسی تاک مین رہگئے تھے موقع پاکر حکومت مصر پر مسلط ہوگئے اور تمام شہر کو اپنا مطیع کرلیا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ابھی ایلہ تک پہونچے تھے کہ انکو محمد بن حذیفہ کے مصر پر مسلط ہوجانیکی خبر پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مصریون نے مدینہ پہونچکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلیا ہے۔ مجبور مصر واپس گئے مگر یہان تو ہر طرح محمد بن ابی حذیفہ کی حکومت جم گئی تھی اور اونکا اوکہڑنا مشکل تھا اہل شہر بھی سب انکے فدا رتھے۔ عبداللہ بن سعد شہر مین نہ گھسنے پاے۔ تمام اہل شہر انکے فراحم ہوے اب یہہ مصر سے فلسطین آکر مقیم ہوے یہانتک کہ جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔

محمد بن ابی بکر کی مخالفت قبل واقعہ خط کے سمجھی نہین جاتی۔ اسوقت تک تو انکو جناب عثمانؓ سے بظاہر کوئی مخاصمت نہ تھی البتہ جب مصری خط پاکر دوبارہ لوٹے ہین اوسوقت سے بنا مخالفت قائم ہوئی ہے۔ شاید بہ طمع حکومت یہہ کارروائی انہون نے کی ہو۔ انکا مصر مین قیام کرنا اور مصریونکے ساتھہ آنا تو ثابت ہی۔ ابن اثیر نے یہہ روایت بہ لفظ (قیل) سے جو ضعف روایت کا لفظ ہے نقل کی ہے۔

استغاثہ مصریان وماموری محمد بن ابی بکرؓ بر حکومت مصر

ہم سابق مین لکہہ آے ہین کہ جناب علی مرتضیٰؑ اور دیگر صحابہ کبارؓ کی سعی وکوشش وو عظ ونصیحت اور فہمائش سے گروہ اشرار مدینہ منورہ سے چلے گئے۔ مصریون نے یہہ

شکایت پیش کی تہی کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر ہم لوگون پر سختی اور ظلم کرتے ہین لہذا ہم چاہتے ہین کہ اونکی جگہہ دوسرا شخص مصر کی حکومت پر بہیجا جاوے تاکہ ہماری فریاد سنے اور ہماری حق رسی کرے۔ جناب علی رضؓ نے اونکو اطمینان دلایا تہا کہ تمہاری مرضی کے موافق ایسا ہی کیا جاویگا چنانچہ مصری بہی واپس گئے تہے (دیگر روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کا اس مرتبہ آنا ماہ رجب مین ہوا ہے۔ شوال مین دوبارہ بطور استغاثہ کے آے ہین اور پہر محمد بن ابی بکرؓ کے ہمراہ واپس ہوکر راستہ سے پلٹ آے اور محاصرہ کیا) اونکے جانیکے بعد جناب عثمان رضؓ نے عبداللہ بن سعد حاکم مصر کو پروانہ لکہا جسمین اونکے مظالم کی شکایت اور عتاب آمیز کلمات تہے۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عبداللہ بن سعد نے ان لوگون پر اور بہی سختی کی اور اس جرم پر کہ یہہ لوگ دارالخلافت تک انکی شکایت لے گئے بعضون کو جیلخانہ بہیج دیا اور بعضونکو اسقدر مارا کہ اس صدمہ سے مرگئے۔ اس جابرانہ کارروائی اور خون ناحق سے اہل مصر سخت برافروختہ ہوے اور سات سو آدمی مصر سے استغاثہ کے واسطے مدینہ منورہ مین آکر مسجد نبوی مین اوترے۔ شرفاے مدینہ واکابر صحابہؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر تمام ماجرا عرض کیا اور کہا ہم اس مرتبہ اس غرض سے آے ہین کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے ظلم برداشت کرنیکی اب ہمکو تاب نہین رہی۔ کہان تک ظلم وستم سہین۔ ہم فریادی دادخواہ ہین۔ عبداللہ بن سعد کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے دوسرا حاکم مصلح انکی جگہہ اس منصب پر مقرر کیا جاے اور خون ناحق کا قصاص انسے لیا جاے۔ آپ سب صاحب ہمارے واسطے خلیفہ کے حضور مین سفارش کرین۔ جناب علیؓ یہہ کیفیت سنکر امیرالمومنین جناب عثمانؓ کے پاس تشریف لاے اور فرمایا۔ آپنے عبداللہ بن سعد کے ظلم اور ناحق خونریزی کے قصے سُنے۔ لوگ انکے فریادی آے ہین۔ اب اگر عبداللہ بن سعد

اس عہدہ سے معزول نہ کیے جائینگے تو کوئی دم مین فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ اب نصیحت اور زبانی فہمائش سے کام نہین چلتا۔ بہتر ہے کہ عمال کی تبدیلی بغرض رفاہ عام و دفع شورش عوام مناسب طور سے کر دیجیے۔ یہی پیغام طلحہ رضؓ بن عبداللہ اور جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے آپکے پاس بھیجا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکے جواب مین فرمایا جس شخص کی نسبت اصحاب کی رائے ہو اور مصری لوگ جسکو پسند کرین اوسکو عبداللہ بن سعد کی جگہہ مامور کر دون سبھون نے محمد بن ابی بکر رضؓ کو اس کام کے واسطے انتخاب کیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حسب خواہش مصریاین وبموجب رائے اصحاب باصفا کے محمد بن ابی بکر کے نام گورنری مصر کا فرمان لکھہ دیا اور ایک گروہ مہاجرین وانصار کو انکے ہمراہ مصر کیطرف روانہ فرمایا تاکہ اس جماعت کی اتفاق رائے سے عبداللہ بن سعد کا مقدمہ اور دعوے خون ناحق کا فیصلہ بموجب عدالت وقانون شرعی طے کر دین۔

القصہ محمد بن ابی بکر رضؓ اور اہل مصر سب کے سب راضی خوشی مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے یہہ لوگ تین منزل مدینہ سے گئے ہونگے کہ انکو ایک حبشی غلام ملا۔ وہ نہایت مضطرب و بدحواس سراسیمہ وحیران۔ ایک صدقہ کے اونٹ پر سوار نظر آیا اور بروایت خمیس جناب عثمان رضؓ کا وہ اونٹ تہا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر رہا تہا۔ ان لوگون نے اوسکو متوحش پاکر دریافت کیا (بروایت ابن اثیر اس غلام کا نام ابوالاعور سلمی ہے) تو کون ہے۔ تیرا کیا حال ہے اور تجہپر کیا حادثہ گذرا کہ اس طرح پریشان ہے۔ کیا کسی کے ڈر سے بہاگا جاتا ہے یا کوئی ایسا کام ضروری درپیش ہے جسکی وجہ سے یہہ عجلت اور وحشت ہے غلام حبشی نے کہا کہ مین امیرالمومنین کا غلام ہون مجھکو عامل مصر کے پاس بھیجا ہے۔ ایک شخص ہمراہیان محمد بن ابی بکر رضؓ نے کہا کہ مصر کے حاکم وعامل تو یہہ ہین جو ہمارے ساتھہ مصر ہی کو

جارہے ہین-غلام نے جواب دیا کہ مجھکو انسے کچہہ غرض نہین نہ انکے پاس جاتا ہون-لوگون نے اوسکو جانے دیا اور محمد بن ابی بکرؓ سے سارا قصہ آکر بیان کیا-اونہون نے اوس غلام کو پکڑ بلوایا اور دریافت کیا-

محمد- توکون ہے-

غلام-مین غلام ہون-(پہر حیلہ وحوالہ کرنے لگا-کبہی کہتا مین امیرالمومنین کا غلام ہون کبہی اپنے کو مروان کا غلام تبلاتا)

محمد- تجہکو کہان اور کسکے پاس بہیجا ہے-

غلام- عامل مصر کے پاس-

محمد- کس کام کو بہیجا ہے-

غلام- پیغام لئے جاتا ہون-

محمد- تجہکو کوئی خط عامل مصر کے نام دیکر بہیجا ہے-

غلام-نہین خط کوئی نہین ہے صرف زبانی پیغام دیا ہے-

لوگونکو اسکے کلام مذبذب سے اسکی نسبت شک گذرا اور اسکی تلاشی لی-اسکے کپڑے سامان سب ڈہونڈہا مگر خط کا پتہ نہ چلا-آخر کار اسکے پاس ایک پانی کی چہاگل تہی جو بالکل خشک تہی ایک شخص نے اوسکو اوٹہا کر ہلایا تو کچہہ آواز کہڑکہڑاہٹ کی سُنی گئی-چارونطرف ہلا ڈلا کر دیکہا مگر کوئی چیز اوسمین سے نہ نکلی-جب اوسکو چیر ڈالا تو اوسمین سے ایک خط نکلا جو جناب عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے نام تہا-محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے ہمراہیون مہاجرین وانصار وغیرہم کو بلا کر سب کے روبرو وہ خط کہولا-اوسمین یہہ عبارت تہی-اذا اتاک محمد وفلان وفلان-فاحتل لقتلہم وابطل کتابہ

وقف علی عملک حتی یاتیک امری ان شاء اللہ تعالیٰ - ترجمہ - جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکرؓ اور فلان فلان اشخاص پہونچین تو کسی حیلہ وتدبیر سے ان سبکو قتل کر ڈالنا - محمد کے پاس جو فرمان ہے اوسکا اعتبار نہ کرنا اور تم اپنے کام وحکومت پر قائم رہنا جبتک کہ میرا حکم ثانی تمکو پہونچے -

بروایت ابن اثیر اوس خط مین یہہ مضمون تھا عبدالرحمن بن عدیس اور عمرو بن الحمق و عروہ بن بیاع کو دُرے لگانا اور لوگونکے سر و داڑہی مونڈ کر قید کرنا - بعضونکو سولی دینے کابھی حکم تھا اور ایک روایت مین یہہ مضمون تھا کہ یہہ لوگ قتل کیے جاوین یا انکے ہاتھہ پائون کاٹ کر چھوڑ دیا جاوے - جب یہہ خط پڑہا گیا لوگون مین ایک غل و شور پیدا ہوا سب کے سب گھبرا گئے - پھر وہ خط ایک لفافہ مین کرکے بند کر دیا گیا جملہ ہمراہیان محمد بن ابی بکرؓ کی مہرین لگا دی گئین اور ایک معتبر شخص کے پاس رکھا دیا پھر سب لوگ اوس غلام کو ساتھہ لیکر مدینہ واپس ہوے - (تاریخ خمیس)

محاصرہ

جناب علی مرتضیٰؓ و دیگر صحابہ کرام و شرفاء مدینہ منورہ کی حسن تدبیر سے فی الجملہ آتش فساد سرد ہوئی تھی اور مصریونکے واپس جانے سے کسیقدر اطمینان ہوا تھا کہ پھر وہ پوشیدہ آگ بھڑک اوٹھی مفسدین اشرار کی زبان طعن کچھہ رُکی تھی کہ پھر از سر نو بدگوئی اور شرارت کا موقع ملگیا - ابھی باغیان پر دغا بالکل دفع نہین ہوے تھے کہ پھر حجت و دلیل کے ساتھہ مجتمع ہوگئے - مصریون نے کیا سر اوٹھایا کہ کوفی و بصری بھی انکے ہمداستان وہم زبان اور ہم خیال بن گئے - مصریونکی واپسی کچھہ ایسی صورت مین ہوئی کہ تمام گروہ بلوائیان اہل کوفہ و بصرہ انکے ساتھہ ہوگیا اور انہون نے

کہلم کہلا بغاوت و فساد ظاہر کر دیا اور علانیہ لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ اہل مدینہ جو جای پناہ اور محفوظ جگہہ مین لعیش و آرام بفکری کے ساتہہ گذر کرتے تہے اسوقت اونکی پریشانی واضطراب کا کیا پوچہنا عورتون اور بچونکی بدحواسی کا کیا ذکر۔ جوان جوان مرد میدان اس موقعہ پر بجز خانہ نشینی کے کچہہ نہ کر سکتے تہے۔ سخت مشکل یہ تہی کہ مسلمانونسے مقابلہ تہا ادہر مسلمان اودہر مسلمان۔ دونون کلمہ گو۔ دونون ایک مذہب۔ فرق ہے تو اتنا کہ ایک جانب مطیع و فرمانبردار ہین دوسری جانب باغی۔ شریر۔ آمادہ پیکار۔ امام وقت سے منحرف اپنے امام کے خون کے طالب و خواستگار ہین۔ اوسپر طرہ یہہ کہ خلیفہ رحم دل امیر المومنین جناب عثمانؓ کی طرف سے سخت ممانعت کہ خبردار کوئی تلوار نہ چلاے۔ مرد جانبازون کو یہہ غم اور بہی نشتر بر جگر تہا۔ منچلے سپاہی افسوس کے ساتہہ ہاتہہ ملتے تہے۔ اللہ اللہ ابہی کل کی بات ہے کہ یہی مدینہ جو عدل فاروقی اور بذل وجود عثمانی سے نہایت درجہ کی تہذیب پاکر اور دنیوی مال وجاہ سے آسودہ خاطر ہوکر اعلی درجہ کی ترقی کا ایک نمونہ بن گیا تہا اور دن رات مزہ سے شہر والے چین کرتے تہے آج وہی مدینہ ہے کہ جسکے درو دیوار سے خوف وہراس ظاہر ہے۔ گہر مین بیٹہے ڈر رہے ہین۔ نہ اپنی جانونپر اطمینان ہے نہ مالونپر نہ آبرو بچنے کی امید۔ سب کی زبانونپر الحفیظ والامان ہے۔

درماندۂ این دائرہ ام ہمچو جبل اجل	نے جاے درون رفتن و نے پای برون شد

یہہ حال تو اوسوقت کا ہے جب جماعت مفسدین نے تمام مدینہ مین غدر برپا کر دیا تہا اور جناب عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تہا اس سے پہلے جسوقت مصریونکو جناب علیؓ نے سمجہا بوجہا کر واپس کیا تہا تو اوسروز اہل مدینہ اطمینان سے اپنے اپنے گہرونمین سکونت گزین تہے۔ رات کے وقت اہل مدینہ کو کسی امر کی اطلاع نہ ہوئی لیکن تکبیر کی آواز

اطراف مدینہ مین گونج رہی تہی۔ صبح ہوتے دیکہا تو امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کا مکان محاصرہ مین تہا۔ بلوائیون نے اسکو چارون طرف سے گہیر لیا تہا اور یہہ منادی کرادی تہی کہ جو شخص اپنا ہاتہہ لڑائی سے روکے گا وہ مامون و محفوظ رہیگا۔

اب بلوائیون نے ڈیرہ ڈال دیا۔ رات دن کا حصار تہا اس عرصہ مین چند ایام تک جناب عثمانؓ لوگونکو نماز پڑہاتے رہے اور بلوائی بہی آپکے پیچہے نماز پڑہتے رہے۔ اہل مدینہ اپنی اپنے مکانونمین گوشہ نشین ہوے۔ بلوائیون نے جناب عثمان رضؓ سے کسیکو بات چیت کرنیسے نہ روکا مدینہ مین بالکل بے امنی تہے۔ ہر شخص بجاے خود اپنی جان و مال و آبرو پر خائف و ترسان و لرزان تہا۔ گہر سے باہر نکلتے ڈرتے تہے عجیب مخمصہ مین گرفتار تہے۔ محاصرین کی تعداد بروایت امام یافعیؒ چار ہزار ہے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصری کوفی۔ بصری چار چار ہزار جملہ بارہ ہزار تہے۔ جب محاصرین نے ہرچہار طرف سے گہیر لیا جناب علی رضؓ مع دیگر اصحاب و روسا مدینہ کے ان بلوائیونکے پاس تشریف لاے اور فرمایا تمکو کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بُلا لیا۔ محاصرین نے کہا۔ ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتہہ سے پایا ہے جسمین ہمارے قتل کا حکم تہا۔ اسی طرح حضرت طلحہ رضؓ سے بصریون نے اور حضرت زبیر رضؓ سے کوفیون نے کہا۔ ہر ایک ان بلوائیون مین سے کہہ رہا تہا کہ ہم اپنے بہائیونکی مدد کرنے کو آے ہین۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بلوائیون کو مخاطب کرکے فرمایا۔ تمکو یہہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کیساتہہ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم لوگ تو انسے منزلونکی مسافت پر تہے۔ ایک ہی وقت معین پر کیسے واپس ہوے۔ تعجب ہے کہ تم سبکو باوجود بعد مسافت ایک ہی وقت اطلاع ہوگئی اور سب کے سب ایک ساتہہ چڑہ آے۔ بخدا۔ یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہاری طبیعتین ہنوز صاف نہین اور تمہارا

سمجھانا تمکو کارگر نہین ہوا۔ محاصرین نے جواب دیا کہ آپ جو چاہے خیال کرین ہمکو اس شخص کی خلافت کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ یہہ خلافت سے الگ ہو جاوے۔

حضرت عثمان رضؓ نے والیان ممالک اسلامیہ کے نام متعدد فرامین بھیجے۔ اونکو ان واقعات سے مطلع کیا۔ اہل مدینہ کی پریشانی ظاہر کی اور مدد و نصرت کی ترغیب دی۔ جہان جہان آپکے فرمان پہونچے لوگ روانگی پر آمادہ ہوے۔ شام سے حضرت معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو مصر سے عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن حدیج کو روانہ کیا اور کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوے۔ کوفہ مین اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے عقبہ بن عامر۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ۔ حنظلہ کاتب وحی رضوان اللہ علیہم اور تابعین مین سے مسروق۔ اسود۔ شریح۔ عبداللہ بن حکیم وغیرہم اور بصرہ مین جماعت صحابہ کرام سے عمران بن حصین۔ انس بن مالک ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم۔ تابعین مین سے کعب بن سُور۔ ہرم بن حیاؔن نے اور اسی طرح شام اور مصر مین بہی صحابہ و تابعین کے ایک گروہ نے مسلمانون کو اہل مدینہ کی اعانت پر اوبھارا اور نصرت و مدد کی تحریص و ترغیب دی۔ بلوائیون کے آنے کے بعد جو پہلا جمعہ ہوا اس مین امیرالمومنین جناب عثمان رضؓ نے نماز پڑہائی اور بعد نماز کے خطبہ پڑہنے کیلئے آپ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے گروہ مخالفین غضب خدا سے ڈرو اور مخالفت سے باز آؤ۔ قسم خدا کی اہل مدینہ خوب جانتے ہین کہ تم لوگ مطابق ارشاد جناب رسولؐ خدا کے ملعون ہو۔ پس اپنے گناہ اور خطائین نیک کام کرکے محو کر ڈالو۔ اس مجمع مین سے محمد بن مسلمہ رضؓ کہڑے ہو گئے اور کہا۔ انا اشہد بذٰلک۔ حکیم بن جبلہ نے انکو بٹھلا لیا۔ پہر زید رضؓ بن ثابت اوٹھے انکو محمد بن ابی قتیرہ نے بٹھلا لیا۔ پہر بلوائیون نے ہجوم کرکے ممبر کا قصد کیا لیکن لوگون نے کنکریان مارکر اونکو مسجد سے نکالدیا مگر وہ

پہر بہی شرارت سے باز نہ آے اور جناب عثمانؓ پر پتہر پہینکے جسکے صدمہ سے آپ بیہوش ہوکر منبر
سے گر پڑے - سعد بن ابی وقاص حسین بن علی - زید بن ثابت - ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہم اہل
مدینہ کیطرف سے لڑنے لگے - کچہہ لوگ موقع پاکر جناب عثمانؓ کو حالت غشی مین گہر پر اوٹہا
لاے - تہوڑی دیر کے بعد جب آپکو غشی سے افاقہ ہوا تو اون صاحبونکو لڑائی سے روک
کر واپس بُلا بہیجا اور اونکو لڑائی ترک کردینے کی قسم دلائی - اسی مجمع بلوائیان مین جہجاہ
غفاری بہی تہا - جب آپ بیہوش ہوکر گرے تو اسنے عصا لیکر توڑ ڈالا اور کمال بیباکی
سے کہا کہ آپکو بالوکے ٹیلہ مین دبا دین - جناب علی وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم آپکی عیادت کو
تشریف لاے - اوسوقت چند لوگ بنی امیہ کے آپکے پاس بیٹہے تہے جنمین مروان بہی تہا
ان لوگون نے جناب علیؓ سے کہا - آپنے ہم لوگونکو ہلاک کر ڈالا اور یہہ سب کارروائی
آپ ہی کی ہے - واللہ اگر آپ اپنے مقصود ومطلوب کو پہونچ گئے تو آپ تمام دنیا - سارے
جہان کو اپنا مطیع وفرمانبردار کرلینگے - جناب علیؓ نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا اور غصہ ہوکر
اوٹہہ چلے آے - طلحہ وزبیرؓ بہی اپنے اپنے مکان کو واپس گئے - اس واقعہ سے تیس دن
بعد تک جناب عثمانؓ نماز پڑہاتے رہے - بعد ازان بلوائیون نے آپکو مسجد آنے اور نماز
پڑہانے سے روک دیا اور بلوائیونکا سردار غافقی بن حرب عکی لوگونکو نماز پڑہانے لگا
اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات وباغات مین مسلح ہوکر عزلت گزین ہوگئے اگر کوئی کسی
ضرورت سے باہر نکلتا تو مسلح ہوکر تلوار ہاتہہ مین لیکر جاتا آتا - اس درجہ بدامنی اور خوف
طاری ہوگیا کہ راہ چلنا اور گہر سے نکلنا دشوار تہا - حصار چالیس روز تک قائم رہا
جو انسے تعرض کرتا ہتہیار ونکے ساتہہ اوس سے پیش آتے -

بعضے کہتے ہین کہ زمانہ حصار مین جناب امیر المومنین عثمانؓ نے حضرت ابوایوب

انصاری کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تہا چنانچہ چند روز تک انہون نے نماز پڑہائی۔ پہر بعد انکے
جناب علی مرتضیٰؓ امامت کرتے رہے اور بعضون کا یہہ بیان ہے کہ حالت حصار مین جناب
علیؓ نے سہیلؓ بن حنیف کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تہا چنانچہ عشرہ ذیحجہ تک یہ امامت کرتے رہے
پہر عید کی نماز پڑہائی اور چند نمازون مین امامت کی یہانتک کہ جناب عثمانؓ شہید ہوگئے
اور ایک روایت مین یون ہے کہ جس دن جناب عثمانؓ کو بلوائیون نے مسجد مین آنے
اور نماز پڑہانیسے روکا تو سعد قرظ موذن جناب علیؓ کی خدمتمین آے اور کہا۔ نماز کون
پڑہاے۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ خالد بن زید کو بلاؤ۔ جب وہ آے آپنے اونکو امامت
کرنیکا حکم دیا۔ اوس دن لوگونکو معلوم ہوا کہ ابوایوبؓ انصاری کا نام خالد بن زید ہے
اس سے پیشتر انکا نام معلوم نہ تہا۔ اس روز سے حضرت ابوایوب انصاری نماز پڑہاتے
رہے اور بعض کہتے ہین کہ سہیل بن حنیفؓ بحکم جناب علیؓ اول ذیحجہ سے عید تک نماز پڑہاتے
رہے اور عید کی نماز خود جناب علیؓ نے پڑہائی اور بعد ازان تا روز شہادت جناب عثمانؓ
آپ ہی نماز پڑہاتے رہے بعض مؤرخین مصریون کے قصہ کو اس طرح لکہتے ہین کہ جب
محمد بن ابی بکرؓ مع اپنے ہمراہیان کے مدینہ منورہ مین واپس آے تو محمد بن مسلمہ انکے پاس
سبب واپسی دریافت کرنیکو آے اور پوچہا۔ تم لوگ تو چلے گئے تہے پہر کیون لوٹ
آے۔ انہون نے غلام کا ملنا اور اوسکے پاس سے خط کا پانا تمام قصہ اول سے آخر تک
بیان کیا اور کہا کہ ہم لوگ جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے تہے اور یہہ حال عرض
کر چکے ہین اونہون نے وعدہ کیا ہے کہ جناب عثمانؓ سے اس خط و غلام کے بارہ مین
گفتگو کرینگے۔ ہم نے سعد بن ابی وقاصؓ اور سعید بن زید سے بہی اس معاملہ مین کہا
تہا مگر ان دونون صاحبون نے جواب دیا کہ ہم اس معاملہ مین کسی طرف کچہہ نہ کہین گے

[سعد بن ابی وقاص رضؓ بعد واقعہ شہادت جناب عثمانؓ کسی جنگ مین شریک نہین ہوے (مستطرف)] اب آپ سے التجا ہے کہ جناب علیؓ کو لیکر ہمارے ساتھہ جناب عثمانؓ کیطرف تمین بعد ظہر کے چلین اور ہمارے واسطے گفتگو کرین اور ایک روایت مین ہے کہ مصریون نی جماعت صحابہ کرام کو جمع کر کے سب کے سامنے خط کہولا۔ سب کے روبرو وہ خط پڑہا گیا۔ صحابہ کرام خط کا مضمون سُنکر نہایت درجہ متاسف ہوے اور جسنے یہہ قصہ سُنا جناب عثمانؓ سے بدظن ہوا۔ محمد بن مسلمہ نے ان سے وعدہ کیا۔ جناب علیؓ کے پاس آے اور اونکو لیکر جناب عثمانؓ کے پاس پہونچے اوس خط اور غلام اور اونٹ کو بہی لیتے گئے اور مصریون کے آنیکی اجازت چاہی چنانچہ سرغنہ جماعت مصریان حاضر دربار خلافت ہوے مگر بکمال تمرّد و سرکشی۔ آپکو سلام خلافت تک نہ کیا نہ امیر المومنین کے لقب سے خطاب کیا مروان بن حکم اسوقت آپکے پاس تہا بولا آپ مجہکو اجازت دیجیے کہ مین مصریون سے کلام کرون۔ آپنے فرمایا کمبخت تو خاموش رہ۔ خدا تیرا منہ بند کرے۔ تو اس کام کے لائق نہین خبردار میرے معاملات مین ہرگز دخل نہ دینا۔ تو اسیوقت میرے گہر سے نکل جا۔ مروان آپکی خفگی سُنکر اوٹہا چلا گیا۔ پہر جناب علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے اس طرح گفتگو کی۔ یہہ آپ کا غلام ہے؟ بجواب اثبات مین پاکر پوچہا گیا کہ یہہ اونٹ کس کا ہی۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ یہہ بہی میرا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اور یہہ خط کسکے ہاتہہ کا لکہا ہوا ہے حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ بخدا یہہ خط مین نے نہین لکہا نہ اسکے کاتب کو مین جانتا ہون۔ نہ مین نے یہہ خط لکہایا نہ مجہکو اسکا علم ہے کہ کب لکہا گیا اور نہ اس غلام کو مین نے مصر روانہ کیا۔ حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ و دیگر صحابہ نے جناب عثمانؓ کی قسم پر اعتبار کیا اور آپ کو معذور رکہا مگر اتنا کہا کہ یہ کام مروان کا ہے اور یہہ خط بہی اسکے خط سے ملتا ہے بیشک

مروان ہی نے آپ کی طرف سے لکھا ہے۔ مروان کو ہمارے حوالہ کیجئے۔ جناب عثمان رضؓ نے
جواب دیا کہ مروان کو مین نہین دے سکتا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ مبادا اسکو کاتب خط قرار
دیکر بلا تحقیق قتل کر ڈالین۔ درحقیقت وہ کاتب نہو بلکہ کسی دوسرے نے لکھکر میری
مہر لگا دی ہو اور میرے غلام کو بھی اس مین فریب دیا ہو۔ یہ گفتگو درپیش تھی کہ مروان
بھی آپہونچا اور اپنی نسبت الزام قائم ہوتے سنکر بولا۔ اگر مین اس امر کا مرتکب ورباعث
ہوتا تو غلام کو دریا کی راہ نہ بھیجتا تاکہ محمد بن ابی بکرؓ اور اونکے ہمراہیون سے پیشتر ہی
مصر پہونچ جاتا۔ راستہ مین بھی گرفتار نہ ہوتا۔ الغرض بعد تحقیقات کے یہ امر ثابت ہو گیا
کہ یہ کارروائی مروان ہی کی ہے اور خط بھی اسکے خط سے ملتا ہے۔ مصریون نے یہ
درخواست کی کہ آپ مروان کو ہمارے حوالہ کر دین۔ جناب عثمانؓ کو اندیشہ تھا کہ مروان
مفت قتل ہو گا لہذا دینے سے انکار کیا۔ باوجودیکہ مروان اسوقت گھر مین موجود تھا
اسپر مصری اور بھی غضبناک ہوے (خمیس و صواعق محرقہ) ہنوز یہ قضیہ طے نہوا تھا
کہ بلوائیان مصر کا ایک گروہ اور آن پہونچا۔ ابن عدیس نے سب سے آگے بڑھکر عبداللہ بن
سعد گورنر مصر کی بدنظمی۔ اہل اسلام اور اہل ذمہ کے ساتھہ اونکے برتاو۔ اموال غنیمت
سے خود رقمین لے لینا اور مصر مین جو جو خرابیان اور بدعتین انکے عہد حکومت مین پیدا
ہوئین ظاہر کر کے کہا جب کبھی عبداللہ بن سعد پر اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے
کہ امیرالمومنین عثمان رضؓ نے ایسا ہی لکھا ہے ہم لوگ مصر سے تو اسی ارادہ پر آے تھے
کہ آپ کو قتل کرینگے مگر حضرت علیؑ اور محمدؓ بن مسلمہ نے ہمکو اس کام سے روکا اور وعدہ
فرمایا کہ تمہاری شکایتین ہم رفع کرا دینگے۔ ہم ان صاحبون کے کہنے سے مصر کو واپس
ہوے۔ اثناء راہ مین (بمقام ثویب) ہمکو آپکا غلام ملا جسکے پاس آپکا خط نکلا او جسپر

آپکی مہر ہی ہے۔ اوس خط مین آپنے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کو لکھا ہے کہ ہم لوگون کو دُرّے مارین اور ہماری ڈاڑہی و سر مونڈکر قید خانہ مین ڈال دین۔

عثمانؓ۔ (قسم کہاکر) مجھکو اسکی مطلقاً خبر نہین۔ نہ مینے خود لکھا اور نہ کسی سے لکھایا۔

علیؓ۔ بیشک آپکا فرمانا درست ہے۔

محمدؓ۔ بلاشک صحیح ہے۔

مصری۔ بہلا آپنے نہین لکھا تو پہر کس نے لکھا۔

عثمانؓ۔ مجھکو اسکی کیا خبر۔

مصری۔ جاے تعجب ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جاوین اور تمہارا غلام صدقہ کے اونٹ پر سوار ہوکر خط لیجاوے اور تمکو خبر تک نہو۔

عثمانؓ۔ ہان۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے۔

مصری۔ دو حال سے خالی نہین یا تم جہوٹے ہو یا سچے۔ اگر جہوٹے ہو تو خلافت کے قابل نہین تم سے خلافت لے لینا چاہیئے کیونکہ جہوٹے کو مسلمانون کا والی بنانا جائز نہین قطع نظر اسکے تمنے ہم لوگونکو ناحق مارنے اور سزا دینے کو اپنے عامل کے خط مین لکھا اور اگر تم اپنے بیان مین سچے ہو اور درحقیقت اس غلام کے بہیجنے اور خط لکہنے کا تم کو علم نہین تب بہی خلافت کے لائق نہین رہے۔ کیونکہ تمہاری ضعف سیاست و غفلت اس درجہ تک پہونچ گئی کہ تمہاری بغیر اجازت و اطلاع کے جسکا جو جی چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ تمہارے عاملونکی خیانت اور بدطینتی اس حدتک طشت ازبام ہوگئی ہے کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کے کان سنتے سنتے بہر گئے اور تمہارے کان پر جون نہ رینگی ایسی

حالت مین ہم زمام امور خلافت ایسے شخص کے ہاتہہ مین جسکی ضعیف راے
وانتظام ملکی او رغفلت کے باعث اوسکے عمّال خود رائی اور آزادی سے جو
چاہین کرین اور اوسکو اصلاح پر واہ نہو نہین رکہتے۔ اب تم اپنی خوشی سے
خلافت چہوڑ کر الگ ہو جاؤ۔ جسطرح خداوند تعالی نے تمکو خلیفہ کیا تہا
جبتک تم مین قابلیت رہی خلیفہ رہے اب اس کام کے قابل نہین لہذا
از خود خلافت سے دست بردار ہو۔

عثمانؓ۔ مین اوس لباس کو نہین اوتارا چاہتا جسکو اللہ تعالے نے مجھکو پہنایا ہے
ہان یہہ ہوگا کہ اگر مجہسے غلطی ہوگئی تو مین توبہ کرونگا اور اپنی راے سے رجوع
کرونگا۔

مصری اگر یہ تقصیر تمسے اول بار ہوئی ہوتی تو ہم تمہاری توبہ قبول کرتے اور اوسپر
اعتبار کرتے۔ لیکن ہم تو بارہا دیکہہ چکے اور آزما چکے کہ تم توبہ کرتے ہو اور
پہر وہی کام کرنے لگتے ہو۔

زبان سے گر کیا بہی تمنے وعدہ تو یقین کسکو		نگاہین صاف کہتی ہین کہ دیکہو یون مکرتی ہین

اب ہمپر فرض ہے کہ تمسے خلافت چہین لین یا تمکو قتل کر ڈالین۔ بغیر ان
دو کامون سے ایک کئے ہم واپس نہ جاوینگے۔ اگر تمہارے دوستون
اور مددگارون سے کوئی ہمارا مزاحم ہوگا تو ہم اوس سے لڑینگے اور جبتک
ہم زندہ ہین لڑے جائینگے پس یا تم تک پہونچین گے یا مر جائینگے۔

عثمانؓ۔ خلافت چہوڑنے کی تو امید مجہسے ہرگز نہ رکہو کیونکہ جان دینا منظور ہے مگر
خلافت نہ چہوڑونگا اور جو تم یہہ کہتے ہو کہ میرے دوستونسے لڑوگے تو

اس سے اطمینان رکھو کوئی تمہارے پاس نہ پہونچنے پاویگا کیونکہ مین کسی سے تمہارے ساتہہ لڑنے کو نہین کہتا بلکہ منع کرتا ہون۔ اگر کوئی لڑے تو اپنی خوشی سے لڑیگا میری اجازت اور میرا حکم نہین۔ اگر مین تمسے لڑنا چاہتا تو ذرا سے اشارہ مین تمام ممالک کی فوجین جمع ہو جاتین اور تمکو اسوقت اس دعوے اور جرات کے ساتہہ میرے مقابلہ مین گفتگو کرنیکی ہمت نہ پڑتی اگر مجھکو اپنی جان کا خوف ہوتا تو مین مدینہ چھوڑکر دوسرے شہر مین چلا جاتا اور تمہارے شر سے محفوظ رہتا۔

چنان خورم دل خود را کہ کس کباب نخورد		برغبتے کہ خورم خون کسے شراب نخورد

اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی چارون طرف سے شور وغل کی آواز آنے لگی جسکے جو جی مین آتا تہا بک رہا تہا۔ جناب علیؓ اوٹھے اور بلوائیونکو جناب امیر المومنین عثمانؓ کے پاس سے نکالکر اپنے مکان کو چلے آے۔

جناب علیؓ کے اوٹھتے ہی اور صحابہ کرام بہی اپنے اپنے گہر چل دیئے مگر اس واقعہ سے سبکو بدرجہ کمال رنج وغم تہا اور غصہ مین بہرے تہے۔ یہہ تو سب صاحبونکو یقین تہا کہ جناب عثمانؓ نے قسم جہوٹی نہین کہائی اور درحقیقت خط کے مقدمہ مین آپنے جو کچہہ بیان کیا سب صحیح اور سچ ہے۔ (خمیس) مگر پہر مروان کے دینے مین آپنے کیون انکار کیا مفت مین اوسکی طرفداری کیوجہ سے بدنام ہین اور فتنہ وفساد کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ بعضے اشخاص یہہ کہتے تہے کہ اگرچہ عثمانؓ اس خط کے معاملہ مین سچے ہین مگر ہمارے دل سے شک نہ رفع ہوگا تاوقتیکہ آپ مروان کو نہ دیدین۔ ہم اوس سے دریافت کرین اور کریدکے پوچہین اور خط کے بابت تنقیح کرین۔ جناب عثمانؓ سے تو یہہ امر بعید ہے کہ

صحابہ کے قتل کا حکم دین- ادہر تو محمد بن ابی بکر کو مصر روانہ کرین او دہر اونکے قتل کا حکمنامہ لکھیہ بہیجین- بالفرض تحقیقات سے اگر ثابت ہو جاوے کہ آپنے یہہ فعل کیا ہے تو آپ مستحق خلع خلافت ہین اور اگر آپ کی برائت ثابت ہوا ور مروان کی شرارت تو مروان کے حق مین جو مناسب ہوگا کرینگے- (صواعق محرقہ) اور ایک روایت مین ہے کہ جب مصریون نے خط کا قضیہ آپکے روبرو پیش کیا- آپنے فرمایا- دو باتون سے ایک کرو- دو مسلمان مجہپر گواہی دین کہ یہہ خط مین ہی نے لکھا ہے تو مین ملزم اور خطاوار ہون اور اگر کوئی گواہ نہ پیش کرو تو میری قسم کا اعتبار کرو- مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہہ خط نہ مین نے لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور یہہ بہی تم خوب جانتے ہو کہ خط دوسرے کی طرف سے لکھا جا سکتا ہے اور مُہر بہی ایک مہر کی مثل کندہ ہو سکتی ہے مصریون نے آپکے جواب کو تسلیم کیا- مگر براہ بغض وعناد کہا- کچہہ ہو اب تو تمہارا خون اللہ نے حلال کر دیا ہے (ازالۃ الخفا)

جب سب صاحب جناب عثمان رضؓ کے پاس سے تشریف لیگئے مصریون نے آپکے مکان کا محاصرہ کر لیا- (ابن اثیر)

القصہ جب امیرالمومنین عثمان رضؓ نے مروان کے دینے سے انکار کیا تو جملہ صحابہ رضؓ آپکے پاس سے چلے گئے اور یہہ خبر اطراف مین مشہور ہو گئی- عوام جناب عثمان رضؓ کو برا کہتے تہے کوفہ اور بصرہ کے مفسد او رفتنہ انگیز اس موقع کے منتظر اور خدا سے متوقع او رخواستگار تہے ہی اس خبر کے سنتے ہی بقصد یورش و قتل جناب عثمان رضؓ دوڑ پڑے اور مصریونکی ساتہہ شریک ہو گئے- یہہ لوگ کچہہ دور تو تہے ہی نہین بمقام ذوخشب اور ذو مروہ ان لوگونکا پڑاؤ تہا- آن کی آن مین شہر مدینہ تمام بلوائیون سے بہر گیا اور چارون طرف غدر شروع ہو گیا- ان ہی ایام محاصرہ مین دربار خلافت سے جناب معاویہ رضؓ اور ابن عامر کے نام

لطلب امداد فرمان روانہ ہوی چنانچہ یزید بن اسدی قسری خالد بن عبداللہ کی دادا اہل شام کا ایک گروہ لیکر روانہ ہوی جب یہہ لشکر شامی وادی القری مین پہونچا جناب عثمان رض کی شہادت سنکر شام کو واپس گیا۔ بعضی کہتے ہین کہ شام سے حبیب بن مسلمہ فہری اور بصرہ سے مجاشع بن مسعود سلمی ایک جماعت معتدبہ لیکر واسطے مدد اہل مدینہ و جناب عثمان رض کے روانہ ہوی تھے جب یہہ لوگ ربذہ مین پہونچے اور انکا مقدمۃ الجیش مقام صرار متصل مدینہ منورہ پہونچا تو آپ کی شہادت کا حال سنکر دونون فریق واپس گئے۔ مدت محاصرہ مین اختلاف ہے ایک روایت مین اونچاس دن اور بعضونکے نزدیک دو ماہ بیس دن ہین مگر بروایت معتبرہ مدت حصار چالیس دن ہے۔ شائد اس اختلاف کی یہہ وجہ ہے کہ بلوائیون کا اجتماع اخیر ماہ شوال سے ہوا ہے جیسا کہ حیوۃ الحیوان اور تاریخ خمیس کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حصار سلخ شوال یعنی آخر تاریخ ماہ شوال چاندرات کے دن سے شروع ہوا اس حساب سے اٹھارہ ذیحجہ تک اونچاس دن ہوتے ہین اور جو مدت حصار دو ماہ بیس دن کہتے ہین انکے نزدیک ابتدا حصار شروع ماہ شوال سے ہونا چاہیئے۔ کیا عجب جوان کے نزدیک شہادت اٹھائیس ذیحجہ کو ہوئی ہو جیسا ہم آگے بیان کرینگے۔ جو لوگ چالیس دن کہتے ہین اور اٹھارہ ذیحجہ تاریخ شہادت قرار دیتے ہین اونکے نزدیک ابتداے حصار آٹھہ ذیقعدہ سے ہونا چاہیئے۔ قصہ مختصر پہر بلوائیون نے سختی شروع کی اور جناب عثمان پر پانی بند کر دیا۔ جب جناب علی ع کو یہ خبر پہونچی آپ سخت ناراض ہوے اور کسی حیلہ و تدبیر سے آپکے پاس چند مشکین پانی بہجوا دیا۔ جناب عثمان رض نے اپنے مشیرون سے اس معاملہ مین راے لی۔ اونہون نے یہہ راے دی کہ جناب علی مرتضی ع کو طلب کیجیے اور اون سے فرمایئے کہ اس گروہ اشرار کو فہمائش کرین اور اونسے وعدہ کیا جاے کہ تمہاری رضامندی کا

لحاظ ہوگا اور تمہاری شکایات دور کردی جاوینگی۔اس وعدہ واقرار مین کچھہ روز ٹل جاوینگے شاید اس مدت مین آپکی مدد کو ممالک اسلامیہ سے کچھہ فوج آجاے پہران باغیونکا پورا تدارک ہوجاویگا۔جناب عثمان رضؓ نے فرمایا کہ یہہ لوگ برسر فساد ہین بغیر اپنے ارادہ کو پورا کئے باز نہین گے اور کوئی عذر وحیلہ نہ سنین گے مین نے پہلی مرتبہ بہی تو ان سے وعدہ کیا تہا مگر پورا نہوا اب کیون ماننے لگے۔مروان نے جواب دیا کہ اسوقت یہہ لوگ جو کہین اسکو مان لیجئے اور وعدہ کر لیجئے اور انکو لیت ولعل مین رکہیے مصلحت وقت یہی ہے۔انسے صاف صاف کہہ دیجئے کہ انکی مرضی کے موافق عمال کی بحالی اور معزولی کردیجائیگی۔پہر جیسا مناسب ہوگا کیجئے گا۔یہہ لوگ باغی ہین۔انکے قول وقرار کا اعتبار ہی کیا۔ہمکو تو اسوقت حکمت عملی سے انکے شر وفساد کو ٹالنا ہے۔القصہ جناب عثمان رضؓ نے حضرت علی مرتضیٰ کو طلب کیا جب وہ تشریف لاے آپنے فرمایا۔آپ بلوائیونکا ہجوم اور انکی تعدی ملاحظہ فرماتے ہین۔مجھکو انپر اطمینان نہین۔یہہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہین۔آپ یہہ بلا میرے سر سے دفع کیجئے۔جو کچھہ انکی خواہش ہوگی مین کرونگا اور انکے جو کچھہ حقوق عمالو نپر اور مجھپر ہونگے رتی رتی ادا کرونگا۔جناب علی رضؓ نے فرمایا کہ یہہ لوگ آپکے انصاف وعدل کے خواہان ہین۔انکو آپکی خونریزی سے مطلب نہین۔یہہ آپکے راضی کرنے سے راضی ہوجاوینگے آپنے پہلے بہی توانسے قول وقرار کیا تہا مگر آج تک ایفاے عہد نہ کیا۔اب مجھکو نہ بہیجئے کیونکہ مین اونسے اونکے حقوق پانے اور پوری کامیابی کا پختہ وعدہ کرونگا اور آپکو وعدہ پورا کرنا ہوگا۔جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا کہ آپ اونسے حتمی وعدہ کر آئیے۔بخدا۔اب مین جو آپ فرماوینگے اوسپر عمل کرونگا اور جو شرط آپکے اور اونکے درمیان ٹھہر جاویگی مین ضرور پوری کرونگا۔

جناب علیؓ بلوائیونکے پاس تشریف لیگئے اور اونکو مخاطب کرکے فرمایا تم لوگونکا منشا کیا ہے جس امر کی بابت تمہاری درخواست ہوئی وہ منظور کیا گیا۔ آیندہ بھی تمہارے رحم دل خلیفہ تمپر انصاف کرینگے۔ وہ فرماتے ہین کہ مین اپنی ذات سے جو بے عنوانی ہوئی ہو اوسکا انصاف کرونگا۔ اب تم کس واسطے فساد پر آمادہ ہو۔ بلوائی کہنے لگے کہ ہمکو یہی قبول و منظور ہے ہم یہی چاہتے ہین۔ ہم مظلوم و دادخواہ ہین ہمارا انصاف کردین مگر آپ پکا وعدہ کرین اور خلیفہ کیجانب سے یقین کامل دلائین اور کوئی میعاد مقرر فرمائین کیونکہ زبانی قول کا اعتبار کہان تک کرین۔ خالی باتون سے کیا کام نکلتا ہے اوسپر عمل ہی ہونا چاہیئے۔

تیرے اقرار مین انکار تیری ہان مین نہین	عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین

جناب علیؓ یہہ جواب پاکر آپکے پاس واپس آے اور سب کیفیت بیان کی جناب عثمانؓ نے کہا کہ میرے اونکے درمیان ایک مدت مقرر ہوجاے کہ اس مدت مین جو کچھہ ان کی خواہش ہوگی پوری کی جاویگی۔ ایک دن مین یہہ کام طے نہین ہوسکتے۔ اونکے حسب خواہش جملہ امور سرانجام ہونا دشوار ہین۔ جناب علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ مین جو کام ہوسکتا ہے اوسکے واسطے تو میعاد کی ضرورت نہین یہہ کام تو آپ آج ہی کرسکتے ہین باقی مدینہ سے باہر جو کام ہے اوسکے واسطے البتہ آپکے حکم پہونچنے کی مدت درکار ہے۔ جناب عثمانؓ نے کہا۔ ہان اور کیا۔ خاص مدینہ کے متعلق جو کام ہین اونکے واسطے تین دن کی مدت مجھکو دیجیئے مین اس عرصہ مین یہان کے متعلق جو شکایت اونکو ہوگی رفع کردونگا حضرت علی مرتضیٰؓ نے منظور کیا اور ایک عہدنامہ بلوائیونکو لکھہ کردیا جس مین اقرار تھا کہ تین دن کے اندر اون کی مرضی کے موافق عمّال کی تقرری اور معزولی عمل مین آویگی اور اونکی شکایت رفع کردی جاویگی اور جو امر اونکے نقصان کا باعث ہوگا اور جس سے وہ

ناخوش ہین اوسکی بابت مناسب انتظام کیا جاویگا۔جناب علیؓ نے بلوائیون کو سمجھا دیا
کہ اب تمھارے حسب خواہش انتظام مناسب ہوجاویگا۔بلوائی اس اقرار نامہ پر بلا جنگ و
جدل مکان کا محاصرہ کیئے ہوئے رُکے رہے جناب عثمانؓ موقع پاکر تیاری سامان جنگ
کی طرف متوجہ ہوئے اور ہتھیار وغیرہ درست کرکے ایک لشکر جمع کرلیا۔

راقم۔جناب عثمانؓ کا بقصد مقابلہ بلوائیان لشکر فراہم کرنا بذات خود اگرچہ علامہ ابن اثیر
نے لکھا ہے مگر دیگر روایات سے ثابت نہین ہوتا کیونکہ آپنے خود بلوائیون سے فرمایا
ہے کہ اگر مین چاہتا تو ایک لشکر عظیم تمھارے واسطے جمع کر رکھتا۔علاوہ اسکے آپکا
دیگر صحابہ اور اہل مدینہ کو ان بلوائیون کی لڑائی سے روکنا جیسا کہ آگے چلکر خود
ابن اثیرہی کی روایت سے معلوم ہوگا اس روایت کی صحت کا قادح ہے البتہ دیگر
روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک لشکر بغرض تنبیہ مفسدان بمقام احجار الزیت
جناب علیؓ نے ٹھیرایا تھا۔اگر اس روایت سے یہی لشکر مراد ہو تو مضائقہ نہین اور
چونکہ یہہ لشکر جناب عثمانؓ کی اجازت سے بہ نگرانی جناب علیؓ مقام مذکور پر ٹھیرا تھا
لہذا اسکا آپکی جانب نسبت کرنا درست ہے۔

جب تین روز میعاد وعدہ ختم ہوگئے اور جناب عثمانؓ نے کسیوجہ سے کسی قسم کا
تغیر و تبدل نہ کیا تو اب بلوائیون نے پھر غدر مچایا اور چارون طرف سے یورش کرکے
جناب عثمانؓ کے مکان کا قصد کیا۔عمرو بن حزم انصاری نے بمقام ذی خشب جاکر
اون اہل فساد کو بھی جو وہان مقیم تھے اطلاع کردی اور سب مدینہ مین آن پہونچے سب کا
آپ سے یہی سوال تھا کہ عمال قدیم کو معزول کرین اور جدید عمال منصف مزاج رعایا پرور
اونکی جگہہ مامور فرماوین۔یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ بلوائیون کا یہہ قول تھا کہ یا تو منصب

خلافت سے علیحدہ ہوجایئے یا مروان کو ہمارے حوالہ کیجئے مگر جناب عثمان رضؓ نے صاف انکار کیا اور فرمایا۔ جسکو تم پسند کرو وہ تمہارا حاکم ہو اور جس سے تم ناراض ہو وہ معزول کیا جاوے۔ یہہ تو نہو گا۔ تم جو چاہو کرو۔ تمکو اختیار ہے۔ بلوائی بولے۔ خدا کی قسم تمکو ایسا ہی کرنا ہوگا جیسا ہم کہہ رہے ہین ورنہ خلافت چھوڑ دو اور حکومت سے ہاتھ اوٹھاؤ۔ نہین تو ہم تم کو قتل کرینگے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا کہ جو لباس خداوند تعالے نے مجھکو پہنایا ہے مین آپ سے اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔

خواہ بدگو ئید خوبان خواہ دشنامم دہید		با دعا گوے شمائیم و ثنا خوان شما

آخر کار بلوائیون نے برہم ہو کر چارون طرف سے سخت محاصرہ کرلیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حضرات علی رضؓ زبیر رضؓ طلحہ رضؓ کو بلوا بھیجا۔ جب یہہ حضرات اور انکے ہمراہ دیگر اکابر مدینہ منورہ تشریف لاے تو جناب عثمان رضؓ گھر سے باہر نکلے اور سب لوگونسے فرمایا۔ سب صاحب بیٹھہ جاوین چنانچہ بلوائی اور غیر بلوائی۔ کوئی گھر کے چبوترہ پر کوئی مکانون کی محرابون مین جس نے جہان جگہہ پائی بیٹھہ گیا۔ آپنے فرمایا۔ اے اہل مدینہ مین تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون اور تم سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوتا ہون اور خدا سے دعا کرتا ہون کہ میرے بعد تمپر کسی اچھے کو خلیفہ بناے۔ تمکو مین اللہ تعالے کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ جناب عمر رضؓ کی شہادت کے وقت تمنے اللہ تعالے سے دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالے تمہارے لئے کسیکو اچھا خلیفہ منتخب کردے اور تم سب مین جو بہتر ہو اوسپر تمکو مجتمع فرماوے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ خداوند عالم نے تمہاری دعا قبول نہین فرمائی۔ درحالیکہ تم حق پر تھے خدا کے نزدیک ذلیل و بیقدر ہو گئے۔ کیا کہو گے خدا کے نزدیک اوسکے دین کی قدر نہین رہی اسواسطے اوسنے کچھہ پرواہ نہ کی جو چاہے اوسکے دین کا والی ہوجاوے اور حال یہ کہ دیندار

ابھی تک متفرق نہین ہوے کیا کہہ سکتے ہو کہ یہہ خلافت مشورہ سے نہین ہوئی او راست نے
مکابرہ کرکے ولی کردیا۔ پس خدا نے یہہ کام است کے سپرد کردیا جبکہ وہ نافرمانی کرنی لگے
اور امامت کے مقدمہ مین مشورہ ترک کیا۔ کیا تم کہتے ہو کہ خداوند تعالیٰ نے بغیر میرے انجام
کار کو جانے یہہ کام مجھکو عطا کیا۔ مین تمکو قسم دلاتا ہون۔ کیا تم جانتے ہو میرے سابق
اسلام ہونے اور دین کی قدامت کا حق و شرافت اون لوگونپر جو میرے بعد اسلام لائے
ہین۔ تم میرے حقمین اس بزرگی و فضیلت کا اعتراف کرو۔ پس درگذر کرو اور میرے قتل
سے باز آؤ کیونکہ تین شخصون کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہین ہے۔ ایک مرد زانی
محصن دوسرا مرتد جو اسلام کے بعد کافر ہوگیا ہو۔ تیسرا ناحق خون کرنیوالا۔ کیونکہ اگر
مجھکو ناحق ناروا قتل کروگے تو تلوار اپنی گردنون پر رکھہ لوگے پھر اللہ تعالیٰ تم سے
اختلاف کو کبھی نہ اوٹھائیگا۔

یہہ داغ کا خون ہی ستمگر چھٹیگا ہرگز نہ رنگ ہوکر		رہیگا خنجر پہ تیرے دہبہ کہ تو نے بیجرم مجھکو مارا

بلوائیون نے تمام تقریر اول سے آخر تک سُنی اوسکے بعد جواب دیا۔ جو تمنے بعد جناب
عمر فاروق رضؓ کے لوگونکا خدا سے دعا مانگنا اور اچھا خلیفہ طلب کرنا بیان کیا یہہ سب
ٹھیک ہے مگر اصل بات یہہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جوکچھ اسمین کیا اچھا کیا اوسکا فعل
خالی حکمت سے نہین ہوتا۔ لیکن تمکو خداوند تعالےٰ نے ایک بلاے بے درمان بنایا
ہے جسمین اوسنے اپنے بندونکو مبتلا کیا ہے۔ حق شرافت و قدامت و سابقیت اسلام جو
تمنے ذکر کی وہ صحیح ہے اور تم ضرور اسکے مستحق تھے اور قابل عزت و حرمت اور بیشک
تم مین لیاقت اور اہلیت خلافت کی تھی لیکن تم نے وہ باتین ایجاد کین جسکو تم ہی خوب
سمجھتے ہو اور جس کی وجہ سے ہم حق قائم کرنے کے لیئے بھی اب تمکو نہین چھوڑ سکتے اس

خیال ہے کہ سبادا آگے چلکر آیندہ سال تک اور فتنہ و فساد برپا ہو۔ باقی رہا تمہارا حصر کرنا کہ تین ہی آدمیونکو قتل کرنا چاہیئے۔ اسکا یہہ جواب ہی کہ ہم اللہ کی کتاب مین سوا ئے ان تین آدمیون کے اور لوگون کا قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہین۔ از انجملہ وہ شخص ہے جو دنیا مین باعث فساد ہو یا بغاوت پر لڑے اور حق کو چھوڑ دے یا وہ شخص کہ حق و راستی کو منع کرے اور اوسپر مکابرہ کرکے ناحق و نار وا لڑے۔ ان لوگونکو قتل کرنا بھی جائز ہے۔ تمنے بیشک بغاوت کی اور حق کو منع کیا۔ اوسکے آگے آے اور اوسپر مکابرہ کیا اور جسپر ظلم کیا اوسکو اپنے نفس سے بدلہ نہ دیا اور جو لوگ فساد و فتنہ کے باعث ہین اونکے طرفدار ہوے اور بلا شبہ تمنے امارت کا زور و دباؤ ہمپر ڈالا۔ پس اگر تم کہو کہ ہم تمسے مکابرہ نہین کرتے تو جو لوگ تمپر چڑھ آے ہین اسیواسطے تو آے ہین اور جو تمسے لڑے اور لڑنیکو آتے ہین وہ تمہاری امارت کیوجہ سے لڑتے ہین۔ اگر تم اسوقت خلافت چھوڑ دو تو بھی وہ لوگ واپس جاوین اور تمسے کسی طرح کا تعرض نہ کرین۔

ایک روایت مین ہے کہ جناب عثمان رضنے بلوائیونسے فرمایا۔ اگر تمہارے نزدیک یہ حق ہو کہ مجھکو قبر مین رکھو تو اپنا ارادہ پورا کرلو۔

ذبح کرنیکو میرے پوچھتے کیا ہو تکبیر		تم چھری پھیر ہی دو نام خدا کا لیکر

اس کا جواب کسی نے نہ دیا پھر آپنے فرمایا۔ اگر مین نے ظلم کیا ہے تو خدا سے مغفرت چاہتا ہون اور جو میرے اوپر ظلم ہوتا ہے اوس سے درگذر کرکے معاف کرتا ہون

(عقد الفرید)

جو کیا مین نے کیا کسنے تیری ساتھہ سلوک		جو ہوا مجھپہ ہوا ہے ستم ایسا کس پہ

جناب عثمان رض بلوائیونکا یہہ کلام سخت سنکر خاموش ہوگئے اور گھر کے اندر بیٹھہ رہے

اسکے بعد گھر سے نہ نکلے اور اہل مدینہ کو واپس جانے اور بلوائیون سے ترک قتال پر قسم دیکر واپس کیا چنانچہ سب لوگ واپس گئے مگر حضرات امام حسن بن علیؓ۔ محمد بن طلحہؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور دیگر صحابہ کرام آپکے دروازہ سے نہ ہٹے اور بلوائیون کے مقابلہ مین قائم رہے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

زمانہ محاصرہ مین حضرت زید بن ثابتؓ ایک جماعت انصار کے ساتھہ جناب عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا۔ امیرالمومنین۔ آپ ہمکو اجازت دین تاکہ اس گروہ اشرار سے لڑین آپ کی مدد و نصرت کرین اللہ تعالےٰ اور اوسکے دین متین کی اعانت دوبارہ کرین اور دوبارہ انصاراللہ کا لقب حاصل کرین ایک مرتبہ تو جناب رسول خداؐ کے ساتھہ دشمنان خدا پر جہاد کیا آج آپکے دشمنو نسے لڑین اور آپکی نصرت کا ثواب کمائین۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا کہ مجھکو اسکی حاجت نہین۔ آپ سب صاحب واپس جاوین۔

روایت ہے کہ اگر جناب عثمانؓ جنگ کا حکم دیتے تو بلوائیون کی مجال نہ تھی کہ آپکو ذرا بھی ایذا پہونچا سکتے۔ اگر اہل مدینہ صرف اپنی حیا درون ہی سے آپکی حفاظت کرتے تو بھی آپ دشمنونکے ہاتھہ سے مامون ومحفوظ رہتے لیکن جناب عثمانؓ نے سب صاحبونکو خدا کی قسم دلائی اور فرمایا۔ خبردار۔ میرے باب مین ایک شاخ حجام (سینگی جس سے حجام خون کھینچتا ہے) بھر کر بھی خون نہ گرنے پاوے۔ راوی کا بیان ہے۔ مین دیکھتا تھا کہ جب بلوائی ہجوم کرکے آپکے مکان پر چڑھ آتے تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ایک چھوٹے سے لشکر کو لیکر اونپر حملہ کرتے اور دور تک بھگا دیتے تھے اور اگر چاہتے تو اونکو قتل بھی کرتے اور سعید بن اسود بختری اپنی تلوار کی دہار بچا کر دھمکانے کے طور پر لوگونکو تلوار سے مار مار کر بھگاتے تھے اگر چاہتے تو قتل ہی کر ڈالتے مگر جناب عثمانؓ کی قسم مانع ومزاحم تھی۔

انہین دنون مین مغیرہ بن شعبہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا۔ امیرالمومنین۔ آپ مسلمانونکے سردار ہین اور اونکے امام و مقتدی۔ آپ پر حوادث زمانہ کا نزول ہے اور اس وقت جس حالت مین آپ مبتلا ہین آپ ہی خوب جانتے ہین۔ مین آپسے عرض کرتا ہون کہ تین کامونسے ایک کیجیے۔ میدان مین نکلکر گروہ بلوائیان پر دغا سے لڑائیے آپکے ساتھہ بہت لوگ ہوجاوینگے۔ تمام اہل مدینہ آپکے طرفدار ہین۔ معاونین و ناصرین کی معتدبہ جماعت اور کافی تعداد ہوجاویگی۔ یہہ لوگ باطل پر ہین اور آپ حق پر لہذا انسے لڑنا اور انکو قتل کرنا جائز ہے۔ اگر لڑنا آپکو پسند نہین اور خونریزی گوارا نہین تو مکان کی پشت مین دروازہ توڑکر آپ خفیہ اونٹ تیز رفتار پر سوار ہوکر مکہ معظمہ چلے جائیے ان کو خبر بہی نہ ہوگی اور وہان یہہ لوگ بخیال حرمت خانہ کعبہ نہ پہونچین گے۔ اگر ان دونون باتون مین سے کسیکو بہی پسند نہین کرتے تو تیسری صورت یہ ہے کہ آپ ملک شام مین جناب معاویہؓ کے پاس چلے جاوین مگر حضرت عثمان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ان بلوائیون کے مقابلہ مین نکلکر لڑنا۔ مجہسے نہوگا۔ جناب رسول خدا کے بعد اوّل وہ شخص جسکی ذات سے مسلمانونکے خون کی ندیان بہنے لگین مین ہرگز نہ بنونگا۔ مکہ معظمہ مین اگر چلا جاؤن تو یہ لوگ وہان بہی میرا پیچہا کرینگے اور میرے خون سے باز نہ آوینگے۔ یہہ بہی مین نکرونگا کیونکہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے | ایک شخص قریشی مکہ مین بدعت والحاد کریگا۔ (جسکی وجہ سے حرم مین خونریزی ہوگی) جسقدر اس فتنہ مین شریک ہونیوالون پر عذاب ہوگا اوسکا نصف اس اکیلے کی گردن پر رہیگا | مین نہین چاہتا کہ وہ شخص مین ہی ہون۔ اب رہا شام مین جانا اور معاویہؓ کے پاس پناہ گزین ہونا۔ یہہ بہی مجہکو گوارا نہین۔ مین دار ہجرت اور جناب رسول خدا کی مجاورت ہرگز ترک نکرونگا۔ (ازالۃ الخفا)

طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز | عشق من از پس من فاتحہ خوانم باقیست

مدت حصار چالیس دن تہی- بلوائیان مصر و کوفہ و بصرہ اس زمانہ تک آپ کے مکان کا محاصرہ کیئے رہے- حصار کو اٹھارہ دن گذرے تھے جو دیگر بلاد کے قافلوں سے بلوائیونکو خبر پہونچی کہ عساکر اسلامی ممالک اسلامیہ سے آرہے ہین- اس خبر کے سنتے ہی بلوائیون مین کھلبلی مچ گئی- ایک دوسرے کو جرائت و ہمت دلاتے لگے تا کہ جلد جو کام کرنا ہے اوس سے فراغت کرلین چنانچہ بلوائیون نے محاصرہ مین سختی شروع کردی اور لوگونکو امیر المومنین جناب عثمانؓ کے پاس آنے جانیسے روک دیا- پانی کہانا بالکل بند کردیا- آپنے دروازہ پر جاکر پکار کر فرمایا- کیا تم لوگون مین حضرت علیؓ ہین- جواب ملا- نہین- پہر آپنے فرمایا- کیا سعدؓ ہین- جواب ملا- وہ بہی نہین- پہر آپنے فرمایا- کیا کوئی تم لوگون مین ایسا ہے جو مجھکو پانی پلادے- مگر افسوس کمبخت ظالم بلوائیون نے کچھہ سماعت نہ کی- البتہ جناب علیؓ کو کسیکی زبانی یہہ خبر پہونچی- آپنے تین مشکین شیرین پانی کی بہرا کر بہیجین- بلوائی مزاحم ہوے- بارے بہزار خرابی پانی آپ تک پہونچایا گیا جسکے لیجانے مین چند غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ جو پانی لیگئے تہے زخمی ہوے- (خمیس)

ایک روایت مین ہے کہ آپنے جناب علی- طلحہ- زبیر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے پاس خفیہ کہلا بہیجا کہ مجھکو پانی کی سخت تکلیف ہے- بلوائیون نے پانی بند کردیا ہے اگر آپ پانی پہونچا سکین تو دریغ نہ کرین-

یک قطرہ خون نماند کنون در بدن مرا | واقف دل و جگر ہمہ یک جا گرستیم

اس دردناک خبر کے سنتے ہی جناب علیؓ اور ام المومنین ام حبیبہؓ پانی پہونچانے پر مستعد ہوے- حضرت علیؓ علی الصبح سوار ہوکر اس گروہ اشقیا و انبوہ پر جفا کے

مجمع مین پہونچے اور نہایت غیظ وغضب مین فرمایا۔ اے گروہ بلوائیان پر جفا واے جماعت
باغیان سراسر دغا۔ تمہارا یہہ فعل نہ مسلمانونکے فعل سے مشابہ ہے نہ کافرون سے۔ خبردار
اس شخص کا پانی دانہ بند مت کرو۔ رومی اور ایرانی جو بلا شک وشبہ کافر ہین وہ بھی ایسا
ظلم نہین کرتے۔ وہ تو اپنے قیدیون تک کو کھلاتے پلاتے ہین مگر سخت افسوس کا مقام
ہے کہ تم اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق پر یہہ ستم روا رکہتے ہو اور روز جزا سے نہین ڈرتے

شکست شیشۂ دل را نگو صدائے نیست		کہ این صدا بقیامت بلند خواہد شد

بلوائی کہنے لگے۔ بخدا ایسا نہو گا۔ پانی کی نعمت سے تو ضرور محروم رکہے جاینگے۔ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ انکے اس سخت جواب سے نہایت آزردہ خاطر ہوے۔ عمامہ مبارک
سے اوتار کر جناب عثمان رضؓ کے گہر مین پہینکدیا تاکہ معلوم ہو جاے کہ علیؓ آے تہے
مگر بلوائیون کی تعدی کے باعث ناکام واپس گیے۔ بعد ازان جناب علیؓ تشریف
لیگیے۔ جناب ام المومنین ام حبیبہؓ بھی کچہہ کہانا پانی لیکر اپنے خچر پر سوار ہو کر تشریف
لائین۔ بلوائیون نے روکا۔ خچر کے مُنہ پر مارا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ مین اس شخص کے
پاس اس غرض سے جاتی ہون کہ بنی امیہ کی جو امانتین انکے پاس ہین وہ انسے لے آؤن
ایسا نہو کہ بیوہ اور یتیمون کا مال ضائع ہو جاے۔ بلوائیون نے کہا کہ تم جہوٹی ہو تم
عثمان تک ہرگز نہین جا سکتین۔ مگر ام المومنین جناب ام حبیبہؓ نے خچر آگے بڑہایا
بلوائیون نے خچر کو مارا اور اوسکی لگام تلوار سے کاٹ دی۔ خچر بہاگا۔ جناب ام المومنین
گرتے گرتے بچ گئین۔ اہل مدینہ دوڑ پڑے۔ آپکو سنبہال لیا اور آہستہ آہستہ گہر
واپس لاے۔ (ابن اثیر)

العظمتہ للہ۔ ان بلوائیونکی قساوت قلبی۔ بیرحمی۔ کس درجہ بڑہ گئی تہی کہ جو کفار

اپنے قیدیون پر ظلم وستم نہین کرتے وہ انہون نے اپنے امام برحق خلیفہ مظلوم پر جائز رکہا افسوس - انکو کیا ہوگیا تہا - انکی عقلین اور ہوش وحواس کدہر گم ہوگئے تہے - انکو ذرہ برابر بہی کچہ اپنی عاقبت کا خوف وخطر نہ رہا - خداے جبّار وقہار کی پکڑ سے ایسے غافل وبدمست ہوگئے تہے کیا روز قیامت کا خیال انکے دلونسے بالکل جاتا رہا تہا - وا ے صد واے - کیا انکو اسوقت یہہ ڈر نہ تہا کہ ایک دن حاکم حقیقی اور عادل ومنصف شاہنشاہ دوجہان کے سامنے کہڑے ہونگے اور اوسکی روبکاری مین ہمارا مقدمہ پیش ہوگا - اوسوقت وہ حاکم مطلق شان قہاری مین ہوگا - دوسری طرف ہمارا مظلوم خلیفہ دادخواہ - خون ناحق اور ظلم بیجا کا فریادی پیراہن خون آلودہ پہنے خدا کی بارگاہ مین مدعی ہوگا - اوسوقت کیا جواب دینگے اور اوس مہلکہ مین کیا صورت نجات ہوگی حیف صد حیف - ذرا تو ڈرتے - کاش - اسقدر ظلم وتعدی نہ کرتے خلیفہ تشنہ لب کو آب شیرین نہ سہی کہاری پانی ہی پلاتے - کیا یہ نہ جانتے تہے کہ

سخت گیری با گرفتاران ندارد عافیت	نیست از زندان رہائی زین سبب زنجیر را

دراصل ان کی شامت اعمال نے انکو اندہا کر دیا تہا - انکو نیک وبد کا اصلا خیال نہ رہا تہا - بغض وحسد کے ہاتون یہ دیوانے ہوگئے تہے - تعصب نے انکی آنکہونپر پٹی باندہ دی تہی اسیوجہ سے جناب علیؑ کی وعظ ونصیحت اور باربار کی فہمائش ان پر اصلا کارگر نہ ہوئی - انکو یہہ بہی نہ سوجہا کہ ام المومنین سے کیا کہہ رہے ہین اور انکا درجہ اور عزت کس مرتبہ کی ہے - آپکو جہٹلایا اور مجمع عام مین آپکے ساتہہ کس بے ادبی سے پیش آے جسکے بیان کرنے سے بہی سننے والونکو عبرت ہوتی ہے - پناہ بخدا -

کس بہروسہ پہ کرین تجہسے وفا کی امید	کونسے ڈہنگ تیرے جان حزین اچہے ہین

اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمانؓ ایک روز اپنے مکان کی چہت پر آکر کہڑے ہوے اور بلوائیونکو جمع کرکے اون کو سلام کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے کسی سے جواب سلام کا نہین سُنا شائد دل مین جواب دیا ہو بعد اسکے آپنے اپنے حقوق اور سابقین مین ہونا ظاہر کیا پہر فرمایا۔ اے لوگو مین تمکو اللہ تعالےٰ کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو یا نہین کہ مدینہ مین صرف ایک کنوان (بیر رومہ) تہا جسکا پانی شیرین تہا بلاقیمت وہ پانی کسیکو نہ ملتا تہا۔ دولتمند خرید کر پیتے تہے مگر فقیر و محتاج محروم رہتے تہے۔ اوسکو مین نے اپنے مال سے خرید کے وقف کر دیا تاکہ تمام مسلمان اوس سے مستفیض ہون۔ اوسکو مین نے اپنی ملک مین نہ رہنے دیا بلکہ اور مسلمانونکے ساتہ مین نے اپنے کو بہی اسکا مستحق رکہا اور جسطرح سب مسلمان اوس سے پانی پیتے تہے مین بہی پی لیتا تہا۔ بلوائیون نے جواب دیا۔ ہان یہہ سچ ہے اور ہم بہی جانتے ہین۔ آپنے فرمایا پہر تم کیون مجھکو اس کنوئین کے پانی سے روکتے ہو۔ مین بمجبوری دریا کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہون۔ بلوائیون نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا۔ پہر آپنے فرمایا۔ تمکو مین خدا کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تم جانتے ہو کہ مسجد مین لوگون کی گنجائش نہ ہوتی تہی نمازی تکلیف پاتے تہے مین نے اسقدر زمین اپنے مال سے خرید کر صحن مسجد کو بڑہا دیا ہے بلوائی بولے۔ یہہ سب سچ ہے۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ مجھسے پہلے کبہی کوئی اور شخص بہی اس نماز پڑہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بلوائیون نے جواب دیا نہین۔ کوئی نماز پڑہنے سے نہین روکا گیا۔ آپنے فرمایا۔ پہر تم مجھکو نماز پڑہنے سے کیون روکتے ہو۔ بلوائیون نے اسکا بہی کچہہ جواب نہ دیا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ تمکو قسم خدا کی سچ کہنا۔ کیا آنحضرت صلعم نے میرے حق مین (اپنے فضائل بیان کرکے) ایسا ایسا نہین فرمایا

ایک روایت مین یہہ ہے کہ آپنے قرآن شریف اور کتابت وحی کی نسبت فرمایا تہا کہ کیا مین نے فلان فلان سورتین نہین لکہین۔ (ازالۃ الخفاء)

بلوائیون کے دل پر آپکے اس کلام کا کچہہ خفیف سا اثر پیدا ہوا جس سے یہ لوگ جناب عثمانؓ کی ایذا رسانی کے خیال سے درگذر کرنے پر آمادہ ہوے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ بہائی جانے دو۔ جناب امیر المومنینؓ کے قتل سے ہاتہہ اوٹہاؤ بیشک ایسے بزرگ کا قتل باعث بربادی آخرت اور برگشتگی قسمت ہے۔ چلو اپنے اپنے ملک کو واپس چلین۔ تمام بلوائیون مین اسی قسم کا چرچا ہونے لگا اور سب مین مشہور ہوگیا کہ بلوائی اب شرارت و سرکشی سے باز آے اور کوئی دم مین غدر رفع ہوا جاتا ہے۔ مالک اشتر نخعی نے جب یہہ رنگ دیکہا تو دل مین کہنے لگا کہ معاملہ پلٹا جاتا ہے ہم چاہتے تہے کچہہ اور رنگ یہان تو اب ہمارے خلاف خواہش آثار پیدا ہو چلے۔ آخر سوچ سمجہکر اوسی دن یا اوسکے دوسرے دن اشتر بد شعار ظالمونکا سردار کہڑا ہو کر باواز بلند اپنی فوج مین پکارا۔ یارو۔ یہہ تمام وعظ و نصیحت سراسر مکر و حیلہ ہے تمہارے پہانسنے کو یہہ دام تزویر پہیلایا گیا ہے خبردار ہوشیار رہنا۔ ہرگز انکے دم مین نہ آنا جس کام کو آے ہو کر گذرو پہر موقع نہ پاؤگے پچتاؤگے۔ اشتر کی اس تقریر سے لوگ پہر بہک گئے اور بنا بنایا کام بگڑ گیا۔ وثاب مولی جناب فاروقؓ جو بعد آزاد ہونیکے جناب عثمانؓ کی خدمت مین رہے اور جنکے حلق مین نیزہ کے زخم کے دو نشان تہے جو یہ روز شہادت جناب عثمانؓ کہاے تہے اور جو داغے جانیکے نشان معلوم ہوتی تہے بیان کرتے ہین کہ جناب امیر المومنین عثمانؓ نے مجہکو اشتر کے پاس بہیجکر اوسکو بلوایا جب اشتر آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا۔ اے اشتر۔ تم لوگ مجہسے کیا چاہتے ہو۔

اشتر کہنے لگا تین باتوں مین ایک بات پسند کر لیجیے یہہ آپکو اختیار دیا جاتا ہے۔ انمین سے ایک نہ ایک ضرور ہوگی۔ خلافت کے باب مین لوگونسے کہدیجیے کہ مین اسکو چھوڑتا ہون جسکو چاہو دو۔ یا جو تقصیرات اور جرائم آپنے کئے ہین انکا قصاص خود بنفس نفیس بذات خاص دیجیے۔ اگر ان دونون کامونسے انکار ہے تو اپنے قتل پر آمادہ ہوجیے۔ جناب عثمان رضنے فرمایا۔ بغیر یہہ امور ہوے کوئی اور چارہ کار نہین اور یہ باتین ضرور شدنی ہین؟ اشتر بولا۔ بیشک۔ ضرور ہونے والی ہین کسی طرح آپ کو ان تین سے مفر نہین جناب عثمان رضنے فرمایا۔ خلافت تو مین چھوڑنے کا نہین کیونکہ خدائے عزوجل نے جو لباس مجھکو پہنایا ہے مین اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔ مجھکو یہہ گوارا اور محبوب ہے کہ میری گردن ماری جاے مگر خلافت امت محمدی کو ترک نہ کرون۔

اگر سہل غزاداری بیا و قتل محیی کن		بجون آنچنین ناحق تا مل بیش ازین تا کے

اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہے کہ اگر مین از خود خلافت سے دست بردار ہون تو میرے بعد یہی طریق جاری ہوجاویگا جس خلیفہ سے لوگ ناخوش ہوے اوسکو الگ کردیا اور اوسکی جگہہ جسکو پسند کیا خلیفہ بنا لیا۔ (عقد الفرید)

اب رہی دوسری بات کہ مین تقصیرون کا عوض اپنے نفس سے دون۔ مین خوب جانتا ہون کہ میرے دونون دوست حضرات شیخین رض میرے سامنے اپنے نفس سے قصاص و بدلا دیا کرتے تھے مگر میرا بدن ضعیف اس بار گران اور اس سزا کا متحمل نہین ہوسکتا یہہ دونون کام تو مجھسے نہونگے اب امر آخری یعنی میرا قتل۔ سو اسکی بابت خوب یاد رکھو کہ اگر لوگ مجھکو قتل کرینگے تو بخدا کبھی وہ آپس مین محبت والفت نہ رکھین گے اور کبھی میرے بعد کسی اپنے دشمن سے نہ لڑین گے بلکہ آپس ہی مین تلوار چلتی رہیگی

اشتر او ٹہکر چلا گیا۔ ہم لوگون نے خیال کیا کہ شاید یہہ لوگ راضی ہو گئے اور مخالفت ترک کر دینگے۔ ایک روز پہر آپ مکان کی چہت پر چڑہے اور جماعت محاصرین کو خطاب کر کے فرمایا۔ میرے سامنے کسی شخص کو لاؤ مین اوس سے قرآن پڑہواؤنگا۔ لوگون نے صعصعہ بن صوحان کو آگے کیا۔ وہ جوان نوعمر تہا۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم کو اس نوجوان سوا دوسرا شخص نہین ملا جو اسکو میرے سامنے لاے۔ یہ کہکر فرمایا۔ قرآن پڑہو۔ اوسنے یہہ آیت پڑہی۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر ترجمہ۔ جن لوگون سے لڑائی کیجاتی ہے اونکو اذن دیا گیا ہے کہ وہ بہی لڑین اور اللہ تعالٰے اونکی مدد پر قادر رہے۔ جناب عثمان رضنے فرمایا۔ تم جہوٹے ہو یہہ آیت نہ تمہارے حق مین ہے اور نہ تمہارے یارون ہوا خواہونکے حق مین بلکہ میرے اور میرے دوستون کے حق مین ہے اور ہمارے حسب حال ہے۔ پہر جناب عثمان رضنے یہی آیت الی اللہ عاقبۃ الامور تک پڑہی۔ (ازالۃ الخفا)

زمانہ شدت و سختی حصار مین ایک دن جناب علی مرتضی اسد اللہ رض جناب رسول خدا صلعم کا عمامہ مبارک زیب سر فرما کر اور ہتیار و نسے آراستہ۔ تلوار گلے مین لٹکا کر بغرض مدد و نصرت جناب عثمان رض اپنے گہر سے نکلے۔ آپکے دونون صاحبزادے جناب امام حسن حسین رضی اللہ عنہما آپ کے آگے آگے تہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رض اور ایک گروہ مہاجرین و انصار آپ کے ہمراہ تہا۔ سب صاحبون نے جناب عثمان رض کے مکان پر پہونچکر بلوائیون کو ڈانٹا اور اونپر حملہ کیا وہ گروہ بدافعال روباہ خصال ان شیرون کے مقابلہ مین کب ٹہر سکتے تہے ایک ہی حملہ مین بہاگے اور متفرق ہو گئے۔ سب صاحب جناب عثمان رض کے مکان مین داخل ہوے جناب علی رضنے فرمایا۔ السلام علیک

یا امیر المومنین۔ جناب رسول خدا آ نے اسلام کی ترقی او رکمال بغیر لڑے اور جنگ کیے حاصل نہین کیا۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپنے سرکشون کے ساتھہ کسطرح جہاد کیے۔ بخدائے عزوجل مین یقیناً کہتا ہون کہ یہہ فرقہ اشرار آپ کی جان کے خواہان ہین اور خدانہ کرے ایک روز آپکے دشمنونکو قتل کرینگے۔ یہہ لوگ باغی ہین اور آپ پر خروج کیا ہے اطاعت سے الگ ہوگئے ہین یہہ جان کے دشمن ہوکر سر پر چڑہہ آئے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ آپ ہم لوگونکو اجازت دین کہ ہم ان بیحیاؤن سے لڑین۔ انکی ساری بغاوت وسرکشی آناً فاناً مین خاک مین ملا دین اور جسطرح یہ ہمارے خون کے پیاسے ہین ہم بھی اپنی پیاسی تلوارونکو انکے خون سے سیراب کرین۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ جو صاحب خدا کا حق اپنے اوپر جانتے ہین اور میرا حق مانتے ہین مین اون صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ خدا کے واسطے شاخ حجام بھر کر بھی خون زمین پر اس گروہ مین سے کسیکا یا اپنا میرے سبب سے نہ گراوین۔ جناب علیؓ نے مکرر یہی کہا اور اجازت دینے پر اصرار کیا مگر جناب عثمان رضؓ نے نہ مانا برابر انکار ہی کرتے رہے۔ مجبور جناب علیؓ بادل پرغم وچشم پرنم گھر سے باہر آئے۔ یہہ الفاظ آپکی زبان پاک پر تھے۔ بار خدایا تو دانا وبینا ہے کہ ہم نے اپنی کوشش پوری کی آیندہ مجبوری ہے۔ (خمیس وحیوۃ الحیوان)

یہہ فرماتے ہوئے مسجد مین داخل ہوئے۔ یہہ وقت نماز کا تھا لوگون نے آپ سے کہا۔ اے ابوالحسن امامت کیجیے اور لوگونکو نماز پڑہایئے۔ آپنے فرمایا۔ مین تمکو نماز نہین پڑہاتا ہمارے امام محصور ہین۔ مین اکیلا نماز پڑہ لونگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ مین بھی جناب عثمان رضؓ کے ہمراہ آپکے گھر مین محصور تھا۔

بلوائیون کا تیر ہمارے ساتھیون مین سے ایک شخص کے آکر لگا جسکے صدمہ سے وہ شہید ہو گیا مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - اے امیر المومنین - اب ہمکو بھی بلوائیون پر حملہ کرنا جائز ہو گیا کیونکہ انھون نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا - حضور اب ہمکو اجازت دین تاکہ میدان مین نکلکر ان سرکشون سے لڑین اور انکو بھی مارین - جناب عثمان رضؓ نے فرمایا - اے ابو ہریرہؓ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون - اپنی تلوار پھینک دو اور خبردار لڑائی کا قصد ہرگز نہ کرنا - وہ لوگ صرف میری جان کے خواہان ہین اور مین عنقریب سب مسلمانون کی طرف سے اپنی جان دونگا - ابو ہریرہؓ فرماتے ہین - مین نے جناب عثمانؓ کی قسم دلانے سے تلوار پھینک دی - اوس دن سے آج کا دن ہے جو مجھے خبر نہین کہ میری تلوار کیا ہوئی اور کدھر گئی - (خمیس)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بروز شہادت جناب عثمانؓ ذرع پہنکر اور تلوار گلے مین لٹکا کر بلوائیون کے مقابلہ پر تیار ہوے - جناب عثمانؓ نے انکو قسم دیکر فرمایا - خدا کے واسطے مت لڑو اور اپنے ہتھیار کھولکر یہان رکھہ دو - ابن عمرؓ آپکے قسم دینے سے مجبور رہے -

حضرت سلیط کہتے ہین کہ افسوس جناب عثمانؓ نے ہمکو لڑائی سے روک دیا ورنہ ہم بلوائیون کو مار کر اپنے شہر کے حدود سے باہر نکال دیتے - (عقد الفرید)

جناب عثمانؓ کے محافظین اور آپسے بلوائیونکو دفع کرنے والے یہہ اصحاب ہین عبداللہ بن عمر عبداللہ بن سلام - عبداللہ بن زبیر - امام حسن و امام حسین بن علی - زید بن ثابت رضی اللہ عنہم مروان بن الحکم - مغیرہ بن اخنس - انکے علاوہ اور ایک جماعت اہل مدینہ سے تھی جنکی تعداد ایک روایت مین چھہ سو ہے - جناب علیؓ نے اپنے دونون صاحبزادونکو

اپنے غلام قنبر کے ہمراہ آپ کی حفاظت کیواسطے بہیجدیا تہا اورتاکید کی تہی کہ خبردار کسیکو جناب عثمان رض کے گہر مین نہ گہسنے دینا۔(خمیس)

انہین ایام مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض بقصد حج مدینہ منورہ سے نکلین اوراپنے بہائی محمد کو ہمراہی کی غرض سے بلایا۔محمد نے ساتہہ جانے سے انکار کیا اورجواب دیا۔بخدا میرے امکان اورطاقت مین جہان تک ہے مین ان لوگونکو (یعنی جناب عثمان کے طرفدارونکو) جو کرنا چاہتے ہین اوس سے محروم رکہونگا اوریہ توام المومنین ہین سب انکے محرم ہین جسکو چاہین اپنے ہمراہ لیجاوین۔حنظلہ رض کاتب وحی نے یہہ سنکر کہا۔سبحان اللہ۔تمکو ام المومنین اپنی ہمراہی کے لئے بلاتی ہین۔تم اونکے ساتہہ توجاتے نہین مگر سفہاء عرب گرگ سیرت کا اتباع کرتے ہو۔جو تمہارے شایان شان نہین تم ایسے کام کے درپے ہو جو قطعًا ناجائز وحرام ہے۔بفرض محال اگر اسکا آخری نتیجہ یہہ ہوا کہ امیر المومنین عثمان مغلوب ہوگئے تو تمپر بنو عبد مناف متولی و متسلط ہوجاوینگے اورجو طمع تمکو حصول خلافت وسرداری کی ہے وہ ہرگز حاصل نہوگی بمفت مظلمہ مین گرفتار رہوگے اوردنیا بہی نہ پاؤ گے۔اسکا جواب محمد بن ابی بکر نے کچہہ نہ دیا۔حضرت حنظلہ رض کوفہ واپس گئے اورچند اشعار پڑہے جنکا ترجمہ درج ہے

ترجمہ۔مجہکو سخت تعجب ہے کہ لوگ جس کام مین پڑے ہین اورخلافت کے زوال کا قصد کررہے ہین اوریہہ نہین سمجہتے کہ اگر خلافت زائل ہوجاویگی تو تمام خیر وبرکت اون سے دور ہوجاویگی۔بعد زوال خلافت ان لوگونپر ذلت وخواری سوار ہوجاویگی اوربالآخر اس کا نتیجہ یہہ ہاتہہ آویگا کہ یہہ لوگ مثل یہود ونصاریٰ کے راہ حق سے دور ہوکر گمراہ ہوجاوینگے

اور وادی ضلالت مین بہٹکتے پہرینگے۔

جو واقعات جناب علیؓ اور ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کو پیش آے اوسکی اطلاع حضرت طلحہ وزبیرؓ کو ہوگئی۔ان بزرگون نے اپنے اپنے دروازہ بند کرلیئے نہ کسی سے ملتے تہے اور نہ باہر آتے تہے۔ایک روایت مین ہے کہ حضرت زبیرؓ قبل شہادت مدینہ سے باہر کہین چلے گئے تہے۔آل حزم بعد محاصرہ اور پانی بند ہونیکے موقع پاکر پوشیدہ جناب عثمانؓ کو پانی پہونچاتے رہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ دیگر اصحاب کے ساتہہ آپکے دروازہ پر بغرض مدافعت بلوائیان بیٹہے رہتے تہے اور دروازہ سے نہ ٹلتے تہے۔جناب عثمانؓ نے ابن عباسؓ کو بلاکر فرمایا کہ آپ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ تشریف لیجائیے اور لوگونکے ہمراہ حج ادا کیجیے۔ابن عباسؓ نے کہا مجہکو ان بلوائیون سے جہاد کرنا اور آپکے دروازہ پر بیٹہا رہنا حج سے زیادہ محبوب ہے۔

ہمان بخاک نشینم زکلفت دوران		ہزار مرتبہ گر چون غبار برخیزم

جناب عثمانؓ نے اونکو قسم دیکر مجبور کیا چنانچہ ابن عباسؓ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب بلوائیون نے دیکہا کہ حجاج جناب عثمانؓ کے ہی طرف مائل ہوتے ہین اور آپ ہی کے مقرر کئے ہوے امیر کے ساتہہ حج کو جاتے ہین اور اطراف وجوانب سے بہی جو لوگ آتے ہین وہ آپ ہی کا دم بہرتے ہین اور اب حج سے فارغ ہوتے ہی مدینہ مین سب آن پہونچین گے اور ہمارے مقابل مین آکر جم جاوینگے۔اس سے قبل ممالک اسلامیہ سے عساکر اسلامیہ کی آمد بہی سُن چکے تہے تو گہبرا گئے۔آپس مین کہنے لگے کہ مبادا جیسی خبر اوڑی ہے اور جو ہمارا خیال ہے اگر انکی مدد کو لشکر آگئے یا لوگ حج سے

فارغ ہوکر مدینہ مین جمع ہو گئے تو اوسوقت ہمارے منصوبے سب خاک مین ملجاوینگے
اس سے یہی مناسب ہے کہ ابہی موقعہ ہے جو کچہہ کرنا ہے کر گذرو اور جناب عثمانؓ کو قتل
کر ڈالو۔ بغیر اسکے ہماری گلوخلاصی ممکن نہین کیونکہ اطراف وجوانب مین سب لوگ
ہمارے دشمن ہو گئے ہین۔ بعد قتل جناب عثمانؓ اگر لوگ جمع بہی ہو جاوینگے تو سب
انکے قتل سے پریشان اور دوسرے خلیفہ کے اہتمام مین مصروف ہونگے اور اس
ہلڑ مین ہم لوگ باطمینان نکل جاوینگے کوئی ہمکو نہ پاویگا۔ یہہ مشورہ کرکے اور جناب
عثمانؓ کے قتل کو اس مہلکہ سے اپنی نجات کا ذریعہ تصور کرکے سبہون نے دفعتہً یورش
کرکے دروازہ کہولنے کا قصد کر دیا۔

حضرات حسنین۔ ابن زبیر۔ محمد بن طلحہؓ۔ سعید بن العاصؓ۔ مروان اور دیگر اصحاب
صحابہ کبار کے بیٹے اور انکے ماسوا جو صاحب دروازہ پر تہے سبنے تلوارین نکال
لین اور بلوائیون کو دروازہ کہولنے سے روکا اور لڑکر اونکو پیچہے ہٹا دیا۔ جناب
عثمانؓ نے انکو لڑنے سے روکا۔ قسم دیکر جدال وقتال سے منع فرمایا اور ارشاد کیا
کہ آپ لوگون نے جو حق نصرت آپکے ذمہ تہا بخوبی ادا کر دیا۔ اب للہ لڑائی سے ہاتہ
روکئے اور گہر کے اندر تشریف لائیے۔ یہہ حضرات باز نہ آے۔ پہر جناب عثمانؓ نے
دروازہ کہولکر سب صاحبونکو بمنت وسماجت قسم دیکر اپنے پاس بلا لیا اور دروازہ
اندر سے بند کر لیا گیا۔ بلوائیون نے دروازہ پر ہجوم کر دیا اور سب کے سب ڈٹ گئے
اتنے مین ایک شخص قبیلہ اسلم سے نیار بن عیاض نام جو صحابی تہے مگر باغواے نفس
شریر بلوائیون کے شریک تہے دروازہ پر آے اور جناب عثمانؓ کو آواز دی۔ آپنے
بخیال اسکے کہ یہہ صحابی ہین میرے قاتلون کے گروہ سے الگ ہو جاوین اور انکی

شرکت سے بیزار ہون۔ اونکو قسم دیکر فرمایا کہ خدا کے واسطے تم ان لوگونسے علیحدہ ہو جاؤ۔
آپ انکو اس بارہ مین تاکید کر رہے تھے کہ گھر کے اندر سے کثیر بن صلت کندی نے
بلوائیون پر تیر چلایا وہ انہین کے آکر لگا جس کے صدمہ سے یہہ مر گیئے۔ بلوائیون نے کہا
انکے قاتل کو ہمارے حوالہ کرو تا کہ قصاص مین قتل کرین۔ جناب عثمانؓ نے کہا جس
شخص نے میری مدد کی اور میری نصرت مین کسیکو مار ڈالا مین کیسے اوس شخص کو تمہارے
حوالہ کرون درحالیکہ تم میرے قتل کے درپے ہو۔ بلوائی یہہ جواب پاکر اور بہی
برہم ہوے۔ غصہ مین آکر چاہا کہ گھر کے اندر گھس آوین۔ دروازہ پر بہی اب کوئی انکا
مزاحم نہ تہا مگر دروازہ بند پایا جہنجہلا کر دروازہ مین آگ لگا دی۔ سائبان مع دروازہ
کے سب جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ راستہ کہل گیا بلوائی بیخوف وخطر گھر کے اندر داخل
ہوے۔ اوسوقت امیر المومنین جناب عثمانؓ نماز پڑہ رہے تھے اور سورہ طٰہٰ
شروع کی تہی۔ حاضرین مکان آپکے پیچھے نماز مین شریک تھے۔ کسی نے بلوائیون کو نہ روکا اور
نہ انکے کسی فعل پر کوئی مزاحم ہوا۔ آپنے باطمینان تمام نہایت خضوع وخشوع وحضور
قلب سے برعایت تعدیل ارکان نماز ادا کی۔ بلوائیون کے آنے کی آہٹ اور ان کی
بات چیت اور باہم گفتگو سے کسیطرح آپکو نماز کے اندر اضطراب پیدا نہین ہوا جب
آپ نماز سے فارغ ہوے تو بلوائی چلے گیئے تھے پہر آپنے تلاوت قرآن مجید شروع کردی
جسوقت آیہ کریمہ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم
فزادھم ایماناً وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ترجمہ۔ وہ لوگ جنکو
لوگون نے کہا کہ تمہارے واسطے لوگ جمع ہوے ہین تم اونسے ڈرو۔ اونکا ایمان
بڑہ جاتا ہے اور (اونکے جواب مین) کہتے ہین (کچھہ پرواہ نہین) خدا ہمکو کافی ہے اور

بہتر کارساز ہے۔ پھر پہونچے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے مجھ سے اقرار لیا ہے اور مین اوسپر صابر ہون۔ بلوائیون نے جو دروازہ جلایا ہے اس سے بڑھکر کام اونکو مطلوب ہے (اور وہ میرا قتل ہے)

اسکے بعد جناب عثمان رضؓ نے سب صاحبونکو لڑائی سے روک دیا اور جناب امام حسنؓ سے فرمایا۔ تمہاری وجہ سے تمہارے باپ علیؓ سخت تشویش و تردد مین ہونگے (باغیونکے مجمع مین خدا ناکردہ تمکو کچھ صدمہ پہونچے تو مجھکو ندامت ہوگی) لہذا مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ ہرچند آپنے ان صاحبونکو منع فرمایا مگر کسی نے نہ مانا آپکے واسطے جان دینے کو مستعد ہوگئے اور برابر بلوائیون سے لڑتے رہے۔

مغیرہ بن اخنس بن شریق جو حج کرکے سب سے پیشتر بغرض نصرت جناب عثمانؓ ایک گروہ کے ساتھہ مدینہ مین آگئے تھے اور اسوقت آپکے گھر مین تھے۔ اپنے ہمراہیونکو لیکر بلوائیونکے مقابلہ مین نکل کھڑے ہوے۔ یہہ اشعار رجزیہ پڑھتے تھے۔

قد علمت ذات القرون المیل	والحلی والانامل الطفول
لتصدقن بیعتی خلیلی	بصارم ذی رونق مصقول

لا استقیل اذا قلت قیلی

ترجمہ۔ بڑی بڑی زلفون والی عورتین اور زیور اور نازک اونگلی والی عورتین خوب جانتی ہین کہ ہم بذریعہ تلوار تیز اور شفاف کے آج کے دن اپنے دوست کی بیعت کو سچا کردکھاوینگے اور ہم لڑائی سے منہ نہ موڑینگے اگرچہ ہم سے کہا جاوے کہ لوٹ آؤ۔

حضرت امام حسن بن علیؓ یہہ رجز کہتے ہوے نکلے۔

حتی اسیرھم الی طمار ثمام		لا دیتہم دینی ولا انا منہم

ترجمہ - اونکا دین میرا دین نہین اور نہ مین اون لوگونسے خوش و راضی ہونگا یہانتک کہ اونکو بلندی ثمام تک نہ پہونچا دون (ثمام ایک گہاس ہے مطلب یہہ ہوا کہ اونکو لیپت کر دون اور زمین سے ملا دون)

محمد بن طلحہؓ کی زبان پر یہہ شعر تہا -

ورد احزابا علی رغم سعد		انا ابن من حامی علیہ باحد

ترجمہ - مین بیٹا اوس شخص کا ہون جسنے آنحضرت صلعم کی جنگ احد مین حمایت وحفاظت کی اور گروہ کفار کو برخلاف خواہش سعد پہیر دیا -

سعیدؓ بن العاص کے ورد زبان یہہ شعر تہے -

باسیافنا دون ابن اروی نضارب		صبرنا غداۃ الدار والموت واقف
نشافہم بالضرب والموت نائب		وکنا غداۃ الروع فی الدار نصرۃ

ترجمہ - محاصرہ کے دن بمقابلہ باغیان پر جفا ہم صبر کرکے جمے رہے اور ہم اپنی تلوارین لیکر جناب عثمان رضکے آگے لڑ رہے تہے اور موت نظر کے سامنے کہڑی تہی اور ہم اوس ہولناک دن مین صبح سے آپ کے گہر مین آپ کی مدد کر رہے تہے اور بلوائیون کا مقابلہ کرکے اونکو مارتے تہے اور موت متوجہ تہی -

حضرت ابو ہریرہؓ جب میدان مین نکلے تو یہہ کہتے جاتے تہے - آج کے دن اپنے خلیفہ کی اعانت مین بلوائیونکا مارنا جائز ہے اور باواز بلند یہہ آیت پڑہتے تہے - یا قوم مالی ادعوکم الی النجاۃ وتدعوننی الی النار - ترجمہ - اے میری قوم

مجھکو کیا ہوا ہے کہ مین تمکو راہ نجات کی طرف بلاتا ہون اور تم مجھکو آگ کی طرف بلاتے ہو - آخر مین حضرت عبد اللہ بن زبیر نکلے - بعد اسکے مروان نکلا - یہ شعر رجز کے بزبان تھے

لقد علمت ذات القرون المیل	والکف والانامل الطفول
انی اروع اول الرعیل	لغارۃ مثل القطا الشلیل

ترجمہ - بڑی زلفون والی اور نازک پنجہ اور انگلیون والی عورتین خوب جان گئی ہین کہ گھوڑون پر سوار جماعت جو لوٹنے مارنے جاتی ہے اوسمین مین پہلا شخص ہوتا ہون کہ لوگونکو گھبرا دیتا ہون اور وہ مثل سنگخوارہ معذور کے بدحواس ہو جاتے ہین -

مروان کے مقابلہ مین ایک شخص قبیلہ بنی لیث سے بیاع نام نکلا - مروان نے ایک ہاتھ تلوار کا اوسپر چھوڑا اوسنے مروان کے ایک ہاتھ ایسا گردن پر مارا کہ اسکی گردن کی رگ کٹ گئی اس ضرب سے مروان مرا تو نہین مگر گردن ٹوٹ گئی اور تا بزلیست درست نہ ہوئی - پھر عبید بن رفاعہ زرقی نے مروان پر حملہ کیا اور چاہا کہ اوس کا کام تمام کرے کہ فاطمہ ابراہیم بن عدی کی والدہ جسنے مروان اور عبید دونونکو دودہ پلایا تھا دونون کے درمیان حائل ہو گئی اور عبید سے کہا - اگر تم اسکو مارنا چاہتے ہو تو یہ مرچکا ہے - گردن ٹوٹ گئی اب کیا خاک بچے گا - اگر اسکے گوشت اور ہڈیونسے کھیلنا اور اسکا قیمہ کرنا منظور ہے تو یہ نہایت ہی برا ہے - عبید مروان کے قتل سے باز رہا - فاطمہ مروان کو اپنے گھر اوٹھا لیگئی - اس حیلہ سے مروان کی جان بچی - مروان کے لڑکون نے جب انکا دور خلافت ہوا ہے فاطمہ کے ساتھہ بعوض جان بچانیکے اچھا سلوک کیا اور فاطمہ کے بیٹے ابراہیم کو کسی جگہہ کا حاکم کر دیا - (ابن اثیر)

ایک روایت مین ہے کہ جب بلوائیون نے دروازہ جلادیا تو مروان کوٹھے پر تھا۔ یہہ پانسو غلام مسلح لیکر کوٹھے پر سے اوترا اور دروازہ پر صف بندی کر کے بلوائیونسے لڑنے لگا جناب عثمان رضؓ نے مروان کو پکارا کہ مت لڑو کیونکہ میرا وقت اب قریب آگیا ہے شبکو جناب رسول خدا کو خواب مین دیکھا۔ مین نے آپ سے شکایت کی کہ آپ کی امت نے ایسا ایسا ظلم مجھپر کر رکھا ہے۔ آپنے فرمایا۔ غم مت کرو آج روزہ میرے پاس افطار کروگے اور سب مصیبتون سے نجات ہو جاویگی۔ مروان نے کہا۔ آپکے بعد ہمکو زندگی کا کیا مزہ ہے لہذا آپ کی حمایت مین جان دینا اچھا ہے۔ اس عرصہ مین بلوائی ہجوم کرکے آن پہونچے اور دروازہ پر وہ لڑائی ہوئی کہ الامان۔ پانسو غلامون نے جماعت کثیر بلوائیون سے مقابلہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اسقدر طرفین کے لوگ قتل ہوئے کہ خون کا دریا دار الخلافت کے دروازہ پر بہ نکلا۔ جناب عثمانؓ برابر ممانعت فرمارہے تھے اور ہر بار یہی ارشاد تھا کہ تم لوگ نہ لڑو اور نکل جاؤ انکو میرے پاس آنے دو اور جو چاہین کرنے دو۔ (آپ کی قسم دینے سے جس غلام نے ہتھیار رکھہ دیئے اور لڑائی سے باز رہا آپنے اوسکو آزاد کیا۔ چنانچہ ایک جماعت غلامونکی آپکی تنبیہ سے چلی گئی)

مروان نے کہا۔ قسم خدا کی جبتک میرے بدن مین جان ہے کسی ایک کو آپکے پاس نہ آنے دونگا۔ الغرض اس جماعت سے کوئی میدان چھوڑ کر نہ نکلا یہان تک کہ سب قتل ہو گئے۔ بہت ہی کم بچے۔ مروان نے بہت سے بلوائیونکو قتل کیا۔ جب وہ خود زخمی ہوا پانون کٹ گیا۔ رگ گردن کٹ گئی تو لوگ اسکو پیٹھہ پر لادکر میدان سے اوٹھا لیگئے جولوگ اس لڑائی مین زندہ رہے اونمین بھی کوئی ایسا نہ تھا جسکے خون نہ جاری ہوا ہو (کذا فی الطبری بنقول از قرۃ العینین مؤلفہ مولوی عبد الرب صاحب واعظ دہلوی مرحوم)

مغیرہ بن اخنس کو ایک شخص نے قتل کیا۔ لوگونکو انکے قتل کا افسوس ہوا اور
انکا ذکر کر رہے تھے کہ قاتل نے انکا نام سُنکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ عبدالرحمن بن
عدیس سُنکر بولا کیا ہوا۔ جواب دیا مین نے خواب دیکھا تھا کہ ہاتف کہہ رہا ہے مغیرہ بن
اخنس کے قاتل کو دوزخ کی بشارت ہو۔ افسوس ہین خود ہی انکے قتل کے گناہ مین مبتلا ہوا
روایت ہے کہ جناب عثمان رض ابتدائے محاصرہ اور شہادت تک برابر روزہ رکھتے
رہے۔ جیسا خود آپکے وعظ سے جو چھت پر چڑہ کر بیان فرمایا تھا ظاہر ہوتا ہے (کہ مین
کہاری پانی سے روزہ افطار کرتا ہون) پنجشنبہ کو وقت افطار پانی نہ تھا لہذا آپنے
روزہ افطار نہ کیا اسی حال مین رات گذاری۔ رات کو آپ کی بیوی نائلہ ہرچند پانی
تلاش کرتی رہین مگر نہ دستیاب ہوا۔ اخیر رات کو بی بی نائلہ ایک ہمسایہ کی چھت پر
کو دین اور بدقت تمام ایک پیالہ آب شیرین کا بہم پہونچا کر جناب عثمان رض کی خدمتمین
لائین مگر افسوس کہ صبح صادق ہوگئی تھی آپنے وہ پانی نہ پیا۔ بی بی نائلہ بولین۔ آپنے
افطار کے وقت پانی نہین پیا اور کچھ کہانا بھی نوش جان نہ فرمایا آج روزہ نہ رکھیئے
جناب عثمان رض نے جواب دیا۔ مین نے آج کی شب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
مین دیکھا حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے عثمان رض تم آج کا روزہ ہمارے پاس آکر افطار
کروگے۔ الغرض آپنے روزہ کی نیت کرلی اور یہہ روز جمعہ تھا کہ بلوائیون نے آپکا دروازہ
جلا دیا اور بالاتفاق ارادہ کیا کہ آج آپ کو شہید کر ڈالین۔ دروازہ پر حضرات حسنین رض
وغیرہم بلوائیون کے مقابل لڑ رہے تھے اور اونکو دروازہ تک نہین آنے دیتے تھے۔
بلوائیون نے دفعۃً تیرونکی بارش کردی یکبارگی صدہا تیران صاحبون پر برس پڑے
جناب امام حسن رض زخمی ہوئے۔ خون سے نہاگئے۔ محمد بن طلحہ رض نے زخم کہائے قنبر جناب علی رض

کے غلام کا سر پھٹ گیا۔ بلوائیون نے جب امام حسنؓ کو زخمی دیکھا اور خون مین تر بتر پایا گھبرا گئے۔ بعضون نے تو اپنا سر پیٹ لیا۔ ایک بولا۔ غضب ہو گیا اب کوئی دم مین اونٹی لینے کے دینے پڑینگے۔ حضرت امام حسنؓ کو دیکھو۔ انکا کیا حال ہے۔ خون مین ڈوبے ہوے ہین۔ زخمون سے چور ہین۔ ابھی بنو ہاشم۔ بنو امیہ کو خبر ہو تو آفت برپا ہو جاے رسول خدا کے نواسہ۔ شیر خدا کے بیٹے کو زخمی دیکھہ لین تو تمکو بچایا چھڑانا مشکل پڑے اب بھی موقع ہے جو کرنا ہے کر گذرو۔ ان لوگونکو تو ادہر مصروف رہنے دو اور آؤ کچھہ لوگ مکان کے پیچھے چلکر کسی حیلہ و تدبیر سے مکان کے اندر داخل ہون۔ (خمیس)

یہہ صلاح کر کے سب لوگ تو ادہر دروازہ پر حملہ کرتے رہے اور ایک گروہ بلوائیونکا آپکے مکان کی پشت پر پہونچا اور عمرو بن حزم کے گھر سے سیڑہی لگا کر اور بروایتے پشت مکان مین نقب لگا کر اوسکی راہ سے گھر مین گھس پڑا۔ سارا مکان انہین لوگون سے بھر گیا۔ (ابن اثیر)

اور ایک روایت مین ہے کہ محمد بن حزم انصاری کے مکان سے داخل ہوے چنانچہ احوص شاعر نے اس باب مین جو شعر کہے ہین اونکا ماحصل یہہ ہے کہ حزمی پر اگر قابو چل جاے تو ہرگز ترس نہ کہانا اگرچہ اوسکو آگ مین پڑا پاؤ۔ کبھی رحم نہ کہانا اوسکی سازش سے بلوائی بمقام ذی خشب مروان کے مقابل ہوے اور جناب عثمان کو گھر مین گھسکر قتل کیا۔ (عقد الفرید)

حضرات حسنینؓ اور انکے ساتھہ ایک جماعت تو دروازہ روکے ہوے تھی اور باقی آپکے مددگار غلام وغیرہ مکان کی چھت پر تھے اور اوپر سے بلوائیون پر تیر چلا رہے تھے۔ نیچے کے درجہ مین صرف جناب عثمانؓ اور ایک آپ کی بیوی نائلہ تہین۔ بلوائی

اس آہستگی سے گہر مین آگئے کہ کسیکو ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ کسیکو یہہ خیال تہا کہ بلوائی دوسری راہ سے مکان مین پہونچنے کا قصد کرینگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بہت کچہہ شور وغل کرتی رہین مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا۔ وہ آپ کو تنہا چہوڑ کر یہی یہان سے نہ ہٹ سکین تاکہ دروازہ پر جا کر یا چہت پر آ کر لوگونکو اطلاع کرتین۔ (خمیس)

شہادت جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

رخصت نالہ مجہے دے کہ مبادا ظالم	تیرے چہرہ سے ہو ظاہر غم پنہان میرا

صاحبو۔ اب آگے ان بلوائیونکی زیادتی اور بے ادبی۔ گستاخی۔ نامردی کلبیان کس زبان سے ہو۔ قلم کو تاب وتوان نہین۔ دل قابو مین نہین۔ جگر خون ہو کر دیدے خونبار سے روان ہے۔ ہاتہہ نے جواب دیا قلم چہوٹا جاتا ہے۔ سینہ چاک ہے۔ ایک ہاتہہ سے دل تہام لیا ہے دوسرے ہاتہہ سے بہزار کوشش قلم کو تہامتا ہون مگر مشکل اور سخت مشکل ہے کہ اس واقعہ جانکاہ اور اس سانحہ ہوش ربا کا نقشہ ناظرین کے پیش نظر کرون۔ جسکے بغیر چارہ نہین در و دیوار سے حسرت برستی تہی۔ زمین وآسمان شجر وحجر بزبان حال گرم فغان تہے۔

چہ دلتنگی ست اے ظالم چہ بیرحمی چہ بیدردی	زدی لبتی شکستی خون ناحق ریختی رفتی

افسوس۔ اے بلوائیو خدا سے ڈرو۔ دیکہو کیا کر رہے ہو اب بہی سنبہلو ہوش مین آؤ اور توبہ کرو۔ امام برحق کے قتل ناحق سے ہاتہہ اوٹہاؤ۔ خدائے رحیم وکریم تمہاری اس گستاخی کو معاف فرماویگا۔ تمکو خدا کے گہر جانا اور اوسکو منہ دکہانا ہے۔ ہمکو یہہ حیرت ہے کہ تم اپنے مالک حقیقی منتقم تحقیقی قہار وجبار سے کیون اسقدر نڈر ہو گئے

کیا تمہارے دل پتھر سے بہی زیادہ سخت ہوگئے ہین - وان من الحجارۃ لما یتفجر منه الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منه الماٰ وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ - ترجمہ - بعضے پتھر وہ ہین کہ جن سے نہرین جاری ہوتی ہین اور بعضے ایسے ہین کہ خودبخود شق ہوجاتے ہین اور اونسے پانی بہ نکلتا ہے اور بعض پتھر وہ ہین کہ خوف خدا سے گر پڑتے ہین مگر تمہارے دل کیا ہین - معلوم ہوتا ہے کہ فولاد کے بنے ہین - لیکن وہ بہی تو آگ کی گرمی سے نرم ہوجاتا ہے حیف صد حیف تمہارے دل خدا جانے کس چیز کے بنے ہین کہ کوئی وعظ و نصیحت - خوف خدا - دنیا و عقبیٰ کی سزا کا ڈر مطلقاً اونمین اثر نہین کرتا - کیا تم سمجہے ہو کہ خدا تمہارے افعال نہین دیکہتا ہرگز نہین - وما اللہ بغافل عما تعملون - کیا اوسکی رحیمی و کریمی پر تمکو غرہ ہے اور اوسکی شان قہاری وجباری کو بہول گئے - یہان تو یہ بلوائیونکا ہنگامہ ہے اور انکا قصد و ارادہ جان لینے کا ہے مگر وہان ہمارے خلیفہ برحق صاحب حیا و ایمان امیرالمومنین ذی النورین جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا صبر و استقلال - تحمل وعدم اضمحلال قابل تعریف ہے کہ آپنے رسول خدا کی وصیت کو کس طرح نباہا - ان خلیلی عہد الی وانا صابر علیہ پر پورا عمل کرکے دکہلادیا لباس خلافت جو عطیہ پروردگار تہا حسب فرمودۂ نبی مختار مرتے دم تک نہ اوتارا یہہ آپ ہی کی شان تہی اور آپ ہی کے نور عرفان و روشنی ایمان کا اثر تہا جس نے اس مہلکہ مین آپ کو ثابت قدم رکہا اور کیون نہ ہوتا آپکے واسطے تو شوق شہادت نے یہہ تمام مصائب و تکالیف دنیوی شیرین کردیئے تہے تلخی مصیبت کو آپ حلاوت جانفزا سمجہتے تہے - دنیاے دوروزہ کی تکلیف ناپائدار نظرون مین ہیچ تہی - صبر

جو بصورت صبر (ایلوا) ہے بلکہ درحقیقت اس سے بہی زیادہ تلخ ہے۔ آپ اس مین مردِ میدان رہے ظلم وجفا کا تحمل جو خاصۂ انبیاء کرام ہے بہ برکت صحبت حضور نبوی آپنے معتد بہ حاصل کیا اور اس مین آپنے اپنے کو ایک نمونہ ثابت کر دکہایا۔ اگر آپ چاہتے تو ادنیٰ اشارہ مین آپکے مددگار و انصار اس فرقہ اشرار کو تلوار کی گہاٹ اوتارتے اور یہہ لوگ اپنے بدکرداری کی سزا قرار واقعی پاتے مگر نہین۔ خلیفۂ رحمدل نے رحم سے کام لیا۔ مدینہ منورہ کی حرمت اور مسلمانونکی جانونکی قدر کی۔ رضاے مولیٰ مین ہمہ تن سر تسلیم خم کر دیا اور اوسکی مرضی وخوشی کے تابع ہو کر اپنی جان اوسی کے حوالہ کی۔

فنائے خویش بشمع و چراغ مے جوید	ہلاک جرأت پروانہ ام کہ در رہ عشق

اب ہم صبر اور اوسکے فضائل اور اقسام ومدارج ذکر کرتے ہین۔ صبر کے معنی تو معلوم ومشہور ہین محتاج بیان نہین۔ صبر کے بہت اقسام ہین۔ ایک صبر تو وہ ہے جو بندے کے کسب و اختیار مین ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو بندہ کے کسب و اختیار سے باہر ہے قسم اول دو طرح پر ہے۔ خدا کے احکام بجالانے مین جو تکلیف گذرے اوسکو برداشت کرنا۔ جیسے نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ۔ جو باتین شرعًا ممنوع ہین اونسے باز رہنا۔ قسم دوم۔ جو بندہ کے اختیار مین نہین اوسپر صبر کرنا۔ اوسکی مثال تقدیرات الٰہی۔ مرض۔ فقر و فاقہ۔ موت۔ انکی تکالیف ومشقت برداشت کرنا۔ پہر صبر کے چار اقسام ہین۔ اول احکام خداوندی بجالانا۔ امور منہیہ سے باز رہنا۔ دوم یسر وسرور چلے جانے پر یا کسی آنے والی مصیبت کے اندیشہ سے غم نہ کرنا۔ سوم۔ جو شئے مرغوب خاطر ہے اوسکا انتظار کرنا یا کسی امر شدنی تکلیف آیندہ کا خوف رکہنا چہارم۔ آئی ہوئی مصیبت یا امر خوفناک پر تحمل و برداشت کرنا۔

جملہ اقسام صبر ہر مذہب ہر ملت مین۔ کیا مؤمن کیا کافر سب کے نزدیک محمود ہین
چند اقوال مطلق صبر کی فضیلت مین نقل ہوتے ہین۔ اکثم بن صیفی کا قول ہے۔ جسنے
صبر کیا فتح پائی۔ (یعنی مصیبت پر صبر کرنے سے بالآخر مصیبت و رنج دفع ہو کر آرام و
راحت نصیب ہوگی یا اگر اس صدمہ مین جان گئی تاہم مصیبت کا خاتمہ ہو گیا اور
صبر کا ثواب پایا) حدیث شریف مین ہے۔ صبر باعث روشنی ہے اور اسکے ذریعہ سے
امید کشود کار ہے۔ صبر سختیون کا پردہ پوش ہے۔ بڑی اور مشکل کامون مین اس سے
مدد ملتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ بہترین اسباب۔ شدت مصیبت کے وقت
صبر کرنا ہے۔ جناب عمر فاروقؓ فرماتے ہین۔ اگر صبر و شکر مجسم بصورت سواری ظاہر
ہون تو مین دونون مین سے جسپر چاہے سوار ہون مجھکو اور کسی کی پرواہ نہو گی۔
صبر کے چار اقسام جو مذکور ہوے اونکے فضائل ہم لکھتے ہین۔

فضائل قسم اول یعنی احکام خدا بجالانا۔ منہیات سے باز رہنا۔ اس صبر کی
بدولت فرائض ادا ہوتے ہین۔ امور مستون پورے طور سے تعمیل پذیر ہوتے ہین
آیہ کریمہ انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب یعنی صبر کرنے والونکو اجر
بیحساب ملیگا۔ جناب علیؓ فرماتے ہین۔ صبر کا قرب و اتصال ایمان سے ایسا ہے جیسا
انسان کے دھڑ سے سر۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہین۔ دنیا سے کوچ کرنا مسلمان
کے نزدیک آسان و سہل ہے اور خدا کی طلب مین دنیا ترک کرنا سخت مشکل ہے۔ خواہش
نفسانی چھوڑ خدا کی طرف رجوع کرنا سہل ہے اور اللہ تعالی کی محبت مین اور اوسکے
ساتھ صبر کرنا امر دشوار ہے۔ کسی نے حضرت جنیدؒ سے صبر کے معنی پوچھے۔ جواب دیا
تلخی مزہ سے لیکر پینا اور چہرہ پر شکن نہ آنا۔ حضرت خواصؒ کا قول ہے۔ احکام خدا

ورسول پر قایم رہنا صبر اسی کا نام ہے۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے حضرت قاسم بن محمدؓ سے وصیت کی خواہش کی۔ فرمایا مصیبت و تلخی و تکلیف کی جگہہ صبر کرو۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین صبر دو طرح ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ ممنوعات شرعیہ سے باز رہنا دوسرا صبر اعلیٰ و افضل ہے (کیونکہ اس مین نفس کشی ہے) صبر حالت خوف و امید مین مختلف ہوتا ہے کیونکہ جس شے کا خوف ہوتا ہے انسان اوس سے بھاگتا ہے اور اوسکے علیحدہ ہونے مین صبر کرتا ہے اور جو شئے مطلوب ہے اوسکی طلب مین تکلیف و محنت گوارا کرنا اور بامید کامیابی جان لڑا دینا ہی صبر ہے۔

فضائل قسم ثانی۔ اگر تم سے کوئی چیز گم ہو جاوے یا مصیبت کا پیش آوے اس مین جو صبر ہوگا تو اوس سے گونہ راحت و فرحت حاصل ہو گی۔ ثواب علیحدہ ہے اب دو حال سے خالی نہین۔ اگر گم شدہ چیز پر یا آنے والی مصیبت پر صبر کیا اور رنج وغم کو دل سے الگ رکھا بلکہ دل سے شکر خدا کرتا رہا تو جزع و فزع مین جو تکلیف ہوتی ہے اوس سے راحت پائی اور اگر صبر نہ کیا تو گھبرانے اور رونے پیٹنے سے گئی ہوئی چیز واپس نہو گی۔ مفت کا ثواب بھی ہاتھہ سے کھویا بلکہ اولٹا گناہ اپنے سر لیا جناب علیؓ نے اشعث بن قیس سے اونکے بیٹے کے مرنے پر تعزیۃً فرمایا۔ اگر تم غم و رنج کروگے تو یہ مقتضائے محبت رشتہ قرابت ہے اور اگر صبر سے کام لوگے تو خدا کے نزدیک ثواب ہے اور دنیا مین اپنے بیٹے کا بدلا پاؤ گے۔ اس صورت مین اجر صبر کیون ہاتھہ سے دو کیونکہ جو ہونیوالا تھا ہو چکا اب رونے دھونے سے کیا نتیجہ۔ اسی مضمونکو ابو تمام شاعر نے نظم کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

جناب علیؓ نے اشعث سے تعزیت مین فرمایا۔ آپکو خوف تھا کہ صدمہ رنج سے

وہ گناہ مین نہ مبتلا ہون۔ اگر مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کروگے تو خدا کے نزدیک اجر عظیم پاؤگے اور مثل بے زبان جانورون کے غم وغصہ کرنے کے بعد تسلی ہو ہی جاویگی۔ ہمکو خدا نے مرد بنایا اور مشقت اور تکلیف برداشت کرنیکی ہدایت فرمائی اور رونے پیٹنے کو تو یہ بیوہ عورتین ہین۔

قدما کا قول ہے صبر شوق مین۔ صبر خوف مین۔ صبر زہد مین۔ صبر انتظار موت مین۔ جو جنت کا مشتاق ہے وہ خواہش نفسانی پر صبر کرتا ہے۔ جو دوزخ سے خائف ہے وہ حرام کام سے باز رہتا ہے جو دنیا کی طرف مائل نہین وہ مصیبت کو کچھ سمجھتا ہی نہین۔ جو موت کو ہر وقت پیش نظر رکھتا ہے وہ گناہون سے کنارہ کش ہوتا ہے۔

قسم ثالث۔ خوفناک پیش آنے والی مصیبت کے اندیشہ و تردد سے اگر صبر کرکے راضی برضا رسولی ہوکر خاموش بیٹھہ رہے تو اس صبر کی برکت سے عجب نہین کہ وہ مصیبت ٹل جاوے اور صبر کا ثواب پاوے اور جو شئے مرغوب و مطلوب ہے اسکے طفیل مین مل جاوے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ اگر گرفتار مصیبت بامید دفع صبر کرے تو اوسکو ثواب عبادت ہے۔ جب کسی آفت سماوی یا ارضی کا خوف ہو ایسی حالت مین صبر کرنیسے فی الحال راحت ہوتی ہے اور خدا سے امید اور حسن ظن رکھنا باعث ثواب عظیم ہے۔ جزع و فزع مین بخیال مصیبت آیندہ ابھی سے غم مین پڑنا اور اپنے بدن کو گھلانا۔ خدا کے ساتھہ بدگمان ہونا۔ گنہگار بننا اور مستحق عذاب ہونا ہے

قسم رابع۔ آئی ہوئی مصیبت پر صبر کرنا۔ اس حالت مین اگر صبر و استقلال سے کام لے اور ہوش وحواس درست رکھے۔ تو دفع مصیبت کے اسباب اور حیلے پیدا کرسکتا ہے اور دشمن کی تدبیرون اور مکر کا جواب مناسب دے سکتا ہے۔ اس

صبر کی فضیلت مین یہہ آیات کریمہ وارد ہین۔ وتمت کلمة ربك علی بنی اسرائیل بما صبروا۔ بنی اسرائیل پر انکے صبر کرنے سے خدا کی بات پوری ہوگئی۔ واصبرو ماصبرك الا باللہ۔ اور صبر کر اور صبر تو اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ واصبر علی ما اصابك ان ذلك من عزم الامور۔ اور مصیبت پر صبر کر۔ البتہ صبر بڑے کام کا ہے۔

اسی لفظ صبر سے یہہ الفاظ ماخوذ ہین۔ مُتَصَبِّر۔ بہ تکلف صبر کرنیوالا جو مصیبتوں مین صبر کرے ایسا شخص کبھی صبر کر لیتا ہے اور کبھی صبر سے عاجز ہو جاتا ہے۔ صابر۔ وہ شخص ہے جو نہ شکوہ کرے اور نہ صبر کرنے سے تھکے۔ صبار۔ وہ شخص ہے کہ اگر تمام دنیا کی بلائین اور مصیبتین اسپر آپڑین یہہ بکشادہ پیشانی برداشت کرے۔ زبان سے شکوہ وشکایت کا ایک حرف بھی نہ نکالے اگرچہ بتقاضاے بشریت تکلیفوں سے ضعیف وناتوان ہو جاے۔ صبور۔ وہ شخص ہے جو ان مقامات پر ثابت ہو۔ (سراج الملوک علامہ طرطوشیؒ)

جناب عثمانؓ نے بیشک درجہ انتہاے صبر اختیار فرمایا اور آپ مستحق خطاب صبار وصبور کے ہوے۔

بی بی نائلہ کی پریشانی کس طرح رقم ہو سکتی ہے۔

کلیجہ تھام لوگے جب سنوگے	نہ سنواے خدا شیون کسی کا

جس کے سر کا تاج برباد ہونے والا ہو۔ جسکے سردار ومالک خانمان وحاکم دل وجان پر صرصر فنا کا جھونکا چل گیا ہوا اور ایک دم مین شجر حیات تبر جفا سے قلم ہونے والا ہو جس کی آسائش دنیوی وراحت زندگانی کے باغ پر بہار کو دست ظلم خزان تاراج

کر رہا ہو۔ جسکے خلیفہ ایسے شوہر پر خنجر ظلم چلنے والا ہو۔ جسکے پیارے خاوند کے قتل کا سامان ہو۔ جسکے دلدار و دلبر نازبردار زوج کے گلے کو ظالم کاٹنے والے ہون۔ جسکے دل و جان کے مالک مظلوم کو بیدرد قسائی ذبح کرنا چاہتے ہون اور جسکو یہہ خوف لگا ہو کہ وہ اپنے پیارے اور عزیز والی وارث کو ابھی تھوڑی دیر مین زمین پر بسمل تڑپتا دیکھی گی۔ جسکے پیش نگاہ ہو کہ ابھی یہہ سر جو اوسکے زانو پر ہے کچھ دیر بعد خاک و خون مین پڑا ہو گا اور باوصف اسکے وہ مجبور و لاچار اور بیبس و بے قابو ہو۔ کسیطرح حفاظت و حمایت نہ کرسکتی ہو۔ بھلا ایسی عورت کے رنج و غم و اندوہ بیم کی کیا انتہا ہو گی۔ کون اندازہ کرسکتا ہے اور کس زبان سے بیان ہو سکتا ہے۔ بس وہ جانی یا اوسکا دل۔

تا کہ خوریم غم پئے تسکین درد خویش		گویم بخود کہ در ازل این شد نصیب من

آہ۔ یہ واقعہ شہادت بھی مجھہی کو لکھنا ہے۔ مجبور با دل بریان و چشم گریان قلم شکستہ پا سے یہہ میدان وحشت ناک و بیابان المناک طے کرتا ہون۔

دیدہ را پردۂ خود کردہ بدیدن رفتم		پنبہ بر گوش نہادم بہ شنیدن رفتم

اس داستان خون فشان اور قصۂ پر غصہ کو ارباب تاریخ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب بلوائی آپکے حرم سرا مین داخل ہوئے تو ایک شخص کو آپکے قتل کے واسطے بھیجا۔ اوس نے آپکے سامنے آکر کہا۔ اگر تم اب بھی خلافت سے دست بردار ہو تو ہم تمکو چھوڑ دینگے۔ خلیفۂ مظلوم و بیکس نے جواب دیا۔ کمبخت دور رہو۔ کیا بکتا ہے خدا کی قسم مین نے کبھی نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین زنا کیا۔ نہ کبھی گایا نہ اسکی خواہش کی اور جسوقت سے جناب رسول خدا کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ کبھی یہ سیدھا ہاتھ

اپنی شرمگاہ پر نہین رکہا مین مرتے دم تک خدا کا عطیہ لباس خلافت نہ اوتارونگا اور اسی لباس کے ساتہہ اپنے خدا کے پاس جاؤنگا۔ وہ اہل سعادت کو عزت دیگا اور اہل شقاوت کو ذلیل وخوار کرے گا۔ (ابن اثیر)

ایک روایت یہہ ہے کہ وہ شخص جو آپکے پاس آیا ابو ثور فہری تہا۔ اوسکا بیان ہے کہ آپنے فرمایا۔ مجہکو خداوند تعالے نے دس فضائل عطا فرمائے ہین۔ اسلام مین چوتہا شخص ہون۔ جناب رسول خدا نے اپنی ایک بیٹی میرے نکاح مین دی۔ جب وہ مرگئین دوسری بیٹی سے میرا نکاح کردیا۔ (چار باتین وہ بیان فرمائین جو ابن اثیر کی روایت مین درج ہین۔ باقی یہ ہین) ہر جمعہ کو ایک غلام راہ خدا مین آزاد کرتا رہا اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً ناغہ ہوگیا تو اوسکے بعد آزاد کیا۔ جملہ غلامونکی تعداد جنکو مین نے آزاد کیا دو ہزار چار سو کے قریب ہے۔ مین نے کبہی چوری نہین کی۔ جناب رسول خدا کے عہد مین قرآن جمع کیا (یاد کیا یا کتابت کی) (صواعق محرقہ)

وہ شخص آپسے یہہ کلام سُنکر بلا تعرض واپس گیا۔ لوگون نے پوچہا تونے کیا کیا جواب دیا۔ بغیر قتل آپ کی خلافت نہین مل سکتی۔ آپ خوشی سے خلافت ترک نکرینگے اور آپکو قتل کرنا ہمارے حق مین حلال نہین۔

اب دوسرا شخص قبیلہ بنی لیث کا آپکے قتل کو آیا۔ وہ بہی درباب خلع خلافت آپسے گفتگو کرنے لگا۔ آپنے اوس سے فرمایا کہ تو میرا قاتل نہین ہے۔ جناب رسولخدا نے تیرے حق مین دعا فرمائی ہے کہ تو ایسے مقامات اور محل فتنہ وفساد وقتل ناحق سے محفوظ رہے۔ تو ہرگز ایسے افعال مین مبتلا ہوکر ضائع نہوگا اور جناب رسول خدا کی دعا کی برکت سے خدا تجہکو بچاتا رہیگا۔ وہ شخص بہی واپس گیا اور مجمع بلوائیان سے بالکل

علیحدہ ہوگیا۔ پہر ایک شخص قریشی آیا۔ آپنے اوس سے فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے تیرے واسطے دعاے مغفرت کی ہے تو خون حرام اور ناحق کا ہرگز مرتکب نہ ہونا۔ وہ بہی آپکی نصیحت سنکر اس مجمع اشرار سے کنارہ کش ہوا اور اپنے گہر چلا گیا۔

عبداللہ بن سلام دروازہ پر لوگون کو آپکے قتل سے روک رہے تہے اور وعظ و نصیحت سے چاہتے تہے کہ کسی طرح انکے دلونکا زنگ دور ہو۔ انکی آنکہین کہلجائین اور یہ اپنے اعمال قبیحہ پر متنبہ ہوکر اس حرکت سے باز رہین۔ آپنے مجمع بلوائیان مین جاکر بآواز بلند فرمایا۔ اے گروہ بلوائیان پر جفا ستمگر کینہ۔ بدطینت۔ بہائم سیرت۔ اپنے حرکات ناشائستہ سے باز آؤ۔ قتل امام برحق سے ہاتہ اوٹہاؤ۔ خدا کے غضب کی تلوار کو جو ابہی تک نیام مین ہے مت نکالو اور شمشیر قہر ملک جبار کو اپنے اوپر نہ چلنے دو۔ خدا کی قسم۔ اگر تم وہ تلوار نیام سے کہینچ لوگے تو پہر روک نہ سکوگے اور تا قیام قیامت پہر وہ تلوار نیام مین نہ جاویگی بلکہ تمہارے ہی اندر برابر چلتی رہیگی۔ اے کمبختو۔ تم نہین سمجہتے کہ آج کے دن تمہاری حکومت اور سلطنت فقط دُرہ کے زور سے ہے۔ اگر تم جناب عثمانؓ کو قتل کر ڈالوگے تو یہ امر سیاست بغیر تلوار کے قائم نہ رہ سکیگا۔ اے ظالمو۔ تم نہین دیکہتے کہ تمہارا شہر مدینہ فرشتونسے بہرا پڑا ہے۔ اگر تم اپنے خلیفہ مظلوم کو قتل کروگے تو فرشتے مدینہ چہوڑ کر چل دینگے اور جو خیر و برکت آج ہے وہ تمکو پہر تا قیامت نصیب نہ ہوگی۔

بقتلم چون کشند شمشیر نے از بیم جان ترسم	که طفل ست و چو بیند کشته ام ترسد ازان ترسم

بلوائیونکی تو عقل و ادراک اسوقت گم تہی بحر ضلالت و بغاوت مین سر تا پا غرق تہے انکے دلونسے مادۂ قبول حق کا اثر تک اوٹہہ گیا تہا۔ آپکا کہنا ایک نہ مانا بلکہ جہلا کر

بکمال گستاخی جواب دیا۔ اسے یہودی بچہ۔ تجھکو کیا پڑی چل اپنی راہ لے ہماری کام مین دخل نہ دے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے جب دیکھا کہ یہہ قوم ناعاقبت اندیش راہ حق سے بہت دور ہے اب وعظ و پند کا موقع نہین رہا مجبور واپس تشریف لیگئے۔

وعظ من گرد فشانندۂ عصیان نشود		آستین شکر آلود مگس ران نشود

گروہ بلوائیان آپکے مکان مین اسی فکر مین تہا کہ جلد کام تمام کیا جاوے۔ کئی اشخاص باری باری گئے اور واپس آے۔ ان سب کے بعد محمد بن ابی بکرؓ پہونچے۔ آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تھے انکو دیکھکر نہایت نرمی سے فرمایا اے محمد بن ابی بکرؓ کیون میری جان کے پیچھے پڑے ہو۔ کیا خدا پر غضب وغصہ کرتے ہو۔ مین نے تمہارا کون سا ایسا جرم کیا ہے جسکی پاداش مین مجھکو واجب القتل ٹہیراتے ہو۔ کیا مین نے کوئی تمہارا حق ضبط کرلیا ہے جسپر یہہ کینہ وحسد ہے۔ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ نے آپکی ریش مبارک پکڑلی اور اوسکو ہلایا۔ وثاب غلام جناب فاروقؓ جو حضرت عثمانؓ کی خدمت مین رہا کرتے تھے اوسوقت موجود تھے کہتے ہین کہ مین نے آپکے دانت بجنے کی آواز سُنی (ازالۃ الخفا) اور کہا۔ خدا تم کو رسوا کرے۔ ای نعثل { نعثل بمعنی موٹا بہدا (کنایۃً احمق) اور نعثل معنی بوڑہا احمق۔ ایک یہودی مدینہ مین تہا اوسکا نام ہے تشبیہاً جناب عثمانؓ کو کہتے تھے۔ (قاموس) } جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین نعثل نہین بلکہ امیر المومنین عثمان ہون۔ محمد بن ابی بکرؓ نے کہا۔ تمکو معاویہؓ اور ابن عامر اور فلان فلان شخصون نے نہ بچایا اور اس گاڑہے وقت مین کوئی تمہارے کام نہ آیا۔ اس بڑہاپے مین بہی تمکو خلافت کی ہوس باقی ہے۔ امیر المومنین نے ارشاد کیا۔ اسے بہتیجہ۔ اگر اسوقت تمہارے باپ زندہ

ہوتے تو میرے اس بڑہاپے کی قدر کرتے اور کبہی میری ڈاڑہی نہ پکڑتے (ابن اثیر)
اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ اے میرے بہتیجے میری ڈاڑہی چہوڑ دے۔ قسم خدا کی
یہہ ڈاڑہی تیرے باپ کے نزدیک بڑی عزت دار تہی۔ اگر تیرا باپ تجہکو اسوقت دیکہتا
توہرگز تیرے اس فعل پر راضی وخوش نہ ہوتا۔ (خمیس) یہ سنکر محمد بن ابی بکرؓ نے کہا
اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور تمکو یہہ کام کرتے دیکہتا تو وہ ان کامونکو کبہی پسند نہ کرتا
اور مجہہ سے زیادہ سختی سے تمہاری یہہ ڈاڑہی پکڑتا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکے جواب
مین فرمایا۔ مین تمپر خدائے قادر وتوانا سے مدد چاہتا ہون اور اوسیکی اعانت کا
خواستگار ہون۔

نیاز خویش ہلا ئی بخلق عرض مکن		خوش آنکہ روی بدرگاہ بے نیاز کنی

محمد بن ابی بکرؓ یہہ سنکر شرما گئے اور ڈاڑہی چہوڑ کر چلے آے۔ بعضے کہتے ہین کہ انکے
ہاتہہ مین ایک تیر تہا اوس سے آپکی پیشانی پر زخم لگا دیا مگر روایت اولی صحیح ہے۔
غرضکہ محمد بن ابی بکرؓ بلا تعرض آپ کی خدمت سے چلے گئے۔ ایک روایت یہ بہی ہے
کہ محمد بن ابی بکرؓ کا ہاتہہ کانپنے لگا اور جناب عثمان رضؓ کے فرمانے سے اونپر خوف خدا
نے غلبہ کیا یہان تک کہ رو دیئے۔ اپنی حرکت پر توبہ کی۔ وہان سے نکل آے اور کہا
خدا کی قسم اب مین نہ مارونگا نہ مارنے دونگا۔

ندیدم باریاب آستان عفو طاعت را		درجرأت زدم منت کش تقصیر گردیدم

انکے بعد ایک اور شخص آیا۔ جناب عثمان رضؓ تلاوت قرآن مجید مین مشغول تہے آپنے
فرمایا۔ میرے تیرے درمیان مین قرآن شریف ہے۔ وہ شخص بہی چلا گیا بعد ازان
ایک اور شخص آیا جسکا نام موت اسود تہا۔ اوسنے آتے ہی آپکا گلا گہونٹا پہر

واپس جاکر لوگونسے کہا۔ واللہ مین نے عثمان رضؓ کے حلق سے زیادہ کوئی نرم چیز نہین دیکھی۔ مین نے اونکا گلا گھونٹا بخدا اونکا دم رُکنے لگا یہان تک کہ اونکی جان بدن مین اس طرح روان تہی جیسے زخمی سانپ لہراتا ہے اور اوسکو مرتے وقت حرکت ہوتی ہے۔ پہر ایک اور شخص آیا۔ آپ نے اوس سے بہی فرمایا کہ میرے تیرے درمیان کتاب اللہ ہے مگر اوس نامرد نے کچہہ خیال نہ کیا تلوار کا ہاتہہ آپ پر چہوڑ ہی دیا۔ آپ نے ہاتہہ پر روکا جس سے دست مبارک کٹ گیا یا کٹ کر جدا ہو گیا۔ (شک راوی) پہر آپ نے فرمایا۔ بخدا اے لاینزال۔ یہہ وہ پہلا ہاتہہ ہے جسنے سُوَر مفصل کلام ربانی لکہی ہین۔ (ازالۃ الخفاء)

جب بلوائیون نے دیکہا کہ جو جاتا ہے وہ حضور خلیفہ کے رعب داب مین آکر ناکام واپس آتا ہے تو بالآخر ایک گروہ کمینونکا بہیجا گیا جس مین قتیرہ۔ سودان بن حمران غافقی تہے۔ غافقی نے لوہے سے آپ پر حملہ کیا اور نالائق نامرد نے کلام ربانی پر ایک لات ماری۔ قرآن شریف چکر کہا کر جناب عثمان رضؓ کی گود مین گرا۔ آیہ کریمہ۔ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم (ترجمہ۔ قریب تیری طرف سے کافی ہوگا اونکو اللہ تعالےٰ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) پر خونکا قطرہ گرا۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جناب عثمان رضؓ سے فرمایا۔ تم مظلوم شہید ہو گے اور تمہارے خون کا قطرہ آیہ کریمہ۔ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر گریگا حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ خون کا نشان ابتک قرآن مجید مین ہے۔ (خمیس)۔

(راقم) مشہور ہے کہ یہہ قرآن شریف ابتک مدینہ منورہ مین موجود اور بنام مصحف

مصحف امام معروف ہے) پہر سودان سیاہ باطن نے تلوار چلائی۔ بی بی نائلہ آپ پر جھک پڑین اور تلوار کو ہاتہہ پر روکا۔ اونکی اونگلیان کٹ گیئن۔ پہر اوس مردک نے دوسرا وار کیا جسکے صدمہ سے روح مقدس جناب امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ندا ملاء اعلیٰ۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ سنکر لبیک کہتی ہوئی جسد عنصری سے پرواز کرکے جنت الفردوس مین پہونچی اور آپ جام شہادت نوش فرماکر شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسے نور دیدہ رفتی وبے نور دیدہ ماند	مژگان چو آشیانہ مرغ پریدہ ماند

حضرات ناظرین! مین نے اپنے دل پر جبر کرکے نہایت ضبط وتحمل سے یہ چند سطور لکہی ہین۔ میرے امکان مین نہین کہ اس نمونہ محشر کا واقعہ بالخصوص اسوقت کی بیتابی وبیچینی جو گذری اوسکا حسرتناک سین آپکو دکہلا سکون ہیچ تو یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ رحیم کریم ہے۔ سبقت رحمتی علی غضبی (میری رحمت وشفقت میرے غضب سے بڑہگئی ہے) اوسکی شان ہے ورنہ اس گروہ اشرار کو زمین نگل جاتی۔ آسمان انپر پہٹ پڑتا۔ فلک سے انگارے برستے اور انکے وجود نامحمود کو نیست ونابود کر دیتے۔ جو کچہ آفت ارضی وسماوی انپر آجاتی کچہ بعید نہ تہا۔ واے صد والے۔ اس گروہ اشقیا نے اپنے سر کے تاج کو دست ظلم سے کسطرح خاک پر ڈالکر برباد کیا۔ اپنے خلیفہ مظلوم کو کس بیدریغی کے ساتہہ خنجر بیداد سے قتل کیا۔ ہے ہے۔ انکا امام۔ انکا سردار۔ انکا حاکم۔ انکا سرپرست۔ انکا مہربان جو باوصف قدرت وامکان کے انکی زیادتیان اور جور وجفا انکو کس تحمل سے

ستھاہا شپ انکو ذرہ برابر بھی رحم نہ آیا۔ کسیکا کیا بگڑا خود یہہ ہی لوگ دنیا مین تا قیام قیامت مطعون خلائق رہے اور دار مکافات مین دیکھین گے کہ انکی دنیا کی کمائی کیا رنگ لائی اور کیا نفع دیا۔ یہہ دار دنیا جو دراصل مزرعۃ الآخرۃ ہے اس کھیت مین انھون نے کیا بویا اور انکی کھیتی کیا برگ و ثمر لائی اور انکے کیا ہاتھ آیا۔ ابھی کیا ہے غفلت کے پردے پڑے ہین۔

برو ز حشر شود ہمچو صبح معلومت	کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

امیر المومنین جناب عثمانؓ کا تو کچھہ نقصان نہ ہوا۔ دنیوی فضیلت آپکی ظاہر ہے اور آخرت کے مدارج جو آپکو نصیب ہونگے یہہ شرف شہادت اوسپر مستزاد ہوگا

رنجہ کردی ساعد و خون ہا کی ریختی	تا قیامت شرمسار دست و بازو توام

آپ پر جو ظلم و ستم ہوا وہ تھوڑی دیر کا تھا اور جو تکلیف و مصیبت تھی وہ گذر گئی۔

پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد	بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

اب آپ کے واسطے روحؔ و ریحان و جنت نعیم ہے۔

دیکھا ہی ایسا صابر کوئی بہی اس جہان مین	تلوار آ دی سر پہ ہو ذکر جان جان مین
بہو کا ہو سارے دن کا پیاسا ہو رات بہر کا	ہو صبح شغل قرآن اور فکر ندر جان ہین

عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب آپ کی روح پر فتوح طائر گلزار جنان ہوئی تو آپکے مکان مین یہ آوازین سب نے سنین مگر کہنے والا نظر نہین آیا۔ الیشر یا ابن عفان بروح و ریحان و برب غیر غضبان البشر یا ابن عفان بغفران و رضوان ترجمہ۔ اے ابن عفان تمکو باغ جنت اور خوشبودار پہولونکی بشارت ہوا اور اپنے

پروردگار سے ملو جو نہایت درجہ تم سے خوش ہے۔ اے ابن عفان تمکو مغفرت و رضائے خداوندی کی بشارت ہو۔ (شواہد النبوۃ نسخہ قلمی)

وذی النورین والبرھان والحلم والندی	خشوع وللقرآن تال مجمع
تمنوت الدیاجی والعیون مسہرۃ	بلذۃ عیش بالتہجد مولع

ترجمہ۔ جناب عثمانؓ ذی النورین ہین اور صاحب برہان وحلم وسخاوت۔ صاحب خشوع جامع قرآن اور اوسکی تلاوت کرنے والے ہین۔ آپ اندہیری راتون مین عبادت الٰہی کرتے اور تہجد مین مشغول رہتے اوسوقت کہ اور لوگونکی آنکہین دنیوی عیش ولذات مین جاگتی ہوتین۔

والصائم المحمود مشہد لا	عثمان ذی النورین فی قتلہ جادوا
اشرار قوم من الارذال فی دمہ	فی مصحف ظل للفجار فجارہ

عثمانؓ روزہ دار شب بیدار تہے۔ آپکی شہادت محمودہی ایسے بزرگ کے قتل مین ظلم کیا۔ وہ لوگ بری قوم کمینہ تہی۔ ان بدکارونکی شرارت سے آپکا خون قرآن پر بہنے لگا۔ (تاریخ یافعیؒ)

روایت ہے کہ جب آپ زخمی ہوے۔ بی بی نائلہ نے آپکا سر مبارک اپنے زانو پر رکہہ لیا اور بچانے کی غرض سے آپ پر جہک گئین۔ ایک شوخ دیدہ بیباک نے انکی طرف دیکہہ کر کہا۔ دیکہو یہہ عورت کیسی موٹی ہے اسکے سُرین کسقدر بڑے بڑے ہین۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے یہہ بات سنکر اپنے دل مین کہا۔ یہہ کمبخت دنیا کے کُتے ہین آپ کے قتل سے انکا مطلب صرف حصول دنیا ہی۔ (ازالۃ الخفاء)

دوسری روایت مین یہہ ہے کہ بعد شہادت آپ کے بی بی نائلہ اپنی چادر وغیرہ آپ کو اوڑہا کر پاس بیٹہ گئین کہ ایک نابکار مرد آیا جسکے ہاتہہ مین ننگی تلوار تہی

اوسنے کہا خدا کی قسم مین عثمانؓ کی ناک کاٹونگا۔ یہہ کہکر بی بی نائلہ سے مزاحمت کرنے لگا۔ اونہون نے اوسکی تلوار کی باڑ پکڑ لی مگر اونکا ہاتہہ کٹ گیا۔ بی بی نائلہ نے رباح آپکے غلام کو جسکے ہاتہہ مین جناب عثمانؓ کی تلوار تہی پکارا اور کہا مجھکو اس نالائق کے شر سے بچا اور میری مدد کر۔ رباح نے لپک کر ایک ہاتہہ تلوار کا ایسا مارا کہ وہ نامرد جہنم واصل ہوا۔ (خمیس)

اوپر کی روایات سے واضح ہے کہ آپکا قاتل سودان ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ جسنے آپکے قتل کا بیڑہ اوٹہایا وہ کنانہ بن بشر تجیبی ہے۔ الغرض سودان سیاہ رو جب آپکو قتل کر چکا تو اوسکو بہی آپکے ایک غلام نے ایک ہی ہاتہہ مین جہنم رسید کیا۔ (ابن اثیر) بلوائیونکا آپکے مکان مین داخل ہونا اور آپکو شہید کرنا کچہہ ایسی عجلت کے ساتہہ اور تہوڑے وقت مین ہوا کہ دروازہ والونکو خبر نہونے پائی اور نہ اون لوگونکو جو چہت پر تہے اطلاع ہوئی اتفاقاً جو دو چار غلام آگئے تو وہ بہی بعد شہادت کے ان بلوائیون سے مصروف ہوگئے جیسا واقعات اور روایات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ بعد شہادت جناب عثمانؓ آپکے غلامون نے قاتلین سے مقابلہ کیا جس مین بعض غلام اور بعض بلوائی کام آے۔ جس غلام نے سودان کو قتل کیا تہا اوسکو قتیرہ نے مار ڈالا۔ دوسرے غلام نے قتیرہ کو بہی واصل بجہنم کیا۔ پہر بلوائی ہجوم کر کے گہر لوٹنے لگے اور جو کچہہ کپڑے زیور رہا تہہ آیا لوٹ لیا۔ کلثوم تجیبی نے بی بی نائلہ کی چادر چہین لی۔ ایک غلام نے پہونچکر کلثوم کو ایک ہی وار مین ختم کر دیا۔ بدنہاد جب گہر کا مال واسباب لوٹ چکے عمرو بن الحمق نے آپکے سینہ بے کینہ پر براہ بغض و عناد نہایت نامردی سے نو نیزے مار کر کہا ۔ ان مین سے تین نیزے تو مین نے

اللہ کے واسطے مارے ہین اور یہہ اسوجہ سے کہ میرے دل مین اسکی طرف سے غبار تھا (واہ رے مردک اچھا غبار نکالا) بعد اسکے بلوائیون نے آپکا سر کاٹنا چاہا۔ نائلہ ام البنین۔ چلاکر لاش پر گر پڑین اور اپنے منہ پیٹنے لگین۔ ابن عدیس نے کہاکہ جانے دو سر نہ کاٹو سر سے ہمکو سروکار نہین۔ پھر عمیر بن ضابی آپ پر کودا۔ کمبخت ظالم نے آپکے نازک بدن پر ٹھوکرین مارین جس سے چند پسلیان ٹوٹ گیئن ٹھوکرین لگاتے وقت یہہ کہتا جاتا تھا۔ تمنے میرے باپ کو قید کیا تھا جو بیچارہ قید ہی مین مر گیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

بعضے کہتے ہین کہ آپ کے قتل مین دو شخص شریک ہوے۔ ابو عمرو بن بدیل خزاعی۔ اسنے چوڑے۔ تیر کے پھل سے آپکی شہ رگ گردن کاٹ دی اور کنانہ بن بشر تجیبی نے تلوار سے شہید کیا۔ آپ کے قاتل کی تعیین مین کہ جسکے زخم سے آپ شہید ہوے مورخین مین باہم اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ آپکا قاتل رومان بن سرحان کنجی آنکھ والا پستہ قد قبیلہ مراد سے ہے بعضے سودان بن حمران کو بعضے رومان یمامی کو۔ بعض رومان بنی اسد کو بتلاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ اسود تجیبی باشندہ مصر ہے۔ بعض کے نزدیک جبلہ بن ایہم ایک مصری شخص ہے بعض سودان بن رومان مرادی کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تجیبی اور محمد بن ابی حذیفہ ہین مگر محمد بن ابی حذیفہ کا ذکر صرف ایک روایت مین ہے جو دیگر روایات کے مقابلہ مین درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس مین شک نہین کہ یہہ سب لوگ گروہ بلوائیون مین سے تھے مگر قاتل ایک یا دو شخص ہونگے اسکے تعیین مین اختلاف کثیر ہے۔ ازالۃ الخفاء مین جو روایت وثاب سے مروی ہے اوسمین قاتل کا نام نہین ہے بلکہ مبہم ہے کہ چند

لوگ داخل ہوے اور آپکو شہید کیا۔ دوسری روایت مین صرف کنانہ بن لبشر تجیبی
ہے۔ تیسری روایت مین ابن بدیل اور تجیبی دو شخص ہین۔ ابن اثیر نے بہی دو شخص لکھے
ہین غافقی اور سودان بن حمران اور یہہ روایت اولی ہے۔ دوسری روایت سے
جو بلفظ قیل صیغۂ ضعف کی دلیل ہے کنانہ بن لبشر تجیبی ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ
خمیس مین ہے کہ جب محمد بن ابی بکرؓ جناب عثمانؓ کے پاس سے چلے گئے تو رومان
بن سرحان ایک شخص پستہ قد ازرق چشم قبیلہ مراد کا آپکے پاس آیا۔ خنجر اسکے ہاتہہ
مین تہا۔ آپ سے کہا۔ اے نعثل تم کس دین پر ہو۔ آپنے فرمایا مین نعثل نہین لیکن
عثمان بن عفان ہون۔ میرا دین وملت دین ابراہیمی ہے اور مین مشرکون مین نہین
اوس مردک نے کہا تم جہوٹے ہو۔ یہہ کہکر آپ کی داہنی کنپٹی پر خنجر مارا جس سے آپ
زخمی ہوکر گر پڑے۔

بلوائی گہر لوٹ کر جس درجہ مین آپ شہید پڑے تہے اوسکو بند کرکے گہر سے نکل
گئے اور پکار کر کہا۔ چلو بیت المال لوٹین مگر خبردار سب ایک ساتہہ چلنا کوئی پہلے
نہ لوٹ لے۔ محافظین بیت المال نے جب انکا یہہ قصد دیکہا سمجہے کہ یہہ لوگ طالب
دنیا ہین۔ انکے ہاتہہ سے جان بچانا ضرور ہے لہذا یہہ لوگ چل دیئے۔ بلوائیون نے
بیت المال پہ قبضہ کرلیا۔ بیت المال مین اسوقت صرف دو گہٹے تہے انکو لوٹ لیا
کہتے ہین کہ بلوائی آپ کو شہید کرکے نادم ہوے۔ (ابن اثیر) آپ کی شہادت تاریخ
اٹہارہوین یوم جمعہ ۳۵ھ ہجری کو ہوئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)
وقت کی تصریح کسی مؤرخ نے نہین کی البتہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکہتے ہین کہ عصر اور مغرب کے بیچ مین جناب عثمانؓ

شہید ہوے ہین۔ دیگر اقوال تاریخ و سنہ مین ہم آگے ذکر کرینگے۔ ہم لکھ آے ہین
کہ جسوقت بلوائی آپکے قتل کی غرض سے مکان مین داخل ہوے اوسوقت صرف
نائلہ آپکے پاس تہین۔ اونہون نے نہار شور کیا چلائین پکارین مگر اس ہنگامہ مین
کسی نے نہ سنا۔ آپ کو اتنا موقع اور فرصت نہ ملی جو خود کوٹھے یا دروازہ پر جا کر
بلوائیون کے آنیکی اطلاع کر آتین۔ علاوہ اسکے ایسے وقت مین آپ کو تنہا چھوڑ کر
جانا بہی مشکل تہا۔ جب بلوائی اپنا کام کر کے گھر سے نکل گئے بی بی نائلہ کوٹھے پر
چڑہین اور پکار کر کہا۔ لوگو دوڑو۔ جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے
ظالمون نے گھر مین گھسکر آپکا کام تمام کر دیا اس آواز کے سنتے ہی چارون طرف سے
لوگ دوڑ پڑے اور آناً فاناً تمام شہر مین اس واقعہ جانکاہ کی خبر ہوگئی۔ حضرات حسنینؓ
اور دیگر اصحاب جو دروازہ پر بلوائیون سے لڑ رہے تھے اور بدانست خود انکو
مکان مین داخل ہونے اور قتل کرنے سے روک رہے تھے یہہ آواز سنتے ہی سب کے
سب مکان مین داخل ہوے۔ آپ کو خنجر بیداد سے مذبوح پایا۔ سخت افسوس و حسرت
کے ساتھہ لاش کے گرد ہجوم کر لیا۔ اسوقت کی حالت عجب حسرتناک اور ہول انگیز
تھی۔ کوئی ایسا نہ تہا جو آپکے مظلوم شہید ہونے پر نہ روتا ہوگا۔ حضرات حسنینؓ اور
انکے ہمراہی وفور غم سے بدحواس تھے۔ گلی کوچہ مین صدائے واویلاہ وامصیبتاہ بلند تھی
ہر شخص کی زبان پر یہی تہا "افسوس خلیفہ برحق مظلوم و ناحق قتل کئے گئے" جب
اس سانحۂ ہوش ربا کی خبر جناب علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ اور دیگر اکابر صحابہ و اعیان
مدینہ کو ہوئی آپکے گھر کی طرف بتعجیل تمام دوڑ پڑے سب کی زبان پر کلمہ انا للہ
وانا الیہ راجعون تہا۔ جناب عثمانؓ کی لاشہ کو دیکھکر حضرت علیؓ بیخود ہوگئے

کثرت رنج والم سے حال زبون ہوگیا۔سب کی عقلین گم تہین اور خونناب جگر چشم گریان سے جاری تہا۔جناب علیؓ کمال غیظ وغضب مین تہے۔اپنے صاحبزادون سے فرمایا تم لوگ دروازہ پر تہے اور جناب امیرالمومنین عثمانؓ شہید ہوگئے؟ یہہ غفلت۔ تمکو توحفاظت کے لیئے بہیجا تہا۔ایسی ہی حفاظت کیا کرتے ہین؟" یہ فرماکر اوسی عالم غضب مین آپنے جناب امام حسنؓ کے منہ پر طمانچہ مارا اور جناب امام حسینؓ کے سینہ پر ایک گہونسا۔محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بہت سخت وسست کہا پہر غضبناک گہر سے باہر نکلے۔طلحہؓ اثنا راہ مین ملے۔آپ کو خیال تہا کہ طلحہؓ نے خلیفہ کے قتل مین اعانت کی ہے۔

طلحہؓ۔اے ابوالحسن۔آپنے حسن وحسین کو کیون مارا۔

علیؓ۔امیرالمومنین جیسے بزرگ اور مقدس صحابی بدری جسنے جناب سرور کائنات خاتم النبیین شفیع المذنبین کی شرف صحبت کی دولت لازوال حاصل کی قریب کے رشتہ دار۔دو صاحبزادیان آنحضرت صلعم کی جنکے نکاح مین آئین بے اثبات حجت شرعی مظلوم مقتول ہون حالانکہ یہہ لوگ دروازہ پر موجود تہے۔انسے حفاظت نہ ہوسکی وہ اس طرح شہید ہوگئے۔

طلحہؓ۔اگر جناب عثمانؓ مروان کو حوالہ کر دیتے تو یہہ نوبت نہ پہونچتی۔

علیؓ۔اگر مروان کو دے دیتے تو لوگ بلاتحقیق اوسکو مار ڈالتے۔

علیؓ۔(بی بی نائلہ کے پاس جاکر) امیرالمومنین جناب عثمانؓ کو کس شخص نے قتل کیا۔

نائلہؓ۔مین اون لوگونکو نہین جانتی البتہ اگر اب دیکھون تو پہچان لون۔اسقدر کہہ سکتی ہون کہ قاتل دو شخص تہے جنکی ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ بہی آئے تہے

اور محمد بن ابی بکرؓ اور جناب عثمانؓ سے جو گفتگو ہوئی تھی کہہ سُنائی۔

علیؓ۔ (محمد بن ابی بکرؓ کو طلب فرما کر) بی بی نائلہ کہتی ہین کہ تم قتل مین شریک تھے

محمد۔ بی بی نائلہ سچ کہتی ہین۔ مین ضرور آیا۔ اور بخدا اونکے قتل کا ارادہ کر کے آیا تھا مگر جناب عثمانؓ نے میرے باپ کو یاد دلایا لہذا مین نادم ہو کر چلا گیا اور مین اب توبہ کرتا ہون اور جو کچھہ بے ادبی جناب عثمانؓ کیخدمت مین مجھسے سرزد ہوئی اوس سے نادم ہون۔ خدا کی قسم مین نے نہ آپکو قتل کیا اور نہ آپکو پکڑا۔

نائلہؓ۔ محمد بن ابی بکرؓ سچ ہین۔ درحقیقت یہہ چلے گئے مگر دونون قاتلونکو انہون نے بلا لیا تھا۔

(آخری فقرہ بی بی نائلہ کی زیادتی ہے) پہر جناب علیؓ نے مروان کو طلب کیا وہ نہ ملا معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے کو لیکر بہاگ گیا۔ (صواعق۔ عقد الفرید۔ خمیس)

جناب عثمانؓ کے سنہ شہادت مین تو اختلاف نہین بالاتفاق ۳۵ھ ہے البتہ ابن اثیر کی ایک روایت مین ۳۶ھ ہے مگر وہ روایت شاذ معلوم ہوتی ہے اور ماہ ذیحجہ مین آپکی شہادت متفق علیہ ہے کسی نے اس مین خلاف نہین کیا ہان تاریخ شہادت مین اقوال مختلف ہین۔

علامہ واقدیؒ کا بیان ہے کہ آٹھہ یا سات تاریخ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ کو شہادت ہوئی۔ ابو عثمان نہدی کا قول ہے کہ وسط ایام تشریق (یعنی نو سے بارہ تک) مین یہہ واقعہ پیش آیا۔ بعض اٹھائیس ذیحجہ یوم جمعہ کہتے ہین۔ یہہ روایت بہی واقدیؒ سے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ تاریخ بارہ یا تیرہ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہین

گیارہ برس گیارہ مہینے بائیس دن ۔ شہادت جناب عمر فاروق رضؓ کے بعد آپ شہید ہوے ہین اور پچیس برس بعد وفات آنحضرت صلعم کے یہہ واقعہ پیش آیا۔ جُبدہ کا دن تہا اور یوم شنبہ کو بعد ظہر دفن ہوے۔ ہمنے جو تاریخ اور دن اوپر لکہا ہے وہ بروایت ابن اثیر و ابن خلدون ہے جو متفق علیہ اکابر اہل تاریخ اور روایت مشہور و معروف ہے۔

مدفن و اسامی شرکاء نماز جنازہ و وقت دفنؓ

جب صحابہ کرام کو اس سانحہ ہوش ربا اور واقعہ عبرت افزا کے صدمہ سے فی الجملہ سکون ہوا اور گریہ وزاری سے بالآخر صبر و شکیبائی اختیار کی تو حکیم بن حزام قرشی۔ جبیر بن مطعم جناب علی کرم اللہ وجہہ کیخدمت مین آے اور دربارہ تجہیز و تکفین جناب عثمان رضؓ آپ سے گفتگو کی۔ آپنے اجازت دی چنانچہ وقت شب مابین مغرب و عشا آپکا جنازہ لیکر نکلے حضرات زبیرؓ۔ امام حسنؓ۔ ابوجہمؓ بن حذیفہ۔ مروان ہمراہ جنازہ تہے (مروان کی شرکت سمجھہ مین نہین آتی اولاً تو وہ خود معرکہ مین الیسا زخمی ہوا تہا کہ لوگ اوسکو اوٹہا کر لیگئے اسقدر جلد اچہا ہوجانا کسیقدر بعید معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے ایک روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مروان اپنے لڑکے کو لیکر مدینہ سے نکل گیا تہا) بلوائیون نے راہ روکی دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑہنے سے تعرض کیا اور راہ مین پتہر لیکر بیٹہے۔ جناب علی رضؓ نے یہہ خبر پاکر کچہہ لوگ بہیجدیئے تاکہ بلوائیونکو مار کر دفع کرین۔ الغرض جبیر بن مطعم نے نماز پڑہائی اور بعضے کہتے ہین کہ حکیم بن حزام نے نماز پڑہائی تہی اور جنۃ البقیع کے باہر حش کوکب مین دفن کیا۔ بنابراس روایت کے آپ شب شنبہ کو دفن ہوے اور یہی قول معتبر ہے

اور ایک روایت مین ہے کہ آپکے جنازہ کے ساتھہ حضرت علیؓ۔ طلحہؓ۔ زید بن ثابت
کعبؓ بن مالک اور دیگر صحابہ کبار بہی تہے۔ آپ کو غسل نہین دیا گیا اور نہ دوسرا کفن
پہنایا بلکہ اوسی لباس خون آلودہ مین جو زیب بدن تہا حسب دستور شہدا دفن ہوے
بعضے کہتے ہین کہ آپ جنۃ البقیع کے اوس حصہ مین جو حُش کوکب کے متصل ہے مدفون ہوے
ہین۔ یہہ مقام حُش کوکب اوس وقت جنۃ البقیع سے علیحدہ اور احاطہ بقیع سے باہر تہا
جب حضرت معاویہؓ کا زمانہ ہوا دیوار حائل توڑوا کر حُش کوکب کو بقیع مین داخل کر دیا
اور عام مسلمانونکو اس حصہ مین قبرین بنانے اور دفن ہونے کی اجازت دی چنانچہ
جناب عثمانؓ کی قبر کے گرد مسلمانون کی بہت سے قبرین ہوگئین اور رفتہ رفتہ یہہ حصہ
جنۃ البقیع سے ملکر ایک ہوگیا اور اب دونون مین کوئی فرق نہ رہا اور بعضے کہتے ہین
کہ جناب عثمانؓ تین روز تک بے گور و کفن پڑے رہے بعد اسکے دفن ہوے ہین۔
(ابن اثیرؒ و ابن خلدونؒ)

تاریخ اور وقت دفن مین قول محقق مبحث مطاعن عثمانی مین ہم ذکر کر چکے ہین اور
آپکے جنازہ پر فرشتونکا آنا بہی بیان کر آے ہین۔ اس جگہہ ضرورت اعادہ کی نہین۔
اب ہم اور اقوال دیگر کتب تواریخ سے نقل کرتے ہین۔ ریاض النضرۃ مین ہے کہ جس دن
جناب عثمانؓ شہید ہوے لوگونکو دن مین موقع تجہیز و تکفین کا ملا نہین اسواسطے وہ
دن اسی طرح گذر گیا البتہ جب رات کا وقت آیا تو لوگون نے آپ کو ایک دروازہ کی
کواڑ پر رکہکر اُٹہایا اور قبرستان لے چلے۔ راہ مین بلوائی متعرض ہوے اور دفن
کرنے سے روکا۔ بالآخر ایک قبر مین جو پہلے سے کہدی ہوئی تیار رہی تہی دفن کر دیا
امام واقدیؒ وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ آپکو ایک تختہ پر رکہکر لے گئے ہین۔ جبیر بن مطعم نے

نماز پڑہائی انکے علاوہ تین آدمی اور کل چار شخص نماز اور دفن مین شریک ہوے۔
بعض کہتے ہین کہ مسورؓ بن مخرمہ نے نماز پڑہائی۔ بعض روایات مین حکیم بن حزامؓ
اور ایک روایت مین حضرت زبیرؓ نے حسب وصیت جناب عثمانؓ نماز پڑہائی ہے اور
بعض روایات سے آپکے صاحبزادہ عمرو بن عثمان نے نماز پڑہائی۔

حکیم بن حزامؓ کا نسب یہ ہے۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی
اسدی مکی۔ کنیت آپ کی ابوخالد ہے۔ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بھتیجے ہین۔ بروز
فتح مکہ اسلام لائے اور شرف صحبت نبوی سے فیضیاب ہوے۔ جسوقت آپ اسلام لائے
آپکا سن چہہتر برس کا تہا۔ ۵۴ھ یا اسکے بعد تک زندہ رہے۔ آپ علم نسب کے عالم
تہے (تقریب التہذیب)

آپ کا اسلام بہت اچہا ہوا۔ اسلام مین نیک کامونکی عادت تہی۔ روایت ہے کہ
آپ سو غلام راہ خدا مین عرفہ کے دن (نوین تاریخ ذیحجہ کو) آزاد فرماتے تہے اور
دسوین ذیحجہ کو سو اونٹ قربان کرتے تہے۔ آپ بحالت طواف بیت اللہ مین یہ فرماتے
تہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ نعم الرب ونعم الالہ احبہ
واخشاہ۔ ترجمہ۔ نہین کوئی معبود برحق مگر خدا اے وحدہ لاشریک ہے اچہا
پروردگار اچہا معبود ہے مین اوسیکو چاہتا ہون اور اوسی سے ڈرتا ہون (استیعاب)

بروایت امام واقدیؒ حضرت عثمانؓ شب شنبہ کو بمقام حش کوکب مدفون ہوے اور
آپ کی قبر (بخوف اہل فتنہ) زمین کے برابر کر دی گئی۔ کوکب ایک انصاری کا نام
ہے یہ زمین اوسکی تہی جناب عثمانؓ نے اوس سے خرید لی تہی۔ سب سے پہلے آپ ہی کی
قبر اس زمین مین بنی ہے۔

جناب صبحی پاشا لکھتے ہین کہ اولاً آپ حش کوکب مین دفن کیئے گیئے بعد اشاد ان
بحکم جناب علیؑ آپکا جسم مبارک حش کوکب سے نکالکر مقام جنۃ البقیع مین دفن کیا گیا۔
مگر دفن کرنیکے بعد پہر قبر سے نکالنے اور دوسری جگہہ دفن کرنے کی کوئی وجہ دریافت
نہین ہوتی اور اس کتاب کے سوا دوسری کتب تواریخ معتبرہ مین بہی یہہ روایت
نظر نہین آتی لہذا روایۃً ودرایۃً روایت ہذا پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ آپکے دفن مین پانچ یا چہہ اشخاص تہے۔ جبیر بن مطعم حکیم
بن حزام۔ یسار بن مکرم تو مردون مین سے اور عورتون مین سے نائلہ بنت فرافصہ۔
ام البنین بنت عقبہ جناب عثمانؓ کی بیویان۔ یسار اور جبیر دونون قبر مین اوترے اور
حکیم۔ نائلہ۔ ام البنین نے اوپر سے آپ کو لٹکا دیا اور بعد دفن کے قبر مخفی کردی۔
امام حسنؑ فرماتے ہین۔ مین آپکے دفن مین شریک تہا۔ آپ خون آلودہ کپڑونکے
ساتہہ دفن کیئے گیئے۔ ایک روایت مین ہے کہ آپ تین روز تک دفن نہ ہوسکے پہر
رات کے وقت بارہ شخص آئے۔ منجملہ اونکے کچہہ عورتین تہین اور حویطب بن عبد العزیٰ
حکیم بن حزام۔ عبد اللہ بن زبیر ہین۔ آپکو دروازہ کے کواڑ پہ لے گیئے۔ جب قبرستان
مین پہونچے تو کچہہ لوگ وہان موجود تہے اونہون نے دفن سے روکا اور کہا خدا کی
قسم ہم صبح لوگون سے کہہ دینگے کہ یہان دفن ہوئے ہین۔ بالآخر یہان سے جنازہ اوٹہا
اور حش کوکب مین پہونچے۔ قبر کہودی۔ بی بی عائشہ بنت جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین
چراغ تہا جب آپ کو دفن کرنیلگے عائشہ چلا کر رونے لگین۔ ابن زبیرؓ نے منع کیا اور
کہا۔ بخدا اگر تم خاموش نہ رہوگی تو مین تمہارے سر پر مارونگا۔ وہ بیچاری چپ
ہورہین پہر آپکو دفن کردیا۔ (خمیس و عقد الفرید)

عمر مدت خلافت وبیان اقوال درین باب

وقت شہادت جناب عثمانؓ بیاسی ۸۲ برس کے تھے اور ایک روایت سے اٹھاسی ۸۸ اور ایک سے نوے ۹۰ برس اور بعض روایت مین پچھتر ۷۵ برس کا سن تھا۔ بعضے چھیاسی ۸۶ برس کہتے ہین۔
بروایت ابن اسحق اسی ۸۰ برس وبروایت دیگر آئمہ جنکو معتبر کہنا چاہیے پچانوے ۹۵ سال کے تھے۔ امام واقدیؒ بروایت ابی یقظان کہتے ہین کہ آپ بیاسی ۸۲ برس زندہ رہے۔
مدت خلافت آپ کی بارہ دن کم بارہ برس ہے۔ بعض آٹھہ دن کم بارہ برس کہتے ہین۔ (ابن اثیر)

روایت اولی قرین قیاس ہے کیونکہ تیسری محرم ۲۴ھ کو آپ کی بیعت خلافت ہوئی۔ ہمارے نزدیک تین دن کا لحاظ نہ کرکے پہلی تاریخ پہلا روز خلافت کا قرار دیا اور روز شہادت یوم جمعہ اٹھارہ ذیحجہ ۳۵ھ ہے بارہ دن سال مین سے کم ہوگئے لہذا مدت خلافت بارہ دن کم بارہ برس ہوے۔ دوسری روایت مین آٹھہ دن کم بارہ برس شائد اس لحاظ سے ہون کہ آپ کی خلافت کی ابتدا روز شہادت جناب فاروقؓ سے قرار دی جاوے۔ بروایت ابن اسحق مدت خلافت بارہ برس ہے اور ایک روایت مین گیارہ برس گیارہ ماہ چودہ دن۔

دُوَلُ الاسلام مین لکھا ہے کہ آپ کی خلافت بارہ برس رہی۔ بعد شہادت آپکی اختلاف واقع ہوا۔ آپکے خون کا بدلہ لینے مین باہم مسلمانون مین لڑائی ہوئی جس مین اسی ۸۰ ہزار مسلمان قتل ہوے۔ آپ عام الفیل کے چھٹے برس بمقام طائف پیدا ہوے ۲۹ ذیحجہ بروز دوشنبہ ۲۳ھ ہجری کو مسجد نبوی مین بیعت خلافت ہوئی اور ماہ ذیحجہ

۳۵ھ ہجری مین شہادت پائی۔

جناب عثمانؓ آنحضرت صلعم سے کچھہ کم چھہ برس چھوٹے تھے۔ جناب سرور کائنات کی عمر شریف بروایت مشہور تریسٹھہ برس کی ہوئی اور ۱۱ھ مین وفات نبوی ہے اوسوقت جناب عثمانؓ کا سن ستاون برس کا تھا بعد وفات آنحضرت صلعم آپ چوبیس برس زندہ رہے یہہ مجموعہ اکاسی ۸۱ برس ہوے۔ کسر ماہ و ایام ملا کر آپ کی عمر بیاسی ۸۲ برس کی ہوئی جیسا پہلی روایت ابن اثیر سے ظاہر ہے۔

انجام قاتلان خون آشام و بے ادبان ناکام

روایت ہے کہ منجملہ قاتلین جناب عثمانؓ عمرو بن بدیل خزاعی اور تجیبی آپکو شہید کر کے دیگر قاتلین کے ہمراہ بھاگے اور اپنی جان بچاتے ہوے مدینہ سے نکلکر شام کی طرف روانہ ہوے۔ لوگون کے خوف اور پکڑنے والونکے ڈر سے دن مین یہہ لوگ کسی جنگل و بیابان مین چھپ رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے یہانتک کہ شام اور مصر کے مابین پہونچے حسب عادت دنکو ایک غار مین جاے محفوظ سمجھکر چھپ رہے۔ قضا کار کسی نبطی اوس جوار کے باشندہ کا اس غار کے قریب گذر ہوا اور اتفاقاً وہ شخص استراحت کی غرض سے کچھہ دیر ٹھہر گیا۔ اوسکے ساتھہ گدہا تھا۔ گدہے کی ناک مین مکھیان گھس گئین۔ وہ گبھرا کر بھاگا اور اسی غار مین جہان یہہ چھپے بیٹھے تھے گھس آیا۔ اوسکا مالک اسکی تلاش و جستجو مین ڈھونڈہتا ہوا ادہر آنکلا۔ غار مین اپنا گدہا پاکر اوسکے پکڑنے کے واسطے یہہ بھی غار مین چلا گیا۔ وہان ان لوگونکو پوشیدہ پاکر اسکو کچھہ شک گذرا۔ اوسوقت تو اپنا گدہا لیکر غار سے چلا آیا پھر اس نواح کے عامل کو جو من جانب حضرت معاویہؓ مامور تھا اسکے

فارین ہونیکی خبر دی۔ عامل نے ان لوگونکو پکڑوا کر جناب معاویہؓ کے پاس چالان کردیا آپ نے بعد تحقیقات کے ان قاتلونکی گردن ماردی۔ (ازالۃ الخفار)

حکایت۔ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ مین خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اوسی حال مین ایک مرد نابینا کو طواف کرتے دیکھا۔ وہ یہہ کہہ رہا تھا۔ خداوندا۔ مجھکو بخش دے۔ اگرچہ مجھکو گمان تو نہین کہ تو مجھے بخشیگا مگر تو رحیم و کریم ہے میری خطاؤنسے درگذر فرمائے تو کیا عجب ہے مین نے کہا۔ بہائی وہ کونسا ایسا گناہ ہے جس سے تو اسقدر ہراسان ہے۔ بہلا مجھسے تو بیان کر۔ نابینا نے کہا۔ میرا قصہ پُر درد ہے۔ مین اپنی شامت اعمال کا کیا تذکرہ آپکو سناؤن۔ مجھہ کمبخت و بدقسمت کی عجب عبرت آمیز داستان ہے ذرا سنو جس گروہ نے جناب عثمانؓ کا محاصرہ کیا تھا مین بھی اوسمین شریک تھا اور مین نے اپنے ایک دوست کے ساتھہ قسم کہائی تہی کہ اگر عثمانؓ شہید ہون تو ہم اونکے منہ پر ضرور طمانچہ مارینگے چنانچہ جسوقت آپ شہید ہوے مین اپنے اوسی دوست کے ہمراہ گہر مین داخل ہوا۔ نائلہ خاتون آپکی زوجہ آپکا سر مبارک اپنی گود مین رکہے بیٹھی تہین۔ میرے دوست نے کہا کہ ذرا انکا منہ کہول دو۔ اونہون نے جواب دیا۔ اس سے تیرا کیا مطلب ہے۔ دوست نے کہا۔ ہم دونون نے قسم کہائی ہے کہ انکے ننگے منہ پر طمانچہ مارینگے اسواسطے تم انکا منہ کہول دو ہم دونون ایک ایک طمانچہ لگالین تاکہ ہماری قسم پوری ہوجائے بی بی نائلہ نے کہا۔ خدا سے ڈرو جناب عثمانؓ کی بزرگی اور آپکی فضیلت صحبت نبوی پر نظر کرو آپکی دو صاحبزادیان انکے نکاح مین آئین اور آپکے دیگر فضائل بیان کئے۔ میرا دوست تو شرمندہ ہوکر واپس گیا مگر میرے سر پر شامت اعمال سوار تہی اور شیطان بہکا رہا تہا مین نے بی بی نائلہ کے کہنے پر اصلا توجہ نہ کی اور آپکا منہ کہول کر طمانچہ ماردیا۔

بی بی نائلہ نے مجھکو بد دعا دی اور کہا۔ خدا تیرا گناہ کبھی نہ بخشیگا اور دنیا ہی مین تجھکو
تیری اس بے ادبی وگستاخی کی سزا مل جاویگی۔ خداوندا اسکا ہاتھہ خشک کردے اور
اسکو اندھا کردے مین خدا کی قسم کھاتا ہون کہ مین گھر سے باہر نکلنے نپایا تھا کہ بی بی
نائلہ کی بد دعا اور میری گستاخی کی سزا مین میرا ہاتھہ خشک وبیکار اور آنکھو نسے
اندھا ہوگیا اور مجھکو گمان ہے کہ خداوند تعالے میرا گناہ ہی نہ بخشیگا۔ (شواہد النبوۃ)
ہمنے بطور نمونہ دو قصہ لکھے ہین بعض روایات بحث فضائل مین ہم لکھہ آئے
ہین اونسے اور نیز دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے قاتلین اور محاصرین سے
کوئی ایسا نہ تھا جسنے دنیا ہی مین اپنے اس کام کی سزا نہ پائی ہوا ور بے داغ بچ گیا ہو
بعض مجنون ہوکر مرے بعضے مرض جذام مین مبتلا ہوے بعضے آگ مین جل کر
خاک سیاہ ہوگئے۔ یہہ عذاب تو دنیاے دو روزہ کا ہے۔ وان عذاب
الاخرۃ لشدید۔ عذاب آخرت درپیش ہے اسکی شدت وسختی کا کیا پوچھنا
فی الحقیقت کار بد کا نتیجہ دنیا ہی مین مل جاتا ہے! اور پھر خون ناحق کا وبال
علی الخصوص جناب عثمانؓ ایسے عادل۔ باذل۔ باحیا۔ متواضع خاشع۔ حلیم المزاج
کو ظلم او رجبر سے قتل کرنا۔ پھر ظلم کیسا۔ بھوکے پیاسے۔ روزے پر روزہ۔ تلاوت
کلام ربانی مین مشغول۔ اس حالت مین آپکو ذبح کرنا۔ کلام الٰہی کی اہانت کہ لات مارکر
پھینکدینا اور آپکے خون سے اوسکو رنگین بنانا۔ یہہ کیا ادنی گناہ ہے اور یہہ کچھہ
ایسی خفیف بات ہے کہ اگر دنیا مین یہہ لوگ بچ گئے تو آخرت مین بھی بلا پرسش وباز پرس
سے چھوٹ جاوین؟ پھر جسوقت جناب عثمان ذی النورینؓ پیراہن خون آلود تہ
مین لئے دادخواہ عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہون تو کیا غضب الٰہی اوسوقت

اپنر نازل نہ ہوگا۔ ہان یہہ بات جدا ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے جسطرح یہان صبر وتحمل فرمایا اور انکی ایذا وظلم پر برداشت کی وہان بہی اپنی رحمدلی اور نیک مزاجی سے دعویٰ چہوڑ دین اور ان لوگونکی زیادتی سے درگذر فرماوین۔ مگر صاحبو معاملہ مشکل ہے۔ خدا جانے کیا پیش آوے۔ کام تو براہی کیا ہے۔ اگر اس حادثہ سے فرش زمین تہ ہو کر تحت الثریٰ کو چلا جاتا تو روا تہا۔ گنبد گردون گردان پہٹ پڑتا تو کیا عجب تہا۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہین کہ اگر آسمان اس غم مین خون روتا تو بہت کم تہا۔ (عقد الفرید)

زین آتش اگر خشک شود بحر رواست	وز گریہ شود تر رُخ ایام سزاست
آنہا کہ جفاے بیوفایان شنوند	گر زین ستم وجفا نہ گریند خطاست

صاحبو! جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہہ روز شہادت جناب ذی النورین رضؓ اہل مدینہ پر نہایت سخت تہا۔ یون تو بعد آنحضرت صلعم کے جناب صدیق اکبر رضؓ سا غمخوار امت محمدی اور جناب فاروق رضؓ سا پیشوا اور رہبر اسلام کا غمگسار۔ عادل رعیت پرور۔ کہان پاسے۔ یہہ حضرات دین اسلام کے پشت وپناہ وخیر خواہ امت تہے ان بزرگون نے اپنی ذات طلب مرضیات الٰہی مین وقف کر دی تہی۔ دین اسلام کو ایک شاہراہ عام بنا دیا تہا کہ طالب حق بے کہٹکے آنکہ بند کئے سیدہا چلا جاے کبہی گمراہ نہو۔ ان حضرات کی ذات بابرکات امت مرحومہ کے حق مین ایک نعمت خدا داد تہی۔ اس نعمت کے زوال پر تمام عمر رونا سزاوار ہے۔ ان دونون صاحبونکے بعد جناب خلیفۂ ثالث ذی النورین رضؓ نے غمگین اور غمزدہ امت کے آنسو پونچہے اور اپنے نبیؐ کی پیاری امت کے

ساتھہ اس طرح پیش آے جیسا مہربان باپ یا دل سے چاہنے والی مان ہو۔ آپ کے
بذل وسخا۔ جو د و عطا سے امت ان بزرگونکا صدمہ بہول گئی اور آپکی غمخواری و
شفقت دیکھکر سب کے دلونسے رنج وغم دفع ہوگیا۔ جناب فاروق رضکی شہادت کے وقت
جو دعا اچہے جانشین اور رحمدل خلیفہ کے واسطے مانگی گئی تہی وہ خداوند تعالی نے
قبول فرمائی اور جناب عثمان رض جیسے مہربان خلیفہ کو اپنے نبی کی امت مرحومہ مین مقرر
فرمایا مگر افسوس دنیا کی ہر چیز بے ثبات و ناپائدار ہے اسکی کوئی نعمت ہمیشہ و برقرار
رہنے والی نہین۔ ابہی کچہہ ہی دن گذرے تہے جو یہہ لوگ اگلی نعمتونکے زوال کا
غم بہولے تہے کہ اس واقعہ جانکاہ نے پہر زخم دل ہرے کر دیئے۔ جراحات جگر
از سر نو تازہ ہوگئے۔ چوٹون پر چوٹ کہائی۔ زخم پر زخم لگا۔ بہلا اس غم واندوہ کا
اندازہ کون کرسکتا ہے۔

چین لے درد تجہے بہی کسی پہلو مین نہین		پہلے تہی دل مین کہٹک ابتو ہر رگ مین کسک

پہر اتنے ہی پر کفایت نہین جناب عثمان رض کی شہادت کیا تہی کہ جنگ وجدال کا
دروازہ کہل گیا۔ شر و فساد عالمگیر ہوگیا۔ خدا کی تلوار نیام سے نکل آئی جس سے
پناہ ممکن نہین اور نہ پہر اسکے نیام مین جانیکی تا قیامت امید باقی رہی۔

بخاری شریف مین بروایت حذیفہ مروی ہے کہ جناب عمر رض کے پاس چند صحابہ
کرام جنمین حذیفہ بہی تہے بیٹہے تہے۔ آپنے فرمایا۔ کسیکو فتنہ کی بابت حدیث یاد ہو تو بیان کرے
حذیفہ کہتے ہین کہ مین نے چند فتنے ذکر کیئے۔ آپنے فرمایا مین یہہ نہین پوچہتا بلکہ اُس
فتنہ عظیم کا جو مثل موج دریا کے پہیلیگا ذکر کرو۔ مین نے عرض کیا۔ آپ کو اُس
فتنہ سے کچہہ صدمہ نہ ہوچیگا آپ غم نہ فرماوین۔ آپکے اور اوس فتنہ کے درمیان

ابہی دروازہ بند ہے۔ جناب عمرؓ نے فرمایا۔ کیا وہ دروازہ کہلیگا یا ٹوٹ جاویگا مین نے کہا ٹوٹ جاویگا۔ آپنے فرمایا۔ تو پہر کبہی بند نہو گا وہ یہی فتنہ ہے یعنے جناب عثمانؓ کی شہادت۔ لوگون اور فتنہ کے درمیان وجود عمر فاروقؓ حائل ہے اور یہی زمانہ گویا بند دروازہ ہے یعنی جب تک جناب فاروقؓ کا زمانہ رہیگا فتنہ نہ ہوگا۔ دروازہ ٹوٹنے کا مطلب یہہ ہے کہ بعد آپکے جب دروازہ شکست ہوکر ظہور فتنہ ہوگا پہر اس فتنہ کے سکون کی امید نہین ہے۔ اسیواسطے جناب عمرؓ نے سوال کیا۔ دروازہ کہلیگا یا ٹوٹیگا۔ کہلنے کیصورت مین توقع ہے کہ پہر بند ہوجاوے اور ٹوٹنے کی حالت مین جب دروازہ کا وجود ہی نہین رہا تو بند ہونا کیسا۔ تسکین فتنہ کی کوئی امید نہ رہیگی۔ تسکین فتنہ کو دروازہ بند ہوجانیکے ساتہہ تشبیہ دی اور عدم امید سکون فتنہ کو دروازہ ٹوٹنے کے ساتہہ تعبیر کیا۔ حاصل کلام یہہ ہوا کہ فتنہ اوسوقت تک گویا ایک مکان مین مقید تہا اور اوسکا دروازہ بند تہا بعد جناب عمرؓ کے اوس مکان کا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنہ نکل پڑا چونکہ دروازہ شکست ہوگیا ہے اب بند ہونیکی امید بہی نہ رہی۔ اس معنی کو خود جناب عثمانؓ نے اپنے کلام سے واضح کر دیا ہے۔

امام مالکؒ بروایت ابی عون انصاری نقل کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا۔ تمہاری شکایتین جو مجہکو پہونچی ہین کیا تم اونسے باز نہ رہوگے۔ ابن مسعودؓ نے عذر کیا۔ پہر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے اور مجہکو خوب یاد ہے کہ عنقریب ایک امیر قتل کیا جاوے گا۔ درحقیقت وہ امیر مقتول مین ہی ہون۔ جناب عمرؓ مقتول نہین اونکو صرف ایک شخص نے قتل کیا مگر میرے قتل پر ایک جماعت کثیر متفق ہوگی۔ (ازالۃ الخفا)

الغرض یہہ سانحہ جانگداز امت مرحومہ پر سخت ترین مصائب ہوا جسکے ہوتے ہی ہمیشہ کیلئے اطمینان و فراغ خاطر اور عیش و آرام کوچ کر گیا - واللہ المستعان وعلیہ التکلان - اب ہم یہہ مضمون دعائیہ فقرہ پر ختم کرتے ہین - اللھم افرغ شآبیب مغفرتك ورحمتك علی تربة سیدنا امیر المومنین صاحب الحیاء والایمان ذی النورین عثمان بن عفان ما دام تعاقب الملوان برحمتك یا حنان یا منان -

مراثی

اہل مدینہ سے کون ایسا ہوگا جسکو اس واقعہ جانکاہ اور سانحہ ہوش ربا سے صدمہ عظیم اور رنج و غم نہ ہوا ہو اور آپکے جنازہ پر نہ رویا ہو - آپکے غم مین کون ایسی آنکہہ ہوگی جو ابر نیسان کی طرح زار زار گریان نہ ہوئی ہو - کون ایسا سنگین دل ہوگا جسکے سینہ سے آہ شرربار کا نعرہ نکلکر نہ بلند ہوا ہو - یہہ وہ مصیبت ہے کہ اگر زمین کا سینہ شق ہو کر تمام عالم مین طوفان ہو جاے تو کم ہے - آسمان خون روے تو بعید نہین - اب ہم چند مرثیون کا صرف ترجمہ لکھے دیتے ہین -

مرثیہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رض

تمنے کفار اور دشمنان خدا کی لڑائی اور جہاد ترک کیا اور آنحضرت صلعم کی قبر شریف کے پاس ہم سے لڑے ٭ تمنے یہہ بُری راہ اختیار کی اور مسلمانوں کے طریقہ کو چہوڑ دیا اور یہہ برا کام تو بدکار عمداً امر بد کے مرتکب ہونیوالے کا ہے ٭ اب تم مدینہ کو آؤ تو ہم تمہارے سردارون کی خوب میہمانی

بجلائین اور مدینہ کے گرد جو اینٹین پتہر پڑے ہین اونسے تم کو دفع کرین ؛
اگر تم بغور تامل کرو اور اپنے دل مین سوچو تو تمہارا یہہ سفر اپنے خلیفہ امیر کے
قتل کرنے مین راہ راست سے دور ہوا اور تم نے راہ راست نہ پائی ؛
اصحاب رسول خدا بروز شہادت قربانیون کی طرح مسجد کے دروازہ
پر مذبوح پڑے تہے جناب ابو عمرو عثمانؓ کی مصیبت پر روتا ہون جو
بقیع غرقد مین لیٹے ہوے ہین ۔

ایضاً

اگر تم جناب عثمانؓ کے خالی گہر کی طرف ہو کر گذرو تو دروازہ جلا ہوا
اور گرا ہوا ویران پاؤ گے ؛ ایک زمانہ وہ تہا کہ طالب مال وزر اس
گہر مین اپنی مراد پاتا تہا اور اسی گہر کی طرف بزرگی شرافت عزت کا
میلان تہا ؛ اے لوگو اپنے دلونکی بات ظاہر کرد و خدا کے نزدیک
صدق اور کذب دونون برابر نہین ہین ؛

ایضاً

جو موت کا طالب ہو اور خالص موت اوسکو خوش ہو تو جناب عثمانؓ
کے مکان کے دروازہ پر آکر دیکہہ لے ؛ اگر تم بروز شہادت خلیفہ اللہ کی
عزت اور مرتبہ پر نظر کرتے تو کیون ایسے برے کام مین مبتلا ہوتے ؛
آپ صبر کر کے مقتول ہوے میری مان اور اوسکی تمام اولاد آپ پر سے
قربان ہو ۔ صبر ہی مکروہ حالت مین کبہی نفع دیتا ہے ؛ ہم اہل شام ۔
اونکے امیر اور اپنے بہائی مسلمانون سے اونکی نصرت پر راضی ہین ۔

(بطور انکار ہے یعنی ہم اونسے راضی نہین باوجودیکہ یہہ خیر خواہ تہے آپکی مدد کو نہ آسے) ہمین تو ضرور ان لوگونکی نسبت اتہام لگاونگا جبتک زندہ ہون اور میرا نام حسان ہے اگرچہ وہ لوگ غایب ہون یا حاضر بہت جلد اپنے ملکون مین سُن لینگے۔ اللہ اکبر اے قاتلین عثمان رض جس شخص کے سر پر سفید بال (یعنی اسلام مین عمر گذاری اور بوڑہے ہوے) اور پیشانی پر سجدے کے نشان تہے اور راتین تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن مین گذارتا تہا ایسے بزرگ شخص کو قربانی بناکر ذبح کر ڈالا (ابن اثیر)

مرثیہ کعب رض بن مالک

جناب عثمان رض نے دروازہ بند کر لیا اور لڑائی سے ہاتہہ روک لئے اور یقین کیا کہ اللہ تعالے بلوائیون کے فعل سے غافل نہین ہے ؛ اور آپنے اپنے گہر والونسے فرمایا انکو نہ قتل کرو جو شخص نہ لڑے اللہ اوس سے معاف فرماے ؛ مین اللہ کو اون لوگونپر کافی جانتا ہون اونکی یہہ عداوت اور بغض آپکے سلوک کرنے اور رلانے کے بعد اونسے اللہ خود سمجہہ لیگا ؛ اور مین دیکہہ رہا ہون کہ خیر نے ان کی طرف پیٹہہ پہیر لی اور انسے چلی گئی جیسے بگولونکی ہوا ایک دم مین چلی جاتی ہے ؛

مرثیہ بی بی نائلہ زوجہ جناب عثمان رض

لوگونکو تین دن کے بعد تجیبی کے مقتول کی خبر دے دو اور مین کیسے

نہ روؤن حالانکہ میری تمام قریب رشتہ دار جناب عثمانؓ کے احسان وسخاوت
گم ہوجانے پر رو رہے ہین - (علامہ مسعودیؒ)

حسانؓ کے تیسرے مرثیہ کا ایک شعر اور بہی ہے - بروایت ابن اثیر وہ شعر کسی
شامی نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے اور علامہ مسعودی وہ شعر بہی حسان کی طرف
منسوب کرتے ہین - اسکی وجہ یہہ بیان کی ہے کہ جناب عثمانؓ حسانؓ کے ساتھہ سلوک
کیا کرتے تہے اور حسانؓ دل سے آپ کی طرف مائل تہے وہ یہہ ہے -

کاش مجھکو معلوم ہوجاتا اور پرند مجھکو خبر دیتا کہ جناب علیؓ اور جناب
عثمانؓ کے مابین کیا عداوت ورنجش تہی -

اسی مضمون کے اور اشعار بہی ہین - بروایت مسعودیؒ حسانؓ کے اور بروایت
صاحب عقد الفرید ایک شامی نے کہے ہین اونکا ترجمہ بہی ہم لکھتے ہین -

جناب عثمانؓ کو ذلیل وخوار کیا انصار نے جب آپکی موت قریب ہوئی اور
آپکے دوست اور والی تمام انصار تہے ؛ آپ کو بلوائیون مین تنہا مصیبت
وبلا کے حوالہ کردیا انکے اس علیحدہ ہوجانے مین تمام مخلوق کے حق مین
عار وننگ ہے ؛ اوسوقت اہل حیا کہان چلے گئے تہے جب آپ پر پانی
بند کیا گیا - (ہاے وہ کیا سختی وبیکسی کا موقع تہا) آپ پر آنکہین اور کان
فدا ہون ؛ زبیرؓ اور طلحہؓ کی طرف سے کون عذر کرسکتا ہے انہین
دونون نے تو اس فتنہ کو اوبہارا جسکے بگولے اوڑ رہے تہے ؛ جسطرح کہ
بلوائی راہ حق سے بہٹک گئے یہود بہی تو بہک گئے ہین اور اپنے علماء
واحبار کی ملمع سازی سے راہ راست چہوڑ دی ؛ پہر محمد بن ابی بکرؓ اور

اور انکے پیچھے پیچھے عمارؓ علانیہ جناب عثمانؓ کے پاس پہونچ گئے اور جناب علیؓ اپنے گھر مین بیٹھے رہے لوگونسے حال دریافت کرتے رہتے تھے اور آپکے پاس شرفا اور نیک لوگ تھے۔ وہ آپ امر خلافت کا انتظار کر رہے تھے اور امیدوار تھے کہ تقدیر خداوندی انکو خلافت عطا کرے۔ مین زیادہ گوئی بری سمجھتا ہون زیادتی گفتگو مین عیب ہے۔

شاعر نے ان اشعار مین انصار پر اور جناب علیؓ پر طعن کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ جناب عثمانؓ کی شہادت انصار کی وجہ سے ہوئی پھر جناب علیؓ کی نسبت یہ الزام قائم کرتا ہے کہ آپ ہی مدد و نصرت سے علیحدہ رہے گھر مین بیٹھے رہے اور منتظر تھے کہ آپ کی شہادت کی خبر سنین اور مسند خلافت پر متمکن ہون اور اگر آپ چاہتے تو کبھی بلوائی آپ کی شہادت کا موقع نہ پاتے۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ جناب علیؓ اور اکابر مہاجرینؓ و انصار گروہ کے گروہ جناب عثمانؓ کے در دولت پر آئے اور سب نے درخواست کی کہ آپ کی طرف سے دشمنونکا مقابلہ کرین مگر آپنے قسمین دے دیکر سب کو روکا۔ بمقابلہ روایات تواریخ معتبرہ شاعرون کے اشعار کا کچھ اعتبار نہین ہے۔ اسی قسم کا ایک خط ہم نقل کرتے ہین شاعر نے تو وہی چار شعر کہے ہین اس خط کے دیکھنے سے اور بھی استعجاب ہوتا ہے مگر اسکا بھی جواب ہے جو ان اشعار کا ہے۔

بعد شہادت جناب عثمانؓ آپ کی بیوی نائلہ نے آپکا پیراہن خون آلودہ مع خط کے نعمان بن بشیر کے ہاتھہ جناب معاویہؓ کے پاس بھیجا ہے۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے۔

ازجانب نائلہ بنت فرافصہ بخدمت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ۔ اما بعد۔ مین آپکو خدای رحیم و کریم کی طرف بلاتی ہون جسنے آپ کو اپنی نعمتین عطا فرمائین۔

اسلام کی تعلیم دی - گمراہی سے نکالکر راہ راست دکھلائی - دشمنان خدا پر فتح وظفر مرحمت کی اور اپنی پوری نعمتین ظاہر و باطن عطا کین مین آپکو خدا کی قسم دلاتی ہون - خدا اور اوسکے خلیفہ کا حق یاد دلاتی ہون - خدا کیواسطے خلیفہ مظلوم کی نصرت کیجیے (یعنی اب اونکے خون کا عوض لیجیے) خداوند تعالے فرماتا ہے - اگر دو گروہ مسلمانونکے باہم جنگ وقتال کرین تو تا امکان دونوین صلح کرا دو اور اگر ایک کی زیادتی ہو تو اوس سے لڑو یہانتک کہ کجروی چھوڑکر راہ حق کی طرف رجوع کرے - جناب عثمان رض پر باغیون نے چڑھائی کی اگر جناب عثمان رض کا حق اور کچھہ آپ پر نہ تہا تو اتنا تو ضرور تہا جسقدر کہ ہر مسلمان پر اوسکے امام کا حق ہوتا ہے اور اس ادنی حق کی وجہ سے ہر مسلمان پر اپنے امام کی اطاعت ونصرت واجب ہوتی ہے - پہر جبکہ آپ جناب عثمان رض کے قدامت اسلام - بلا و صبر مین استقلال وتحمل کو بخوبی جانتے ہین اور یہہ بہی مانتے ہین کہ اونہون نے اللہ تعالی کا دین برحق قبول کیا اور اوسکی کتاب کو مانا اور اوسکے رسول ص کی تابعداری کی اللہ جل شانہ نے کچہہ تو اونکی قدر وعزت جانی جو اونکو انتخاب کیا اور دنیا و آخرت کی شرافت وفضیلت عطا فرمائی - اب مین آپکا تمام حال اور سارا قصہ جو میری آنکھون کے روبرو گذرا بیان کرتی ہون کہ اہل مدینہ نے آپکا مکان گہیر لیا - رات دن برابر آٹہون پہر آپ پر پہرہ رہتا تہا - ہر وقت ننگی تلوارین لیئے دروازہ پر کہڑے رہتے تہے - جن اشیا پر وہ قادر تہے وہ سب روک دین یہانتک کہ پانی بہی بالکل بند کر دیا - آپ پر یہہ ظلم وستم اسی طرح پچاس دن برابر رہا اور محاصرہ

رات دن قائم رہا۔ اہل مصر سے جب انکے ظلم کی شکایت کی جاتی تو وہ لوگ
جناب علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ محمد بن ابی بکر۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کا نام لیتے اور
یہی کہتے کہ ہم تو انہین لوگونکے بلانے سے آے ہین چنانچہ انہین لوگون نے
آپکے قتل کا حکم دے دیا۔ محاصرین کے ساتھ دیگر قبائل عرب سے خزاعہ۔ سعد
بن بکر۔ ہذیل۔ جُہینہ۔ بنی مدینہ والے تھے۔ یہہ لوگ آپکے قتل پر نہایت
درجہ مستعد و کمربستہ تھے اور سب سے زیادہ یہی لوگ آپ پر سختی کرتے تھے۔ پہر
آپ پر تیرون اور پتھرون کی بوچھار کی گئی یہانتک کہ آپکے گھر والون سے
تین شخص زخمی ہوے۔ اسوقت آپکے خُدام اور معاونین نے آپسے اجازت
چاہی کہ بلوائیون کے مقابلہ کو نکلین مگر آپنے منع فرمایا اور یہہ حکم دیا کہ
بلوائیون کے تیر اونہین لوگونکو واپس کردو۔ اسپر بہی بلوائی نہ مانے بلکہ
انکی جرأت اور قتل کے ارادے کو اور بہی پختگی ہوتی گئی۔ بعدازان بلوائیون
نے گھر کا دروازہ جلا دیا۔ پہر آپکے چند اصحاب آپکے مکان پر آے اور کہا
یہہ لوگ انصاف کے خواستگار اور عدل کے طالب ہین۔ آپ مسجد مین تشریف
لائیے۔ یہہ لوگ آپ کی خدمتمین حاضر ہوکر زبانی عرض کرینگے۔ آپ حسب
خواہش اصحاب ایک ساعت مسجد مین بیٹھے مگر ہر طرف سے لوگون کے ہتھیار
آپ پر چلنے کو تیار تھے۔ آپنے یہہ رنگ دیکھکر فرمایا مین آج کے دن کسیکو
عدل فواہ نہین دیکھتا۔ یہہ فرماکر گھر مین تشریف لے آے۔ آپکے احباب و
اصحاب ایک ایسا گروہ تھا جنمین اکثر بے ہتھیار تھے۔ آپنے اپنی زرع پہن لی اور
اپنے ہمراہیون سے فرمایا۔ اگر تم لوگ اسوقت میرے پاس نہ ہوتے تو مین

آج ذریع نہ پہنتا۔ پہر ایک گروہ اہل فساد آپ پر چڑہ آیا۔ ابن زبیر نے انسے کلام کیا اور ان لوگونسے عہد و پیمان لیا اور خدا کی قسم لی کہ یہہ لوگ جناب عثمانؓ کے پاس جاوینگے اور آپ سے گفتگو کرکے واپس آوینگے اور کسی طرح آپ کے حقمین برائی نہ کرینگے اور نہ بدی کے ساتہہ پیش آوینگے یہہ عہدنامہ انسے لکہوا کر جناب عثمانؓ کے پاس بہجوادیا۔ آپکو انکی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا۔ ہتہیار بدن سے کہول ڈالے۔ پہر دفعتہً چند لوگ گہرمین داخل ہوے جنکے آگے آگے محمد بن ابی بکرؓ تہے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے جناب عثمانؓ کی ڈاڑہی پکڑکر آپکے لقب (یعنی نعثل) سے پکارا۔ آپ نے فرمایا مین تو خدا کا بندہ ہون اور اوسکا خلیفہ عثمان ہون۔ پہر ان لوگون نے آپکے سر پر تین زخم کاری لگاے۔ آپکے سینہ کو چہیدا اور تین برچہے مارے۔ آپ کی پیشانی پر ایسا زخم شدید پہونچایا کہ ہڈی تک پہونچ گیا۔ پہر مجہسے ضبط نہ ہوسکا۔ خود دوڑکر آپ پر گر پڑی۔ آپ کو زخمی تو کرہی چکے تہے مگر اسوقت تک جان باقی تہی۔ اب ان لوگون نے آپکا سر کاٹنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ سر کاٹ کر لیجاوین۔ پہر میرے پاس شیبہ کی لڑکی آئی اور میرے ساتہہ وہ بہی آپ پر گر پڑی۔ قاتلون نے صرف آپکے قتل پر کفایت نہ کی بلکہ ہم دونون کو بہی خوب کچلا اور پیرونسے روند ڈالا۔ ہمارے زیور اوتار لیے۔ افسوس صد افسوس۔ امیر المومنین کی عزت و حرمت بڑی ہے مگر قاتلون نے کچہہ پروانہ کی آپ کو گہرمین گہسکر مجبور و مظلوم کرکے بستر پر قتل کیا۔ مین جناب عثمانؓ کا پیراہن خون آلود آپکے پاس

بیجھتی ہون - واللہ باللہ - قاتل کے گنہگار ہونے مین توشبہہ نہین مگر جو لوگ
ذلت و رسوائی کے باعث ہین وہ بہی ضرور گنہگار ہین - گروہ پر دغا دیکھین گے
کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچکر کہان جاتے ہین اور مین تو اپنے مالک حقیقی
خداوند تعالیٰ سے شکایت کرتی ہون اور ان ظالمون کے ظلم کی داد خواہ
ہون - اللہ کے خالص بندونکو اپنا درد دکھہ رو رو کر سناتی ہون -
خداوند کریم جناب عثمان رضؓ پر رحم فرماے اور آپکے قاتلو نپر لعنت اور اپنی
پھٹکار نازل کرے - دنیا ہی مین اونکو ذلت و خواری نصیب ہو - انکو سزا
دینے سے آپکے دوستونکی آنکھین اور کلیجے ٹھنڈے ہون -

اہل شام نے جب یہہ خط سنا سب نے قسم کہائی کہ ہمپر پانی حرام ہے جب تک جناب
علی رضؓ کو قتل نہ کرلین اور جناب عثمان رضؓ کے قاتلون اور دشمنون کو نیست و نابود نہ کر ڈالین
فرزدق شاعر نے مرثیہ مین چند شعر کہے ہین اور اہل مدینہ کی طرف اشارہ کیا ہے -
خلافت اہل مدینہ سے کوچ کر کے چلی گئی کیونکہ یہہ لوگ بے راہ چلے اور
انکو چھوڑ اپنے اہل اور وارث کے پاس پہونچ گئی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے
دیکھہ لیا کہ انہون نے جناب عثمان رضؓ کی بیحرمتی کی اور آپکا خون ظلم اور
گناہ سے بہایا اور نہ جانا کہ یہہ خون کس مرتبہ کا تہا - قاتلون نے راہ حق
چھوڑکر آپ کی خونریزی کی (عقد الفرید)

اس خط کے ایک ایک فقرہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خط بالکل مصنوعی
نائلہ کی جانب سے گڑھ لیا گیا ہے - جس شخص کو ادنیٰ بصیرت ہے وہ فوراً کہہ دیگا کہ سراسر
واقع کے خلاف ہے اسکا مضمون صاف صاف لفظون مین کہہ رہا ہے کہ جناب عثمان رضؓ

کے قاتل یہی اہل مدینہ بالخصوص اکابر صحابہ و شرفاء مدینہ ہین۔ بہلا کس طرح عقل تسلیم کرسکتی ہے کہ صحابہ کرام رض جناب عثمان رض ایسے ذی مرتبہ صاحب حیا و ایمان کے در پردہ دشمن جان تہے اور بظاہر دوست و ہواخواہ اور جان قربان کرنے والے۔ پہر روایات معتبرہ کے بالکل خلاف۔ کیا ہر کتابی روایت بلاتحقیق قابل استدلال ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نام سے بہت سی روایتین موضوع اسلام کے دشمن ظاہر کرکے دکہلاتے ہین اور معارضتہ ہم پر پیش کرتے ہین مگر خدا بہلا کرے ہمارے علما کا جو روایت صحیح کو سقیم سے موضوع کو غیر موضوع سے جدا کرکے دونون فرق بین ظاہر کر دیتے ہین۔ ہم اسکو بہی مانتے ہین کہ درحقیقت یہ خط بی بی نائلہ نے لکہا ہے۔ تو کیا ایک عورت غمزدہ جسکو وفور غم سے اپنے نیک و بد کا ہوش نہ ہو۔ جسکی نظر مین دوست بہی دشمن ہوگئی ہون اور وہ اسی رنج و افسوس کے عالم مین اپنا دکہہ بہرا افسانہ۔ اپنی مصیبت کا قصہ۔ اپنے دل کی جلتی ہوئی آگ کو کسی اپنے ہمدرد کے سامنے پیش کرکے اپنے درد کی دوا اپنے مرض غم کے علاج کی خواہان ہو اور وہ جو کچہ چاہے حالت رنج و مایوسی مین بک جاوے اوسکی سب گفتگو قابل اعتبار ہوگی یا کہہ سکتے ہین کہ اسنے رنج و غم کی حالت مین بلکہ زیادہ بہی بیان کیا ہے۔ ہم سابق مین لکہہ آے ہین کہ ابن سبا اور اوسکے معتقدین مریدین نے ہر جگہہ جناب عثمان رض کے عمال کی شکایتین پہیلا دی تہین حتی کہ اہل مدینہ کی طرف سے بہی مصنوعی و جعلی خطوط اطراف ممالک اسلامیہ مین اس مضمون کے شایع کر دیئے تہے کہ خلیفہ وقت نے فساد برپا کر رکہا ہے۔ آؤ جہاد خود مدینہ ہی مین ہے کیا اس خط کے نسبت خیال نہین ہو سکتا کہ انہین اشرار کی شعبدہ بازی ہے جس مین چنگی ڈال جمالو الگ کہڑی۔ سارا فساد انہین کا ہے۔ اس گروہ کی مفسدہ پردازی

کی شہادت اور ہمارے اس خیال کی تائید تاریخی حالات اور اس گروہ کے عادات دیکھنے سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ ہر مسلمان کی نسبت حسن ظن رکھنا ہمکو واجب ہے بالخصوص صحابہ کرام کی محبت اور انکی دلی تعظیم اور انکے طعن و لعن سے زبان روکنا یہہ تو ہمارا وہ عقیدہ ہے جسکے ذریعہ سے ہم مخالف فرقے سے بالکل ممتاز ہین۔ کیا ہم اس قسم کے خطوط اور شاعرانہ کلام دیکھکر صراط مستقیم سے بہک جاوینگے۔ ہرگز نہین۔ اب ہم چند روایات اور عقد الفرید سے اسی قسم کی نقل کرتے ہین ناظرین ان روایات کو بھی اسی نظر سے دیکھین جس نظر سے کہ خط بی بی نائلہ کا اور شاعرونکے بعض مرثیہ دیکھہ آے ہین ایک شخص قبیلہ بنی لیث کی کہتے ہین کہ مین مدینہ جا رہا تہا راہ مین زبیرؓ مجھکو ملے۔ مینے کہا اے ابو عبد اللہ کیا حال ہے۔ جواب دیا مین مطلوب مغلوب ہون میرا بیٹا مجھپر غالب آیا اور گناہ میری طلب مین ہے۔ (اسکا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت زبیرؓ کی نسبت بھی لوگ قتل مین سعی کرنیکا الزام لگاتے ہین اور انکے صاحبزادہ نے جناب عثمانؓ کی مدد کی لہذا حاصل یہہ ہے کہ مین تو گناہ مین مبتلا ہوا اور میرا بیٹا ثواب حاصل کرنے مین مجھپر غالب آیا۔ یہہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مین مفت مین مطعون ہوا حالانکہ کسی طرح اس کام مین نہ تہا۔) راوی کا بیان ہے کہ پھر مین مدینہ پہونچکر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ اے ابو اسحٰق۔ جناب عثمانؓ کا قاتل کون ہے۔ جواب دیا۔ آپ کو ایک ایسی تلوار نے قتل کیا جسکو عائشہؓ نے کھینچا۔ طلحہؓ نے باڑ پر رکھا اور علیؓ نے زہر مین بجھائی۔ پھر مین نے پوچھا زبیرؓ کدھر تھے۔ ہاتھہ سے تو اشارہ کر دیا مگر زبان سے خاموش رہے۔

اس روایت کی تکذیب خود جناب عائشہ صدیقہؓ کے قول سے ہوتی ہے۔ جناب

عائشہ رضؓ فرماتی تہین - خدا کرے مُذَمَّم قتل ہوا وسنے عثمان رضؓ کے خون مین سعی کی - ابن بدیل کا خون زمین پر جاری ہو - اعین بن تمیم پر گھر بیٹھے ذلت وخواری سوار ہو - اشتر کو خدا کا تیر لگے - راوی کا قول ہے کہ جناب ام المومنین رضؓ کی دعا مثل تیر قضا تہی کوئی انمین سے ایسا نہ تہا جسکو آپ کی بد دعا نہ لگی ہو -

راقم - اگر آپ خود ساعی ہوتین تو بد دعا نہ کرتین - اپنے بہائی محمد بن ابی بکر رضؓ کا اونکی کوشش کی وجہ سے نام بدل کر مذمم (جسکے معنی ہین بُرا مذموم) رکہدیا اور اونکو بد دعا دی -

حسان بن ثابت رضؓ نے جناب علی رضؓ سے کہا - آپ کہتے ہین کہ مین نے عثمان رضؓ کو قتل تو نہین کیا - ہان ذلیل و رسوا ضرور کیا ہے اور نہ اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ لوگونکو اس سے منع کیا - تو آپ قاتل نہین خاذل تو ضرور ہین اور خاذل (ذلت دینے والا) گناہ مین قاتل کا شریک ہے اور ایسے موقع پر جبکہ لوگونکو کسی مسلمان کو قتل کرتے دیکہے اور اونکو باز نہ رکہے بلکہ چپ خاموش بیٹہا رہے تو ایسا شخص بہی قاتل کا شریک ہے -

کعب بن جعیل تغلبی نے جو بروز جنگ صفین جناب امیر معاویہ رضؓ کے ہمراہ تہا جناب علی رضؓ کی شان مین یہی مضمون اشعار مین نظم کیا ہے جنکا ترجمہ یہہ ہے -

جناب علی رضؓ مین کوئی امر قابل اعتراض و گفتگو نہین - ہان اتنا ضرور ہے کہ وہ محدث (بدعتی اشخاص) کو پناہ دیتے ہین اور گنہگارونکو پسند کرتے ہین اور جناب عثمان رضؓ کے قاتلوں سے قصاص رفع کرتے ہین -

جب آپسے دربارہ قصاص سوال کیا جاتا ہے تو آپ مُنہ پہیر لیتے ہین اور سوال کرنیوالونکو کوئی جواب شافی نہین دیتے - آپ کا یہ حال ہے کہ نہ اس کام سے راضی اور نہ اُس سے خوش آپ نہ منع کرنیوالونمین ہین اور نہ حکم دینیوالونمین

ان روایتونکا جواب ہم جناب عائشہ صدیقہؓ اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے کلام سے دیتے ہین اور عقد الفرید ہی سے نقل کرتے ہین۔ روایت ہے کہ جب بلوائی مدینہ منورہ مین آکر جمع ہوے تو بعض انمین سے جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا۔ اب آپ تیار ہون اور ہمارے ساتھ اس شخص کے قتل وایذا کو چلین۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم مین تمہارا ساتھ ندونگا۔ بلوائیون نے کہا۔ پھر ہمکو کس واسطے خط بھیجکر یہان بلالیا۔ فرمایا۔ بخدا اے لایزال۔ مین نے کوئی خط تمہارے نام کبھی نہین لکھا۔ یہہ جواب پاکر بلوائی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور جناب علیؓ مدینہ منورہ سے باہر اپنی زمین و دیہات پر چلے گئے۔ بروایت سروق مروی ہے کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین۔ تم لوگون نے عثمانؓ کا خون پی لیا اور اونکو مثل کپڑے پاک و صاف کے جسکا میل دہو ڈالا گیا ہوا اور وہ صاف نکل آیا ہو کر دیا۔ (یعنی اگر بتقاضای بشریت اونسے کوئی گناہ بہی صادر ہوا تو تمہارے اس ظلم وستم سے وہ سب معاف ہوگیا اور وہ گناہونکی آلودگی سے پاک و صاف گئے) پھر تم نے اونکے ساتھ دشمنی کرکے اون کو ناحق قتل کیا۔ حضرت عائشہ رضؓ کا یہ کلام سُنکر مروان بول اوٹھا۔ یہہ تو آپ ہی کی کارستانی تہی۔ لوگونکو خط لکھہ لکھہ کر بُلایا۔ آپکے حکم سے انہون نے اپنے امام برحق پر خروج کیا۔ جناب ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ قسم اوس ذات وحدہ کی جسپر مومن ایمان لاے اور کافرون نے انکار کیا۔ اسوقت تک مین نے کبھی سفیدی پر سیاہی سے ایک حرف بہی کسیکو نہین لکھا۔ جناب ام المومنین صدیقہؓ کے اس قول سے لوگونکو اعتقاد ہوگیا کہ جناب ام المومنین اور جناب علی مرتضیٰ شیر خدا رضؓ کی طرف سے خطوط لکھکر اطراف و ممالک اسلامیہ مین بہیجے گئے ہین جیسا کہ ایک خط غلام کے پاس سے عامل مصر کے نام برآمد ہوا اور اسی قسم کی خطوط

کتابت باعث شورش فتنہ ہوئی - (عقد الفرید جلد ثانی)

راقم - اگر بنظر تحقیق دیکھا جاے تو جسقدر روایات اس باب مین ایسی ہین جن سے صحابہ کرام کی شرکت یا انکی سعی جناب عثمان رضکے قتل مین مفہوم ہوتی ہے وہ اکثر موضوع نکلین گی الا روایات چند منجملہ انکے محمد بن ابی بکر رض کی شرکت - جسکا اونہون نے خود اقرار کیا اور نادم ہوکر توبہ کی حضرت طلحہ رض کی نسبت بہی اقوال ہین - علامہ ابن اثیر کی روایات سے اس فتنہ مین اونکی سازش پائی جاتی ہے مگر ہم کہتے ہین کہ اونکا دلی منشا یہ نہ تہا کہ جناب عثمان رض کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے - ممکن ہے کہ اونکے پاس لوگ بغرض دادخواہی اور جناب عثمان رض سے سفارش چاہنے کو گئے ہون - یہہ مفت مین لوگونکی آمد وشد سے بدنام ہوے ہم آگے چلکر انشاء اللہ تعالیٰ اس باب مین لکہین گے جس سے صحابہ کرام کی بریت اور اس فتنہ سے علحدگی کماحقہ ظاہر ہوگی اور اوپر بہی لکہ آے ہین کہ حضرت طلحہ رض کے صاحبزادہ حضرات حسنین رض کے ہمراہ جناب عثمان رض کے دروازہ پر بلوائیون سے لڑتے رہے - جناب علی رض کا مدد و نصرت کو آنا اور جناب عثمان رض کے انکار سے مجبور واپس جانا اوپر کی روایت سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے ایک دوسری روایت ہم اور بیان کرتے ہین -

معبد خزاعی کہتے ہین کہ مین جناب علی رض سے بعد واقعہ جمل کے ملا - مین نے کہا مین آپسے دربارہ جناب عثمان رض کچہہ سوال کرنا چاہتا ہون اگر جواب شافی دیجئیگا تو مین جانونگا کہ آپ بری ہین اور روز قیامت بہی اس مواخذہ سے انشاء اللہ تعالیٰ پاک رہین گے آپنے فرمایا - جو چاہو پوچہو - مین نے کہا - کیا وجہ ہے کہ جناب عثمان رض شہید کئے گئے اور آپ بیٹہے دیکہتے رہے کچہہ بہی مدد نہ کی - جواب دیا - جناب عثمان رض ہمارے امام تہے اور آپنے لڑائی سے منع فرمایا تہا آپکا یہہ ارشاد تہا - جسنے اپنی تلوار نیام سے کہینچی وہ ہماری جماعت سے

باہر ہے" اس صورت مین اگر ہم آپ کی مدد و نصرت مین بلوائیون سے لڑتے تو اپنے امام کی مخالفت مین گنہگار ہوتے۔ یہی وجہ تہی کہ مجبوراً مین خاموش بیٹہا رہا۔ پہر مین نے کہا جناب عثمان رض کیون صبر و تسلیم اختیار کرکے شہید ہوگئے اور اپنے سے دشمنونکو دفع کیون نہ کیا۔ آپ کو کیا مرتبہ بلا۔ جواب دیا۔ آپکو وہ مرتبہ بلا جو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل کو ملا جنکو ظلم سے اونکے بہائی نے مار ڈالا تہا۔ اونہون نے مارتے وقت بہائی سے کہا۔ اگر تو اپنا ہاتہہ میرے قتل کو دراز کریگا تو مین اپنا ہاتہہ ہرگز تیرے قتل پر نہ اوٹہاؤنگا۔ مین تو اللہ کے غضب سے ڈرتا ہون۔ (یعنی جناب عثمان رض نے مرتبہ شہادت اور صبر اور مظلومیت کا پایا اسیواسطے آپ دوسرونکو روکتے تہے اور آپ بالکل تابع تسلیم و رضا تہے لہذا نصرت و مدد سے انکار کیا)

دیگر اقوال سے بہی جناب علی رض اور طلحہ و زبیر رض اور جناب عائشہ رض کی برأت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ عبد الملک بن مروان نے اپنے عہد خلافت مین نافع بن علقمہ بن صفوان کو مکہ معظمہ کا حاکم کیا حسب دستور امرا و عمال نافع نے ایک روز منبر پر خطبہ پڑہا۔ اوس خطبہ مین حضرات طلحہ و زبیر رض کی شان مین برا کہا۔ ابان جناب عثمان رض کے صاحبزادہ منبر کے نیچے بیٹہے تہے۔ نافع جب خطبہ سے فارغ ہوکر منبر سے اوترے ابان سے کہا مین نے جناب عثمان رض کے بدخواہونکو برا کہکر آپ کو خوش کیا۔ ابان بولے مین خوش نہین ہوا بلکہ آپنے برا کیا۔ میرے گمان مین یہہ دونون صاحب قتل و ایذا سے بری و پاک ہین۔ اسحق بن عیسیٰ کا قول ہے۔ مین علی رض کو خدا کی پناہ مین کرتا ہون کہ اونہون نے عثمان رض کو قتل کیا ہو اور جناب عثمان رض بہی خدا کی پناہ مین ہین کہ حضرت علی رض نے اونکو قتل نہین کیا۔ اسحق بن عیسیٰ کا یہہ قول اسطرح ہے جیسا آنحضرت صلعم

فرمایا ہے کہ قیامت مین سخت تر عذاب اوس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا کسی نبی نے اوسکو قتل کیا ہو۔

عثمان بن حبیب کہتے ہین کہ مین ایک مجمع مین تہا جس مین حضرت علی مرتضیٰ عمارؓ ملک اشتر صعصعہ بہی تہے۔ باتون باتون مین جناب عثمانؓ کا ذکر آیا۔ عمارؓ آپ کو برا کہنے لگے۔ اشتر نے بہی انکی پیروی کی۔ جناب علیؓ کا چہرہ مارے غصہ کے تمتما اوٹہا۔ پہر صعصعہ نے کہا کیا حرج ہے اگر کوئی کہے کہ جناب عثمانؓ اول شخص ہین جنہنے اپنی خلافت مین اپنے عزیزونکو حکومت واختیارات دیئے اور اول وہ شخص ہین جس سے امت محمدی مین تفریق پڑی جناب علیؓ نے فرمایا۔ اے ابو یقظان خاموش رہو۔ جناب عثمانؓ کی فضائل اور سوابق اسلامی اسقدر ہین کہ اللہ تعالیٰ کبہی اونکو عذاب نہ دیگا۔ واقعہ جمل مین حضرت علی مرتضیٰؓ کا قاتلین عثمان پر لعنت کرنا دوسری جگہہ مذکور ہوچکا ہے۔ اب ہم ایک روایت نقل کرتے ہین جسمین جناب امام حسنؓ کی تقریر بمقابلہ اصحاب بنی امیہ مذکور ہے اس روایت کی نسبت ہم کوئی فیصلہ قطعی نہین کرسکتے ناظرین انصاف بین خود فیصلہ کر لینگے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر معاویہؓ کے پاس عمرو بن العاصؓ ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ مغیرہ بن شعبہ۔ عقبہ بن ابو سفیانؓ بیٹھے ہوے تہے اوسوقت جناب عثمانؓ کا بہی ذکر اور آپ کی شہادت کے متعلق گفتگو ہورہی تہی۔ صاحبان مذکورہ بالا نے جناب معاویہؓ سے کہا۔ اسوقت جناب امام حسنؓ کو بلوائیے۔ آپنے کہا۔ کیون۔ کہا۔ ہم جناب امام حسنؓ کو ملامت کرینگے اور ان سے اقرار کرا لینگے کہ انکے باپ نے جناب عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ تم لوگ کبہی اونسے بازی نہ لیجاؤ گے اور جناب امام حسنؓ کے مقابلہ مین تمہاری بات کوئی نہ مانیگا۔ سب لوگ اونکے آگے تم کو ہر طرح جہوٹا بناوینگے

جناب امام حسنؓ اپنی بلاغت وفصاحت ذاتی سے تمہاری باتونکا وہ جواب دینگے جسکو سب لوگ تسلیم کر لینگے الا یہہ لوگ نہ ماننے اور جناب امیر معاویہؓ سے کہا آپ اونکو ذرا بلائیے توسہی۔ آپ الگ رہین۔ ہم سمجھہ لینگے۔ الغرض جناب معاویہؓ انکے اصرار سے لاچار ہوے اور جناب امام حسنؓ کی خدمت مین آدمی بھیجکر طلب کیا۔ جب امام حسنؓ تشریف لائے امیر معاویہؓ نے کہا کہ مینے آپ کو نہین بلایا بلکہ یہہ حضرات جو بیٹھے ہوے ہین آپکے بلانے والے ہین۔ یہہ لوگ جو کچھہ سوال کرین آپ بلاخوف وبغیر لحاظ میرے انکو جواب دیجیے آپنے فرمایا۔ ان لوگونکو جو کچھہ کہنا ہو کہین ہم سنتے ہین اور جواب معقول دینگے۔ الغرض سب سے اول عمرو بن العاصؓ کہڑے ہوے۔ بعد حمد وثنا کے کہا۔ اے حسن۔ آپ جانتے ہین کہ سب سے اول آپکے والد بزرگوار نے فتنہ برانگیختہ کیا اور ملک وخلافت طلب کی مگر دیکھیے انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کیسا بدلا اونسے دنیا ہی مین لے لیا۔ پہر ولید بن عقبہ بن ابی معیط کہڑے ہوے اور حمد وثنا کے بعد کہا۔ اے بنی ہاشم۔ جناب عثمانؓ تمہارے داماد تھے۔ تم لوگ اونکے خسر تھے۔ جناب عثمانؓ تمہاری قدر ومنزلت کرتے رہے اور کسی طرح تمہاری عزت وحرمت مین کمی نہ کی مگر تمنے یہہ قدر کی کہ اونسے باغی ہوے اور اونپر بلوہ کر کے ظلم وستم کے ساتھہ قتل کیا۔ اے حسن۔ ہمنے تمہارے باپ کو قتل کرنا چاہا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے خود اونکو دوسرونکے ہاتھہ سے قتل کرادیا اور ہمکو بچالیا۔ اگر ہم لوگ جناب عثمانؓ کے قصاص مین اونکو قتل کرتے تو کچھہ گناہ ہم پر نہ تھا۔ پہر عقبہ بن ابی سفیان کہڑے ہوے اور کہا۔ اے حسنؓ۔ آپ اس بات کو سمجھہ لیجیے کہ آپکے والد بزرگوار حضرت علیؓ جناب عثمانؓ سے باغی ہو گئے۔ اونکو حسد وبغض سے قتل کیا بطمع ملک دنیا وحب ریاست اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوے اور جناب عثمانؓ کی امارت اور خلافت

اونکو قتل کرکے چھین لی ہم نے تو تمہارے باپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے خود اونکو قتل کیا" ان سب کے بعد مغیرہ بن شعبہ اوٹھے۔ انکی ساری تقریر از اول تا آخر جناب علیؓ کی برائیون اور جناب عثمانؓ کی تعظیم اور عزت سے بھری تھی۔ یہہ لوگ جب ابھی اپنی کہہ چکے تو جناب امام حسنؓ لخت جگر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کھڑے ہوے اور حمد و ثنا رخدائے عزوجل کے بعد فرمایا "اے معاویہؓ مین پہلے تم سے شروع کرتا ہون پھران لوگونکو جواب دونگا سنو۔ ان لوگون نے مجھکو گالی نہین دی نہ برا کہا بلکہ تم نے گالیان دین اور میرے جد بزرگوار رسول خداؐ سے بغض۔ عداوت۔ مخالفت۔ جو تمکو ہے وہ ظاہر کردی" پھر آپ حاضرین جلسہ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا "مین تم سب کو خدا کی قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جس شخص کو ان لوگون نے گالیان دین وہ اسلام مین پہلا شخص تھا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ بیت المقدس اور خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھی حالانکہ تم اے معاویہؓ اوس دن کافر و مشرک تھے۔ جنگ بدر مین میرا باپ علم بردار لشکر اسلام تھا اور اے معاویہ تمہارے ہاتھہ مین مشرکون کا جھنڈا تھا۔ مین سب صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون۔ آپ لوگ جانتے ہین یا نہین کہ معاویہؓ میرے نانا کے زمانہ مین خطوط اور فرامین لکھا کرتے تھے۔ ایک دن جناب رسالت مآبؐ نے معاویہؓ کو خط لکھنے کے واسطے بلایا۔ یہہ کھانا کھا رہے تھے جو شخص بلانے آیا تھا اوسنے واپس جاکر عرض کیا کہ معاویہؓ کھانا کھا رہے ہین۔ آنحضرتؐ نے اسکو دوبارہ بھیجا۔ اوسنے پھر بھی آکر عرض کیا۔ تیسری بار گیا پھر بھی یہی ظاہر کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خداوندا کبھی معاویہ کا پیٹ نہ بھرے۔ اے معاویہؓ۔ کیا تمکو اپنے پیٹ کی خبر نہین کہ کسقدر کھا جاتے ہو اور سیری نہین ہوتی [حضرت معاویہؓ دن رات مین سات مرتبہ یا اس سے کم و بیش کھانا کھاتے تھے

اور انکا قول تھا کہ آنحضرت صلعم کی دعا مجھکو لگ گئی ہے (فتوح البلدان) اور مستطرف
مین لکھا ہے کہ امیر معاویہ روزانہ ایک سو رطل دمشقی وزن مین کھانا کھاتے تھے] مین تم سبکو
خدا کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ ایک مرتبہ معاویہؓ کے باپ ایک اونٹ پر
سوار تھے اور یہ اونٹ کی مہار پکڑے آگے آگے تھے۔ اونٹ کے پیچھے انکے بھائی
عقبہ بن ابوسفیانؓ تھے جو اوسکو ہانکتے جاتے تھے۔ جناب رسول خداؐ نے ان لوگون کو
اس حال مین دیکھکر فرمایا۔ خدا لعنت کرے اس اونٹ پر اور جو اسپر سوار ہے اوسپر اور جو اسکو
کھینچ رہا ہے اور اسکو ہانک رہا ہے اون پر بھی خدا کی لعنت ہو۔ اے معاویہؓ یہہ سب تو
تمہارے حق مین ہے۔ اب اے عمرو بن العاص۔ تمہاری باری ہے۔ تم کون ہو تمکو
اپنی اصلیت کی بھی خبر ہے؟۔ تم وہی تو ہو کہ تمہارے بارہ مین پانچ اشخاص قریش نے
جھگڑا کیا تھا اور جو انمین باعتبار حسب و منصب کے نہایت ہی بُرا اور حقیر تھا اوسکی مشابہت
سے تمہارے باب مین فیصلہ ہوا اور تم اوسکی طرف منسوب ہوے۔ پھر تم قوم قریش مین
کھڑے ہوے اور کہا۔ میرے دشمن محمد صلعم ہین۔ پھر خداوند کریم نے اپنے نبیؐ کی تسلی کے
لئے سورہ کوثر نازل فرمائی جسمین۔ ان شانئک هو الابتر۔ موجود ہے۔ پھر بھی تم
باز نہ آے اور جناب رسول خداؐ کی ہجو مین تیس شعر کہے۔ وہ شعر سنکر حضور سردار دو عالم
نے فرمایا۔ خدایا۔ مین شعر نہین کہتا لیکن ہر شعر کے بدلے عمرو بن العاص پر لعنت بھیجتا ہون
باوجود ان سب شرارتون کے تم نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس گئے اور جو کچھہ وہان افترا
پردازی کی ظاہر ہے تم ہی خوب جانتے ہو مگر اللہ تعالی نے تمکو وہان بھی جھٹلایا اور تم
ناکام و نامراد وہانسے واپس آے۔ تم تو ہمیشہ سے حالت جاہلیت اور زمانہ اسلام مین
بنی ہاشم کے دشمن رہے ہو اسلیے مین تمہارے اس بغض و حسد پر ملامت نہین کرتا۔ پھر

جناب امام حسنؓ ولید بن عقبہ سے مخاطب ہوے اور فرمایا۔ اسے ابن ابی معیط۔ جناب علیؓ کو گالی دینے اور بُرا کہنے پر مین تمکو کیا ملامت کرون۔ اونہون نے شراب کی حد تمپر اسّی دُرے لگاے اور حسب ارشاد جناب جد عالی مقدار میرے والد ماجد نے تمہاری باپ کو قتل کیا اور نانا جان نے بحکم خالق زمین و آسمان تمہارے باپ کو قتل کرایا تھا۔ جب تمہارا باپ مارے جانے کیلیئے کھڑا کیا گیا تو اوسنے نہایت مایوسی کے ساتھہ چھوٹے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے محمدؐ اس بچہ کا کون ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اسکے واسطے آگ ہے۔ سنو۔ تم لوگونکے حق مین نانا جان کے نزدیک آگ تہی اور بابا جان کے نزدیک تلوار اور کوڑا تہا۔ اے عقبہ۔ تم کسیکو قتل کرنے سے کیا ڈراتے ہو۔ پہر آپ مغیرہ بن شعبہ سے متوجہ ہوے اور فرمایا۔ اے قوم ثقیف کے کانے۔ تمہارا منہ اور علیؓ کو بُرا کہو۔ تم کس بنا پر اونکو گالیان دیتے اور بُرا کہتے ہو۔ کیا جناب رسول خدا سے اونکا رشتہ و قرابت دوری کی ہے یا اونکے احکام جابرانہ تہے یا دنیا کی رغبت اونکو تہی۔ اگر ان باتومین سے کسی پر اونکو بُرا کہتے ہو تو تم جہوٹے ہو اور سب لوگ تمکو جھوٹا کرینگے اور جو تم کہتے ہو کہ علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کیا تو تم اسمین بہی جھوٹے ہو اور سب تم کو جھٹلا دینگے اب رہا تمہارا ڈرانا اور دہمکانا تو اسکا اثر ہمپر بالکل نہین۔ ہم تمہاری حقیقت ہی کیا سمجھتے ہین۔ تمہاری تو یہہ مثل ہے کہ ایک مچھر کسی کہجور کے درخت پر بیٹھا۔ جب اوڑنے لگا تو کہجور سے کہا دیکھو سنبہلے رہنا مین اوڑتا ہون (ایسا نہو کہ میرے پرونکی ہوا سے تمکو صدمہ پہونچے) کہجور نے (ہنسکر) کہا مجھکو تمہارا آنا تو معلوم ہوا نہین پہر تمہارا اوڑنا میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمکو تمہاری عداوت و دشمنی کی تو پرواہ نہین پہر تمہاری گالی اور بدگوئی سے ہمارا کیا نقصان ہے۔ یہہ فرماکر جناب امام حسنؓ تشریف لیگئے۔ اسکے

چلے جانیکے بعد جناب معاویہ رضؓ نے فرمایا۔ تم لوگون نے دیکھ لیا۔ میرا کہنا نہ مانا۔ کیا مین نے تمسے نہ کہا تھا کہ ان حضرات سے تم بازی نہ لیجا سکوگے۔ خدا کی قسم جب تک وہ تقریر کرتے رہے مین بالکل اندہا ہوگیا تھا کچھہ نظر نہین آتا تھا۔ تم لوگو مین درحقیقت خیر و صلاح بالکل نہین (ثمرات الاوراق مطبوعہ مصر)۔

جناب امام حسن رضؓ نے جن امور کی نسبت اشارہ فرمایا ہے اونکا بیان کرنا ضرور ہے لہذا ہم مجملاً لکھتے ہین۔ زمانہ جاہلیت مین اور بعد اسلام کے جو عزت خداوند تعالے نے قریش کو دی وہ کسی اور قوم کو نہ تھی پھر قریش مین خاندان بنی ہاشم جملہ قبائل قریش سے ممتاز تھا۔ یہہ تو دستور قدیم ہے کہ نامور اور مشہور شخص یا خاندان کے دشمن بھی زیادہ ہوتے ہین اور خاص آپس والے ہی عداوت رکھتے ہین حضور سرور کائنات صلعم موجودات کی ذات بابرکات سے جو شرف بنی ہاشم کو افزون ہوا یہہ بھی معلوم ہے۔ جب اسلام کا آغاز تھا اور علانیہ شعائر اسلام ادا نہو سکتے تھے تو دشمنان دین کے خوف سے مسلمانونکی تعداد قلیل نہایت درجہ ایذا پاتی رہی۔ اوسوقت رسول کریم اور آپکے اصحاب کے دشمن اسی خاندان قریش کے لوگ زیادہ تھے جنمین بنی امیہ بھی شریک تھے چنانچہ کتب سیر مین انکی عداوت بالتفصیل مذکور ہے۔ اسی عداوت کی طرف جناب امام حسن رضؓ نے اشارہ فرمایا۔ حضرت معاویہؓ کو مخاطب کرکے جو آپنے فرمایا اوسمین تو کوئی مضمون ایسا نہین جسکی وضاحت کیجاوے البتہ عمرو بن العاص کے بارہ مین چند امور قابل بیان ہین جناب امام حسن رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے فرمایا۔ (تم وہ شخص ہو کہ تمہارے بارہ مین پانچ شخصون نے جھگڑا کیا) اصل یہہ ہے کہ زمانہ جاہلیت مین دستور تھا کہ ایک عورت کو چار چار یا پانچ پانچ اشخاص اپنے تصرف مین رکھتے تھے اور باری باری سے مباشرت

کرتے تھے۔اسی طرح نان ونفقہ سب پر تقسیم ہوتا تھا جب عورت کے حمل رہ جاتا اور بچہ پیدا ہوتا تو اوسوقت جھگڑا پڑتا۔ ہر ایک مدعی ہوتا اس صورت مین یا تو عورت کے قول پر راضی ہوتے جسکا لڑکا وہ کہدیتی اوسکا لڑکا ہوتا یا اسکا فیصلہ اس طرح ہوتا کہ عرب مین چند لوگ ایسے تھے جو فن قیافہ مین کامل مہارت رکھتے تھے اون کا یہہ کام تھا کہ وہ لڑکے کی صورت دیکھکر جسکے مشابہ پاتے اوسکو دلا دیتے تھے۔ ایسا ہی کچھ عمرو بن العاص رض کی پیدائش کے وقت پیش آیا۔ اس قصہ کو مستطرف مین اس طرح لکھا ہی کہ حضرت عمرو بن العاص کی والدہ کا نام نابغہ ہے وہ بیٹی حرملہ بن عزة کی ہے۔ زمانہ جاہلیت کی کسی جنگ مین قید ہوکر آئی اور سوق عکاظ مین فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن جدعان نے اوسکو مول لیا اور عاص بن وائل کو ہبہ کر دیا۔ بعضے کہتے ہین کہ بلا نکاح عبداللہ بن جدعان کے پاس تہی اور اوسکے تصرف مین رہی۔ ابولہب۔ امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب۔ عاص بن وائل بہی ایک ہی مہینہ مین اوس سے ہمصحبت ہوے جب عمرو رض پیدا ہوے ان پانچون آدمیون نے دعوی کیا ہر ایک کہتا تھا کہ میرا نطفہ ہے اور میرا بیٹا ہے مجھکو ملنا چاہیئے۔ نابغہ نے فیصلہ کر دیا کہ یہہ لڑکا عاص کا نطفہ ہی عاص اوس عورت کو نان ونفقہ دیا کرتا تھا اسوجہ سے اسکا نام ہوا اور اسکی طرف عمرو منسوب ہوے۔ اسی قصہ کی طرف جناب امام حسن رض اشارہ فرماتے ہین۔

نجاشی شاہ حبشہ کے پاس عمرو بن العاص کا جانا اور وہان جو معاملہ پیش آیا اُسکا حال حصہ اول مین آچکا ہے ہان اس قصہ مین جو افترا پردازی کا ذکر ہے اوسکو ہم یہان لکھتے ہین۔ قریش نے جو لوگ حبشہ جانیکے لیے منتخب کیے تھے وہ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید تھے۔ اثنا راہ مین دونون نے شراب پی اور نشہ شراب مین کسیی بات پر

تکرار ہوگئی۔ عمارہ نے حضرت عمرو بن العاص کو کشتی سے دریا مین ڈہکیلنا چاہا لیکن لوگ بیچ مین آگئے جس سے یہہ بچ گئے مگر انکے دل مین عمارہ کیطرف سے کینہ جاگزین ہوگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انہون نے عمارہ کو نجاشی کے ہاتہہ سے قتل کرا دیا۔ اسکا حال اسطرح ہے کہ جب یہہ دونون دربار نجاشی مین آنے جانے لگے تو ایک روز حسب عادت یہہ دونون دربار مین بیٹھے تہے ایک جوان کنیز حسین و خوبصورت مملوکہ شاہی بہی اوسجگہہ موجود تہی۔ عمارہ بہی جوان خوبرو۔ اوٹہتی جوانی۔ شباب کا زور۔ دیدار و حسین مرد تہا چونکہ حسن مین ایک جذب مقناطیسی ہے اور جسکو یہہ دولت نصیب ہوتی ہے کیسی ہی پارسا نگاہین ہون ضرور اوسکی طرف اوٹہہ جاتی ہین۔ وہ لونڈی بار بار دزدیدہ نگاہ سے عمارہ کو دیکہتی تہی۔

بر نمے آید غرور حسن با تمکین عشق	یوسف از کنعان بسودائے زلیخا میرود

عمرو بن العاص تاڑ گئے اور دل مین عمارہ کے پہانسنے کی تدبیر اس سے بہتر اور نہ سوجہی۔ غرض جب یہہ دونون اپنے جاے قیام پر واپس آے عمارہ سے کہا۔ نجاشی کی لونڈی تمپر فریفتہ ہو رہی ہے۔ اوس سے دوستی پیدا کرو۔ شائد اس تدبیر سے جو کام ہم کرنا چاہتے ہین آسان ہوجاوے۔ اگر اوس لونڈی سے تم محبت کرلوگے تو ہرطرح تمہاری معین و کفیل ہوگی۔ اب اوس سے سلسلہ جنبانی کرو اور بات چیت کرکے بادشاہی عطر طلب کرو۔ وہ تمکو دیدیگی اور اس حیلہ و تدبیر سے تمکو موقع اظہار محبت مل جاویگا۔ عمارہ تو بیخبر تہا وہ کیا جانتا تہا کہ لونڈی سے ملنا اور عطر لینا میرے حقمین سم قاتل ہوگا بے دہڑک دوسرے روز لونڈی سے ملا اور گفتگوے محبت آمیز اور اظہار تعشق کرکے عطر کی فرمائش کی لونڈی نے شاہی عطر اپنے نئے دوست کو عنایت

کیا۔ وہ عطر کسی ترکیب سے عمرو بن العاصؓ نے اپنے قبضہ مین کر لیا اور تنہا نجاشی پاس جاکر کہا "میرا رفیق عمارہ آپکی کنیز پر مائل ہوا ہے اور وہ بھی اوسپر فریفتہ ہے۔ جانبین سے عشق و محبت کا اظہار ہے۔ لونڈی نے خاص شاہی عطر اپنے یار کو دیا ہے۔ لیجئے یہہ وہی عطر ہے" یہہ کہکر عطر پیش کیا۔ نجاشی یہہ قصہ سُنکر ازبس غضبناک ہوا کمال غیظ سے چاہا کہ فوراً عمارہ کو قتل کرے لیکن پہر سوچا کہ یہہ شخص ہمارے ملک مین ہماری اجازت و امن سے آیا ہے علانیہ اسکا قتل کرنا خوب نہین کسی حیلہ سے سزا دینی چاہیئے لہذا چند لوگ جادوگر عمارہ پر مقرر کر دیئے کہ کسی حکمت سے اسکے احلیل مین پارہ بہر دین اون لوگون نے شاہی حکم کی تعمیل کی۔ عمارہ عمرو بن العاصؓ کے فقرہ مین آکر خود اپنی جان کا خواہان ہوا اور پارہ کی تکلیف سے بدحواس لوگون سے متنفر ہوکر بہاگا اور جنگلون بیابانون مین وحشیان صحرا کے ساتہہ اپنا مسکن بنایا۔ اسکے ہمراہی اسکی تلاش مین سرگردان و حیران پہر رہے تہے۔ ایک مقام پر پکڑ پایا اور مقید کر کے لے گئے عمارہ اسی قید کی حالت مین جہنم واصل ہوا۔ (معارج النبوۃ)

باقی مضامین ظاہر ہین۔ اب ہم اصل روایت کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اولاً تو اس قصہ کا وہی جواب ہے جو دیگر روایات کا ہے بر تقدیر صحت روایت ہم کہتے ہین کہ جناب علیؓ پر طعن کرنیوالے اکثر اصحاب بنی امیہ تہے جو آپکو منجملہ قاتلین جناب عثمانؓ شمار کرتے تہے اور یہہ خیال تہا کہ جناب علی اپنی خلافت کے خواہان ہین۔ اس قسم کے خیالات ہمیشہ اونکی نسبت ہوہی جاتے ہین۔ چونکہ بنی ہاشم اور بنی امیہ مین ہمیشہ سے لاگ ڈانٹ چلی آئی ہے اگر ایسے موقع پر ایک دوسرے کو کچہہ کہین تو کیا بعید ہے مگر وہ حضرات باہم جسطرح ایک دوسرے کو کہتے تہے ویسے ہی حق بات سُنکر دب بہی جاتے

تے چنانچہ جناب امام حسنؓ کی تقریر سے سب ساکت ہوگئے اور پھر کسی نے دم نہ مارا۔
البتہ اس قسم کے واقعات سے عام لوگ اگر دلیر ہوجاوین مثلاً بنی ہاشم کے اتباع انکی
محبت مین بنی امیہ کو برا کہنے لگین تو یہ انکے شایان نہین۔ بڑے لوگونمین باہم اگر
سخت کلامی ہو تو ہوا نکے اتباع اگر بزرگون پر طعن کرین تو بیشک بدنما ہوگا
علی ہذا القیاس ہمکو اس قسم کے واقعات پر نظر ڈالنے سے کسی جانب فیصلہ کرنا اور
ایک فریق کی نسبت تذلیل و تکذیب کی راے قایم کرنا جائز نہین۔ ہم دونون فریق
کو بنظر عزت دیکھین گے اور دونون کا شرف صحابیت ملحوظ رکھکر اپنی زبان سے
ان حضرات کی نسبت کلمات ادب نکالین گے۔ حضرت عمرو بن العاص کا قصہ جو ہمنے
نقل کیا ہے وہ قبل اسلام کے گذرا ہے اور اسلام نے تمام گناہ حالت کفر کے نیست و
نابود کر دیئے ہین۔

محاکمہ

روایات و بیانات گذشتہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو شبہات لاطائل اور ظن فاسد
بعض مورخین کی روایات سے درباب شرکت بعض صحابہ کبارؓ جناب عثمان کی شہادت
مین یا آپ کی عدم نصرت مین پیدا ہوتے ہین ہرگز قابل اعتبار اور لائق التفات
نہین ہین۔ اگرچہ جناب عثمانؓ پیرانہ سالی مین تخت خلافت پر متمکن ہوے۔ آپنے مراتب
عالی اور مناصب بزرگ اور امور حکومت کو اپنے اعزہ و اقربا کے سپرد کیا۔ بلاد اسلامیہ
مین آپ ہی کے رشتہ دار بنی امیہ عمال اور حکام ہوگئے۔ مگر ان مین بعض حضرات وہ
بھی ہین جو جناب رسول خدا کے عہد مبارک مین امارت اور حکومت پر رہے اور اکثر
حضرات شیخین کے عہد خلافت مین بوجہ اپنی لیاقت اور عقل و تمیز کے بڑے بڑے

کام انجام دیتے رہے۔ جناب عثمان رضؓ نے بہی ان لوگونکو عامل وحاکم ممالک اسلامیہ کیا اور خدمات لائقہ اور مناصب عالیہ انہین لوگونکو دیئے۔ ان لوگونکی کوشش اور بیدار مغزی حسن انتظام۔ محنت وجانفشانی کی نتایج اور فتوحات بیشمار جسقدر حاصل ہوے وہ اظہر من الشمس ہین۔ جناب عثمان کی تجویز وتشخیص اور تدبیر ملکی حضرت عبداللہ بن عامر کو اس خدمت کے واسطے انتخاب کرنے مین کس درجہ ظاہر ہوتی ہے اور جوکچہہ ابن عامرؓ کی اہلیت۔ کارگذاری عقل ودانائی محنت وجانفشانی۔ جانکاہی کا ثمرہ ترقی ملک وفتوحات وتوسیع حدود اسلامیہ مین ظہور پذیر ہوا وہ بہی مثل روز روشن عیان ہے۔ یہہ سب کچہہ تو تہا مگر بنی ہاشم کو بنی امیہ کی ترقی ناگوار تہی۔ بنی ہاشم انکو اس اعلیٰ مدارج ومناصب پر دیکہکر کیا خوش ہوتے تہے ہرگز نہین بلکہ یہہ لوگ بنی ہاشم کی آنکہونمین کہٹکتے تہے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ جب نیرِّ اسلام طلوع ہوا ہے تو بنی ہاشم کو بنی امیہ کے ہاتہون بالخصوص ابوسفیانؓ وغیرہ سے جو صدمات پہونچے اور جو تکالیف ان سے پائین اسکی وجہ سے بنی ہاشم کو انسے دلی کدورت تہی اب انکی ترقی اور اسلام مین ناموری وشہرت پانا کس طرح گوارا ہوتا۔ (اور یہہ طبعی بات ہے جس سے انسان مجبور رہے) اسلام نے بذریعہ اخوت سب کو ایک درجہ کا کردیا تہا البتہ خاندان قریش جیسا زمانہ جاہلیت مین معزز سمجہا جاتا تہا اسلام نے بہی اسکی قدر بحال رکہی بلکہ اور بہی عزت افزون ہوئی۔ بنی امیہ بہی بدولت اسلام کے عزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے۔ عہد عثمانی مین تو انکی اور بہی عزت ہونے لگی۔ جسقدر عہد رسالت بعید ہوتا گیا اوسیقدر بنی امیہ کی عزت ومنزلت جس درجہ پر کہ زمانہ جاہلیت مین تہی اوسیکی جانب رجوع کرتی گئی جسکی وجہ سے فتنہ وفساد کا شیوع ہو چلا۔ (خلاصہ یہہ کہ

کہ دیگر اقوام عرب وغیر عرب جب اسلام مین آے اور اخوت اسلامی سے ایک درجہ پر رکہے گئے ملکی فتوحات مین دیگر اقوام کا قدم آگے تہا اسوجہ سے یہہ لوگ اپنےکو افضل سمجہتے تہے اور یہہ دعویٰ تہا کہ یہہ ملک ہماری ہی تلوارون نے فتح کیے ہین۔ دراصل ہمارے ہی ملک ہین۔ بنی امیہ کو کرسی صدارت پر دیکہکر ان لوگونکے حوصلے بڑہ گئے اور سارے فساد کی بناءیہی ہے) صحابہ کبار جیسے جناب حیدر کرار رض۔ طلحہ رض زبیر رض اس فتنہ کے فرو کرنے مین بجان و دل ساعی ہوے۔ اگرچہ اہل غرض کے مطالب دلی حاصل نہ ہوے مگر ان حضرات کی کوششین بہی چندان کارآمد نہ ہوئین اور آتش فتنہ فساد سرد نہ ہوئی۔ (دوسری وجہ یہہ بہی پیش آئی کہ جو کام باتفاق راے ایک گروہ کے ہوتا ہے اور سب تہ دل سے کوشش کرتے ہین ضرور وہ بخیر تمام انجام پذیر ہوتا ہے) گروہ صحابہ مین یہی دوچار حضرات معززین باقی رہ گئے تہے اور اکثر صحابہ کرام عہد فاروقی مین جنگ عراق عجم و عرب و بلاد سوریہ اور دیگر معرکون مین کام آچکے تہے اور کچہہ طاعون عمواس مین راہی ملک بقا ہو گئے تہے۔ اگر ان بزرگونمین سے کچہہ لوگ زندہ ہوتے تو شائد انکی نیک تدبیر اور گفتگوے صلاح آمیز سے بگڑے ہوی فریق درست ہو جاتے۔ ملک اور قوم کا تو یہہ حال تہا اوپر سے شاعرونکی چرب بیانی اور طلاقت لسانی تہی جو بذریعہ مرثیون اور اشعار کے بنی امیہ کی غیرت کو جوش دلاتی اور اونکو تہور اور شجاعت پر اوبہارتی تہی بنی امیہ اپنے مخالف گروہ سے بدلا لینے مین زیادہ تیز ہمت ہوتے تہے۔ اسکے ساتہہ ہی شاعرون کی جادو بیانی نے جناب علی رض کی بے پروائی اور جناب عثمان رض کی مدد و نصرت سے بے اعتنائی خوب خوب ظاہر کر دکہائی۔ (یہی سبب ہوا کہ جناب علی رض اور دیگر حضرات صحابہ رض۔ طلحہ رض زبیر رض کیجانب

عام خیالات مین یہہ بات جم گئی کہ یہہ لوگ خلیفہ برحق کی مدد سے کنارہ کش بلکہ انکے بدخواہ ہین) لیکن روایات گذشتہ واخبار سابقہ سے اس بدگمانی کی تائید کسی طرح نہین ہوتی بلکہ یہہ امر محقق ہے کہ جناب علیؓ روز ظہور فتنہ وآمد بلوائیان سے نبات خود فساد رفع کرنے اور اہل فساد کے دفع کرنے مین نہایت کوشش کے ساتھہ مصروف ہی۔ گفتگوی شایستہ اور تقریر معقول سے مصری بلوائیون کو واپس کر دیا تھا۔ جناب علیؓ تو بنفس نفیس بلوائیونکی فہمایش مین سرگرم تھے اور اپنے لخت جگر۔ نور بصر۔ فرزند سعادتمند جناب امام حسنؓ کو جناب ابن عباسؓ اور دیگر ابناے صحابہ کبار کے ہمراہ دار الخلافت کی حفاظت اور جناب عثمان کی حمایت کو متعین فرمادیا تھا اور گروہ بلوائیون کی مقابل جو خط کا بہانہ لیکر در دولت جناب عثمانؓ کو گھیرے ہوے تھے اونکو بھیج دیا تھا چنانچہ ان بزرگون نے اشرار بدبخت تبہ کار کے مقابلہ اور جنگ مین کمال عالی ہمتی اور شجاعت ومردانگی سے کام لیا جناب عثمانؓ پر جان قربان کرنے مین برابر قائم رہے اور اپنے پانون مضبوط جمادیئے حتی کہ جناب عثمانؓ کثرت باغیان اشرار اور قلت جماعت معاونین شجاعت آثار سے گھبراے اور انکا مقابلہ اوس لشکر بیشمار سے دشوار تصور فرماکر بنظر کمال شفقت ووفور رحمت بہ الحاح ومنت تمام ان حضرات کو واپس جانیکے لیئے ارشاد کیا۔ جناب امام حسنؓ سے اس طرح فرمایا۔ صاحبزادہ مین خوب جانتا ہون کہ تمہارے پدر بزرگوار کا دل تمہارے واسطے کس درجہ بیقرار ہوگا۔ دشمنونکی فوج بے تعداد اور تم تنہا صرف دو چار یار احباب ساتھہ انکے مقابل ٹھیرے ہو۔ خدا کے واسطے مجھکو چھوڑکر اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ اونکے متفکر اور مضطرب قلب کو تسکین دو

بلای من شد آن بالا خدا را پیش من بنشین	غمی خواہم کہ پیش دیگران آید بلاے من

جناب امام حسن رضؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم جب تک آپ پر قربان نہو جاؤن یہہ دروازہ نہ چھوڑونگا"۔

مین بہلا سعر کہ عشق سے ٹل جاؤنگا		طبع معشوق نہین ہون کہ بدل جاؤنگا

جناب عثمانؓ کو حضرت امام حسنؓ کی مشقت اور تکلیف گوارا نہ ہوئی۔ دروازہ کھول دیا اور آپ کو مع آپکے رفیقونکے گھر کے اندر کرلیا۔ جب بلوائیون سے دروازہ نہ ٹوٹ سکا غضبناک ہوکر آگ لگا دی۔ جناب امام حسنؓ اپنے ہمراہیونکے ساتھہ بلوائیونکے دفع کرنے مین مصروف تھے کہ وہ پشت دولتخانہ سے اندر گھس آے اور آپکو شہید کیا اب بنگاہ غور و تعمق ملاحظہ ہو کہ جناب علیؓ نے بذات خاص اگرچہ اسوقت بلوائیونکو دفع نہین کیا مگر باوجود اسکے آپکے جگرپارہ فرزندارجمند جناب امام حسنؓ نے ہمت اور کوشش مین دریغ نہ فرمایا۔ اگر جناب عثمانؓ حضرت علیؓ کی نصیحت اور راے پر عمل فرماتے اور مروان اور دوسرے عزیز و اقربا کے کہنے پر نہ چلتے تو جناب علیؓ بذات خاص اسوقت آپکے دروازہ پر ہوتے اور رفع فساد مین دل و جان سے کوشش کرتے (یا جناب عثمانؓ اجازت دیتے تو جناب علی مرتضیٰؓ فرقہ اشرار کو انکی بغاوت کا مزہ چکھاتے) ان حضرات کی مدد و نصرت۔ جناب عثمانؓ کی حمایت مین جان تک سے دریغ نہ کرنا۔ آپکے روز اسلام سے تا یوم بیعت خلافت اور اوسکے بعد تا زیست آپکے ساتھہ ہرطرح محبت و اخلاص کا برتاو رکھنا ظاہر و عیان ہے مخفی و نہان نہین۔ خلاصہ یہہ کہ جناب عثمانؓ اوّلاً تو پیرانہ سال اسی برس سے متجاوز تھے ثانیاً اوصاف حلم و حیا سے متصف تھے (جسکی وجہ سے لوگونکو جرأت بڑھتی گئی) لہذا بلوائیونکو دفع نہ کرسکے۔ (تاریخ بدائع)

اس بیان سے کماینبغی ہمارے دعوی کی تائید ہوتی ہے اور اس امر کا پورا ثبوت

ملتا ہی کہ یہ اہل فساد کی شر انگیزی کا نتیجہ ہے جو حضرات صحابہ کبار کی نسبت عدم نصرت
جناب عثمانؓ کا ظن فاسد اور وہم کاذب پیدا کر رہا ہے۔ اب صحابہ کرام کی مدد و اعانت
اور جناب عثمانؓ کے ساتھہ محبت اور اخوت و ہمدردی بخوبی ثابت ہوگئی۔ یہہ بہی روایات
سابقہ سے معلوم ہوگیا کہ حضرات مہاجرین و انصار سب کے سب آپکی مدد پر تیار اور آپکے
مخالفین سے لڑنیکو آمادہ ہوکر آئے اور اجازت نہ پانے بلکہ قسم دلانے سے مجبور ہوکر واپس گئے
اب اگر بعض روایات سے اسکے خلاف ظاہر ہو تو بر تقدیر صحت روایات و تسلیم اقوال کے
ہمارے بیان آیندہ سے جواب شافی اسکا ظاہر ہوگا۔

ہر فرد انسانی کی طبعی اور خلقی بات ہے کہ اپنے مد مقابل ہمسر اور ہمعصر کو بنگاہ حسد
دیکھتا ہے پھر اگر کوئی اپنے جنس مین برابر والا کسی دنیوی جاہ و جلال۔ دولت و مال مین
سر بر آوردہ و نامور ہو جاے یا کسی قسم کی حکومت۔ خلافت و امارت پر پہونچے تو
اوسکے دوسرے بہائی برادر۔ خویش و اقربا اوسکے ساتھہ دلی محبت اور ہمدردی سے
پیش نہ آوینگے بلکہ دل سے زوال نعمت کے خواہان رہینگے۔ چاہے اوسکے تنزل سے انکو
ترقی نہ نصیب ہو مگر وہ عادت اور طبیعت انسانی سے مجبور ہین۔ خواہ مخواہ انکے دل
مین ہوس و حرص دنیا جا نشین ہوکر اپنے بہائی ذی مرتبہ کی طرف سے کشیدہ خاطر کریگی
بالفرض وہ شخص حوادث زمانہ مین مبتلا ہو تو یہہ لوگ اوسکی مدد و نصرت و حمایت سے
دست کش ہونگے بلکہ انکی خواہش دلی اور رضامندی اسکی ذلت و خواری مین ہوگی
زمانہ حضرت آدمؑ سے لیکر اسوقت تک ہر جگہہ ہر ملک ہر قوم مین ایسا ہی نظر آتا ہے
(سلاطین سابقہ اور امراء زمانہ ماضیہ کے حالات کتب تواریخ مین دیکھنے سے اسکی
نظائر و مثالین بیشمار نظر سے گذرینگی) یہہ بات تو انسان کی طبیعت اور خلقت مین

داخل اور اوسکی کمی مین پڑی ہے مگر صحابہ کرام مین بالخصوص حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم مین جنکی شان مین جناب فاروق اعظم کا یہہ قول ہے کہ جناب سالتماب صلعم ان لوگونسے راضی وخوش تشریف لیگئے۔ اس طبعی امر کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ توفیق و تائید الٰہی سے اور بہ برکت صحبت آنحضرت صلعم یہہ بزرگوار اس قسم کے خیالات سے محفوظ ومامون رہے اور خلیفہ وقت کی اطاعت مین بجان و دل مصروف تھے کبہی والی منصب خلافت کا خیال انکے پاک نفوس مین نہ گذرا۔ ظاہر و باطن سے ہر طرح معین و مددگار فرمانبردار وجان نثار رہے۔ اگر کسی صاحب مین ہمارے دعوے کے خلاف نظر آوے تو وہ از قبیل انقباض خاطر ہے جو امر خلقی کا ادنی اثر ہے اور جسپر ہر فرد بشر مجبور ہے یہی انقباض خاطر ہے جو بعض حضرات کی عدم نصرت وکم التفاتی کا سبب ہوا اور یہی قوی سبب ہے کہ جناب عثمانؓ پر سے حوادث ومصائب دفع نہ ہوسکے اور آپ امور خلافت اجرا کرنے مین اس بات پر مجبور ہوے کہ خاندان بنی امیہ کے نوجوان لائق اشخاص کو حکومت وامارت ممالک اسلامیہ پر مامور فرمایا۔ (اگرچہ اسمین پاس قرابت اور لحاظ صلہ رحمی بہی تہا۔ چاہے اس ضرورت ومجبوری سے آپ کا یہہ فعل محل گفتگو اور جاے اعتراض اکابر صحابہ ہو مگر اس کا یہہ نتیجہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ آپسے سب صاحب بیزار ہوگئے اور آپکو دشمنونکے قبضہ مین چھوڑ دیا کیونکہ اوپر کی تقریر سے یہہ اشتباہ بالکلیہ دفع ہوتا ہے علاوہ اسکے روایات صحیحہ سے جو درباب مدد ونصرت صحابہ کرام اوپر گذر چکین اور تقریر محاکمہ مذکورہ سے اس وہم کی بنیاد قطع ہوتی ہے) دیکھو۔ اگر ایک شخص کے دو چار بیویان ہون تو انمین باہم کسقدر سوتیا ڈاہ ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی دشمن جانی خون کی پیاسی رہتی ہے۔ کہلم کہلا عداوت اور بغض کا اظہار باہمی کینہ

حسد رکھنا کس درجہ ہوتا ہے مگر امہات مومنین ازواج مطہرات جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیمات کو خداوند تعالےٰ نے اس بلا سے کس درجہ محفوظ رکھا۔ تاہم امر خلقی سے
مجبور تھین اور انقباض خاطر اور غیرت طبعی کے آثار کسی نہ کسی وقت ظاہر ہو ہی جاتے
تھے اور اس سے کہان تک انسان بچ سکتا ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔
جب شیطان اہل عرب کے کافر ہونے سے مایوس ہو گیا تو اونکو باہمی خانہ جنگیوں مین
لگا دیا۔ اسی طرح جب مرد با ایمان کے گمراہ ہونے کی اوسکو امید باقی نہ رہی تو اوسکے
دل مین وسوسے ڈالنا اور خطرات نفسانی پیدا کرنا شروع کیا اور یہہ وسواس نفس تو
صریح ایمان کی علامت ہے۔ (کیونکہ چور خالی مکان مین نہین گھستا جہان اسباب نقد و جنس
دیکھتا ہے وہان جاتا ہے تو خطرات شیطانی بھی اوسی دل مین گذرینگے جسمین ایمان
کا سکان ہوا اور جس دل مین ایمان کا گذر نہین وہان خطرات نفسانی کا بھی دخل نہین)
اکثر روایات سے ظاہر ہے کہ بوجہ انقباض خاطر ہمدردی و نصرت بعض صاحبون نے
نہ کی مگر یہہ وہی لوگ ہین جو جناب سرور عالم کی بشارت اور سوابق اسلامیہ۔ (جناب
عثمان رضؓ کے حق مین) بھول گئے۔ بمضمون حفظت شیئا وغابت عنك اشیاءٌ
کوئی کوئی بات یاد رہی اور بہت کچھ بھول گئے۔ ایسے لوگونکی عادت ہے کہ ادنیٰ درجہ
کی لغزش کو ایک کی جگہہ دس ظاہر کرتے ہین اور خفیف بات بڑہا کر اوسکو محمل فاسد
پر حمل کرتے ہین۔ (ظاہر ہے کہ یہہ لوگ جماعت صحابہ مین نہ تھے کیونکہ اونکی شان عالی
ہے اونکے نفوس پاک اور خیالات نفیس ہین) اور جو حضرات جناب رسول خداؐ کی بشارات
اور حضرات صحابہ رضؓ کے سوابق اسلامیہ اور شرف صحبت کو یاد رکھتے ہین اگر کسی صاحب سے
بمقتضائے بشریت کوئی امر خلاف اونکے رتبہ کے سرزد ہوا تو ایک کی جگہہ ایک ہی

بلکہ نصف پر قناعت کرکے ظاہر کرتے ہین اور پہر اوسکا عذر بہی بیان کردیتے ہین۔ (یہہ حضرات صحابہ کرام کی شان ہے) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (اور جبکہ صحابہ کرام کی بزرگی و فضیلت معلوم ہوگئی اور یہہ بہی بیان مذکورہ بالاسے ظاہر ہوا کہ اونمین بغض وعناد باہمی نہ تہا اگر احیاناً بسبب نقباض خاطر کے کچہہ شکر رنجی ہوجاتی تہی تو اوسکا اثر دلون مین قائم نہ ہونے دیتے تہے بلکہ بالمشافہہ بہت جلد دلی کدورت زبانسے بیان کرکے ایک دوسرے سے صفائی کرلیتے تہے چنانچہ سنداً ہم یہہ قصہ پیش کرتے ہین ناظرین باتمکین بچشم قبول ملاحظہ فرماوین۔)

ابو صالح ذکوان صہیب جناب عباس رضؓ کے غلام سے ناقل ہین صہیب کا قول ہی کہ مجہکو میرے آقای نامدار جناب عباس رضؓ عم بزرگوار نبی مختار نے جناب عثمان رضؓ کے بلانیکو بہیجا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ جناب عثمان رضؓ اوسوقت اپنے یار واحباب کی دعوت مین مصروف تہے۔ دن کا کہانا یارونکو کہلا رہے تہے۔ میرے بلاتے ہی آپ میرے ساتہہ جناب عباس رضؓ کے پاس چلے آے اور آتے ہی یہہ دعائیہ کلمہ فرمایا "خدا کری آپکی ذات فلاح یاب ہواے ابی الفضل" جناب عباس رضؓ نے جواب دیا "اے امیرالمومنین خدا آپ کو بہی خوش رکہے" پہر جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ جسوقت آپکا آدمی میرے بلانیکو پہونچا مین یارونکو کہانا کہلا رہا تہا بس اونکو کہانا دیکر فوراً ہی آپکے پاس چلا آیا (جناب علی رضؓ اور جناب عثمان رضؓ مین کچہہ رنج ہوگیا تہا حضرت عباس رضؓ جانتے تہے اور دونون مین صفائی کرادینا چاہتے تہے۔) جناب عباس رضؓ نے فرمایا "امیرالمومنین۔ مجہکو خبر پہونچی ہی کہ آپکو جناب علی رضؓ اور اونکے طرفدارون کی نسبت کچہہ شکایت ہے اور آپ ناخوش ہین مین آپسے التجا کرتا ہون کہ باہمی رنج وملال میری خاطر سے دفع کردیجیے اور آپس مین

میل و اتفاق رکھیئے" جناب عثمان نے فرمایا "جو لوگ آپکے دوست ہین مین اونمین سب سے
زیادہ آپکی محبت کا دعویٰ رکھتا ہون اور آپکی سفارش قبول کرتا ہون۔ اگر جناب علی چاہتے
تو وہی ہر کام مین نظر آتے مگر اونھون نے نہ مانا اور خود رائی کی" پھر جناب عباس رض
نے حضرت علی کو بلایا اور اونسے فرمایا "مین جناب عثمان رض کے معاملہ مین آپسے خدائے
کریم کو یاد دلا کر کہتا ہون کہ آپ اپنے چچازاد اور پھوپھی زاد بھائی اور اپنے دینی بھائی
اور اپنے ساتھی جناب رسول خدا کے شرف صحبت مین شریک۔ ان سب پر فضیلت
یہہ کہ آپکے خلیفہ جنکی آپنے بیعت کی۔ جناب عثمان رض کے حقوق مذکورہ مین نظر فرمایئے"
جناب علی رض نے فرمایا۔ (بیشک مین مانتا ہون مگر) خدا کی قسم دنیوی معاملات مین تو
مین انکا فرمانبردار رہون اگر فرماوین تو مین اپنا سارا گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤن لیکن
خدا کا حکم بجا لانے مین ذرہ برابر بھی سستی اور کاہلی روا نہ رکھونگا" راوی کا قول ہے
کہ یہہ روایت صحیح الاسناد ہے اور مین نے خوب یاد کر لی ہے بارہا اپنے اوستاد شیخ کو
سُنائی۔ (ازالۃ الخفا)

درحقیقت جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بات بیان
فرمائی ہے کہ جس سے تمام شبہات دفع ہو گئے۔ مرد حق شناس کیواسطے اس سے زیادہ
دلیل روشن و حجت کی اب ضرورت باقی نہین رہی۔ شاہ صاحب رح کا خلاصہ کلام یہ ہے
کہ صحابہ کرام بغض و حسد و نفاق و دلی کدورت سے پاک و مبرا تھے۔ اگر ان حضرات مین سے
کسی کی نسبت عدم اعانت و نصرت جناب عثمان رض کا شائبہ بھی ہے تو وہ محض انقباض
خاطر کا نتیجہ ہے اور روایات سابقہ سے صحابہ کرام رض کی مستعدی اور جناب عثمان رض کی
مدد و نصرت کو آنا اور آپ کی ممانعت سے مجبور و خاموش رہنا بخوبی ظاہر ہو چکا ہے

جناب علیؓ اور جناب عثمانؓ کا ذکر جو آخر مین لاے ہین اوس سے یہہ امر ثابت کیا ہے
کہ اگر حضرات صحابہ کرام مین کسی قسم کی شکر رنجی ہوجاتی تہی تو وہ دین کے معاملات مین
ہوتی تہی مثلاً اگر کسی معاملہ مین جناب عثمانؓ نے بغرض تحقیق نفس معاملہ حکم دینے مین گونہ
تاخیر کی تو اوسپر اور صحابہ کرام اس خیال سے کہ امر دین کے اجرا کرنے مین تامل نہ کرنا چاہیے
کشیدہ خاطر ہوجاتے تہے۔ جناب عثمانؓ کے تاخیر کرنیکی وجہ موجہ ہوتی تہی۔ صحابہ کرام
کا اعتراض ہی بیجا نہ ہوتا تہا جیسا کہ ولید بن عقبہ کی بابت اوپر گذر چکا ہے۔ یا عمال
کی بحالی و برطرفی ادنی ادنی شکایات پر کرنا۔ اسکو جناب عثمانؓ بوجہ رحمدلی اور نیک
مزاجی اپنی کے جائز نہ رکہتے تہے۔ اسوجہ سے عوام مین شورش پیدا ہوتی اور شدہ شدہ
صحابہ تک یہہ باتین پہونچتین جسکی وجہ سے یہہ حضرات آپ سے شکایت کرتے اور آپ اونکی
راے کے موافق انتظام فرماتے تہے پہر کوئی شکایت باقی نہ رہتی تہی مگر ان جزئی امور کا
اثر اون پاک دلونمین مستقر و مستحکم نہ ہوتا تہا بلکہ فوری جوش اسلامی و حمیت دینی کے
باعث کسیقدر کبیدہ خاطر ہوتے پہر صاف ہوجاتے تہے۔ دین اسلام نے علی العموم سب
مسلمانونکو تعلیم دی ہے کہ آپس مین مسلمان ایک دوسرے سے میل و محبت رکہین
ہر ایک مسلمان اپنے بہائی مسلمان سے صاف دل رہے۔ اگر حیاناً کسی کو کسی سے رنج
پہونچے تو برملا دوسرے شخص کے روبرو ظاہر کر دے تاکہ دونون کے دل صاف
ہوجائین۔ صحابہ کرام جنکے نفوس مزکّی اور شرف صحبت رسول پاک سے مہذب و مجلّی ہین
انکی شان اور مرتبہ تو نہایت اعلی ہے۔ انکے دل تو نہایت درجہ صاف ہین انکا نفس
امارہ مغلوب ہے انکو دولت صحبت نبوی سے مرتبہ نفس مطمئنہ حاصل ہے۔ انکی نسبت
باہمی بغض و حسد کا گمان کرنا نہایت درجہ کوتاہ بینی اور اپنی عاقبت کی تباہی و بربادی ہے

علی الخصوص حضرات عشرۂ مبشرۂ - یا انکے علاوہ اور جنکو آنحضرت صلعم نے جنتی ہونے کی بشارات دی ہے انکی شان و مرتبہ کا کیا پوچہنا پہر انکی نسبت انکے خلاف مرتبہ کوئی لفظ بے ادبی کا زبان سے نکالنا یا دل مین انکی جانب سے سوء ظن رکہنا سراسر اپنے دین و ایمان کا نقصان ہے - ان حضرات مین باہم جو کچہہ منازعات و مخاصمات واقع ہوے ہین اونکو نیک محمل پر رکہنا چاہیئے اور ان معاملات مین گفتگو کرنا بہی مناسب نہین - خداوند تعالے نے ان حضرات کو بزرگ کیا - انکے خون پاک کئے - ہمکو بہی اپنی زبان انکی برائی سے روکنا لازم و واجب ہے - بعض لوگ کہہ بیٹہتے ہین کہ صحابہ معصوم تو تہے نہین اگر اونسے غلطی یا گناہ ہو گیا ہو تو حرج ہی کیا - آخر کو وہ بہی بشر تہے فرشتے تو نہ تہے یا انبیاے کرام کی طرح کچہہ معصوم نہ تہے - ہماری راے مین یہہ الفاظ بہی ہماری زبان سے نکلنا خلاف ادب مین داخل ہے اور ہم اس کو سوء اعتقادی مین شمار کرتے ہین - ہم تسلیم کرتے ہین کہ صحابہ معصوم نہ تہے مگر اونکا مرتبہ ہماری زبان کو روکتا ہے کہ خبردار اونکی نسبت اس قسم کا وہم بہی نہ کر - یہی پاس ادب ہے کہ ہمکو فرقہ تبرائی سے ممتاز و ممیز کر رہا ہے -

اخبار سیر و عادات جناب عثمان رض متعلق بہ نظام ملکی

مبحث فضائل مین ضمناً بعض سیر و عادات ہم لکہہ آے ہین اب انکے علاوہ اس مقام پر ہم اور کچہہ لکہتے ہین حسن بصری فرماتے ہین - ایک مرتبہ اتفاقاً میرا گذر مسجد نبوی مین ہوا اوسوقت جناب عثمان رض وہان تشریف رکہتے تہے آپنے چادر مبارک کو مثل تکیہ کے بنا لیا تہا اور اوس سے ٹیک لگاے بیٹہے تہے اس اثنا مین دو شخص قوم کی سقہ (بہشتی)

اپنا مقدمہ لیکر حاضر ہوے۔ ان دونون مین کسی بات پر جھگڑا تھا۔ آپنے دونون کا بیان سنکر دونون مین فیصلہ کر دیا اور وہ دونون راضی خوشی واپس گئے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ جناب عمرؓ اہل قریش کو امارت وحکومت کم دیتے تھے اونکے واسطے آپکا حکم تھا کہ مدینہ ہی مین رہین باہر نہ جانے پاوین۔ اس حکم کے اجرا مین بعض اوقات آپکو قریش سے رنج بھی پہونچتا تھا مگر آپکا قول تھا "مجھکو تم لوگونکے بلاد اسلامیہ مین منتشر ہونے اور جا بجا پھیل جانے سے امت محمدی مین بہت بڑا خوف ہے" اگر قریش مین سے کوئی شخص آپسے جہاد مین جانے کی اجازت چاہتا تو آپ یہہ جواب دیتے "جناب رسول خداؐ کے ساتھہ جو کچھہ جہاد تم کر چکے ہو بس تمکو وہی کافی ہین اور اسیقدر ثواب وفضیلت تمہارے حق مین بہت ہے۔ اب اسوقت تمہارے واسطے اسی مین بہتری ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکھو اور نہ وہ تمکو دیکھے" یہہ حکم آپکا مہاجرین کے واسطے مخصوص تھا باقی عام اہل مکہ کو اجازت تھی جہان جسکا جی چاہے رہے۔

جناب فاروقؓ کے بعد جب جناب عثمانؓ تخت خلافت پر جلوہ فرما ہوئی آپنے مہاجرین کو اجازت دی اور جہان جسکا جی چاہا چلے گئے یہان تک کہ آپکے عہد مین تمام ممالک اسلامیہ مین یہہ نبر رگوار پہونچے اور جس مقام پر یہہ پہونچے وہان کے لوگ انکی طرف عزت وحرمت کے ساتھہ ملتفت ہوے۔ اس آزادی سے مہاجرین کے نزدیک جناب عثمانؓ بہ نسبت جناب عمرؓ کے زیادہ تر محبوب ہو گئے۔ جناب عثمانؓ کا دستور تھا کہ اپنے عہد خلافت مین ہر سال لوگونکے ساتھہ حج کو تشریف لیجاتے تھے۔ امہات مومنینؓ کو بھی اپنے ہمراہ لیجاتے رہے جیسا جناب عمرؓ کا دستور تھا کہ امہات مومنین کے ساتھہ حج ادا کیا کرتے تھے۔

علی الخصوص حضرات عشرہ مبشرہؓ - یا انکے علاوہ اور جنکو آنحضرت صلعم نے جنتی ہونے کی
بشارت دی ہے - انکی شان و مرتبہ کا کیا پوچھنا پھر انکی نسبت انکے خلاف مرتبہ کوئی
لفظ بے ادبی کا زبان سے نکالنا یا دل مین انکی جانب سے سوء ظن رکھنا سراسر اپنے
دین و ایمان کا زیان ہے - ان حضرات مین باہم جو کچھہ منازعات و مخاصمات واقع ہوے
ہین اونکو نیک محمل پر رکھنا چاہیئے اور ان معاملات مین گفتگو کرنا بھی مناسب نہین -
خداوند تعالے نے ان حضرات کو بزرگ کیا - انکے خون پاک کیے - ہمکو بھی اپنی زبان
انکی برائی سے روکنا لازم و واجب ہے - بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہین کہ صحابہ معصوم تو نہین
اگر اونسے غلطی یا گناہ ہو گیا ہو تو حرج ہی کیا - آخر کو وہ بھی بشر تھے فرشتے تو نہ تھے یا
انبیاے کرام کی طرح کچھہ معصوم نہ تھے - ہماری راے مین یہہ الفاظ بھی ہماری زبان سے
نکلنا خلاف ادب مین داخل ہے اور ہم اس کو سوء اعتقادی مین شمار کرتے ہین - ہم
تسلیم کرتے ہین کہ صحابہ معصوم نہ تھے مگر اونکا مرتبہ ہماری زبان کو روکتا ہے کہ خبردار
اونکی نسبت اس قسم کا وہم بھی نہ کرو یہی پاس ادب ہے کہ ہمکو فرقہ تبرائی سے ممتاز
و ممیز کر رہا ہے -

اخبار سیر و عادات جناب عثمانؓ متعلق بہ نظم ملکی

مبحث فضائل مین ضمناً بعض سیر و عادات ہم لکھہ آے ہین اب انکے علاوہ اس مقام پر
ہم اور کچھہ لکھتے ہین حسن بصریؒ فرماتے ہین - ایک مرتبہ اتفاقاً میرا گذر مسجد نبوی مین ہوا
اوسوقت جناب عثمانؓ وہان تشریف رکھتے تھے - آپنے چادر مبارک کو مثل تکیہ کے
بنا لیا تھا اور اوس سے ٹیک لگاے بیٹھے تھے اس اثنا مین دو شخص قوم کے سقہ (بہشتی)

اپنا مقدمہ لیکر حاضر ہوے۔ ان دونون مین کسی بات پر جھگڑا تھا۔ آپنے دونون کا بیان سنکر دونون مین فیصلہ کردیا اور وہ دونون راضی خوشی واپس گئے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ جناب عمرؓ اہل قریش کو امارت وحکومت کم دیتے تھے اونکے واسطے آپکا حکم تھا کہ مدینہ ہی مین رہین باہر نہ جانے پاوین۔ اس حکم کے اجراءمین بعض اوقات آپکو قریش سے رنج بھی پہونچا تھا مگر آپکا قول تھا "مجھکو تم لوگونکے بلاد اسلامیہ مین منتشر ہونے اور جابجا پھیل جانے سے امت محمدی مین بہت بڑا خوف ہے"۔ اگر قریش مین سے کوئی شخص آپسے جہاد مین جانے کی اجازت چاہتا تو آپ یہ جواب دیتے "جناب رسول خداؐ کے ساتھہ جو کچھہ جہاد تم کرچکے ہو بس تمکو وہی کافی ہین اور اسیقدر ثواب وفضیلت تمہارے حق مین بہت ہے۔ اب اسوقت تمہارے واسطے اسی مین بہتری ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکھو اور نہ وہ تمکو دیکھے"۔ یہہ حکم آپکا مہاجرین کے واسطے مخصوص تھا باقی عام اہل مکہ کو اجازت تھی جہان جسکا جی چاہے رہے۔

جناب فاروقؓ کے بعد جب جناب عثمانؓ تخت خلافت پر جلوہ فرما ہوے آپنے مہاجرین کو اجازت دی اور جہان جسکا جی چاہا چلے گئے یہان تک کہ آپکے عہد مین تمام ممالک اسلامیہ مین یہہ بزرگوار پہونچے اور جس مقام پر یہہ پہونچے وہان کے لوگ انکی طرف عزت وحرمت کے ساتھہ ملتفت ہوے۔ اس آزادی سے مہاجرین کے نزدیک جناب عثمانؓ بہ نسبت جناب عمرؓ کے زیادہ تر محبوب ہوگئے۔ جناب عثمانؓ کا دستور تھا کہ اپنے عہد خلافت مین ہرسال لوگونکے ساتھہ حج کو تشریف لیجاتے تھے۔ امہات مومنینؓ کو بھی اپنے ہمراہ لیجاتے رہے جیسا جناب عمرؓ کا دستور تھا کہ امہات مومنین کے ساتھہ حج ادا کیا کرتے تھے۔

جناب عثمان رضؓ نے ممالک محروسہ مین عام حکم جاری کر دیا تھا کہ جملہ عمال ہوسم حج مین مجھکو بمقام مکہ معظمہ ملا کرین اور جس شخص کو کسی عامل سے یا کسی دوسرے سے ظلم پہونچا ہو وہ بھی اسی زمانہ مین آکر ملے عمال کو سخت تاکید تھی کہ رعایا کو نیک کامونکی ہدایت اور بری باتون سے ممانعت کرو۔ اگر کوئی قوی شخص کسی بیچارہ غریب ضعیف پر ظلم کریگا تو مین مظلوم کا طرفدار رہون ظالم سے اوسکو حق دلاؤنگا۔

آپ کے عہد مین جب دنیوی ترقی خوب ہوئی اور چارون طرف سے دولت بحساب آنے لگی۔ تو لوگ عیش و آرام مین منہمک ہوے۔ لہو و لعب کی جانب طبیعتین مائل ہوئین۔ سب سے اول بیکاری مین دل بہلانیکا شغلہ کبوتر بازی غلیل بازی تھی جسمین شوقین مزاج مبتلا ہوے۔ جناب عثمان رضؓ نے اس بیکار و لغو کھیل کے انسداد کیجانب توجہ فرمائی۔ آپ کی خلافت کو آٹھوان سال تھا کہ آپنے ایک شخص کو قبیلہ بنی لیث سے اس کام پر مقرر فرمایا کہ جس گھر مین پردار کبوتر دیکھو فوراً اونکے پر قینچی سے کتر ڈالو۔ جسکے ہاتھہ مین غلیل پاؤ فوراً چہین کر توڑ ڈالو۔

کسی نے سعیدؓ بن المسیب سے سوال کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو کیا سوجھی کہ جناب عثمان رضؓ ایسے بزرگ۔ رحمدل۔ خلیفہ حق پرست سے باغی ہوگئے اور مصریونکے ساتھہ ہوکر آپ پر خروج کیا۔ سعید رضؓ نے جواب دیا۔ جناب عثمان رضؓ کی عادت تھی کہ اپنے خاندان کے یتیم لاوارث بچونکی پرورش فرماتے اور سارا بار اونکا اوٹھاتے تھے۔ محمد بن حذیفہ کو بھی آپنے اپنے بچونکی طرح پالا اور پرورش کیا۔ تمام بار انکا اوٹھایا یہانتک کہ یہہ بڑے ہوگئے۔ آپ ہی کے گھر مین رہتے تھے اور انکے جملہ اخراجات کے آپ متکفل تھے ایک روز محمد بن حذیفہ نے کہا "مجھکو کسی جگہہ عامل کر دیجیے" آپ نے فرمایا۔ اے

میرے بیٹے۔ اگر مین اسکو پسند کرتا تو بغیر تمہاری استدعا کی تمکو عامل کر دیتا۔" اونہون نے کہا "اچھا آپ مجھکو اجازت دین تاکہ مین کہین باہر نکلون اور کچھ کمائی کرون۔" آپنے فرمایا "جہان تمہارا جی چاہے شوق سے جاؤ۔" جب یہ جانیکو آمادہ ہوے آپنے سامان سفر اپنے پاس سے درست کر دیا۔ سواری عنایت فرمائی اور کچھ نقد بہی دیکر رخصت کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ آپکو چھوڑکر مصر پہونچے اور آپکے مخالفین کے ساتھہ ہو گئے۔

عمار بن یاسر اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب دونو مین کچھہ رنجش تھی۔ ایکمرتبہ دونون مین تکرار ہوئی اور گالی گلوچ تک نوبت پہونچی جناب عثمان رض کے سامنے یہہ مقدمہ پیش ہوا آپنے دونوکو سزادی۔ ان دونونکی لڑائی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ دونونکے خاندان والے باہم عداوت رکہتے تہے۔

کسی شخص نے جناب عباس رض بن عبدالمطلب کی توہین کی۔ جناب عثمان رض نے اس شخص کو تعزیرًا مارا اور فرمایا۔ رسول مقبول تو اپنے عم بزرگوار کی تعظیم فرماوین اور مین اونکی اہانت اور ذلت کو خفیف سمجھکر خاموش رہون اور ذلیل کرنے والے کو کوئی سزا نہ دون۔ کیا یہی انصاف اور شریفونکی قدر دانی ہے جس شخص نے عم بزرگوار جناب رسول خدا کی بیحرمتی کی اور اس پر راضی ہوا۔ اوسنے آنحضرت صلعم کی مخالفت کی۔ آپکا یہہ فعل لوگون نے بہت پسند کیا۔

سالم بن عبداللہ سے کسی نے سوال کیا۔ محمد بن ابی بکر رض کسواسطے جناب عثمان رض سے برگشتہ ہوے۔ جواب دیا غضب نفسانی اور طمع دنیوی نے انکو راہ حق سے پہیر دیا۔ اسلام مین انکا مرتبہ کسقدر عالی تہا۔ برے لوگونکے فریب دینے مین آگئے اور طمع دامنگیر ہوئی۔ محمد بن ابی بکر آپنے عزیزونکے ساتھہ بحسن سلوک پیش آتے تہے

اس قسم کے آدمی اکثر مقروض بہی ہوجاتے ہین۔ کسی وجہ سے انکے ذمہ کوئی حق ثابت ہوا جناب عثمان رضنے وہ حق انسے وصول کیا۔ بس یہہ وجہہ ہوئی کہ آپسے عداوت کرنے لگے۔ کچھہ لوگونکا بہکانا باعث طمع امارت ہوا۔ کچھہ دلی کدورت اوسکی ساتہہ مل گئی اچہا خاصہ نام محمد تہا نفس شریر کے ہاتہون مذمّم لقب ہوگیا۔

کعب بن ذی حنکہ نہدی نام ایک شخص کوفہ مین شعبدہ باز تہا۔ جناب عثمان رض کو جب اسکی خبر پہونچی آپنے ولید بن عقبہ کو جو اوسوقت عامل کوفہ تہے فرمان لکہا کہ کعب کو سزا دیکر شہر بدر کردو۔ ولید نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور کعب کو سزا دیکر شہر سے نکال دینا وند بہیجدیا۔ کعب بہی گروہ بلوائیان مین تہا اور جناب عثمان رض کی ہجو مین چند شعر کہے۔ جنکا ماحصل یہہ ہے۔

اپنی جان کی قسم۔ اگر تمنے مجھکو میرے گہر سے نکال دیا توکیا حاصل ہوا میری زلتّون اور خطاؤنسے جو باز رہنے کی طمع کرتے ہو وہ لاحاصل ہے اے عثمان رض تمنے حق کی طرف میرے رجوع ہونیکی اسید کی تم اسی امید مین عمر بہر دہوکے مین پڑے رہوگے۔ میرا پردیس مین رہنا اور تکلیف سفر اوٹہانا اور خدا کو برا کہنا یہہ تو بہت کم ہے۔ البتہ دینا وند مین تیر رات دن بددعا کرتا رہتا ہون۔

کوفہ مین ایک شخص ضابی بن حرث برجمی تہا جس زمانہ مین حکومت ولید بن عقبہ کوفہ مین تہی اسنے انصار سے ایک کتا شکاری جسکا نام فرحان تہا اور ہرن کو شکار کرتا تہا عاریتہً مانگا۔ وہ کتّا ضابی کے پاس رہا۔ اسنے عند الطلب انصار کو واپس نہ دیا۔ جب آسانی و نرمی سے کام نہ نکلا تو انصار نے جبراً قہراً ضابی سے اپنا کتّا

چھین لیا۔ ضابی کا کچھ اوربس توچلا نہین۔ کرتا ہی کیا اکیلا ایک قوم کا مقابلہ کرنا بہی غیر ممکن تہا۔ اپنے دل کی آگ کو زبانی ہجو و مذمت سے نکالا۔ انصار نے ہتک حرمت کا دعویٰ کیا اور جناب عثمان رضؓ کے دربار مین نالش کی۔ آپنے ضابی کو تعزیر دیکر قید خانہ بہیجدیا۔ وہ قید خانہ ہی مین مرگیا۔ حالت قید مین ضابی نے جناب عثمان رضؓ کی شان مین کچھ شعر کہے جس مین آپکے قتل ہونے کی تمنا ظاہر کی ہے۔

مین نے ارادہ کیا تہا مگر نکر سکا اور تمنا رہ گئی کہ کاش عثمان رضؓ کی بیویونکو
مین بیوہ کر دیتا اور وہ اونپر روتین۔ کم کہنے والیان ہین جو کہتی ہون
کہ افسوس ضابی قید مین مرگیا اور کوئی اوسکے خون کا جھگڑنیوالا نہین
کہ عثمان رضؓ سے بدلہ لے۔

یہ قصہ تو ضابی کا ہے اسی کی وجہ سے اوسکا بیٹا عمیر آپکا دشمن ہوگیا اور کمیل بن زیاد کو ہمراہ لیکر بقصد قتل جناب عثمان رضؓ مدینہ منورہ مین آیا۔ کمیل نے آپکے قتل سے انکار کیا مگر عمیر نے موقع پاکر جرأت کی اور آپ پر حملہ کیا۔ آپنے وار خالی دیکر عمیر کے منہ پر ایک ہاتھہ مارا جسکے صدمہ سے وہ چوترہ سے نکل کر زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ اے امیرالمومنین۔ آپنے مجھکو مارا اور تکلیف دی۔ آپنے فرمایا۔ کیا تو نے میرے قتل کا قصد نہین کیا تہا۔ اوسنے کہا۔ خدا کی قسم۔ میرا یہ قصد نہین تہا۔ جناب عثمان رضؓ نے بکمال شفقت و رحمدلی فرمایا "اگر یہ بات نہ تہی تو مجھسے بدلہ لے" عمیر نے کہا "عُمیر جانے دیجیے۔ مین معاف کرتا ہون"

یہ قصہ واقعہ شہادت سے پہلے کا ہے اور یہ عمیر بن ضابی وہی شخص ہے جسکا نام پہلے آچکا ہے اور جسنے بعد شہادت آپکے جسم مبارک پر لاتین مارین اور یہ کہا

کہ تم نے میرے باپ کو قید کر کے مار ڈالا۔ عمیر اور کمیل دونون حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے
اور اوسنے دونونکو قتل کیا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضؓ نے جناب عثمان رضؓ سے پچاس ہزار درم قرض لئے تھے
ایک روز طلحہ رضؓ نے فرمایا۔ آپکا روپیہ سب موجود ہے لے لیجئے۔ ارشاد ہوا۔ وہ تمہارا ہی
ہے اور تمہاری مروت کے عوض مین تمکو دیتا ہون۔

علامہ اصمعیؒ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عامرؓ نے اپنی طرف سے قطن بن عبد عوف کو
ایک لشکر مجاہدین کا سردار کر کے مہم کرمان پر بھیجا۔ اثنار راہ مین ایک مقام پر ندی
حائل ہوئی جو سیلاب کی وجہ سے خوب طغیانی پر تھی اور راستہ بغیر عبور کے دوسرا
نہ تھا۔ کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ چڑھی ندی مین گھس پڑے اور اپنی جان ہلکہ مین
ڈالے۔ قطن نے لشکر کا رخ دیکھا اور اونکی ہمتین پست دیکھکر خوف کھایا کہ اگر ہمارے
پہونچنے مین تاخیر ہوئی تو دشمن ہاتھ سے نکل جائیگا۔ بالآخر سوچ سمجھکر کہا "یارو۔ جو
اس بہتے پانی سے اوس پار ہو جاوے اوسکو ایکہزار درم انعام دونگا" اس فقرہ کے
سنتے ہی سب کے سب بہ طمع انعام ایکدم مین اوس پار ہو گئے اس لشکر مین چارہزار
سپاہی تھے۔ قطن بن عبد عوف نے حسب وعدہ فی کس ایک ہزار درم دیئے جسکی
کل میزان چالیس لاکھ ہوئی۔ ابن عامر نے اس رقم کثیر کو بیت المال سے دینے مین
انکار کیا اور جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین بغرض صدور حکم مناسب اطلاع کی۔ آپنے
حکم دیا کہ یہ رقم بیت المال سے ادا کیجائے کیونکہ فی سبیل اللہ مجاہدین کی اعانت
مین صرف کرنا ہے۔ اسوقت سے انعام کا نام جائزہ مقرر ہو گیا۔

جناب عثمانؓ نے بعض صحابہ کرام کو زمین جاگیر مین عطا فرمائی چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضؓ کو

نہرین مین زمین دی۔ حضرت عمار بن یاسر کو استینیا مین اور سعد بن مالک کو قریہ ہرمزان عطا کیا۔ (کتاب الخراج)

قصہ نصاریٰ نجران

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین نیہ لوگ مطیع ہوے اور جزیہ دینا قبول کیا اور اپنے ملک مین رہے۔ انسے عہدنامہ لکھوالیا گیا اور انکو بہی لکھہ دیا گیا۔ خلافت صدیقی مین بہی انکے ساتھہ وہی معاملات مقررہ رہے۔ جب جناب فاروق اعظم سریر خلافت پر متمکن ہوے آپکو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے گھوڑے جمع کیے ہین اور اپنے ملک مین ہتہیار وغیرہ بہی رکہنے لگے ہین آپکو اندیشہ ہوا کہ شائد یہ کسی وقت زور پکڑکر مسلمانون کے مقابل اوٹہ کہڑے ہون لہذا انکو انکے ملک سے دور کر دینا چاہیئے یہہ خیال فرماکر آپنے ملک یمن سے جو انکا وطن قدیم تہا انکو نکال دیا اور بمقام نجران عراق ان لوگونکو آباد کیا۔ یہہ ملک عراق مین جابسے۔ چونکہ وطن اصلی ہر شخص کو مالوف بالطبع ہے۔ اسی غرض سے عہد خلافت عثمان مین اہل نجران آپ کی خدمت مین حاضر ہوے آپنے بہی انکو عراق مین رکہا اور انکی خواہش کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ کوفہ مین ولید بن عقبہ عامل تہے آپنے اونکو اہل نجران کے بابت یہہ فرمان لکھا "یہہ فرمان امیرالمومنین عثمان رض کی جانب سے بنام ولید بن عقبہ کے ہے۔ خدا کی سلامتی تمپر ہو۔ اللہ تعالےٰ کی حمد کرتا ہون ایسا اللہ کہ کوئی معبود اوسکے سوا نہین۔ (امابعد) سرداران اہل نجران اور انکے علما عراق کے باشندے میرے پاس آے اور انہون نے مجھسے شکایت کی اور حضرت عمر رض کا عہدنامہ دکھلایا۔ مین نے انکا حال معلوم کیا اور جو تکلیف و ایذا مسلمانون سے (درباب وصول جزیہ) انکو پہونچی وہ بہی دریافت ہوئی اب مین نے

انکے جزیہ مین تخفیف کردی ہے تیس حُلّہ سالانہ انکے جزیہ سے معاف کردیئے اور خداکی راہ مین چھوڑ دیئے - جو زمین عراق مین جناب عمرؓ نے بعوض انکی زمین یمین والی کے انکو ہمیشہ کے واسطے عطا کی ہے مین بہی دیتا ہون اور تم کو انکے ساتھہ نیکی سے پیش آنیکی نصیحت کرتا ہون یہہ لوگ ذمی ہین اور ہمارے عہد وپناہ مین ہین - مین انکو پہلے سے بہی خوب جانتا ہون - جناب عمرؓ کا لکہا ہوا عہدنامہ انکے پاس سے لیکر دیکہہ لو اور اوسکے بموجب کارروائی کرو - جسقدر زمین وغیرہ اوسمین لکہی ہو یا جو شرائط اوسمین درج ہون اوسپر عمل کرو - وہ کاغذ پڑہکر پہر انکو واپس کردینا - والسلام "

نصف ماہ شعبان ۲۷ھ مین یہہ حکمنامہ حمران بن ابان نے لکہا - (کتاب الخراج)

حمران بن ابان آپکے کاتب تہے - انکی نسبت ایک روایت اس طرح ہے کہ ایکمرتبہ جناب عثمانؓ علیل ہوے اور حالت مرض مین آپنے حمران سے ارشاد کیا " میری طرف سے بطور وصیت لکہو کہ عبدالرحمنؓ بن عوفؓ میرے بعد خلافت پر مقرر کیئے جاوین "
حمران حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ملے اور اونکو مبارکباد دی - عبدالرحمنؓ نے کہا - یہہ مبارکباد کیسی - حمران نے حال بیان کیا - عبدالرحمن بن عوفؓ آپکے پاس آئے اور حمران کی زبانی جو سنا تہا ظاہر کیا - چونکہ یہہ امر مخفی قابل اظہار نہ تہا حمران نے اپنی نادانی سے ظاہر کردیا - جناب عثمانؓ حمران سے بہت ناخوش ہوے اور قسم کہائی کہ حمران کو اپنے ساتھہ نہ رکہینگے اور انکو بصرہ نکال دیا - تاوقت شہادت آپکے یہہ بصرہ ہی مین رہے - (سراج الملوک)

انتظامات ملکی اور جملہ نظم ونسق آپکے عہد خلافت مین اصول مقررہ عہد خلافت فاروقی پر تہے - شائد کسی جزئی امر مین کچہہ تبدل وتغیر ہوا ہو ورنہ مالی وملکی قواعد

اور قوانین وہی ہے جو عہد فاروقی مین مقرر ہوے تھے۔

منجملہ عدل و انصاف آپکے منقول ہے کہ اہل کوفہ کو آپنے لکھہ بھیجا تھا۔ جس کسی کا کوئی حق مجھپر ہو۔ درم یا دینار میری ذمہ ہو یا کسیکو میرے ہاتھہ سے کوئی صدمہ پہونچا ہو وُہ وہان آکر اپنا حق مجھسے وصول کرلے یا معاف کردے۔

راوی کا بیان ہی کہ جب یہہ فرمان آپکا اہل کوفہ کو پہونچا جسنے سنا آپکے عدل و انصاف پر رو دیا اور سبنے کہا کہ ہم اپنے حق معاف کرتے ہین۔ (عقد الفرید)

مشہور ہے کہ جناب عثمانؓ کو شعر گوئی کا شوق نہ تھا لیکن بعضے یہہ دو شعر آپکی طرف منسوب کرتے ہین۔

غنی النفس یغنی النفس حتیٰ یکفہا	وان عضہا حتیٰ یضر بہا الفقر
وما عسرۃ فاصبر لہا ان تتابعت	بباقیۃ الا سیتبعہا یسر

جسکا جی غنی ہے وہ شخص اپنے جی کو ہر طرح روک سکتا ہے کیسی ہی تکلیف اور فقر مین مبتلا ہو مگر دلی غنا اوسکو سوال نہ کرنے دیگی اور کوئی تنگی (فقر و فاقہ) باقی نہین رہتی اگرچہ پیہم یکے بعد دیگرے انسان پر آوین بالآخر تکلیف کے بعد راحت تنگی وعسر کے بعد یسر و فراخی ضرور آتی ہے۔ (زہر الآداب)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہہ دو شعر اکثر پڑہا کرتے تھے اور آپکے سوا ان شعرونکا کہنے والا کوئی معلوم نہین ہوتا وہ شعر یہہ ہین۔

تفنی اللذاذۃ ممن نال صفوتہا	من الحرام ویبقی الاثم والعار
یلقی عواقب سوء من مغبتہا	لا خیر فی لذۃ بعدہا النار

حرام کی لذت اور مزہ جو شخص مرتکب حرام ہو اوس سے تھوڑی دیر مین

فنا او رنابود ہوجاتے ہین اور گناہ۔ عار و ندامت باقی رہتے ہین۔ وہ شخص لذت چلے جانے کے بعد انجام ونتیجہ بد کو پاتا ہے۔ ایسی لذت مین کیا خیر و برکت ہے جسکے بعد آتش دوزخ ہو۔ (مروج الذہب)

قطعہ تاریخ رحلت امیر المومنین جناب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

چونکہ او دال خیر و احسان بود	در سن ۳۵ رحلتش فرمود
سال نقلش بگو بدرد و الم	کہ وفا و حیا شد از عالم ۳۵

تردید رائے صاحب الفاروق درباب قصہ بی بی شہربانو

ہمسے چند احباب نے کہا کہ بی بی شہربانو کا حال اس عہد مین کہین نہین آیا وہ لکھنا چاہئے کیونکہ شمس العلما جناب مولوی شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ بی بی شہربانو کا عہد فاروقی مین اپنی بہنون کے ساتھ گرفتار ہوکر آنا بالکل غلط مشہور ہوگیا ہے۔ یہہ اگر آئی ہونگی تو عہد عثمانی مین۔ ہم پہلے عبارت الفاروق نقل کرتے ہین پھر اوسکا جواب دیتے ہین (عام طور پر یہہ مشہور ہے کہ جب فارس فتح ہوا تو یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیاں گرفتار ہوکر مدینہ مین آئین حضرت عمرؓ نے عام لونڈیونکی طرح بازار مین اونکے بیچنے کا حکم دیا لیکن حضرت علیؓ نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہین۔ ان لڑکیون کی قیمت کا اندازہ کرایا جاے پھر یہہ لڑکیان کسی کے اہتمام اور سپردگی مین دی جائین اور اوس سے انکی قیمت اعلی سے اعلی شرح پر لی جاے چنانچہ حضرت علیؓ نے خود انکو اپنے اہتمام مین لیا اور ایک امام حسینؓ کو ایک محمد بن

ابی بکرؓ کو۔ ایک عبداللہ بن عمرؓ کو عنایت کی۔اس غلط قصہ کی حقیقت یہہ ہے کہ علامہ زمخشری نے جنکو فن تاریخ سے کچھہ واسطہ نہین ربیع الابرار مین لکھا اور ابن خلکان نے امام زین العابدین ؓ کے حال مین یہہ روایت اوسکے حوالے سے نقل کر دی لیکن یہہ محض غلط ہے۔ اولاً تو زمخشری کے سوا طبری۔ ابن اثیر۔ یعقوبی۔ بلاذری۔ ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہین لکھا اور زمخشری کا فن تاریخ مین جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے۔ علاوہ اسکے تاریخی قراین اسکے بالکل خلاف ہین۔ حضرت عمرؓ کے عہد مین یزدگرد اور خاندان شاہی پر مسلمانونکو مطلق قابو حاصل نہین ہوا۔ مداین کے معرکہ مین یزدگرد مع تمام اہل و عیال کے دارالسلطنت سے نکلا اور حلوان پہنچا جب مسلمان حلوان پر بڑہے تو وہ اصفہان بہاگ گیا اور پہر کرمان وغیرہ مین ٹکراتا پہرا۔ مرو مین پہونچکر ۳۰ھ مین جو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ ہے مارا گیا۔ اوسکے آل اولاد اگر گرفتار ہوے ہونگے تو اوسیوقت مجھکو شبہہ ہے کہ زمخشری کو یہہ بہی معلوم تہا یا نہین کہ یزدگرد کا قتل کس عہد مین واقع ہوا۔ انتہی ؎

مشہور مورخین جس واقعہ کی نسبت خاموش ہون تو کیا اونکی خاموشی اوس واقعہ کی تکذیب کی دلیل ہوسکتی ہے ابن اثیر۔ طبری وغیرہ نے اس قصہ کو نہین ذکر کیا لیکن اسکی تردید بہی تو اونسے منقول نہین۔ بہت سی روایات ایسی ہین کہ مورخ دیدہ و دانستہ اونکو ترک کر دیتا ہے نہ اس خیال سے کہ وہ روایات ضعیف ہین بلکہ وجہہ یہہ ہوتی ہے کہ جن اصول پر بنا رروایت اوسنے رکہی ہے وہ اوسکے مطابق نہین جو کتاب وہ لکہہ رہا ہے اور جو التزام اوسنے کیا ہے اوسمین وہ روایت درج نہین کرتا اگرچہ اوس روایت کو تسلیم کرتا ہے اور اوسکی صحت کا قائل ہے۔

اسکی مثال بعینہ نقل احادیث کی مثال ہے۔ایک ہی حدیث کوجسے ثقات نقل کررہے ہین مثلاً امام مسلمؒ نے بہی وہ حدیث اپنی جامع مین نقل کی ہے لیکن بوجہ فقدان بعض شروط امام بخاریؒ اوسکو نقل نہین کرتے۔توکیا اس صورت مین وہ حدیث صحیح نہین رہیگی یا قابل احتجاج نہوگی۔البتہ جس حدیث کو دونون صاحبون نے نقل کیاہے اوسکا پایہ بلند ہوگا بہ نسبت اوس حدیث کے جسکو ایک ہی صاحب نقل کررہے ہین علیٰ ہذا القیاس ہم کہتے ہین کہ یہہ قصہ ابن اثیر وغیرہ کی نظر سے گذرا اور اسکی صحت کو اونہون نے تسلیم کیا لیکن اپنی کتاب مین کیون نہ ذکر کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ جو التزام شروط راویان اخبار کی بابت ان نامی مورخون نے کیاہے وہ شرائط اس قصہ کے ناقلین مین مفقود تہے اور اگر وہ اس قصہ کی غلطی کا گمان کرتے تب بہی ضرور نقل کرتے اور اپنی راے ظاہر کردیتے۔زمخشریؒ فن تاریخ مین کسی درجہ کے ہون ابن خلکان ؒ نے اونکی روایت تسلیم کی کیا عجب کہ ابن خلکان کو اور طرق سے اس قصہ کی تصدیق ہوگئی ہو۔صاحب تاریخ خمیس نے زمخشری کو مانا اور جیطرح ابن خلکان نے یہہ روایت قبول کی صاحب خمیس بہی نقل کرتے ہین جلد دوم صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ملاحظہ ہو اور جلد دوم مستطرف صفحہ ۶۷ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین بہی یہہ قصہ عہد فاروقی مین لکہاہے۔تاریخی قرائن اس قصہ کی صداقت کے موید ہین کیونکہ جسوقت یزدگرد دارالسلطنت سے بہاگاہے کس پریشانی و بدحواسی مین تہا یہانتک کہ خزانہ و دیگر سامان کچہہ ساتہہ نہ لیجا سکا۔مسلمانون نے جہان سب سامان پر قبضہ کیا اوسکے ساتہہ ہی اوسکی آل اولاد کو بہی گرفتار کرلیا۔قرینہ تو یہی ہے کہ یکہ و تنہا اپنی جان لیکر بہاگا ہوگا۔ایسے وقت تو نفسی نفسی کا موقع ہوتاہے بال بچون۔

جورو لڑکون کا چھوٹ جانا بعید نہین - جناب عثمان رض کی خلافت مین نیز دگر د کی بیٹیونکا
گرفتار ہو کر آنا یہہ محض راے ہے اور اپنی تجویز و تخمین ہے - واقعات عہد عثمانی مین
طبری - ابن اثیر وغیرہ کسی نے نہین لکھا ورنہ جھگڑا ہی کیا تہا - علامہ زمخشری کسی
درجہ کا سہی جب وہ کوئی روایت نقل کرے اور دوسرے مورخون سے اوس روایت
کی تکذیب منقول نہو تو اس صورت مین زمخشری کا قول مانا جاویگا یا ہماری آپکی
راے پر فیصلہ ہوگا ؟ محض گمان پر حکم لگا دینا مقبول نہین - اگر کسی ضعیف روایت
سے بہی یہہ ثابت ہو جاوے کہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے تاہم قرائن عقلی اوس روایت
کے ضعف کو دفع کرکے موئد ہو سکتے ہین - پہر اسکے آگے مؤلف صاحب ممدوح
لکہتے ہین - (اسکے علاوہ جس وقت کا یہہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اوسوقت حضرت
امام حسین رض کی عمر بارہ برس کی تہی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچوین سال پیدا
ہوے اور فارس ۱۷ھ مین فتح ہوا اسلیے یہہ امر بہی کسی قدر مستبعد ہے کہ حضرت
علی رض نے انکی نابالغی مین اونپر اس قسم کی عنایت کی ہوگی)
یہہ کس روایت سے معلوم ہوا کہ بی بی شہربانو جوان بیس پچیس سال کی تہین
ممکن ہے کہ وہ بہی آٹھ دس برس کی ہون اور جناب علی رض نے بوجہ ہمسنی یہہ تجویز فرمائی
ہو - پہر اوس زمانہ کے قوی پر لحاظ و غور کرکے دیکھا جاوے تو بارہ برس کا لڑکا اوس
زمانہ کا اس زمانہ کے اٹھارہ بیس برس والیکے مقابل سمجھنا چاہیئے اور یہہ کیسے معلوم
ہوا کہ اوسی وقت جناب امام حسین رض کے سپرد بہی کر دی گئین - ہو سکتا ہے کہ اوسوقت
جناب علی رض کی سپردگی مین رہین اور بعد بلوغ جناب امام حسین رض کو دی گئین پہر فرماتے
ہین - (اسکے علاوہ ایک شہنشاہ کی اولاد کی قیمت نہایت گران قرار پائی ہوگی

اور حضرت علیؓ نہایت زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ غرض کسی حیثیت سے اس واقعہ کی صحت پر گمان نہین ہوسکتا) بی بی شہر بانو اور انکی بہنون کی قیمت کی تعداد کسی روایت سے ثابت کرنا چاہیئے پہر یہہ دعوی زیبا ہے کہ جناب علیؓ اسقدر قیمت نہین دے سکتے تھے اور یہہ بہی تو جناب علیؓ کی راے تہی کہ یہہ لڑکیان بازار مین فروخت ہونے کو نہ بہیجی جائین۔ کیا معلوم کہ وہ تینون بہنین بعد کو فروخت ہوئی ہون یا جناب عمر فاروقؓ نے بلا قیمت تینون صاحبونکو عنایت فرمائین۔ قرینہ تو یہی ہے کہ جب بازار مین فروخت نہین ہوئین تو بلا قیمت دیگئین تاکہ خاندان شاہی کی عزت برقرار رہے اور بکنے کا نام جو گونہ معیوب نظر آتا ہے انکے اوپر نہ آوے۔ بر تقدیر فروخت ہونیکے کیا جناب علی مرتضیٰ کو فارس کی اموال غنیمت اور خزانہ کسریٰ اور فرش بہار سے کچہہ حصہ نہ ملا جو آپ کی مفلسی و ناداری کہودیتا اور آپ بی بی شہر بانو کو خرید سکتے۔ اسکے بعد لکہا ہے۔ (حضرت عمرؓ کی تاریخ مین اس قسم کا واقعہ جو مسلم طور پر ثابت ہے اوسمین وہی برتاؤ کیا گیا جو تہذیب و انسانیت کا مقتضیٰ تہا اور جو آج بہی تمام مہذب ملکونمین جاری ہے۔) اس سے بڑہکر تہذیب و انسانیت اور کیا ہوگی کہ دار الحرب سے قید ہوکر جو لونڈی و غلام آے خاندان شاہی کی حرمت بحال رکہہ کر اونکو خاندان رسالت سے پیوند کردیا اور ان عورتونکو جناب علی شیر خدا ایسے کی بہو ہونے کی عزت دی۔ یہہ کیا تہذیب اور انسانیت مین داخل نہین۔ اس موقعہ پر مولانا شبلی صاحب کو لازم تہا کہ اگر اس قصہ سے تعرض کیا تہا تو اولاً یہہ ثابت کیا ہوتا کہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے۔ اسکی نسبت تو صرف اپنی رائے ظاہر فرمائی۔ مشہور قصہ کو غلط بتادیا اور اوسکی غلطی کے قرائن عقلی

بیان کیئے۔ یہہ قرائن اوسوقت ضرور کام آتے جب کسی روایت سے بھی عہد عثمانی کی واقعات مین ہونے کا گمان ہوسکتا ورنہ اس صورت مین خالی تردید وتغلیط سے توطالب دلیل اور معارض ساکت نہین ہوسکتا۔

ازواج واولاد جناب ذی النورین رض

امیر المومنین جناب عثمان ذی النورین رض نے زمانہ جاہلیت واسلام مین آٹھہ بیویان کین۔ ان مین سے دو جناب رسول خدا کی صاحبزادیان بی بی رقیہ رض وام کلثوم رض ہین پہلے آپکا عقد بی بی رقیہ رض سے ہوا۔

حضرت رقیہ رض کے باب مین اختلاف ہے کہ آنحضرت ص کی صاحبزادیون مین آپ بڑی ہین یا حضرت زینب رض قول صحیح یہہ ہے کہ جناب زینب رض سب مین بڑی تہین جسوقت بی بی رقیہ رض پیدا ہوئین۔ آنحضرت صلعم تینتیس ۳۳ برس کے تہے یعنی ۳۳ واقعہ اصحاب فیل زمانہ جاہلیت مین پیدا ہوئین۔ (روضۃ الاحباب)

اولاً جناب رقیہ اور ام کلثوم رض دونون صاحبزادیون کے عقد ہوچکے تہے۔ بی بی رقیہ رض کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے اور بی بی ام کلثوم رض کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا۔ بعض روایت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رقیہ رض عتیبہ کے نکاح مین تہین اور اسی روایت کو روضۃ الاحباب مین مشہور لکھا ہے اور قصہ شیر کا بہی اوسی کی نسبت نقل کیا ہے خمیس مین اس طرح ہے کہ عتبہ کا نکاح حضرت رقیہ رض سے ہوا اور عتیبہ کا عقد حضرت ام کلثوم رض سے اور شیر کے پہاڑنے کا قصہ عتیبہ کے نسبت لکہا ہے بعد نقل قصہ لکہتے ہین کہ شیر نے کسکو پہاڑا اسمین اختلاف ہے بعض عتبہ کو کہتے ہین

اور بعض عتیبہ کے نسبت یہہ قصہ نقل کرتے ہین اور قاضی عیاض کے حوالے سے عتبہ کا
مقتول ہونا بیان کیا ہے۔ شواہد النبوۃ مین یہہ قصہ شہیر والا عتبہ کی نسبت بیان کیا
گیا ہے مگر عتبہ مین شک کے ساتھہ لکھتے ہین کہ زوج رقیہ رض ہے یا ام کلثوم رض۔ شواہد النبوۃ
مین وہ قصہ اس طرح ہے کہ ام المومنین جناب خدیجہ رض نے اپنے حین حیات بی بی زینب رض
کا عقد اپنے بھانجہ ابوالعاص کے ساتھہ کر دیا تھا اور جناب رسول خدا نے بی بی
رقیہ رض کا عقد عتبہ بن ابی لہب سے کیا تھا۔ جب قریش نے آنحضرت صلعم سے عداوت
برملا شروع کر دی اور ہر طرح ایذا و تکلیف دینے پر آمادہ ہوے تو قریش نے ابوالعاص
اور عتبہ سے کہا کہ محمد کی صاحبزادیونکو تم دونون چھوڑ دو محمد کو اس سے صدمہ و غم ہوگا
تم دونون کے نکاح قریش کی لڑکیون کے ساتھہ حسب پسند خاطر تمہارے کر دینگے
ابوالعاص نے جواب دیا۔ مین تو اپنی بیوی کو نہ چھوڑونگا اور قریش کی کوئی لڑکی
بھی اسکی برابر میری نظر مین نہین۔ آنحضرت صلعم نے انکی گفتگو سنکر انکی تعریف
فرمائی اور بہت خوش ہوے۔ عتبہ طلاق دینے اور چھوڑنے پر راضی ہو گیا مگر قریش
سے یہہ وعدہ لے لیا کہ سعید بن ابی العاص کی لڑکی مجھکو دو تو مین محمد کی بیٹی کو
چھوڑ دون چنانچہ قریش نے سعید بن ابی العاص کی لڑکی سے عتبہ کا نکاح کر دیا
بدبخت عتبہ کا صرف نکاح بی بی رقیہ رض سے ہوا تھا اور ابھی نوبت رخصت نہ آئی تھی کہ
وہ نالائق آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی اور جرأت و بیحیائی
آپکے سامنے کہا کہ تمہارا داماد تمپر ایمان نہین لایا یہہ کہکر اپنے ناپاک منہ سے
آنحضرت صلعم کی طرف تھوک دیا اور آپ کی صاحبزادی کو طلاق دیکر چلتا ہوا
جناب رسالتمآب صلعم اوسکی اس حرکت ناشائستہ سے از بس ناخوش ہوے۔

اوسکے حق مین بددعا فرمائی اور ارشاد کیا۔ ۲ اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک خداوندا! تو اپنے کتون مین سے کوئی کتا اسپر مسلط فرما۔ ابوطالب اُس وقت موجود تے جناب رسالتمآبؐ کی بددعا سنکر عتبہ سے کہا۔ اے بھتیجہ تو کسی حیلہ سے آنحضرت کی بددعا سے نہین بچ سکتا اور بعضے کہتے ہین کہ ابوطالب نے آنحضرت صلعم سے کہا۔ اے بھتیجہ تمکو اس بددعا کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ الغرض عتبہ اپنے باپکے پاس گیا اور آنحضرت صلعم کا بددعا کرنا ظاہر کیا۔ قریش کو آنحضرت صلعم کی دعا کا توعقید تہا ہی وہ بہی بدرجہ غائت غمگین اور متردد ہوے۔ اس کے چند ہی روز بعد قریش بقصد تجارت شام کو روانہ ہوے عتبہ بہی ہمراہ تہا۔ راتکے وقت ایک منزل پر اوترے۔ اوس مقام مین ایک راہب رہتا تہا اوسنے کہا۔ ذرا ہوشیاری سے سونا۔ اس ملک مین درندے بکثرت ہین۔ ابولہب نے اپنے ساتہیون سے کہا۔ محمدؐ کی دعا سے مجھکو اطمینان نہین جی مین ڈر رہا ہون۔ تمام سامان تلے اوپر رکھکر اونچا ڈہیر کردو تاکہ عتبہ اوسپر لیٹے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عتبہ اوس ڈہیر پر سویا اور سب لوگ اوسکے گرد اپنی دانست مین پوری حفاظت کرکے لیٹے حتی الامکان اپنا اطمینان کرلیا اور حفاظت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن حفظ حافظ حقیقی اسکے ساتہ نہ تہی کوئی نتیجہ مفید نہ حاصل ہوا۔

گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق		بے عنایات حق وخاصان حق

خداوند تعالٰے نے انپر خواب مسلط فرمایا اور سب کے سب بخیر سوگئے۔ آدہی رات گذرنے پر ایک شیر آیا۔ پہلے تو اوسنے ہر ایک کو سونگھا پھر جست کرکے عتبہ پر پہونچا اور ایک ہی طمانچہ مین اسکا پیٹ چاک کردیا۔ عتبہ ایک چیخ کے ساتہ

دوزخ کو روانہ ہوا خس کم جہان پاک۔

یہہ پہلا نکاح جناب عثمانؓ کا بی بی رقیہؓ سے ہوا اور جناب رسولؐ خدا نے بحکم خدا یہہ عقد کیا۔ یہہ نکاح آپکا قبل اسلام کے ہوا ہے جیسا کہ ہم بحث فضائل مین بالتصریح لکھہ آئے ہین اور بعض کہتے ہین کہ بعد اسلام کے یہہ عقد ہوا۔ تاریخ خمیس مین جس مقام پر آنحضرت صلعم کی اولاد کا ذکر ہے یہہ مرقوم ہے کہ رقیہ ام کلثوم سے بڑی تہین حضرت عثمانؓ کا نکاح اول بعد اونکے اسلام کے ہوا۔ اسکی صحت اور تائید مین اور بہی واقعات ہین جن سے اس نکاح کا بعد اسلام ہونا متیقن ہے اور یہی صحیح ہے۔ خمیس و روضۃ الاحباب اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اور آنحضرت صلعم نے دعوت اسلام شروع کی اور قریش کو جمع فرما کر دین اسلام کی طرف بلایا تو اوس مجمع مین ابولہب بہی تہا۔ اوسنے کہا۔ تبالک الھذا دعوتنا۔ کیا اسیواسطے تم نے ہم سبکو بلایا۔ تم کو ہلاکی ہو۔ ابولہب کی شان مین سورہ تبت یدا نازل ہوئی اسپر اور بہی برافروختہ ہوا اور اپنے بیٹے سے کہا محمدؐ کی لڑکی کو طلاق دے ورنہ مین تجہسے بیزار ہون چنانچہ وہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جیسا کہ اوپر گذرا بکمال بے ادبی پیش آیا۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد نبوت کے جناب رقیہؓ کو طلاق دی گئی۔ یہہ نکاح سنہ ۴ نبوت مین ہوا ہی اور سنہ یکم نبوت مین جناب عثمانؓ اسلام لا چکے ہین۔ یہہ واقعات اسی امر کے موجح ہین کہ نکاح بہی بعد اسلام جناب عثمانؓ کے ہوا۔ دوسرا قرینہ اور بہی ہے کہ بی بی رقیہؓ کا صرف عقد ہوا تہا اور اپنے شوہر اول کے گہر رخصت ہو کر نہین گئی تہین کہ اوسنے طلاق دی۔ پہر جناب عثمانؓ سے عقد ہوا۔ جسطرح ابولہب کے بیٹے کے ہاتہہ سے جو کافر تہا

خداوند تعالی نے انکو محفوظ رکھا۔ اسیطرح جناب عثمان غنیؓ عہد بھی حالت جاہلیت مین نہوا ہوگا

جس وقت کفار کی ایذا رسانی حد سے گذر گئی تو ایک جماعت اصحاب کبارؓ

حبشہ کو ہجرت کر گئی جنمین اصحاب ذیل تھے۔ جناب عثمانؓ۔ بی بی رقیہؓ بنت رسولخدا

ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور انکی بیوی سہلہؓ بنت سہیل بن عمرو۔ محمد بن

ابی حذیفہؓ حبشہ ہی مین پیدا ہوے۔ زبیرؓ بن عوامؓ مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم عبدالرحمن

بن عوفؓ۔ ابو سلمہؓ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم۔ انکے ساتھ

انکی بیوی حضرت ام سلمہؓ بھی تھین۔ عثمانؓ بن مظعونؓ۔ عامر بن ربیعہؓ انکے ہمراہ انکی

بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھین۔ ابو سبرہؓ بن ابی رہم سہیل بن بیضاءؓ۔ اس جماعت

مہاجرین کے سردار عثمان بن مظعونؓ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ جناب عثمانؓ تھے بعض

روایات مین گیارہ مرد اور چار عورتین ہین۔ ہجرت ثانیہ مین حضرت جعفر بن ابی طالبؓ

مع اپنی بی بی اسماء بنت عمیس کے تشریف لیگئے۔ عبد اللہ بن جعفرؓ حبشہ ہی مین پیدا

ہوے ہین۔ پھر رفتہ رفتہ اور اصحاب کبار کوئی تنہا۔ کوئی مع اپنے اہل کے حبشہ پہونچے

وہ اصحاب یہہ ہین عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ اور اونکی زوجہ فاطمہؓ بنت صفوان

خالد بن سعید بن العاص اور اونکی بیوی ملیح بن عمرو خزاعی۔ سعید بن خالد حبشہ مین

تولد ہوے۔ عبد اللہ بن جحش عبید اللہ بن جحش اور انکی بیوی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان

قیسؓ بن عبد اللہ قبیلہ بنی اسد سے اور اونکی بیوی برکۃ بن یسار۔ معیقب بن

ابی فاطمہ۔ عتبہ بن غزوان۔ طلیب بن عمیر۔ جہم بن قیس اور اونکی بیوی ام حرملہ بنت

عبد الاسود۔ عمرو بن جہم۔ خزیمہ بنت جہم۔ وغیرہم۔ (سیرت ابن ہشام)

ماہ رجب ۵ نبوت مین ہجرت حبشہ اولی ہے۔ اسی سنہ مین بعد ہجرت صحابہ

آنحضرت صلعم ایذا رسانی کفار قریش سے تنگ ہوکر دار ارقم مین جو صفا پر واقع تھا او نتالیس صحابہ کے ساتھہ ایک ماہ کامل پوشیدہ و مخفی رہے - ارقم کا اسلام بھی اس سنہ مین ہے - یہہ مکان ارقم نے اپنے بیٹے کو دیدیا تھا - یہہ مکان متبرک جگہہ سمجھا جاتا تھا چنانچہ خلیفہ منصور نے بہت کچھہ مال دیکر ارقم کے صاحبزادہ سے یہہ گھر مول لیا خلیفہ مہدی نے یہی گھر خیزران (اپنی معشوقہ) کو دیا اوسوقت سے اس کا نام دار خیزران ہوگیا - (خمیس)

روایت ہے کہ جسوقت مہاجرین قریش سے مخفی ہوکر جانب حبشہ روانہ ہوی اور جب قریب ساحل دریا پہونچے تو معاویہ بن نوفل دؤلی ان حضرات کو ملا - دریافت کیا تم لوگ اس ہیأت و جماعت سے کدہر جاتے ہو - مہاجرین نے ظاہر کیا کہ تاجر دنکے جہاز کچھہ ٹوٹے ہوے فروخت ہوتے ہین اونکی خرید کا ارادہ ہے ساحل تک جاوینگے نوفل نبیت عمرہ مکہ معظمہ کو آتا تھا جب مکہ معظمہ مین داخل ہوا قریش سے یہہ حال ظاہر کیا - قریش نے کہا - جہاز خریدنے نہین گئے بلکہ ہمارے ڈر سے حبشہ بھاگ گئے ہین چنانچہ چند لوگ قریش نے انکے تعاقب مین روانہ کیئے - مہاجرین کو حسن اتفاق سے دو جہاز حبشہ جانیوالے تیار ملے یہہ سب صاحب بخیریت تمام اوسمین بیٹھ گئے اور جہاز روانہ ہوے - انکے تعاقب مین جو لوگ کنارہ پر پہونچے اونکو معلوم ہوا کہ جہاز چھوٹ گئے آخر ناکام واپس آے - (خمیس و معارج النبوۃ)

اس مقام پر کچھہ حال مختصر شاہ نجاشی ملک حبشہ کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے نجاشی ملک حبشہ کا لقب ہے جیسے قیصر شاہ روم - کسریٰ شاہ ایران - خاقان شاہ چین نجاشی کا نام اصحمہ ہے اسکے باپ کا نام ابجر ہے متاخرین نجاشی کو ابجری کہتے ہین -

یہہ اپنے باپ کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تہا۔ اس کا ایک چچا تہا جس کے بارہ لڑکے تہے۔
اہل حبشہ نے یہہ خیال کیا کہ اصحمہ کے باپ کے بجز اس ایک لڑکے کے اور اولاد نہین
اور اسکے چچا کے بارہ لڑکے ہین اگر سلطنت اس کو ملے تو عرصہ تک اسیکے خاندان مین
رہیگی اور غیر شخص قابو نہ پاویگا۔ یہہ تجویز کر کے کسی حکمت سے اصحمہ کے باپ کو مار ڈالا
اور اوسکے بہائی کو جسکے بارہ لڑکے تہے تخت نشین کیا۔ نجاشی اپنے چچا کی اطاعت
مین رہتا تہا اور رہرامر مین اوسکا معین و مشیر کار اور معتمد علیہ تہا۔ چونکہ نجاشی عقل و
تدبیر اور عدل و انصاف مین بدرجہ کمال مشہور تہا لہذا جملہ امور سلطنت مین اپنے
چچا کے زمانہ سے دخیل و متصرف ہوگیا۔ جو لوگ نجاشی کے باپ کے قتل مین شریک
تہے نجاشی کی ترقی اور آئین سلطنت مین ہوشیاری اور حسن انتظام دیکہکر اپنے
دل مین سوچے کہ یہہ لڑکا ہوشیار ہے آثار جہانداری اسکے چہرہ سے عیان ہین
مبادا اپنے چچا کے بعد یہی بادشاہ ہوا در ہم لوگون کی طرف سے عداوت قدیم ظاہر
کر کے ہمارے اعمال بد کی سزا مین اور اپنے باپ کے قصاص مین ہم لوگون کو قتل کروا
ڈالے لہذا ابہی سے اسکی فکر اور اسکے دفعیہ کی تدبیر ضرور ہے۔ یہہ سوچکر نجاشی کی
چچا سے کہا "آپکے بہتیجہ کے تیور بیڈہب نظر آتے ہین اسکے باپ کے حق مین جو معاملہ
ہمنے کیا۔ اوس سے سخت خائف و لرزان ہین اسکو بہی قتل کیجیے یا اپنے ملک سے نکال
دیجیے تا کہ آپکا ملک قائم رہے اور اسکے شر سے سلطنت محفوظ و مصئون رہے"۔ نجاشی
کے چچا نے جواب دیا۔ یہہ تو مشکل ہے کہ کل اس کا باپ مارا گیا اور آج تم اسکو قتل کرو
البتہ اگر تمہاری خوشی اسکی علحدہ کرنے مین ہے تو کسیکے ہاتہہ فروخت کر ڈالو۔ الغرض
اراکین سلطنت نے نجاشی کو سوداگرونکے ہاتہہ فروخت کیا اور چہہ سو درم قیمت وصول کی

اور نجاشی کو تاجرون کے حوالہ کیا۔ انہون نے اسکو کشتی مین بٹھا لیا۔ منتظر تھے کہ
ہوا موافق چلے تو لنگر اوٹھاوین۔ صبح کو یہہ معاملہ فروخت ہوا بعد دوپہر کے پانی برسا
نجاشی کا چچا اراکین و عمائد سلطنت کے ساتھہ سیر کرنے جنگل کو نکل گیا۔ ابر آسمان پر تھا
اور ترشح ہو رہا تھا کہ آسمان سے بجلی گری اور بادشاہ کو جلا کر راکھہ کر دیا۔ اراکین سلطنت
اس حادثہ سے سخت پریشان ہوے نجاشی کے چچازاد بھائیون مین سے کسیکو بھی لائق
سلطنت نہ پاکر مجبور یہی سوچے کہ نجاشی سلطنت کے لائق ہے اوسیکو بادشاہ کردو۔۔
بالآخر نجاشی کی تلاش مین دریا کے کنارہ گئے۔ جہاز کا ابھی تک لنگر نہین اوٹھا تھا
اور ایک روایت مین جہاز روانہ ہوگیا تھا اور بحکم خدا اسے پھر کنارہ آلگا تھا بہرکیف
اعیان سلطنت نے نجاشی کو سوداگرون سے واپس لیا اور اوسیوقت تاج شاہی سر پر
پہنا دیا اور بعزت تمام لاکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔ دوسرے روز علی الصباح سوداگر
نجاشی کی قیمت واپس لینے آے۔ امرا و وزرار سلطنت نے کچھہ ڈھیل ڈھال کی سوداگر
دربار شاہی مین مستغیث ہوے۔ نجاشی نے حکم دیا کہ قیمت واپس کرو یا غلام انکے
حوالہ کرو۔ اگرچہ غلام اسوقت تخت سلطنت پر متمکن ہو۔ لاچار قیمت واپس کی اور نجاشی
کے کمال انصاف کے معترف ہوے۔ نجاشی کے عدل و انصاف کا یہہ ادنیٰ نمونہ ہے
جو بادشاہت کے دوسرے ہی دن پیش آیا۔ نجاشی کا قول تھا کہ خداوند تعالے نے
لوگون سے رشوت قبول نہ فرماکر مجھکو سلطنت عنایت کی۔ (خمیس و معارج النبوۃ)

جب مہاجرین حبشہ سفر کو آمادہ ہوے جناب عثمان رضنے تنہا قصد سفر کیا آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو ساتھہ لیتے جاؤ تاکہ وہان تمکو تنہائی مین وحشت نہو چنانچہ
بی بی رقیہؓ کو ساتھہ لیگئے۔ بی بی رقیہؓ کو حسن خداداد عطا ہوا تھا۔ جب مہاجر حبشہ مین

پہونچے تو حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ لوگ حضرت رقیہ ؓ کے دیکھنے کو جمع ہوجاتے اور
آپکی صورت دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ آپ کو ناگوار گذرتا تھا۔ آپنے اون لوگونپر بددعا
فرمائی چنانچہ وہ ہلاک ہوگئے۔ اصحاب رسول خدا نجاشی کے پاس نہایت عزت وحرمت
سے رہے۔ جب قریش کے قاصد مہاجرین کو واپس لینے کی غرض سے حبشہ پہونچے اور
بعد سوال وجواب مہاجرین کے نجاشی نے اونکو ناکام واپس کیا تو مہاجرین سے کہا۔
تم لوگ میرے ملک مین اور میرے امن مین آے ہو۔ جو شخص تمکو ایذا پہونچائیگا سزا
پائیگا۔ مین تم لوگون مین سے کسی ایک کی بھی تکلیف و ایذا نہ گوارا کرونگا اگرچہ مجھکو سونیکے
پہاڑ اسکے معاوضہ پر ملتے ہون ہرگز نہ قبول کرونگا" پھر قریش کے ہدایا اور تحفے
واپس کردیئے اور کہا۔ "مجھکو تمھارے ان تحفونکی کوئی حاجت نہین۔ جب خدا نے مجھکو
ملک عنایت کیا میری طرف سے رشوت نہین قبول کی۔ جب مین بادشاہ نہ تھا کسی نے
میرا ساتھہ نہ دیا اور نہ اطاعت کی اب مین ان لوگونکا کہنا کیون مانون"۔ ایک مرتبہ
نجاشی نے مہاجرین سے کہا۔ تمکو یہان والے تکلیف تو نہین دیتے۔ جواب ملا۔ البتہ
بعض لوگ ستاتے ہین۔ نجاشی نے حکم دیا کہ منادی کردو "جو شخص مہاجرین مین سے کسیکو
ایذا و تکلیف دیگا یا کسی سے تعرض کریگا اوسپر چار درم جرمانہ ہوگا" پھر مہاجرین سے
پوچھا۔ اب آپ لوگ راضی ہین۔ کہا نہین۔ حکم دیا کہ عام منادی کردو "خبردار کوئی
ان لوگون سے تعرض نہ کرے اگر کسیکی شکایت سنی جاویگی تو آٹھہ درم اوسپر جرمانہ ہونگے"

سنہ ۹ھ مین نجاشی نے انتقال فرمایا۔ جناب رسول خدا نے اصحاب کرام کو خبر دی
اور نماز جنازہ چار تکبیرون کے ساتھہ پڑھی گئی۔ اس نماز کی توجیہ مین اس طرح روایت
آئی ہے کہ صحابہ کرام کی نظرونسے پردہ اوٹھہ گیا تھا سب نے دیکھا کہ نجاشی کا جنازہ

سامنے نظر آتا ہے لہذا نماز ادا کی ۔صلوٰۃ علی الغائب کو نو صحابہ رض روایت کرتے ہین ۔
ابو ہریرہ رض ۔ ابن عباس رض ۔ انس رض ۔ بریدہ رض ۔ زید بن ثابت رض ۔ عامر بن ربیعہ ۔ ابو قتادہ رض ۔
سہیل بن حنیف ۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم اور بعض اور بہی بیان کرتے ہین ۔
یزید بن ثابت رض ۔ عقبہ بن عامر رض ۔ ابو سعید خدری رض ۔ سعید بن المسیب رض ۔
اس مسئلہ مین تحقیق یہہ ہے کہ جو میت نظر سے غائب ہو اور دوسرے ملک مین ہو اوسکی جنازہ کی
نماز مین اختلاف ہی صحابہ کرام اکثر مدینہ منورہ سی باہر فوت ہوی کسی پر آنحضرت نے نماز نہین پڑہی
صرف نجاشی پر نماز پڑہی ۔ اس مسئلہ مین تین قول ہین ۔ قول اول یہہ ہے کہ آنحضرت
صلعم کے اس فعل سے صلوٰۃ علی الغائب ادا کرنا مسنون ہوا ۔ یہی مذہب امام شافعی رح
کا ہے اور امام احمد رح سے دو قول مروی ہین ۔ ایک قول مین سنت ہے ۔ قول ثانی ۔
امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح کے نزدیک خصوصیات نبوی سے ہے دوسری کو جائز
نہین ۔ قول ثالث ۔ اصحاب امام حنیفہ رح و امام مالک رح فرماتے ہین ممکن ہے کہ آنحضرت
صلعم نے نجاشی کا جنازہ دیکہکر نماز ادا فرمائی اور آپ کے حق مین یہہ امر بعید نہین ۔
صحابہ کرام رض کو اگرچہ جنازہ نظر نہین آیا لیکن یہہ تابع اور مقتدی آنحضرت صلعم تھے
اس کی وجہہ اسطرح منقول ہے کہ آنحضرت صلعم سے بجز اس واقعہ خاص کے دوسرے
غائب مردونکی نماز ادا کرنا ثابت نہین ۔ نہ قبل اس واقعہ کے اور نہ بعد اسکے ۔ اگر ثابت
ہے تو ترک صلوٰۃ علی الغائب اور جسطرح آپکا فعل امت کے واسطے مسنون ہے علی ہذا القیاس
جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ترک کیا امت کے حق مین اوسکا ترک کرنا بہی مسنون ہے
اب بہی اگر کسیکو نور باطن اور کشف روحانی کے بدولت کسی مقام دور و دراز پر جنازہ
نظر آسے تو اوسکے واسطے بہی یہی حکم ہے کہ نماز جنازہ پڑہے ۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا

کہ جنازہ غائب کی نماز منجملہ خصوصیات آنحضرتؐ ہے۔ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ معاویہ بن معاویہ لیثی نے کسی مقام پر مدینہ منورہ سے باہر انتقال کیا آنحضرتؐ نے اونکے جنازہ کی نماز ادا فرمائی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہہ مرا جہان مسلمان نہین ہین تو نماز جنازہ غائب جائز ہے۔ اگر دار الاسلام کا واقعہ ہے تو کوئی ضرورت نہین کیونکہ اور مسلمانون نے نماز پڑہ لی فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ آنحضرتؐ نے غائب پر نماز پڑہی اور ترک کی اور دونون فعل مسنون ہین۔ (زاد المعاد ابن قیم)

قصہ مختصر ہجرت جانب حبشہ دو بار ہوئی۔ اول مرتبہ ماہ رجب ۵ھ نبوت مین جناب عثمانؓ نے بہمراہی بی بی رقیہؓ مع دیگر اصحاب کبار ہجرت فرمائی۔ ماہ شوال مین خبر مصالحت سنکر واپس آے یہان اس خبر کی غلطی معلوم ہونے پر متردد ہوے اور بمجبوری قریش کی امان مین مقیم ہوے چنانچہ حضرت عثمانؓ اور بی بی رقیہؓ سعید بن العاص کی امان مین رہے۔ بار دوم ہجرت اس طرح ہوئی کہ بعد چندے قریش نے پہر ایذا رسانی پر کمر باندہی آنحضرتؐ نے پہر ہجرت کرنے کی اجازت دی چنانچہ اس مرتبہ ایک سو تین صحابہ نے ہجرت کی منجملہ ان کے اسی مرد۔ اکیس ۲۱ عورتین اور دو بچے تھے۔

منقول ہے کہ جب مہاجرین بعد ہجرت اولی مکہ واپس آے تو حبشہ کی حالات اور وہانکی آب و ہوا اور غذاے لطیف کی حکایات بیان کرتے تھے۔ جناب عثمان نے خدمت نبوی مین عرض کیا ؑ اے رسولخدا۔ ملک حبشہ عمدہ تجارتگاہ ہی۔ ہر قسم کی تجارت وہان ہوتی ہے اور نفع خاطر خواہ حاصل ہوتا ہی۔ مینے اس عرصہ مین بہت کچھ تجارت مین نفع پایا۔ مسلمانونکے حقمین حبشہ سے بڑہکر کوئی سرزمین نہین۔ جبتک خداوند تعالی خدام والا کو ہجرت کا حکم کرے اور دار ہجرت معین فرماے مسلمانونکے واسطے وہی ملک اچھا ہے۔

نجاشی نے ہم لوگوں پر ازبس عنایات شاہانہ کئے اور ہر طرح خاطر داری و تواضع مین مصروف ہا
حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ ارجعوا الیہا علی برکۃ اللہ ۔عرض کیا۔ اگر آپ ہمارے ساتھ
تشریف لے چلین تو یقیناً وہ لوگ مطیع اسلام ہون کیونکہ اہل کتاب ہین ارشاد ہوا کہ مجکو ابھی
ہجرت کا حکم نہین ہوا تمہارے لئے اجازت ہے۔

قصہ کوتاہ ۔ہجرت اولی مین جناب رقیہؓ حاملہ تہین۔ وہ حمل ساقط ہو گیا۔ (روضۃ الاحباب)
پھر حبشہ مین ایک ورلڑکا پیدا ہوا جسکا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اسی کے نام سے آپکی کنیت
ابو عبداللہ ہے یہہ لڑکا چھہ برس کا ہو کر ماہ جمادی الاولی ۴ھ مین بمقام مدینہ منورہ
انتقال کر گیا۔ جناب عثمانؓ اوسکی قبر مین اوترے اور دفن کیا ایک روایت مین یہہ بچہ
شیر خوار تہا اور بحالت رضاعت مین وفات پائی۔ جناب رقیہؓ کے اور اولاد نہین ہوئی
اور نہ کوئی سلسلہ آیندہ چلا ۲ھ مین بوقت جنگ بدر بی بی رقیہؓ بعارضہ چیچک علیل
تہین جناب عثمانؓ کو آنحضرتؐ انکی تیمارداری کیواسطے چھوڑ گئے تھے ہنوز حضور جنگ
سے تشریف نہ لاے تھے کہ جناب رقیہؓ نے انتقال فرمایا۔ زید بن حارثہ بشارت فتح لیکر جسوقت
مدینہ پہونچے جناب عثمانؓ اونکو دفن کر رہے تھے۔ ایک برس دس ماہ بیس دن آنحضرتؐ
کے مدینہ منورہ مین تشریف لانیکے بعد یہہ واقعہ ہوا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے
کہ جب صحابہ کرام نے حضور صلعم کو بی بی رقیہؓ کی وفات کی تعزیت کی ہے تو آنحضرت
صلعم نے فرمایا۔ الحمد للہ دفن بنات من المکرمات۔ جناب رقیہؓ نے تقریباً اکیس
برس کی عمر مین وفات پائی۔

دوسری بیوی حضرت ام کلثومؓ بی بی رقیہؓ کی بہن ہین آپ کنیت ہی سے مشہور
ہین۔ آپ جناب فاطمہ زہراؓ سے یقیناً بڑی ہین مگر اس مین اختلاف ہے کہ رقیہؓ سے بڑی ہین

یا چھوٹی۔ روضتہ الاحباب مین ہے کہ آپکا نام آمنہ ہے۔ آپکا سنہ ولادت کتب ارباب
سیر و تواریخ مین نظر سے نہین گذرا شاید یہی وجہ ہی کہ حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کے باب
مین اختلاف ہے۔ حضرت ام کلثومؓ کا عقد اوّلاً عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تھا اور یہہ عقد قبل
زمانہ نبوت ہوا ہے حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جس زمانہ مین حضرت رقیہؓ نے
انتقال فرمایا۔ ام المومنین جناب حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ کے شوہر رحلت کر چکے تھے جناب
فاروقؓ کو اپنی صاحبزادی کے عقد ثانی کا خیال تھا چنانچہ حضرت عثمانؓ سے اثنار راہ
مین اتفاقیہ ملاقات ہوئی انسے ذکر کیا اور فرمایا۔ کیا تمکو حفصہ کی خواہش ہے۔ چونکہ
جناب عثمانؓ قبل اسکے جناب سرورکائنات کی زبان مبارک سے حضرت حفصہؓ کا ذکر سُن
چکے تھے لہذا جناب عمرؓ کے اس فقرہ کا جواب نہ دیا جناب عمرؓ نے حضور نبوی مین یہہ واقعہ
عرض کیا حضور نے فرمایا۔ کیا تمہارے واسطے اس سے بہتر سبیل بتلاؤن مین حفصہؓ سے
نکاح کر لون اور عثمان کا عقد ام کلثوم سے جو حفصہ سے بہتر ہی کر دون اور ربعی بن خراش سے
اس طرح روایت ہے کہ جناب عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کو انکی بیٹی حفصہ کیواسطے پیغام بھیجا۔
جناب فاروقؓ نے انکار کر دیا۔ یہہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ اے
عمر مین تمکو تمہاری بیٹی کیواسطے وہ زوج بتلا دون جو عثمانؓ سے بہتر ہے اور عثمانؓ کے
واسطے ایسی زوجہ تجویز کر دون جو تمہاری لڑکی سے اچھی ہو۔ عرض کیا۔ ہان۔ فرمایا تم
اپنی بیٹی کا نکاح مجھسے کر دو اور مین اپنی لڑکی کا عقد عثمانؓ کے ساتھہ کر دون۔ اسی نیک و
مناسب تجویز کی طرف اشارہ کر کے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے "جس کام کے
ہونے کا سان گمان تک نہو ایسے کام کی امید زیادہ رکھو بہ نسبت اوس کام کے جسکی
امید تم کو ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ آگ کی تلاش مین نکلے تھے اور نبوت مل گئی"۔

جناب عثمان رضؓ سے مروی ہے کہ جب بی بی رقیہؓ نے انتقال کیا مجھکو بڑا صدمہ ہوا اس
رنج وغم مین بہت رویا۔ (ایکمرتبہ) حضورؐ نے مجھکو روتے دیکھا بکمال شفقت ومہربانی فرمایا۔
تم کیون روتے ہو مینے عرض کیا حضور اقدس کی غلامی ودامادی کا رشتہ منقطع ہونے کا
سخت افسوس ہی۔ فرمایا جبرئیلؑ حکم خداوندی لاے ہین کہ مین تمہارے ساتھہ رقیہؓ کی بہن کا
عقد کردون اور جومہر اوسکا تہا اوسی مہر پر تمہاری حوالہ کرون یہہ نکاح جناب عثمانؓ کا
بی بی ام کلثومؓ کے ساتھہ ۳ھ مین ہوا ہے۔ نکاح کے بعد دونون صاحب نہایت محبت و
الفت سے رہے چونکہ دنیوی عیش وآرام اور اسی طرح تکالیف ومصائب علی الخصوص راحت ومسرت کا
زمانہ تو بہت ہی جلد گذر جاتا ہے جناب ام کلثومؓ نے بہی ۹ھ مین انتقال فرمایا۔ آنحضرتؐ نے
نماز جنازہ پڑہائی اور جناب علیؓ وفضلؓ واسامہؓ قبر مین اوترے اور آپکو دفن کیا اور ایک
روایت مین ہی کہ حضرت ابوطلحہؓ بہی آنحضرتؐ سے اجازت لیکر قبر مین اوترے۔ مروی ہے
کہ جب بی بی ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا جناب عثمانؓ نے بہت غم کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔
اے عثمانؓ۔ اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو تم سے عقد کر دیتا۔

جناب ام کلثومؓ کی تجہیز وتکفین کا حال روایات معتبرہ سے اسطرح منقول ہی کہ حضرت
اسما بنت عمیس اور حضرت صفیہ بنت عبد المطلب نے آپکو غسل دیا۔ اسوقت ام عطیہؓ بہی
موجود تہین انہین کی روایت سے آنحضرت صلعم کا ارشاد فرمانا در باب غسل منقول ہے وہ
یہہ ہے کہ ام کلثومؓ کو تین بار یا پانچ یا سات بار پانی ڈالو اور اگر اس سے زائد ضرورت
دیکہو تو زیادہ مین بہی مضائقہ نہین جس پانی سے غسل دو اوس مین بیری کی پتی ڈالدو
اور اخیر مرتبہ اوس پانی سے غسل دو جسمین کافور ملایا ہو جب غسل سے فراغت ہوجاے
مجھکو اطلاع دینا۔ ام عطیہ کہتی ہین کہ جب ہم غسل دے چکے آنحضرت صلعم کو مطلع کیا۔

حضور اقدس نے اپنی ازار (تہ بند) عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ یہ کپڑا کفن کے اندر رکھنا۔
ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ پھر ہمنے حضرت ام کلثوم کے بالونکے تین حصہ کرکے سر کی پیچھے کر دیئے
یہ حدیث امام بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ نیز بخاری شریف مین بروایت انسؓ وارد
ہے کہ مین جناب ام کلثوم کے جنازہ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ قبر کے کنارہ بیٹھ گئے۔ مینے
دیکھا کہ آپ کی دونون آنکھوںسے آنسو رواں تھے۔ آپنے فرمایا "تم لوگون مین کوئی ایسا
بھی ہے جو شب گذشتہ اپنی اہلیہ کے ساتھہ ہم صحبت نہ ہوا ہو" حضرت ابوطلحہؓ بولے
ہاں حضور مین ہون" ارشاد فرمایا "اچھا تم قبر مین اوترو" حضرت ابوطلحہؓ قبر مین
اوترے۔

اس حدیث کے بعض مضامین توضیح طلب ہین۔ آنحضرت نے فرمایا۔ (تم مین کوئی ایسا
ہے جو شب کو اپنی اہلیہ سے ہم صحبت نہوا ہو) اس مین یہ سر ہی کہ جس شب کو جناب ام کلثوم
نے رحلت فرمائی جناب عثمانؓ نے اپنی کسی لونڈی سے صحبت کی تھی۔ آنحضرت صلعم کو
فی الجملہ یہ فعل ناپسند ہوا لہذا اشارۃً ممانعت فرمائی آپکی طرف سے یہ عذر رہے کہ آپ کو
یہ گمان نہ تھا کہ اوسی شب مین بی بی ام کلثومؓ انتقال فرمائین گی کیونکہ عرصے سے
علیل تھین بظاہر ایسی حالت بھی نہ ہوگی۔ (کرمانی)

اس حدیث کے متعلق ایک شبہ بھی وارد ہوتا ہے کہ عورت میت کے دفن کرنیمین اوسکے
محرم حقیقی رشتہ دار اور شوہر بمقابلہ غیر شخص کے مستحق ہین۔ پھر باوجود آنحضرت صلعم
جو بی بی ام کلثومؓ کے والد بزرگوار تھے اور جناب عثمانؓ کے جو شوہر تھے حضرت ابوطلحہؓ
اور دیگر حضرات جو اجنبی اور غیر محرم تھے کیون اسکام مین شریک ہوے جواب یہ ہے
کہ جس طرح جناب عثمانؓ کو عذر تھا آنحضرت کو بھی عذر ہوگا اور حضور کو منظور یہی ہوا

کہ وہ شخص قبر میں اوترے جو اوس رات کو اپنی اہلیہ سے ہم بستر نہوا ہو (شرح مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق رح محدث دہلوی)

کار پاکان را قیاس از خود مگیر		در نبشتن ہر دو آمد شیر و شیر

جناب ام کلثوم رض کے کوئی اولاد نہین ہوئی بعضے کہتے ہین کہ اولاد ہوئی مگر بچپن مین فوت ہوگئی جناب عثمان رض کی اولاد کا سلسلہ ان دونون بیویونسے نہین چلا۔

تیسری بیوی فاختہ بنت غزوان ہین۔ انسے عبد اللہ اصغر پیدا ہوی لیکن عالم طفلی ہی مین مر گئے۔

چوتھی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ دوسیہ ہین انکا نام معلوم نہین کنیت سے مشہور ہین۔ انکے بطن سے چار اولادین ہین۔ خالد۔ ابان۔ عمرو۔ مریم۔ معلوم ہوتا ہی کہ یہ نکاح قبل اسلام کے ہوا عمرو بہی اوسی زمانہ مین تولد ہوے ہین کیونکہ آپ کی کنیت قبل اسلام ابو عمرو تہی جب بعد اسلام بی بی رقیہ رض سے عقد ہوا اور اونسے عبد اللہ پیدا ہوی ابو عبد اللہ کنیت کی یہ **راقم** کے آبا و اجداد کا سلسلۂ نسب جناب عثمان رض تک بواسطہ ابان پہونچتا ہے۔ **والحمد للہ علی ذالک**۔

پانچوین۔ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ ہین۔ انسے۔ ولید۔ سعید دو لڑکے تیسری لڑکی ام سعید ہین۔

چھٹی۔ ام البنین بنت عیینہ بن حصن فزاریہ ہین۔ انسے صرف عبد الملک پیدا ہوی اور لڑکپن ہی مین انتقال ہوگیا۔

ساتوین۔ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہین۔ انکے بطن سے تین لڑکیان ہوئین۔ عائشہ۔ ام ابان۔ ام عمرو۔

آٹھوین بیوی۔ نائلہ بنت فرافصہ بن احوص کلبیہ ہین۔ انکا مذہب نصرانی تہا پہر اسلام
لائین ۲۸ھ مین جناب عثمان رضؓ سے نکاح ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ مریم بنت عثمانؓ نائلہ کے بطن سے
ہین اور بعض کہتے ہین کہ ام البنین چہٹی بیوی سے دو اولاد ہین۔ عبد الملک۔ عتبہ اور نائلہ کی
بطن سے عنبسہ ہین۔ ایک لڑکی بہی ہین جو ام البنین کے لقب سے مشہور ہین اور عبد اللہ بن
یزید بن ابی سفیانؓ کے نکاح مین آئین۔

وقت شہادت چار بیویان آپکے نکاح مین تہین۔ رملہ۔ نائلہ۔ ام البنین۔ فاختہ۔
ام البنین کو آپنے حالت محاصرہ مین طلاق دیدی تہی۔

بروایت ابن اثیر یہ جملہ ازواج و اولاد آپ کی زمانہ اسلام و جاہلیت کی ہین و بروایت
تمیس سلبہ اولاد سولہ ہین۔ نو لڑکے اور سات لڑکیان۔ (اولاد ذکور) عبد اللہ معروف
باصغر اور بروایت مختصر عبد اللہ اکبر۔ بی بی رقیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے بچپن مین انتقال
کیا اور بعض کے نزدیک چہہ برس کے سن مین مرغ کی چونچ کے صدمہ سے بیمار ہوکر مرگئے
دوسرے عبد اللہ اکبر اور بروایت مختصر عبد اللہ اصغر۔ فاختہ کے بطن سے پیدا ہوئے
تیسرے عمرو۔ سب مین بڑے اور انکی اولاد ذی شرافت مشہور رہے۔ مروان نے انکو شام مین
طلب کیا مگر یہ نہ گئے۔ بمقام منیٰ انکا انتقال ہوا ہے۔ چوتہے ابان۔ کنیت ابو سعید یا ابو عبد اللہ
مدنی ہین آپ احادیث نبوی کے راوی ہین۔ جنگ جمل مین عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ تہے
عہد خلافت عبد الملک مین مدینہ منورہ کے حاکم رہے۔ عارضہ فالج مین مبتلا ہوئے عہد خلافت
یزید ۱۰۵ھ مین انتقال کیا۔ انکی اولاد کثیر ہے۔ اندلس مین بہی انکی اولاد ہے۔ پانچوین خالد
انکے اور انکی اولاد کے پاس وہ مصحف تہا جسپر جناب عثمان کا خون گرا تہا۔ بروایت مختصر
خلافت عثمانی مین وفات پائی کسی گہوڑے کی لات سے زخمی ہوگئے تہے جسکی وجہ سے

عضو ماؤف قطع کیا گیا اسی صدمہ سے انتقال کر گئے۔ انکا لقب کسیہ تہا ان ہی سے سلسلہ
اولاد قائم ہوا۔ یہہ تینون ام عمرو بن جندب کے بطن سے ہین۔ چہٹے سعید۔ ساتوین ولید۔
فاطمہ کے بطن سے سعید کی کنیت ابو عثمان تہی۔ امیر معاویہؓ نے انکو خراسان کا حاکم
کیا تہا۔ یہہ وہین شہید ہوے۔ مختصر مین ہے کہ سعید نے سمرقند فتح کیا اور اوسی جنگ
مین انکی ایک آنکہہ جاتی رہی۔ آٹھوین عبد الملک بطن ام البنین سے پیدا ہوے اور عالم
طفلی مین انتقال کیا۔ نوین مغیرہ۔ ام بنت ابی جہل بن ہشام کے بطن سے پیدا ہوی
(اولاد اناث) مریم کبریٰ۔ ام عمرو سے پیدا ہوئین۔ ام سعید۔ سعید کی بہن عبد اللہ کے
نکاح مین آئین۔ عائشہ۔ انکا نکاح حارث بن حکم بن عاص سے ہوا۔ بعد انکے عبد اللہ بن
زبیرؓ نے نکاح کیا۔ ام ابان۔ مروان بن حکم سے نکاح ہوا۔ ام عمرو۔ یہہ تینون رملہ سے ہین
مریم صغریٰ۔ نائلہ کے بطن سے۔ عمرو بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے نکاح ہوا۔ ام البنین
یہہ لونڈی سے پیدا ہین بروایت ریاض النضرۃ اور مختصر کی روایت سے ایک اور لڑکی
ہین۔ عمرہ بنت عثمانؓ نام۔ یہہ سعید بن العاص کے عقد مین آئین اور انہین کے پاس
انتقال کیا۔ پہر سعید نے مریم کبریٰ سے نکاح کیا جب وہ انتقال کر گئے مریم کبریٰ کا
عقد عبد الرحمن بن حارث بن ہشام مخزومی سے ہوا اور انہین کے پاس وفات پائی

تمت

جزو دوم

خلافت حضرت خلیفۂ رابع یعسوب الدین امیر المومنین

اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

نام نامی و نسب گرامی

اسم مبارک آپ کا علیؓ ہے اسلام سے قبل بھی یہی نام تھا۔ کنیت ابو الحسن ہے جناب سولخدا صلعم نے آپ کی کنیت ابو ریحانتین رکھی۔ آپ دوازدہ امام مین امام اول ہین۔

جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب علیؓ سے فرمایا۔ سلام علیک یا ابا الریحانتین۔ عنقریب تمہارے دونون رکن فنا ہو جائین گے اور خداوند تعالے میرے بعد تمہارا حافظ و نگہبان و کارساز ہے۔ جسوقت آنحضرتؐ نے وفات پائی جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا۔ یہہ ایک میرا رکن دو رکنونسے گیا جنکی نسبت ارشاد ہوا تھا۔ پھر جب حضرت فاطمہؓ نے انتقال فرمایا۔ آپنے ارشاد کیا۔ یہہ دوسرا رکن تھا۔

دوسری کنیت آپکی آنحضرت صلعم نے ابو تراب رکھی۔ یہہ کنیت جناب علیؓ کو بہت پیاری تھی۔ آنحضرتؐ نے آپکو بھی صدیق فرمایا ہے۔ بروایت ابی لیلیٰ وارد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا

صدیق تین ہین اوّل حبیب بن مُرّی نجار قوم ال یٰسین (الیاسین) سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لاے اور اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم۔ خدا کے پیغمبرونکی متابعت کرو۔ دوم حزقیل فرعون کے خاندان سے جنہون نے کہا تہا۔ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے رب میرا اللہ ہے۔ سوم علی بن ابی طالب۔ علی ان تینومین افضل ہین۔

اس حدیث سے جناب ابوبکر صدیق کی صدیقیت کی نفی لازم نہین آتی کیونکہ حدیث ہذا مین انبیای کرام کے گہر والومین جو صدیق ہین اونکا ذکر ہے۔ جناب علی کو۔ حبیب۔ حزقیل کے ساتہہ ذکر کرنا خاص اسی امر کے جانب اشارہ ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے اولاً آپکا نام حیدر رکہا تہا جیسا کہ آپکا قول ہے انا الذی سمتنی امی حیدرہ یعنی وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکہا۔ (حیدر شیر کا نام ہے) ابوطالب آپکے والد نے یہہ نام ناپسند کیا اور علی نام رکہا۔ آپکے القاب یہ ہین۔ بیضۃ البلد یعنی مرجع اہل شہر۔ امین۔ شریف۔ ہادی۔ مہتدی۔ ذوالاذن الواعیہ یعنی صاحب گوش شنوا۔ ابوقصم۔ یعسوب الامۃ۔ یعنی سردار و رئیس امت۔ (خمیس)

جناب علی مرتضیٰ نسب مین ہاشمی الطرفین ہین یعنی آپکے والدین دونون ہاشمی ہین۔ جناب رسولخدا سے نہایت ہی قریب رشتہ ہے یعنے آپ کے حقیقی چچا کے بیٹے اور مان کی طرف سے پہوپہی کے بیٹے ہین کیونکہ ابوطالب بن عبدالمطلب آپکے چچا ہین۔ جناب علی رضہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم آنحضرت صلعم کے والد عبداللہ اور ابوطالب کی چچیری بہن اور حضور خواجہ عالم صلعم کی پہوپہی ہوئین۔

ذکر ابوطالب اور اونکی اولاد کا اور سنہ ولادت و مقام پیدایش جناب علی رضہ

اس مقام پر حالات ابوطالب تمہیداً ذکر ہوتے ہین۔ بالاتفاق ابوطالب کا نام عبد مناف ہے

مگر مشہور اسی کنیت سے ہین حضرات شیعہ کہتے ہین کہ ابو طالب کا نام عمران ہے اور قرآن مجید مین لفظ آل عمران سے ابو طالب کی اولاد کی جانب اشارہ ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس قول کی کمال ختم تردید کی ہے۔ ابو طالب آنحضرت صلعم کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی ہین اور اسیوجہ سے عبد المطلب نے وقت وفات کے ابو طالب کو آنحضرت صلعم کی کفالت کی وصیت کی۔ (فتح الباری شرح بخاری شریف)

روایت ہے کہ جسوقت عبد المطلب کی عمر ایک سو دس اور بروایتے ایک سو بیس برس کی ہوئی اور آنکھون سے معذور ہو گئے۔ زندگی دنیا سے سیر آمادہ سفر آخرت ہوئے تو آنحضرت صلعم کی عمر اوسوقت آٹھہ برس کی تھی۔ عبد المطلب کو تشویش تھی کہ میرے بعد اس یتیم بچہ کی کون پرورش کریگا۔ اسی غم مین آنحضرت صلعم کو بلاکر کمال محبت وپیار سے اپنے سینہ پر بٹھایا اور اپنے لڑکون۔ ابو طالب۔ ابو لہب۔ حمزہؓ۔ عباسؓ کو طلب کیا اور کہا۔ اب میری موت قریب آن پہونچی۔ دنیائے ناپائدار سے کوچ کرونگا۔ مجھکو کوئی غم و فکر نہین بڑا غم ہے تو یہہ ہے کہ اس بچہ کی تربیت کا بار کون اوٹھاویگا۔ میرا اب آخری وقت ہے اگر عمر وفا کرتی اور یہہ لڑکا سن شعور کو پہونچتا اور اوسوقت مین مرتا تو کچھہ غم نہ تھا۔

وفا ز عمر چہ جوئی کہ ہر نفس کہ زدی	چنان برفت کہ ہرگز دگر نیاید یاد

ابو لہب سب مین بڑا تھا بولا۔ اے پدر بزرگوار۔ یہہ صاحبزادہ باوقار زیر تربیت خاکسار رہے۔ جان سے زیادہ عزیز رکھونگا۔ انکی خدمت اپنا فخر سمجھونگا۔ عبد المطلب نے کہا۔ البتہ تو ذیمقدرت صاحب دولت ضرور ہے مگر اسکے ساتھہ ہی سنگدل۔ بے رحم بھی ہے یتیم نازک مزاج شکستہ خاطر ہوتے ہین تجسے انکی نازبرداری ممکن نہین۔ بعد اسکے حضرت حمزہؓ اوٹھے اور کہا۔ جناب قبلہ وکعبہ۔ یہہ لڑکا مجھکو عنایت فرماوین۔ مین جان و دل سے

خدمتگذاری کو حاضر ہون" عبد المطلب نے جواب دیا۔ بیشیک تم یہہ کام انجام دیسکتے
ہو مگر تم بے اولاد ہو تمکو اولاد کا درد و قلق نہین۔ تم مرد بہادر شکار دوست ہو۔ شاید
میرے بچہ سے غافل ہو۔ بعد انکے حضرت عباس رض نے فرمایا" اگر اس بندۂ ناچیز کو اس
خدمت کا اہل تصور فرمادین تو زہے نصیب" عبد المطلب نے کہا۔ ہان تم ضرور اس کام کی
اہل ہو لیکن صاحب عیال و اولاد کثیر ہو۔ اپنے بچونکے سامنے اس غریب و یتیم بچہ کی قدر
نہ کر سکوگے۔ ان سب کے بعد ابو طالب نے کہا" قبلۂ عالم مین بجان و دل آپکے پیارے
فرزند کیخدمت و تربیت کا متمنی ہون۔ براہ کرم بزرگانہ مجھکو عنایت فرمایئے۔ البتہ غریب
ہون۔ صاحب اولاد ہون لیکن یہہ بچہ میرے سب بچونسے زیادہ عزیز رہیگا۔ اگر یہہ
دولت لازوال مجھکو مرحمت ہو تو دنیا کی دولت سے مستغنی ہو جاؤن" عبد المطلب نے
انکا کہنا بہت پسند کیا اور بدل منظور کرکے کہا" محمد سے بہی دریافت کرلو کہ وہ کس کے
پاس رہنا چاہتے ہین۔ تم چارون مین جس کے گھر رہنا خوش آوے اونکو اختیار ہے"
یہہ کہکر آنحضرت صلعم کیطرف متوجہ ہوے اور کہا۔ اے نور دیدہ و اے فرزند پسندیدہ
تم ان چارونمین سے کس کے گھر رہنا چاہتے ہو" حضور یہہ سنکر اوٹھے۔ ابو طالب کے
گلے سے لپٹ گئے اور اونکی گود مین بیٹھہ رہے۔ عبد المطلب بہت خوش ہوے اور
ابو طالب کو آپکی نسبت بہت کچھہ نصیحت کی۔ اوسوقت سے آنحضرت صلعم ابو طالب کے
گھر رہنے لگے۔ عبد المطلب نے آٹھوین سال بعد واقعہ اصحاب فیل وفات پائی (معارج النبوۃ)

ابو طالب اگرچہ کثیر الاولاد فقیر و تنگدست تہے مگر آنحضرت صلعم کو اپنی اولاد سے بڑھکر
رکھا۔ آپکا بستر اپنے پاس بچھاتے اور جہان آپ تشریف لیجاتے آپکے ساتھہ ساتھہ
رہتے تہے۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین قحط پڑا مخلوق خدا پریشان حال و بدحواس تہی قریش نے

ابوطالب سے کہا "چلو پانی کیواسطے دعا مانگین"۔ ابوطالب آنحضرت صلعم کو لیکر خانہ کعبہ مین پہونچے۔ آپنے خانہ کعبہ کی طرف پشت کر کے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ بحکم خداے عزوجل ہر چہار طرف سے ابر کے ٹکڑے آسمان پر دوڑ آے اور جمع ہوکر پانی برسنے لگا۔ اسقدر بارش ہوئی کہ قحط دفع ہوگیا۔ آنحضرت صلعم ابوطالب کے لڑکونکے ساتھہ رہا کرتے تھے۔ ایک ساتھہ کہانا پینا ہوتا تہا۔ اگر کسیوقت وہ لڑکے بغیر شرکت آپکے کہانا کہا لیتے تو بہوکے رہتے اور جب آپکے ساتھہ کہاتے خوب شکم سیر ہوجاتے۔ (خمیس)

جب آنحضرت صلعم سن تمیز کو پہونچے ابوطالب بدستور سابق آپکے ہر طرح کفیل رہے جب وہ زمانہ آیا کہ کفار قریش آپکے دشمن ہوگئے ابوطالب ہر وقت سینہ سپر رہتے۔ آپکو اذیت کفار سے بچایا کرتے اور آپ پر ہر دم جان نثار و قربان ہوا کرتے مگر شان ایزدی ہے کہ باوجود اس قرب و اتحاد و محبت کے انکو ایمان نصیب نہوا سچ ہے۔

چو بوطالبے را کنی سنگریز	گہے باچنین گوہرے خانہ خیز

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب ایمان نہین لاے۔ آنحضرت صلعم کے اعمام مین سے چار نے آپکا زمانہ پایا۔ ابوطالب۔ ابولہب۔ یہہ دونون کافر رہے۔ حمزہؓ۔ عباسؓ یہہ دونون صاحب اسلام لاے۔ ابوطالب بن عبدالمطلب کے چار بیٹے اور دو بیٹیان تہین۔ طالب جسکے نام سے کنیت ہی یہہ سب اولاد مین بڑا ہے غزوہ بدر مین کافر مارا گیا۔ حضرت عقیلؓ۔ حضرت جعفر طیارؓ۔ حضرت علیؓ۔ ام ہانیؓ۔ جمانہ یہہ دو بیٹیان جملہ چہہ لڑکا لڑکی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سے ہین جناب علیؓ سب اولاد مین چہوٹے ہین حضرت جعفر سے دس برس چہوٹے۔ حضرت جعفر حضرت عقیلؓ سے دس برس چہوٹے اور وہ طالب سے دس برس چہوٹے تہے۔

حضرت جعفرؓ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اسلام آپکا قدیم ہے۔ جانب حبشہ ہجرت ثانیہ مین تشریف لیگئے۔ انکی بیوی حضرت اسمار بنت عمیس انکے ساتھہ تہین حضرت جعفر عرصہ تک حبشہ مین رہے۔ عبد اللہؓ۔ محمدؓ۔ عونؓ یہہ تینون صاحبزادے آپکے حبشہ مین پیدا ہوے۔ ۷ھ مین حبشہ سے مدینہ منورہ تشریف لاے۔ حضرت عقیلؓ۔ انکا نام قدیم سے یہی رہا۔ کنیت ابو یزید ہے۔ جنگ بدر مین کفار قریش کے ساتھہ جبرًا آے۔ منجملہ دیگر قیدیان حضرت عقیل بہی قید ہو گئے تہے۔ حضرت عباسؓ نے فدیہ دیکر چہوڑوا دیا۔ پہر قبل صلح حدیبیہ مسلمان ہوکر مدینہ مین تشریف لاے اور غزوہ موتہ مین شریک ہوے۔ آپ نسب قریش اور انکے حالات کے عالم تہے۔ چونکہ آپ قریش کے عیب بیان کیا کرتے تہے اسواسطے لوگ انسے ناخوش تہے حضرت عقیلؓ کے پاس ایک چادر تہی جسکو مسجد مین آنحضرت صلعم کا مصلٰے بنادیتے تہے اور حضور اوسپر نماز پڑہتے تہے۔ اکثر آنحضرت صلعم کیخدمتمین بیٹہتے اور زمانہ جاہلیت کے قصے اور نسب کے ذکر کیا کرتے تہے آپ بڑے حاضر جواب تہے۔ آپ کی وفات خلافت حضرت معاویہؓ مین ہے سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔ حضرت ام ہانی کا نام فاختہ یا ہند ہے آپ بروز فتح مکہ اسلام لائین۔ ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم سے آپکا نکاح ہوا اور اولاد بہی ہوئی ہبیرہ مذکور نجران بہاگ گیا اور بحالت کفر مین مرا۔ جمانہ کے اسلام مین اختلاف ہے ابن قتیبہ نے ابو طالب کی اوس اولاد مین جو اسلام لاے انکا ذکر نہین کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن قتیبہ کے نزدیک جمانہ کا اسلام ثابت نہین ہوا۔

دار قطنی نے ذیل راویان حدیث مین اولاد ابو طالب کے ذکر مین یہہ لکہا ہے۔ (جمانہ کا نکاح انکے چچیرے بہائی ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب کے ساتھہ ہوا اور اولاد

ہوئی۔جمانسے کوئی روایت نہین ہے) اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہوئین کیونکہ اگر اسلام ثابت نہ ہوتا تو روایت او رعدم روایت کا ذکر ہرگز نہوتا۔

جناب علی مرتضی ؑ کی سنہ ولادت مین اختلاف ہے۔شواہد النبوۃ مین ہے کہ بعد واقعہ فیل ۳۰ھ مین پیدا ہوے مگر یہہ روایت بالکل ضعیف ہی۔خود اوسی کتاب۔کے آگے کی عبارت سے اس قول کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اسکے بعد لکھتے ہین۔(وقت بعثت جناب رسالتمآب صلعم آپ پندرہ برس یا اٹھارہ برس کے تہے اور بعضے دس برس۔بعضے سات برس۔بعضے نو برس کا کہتے ہین۔) اگر سنہ ولادت ۳۰ھ بعد واقعہ فیل قرار دیا جاوے تو جناب رسول خدا ؐسے آپ صرف سات برس چہوٹے ہوتے ہین۔پہر آپ کا اسلام صغر سنی مین یہہ قوی دلیل ہے کہ آپ کی ولادت سنہ مذکور مین نہین بلکہ اسکے بعد ہے۔تاریخ خمیس مین بہی یہی روایت شواہد النبوۃ کی نقل کی ہے۔تعجب ہے کہ مورخین ایسی روایت جو بالکل بعید از قیاس اور پایہ اعتبار سے ساقط ہو بلا تکلف لکہہ دیتے ہین علامہ ابن حجر ؒ لکھتے ہین۔راجح قول یہہ ہی کہ آپ کی ولادت دس برس قبل بعثت نبوی ہے۔آپکی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ ؓ بنت اسد بن ہاشم اسلام لائین۔ہجرت کی اور مدینہ منورہ مین وفات پائی۔یہہ اوّل ہاشمیہ ہین جنکے صاحبزادہ ہاشمی پیدا ہوے یعنے جناب علی مرتضی ؓ کے مان اور باپ دونون ہاشمی ہین۔بعد آپکے ہاشمی الطرفین جناب حسنین ؓ ہین۔علی ہذا القیاس حضرت امام باقر ؒ۔کیونکہ آپکے والد امام زین العابدین ؓ ہاشمی ہین اور آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسن ؓ بن علی ؓ بن ابی طالب بہی ہاشمیہ ہین اور عبداللہ محض اور اونکے بہائی بہی ہاشمی الطرفین حسنی وحسینی ہین۔آپکا نسب یہہ ہے عبداللہ محض۔بن حسن مثنیٰ۔بن امام حسن ؓ بن علی ؓ بن ابی طالب۔آپ کی والدہ کا نام

فاطمہ ہے وہ امام حسین رضؓ کی صاحبزادی ہین۔ آپکے دو بھائی حقیقی حسنؓ مثلث ابراہیم ہین
آپ سادات کرام مین اول حسنی و حسینی ہین ۱۴۵ھ مین بعمر چھہتر سال وفات پائی۔ محمد معروف
بہ نفس زکیہ آپکے صاحبزادہ ہین۔ علاوہ انکے محمد امین خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے بھی
طرفین سے ہاشمی ہین۔ کیونکہ ہارون الرشید عباسی ہاشمی ہین اور امین کی والدہ زبیدہ
بنت جعفر بن منصور بھی ہاشمیہ ہین۔

جناب علیؓ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ ازالۃ الخفا مین
فرماتے ہین منجملہ مناقب جناب امیرالمومنین علی رضؓ ہے کہ آپ عین کعبہ کے اندر پیدا ہوے
ہین۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے حال مین بیان کیا ہے کہ مصعب کا یہ قول (حکیم بن حزام
سے قبل اور انکے بعد کوئی شخص کعبہ کے اندر نہین پیدا ہوا) سراسر وہم ہے جز اخیر
(یعنی انکے بعد) غلط ہے کیونکہ بروایت اخبار متواتر ثابت ہے کہ جناب علیؓ کعبہ کے
اندر پیدا ہوے ہین۔ انتہیٰ۔

حضرت حکیمؓ بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ اسدی۔ کنیت ابو خالد
ام المومنین جناب خدیجہ رضؓ کے بھتیجے واقعہ اصحاب فیل سے تیرہ برس پیشتر خانہ کعبہ کے
اندر پیدا ہوے۔ آپ بڑے سخی تھے بروز فتح مکہ اسلام لاے۔ ۵۴ھ ہجری مین وفات پائی
ایکسو بیس سال کی عمر ہوئی ساٹھہ برس جاہلیت مین گذارے اور ساٹھہ برس حالت
اسلام مین۔ (خلاصہ) اور ایک روایت مین جناب علیؓ کی ولادت ۳۰ھ بعد واقعہ
عام فیل تیرہوین رجب یوم جمعہ ہے اور آپ بیت اللہ کے اندر پیدا ہوے۔

کسے را میسر نشد این شرف		شد او دُر و بیت الحرامش صدف

حضرت فاطمہ بنت اسد آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہین۔ مجھکو پورے دن تھے کہ

ایک روز مین طواف خانہ کعبہ کو گئی۔ طواف مین مشغول تہی کہ مجھکو درد زہ بشدت تمام ہونے لگا۔ آنحضرت صلعم بہی اوسوقت وہان تشریف رکہتے تہے۔ میری حالت غیر ملاحظہ کرکے فرمایا۔ اے مادر مہربان۔ آپکا مزاج بخیر ہے۔ چہرہ پر پریشانی کیون ہے۔ مین نے کہا۔ درد زہ شروع ہوگیا ہے اس سے بیچین ہون۔ حضور نے فرمایا۔ جلد طواف ختم کرو۔ مین نے کہا۔ مجھکو اب اتنی تاب نہین رہی۔ ارشاد فرمایا۔ خانہ کعبہ کے اندر جاؤ۔ خدا مشکل آسان کرنے والا ہے۔ آپکے فرمانے سے مین کعبہ کے اندر گئی اور اوسیوقت علیؑ پیدا ہوے۔

وَلَدَتْہُ فِی حرم المعظم اُمُّہٗ		طابت وطاب ولیدھا والمولد

جناب علی کو آپ کی والدہ نے حرم معظم مین جنا۔ آپ کی والدہ پاک ہین اور اونکا لڑکا یعنے آپ اور جاے ولادت یہہ دونون بہی پاک ہین۔

گوہر چو پاک بود صدف نیز پاک بود لُعبش ز فیض کعبہ صفا داشت لاجرم		آمد میانۂ حرم کعبہ در وجود بر دوش سید دو جہان جلوہ می نمود

در فضائل بے نظیر آمد علیؑ	دیگر	مقتدا و پیشواے ہر ولی
آن علی کو مادرش در کعبہ زاد		آنکہ بر دوش پیمبر پا نہاد
آن علی کو عارف راز خداست		آن علی کو سرور اہل صفاست
آن علی کو شیر یزدانش خطاب		آن علی کو قدوۂ ہر شیخ و شاب
آن علی کو مجتبیٰ و مرتضیٰ ست		آن علی کو راز دار مصطفےٰ است
آن علی کو ہست امیر المومنین		آن علی کو ہست امام العارفین
آن علی کو قطب وقت خویش بود		اندرین وادی ز جملہ پیش بود

آن علی کو اولین اولیاست
آن علی کو بہترین اصفیاست

آن علی کو را اویس آمد مرید
آن اویسی کو بصفین شد شہید

آن علی کو شاہ دل درویش بود
مدحت او درد لم ہستی فزود

کرم اللہ وجہہ اندر شان اوست
بیشک از دین رجہان ایمان اوست

(مناقب مرتضوی نسخہ قلمی مؤلفہ محمد صالح حسینی ترمذی تخلص بہ کشفی)

حلیہ مبارک

صورت گرے کہ نقش جمال ترا کشید
موئے قلم کند ذرۂ آفتاب را

قد۔ ہمارے ممدوح کا چھوٹا تہا یعنے مائل بہ قصر۔ بعضے کہتے ہین کہ میانہ قد سے کسیقدر دراز تہا۔ جسم فربہ مگر بحد اعتدال۔

دیکھا نہ تہا جبتک کہ قد یار کا عالم
مین معتقد فتنۂ محشر نہوا تھا

آنکھین۔ سرمگین اور بڑی بڑی نشۂ شراب وحدت سے خمار آلود۔ اونمین سیاہی وسفیدی بکمال خوبی۔ ابرو پیوستہ۔

کنم ہر گہ رقم حرفے ز چشم مست شہلایش
چو نرگس دیدہ روید از قلم بہر تماشایش

سر مبارک۔ پر اگلے حصہ مین بال بہت کم تہے بلکہ نہدارد البتہ پچھلا حصہ بالونسے بہرا تہا۔ دوسری روایت مین ہے کہ سر پر بالونکی لکیرین تہین جیسے اونگلیون سے خط بنا دیئے ہون۔ سر کے بال سفید براق تہے۔

گردن۔ صاف وپرنور۔ آبدار مثل بلور۔

گردن از عاج بیار دباج بگردن خون تمنا
صبح سعادت خط غلامی داشتہ بر کف گشت فروزان

چہرہ - خوبصورت خندہ پیشانی ہنس مکھ۔

دل من بدور رویت زچمن فراغ دارد	اگہ چو سرو پابندست وچو لالہ داغ دارد
شب تیرہ چون سر آرم رہ پیچ پیچ زلفت	مگر آنکہ شمع رویت برہم چراغ دارد

ریش مقدس - دراز وعریض - بال گھنے - گنجان اور سفید تھے آپ خضاب نہین لگاتے تھے لیکن ایک روایت سے زرد خضاب لگانا پایا جاتا ہے۔

بگرد روے تو خط نیست بلکہ کاتب صنع	نوشتہ سورہ یوسف بدور خط غبار

رنگ - گہر اگندمی - دور سے دیکھنے والا سانولا رنگ سمجھتا اور قریب والا کہتا کہ کچھ گندمی مائل بہ سرخی ہے۔

ما راز نکہت چمن رنگ و بو چہ کار	چون لالہ داغ آتش حسن برشتہ ایم

سینہ - عرفان کا خزینہ جسپر بال بکثرت تھے۔

سینہ آئینہ پرداز صفا را نازم	لوح گنجینہ پر مہر و وفا را نازم

شانہ - یگانۂ زمانہ - دونون شانونکے درمیان فاصلہ - ایک دوسرے سے جدا مضبوط وقوی - شانہ کی ہڈی اور رگڑی ایسی چوڑی چکلی جیسے شیر غران کی۔

بازو - کلائی - بھرے ہوے - قوت وشجاعت کی علامت - دونون یکسان و برابر - دونومین گوشت گویا کوٹ کوٹ کر بھرا تھا - بازو اور کلائی مین کچھ فرق نہ تھا اگر آپ کسیکا بازو پکڑ لیتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ رہا ہوسکتا۔

یہ ساعد وہ کلائی او سکے عالم کہ جسنے دیکھا ہو اوہ بیدم	نیام تیغ قضای مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

اور عضلۂ دست جانب بالا سے موٹا پر گوشت بھرا نیلا اور عضلۂ بازو چوڑا تھا

بازو و ساعد گردو مدور فربہ لاغر ہر دو بموقع	عقد جواہر دست برنجن از دہر یک زیب فراوان

اور عضلہ ساق قوی و مضبوط۔ اوپر سے موٹا نیچے کیجانب پتلا خوبصورت تھا گویا توڑکر پھر جوڑا ہو۔

کف دست و کف پا۔ خوبصورت سڈول پُرگوشت و نرم۔

شکم پاک۔ فربہ و کلان۔ ابو سعید تیمی کہتے ہین کہ ہم لوگ اطفال خورد سال تھے پارچہ فروشی کرتے اور کپڑے کاندہے پر ڈالکہ بازارین پھرا کرتے تھے جب کبھی علیؓ کو بازارین دیکھتے کہتے "دیکھو وہ بزرگ شکم آئے"۔ ایکدفعہ اونھون نے ہمسے پوچھا۔ "تم ہمکو دیکھکر کیا کہا کرتے ہو"۔ ہمنے جواب دیا۔ "ہم آپکو عظیم البطن کہتے ہین"۔ ارشاد فرمایا "ٹھیک ہے۔ میرا پیٹ بڑا ہے مگر اسکے اوپر والے حصہ مین علم بھرا ہے اور نیچے کا حصہ کھانے کی جگہہ ہے"۔

جملہ اعضاء۔ اور مفاصل استخوان نہایت درجہ قوی اور مضبوط تھے جنمین خدا داد طاقت بھری تھی جس سے کشتی کی اوسکو پچھاڑا جس سے لڑے اوسپر مظفر و منصور ہوئے

رفتار۔ آپ جھومتے چلتے تھے۔

باد صبحے یا رمِ آہوست یا رفتارِ کبک	یا خرام ناز آن شوخ بلا بالاست این

جب مقابلہ کفار کو نکلتے جھپٹکر چلتے مگر نہایت اطمینان اور ثبات قلبی سے۔ کسی نوع کی پریشانی و بدحواسی طاری نہوتی۔ (ابن اثیر و خمیس)

آپکے اکثر حصہ جسم پر بال تھے (فصل الخطاب) آپ کے دو گیسو بھی تھے (ریاض النضرۃ)

نہ پوچھو داغ ادا اون گیسوؤنکی کچھ نرالی ہے	بنانیسے بگڑتے ہین سنوارنیسے بکھرتے ہین

الغرض ہمارے ممدوح آقاے نامور عالیقدر جس طرح جملہ کمالات باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے اوسیطرح حسن و خوبی و جمال ظاہری بھی مصور ازل نے آپکو عطا فرمایا تھا۔

تربیت زمانۂ طفولیت

جناب علی مرتضیٰؑ ابھی بالکل بچہ تھے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے آپ پانچ برس کے تھے کہ مکہ معظمہ مین خشک سالی ہوئی۔ تمام مخلوقات خستہ و تباہ حال ہوئی۔ دانہ دانہ کو محتاج چشم گریان خشک۔ لب پر آہ۔ ہر آن خالق ارض و سما سے دعا۔ قریش مین جو صاحب مال تھے وہ تو خیر شکم سیر گذر کرتے تھے مگر جو فقیر و نادار صاحب عیال کثیر تھے وہ بدحال تھے۔ ابو طالب کے بال بچے بہت تھے۔ جناب رسول خداؐ نے گرانی و خشک سالی کا یہہ رنگ ملاحظہ فرما کر نہایت تاسف کیا۔ جناب عباسؓ بن عبد المطلب بنی ہاشم مین مالدار تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان سے ارشاد کیا "چچا جان۔ اسوقت کی گرانی و تنگی نے نہایت پریشان کر دیا ہے۔ اپنے غریب کنبہ والونکو دیکھکر تو طاقت ضبط و صبر نہین جب اونکی تکلیف دیکھتا ہون بیساختہ جی کڑھتا ہے۔ چچا ابو طالب کی آمدنی و مصارف و کثرت اولاد پر نظر پڑتی ہے تو دل تڑپ جاتا ہے۔ آپ اگر میری مدد کرین تو کسیقدر بار سے وہ سبکدوش ہو جائین۔ میری یہہ رائے ہے کہ مین اور آپ چچا ابو طالب کے لڑکو نمین سے ایک ایک کو لے لین۔ فی الجملہ وہ انکے بوجھہ سے ہلکے ہو جائینگے"۔ جناب عباسؓ نے فرمایا "بہت مناسب ہے مین راضی ہون" یہہ کہکر آپکے ساتھہ ہو لیئے۔ دونون صاحب ابو طالب کے گھر پہونچے اور یہہ فرمایا "ہم چاہتے ہین کہ جبتک یہہ گرانی اور خشک سالی ہے آپکو فکر عیال سے فارغ البال کر دین"۔ ابو طالب نے جواب دیا "اچھا ہے عقیل اور طالب کو میرے پاس ہی رہنے دو اور باقی لڑکے تم لیجاؤ"۔ اسقدر اجازت پاکر جناب علیؑ کو جناب رسول خداؐ نے

لیکر اپنے سینہ مبارک سے لگالیا اور جناب جعفر طیار رضٰ کو جناب عباس رضٰ نے لے لیا۔
اوسوقت سے برابر جناب علی رضٰ آنحضرت صلعم کے پاس رہے اور آپنے بکمال شفقت اپنے
فرزندونکی برابر رکھا جسوقت آنحضرت صلعم کو نبوت ہوئی علی مرتضی رضٰ نے آپ کی
تصدیق کی اور آپ پر ایمان لاے۔ حضرت جعفر رضٰ جناب عباس رضٰ کے پاس ہی یہانتک
کہ اسلام لاے اور جوان ہوکر کمائی کے قابل ہوگئے۔ (ازالۃ الخفاء)
جناب علی مرتضی رضٰ اوسوقت سے ہر لحظ خدمت نبوی مین رہتے تھے کسی وقت سفر و
حضر مین آنحضرت صلعم کا ساتھ نہ چھوڑا۔

با یام طفلی امام بشر	بسر برد اندر سرا یدر
بسن صبا نزد خیر الانام	بکسب کمالات کرد اہتمام

بعینہ ایک جان دو قالب تھے۔

اتحادیست میان من و تو	من و تو نیست میان من و تو

جناب رسول خدا سا معلم و شفق و مربی ہو اور جناب علی رضٰ کا سا تعلیم پانے والا۔
حضور سرور کائنات صلعم جیسے اوستاد مہربان جناب علی جیسے شاگرد رشید مطیع فرمانبردار
ہون پہر ایسے شخص کی تعلیم و کسب کمالات ظاہری و باطنی اور ترقی مدارج روحانی
کی کیا انتہا ہوسکتی ہے اور کون اوسکی حد بیان کرسکتا ہے۔

وقت اسلام رضٰ

جناب علی مرتضی رضٰ جسوقت اسلام لاے ہین آٹھہ برس کے تھے اور بقول بعض دس
برس کی عمر تھی یہی قول راجح ہے۔ انکے سوا اور بھی اقوال ہین (فتح الباری شرح بخاری)

بعضے کہتے ہین کہ آپ آٹھہ برس سے کم تہے بعضے نو برس کا بتلاتے ہین۔ (صواعق محرقہ)
شواہد النبوۃ مین ہے کہ آپ پندرہ برس کے یا اٹھارہ یا دس یا سات یا نو برس کے تہے
ذخائر العقبیٰ مین ہے کہ آپ اور زبیرؓ آٹھہ برس کی عمر مین اسلام لاے اور بروایت ابن
اسحٰق دس برس کی عمر تہی اور بعضے کہتے ہین تیرہ یا چودہ یا پندرہ یا سولہ برس کے تہے۔
راقم ۔صحیح روایتہً و درایتہً آٹھہ یا دس برس کا سن ہے اور راجح دس برس کی عمر۔
کیونکہ آپکا اسلام لانا بالاتفاق عالم طفلی اور صغرسنی مین ثابت ہے۔ خود جناب علیؓ
کے قول سے آپکا اسلام سب سے قبل اور حالت نابالغی مین ثابت ہے، جسکو ہم آگے لکھینگے

مبحث سابق الاسلام

مورخین اس امر مین مختلف ہین کہ سب سے اول کسکا اسلام ہے۔ بعض کا بیان ہے
کہ جناب ابوبکر صدیقؓ سابق الاسلام ہین بعضے جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کہتے ہین۔ ایہم
طرفین کے اقوال و دلائل نقل کرتے ہین اور ان اقوال متضادہ کی وجہ توفیق و تطبیق
بہی ذکر کرتے ہین۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب سالتمآب صلعم نے فرمایا "مین نے
کسی پر اسلام پیش نہین کیا مگر اوسنے اوّلاً انکار کیا اور مجہسے بحث کی لیکن ابن ابی قحافہ
بلاتردد و بغیر قیل و قال میرے کہنے سے اسلام لاے اور اصلاً تاخیر و درنگ کو
راہ نہ دی" علامہ بیہقیؒ اسکے ذیل مین لکہتے ہین۔ چونکہ جناب ابوبکرؓ نے قبل اسلام لانیکے
آنحضرت صلعم کی نبوت کی علامات و دلائل پر خوب غور کر کے آپکے برحق ہونے کی
تصدیق دل سے کر لی تہی اور روقت دعوت اسلام انکو کسی قسم کا تردد باقی نہ تہا
لہذا فی الحال اسلام قبول کر لیا۔ اسی کلام کی تائید مین ہے۔ فرات بن سائب کہتے ہین

کہ مین نے میمون بن مہران سے سوال کیا "تمھارے نزدیک علی رض افضل ہین - یا ابو بکر رض و عمر رض" میرے اس سوال سے میمون غصہ مین کانپ وٹھے اور اونکے ہاتھہ سے عصا گر پڑا جب ذرا غصہ فرو ہوا تو کہا "مجھکو کیا گمان تھا کہ مین ایسے زمانہ تک زندہ رہونگا کہ لوگ حضرات شیخین کے برابر دوسرونکو سمجھنے لگین گے سبحان اللہ جناب ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رض دونون اسلام کے سر تھے" پھر مین نے دریافت کیا "ابو بکر رض پہلے اسلام لاے یا علی رض" جواب دیا "واللہ باللہ حضرت ابو بکر رض سابق الاسلام ہین آپ اوسوقت سے اسلام لاے ہین جبکہ (۱۹ سالہ یا ۲۰ سالہ مین) بحیرا راہب سے ملے - آپ ہی نے تو جناب رسول خدا صلعم اور ام المومنین جناب خدیجہ رض کی درمیان نکاح کا پیغام وسلام کیا اور نکاح کرا دیا - یہہ واقعات اوس زمانہ کے ہین جب جناب علی رض پیدا نہوے تھے - حضرت زید بن ثابت رض سے بسند صحیح مروی ہے کہ سب سے اول آنحضرت صلعم کیساتھہ جناب ابو بکر رض نے نماز پڑہی - امام ترمذی اور ابن حبان خود جناب ابو بکر رض سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا "کیا مین خلافت کا حقدار نہین - کیا مین اول اسلام لانے والا نہین"

طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر مین اور عبد اللہ بن احمد زوائد الزہد مین شعبی رح سے روایت کرتے ہین کہ شعبی رح نے حضرت ابن عباس رض سے پوچھا - اسلام لانے مین کون اول ہین جواب دیا - ابو بکر رض اول ہین - کیا تم نے حسان رض کے اشعار نہین سنے -

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة	فاذکر اخاك ابا بکر بما فعلا
خیر البریة اتقاها واعدلها	الا النبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهد لا	واول الناس منهم صدق الرسلا

ترجمہ - جب تم کو بڑے لوگونکے مصائب یاد آئین تو جناب ابو بکرؓ کے حالات کو ذکر کرو
وہ بہترین مخلوق سب مین زیادہ متقی و پرہیزگار سب سے زیادہ جناب رسول خدا صلعم کے
قریب جس بار کو اوٹھایا اوسکی متحمل اور وفا کرنے والے (غار حرا مین) دوسرے (آنحضرت کے)
تابع - آپکے مراتب قابل تعریف ہین سب لوگونسے پہلے آنحضرت صلعم کی نبوت کی اور
سب پیغمبرونکی تصدیق کرنے والے -

بلحاظ روایات مذکورہ بالا ایک جماعت صحابہ کرام و تابعین کا یہی اعتقاد ہے کہ
جناب ابو بکرؓ کا اسلام اول ہے بلکہ بعض آئمہ نے اس پر اجماع و اتفاق صحابہ کرام کا
دعویٰ کیا ہے - ان دلائل کے خلاف مین جو اور حدیثین وارد ہین اون کا جواب اور
دلائل ہذا سے تطبیق اس طرح دیتے ہین کہ مردونمین سابق الاسلام جناب ابو بکرؓ ہین -
عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہؓ - لڑکون نابالغون مین جناب علی مرتضیٰؓ اور غلامون
آزاد شدہ مین حضرت زید اول اسلام لائے ہین اور غلامون مین حضرت بلالؓ سابق ہین

ابن اثیر اس باب مین آئمہ صحابہ کبار کے خلاف ہین وہ کہتے ہین بظاہر حال
شاہد ہے کہ آنحضرت صلعم کے گھر والے سب سے پہلے اسلام لائے - ام المومنین جناب
خدیجہؓ - جناب زیدؓ - اونکی بیوی ام ایمنؓ - جناب علیؓ اور ورقہ بن نوفل - یہہ صاحب
سب سے پہلے اسلام لائے ہین - اپنے اس دعوے کی تائید مین حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا
یہہ قول پیش کرتے ہین کہ حضرت ابو بکرؓ سے قبل پانچ آدمیونسے زیادہ اسلام لا چکے ہین
لیکن جناب ابو بکرؓ ہم لوگونسے بہتر و افضل ہین -

بعضے کہتے ہین کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کا اسلام اول ہے اور انکے بعد جناب
صدیق اکبرؓ اسلام لائے ہین یہی قول عباسؓ و ابراہیم نخعیؒ و امام شعبیؒ کا ہی - (معالم التنزیل)

استیعاب اور اسد الغابہ مین ہے کہ حضرت علیؓ کا اسلام اوّل ہے۔ محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا۔ کون پہلے اسلام لایا۔ جواب دیا۔ حضرت علیؓ پہلے اسلام لائے ہین لیکن یہہ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے۔ اپنے باپ کے ڈر سے ظاہر نہین کرتے تھے اور جناب ابوبکرؓ کا اسلام فوراً ہی ظاہر ہو گیا۔ اسوجہ سے لوگ اشتباہ مین پڑ گئے اور حضرت ابوبکرؓ سابق الاسلام مشہور ہو گئے۔

بعضے کہتے ہین کہ اگر اولیت کا لحاظ کیا جاوے تو ورقہ بن نوفل سب سے پہلے مسلمان ہین جو قبل نبوت کے اسلام لائے ہین۔

ابن اسحٰق کہتے ہین کہ سب سے اول جناب خدیجہؓ اسلام لائین بعد انکے مردونمین جناب علیؓ نے دس برس کی عمر مین اسلام قبول کیا۔

ریاض النضرۃ مین ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے دوشنبہ کے دن نبوت پائی اور حضرت علیؓ سہ شنبہ کو اسلام لائے۔ رافع جناب رسول خدا سے روایت کرتے ہین کہ مین پیر کے دن نبی ہوا۔ خدیجہؓ اوسی روز آخیر دن مین اسلام لائین اور میرے ساتھہ نماز پڑہی۔ دوسرے دن منگل کو علی اسلام لائے پھر زید بن حارثہ پھر ابوبکر۔ (انکی عمر اڑتیس سال کی اور بعضی کہتے ہین سینتیس برس کی تھی۔)

جب جناب ابوبکرؓ اسلام لائے لوگونکو اسلام کی ترغیب دیتے تھے چنانچہ آپکی تحریک سے حضرت زبیر بن عوام عثمان بن عفان۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ سعد بن ابی وقاص وحضرت عبدالرحمن بن عوف اسلام مین داخل ہوے۔ (کذا فی شرح المقاصد)

اسد الغابہ مین بروایت حضرت ابن مسعودؓ منقول ہے۔ جناب ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ قبل بعثت نبوی مین یمن کو گیا۔ ایک شخص معمّر شیخ وعالم قبیلہ ازد کے گھر اوترا۔

وہ شخص کتب آسمانی پڑہا تہا مجھکو دیکھکر شیخ مذکور نے کہا۔ کیا تم حرمی ہو۔

ابوبکرؓ ہان ہم اہل حرم اور مکی ہین۔

شیخ۔ مین خیال کرتا ہون کہ تم قریشی ہو۔

ابوبکرؓ بیشک مین خاندان قریش سے ہون۔

شیخ۔ کیا تم تیمی ہو۔

ابوبکرؓ ہان ضرور۔ تیم بن مرہ کے خاندان سے ہون۔

شیخ۔ اب ایک علامت اور تم مین باقی رہ گئی ہے۔

ابوبکرؓ وہ کیا ہے۔

شیخ۔ ذرا اپنا پیٹ کہول کر مجھکو دکہا دو۔

ابوبکرؓ جبتک یہہ نہ ظاہر کرو کہ اس سے تمہاری کیا غرض ہے مین اپنا پیٹ تمکو نہ دکہاؤنگا۔

شیخ۔ مجھکو صحیح اور سچے علم سے ظاہر ہوا ہے کہ ایک پیغمبر حرم مین مبعوث ہونگے۔ اونکے مددگار ایک مرد جوان۔ دوسرا میانہ سن ادہیڑ ہوگا۔ جوان آدمی تو بڑا قوی۔ سخت مشکل کامونمین گہس جانیوالا۔ دشوار کامونکا آسان کرنیوالا اور راونکا دفع کرنے والا ہوگا۔ دوسرا شخص عمر رسیدہ۔ سفید گورا رنگ ضعیف و نحیف۔ اوسکے پیٹ پر سیاہ تل ہوگا اور بائین ران پر ایک علامت ہوگی۔ تمہارا کیا نقصان ہے کہ جس امر کا سوال کرتا ہون اور دیکھنا چاہتا ہون وہ مجھکو کیون نہین دکہلا دیتے مین نے تمہارے تمام اوصاف تمہارے سامنے بیان کردیئے صرف ایک علامت باقی رہ گئی ہے جسکے دیکھنے سے

میرا اطمینان کامل ہوجاویگا۔

ابوبکرؓ لو دیکھہ لو اور اپنا اطمینان کرلو۔

شیخ۔ (ناف مبارک پر ایک سیاہ تل دیکھکر) برب کعبہ تم وہی شخص ہو اور مین تمسے ایک بات کہا چاہتا ہون اور کچھہ نصیحت کرتا ہون تمکو چاہیئے کہ میری کہنے پر عمل کرو اور اوسکے خلاف سے حذر۔

ابوبکرؓ وہ کیا ہے بیان کرو۔

شیخ۔ راہ راست سے نہ بہک جانا۔ صراط مستقیم اور راہ متوسط پر قائم رہنا۔ خدائے تعالیٰ جو نعمت وعظمت تمکو عطا فرماے اوسکے صرف مین خدا سے ڈرتے رہنا

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ جب مین نے اپنے کاروبار سے فارغ ہوکر مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ چلتے وقت اوس شیخ کے پاس گیا شیخ نے کہا مین نے اوس نبی کی نعت مین کچھہ اشعار کہے ہین۔ وہ اونکو سنا دینا مین نے وعدہ کیا۔ شیخ نے بارہ شعر عربی پڑہے جن مین کا اول شعر یہہ ہے۔

ونفسی وقد اصبحت فی الحی عاهنا		الم ترانی قد سمیت معاشری

ترجمہ کیا تم نہین دیکھتے کہ مین اپنی قوم مین کس عمر کو پہونچا اور بوجہ پیرانہ سالی کے مثل شاخ شکستہ کے بیکار ہوگیا ہون۔

مین نے یہہ شعر یاد کرلئے اور مکہ مین پہونچا۔ ابوجہل وغیرہ دیگر سرداران قریش مجھسے ملنے کو آے۔ مین نے اونسے دریافت کیا۔ کیا کوئی واقعہ جدید میرے بعد پیش آیا ہے جواب دیا۔ ابوطالب کا یتیم پروردہ مدعی نبوت ہوا ہے۔ ہم سب سے کہتا ہے کہ تم لوگ باطل دین پر ہو اور تمہارے باپ دادا بھی دین باطل پر تھے۔ ہم تمہارے منتظر تھے

اب تم آے ہو دیکھ لینا۔ اور وہ تمہارا بہی تو دوست ہے"۔

مین نے ان لوگونکو بلطائف الحیل ٹالا اور بمناسب وقت جواب دیکر رخصت کیا پہر مین حضور کی تلاش مین نکلا۔ معلوم ہوا کہ خدیجہ رض کے گہر ہین۔ مین وہان پہونچا۔ حضور سرور عالم دروازہ پر تشریف لاے۔ مین نے کہا۔ اے محمدؐ کیا آپنے دین قدیم آبا و اجداد کا ترک کر دیا۔ فرمایا۔ مین خدا کا رسول ہون مجھکو تمپر اور تمام خدا کی مخلوق پر خدا کا پیغام پہونچانے اور اوسکے دین اسلام کی تعلیم کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اب تم خدا پر ایمان لاؤ۔ مین نے کہا۔ آپکے دعوی کی دلیل کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ وہی مرد ضعیف شیخ کبیر السن جو تمکو یمن مین ملا ہے۔ مین نے کہا۔ مین تو بہت سے بوڑہے شخصون سے ملا۔ فرمایا وہ شخص جسنے تمکو شعر سناے ہین۔ مین نے کہا۔ اے دوست۔ آپکو کس نے خبر دی۔ فرمایا اوسی فرشتہ بزرگ نے جو مجھسے قبل اور انبیاء کرام کے پاس آتا تہا۔ مین نے کہا۔ ہاتہ بڑہائے مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق بجز خدا ے وحدہ لاشریک لہ نہین اور آپ بیشک خدا کے رسول ہین۔ پہر مین اسلام لانیکے بعد گہر واپس آیا مکہ معظمہ مین اوس روز کوئی شخص اسقدر مسرور و شاد کام نہ تہا جیسا کہ جناب رسول اللہ میرے اسلام لانیسے اوس دن خوش تہے۔

معارج النبوۃ مین ہے کہ یہہ سفر جانب یمن ابوبکر صدیق رض نے قبل بعثت نبوی کیا ہے جب وہان سے واپس آے مکہ معظمہ مین آپکی نبوت کی خبر مشتہر ہوگئی تہی۔ حضرت ابوبکر بہی اسلام لاے جیسا اوپر گذرا جب آیہ کریمہ۔ قم فانذر نازل ہوئی اور آپکو تبلیغ رسالت اور دعوت اسلام کا حکم ہوا تو سب سے پہلے ام المومنین جناب خدیجہ رض ایمان لائین اوسکے دوسرے روز خواہ تیسرے روز جناب علی مرتضیٰ رض بعمر دہ سالگی

مشرف باسلام ہوے۔ پہر زیدؓ بن حارثہ بعد ازان حضرت صدیق اکبرؓ دولت اسلام سے
شرف یاب ہوے۔ مناقب مرتضوی قلمی مین درباب سابقیت اسلام اسطرح
لکھا ہی کہ حضرت عمرؓ و عتبہ۔ ابو سعیدؓ۔ حسانؓ سے منقول ہے کہ جناب ابو بکرؓ سب سے اول
ایمان لای اور حضرت ابو ذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ مقداد بن اسود۔ خباب ابن الارت
جابر بن عبد اللہ۔ خزیمہ بن ثابت۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک۔ حضرت عباس رضوان اللہ
عنہم سے بروایات متعددہ ثابت ہے کہ جناب علیؓ سابق الاسلام ہین۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین "چونکہ جناب علی مرتضیٰؓ زمانہ طفولیت سے
حضور سراپا نور کی کفالت و تربیت مین تہے لہذا آپکا اسلام اور جناب رسول خدا کے
ساتہہ نماز پڑہنا وقت بلوغ سے قبل ہے۔ اکثر صحابہ کبار و تابعین اخیار کا قول ہے
کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بعد جناب علیؓ اسلام لاے ہین"۔ پہر شاہ صاحب مآثر جناب
صدیقؓ مین اس طرح افادہ فرماتے ہین "منجملہ فضائل حضرت ابو بکرؓ یہہ ہے کہ آپ اول
بعثت رسولخدا صلعم مین مشرف باسلام ہوے اور اسلام لانے مین سب پر سبقت کی
علماے سیر اس باب مین مختلف ہین کہ اول اسلام آپکا ہے یا جناب علی مرتضیٰؓ کا یا
ام المومنین جناب خدیجہؓ کا ہے ہر ایک فریق ادلہ واضحہ اپنے مدعی پر لاتے ہین مگر سب کا
اس امر پر اتفاق ہے کہ آزاد بالغین قریش سے حضرت صدیق اکبر پر کسی نے اسلام مین
سبقت نہین کی فقیر اس مقام پر نکتہ باریک بیان کرتا ہے جس سے آپکی اولیت اسلام
کما حقہ ظاہر و باہر ہوگی۔ وہ یہہ ہی کہ جناب صدیقؓ کی اولیت و سبقت اسلام منجملہ فضائل
و مآثر بدین لحاظ شمار کیجاتی ہے کہ آپکے اسلام لاتے ہی اسلام کا شیوع ہوگیا اور
روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ آپ کا اسلام لانا لوگونکو اسلام کیطرف

اوبھارنیوالا اور اونکے دلونکو خوبی اسلام کیجانب کہینچنے والا ہے لہذا بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ۔ آپکے بعد جسقدر لوگون نے اسلام قبول کیا اون سب کا ثواب آپکے نامۂ اعمال مین لکہا گیا۔ یہہ کام جو آپ کی ذات سے ہوا اوسی سے ہوگا جو عاقل بالغ آزاد ہو لوگون مین مشہور و معروف ہو۔ لوگ اوسکا کہنا مانتے ہون اور اوسکو اچہا جانتے ہون۔ اوسکی اطاعت کرتے ہون اور اپنا دین قدیم چہوڑکر دوسرا دین قبول کرے اور سعی و کوشش کماینبغی سے لوگونکو قبول دین جدید پر آمادہ کرے دوسرے شخص سے ممکن نہین اور جب آپکی ذات ستودہ صفات سے یہہ امر جلیل الشان وقوع پذیر ہوا تو آپکے محامد و اوصاف مین شمار ہوا اور آپ لقب سابق الاسلام کے ضرور مستحق ہوے اگرچہ اولیت حقیقی مین اختلاف ہو''

راقم۔ شاہ صاحبؒ کے کلام سے مستفاد ہوا کہ آپ اگرچہ اسلام مین اول نہین۔ مگر بوجہ اسکے کہ آپ باعث شیوع و ترقی اسلام ہوے اس لحاظ سے خطاب سابق الاسلام کے حقدار و مستحق ہین یہہ توجیہ ایسی نفیس ہی کہ دونون فریق راضی وخوش ہوگئے۔ جناب شاہ صاحب کی دونون عبارتونسے یہہ امر ثابت ہوا کہ جناب علی مرتضیٰ رضکا اسلام لانا جناب صدیق اکبر کے اسلام سے قبل ہے۔ حقیر ناچیز کی فہم ناقص مین ایک بات آتی ہی وہ یہہ کہ جناب صدیق اکبر رض قبل اسلام جناب رسول خدا صلعم کے رفیق رہی اور جو محبت وخلوص ان دونون حضرات مین تہا وہ کتب سیر سے مثل روز روشن ظاہر و ہویدا ہی اسکا کسیکو انکار بہی نہین۔ جناب صدیق رضکو جو قرب حضوری اسلام سے قبل اسلام حاصل تہا اور جسکی وجہ سے ہرطرح خیرخواہ جناب سرور کائنات صلعم رہے ہے۔ یہہ بہی بخوبی عیان ہے۔ سفر شام سنہ ۱۹ یا سنہ ۲۰ بعد واقعہ فیل مین ہمراہ رکاب حضور اقدس سے تہے

اور بحیرا راہب سے ملے اور اوسکے بیان سے تصدیق دلی جناب رسول خدا کی نبوت
کی حاصل ہوئی اوسوقت جناب علی مرتضیٰ پیدا بھی نہ ہوے تھے اور نہ ام المومنین
جناب خدیجہ رضی نے شرف زوجیت جناب رسول پاک پایا تہا اگر اوسیوقت آپ ایمان
لاے ہون تو کیا عجب ہے جیسا کہ ہم اسی دعوی پر اجماع صحابہ نقل کر آے ہین۔ باقی رہا
یہہ امر کہ بعض روایات مذکورہ بالا سے آپکا اسلام بعد پانچ چہہ صاحبونکے منقول ہے
ہم کہتے ہین کہ یہہ بعدیت ظہور اوسی مخفی اسلام سابق کی کاشف و مظہر ہے کیونکہ جس
زمانہ مین آپ اسلام لاے ہین وہ زمانہ ایسا ہی تہا اوسوقت جسکے دل مین اسلام کی
محبت اور اوسکی جانب میلان طبعی تہا وہ کفار کے خوف سے جرأت نہ کرسکتا تہا کہ اپنا
عقیدہ ظاہر کرے اور بر ملا کلمہ لا الہ الا اللہ زبان پر لاسکے۔ اوس زمانہ کا کیا ذکر
بعد نبوت بھی ابتدا مین یہی حالت رہی جو مسلمان ہوے چہپکر۔ جناب فاروق اعظم رض
کے اسلام سے البتہ اسلام پردہ سے نکلکر عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا اور پہر رفتہ رفتہ شرق
سے غرب تک آفتاب اسلام نے اپنی نورانی شعاعین پہیلا دین اور ظلمت کفر و شرک
بالکل مٹا دی۔ صواعق محرقہ سے جو تقسیم منقول ہے کہ مردونمین اول جناب صدیق کا
اسلام ہے اور عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہ رض اور لڑکون مین جناب شیر خدا
اول ہین تو یہہ تفریق و تقسیم بھی باعتبار اسی ظہور اسلام کے ہے۔ کیونکہ عہد نبوت سے
قبل کا لحاظ نہ کرکے مبدا اسلام تاریخ بعثت و نبوت جناب سرور کائنات قرار
دی گئی۔ اوس وزن سے جسکا اسلام اوّلاً ظاہر ہوا وہ اول ہے جسکا ثانیاً مشہور ہوا
وہ ثانی ہے علیٰ ہذا القیاس۔ یہہ بھی روایات صحیحہ سے واضح ہے کہ جناب صدیق اکبر رض
وقت نبوت و ظہور دعوت اسلام یمن کو تشریف لیگئے تہے اور وہان ایک بزرگ

عالم کبیر السن سے ملے جب یمن سے واپس آے اور آپ کی نبوت کا حال معلوم ہوا بلا تامل
خدمت اقدس مین آکر کلمہ پڑھ لیا۔ ماحصل اس تقریر کا یہہ ہوا کہ جناب صدیق اکبر رض کا
اسلام حقیقۃً سب سے اوّل ہے اگرچہ باعتبار ظہور کے جناب ام المومنین خدیجہ رض و جناب علی ع
وغیرہم کے بعد ہے۔ اب ہم اصل قصہ یعنی اسلام جناب علی رض کیجانب رجوع کرتے ہین
اوپر گذر چکا ہے کہ جناب علی رض بچپن سے آنحضرت صلعم کے پاس رہے۔ جب آپکی عمر
دس برس کی ہوئی۔ ایک روز جناب رسول خدا کو دیکھا کہ ام المومنین خدیجہ رض کے
ساتھہ نماز پڑھ رہے ہین بعد فراغت نماز حضور سے پوچھا۔ بھائی صاحب۔ آپ یہہ
کیا کام کرتے تھے۔ جواب دیا۔ یہہ خدا کی نماز اور اوسکی عبادت ہے۔ اوسنے اپنی بندونکو
دین اسلام قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہہ طریق و آئین خداوند تعالے کا محبوب و مرغوب
ہے۔ مین تمکو اس دین کی دعوت دیتا ہون تم بھی اسے قبول کرو اور دل سے اعتقاد
رکھو کہ خداے وحدہ یکتا و بے مثل ہے اوسکا کوئی شریک نہین یہہ لات و عزیٰ پتھر
کی مورتین جو اپنے ہاتھونسے تمہارے بزرگون نے تراشی ہین قابل پرستش نہین۔ انسے
کوئی امید نفع نہ خوف ضرر ہے۔ انکی عبادت ترک کرکے خداے پاک کی عبادت کرو
حضرت علی رض نے عرض کیا "آپکے سوا مین نے کبھی کسی سے اس دین کا نام نہین سُنا۔
مین بغیر اپنے والد سے مشورہ لئے کوئی کام نہین کرتا۔ اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے
باپ سے اس امر مین راے لے لون" حضور سرور عالم نے فرمایا "اے علی۔ فی الحال مناسب
وقت یہہ ہی کہ اگر تم کو اسلام پسند نہین اور اس سے ابھی انکار ہے تو خاموش رہو کسی سے
کہنا سننا ٹھیک نہین" یہہ گفتگو اسوقت ختم ہوگئی۔ رات کو خداے کریم ہادی مطلق نے
جناب امیر المومنین رض کا دل نور ہدایت سے نورانی فرمادیا اور قبول اسلام کے واسطے آپ کا

سینہ کشادہ ہوگیا۔ دین اسلام کی خوبی اور بزرگی خدائے یکتا کی عظمت وجلالت آپ کی نظر ومین سماگئی۔ رات ہی سے شوق پیدا ہوا۔ جاذبۂ شوق کہتا تھا۔ چل اوٹھ ابھی دولت ایمان ونعمت دین اسلام سے مالامال ہو۔ صبح تو دور ہے اتنی دیر تاخیر کیون ضرور ہے بارے بضبط وصبر صبح کی۔ تڑکے منہ اندھیرے حضور سرورعالم کی خدمتمین باریاب ہوے اور بکمال ذوق ووفور شوق عرض کیا۔ اے رسول اللہ۔ مجھکو اسلام سکھائیے۔ راہ ہدایت بتائیے شراب ناب دین متین عنایت ہو۔ شربت خوشگوار کلمۂ توحید سے کام ودہان اس تشنہ لب کا میاب ہو"

سخن بہ پیش کہ گویم چو چارہ ساز توئی		مراد دل زکہ جویم چو دلنواز توئی

آنحضرت صلعم نے کلمہ توحید تلقین فرمایا۔ آپ کلمہ مبارک پڑھکر مشرف باسلام ہوے ایک روایت مین اس طرح آیا ہے کہ بوقت عرض اسلام جناب امیرالمومنین نے کہا کہ مین اپنے باپ سے جاکر مشورہ لے آؤن یہہ کہکر اس رادہ سے روانہ ہوے دو چار قدم گئے تھے کہ آپکے دل مین گذرا "تیرے باپ نے تو حکم دیدیا ہے کہ محمد جس کام کو تجھسے کہین بلا تامل منظور کرلینا اب اوسسے کہنی سننے کی ضرورت ہی کیا ہے" اس خیال کے آتے ہی واپس آے اور اسلام قبول کیا۔ طریقہ وضو ونماز سیکھا مگر اپنا اسلام لانا باپ سے پوشیدہ رکھا۔ چوری چوری آنحضرتؐ کے ساتھہ نماز پڑہا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا آنحضرت صلعم آپ کو ساتھہ لیکر آبادی سے باہر نکل جاتے اور کسی محفوظ جگہہ مین جہان آدمیونکا گذر نہ ہوتا دونون صاحب نماز ادا فرماتے اور بعض روایت مین ہے کہ جب حضور سرور عالم نماز ادا کرتے جناب امیرالمومنینؑ ادہر اودہر تاکا کرتے کہ مبادا کوئی دشمن گھات مین ہو اور غافل پاکر آپکے دشمنونکو کوئی صدمہ پہونچاے۔

مروی ہے کہ ایک روز ابوطالب نے اپنے فرزند ارجمند حضرت علی کو گھر مین نہ دیکھا تلاش کیا۔ نہ ملے۔ اسی جستجو مین تہے کہ بی بی فاطمہ آپکی والدہ ماجدہ نے فرمایا ''اے ابوطالب علی کو دیکھتی ہون کہ مثل سایہ ہر دم محمد کے ساتھ رہا کرتا ہے۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ محمد کی صحبت مین میرا بچہ اپنا آبائی دین اور قدیمی ملت ترک کر کے جدید مذہب اختیار کرے اور مفت مین ہاتھ سے جاوے پھر کچھ بنائے نہ بن پڑیگی'' ابوطالب نے یہہ سنکر اپنی اہلیہ کو تسلی دی اور کہا ''ایسا نہوگا میرا لڑکا بغیر میرے صلاح و مشورہ کے کوئی کام نہین کرتا۔ تم اوسکی جانب سے مطمئن رہو۔ وہ لڑکا بڑا نیک اور میرا مطیع و فرمانبردار ہے'' (معارج النبوۃ)

اسکے بعد حسب اتفاق ایک روز ابوطالب کسی کام کو مکہ سے باہر گئے۔ ایک مقام پر انکا گذر ہوا دیکھا تو جنگل بیابان مین جناب رسول خدا نماز مین مشغول ہین اور حضرت علی ہر طرف دیکھ رہے ہین اور بروایت محمد بن اسحٰق دونون صاحب نماز پڑھ رہے تہے۔ ابوطالب نے بنظر تعجب دیکھا۔ آہستہ آہستہ دبے پائون آپکے قریب آکر بیٹھ گئے جس وقت حضور نماز سے فارغ ہوے ابوطالب نے دریافت کیا۔ اے محمد یہہ کونسا دین و مذہب ہے کہ تمنے ایجاد کیا ہے اور یہہ کیا کام ہے جو ابھی تم دونون نے کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

اے عم مہربان یہہ خدا کا دین اور اوسکے پاک فرشتون کا طریقہ اور جملہ انبیاے کرام اور ہمارے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دین ہے۔ اب خداوند تعالےٰ نے مجھکو وہ دین پاک عطا فرمایا اور اپنے بندون پر بہیجا اور مجھکو اپنا پیغامبر کیا۔ مجھکو حکم دیا کہ خدا کے بندونکو اس دین متین کی دعوت دون اور راہ راست پر لائون۔ اے میری مہربان چچا۔

مین آپکو بھی خدا کی طرف بلاتا ہون - وہ خدا ایکتا و یگانہ ہے اوسکا کوئی شریک وہمسر نہین مین اوسی خدا ے وحدہ کی عبادت کی ترغیب دیتا ہون اور اوسی خدا ے پاک و بے مانند کی راہ دکھلاتا ہون - اے چچا جان - آپ خوب گوش ہوش سے سنین کہ جتنے شاہان اولوالعزم وسلاطین زمانہ ہین اور روے زمین پر حکومت کر رہے ہین خدای بے ہمتا کی بارگاہ بے نیاز مین سر افگندہ ہین اور اسی عجز و نیاز و خاکساری سرافگندگی کی بدولت انکو سرفرازی وسرداری حاصل ہے -

کشمکش مرگ در و زندگیست	پیش خداوندی او بندگیست
ہرکہ درین مرحلہ شتافتست	جان وجہان جملہ ازو یافتست
ہرکہ در و بر توے از رنگ و بوست	خاک رہ و بندہ درگاہ اوست

اے عم مہربان - آپ سب سے زیادہ اس امر کے مستحق ہین کہ دین اسلام کی دعوت اولاً آپ ہی سے شروع کرون اور آپکو بھی زیبا و سزاوار ہے کہ بعد قبول اسلام میرے مددگار اور پشت پناہ ہوکر اعلاے کلمۃ اللہ مین بجان و دل مصروف ہون

بسیار دشمنست مرا و تو دوست نے	با چون منی بگوے ایہما نکو ست نے
با من چرا طریق جدائی گرفتہ	ای یار دوست بودی و الحال دوست نے

ابوطالب نے جناب سرور کائنات صلعم کا فرمانا از اول تا آخر بغور سنا - دل سے مانا اور اس طرح جواب دیا - اے راحت جان ولے فرزند دلبند - جو کچھہ تمنے کہا سب درست ہے ہیں حقیقت ہے - دراصل یہہ دُر شاہوار اس قابل ہین کہ جان و دل سے لئے جاوین اور گوش شاہد قبول مین جلوہ فرا ہون -

باغ دل آتازگی از حسن تقریر تو باد		شمع جان آر شنی از نور تفسیر تو باد	

مگر بات یہ ہے کہ میر النفس اپنے آبائی ملت کو ترک کرنا گوارا نہین کرتا اور مجھسے عبدالمطلب کا طریق و مذہب نہین چھوٹ سکتا البتہ مین تمہاری معاملات مین دخل نہ دونگا۔ تم بفراغ خاطر تبلیغ رسالت مین مصروف رہو۔ جبتک میرے دم مین دم ہے کسی کی مجال نہین کہ تمہارے دشمنونکو نگاہ بدسے دیکھے اور کسی نوع کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا خیال بد اپنے دل مین لاسکے۔ یا کوئی حاسد کینہ پرور براہ حمیت جاہلانہ تمہارے مقابل اُٹھہ کھڑا ہو۔ مین اپنی زندگی مین ہر طرح تمہارا جان نثار رہون۔ میرے بعد حافظ حقیقی ناصر و مددگار رہے۔

قامت بلند و ذکر جمیلت جمیل باد		ظلت ظلیل و دشمن جانت ذلیل باد	

پہر ابوطالب جناب امیرالمومنین کی طرف متوجہ ہوے اور کہا۔ اے نور چشم۔ لخت جگر۔ تو نے یہہ نیا دین کیسے اختیار کرلیا" جناب امیرالمومنینؑ نے جواب دیا۔ اے پدر بزرگوار۔ آپ خوب سمجھہ لین کہ یہہ دین برحق اور سچا ہے اور مین تو خدا اور اُسکے رسول جناب مصطفےٰ پر ایمان لے آیا ہون۔ یہہ نماز کا فریضہ اوسنے اپنے بندون پر واجب کیا ہے۔ ہم اوسکا فرض ادا کیا کرتے ہین" ابوطالب نے آپکی تقریر پسند کی اور آپکے اسلام لانے پر معترض نہ ہوے بلکہ یون کہا "بیٹے۔ تم اپنے مہربان بہائی محمد کا ساتھہ نہ چھوڑنا۔ اونکی خدمت مین رہنا۔ وہ تمکو نیک کام ہی کی ہدایت کرین گے۔ خداوند تعالیٰ تم دونونکا نگہبان ہے۔ مین جبتک زندہ ہون تمہاری محافظت مین اپنی جان عزیز کو فدا کردونگا اور دشمنونکے شر سے تمکو بچاتا رہونگا" (معارج و ازالۃ الخفا)

فرستم	ترا پیش بلاے		تواے دل	خدا باد انگہبان

دوسری روایت مین ہے کہ ایک روز ابوطالب حضرت جعفر طیار رض کے ہمراہ کسی کام کو مکہ معظمہ کے باہر پہاڑیو نپر ہو کر گذرے۔ ایک مقام پر دیکھا کہ جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلعم اور امیر المومنین جناب علی مرتضیٰ رض نماز پڑہ رہے ہین۔ امیر المومنین حضور نبوی کے ایک بازو سے کہڑے ہین۔ ابوطالب نے حضرت جعفر رض سے کہا۔ تو بہی اپنے ابن عم کے دوسرے بازو سے لگ کر کہڑا ہوجا۔ جناب جعفر رض بر طبق اشارہ ابوطالب جناب رسول خدا کے دوسرے پہلو سے ملکر کہڑے ہوگئے اور نماز مین شریک ہوے۔ حضور جب نماز سے فارغ ہوئے۔ حضرت جعفر رض کو دیکھکر فرمایا۔ خداوندا۔ جعفر کو دو پر عنایت فرمانا۔ اللہ جل شانہ نے حضور کی دعا قبول فرمائی۔ حضرت جعفر رض غزوہ موتہ مین شہید ہوے ابوطالب ان دونون صاحبونکو چہوڑ کر اپنے مکان پر واپس آے۔ بی بی فاطمہ رض جناب امیر المومنین رض کی والدہ ماجدہ نے دریافت فرمایا۔ تمہارے صاحبزادہ بلند اقبال علی کا بہی کچہ پتہ چلا؟ ابوطالب نے کہا۔ کیون۔ تم کسواسطے پوچہتی ہو۔ فرمایا۔ مجہسے خادمہ نے آکر بیان کیا ہے کہ وہ محمد کے ساتہہ چہپکر جاتا ہے اور انکے ساتہہ مکہ کے جنگلون گہاٹیون مین نماز پڑہا کرتا ہے۔ کیا تمکو یہہ امر پسند ہے کہ تمہارا لڑکا عاصی۔ نافرمان۔ بے دین ہوجاوے۔ ابوطالب نے کہا۔ خاموش رہو کچہ نہ کہو۔ ساری خدائی مین محمد جیسا کوئی نہین۔ علی اگر اونکی متابعت کرتا ہے تو کیا قصور ہوا۔ میرا نفس شریر اجازت نہین دیتا اور دین آبائی ترک کرنے پر راضی نہین ہوتا ورنہ مین بہی محمد کا پیرو ہوجاتا اور اونکا دین قبول کرتا۔ ابوطالب کا یہہ کلمہ شدہ شدہ قریش کے گوش گذار ہوا۔ اونکو سخت ناگوار گذرا اور ابوطالب سے خوف رکہنے لگے۔

امام احمدؒ بروایت حبہ عرنی نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علیؑ منبر پر تشریف رکہتے تہے (عین حالت خطبہ مین یا اس سے قبل یا بعد خطبہ) آپ اسقدر ہنسے کہ آپکے دندان مبارک کہل گئے اور آپ کی نواجذ (کچلیان) نظر آگیئن مین نے اس سے قبل کبہی آپکو ایسا ہنستا نہ دیکہا تہا۔ پہر آپنے فرمایا۔ مجہکو اسوقت میرے باپ ابوطالب کا قول یاد آیا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مین جناب رسول خدا کے ساتہ بطن نخلہ مین نماز پڑہ رہا تہا ناگاہ میری والد ابوطالب اودہر ہوکر گذرے جناب رسول خدا سے پوچہا۔ "اُے بہتیجہ تم دونون یہہ کیا کر رہے تہے" آنحضرتؐ نے میرے والد کو اسلام کی طرف بلایا اور نماز وغیرہ ارکان اسلام کی ہدایت فرمائی۔ میرے باپ نے کہا۔ "تم دونون جو کام کرتے ہو اسمین کچہہ مضائقہ نہین لیکن واللہ میرے سُرین تو اس طرح اوپر کو نہ اوٹہین گے" آپ کی ہنسی اسی بات کے یاد آنے پر تہی۔ پہر فرمایا۔ "خداوندا۔ مین نہین جانتا کہ میرے اور تیرے رسول کے سوا مجہسے پہلے اس امت مین کسی نے تیری عبادت کی ہو" یہہ کلمہ تین مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا۔ پہر ارشاد کیا۔ "قبل اسکے کہ اور لوگ نماز پڑہین مین نے سات نمازین ادا کین" (ازالۃ الخفار)

ایک شعر عربی جو آپ کی طرف منسوب و مشہور ہے اوس کا بہی یہی مطلب ہے جو یہہ ہے۔

سبقتکم الی الاسلام طرًا	غلامًا ما بلغت اوان حلمی

تم سب سے مین نے اسلام لانے مین سبقت کی اور اوسوقت سے اسلام لایا ہون کہ لڑکا تہا اور سن بلوغ کو نہ پہونچا تہا۔ ایک روایت مین آپسے مروی ہے کہ جناب رسولخدا کو دوشنبہ کو نبوت ہوئی اور سہ شنبہ کو مین نے نماز پڑہی حسن بن زید سے روایت ہے

کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے صغر سنی مین بھی کبھی بت پرستی نہین کی۔ اسیوجہ سے آپکے حق مین کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنی خداوند تعالےٰ نے آپ کی ذات کو عبادت بتونسے محفوظ رکھا۔ (صواعق)

جناب علی مرتضیٰ کا بچپن مین دستور تھا کہ جب ابوطالب آپکو لات پر دودھ چڑھانیکو دیتے آپ خود اوسکو پی جاتے اور لات پر پیشاب کر دیتے تھے۔ (مستطرف)

آیاتِ مناقب جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حضرات خلفاء اربعہ کے مناقب مین تقریبًا تمام قرآن شریف کی ہر ایک سورت سے آیات جمع کر کے لکھی ہین لہذا ہم بھی چند آیات جن سے جناب مرتضیٰؓ کی منقبت ظاہر ہوتی ہے اس مقام پر لکھتے ہین۔

آیتؔ۔ والسٰبقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنٰت تجرى تحتها الانهٰر خٰلدين فيها ذٰلك الفوز العظيم۔ خداوند تعالےٰ اس آیت مین اصحاب سابق الاسلام اور اول مہاجرین و انصار کا (جن مین بالیقین جناب مرتضیٰؓ ہین) ذکر فرما کر اونکے واسطے بشارت ارشاد فرماتا ہے کہ پہلے (اسلام لانے مین) سبقت کرنیوالے مہاجرین و انصار (جو جنگ بدر سے قبل یا کعبہ کی سمت قبلہ مقرر ہونیسے بیشتر مشرف باسلام ہوے) اور جو لوگ ان سابقین اولین کی نیکی کے ساتھہ پیروی کرتے ہین (یعنی اسلام لانے اور ہجرت کرنے مین پیروی کی) ان لوگونسے خدا خوش ہوا اور یہہ خدا سے راضی ہوے (دنیا مین بھی اور باعتبار مآل کار یعنی جب ثواب و کرامت بروز جزا

پاوینگے) اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے تیار کر رکھی ہین جنت (نعیم کہ) جنکے نیچے نہرین جاری ہین وہ ہمیشہ اونمین رہین گے یہہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت پاک مین کمال درجہ بزرگی عظمت ان حضرات صحابہ اور جناب علیؓ کی ہے اور بشارت عظمیٰ اونکو ہے کہ خدا اونسے راضی وہ خدا سے خوش۔ اب اس سے بڑہکر اور کیا چاہیئے

جناب امیر المومنینؓ کی سابقیت اسلام کیا بینبغی بحث اسلام مین ثابت ہو چکی ہے بیشک آپ اس آیہ کریمہ کے مصداق ہین۔

آیت بیٹے۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن با للّٰہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللّٰہ لا یستوٗن عند اللّٰہ واللّٰہ لا یھدی القوم الظٰلمین الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللّٰہ ط واولٰئک ھم الفائزون ۔ ترجمہ۔ کیا حاجیونکو پانی پلانا اور مسجد کی خدمت کرنا (ثواب و اجر مین) برابر جانتے ہو مثل اعمال اوس شخص کے ہے جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ مین جہاد کیا۔ (کبھی نہین ایسا ہو سکتا) وہ برابر نہین ہوتے اور اللہ تعالیٰ تو ظالمونکو ہدایت نہین کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کیا خدا کے نزدیک اونکے درجے بڑے ہین اور یہی لوگ مراد پانے والے ہین۔

اس آیت کریمہ کی شان نزول اس طرح ہے بروایت ابن عباسؓ کہ جب حضرت عباسؓ جنگ بدر مین قید ہو کر آئے تو فرمایا تم لوگ ہم سے اسلام مین سابق ہو تو کیا ہوا ہم بھی تو خانہ خدا کی خدمت کرتے رہے اور حاجیونکو پانی پلاتے رہے ہین۔ تم نے اسلام و ہجرت کا ثواب لوٹا تو ہم نے بھی خدمت خانہ کعبہ و رکار سقائی مین ثواب کمایا۔ تمکو ہمپر زیادتی اور

فضیلت ہی کیا ہے حسنؓ اور شعبی سبب شان نزول یہہ بیان کرتے ہین کہ طلحہ بن شیبہ نے کہا مین خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہون اور حضرت عباس نے فرمایا مین حاجیونکو پانی پلاتا ہون جناب علی مرتضی رضؓ نے فرمایا۔ مین سب سے پہلے اسلام لایا ہون اور چھہ مہینون دیگر لوگونسے قبل نمازین ادا کین اور خدا کی راہ مین جہاد کیے ہین پس مجھکو تم لوگو نپر مزیت و فضیلت ظاہر ہے خداوند تعالی نے جناب امیر المومنین رضؓ کے موافق آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر مدارک)

مروی ہے کہ کفار قریش نے صحابہ مہاجرین اور جناب علی رضؓ سے مباحثہ کیا اور کہا ہم لوگ مسجد حرام کی خدمت کرتے ہین اور اوسکو آباد رکھتے ہین حاجیونکو پانی پلاتے اور اونکو آرام دیتے ہین ہم لوگ تم سے افضل و بہتر ہین۔ جناب علی رضؓ اور صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ہم پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور خدا کی وحدانیت کا اقرار اور روز قیامت کی تصدیق کی۔ پہر ہجرت کی۔ جہاد کیے۔ ہم بہتر ہوے کہ تم۔ ہم افضل ہین یا تم۔ خداوند تعالی شانہ نے قطعی فیصلہ فرما دیا کہ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ الی قولہ من المھتدین یعنی مسجد حرام کی خدمت کرنا اور اوسکو آباد رکھنا البتہ اعمال صالحہ سے ہے مگر شرط قبولیت عمل صالحہ یہہ ہے کہ پہلے خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ نماز پڑہے۔ زکوۃ دے اور خدا سے ڈرتا رہے۔ چونکہ کفار قریش مین یہہ صفات موجود نہین لہذا اونکے جملہ اعمال صالحہ مٹ گئے اور تمام نیکیان کان لم یکن ہوگئین۔ اس گروہ کو اون نیک اعمال کا ثواب اور نہ اونکی فضیلت حاصل ہوئی پہر بہلا مسلمانون کا مقابلہ کیا کر سکتے ہین۔ پہر ارشاد ہوتا ہے بالفرض اگر اعمال کفار کے قابل اعتبار بہی ہون اور وہ ثواب کے مستحق قرار دیے جاوین تاہم مسلمانون کی ہجرت اور جہاد کی برابری کیسے ہوسکتی ہے۔ لہذا ارشاد ہوا کہ لا یستون عند اللہ۔ یعنی یہہ کفار اور اہل اسلام کسی طرح برابر نہین۔ پہر حکم اخیر

سنا دیا اور مسلمانون کو ڈگری دیدی کہ الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ تا اجر عظیم۔ یعنی جن لوگون نے ایمان لا کر ہجرت کی اور اپنی جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا وہ لوگ درجہ مین بڑے ہین۔ یعنی انکا ایمان لانا اور ہجرت۔ جہاد فی سبیل اللہ یہہ وہ اعمال صالحہ ہین کہ مسجد حرام کی خدمت اور حاجیونکو پانی پلانے اور دیگر اعمال خیر کفار سے بدرجہا افضل ہین۔ یہہ لوگ ایمان والے اپنے مطلب پانے والے ہین۔ خدای کریم کی طرف سے انکو بشارت ہے کہ خدا نے انکو بخش دیا اور انسے راضی و خوش ہوا انکو بہشتین اور اونکے باغات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتین عطا فرمائین اور یہہ لوگ تا ابدالآباد آرام و چین سے جنتون مین رہین گے اور خداوند تعالی کے نزدیک اجر عظیم ہے۔ وہ مختار ہے جسکو چاہے عطا کرے اور وہ مالک الملک ہے چاہے ادنی کام پر بہت کچھ دے ڈالے اوسکو کوئی روکنے والا نہین۔ (راقم) اس آیت وافی ہدایت سے فضیلت جملہ مجاہدین و سابقین اسلام صاف طور سے ظاہر ہے۔ ہمارے ممدوح و آقاے گرامی قدر جناب امیر المومنین حیدر صفدر رضؓ کی سابقیت اسلام کماحقہ عیان ہے اور آپ بلاشک اس آیت کے مصداق ہین۔

آیت ۳۔ افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستون۔ اما الذین آمنوا وعملوا الصلحت فلھم جنت الماوی نزلا بما کانوا یعملون۔ واما الذین فسقوا فماوٰھم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منہا اعیدوا فیہا وقیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص ایماندار ہے وہ مثل فاسق بدکار کے ہے۔ (ہرگز نہین) دونون برابر نہین۔ جو لوگ ایمان لاے

اور اچھے عمل کئے اونکے واسطے جنتین ہین مہمانی اونکے اعمال نیک کی اور جو لوگ بدکار ہین اونکی جگہہ آگ ہے جب وس سے نکلنا چاہین گے اوسی مین پہیر دیئے جائین گے اور اونسے کہا جاویگا چکہو آگ کا عذاب جسکو تم (دنیا مین) جہٹلاتے تہے اور ہم ضرور چکہاوینگے اونکو عذاب چہوٹا (دنیا کا عذاب۔ دنیا مین قتل ہونے کا۔ قید ہوکر غلام بننے کا۔ متواتر قحط سالی۔ امراض جسمانی۔) قبل بڑے عذاب کے۔ (آخرت کا عذاب۔ عذاب قبر۔ ہول قیامت۔ شدت روز محشر۔ آگ دوزخ۔ اور دوزخ کا دائمی عذاب) شاید کہ وہ (جو لوگ انمین سے باقی رہجاوین وہ یہہ دنیوی عذاب دیکہکر اپنے اعمال سے) پہر جاوین (اور ایمان قبول کرلین۔)۔ (جلالین)۔

اس آیت کی شان نزول ہین مفسرین لکہتے ہین کہ بروز غزوہ بدر جناب علیؓ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے درمیان نوبت سخت کلامی کی آئی۔ بات یہان تک بڑہگئی کہ ولید نے کہا۔ "تم میرے سامنے کیا باتین بناتے ہو۔ کل کے بچہ مین تمسے ہرطرح اعلیٰ و افضل ہون۔ تم مجہسے کمسن ہو مین جوان ہون۔ تم کمزور ہو مین تم سے طاقتور ہون۔ میری طلاقت لسانی اور گویائی اور میرے نیزہ کی تیزی کا تم بیچارے کیا مقابلہ کرسکتے ہو مین وہ تیز زبان ہون کہ کوئی میرے سامنے بات نہین کرسکتا اور میرا نیزہ وہ تیز و روان ہے کہ میدان جنگ مین کوئی اوسکے مقابل ٹہیر نہین سکتا۔ میرا دل تم سے قوی۔ مین تم سے شجاعت مین بڑہا چڑہا مین چاہون تو دم بہر مین لشکر کے لشکر جمع کردون"۔ جناب اسد اللہؓ اوسکی یاوہ گوئی سے سخت غیظ و غضب مین آئے۔ فرمایا۔ "خاموش رہ او بیہودہ کیا بکتا ہے۔ تو فاسق و بدکار میرا مقابلہ کرے اور پہر اس دم دعوے کے ساتہہ ماشاء اللہ۔ شان خدا"۔ اللہ جل شانہ نے آپ کی شان اور ولید کی تذلیل مین

یہہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر کشاف و جمل)

حاصل یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ کا دعوی جناب علی رضہ سے افضل ہونے مین محض غلط ہے آپکے برابر بہی تونہین ہوسکتا۔ اس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے۔ وہ یہہ ہی کہ ولید بن عقبہ اسلام لاے اور جناب امیر المومنین عثمان رضہ کے عہد خلافت مین عامل کوفہ رہے اگرچہ بعد مین بجرم شراب خواری معزول کیئے گئے اور اون پر حد قایم ہوئی مگر کم از کم اسلام کی بزرگی تو ضرور اونکے حق مین مسلم ہے پہر اس آیت مین وعید عذاب دوزخ کے مستحق کیسے ہوسکتے ہین۔ جواب یہہ ہے کہ یہہ اوسیوقت کی وعید ہے جبکہ وہ کافر تہے اسلام لائے جیساکہ کفر و دیگر گناہ حالت کفر سے پاک کر دیا وعید دوزخ سے بہی بیخوف ہوگئے کیونکہ سبب دخول دوزخ کفر ہے اور جب کفر سے بیزار ہوکر مطیع اسلام ہوے اب جو معاملہ اہل اسلام کے ساتہہ ہوگا وہ بہی اس مین حصہ لین گے۔ اسی طرح آیۂ ثانیہ مین اوپر گذرا ہے کہ بعض مفسرین نے شان نزول مین حضرت عباس رضہ کا ذکر کیاہے اور بظاہر وہ بہی وعید کفار مین داخل ہین مگر وہان بہی یہی جواب ہے کہ وہ واقعہ قبل اسلام کا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

آیت۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ط واللہ رؤف بالعباد۔ ترجمہ۔ اور بعض لوگ وہ ہین کہ رضاء خداوندی مین اپنی جان خرچ کردیتے ہین اور اللہ تو اپنے بندون پر مہربان ہے۔

جس شب کو حضور سرور عالم صلعم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ اپنے بستر پر جناب امیر المومنین علی رضہ کو سلا آیا تہا۔ وہ اس حالت مین تہے کہ اگر کفار حملہ کرتے تو ضرور آپ کو صدمہ پہونچتا۔ مگر آپ نے محض رسول خدا کی رضامندی مین جو بعینہ

خداوند تعالی کی خوشی و رضامندی سے اپنی جان کا اصلا خوف نہ کیا اور حافظ حقیقی نے آپ کو کفار سے محفوظ رکھا۔

آیت ۱۹- الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرًا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - ترجمہ- جو لوگ اپنے مال کو (راہ خدا مین) رات مین- دن مین- پوشیدہ وظاہر خرچ کرتے ہین- اونکے واسطے اونکا اجر وثواب پروردگار عالم کے پاس ہے اور اونکو نہ خوف ہوگا اور نہ غمگین ہونگے-

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ یہہ آیت جناب علی مرتضیٰؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے- ایک مرتبہ آپکے پاس کل چار درم تھے آپنے ایک درم دن مین فی سبیل اللہ محتاج کو دیا- ایک رات مین- ایک لوگونپر ظاہر کر کے- ایک سب سے پوشیدہ اور اپنے پاس کچھہ نہ رکھا- (تفسیر کشاف)

آیت ۲۰- یا ایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ط ذالک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقٰت ط فاذ لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا اللہ ورسولہ واللہ خبیر بما تعملون - ترجمہ- اے ایمان والو جب تم رسول سے رازگوئی اور صلاح ومشورہ کو آؤ تو رازگوئی سے قبل کچھہ خیرات دے دیا کرو- یہہ تمہارے حق مین بہتر اور پاکیزہ ہے پس (اے فقرا) اگر تم کچھہ نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے- (تم بلا خیرات دیئے رازگوئی مین کچھہ گناہ نہین-) کیا تم (بوجہ فقر کے) ڈر گئے اس سے کہ قبل رازگوئی کے خیرات کرو پس جب تم نے ایسا نہ کیا- (یعنی خیرات نہ دی) درحالیکہ خدا نے تم سے درگذر کی-

(یعنی یہہ حکم منسوخ کردیا) تو نماز پڑہا کرو زکوٰۃ دیا کرو اور خدا اور اوسکے رسولؐ کی اطاعت مین رہو اور اللہ تعالی تمہارے کاموںسے خبردار ہے۔

اسکی شان نزول مین لکہتے ہین کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین امرا و غربا سب حاضر ہوتے تہے۔ امیر لوگ غریبوںسے بڑہکر حضور اقدس کے پاس بیٹہتے اور سرگوشی کرتے اور اس غرض سے حضور کے متصل بیٹہتے تہے۔ غربا۔ حاجتمند اگر کچہہ کہنا چاہتے تو انکے آگے موقع نہ پاتے اور نہ حضور سرور عالم صلعم کو یہہ لوگ اپنی سرگوشی سے مہلت دیتے کہ آپ غربا سے توجہ فرماتے۔ امیرونکی اس رازگوئی سے آنحضرت صلعم کو بہی بسا اوقات تکلیف ہوتی اور غریب اہل غرض تو بالکل محروم رہتے اونکو اپنے عرض معروض کا موقع ہی نہ ملتا۔ خداوند تعالی نے یہہ آیت غفور رحیم تک نازل فرمائی اور حکم دیا کہ مالدار پہلے صدقہ دیدین پہر حضور سے اس طرح بات چیت کرین اور غربا کے واسطے اجازت ہے کہ وہ صدقہ خیرات پر قادر نہین لہذا بغیر صدقہ دیئے رسولؐ خدا سے سرگوشی و رازداری کی باتین کر لیا کرین۔

جب یہہ آیت نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے جناب علیؓ کو بلا کر فرمایا۔ ہر بات پر ایک دینار صدقہ مقرر کیا جاے۔ جناب علیؓ نے عرض کیا یہہ تو بہت ہی لوگ اسقدر صدقہ کے متحمل نہ ہونگے۔ فرمایا پہر کسقدر رہو۔ عرض کیا۔ بقدر ایک حبہ یا جَو کے صدقہ مقرر فرمایا جاے۔ غرضکہ ایک درم فی مناجات (رازگوئی) مقرر ہو گیا۔ اب اس آسمانی حکم سے مالدار ذرا رُکے اور مناجات کم کردی۔ کیونکہ مال کی محبت بار بار صدقہ خیرات دینے سے روکنی لگی۔ یہہ حکم دس روز رہا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک ہی دن دو چار گہڑی رہا پہر دوسری آیت مابعد والی سے منسوخ ہو گیا۔ مفسرین کا بیان ہے کہ خیرات دیکر مناجات کرنے والے

صاحب زر بہت کم تھے بعض مہاجرین اور اہل بدر البتہ اسپر کاربند ہوے اور صدقہ دیا باقی دیگر اصحاب رک گئے - جناب علی رضؓ فرماتے ہین میرے سوا کسی نے اس آیت پر عمل نہ کیا - میرے پاس ایک دینار تھا مین نے وہ دینار دس درم پر فروخت کیا اور جب آنحضرت صلعم سے مناجات کرتا ایک درم صدقہ دیتا یہانتک کہ دس بار مین وہ دسون درم خیرات ہوگئے -

ابن عمر رضؓ فرماتے ہین - جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے تین فضائل ایسے ہین کہ اگر مجھکو اونمین سے ایک فضیلت نصیب ہوتی تو مجھکو سرخ اونٹون بیش بہا سے بھی زیادہ محبوب تھی - وہ تین فضائل یہہ ہین جناب فاطمہ زہرا رضؓ کا شوہر ہونا - غزوۂ خیبر مین علم پانا - آیت نجویٰ پر عمل کرنا - حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ آیت نجویٰ ا اشفقتم الخ سے منسوخ ہوگئی (تفسیر کشاف تفسیر عباسی)

آیت - والذین اذا اصابہم البغی ھم ینتصرون - ترجمہ - اور جب اونپر ظلم ہوتا ہے وہ بدلا لیتے ہین یعنی اپنے حق کی حفاظت واہتمام مین باغیونسے انتقام لینا امر محمود ہے مگر اوسیقدر کہ حد سے نہ بڑھے چنانچہ بعض صحابہ کبار بمقابلہ فساق و فجار رحم اور شفقت کرکے اونکی زیادتیون پر تحمل و برداشت کرنا اور اپنی جان پر بلا و مصیبت اوٹھا لینا اور فاسقونکی جرأت بڑھانا مکروہ جانتے تھے لہذا بقدر چشم نمائی اور اپنا دباؤ قائم رکھنے کو انتقام لینے کا اگر کوئی قصد کرے تو مضائقہ نہین - (کشاف)

مولنا شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہین کہ یہہ آیت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حسب حال اور آپ پر منطبق ہے - آپ کی خلافت مین جو مقاتلہ و جنگ باغیونسے پیش آئی اور آپ اونسے لڑے اس آیہ کریمہ سے اوسی کی طرف اشارہ اور آپ کی تعریف ہے -

اس آیت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ امیر المومنین جناب عثمان رضنے ایسا کیون نہ کیا صحابہ کبار آپکے طرفدار او رمطیع تہے پہر کیون محاصرہ مین بے بس ہو کر جان دی۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ جناب عثمان رضنے مرتبہ رضا و تسلیم کو پیش نظر رکہا اور آیہ کریمہ ولمن صبر وغفر ان ذٰلک من عزم الامور۔ ترجمہ۔ اور جسنے صبر کیا اور بخش دیا یہہ تو بڑا کام ہی کے مصداق بنے اور اوسپر ماجور ہوے۔ جناب علی مرتضی رضنے اس آیت پر عمل کیا۔ آپ ہی محمود و منصور ہوے۔ اس کا جواب تفصیلی اوس حصہ مین خود جناب علی رض کے قول سے گذر چکا ہے کہ سائل کے جواب مین آپنے فرمایا۔ جناب عثمان رض کو اس صبر و شکیبائی کے ساتہہ بلوائیو نکے ظلم جفا برداشت کرنیکا وہ ثواب ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مظلوم و مقتول بیٹے کو ملا۔

اب ہم اون آیات کو ذکر کرتے ہین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین اور جناب علی مرتضی رضکو اس فضیلت مین کامل حصہ حاصل ہے۔

آیت کریمہ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ ترجمہ۔ نہین ارادہ کرتا خداوند تعالیٰ مگر یہہ کہ دور کرے تمسے پلیدی اے گہر والو اور تمکو خوب پاک کردے۔

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہہ آیت پاک جناب علی مرتضی۔ حضرات حسنین اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ قرینہ اس مراد پہ ضمیر عنکم جو جمع مذکر حاضر کے واسطے موضوع ہے اس آیت مین مذکور ہے اور بعض کا قول ہے کہ درباب امہات مومنین رض خاصتہً نازل ہوئی۔ کیونکہ مابعد کے الفاظ اسی کی تائید کرتے ہین۔ نیز اس آیت سے قبل ازواج نبی علیہ السلام کا قصہ ہی وہ بہی اس امر پہ شاہد ہے کہ یہہ آیت جو بیچ مین واقع ہوئی آنحضرت صلعم کی بیویونکی شان مین ہے۔

دونون فریق اپنی اپنے دعوے پر احادیث سنہ مین پیش کرتے ہین - فریق اول کے دلائل اکثر ہین لہذا اونکے قول پر اعتماد ہے ہم احادیث سند فریق اول ذکر کرتے ہین -

حدیث - حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہی جب آیہ کریمہ تدع ابناءنا و ابناءکم نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جناب علی - فاطمہ حسن - حسین رضی اللہ تعالی عنہم کو بلایا اور فرمایا - خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین -

حدیث - جناب عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین ایک دن صبح کو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر منقش اوڑہے ہوے تہی کہ اسنتے مین جناب حسن رض تشریف لاے آپنے اونکو چادر کے اندر کر لیا - پہر دوسرے صاحبزادہ حضرت حسین رض آے اونکو بہی چادر اوڑہا دی پہر بی بی فاطمہ رض آئین وہ بہی چادر کے اندر بیٹہ گئین بعد جناب علی مرتضی رض تشریف لاے آپنے انکو بہی چادر مین کر لیا - پہر یہہ آیت پڑہی - انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا - یہہ دونون حدیثین صحیح مسلم مین ہین -

ابوسعید خدری رض کا قول ہے کہ یہہ آیت حضرات پنج تن پاک کی شان مین اوتری ہی اور ایک صحیح روایت مین ہے کہ حضور سرور عالم نے ان چارون صاحبونکو چادر اوڑہا کر فرمایا - خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین - تو انکو پاک کر اور انسے نجاست ظاہری وباطنی دور فرما ! - اوسوقت جناب ام المومنین ام سلمہ رض بہی تشریف رکہتی تہین عرض کیا حضرت مین بہی اہل بیت مین ہون ؟ حضور نے فرمایا - ہان - تم بہی ہو -

بیان کیفیت حدیث مذکور مین روایات مختلف ہین بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ حضرت ام سلمہ رض کے گہر مین پیش ہوا اور بعض مین جناب فاطمہ رض کے گہر کا قصہ ثابت ہوتا ہے - بعض روایات مین جناب عباس رض کی نسبت بہی چادر مین آنا مذکور ہے -

بعض روایت مین اور حضرات کی نسبت بہی اہل بیت کا لفظ فرمایا ہے۔ محب طبری کہتے ہین کہ یہہ چادر اوڑہانا مکرر مختلف اوقات اور مکان مین ہوا ہے۔ اسی واسطے روایات مین اختلاف پیدا ہوگیا۔

امام ثعلبیؒ کا قول ہر کہ اہل بیت مین جملہ اولاد ہاشم داخل ہین اور اس آیت کے مصداق ہین خلاصہ کلام جملہ روایات کو ملانے سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر لفظ اہل بیت سے (گہر والے) وہی حضرات مراد ہین جو آپکے گہر مین رہتے تہے اور اس آیت مین اونکا دخول یقینی ہے کیونکہ یہی کلام پاک مین مخاطب ہین۔ انکے بارہ مین تو کچہہ شک نتہا البتہ حضور نبوی کے رشتہ دار ذی نسب کا اس آیت سے بلفظ اہل بیت مراد ہونا مخفی تہا جسکو جناب سرور کائنات کے قول فعل نے ظاہر کر دیا اور صاف بیان کر دیا کہ اہل بیت عام ہین گہر کے رہنے والے ہون جیسے ازواج مطہرات۔ یا ناتہ دار جیسے حضرات علی حسنین۔ فاطمہ عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ اس صورت مین ان حضرات کا اہل بیت مین داخل ہونا اور مستحق تطہیر ہونا یقیناً معلوم ہوگیا۔

جناب امام حسن رضؓ سے بطرق مختلفہ منقول ہر کہ آپنے فرمایا۔ ہم وہ اہل بیت ہین کہ جنسے خداوند تعالی نے نجاست وگندگی دور فرمائی اور پاک صاف کر دیا۔

صحیح مسلم مین زید بن ارقم رضؓ سے منقول ہر کہ کسی نے زید بن ارقم سے دریافت کیا۔ کیا ازواج مطہرات اہل بیت مین داخل ہین۔ اونہون نے جواب دیا۔ لاشک اہل بیت ہین مگر دراصل اہل بیت وہی ہین جنکو صدقہ و زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

اس آیت سے کمال فضیلت اہل بیت ثابت ہوتی ہے اور چونکہ جناب علی مرتضی اہل بیت مین داخل ہین آپ بہی اس شرافت و بزرگی مین ممتاز ہین۔ آیہ کریمہ کے الفاظ پر غور کرنیسے

نہایت درجہ علوشان حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مفہوم ہوتی ہے بکمال تاکید و حصر کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمکو گناہونکی ناپاکی اور سوء اعتقادی کی گندگی سے پاک کرکے تمہارے دل اور سینے گنجینۂ نور بنادے جملہ اخلاق ذمیمہ و اعمال سیئہ تم سے دور کردے اور تم ہمہ تن قابل اسکے ہوجاؤ کہ انوار و برکات فیضان الٰہی کا تمپر پورا پورا ظہور ہو۔ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ سے محلّٰی ہوکر اسکے اہل ہوجاؤ کہ دوزخ کی آگ تمپر حرام کردیجاوے اور خدا کے گھر نعیم دائمی و عیش و آرام جاوید نصیب ہو۔ بوجہ مذکورہ بالا جب خلافت ظاہرہ سے بوجہ اختتام زمانہ مبشر بالخیر کے آثار و برکات خلافت نبوت زائل ہوگئے اور نام کی خلافت باقی رہی سلطنت اور حکومت دنیوی ہوگئی خداوند تعالیٰ نے خاندان اہلبیت کو خلافت باطنی عطا فرمائی اور وہ حکومت دائمی عنایت کی کہ تا قیامت انسے زائل نہ ہوسکے اور نہ کوئی مزاحمت و مخاصمت کرکے انپر غلبہ حاصل کرے۔ وہ خلافت باطنی یہی طریقت و ولایت ہی جسکی بابت صوفیاء کرام و مشائخ عظام کا مستند قول ہے کہ زمانہ مین قطب الاولیاء یا قطب مدار خاندان اہلبیت ہی سے ہوتا ہے اور اس پر جمہور اکابر دین کا اتفاق ہے البتہ بعض حضرات اس کے مخالف ہین منجملہ طہارت اہلبیت یہہ ہی کہ اونکو صدقہ و خیرات و زکوٰۃ کا مال لینا درست نہین کیونکہ یہہ مال بمقابلہ شان و مرتبہ اہلبیت میل ہی اور طہارت و نظافت منافی قبول میل ہے لہذا اہل بیت کی شرافت و عظمت مرتبہ قائم رکھنے کو ان حضرات کیواسطے قبول زکوٰۃ وغیرہ حرام کردیا گیا۔

آیت ۱۰۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ ترجمہ۔ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُسکے فرشتے رسول خدا پر درود

بھیجتے ہین اے ایمان والو (تم سب بھی) اوسکے نبی علیہ پر درود اور سلام بھیجو۔

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ای رسول خدا کے ہمکو سلام بھیجنا تو آپ پر معلوم ہے۔ درود کس طرح بھیجین۔ فرمایا۔ یہہ کلمات پڑہا کرو اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ صحابہ کرام کا سوال صیغہ کیفیت ارسال درود سے بعد نزول آیت کے ہی اور جناب سرور کائنات کا جواب اور تعلیم درود بالفاظ مخصوص اس امر پر صریح دلیل ہے کہ اس آیت سے جملہ مسلمانون کو اہلبیت نبوی اور اپکی اولاد پر درود بھیجنے کا حکم دیتا ہی۔ اس امر کو صحابہ کرام سیاق آیت سے سمجھ گئے تھے ورنہ بعد نزول آیت نہ صحابہ کا سوال ہوتا اور نہ حضور نبوی اونکو الفاظ درود تعلیم فرماتے جب آنحضرت صلعم نے صحابہؓ کو یہہ الفاظ درود تعلیم فرمای تو اس سے معلوم ہوا کہ آپکے واسطے اور آپکے اہلبیت اور اولاد کے واسطے درود بھیجنا فرض ہے۔ یہہ بھی الفاظ درود سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ درباب درود وسلام آنحضرت صلعم نے اہلبیت اور اولاد کو اپنے ساتھہ شریک فرمایا کیونکہ آپ پر درود بہیجنے سے آپکی کمال تعظیم مقصود ہے اور جو لوگ آپکے ساتھہ اس درود مین شریک ہین اونکی بھی عظمت شان وجلالت قدر واضح ہوتی ہے

ایک روایت مین منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجھپر ناقص درود نہ بھیجا کرو صحابہ نے عرض کیا حضور۔ ناقص درود کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد فرمایا۔ صرف اللھم صل علی محمد کہکر خاموش نہوجاؤ بلکہ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ پوری الفاظ ادا کیا کرو۔ بعض احادیث سے جو الفاظ درود منقول ہین جیسا کہ صحیح بخاری وسلم مین یہہ روایات مذکور ہین اونمین صرف اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ ہے اسکی وجہ یہہ ہی کہ جس راوی کو جو الفاظ یاد رہے اوسنے نقل کردیئے مگر مجموع روایات ملانے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ

وعلی آل محمد بہی مختلف طرق سے آیا ہے بلکہ بعض روایات مین اللہ وازواجہ وذریاتہ بہی ہے اور آلہ کے بعد ازواجہ وذریاتہ ذکر کرنیسے یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ ازواج وذریات آل مین داخل نہین کیونکہ آل مین بنی ہاشم وبنی مطلب با ایمان ہین البتہ ذریات آل مین داخل ہین اور بعد ذکر آل کے انکے ذکر مین اظہار شرافت ذریات ہی (صواعق محرقہ) اس آیۃ پاک سے جناب علیؓ کی عظمت وکرامت کسقدر ظاہر ہے۔ جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب درود بہیجا جاوے آپکے اہلبیت وآل بہی جن مین جناب علی مرتضیٰ بالیقین داخل ہین اس صلوٰۃ وسلام مین شامل کرلئے جاوین۔

آیتؔ۔ فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔ ترجمہ۔ پس جو کوئی جہگڑا کرے تم سے (اے محمد صلعم) اس مین (درباب عیسیٰؑ) بعد اسکے کہ تمکو علم ہوگیا ہے۔ پس (اوس سے) تم یہہ کہو۔ آؤ ہم تم دونون اپنے اپنے لڑکون۔ عورتونکو بلالین اور خود بہی موجود ہون پہر عاجزی کے ساتہہ دعا کرین اور جہوٹون پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بہیجین۔

یہہ آیہ کریمہ دربارۂ نصاریٰ نجران نازل ہوئی۔ مروی ہی کہ جب حضور سرورعالم نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کیواسطے طلب فرمایا۔ اونہون نے یہہ جواب دیا۔ ہم باہم مشورہ کرلین پہر اس مقدمہ مین آپسے کہین گے چنانچہ نصاریٰ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس معاملہ مین گفتگو کی۔ عاقب نامی ایک شخص او مین ذی عقل وتمیز وصاحب تدبیر تہا اوسسے کہا۔ اے عبد المسیح۔ تم کیا کہتے ہو اور اس باب مین تمہاری کیا رائے ہی۔ اوسنے جواب دیا۔ اوہی قوم نصاریٰ۔ تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ نبی مرسل ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

حقیقت ٹھیک ٹھیک آپنے بیان کردیا اور تمکو اب کوئی حجت باقی نہین رہی۔ خدا کی قسم جس قوم نے اپنے نبی سے مباہلہ کیا وہ تباہ و خوار ہوگئی۔ چھوٹے بڑے سب ہلاک ہوے۔ اگر تم ایسا کروگے تو واللہ باللہ تم مین سے ایک متنفس بھی باقی نرہیگا۔ پس اگر تمکو دین کی محبت ہے اور اپنی خیریت مطلوب ہے اور اسی پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شخص (آنحضرت صلعم) سے رخصت ہوکر اپنے گھر واپس جاؤ اور ہرگز (لعنت و) مباہلہ نہ کرو۔" سب نے عاقب کا کہنا پسند کیا اور جناب رسالتمآب کی خدمت مین حاضر ہوے۔ یہہ صبح کا وقت تھا حضور انکے منتظر تھے۔ جناب امام حسین آپکی آغوش مبارک مین تھے۔ جناب امام حسن کا ہاتھ آپکے ہاتھ مین تھا۔ جناب فاطمہ زہرا حضور خواجہ عالم کے پیچھے اور اونکے پیچھے جناب علی مرتضی تھے۔ رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مین دعا مانگون تم سب آمین کہنا۔ یہہ حالت دیکھکر نصاری خائف ہوے اونکے پادری نے کہا۔ اے قوم نصاری مین ان لوگونکے ایسے معزز و متبرک چہرے دیکھتا ہون کہ اگر خداوند تعالی انکی بدولت اور انکی رضامندی مین پہاڑ کو اپنی جگہہ سے ٹال دے تو عجب نہین۔ تم انسے ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ نتیجہ نیک نہ دیکھوگے۔ تم سب ہلاک ہوجاؤگے اور روئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہ رہیگا۔ نصاری نے خدمت نبوی مین عرض کیا "اے ابوالقاسم ہم لوگونکی رائے آپسے مباہلہ کرنیکی نہین ہوتی اور یہی مصلحت سمجھتے ہین کہ آپ اپنے دین پر قائم رہین اور ہم اپنے مذہب پر۔" رسول معظم نے ارشاد فرمایا "اگر تمکو مباہلہ سے انکار ہے تو دین اسلام قبول کرو اور مسلمانونکے نفع و ضرر مین شریک ہوجاؤ۔" نصاری نے یہہ منظور نہ کیا۔ ارشاد ہوا۔ جنگ کفار مین ہمارے ساتھہ ہو۔ جواب دیا۔ یہہ بھی ہمسے نہ ہوگا ہمکو عرب سے مقابلہ کرنے اور جنگ و حرب کی طاقت نہین۔ لیکن ہم آپسے صلح پر راضی ہین

اور ہمارے آپکے یہہ شرائط مقرر ہو جاوین کہ آپ ہمپر جہاد نہ کرین۔ ہمکو ہمارے دین پر رہنے دین اور ہم آپکو سالانہ دو قسط مین اشیاء ذیل ادا کرتے رہین گے۔ قسط اول ماہ صفر مین دو ہزار حُلّہ (کپڑونکے جوڑے) قسط دوم ماہ رجب مین ایک ہزار حُلّہ تیس عدد ذرع۔ جناب رسولخدا علیہ السلام نے یہہ جزیہ قبول فرماکر اونسے صلح کرلی اور صلحنامہ لکھہ دیا گیا۔ پھر فرمایا۔ اہل نجران کے سرپر تباہی و ہلاکت آن پہونچی تہی۔ اگر یہہ مباہلہ و ملاعنہ کرتے تو سب کے سب مسخ ہوکر بندر اور سؤر ہو جاتے اور آتش قہر الٰہی انکو جلاکر خاک سیاہ کردیتی پہر نجران اور اوسکے باشندگان نصاریٰ مین سے ایک متنفس تو کیا جانور بے زبان اور پرندے تک بہی تو باقی نہ رہتے اور ایک سال بہی انکو نہ گذرتا کہ یہہ لوگ ہلاک ہوکر جہنم واصل ہوتے۔ (تفسیر کشاف)

بعد اسکے صاحب کشاف لکھتے ہین۔ اس آیت سے زیادہ قوی دلیل حضرات حسنین اور جناب علی و فاطمہ رض کی فضیلت مین کوئی نہین انتہی۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم نے ان حضرات کو یکجا کیا اور مباہلہ کیواسطے آمادہ ہوے تو معلوم ہوا کہ آیت پاک سے یہی بزرگوار مراد ہین اور آپکی اولاد ہین۔ یہہ بہی ظاہر ہوگیا کہ بنی فاطمہ آنحضرت صلعم کے لڑکے کہے جاتے ہین اور یہہ امر احادیث ذیل سے بخوبی منقح اور روشن ہوتا ہے۔

بروایت صحیحہ آنحضرت صلعم سے مروی ہی کہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے ایک روز ممبر پر فرمایا۔ لوگون کو کیا ہوگیا ہے کہ کہتے ہین۔ رسول اللہ کی قرابت اور ناتہ داری سے کسیکو کچہہ نفع نہین ہوسکتا۔ یہہ خیال اونکا بالکل باطل ہے۔ میرا رشتہ و ناتہ دنیا مین تا قیامت قائم رہنے والا اور بروز آخرت نفع پہونچانے والا ہے۔ اے لوگو۔ مین قیامت کے دن اپنے اہل قرابت (کو نہ بہولونگا) حوض پر سب سے پہلے پہونچکر اونکا منتظر رہونگا

طبرانی مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - خداوند تعالی شانہ نے ہر نبی کی اولاد و ذریت اکو اوسی نبی کی پشت سے نکالا ہے اور میری اولاد و ذریت علی مرتضی کی پشت سے پیدا کی -

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضی رض خدمت نبوی صلعم مین حاضر ہوے جناب عباس رض بہی آپکی خدمت مین موجود تہے - حضور سرور عالم جناب علی رض کو دیکھتے ہی اوٹھہ کہڑے ہوی اور بکمال شفقت و محبت گلے سے لپٹا لیا - آپکی پیشانی کو چوما اور اپنے پاس بٹہا لیا - جناب عباس رض نے فرمایا - کیا آپ انکو چاہتے ہین - فرمایا - اے چچا جان - بخدا مین انکو (دل سے) چاہتا ہون اور مجہسے زیادہ خداوند تعالی ان سے محبت فرماتا ہے خداوند تعالی ہر نبی کی اولاد اوسکی پشت سے پیدا کرتا ہے اور میری اولاد علی رض کی صلب سے پیدا کی - دوسری روایت مین اسقدر اور بہی ہے - قیامت کے دن ہر ایک شخص اوسکی مان کے نام سے بلایا جاویگا مگر علی رض اور انکی اولاد باپ کے نام سے پکاری جاویگی - علامہ ابن جوزی رح نے ان روایات کی توثیق کی ہے -

اور بروایت جناب عمر فاروق رض وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - جملہ ذرائع و اسباب و نسب قیامت کے دن بیکار ہونگے کوئی کام نہ آویگا البتہ میرا سبب اور نسب کہ یہہ کار آمد ہے اور وہان بہی کام آویگا اور ہر نبی کی اولاد دختر اپنے باپ کی طرف منسوب ہے مگر فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب اور میری اولاد کہی جاتی ہے -

آیات متذکرہ بالا سے جناب امیر المومنین علی مرتضی رض کی فضیلت اور کرامت کسقدر ظاہر ہوتی ہے جناب نبوی کی اہلبیت اطہار اور خاندان رسالت جناب رسول مختار کی بزرگی اظہر من الشمس ہے اور جناب امیر المومنین کا آل سید رسل مین داخل ہونا بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ظاہر و باہر ہے پہر آپکی بحر محامد ناپید اکنار مین غواص خرد جسقدر

غوطہ زنی کرے اوسیقدر دُر شاہوار اوصاف نکلتے رہین گے اور تا قیامت تعرمحیط کمالات جناب حیدر کرار تک پہونچنا خارج از امکان عقل و بیرون از حد امکان ہے۔ اب ہم آپ کے چند مناقب و فضائل جو احادیث صحیحہ مین وارد ہین ذکر کرتے ہین۔

احادیث مناقب جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

آپکے مناقب مین احادیث بیشمار ہین اور جسقدر آپکے فضائل احادیث مین مذکور ہین کسی دوسرے کے نہین۔ قاضی اسمٰعیل امام نسائی۔ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ کسی صحابی کے حق مین اسدرجہ مبالغہ و تاکید سے فضائل مذکور نہین ہوے جسقدر کہ جناب علی مرتضیٰ رض کی شان مین وارد ہین۔ وجہ اسکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جناب رسولخدا کو جو محاربات و مناقشات جناب علی مرتضیٰ رض کے زمانہ مین پیش آنیوالے تھے اون سب سے مطلع فرمایا تھا لہذا امت مرحومہ کو آپکے فضائل و کمالات سناکر جتلانا ضرور تھا کہ یہہ ایسے شخص ہین جنکے زمانہ مین یہہ حوادث و فتن ظاہر ہونگے۔ لوگ انسے باغی ہوکر ان پر خروج کرینگے جو لوگ علی رض کے طرفدار و معین و مددگار ہونگے خدا اونسے راضی و خوش ہے جو انسے مخالف ہوگا وہ راندۂ درگاہ کبریا ہوجاویگا۔ اس اظہار سے یہہ غرض تھی کہ لوگ ایسے پر آشوب زمانہ مین راہ حق پر ثابت قدم رہین۔ یہہ وجہ تو کثرت ورود احادیث شروع زمانہ مین ہی یہہ جب آپکا عہد خلافت ہوچکا آپکے بعد بنی امیہ کا دور دورہ ہوا لوگ آپکے خلاف ہوکر علی الاعلان مجامع و محافل مین ممبر و نیر چڑہکر آپکی تنقیص شان کرتے اور سب و شتم مین مبتلا ہوتے۔ بنی امیہ کے ساتھہ خوارج بھی ہمزبان و ہم داستان ہوگئے حتیٰ کہ بعض فرقہ خوارج آپکی تکفیر کا قائل ہوا جب یہہ نوبت پہونچ گئی تو ناقلین احادیث نبوی

وحفاظ اخبار فضائل جناب علی مرتضی از ان احادیث کے اشتہار کی جانب متوجہ ہوی اور خوارج کے عقائد باطلہ کی تردید مین بہی حدیثین پیش کین اسواسطے آپکے فضائل ومناقب کی احادیث اس زمانہ تک بکثرت مشتہر ہوگیئن (صواعق محرقہ) ورنہ فی نفسہ حضرات خلفا اربعہ رضی اللہ عنہم مین سے ہر ایک کے فضائل ومناقب اگر بغور تامل ونظر انصاف دیکہے جاوین توکچہہ کم نہین (فتح الباری شرح بخاری)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین اسکی تقریر اس طرح کی ہی آپکے فضائل ومناقب مین کثرت احادیث کی وجہ یہہ ہے۔ اولاً تو جناب مرتضی ع کمالات سوابق اسلامی مین راسخ قدم تہے۔ ثانیاً قرابت قریبہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ۔ اسنے آپکے شان ومرتبہ کو اور بہی دوبالا کردیا۔ ہمارے آقا حضور محبوب رب العلمین اپنے اہل قرابت اور ناتہ دار ونکے ساتہہ کس درجہ نظر شفقت رکہتے تہے۔ یہ تو عادت شریف ہر ایک اہل قرابت کے ساتہہ بالعموم تہی جناب علی مرتضی از جب سایہ تربیت نبوی مین آگئے وہ حقوق قرابت اور بہی پختہ ہوگئے اور جناب مرتضوی رض کی شان مین اور بہی کرامت وعنایت دوچند ہوئی۔ اوسپر مزید لطف نبوی یہہ ہوا کہ جناب فاطمہ زہرا رض جناب مرتضی رض کے عقد مین آئین۔ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کی کیا انتہا اور جناب علی مرتضی رض کی بزرگی کی کیا حد ہوسکتی ہے۔ اسکے بعد جب آپ تخت خلافت پر متمکن ہوے اور عوام الناس آپکی طرف سے کشیدہ خاطر ہوکر آپسے باغی ہوگئے تو جو صحابہ کرام اسوقت بقید حیات تہے اس عام شورش کے دفع کرنے مین اونہون نے احادیث نبوی مشتہر کین اور حتی الامکان کوشش کی کہ عام اہل فساد احادیث نبوی اور جناب مرتضی کے فضائل ومناقب سنکر راہ راست پر آجاوین اور اس ہنگامہ کے فرو کرنے مین جسقدر

تیر تدبیر اونکے پاس تھے سب صرف کر دیئے۔ اسواسطے باب مناقب و فضائل مرتضوی نہایت وسیع ہوگیا۔ بعض احادیث حد تواتر کو اور بعض درجہ حسن کو پہونچ گیئن۔ بعد اسکے فریق مدعیان محبت اہل بیت نے اپنی طرف سے بہت سی موضوع حدیثین اضافہ کین۔

ہم سب سے اول چند حدیثین تبرکاً صحیح بخاری و مسلم سے نقل کرتے ہین۔

حدیث - حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضؓ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہ ہی جو مرتبہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر فرق یہہ ہی کہ میرے بعد کسیکو نبوت کا درجہ حاصل نہین یعنی جیساکہ وقت روانگی جناب موسیٰ علیہ السلام کے بجانب کوہ طور حضرت ہارون عؑ اونکی جگہہ خلیفہ ہوکر بنی اسرائیل کے نگران رہے ایسی ہی جناب رسول خداؐ جب غزوہ تبوک کو تشریف لیگیے تا واپسی آپکے جناب علی مرتضیٰ اہل بیت نبوی کے نگہبان رہے۔

حدیث - زر بن حبیش رضؓ سے روایت ہی کہ جناب علی رضؓ نے فرمایا قسم اوس ذات پاک کی جسنے ادنی دانہ سے درخت اوگایا اور روح پیدا کی نبی امیؐ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے بتاکید فرمایا ہی۔ اے علی رضؓ تمکو مرد ایماندار ہی چاہیگا اور منافق تم سے بغض رکھیگا۔ یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی۔

حدیث - صحیح بخاری مین بروایت براء بن عازب منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اے علی تم مجھسے ہو اور مین تمسے۔

حدیث - امام ترمذیؒ بروایت عمران بن حصین رضؓ نقل کرتے ہین کہ جناب رسول خداعؐ نے فرمایا علی مجھسے ہین اور مین علی سے ہون اور علی رضؓ ہر مرد مومن کے دوست و ناصر ہین۔

حدیث - سلمان رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا سب سے اول اسلام لانیوالے

اور سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھسے حوض پہ ملنے والے علیؓ ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ جناب حبیب رب العلمین نے حضرات علی۔ فاطمہ۔ حسنین رضی اللہ عنہم کے حق مین ارشاد فرمایا جس سے تم لڑو اوسکے واسطے مین بہی لڑائی ہون (یعنی لڑنے والا) اور جس سے تم صلح کرلو مین بہی اوسکے حق مین صلح ہون۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ جب مین نے آنحضرت صلعم سے کچھہ سوال کیا آپنے میرا سوال پورا کیا اور جب مین نے سکوت کیا تو میرے سوال سے قبل مجھکو عنایت فرمایا۔

حدیث۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ طائف کے دن حضور فخر رسل نے امیر المومنین علیؓ کو علیحدہ بلاکر دیر تک سرگوشی اور راز کی باتین کین۔ لوگون نے کہا۔ حضور نے بہت دیر تک اپنے چچیرے بہائی سے صلاح ومشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا مین نے کیا اونسے مخفی باتین کین بلکہ دراصل خدا ہی نے یہہ کیا۔

حدیث۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین۔ حضور نبی مکرم نے جناب علیؓ کو ایک لشکر کا سردار کر کے کسی مہم پر روانہ فرمایا مین نے سنا کہ حضور دونون ہاتہہ اوٹھائے دعا مانگ رہے تھے۔ خدایا۔ جبتک علیؓ کو بخیریت زندہ نہ دیکھہ لون مجھکو موت نہ آوے یہہ حدیثین ترمذی مین ہین

حدیث۔ امام احمد بروایت جناب ام سلمہؓ نقل کرتے ہین کہ حضور رسول خدا ارشاد فرماتے ہین جسنے علیؓ کو برا کہا اوسنے مجھکو برا کہا۔

حدیث۔ بروایت امام نسائی جناب علیؓ سے مروی ہے کہ حضور نبوی مین جو میرا مرتبہ تہا وہ کسیکو نہ تہا مین پچھلی رات تڑکے خدمت نبوی مین حاضر ہوتا اور حجرہ مبارک کے باہر سے کہتا السلام علیک یا نبی اللہ۔ پس اگر آپ کھنکھارتے تو مین واپس جاتا اور نہ حجرہ کے اندر داخل ہوتا

حدیث۔ جناب علی فرماتے ہین۔ ایکمرتبہ مین بیمار ہوا جناب رسول معظم میرے پاس تشریف لائے

مین اوسوقت شدت و تکلیف مرض مین یہہ دعا مانگ رہا تھا۔ خداوندا۔ اگر میری موت آن پہونچی ہے تو اس عذاب سے جلد نجات دیکر راحت نصیب فرما اور اگر ابھی زندگی کے دن باقی ہین تو یہہ مرض دفع کر اور اگر میرا امتحان او رجانچ ہے تو مجھکو صبر مرحمت فرما۔ حضور نے یہہ دعا سنکر فرمایا۔ تمنے ابھی کیا کہا۔ مین نے وہی الفاظ اعادہ کئے۔ آپنے مجھکو ایک لات ماری اور فرمایا یہہ دعا مانگ "خدایا مجھکو اس مرض سے شفا دے" جناب علیؑ فرماتے ہین کہ اوس دن سے آج کا دن ہے مجھکو وہ مرض پھر نہوا۔

حدیث۔ بروایات متعددہ حضرت ابن عمرؓ علیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا مین علم کا شہر ہون علیؓ اوسکے دروازہ ہین۔ ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہے جو شخص علم کا طالب ہو وہ علی کے پاس آوے اور ترمذی مین ہے مین حکمت کا گھر ہون اور علی اوس کا دروازہ۔

حدیث۔ حاکم بسند صحیح جناب علیؓ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا مجھکو حضور سرور عالم نے یمن کا عامل مقرر فرماکر روانہ کیا۔ چلتے وقت مین نے عرض کیا حضور مجھکو حکومت پر بھیجتے ہین اور مین تو ابھی جوان (ناتجربہ کار) ہون مجھکو یہہ بھی نہین معلوم کہ فیصلہ کرنا اور مقدمات طے کرنا کسکو کہتے ہین۔ آپنے اپنا دست مبارک میری سینہ پر پھیرا اور فرمایا۔ خداوندا علیؓ کے دلکو راہ نیک دکھا اوسکی زبان حق بات پر ثابت رکھنا" جناب علیؑ کا قول ہے کہ قسم اوس ذات پاک کی جو دانہ پھوڑ کر اوسمین سے درخت اُگاتا ہے مین نے دو شخصونکے درمیان کبھی کسی مقدمہ مین فیصلہ کرنے مین کسی طرح کا شک نہین کیا۔ (بلکہ کیسا ہی باریک اور اُلجھاؤ والا مقدمہ کیون نہو جب میرے روبرو پیش ہوا بے دھڑک و بلا تردد فیصل کردیا)

ایک روایت مین ہے اقضاکم علیؓ یعنی تم لوگو مین بڑے فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین

اسکا سبب اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ رسول معظم کی خدمت مین دو شخص اہل خصومت
حاضر ہوئے۔ ایک نے دعوی کیا۔ حضور میرے پاس ایک گدہا تہا اور اس شخص کے پاس ایک
بیل۔ اسکے بیل نے میرے گدہے کو مار ڈالا۔ حاضرین جلسہ سے ایک صاحب بول اوٹہے کہ جانور
بے زبان پر کیا ضمان تاوان ہے۔ حبیب اکرم نے فرمایا "اے علی۔ تم ان دونون مین تصفیہ
کردو"۔ جناب امیر نے فریقین سے سوال کیا۔ یہ دونون رسی مین بندہے تہے یا کہلے تہے یا
ایک بندہا اور ایک کہلا تہا۔ فریقین نے جواب دیا۔ گدہا بندہا تہا اور بیل چہوٹا ہوا تہا اور بیل کا
مالک اوسکے پاس تہا۔ آپنے حکم دیا بیل والے پر ضمان ہے گدہے کی قیمت اوسکے مالک کے
حوالہ کرے۔ جناب سرور الثقلین نے یہ فیصلہ پسند فرمایا اور یہی حکم جاری کیا۔

کسی نے جناب علی رضہ سے سوال کیا۔ کیا بات ہے جو آپ احادیث نبوی بہ نسبت دیگر صحابہ رضہ
کے زیادہ تر روایت کیا کرتے ہین۔ آپنے جواب دیا جب مین حضور سرور کائنات سے کوئی
بات پوچہتا حضور مجہکو جواب دیتے اور اگر مین آپکی خدمت مین خاموش بیٹہا رہتا تو آپ
خود مجہسے گفتگو شروع فرماتے۔

حدیث۔ بروایت ام المومنین جناب ام سلمہ رضہ منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم حالت غضب
مین ہوتے تو کسی کی مجال نہ ہوتی کہ حضور سے بات کرے مگر جناب علی رضہ اوس وقت بہی آنحضرت
سے کلام کرتے تہے۔

حدیث۔ حضرت ابن مسعود رضہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا۔ علی رضہ کیطرف
نظر کرنا عبادت ہے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا۔ جسنے علی کو دوست رکہا اوسنے مجہکو دوست رکہا اور جسنے علی سے بغض رکہا اوسنے مجہسے

بغض رکھا اور جسنے مجھسے بغض رکھا تو اوسنے اللہ جل شانہ سے بغض رکھا۔

حدیث - ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب صلعم نے حضرت علی مرتضی رض کو مخاطب کرکے فرمایا۔ ای علی رض تم موافق حکم قرآن شریف کے لڑوگے جیسا کہ اسوقت بھی میں بموجب حکم خدا کفار سے جہاد کیا۔

حدیث - جناب ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب نے ارشاد فرمایا۔ علی رض قرآن کی ساتھہ ہین اور قرآن انکے ساتھہ رہیگا یہانتک کہ دونون قیامت کے دن مجھسے حوض کوثر پر آملین۔

حدیث - زید بن ارقم رض کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے علی رض کے دروازہ کے سوا سب گھرونکے دروازے جو مسجد مین تھے بند کردینے کا حکم دیا اس باب مین تم مین سے کسی نے کچھہ کہا۔ واللہ مین نے اپنی طرف سے کسیکا دروازہ بند نہین کیا بلکہ مجھکو خدا کیجانب سے جیسا حکم ہوا مین نے اوسکی تعمیل کی۔

علامہ ابن حجر رح نے یہ پورا قصہ اس طرح بحوالہ زید بن ارقم نقل کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے مکانات جو مسجد سے متصل تھے اونکے دروازے مسجد کے اندر تھے اور آمد و رفت اون مکانونمین مسجد سے ہوکر تھی آنحضرت صلعم نے فرمایا سب کے دروازے ادھر والے بند کردو صرف علی رض کا دروازہ کھلا رہنے دو۔ چنانچہ اسکی تعمیل کی گئی اسپر صحابہ نے گفتگو کی تو آپنے وہ ارشاد فرمایا جو اوپر گذرا۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ اسی مضمون کی حدیث جناب ابوبکر رض کے مناقب مین وارد ہے اور ان دونون مین تعارض نہین۔ کیونکہ یہہ واقعہ زمانہ سابق کا ہے اور جناب ابوبکر رض کے بارہ مین جو ارشاد ہوا وہ وقت مرض الموت کے ہے۔

علامہ ابن حجر رح اس جگہہ بعد ذکر طرق ہر دو حدیث کے لکھتے ہین۔ ابن جوزی رح نے

یہہ حدیث موضوعات مین شمار کی ہے اور علت اسکی یہہ ذکر کی ہے کہ حدیث درباب جناب ابوبکر رضؓ صحیح ہے اور یہہ اوسکے مخالف ہے مگر ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہنے مین سخت خطا کی محض اپنے گمان و راے سے یہہ حکم دیدیا اور کثرت طرق روایت کو بالکل نہ دیکھا۔ باوجودیکہ دونون حدیثون مین باہم تطبیق ممکن ہے۔ بزار نے اپنی مسند مین لکھا ہے کہ حدیث علی رضؓ کے راوی اہل کوفہ ہین اور وہ جملہ روایات حسن ہین۔ ابوبکر رضؓ والی حدیث کے ناقل اہل مدینہ ہین اور حدیث بروایت ابوسعید خدری رضؓ سے (جو ترمذی مین ہے اور جسکے الفاظ یہہ ہین جناب سولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے اور میرے سوا کسیکو درست نہین کہ حالت جنابت مین مسجد سے ہو کر گذرے) دلیل صاف ہے کہ جناب علی رضؓ کا دروازہ آمد و رفت مسجد مین تہا۔ دراصل قصہ یہہ ہے کہ جناب علی رضؓ کے مکان کا دروازہ مسجد مین تہا اور دیگر صحابہ کے دروازے مسجد سے باہر ہی تہے جو بند کر دیئے گئے۔ انکے گہر کا راستہ اسی طرف تہا لہذا دروازہ قائم رہا اب خلاصہ اس توجیہ کا یہہ ہوا کہ دروازہ بند کرنے کا حکم دوبارہ ہوا ہے پہلی مرتبہ مین جناب علی رضؓ اس حکم سے مستثنی ہوے بار دوم مین جناب ابوبکر رضؓ کیونکہ صحابہ کرام کے گہر وٕن مین دو دوہرے دروازہ تہے مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر دوسری طرف بہی مگر جناب علی رضؓ کے گہر کا دروازہ صرف ایک ہی مسجد کے اندر تہا۔ جسوقت سب کے دروازے مسجد کی طرف والے بند کر دیئے گئے تو لوگون نے آسانی کیواسطے تاکہ مسجد مین نماز کے وقت آنے جانے مین سہولت ہو کہڑکیان لگالین۔ بار دیگر کہڑکیان بہی بند کر دی گئین صرف جناب ابوبکر رضؓ کے مکان کی کہڑکی جو مسجد مین تہی قائم رہی۔ (فتح الباری)

حدیث ۔ عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا جناب سولخدا صلعم نے۔ تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو (تین بار فرمایا) وہ مجہسے ہین اور مین اونسے۔ میرے بعد علی ہر مومن کے فریادرس و مددگار ہین

حدیث مین لفظ مولی وارد ہے اور مولی بمعنی اولی یعنی حقدار یا حاکم یا خلیفہ مراد لینا اور جناب علی رض کی خلافت بلا فصل جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ثابت کرنا۔ استعمال فصحا کے خلاف اور لغت سے بعید از قیاس ہے اس کی تحقیق صواعق محرقہ مین مذکور ہے

حدیث۔ انس رض سے مروی ہی کہ حضور سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا۔ مرد مومن کی نشانی اوسکے ایمان کی علامت علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

حدیث۔ جابر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔ علی رض نیکون کے امام و سردار ہین۔ قاتل کفار بدکار ہین جو انکی نصرت کرے وہ منصور ہی جو انکی ذلت کا خواہان ہو وہ ذلیل و مردود بارگاہ معبود ہے۔

حدیث۔ حضرت انس رض روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ علی رض جنت مین ایسے روشن و تابان ہونگے جیسے صبح کا ستارہ دنیا والون کو اپنی روشنی سے نورانی کر دیتا ہے۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰ حضور سرور عالم صلعم سے روایت کرتے ہین۔ علی ایماندارونکے یعسوب (سردار) ہین اور مال منافقونکا سردار ہے۔

حدیث۔ حضور سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔ چار شخص ہین جنکی محبت منافق کے دل مین نفاق کیساتھ جمع نہین ہوسکتی اور اونکو ایماندار ہی چاہیگا۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث۔ ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین مرض الموت مین باہر تشریف لائے۔ ہم لوگ فجر کی نماز مین تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ مین تم لوگو نمین کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑے جاتا ہون میری سنت سے قرآن شریف کو گویا کرو ہرگز تمہاری آنکھین نابینا نہ ہونگی اور کبھی تمہارے قدم صراط مستقیم سے الگ نہ پڑینگے اور جبتک تم دونونکو لئے

رہوگے کبھی تمہارے ہاتھہ قصور نہ کرینگے" پھر حضرات علی و عباس رضکے جانب اشارہ کرکے فرمایا۔ ان دونونکے حق مین نیکی اور خیر کی وصیت کرتا ہون جو شخص انکی حفاظت کریگا اور انکی ایذا رسانی سے اپنے ہاتھہ وزبان کو روکیگا قیامت کے دن اُسکو خداوند تعالی ایسا نور کرامت فرماویگا جسکی روشنی مین میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جاویگا۔

حدیث۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضسے روایت ہے کہ جب رسول خدا فتح مکہ سے فارغ ہوکر طائف مین تشریف لاے اور بعد محاصرہ سترہ یا اونیس راتونکے ایک روز آپنے خطبہ پڑہا تو بعد حمد وثنا کی ارشاد فرمایا "اے لوگو مین تمکو اپنی اہلبیت کے حق مین بھلائی اور نیکی کرنیکی نصیحت کرتا ہون۔ تم لوگ قیامت کو مجھسے حوض پر ملوگے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکی قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ تم لوگ نماز قائم رکھو۔ زکوۃ ادا کرتے رہو۔ ورنہ مین اپنی کسی آدمی کو تمپر مسلط کردونگا کہ وہ تمہاری گردنین قلم کردیگا" یہہ فرماکر جناب علی مرتضی رضکا ہاتھہ پکڑکر فرمایا۔ وہ شخص یہی ہے۔

حدیث۔ جناب علی رضفرماتے ہین۔ حضور سرور کائنات کسی باغیچہ مین تشریف رکھتے تھے کہ مجھکو طلب فرمایا اور ارشاد کیا۔ واللہ مین تمسے راضی ہون تم میرے بھائی ہو۔ میرے لڑکون کے والد مشفق۔ میرے طریق پر قتال وجدال کرنا۔ جو کوئی میرے قول وقرار پر مرا وہ جنت کے خزانونمین ہی اور جو تمہارے عہد پر مرا اوسنے بھی اپنا کام پورا کرلیا اور جو شخص تمکو تمہارے بعد چاہیگا اوسکا خاتمہ ایمان پر اور تا قیامت امن کے ساتھہ ہے۔

ثناو توصیف از اقوال صحابہ کرام

حضرت عمر فاروق رضنے جناب علی مرتضی کی شان مین فرمایا۔ علی ہم لوگونمین بڑے فیصلہ

کرنیوالے ہین حضرت ابن مسعود رض کا قول ہے۔ اہل مدینہ مین آپ اچھے قاضی اور حکم کرنیوالے ہین حضرت ابن عباس رض نے فرمایا۔ اگر کوئی معتمد شخص ہمارے سامنے جناب علی رض کے فتوے اور احکام بیان کرے تو ہم مقدمات مین انسے باہر کوئی فتویٰ نہ دینگے۔ جناب فاروق رض جس امر دشوار اور مقدمہ پیچیدہ مین کہ جناب علی رض کی رائے نہ ہوتی اس سے پناہ مانگتے تھے۔

جناب فاروق رض سے منقول ہے۔ جناب علی رض کے ماسویٰ صحابہ مین کوئی ایسا نہ تھا جسکا یہ قول ہو کہ مجھسے سوال کرو۔

حضرت ابن مسعود رض کہتے تھے۔ اہل مدینہ مین علم فرائض کے عالم اور کار قضا و افتا مین جناب علی رض سب سے اعلیٰ ہین۔ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض کے سامنے آپکا ذکر آگیا تو فرمایا سنت کے بڑے عالم علی رض ہین مسروق کا قول ہے جناب رسول خدا کے اصحاب کو جو علم حاصل ہے وہ حضرات عمر۔ علی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہم تک منتہی ہوتا ہی (راقم۔ اگر اس علم سے علم باطنی مراد ہو تو بہت موزون ہی) عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہین جناب علی رض کو ملکہ راسخہ علم مین حاصل تھا۔ قدامت اسلامی۔ آنحضرت صلعم کی دامادی کی فضیلت۔ احادیث نبوی کی سمجھ بوجھ۔ جنگ کفار مین علوی شان۔ مال مین سخاوت آپکی ذات بابرکات مین مجتمع تھے حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین جس جگہ قرآن مجید مین یا ایہا الذین آمنوا کا لفظ ہی جناب علی رض اس مین ضرور شامل ہین بلکہ اس باب مین گویا آپ اسکے امیر و سردار ہین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جناب علی رض کو تین چیزین ایسی بے نظیر عطا ہوئین کہ اگر مجھکو اونمین سے ایک بھی مل جاتی تو سرخ اونٹونسے زیادہ محبوب ہوتی۔ کسی نے سوال کیا وہ کون سی ہین۔ جواب دیا۔ جناب سید المرسلین صلعم کی صاحبزادی اونکی عقد مین آئین اون کے واسطے مسجد مین رہنا جائز ہے۔ بروز فتح خیبر حضور سرور عالم صلعم نے علم عنایت فرمایا۔

روایت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیؓ کوفہ مین داخل ہوے ایک حکیم عرب کا باشندہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا۔ واللہ اے امیر المومنین۔ آپکی ذات پاک سے خلافت کو زینت حاصل ہوئی۔ خلافت نے کچھہ آپکی زینت دوبالا نہ کی بلکہ آپکے وجود باجود سے خلافت کا مرتبہ عالی ہوگیا۔ کچھہ آپکی عزت اس سے افزون نہ ہوئی۔ بیشک خلافت آپ ایسے خلیفہ کی محتاج تھی مگر آپکو کچھہ اسکی پرواہ نہ تھی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہین مین نے اپنے باپ سے کہا کہ جناب علیؓ و معاویہؓ کا کچھہ حال بیان کیجیے۔ جواب دیا۔ جناب علی مرتضیٰ کے دشمن بہت تھے اونھون نے بہت کچھہ آپکے عیوب و نقائص ڈھونڈے مگر ایک بات بھی قابل گرفت ہاتھہ نہ آئی۔ لاچار ایسے شخص کے پاس پہونچے جو آپ سے جنگ و جدال و قتال کرچکے تھے۔ ان دشمنون نے اونکو اپنے جال مین پہانس لیا۔ (حاصل یہہ ہے کہ امیر معاویہؓ آپ کے برخلاف تھے لہذا دشمنون نے موقع پاکر انکو ملا کر اپنا ہمزبان و ہم خیال بنالیا۔) (صواعق محرقہ)

ازالۃ الخفا مین احادیث متذکرہ بالا کے علاوہ جو احادیث فضائل مرتضوی مین لکھی ہین اونمین سے ہم کچھہ حدیثین اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے ابو عبداللہ جدلی سے فرمایا۔ کیا تم لوگونمین ایسے بھی ہین جو حضور سرورکائنات کو گالی دیتے ہین۔ اونھون نے جواب دیا۔ معاذاللہ ایسا کون ہے ام المومنین نے فرمایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جسنے علیؓ کو گالی دی اوسنے مجھکو گالی دی

روایت ہے کہ ایک شخص شامی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور جناب علیؓ کو برا کہنے لگا۔ آپنے اوسپر سنگریزے پھینک مارے اور فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ کو ایذا دی۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے جسنے اللہ اور اوسکے رسولؐ کو ایذا دی اوسپر دین و دنیا مین

خدا لعنت اوتارتا ہی اور اوسکے واسطے عذاب رسوائی کا ہے۔ اگر نبی اکرم اسوقت زندہ ہوتے تو ضرور تیرے کلام سے ایذا پاتے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ۔ مین نے عرض کیا ای رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہین ہین۔ فرمایا۔ مین سردار و سید اولاد آدم ہون اور علی سید العرب ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص کو محبوب ہو کہ میری سی زندگی پاوی اور میری سی موت کی تمنا اوسکو ہو اور جنت خلد کی جسکا وعدہ پروردگار عالم نے کیا ہی آرزو رکھتا ہو تو وہ علی کا دوست بن جاوے۔ علیؓ تمکو ہرگز راہ حق سے نہ الگ کرینگے اور کبھی چاہ ضلالت مین نہ ڈالین گے۔

جناب علیؓ فرماتے ہین۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ اس آیت مین قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانیوالے جناب رسول خدا ہین اور مین ہادی ہون۔

حدیث۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور اونسے فرمایا۔ اے فاطمہ مین اور تو اور یہہ مرد سونے والا۔ (حضرت علیؓ) اور یہہ دونون (حضرات حسنینؓ) قیامت مین ایک جگہہ ہونگے۔

حدیث۔ ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول معظم نے فرمایا مین نے جناب باری سے دعا مانگی تھی کہ جس شخص کو مین اپنی بیٹی بیاہ دون یا جن عورتوں سے مین خود نکاح کرلون وہ سب میرے ساتھہ جنت مین ہون خداوند تعالی نے یہہ دعا میری قبول فرمائی۔

حدیث۔ عبد اللہ بن سعدؓ راوی ہین کہ جناب خاتم النبیین نے فرمایا ہے۔ میرے پاس خداوند تعالی نے تین مرتبہ وحی بھیجی کہ علیؓ مومنون کے سردار۔ پرہیزگارونکے امام میری امت کو

یکجا کر کے جنت مین لیجانے والے ہین۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین۔ مین ایک روز حضور اقدس کے ہمراہ مدینہ کے کوچون مین سیر کر رہا تہا۔ آپکے دست مبارک مین میرا ہاتہہ تہا۔ سیر کرتے کرتے ہم دونون ایک باغ مین داخل ہوی مین نے باغ کی نظافت و شادابی دیکہکر عرض کیا۔ حضور کیا ہی نفیس باغ ہے۔ ارشاد پاک ہوا۔ اے علی۔ تمہارا باغ جنت کا اس سے زیادہ شاداب ہی۔

حدیث۔ جناب علی رضؓ فرماتے ہین کہ مین ایک دفعہ بیمار ہوا حضور سرور دوجہان میری عیادت کو تشریف لاے۔ مین لیٹا ہوا تہا آپ مجہسے تکیہ لگا کر بیٹہہ گئے اور اپنی چادر مجہکو اوڑہا دی جب حضور نے دیکہا کہ مجہکو کچہہ تسکین ہی مسجد مین تشریف لیگئے اور بعد نماز پہر تشریف لاے اور مجہپر سے چادر اوٹہا کر فرمایا۔ ای علی۔ اوٹہو۔ مین اوٹہہ بیٹہا گویا کوئی شکایت ہی مجہکو نہ تہی پہر آپنے فرمایا مین نے جو دعا خدا سے مانگی اوسنے قبول فرمائی اور مین نے کبہی کوئی دعا خاص اپنے واسطے نہین مانگی مگر تمکو اوسمین ضرور شریک کر لیا۔

حدیث۔ امیر المومنین جناب مرتضوی رضؓ سے مروی ہے کہ سردار دوجہان محبوب ایزد سبحان نے ارشاد فرمایا۔ اے علی رضؓ تم بہشت برین مین ایک خزانہ کے مالک ہوگے اور تم جنت کے دونون سرے محافظ اور صاحب ہوگے۔ خبردار (محرمات پر) ایک نظر کے پیچہے دوسری نظر کبہی نہ لگانا۔ نظر اول (جو بلا قصد ہو) تمہارے واسطے حلال و جائز ہے اور نظر ثانی (جو قصداً ہو) وہ تمہارے حق مین وبال ہے۔ راقم۔ اسی معنی مین یہہ شعر ہے۔

دو چیز مفت جلالست و ہم بشرع درست	سرود خانہ ہمسایہ حسن رہگذرے

حدیث۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہین کہ جناب علی رضؓ کو چار فضائل حاصل ہین جو کسی مین نہین جملہ اہل عرب و عجم مین آپ اول وہ شخص ہین جسنے حضور سرور عالم کے ساتہہ نماز پڑہی آپ ہر غزوہ مین

لشکر نبوی کے علم بردار رہے۔ آپؓ غزوہ احد مین جناب رحمۃ للعالمین ؐ کے ساتھہ رہے اور لوگونکی
قدم اوکھڑ گئے تھے مگر آپ صبر و استقلال کے ساتھہ معرکہ جنگ مین ثابت قدم رہے۔ آپؓ نے
آنحضرتؐ کو بعد وفات شریف غسل دیا اور قبر مین اوتارا۔

حدیث۔ ام المومنین جناب ام سلمۃؓ فرماتی ہین۔ مین بقسمیہ کہتی ہون کہ علیؓ کا درجہ حضور نبوی
مین بہت بڑا تھا حضور شفیع المذنبین کی رحلت کے دن کا قصہ ہی کہ ہم لوگ حضور کی عیادت کو
گئے ہوی تھے وقت صبح کا تھا۔ آپ بار بار فرماتے تھے۔ کیا علیؓ آگئے۔ کیا علی آگئے۔ بی بی
فاطمہؓ نے عرض کیا۔ کیا آپنے اونکو کسی کام کو بھیجا ہے۔ (ابھی تو وہ نہین آے) بعد کچھ دیر کے
جب علیؓ آگئے تو مین نے خیال کیا کہ حضور علیؓ سے کچھہ فرمائینگے لہذا یہان تخلیہ ہو جانا چاہیے
اس خیال سے ہم لوگ ادہرادہر ہو گئے۔ مین دروازہ کے قریب بیٹھہ گئی۔ جناب سرکار کائنات
علیؓ کی طرف جھک گئے اور دونو مین کچھہ مشورہ و صلاح ہوتی رہی۔

حدیث۔ انسؓ کہتے ہین کہ مین حضور نبوی کی خدمت گذاری مین رہا کرتا تھا۔ ایک روز
کسی نے ایک جوزہ مرغ بریان آپکو ہدیہ بھیجا۔ آپنے فرمایا۔ خداوندا۔ اپنے محبوب ترین مخلوق سی کسیکو
بھیجدے جو میرے ساتھہ یہہ گوشت کھاوی۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ خدا کرے
وہ شخص انصار مین سے ہو۔ اتنے مین جناب علیؓ آگئے۔ مین نے کہا۔ جناب نبی اکرم اسوقت
کسی کام مین ہین۔ حضرت علیؓ واپس گئے۔ پھر دوبارہ آے اور اذن چاہا۔ حضور نے حکم دیا کہ
دروازہ کھول دو اور انکو آنے دو۔ پھر مجھسے فرمایا۔ تم نے ایسا کیون کیا۔ مین نے عرض کیا۔
حضور مین نے آپکی دعا سنکر یہہ چاہا تھا کہ جو شخص آپکو مطلوب ہے وہ میری قوم سے ہو۔ آپنے
فرمایا! ٹھیک ہے ہر شخص اپنی ہی قوم کو چاہتا ہی۔ یہہ روایت ترمذی نے اگرچہ بسند غریب نقل کی
ہے مگر اسکی تائید اور روایات سے اسقدر ہوگئی ہے کہ اسکی غرابت جاتی رہی۔

خصائل حمیدہ و اوصاف پسندیدہ

قادر توانا خالق ارض و سما نے ہمارے ممدوح آقاے ذی وقار کی اصل فطرت مین وہ کمالات امانت رکہی تہے جو خواص افراد بنی آدم اور اشراف جال نوع انسان مین ہوتے ہین۔ اسیواسطے آپ جامع اخلاق حسنہ تہے شجاعت و قوت۔ حمیت۔ وفا وغیرہ اوصاف مین آپکو کامل حصہ عنایت ہوا تہا۔ پہر جود آلہی نے ان اخلاق سنیّہ کو اپنی مرضیات مین صرف کیا اور فیض مبدا فیاض شامل حال ہوکر باعث ترقی مقامات عالیہ ہوا۔

شجاعت۔ آپکو خداداد طاقت و شجاعت تہی اگر آپکی شجاعت کے قصے لکہے جاوین تو ایک دفتر ہوجاوے بطور نمونہ دو چار روایات ہدیہ ناظرین ہین۔ باقی اپنے موقع پر ندکور ہونگے آپ شجاعت مین سب پر مقدم اور شجاعان طبقہ اولی مین ہین۔ جملہ بہادران عرب مین ایک فرد کامل و ممتاز ہین۔ آپکو بہادران زمانہ مانتے تہے۔ ابتک آپکی شجاعت کی وہ شہرت ہے کہ جب دلیرون بہادرون کا ذکر آتا ہے آپ کا نام نامی سب مین اول ہوتا ہے جناب علی رضؓ سے منقول ہے کہ جس ذات پاک کے قبضہ مین ابن ابی طالب کی جان ہے اوسکی قسم کہا کر کہتا ہون کہ ہزار ہا ہتہ تلوار کے مارون اور لڑائی مین مارا جاؤن یہہ مجھکو بہت آسان و مرغوب ہے اس بات سے کہ بستر پر پڑے پڑے جان دون۔

ایک عرب کا قول ہے۔ جب ہم لوگ کسی لڑائی مین لشکر لیکر نکلتے اور جس لشکر مین آپ ہوتے اوس لشکر سے مقابلہ ہوتا تو ہم لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہوجاتے اور ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگتے تہے۔

منقول ہی کہ جناب علی رضؓ نے امیر معاویہ رضؓ سے کہا۔ تم نے لوگونکو لڑائی کیواسطے بلایا ہے

اب ان سب کو تو الگ رہنے دو اور آؤ ہم تم دونون آپس مین ایک دوسرے سے نبٹ لین تا کہ لوگ واقف ہوجاوین کہ ہم تم دونون مین کسکا آئینہ دل زنگ کدورت سے صاف ہے اور کسکی آنکھونپر پٹی بندہی ہے ۔ مجھکو تو تم خوب جانتے ہو کہ مین ابوالحسن ہون ۔ تمہارے دادا ماموں بھائی کو بدر کے دن کیسا کچل کچل کر مارا ہے ۔ میری یہہ تلوار وہی ہے اور مین ایسے ہی قوی دل سے دشمن کا مقابل ہوتا ہون ۔

مروی ہی کہ کسی نے آپ سے سوال کیا ۔ اے علی ؓ مین موقع جنگ مین آپ کہان ملین گے جواب دیا ۔ وقت آغاز جنگ کے جس جگہہ مجھکو چھوڑوگے اوسی مقام پر پاؤگے ۔ (یعنی مین قدم جما کر ایک جگہہ لڑتا ہون) یہہ آپکے کمال ثبات واستقلال کی دلیل ہے ۔

کسی نے آپسے پوچھا ۔ آپ کسطرح بڑے بڑے بہادرونکو قتل کر ڈالتے ہین ۔ فرمایا ۔ مین جسوقت دشمن سے قریب ہوتا ہون تو یہہ فرض کرلیتا ہون کہ ضرور اسکو قتل کرونگا اور میرا مقابل بھی جان جاتا ہے کہ علی مجھکو مار لینگے ۔ بس مین اور اوسکی پست ہمتی دونون ملکر اوسکے قتل کا باعث ہوتی ہین ۔

مصعب بن زبیر ؓ کہتے ہین ۔ جناب علی ؓ لڑائی کیوقت نہایت ہوشیار اور چالاک رہتے تھے ۔ ہوش وحواس قائم رکھتے تھے ۔ لڑائی کے داؤن گھات خوب یاد تھے کسیکو قدرت نہ ہوتی تھی کہ آپ پر قابو پاسکے ۔ آپکی زرہ صرف آگے کی جانب تھی اور پشت خالی رہتی تھی کسی نے آپسے کہا ۔ کیا آپکو اس بات کا اندیشہ نہین کہ دشمن پس پشت آکر آپ پر حملہ کرے اور نصیب دشمنان کوئی صدمہ پہونچاے ۔ فرمایا ۔ اگر مین اس حالت کو پہونچ جاؤن اور ایسا غافل وبدحواس ہوجاؤن کہ دشمن میری پیچھے آکر مجھپر وار کرے اور مین اسکو اتنی مہلت دون تو ایسے وقت تک خدا مجھکو زندہ نہ رکھے ۔ (مستطرف)

وفا۔ آپ مین ایک امر خلقی تہی جسکی بدولت مقام محبت آپکے واسطے مرحمت فرمایا گیا یہہ معنی احادیث متعدد سے ثابت ہین۔ آپ کا محبوب خدا و رسول ہونا اور خدا و رسول کا آپکے محبوب ہونا دلائل واضحہ سے ظاہر ہے۔

مقابلہ اعدا و دفع دشمنان خدا۔ (یہہ شجاعت کا ثمرہ ہے) اور یہہ آپکے سوابق اسلامیہ کے متعلق ہے اور آخرت مین اسکا نتیجہ عجیب و غریب مرحمت ہوگا۔ آیہ کریمہ۔ ھذان خصمان اختصموا الخ۔ آپکے حق مین اور آپ کے دیگر رفقا کی شان مین نازل ہوئی ہے۔

صحیح بخاری مین جناب علی رضہ سے مروی ہے کہ مین قیامت کیدن خدا کے روبرو زانو کے بل کہڑا ہوکر اپنے مخالفین سے مخاصمت کرونگا قیس کا قول ہے کہ آیت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم۔ جنگ بدر کے مجاہدین جناب حمزہ۔ علی۔ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ۔ عتبہ بن ربیعہ۔ ولید بن عتبہ کا فران قریش کے باب مین نازل ہوئی ہے

سختی۔ دلیری کسیکی پرواہ نہ کرنا۔ خدا کے کام مین لحاظ قرابت کرکے اوسکے کام سے باز نہ رہنا ان امور کے ذریعہ سے آپ امر منکر و مکروہ سے لوگونکو روکتے رہے۔ بیت المال کی حفاظت کی اوسکو خدا کے کامومین صرف کیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ اے لوگو۔ علی کی شکایت میرے سامنے نہ کرو وہ تو خدا کی راہ اور اوسکے کامومین بڑے سخت ہین۔

اپنی قوم کی حمایت۔ اپنے بہائیون کی طرفداری و حفاظت مثلاً اپنے کسی بہائی کے مرتبہ و منصب قائم ہونے مین سعی و کوشش بلیغ کرنا اور اوسکی نصرت مین ہمت قوی سے کام لینا یہہ خصلت خواص قوم اشراف مین ہوتی ہے جب برہنمائی فیض الٰہی داعیہ اشاعت اسلام و اعلاء کلمۃ اللہ آپکی ذات مقدس مین پیدا ہوا آپنے اس خلقی عادت سے کام لیا اور اس معنی عقلی کو آپنے خارج مین ظاہر کر دکہایا اسکا اثر عجیب و مقام غریب حاصل ہوا کہ اخوت رسول۔

موالاۃ۔ (دوستی ونصرت) یا دیگر الفاظ وصی۔ یا وارث سے تعبیر کر سکتے ہین۔ (در باب موالاۃ احادیث اوپر گذرین) جناب علی مرتضیٰ حضور پر نور کے حین حیات فرماتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول خدا مر جاوین یا مقتول ہون تو کیا تم اپنے پیچھے اولٹ پڑوگے۔ واللہ باللہ۔ ہم دین اسلام چھوڑ کر اولٹے پائون کبھی نہ پھرینگے۔ ہمکو تو خدا نے راہ حق دکھلا دی۔ اگر ہمارے رسول مر جائین یا مارے جائین تو ہم بھی تا زیست خود کفار سے لڑے جائینگے اور جس بنا پر حضور جہاد کرتے ہین ہرگز یہہ طریق ترک نہ کرینگے۔ مین آنحضرت صلعم کا بھائی۔ ولی۔ دوست و ناصر ہون۔ علم نبوی کا وارث ہون۔ اس باب مین مجھسے زیادہ حقدار کون ہی۔ (ازالۃ الخفا)

زھد۔ خواہش نفسانی کو حقیر و ذلیل کہنا اور اوسکے پیچھے نہ جانا اور خلاف خواہش نفس عمل کرنا۔ منقول ہے کہ امیر معاویہ نے ضرار سعدی سے کہا جناب علی مرتضیٰ کے کچھہ مناقب بیان کرو۔ اونھون نے جواب دیا۔ امیر المومنین مجھکو اس کام سے معاف فرماوین۔ آپ نے باصرار فرمایا کہ بیان کرو۔ ضرار نے کہا جب امیر المومنین کی اسدرجہ تاکید ہے تو مین عرض کرتا ہون۔ بخدا اے لانیرال جناب علی مرتضیٰ کے علو شان کی انتہا نہ تھی۔ آپ سخت قوتون والے تھے۔ آپکا کلام حق فیصل (دو ٹوک بات) تھا۔ عدل و انصاف کے ساتھہ حکم کرتے تھے۔ چشمہ علم تھے کہ آپ سے علم مثل پانی کے جاری تھا۔ آپکے جملہ حرکات وسکنات سے حکمت و دانائی ٹپکتی تھی۔ دنیا کے سبز و شاداب باغ سے وحشت۔ تاریک شب اور اوسکی وحشت سے الفت تھی۔ خوف الٰہی مین سدا دیدۂ حق بین اشکبار رہتے۔ فکر آخرت مین ہمیشہ ڈوبے ہوے۔ لباس مختصر بقدر ضرورت آپکو پسند تھا۔ غذاے نفیس کی رغبت نہ تھی بلکہ طعام فقیرانہ پر قناعت تھی۔ ہم لوگون مین بلا امتیاز مراتب مثل ایک معمولی شخص کے رہا کرتے تھے۔ جب ہم کسی حاجت مین آپکو یاد کرتے فوراً مستعد ہوتے اگر ہم آپسے طالب انتظار ہوتے تو آپ انتظار کرتے۔ آپکی ہیبت و رعب و جلال اس درجہ تھا کہ ہم

غالب تھا کہ باوجود اس قرب و مزاج دانی کے کسیکا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ آپسے ہم کلام ہوتا۔ آپ اہل دین کی عظمت رکھتے۔ مساکین کو اپنے قریب کرتے تھے۔ کوئی قوی شخص امر باطل مین آپسے طمع نہ رکھتا ضعیف و بیکس آپکے عدل سے ناامید نہ ہوتا۔ (عبادت و شب بیداری کا یہ حال تھا کہ) مین نے بچشم خود بعض اوقات دیکھا ہے کہ شب تاریک نے اپنی ظلمت سے تمام عالم کو ڈھانک لیا اور تارے غائب ہو گئے مگر آپ ایسے وقت عالم تنہائی مین اپنی ریش مبارک پکڑے محراب مسجد مین کھڑے ہو کر خوف الٰہی سے بیچین و بیقرار مثل خوف زدہ کے تڑپ رہے ہین۔ آپکے رونیکی دردناک آواز احیاناً کان مین پڑ جاتی تو معلوم ہوتا کہ آپ یہ فرما رہے ہین "اے دنیاے غدار مکار تو اور لوگونکو جاکر فریب دے۔ تو اپنا حسن و جمال طمع کیا ہوا مجھپر پیش کرتی ہے اور مجھکو اپنا عاشق و فریفتہ بنانا چاہتی ہے کمبخت یہہ بات نہوگی نہ ہونی ہے مین تو تجھکو طلاق بائن دیچکا اور اب رجوع نہین کرنے کا۔

ناز و انداز ترا مجھکو عروس دنیا	باعث فتنہ ہو کیونکر جو نہ دیکھون تجھکو
خوشہ چین ہو مرے خرمن کا اگر پروین بھی	نیم جو کی بھی عوض مول نہ لون مین اوسکو

اے نالائق دنیا۔ تیری عمر کوتاہ اور تو بالکل بے قدر ہے۔ افسوس۔ سفر دور و دراز درپیش اور راہ وحشتناک ہے اور آہ زاد آخرت قلیل ہے" حضرت امیر معاویہ یہہ سنکر رو دیئے اور اوس جلسہ مین کوئی ایسا نہ تھا جسکے آنسو نہ جاری ہوں پھر فرمایا۔ واللہ ابوالحسنؓ ایسے ہی تھے خدا اونپر رحم فرماوے۔ اے ضرار تمکو اونکا غم کس درجہ ہوگا ضرار نے کہا امیرالمومنین

اگر دست از دہان آہ آتشبار بر دارم	مشبک ہمچو مجمر میتوانم ساخت گردون را

بس یہہ سمجھ لیجئے کہ جیسے کسی عورت کا اکلوتا لاڈلا بیٹا اوسکی آنکھونکے سامنے اور اوسکی گود مین ذبح کر دیا جاوے تو اوس دکھیاری غم کی ماری کے نہ آنسو تھمتے ہین نہ اوسکے رنج و غم کی کوئی

انتہا ہوتی ہے یہی حالت میری ہے۔ (مستطرف)

لباس۔ عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہین مین نے جناب علی مرتضیٰ رض کو دیکہا کہ آپ ایک موٹا کرتا پہنے تہے اوسکی آستین ایسی تہین کہ جب آپ کہینچتے تو ناخن تک پہونچ جاتین اور چہوڑ دیتے تو نصف کلائی تک ہوتین۔

ورع و تقویٰ۔ شبہات سے پرہیز رکہنا اسدرجہ آپکے مزاج مین تہا کہ حضرت ام کلثوم آپکی صاحبزادی نقل کرتی ہین کہ ایک دفعہ کوئی شخص آپکی خدمت مین ترنج لایا۔ اوسمین سے ایک ترنج آپکے صاحبزادہ امام حسن یا امام حسین رض نے اوٹہا لیا۔ آپنے اون کے ہاتہہ سے لے لیا اور اوسکو بہی تقسیم کر دیا۔

مروی ہے کہ اموال غنیمت مین آپکا دستور بالکل موافق عادت جناب ابوبکر کے تہا جسوقت جو مال آتا فوراً تقسیم فرماتے اور بیت المال مین نہ رکہتے البتہ اگر نا وقت ہوتا اور تقسیم کرنے مین تکلف ہوتا تو بمجبوری دوسرے دن پر رکہہ چہوڑتے اور یہہ فرمایا کرتے تہے "اے دنیا مین تیرے فریب مین نہ آونگا تو اور لوگونکو دہوکا دے"۔ اموال غنیمت مین سے کبہی کوئی چیز اپنے واسطے خاص نہ کی بلکہ جملہ اہل اسلام اوسمین شریک ہوتے کبہی کسی عزیز قریب کے دینے مین تخصیص نہ کی حکومت پر دیانت دار امین اشخاص مقرر فرماتے اور اگر کسی عامل کی شکایت درباب خیانت آپکے گوش گذار ہوتی فوراً اوسکو یہہ آیۂ کریمہ لکہہ بہیجتے۔ قد جاءتکم موعظۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین وما انا علیکم بحفیظ۔ اس آیت کے بعد یہہ ارقام فرماتے۔ جسوقت میرا خط تمکو پہونچے جو تمہارے ہاتہہ مین کام ہے اوسکی حفاظت کرنا اور جب میری طرف سے دوسرا شخص تمہاری جگہہ پہونچ جاوے تو یہہ حکومت اوسکے

سپرد کر دینا۔ یہہ مضمون ختم کرکے آپ آسمان کی طرف نگاہ اوٹھا کر جناب باری مین التجا کرتے خداوندا۔ تو دانا بینا ہے مین نے اپنے عمال کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہین دیا اور نہ تیرے حقوق ترک کرنیکو کہا ہے۔

مروی ہی کہ ایک مرتبہ آپنے جملہ سامان بیت المال سے نکالکر مستحقین پر تقسیم کر دیا بعدہٗ مکان مین جہاڑو دلوا کر اس امید پر نماز پڑہی کہ یہہ جگہہ قیامت مین آپکے واسطے گواہ ہو۔

بروایت عاصم بن کلیب منقول ہی کہ ایک دفعہ اصبہان سے مال آیا۔ آپنے اوسکے سات حصہ مساوی کیے۔ منجملہ اموال ایک روٹی بہی تہی۔ اوسکے بہی سات ٹکڑے کرکے ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا رکہہ دیا اسپر بہی بکمال احتیاط قرعہ ڈالا کہ کسکو حصہ اول دیا جاوے۔ (اللہ اللہ یہہ کمال ورع و تقویٰ ہے)

منقول ہی کہ جناب علی م نے فرمایا۔ مجھکو تمہارے اموال غنیمت مین سے بجز اس ایک شیشہ کے اور کچہہ نہ ملا۔ یہہ بہی ایک دہقان نے ہدیۃً بہیجا ہے۔ بعد ازان آپ بیت المال مین تشریف لیگئے اور جسقدر سامان تہا سب مسلمانون پر تقسیم کر دیا پہر فرمایا۔ وہی شخص خلاص ہوا جسکے پاس صرف ایک ٹوکری کہجور کی ہو اور دن مین ایک مرتبہ کہجور نکالکر کہا لیا کرے اور بس۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علی مرتضیٰ ع ممبر پر تشریف فرما تہے۔ آپنے فرمایا۔ کوئی شخص یہہ میری تلوار مجھسے خرید لے۔ اگر میرے پاس اسوقت اتنے دام ہوتے کہ مین ایک تہ بند خرید لیتا تو تلوار کو ہرگز نہ بیچتا۔ یہہ سنکر ایک صاحب اوٹہے اور کہا مین آپکو ازار کی قیمت قرض دیتا ہون۔

صبر بر تنگی معاش - اپنی ذات پر سختی و تکلیف گوارا کرنا اور فقر و فاقہ مین راضی رہنا۔

مروی ہی کہ آپنے اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد سے فرمایا تہا کہ اے امان جان۔

آپ گھر کے باہر کے کام جیسے پانی بھرنا اور دیگر ضروریات وغیرہ بہم پہونچانا کرلیا کرین۔ آپکی بیوی گھر کے اندر کے کام کاج۔ چکی پیسنا آٹا گوندھنا۔ روٹی پکانا وغیرہ وغیرہ کرلیا کرینگی۔

ضمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر گھر کا کام تو بی بی فاطمہؓ کے تعلق کر دیا تھا اور باہر بازار ہاٹ کا سودا سلف لانا جناب علیؓ کے سپرد فرمایا تھا

امام احمدؒ جناب علیؓ سے روایت کرتے ہین کہ جناب خلاصۃ الاصفیا احمد مجتبی محمد مصطفےٰ نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کا عقد میرے ساتھہ کر دیا۔ ایک دن مین نے اپنی بیوی سے کہا اب تو پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ تمہارے باپ کے پاس قیدی غلام ہوکر آئے ہین تم جاکر ایک خادم حضور سے مانگ لاؤ۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا سچ ہے خدا کی قسم۔ چکی چلانے سے میرے ہاتھہ مین بھی چھپولے پڑ گئے ہین۔ یہہ کہکر آپ خدمت نبوی مین حاضر ہوئین۔ آنحضرت صلعم نے بکمال مہربانی فرمایا بیٹی۔ کیا تم کسی ضرورت سے آئی ہو۔ بی بی فاطمہؓ سوال کرتے شرمائین۔ جواب دیا۔ صرف حضور کے سلام کو چلی آئی تھی۔ یہہ کہکر بدون درخواست غلام واپس آئین۔ مین نے پوچھا۔ کہو کیا کر آئین۔ جواب دیا۔ مین شرم کی وجہہ سے سوال نہ کرسکی۔ پھر ہم دونون میان بیوی خدمت نبوی مین پہونچے۔ مین نے عرض کیا۔ حضور پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ جناب فاطمہؓ نے بھی کہا۔ چکی کھینچنے سے میرے ہاتھہ مین آبلے پڑ گئے اب خداوند تعالیٰ نے فراخی بخشی ہے اور حضور کے پاس لونڈی غلام آئے ہوئے ہین ایک ہمکو بھی عنایت ہو۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ واللہ۔ تمکو تو مین انمین سے ہرگز نہ دونگا کیونکہ اہل صفہ فقرا و مساکین آج کل بھوکے ہین اور میرے پاس کچھہ نہین کہ اونکے کھانے کو دون البتہ یہہ لونڈی غلام فروخت کرکے انکی قیمت اہل صفہ کے کھانے مین صرف کرونگا۔ یہہ سنکر ہم دونون واپس آئے۔ اسکے بعد جناب سرور عالم

ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم دونون اپنی خوابگاہ مین تھے اور ایک چھوٹی چادر اوڑھ لی تھی۔ وہ اسقدر کوتاہ تھی کہ اگر سر چھپاتے تو پائون کھل جاتے اور اگر پائون ڈہانکتے تو سر کھلے رہتے ہم دونون حضور کو دیکھکر اوٹھنے لگے۔ آپنے فرمایا۔ لیٹے رہو۔ مین تمکو ایک امر خیر تعلیم کرتا ہون جو تمہارے واسطے خادم سے زیادہ مفید ہے۔ مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم کیا ہے۔ وہ یہہ ہے کہ ہر نماز پنجگانہ کے بعد سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر دس دس بار کہہ لیا کرو اور سوتے وقت سبحان اللہ۔ ۳۳ بار۔ الحمد للہ۔ ۳۳ بار اللہ اکبر۔ ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہین جب سے مجھکو رسول خدا نے یہہ کلمات تعلیم فرمائے ہین مین نے کبھی ترک نہین کئے ابن الکوا نے پوچھا کیا صفین کی رات کو بھی نہین چھوٹے۔ فرمایا ہان۔ اوس شب کو بھی پڑھ لئے تھے۔

مجاہد جناب امیر المومنین رضؓ سے روایت کرتے ہین کہ ایکمرتبہ مجھکو مدینہ منورہ مین بھوک لگی۔ کھانیکو کچھ پاس نہ تھا جب بھوک نے غلبہ کیا تو گھر سے نکلا کہ کچھ محنت مزدوری کرکے قوت لایموت حاصل کرون الغرض بتلاش معاش عوالی مدینہ مین پہونچا ایک عورتکو دیکھا کہ مٹی کے خشک ڈھیلے تلے اوپر جمع کر رکھے تھے مین نے خیال کیا۔ شاید یہ پانی سے تر کرکے گارا بنانا چاہتی ہے۔ مین نے جب دریافت کیا تو میرا خیال ٹھیک نکلا (اسکو مزدور کی تلاش تھی) بالآخر میرے اوسکے فی ڈول ایک خرما مزدوری قرار پائی مین نے سولہ ڈول بڑے بڑے کنوئین سے نکالے یہانتک کہ میرے دونون ہاتھہ پرآبلہ ہوگئے جب پانی بھر چکا تو ڈھیلونکو خوب تر کردیا اور اپنے کام سے فارغ ہوکر اوسکے پاس آیا اور اپنے ہاتھونکے آبلے دیکھنے لگا۔ اوسنے موافق قول و قرار کے سولہ خرمے مجھکو گن دیئے۔ مین اونکو خدمت نبوی مین لایا اور سارا قصہ عرض کیا۔ حضور نے بھی وہ خرمے میرے ساتھہ تناول فرمائے

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین رض فرماتے ہین۔ایک دن ایسا ہی مجہپر گذر گیا ہے کہ حضور سرور عالم کے ساتھہ شدت بہوک سے مین نے اپنے پیٹ پر پتہر باندہا۔اوسوقت میرے دوست واحباب کی تعداد چالیس ہزار تہی (سبحان اللہ کس درجہ قناعت۔توکل اور صبر تہا۔یہہ آپ ہی کی شان تہی۔)

جس طرح جناب علی مرتضی رض دنیا کی تنگ عیشی پر متحمل تہے اور حظوظ نفسانی سے متنفر یہی طرز عمل اپنے عزیزون اور قریب رشتہ دارونکے ساتھہ بہی رکہا تہا چنانچہ اپنے بہائی حضرت عقیل بن ابی طالب کے بال بچونکے خرچ کو روزینہ بقدر کفایت جو مقرر فرمادیئے تہے وہ ہرروز اونکو ملتے تہے اور اوسی پر تمام گہربار کا کہانا چلتا تہا۔ایک روز حضرت عقیل رض کے بال بچونکو ہریرہ کہانیکی خواہش ہوئی چونکہ بجز معمولی جو کی نقد تو ملتا نہ تہا لہذا بچونکی خاطر سے روزانہ جو مین سے کسیقدر نکالتے اور جمع کرتے رہے جب کسیقدر جمع ہوگئے تو اونکو بیچ کر حضرت عقیل رض گہی اور کہجور خرید لائے اور ہریرہ تیار کیا۔کہانیکے وقت اونکے لڑکون نے جناب علی رض کو بہی بُلالیا سب کہانیکو بیٹہے۔تذکرۃً ہریرہ پکانیکی فکر مین جو جمع کرنا اور اونکو فروخت کرکے گہی اور کہجور لانا مذکور ہوا۔آپنے فرمایا جب اتنے جو روز نکالتے رہے تو باقی کہانے مین کافی ہوتے تہے؟ لڑکون نے کہا۔ہان کافی ہوجاتے تہے۔آپنے اوسی روز سے روزینہ مقررہ مین اوسیقدر کمی کردی اور یہہ فرمایا کہ ضرورت سے زائد دینا مجہکو حلال نہین۔جناب عقیل رض اسپر برہم ہوی آپنے لوہا گرم کرکے حضرت عقیل رض کے رخسار کے پاس لگایا تو وہ بیتاب ہوکر اُف اُف کرنے لگے۔آپنے فرمایا۔تم تو اس دنیا کی ہی آگ سے اسقدر گہبراتے ہو اور مجہکو دوزخ مین ڈالا چاہتے ہو۔حضرت عقیل رض نے کہا۔مین تمہارے پاس سے جاتا ہون اور ایسے شخص کے پاس رہونگا جو مجہکو سونا اور کہجور دیگا۔اسکے بعد جناب عقیل رض شام مین امیر معاویہ رض کے پاس چلے گئے۔امیر معاویہ رض

خاطر سے پیش آے۔ ایکدن امیر معاویہؓ نے کہا اگر عقیلؓ مجھکو اپنے بھائی سے بہتر نہ سمجھتے تو اونکو چھوڑکر میرے پاس ہرگز نہ آتے۔ حضرت عقیلؓ نے سُنکر فرمایا۔ میرے بھائی علیؓ میرے دین مین بھلے ہین اور تم دنیا کے اعتبار سے میرے حق مین بہتر ہو۔ افسوس مین نے دنیا کو اختیار کرلیا جو تمہاری پاس چلا آیا۔ اب خدا سے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا ہے۔

ابن عساکر نے یہہ قصہ یون بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت عقیلؓ نے جناب علی رضؓ سے کچھہ سوال کیا اور کہا مین محتاج فقیر ہون کچھہ مجھکو عنایت کیجئے۔ آپنے فرمایا۔ اچھا دونگا۔ صبر کرو جب اور مسلمانونکو وظیفہ ملیگا تمکو بھی دیا جاویگا۔ چونکہ جناب عقیل صاحب اولاد تھے اور اونکو امور خانہ داری مین ضرورت درپیش تھی صبر نہ کرسکے اور آپسے مکرر سہ کر سوال کیا۔ آپنے تنگ آکر ایک شخص سے فرمایا۔ انکو بازار لیجاؤ اور یہہ دوکانونکی قفل توڑکر جسقدر نقد و جنس کی ضرورت ہووے لیوین۔ جناب عقیلؓ نے کہا۔ کیا خوب۔ آپ مجھکو چوری کی علت مین گرفتار کرانا چاہتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ تم ہی مجھکو چور بنانا چاہتے ہو کیونکہ خواہ مخواہ کہہ رہے ہو کہ مسلمانونکا حق تمہارے حوالہ کردون اور چور بنون۔ حضرت عقیل نے کہا مین معاویہؓ کے پاس جاتا ہون آپنے فرمایا تمکو اختیار ہے۔ اسکے بعد حضرت عقیل شام چلے گئے اور امیر معاویہؓ سے ملے اونہون نے ایک لاکھہ درم حوالہ کئے اور کہا۔ ممبر پر چڑہکر آپ اپنے بھائی کا سلوک اور میری قدردانی بیان کردیجئے۔ حضرت عقیلؓ ممبر پر چڑھے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس مین اپنا حال عرض کرتا ہون مین نے جناب علی مرتضیٰؓ پر بہت زور ڈالا اور اپنے مصارف زمانہ کی شکایت کرکے چاہا کہ معمول سے زائد وظیفہ دیا کرین مگر اونہون نے میری اخوت پر لحاظ نہ کرکے اپنے دین کو مجھپر مقدم رکھا۔ پھر مین امیر معاویہؓ کے پاس چلا آیا۔ اونہون نے ایک لاکھہ درم مجھکو دیئے اور اپنے دین پر مجھکو ترجیح دی۔

قوت حافظہ وضبط احادیث نبوی - احادیث و وقائع کا یاد رکھنا اور ضرورت کیوقت اونپر عمل کرنا اونکو موقع سے کام مین لانا - اس باب مین آپ کو کمال حاصل تہا اور اس فضیلت مین آپ ممتاز تہے -

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ عوارف مین ارقام فرماتے ہین - بروایت عبداللہ بن حسن منقول ہے کہ جب آیہ کریمہ وتعیہا اذن واعیہ - ترجمہ - کان ہوشیار کلمات الٰہی کی حفاظت کرتے ہین - نازل ہوئی حضور محبوب رب العٰلمین نے جناب علی رضہ سے ارشاد فرمایا - اے علی رضہ مین نے جناب باری تعالیٰ اپنی دعا کی کہ ایسے کان تمہارے ہوجائین جناب امیر المومنین کا قول ہے - قبل اسکے مین بات بہول جایا کرتا تہا مگر اسوقت سے کبہی کچہہ نہ بہولا -

بروایت امام احمد رح جناب علی رضہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عہد خلافت فاروقی مین کچہہ مال آیا جناب فاروق رضہ نے تقسیم کردیا - کچہہ باقی رہگیا حضرت فاروق رضہ نے حاضرین سے دربارہ مال بقیہ استفسار کیا - سب نے یہہ جواب دیا کہ آپ مسلمانونکے کاروبار مین اپنے جملہ امور معاش زمین تجارت - وغیرہ سے بالکل عدیم الفرصت ہوگئے ہین رات دن ہمارے ہی کامون مین مشغول رہتے ہین آپ یہہ باقیماندہ اپنے صرف مین لائین - جناب فاروق رضہ نے جناب علی رضہ سے دریافت کیا مین نے کہا سب لوگ تو آپکو اجازت دیتے ہین - جناب فاروق رضہ نے فرمایا آپ اس بارہ مین اپنی رائے ظاہر فرمائین مین نے کہا - آپ یقین کے مرتبہ کو ظن وگمان کے درجہ مین کیون کرتے ہین - جناب فاروق رضہ نے فرمایا آپ اس دعوی کی دلیل پیش کیجئے - مین نے کہا آپکو یاد ہوگا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے آپکو اموال زکوٰۃ تحصیل کرنے پر مقرر فرمایا تہا - آپ حضرت عباس رضہ کے پاس گئے - آپکے اور اونکے درمیان کچہہ ملال خاطر تہا - اونہون نے آپکو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا پہر آپ مجہکو حضور نبوی مین لیگئے - اوسوقت آنحضرت صلعم کو ہمنے

پریشان خاطر پایا تو واپس گئے پھر دوسرے دن جب خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور سرورعالم خوش وبشاش تھے مین نے جناب عباس رض کا زکوٰۃ دینے سے انکار کرنا عرض کیا حضور نے فرمایا۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ چچا کا مرتبہ باپ کے برابر ہے۔ (یعنی مین اپنے چچا کی عظمت وحرمت کرتا ہون تمکو بھی اونکی عزت کرنا چاہیئے اگر زکوٰۃ تمکو نہ دی شاید ادا کر چکے ہون یا پھر دیدینگے) بعد اسکے ہم نے حضور سرورعالم سے دریافت کیا کہ کل حضور کے بشرہ سے انقباض خاطر ظاہر تھا اور آج بحمد اللہ بحالی اور بشاشت عیان ہی اسکی وجہ ارشاد ہو فرمایا۔ کل جسوقت تم آے ہو مین اوس سے قبل مال صدقہ تقسیم کر چکا تھا۔ اوسمین سے دو دینار بچ رہے تھے اوسکی فکر مین تھا اور آج اسوقت مجھکو خوشحال پاتے ہو اسکی وجہ یہہ ہی کہ مینے وہ دینار خرچ کر ڈالے۔ جناب امیر المومنین عمر فاروق رض نے یہہ سُنکر فرمایا۔ اے علی رض آپ سچ فرماتے ہین بالکل ٹھیک ہے مین اوسوقت بھی آپکا شکر گذار رہا تھا اور اب بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون۔

سعید بن مسیب سے منقول ہی کہ عہد فاروقی مین ایک عورت مجنونہ کی نسبت زنا ثابت ہوا۔ جناب فاروق رض نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ایک عورت نے چھ مہینے مین بچہ جنا۔ لوگون نے حرامی نطفہ قرار دیکر دربار خلافت مین مقدمہ پیش کیا۔ آپنے بعد تحقیقات اسکو بھی سنگسار کرنیکو فرمایا۔ ابھی مجرمون پر حد جاری ہونے نہ پائی تھی کہ امیر المومنین جناب علی مرتضی رض نے دوسری عورت کی نسبت فرمایا کہ اقل مدت چھ ماہ ہی اور آیہ کریمہ وحملہ و فصالہ ثلثون شھرا پیش کی اور مجنونہ کی نسبت یہہ حدیث (مجنون مرفوع القلم ہے) سُنائی۔ جناب عمر فاروق رض نے تسلیم کیا اور فرمایا۔ لولا علی لھلک عمر۔

ابو طفیل کہتے ہین کہ مین جناب علی رض کے خطبہ مین ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا مجھسے

کتاب اللہ کے مطالب پوچھو۔ خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہین جسکو مین نہ جانتا ہون کہ کس وقت نازل ہوئی ہے رات کو یا دن کو۔ پہاڑ پر یا نرم زمین مین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔ بخدائے جل و علا۔ جناب علیؑ کو نو حصہ علم بالتخصیص دیا گیا اور دسوان حصہ باقی مانندہ تمام جہان کو ملا۔ خدا کی قسم پھر اوس دسوین حصہ مین بھی آپ شریک ہوئے اور کچھ اوسمین سے بھی حصہ پایا۔

حدت ذہن سرعت انتقال۔ کیسا ہی مشکل سے مشکل معاملہ اور دشوار سے دشوار مقدمہ پیش آتا آپ فوراً اوسکی تہ تک پہونچ جاتے اور فیصلہ کر دیتے۔ یہہ قوت جواد مطلق نے اس درجہ آپکو عنایت کی تھی کہ جسکا بیان نہین۔ حضور سرور عالمؐ نے اسیواسطے آپکی شان مین اقضاھم علیؓ فرمایا۔ آپنے اس وصف کمال کو فصل خصومات مین صرف کیا۔ جسکے چند نظائر ہدیہ ناظرین ہین۔

منقول ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے جناب علی رضؓ سے یہہ مسئلہ دریافت کیا۔ ایک شخص کی مان کسی دوسرے شخص کے نکاح مین ہے۔ اب وس زوج کو کیا کرنا چاہیئے۔ آپنے جواب دیا۔ وہ شوہر اپنی زوجہ سے رکا رہے۔ حاصل سوال یہہ ہے کہ جس شخص کی مان دوسرے کے پاس تھی وہ مرگیا اور شوہر اپنی زوجہ کا جو کہ دراصل لونڈی ہے وراثتہً مالک ہوگیا۔ حاصل جواب یہہ ہے کہ شوہر کو استبرا کرنا واجب ہے یعنی ایک حیض تک اوس سے قربت نہ کرے (عقد الفرید) کیونکہ عورت کا لڑکا جب مرا تو اوس عورت کا مالک شوہر ہوگیا نکاح جاتا رہا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب علی رضؓ سے سوال کیا۔ مشرق سے مغرب تک کس قدر مسافت ہے۔ آپنے فوراً جواب دیا۔ آفتاب ایک دن مین طے کر جاتا ہے۔ پھر پوچھا۔ آسمان اور زمین مین کسقدر فاصلہ ہے۔ آپنے فرمایا دعا قبول ہوکر ایک ساعت مین پہونچ جاتی ہے

زربن حبیش سے روایت ہے، کہ دو شخص کہانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیان تہین دوسرے کے پاس تین جب دونون نے اپنا اپنا کہانا سامنے رکہا ایک تیسرا شخص ادہر سے گذرا اور انکو سلام کیا۔ دونون نے اوسکو بلا لیا۔ وہ بہی آکر بیٹہہ گیا۔ تینون نے ملکر وہ سب آٹہہ روٹیان کہا ڈالین تیسرا شخص اوٹہہ کہڑا ہوا اور جاتی وقت آٹہہ درم دونون کو دیئے اور کہا۔ یہہ اوس کہانیکا عوض ہے جو مین نے تمہارے ساتہہ کہایا ہے۔ وہ تو چلتا ہوا اب ان دونومین حجت و تکرار شروع ہوئی جسکی پانچ روٹیان تہین وہ کہتا تہا کہ میری روٹیان زیادہ تہین لہذا پانچ درم مین لونگا اور تمہاری تین تہین تین درم تم لے لو۔ جسکے پاس تین روٹیان تہین وہ یہہ جواب دیتا تہا کہ چار چار درم نصفا نصف بانٹ لو۔ دونومین جوتی لات چلی کسی طرح فیصلہ نہ ہوا۔ بالآخر جناب امیر المومنین ؑ کی روبکاری مین مقدمہ پیش کیا اور طالب انصاف ہوے۔ آپنے دونونکے بیانات سنکر تین روٹی والے سے فرمایا ”تم کو جو تین درم ملتے ہین یہہ کم نہین کیونکہ تمہاری تین ہی روٹیان تہین اور تمہارے ہمراہی کی پانچ لہذا تم کو جو ملتا ہے اوسپر بخوشی راضی ہو جاؤ۔

مدعی۔ مین اپنا پورا حق لونگا۔

علی رضؓ۔ اگر حق پر چلتے ہو تو تمہارا حق صرف ایک درم ہے۔ تین درم جو یہہ شخص دیتا ہے تمہارے حق سے کہین زیادہ ہین۔

مدعی۔ سبحان اللہ۔ آپنے اچہا فیصلہ کیا۔ تین تو یہہ خود دیتا رہا اور مین اوسپر راضی نہوا اب آپ فرماتے ہین کہ تیرا حق ایک ہی درم ہے۔

علی رضؓ۔ بیشک تمہارا حق ایک درم سے زیادہ نہین۔ تمہارا فریق تین درم پر صلح کرتا تہا مگر تمنے نہ مانا اور بات بڑہا دی۔ اب تم مانتے نہین تو سُن لو کہ تمہارا حق کیا ہے۔

مدعی- فرمائیے اور وجہ معقول بیان کیجئے-

علی رضہ آٹھہ روٹیون کے تین تین ٹکڑے برابر کے کرو- سب ۲۴ ہوی- ابتم تین آدمی کہانے والے تہے یہہ تو معلوم نہین کہ کسنے زیادہ کہایا کس نے کم- لہذا فرض کرلو کہ سب نے برابر کہایا-

مدعی- ہان بیشک-

علی رضہ تو اس صورت مین ہر ایک نے آٹھہ آٹھہ ٹکڑے کہاے- تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑے ہوے جنمین سے تمنے آٹھہ خود کہالئے صرف ایک ٹکڑا بچ رہا جو تیسری نے کہایا اور اسکی پانچ روٹیان تہین جنکے پندرہ ٹکڑے ہوے آٹھہ خود کہای اور سات تیسرے کو کہلاے- اب تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑو مین سے صرف ایک ٹکڑا تیسرے مرد نے کہایا جسکا عوض تمہارا حق ایک درم ہے اور تمہارے ہمراہی کی پانچ روٹیونکے پندرہ ٹکڑو نمین سے سات ٹکڑے تیسری نے کہای لہذا سات درم اوسکے ہین-

مدعی- آپنے ٹہیک فیصلہ کیا- بیشک میرا حق ایک ہی درم ہے اور مین راضی ہون-

محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ مین مسجد دمشق مین گیا ایک بوڑہا شخص نظر آیا- بڑہاپے کی وجہ سے اوسکی گردن کی ہڈیان ایک دوسرے سے مل گئی تہین- مین نے پوچہا- تم تو بڑی عمر والے ہو تمنے کس کسکو دیکہا ہے- اوسنے جواب دیا- بیشک مین نے حضرت عمر رضہ کا زمانہ دیکہا ہے- مین نے سوال کیا- کسی غزوہ مین بہی شریک ہوے ہو- کہا- ہان- جنگ یرموک مین جہاد کیا ہے- مین نے کہا- جناب عمر رضہ سے کچہہ سنا ہو تو بیان کرو- اوسنے اس طرح کہنا شروع کیا- مین ایک مرتبہ چند جوانون کے ہمراہ حج کو چلا راہ مین ایک مقام پر شتر مرغ کے

انڈے پڑے پائے- وہ ہم لوگون نے بحالت احرام مین توڑ پھوڑ ڈالے- جب ارکان حج سے فارغ ہوکر واپس آئے تو انڈونکا ذکر جناب امیرالمومنین عمرؓ سے کیا- آپنے کچھ جواب نہ دیا بلکہ ہم سے مڑکر چلدیئے اور ہمکو ارشاد ہوا کہ پیچھے پیچھے چلے آوین- چلتے چلتے ہم لوگ دولت سرای حضور نبوی پر پہونچے- آپنے بڑھکر ایک دروازہ پر دستک دی- اندر سے کسی عورتنے جواب دیا- آپنے پوچھا کیا یہان ابوالحسن (علیؓ) ہین- جواب ملا نہین- پھر آپ وہانسے چلدیئے اور ایک سایہ دار مقام پر ہوکر گذرے اور ہمکو یہی ارشاد ہوا کہ چلے آؤ- بالآخر جناب علیؓ سے ملاقات ہوئی آپ زمین پر بیٹھے ہوے اپنے ہاتھہ سے مٹی برابر کر رہے تھے- جناب فاروقؓ کو دیکھتے ہی فرمایا- خوش آمدید یا امیرالمومنین-

فاروقؓ- یہہ لوگ حالت احرام مین تھے کہ راستہ مین شتر مرغ کے انڈے توڑ ڈالے-

علیؓ- آپنے خود کیون تکلیف فرمائی انہین لوگونکو بھیج دیا ہوتا-

فاروقؓ- مجھکو خود آنا لازم تھا (کیونکہ ایک مسئلہ شرعی کا استفسار منظور تھا)

علیؓ- جسقدر انڈے توڑے ہین اوتنے ہی نر اونٹونکو اسیقدر جوان اونٹنیون پر چھوڑین اور اونٹنیون کے جسقدر بچے پیدا ہون جب وہ قابل قربانی ہون قربانی کئے جاوین- یہہ اس گناہ کا کفارہ ہے-

فاروقؓ- اونٹنی کا توحمل گر بھی جاتا ہے پھر اسکا کیا تدارک ہوگا-

علیؓ- انڈے بھی تو گندے ہوجاتے ہین-

فاروقؓ- خداوندا- مجھپر کوئی سخت کام نہ پڑے مگر ابوالحسن میرے پاس ہی ہون-

راقم- قطع نظر اسکے کہ اس صورت مین علما و فقہاء دین کے نزدیک محرم پر شکاری پرند کے انڈے تلف کردینے مین کیا جزا واجب ہے- جناب علی مرتضیٰ کا یہہ فیصلہ

قابل تعریف ہے آپکے قوت اجتہاد اور انتقال ذہن کی کیا نفیس نظیر ہے - باقی تحقیق مسئلہ اسکا یہہ مقام نہین اسکے واسطے کتب فقہ موضوع ہین -

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ دو شخصون نے ایک قریشی عورت کے پاس سو دینار امانت رکھے اور یہہ کہدیا کہ ہم دونون جب آوین تو دینا صرف ایک کے حوالہ نہ کرنا - اسکو ایک سال گذر گیا اب اون دونون مین سے ایک شخص آیا اور اوس عورت سے ظاہر کیا کہ میرا ساتھی مرگیا امانت مجھکو واپس دے - عورت نے انکار کیا - مرد نے عورت کے اقربا کو بیچ مین ڈالا - بعد گفتگوے بسیار عورت نے مجبور دینار اس شخص کو دیدیے پھر ایک برس کے بعد دوسرا شخص آیا اور امانت طلب کی - عورت نے سارا قصہ کہہ سنایا - جسپر دونون مین تکرار ہوئی اور جناب عمر فاروقؓ کی روبکاری مین دعوی پیش ہوا - آپنے عورت پر ادلے تاوان کا حکم کرنا چاہا اور ایک روایت مین ہے کہ یہہ فرمایا میرے نزدیک تو ضامن ہے - عورت نے کہا - خدا کے واسطے آپ فیصلہ نہ کرین اور ہمارا مقدمہ علی مرتضیٰ کی روبکاری مین منتقل کردین - جناب فاروقؓ نے فریقین کو خدمت مرتضوی مین بھیجدیا - آپ پہچان گئے کہ دونون مردونکی چالاکی ہے - غریب عورت کو مفت پہانسا ہے آپنے مدعی سے فرمایا - کیا تمنے یہہ نہین کہا تہا کہ ایک کو نہ دینا بلکہ جب دونون ایک ساتھہ آئین تو دینا - مدعی نے جواب دیا - ہان یہہ بات کہی تہی - آپنے فرمایا - تو جاؤ اور حسب شرط اپنے ساتھی کو لاؤ جب امانت ملیگی -

روایت ہے کہ جب امیر المومنین علیؓ عہد رسالت مین حاکم ہوکر یمن مین داخل ہوے تو وہان یہہ مقدمہ آپکی عدالت مین دائر ہوا کہ ایک غار شیر کے شکار کرنیکو کہودا گیا تہا - اتفاقاً چار شخص اوس غار پر ہوکر گذرے - اونمین سے ایک کا پانون پہسلا اور گرنے لگا تو دوسرے کو پکڑ لیا پہلا شخص غار مین چلا تو اوسکے ساتھہ دوسرا بھی چلا اوسنے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو

پکڑ لیا آخر چارون غار مین گر پڑے بتقضائے آلہی شیر بہی اوس غار مین آن پہونچا اوسنے چارون کو چیر پہاڑ کر ہلاک کر ڈالا۔ مرنیوالے تو مر گئے مگر اونکے اولیا مین باہم تنازع ہوا ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا اور طالب دیت ہوے۔ آپکے اجلاس مین دعویٰ پیش ہوا۔ آپنے فرمایا مین تمہارے درمیان فیصلہ کئے دیتا ہون اگر تم اوسپر راضی ہو جاوٴگے تو بہتر ہوگا ورنہ تم لوگونکو باہمی تکرار وجنگ وجدال سے روکونگا اوس وقت تک کہ تم جناب سالتمآب کیخدمت مین جاوٴ اور حضور نبوی سے تمہارے بارہ مین حکم صادر ہو۔ میرا فیصلہ یہہ ہے کہ جن لوگون نے یہہ گڈہا کہودا ہے اون کے قبیلہ والونکو جمع کرو اور اونسے دیت بتفصیل ذیل لو۔ ایک ربع دیت۔ ایک ثلث۔ ایک نصف ایک دیت کامل۔ جو شخص اون چارون مین سے اول گرنے لگا تہا اوسکی دیت تو ایک ربع ہے کیونکہ اوسکے پکڑ لینے سے تین آدمی ضائع ہوے لہذا اوسکی دیت بہی بقدر تین ربع ساقط ہو گئی۔ دوسرے کی دیت جسکو پہلے نے پکڑ لیا تہا ایک ثلث ہے کیونکہ یہہ باعث ہلاکت دو شخصونکا ہوا۔ تیسرے کی نصف ہے کیونکہ اسنے ایک کو ہلاک کیا چوتہے کی دیت کامل ہے یہہ کسی کے ہلاک کا سبب نہین ہوا۔ وہ لوگ آپکے فیصلہ پر راضی نہ ہوے اور حضور سرور عالم کیخدمت مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا جناب علیؓ کی تجویز بہی پیش کی۔ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امیر المومنین جناب علی مرتضیٰؓ کا فیصلہ پسند فرمایا اور اوسی مطابق حکم دیا۔

حارث سے روایت ہے کہ جناب علیؓ کی اجلاس مین ایک شخص اپنی عورت کو لئے ہوی حاضر ہوا اور ظاہر کیا کہ اس عورت نے وقت نکاح مجہسے اپنا عیب چہپایا اب معلوم ہوا کہ یہہ مجنونہ ہے آپنے غور وتامل فرمایا تو عورت کو حسینہ وجمیلہ پایا۔ اوس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا۔ تیرا شوہر کیا کہتا ہے۔ عورت نے جواب دیا۔ امیر المومنین۔ مجہکو جنون نہین ہے لیکن وقت مباشرت مجہپر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ یہہ سمجہتا ہے کہ جنون ہے۔ آپنے عورت کا جواب سنکر شوہر سے فرمایا

اسکو لیجا اور اچھی طرح رکھہ البتہ تو اسکے قابل نہین - (مجھکو یہ تمیز نہین کہ یہ مجنونہ ہی یا نازک مزاج حسینہ و شکیلہ)
زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ کے دربار مین تین شخص ایک مقدمہ لیکر آے - ایک
لونڈی مشترکہ سے ایک ہی طہر مین تینون نے بمقام یمن صحبت کی - اوس سے لڑکا پیدا ہوا - ہر ایک
مدعی تہا کہ میرا ہے - آپنے ہر ایک سے جداگانہ یہہ سوال کیا - کیا تم یہہ لڑکا اس شخص کو (دوسرے
کی طرف اشارہ کرکے) دینے مین خوش ہوگے - ہر ایک نے جواب دیا نہین یہہ ہرگز پسند نہین -
آپنے فرمایا - تم شرکا متشاحین ہو مین قرعہ ڈالتا ہون جسکا نام نکلے اوسی کا لڑکا ہے وہ ثلثین
قیمت مولود اپنے دو شریکون کو ادا کردے چنانچہ اسی پر فیصلہ ہوا جب آنحضرت صلعم نے یہہ
قصہ سُنا پسند کرکے ارشاد فرمایا - جیسا علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا میرے نزدیک بہی یہی حکم ہے (ازالۃ الخفا)

ظہور معجزات نبوی ؑ درحق جناب علی ؑ - بارہا انوار و برکات نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ظہور بالاختصاص ذات مرتضوی مین ہوا جسکی وجہ سے متعدد معجزے جناب رسول خدا نے آپکی
بابت ظاہر فرماے - وقت روانگی جانب یمن آپکا دربارۂ فصل مقدمات عرض کرنا آنحضرت صلعم
کا آپکو دعا دینا اور بہ برکت دعا خطاب اقضاھم علی پانا اور اس کام مین شہرۂ آفاق ہونا -
دربارۂ ضعف قوت حافظہ شکایت کرنا اور جناب نبوی کا نفل نماز تعلیم فرمانا -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رحمۃ للعالمین تشریف فرما تھے کہ جناب علی ؑ
حاضر ہوے اور عرض کیا حضور میرے والدین فدا ہون میرے سینہ سے یہہ کلام ربانی نکل
جاتا ہے مجھکو اسکے یاد رکھنے کی قدرت نہین ہوتی - حضور نے فرمایا اے ابوالحسن - مین تمسے
چند کلمات کہتا ہون اونسے تمکو نفع کثیر پہونچیگا اور جسکو تم تعلیم کروگے اوسکو بہی خیر دارین نصیب
ہوگی - وہ یہہ ہی کہ شب جمعہ کو بہتر تو یہہ ہے کہ پچہلی رات ہو جب ایک ثلث باقی رہے اگر ممکن
نہ ہو تو شروع رات ہی مین - چار رکعت نماز بہ نیت نفل شروع کرو - اول رکعت مین الحمد اور

سورۂ یٰسین۔ دوسری مین بعد الحمد کے حٰم سورہ دخان۔ تیسری مین الحمد اور الٓم تنزیل یعنی سورہ سجدہ۔ چوتھی مین الحمد و سورہ تبارک۔ پڑہو۔ بعد سلام کے خدا کی حمد و ثنا کرو مجہپر اور جملہ انبیاء کرام پر درود بہیجو۔ جملہ مومنین و مومنات کے حق مین استغفار کرو بعد اسکے یہہ دعا پڑہو۔

اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ وَ اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَہٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ + اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِہٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِہٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِہٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِہٖ بَدَنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْہِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اے ابو الحسن۔ یہہ نماز و دعا تین جمعہ یا پانچ یا سات جمعہ تک پڑہو بحکم خدا سے قبول ہو گی قسم خدائے پاک کی جو دیندار یہہ کریگا ضرور مطلوب پاویگا۔ حضرت ابن عباس فرماتی ہین پانچ یا سات جمعہ نہ گذرے تہے کہ جناب علی رضہ پہر خدمت نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ حضور مین اس سے قبل چار آیتین روز یاد کرتا تہا وہ بہی بہول جاتا تہا اور اب چالیس آیتین جسوقت دل مین پڑہتا ہون تو اس طرح یاد ہو جاتی ہین کہ گویا قرآن دیکہکر پڑہ رہا ہون۔ قبل ازین ایک حدیث بہی یاد نہ رہتی تہی اور اب جسقدر حدیثین سنتا ہون سب بجنسہ یاد رہتی ہین آنحضرت صلعم نے حفظ احادیث کے واسطے آپکے حق مین دعا کی اور فرمایا۔ خداوندا علی رضہ کے کان یاد رکہنے والے کر دے۔ جنگ خیبر مین جب آپکی آنکہین آشوب کر آئین آپ نے دعا فرمائی اور آنکہین بالکل اچہی ہو گئیں۔ حضرت علی رضہ فرماتے ہین پہر اسوقت سے کبہی مجہکو

آشوب چشم کی شکایت نہ ہوئی - یہہ بھی آپکے حق مین دعا کی خدایا علی رضہ سے گرمی و سردی کی مضرت دفع فرما - اس دعا کا یہہ اثر قوی ظاہر ہوا کہ جناب علی رض ایام گرما مین جاڑون کے کپڑے اور سرما مین باریک کپڑے پہنے رہتے تہے اور آپکو سردی و گرمی کی اصلا تکلیف نہ ہوتی تہی -

جسوقت جناب فاطمہ رض کو آپکے عقد مین دیا یہہ دعا فرمائی - خداے کریم تمہاری اولاد کثرت سے اور پاک و طیب پیدا کرے اور اس مین برکت عطا فرماے - حضرت انس فرماتے ہین خدا کی قسم - اللہ تعالی نے ان دونونکو اولاد پاکیزہ اور بکثرت دی - (ازالۃ الخفاء)

معجزہ بازگشتن آفتاب بعد غروب براے جناب علی کرم اللہ وجہہ - اگرچہ یہہ منجملہ معجزات حضور سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ التحیات ہی لیکن جناب علی مرتضی رض کی رفعت شان کی دلیل روشن ہی بلکہ بعض لوگ منجملہ کرامات مرتضوی شمار کرتے ہین باسانید صحیحہ و طرق متعددہ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ بعد فتح خیبر منزل صہبا مین جناب سرور کائنات فروکش تہے ظہر کی نماز فارغ ہوکر حضور نے جناب علی رض کو کسی کام کیواسطے روانہ فرمایا اس ما بین مین عصر کی نماز بہی حضور نے پڑہ لی بعد اسکے جناب علی رض کام کرکے واپس آے اور حضور نبوی کی خدمت مین حاضر ہوے حضور اقدس نے استراحت فرمائی اور سر مبارک آغوش جناب علی رض مین رکہا اوسی حال مین وحی نازل ہوئی یہہ معمول شریف تہا کہ جسوقت جناب سالتمآب صلعم پر وحی نازل ہوتی حالت قریب غشی کے طاری ہوجاتی تہی - جناب امیر المومنین علی رض جسطرح بیٹہے تہے خاموش بیٹہے رہے - آپنے نماز عصر نہین پڑہی تہی - آفتاب غروب ہوگیا - آنحضرت صلعم نے بعد نزول وحی سر مبارک اوٹہا کر فرمایا اے علی - تم عصر پڑہ چکے ہو - آپنے عرض کیا - ابہی نہین پڑہی - حضور اقدس نے یہہ دعا فرمائی - خداوندا ملکا بادشاہا - تیرا بندہ علی رض تیرے نبی کے کام مین اپنے نفس کو روکے ہوے تہا اسواسطے نماز فوت ہوگئی تو آفتاب کو اسکے واسطے پہیر دے - حضرت اسماء رض فرماتی ہین کہ آفتاب بعد

غروب پہر مغرب سے لوٹ آیا اور اسقدر بلند ہوا کہ پہاڑون اور زمین پر دہوپ پہیلی ہوئی نظر آئی - جناب علی ؑ اوٹھے اور وضو کرکے نماز عصر ادا کی اسکے بعد آفتاب پہر غروب ہوا -

ابن جوزی نے اگرچہ یہہ حدیث موضوعات مین لکہی ہے مگر دیگر علماء حدیث نے ابن جوزی کے قول کی تردید کرکے معتبر اسانید سے اسکو روایت کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفا مین مع اسناد امام طحاوی سے اس معجزہ کو نقل کیا ہے - تاریخ خمیس مین بہی یہہ قصہ واقعات ۷ھ مین بعد غزوہ بدر لکہا ہے - شواہد النبوۃ مین بہی یہ قصہ مذکور ہے - روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ مین بہی مسطور ہے اور یہہ بہی لکہا ہے کہ سب لوگون نے آفتاب کا واپس ہونا دیکہا اور تعجب کیا ۔

صواعق محرقہ مین بعد نقل قصہ ہذا اون اکابر آئمہ کا ذکر کرکے جو اسکی صحت کے قائل ہین اس قصہ کے متعلق ایک عجیب حکایت لکہی ہے وہ اسطرح ہے کہ علامہ ابو منصور مظفر بن اردشیر قبادی واعظ نے کسی جلسہ مین وعظ کہا اتفاقاً وہ وقت بعد عصر تہا اُنہون نے یہی حدیث رد آفتاب بعد عصر بیان کی اور فضائل اہل بیت بہی ذکر کئے - آسمان پر اسقدر ابر محیط چہا گیا اور آفتاب کو چہپا لیا کہ حاضرین جلسہ نے غروب آفتاب کا گمان کیا واعظ صاحب اپنے وعظ مین مصروف تہے کہ دفعتہً ممبر پر چڑہ گئے اور آفتاب کو خطاب کرکے بکمال جذبہ چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے

اُے آفتاب جبتک مدح آل مصطفےٰ ختم نہ ہو ہرگز غروب نہونا - مین اونکی ثنا و صفت کر رہا ہون تو اپنی باگ موڑے رہنا - اے آفتاب - کیا تو بہول گیا اور وہ وقت یاد نہین رہا کہ آل مصطفےٰ کے واسطے تو دوبارہ طلوع ہوکر غروب ہونیسے ٹہر رہا تہا - اوسوقت تو ہمارے مولی اور سردار کیواسطے لوٹ آیا تہا اب اسوقت ہم لوگ مداح آل مصطفےٰ اور سامعین کیواسطے غروب ہونیسے توقف کر" راوی کا بیان ہے کہ ابر ہٹ گیا اور سورج صاف نظر آنے لگا -

حکمت و دانائی - آپکی حد شمار سے افزون اور احاطہ تقریر سے باہر ہے - بطور نمونہ چند کلمات جو آپکی زبان مبارک سے ارشاد ہوئے تبرکاً و تیمناً درج ذیل ہو کر ہدیہ حضرات ناظرین باریک بین ہوتے ہین

کلمات حکمت آیات سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر انکے مثل کی تلاش و جستجو مین اونٹون پر سوار ہو کر دور دراز سفر کرو تو وہ اونٹ لاغر ہو جاوین اور تمکو ان کلمات کا مثل نہ ملے -

بندہ کو واجب ہے کہ اپنے پروردگار سے امید رکہے اور اپنے گناہون سے ڈرتا رہے -

جسکو علم نہین ہے وہ علم سیکہنے مین شرم نہ کرے -

جسکو کسی سوال کا جواب نہین آتا اسکے جواب مین اللہ اعلم کہنے سے نہ شرماوے -

خوب سمجہہ لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان سے وہ ہے جو سر کو تمام جسم سے پس جیسے سر جانے سے جسم بیجان و بیکار ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس جب صبر نہ رہیگا تو ایمان بہی چلا جاویگا -

مجہکو تمسے دو ہی باتو مین مبتلا ہونیکا خوف ہی - درازئی امید - پیروی خواہش نفسانی - اول تو آخرت بہلا دیتی ہے اور ثانی طلب حق سے باز رکہتی ہے اور دنیا تو پیٹہہ پہیر کر چل دی اور آخرت سامنے آرہی ہے - دنیا و آخرت دونونکے بیٹے ہین تم آخرت کے (سپوت) بیٹے ہونا - آجکے دن عمل کرنا ہے حساب نہین اور کل حساب ہوگا عمل کرنیکا وقت نہ رہیگا -

خوش حالی اوس گمنام بندہ کو جو سب لوگونکو پہچانتا ہے مگر اوسکی قدر کوئی نہین جانتا - ہان خداوند تعالیٰ اوسکو اپنی رضامندی کے ساتہہ خوب جانتا ہے - ایسے لوگ رہنمائی کے چراغ ہین اونکی برکت سے بڑے بڑے فتنے دفع ہوتے ہین - خداوند کریم اونکو اپنی رحمت مین لے لیتا ہے - یہہ لوگ نہ افشا کنندۂ راز نہ چغلخور ہین اور نہ سنگدل ریا کار ہین -

جناب علی کرم اللہ وجہہ جب کوئی لشکر کسی مقام پر روانہ فرماتے تو اوسپر کسیکو سردار مقرر کرکے وقت رخصت اوسکو یہ نصیحت کرتے۔

خوف خدا کی تمکو وصیت کرتا ہون۔ خدا سے ضرور ملنا ہے اور اوسکے سوا کہین تمہاری انتہا نہین۔ وہی دنیا و آخرت کا مالک ہے جن اعمال سے قرب خدا حاصل ہو اونکو لازم پکڑو۔ خدا کے نزدیک دنیا کا بدلہ نیک موجود ہے۔

جسنے ایمان کے ساتھہ قرآن کو جمع کیا (یعنی سیکھا یاد کیا) وہ شخص مثل ترنج کے ہی خوشبودار خوش ذائقہ اور جسنے ایمان جمع نہ کیا اور نہ قرآن سیکھا اوسکی مثال اندرائن کا پھل ہی۔ بدبودار اور بدمزہ۔

کسی نے آپسے سوال کیا۔ آپ قبرستان مین اکثر جایا کرتے ہین اسکی کیا وجہ ہے جناب امیرالمومنین نے فرمایا مین اونکو بہت اچھے پڑوسی پاتا ہون۔ برائی سے روکتے اور آخرت یاد دلاتے ہین۔

یہہ اقوال ابوبکر بن شیبہ نے جمع کیے ہین۔

(۱) لوگ خواب غفلت مین پڑے سو رہے ہین جب مرتے ہین تو ہوشیار وخبردار ہوتے ہین (۲) لوگ اپنے زمانہ سے بہت مشابہ ہین اسقدر اپنے باپون سے مشابہ نہین (۳) گر پردہ اوٹھہ جاوے تو جسقدر یقین ہے اسسے زائد نہ بڑہین گے (۴) جسنے اپنی قدر و منزلت پہچان لی وہ کبھی برباد نہوگا (۵) ہر شخص کی قیمت وہی ہی جو اوسمین خوبی پیدا کردی (۶) جسنے اپنی حقیقت جانی اوس نے خدائے وحدہ کو پہچان لیا۔

موءلف۔ ظاہر مطلب یہہ ہی کہ جب بندہ اپنے ذلیل۔ عاجز۔ ناچیز ہونیکا قائل ہوکر اپنی کو فانی سمجھہ لیگا تو خداوند تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور معبود حقیقی اور باقی ہونے کو مان لیگا کیونکہ ضد سے ضد پہچانی جاتی ہے۔

یہہ قول جناب علیؑ کی طرف منسوب ہے مگر مشہور یہہ ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ کا کلام ہے (۷) ہر انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ اسکا مطلب شیخ سعدیؒ کے اس شعر سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد		عیب و ہنرش نہفتہ باشد	

(۸) جسکی زبان شیرین ہے اوسکے بھائی بہت (زبان شیرین ملک گیری) (۹) نیکی سے مرد آزاد غلام ہوجاتا ہے۔ (۱۰) بخیل کے مال تلف ہونے یا وارث کے مالک ہونیکی بشارت دو (۱۱) بات پر نظر کرو کہ کیسی کہی کہنے والیکو نہ دیکھو۔ (۱۲) مصیبت پر گھبراجانا پوری محنت اُٹھانا ہے (۱۳) گمراہی وسرکشی کے ساتھہ فتح نہین ہوتی (۱۴) تکبر وغرور پر شناز یبا نہین (۱۵) کھانیکی حرص اور بدہضمی ہو تو صحت کجا (۱۶) بے ادبی کے ساتھہ شرف نہین۔ (۱۷) حسد کیساتھہ راحت نہین (۱۸) اپنا عوض لیا تو سرداری کہان (۱۹) مشورہ ترک کرنے کے ساتھہ کار صواب نہین ہوتا (۲۰) جھوٹے آدمی کو مروت کسکی (۲۱) تقویٰ سے بڑھکر کوئی کرامت نہین (۲۲) توبہ سے بڑھکر نجات دلانے والا کوئی سفارش کنندہ نہین (۲۳) کوئی لباس خوشنما زیادہ عافیت وصحت جسمی سے نہین (۲۴) جہل سے زیادہ معالج کو عاجز کرنیوالا کوئی مرض نہین (۲۵) جس شخص نے اپنی قدر پہچانی اور اپنی چال سے تجاوز نہ کی خدا اوسپر رحم کرے (۲۶) باربار عذر کرنا قصور کو یاد دلاتا ہے (۲۷) مجمع مین کسیکو نصیحت کرنا اوسکی سرکوبی ہے (۲۸) جاہل کے پاس نعمت ایسی ہی جیسے غلاظت پڑنے کی جگہہ مین باغ ہو (۲۹) صبر کی بہ نسبت گھبراہٹ مین زیادہ تعب ومشقت ہے (۳۰) جو پوشیدہ مکر کرے اور داؤن چلے وہ بڑا دشمن ہے (۳۱) دانائی کی بات مرد ایماندار کی گم شدہ چیز ہے۔ (۳۲) بخل سب عیبونکو جمع کرلیتا ہے (۳۳) تقدیر کے آگے تدبیر نہین چلتی (۳۴) بندۂ شہوت غلام سے ذلیل تر ہے (۳۵) مرد حاسد بلا قصور دوسرے

ناخوش ہوتا ہے (۳۶) گنہگار کا سفارش کنندہ خود اوسکا گناہ کافی ہے (یعنی اگر دل سے نادم ہے) (۳۷) نیکبخت وہ ہی جو دوسرے کو دیکھکر نصیحت پذیر ہو۔ (۳۸) احسان و نیکی کرنا زبان کاٹ دیتا ہے یعنی بدگوئی سے زبان رک جاتی ہے (۳۹) بدترین فقر حماقت ہے (اس سے بڑھکر کوئی محتاجی نہین) (۴۰) عقل بڑی دولت و مالداری ہے (۴۱) لالچی بندہ ذلت و خواری کی قید مین مبتلا ہے (۴۲) اگر کوئی ہلاک ہو تو چندان جاے تعجب نہین تعجب تو اسپر ہے کہ کیسے نجات پائی (۴۳) طمع کی روشنی مین اکثر عقلین بدحواس ہوجاتی ہین (۴۴) جب تمکو نعمت نصیب ہو تو کم درجہ والی نعمت کو قلت شکر سے نہ بھڑکا دو (بلکہ اوسپر بھی بہت شکر کرنا چاہیئے) (۴۵) جب تم دشمن پر قابو پاؤ تو اوس سے درگذر کرنا اوسپر قابو پانیکا شکریہ سمجھو۔ (۴۶) کوئی بات دل مین چھپاؤ مگر زبان اور چہرہ بشرہ سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے (۴۷) بخیل جلد محتاج ہوجاتا ہے۔ دنیا مین اوسکی گذر فقیرانہ ہوتی ہے اور آخرت مین مالدارونکا حساب اوس سے لیا جاویگا۔ (۴۸) عقلمند کی زبان اوسکے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا دل اوسکی زبان کے پیچھے ہوتا ہے یعنی مرد عاقل اولا بات خوب سمجھ لیتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے اور احمق بے سمجھے سوچے کہہ گذرتا ہے۔ (۴۹) علم کمینہ کو بلند مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے اور جہل مرد عالی قدر کو پست مرتبہ کر دیتا ہے (۵۰) علم مال سے بہتر ہے۔ (۵۱) مال کی تو حفاظت کرتا ہے اور علم تیرا حافظ ہے۔ (۵۲) علم حاکم اور مال محکوم ہے (۵۳) عالم بے عمل بدکار اور جاہل عبادت گذار نے میری پیٹھہ توڑ دی (یعنی مجھکو سخت صدمہ دیا) یہ عالم فتویٰ دیگا اور لوگونکو اپنے اعمال بد سے متنفر کر دیگا اور ایسا عابد جاہل اپنے زہد سے خلق خدا کو گمراہ کریگا۔ (۵۴) لوگونمین کم قیمت وہ شخص ہی جسکو علم کم ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی قیمت و قدر اوسکی خوبی پر ہے (۵۵) فقیہ عالم و کامل وہ شخص ہی کہ آیات و احادیث

خوف خدا لوگونکو سُنا کر اونکو اوسکی رحمت سے نا امید نہ کر دے اور مضمون رحمت و مغفرت بیان کرکے اونکو عذاب خدا سے بیخوف نہ کر دے کہ وہ گناہو نمین مبتلا ہوجاوین اور قرآن کو چھوڑ کر دوسرے سے مشغول نہ ہو (۵۶) بہتر رہبر توفیق ہے حسن خلق اچہا ہمنشین ہی عقل عمدہ دوست ہی۔ ادب کیا اچہی میراث ہی خود پسندی سے زیادہ وحشت انگیز کوئی شے نہین۔

کسی شخص نے آپسے درباب جود و سخا سوال کیا آپنے فرمایا۔

(۵۷) سخاوت تو یہی ہے کہ ابتدا ءً قبل سوال کے ہوا اور جو مانگنے پر ہو وہ سخاوت نہین بلکہ حیا اور کرم ہے (۵۸) دنیا کے حوادث اور تکالیف۔ ہر ایک کی انتہا ہے انسان کو چاہیئے کہ مصیبت سے غافل ہوجاوے تاکہ اوسکی مدت ختم ہوتے پر وہ خود بخود دفع ہوجاویگی اور اگر قبل انتہاء مدت اوسکو ظاہر کریگا تو اوسکا اثر رنج وغم کو افزون کرے گا۔

یہہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے اگر جملہ کلام آپکا لکہا جاوے تو ایک دفتر ہوجاوے شاعری مین بہی آپکو ملکہ تامہ حاصل تہا۔ ہم اشعار ذیل نقل کرتے ہین یہہ وہ اشعار ہین جو آپنے حضرت امیر معاویہؓ کو اونکا فخر سنکر لکہے تہے۔

محمد النبی اخی وصہری	وحمزة سید الشہداء عمی
وجعفر الذی یمسی ویضحی	یطیر مع الملائکة ابن امی
وبنت محمد سکنی وعرسی	منوط لحمہا بدمی ولحمی
وسبطا احمد ابنائی منہا	فمنکم من لہ سہم کسہمی

ترجمہ۔ محمدؐ نبی میرے بہائی اور میرے خسر ہین اور شہیدونکے سردار حمزہؓ میری چچا ہین اور جعفر طیارؓ جو صبح و شام فرشتونکے ساتہہ اوڑتے ہین میرے حقیقی بہائی ہین۔ آنحضرتؐ کی بیٹی (فاطمہؓ) سبب میرے آرام کی اور بی بی میری ہین۔ اونکا گوشت میرے گوشت اور

خون سے ملایا گیا ہے اور دونون نواسے آنحضرت صلعم کے اور میرے بیٹے اونہین بی بی سے ہین پس تم مین کون ایسا ہے کہ ھداوسکا مثل میرے حصہ کے ہے۔

منقول ہے کہ حضرت عقیل رضؓ نے اپنے بہائی جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خدمت مین خط لکہا اور آپکا حال دریافت کیا۔ آپنے یہہ دو شعر جواب مین لکہبیجے۔

فان تسألنی کیف انت فاننی	جلید علی عض الزمان صلیب
عزیز علیَّ ان تریٰ بی کابۃ	فیفرح واش اویساء حبیبٗ

ترجمہ۔ اگر تم میرا حال دریافت کرتے ہو کہ تو کیسا ہے تو مین مصائب زمانہ پر متحمل اور مضبوط ہون۔ مجہپر یہہ سخت گذرتا ہے کہ دنیا کی تکلیف میرے چہرہ بشرہ سے ظاہر ہوا اور میرا دشمن دیکہکر خوش اور دوست غمگین و آزردہ ہو۔

مؤلف جناب علیؓ کی علمی لیاقت اور فصاحت وبلاغت اوراس طرز کو خطبون مین اختیار کرنا یہہ خاص آپ ہی کی ایجاد ہے۔ دیگر کلام نظم ونثر کو بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے۔ صرف چند کلمات پر اکتفا کی۔ یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر تعویذ حرز جان ایمان کیئے جاوین تو روا ہے۔ جو شخص انپر کاربند ہوگا منافع دارین اوسکے نصیب ہونگے۔ درحقیقت اکسیر ہدایت اور کیمیای سعادت ہین۔ جو انسے غافل ہے وہ بادیہ ضلالت مین حیران مرض جہل مین گرفتار وسرگردان ہے۔

تحصیل علوم دینی قرآن و حدیث

جناب علی مرتضیٰ رضؓ اون حضرات صحابہ مین ہین جنہون نے حضور سرور عالمؐ کے عہد مین قرآن مجید جمع کیا اور جناب نبی اکرم سے سیکہا یاد کیا۔ وہ صحابہ یہہ ہین۔ عثمان رضؓ علی رضؓ ابن مسعود رضؓ

حضرت سالم رضؓ مولیٰ ابی حذیفہ۔ وغیرہم اور ان حضرات سے تابعین نے سند قرآن شریف حاصل کی چنانچہ قراءت حمزہؒ جناب عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

درباب نقل احادیث نبوی جناب علی مرتضیٰ رضؓ منجملہ حفاظ حدیث ہین آپ سے اکثر احادیث منقول ہین۔ کتب معتبرہ مین قریب چہ سو احادیث کے آئمہ حدیث آپ سے روایت کرتے ہین مگر درحقیقت جملہ احادیث مرفوعہ کی تعداد جو آپ سے مروی ہین ایک ہزار ہے۔ بعض احادیث ایسی ہین کہ آپ سے پیشتر کسی نے روایت نہین کین آپ ہی اوس باب کے فاتح ہین۔ ازانجملہ حدیث حلیہ مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے اوقات و عادات کا بیان۔ (نماز مناجات) جسکی مواظبت سے طالب حق کو لذت مناجات حاصل اور قلب کو نور و سرور نصیب ہوتا ہے۔ یہہ نماز ترمذیؒ نے نقل کی ہے (نماز چاشت صلوٰۃ الزوال) جو کہ ارباب تصوف کے نزدیک نہایت مفید اور طالب کے حق مین ازبس نافع ہے آپ ہی سے منقول ہے۔

فتاوی احکام۔ قدرے قلیل تو فصل مقدمات مین ہم ذکر کر آے ہین۔ کتب شافعیہ تصانیف عبدالرزاق۔ ابوبکر بن ابی شیبہ مین آپکے فتاوی کا حصہ وافر مذکور ہے۔

بیان مبحث توحید وصفات مین آپنے حصہ کامل لیا۔ یہہ رنگ آپکے خطبونمین بکمال فصاحت وبلاغت موجود ہے اور اس طرز خاص مین آپ دیگر صحابہ کبار سے ممتاز ہین۔ فن کلام مین درباب توحید وصفات آپ متکلم اول ہین۔ جناب علی رضؓ نے اصل اجمال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپکے بعد متاخرین نے اس بحث مین گفتگو کی مگر اصل مضمون کے علاوہ اور بہی بہت کچھ اضافہ کردیا۔

تصوف۔ مین جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ رضؓ کی ذات مبارک ایک دریاے ناپیداکنار ہے

اور جسقدر اولیاے کرام گذرے ہین اسی دریا سے سیراب ہوے ہین مگر افسوس کہ آپ
اپنی عہد خلافت مین خانہ جنگیو نمین اس درجہ مشغول رہے کہ اصول تصوف کی تفصیل ظاہر ہونیکی
نوبت نہ پہونچی۔ (ازالۃ الخفاء)

علم نحو۔ اس علم کے موجد جناب علی مرتضیٰ رضہی ہین۔ عاری نے اجرومیہ کے حاشیہ مین لکھا
ہے کہ جناب علی رضنے جو کچھہ علم نحو کے متعلق مرتب کیا تھا وہ ابوالاسود کو دیا اور فرمایا انحُ
علی ھذا النحو (اس ڈھنگ پر لکھہ) ابوالاسود نے اوسی طریقہ پر اس فن کو مدوّن کیا
اور نام اوسکا نحو رکھا۔ ابوالاسود دُوَلی جسکا نام ظالم ہے وہ ابن عمرو۔ بن جندل۔ بن
سفین بن علس بن نفاثہ بن عدی بن دُوَل بن بکر بن کنانہ تھا۔ ۶۹ھ مطابق ۶۸۸ء
مین اوسنے وفات پائی۔ جسوقت زیاد بن ابیہ (یا زیاد بن سمیہ) حاکم عراقین ہوا ہی ابوالاسود
زیاد کی بچونکا معلم تھا۔ یہہ تو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اسنے قواعد علم نحو جناب علی مرتضیٰ رض سے
سیکھے تھے مگر یہہ اس درجہ بخیل تھا کہ کسیکو بتانا نہ چاہتا تھا۔ زیاد نے بہی اس سے درخواست
کی تھی کہ اون قواعد کو جمع کر کے لکھہ دے اور اس علم کو مشہور کر دے تا کہ قرآن خوانونکو
آسانی ہو جاوے اور غلطی سے محفوظ رہین مگر اوس نے انکار ہی کیا۔ اتفاقاً ابوالاسود
ایک روز کسی قاری قرآن شریف کی طرف ہو کر گذرا وہ ان اللہ بری من المشرکین
و رسولہ پڑھ رہے تھی (یعنی رسولِہ زیر کے ساتہہ۔ اسکے یہہ معنی ہوے کہ اللہ تعالےٰ
مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے۔ حالانکہ اصلی مطلب یہہ ہی کہ خدا اور اوسکا رسول
مشرکونسے بیزار ہے) ابوالاسود نے جو ایسی فاش غلطی سُنی تو اوسکو بہت رنج ہوا اور کہنے
لگا مین نہ جانتا تھا کہ عرب کی اب یہہ حالت ہو گئی اور اس طرح اونکی عقلین گم ہو گئین۔
فوراً وہانسے اولٹے پانون پہرا اور زیاد سے کہا۔ جناب نے جو کچھہ حکم دیا تھا مین اوسکی

تعمیل پر بسر و چشم آمادہ ہون مگر ایک کاتب بلوا دیجئے۔ زیاد نے ایک کاتب بُلا دیا۔ ابوالاسود نے اوسکو ناپسند کیا پھر دوسرا کاتب بُلایا اوسکو پسند کیا اور کہا جب مین منہ کھولا کرون تو حرف کے اوپر نقطہ دینا اور جب مین بند کر لیا کرون تو نیچے نقطہ دینا۔ کاتب نے ایسا ہی کیا اور قواعد علم نحو لکھکر ایک کتاب کی صورت مین جمع ہو گئے۔ (صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب)

راقم - اصل واضع علم نحو ابوالاسود مشہور رہے مگر قوانین کی ترتیب جناب علی رضؓ نے کی اور ابوالاسود کو تعلیم کئے۔ باعتبار حقیقت آپ واضع علم نحو ہین اور ابوالاسود شاگرد اوّل ہی ازالۃ الخفا مین یہی قصہ عہد فاروقی مین لکھا ہی اسکے بعد لکھتے ہین کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اسود کو حکم دیا کہ قواعد علم نحو وضع کر و اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم نحو کی وضع عہد فاروقی سے ہے۔ اب رہا یہہ امر کہ وہان اسود نام ہے یہان ابوالاسود ہے۔ بظاہر دو نام ہین مشہور واضع نحو ابوالاسود دُوَلی ہے۔

ان دو روایتو ںمین تطبیق اسطرح ممکن ہے کہ قواعد مقرر کرنے کی تجویز عہد فاروقی مین پیش ہوئی ہو گی مگر اجرا اوسکا نہ ہوا پھر جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اوسکے قواعد منضبط کر کے ابوالاسود کو تعلیم فرمائے اور بعد ایک زمانہ کے ابوالاسود نے وہ قواعد بصورت کتاب مدوّن کئے۔ علاوہ اسکے جناب فاروق اعظمؓ ہر کام مین صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتی تھے اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی علمی لیاقت تو ظاہر ہے کہ کس درجہ تھی کیا عجب ہی کہ تدوین قوانین نحو کا کام جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے سپرد کیا گیا ہو۔ اب اگر یہہ کام عہد فاروقی مین جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے شروع کیا ہو اور ابوالاسود کو قوانین نحو سکھلا دیئے ہون تو کیا منافات ہے بہر حال اس علم کے موجد جناب علی مرتضیٰ رضؓ ہین۔

مشاہدات وکرامات جناب امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ

جملہ کرامات بالاستیعاب ذکر کرنا موجب تطویل ہے لہذا ہم دو چار کرامات نقل کرتے ہین

اصبغ راوی ہین کہ ہم جناب امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھے اثنار سفر مین جب آپ بمقام کربلا ہوکر گذرے۔ ارشاد فرماتے تھے۔ اس مقام پر یہ سر لخت جگر کے لشکر کے اونٹ بیٹھین گے یہان اونکے کجاوے رکھے جاوینگے۔ یہان اونکے خون گرینگے۔ جناب رسول خدا کے نواسے اور کنبہ والے اس میدان مین شہید ہونگے جن پر زمین وآسمان رو وینگے۔

روایت ہے کہ دو شخص اہل مقدمہ اثنار راہ مین کسی مقام پر آپکو ملے اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آپ اوسی جگہہ دیوار کے سایہ تلے بیٹھ گئے۔ اتفاقاً وہ دیوار گر رہی تھی کسی نے کہا حضور دیوار کے نیچے سے علحدہ ہٹ کر بیٹھئے دیوار گرنیکو ہے آپنے فرمایا۔ کچھ پرواہ نہین خدا ہمارا نگہبان ہے یہہ فرماکر اون دونوںمین تصفیہ کردیا۔ آپ دیوار تلے سے اوٹھکر علحدہ ہوے ہی تھے کہ دیوار گر پڑی۔

حارث روایت کرتے ہین کہ مین جنگ صفین مین آپکے ہمراہ تھا۔ ناگاہ ایک اونٹ اہل شام کا جسپر پالان پڑا تھا اور اوسپر سوار بیٹھا تھا سوار و پالان کو پھینک کر آپکے پاس چلا آیا اور اپنا منہ آپکے دوش مبارک پر رکھکر کان کے پاس لگا دیا۔ آپنے فرمایا۔ یہی علامت حضور سرورعالم ؐ نے مجھسے بیان فرمائی تھی۔ راوی کہتے ہین کہ اوس دن سخت معرکہ قتال پیش آیا۔

نقل ہے کہ جناب علی رضؓ نے کوئی بات بیان فرمائی ایک شخص نے اوسکی تکذیب کی آپنے فرمایا۔ اگر مین سچا ہون تو تجھپر بد دعا کرون۔ اوسنے کہا۔ جو چاہی کیجئے۔ آپنے بد دعا

فرمائی - وہ شخص وہانسے جانے نہ پایا تہا کہ اندہا ہوگیا -

فضالہ بن ابی فضالہ راوی ہین کہ جناب علی مرتضی رضہ بمقام ینبوع مریض تہے مین اپنے والد کے ہمراہ آپکی عیادت کو حاضر ہوا میرے باپنے عرض کیا - اس ویران منزل مین آپ تنہا سب سے الگ کسواسطے مقیم ہین - یہہ تو وہ مقام مسکن ناجنس ہی کہ مبادا یہان موت آوے تو بجز دیہاتی جہنیہ کے اور لوگون مٹی ٹہکانے لگاوے - آپ مدینہ منورہ تشریف لیجلین اگر وہان حکم خدا پہونچیگا تو آپکے یار واحباب اچہی طرح سے تجہیز وتکفین کرکے اور نماز جنازہ ادا کرکے دفن کردینگے - ابو فضالہ بدری تہے - جناب علی رضہ نے فرمایا مین اس بیماری مین نہ مرونگا حضور سرور عالم صلعم نے مجہسے وعدہ فرمایا ہے کہ تم نہ مروگے یہانتک کہ زخمی ہوا ور ڈاڑہی وسر خون سے تر بتر ہوجاوے - ابو فضالہ آپکے ساتہہ جنگ صفین مین تہے اور اسی جنگ مین شہید ہوے -

عبیدہ سے روایت ہے کہ جسوقت ابن ملجم جناب علی رضہ کے روبرو آتا آپ یہہ شعر پڑہتے

ارید حیاتہ ویرید قتلی		عذیرک من خلیلک من مراد

ترجمہ مین اوسکی زندگی کا خواہان اور وہ میرے خون کا پیاسا ہے (اے میرے قاتل) اپنے قبیلہ مراد سے کسی اپنے دوست عذر خواہ کو لے آ - (کہ وہ میرا تیرا انصاف کردے)

نیز جناب علی مرتضی رضہ اکثر فرمایا کرتے تہے - بدترین امت (میرے قاتل) کو کون چیز مانع ہے اور اوسکو کس امر کا انتظار ہے وہ اپنا کام کیون نہین کرتا - اسکو (ڈاڑہی کیجانب اشارہ کرکے) اس سے (خون سر) سے کیون نہین رنگین کرتا ہے - خون سے رنگنا نہ کہ عطر وعبیر سے سرخ کرنا - (ازالۃ الخفا)

حجر مرادی سے روایت ہے کہ مجہسے جناب علی رضہ نے فرمایا - تم اوسوقت کیا کروگے جب

تمسے مجھپر لعنت کرنیکو کہا جاوے اور تم اسپر مجبور کئے جاؤ مین نے عرض کیا۔ کیا ایسا ہوگا۔
فرمایا۔ ہان یہہ امر شدنی ہے۔ مین نے کہا۔ پہر کیسے بچونگا۔ فرمایا۔ زبان سے مجھپر لعنت کرنا
مگر دل سے بیزار نہونا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب یہہ وقت مجھپر آیا اور حجاج کے بھائی
محمد بن یوسف نے مجھکو حکم دیا کہ مین جناب علیؓ پر لعنت کرون (محمد بن یوسف حاکم یمن تہا
اور عبد الملک کا عہد خلافت تہا) مین مجبور ہوا اور پکار کر کہا۔ حاضرین! امیر المومنین نے
مجھکو حکم دیا ہے کہ مین علیؓ پر لعنت کرون۔ لہذا مین کہتا ہون خدا اوسپر (محمد بن یوسف پر)
لعنت کرے آپ سب صاحب بہی اوسپر لعنت کرین۔ میرے اس فقرہ کا مطلب صرف
ایک شخص سمجہ گیا اور کسیکو خیال بہی نہ گذرا کہ اسکا مطلب کیا ہوا اور مین نے اس ترکیب
سے ظالم کے پنجہ سے نجات پائی (صواعق محرقہ)

مروی ہے کہ ایک شخص کی نسبت آپکو گمان ہوا کہ امیر معاویہؓ کا مخبر ہے اور آپ کی
خبرین اونکو چوری چوری پہونچایا کرتا ہے۔ آپنے اوسکو بلا کر پوچہا۔ اوس صاف انکار کیا
آپنے فرمایا۔ کیا تم قسم کہاتے ہو کہ تم جاسوس نہین۔ اوس مرد نے قسم کہالی۔ آپنے فرمایا۔
اگر تم نے یہہ قسم جہوٹی کہائی ہے تو خداوند تعالی تمکو نابینا کر دیگا۔ ایک ہفتہ بہی نہ گذرا
ہوگا کہ وہ شخص اندہا ہوگیا۔

روایت ہے کہ آپنے اہل کوفہ کو محمد بن ابی بکرؓ کی متابعت اور فرمانبرداری کیواسطے
بتاکید اکید ارقام فرمایا۔ مگر اون لوگون نے شامت اعمال سے آپکے فرمانے پر اصلا توجہ کی
اور راہ تمرد و عناد سے نہ پہرے۔ آپنے اہل کوفہ پر بد دعا کی اور فرمایا۔ خداوندا کسی ایسے ظالم و
جابر کو انکے سر پر مسلط فرما کہ انکی شرارت و سرکشی کا مزہ انکو چکہاوے اور یہہ لوگ اپنی اعمالی
بد کی سزا کو پہونچین۔ خداوند تعالی نے آپکی دعا قبول فرمائی جس دن آپنے یہہ دعا کی اوسی

شب کو طائف مین حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوا اور اہل کوفہ کو اُسکے ہاتھون جو کچھ پہونچا وہ بخوبی ظاہر ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علیؑ ممبر پر تشریف رکھتے تھے۔ آپنے فرمایا۔ مین خدا کا بندہ ہون۔ رسولخدا کا بہائی۔ نبی الرحمۃ کا وارث ہون۔ جناب فاطمہ کا شوہر ہون۔ کوئی دوسرا اگر یہہ دعوی کریگا غضب الٰہی مین گرفتار ہوکر تباہ و برباد ہوجاویگا۔ حاضرین جلسہ سے ایک شخص نے کہا۔ یہہ بات تو ہر مسلمان کہہ سکتا ہی کہ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلعم مین خدا کا بندہ۔ رسولخدا کا بہائی ہون۔ وہ کہنے والا اپنی جگہہ سے نہ اوٹھنے پایا تہا کہ جنون وخلل دماغ مین مبتلا ہوگیا۔ لوگون نے اوسکو مسجد سے نکال دیا۔ اوسکی قوم سے پوچھا گیا کہ اسکو کبہی جنون ہوا تہا۔ لوگون نے کہا کہ کبہی نہین۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب امیر معاویہؓ نے اپنے مشیران خلافت سے فرمایا کسی طریق سے یہہ معلوم ہوجاتا کہ میرا انجام کیا ہونا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا۔ ہم لوگ اسکو نہین بتلا سکتے۔ آپنے فرمایا۔ مین جناب علیؓ سے دریافت کرسکتا ہون جو انکی زبان مبارک سے ارشاد ہوگا یقیناً درست و صحیح ہوگا اور اصلا آمیزش باطل اوسمین نہ ہوگی۔ یہہ فرماکر تین معتمد اشخاص بلاکر فرمایا۔ تم یہان سے تینون ایک ساتھہ جاؤ جب کوفہ ایک منزل رہ جاے تو ایک دوسرے کے بعد کوفہ پہونچکر میری موت ظاہر کرے مگر تینون کا بیان متفق ہو۔ اختلاف نہ ہونے پاوے۔ ایک ہی مرض مین بیمار ہونا۔ روز۔ ساعت انتقال۔ موقع دفن۔ نماز پڑہانیوالا۔ ان امور مین متفق اللفظ رہنا۔ وہ سب فہمائش جناب امیر معاویہؓ روانہ ہوے جب کوفہ ایک منزل رہگیا۔ دو شخص تو اوسی منزل پر ٹہیرے رہے اور ایک کوفہ مین داخل ہوا لوگون نے دریافت کیا۔ کہانسے آتے ہو کہا شام سے۔ پوچہا گیا۔ وہان کیا حال ہے

جواب ملا حضرت معاویہؓ نے انتقال فرمایا۔ لوگون نے یہہ خبر جناب علیؓ کے پاس پہونچائی آپنے کچہہ توجہ نہ فرمائی۔ دوسرے دن دوسرا شخص پہونچا اوسنے بہی یہی خبر مشہور کی اور شدہ شدہ آپ تک پہونچی آپ سُنکر خاموش رہے تیسرے روز تیسرا آدمی کوفہ مین داخل ہوا اور مثل روز اول و دوم خبر وفات جناب معاویہؓ تمام شہر مین منتشر ہو گئی۔ لوگ جناب امیر المومنین علیؓ کیخدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ حضور دو روز سے جناب معاویہؓ کی خبر وفات مشہور ہے آج بہی ایک شخص شام سے آیا اوسکی زبانی بہی یہہ خبر سُنی گئی اور تحقیق کرنے سے صحیح معلوم ہوئی ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہرگز نہین۔ یہہ خبر غلط ہے۔ تاوقتیکہ میری ڈاڑہی خون سے رنگین نہوگی۔ معاویہؓ ہرگز نہ مرینگے۔ تینون شخص شام واپس گئے اور جناب معاویہؓ کی خدمت مین عرض حال کیا۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضیٰؓ مسجد کوفہ مین تشریف فرماتہے۔ اتفاقاً ابن ملجم اوسوقت مسجد مین آیا آپ نے اوسکو دیکہکر اپنے دل مین یہہ شعر پڑہا۔

اشدد حیازیمک	فان الموت لاقیکا
ولا تجزع عن الموت	اذا احل بوادیک

ترجمہ۔ موت کیواسطے ہر آن آمادہ و کمربستہ رہو کیونکہ موت ضرور آنیوالی ہے اور جب سر پر آپہونچے تو اوس سے گہبراتا ہی کیا۔ بعد ازان آپنے ابن ملجم کو اپنے پاس بلاکر دریافت فرمایا۔ زمانہ جاہلیت یا لڑکپن مین تمہارا نام اور کچہہ بہی تہا۔ اوسنے کہا مجہکو یاد نہین۔ آپنے فرمایا۔ تمہاری کوئی دائی ہو دیہہ تہی جو تمکو شقی۔ عاقر۔ طالح۔ کہتی تہی۔ ابن ملجم نے کہا۔ حضور بیشک۔ تہی اور مجہکو اسی لقب سے بلاتی تہی۔

روایت معتبرہ سے ثابت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰؓ گہوڑے پر سوار ہونیکا قصد

فرماتے ایک پائون رکاب مین رکہتے اور قرآن مجید شروع کرتے سواری کی پشت پر سنبہل کر بیٹہنے اور دوسری رکاب مین پائون ڈالنے کی نوبت نہ آتی کہ آپ تمام قرآن مجید ختم کردیتے تہے

مولف - بظاہر یہہ روایت عقلاً ازبس بعید ہے۔ اکثر ناظرین اسکو بنظر مذاق و مزاح ملاحظہ فرماوینگے مگر جو حضرات معجزات انبیاے کرام کے قائل ہین اور کرامات خوارق عادات اولیاء اللہ کو مانتے ہین وہ کسی طرح شک و وہم کو دخل نہ دینگے۔ یہہ کرامات قوت روحانی کا ادنی اثر ہے اور اس قوت کو قوت طے لسانی سے تعبیر کرتے ہین یعنی زبان مین وہ قوت آجانا کہ زمانہ قلیل چند منٹ یا سکنڈ مین کلام مجید ختم کردے فی زماننا اسکی نظیر خارجی برقی قوت کو ملاحظہ فرمائیے۔ بلکہ یہہ کیا چیز ہے جو قوت خدادا دہے اوسکے مقابل جعلی و مصنوعی طاقت کسی طرح کام نہین دے سکتی ہے بزرگان دین سے خوارق عادات بکثرت صادر ہوے ہین طرفۃ العین مین مسافت بعید طے کرنا اسی طرح ایک دم مین کلام اللہ ختم کردینا۔ مردحق بین کے نزدیک کسی طرح جاے استعجاب نہین۔ البتہ جو عقل کا پیرو ہے اور ہر کام مین عقل کو اپنا مقتدا و مرشد بنار کہا ہے اوسکے نزدیک تو بیشک اس قسم کے امور از قسم مستحیلات ہین۔ وہ کب مانیگا بلکہ ہنسی مین اوڑائیگا مگر کچہہ پرواہ نہین چشمہ آفتاب خاک ڈالنے سے تیرہ نہین ہوتا۔ ہان خاک ڈالنے والے پر وہ خاک اولٹ کر گرتی ہے اور اوسکو اندہا خاک آلودہ کردیتی ہے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ کوفہ مین پہونچے۔ اہل کوفہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے۔ اونمین ایک جوان شخص بہی تہا۔ وہ آپکی خدمت مین رہنے لگا۔ اتفاقاً اوس جوان نے کسی عورت سے نکاح کرلیا۔ ایک روز بعد نماز فجر آپنے ایک شخص سے فرمایا۔ فلان محلہ مین جاو وہان مسجد کے پہلو مین ایک مکان ہے اوسمین دو مرد و عورت

باہم لڑرہے ہین تم اون دونونکو میرے پاس لے آؤ۔ تھوڑی دیر مین دونون آپ کی خدمت مین حاضر کیئے گئے۔ آپ اونکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ آج رات تم دونون مین بیڈہب لڑائی رہی۔ مرد نے کہا۔ حضور مین نے اس عورت سے عقد کیا ہے بعد نکاح جب یہ خلوت مین میرے سامنے آئی مجھکو اسکی صورت دیکھتے ہی اس درجہ نفرت پیدا ہوئی کہ اگر اوسوقت میرے امکان مین ہوتا تو اسکو گھر سے نکال باہر کرتا۔ اوسپر طرہ یہ ہوا کہ اسنے آتے ہی مجھسے وہ لڑائی شروع کی کہ جسکی انتہا نہین۔ برابر صبح تک لڑتی رہی بلکہ اسوقت تک کہ حضور کا آدمی گیا اور ہم دونونکو خدمت مین حاضر کیا۔ جناب امیرالمومنین ؑ نے اہل جلسہ سے فرمایا۔ مجھکو اس شخص سے اس قسم کی باتین کرنا ہین جنکا اورون کے روبرو اظہار خوب نہین یہ سنکر حاضرین دربار اوٹھ گئے۔ صرف وہی دونون مرد و عورت رہگئے جب تخلیہ ہوگیا تو آپنے عورت سے فرمایا۔ تو اس مرد کو پہچانتی ہے۔

عورت۔ جی نہین۔

علی ؑ۔ مین تجھکو سارا قصہ کہہ سناتا ہون جسکو سنکر تو خود بخود اچھی طرح پہچان لیگی مگر مجھسے حتمی وعدہ کر کہ جو کچھہ تجھسے دریافت کرون صحیح صحیح بیان کرنا خبردار جھوٹ نہ بولنا۔

عورت۔ مین وعدہ کرتی ہون۔

علی ؑ۔ تو فلان عورت ہے۔

عورت۔ ہان۔ وہی ہون جو آپ فرماتے ہین۔

علی ؑ۔ تیرا ایک چچیرا بھائی تھا جس سے تجھکو محبت والفت تھی اور وہ بھی تجھپر مائل تھا۔

عورت- درست ہے سر مو فرق نہین-

علیرضؑ- تیرے باپ کو اوسکے ساتھہ تیرا عقد کرنے مین انکار تھا اور اوسکو منظور نہ تھا کہ یہہ تعلق ہو-

عورت- حضور نے سچ فرمایا- درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے-

علیرضؑ- ایک شب کو تو بغرض رفع حاجت گہر سے باہر نکلی تہی- تیرا چچازاد بہائی تیری تاک مین تہا تیرے پیچہے ہولیا اور تجہکو پکڑ کر تجہسے ہمصحبت ہوا- تو اوسیوقت حاملہ ہوگئی پہر تونے اپنی مان سے یہہ قصہ کہا لیکن باپ سے پوشیدہ رکہا جب حمل کو پورے دن گذر گئے تو درد زہ شروع ہوا- اوسوقت تو اپنی مان کو لیکر آبادی سے باہر ویرانہ مین پہونچی- وہان لڑکا پیدا ہوا اوسکو ایک کپڑے مین لپیٹ کر کسی کہنڈر مین ڈال دیا- ناگہان ایک کتا آگیا اور اوس کپڑے کو جسمین بچہ لپٹا تہا اپنی خوراک سمجھکر سونگہنے لگا- تونے کتہ کے پتہر مارا وہ پتہر بچہ کے سر پر پڑا جسکے صدمہ سے اوسکا سر پہٹ گیا اور خون بہنے لگا تیری مان نے اپنی چادر کا کونا پہاڑ کر اوس بچہ کے سر پر پٹی باندہ دی اور تم دونون مان بیٹی بچہ کو اسی حال مین چہوڑ کر اپنے گہر واپس آئین-

عورت- آپکا فرمانا بالکل درست ہے- سر مو فرق نہین- یہہ واقعہ بجز میرے اور میری مان کے تیسرا نہین جانتا-

علیرضؑ- رات کو تم دونون اوس بچہ کو چہوڑ کر چلی گئین صبح کیوقت فلان قبیلہ والے اوس بچہ کو اوٹہا لیگئے اور پرورش کیا جب وہ جوان ہوا تیرے ساتھہ عقد کیا وہ بچہ یہی جوان ہے جو تیرے ساتھہ ہے یہہ فرما کر آپنے اوس جوان سے فرمایا-

اے شخص تو اپنا سر کھول کر دکھلا جوان نے سر کھولا تو نشان زخم موجود تھا۔ عورت نے پہچانا اور اوسیوقت اقرار کیا کہ بیشک یہ میرے پتھر کا نشان ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہہ جوان تیرا لڑکا ہے اور تو اسکی ماں چونکہ تو اسپر حرام ہے خداوند تعالیٰ نے تیری حفاظت کی۔ جا اپنے لڑکے کو لے جا۔

براء بن عازبؓ راوی ہین کہ جناب علی مرتضیٰ نے مجھسے فرمایا ''اے براء۔ میرے لخت جگر نور بصر حسین مظلوم تشنہ دہان کو اشقیا میدان کربلا مین شہید کرینگے اور تم اونکی نصرت و مدد نہ کروگے۔ آپ کا ارشاد درست ہوا فی الحقیقت جناب امام حسینؓ شہید ہوگئے اور مین اونکی مدد سے محروم رہا اور ابتک نادم ہون اور یہی حسرت قبر مین ساتھ لیجاؤنگا۔

روایت ہے کہ جب آپنے کوفہ سے لشکر بغرض قتال مخالفین طلب فرمایا تو اہل کوفہ نے بعد حیلہ و عذر بسیار لشکر روانہ کیا۔ ابھی لشکر اثنا راہ مین تھا کہ آپنے فرمایا۔ کوفہ سے دو ہزار سپاہی آتے ہین۔ اوسوقت آپکے احباب مین سے ایک شخص موجود تھے اونکا بیان ہے کہ مین آپسے یہہ بات سنکر منتظر رہا جب لشکر آیا مین سر راہ کھڑا ہوکر شمار کرنے لگا۔ واللہ پورے دو ہزار تھے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰؓ بصرہ مین تشریف لیگئے۔ آپکے سامنے روپیہ اشرفی لائی گئین۔ آپنے ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا۔ اے مال دنیا۔ مجھکو کیا فریب دیتا ہے۔ تیری دم مین تو اہل شام ہی آوینگے۔ کل جب تجھپر قبضہ پاوینگے تو اونکو اپنا کرلینا۔ مجھسے یہہ امید ہرگز نہ کیجیو۔

رفعت دنیاے دون معراج پستیہا بود	گشت قارون ہر کرا بر داشت از جا آسمان

تمامی اہل بصرہ کو آپکا یہہ کلمہ شاق گذرا اور جب آپکی خدمت سے رخصت ہوے آپس مین چرچا کرنے لگے۔ آپکو بھی یہہ خبر پہونچی۔ حضور نے دربار عام کیا اور فرمایا۔ میرے دوست مکرم جناب رسول معظم نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے ''اے علی تم خدا سے اس حال مین ملوگے کہ تم اور تمہارے

شیعہ خدا سے راضی ہونگے اور وہ اونسے خوش ہوگا۔ تمہارے دشمن تمہارے پاس ناخوش اور جبراً آوینگے اور اونکے ہاتھہ (نخوت وکبید گی خاطر سے) اونکی گردنوں مین ہونگے۔ (پھر آپنے اپنے ہاتھہ اپنے گلے مین لگاکر صورت حال ظاہر کی)

اس مقام سے آپکے شیعہ کی تعیین ہوگئی کہ فرقہ سنیہ اہل سنت وجماعت ہے نہ مدعی محبت زبانی دعوے کرنے والے کیونکہ اوسوقت یہی فرقہ اونکے آپکے محب اور ہر معرکہ مین ناصر و مددگار رہے اور آپکی محبت واتباع مین اپنی جانین قربان کین جب اس لقب پاک کے مستحق ہوئے کیونکہ محبت جو راہ شریعت سے علیحدہ اور سبیل ہدایت سے ایک طرف ہو وہ دراصل عداوت ہے اور یہہ نام کی محبت باعث ہلاکت صاحب محبت ہے اور جو ایسی محبت رکھیگا وہ فی النار والسقر ہوگا اور یہہ بھی بخوبی ظاہر ہے کہ آپکے دشمن خوارج ہین اور جو اونکے ساتھہ اہل شام سے شریک ہوے جناب معاویہؓ اور اونکے اصحاب قطعاً اونسے الگ ہین۔ وجہ یہہ ہی کہ یہہ اصحاب عالیمقدار اگرچہ جناب علیؓ سے لڑے مگر انکے پاس بھی دلیل تھی اگرچہ اجتہادی خطا واقع ہوئی تاہم ثواب پایا اور جناب علی مرتضیٰؓ اور آپکے اصحاب دونے اجر کے مستحق ہوے۔ ہم اپنے دعوے پر کہ مخلصین شیعہ کون حضرات ہین خود جناب علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے دلیل واضح بیان کرتے ہین۔

مطالب عالیہ مین ہے کہ جناب علیؓ ایک جماعت پر ہوکر گذرے۔ وہ لوگ آپکو دیکھتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ تم کون لوگ ہو۔ وہ بولے حضور ہم آپ کے شیعہ ہین آپنے اونکو شاباشی دی اور فرمایا۔ تم کو میرے شیعہ اور پیرو ہونیکا دعوی ہی اور میرے دوست وناصر بنتے ہو مگر یہہ کیا بات ہے کہ تم مین اپنے شیعہ ہونے کی کوئی نشانی نہین پاتا اور اپنے احباب وجانبازونکی علامات مین سے ایک بھی تمہارے اندر نہین دیکھتا

آپکے ہمراہ جو آپکے اصحاب اور سچے فدائی آپ پر جان دینے والے تھے اونھون نے کہا ہم آپکو اوس بزرگ ذات پاک کی قسم دیتے ہین جسنے خاندان اہلبیت کو کرامت وشرافت عطا فرمائی۔ آپ اپنے شیعہ کے کچھ اوصاف بیان فرمایئے (تاکہ ہم لوگ بھی اونکو پہچان جائین) جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ ہمارے شیعہ یہ لوگ ہین۔ خدا کو پہچاننے والے اوسکے احکام بجالانیوالے سچ بات کہنے والے۔ اونکی غذا قوت لایموت ہے (بغرض تقویت جسمانی جس سے عبادت خدا کی طاقت رہے جو کچھ خشک وتر غذا مل گئی اوسپر قناعت کی) اونکا لباس و پوشاک متوسط ومیانہ ہے تواضع کی چال ہے۔ خدا کی طاعت سے ذوق اور اوسکی عبادت مین نہایت عاجز ومستغرق رہتے ہین۔ جن چیزون پر خداوند تعالی نے نظر ڈالنا حرام کردیا ہے اونسے آنکھین بند کرلیتے ہین۔ اونکے کان علم خداوندی کے سننے کے مشتاق ومنتظر رہتے ہین۔ دنیا کی تکلیف وراحت اونکے نزدیک یکسان ہے نہ فراخی مین وہ متکبر ہوتے ہین نہ تنگدستی سے پریشان وبدحال وہ دیدار الٰہی کے اسدرجہ مشتاق ہین اورزندگی دنیا اونپر اس مرتبہ شاق ہے کہ اگر موت وزندگی منجانب اللہ نہ ہوتی اور ہر شخص کو ایک مدت مقررہ حیات فانی دنیای بے ثبات نہ عطا ہوتی تو اونکی جانین اس قفس عنصری کالبد خاکی مین ایک پل بھی نہ ٹھہرتین بلکہ اوسکے شوق اور تمنائے حصول درجات عالیہ مین ہستی سراب نما کو چھوڑ کر عالم بالا کو پرواز کرجاتین اور عذاب اخروی کے ڈر سے اونکو زندگی دنیا غیر ممکن ہوجاتی۔ خداوند تعالی شانہ کا جلال عظمت اونکے دیدۂ حق بین مین سمای ہوی ہے اور ماسوی خالق یکتا اونکی نظرون مین ہیچ ہے (شوق حصول نعمائے جنت وخوف عذاب دوزخ مین اونکا یہ حال ہے کہ گویا جنت کو دیکھ رہے ہین اور اہل جنت اس وقت تختون پر مسند لگائے بیٹھے ہوے اونکے پیش نظر ہین۔ دوزخی آگ مین جلتے ہوے اور

عذاب مین مبتلا ہی اونکی نگاہونمین پہرے ہین - ایام قلیل زندگانی دنیاے چندروزہ کے مصائب پر صبر کیا اور اوسکے بعد راحت دائمی اور آرام وعیش ابدی کے مستحق ہوگئے - اونکو دنیا نے اپنے دام مین لانا چاہا مگر یہہ اوسکے پہندہ مین نہ آے اور وہ ازخود اونکی طالب ہوئی لیکن اُنکی بے التفاتی سے آپ ہی تہک کر ہار گئی - محراب عبادت مین صف بستہ حالت قیام مین انکی راتین گذر جاتی ہین اور نہایت ذوق سے تلاوت کلام الٰہی مین مصرف رہتے ہین - قرآنی مثالین اونکی نفوس کی وعظ ہین اور آیات فرقانی اونکی امراض کی دوا لحظہ بلحظہ اپنی پیشانی ہتیلی گھٹنے قدم بکمال عجز و نیاز بارگاہ صمدیت مین خاک پر دہرتے ہین - آنکہونسے آنسوونکے فوارہ نکلکر رخسارونپر بہتے ہین شہنشاہ حقیقی - ملک جبار عظیم - پروردگار غفور رحیم کی بزرگی بیان کرتے ہین اور اپنی گلوخلاصی کی اوسی کی بارگاہ بے نیاز مین بکمال ادب التجا کرتے اور پناہ مانگتے ہین - اس طرح تو اونکی رات گذرتی ہے - دن مین اونکا یہہ حال ہے کہ نیکوکار ذی علم حکما ہین - پرہیزگار عالم مردان باخدا - دیندار ہین - پروردگار عالم کے ڈرنے اونکو لاغر کردیا ہے - وہ مثل تیر کے دبلے پتلے ہین تم اونکو دیکہو تو بیمار تصور کرو یا مجنون و دیوانہ جانو - حالانکہ وہ نہ مریض ہین نہ مجنون بلکہ عظمت و جبروت الٰہی نے اونپر اس درجہ تسلط کرلیا ہے کہ اونکی عقلین گم ہوگئین اور اونکے ہوش و حواس جاتے رہے ہین - جب غلبہ عظمت و جلال سے اونپر خوف طاری ہوتا ہے تو بارگاہ باریتعالی مین رجوع کرتے ہین اور اعمال صالح مین مصروف ہوجاتے ہین اور تہوڑے سے عمل پر راضی نہین ہوتے اور عمل کے بعد امید حصول جزا نہین کرتے بلکہ عمل کرکے قصور نفس کے قائل ہوجاتے ہین اور بہ خوف عدم قبولیت ڈرتے رہتے ہین -

آرزو دارم کہ در عشقت تن بیمار من	خالی از افغان و زاری فارغ از شیون ہبا

اون کا دین قوی اور تصدیق و یقین کامل ہے۔ طلب علم و فہم دین مین حریص ہین۔ موقع حلم سے واقف۔ میانہ روی مین ہوشیار و تمیزدار۔ حالت غنا و مالداری مین اونکی چال میانہ ہوتی ہے۔ فقر و فاقہ پر صبر کرتے ہین۔ اونکی عبادت نہایت خضوع کی ساتھہ ہوتی ہی۔ حق عباد ادا کرنے مین سرگرم ہین۔ کسب معاش مین سہولت و نرمی سے کام لیتے ہین۔ رزق حلال کے طالب ہین۔ راہ حق مین اونکو نشاط خاطر ہے۔ خواہش نفسانی روکنے مین تہجانب اللہ اونکو ایسی قوت ہے کہ اوسپر تکیہ مارکر شرارت نفس سے محفوظ رہتے ہین کسی امر کی جہالت سے اونکا کوئی نقصان نہین ہوتا۔ جو اعمال کرتے ہین اوسکا شمار رکھتے ہین (یعنی محاسبہ نفس اونکا دستور ہے اعمال نیک و بد کی جانچ کرلیا کرتے ہین) نیک اعمال کرکے اپنے نفس کو قصوروار جانتے ہین۔ صبح ہوئی تو اونکا کام ذکر خدا ہی شام ہوئی تو انعام الٰہی کا شکر کرنا ہے۔ خواب غفلت مین رات گذارنے سے ہوشیار رہتے ہین۔ رات کو جو عبادت کرتے ہین باسید فضل و رحمت ایزدی صبحکو خوش حال ہوتے ہین۔ باقی رہنے والی چیز کی رغبت شیئ فانی سے نفرت ہے۔ عالم باعمل ہین۔ علم کے ساتھہ زیور حلم و بردباری سے آراستہ۔ دنیا کی فکرونسے فارغ البال۔ آخرت کے کامون مین سُست و کاہل نہین۔ آرزوئے دور و دراز سے نفور۔ گناہونسے دور۔ موت کے منتظر۔ اُنکا دل عشق خدا سے آباد ہے۔ اونکا نفس قانع ہے۔ اپنے دین کے محافظ۔ غصہ روکنے والے۔ اونکے ہمسایہ اونکے غیظ و غضب سے امن مین رہتے ہین۔ اونکے اعمال ریا سے مُبّرا ہین۔ دنیا کی حیا و شرم سے نیک کام ترک نہین کرتے۔ ظاہر و باطن ایک ہین۔

از پردہ خودی بدر آ و نگاہ کن	بر یک قرینہ است نہان و عیان ما

میرے شیعہ یہہ لوگ ہین جن مین یہہ اوصاف ہین وہ مجھسے ہین اور مین اونسے "۔

جناب علی مرتضی رضؓ نے یہہ اوصاف بیان فرماے تو آپکے احباب مین سے ہمام بن عبّاد بن خثیم پر جو بڑے عابد و زاہد تھے۔ آپکا کلام سنتے سنتے اس درجہ اثر طاری ہوا کہ غش کھا کر گر پڑے۔ لوگون نے سنبھالا اور اوٹھایا تو مردہ پایا۔ اونکو غسل دیا۔ جناب علیؓ نے نماز پڑہائی اور مقابر مسلمین مین دفن کئے گئے۔ (صواعق محرقہ)

مولف۔ حضرات ناظرین ! یہہ کلمات متبرکہ جناب امیر المومنین یعسوب الدین۔ حیدر و صفدر۔ اسد اللہ الغالب۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خاص زبان مبارک کے ارشاد ہین جو حضور فیض گنجور نے اپنے محبان مخلص و ر دوستان صادق کی شان مین فرماے ہین اور اونکی علامت ظاہر کردی ہے۔ درحقیقت یہی محبت اور اصلی اتباع اسی کا نام ہے کہ اپنے محبوب متبوع کے قدم بقدم چلے۔ اپنے دلربا و دلبر جانفزا کی ہر آن پر جان سے فدا ہو اور ہر حال مین اوسکی خوشی اپنی خواہش اور تمنا پر مقدم رکھے اور ہمہ تن اوسی کا ہو رہے۔ زبانی دعوی اور سینہ کوبی ع عشق در دل چون نبود سینہ جنبانی چہ سود۔ بلا دلیل مقبول نہین اور محض بیان دعوی بغیر حجت و شاہد کسی عدالت مین مسموع نہین نہ ایسے پوچ و لچر بیانات کسی عدالت مین نگاہ وقعت سے دیکھے جاتے ہین بلکہ اس قسم کا مدعی مکّار شمار کیا جاتا ہے۔ اب منصف مزاج خود ہی فیصلہ کرلیگا کہ اس کلام کے مصداق کون اشخاص ہین۔ ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور ناظر حق پرست کی راے پر چھوڑتے ہین

احادیث مظہرہ وقائع آئندہ و مثبتہ خلافت و شہادت

جاننا چاہیئے کہ جو کچھہ واقعات آپکو پیش آنیوالے تھے اور بعد وفات جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اونکا ظہور ہونے والا تہا وہ آنحضرت نے بالتفصیل جناب علی سے

بطریق پیشین گوئی بیان فرما دیئے تھے چنانچہ چند احادیث اس مضمون کی ہم اس مقام پر لکھتے ہین۔

غنیۃ الطالبین مین ہے جناب امیر المومنین علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ جو کچھہ مجھپر پیش آنیوالا تھا جناب سالتمآب نے اپنی حین حیات سب کچھہ مجھسے بیان فرما دیا۔ یہانتک کہ یہہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بعد حضور نبوی امت مرحومہ کے سردار و خلیفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ پھر فاروق اعظم رضؓ پھر عثمان ذی النورین رضؓ ہونگے بعد ان تینونکے مجھکو خلافت ہوگی مگر میری خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاوے گا۔

یہہ حدیث بلفظہ اگرچہ سند مین غریب ہے مگر دیگر روایات معتبرہ وصحیحہ سے جنمین حضرات شیخین وجناب عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کی خلافت مذکور ہے اسکی غرابت دفع ہوتی ہے۔ البتہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت۔ اس باب مین احادیث ذیل ملاحظہ ہون

امام احمدؒ جناب علی رضؓ سے روایت کرتے ہین کہ کسی نے جناب ختم الانبیاء سے سوال کیا حضور کے بعد کسکو اپنا حاکم کرین۔ ارشاد فرمایا۔ میرے بعد اگر ابوبکر رضؓ کو حاکم کروگے تو اونکو ایک مرد ہادی۔ امین۔ دنیا سے بےپرواہ۔ آخرت کا طلبگار اور اوسکا راغب پاؤگے۔ اگر عمر رضؓ خلیفہ ہوے تو وہ اس مین بڑے مضبوط۔ امانت دار ہین خدا کے کام مین کسی کی ملامت سے نہین ڈرتے اور اگر علی رضؓ کو خلافت دوگے تو وہ راہ پانیوالی اور راہ دکھانیوالے ہین تمکو صراط مستقیم پر چلاوینگے۔

جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جناب سید الاصفیا نے فرمایا۔ اے علی رضؓ تم خلیفہ ہوگے اور تمہاری ڈاڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین کی جاویگی۔

جناب علی مرتضی رضؓ فرماتے ہین کہ میرے آقاے نامدار احمد مختار نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے

کہ میری امت کے لوگ میرے بعد میری ناخوشی کے کام کرین گے۔

حضرت عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ میرے بعد تم سختی و مصیبت مین پڑو گے۔ اونھون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میرا دین تو سلامت رہیگا۔ فرمایا۔ ہان دین سالم رہیگا۔

جناب علی رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے زمانہ مین بہت کچھ اختلاف شایع ہوگا اگر تم سے ہوسکے تو اپنے بچاؤ کی کوشش کرنا۔

اکثر احادیث سے ثابت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاویگا الخلافة بالمدینة والملک بالشام ۔ خلافت نبوت مدینہ مین ہے اور حکومت و سلطنت شام مین ہے یہہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ خلافت جناب عثمانؓ کی شہادت سے اوٹھ جاویگی یعنی خلافت مرتضوی پر لوگ متفق نہ ہونگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)۔

ابو درداءؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول معظم نے فرمایا۔ مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے بلند ہوکر چل دیا۔ مین اوسکو دیکھتا رہا اور خیال گذرا کہ یہہ اب چلا جاویگا لیکن وہ ستون شام کی طرف جھک پڑا۔ مین نے تعبیر کی کہ جبتک شام مین فتنہ و فساد نہ واقع ہوگا دین اسلام کو غلبہ رہیگا۔ پھر آپنے واقعہ جمل سے خبر دی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ حضور ختم المرسلین نے فرمایا ہے۔ مین تم لوگونکو سات فتنون سے جو میرے بعد ہونگے ڈراتا ہون۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا۔ دوسرا مکی ابتدا مکہ سے ہوگی۔ تیسرا یمن سے۔ چوتھا شام سے شروع ہوگا۔ پانچوان مشرق سے آویگا۔ چھٹا مغرب سے اور ساتوان خاص شام کے اندر سے پیدا ہوگا اور یہہ فتنہ سفیانی ہے۔

ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ اس زمانہ والون سے بعضے اول فتنہ کو پاوینگے اور بعضے اخیر

فتنہ کو بھی دیکھہ لینگے - ولید بن عیاش کہتے ہین - مدینہ والا فتنہ حضرت طلحہ و زبیرؓ کا مدینہ چھوڑ کر مکہ معظمہ مین آنا (یعنی جنگ جمل کی ابتدا) اور فتنہ مکہ سے واقعہ شہادت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مراد ہے - فتنہ شام کے باقی میانی بنی اُمیہ ہین اور فتنہ مشرق اور باقی دیگر فتنے بھی بنی امیہ کی ذات سے ہوے -

صحیح بخاری و مسلم مین بروایت ابو ہریرہؓ مروی ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے فرمایا - تا وقتیکہ دو گروہ عظیم جنکا دعوی ایک ہو باہم قتال و جدال نہ کر لینگے قیامت نہ قائم ہو گی - اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن شریف اوٹھایا اور ظاہر کیا کہ ہمارے تمہارے درمیان کلام اللہ ہے اور جناب علیؓ نے فرمایا - یہہ قرآن خاموش بے زبان ہے اور مین قرآن ناطق ہون -

جناب علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا - بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور باہم اونمین صفائی نہ ہوئی جبتک دو فیصلہ کرنے والے نہ مقرر ہوے مگر وہ دونون خود گمراہ ہوے اور لوگونکو بھی گمراہ کیا - میری امت مین بھی ایسا ہی اختلاف ہو گا اور اسکا خاتمہ بھی اسی طرح ہو گا کہ دو حکم مقرر ہونگے اور خود گمراہ ہو کر لوگون کو گمراہ کرینگے -

ظہور خوارج اور اونکا یہہ قول کہ دین خدا مین حکم مقرر کرنا صحیح نہین اور حضرت امیر المومنین علیؓ اور جناب امیر معاویہؓ کے درمیان جو دو حکم کی رائے سے صلح ہوئی یہہ فیصلہ درست نہ ہوا یہہ مضمون بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے -

واقعہ نہروان بیان فرمانا - یہہ بھی صحیح اور متواتر حدیث سے پایہ ثبوت کو پہونچا ہے ہم یہہ حدیث واقعہ نہروان مین ذکر کرینگے -

جناب علی مرتضیٰؓ کی شہادت ایک خارجی بے دین کے ہاتھہ پر ہونا -

جناب امیر المومنین علیؓ جسوقت بجانب عراق آمادہ سفر ہوے اور آپنے جانور سواری کی رکاب مین پانون رکھا تو عبداللہ بن سلام آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا آپ عراق نہ جایئے۔ آپکے حق مین وہان جانا بہتر نہین۔ آپکو وہان زخم تلوار پہونچیگا۔ حتی الامکان ایسے مقام تہلکہ سے بچنا لازم ہے۔ آپنے فرمایا۔ خدا کی قسم حضور اقدس نے تم سے قبل مجھکو بھی حدیث سُنادی ہے اور مجھکو خوب یاد ہے۔ ابوالاسود راوی کہتے ہین کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ واللہ آپ کیسے دلیر وجنگجو ہین جو اس قسم کی باتین لوگونسے بیان کرتے ہین۔

زید بن وہب کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ بصرہ مین ایک جماعت پر گذرے اوسمین ایک شخص خارجی جعد بن لعجہ نامی تہا وہ آپ کو دیکھکر کہڑا ہو گیا اور خطبہ پڑہنے لگا بعد حمد و نعت کے آپکی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ خدا سے ڈرو۔ اے علیؓ تم کو بھی ایک دن مرنا ہے آپنے فرمایا مین مرونگا نہین بلکہ مقتول ہونگا۔ اس سر سے ایک ضرب تلوار خون جاری کردیگی اور یہہ داڑہی رنگین ہوجاویگی۔ یہہ حکم خداوندی اور امر معہود ومقرر شدہ ہے جو ضرور ہونے والا ہے۔ پہر اوس خارجی نے آپکے لباس پر طعن کیا اور کہا۔ آپ اس لباس سے عمدہ نفیس دوسرا لباس کیون نہین پہنتے۔ جواب دیا۔ یہہ میرا لباس و پوشش کبر ونخوت سے دور ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان ایسے لباس پہننے مین میری اقتدا کرین۔

حضرت انسؓ راوی ہین کہ مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ جناب علیؓ کی عیادت کو گیا۔ آپ بیمار صاحب فراش تہے۔ اوسوقت آپکے پاس جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ بہی موجود تہے رسول اللہ کو دیکہتے ہی یہہ دونون صاحب اوٹہہ کہڑے ہوے۔ حضور اقدس جناب علیؓ کے پاس بیٹہہ گئے۔ یہہ دونون صاحب دوسری جگہہ بیٹہے اور ایک نے دوسرے سے کہا علیؓ اس مرض سے جانبر نہونگے۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ابھی نہ مرینگے

بلکہ آینده زمانہ مین شہید ہونگے۔

عمار بن یاسر راوی ہین کہ مین غزوه ذی العشرة مین جناب علی رض کا رفیق تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا مین بدبخت ترین اشخاص کو نہ بیان کر دون۔ ہم نے عرض کیا۔ ہان حضور۔ ضرور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا۔ ایک تو وہ شخص سرخ رنگ والا ہے جسنے حضرت ثمود ع کی اونٹنی کو ہلاک کیا۔ دوسرا وہ بدبخت و شقی مرد نالایق ہے جو لے علی تمہارے سر اور داڑھی کو خون آلود کرے گا۔

بعد انقضاء عہد خلافت حقہ حکومت نوجوانان قریش (بنی امیہ) کے بارہ مین احادیث متعدده وارد ہین جن سے یہہ امر محقق ہوتا ہے کہ جناب امیر المومنین علی رض کے عہد پر خلافت کا خاتمہ ہے۔

امام بیہقی رح ابن موہب سے روایت کرتے ہین کہ مین جناب امیر معاویہ رض کی خدمت مین حاضر تھا اس اثنا مین مروان آپکے پاس آیا اور کہا۔ اے امیر المومنین میرے سر پر بڑا بار ہے اہل قرابت کھانے پینے والے بکثرت ہین۔ دس لڑکے۔ دس بھتیجے۔ دس بھائی اتنے آدمی میری کفالت اور پرورش مین ہین۔ آپ میری حاجت روائی کیجیئے اور فکر عظیم سے سبکدوش فرمایئے۔ یہہ کہکر مروان واپس گیا۔ جناب امیر معاویہ رض حضرت عباس رض سے جو اونکے پاس تخت پر بیٹھے تھے مخاطب ہوے اور کہا۔ آپ جانتے ہین جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اولاد حکم مین جب تیس جوان ہوجاوینگے تو خدا کا دین و کتاب ذریعہ فریب و مکر بناوینگے اور خدا کا مال اموال غنیمت اپنا حق سمجھ کر آپ ہی خورد برد کر لیا کرینگے اور دوسرے اہل استحقاق بالکل محروم رکھینگے اور جسوقت انکی تعداد چارسو ننانوے تک پہونچ جاویگی تو پھر انکی تباہی و بربادی مین کچھ دیر نہ ہوگی دفعۃً سب کے سب ہلاک ہوجاوینگے۔ حضرت ابن عباس نے

فرمایا۔ ہان مجھکو یہہ حدیث خوب یاد ہے۔ بعد ازان مروان نے اپنے لڑکے عبد الملک کو
جناب امیر معاویہ رض کے پاس بھیجا اور اپنی غرض و حاجت اوسکی زبانی کہلا بھیجی عبد الملک دربار
خلافت مین حاضر ہوا اور اپنا مطلب کہکر واپس گیا۔ اوسکے جانیکے بعد جناب معاویہ رض نے
بدستور اول حضرت ابن عباس رض سے کہا۔ آپکو یاد ہوگا کہ جناب سالتماب ؐ نے عبد الملک کا
نام لیکر فرمایا ہے۔ یہہ شخص (ابو الجبابرۃ الاربعۃ) چار ظالم و جابر حاکمونکا باپ ہوگا۔

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مین نے
بنی الحکم کو خواب مین دیکھا ہے کہ میرے ممبر پر بندرون کی طرح کود رہے ہین۔ راوی کا
قول ہے کہ اسکے بعد حضور سرور عالم صلعم کو تا آخر وقت حیات کسی نے خوش اور ہنستے
نہ پایا اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضور نبوی یہہ خواب دیکھکر غمگین و ملول ہوے تو
رب العالمین نے اپنے محبوب کی تسلی کو وحی نازل فرمائی اور بیان کر دیا کہ بنی امیہ کو
دولت دنیا نصیب ہوگی۔ اس سے آپکو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا اور ایک روایت
مین حاکم و بیہقی نقل کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ ؐ نے خواب دیکھا کہ بنی امیہ ممبر شریف پر
ایک دوسرے کے بعد خطبہ پڑھ رہے ہین۔ حضور کو یہہ خوش نہ آیا اور خاطر مبارک قرین رنج
و ملال ہوئی۔ خداوند تعالی نے اپنے پیارے حبیب کے خوش کرنے کو سورہ انا اعطینا اور سورۂ
انا انزلناہ فی لیلۃ القدر نازل فرمائین جس مین حضور کیواسطے حوض کوثر دینے کا وعدہ
اور لیلۃ القدر کی فضیلت اور بنی امیہ کی مدت حکومت ایک ہزار مہینے بیان کئے۔

قاسم بن فضل کہتے ہین کہ مین نے بنی امیہ کی خلافت کا حساب لگایا تو پورے
ہزار مہینے ہوتے ہین۔

جناب علی رض کے حق مین دو فریق (آپکے یاران فدائی اور آپکے دشمن جانی) کا

ذکر بھی احادیث مین آگیا ہے۔

جناب علیؓ فرماتے ہین کہ حضور سرور کائنات نے مجھکو بلا کر فرمایا۔ اے علی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل تم پر صادق ہے۔ یہود اونکے دشمن ہوگئے اونکی والدہ کو تہمت لگائی۔ نصاریٰ اونکے دوست بنے مگر فرط محبت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس درجہ تک پہنچا دیا جسکے وہ کسی طرح حقدار نہ تھے۔ جناب علیؓ فرماتے ہین کہ میرے بارہ مین میرے دوست مبالغہ کرنے والے اور جو بات مجھہ مین نہین وہ میرے حق مین کہنے والے راہ حق سے دور ہوگئے اور میرے دشمن بدخواہ عداوت کی راہ سے میرے اندر عیب گیری اور برائیان کرنے پر آمادہ ہوے اور مجھکو صدمہ پہنچایا۔ خبردار آگاہ ہوجاؤ کہ مین نبی رسول نہین نہ مجھپر وحی آتی ہے لیکن کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر میرا عمل ہے حتی الامکان اپنی عقل و سمجھہ سے کام لیتا ہون اور اسپر عمل کرتا ہون پس اگر خدا کی اطاعت کا تمکو حکم دون تو تمپر میری اطاعت واجب و لازم ہے۔ چاہے تمکو اسمین تکلیف و مشقت ہو خواہ آسانی و راحت ہر حال مین میری متابعت سے علیحدہ ہونیکے مجاز و مختار نہین اور اگر بالفرض کسی ایسے کام کو کہون جسمین خدا کی نافرمانی لازم آتی ہو تو اوسوقت میرا کہنا ہرگز نہ سننا۔ کیونکہ کسی کی اطاعت مین خدا کی معصیت کا مرتکب ہونا ہرگز درست نہین۔ ہان حکم خدا مین طاعت ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

مؤلف۔ اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ جناب علیؓ کی محبت کسکا نام ہے اور آپکا اتباع کیا چیز ہے۔ افراط و تفریط اس باب مین دونون جادۂ حق صراط مستقیم سے باہر ہین۔ حد متوسط و درجہ اعتدال اہل اسلام کو نصیب ہے اور متبعان سنت سنیہ۔ محبان خاص و دوستان با اخلاص جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہین اور

سچے ہوا جواہ اور آپکے اور جملہ اہلبیت کے نام پر جان فدا کرنے والے ہین۔ کیونکہ محبت کا یہی تقاضا ہے کہ انسان جسکو دوست رکھتا ہے اوسکے ہر قول و فعل کی اطاعت اپنے اوپر واجب و لازم جانتا ہے اور یہی طریق سلف صالحین کا ہے۔ سواد اعظم اور جماعت کثیر یہی بزرگان دین ہین اور ان حضرات سے جناب علی مرتضی رضہ کے مناقب و اوصاف منقول ہین۔

اب ہم چند اشعار امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے آپکے فضائل و محبت اہل بیت ہین نقل کرکے بحث فضائل کو ان اشعار پر ختم کرتے ہین۔

اذا نحن فضلنا علیًا فاننا		روافض بالتفضیل عند ذوی الجھل
وفضل ابی بکر اذ ما ذکرتہ		رمیت بنصب عند ذکری للفضل
فلازلت ذا رفض ولا نصب کلاھما		بحبھا حتی اوسد فی الرمل

ترجمہ۔ جب ہم جناب علی رضہ کے فضائل بیان کرتے ہین تو جاہل لوگ سنکر ہمکو رافضی کہتے ہین اور جسوقت جناب صدیق اکبر رضہ کے فضائل ذکر کرتے ہین تو لوگ ناصبی و خارجی ہونیکی تہمت لگاتے ہین چاہے مین رافضی کہا جاؤن خواہ ناصبی مین تو تا زندگی دونون صاحبونکی محبت پر قائم ہون۔

قالوا ترفضت قلت کلا	ایضًا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شک		خیر امام وخیر ھادی
ان کان حب الولی رفضا		فاننی ارفض العباد

ترجمہ۔ لوگ مجھکو کہتے ہین کہ تو رافضی ہو گیا۔ مین اونکو جواب دیتا ہون۔ ہرگز نہین۔ رفض میرا دین و اعتقاد نہین لیکن مین بہتر امام اور رہبر ہادی کا دوست ضرور رہون۔ اگر جناب علی رضہ ولی کی محبت کو رفض کہتے ہو تو البتہ مین اس لحاظ سے یکتا رافضی ہون۔

یا راکبا قف بالمحصب من منیٰ	ایضاً	واهتف بساکن خیفها والناهض
سحرًا اذا فاض الحجیج الی منیٰ		فیضًا کملتطم الفرات الفائض
ان کان رفضًا حب آل محمد		فلیشهد الثقلان انی رافض

ترجمہ اے سوار محصب مین جو بمقام منیٰ واقع ہے ٹھہر جا اور اوس مقام کے کھڑے اور بیٹھے لوگونکو صبح کے وقت جبکہ حاجیون کا ہجوم ہو اور خلقت خدا مثل سیلاب دریای فرات کے امڈی چلی آتی ہو میری طرف سے پکار کر کہدے کہ اگر آل محمدؐ کی محبت کا نام رفض ہے تو دونون فریق (شیعہ وسنی یا جن وانسان) گواہ رہین کہ مین رافضی ہون۔

امام بیہقیؒ کہتے ہین کہ خوارج نے امام شافعیؒ پر تہمت رفض لگائی تو آپنے یہہ شعر پڑہے مروی ہے کہ امام مزنیؒ نے امام شافعیؒ سے کہا۔ آپ خاندان اہل بیت کے دوست و خیرخواہ ہین اور اونسے محبت رکھتے ہین۔ اس مضمون کے کچھہ اشعار تو کہدیجئے۔ امام شافعیؒ نے یہہ شعر پڑہے۔

وما زال کتمانیک حتی کاننی		برد جواب السائلین لاعجم
واکتم ودی مع صفاء مودتی		لتسلم من قول الوشاة واسلم

ترجمہ مین ہمیشہ تیری محبت چھپاے رہا اور سائلین کے جواب دینے مین گویا مین گونگا ہوگیا۔ باوجود صاف وخالص محبت کی مین نے اپنا عشق لوگونپر ظاہر نہ کیا تاکہ چغلخورونکی زبان سے تجھکو محفوظ رکھون اور خود بھی اونکے طعن وتشنیع سے بچا رہون۔

حالات قبل ہجرت مجملاً واقعات گذشتہ

حضور نبوی کی توجہ مبارک حضرت علیؓ کی طرف اس درجہ تھی اور اس قسم کے معاملات

آپکے ساتھ ہے جن سے آپکی خصوصیات یومًا فیومًا ترقی کرتی رہین بچپن سے تربیت نبوی مین آنا اور کاروبار خانگی مین شرکت وغیرہ وغیرہ ایسے معاملات ہین جو خاص آپ ہی کی ذات کیساتھ مختص ہین یہانتک کہ والدین سے بہی آپکو برائے نام تعلق تھا۔

امام نسائی کتاب خصائص مین نقل کرتے ہین کہ امیر المومنین سے کسی نے سوال کیا کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے عمزاد بہائی کے وارث ہوے اور باپ اور چچا کی وراثت نہ پائی۔ ارشاد فرمایا۔ ایکمرتبہ حضور خواجہ عالم نے نبی عبد المطلب کی دعوت کی۔ بمقدار ایک مُد کہانا پکوایا گیا لیکن اس قلیل طعام مین ہی وہ برکت ہوئی کہ سب شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ رہا۔ بعدہ ایک چھوٹے پیالہ مین پانی آیا اور سبکو سیراب کرنے پر بہی باقی رہا۔ اب حضور سے ارشاد ہوا۔ اے اولاد عبد المطلب مین بالخصوص تمپر اور بالعموم عام لوگونپر نبی ہوکر بہیجا گیا ہون۔ تمنے اور لوگونکا حال دیکھ لیا ہے اب تم مین سے کون میری بعیت کرکے میرا بھائی۔ میرا صاحب۔ میرا وارث وجانشین ہونا چاہتا ہے۔ مگر کوئی نہ بولا۔ مین سب مین چہوٹا تھا اوٹھ کھڑا ہوا۔ ارشاد نبوی ہوا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ پہر حضور نے وہی کلمات تین بار فرمائے اور مین ہربار کھڑا ہوکر بٹھا دیا جاتا تھا۔ بار سوم حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑ لیا اسیواسطے مین حضور کا وارث ہون (وراثت سے وراثت علمی مراد ہے نہ کہ دنیوی مال وجائداد کی کیونکہ انبیاے کرام کے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا)

جناب علیؓ فرماتے ہین کہ ایک روز مین حضور کے ہمراہ خانہ کعبہ مین گیا اور حضور میرے شانہ پر قدم جماکر کھڑے ہوے اور مین آپکو لیکر کھڑا ہو گیا پھر حضور کو معلوم ہوا کہ مین بار نبوی اوٹھانیسے عاجز ہون تو مجھکو ہٹاکر اوتر پڑے اور مجھکو شانہ مبارک پر چڑہاکر کھڑے ہو گئے۔ اوس حالت مین مجھکو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آسمان کے قریب پہنچگیا ہون

اگر چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا۔ پھر مین سقف کعبہ پر چڑھ گیا اور وہان سے حسب حکم نبوی پیتل تانبے کی مورتین یکجا کر کے نیچے پھینک دین وہ اس طرح ٹوٹین جیسے شیشہ چور چور ہو جاتا ہے۔ جب اس کام سے فارغ ہو چکا تو حضور کے سہارے سے جس طرح اوپر چڑھا تھا نیچے اوتر آیا۔

جسوقت حبیب اکرم رسول معظم نے درمیان صحابہ کرام بمقام مکہ معظمہ بھائی بندی کرائی تو حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ ترمذی مین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب درمیان اصحاب کرام عقد مواخات باندھا گیا تو حضرت علی بارگاہ نبوی مین گریہ کنان تشریف لائے اور عرض کیا کہ سب صحابہ کے تو بھائی مقرر کرا دیئے مگر مین تنہا رہ گیا۔ ارشاد پاک ہوا۔ اے علی تم تو میرے دین و دنیا کے بھائی ہو مجھسے بڑھکر دوسرا بھائی نہین ہو سکتا۔ علامہ ابن حجرؒ کہتے ہین کہ یہہ عقد مواخات باراول مکہ مین درمیان مہاجرین ہوا ہے اور دوبارہ مدینہ مین مابین مہاجرین وانصار واقع ہوا۔ صاحب خمیس فرماتے ہین کہ یہہ عقد بمقام مدینہ منورہ مہاجرین وانصار مین بعد ہجرت پانچ یا آٹھ ماہ گذرنے پر ہوا ہے۔

وفات ابوطالب ۱۰ سنہ نبوت

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب ابوطالب مرض الموت مین مبتلا ہوئے اکابر قریش عیادت کو آئے اور بعد مزاج پرسی اونسے کہا۔ اے ابوطالب۔ اپنے بھتیجہ محمدؐ کے پاس کسی کو بھیجو اور اونسے کہو کہ اپنی بہشت مین سے جسکا ذکر کیا کرتے ہین کچھ کھانا تمہارے واسطے بھیجدین تاکہ اوسکے کھانے سے تمہارا مرض دور او ر صحت جسمانی حاصل ہو۔

ابوطالب نے حضور سرور عالم کیخدمت مین کھلا بھیجا کہ مین سن طبعی کو پہونچا۔ ضعف لاحق
حال ہے مزید بران مرض سے اور بھی ناتوان ہوگیا ہون مین نے تمہاری بہت کچھ
خدمت کی ہے اور ہمیشہ بچون کی طرح رکھا اور دشمنونکے مقابل سینہ سپر رہا ہون۔
اب اسوقت کچھ کھانے پینے کو اپنی بہشت مین سے میرے واسطے بھیجدو شاید بیماری سے
شفا پاؤن۔ آنحضرت صلعم نے اسکے جواب مین کچھ نہ فرمایا مگر جناب صدیق اکبرؓ حضور کی
خدمت مین موجود تھے وہ بول اوٹھے۔ خداوند تعالی نے بہشت کی نعمت کافر پر حرام
فرمائی ہے پیغامبر یہہ فقرہ سنکر واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی۔ قریش نے دوبارہ
اوسی شخص کو خدمت اقدس مین بھیجا اور وہی سوال سابق کیا۔ حضور سے ارشاد ہوا۔
خداوند عالم نے کافرونپر اپنی نعمت بہشت حرام کردی ہے۔ وہ یہہ جواب پاکر واپس گیا
پھر خود حضور اقدس ابوطالب کے گھر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ تھوڑی دیر کیلئے یہان خلوت
کردو۔ قریش نے جواب دیا جس طرح ابوطالب تمہارے چچا ہین ہمارے بھی عزیز وقریب
ہین۔ ایسے وقت ہم کیسے چھوڑ دین مجبور حضور سرور عالم ابوطالب کے سرہانے بیٹھ گئے
اور فرمایا چچا جان۔ مجھپر تمہارے حقوق بہت ہین۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایک بار
کلمہ طیبہ اپنی زبان سے کہہ دو اور میری مدد کرو تاکہ قیامت کے روز خدای ذے الجلال کی
بارگاہ عزت مین تمہاری سفارش کرون۔ ابوطالب نے پوچھا۔ وہ کلمہ کیا ہے۔ فرمایا
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ ابوطالب نے جواب دیا مین خوب
جانتا ہون کہ تم میرے خیرخواہ اور سعادتمند لڑکے ہو اور میری بھلائی چاہتے ہو اگر
مجھکو اس امر کا خوف نہ ہوتا کہ میرے بعد قریش تمکو ملامت کرینگے اور کہین گے کہ تمہارا
چچا ابوطالب ڈر کر تمہارے خوش کرنیکو یہہ کلمہ کہہ کر مرا تھا تو مین ضرور پڑھ لیتا اور

ایک روایت مین ہی کہ حضور نے فرمایا۔ اے چچا۔ اورونکو تم کہتے ہو کہ میری بات سنین اور
میری متابعت کرین مگر خود اسلام قبول نہین کرتے۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ حالت
صحت مین اگر مسلمان ہوجاتا تو مضائقہ نہ تھا۔ اب مرتے وقت اگر کلمہ پڑہون تو لوگ
یہی کہینگے کہ موت کے ڈر سے مسلمان ہوگیا۔ حضور سرور عالم ابوطالب کے ایمان لانے سے
مایوس ہوکر ملول خاطر اوٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا مین اب بہی خدا سے تمہارے
واسطے مغفرت چاہونگا تا وقتیکہ مجھکو ممانعت نہ ہوجاوے۔ (روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ)

مواہب لدنیہ مین ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو یہ وصیت کی
اُے سرداران قریش۔ تم برگزیدہ مخلوق خدا ہو۔ اللہ تعالی نے قوم عرب مین تمکو سرفراز و
ممتاز فرمایا ہے مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ محمد کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔ اون سے
نیک برتاؤ رکھنا۔ وہ قریش مین امانت دار۔ ہر ایک کے دوست وبہی خواہ ہین۔
خدائے کریم کے پاس سے وہ دین متین لائے ہین جسکو دل مان لیتا ہے مگر خوف
بدگوئی خلائق سے زبان اقرار نہین کرتی۔ بخدا مین بچشم یقین دیکھہ رہا ہون کہ محتاج عرب
دیہاتی۔ اہل بادیہ مسکین وضعیف نے۔ محمد کی دعوت کو قبول کرلیا اور اونکے کلمہ کی
تصدیق کی۔ تم لوگونکا انجام کار بہی دیکھہ رہا ہون کہ تمہاری سرداری وعزت سب
خاک مین مل گئی۔ گھر اوجڑ گئے۔ جو تم مین ذلیل وخوار تہے وہ بباعث قبول اسلام تمہارے
سردار بن گئے اور جو لوگ محمد کی عداوت مین قوی تہے وہ اب اونکے زیادہ محتاج ہین
جو اونکی دشمنی سے دور تہے اونکو قرب حاصل ہے۔ تمام عرب خالص محبت اور صاف
دل سے اونکے مطیع وفرمانبردار ہوگئے ہین اور اپنے جان ومال کا حاکم اونکو بنادیا ہے،
اے قریش تم سب کے دوست ہوجاؤ اور جان ومال سے اونکے محافظ وناصر بن جاؤ۔

جو اونکی راہ چلیگا راہ یاب ہوگا اور جو اونکی سیرت وعادت پر عمل کریگا سعادت پاویگا۔ وائے صد وائے۔ اگر میری زندگی وفا کرتی اور موت کچھہ دن اور مہلت دیتی تو مین محمد کے سر سے آنیوالی مصیبتون اور بلاؤن کو ضرور روکتا" یہہ مضمون لکھکر ابوطالب نے کفر پر انتقال کیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب میرا باپ مرگیا تو مین خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور کے بوڑھے چچا گمراہ نے دنیا سے رحلت کی۔ آنحضرت یہہ سنکر رونیلگے اور مجھکو حکم دیا تم جاؤ۔ اونکو غسل دو اور کفن پہنا کر دفن کر دو مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے وہ تو مشرک مرے ہین مین کیسے اونکی تجہیز وتکفین مین شریک ہوون۔ ارشاد ہوا۔ جاؤ۔ اونکو مٹی مین چھپا آؤ۔ خدا اونکی بخشش کرے۔ مین نے حسب ارشاد نبوی اپنے باپ کو غسل دیا اور کفنا کر قبر مین دفن کرکے خدمت اقدس مین واپس آیا۔ حضور نے میرے حق مین دعاء خیر کی اور فرمایا۔ تم بہی غسل کرلو۔ آپکے فرمانے سے مین نے بہی غسل کیا راوی کا قول ہے کہ جب جناب علی مرتضیٰ کبہی مردے کو نہلاتے تو خود بہی غسل کرتے تہے (میس) ایک روایت ہے کہ حضور سید عالم بہی ابوطالب کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور بکمال تاسف فرماتے جاتے تہے۔ اے چچا۔ تمنے خوب حق قرابت ونا تا ادا کیا اور میرے بارہ مین حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ خدائے کریم تمکو اسکا بدلا عطا فرماوے۔

لکھا ہے کہ جب ابوطالب کے دفن سے فراغت ہوئی تو حضور پرنور مغموم ومحزون دولتخانہ پر تشریف لائے اور چند روز تک گھر سے باہر کہین تشریف نہ لیگئے۔ ہر وقت ابوطالب کے حق مین دعائے مغفرت فرمایا کرتے تہے۔ صحابہ کرام کو جب یہہ حال معلوم ہوا عرض کیا ہم بہی اپنے آباواجداد کی مغفرت خدا سے چاہین۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ کے واسطے دعا کی اور ہمارے رسول اکرم اپنے چچا کے واسطے دعا کر رہے ہین - خداوند تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی - ماکان للنبی والذین امنوا تا آخر آیت - (روضتہ الاحباب)

انوار التنزیل مین ہے کہ آیہ کریمہ - انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء - خاص ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی ہے کیونکہ جب حضور سرور عالم کی فہمائش سے ابوطالب اسلام نہ لاے تو حضور کو از بس رنج گذرا - خداوند تعالیٰ نے حضور کی تسلی و تشفی کیلئے یہہ آیت نازل فرمائی اور جب آپنے ابوطالب کے حق مین دعای مغفرت کی تو ماکان للنبی الآیۃ نازل ہوئی آیہ کریمہ - انک لاتھدی من احببت کا نزول ابوطالب کے قصہ مین تو ظاہر ہے مگر آیت اولی بعد وفات ابوطالب ایک مدت گذرنے پر نازل ہوئی ہے جو کہ ہر شخص کیواسطے عام ہے اور جس سے ہر مسلمان کو کافر کے حق مین دعاے آمرزش طلب کرنا منع ہو گیا ہے - بہر کیف ابوطالب کا کفر پر مرنا یقینی ہے اور جو دیگر روایات اسلام ابوطالب پر دال ہین وہ بمقابلہ روایات ہذا محض بے اعتبار وضعیف ہین -

دیگر روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سبب نزول آیت ماکان للنبی الخ یہہ ہے کہ جناب رسولخدا واسطے اداے عمرہ مکہ معظمہ تشریف لیگئے - اثنار راہ مین حضور اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر ٹھیرے اور خداوند تعالیٰ سے درخواست فرمائی کہ اپنی والدہ کے حق مین دعاے مغفرت کرین - بارگاہ ایزدی سے اجازت نہ ملی اور یہی آیت مشتمل بر منع استغفار براے مشرکین و کفار نازل فرمائی - (روضتہ الاحباب)

وہ ضعیف روایت جسکو قائل اسلام ابوطالب اپنے نزدیک اقوی دلیل سمجھتے ہین

یہہ ہے۔ محمد بن اسحٰق سے مروی ہی کہ جبوقت حضور سرور کائناتؐ نے کلمہ توحید ابو طالب پر پیش کیا تو ابو طالب نے صاف انکار کر دیا مگر حضرت عباسؓ جو اسوقت تک اسلام نہین لای تہے ابو طالب کے چہرہ کو دیکہنے لگے اور اونکو لبونکی حرکت معلوم ہوئی تو اونہون نے اپنا سر جہکا کر ابو طالب کے منہ کے قریب کیا پہر سر اوٹھا کر خدمت نبوی مین عرض کیا۔ اے بہتیجے۔ جو کلمہ تم نے ابو طالب کو تلقین کیا وہ ہی اونکی زبان سے آہستہ نکلا اور مینے سن لیا۔ حضور نے فرمایا مین نے نہین سنا۔

یہہ روایت سراسر ضعیف ہے۔ اسکی تردید روایت بخاری شریف سے بلفظ صریح موجود ہے کہ اخیر کلمہ ابو طالب کی زبان سے یہی نکلا علیٰ ملۃ عبد المطلب۔ دوسرا جواب یہہ ہے کہ اگر ابو طالب کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہوا تو جناب رسالتمآب کے غم کرنے اور آیت کریمہ۔ انك لا تهدی کے نازل ہونے اور حضور کا ابو طالب کے حقمین استغفار کرنے اور خداوندی ممانعت کے نازل ہونیکی کیا وجہ ہے۔

صحیح بخاری مین حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ مین نے بعد وفات ابو طالب خدمت نبوی مین عرض کیا۔ آپنے اپنے چچا کو کچہہ نفع نہ پہونچایا۔ وہ تو آپکے بڑے مہربان و خیرخواہ تہے۔ ارشاد ہوا میری ہی وجہ سے تو ابو طالب پر خفیف عذاب ہو رہا ہے صرف ٹخنے تک آگ مین ہین اور اگر میرے اونکے یہہ مراسم وارتباط نہ ہوتے تو دریاے آتش مین ڈوبے ہوتے اور طبقہ اسفل نار مین جگہہ پاتے۔

اس حدیث سے محمد بن اسحٰق والی حدیث کا ضعف جو بسند ابن عباسؓ بروایت راوی مجہول الاسم نقل کی ہی ظاہر ہوتا ہے اور الفاظ حدیث ہذا سے ثابت ہے کہ ابو طالب کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے کیونکہ حضرت عباسؓ کا سوال کرنا اور آنحضرت صلعم کا جواب دینا

سوء خاتمہ ابوطالب کی صاف دلیل ہے۔ علاوہ اسکے جناب علیؑ کا فرمانا کہ وہ مشرک مرے ہین مین کس طرح اونکے تجہیز و تکفین مین شریک ہون حجت واضح ہے کہ ابوطالب کو اسلام نصیب نہ ہوا۔

معالم التنزیل مین ہے کہ کفر کے چار اقسام ہین۔ کفر انکار[۱]۔ کفر جحود[۲]۔ کفر عناد[۳]۔ کفر نفاق[۴] قسم اول یہہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی وحدانیت نہ دل سے مانے اور نہ زبان سے اقرار کرے اور یہہ ظاہر ہے۔ قسم دوم یہہ ہے کہ خدا کو دل سے تو مانے مگر زبان سے انکار پر قائم رہے۔ جیسا ابلیس لعین اور یہود کا کفر۔ قسم سوم کفر عناد یہہ ہے کہ دل سے خدا کو ایک مانے۔ زبان سے اوسکی وحدانیت کا مقر ہو لیکن دین الٰہی پر عمل نہوا اور نہ اوسکا مطیع و فرمانبردار ہو۔ جیسا ابوطالب کا کفر تھا کیونکہ اوس جواب سے جو آنحضرت کو مرض موت مین دیا یہہ امر بخوبی روشن ہے اور ان اشعار سے بہی جو ابوطالب نے آنحضرت کے جواب مین پڑہے ہے بہی ظاہر ہوتا ہے۔ ترجمہ **اشعار** مین یقیناً جانتا ہون کہ دین محمدی تمام دینون سے بہتر ہے اگر مجھکو خوف طعنہ زنی اور ملامت کا نہ ہوتا تو اسوقت تم مجھکو دیکھہ لیتے کہ قبول دین اسلام پر جرأت کر جاتا۔ (اے محمدؐ) تم نے مجھکو راہ حق کی جانب بلایا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم خیر خواہ ہو اور اپنی بات مین سچے۔ خدا کی امانت پہونچانے مین امانت دار ہو۔ قسم چہارم کفر نفاق۔ زبانی اسلام ظاہر کرے مگر دل سے عقائد کفر پر قائم رہے جس طرح آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافقون کا دستور تہا۔ علماء سنت وجماعت کے نزدیک کفر جمیع اقسامہ یکسان ہی کسی قسم کا کافر ہو اگر کفر پر مرا تو خداوند تعالیٰ کی مغفرت سے محروم ہے نعوذ باللہ منہا۔

ابوطالب کی وفات اوائل ماہ ذیقعدہ سنہ نبوت مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ

نصف ماہ شوال سنہ نبوت مین انتقال کیا۔ (استیعاب) حیوۃ الحیوان مین ہے کہ جسوقت
ابوطالب نے وفات پائی آنحضرت صلعم کی عمر شریف اونچاس سال آٹھ ماہ گیارہ دن کی تھی
ابوطالب کچھ اوپر اسی برس کے ہوکر مرے اور بروایت مواہب لدنیہ ستاسی سال کے
تھے اور ایک روایت مین نصف ماہ شوال سنہ نبوت تاریخ وفات ہے۔ ابن جوزیؒ
کہتے ہین کہ ہجرت نبوی سے تین برس پیشتر ابوطالب کی وفات ہوئی ہے۔

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب کی وفات حالت کفر مین ہوئی لیکن حضرات
شیعہ مدعی ہین کہ ابوطالب نے مرتے دم اسلام قبول کرلیا تھا مگر وہ احادیث بمقابلہ احادیث
صحیح بخاری و دیگر روایات معتبرہ محض سست اور غیر معتبر ہین۔ اونمین سے بطور نمونہ ایک
روایت محمد بن اسحق سے نقل ہوئی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہین "مین نے وہ روایات جو
اہل تشیع نے درباب اسلام ابوطالب جمع کی ہین دیکھی ہین اونمین سے ایک بھی قابل اعتبار نہین
مین نے چند روایات اونمین کی اپنی کتاب اصابہ مین بمقام ترجمہ ابی طالب نقل کی ہین"۔

ہجرت سنہ ۱۴ نبوت مطابق سنہ ۱

جب ایذاے کفار مکہ مسلمانون پر حد سے گذر گئی جملہ اصحاب کبار دو دو چار چار کرکے ہجرت
کر گئے صرف جناب رسالتمآبؐ حضرت صدیقؓ جناب علیؓ رہ گئے۔ کفار نے ایک شب
باتفاق یہہ صلاح کی کہ حضور اقدس کے دشمنونکو قتل کرڈالین حضرت جبرئیل امین علیہ السلام
بحکم رب العلمین خدمت نبوی مین نازل ہوے اور ظاہر کیا کہ اس رات کو آپ بہمراہی
صدیق اکبرؓ مدینہ منورہ روانہ ہون چنانچہ حضور خواجہ عالم نے جناب علیؓ کو اپنے بستر پر سلا
دیا اور خود غار حرا کیجانب روانہ ہوے۔ جب رات ہوئی کفار بہ نیت فاسد گرد

دولت سرائے نبوی بارادۂ فاسد جمع ہوئے حضور سرور عالم کو جب معلوم ہوا آپ نے علی مرتضیٰؓ سے فرمایا "مجھکو حکم ہجرت ہوگیا ہے مین اسیوقت روانہ ہوتاہون تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھکر بے خوف وخطر لیٹ رہو خداوند عالم تمہارا حافظ وناصر ہے۔ اہل مکہ کی امانتین جو میرے پاس ہین تمہارے سپرد کرتاہون میرے بعد جسکی امانت ہے اوسکے حوالہ کرکے تم بھی میرے پاس مدینہ چلے آنا" جناب علی مرتضیٰؓ حسب ارشاد حضور چادر مبارک سبز رنگ اوڑھکر بستر نبوی پر لیٹ رہے اور حضور سرور دوجہان ولتخانہ سے نکلے چلے گئے کچھ دیر بعد ایک مرد اجنبی صورت کفار کے مجمع مین آیا اور اونسے پوچھا۔ تم لوگ یہان کسکا انتظار کررہے ہو۔ جواب ملا۔ محمد کے منتظر ہین۔ اوسنے کہا۔ تم لوگ نا امید ہوی دل کی آرزو دل ہی مین رہی محمد تو تمہارے سرونپر خاک ڈالکر تشریف لیگئے۔ الغرض کفار گھر مین گھس آئے اور چاہا کہ جناب علیؓ پر حملہ کرین۔ آپ اوٹھ بیٹھے۔ کفار نے دریافت کیا۔ محمد کہان ہین۔ فرمایا۔ معلوم نہین۔ کفار نے جناب علیؓ سے کچھ تعرض نہ کیا اور حیران وشرمندہ واپس گئے۔

خمیس مین ہے کہ کفار دروازہ پر صبح تک منتظر رہے۔ دروازہ کے درزونسے جناب علیؓ کو حضور کے خوابگاہ مین سبز چادر اوڑھے دیکھکر یہی جانتے تھے کہ محمد ہین۔ صبح ہوتے ہی گھر مین گھس پڑے جناب علیؓ کو پایا حضور کی نسبت دریافت کیا آپنے لاعلمی ظاہر کی تو غلط جان کر آپکو مارا پیٹا اور کچھ دیر تک قید رکھا بعد ازان چھوڑکر حضور سرور عالم کی تلاش مین سرگردان ہوئے۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم مین اوس رات کو حضرات جبرئیل ومیکائیل علیہ السلام کا حضرت علی کی حفاظت کیلئے تشریف لانا لکھتے ہین چنانچہ یہ قصہ شمس التواریخ حصہ اول مین

گذرچکا ہے خداوند جل وعلانے اس خدمت کی قبولیت مین جناب مرتضوی کے حق مین خلعت آیہ کریمہ ومن الناس من یشری تارؤف بالعباد نازل فرمائی۔ اسی قصے کے متعلق جناب شیرخدا سے ابیات ذیل منقول ہین۔

وقیت بنفسی خیر من وطی الثری	ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر
رسول الله خاف ان یمکروابہ	فنجاہ ذوالطول الالہ من المکر
وبات رسول اللہ فی الغار امنا	موقی وفی حفظ الالہ وفی ستر
وبت اراعیھم وما یثبتوننی	وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر

ترجمہ۔ مین نے اپنی جان سے اوس ذات پاک کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والو نمین سب سے بہتر اور جملہ طایفین کعبہ وحجر اسود مین افضل ہے۔ وہ خداے عالم کے رسول پاک ہین جب آپکو دشمنو نسے خوف ہوا۔ تو قادر مطلق نے آپکو مکر اعدا سے نجات دی اور حضور رسول اللہ شب کو غار مین بامن وآسائش تمام رہے اور خدا کی حفاظت وپردہ پوشی حضور کے شامل حال تھی اور مین نے اس حال مین رات گذاری کہ دشمنونکو دیکھہ رہا تھا مگر وہ مجھکو نہ پہچان سکے اور مین تو اپنی جان سے قتل وقید پر مستعد ہو گیا تھا۔ (معارج النبوہ وخمیس)

بعد روانگی حضور سرور انس وجان ومحبوب خالق دوجہان تین روز تک حضرت علی مرتضی مکہ معظمہ مین مقیم رہے اس عرصہ مین جسقدر اموال امانت آپکی سپردگی مین تھا آپنے اونکے مالکونکے حوالہ کیا اور فارغ البال ہوکر مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ بعد طے مراحل ومنازل مدینہ پہونچکر حضور نبوی سے کلثوم بن ہدم کے گھر ملے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضی کفار مکہ سے پوشیدہ روانہ ہوے۔ تنہا سفر۔ دشمنو نسے اندیشہ۔ رات کو راہ چلتے دن مین کسی محفوظ جگہہ آرام کرتے۔ شوق دل رہبر تھا۔ جذبہ محبت

حضور سرورعالم قلادۂ گردن جان تھا۔ پیادہ پائی اور منزلین طے کرنیکا کبھی اتفاق نہوا تھا۔ راہ دشوار گذار۔ قدم قدم پر خار مغیلان۔ آپکے پای مبارک زخمی ہوگئے پھپھولے پڑگئے اس حالت مین بھی آپ رہروی سے باز نہ رہے۔ وہ دشت وبیابان سنسان عرب کا جنگل کف دست میدان۔ اندھیری رات مین جابجا بالو کے تودے دور سے بشکل مہیب نظر آتے تھے۔ اژدر خونخوار یا افعی زہردار کا گمان ہوتا تھا۔ ہر قدم پر آبلہ پا سے صدای آہ نکلتی۔ کھیت دو کھیت چلتے زخمونکے درد سے بیچین ہو کر دم لیتے اور سستانیکو بیٹھ جاتے پھر آگے بڑھتے تھے۔

در بیابان جنون چون آشیان عنکبوت		تار ہاے دامنم پیدا ز نوک خار ہا

الغرض اسی طرح منزلین قطع کرکے جناب شیر خدا علی مرتضیٰ سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو حاضر خدمت اقدس ہوے حضور رحمۃ للعالمین اپنے پیارے عزیز بھائی کو دیکھکر بہت خوش ہوے۔ پاؤن کے زخم ملاحظہ انور مین گذرے کمال تاسف فرمایا۔ بکمال شفقت دست حق پرست اون زخمون پر پھیرا۔ ہاتھہ کی برکت سے اوسیوقت تمام زخم اچھے ہوگئے اور کسی قسم کا درد وتکلیف وتکان سفر باقی نہ رہا اور دست مبارک کی برکت سے پھر کبھی کوئی درد وزخم وتکلیف نہ پہونچا۔ (معارج النبوۃ)

نکاح جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ با حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

ارباب سیر وتواریخ واصحاب تحریر وتنسیخ عرائس معانی کو سریر توضیح پر یون جلوہ گر کرتے ہین کہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ وسلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہؓ سن شعور اور وقت بلوغ کو پہونچین تو اکابر قریش نے حضور سرورکائنات کی خدمت مین پیغام نکاح

بھیجا مگر حضور اقدس نے کسیکو کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز جناب صدیق اکبرؓ نے درخواست کی۔ حضور نے فرمایا۔ فاطمہ کا عقد خداوند تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے پھر حضرت فاروق اعظمؓ نے استدعا کی۔ آپ کو بھی یہی جواب ملا۔ (معارج و خمیس)

اور بروایت دیگر دونوں صاحبونکے پیغام مین یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ چھوٹی ہے (ازالۃ الخفار)

ایک دن جناب ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ و حضرت سعدؓ مسجد نبوی مین بیٹھے جناب فاطمہؓ کا ذکر کر رہے تھے۔ یہہ تذکرہ درپیش تھا کہ اکابر قریش نے حضور سرور عالم کی خدمتمین جناب فاطمہؓ کی خواستگاری کا پیغام بھیجا مگر حضور نے کسیکو قبول نہین فرمایا اب علیؓ باقی رہگئے ہین انکی طرف سے ابھی تک پیغام نہین گیا ہے شاید انکا پیغام جاوے تو منظور فرمالین جناب ابوبکرؓ نے فرمایا میرے خیال مین علیؓ بوجہ تنگدستی و فقر کے خواستگاری سے رکے ہین اور میرا گمان غالب ہے کہ خاص انہین کی وجہ سے بی بی فاطمہؓ کے عقد مین تاخیر ہو رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہین سے فاطمہؓ کا عقد ہوگا" یہہ فرماکر صدیق اکبرؓ جناب عمرؓ اور سعدؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ آپ دونون صاحب اگر میرے ساتھہ متفق ہون تو علیؓ کے پاس چلین اور جناب فاطمہؓ کے واسطے پیغام دینے کی ترغیب دین۔ اگر اونکو غریبی و محتاجی کا عذر اور فقر مانع خواستگاری ہے تو اونکی مدد کرین اور زر و نقد سے اونکی اعانت اپنے ذمہ واجب جانین۔

دیرین وادی چہ خوبی آتشے از دور مے بینم		روم نزدیک و بینم تا چہ گل خواہد شگفت آنجا

حضرت سعدؓ بولے ملے ابوبکرؓ۔ خدا آپکو ہر کار خیر مین توفیق عطا فرماتا ہے۔ آپکی رائے انسب ہے ہم آپکے ساتھہ ہین تشریف لے چلئے۔ الغرض یہہ تینون صاحب بزرگوار

سرداران مہاجرین وانصار سے متفق ہوکر جناب علیؓ کی تلاش مین مسجد سے نکلے۔حضرت
علی مرتضیٰؓ اپنا اونٹ پانی پلانے کو آبادی سے باہر ایک باغ مین لیگئے تھے۔یہہ تینون بھی
اونکی جستجو مین باغ ہی کے اندر داخل ہوے۔حضرت علیؓ ان کو دیکھتے ہی استقبال کرکے
انسے ملے اور سبب آنیکا دریافت کیا۔حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔اے علی مرتضیٰ جسقدر
محامد پسندیدہ اور خصائل حمیدہ دنیا مین ہین خداوند تعالیٰ نے آپکو عطا کئے ہین اور آپ
اونمین سابق ہین جناب رسولؐ سے جو قربت خصوصیت آپکو ہے وہ دوسرے کو نصیب
نہین۔اکابر واشراف قریش نے فاطمہؓ کی شادی کا پیغام دیا مگر کسی نے جواب قبول
نہین سنا۔مین گمان کرتا ہون کہ بی بی فاطمہؓ خاص آپ ہی کے واسطے ابتک بیٹھی ہین
آپ اپنے واسطے کیون نہین پیغام دیتے"
شیر خدا نے جواب دیا آپکو اور عمر فاروق کو تو جواب مل گیا۔آپکے بعد اب میری ہمت
نہین پڑتی کہ خواستگاری کرون اور مبادا وہی انکاری جواب پاؤن۔علاوہ آپ
دونون صاحبونکے دیگر اکابر قریش کو بھی جواب دیا گیا۔اب مین کس امید پر پیغام دون
دوسری روایت مین ہے کہ صدیق اکبرؓ کی گفتگو کے ترغیب سنکر علی مرتضیٰؓ آبدیدہ
ہوے اور فرمایا۔اے ابوبکرؓ۔اسوقت آپنے میری آتش شوق جسکو مین نے بمشکل دبایا
تھا از سر نو برافروختہ کردی اور جس خیال کو اپنے دل غمزدہ سے بزور دور کردیا تھا وہ
آپ کی ترغیب وتحریص سے دوبارہ قائم ہوگیا حضور نبوی کی دامادی کی رغبت اور تمنا
جسقدر مجھکو ہے شائد کسی اور کو نہ ہوگی۔مگر افسوس مجبور ہون۔تنگدستی ومحتاجی کے
ہاتھون معذور ہون۔فقر زبان روکتا ہے ناداری یہہ آرزو دل مین نہین آنے دیتی۔
بارہا دل نے کہا۔تو بھی استدعا کر۔لیکن بے زری سے حوصلہ نہ پڑا اور دل کی بات

دل ہی مین رہی زبان تک نہ آسکی"۔

آس کہتے ہین جسے آس نہین پاس نہین		یاس سے پرکسی حالت مین مجہی یاس نہین

جناب ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے علیؓ آپ غریبی وتہیدستی کا عذر کرتے ہین۔ دنیا سے غدار ومکار خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک بیقدر وبے اعتبار رہے۔ آپ قلّت مال و شکستگی احوال کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالین اور حضور نبوی مین درباب عقد جناب فاطمہؓ خواستگاری کرین۔ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آپ کا سوال رد نہوگا اور آپ شاہد مدعا سے ہم آغوش ہونگے۔ حضور آپکی خواستگاری بطیب خاطر منظور فرما لینگے۔

الغرض امیرالمومنین آپکے کہنے سننے سے آمادہ ہوے۔ اونٹ کی مہار ہاتہ مین لی۔ گھر تشریف لیگئے اور اونٹ باندہکر خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ آنحضرت جناب ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرماتہے۔ جناب علیؓ نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ کون ہے۔ حضور نے فرمایا۔ "اوٹھو جلد دروازہ کھول دو۔ یہہ وہ شخص ہے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اوسکا رسول اوسکو دوست رکھتے ہین"۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون۔ ایسے کون بزرگ ہین جنکی حقمین حضور یہہ ارشاد فرماتے ہین"۔ ارشاد ہوا "یہہ شخص میرا بہائی میرے چچا کا بیٹا۔ علی بن ابی طالب ہے"۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ یہہ سنتے ہی مین جہپٹ کر اوٹہی اور دروازہ کھولدیا۔ بخدا اسے لم یزال تا وقتیکہ دروازہ کھولکر مین حجرہ کے اندر نہ پہونچ گئی جناب علیؓ گھر مین نہ آے۔ جب اونکو معلوم ہوا کہ مین حجرہ مین پہونچ گئی اندر آے اور کہا۔ السلام علیك یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور نے جواب دیا۔ وعلیك السلام یا علی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ اور اپنے پاس بٹھالیا۔ امیرالمومنین نے

سر نیچے کر لیا اور زمین پر نظر جمالی حضور نے فرمایا۔ اَے علیؑ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ تمکو کچھہ کہنا ہے مگر شرم عرض حال سے مانع ہے۔ بے تکلف جو کہنا چاہتے ہو کہو۔
تمہاری حاجت پوری کرونگا اور تمہاری استدعا قرین اجابت ہوگی" عرض کیا۔
اے رسول اللہ حضور کو معلوم ہے کہ زمانہ طفولیت سے حضور نے مجھکو اپنی ملازمت کا شرف
عطا فرمایا۔ ظاہری و باطنی تربیت اس خاکسار کی فرمائی اور جسقدر شفقت کریمانہ
و توجہات مربیانہ جناب اقدس کی اس خاکسار کے بمقدار حال زار پر مبذول رہی اوسکا
دسوان حصہ بھی میرے والدین نے مجھپر نہ کی ہوگی۔ حضور کے قدمونکی برکت سے یہہ نحیف
دین باطل اور عقائد فاسد آبا و اجداد سے پاک رہا اور دین متین صراط مستقیم کا راہ
یاب ہوا۔ اے رسول خدا۔ حضور میرے سرمایہ نشاط و سرور و ذخیرہ فرح و انبساط موفور
ہین۔ الحمد للہ کہ حضور کی برکت تربیت سے یہہ ادنی نمک پروردہ قوی بازو ہو گیا اور
سعادت دارین و فلاح و خیر ابدی بدرجۂ اتم نصیب ہوئی۔ صرف یہہ آرزو دل مین باقی
ہے کہ اس حقیر کی خانہ آبادی ابتک نہین ہوئی۔ اہلیہ صاحب خانہ سے جو مونس جان
و موجب انس روح روان ہے تاہنوز محروم ہے۔ مدت سے دل کا تقاضا تھا کہ حضور کی لخت جگر
فاطمہ زہرا کی خواستگاری کرون مگر بخیال گستاخی ہمت نہ پڑتی تھی اور نہ شرم اجازت
دیتی تھی۔ آج بمقتضائے کمال اضطراب بمضمون ع کرمہائے تو مارا کرد گستاخ۔
بکمال ادب عرض پرداز ہون کہ یہہ خانہ زاد قدیم شرف فرزندی سے سرفراز فرمایا جائے
امید کہ یہہ استدعائے حقیر خلعت قبول حاصل کرے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ مین دور سے حضور کو دیکھہ رہی تھی۔ جناب
علیؓ کی استدعا سے چہرہ مبارک بوجہ کمال مسرت مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا۔

حضور نے آپکا کلام سنکر تبسم کیا اور فرمایا۔ "اے علی نقد وجنس جسکی شادی وبیاہ مین ضرورت ہوتی ہے تمہارے پاس کسقدر ہے"۔ آپنے عرض کیا "میرا حال حضور پر خوب روشن ہے۔ بجز نام خدا ورسول مصطفےٰ میرے پاس کیا دھرا ہے حضور اقدس سے مخفی نہین کہ سرمایہ دنیوی میرا صرف ایک تلوار۔ ایک زرہ۔ ایک اونٹ ہے اور بس۔ اللہ کا نام محمد کا کلمہ۔ ان چیزونکی بابت جیسا حکم ہو فروخت کرکے نقد حاصل کرون اور ضروریات عقد مین صرف کردون"۔ ارشاد ہوا "تلوار کام کی چیز ہے۔ ہر وقت جہاد رہتا ہے اور اوسمین کام آتی ہے۔ اونٹ پر سوار ہوکر جانا آنا رہتا ہے یہہ بھی رکھنا چاہئے۔ البتہ زرہ اگرچہ یہہ بھی کارآمد ہے مگر خیر۔ اسوقت اسکو فروخت کرڈالو اور ایک روایت ہے کہ جسوقت جناب علی رضؓ نے خواستگاری کی حضور نبوی نے فرمایا "میری فاطمہ کا مہر کسقدر دوگے"؟ آپنے جواب دیا "حضور مین فقیر ومحتاج ہون میرے پاس کیا ہے"۔ ارشاد ہوا "تمہاری وہ زرہ کہان ہے"۔ عرض کیا "حضور میرے پاس ہے مگر وہ تو حطمیہ (کم قیمت وبیقدر) ہے چارسو درم کی بھی نہوگی"۔ ارشاد ہوا "تمسے وہی زرہ قبول کرتا ہون جاؤ اوسیکو لے آؤ"۔ اور ایک روایت مین ایک گھوڑا اور زرہ ہے۔ حضور نے فرمایا گھوڑا تو سواری کیواسطے رہنے دو مگر زرہ فروخت کرڈالو۔

بروایت بریدہ اس طرح منقول ہے کہ جسوقت امیر المومنین خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور نے فرمایا اے علی تمہاری کیا حاجت ہے آپنے درباب عقد خواستگاری کی۔ حضور نے فرمایا۔ مرحبا واہلا۔ یعنی خوش آمدی واہل این کارہستی اور کچھ اس سے زائد نہ فرمایا۔ جب علی رضؓ باہر نکلے مہاجرین وانصار نے دریافت کیا کہ آپکو کیا جواب ملا۔ آپنے کہا صرف یہہ دو کلمہ ارشاد فرماے۔ صحابہ نے کہا حضور کی ایک ہی بات کافی تھی مگر آپکو دو یا تین

ارشاد ہوئین آپکی درخواست قبول فرمائی نیز خوشی و راحت آپ کے حوالہ کی۔
حطمیہ کی تفسیر مین اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ چوڑی اور ثقیل گرانبار یا وہ زرہ جسپر تلوار اثر نہ کرے بلکہ خود ٹوٹ جاوے (مگر یہہ وصف زرہ ممدوح ہے جسکی وجہ سے گران قیمت ہوتی ہے) بعضے کہتے ہین کہ عبد القیس کے قبیلہ مین ایک شخص حطمہ بن محارب زرہ ساز تھا اوسکی طرف منسوب ہے۔ بعض کے نزدیک حطمیہ خراب زرہ ہے اور یہی معنی اس مقام مین چسپان ہین کیونکہ جناب علی رضنے اوسکو برائی کے ساتھہ ذکر کیا۔
جناب علی رض فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکر رض و عمر رض میرے ہمراہ مسجد نبوی مین تشریف لیگئے ہمکو مسجد مین داخل ہوئے کچھہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حضور خواجہ عالم رونق افروز ہوے۔ چہرہ مبارک ایسا دملکتا تھا جیسے چودہوین رات کا چاند حضور نے آتے ہی حضرت بلال کو حکم دیا اور ایک روایت مین حضرت انس رض سے فرمایا کہ جملہ اصحاب مہاجرین و انصار کو بلا لاؤ۔ حکم کی دیر تھی کہ جملہ اصحاب آن واحد مین مسجد کے اندر جمع ہوگئے۔ خواجہ کائنات علیہ الصلوٰت والتحیات ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے سرداران اسلام حضرت جبرئیل حکم رب جلیل لیکر ابھی میرے پاس آئے اور ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بیت المعمور مین جمع فرماکر اپنی کنیز فاطمہ بنت محمد کا نکاح اپنے بندہ خاص علی بن ابی طالب سے کر دیا اور مجھکو ارشاد ہوا ہے کہ اپنے اصحاب بے ریا و محبان باصفا کے سامنے عقد نکاح کی تجدید کرون اور ایجاب و قبول بحضور گواہان عادل ہوجاوے۔ پھر جناب علی رض سے ارشاد ہوا۔ اے علی۔ اوٹھو خطبہ پڑہو۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ اوٹھے اور حضور نبوی کے روبرو کھڑے ہوے اور خطبہ پڑہا۔ بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ فرمایا۔ حضور رحمتہ للعٰلمین سید المرسلین نے اپنی صاحبزادی فاطمہ زہرا کو میرے نکاح مین دیا

اور مہر میری زرہ قرار پائی ہے مین نے بخوشی خاطر قبول کیا۔ آپ صب صاحب گواہ ہون" حاضرین جلسے نے التماس کیا۔ اے رسول خدا۔ کیا حضور نے نکاح کر دیا ہم لوگ گواہ ہوتے ہین۔ فرمایا۔ ہان مین نے اپنی بیٹی فاطمہ کو علی کے نکاح مین دیا۔ اس پر ہر طرف سے آواز (خدا ان دونو مین برکت عطا فرمائے) بلند ہوئی۔ نکاح کے بعد ایک طباق بھر کر خرمائے تازہ حضور کے سامنے رکھے گئے۔ حضور نے حکم دیا کہ لوٹ لو۔ صحابہ نے خرمے لوٹ لئے۔ اسی سے علما نے استنباط کیا ہے کہ محفل عقد نکاح مین شکر یا دام لوٹانا مضائقہ نہین۔ بلکہ بعضے فقہا دین اسکو مستون کہتے ہین۔

روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے بی بی فاطمہؓ سے قبل نکاح فرمایا کہ علیؓ تمہارے نکاح کے خواستگار ہین۔ آپ یہہ سنکر خاموش ہو رہین زبان سے کچھ جواب ندیا۔ پھر حضور نے مسجد مین آکر صحابہ کے روبرو عقد نکاح کر دیا۔ اسی لئے علماء کرام فرماتے ہین کہ نکاح کے وقت اگر لڑکی جوان بالغ ہو تو ولی کو اوس سے اجازت لینا مناسب ہے اور باکرہ کا سکوت بمنزلہ اجازت و رضا ہے۔

روایت ہے کہ حضور رسول مکرم جب عقد نکاح کر چکے دولت سرا مین تشریف لے گئے اور اہلبیت کو اس نکاح سے مطلع فرمایا پھر حضرت علیؓ سے ارشاد ہوا۔ اے علیؓ تم اپنی زرہ فروخت کر کے اوسکی قیمت لاؤ۔ جناب علیؓ بحکم نبوی پاکر زرہ فروخت کرنے لیگئے دراصل وہ زرہ ایسی نفیس تھی کہ تلوار اوسپر اثر نہین کرتی تھی۔ چارسو درم اور ایک روایت مین چارسو اسی درم پر جناب عثمانؓ نے خرید کی اور قیمت نقد جناب علیؓ کے حوالہ کر کے زرہ پر قبضہ کیا۔ بعد اتمام عقد جناب ذی النورین نے فرمایا۔ "اب مین اس زرہ کا مالک ہو گیا۔ مجھکو اختیار ہے جسکو چاہون دون"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ "بیشک

زرہ آپ کی ہو گئی آپ اسکے مالک ہوے" جناب عثمان رضؓ نے فرمایا "درحقیقت مجسے زیادہ آپ اسکے حقدار ہین اور مین نے بطور ہبہ شرعی زرہ آپکو دی یہہ آپ ہی کو مبارک رہے" جناب علی رضؓ سخاوت عثمانی ملاحظہ فرماکر ازبس خوش ہوے اور شکریہ اونکا ادا کرکے زرہ اور نقدی لیکر خدمت نبوی مین حاضر ہوے اور تمام کیفیت عرض کی۔ جناب رسول خدا ؐ نے جناب عثمان رضؓ کے حقمین دعاے خیر فرمائی۔ پھر جناب رسالتمآب نے درم لیکے ایک مٹھی بھر کر صدیق اکبر رضؓ کو عنایت فرمائی اور ارشاد کیا۔ اسباب جہیز فاطمہ ؑ خرید لاؤ۔ حضرت سلمان رضؓ و بلال رضؓ کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جناب ابوبکر رضؓ نے درم لیکر گنے تو تین سو ساٹھ درم تھے۔ جناب صدیق رضؓ فرماتے ہین کہ مین نے اس نقد سے بی بی فاطمہ رضؓ کا جہیز اسباب ذیل خرید کیا۔ ایک فرش خواب پارچہ مصری کا جسکے اندر اُون بھری تھی ایک فرش چرمی۔ دو تکیے۔ ایک مین پوست خرما دوسرے مین اون تھی۔ ایک چادر ریشمی۔ دو ظرف گلی پانی کے واسطے۔ دوسری روایت مین یہہ سامان ہے۔ دو چادرین دو بازو بند نقرئی۔ ایک قطیفہ چادر کلان وہ اسقدر طول وعرض مین کوتاہ تھی کہ حضرت علی و فاطمہ رضؓ جب اوسکو اوڑھکر سوتے تو پوری طرح دونون صاحبونکو کافی نہوتی تھی۔ دو نہالی پارچہ کتان کی ایک کے اندر لیف خرما بھرا تھا دوسری مین ریشہ سنختیان بجاے روئی واُون کے تھی۔ چار تکیے۔ دو مین اون بھری تھی اور دو مین لیف خرما۔ ایک پیالہ۔ چکی چلنی۔ ایک مشک۔ دو عدد سبوے گلی۔ ایک پلنگ مع بچھونے کے بھی تھا۔

جب یہہ سامان جہیز بی بی خاتون جنت کا حضور سرور انبیا کی نظر انور سے گذرا حضور نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ خداوندا۔ انکو برکت عطا فرما۔ ان کا سامان وظروف

استعمال کیا ہی نفیس ہے۔ مٹی کے برتن ہین۔

سامان جہیز سے جسقدر درم پس انداز ہوے وہ حضور نبوی نے ام المومنین جناب ام سلمہؓ کے حوالہ فرماے تاکہ دیگر ضروریات عروس مثل خوشبو و عطر وغیرہ منگوالین۔

حضرت علی مرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ نکاح کو ایک ماہ کے قریب ہوگیا اس مدت مین حضور اقدس کے سامنے کسی نے رخصت کا ذکر تک نہین کیا۔ بعد انقضای ایک ماہ کامل ایک روز میرے بھائی عقیل بن ابی طالب میرے پاس آے اور کہا۔ خدا نے کیا تمہارا نکاح ہوگیا اور حضور کی دامادی کا شرف جو نصیب ہوا اس سے کمال درجہ خوشی ہوئی مگر مین چاہتا ہون کہ رسم رخصت بھی ظہور پذیر ہو۔ مین نے کہا میری بھی یہی تمنا و خواہش ہے۔ لیکن حضور سرور کائنات کی خدمت مین اپنی زبان سے کسطرح عرض کرون شرم دامنگیر ہے۔ حضرت عقیلؓ مجھکو لیکر کاشانہ حضور پرنور پر حاضر ہوے اور حضرت ام ایمنؓ سے ملکر اس باب مین گفتگو کی۔ ام ایمنؓ نے جواب دیا۔ تم مردونکا جو کام تھا۔ (یعنی عقد نکاح) وہ تو ہوگیا اب رخصت ہم عورتونکا کام ہے اور سرانجام مہم ہذا امہات مومنین کے متعلق ہے کیونکہ اسکے بابت عورتونکی بات مقبول ہوتی ہے اب مین جاتی ہون اور اسکا تذکرہ ام سلمہؓ سے چھیڑونگی دیکھون وہ کیا فرماتی ہین بعدہ ام ایمنؓ ام المومنین ام سلمہؓ کی خدمت مین گئین اور تذکرہ کیا پھر دوسری ازواج مطہرات کے پاس جاکر یہی گفتگو کی۔ جملہ امہات مومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مین جمع ہوئین جناب رسولخدا بھی وہان رونق افروز تھے۔ ازواج مطہرات مین حضور اس طرح نظر آتے تھے جیسے کواکب سیارہ مین ماہ چہاردہم۔ الغرض ازواج مطہرات نے رخصتی جناب فاطمہؓ مین اس طرح ذکر چھیڑا۔ اول ام المومنین جناب خدیجہؓ کا تذکرہ

در پیش ہوا اور بکمال تاسف سے عرض کیا کہ اگر اسوقت سیدہ فاطمہؓ کی والدہ ماجدہ بی بی خدیجہؓ زندہ ہوتین تو نہایت خوشی سے شادی بیاہ کا کام کرتین۔ اونکی لیاقت وحسن انتظام کے سامنے ہم لوگونکی کوئی ضرورت نہ ہوتی مگر افسوس ہے کہ وہی نہین اور سب کچھ ہے۔ اب ہم لوگ خواستگار ہین کہ بی بی فاطمہؓ کی رخصتی کا سامان کر کے اونکے دولہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدین۔ جناب رسالتمآب ام المومنین جناب خدیجہؓ کا نام سُنکر آبدیدہ ہوے اور فرمایا۔ آہ۔ خدیجہؓ کے برابر کون ہوسکتا ہے۔ اونہون نے تو میری تصدیق ایسے وقت کی جب تمام زمانہ میری تکذیب کر رہا تھا۔ خدیجہ نے اپنا تمام مال و دولت میری خوشی اور خدا کی رضامندی مین صرف کر ڈالا۔ اوس کے پاک دین کی ہر طرح اعانت کی۔ اسکے عوض خداوند تعالی نے مجھسے فرمایا کہ خدیجہ کیواسطے ایک مکان سبز زمرد کا مین نے تیار کیا ہے تم اونکو حالت حیات مین بشارت دیدو۔ جب حضور یہہ فرما کر خاموش ہوے تو حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ حضور نے خدیجہؓ کی تعریف جو کچھہ فرمائی وہ اسی لائق تھین اونکا درجہ عالی اور پایہ بلند ہی۔ خداوند تعالے ہمکو اور اونکو بہشت مین ملادے۔ سردست یہ التماس ہے کہ حضور کے بھائی علیؓ کی تمنا ہے کہ اونکی بیوی رخصت فرمائی جاوین اور یہہ دو گوہر نبوت و ولایت رشتہ اتصال مین منسلک ہوجاوین۔ حضور اقدس نے فرمایا "اے ام سلمہؓ علی نے آج تک یہہ خواہش مجھپر ظاہر نہ کی"۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا "اے رسول اللہ علیؓ حیادار ہین اونکو خود عرض کرتے شرم آتی ہے۔ وہ کیسے ظاہر کرتے" آپنے ام ایمنؓ کو حکم دیا کہ جاؤ۔ علیؓ کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ ام ایمنؓ جناب علی کو لیکر خدمت نبوی مین تشریف لائین عورتون نے آپکے واسطے جگہہ خالی کر دی آپ نیچی نگاہ کر کے نہایت شرم و ادب سے خاموش بیٹھ گئے

آنحضرت نے فرمایا" اے علیؓ۔ کیا تم اپنی اہلیہ کو رخصت کرانا چاہتے ہو" عرض کیا "جی ہان اے رسول خدا کے میرے باپ اور مان دونون حضور پر سے قربان ہون" حضور سرور عالم نے شب آیندہ یا دوسری شب مقرر فرمادی۔ آپ خوش و خورم خدمت نبوی سے رخصت ہوے۔ انکے چلے جانیکے بعد آنحضرت نے حکم دیا کہ فاطمہؓ کی زینت کے واسطے جو چیز درکار ہو اوسکا مناسب انتظام کر دیا جاوے۔

بعد الفراغ جملہ امور رخصتی حضور سرور عالم نے ایک ہاتھ مین حضرت علیؓ کا ہاتھ لیا اور دوسرے مین جناب فاطمہؓ کا ہاتھ پکڑکر پہونچا آے۔ بعدہ حضرت فاطمہؓ کو گلے لگا کر پیار کیا۔ دعاے برکت دیکر حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور وہانسے واپس آے۔ جب حضور واپس ہوے تو اسما بنت عمیس وہان نظر آئین۔ حضور نے فرمایا۔ تم یہان کیون رہ گئین عرض کیا شائد فاطمہؓ کو کسی چیز کی ضرورت پیش آے اور کسی سے بباعث شرم و حیا نہ کہہ سکین اسواسطے مین یہان رہنا چاہتی ہون۔ حضور نے فرمایا۔ مناسب ہے خدا تمہارے دین و دنیا کے کام پورے کرے۔

ایک روایت ہے کہ حضور سرور کائنات نے ام سلیمؓ کو ارشاد فرمایا۔ میری لڑکی فاطمہؓ کو علیؓ کے گھر پہونچا آؤ اور اونسے کہہ دینا کہ مین عشا پڑہکر آؤنگا۔ چنانچہ بعد فراغ نماز عشا آپنے ایک کوزہ پانی کا خود اوٹھالیا۔ جناب علیؓ کے حجرہ مین تشریف لے گئے۔ اپنے دہن پاک کا لعاب مبارک اوس پانی مین ڈالا بہ سورہ معوذتین اور دیگر دعائین پڑہکر دم کین اور فرمایا۔ اے علیؓ۔ تم دونون اس پانی سے کچھہ پی لو اور وضو بھی کر لو اور ایک روایت مین ہے کہ کسیقدر اوسی پانی مین سے حضرت فاطمہؓ کے سر و سینہ پر چھڑک دیا اور فرمایا۔ خداوندا مین فاطمہ اور اوسکی اولاد کو شیطان کے مکر و حیلہ سے

تیری پناہ مین دیتا ہون۔ پھر تھوڑا پانی جناب علیؓ کے سر اور دونون شانون کے درمیان چھڑک کر یہی دعا دی اور بروایتے یہہ فرمایا۔ خداوندا یہہ دونون مجھسے ہین اور مین ان سے جیسا کہ تو نے مجھکو پاک کیا اسی طرح ان دونونکو پاکیزہ فرما۔ پھر ارشاد ہوا جاؤ خداوند عالم تم دونون میان بیوی مین الفت و محبت پیدا کرے اور تمھاری اولاد مین برکت عطا فرماوے۔ اسکے بعد حضور نبوی نے واپس ہونا چاہا۔ حضرت فاطمہ زہرا رونے لگین۔ حضور نے دست شفقت اونکے سر پر پھیرا اور فرمایا۔ بیٹی کیون روتی ہے بخدائے عالم مین نے تجھکو ایسے شخص کے عقد مین دیا ہے جو سابق الاسلام ہے۔ علم و حلم مین ممتاز۔ دولت عرفان سے مالامال اور میرے اہل قرابت مین سب سے افضل و بہتر ہے۔ بخدائے وحدہ۔ جسکے قبضہ مین میری جان ہے۔ تیرا زوج علی۔ دنیا و آخرت مین سردار اور صالحین سے ہے۔ خداوند تعالی نے تجھکو بہتر شوہر عنایت کیا ہے۔ زنہار اسکی نافرمانی نہ کرنا۔ دل وجان سے اسکی اطاعت مین سرگرم رہنا۔ پھر جناب علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علی۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسکی خوشی مین میری خوشی ہے۔ یہہ رنج وغم پاویگی تو مجھکو بھی صدمہ ہوگا۔ یہہ نصیحت ختم کر کے حضور اپنے دولتخانہ کو تشریف لے آئے۔

مروی ہے کہ بعد عقد جناب رسالتمآب نے فرمایا۔ اے علی۔ دعوت ولیمہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بروایت معارج النبوت روغن و خرما آیا اور حیس (ملیدہ) تیار ہوا وہ حضور نے مع صحابہ کرام کے تناول فرمایا اور بروایتے سعد بن معاذؓ نے ایک دنبہ فربہ دیا اور صحابہ انصار چند صاع جوار لے آئے۔ جسکا طعام ولیمہ تیار ہوا (خمیس) اور بروایتے حضور سرور عالم نے خرما مویز عنایت فرمائے۔ (روضۃ الاحباب)

یہہ عقد مبارک ماہ صفر یا رجب ۲ھ مین ہوا ہے اور رخصت بہی ماہ مذکور مین ہوئی اور بعضونکے نزدیک رخصت اسکے بعد ہوئی۔

تاریخ خمیس مین قصہ نکاح واقعات ۲ھ مین لکھا ہے اور ایک روایت سے جس کو صحیح کھا ہے ماہ رجب مین اس نکاح کا ہونا بیان کیا ہے علامہ طبریؒ کی روایت سے نکاح ماہ صفر اور رخصت ذی الحجہ مین تاریخ مقدم نبوی سے بائیس مہینے بعد ہوئی ہے۔

وقت نکاح عمر جناب شاہ مردان شیر خدا اکیس سال پانچ ماہ تھی اور سیدہ فاطمہ کی پندرہ برس پانچ ماہ یا ساڑہے چہ ماہ کی تھین۔ایک روایت مین آپ کا سن اٹھارہ سال کا تھا۔

علامہ ابن جوزیؒ کہتے ہین کہ نبوت سے پانچ برس پہلے جس زمانہ مین خانہ کعبہ کی بنا قریش نے کی جناب سیدہ فاطمہؓ پیدا ہوئین۔اس حساب سے آپکی عمر وقت نکاح تقریبًا اونیس سال ہوتی ہے۔شاید راوی نے کسر نکال کر اٹھارہ سال کہدیئے ہون۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہین کہ بی بی فاطمہؓ اسلام مین پیدا ہوئین اور رکھا گیا ہے کہ قبل بعثت نبوی آپ کی پیدایش ہے۔علامہ کے قول سے ولادت آپ کی بعد نبوت کے ہے اور یہی قول اونکے نزدیک معتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسرا قول بہ لفظ قیل صیغہ ضعف کے ساتھہ لکھتے ہین تو اس صورت مین وقت نکاح آپکا سن پندرہ سال کا ہونا ظاہر اور قرین قیاس ہے۔صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح آخر ۲ھ مین بنا بر روایت صحیحہ ہوا ہے۔آپکا سن پندرہ برس چہ مہینے کا اور حضرت علیؓ اکیس برس پانچ مہینے کے تہے۔صاحب صواعق کے نزدیک اگرچہ آخر ۲ھ مین عقد ہے مگر سن و سال ہر دو صاحبان مطابق روایت اولی خمیس و موافق قول علامہ ابن حجر ہے

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ جملہ اولاد رسالت پناہ بجز ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم کے قبل نبوت کے پیدا ہوئی۔

بعد نکاح دونوں صاحب نہایت الفت و محبت سے گذر کرتے تھے۔ جناب علی رض نے تاحیات بی بی فاطمہ رض دوسری عورت سے نکاح نہین کیا۔

صحیح بخاری مین مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جناب علی رض نے۔ (جویریہ) بنت ابی جہل کے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا۔ جناب فاطمہ رض سنکر اپنے والد بزرگوار کیخدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کیا۔ حضور کی قوم والے کہتے ہین کہ محمد کو اپنی لڑکیونکے بارہ مین غصہ نہین آتا۔ (میرے شوہر) ابی جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہین۔ جناب خواجہ عالم مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا۔ امابعد۔ ابوالعاص بن الربیع سے مینے (اپنی بیٹی زینب رض کا) نکاح کیا اوس نے جو مجھسے کہا اوسکو سچا کیا۔ (جو وعدہ کیا وہ پورا کیا) فاطمہ میرے بدن مین سے ایک ٹکڑا ہے۔ مجھکو کب خوش آویگا کہ اوسکو ایذا پہونچے۔ واللہ۔ رسول اللہ کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ ایک شخص کے پاس کبھی نہین رہ سکتی۔ یہہ خطبہ سنکر جناب علی رض بہر خیال عقد سے درگذرے اور بروایت امام ترمذی یہہ الفاظ ہین کہ بنی ہشام مجھسے اجازت چاہتے ہین کہ اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب کے ساتھ کردین مین اذن نہین دیتا۔ (تین بار فرمایا) ہان اگر علی رض کو خواہش ہو تو میری لڑکی کو طلاق دیکر بنی ہشام کی لڑکی سے نکاح کرلین۔ فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جو اوسکو ایذا دیگا اوسنے مجھکو ایذا دی۔

تکنیہ جناب علی رض بہ ابی تراب

۲ھ مین جبوقت غزوہ عشیرہ ہوا ہے جناب علی رض کی کنیت ابوتراب رکھی گئی حضرت

عمار بن یاسرؓ کہتے ہین۔ اس غزوہ مین مین اور جناب علی مرتضیٰ ایک ساتھ رہتے تھے حضور سرور عالم بمقام عُشیرہ مقیم تھے ہم نے دیکھا کہ چند لوگ قبیلہ بنی مدلج کے اپنے چشمہ اور کھجوروں مین کام کر رہے تھے مجھسے جناب علیؓ نے فرمایا۔ آؤ ان کسانونکا کام دیکھین مین اونکے ساتھ اوس مقام پر گیا اور کچھ دیر اونکا کاروبار دیکھتے رہے پھر ہمکو نیند معلوم ہوئی۔ غلبہ خواب سے کھجور کے جھنڈ مین لیٹ رہے ۔ فرش خاک کو اپنی خوابگاہ بنایا اور ایسی غفلت کی نیند سوے کہ ہمکو اپنی خبر نہ رہی جب حضرت رسول مقبولؐ وہان تشریف لاے اور ہمکو جگایا تب بیدار ہوے۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ پاے مبارک سے ہمکو جگا رہے تھے ۔ زمین کی خاک دھول سے ہم دونون لتھڑے ہوے تھے حضور نے جناب علی سے فرمایا۔ اے ابوتراب۔ (اسوقت سے یہی کنیت آپکی ہوگئی) مین تمسے بدترین اشخاص کا ذکر کرتا ہون۔ ایک تو وہ سرخ رنگ قوم ثمود سے ہے جسنے اونٹنی ہلاک کی۔ دوسرا بدبخت۔ اے علیؓ تمہارا قاتل ہے۔ ابن اسحٰق اس قصہ کی نسبت اس طرح ناقل ہین کہ جب حضرت علیؑ کسی بات پر جناب فاطمہؓ سے ناخوش ہوتے تو اپنی زبان سے بخوف ملال و دلشکنی حضرت سیدہ کچھ نہ فرماتے بلکہ غصہ ضبط کرتے اور اپنے سر پر خاک ڈال لیتے تھے حضور سرور عالم کو اونکی یہہ عادت معلوم ہوگئی تھی۔ جب آپ اونکے سر پر خاک دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ بیوی میان مین آج کچھ شکر رنجی ہے اور بخطاب ابوتراب آپکو یاد فرماتے۔ اسوجہ سے آپکی کنیت ابوتراب ہوگئی۔ اور بروایت سہل بن سعد اسطرح وارد ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور کائنات اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے حضرت علیؑ کو نہ پاکر دریافت فرمایا کہ کہان ہین۔ بی بی فاطمہ زہراؓ نے عرض کیا میری اونکی کچھ تکرار ہوگئی ہے وہ مجھپر غصہ ہوکر چلے گئے ہین۔ حضور نے ایک شخص سے فرمایا

جاؤ دیکھو کہان ہین - وہ گیا اور تلاش کرکے پتہ لگایا پھر حاضر ہو کر ظاہر کیا کہ مسجد مین سو رہے ہین جناب سرور دوجہان مسجد مین تشریف لیگئے دیکھا تو حضرت علیؓ فرش خاک پر چادر بچھاے سو رہے ہین وہ چادر سمٹ گئی ہے اور زمین کی خاک دھول اونکی پیٹھ مین بھر گئی ہے حضور اونکے پاس بیٹھ گئے اور بکمال شفقت دست حق پرست سے پیٹھ سے خاک جھاڑتے اور فرماتے تھے "اے ابو تراب اوٹھو" یہہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ہے

احوال شجاعت جناب حیدر کرارؓ مع دیگر کوائف

یون تو سیدنا جناب علی مرتضیٰؓ جملہ غزوات مین باستثنا غزوہ تبوک ہمراہ رکاب حضور خواجہ عالم رہے ہین مگر جن غزوات مین آپ نے بمقابلہ کفار داد شجاعت دی اور دیگر کارہاے نمایان ظاہر فرماے ہم اونہین غزوات کو بقدر ضرورت ذکر کرینگے تاکہ ہمارے ممدوح عالیقدر جناب اسد اللہ الجبار حیدر کرارؓ کے فضائل و کمالات کے نمونے ہدیہ ناظرین باتمکین ہون مفصل حال شمس التواریخ حصہ اول مین ملاحظہ ہو -

غزوۂ بدر ۲ھ - منجملہ اون غزوات کے واقعہ بدر ہے جسوقت غزوہ بدر کے لئے بہادران اسلام تیار ہوے تو حضور سرور عالم نے بتاریخ بارہ روز شنبہ ماہ رمضان و بروایتے تیسری ماہ رمضان یا بتاریخ نوین روز شنبہ ماہ رمضان کو مع لشکر ظفر پیکر مدینہ منورہ سے نکلکر چاہ ابی عنبہ پر پڑاؤ ڈالا -

قبل شروع جنگ رات کے وقت آنحضرت صلعم نے جناب علی مرتضیٰؓ - زبیر بن عوامؓ سعدؓ بن ابی وقاص کو مع دیگر اصحاب کفار قریش کا حال دریافت کرنے کو روانہ فرمایا - انکو کچھہ غلام قریش کے جو اونٹون پر پانی کی مشکین لئے جاتے تھے ملے اور سب تو بھاگ گئے

صرف دو غلام پکڑ لئے گئے۔ اونکو حضور کی خدمت مین حاضر کیا تنبیہ کرنے سے حالات قریش۔ اونکی تعداد اور سردارونکے نام معلوم ہوے۔ غلامونکو چھوڑ دیا گیا۔
عتبہ شیبہ اور ولید کفار کی طرف سے لڑنیکو آے۔ ادہر سے تین شخص انصاری مقابل ہوے۔ کافرون نے پکار کر کہا۔ اے محمد۔ ہماری قوم کے لوگ ہمارے مقابلہ پر بھیجو۔ چنانچہ لشکر اسلام سے حضرت حمزہؓ علیؓ۔ عبیدہؓ بن حارث مقابلہ کو نکلے۔ کافرون نے نام پوچھے۔ انہون نے اپنے اپنے نام بتاے۔ کافرون نے کہا۔ ہان تم ہمارے جوڑ ہو۔ حضرت عبیدہ نے تو عتبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا۔ حضرت حمزہ شیبہ بن ربیعہ کے سامنے ٹھیرے اور جناب علی مرتضیٰؓ ولید بن عتبہ سے لڑے۔ ان دونون صاحبون نے تو ایک ایک ہاتھ مین شیبہ اور ولید کو جہنم رسید کیا مگر عبیدہؓ اور عتبہ مین دو دو ہاتھ چلے جس سے دونو نکے زخم کاری آیا حضرات حمزہؓ و علیؓ نے عتبہ پر حملہ کیا اور اوسکو بھی اوسکے ساتھیونکے پاس ایک دم مین بھیجدیا۔ بعد جناب علی مرتضیٰؓ لشکر کفار سے لڑتے رہے اور کافرونکے وجود ناپاک سے زمین کو پاک کیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ عین جنگ مین جبکہ جانبین سے آتش جدال و قتال گرم تھی مین بھی لڑ رہا تھا اسی اثنا مین بحضور نبوی حاضر ہوا اور حضور کو دیکھا کہ آپ ہمہ تن دعاے فتح و ظفر مین مصروف ہین۔ یا حی یا قیوم آپ کی زبان مبارک سے جاری ہے۔ مین پھر معرکہ قتال مین واپس گیا پھر کچھ دیر کے بعد آکر دیکھا تو حضور کو اوسی حال مین مشغول بدعا پایا۔ (تاریخ خمیس)

بروایت ابو صالح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات نے بدر کے دن مجھہ سے فرمایا اور نیز جناب ابوبکرؓ کو ارشاد ہوا کہ تم دونونکا خداوند کریم محافظ ہے تمہاری حفاظت کو حضرات جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تمہارے دائین بائین

صف قتال مین موجود رہتے ہین اور اسرافیل بھی تمہارے لشکر مین ہین (ازالۃ الخفار)

تفسیر کشاف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچسو فرشتونکے ساتھ لشکر اسلام کے حصۂ میمنہ مین تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام اسیقدر فرشتونکے ہمراہ میسرہ پر متعین تھے جس مین جناب علی رض تھے۔

اس جنگ مین جناب علی رض نے بہت سے کفار قتل کیے۔ بعض روایات مین ہے کہ چھتیس کافر جناب شاہ مردان شیر یزدان کے زخم تیغ خونریز سے واصل جہنم ہوے منجملہ اُنکے یہہ لوگ ہین۔ عاصی بن سعید بن العاص بن امیہ۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ۔ عامر بن عبداللہ طعیمہ بن عدی بن نوفل۔ نوفل بن خویلد بن اسد یہہ منجملہ شیاطین قریش ہے جس نے حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رض کو وقت اظہار اسلام رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور ترک اسلام پر جبر کیا تھا۔ نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ بنی عبدالدار۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ حاجب بن سائب۔ عاص بن منبہ بن حجاج۔ بنی سہم۔ ابوالعاصی بن قیس بن عدی سہمی اوس بن مغیرہ بن لوذان بن سعد بن جمیح۔ معاویہ بن عامر۔

حرملہ بن عمرو۔ حرملہ بن اسد۔ مسعود بن ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ علی اختلاف الروایات وہ کافر ہین جنکو آپنے بلا شرکت دیگرے قتل کیا اور جو کفار بشرکت دیگر صحابہ قتل کیئے وہ یہہ ہین۔ حنظلہ بن ابی سفیان برادر جناب امیر معاویہ۔ عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ زمعہ بن اسود بن عبدالمطلب عقیل بن اسود بن عبدالمطلب۔

قصہ قتل نوفل بن خویلد اس طرح منقول ہے کہ نوفل معرکہ جنگ مین پکارتا پھرتا تھا

اسے گروہ قریش ہمت نہ ہارنا بڑھے رہنا - مار لیا ہی - کیا کہنا تمہارا ہی تو نام ہوگا - دیکھو آج کا دن ناموری وشہرت حاصل کرنے کا ہے - خبردار بھاگنے والون مین تمہارا نام نہ ہو جب نوفل نے دیکھا کہ معاملہ دگرگون ہے لڑائی کا رنگ بدل گیا - اور اب کوئی دم مین قریش بھاگا چاہتے ہین تو بدحواس ہوگیا مسلمانونکو خطاب کرکے چلا اوٹھا "اسے بہادران قوم والنصار تمکو ہمارے مارنے سے فائدہ - ؟ کیا تمکو اونٹ درکار نہین" وہ مردک اسی غل وشور مین مصروف تھا کہ ناگاہ جبار بن صخر بن امیہ انصاری نے اوس نامرد نامراد کو گرفتار کرلیا - اب کیا تھا مثل طائر اسیر دام بہت کچھ پھڑکا قید سے نکل جانا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا - جبار بن صخر اوسکو قید کیئے لیجا رہے تھے کہ اثناء راہ مین جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ مل گئے - نوفل نے آپکو اپنی جانب متوجہ پاکر جبار سے دریافت کیا - یہہ کون بہادر ہے - جبار نے جواب دیا - یہہ شیر خدا علی مرتضیٰ ہین - نوفل بولا - یہہ قتل کرنے مین بڑے ہتہ چھٹ اور بدید ریغ ہین اپنی قوم کو تو مثل چیونٹی کے مسل ڈالتے ہین اور بالکل خیال قرابت وعزیزداری دل مین نہین لاتے انکے ہاتھ سے زندگی کی خیریت نظر نہین آتی - نوفل یہہ کہہ ہی رہا تھا کہ آپنے ایک ہاتھ اوسپر چھوڑ دیا - نوفل نے سپر کو پناہ سر کیا - آپ کی تلوار اوسکی سپر سے چھٹ گئی - آپنے بزور قوت بازو تلوار جدا کرکے دوسرے وار مین نوفل کے پائون قلم کردیئے اور تیسرے وار مین خاتمہ کر دیا پھر خدمت نبوی مین حاضر ہوئے - حضور سرور عالم فرما رہے تھے کسیکو نوفل بن خویلد کا حال بھی معلوم ہے - ؟ آپنے عرض کیا - اسے رسول خدا مین نے اوسکو قتل کر دیا - حضور یہہ سُنکر خوش ہوئے اور فرمایا - الحمد للہ کہ میری دعا قبول ہوئی - لشکر کفار نابکار سے ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے -

روایت ہے کہ بعد فتح وظفر جب حضرت رسالت پناہ میدان رزم سے واپس ہوئے
اور بمقام اثیل پہونچے جملہ کفار قیدی حضور کے ملاحظہ مین پیش ہوئے۔ جب نظر مبارک
نضر بن حارث پر پڑی خوب غور سے ملاحظہ فرمایا۔ نضر نے اپنے رفیق سے کہا۔ محمد کی
نگاہ مجھپر اس طرح پڑی اور مین اونکی چتون سے تاڑ گیا کہ وہ مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے۔ رفیق
نے جواب دیا۔ تمہارے دل مین خوف سمایا ہے اسیواسطے یہہ خیال کرتے ہو پھر
نضر نے حضرت مصعب بن عمیر سے کہا "تم میرے قریب رشتہ دار عزیز ہو۔ اپنے پیغمبر
صاحب سے میرے واسطے سفارش کر دینا کہ جو معاملہ میرے یاروں کے ساتھہ ہو وہی
مجھسے بھی کیا جاوے" حضرت مصعب نے جواب دیا "تمہاری اور اونکی برابری نہین۔
تمہاری ذات سے اصحاب رسول خدا کو بہت کچھہ ایذا پہونچی ہے جسکی وجہ سے حضور نبوی
کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ تم نے قرآن پاک پر بہت سے طعن کئے ہین" نضر نے اپنے خلاف
مزاج جواب پاکر کہا "واللہ۔ تم بڑے خشک مزاج نکلے اگر تم قریش کے ہاتھہ مین قید
ہو جاتے تو مین تمہارا دوست بنکر تمکو چھوڑ لیتا مگر تم میرے واسطے صاف جواب دیتے ہو"
حضرت مصعب نے کہا "یہہ ٹھیک ہے مگر اب مین تم جیسا نہین رہا۔ اسلام نے جملہ عہد و
پیمان حالت کفر اور تمام تعلقات و مراسم محبت گذشتہ قطع کر دیئے" منقول ہے
کہ جب آنحضرت نے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا تو حضرت مقداد رضؓ نے سفارش کی اور
عرض کیا۔ حضور یہہ میرا قیدی ہے اسکی جان بخشی فرمائی جاوے۔ آنحضرت نے بارگاہ
الٰہی مین مناجات کی۔ بار الٰہا مقداد کو اپنے فضل و کرم سے بے نیاز فرما پھر جناب
علی رضؓ سے فرمایا "اے علی رضؓ اوٹھو۔ نضر کی گردن مارو۔ جناب علی رضؓ نے حسب ارشاد
عالی نضر کو قتل کر دیا۔

جسوقت اسوال غنیمت تقسیم ہوا منبہ بن حجاج کی تلوار جسکا نام ذوالفقار تھا جناب رسالتمآب کے حصہ مین آئی۔ حضور نے وہ تلوار جناب حیدر کرار رضؓ کو عنایت فرمائی (معارج النبوت)

حضرت حسن بصریؒ سے غزوہ بدر کے بارہ مین منقول ہے۔ طوبی لجیش امیرہم رسول اللہ ومبارزہم اسد اللہ وجہادہم طاعۃ اللہ ومددہم ملائکۃ اللہ وثوابہم رضوان اللہ۔ اوس لشکر کو خوشوقتی ہے جسکے سردار رسول خدا لڑنے والے اسد اللہؓ اور اللہ کی طاعت لشکریونکا جہاد ہے اونکی مدد کو خدا کے فرشتے اور اونکا ثواب رضاء آلہی ہے۔ (روضۃ الاحباب)

روایت ہے کہ جب غزوہ بدر سے واپس ہوے اثناء راہ مین ایک مقام پر جناب سرور کائنات ﷺ نظر نہ آے صحابہ کرام سخت پریشان وبدحواس ہوے۔ اسی تردد مین لشکر ٹہیر گیا اور حضور کا انتظار ہونے لگا کہ اتنے مین جناب خواجہ عالم حضرت علی مرتضی کے ہمراہ تشریف لاتے نظر آے سب نے حضور کو گہیر لیا گویا گرد شمع پروانونکا ہجوم ہو گیا۔ سب نے عرض کیا حضور کے نہ ملنے سے سب پریشان تہے معلوم نہین حضور عالی کہان تشریف لیگئے تہے۔ ارشاد ہوا۔ علیؓ کے پیٹ مین درد پیچ ہونے لگا یہہ رفع حاجت کو ٹہیر گئے مین انکے انتظار مین رہگیا اور انکو تنہا چھوڑنا میرے دل نے گوارا نہ کیا۔ (ازالۃ الخفاء)

اللہ اللہ۔ کسقدر حضور نبوی کو آپ سے محبت تہی جسطرح بچو نکے ہمراہ اونکے مہربان مان باپ پاخانہ پیشاب کرانیکو ساتھہ ساتھہ جاتے ہین حضور خواجہ کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے بہی وہی عنایت آپکے حال پر مبذول فرمائی۔

ولادت جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۔ نصف ماہ رمضان المبارک ۳ سنہ ہجری کو حضرت امام حسنؓ رونق افزاے آغوش مادر ہوے۔ دیگر روایات بھی اس باب مین ہین مگر روایت ہذا سب مین صحیح ہے۔ بعض روایت مین تاریخ ولادت نصف شعبان ۳ھ ہے بعضے کہتے ہین کہ واقعہ احد کے ایک یا دو برس بعد آپ پیدا ہوے۔

حضرت امام زین العابدینؓ سے روایت ہے کہ جب آپکی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضور سرورعالم نے حضرت اسمار بنت عمیس ورام ایمنؓ کو جناب سیدہ فاطمہؓ کے پاس بھیجدیا اور فرمایا۔ تم آیۃ الکرسی او رمعوذتین پڑہ پڑہ کر فاطمہؓ پر دم کرتی جانا۔

اسمار بنت عمیس کہتی ہین کہ جسوقت حسنؓ پیدا ہوے انکے پیدا ہونیکے بعد مین نے خون نفاس حضرت فاطمہؓ کے نہ دیکھا۔ مجھکو تعجب ہوا اور خدمت نبوی مین عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ میری بیٹی فاطمہ پاک وطاہر ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حسنؓ کا عقیقہ جناب سرورعالم نے کیا اور فاطمہؓ کو حکم دیا کہ حسنؓ کا سر منڈواکر بالونکے ہموزن چاندی خیرات کردینا چنانچہ وہ بال تولے گئے ایک درم یا کچھہ کم ہوے۔

حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ ایک ران بکری کی اور ایک درم دائی کو دیا گیا۔

حضرت اسمار بنت عمیس سے روایت ہے کہ ساتوین دن امام حسنؓ کا عقیقہ ہوا دو مینڈہے ذبح کئے گئے اور دائی کو ران دی گئی۔ حسنؓ کا سر منڈواکر بالونکے برابر چاندی خیرات ہوئی پھر حضور نبوی نے دست مبارک سے حسنؓ کے سر پر خوشبو لگائی اور فرمایا: اے اسمار۔ لڑکے کے سر پر خون لگانا رسم جاہلیت ہے (خوشبو زعفران وغیرہ لگادینا چاہیے) پھر دوسرے برس حسینؓ پیدا ہوے اونکا عقیقہ بھی اسی طرح ہوا۔ اسمار کا قول ہے

کہ مین نے حسینؓ کو حضور اقدس کی گود مین لٹا دیا حضور رونے لگے۔ مین نے عرض کیا۔ آپکے دشمن کیون روتے ہین۔ فرمایا۔ اے اسماءؓ۔ یہہ میرا بیٹا تیغ جفا سے شہید ہوگا میری امت کے باغی اسکو قتل کرینگے۔ خداوند تعالیٰ میری شفاعت اونکو نصیب نہ کریگا اے اسماء۔ خبردار فاطمہؓ سے یہہ بات نہ کہنا وہ نئی زچہ ہے سُنیگی توغم کریگی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرات حسنینؓ کا عقیقہ ساتوین دن ہوا اور اوسی دن ختنہ بہی کیا گیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب حسنؓ پیدا ہوے مین نے اونکا نام حرب رکھا۔ حضور نبوی میرے گھر تشریف لاے اور فرمایا میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔ اوسکا کیا نام رکہا ہے۔ لوگون نے کہا حرب نام رکھا ہے۔ فرمایا۔ یہہ نام نہین بلکہ حسنؓ ہے پھر جب حسینؓ پیدا ہوے اونکا نام بہی حرب رکھا اور حضور نے حسینؓ تجویز فرمایا جب محسن پیدا ہوے اونکو بہی ہم نے حرب کہا مگر آپنے فرمایا۔ اسکا نام محسن ہے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ مین نے ان بچونکے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکونکے نام پر رکھے ہین شبر۔ شبیر۔ مشبّر۔ یہہ تینون حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکے تہے اور حسن حسین محسن۔ اونہین تینون نام کا عربی زبان مین ترجمہ ہے۔

روایت ہے کہ حسن و حسین اہل جنت کے نام ہین۔ زمانہ جاہلیت مین کسیکے یہ نام نہین ہوے اور ایک روایت ہے کہ حضور نبوی نے آپکا نام حسن رکھا اور کنیت ابو محمد۔ زمانہ جاہلیت مین کوئی اس نام سے مشہور نہین ہوا اور ایک روایت ہے کہ خداوند عالم نے یہہ دونون نام حسن و حسین اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھے جب یہ دونون صاحبزادے پیدا ہوے تو حضور سرور کائنات نے یہی نام رکھے۔ حضرت امام جعفر صادقؓ سے مروی ہے کہ یہہ نام

ساتوین دن بروز عقیقہ رکھے گئے ہین حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ جب حضرات حسنین رض پیدا ہوے حضور سرور عالم نے انکے کانونمین اذان دی۔

حضرت ام الفضل زوجہ حضرت عباس رض فرماتی ہین کہ مین نے حضور نبوی سے عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ حضور کے اعضاء مبارک سے کوی عضو میرے گھر مین ہے۔ فرمایا۔ تمہارا خواب اچھا ہے فاطمہ کے لڑکا ہوگا اور تم اوسکو اپنا دودہ پلاؤگی چنانچہ ایسا ہی ہوا حسن رض پیدا ہوے تو حضرت قثم رض کے ساتھ ام الفضل رض کا دودہ پیا اور تعبیر خواب پوری ہوئی۔

واقعہ احد ۳ھ۔ اس جنگ مین جناب امیر المومنین اسد اللہ رض نے جس شجاعت و جوانمردی سے کفار کا مقابلہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

مروی ہے کہ جب حضرت مصعب بن عمیر رض علمدار لشکر سید ابرار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم وقت قتال قبیصہ ابن قمیہ لیثی کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تو ایک فرشتہ بصورت مصعب بحکم خداوند تعالی علم بردار مقرر ہوگیا تاکہ مسلمان بوجہ قتل مصعب کے پریشان و بدحواس نہ ہون وہ فرشتہ علم لئے ہوے معرکہ قتال مین تھا حضور سرور عالم نے اخیر دن مین فرمایا۔ اے مصعب آگے بڑہو۔ فرشتہ نے جواب دیا مین مصعب نہین ہون حضور نے اوسوقت پہچانا کہ یہہ فرشتہ بشکل مصعب رض ہے اور مصعب شہید ہوگئے۔ بعد ازان حضور نے علم فوج جناب علی مرتضی رض کے سپرد فرمایا۔ آپ علم لیکر مسلمانون کے ہمراہ ہوکر لڑتے رہے۔

روایت ہے کہ جب لڑائی تیزی پر ہوئی حضور سرور عالم انصار کے جھنڈے تلے تشریف فرما ہوے اور جناب علی رض کو حکم دیا کہ تم علم لیکر فوج اعدا پر حملہ کرو۔ آپ علم لئے ہوے

بآواز بلند یہہ فرماتے جاتے تھے۔ انا ابو القصم یا انا ابو القصم (یہہ بھی آپکی کنیت ہے) کہ اس مابین مین ابوسعید بن ابوطلحہ علمدار لشکر کفار نے آپکو ڈانٹا اور کہا اے ابو القصم کیا مجھسے لڑوگے۔ آپنے فرمایا۔ہان جسکو اپنی طاقت وزور پر گھمنڈ ہو میری تلوار خونخوار کا مزہ چکھے۔ جو شربت مرگ کا پیاسا ہو میری شمشیر خاراشگاف کا پانی پیئے۔ الغرض دونون میدان مین نکلے طرفین سے ایک دو ہاتھ چلے تھے کہ ضرب حیدری سے وہ ناکام وخود سر دنیای ناپائدار سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوگیا۔ جناب علیؑ اوسکو گرا کر مڑے اور دوسرا وار کرکے ٹھنڈا نہ کیا۔ اصحاب نے آپسے کہا۔ اسکا کام تمام کیون نہ کیا۔ زخمی چھوڑے جاتے ہو۔ آپنے فرمایا "وہ زخمی اس بدحواسی مین گرا کہ اوسکا ستر کھل گیا اور میری نگاہ پڑگئی مجھکو اوسکی حالت بےبسی پر ترس آیا مین نے کہا۔ زخم کاری تو کہا چکا ہے خود بخود مرجاویگا"۔ دوسری روایت اس طرح ہے کہ ابوسعید میدان جنگ مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ چند بار آواز دی مگر ادہر سے کوئی نہ نکلا پھر وہ متکبر براہ نخوت کہنے لگا۔ اے اصحاب محمد۔ تمہارا دعوی تو یہہ ہے کہ جو تم مین سے مارا جاتا ہے وہ جنت مین جاتا ہے اور ہم لوگ دوزخ کے کندے ہین۔ لات وعزی کی قسم۔ تم جھوٹے ہو دیکھو مین کب سے تمہارا منتظر کھڑا ہون اور برابر آواز دے رہا ہون مگر کوئی میرے مقابل نہین آتا۔ اگر تم اپنے قول مین سچے اور دل سے اوسپر معتقد ہوتے تو پھر مرنیسے کیون ڈرتے کوئی نہ کوئی تو میری تلوار کے سامنے آتا۔ جناب شاہ مردان شیر یزدان کب اس کافر کی یاوہ گوئی ہرزہ سرائی پر تاب لاسکتے تھے فوراً مثل شیر غران صف سے نکلکر اوسکے مقابل ہوے اور اوسکو قتل کیا۔

اوس روز سات یا گیارہ علم بردار لشکر کفار کے غازیان اسلام کے ہاتھون مارے گئے

منجملہ اونکے دو علمدار اور بہی حضرت علیؓ نے قتل کیئے۔ (ازالۃ الخفا وخمیس)

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہین کہ جنگ احد مین جب لڑائی سخت ہوگئی حضور سرورعالم میری نگاہ سے غائب ہوگئے۔ مین غمگین و ملول حضور کو مجمع مقتولین مین تلاش کرتا پھرتا تھا اور اپنے دل سے یہہ باتین کرتا جاتا تھا۔ افسوس حضور کا پتہ نہ لگا۔ مجمع کفار سے حضور کا بہاگ جانا تو بعید از قیاس ہے حضور ایسے نہین کہ کافرونسے بھاگ جاوین ان لاشون مین بہی نظر نہین آتے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری شامت اعمال سے ہمپر غضب نازل فرمایا اور اپنے پیارے حبیب کو اپنے پاس آسمان پر بلالیا پھر دل نے کہا۔ اب اس سے بہتر اور کچھہ نہین کہ تو بہی مجمع کفار مین گھس جا اور خود بہی راہ مولیٰ مین جان دے۔ پس یہہ سوچ کر مین نے تلوار نکالی اور خدا کا نام لیکر بخوف و خطر مجمع کفار نابکار مین گھس پڑا۔ آن واحد مین وہ مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا اور حضور سرور عالم مجھکو صحیح و سالم نظر آئے۔ شکر خدا بجالایا۔ معلوم ہوا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فرشتے بہیجکر حضور کی حفاظت کی۔

منقول ہے کہ جب غلبہ کفار سے مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور حضور نبوی کو تنہا چھوڑکر بہاگ کھڑے ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے ادہر اودہر نظر کی تو جناب علیؓ کو اپنے پہلو سے کھڑا پایا۔ فرمایا۔ اے علی تم اپنے بہائیون سے کیون نہ مل گئے۔ آپنے عرض کیا مجھکو حضور کی پیروی کرنا تھی۔ اسی اثنا مین چند کفار نے حضور اقدس کا قصد کیا۔ حضور نے فرمایا۔ اے علی دیکھو یہہ گروہ نابکار آتے ہین انکی خبر لو۔ آپ برائے تعمیل ارشاد اودہر متوجہ ہوئے اور ایک ہی حملہ مین اونکی جمعیت منتشر کردی اور بعضونکو قتل کیا پہر دوسری جماعت نے رخ کیا اوسکو بہی آپنے دفع کیا۔

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری مین لکھتے ہین کہ جنگ احد مین اصحاب مہاجرین سے حضرات ابوبکر۔ علی۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اور اصحاب انصار سے حضرات ابودجانہ۔ حباب بن منذر۔ عاصم۔ حرث۔ سہل بن حنیف سعد بن معاذ۔ اسد بن حضیر۔ رضی اللہ عنہم حضور سرور عالم صلعم کے ہمراہ میدان جنگ مین قائم رہے تھے۔

اس معرکہ جنگ مین جناب علی رضؓ کا داہنا ہاتھ جسمین علم تھا لوٹ گیا۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ علم اونکے بائین ہاتھ مین دیدو۔ یہہ میرے علم بردار دنیا و آخرت کے ہین۔ (خمیس)

محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ معرکہ احد مین جن کافرونکو حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے قتل کیا اونکے نام یہہ ہین۔ طلحہ بن ابی طلحہ۔ ابوسعید۔ کلدہ۔ عبداللہ بن حمید بن زہرہ۔ ابوالحکم بن اخنس بن شریق ثقفی۔ ولید بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ امیہ بن ابی حذیفہ۔ ارطاۃ بن شرحبیل۔ ہشام بن امیہ۔ عمرو بن عبداللہ حجمی۔ بشر بن مالک۔ صواب مولیٰ بنی عبدالدار

جناب علی مرتضیٰ رضؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد مین سولہ زخم مجھکو پہونچے اور ہر زخم ایسا کاری پہونچتا تھا کہ مین اوسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑتا تھا مگر ہر مرتبہ ایک جوان خوبصورت جسکے پاس سے خوشبوی معطر آتی تھی میرا بازو پکڑ کر مجھکو کھڑا کر دیتا اور مجھسے کہتا۔ جاؤ کافرونکو مارو۔ تم خدا و رسول کے کام مین ہو وہ تمسے راضی وخوش ہین۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو یہہ ماجرا مین نے حضور نبوی کی خدمت مین عرض کیا۔ فرمایا۔ اوس مرد کو بھی پہچانا کہ کون تھا۔ مین نے عرض کیا۔ پہچانا تو نہین مگر اتنا یاد ہے کہ وہ شخص دحیہ کلبی کے مشابہ تھا۔ حضور نے فرمایا۔ خدا تمھاری آنکھین روشن کرے وہ جبرئیل علیہ السلام تھے (معارج النبوت)

روایت ہے کہ عین کارزار مین جناب علی مرتضیٰ کی تلوار ٹوٹ گئی۔حضور نبوی مین عرض کیا اے رسول اللہ۔میری تلوار ٹوٹ گئی اب کس چیز سے کافرونکو مارون۔حضور نے اپنی تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی۔آپ وہ تلوار لیکر اس ہمت و شجاعت سے لڑے کہ آنحضرت نے فرمایا۔اے علی۔اپنی تعریف سنتے ہو فرشتہ آسمان پر کہہ رہا ہے لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔جناب علی رض فرماتے ہین کہ یہہ بشارت عظمیٰ سنکر مین اس قدر خوش ہوا کہ ذوق شوق سے میرے آنسو گر پڑے اور شکر الٰہی بجالایا۔(معارج النبوۃ و ازالۃ الخفاء)

روضۃ الاحباب مین بھی یہہ فقرہ مذکور ہے۔اوسکے بعد لکھتے ہین۔اکابر محدثین و اہل سیر اس حدیث کو اسی طرح نقل کرتے ہین مگر علامہ ذہبی رح نے سند حدیث کے راوی کو ضعیف لکھا ہے۔

بعد ازان حضور سرور عالم نے جناب علی مرتضیٰ رض کو بدریافت حال کفار روانہ فرمایا اور یہہ ارشاد ہوا۔دیکھو کس طرف اونکا رخ ہے اگر وہ اونٹون پر سوار ہین اور گھوڑونکو کوتل چھوڑا ہے تو سمجھہ لو کہ مکہ جاتے ہین اور اگر گھوڑونپر سوار ہین اور اونٹ خالی ساتھہ ہین تو جانو کہ مدینہ کا قصد ہے۔اگر وہ مدینہ کا رخ کرینگے تو مین اسی حال مین اون کے سر پر پہونچونگا اور اونکا کام تمام کردونگا۔جناب علی رض کفار کے پیچھے گئے دیکھا تو اونٹونپر سوار مکہ کو جارہے تھے۔خدمت اقدس مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا۔

جب کفار کی جانب سے ہر طرح اطمینان ہوگیا تو زخمیونکی مرہم پٹی کی تدبیرین ہونے لگین۔مدینہ منورہ سے عورتین اپنے اپنے مردونکی خیریت دریافت کرنے اور اونکے زخمونکے علاج کو آن پہونچین منجملہ اونکے جناب فاطمہ زہرا رض اپنے پدر بزرگوار نبی مختار

سید ابرار کیخدمت مین حاضر ہوئین اور حضور کو زخمی دیکھکر رونے لگین حضور انکو دیکھکر بس خوش ہوے اور اپنے گلے سے لگا لیا حضرت علی مرتضیٰ رضؓ خون دہونے کے واسطے حوض سے اپنی ڈہال بھر کر پانی لے آے۔

بخاری شریف مین ہے کہ جناب علیؓ حضور نبوی کے زخمون پر ڈہال سے پانی ڈالتے تھے اور جناب فاطمہؓ زخمون کو خون سے پاک و صاف کر رہی تہین جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون کسی طرح نہین تہمتا بلکہ پانی ڈالنے سے اور بہی زیادہ نکل رہا ہی تو ایک ٹکڑا بوریا جلا کر اوسکی راکھہ زخمون پر چھڑک دی۔ خون فوراً بند ہو گیا۔ اکثر حضور نبوی زخمونکا علاج پرانی بوسیدہ ہڈی سے کیا کرتے تھے۔

ابن اسحق کہتے ہین کہ جب حضور نبوی دولتخانہ پر تشریف لاے اپنی تلوار جناب فاطمہؓ کے حوالہ کی اور فرمایا۔ بیٹی۔ یہہ آلودہ خون ہے اسکو خوب دہو ڈالو۔ آج اس تلوار نے مجھکو سچا کیا۔ جناب علیؓ نے بہی اپنی تلوار حضرت فاطمہ زہرا کو دی اور فرمایا۔ اسکو بہی دہو لینا۔ اسنے بہی مجھکو آج سچا کیا اور خوب کام دیا۔ (ازالۃ الخفار)

ولادت سیدنا امام حسینؓ ۴ھ۔ تاریخ چھہ شعبان ۴ھ کو آپ بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوے۔ ایک روایت مین روز سہ شنبہ ۴ شعبان ہے اور بعضی کہتے ہین کہ آپ ۳ھ مین پیدا ہوے۔ بعد ولادت جناب امام حسنؓ ماہ ذیقعدہ مین آپ شکم مادر مین آے اور کل پچاس دن حضرت امام حسنؓ کی ولادت کو گذرے تھے کہ جناب فاطمہؓ حاملہ ہو گئین۔ استیعاب مین ہے کہ مدت مابین ولادت امام حسنؓ و حمل جناب فاطمہ صرف ایک طہر ہے۔

قتادہ کا قول ہے کہ حضرت امام حسینؓ چھہ مہینے بعد حضرت امام حسنؓ کے پیدا ہوے

تاریخ تشریف آوری جناب رسالتمآب صلعم سے بمقام مدینہ منورہ پورے پانچ برس چھ ماہ بعد حضرت امام حسین رضؓ پیدا ہوے۔ احوال عقیقہ۔ تسمیہ۔ ختنہ۔ آپکا بحث ولادت حضرت امام حسنؑ مین گذر چکا ہے۔

جناب امام حسنؑ کی تاریخ ولادت سے کہ بروایت صحیح نصف ماہ رمضان ۳ھ ہے حساب لگانیسے اور ایام و تاریخ قرار حمل چھماہ ملانیسے جناب امام حسین رضؓ کی ولادت ماہ ربیع الثانی مین ثابت ہے اور اگر چہ شعبان خواہ چار شعبان ۴ھ آپکی ولادت قرار دیجاوے تو آپکا رحم مادر مین نو ماہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ آپکا شکم مادر مین کل چھ ماہ رہنا روایات بالا سے پایا جاتا ہے پس ان سب روایات کے ملانیسے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر تاریخ و ماہ ولادت جناب امام حسینؑ مین راوی کی غلطی ہے اور صحیح تاریخ ولادت ماہ ربیع الثانی مین معلوم ہوتی ہے

غزوہ خندق یا جنگ احزاب ۵ھ۔ اس معرکہ مین جسوقت دلیران کفار قریش خندق عبور کر کے اس پار مقابلہ شیران اسلام مین قائم ہوے تو جناب علی مرتضیٰ نے عمرو بن و د کا مقابلہ کیا اور اوس کو جہنم واصل کیا۔ اسکی لڑائی مین جو جوہر شجاعت جناب اسد اللہ سے ظاہر ہوا وہ قابل قدر ہے۔

روایت ہے کہ عمرو بن و د نامی پہلوان شجاعان عرب مین سر برآوردہ تھا۔ تن تنہا ہزار مردان جنگجو کا مقابل سمجھا جاتا تھا۔ معرکۂ خندق مین یہ مغرور خود پسند نشہ جرأت سے مخمور میدان جنگ مین مثل پیل دمان چنگھاڑتا پھرتا تھا اور بکمال نخوت و غرور اشعار رجز فخر و تکبر سے برزبان تھے۔ جنگ بدر مین یہ مردک غازیان اسلام کے ہاتھوں زخمی جان بلب ہو کر بھاگا تھا اور یہ نذر مانی تھی کہ جبتک محمدؐ سے بدلا نہ لیگا اپنے بدن مین تیل نہ لگائیگا۔ جنگ احد مین بوجہ اونہین زخمونکی لڑنیکی قابل نہین ہوا اسیواسطے نہ آسکا

اب اسوقت صحیح و درست ہوکر بیحیائی کے قربان پھر منہ دکھانے اور بدانست خود اپنی
نذر پوری کرنے آیا ہے۔ قصہ مختصر عمرو بن وُدّ میدان مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔
حضور سرورعالم نے اوسکی یاوہ گوئی سنکر فرمایا۔ کوئی ایسا ہے کہ اس کافر خاسر کا کام
تمام کرے۔ جناب علی مرتضیٰ صف سے نکلے اور حضور نبوی مین بکمال ادب عرض کیا۔ جناب
مجھکو اجازت ہو مین اس سے لڑونگا۔ جناب رسالتمآب نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمرو بن وُدّ
دوبارہ للکار کر طالب جنگ ہوا۔ جناب علی رضؓ نے پھر اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا۔
تم ٹھہرو۔ دیکھتے نہین کون شخص ہے یہہ تو عمرو بن وُدّ ہے۔ بار سوم وہ بدبخت اجل رسیدہ
بہت بلبلایا اور جوش شجاعت سے منہ سے لام و کاف نکالنے لگا۔ صحابہ کرام کو مخاطب
کرکے پکارا۔ کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین جو میرے مقابل مین نکلے۔ تمہاری جنت
کہان گئی اور تمہارا دعویٰ اب کیا ہوا۔ اگر تمہاری جنت برحق اور تمہارا دعویٰ صحیح
ہے تو کسیکو میرے مقابلہ مین بھیجو۔ جناب اسداللہ حیدر کرار رضؓ اوسکے یہہ کلمات سنکر بیتاب
ہوگئے حضور سے پھر اجازت چاہی اور عرض کیا۔ حضور۔ اب تو اس مردک کے طعنے سنے
نہین جاتے۔ اگر زندگی ہے تو باقبال حضور اس نالائق گیدی کو ابھی قتل کرتا ہون۔
جناب رسالتمآب نے جب آپکا اصرار اسقدر دیکھا تو اپنی تلوار ذوالفقار آپکو دی اور
اپنی زرہ اوتار کر پہنادی۔ عمامہ دست مبارک سے سر پر باندہا اور اجازت میدان دی
پھر ہاتھہ اوٹھا کر دعا کی۔ خداوندا عبیدہ بن حارث کو بروز بدر تو نے اپنے پاس بلالیا
حمزہؓ کو مجھسے جدا کیا۔ اب یہہ علی تیرا بندہ خاص ہے۔ میرا بھائی۔ میرا دوست میرے
چچا کا لڑکا ہے اسکو مین تیری پناہ مین دیتا ہون۔ تو اسکو میدان سے صحیح و سالم مظفر و
منصور پھر مجھسے ملا جناب شیر یزدان شاہ مردان پاپیادہ عمرو بن وُدّ کی جانب روانہ ہوے

اور اشعار رجزیہ پڑہتے جاتے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

اے کافر جلدی نہ کرین تیری آواز سنتے ہی تیرے سر پر مثل پیام اجل پہونچ گیا۔ میری نیت قوی اور قواعد جنگ سے واقف ہون اور اپنی ہمت وحوصلہ مین سچا ہون۔ مجھکو یقین کامل ہے کہ ابہی آن واحد مین تیرے جنازہ پر رونے والیان کہڑی ہوئی نوحہ وزاری کرتی ہونگی اور تیری ساری مشیخت ایک وار تلوار مین نکل جاویگی۔ ایسا ہاتھہ جمایا ہوگا کہ جسکا ذکر عرصہ دراز تک لوگونمین باقی رہیگا اور ہنگامہ جنگ مین مردان کارزار میری ضرب کی تعریف کرتے رہین گے۔

عمرو بن وُدنے دریافت کیا تم کون ہو جو اس بیباکی و دلیری سے میرے سامنے اپنی تعریف کر رہے ہو۔ آپنے جواب دیا۔ مین علی ہون۔ اوسنے کہا۔ علی بن عبد مناف۔ فرمایا۔ ہان علی بن ابی طالب۔ اسد اللہ الغالب ہون اور یہہ بہی فرمایا۔ اے عمرو مین نے سنا ہے۔ تمہارا قول ہے کہ اگر کوئی قریشی تمکو دوبا تونمین سے کسی کی طرف بلاویگا تو تم ایک مان لوگے۔ عمرو نے جواب دیا۔ میرا یہہ قول ضرور ہے۔ آپنے فرمایا مین تمکو ادہر بلاتا ہون کہ تم اللہ کو واحد جانو اور دین اسلام اختیار کرو۔ اوسنے کہا مجھسے یہہ امید نہ رکھو۔ پھر آپنے فرمایا۔ اچھا دوسری بات مانو جو تمہارے حق مین بہتر ہے تم بلا جنگ اپنے گھر واپس جاؤ اور ان کفار کے ہمراہ ہوکر ہمارا مقابلہ نہ کرو اگر ہم کو فتح ہوئی تو گویا اسوقت تمہارا نہ لڑنا ہماری مدد ہے اور اگر قریش غالب آے اور ہم کو شکست ہوئی تو تمہارا مقصد حاصل ہوا اور بغیر تمہارے لڑے بھڑے تمہارا مطلب نکل آیا۔ عمرو نے کہا۔ کہتے تو تم ٹھیک ہو مگر اسوقت بغیر جنگ کئے میرا گھر کو واپس جانا

میرے حقمین بُرا ہوگا۔ عورتین تک مجہپر طعنہ کرینگی اور ہنسینگی کہ بڑے مرد تہے نذر پوری
نہ کرسکے معرکہ سے بغیر جدال و قتال واپس آے۔ پھر کہا۔ اے بہتیجہ تم ابہی کمسن نوجوان
پُر ارمان ہو۔ تمہارے یہہ دن نہین ہین۔ کسی اپنے چچا کو بہیجو اور تم واپس جاؤ۔ مین تمسے
لڑنا نہین چاہتا تمہارے باپ میرے بڑے دوست تہے۔ مجہکو یہہ پسند نہین کہ اپنی
تلوار خونخوار سے تمہارا خون گراؤن۔ جناب علی رضہ نے فرمایا۔ لیکن مجہکو تو تمہارا خون بہانا
ناپسند نہین مین تو تمہارے خون کا پیاسا ہون اور تمہارا ملک الموت۔ عمروبن ود
یہہ سُنکر مارے غصہ کے کانپ اوٹھا۔ بیساختہ تلوار نکالکر ایک ہاتہہ آپ پر چہوڑ دیا۔
آپنے اوسکا وار خالی دیکر فرمایا۔ واہ۔ یہی بہادری ہے۔ تم گھوڑے پر سوار مین پیادہ
بڑے مرد ہو تو گھوڑے سے اوترآؤ۔ ہمارے تمہارے دو دو ہاتہہ ہو جاوین تمکو
بہی معلوم ہو کہ کسی بہادر سے سابقہ پڑا اور لڑائی کسکو کہتے ہین۔ عمروبن ود یہہ سنکر
گھوڑے سے اوتر پڑا غصہ مین اپنے بیزبان گھوڑے کے پانون قلم کرڈالے اور آگ
بہبوکا ہوکر جناب علی مرتضیٰ رضہ کی طرف لپکا۔ اب دونون مین لڑائی شروع ہوگئی۔
میدان کارزار مین ان دو پہلوانونکی لڑائی سے اسقدر گرد و غبار بلند ہوا کہ یہہ دونون
اوسمین چہپ گئے۔ کچہہ دیر بعد نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا جس سے لوگ سمجہے کہ جناب علی رضہ حریف پر
غالب آے اور اوسکو قتل کیا اور ایک روایت مین ہے کہ عمرو نے پُر غضب ہوکر
بقوت تمام ایک ہاتہہ تلوار کا جناب علی رضہ کے سر پر چہوڑا آپنے سپر کو پناہ سر کیا مگر
تلوار نے سپر کاٹی اور ہلکا سا زخم سر پر آگیا۔ آپنے نہایت استقلال و جوانمردی سے
اوسکا جواب دیا اور ایک ہاتہہ ذوالفقار کا ایسا بہرپور لگایا کہ عمرو کی گردن قلم ہوکر
الگ گر پڑی اور دہڑ زمین پر پہڑکنے لگا۔ جب صداے تکبیر حضور اقدس کے گوش حق

نیوش تنک پہونچی آپکو معلوم ہوا کہ عمروبن ود مارا گیا۔ کفار نابکار اپنے یار جانباز کو کشتہ
دیکھکر جناب علی رضؓ پر ٹوٹ پڑے۔ ضرار بن خطاب اور ہبیرہ بن ابی وہب آپ پر حملہ آور
ہوے۔ ادہر بہی لشکر اسلام سے حضرت عمر فاروق۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما
جناب علیؓ سے ملکر کافرونکو قتل کرنے لگے۔ ضرار جیسے ہی جناب علیؓ کے سامنے آیا اور
آنکہین چار ہوئین ہیبتہ دیکہر بہاگ گیا۔ بعد جنگ اوس سے سبب فرار پوچہا گیا تو جواب
دیا کہ علیؓ کے چہرہ سے مجھکو میری موت نظر آئی۔ ٹہرنا دشوار ہوا جان لیکر بہاگا۔ ہبیرہ
تہوڑی دیر آپسے لڑتا رہا مگر آپکی تلوار کا چرکا کہا کر پہر نہ رک سکا بخوف جان اپنی زرہ آپکی
طرف پہینک کر بہاگ گیا۔ پہر عبداللہ بن مغیرہ مخزومی سامنے آیا وہ بہی بیک ضرب
ذوالفقار ملک عدم کو روانہ ہوا اور ایک روایت سے حضرت زبیر نے اوسکو قتل کیا
نوفل بن عبداللہ بدحواسی مین بہاگا تو خندق مین گر پڑا۔ مسلمانون نے اوپر سے
پتہرونکا مینہہ برسایا۔ وہ چیخ کر کہنے لگا۔ یارو اس طرح کتے کی موت نہ مارو۔ ایک ضرب
تلوار سے ٹہنڈا کر دو۔ جناب علیؓ اوسکے سر پر پہونچے اور اوسکی کمر پر ایک ہاتہ ایسا
جمایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گیا۔

روایت ہے کہ بعد قتل عمروبن ود جناب امیر المومنین علیؓ نے اوسکی زرہ وسلاح
جنگ وغیرہ پر اصلا توجہ نہ فرمائی۔ عمرو کی بہن اوسکی لاش پر روتی ہوئی آئی اور
سرہانے بیٹہکر دیکہا تو ہتہیار وغیرہ سب موجود تہے کہنے لگی ہے کہ بہائی کا قاتل
کوئی مرد کریم الطبع۔ گرامی قدر۔ قومیت مین اوسکا ہمسر ومقابل معلوم ہوتا ہے پہر
لوگون سے دریافت کیا۔ جواب ملا۔ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے تیرے
بہائی کو قتل کیا ہے یہہ سنکر اوسنے دو شعر کہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

اگر میرے بھائی عمرو کا قاتل علیؓ کے سوا اور کوئی ہوتا تو البتہ مجھکو تازیست خود بھائی کے غم مین رونا اور ماتم کرنا زیبا تھا۔ لیکن اوسکا قاتل تو ایسا شخص ہے جسپر کوئی عیب لگ نہین سکتا اور وہ شخص ہمیشہ سے بہ لقب بیضتہ البلد مشہور ہے۔

جناب علیؓ سے چند اشعار عمرو بن ود کی لڑائی مین منقول ہین جنکا ترجمہ یہہ ہے۔
وہ شخص اپنی نادانی وحماقت سے بتون سے مدد مانگ کر میرے مقابل ہوا اور مین نے پروردگار محمد سے اوسپر مدد چاہی۔ مین بعنایت ایزدی اوسکو قتل کرکے مظفر ومنصور رزمگاہ سے پھرا اور اوس کافر خاسر کو مثل ایک تنہ کھجور کے زمین ناہموار پست وبلند مین پڑا چھوڑ آیا۔ اوسکے کپڑون اور ہتھیارون سے اپنی آنکھہ بالکل بند کرلی۔ اگر بجاے اسکے مین مقتول ہوتا تو وہ کافر میرے کپڑے لتے سب وتار لیجاتا۔ ای گروہ کفار بدشعار کیا تمہارا خیال ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے دین کو رسوا وذلیل کریگا اور اپنے رسول پاک کی کچھہ قدر وعزت نہ رکھیگا۔ ہرگز ایسا نہوگا بلکہ خدا انھین کو خوار وبے اعتبار کردیگا۔ (ازالۃ الخفا)

قصہ بنی قریظہ۔ اس واقعہ مین بھی جناب علی مرتضیٰ کی کوشش اور ہمت نے اپنا ظہور دکھلایا۔

مروی ہے کہ جسوقت آنحضرت جانب بنی قریظہ عازم ہوے اولاً جناب اسد اللہؓ کو لشکر اسلام کا علم بردار کرکے اودہر روانہ فرمایا۔ جناب علی مرتضیٰؓ حسب ارشاد حضور نبوی لشکر سے پہلے قلعہ کے قریب پہونچ گئے اور اپنا علم زیر قلعہ نصب کردیا۔ جناب علی

فرماتے ہین کہ جب مین قلعہ کے متصل پہونچا تو ایک شخص مجھکو دیکھکر قلعہ پر سے شور وغل مچا کر بولا۔ لوگو۔ ہوشیار ہو جاؤ قاتل عمرو بن ود یہان ہی آن پہونچا۔ دوسرے نے کہا۔ علی رض نے عمرو کو کیا قتل کیا ایک شہباز بلند پرواز کو شکار کیا اور ہم لوگون کی بیٹھہ توڑ ڈالی اور جس کام کا ارادہ کیا اوسکو پورا ہی کر چھوڑا۔ مین نے اپنے دل مین کہا الحمد للہ۔ اسلام غالب و ظاہر اور شرک مغلوب اور پوشیدہ ہو گیا۔

لکھا ہے کہ جب آپ نے زیر قلعہ علم نصب کر دیا تو بالاے قلعہ یہودی جناب رسالتمآب کی شان پاک مین الفاظ بے ادبانہ وگستاخانہ کہنے لگے۔ جناب علی رض نے وہ کلمات نامناسب سنے تو آپ نے ابو قتادہ رض کو علم کی حفاظت پر چھوڑا اور خود حضور رسولخدا کیخدمت مین واپس گئے۔ اودہر سے حضور تشریف لاتے تھے آپ راستہ ہی مین ملگئے آپ نے عرض کیا حضور ان نالائقون خبیثو نکے قلعہ سے دور رہین تو اچھا ہے۔ فرمایا۔ کیا تم نے اون سے کچھہ بُری باتین سُنی ہین۔ عرض کیا۔ ہان۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ جب مجھکو دیکھہ لینگے تو کوئی کلمہ بد زبان سے نہ نکالینگے۔

ابن اسحٰق کا قول ہے کہ جب محاصرہ کو مدت گذری اور یہودی قلعہ سے نیچے نہ اوترے تو جناب علی رض اور حضرت زبیر بن العوام رض دونون آگے بڑہگئے اور قلعہ کے متصل پہونچ کر فرمایا۔ اب مین بغیر حملہ کئے واپس نہ جاؤنگا یا تو قلعہ فتح کر لونگا اور یا جام شہادت نوش کر کے حضرت حمزہ رض سے مل جاؤنگا۔ اہل قلعہ اوپر سے آپکے تیور دیکھکر ڈر گئے اور آنحضرت کی دوہائی دینے لگے۔ پہر حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر اوترے۔

فدک ۶ھ۔ اس سنہ مین جناب رسالتمآب کو خبر ہوئی کہ بنی سعد نے لشکر جمع کیا ہے اور یہود خیبر کی مدد کا قصد کر رہے ہین آپ نے ایک سو غازیان شجاعت آثار کی

جماعت بسرداری جناب علی مرتضیٰ جانب فدک روانہ فرمائی۔ جناب علی مرتضیٰ رات کو سفر کرتے اور دنمین مخفی مقام مین سکونت پذیر ہوتے تا آنکہ بمقام ہمج پہونچے۔ وہان ایک مشرک ملا اوس سے احوال کفار دریافت فرمایا۔ اوسنے جواب دیا کہ اگر مجھکو امان دو تو مین تم کو ایسے راستہ سے اونکے سر پر پہونچا دون کہ کسیکو اصلا خبر نہو اور تم اپنا کام کر لو۔ آپنے اوسکا کہنا منظور فرمایا۔ وہ شخص اہل اسلام کو لیکر راہی ہوا۔ سب کفار کی بیخبری مین اونپر پہونچ گئے۔ جناب علی رضنے قتل و غارت شروع کر دی۔ بدوعد تاب مقابلہ نہ لاسکے جملہ مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے۔ اس معرکہ مین پانسو اونٹ اور دو سو بکریان اہل اسلام کے ہاتھ آئین۔ جناب علی رضنے عمدہ اور نفیس اونٹوں سے چند اونٹ آنحضرت صلعم کے واسطے انتخاب کرکے بقیہ اونٹ و بکری غازیان اسلام پر تقسیم کر دین اور بخیر و خوبی مدینہ منورہ مین واپس آے۔

صلح حدیبیہ ۶ھ۔ اس صلح مین بھی جناب علی رض ہمراہ رکاب جناب رسالت پناہ صلعم تھے۔ صلحنامہ آپ ہی کے قلم سے لکھا گیا۔ آپ کی گواہی بھی اوسپر ہوئی۔ وقت تحریر صلحنامہ حضور کے نام نامی کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھا گیا تھا مگر کفار اسپر راضی نہ ہوے۔ حضور نے وہ لفظ اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور بعد ختم صلحنامہ جناب علی رض سے فرمایا۔ اے علی رض ایسا ہی معاملہ تمکو بھی کسیوقت پیش آویگا۔ حضور کا فرمانا واقعہ صفین مین ظاہر ہوا۔ بیعت رضوان مین جناب علی مرتضیٰ رض بھی شریک تھے۔

جنگ خیبر ۷ھ۔ یہہ ملک وسیع و آباد جسکے متعلق متعدد قلعے ہین مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے۔ یہہ غزوہ خیبر شروع ۷ھ مین واقع ہوا۔ اس جنگ مین جو کارنمایان جناب علی مرتضیٰ رضنے کیئے وہ مشہور و معروف زبان زد خاص و عام ہین۔

روایت ہے کہ جسوقت آنحضرت صلعم مع لشکر اہل اسلام بقصد جہاد خیبر کی جانب تشریف
فرما ہوے تو جناب علی مرتضیٰ رض بوجہ آشوب چشم کے چلنے پھرنے سے معذور تھے ہمراہ رکاب
جناب رسالتمآب نہ جاسکے مگر بعد روانگی حضور سرور عالم کے آپ تنہا مدینہ مین نہایت
گھبراے اور مفارقت حضور نبوی نے بیچین کیا تو کچھ اپنی علالت اور آنکھونکے درد
و تکلیف کا خیال نہ فرمایا اور بیتابانہ بجانب خیبر روانہ ہوے۔ بعد طے مسافت خدمت
اقدس مین شرفیاب ہوے۔ یہان یہہ حال تھا کہ مجاہدین اسلام قلعہ قموص کا محاصرہ
کئے ہوے تھے اور قریب بیس راتین گذر گئی تھین کہ روزانہ جنگ ہوتی تھی مگر صورت
فتح وظفر آئینہ خیال مین بھی جلوہ گر نہ ہوتی تھی۔ ایام محاصرہ مین حضور رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم بوجہ درد شقیقہ بنفس نفیس معرکہ جنگ مین تشریف نہ لیجا سکتے تھے روزانہ
کسی صاحب کو علم فوج عنایت فرماتے چنانچہ ایک روز جناب عمر رض علمدار فوج اسلامی
ہوے اور دوسرے دن جناب ابوبکر صدیق رض اس خدمت سے سرفراز ہوے تیسرے
دن پھر جناب فاروق رض نے علم لیا اور برابر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مگر کسی
طرح فتح نہ ہوئی۔

بخاری شریف مین ہے کہ جس صبح کو قلعہ فتح ہونیوالا تھا رات کو جناب رسول اللہ
نے فرمایا۔ کل صبح کو ایک شخص جو محبوب خدا و رسول ہے علم لیگا اور خداوند تعالیٰ اوسی کے
ہاتھ پر یہہ قلعہ فتح کریگا اور وہ شخص جنگ سے بھاگتا نہین۔ جملہ صحابہ رض صبح ہوتے ہی حاضر
دردولت ہوے ہر ایک کو یہی آرزو تھی کہ مجھکو علم لشکر عنایت ہو۔ جناب علی رض کا
کسیکو خیال بھی نہ تھا کیونکہ وہ آنکھونکے درد مین مبتلا تھے۔ حضور نے مجمع صحابہ پر نظر ڈالکر
استفسار کیا۔ علی کہان ہین۔ لوگون نے عرض کیا۔ حضور وہ تو آشوب چشم مین مبتلا ہین۔

آپ نے اونکو طلب فرماکر لعاب دہن مبارک آنکھونسے لگایا اور حقتعالےٰ سے دعا کی۔ آپ کی آنکھین فوراً اچھی ہوگئین حضور نے اونکے ہاتھ مین علم دیا۔ جناب علیؓ نے عرض کیا۔ کیا مین اونکو یہان تک مارون کہ وہ مثل ہمارے (مسلمان) ہوجاوین حضور نے فرمایا۔ تم سیدہے چپ چاپ اونکی طرف چلے جاؤ جب اونکی حد مین پہونچو اوّلاً اونکو دعوت اسلام دینا۔ قسم خدا کی۔ اگر ایک کافر بہی تمہارے ذریعہ سے اسلام قبول کرے تو تمہارے واسطے سرخ اونٹونکی قطار سے زیادہ بہتر ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ اپنے خیمہ مین آنکھونسے پٹی باندہی پڑے تہے اور یہہ کہہ رہے تہے۔ خداوندا جسکو تو دے اوسکو کوئی روکنے والا نہین اور جس سے تو روک دے اوسکا کوئی دینے والا نہین۔ علی الصباح جب آپ کی طلبی ہوئی تو حضرت سلمہ بن اکوع آپکا ہاتھ پکڑکر حضور کی خدمت مین لائے آپ درد چشم سے بیچین تہے اور آنکھون پر پٹی بندہی تہی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب مین حضور کے پاس پہونچا۔ آپ نے میرا سر آغوش مبارک مین رکھہ لیا اور میری آنکھومین تھوک دیا۔ فوراً میری آنکھین اچھی ہوگئین اور تارہ سی چمکنے لگین۔ اوسوقت سے آج تک پھر کبہی آنکھونکا درد مین نہین جانتا کہ کیسا ہوتا ہے یہ بہی حضور نے مجھکو دعا دی۔ خداوندا۔ اس سے گرمی و سردی کا ضرر دفع کر۔ چنانچہ یہ دعا بہی میرے حقمین قبول ہوئی۔ بعد ازان حضور اقدس نے خاص اپنے ہاتھون سے زرہ مبارک پہنادی۔ ذو الفقار کمر سے باندہی اور علم عنایت کرکے فرمایا۔ جاؤ بحکم خدا تمہارے نام فتح ہے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہین کہ حضرت علیؓ جھپٹکر قلعہ کی طرف چلے۔ مین بہی پیچہے پیچہے

اونکے ہولیا یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچکر جھنڈا ایک جگہہ گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے
بالاے قلعہ سے جھانک کر پوچھا۔ اے بہادر تو کون ہے جو اس طرح بیخوف وخطر
ہماری سرحد مین آگیا۔ آپنے فرمایا مین علی ابن ابی طالب ہون۔ یہودی آپکا نام سنکر
چیخ اوٹھا۔ لوگو خبردار ہو قسم توریت شریف کی تم مغلوب ہوے اور تباہ وبرباد ہو گئے
سب سے پہلے حارث یہودی مرحب کا بھائی مع چند مردان جنگجو کے قلعہ سے باہر نکلا
اور میدان رزمگاہ مین ٹہیرا۔ ادہر سے دو سپاہی یکے بعد دیگرے گئے مگر دونون
اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے پھر جناب علیؑ سے مقابلہ ہوا۔ آپنے بیک ضرب شمشیر
اوسکو ٹھنڈا کیا۔ مرحب نے بالاے قلعہ سے جب اپنے بھائی کو مردہ دیکھا جوش خون سے
ضبط نہ کرسکا۔ اپنے بھائی کا بدلہ لینے کو نہایت جوش وخروش کے ساتھ میدان مین
آن پہونچا۔ مرحب نامی بہادر تھا۔ اہل خیبر مین سرآوردہ وہ اس وضع سے آیا کہ دوہری
زرہین پہنے۔ دو تلوارین لٹکاے۔ دو عمامے سر سے باندہے اور اونپر ایک گران خود
آہنی۔ خود پر ایک پتھر اندر سے بقدر خود خالی پہنے ہوے بیچ مین سے خود نکلا ہوا ہاتھ
مین نیزہ جسکی بھال تین من کی وزنی تہی۔ اس جوان قوی ہیکل شیر صورت کے مقابلہ مین
کسی کی ہمت نہ پڑتی تہی کہ لڑائی کا نام لے۔ الغرض اس سج دہج سے یہہ کافر خاسر
اوپچی بنا از سرتاپا دریاے آہن مین غرق جنگ گاہ مین ڈکارتا ہوا آن پہونچا اور رجز
شعر پڑہتا جاتا تہا جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

خیبر والے مجھسے خوب واقف ہین کہ میرا نام مرحب ہے۔ ہتھیار بند دلیر ومردانہ
کارزار آزمودہ جہاندیدہ ہون۔ لڑائی مین دشمن پر کبھی نیزہ مارتا ہون
کبھی تلوار چلاتا ہون جب آتش حرب مشتعل ہو کر شعلہ افگن ہوتی ہے

تو میری تلوار سے کوئی نہین بچ سکتا۔
جناب شاہ مردان اوسکی زبان درازی سنکر مقابلہ مین آے اور فرمایا۔
مجھکو بھی پہچانتے ہو کہ مین کون ہون مین اسد اللہ ہیبۃ اللہ ہون۔ مین وہ شخص
ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا مین شیر بیشۂ شجاعت ہون مین شیر بر
ہر دم در رہون مین وہ شیر نر ہون جسکے دیکھنے سے بہادرون کے مارے
خوف کے کلیجے پانی ہوتے ہین مین وہ جنگلی شیر ہون جسکی کلائیان اور گردن
پرگوشت وقوی ہین۔ مین تمکو اس کلمۂ درازی کا ابھی فرہ چکھاتا ہون۔
مرحب نے خواب مین دیکھا تھا کہ شیر نے مجھکو پھاڑ ڈالا۔ جناب علی مرتضیٰ نے بنور فراست
وکشف باطنی معلوم کرلیا لہذا رجز مین اسی مضمون کے شعر پڑہے تاکہ اوسپر آپ کی
ہیبت طاری ہوا اور اوسان خطا ہوجاوین (خمیس)
الغرض جب دونون ایک دوسرے سے مل گئے تو مرحب نے آپ پر تلوار چلانا چاہا
مگر آپنے پھرتی کرکے اللہ کا نام لیکر ایک ہاتھہ ذوالفقار کا اوسکے سر پر چھوڑا۔ مرحب نے
سپر کو پناہ سپر کیا مگر تلوار کیا تھی برق قضا تھی اوسپر جناب علیؓ کا ہاتھہ اور کلائی و پنجہ
کی قوت خدادا د۔ دراصل دست اجل تھا۔ تلوار نے ڈہال کاٹی۔ پتھر پھوڑکر خود توڑا
دونون عمامے کاٹے۔ سر کی دو پھانکین کردین اور تالو کاٹتی ہوئی ڈاڑھون مین
آاوتری اور ایک روایت مین تا باستخوان سرین کاٹتی ہوئی گھوڑے کے زین تک
پہونچ گئی۔ ایک مرحب کے دو ہوگئے۔ اوس کافر کی روح ناپاک دوزخ مین جا پہونچی
پھر لشکر اسلام ٹوٹ پڑا اور دونون طرف سے خوب تلوار چلی۔ میدان رزمگاہ نمونہ
لالہ زار ہوگیا۔ جناب علیؓ نے اس معرکہ مین آٹھہ جوان نامی گرامی قتل کئے جو لشکر

یہود مین نامور عالیقدر تھے۔ لشکر کفار کے قدم اوکھڑ گئے گرتے پڑتے قلعہ مین بھاگ گئے
جناب علی مرتضی رض نے اونکا پیچھا نہ چھوڑا اور دروازہ قلعہ تک پہونچ گئے۔ اسی اثنا مین
ایک یہودی نے آپکے ہاتھہ پر تلوار ماری جسکے صدمہ سے ڈھال ہاتھہ سے چھوٹ کر
گر گئی۔ آپنے قلعہ کا آہنین دروازہ بزور قوت خداداد اوکھاڑ کر بجاے سپر ہاتھہ مین
لے لیا اور اوسی طرح لڑتے رہے جب آپنے دروازہ اوکھاڑا تو تمام قلعہ کو جنبش
ہو گئی شواہد النبوت مین ہے کہ آپنے وہ دروازہ خندق پر بجاے پل کے رکھہ دیا
کہ اوسکے ذریعہ سے مسلمان قلعہ مین داخل ہوے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو آپنے
وہ دروازہ اسّی بالشت پیچھے پھینک دیا۔

ابورافع مولی آنحضرت کہتے ہین کہ سات آدمیون نے ملکر اوس دروازہ کو اولٹنا
چاہا مگر دروازہ کو جنبش نہ ہوئی۔ ایک روایت مین ستر اور ایک مین چالیس آدمیونکا
بھی ذکر ہے۔ یہہ بھی لکھا ہے کہ ستر آدمی بمشکل تمام اوس دروازہ کو اپنی جگہہ لگا سکے
منقول ہے کہ وہ دروازہ آٹھہ سو من کا وزنی تھا۔ جناب علی رض فرماتے ہین۔ مین نے وہ
دروازہ جسمانی طاقت سے نہین اوکھاڑا بلکہ روحانی قوت اور خداداد طاقت سے اسقدر
وزن اوٹھا لیا تھا۔

روایت ہے کہ جب چالیس آدمی وہ دروازہ نہ اوٹھا سکے تو جناب علی رض کے
دل مین اپنے زور و قوت پر ناز و فخر ہوا۔ فی الحال حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت
نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے رسول خدا۔ علی ؑ کو حکم دیجیے کہ ایک بار
وہ دروازہ اور اوٹھائین۔ آپنے حکم دیا اور جناب علی نے بہت زور لگایا کہ دروازہ
اوٹھا لین مگر ذرہ برابر بھی جنبش نہ ہوئی حضرت جبرئیل نے کہا۔ خداوند تعالٰے

فرماتا ہے۔ علی کی یہہ طاقت نہ تہی کہ اسقدر بار گران اوٹھا لیتے اوسکو تو مین نے اوٹھایا
تھا۔ اسیواسطے جناب علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ مین نے دروازہ قوت روحانی سی اوٹھا
لیا تھا نہ زور جسمانی سے جب قلعہ فتح کرکے آپ واپس ہوے آنحضرتؐ نے بکمال مسرت
آپکا استقبال کیا خیمہ سے نکلکر آپکو گلے سے لگایا اور پیشانی چومی پھر فرمایا۔ اے
برادر بجان برابر۔ تمہاری کوشش وجانفشانی مجھکو معلوم اور تمہاری سعی عنداللہ مشکور
ہوئی اور مین تمسے بہت راضی وخوش ہون۔ جناب حیدر کرارؓ نے یہہ الفاظ زبان مبارک
سے سنکر فرط سرور سے روپڑے۔ ارشاد ہوا۔ اے علی۔ اسوقت یہ رونا کیسا۔ خوشی کا
مقام ہے یا رنج وغم کی جگہہ۔ عرض کیا۔ حضور۔ خوشی سے مین رو دیا اور میرے لئے اس سے
بڑھکر اور کون سا وقت خوشی کا ہوگا کہ حضور مجھسے راضی ہین۔ سرور عالم نے
فرمایا۔ مین ہی تنہا تم سے راضی نہین بلکہ خداوند تعالیٰ۔ تمام ملائکہ مقربین۔ جبرئیل ومیکائیل
علیہم السلام بہی تم سے خوش ہوے۔

عمرۃ القضا۔ اسی سنہ ۷ھ مین بماہ ذیقعدہ آنحضرت نے عمرہ کیا۔ حضور کے ہمراہ وہ
اصحاب کبار بہی تہے جو گذشتہ سال صلح حدیبیہ مین بہ نیت عمرہ آے تہے اور بغیر ادا
ارکان عمرہ واپس گئے۔ منجملہ اونکے جناب علی مرتضیٰؓ بہی تہے۔

مروی ہے کہ عمارہ بنت جناب سید الشہدا امیر حمزہؓ مکہ معظمہ مین اپنی والدہ سلمیٰ
بنت عمیس کے پاس رہتی تہین۔ جناب علی رضؓ نے انکے بارہ مین حضور سرور عالم سے
عرض کیا۔ آپکے چچا حمزہ کی لڑکی ان مشرکون مین رہتی ہے اوسکو کفار قریش کے ہاتہہ
مین چھوڑنا مناسب نہین میرے نزدیک یہہ اچھا ہو تاکہ اسکو حضور اپنے ہمراہ لئے
چلتے۔ حضور نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا جسوقت حضور مع صحابہ اخیار مکہ معظمہ سے

روانہ ہوے تو عمارہ جناب رسالتمآب کے پیچھے پیچھے اے چچا۔ اے چچا پکارتی ہوئی دوڑتی جناب علی رضؓ نے اونکا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہ رضؓ کے ہودج مین بٹھالیا جب مدینہ پہونچے تو جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر رضی اللہ عنہم مین درباب پرورش عمارہ بحث ہوئی حضرت علی رضؓ کا یہہ قول تھا۔ میرے چچا حمزہ کی لڑکی ہے اور مین لایا ہون۔ حضرت جعفر کہتے تھے۔ میری چچیری بہن اور اوسپر یہہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اس لڑکی کی خالہ میری بیوی ہے۔ حضرت زید مدعی تھے کہ میری بھتیجی ہے اور مین حمزہ کا وصی بھی ہون ان تینون صاحبونمین یہانتک گفتگو بڑہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہونچی۔ حضور نے تینون صاحبونکو بلاکر یہہ فیصلہ کر دیا کہ عمارہ اپنی خالہ کے پاس رہے کیونکہ خالہ بمنزلہ مان کے ہے چنانچہ حضرت جعفر رضؓ نے عمارہ کو لے لیا۔ پھر حضرت علی رضؓ سے فرمایا۔ تم مجھسے ہو۔ ہم تم دونون ایک ہین۔ حضرت جعفر کو ارشاد ہوا۔ تم شکل وشمائل مین میرے مشابہ ہو اور حضرت زید کے حق مین حکم ہوا۔ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ یہہ حدیث بخاری مین ہے۔

فتح مکہ ۸ھ۔ جب فتح مکہ کا حضور رسالت پناہ نے مصمم ارادہ کرلیا اور سامان سفر درست ہونے لگا تو حضرت حاطب رضؓ بن بلتعہ نے ایک خط بنام کفار قریش مشعر براطلاع قصد جناب رسالتمآب ایک عورت ام سارہ نامی قریش کی لونڈی کے ہاتھہ روانہ کیا۔ اوس عورت نے خط اپنی چوٹی مین پوشیدہ کرلیا اور مکہ کو روانہ ہوئی خداوند تعالےٰ نے اپنے رسول پاک کو اس حال سے خبردار کیا۔ آنحضرت صلعم نے جناب علی مرتضیٰ۔ زبیر۔ مقداد۔ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تم مکہ کی جانب جاؤ۔ بمقام خاخ ایک عورت ملیگی اوسکے پاس سے خط لے آؤ۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہین کہ ہم تینون سوار ہوکر اوس

عورت کے گرفتار کرنیکو مدینہ سے نکلے جس مقام پر حضور نے پتہ دیا تھا اوسی جگہہ ایک عورت
اونٹ پر سوار ملی۔ ہمنے اوس سے خط مانگا اوس نے انکار کیا اور کہا۔ میرے پاس
کوئی خط پتر نہین۔ ہمنے اوسکا اونٹ بٹھایا اور اوسکی جامہ تلاشی لی مگر خط نہ ملا۔ ہمنے
اوس عورت سے کہا تعجب ہے۔ حضور کا فرمانا کبھی غلط نہین ہوتا۔ کیا بات ہے جو خط کا پتہ
نہین لگتا۔ اگر تو خط ہمارے حوالہ کردے تو بہتر ہے ورنہ ابھی تجھکو ننگا کرکے ہم خود
خط ڈھونڈھ لینگے۔ جب اوس نے دیکھا کہ انسے پیچھا چھڑانا دشوار ہے مجبوراً خط اپنی
چوٹی سے نکالکر ہمارے حوالہ کیا۔ ہم وہ خط حضور کیخدمت مین لائے۔ حضور نے حضرت
حاطب کو بلاکر سبب ارسال خط دریافت فرمایا۔ اونہون نے عرض کیا۔ حضور مین
پکا دیندار مسلمان ہون مگر اسوقت بخیال اسکے کہ میرے اہل و مال قریش مین ہین
اونکو اطلاع دینے مین وہ میرے احسانمند ہونگے اور میرے مال اور عزیزونکی حفاظت
کرینگے یہہ خط لکھا ورنہ مین منافق نہین نہ معاذ اللہ دین اسلام سے روگردان ہون۔
حضور نے اونکی تصدیق کی اور فرمایا سچ کہتے ہو۔ کچھہ مضائقہ نہین۔ حضور نبوی مسجد
حرم شریف مین داخل ہوے۔ حضرت علی رض کے ہاتھہ مین خانہ کعبہ کی کنجی تھی جو عثمان بن
طلحہ کے پاس سے لائے تھے۔ آپنے عرض کیا۔ حضور۔ پانی پلانے کی خدمت تو ہمکو
پہلے ہی سے ہے کنجی برداری کیخدمت بھی عنایت فرمائیے۔ حضور نے حضرت عثمان
بن طلحہ کو بلاکر کنجی اونکے حوالہ کی اور فرمایا۔ آج دن نیکی اور وفاء عہد کا ہے۔

بعد فتح مکہ حضور سرور عالم نے حضرت علی رض کو شانہ مبارک پر سوار کرکے خانہ کعبہ پر
چڑھا دیا۔ آپنے تمام بت اوپر سے گرا دیئے بعد ازان میزاب کی طرف سے بلحاظ ادب
نبوی خود کو د پڑے۔ جب نیچے آگئے تبسم کیا۔ آنحضرت نے سبب تبسم استفسار فرمایا

عرض کیا میں اسیات پر ہنسا کہ اسقدر بلند مکان سے کو دا مگر کچھ صدمہ نہیں پہونچا جناب سرور عالم نے فرمایا۔ محمد نے تمکو اوپر چڑھایا اور جبرئیل نے نیچے اوتارا پھر چوٹ و صدمہ کیسے پہونچتا۔

قصہ بنی جذیمہ۔ اسی سنہ ۸ھ۔ ماہ شوال مین جناب رسالتمآب نے حضرت خالد بن ولید کو جانب بنی جذیمہ روانہ فرمایا۔ انکو یہہ حکم دیا تھا کہ صرف دعوت اسلام دینا جنگ نہ کرنا۔ جناب خالد بن الولید اس قبیلہ مین پہونچے وہ مسلح انکے سامنے آئے آپنے سبکو قید کر لیا اور بے احتیاطی سے بعضے قیدی قتل کر ڈالے۔

اسی زمانہ مین حضور سرور عالم نے خواب دیکھا کہ ایک لقمہ ملیدہ کا حضور نے نوش جان فرمایا مگر کچھہ چیز اوس مین سے حضور کے حلق مین اڑ گئی۔ جناب علی رض نے اپنا ہاتھہ ڈالکر وہ شئی نکال لی۔ یہہ خواب جناب سرور کائنات نے صحابہ رض سے بیان فرمایا۔ حضرت ابو بکر رض نے تعبیر دی کہ حضور کسی جگہہ کچھہ لشکر بھیجین گے جو خلاف مرضی مبارک، کوئی کام کر گذریگا پھر جناب علی رض کی ذات سے اوسکی اصلاح ہو جاویگی۔ اس خواب کے بعد ہی یہہ واقعہ بنی جذیمہ پیش آیا۔ آنحضرت نے یہہ حال سنکر جناب علی رض کو اس قوم کے پاس بھیجا اور آپکے ساتھہ مال بھی کر دیا۔ حضرت علی رض نے جا کر بعد دریافت حال جو لوگ بلا قصور مقتول ہوے اونکی دیت ادا کی اور جسکا جو مال ضایع ہوا اوسکا معاوضہ دیا جب سب کا معاوضہ و دیت ادا کر چکے تو دریافت کیا اب تو کسیکا کچھہ حق نہین رہا۔ سبھون نے جواب دیا۔ سب نے اپنا حق بھر پایا۔ آپنے بقیہ مال بھی اونہین لوگون کو دیکر فرمایا۔ جس کسیکا حق نادانستہ رہگیا ہو یہہ مال احتیاطاً اوسکا عوض سمجھہ لینا۔ اس اصلاح و انتظام کے بعد حضرت علی مرتضی رض

خدمت نبوی مین واپس آے اور سب حال عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تمنے خوب کیا
غزوہ حنین ۸ھ۔ جب وقت مقابلہ کفار لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی تو حضور
سرور عالم کی خدمت مین جو اصحاب رہگئے تھے اونمین جناب علی مرتضیٰؓ بھی تھے۔
جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو ایک شخص قوم ہوازن سے ایک سرخ اونٹ پر
سوار علم لئے ہوے پیچھے اوسکے قوم ہوازن معرکہ جنگ مین آیا۔ جو کوئی اوسکے سامنے
آتا اوسکے نیزہ مار دیتا اور جو لوگ سامنے سے ہٹ جاتے تو آگے بڑہ جاتا تھا۔ وہ
اسی کام مین مشغول تھا کہ جناب علی مرتضیٰؓ اور ایک صحابی انصاری اوس شتر سوار
علمدار کی طرف جھکے حضرت علیؓ نے ایک ہی ہاتھہ مین اونٹ کے پانون قلم کر دیئے۔ اونٹ
سرین کے بھل گر پڑا اسوار سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اوپر سے دوسرا ہاتھہ انصاری کا پڑا
جس سے اوسکا پانون کھٹ سے الگ اوڑ گیا اور راونٹ پر سے الگ گرا۔
اسی معرکہ مین ایک پہلوان قوی الجثہ۔ طویل القامت۔ اونٹ پر سوار۔ کفار مین
مشہور ومعروف۔ ابو جردل نام معرکہ کارزار مین مسلمانون کی طرف متوجہ ہوا شیر
بیشہ وغا جناب اسد اللہ اوسکے مقابل ہوے۔ ایک ہی وار شمشیر آبدار سے اوس
کافر کو شربت ناگوار اجل پلا دیا۔ ایک دم مین ساری شجاعت خاک مین ملا دی۔
اہل اسلام کی ہمت بڑہی کفار کی کمرین ٹوٹ گئین۔
غزوہ طائف ۸ھ۔ جس زمانہ مین جناب سرور کائنات طائف کے محاصرہ مین
مصروف تھے تو جناب علی مرتضیٰؓ کو چند اصحاب کبار و مردان کارزار کے ہمراہ گردو
نواح مین روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس نواح مین جہان کہین بتخانہ پاؤ مسمار کر ڈالو
جناب علیؓ بغرض تعمیل ارشاد مع ہمراہیان خود روانہ ہوے اور قبیلہ بنی خشعم مین

پہونچے۔ اس قوم مین ایک نامی دلاور شجاع زمانہ تھا وہ آپکے مقابل لڑائی کو آن پہونچا آپکے ہمراہیون مین کوئی صاحب ہمت مقابلہ نہ کرسکے بالآخر جناب علی نے بنفس نفیس اوس پہلوان کے مقابلہ کا قصد کیا ہرچند حضرت ابو العاص بن ربیع نے کہا کہ آپ اسوقت سردار ہین آپ نہ جاوین ہم لوگون مین سے کسیکو بھیج دیجئے مگر آپ نہ مانے اور میدان مین اوسکے مقابل تشریف لیگئے اور ایک ہی وار تیغ آبدار مین اوس خود کام کا کام تمام کردیا۔ بعد خدمت بت شکنی و بربادی بتخانہ انجام دیکر واپس مدینہ منورہ ہوے۔

بتخانہ فلس ۹ھ ماہ ربیع الآخر ۹ھ مین جناب علیؓ بحکم حضور رسالت پناہ ایک سو پچاس یا دو سو جوانان انصار کے ساتھہ فلس روانہ ہوے۔ یہہ ایک بُت کا نام ہے جو بنی طے مین تھا۔ اس لشکر مین ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے۔

جناب علیؓ نے بتخانہ کو کھدوا ڈالا اور اموال غنیمت مین لونڈی غلام۔ اونٹ بکریان بہت کچھہ ہاتھہ آئین تین تلوارین ملین۔ ایک خود لی اور ایک حضور نبوی کے واسطے لاے۔ عدی بن حاتم بجانب شام فرار ہوگئے۔ اونکی بہن سفانہ بنت حاتم قیدیون کے ساتھہ خدمت نبوی مین حاضر ہوئین۔ حضور نے اونکو رہا کیا جسکی وجہ سے عدی بن حاتم از خود حاضر خدمت اقدس ہوکر مشرف باسلام ہوے۔

تبلیغ سورہ توبہ ۹ھ مین جناب ابو بکر صدیقؓ امیر حاج مقرر ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوے بعد روانگی اونکے اوائل آیات سورہ برائت نازل ہوئین۔ آنحضرتؐ نے جناب علیؓ کو حضرت صدیقؓ کے عقب مین روانہ فرمایا۔

روایت ہے کہ جب آپکو یہہ حکم ہوا تو آپنے کہا حضورؐ اس کام کے واسطے تو کسی

مردلستان - تیز زبان - خوش بیان کو روانہ فرماتے ہین نہ خوش تقریر ہون نہ خطبہ
خوان - مجسے یہہ کام کیسے انجام ہوگا - ارشاد ہوا تم نہ جاؤگے تو مجھکو جانا پڑیگا کیونکہ
ہم دونون مین سے ایک یہہ کام کرسکتا ہے تیسرا نہین - عرض کیا - اگر ایسا ہی تو مین
جاتا ہون - فرمایا - جاؤ خدا تمہاری زبان ثابت رکھیگا - تمہارے دل کو راہ حق دکھلائیگا
پھر آپکے منہ پر دست مبارک پھیر کر رخصت فرمایا -

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ جب سورہ برأۃ نازل ہوئی اور آنحضرت نے
یہہ آیات پاک اہل مکہ کو سُنانا چاہین تو صحابہ کرام نے عرض کیا - کسیکی معرفت صدیق اکبر
کے پاس بھجوا دیجیے - وہ موسم حج مین لوگونکو پڑہکر سُنا دینگے - فرمایا - یہہ کام تو میرا ہی
ہے مین خود جاؤن یا میرے اہلبیت مین سے کوئی جاے پھر حضرت علیؓ کو بُلا کر فرمایا
یہہ آیات پاک جسوقت لوگ منیٰ مین جمع ہون پڑہکر سنا دینا اور یہہ بھی کہہ دینا کہ
سال آیندہ سے کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور طواف خانہ کعبہ کوئی برہنہ ہوکر نہ کرے
جسکا عہد و ذمہ تھا وہ بعد انقضاے میعاد چار ماہ منسوخ ہوجاویگا - آپ بہ تعمیل
ارشاد ہدایت بنیاد ناقہ عضباء پر سوار ہوے اور مکہ معظمہ کو سدہارے - راستہ
مین جناب ابوبکرؓ سے جا ملے - جناب صدیقؓ نے فرمایا - کیا تم امیر الحاج مقرر ہوکر آئے ہو
آپنے کہا - نہین امیر تو آپ ہین مین آپکا تابع ہون محض واسطے تبلیغ احکام نبوی حاضر
ہوا ہون - جناب صدیق اکبرؓ امیر رہے اور جملہ حجاج عرب نے بدستور قدیم حج ادا کیا پھر
دسوین تاریخ جناب علی مرتضیٰؓ کھڑے ہوے اوّلاً آیات سورہ براۃ پڑہین بعد دیگر
احکام نبوی سُنائے اور مشرکین کے واسطے یہہ حکم سُنایا کہ آج سے چار ماہ تک جسکو
جہان جانا ہے چلا جاوے اسکے بعد عہد نہ رہیگا اور مسلمانونکو جو ممانعت کفار کی

دست اندازی سے کی گئی ہے پھر نہ رہیگی۔ ہان جسکے عہد کی مدت مقرر ہو چکی ہے
اوسکا عہد وذمہ تا انقضاے مدت مقررہ باقی رہیگا۔ بعد اسکے جناب ابوبکر صدیق
اور جناب علی مرتضیٰ مدینہ منورہ واپس آے۔

تقرری یمن یہ حکومت یمن ۔ سنہ ۱۰ھ مین جناب سیف اللہ خالد بن الولید یمن کے
حاکم مقرر کر کے بہیجے گئے پھر اونکی جگہہ علی مرتضیٰ رض مقرر فرماے گئے۔ ایک روایت مین
ہے کہ عہد حکومت خالد رض مین آپ واسطے لانے خمس اموال غنیمت بہیجے گئے تہے جسوقت
آپ کی نسبت حکم نبوی صادر ہوا آپنے عذر کیا کہ مین نوعمر ناتجربہ کار ہون مجہہ مین قابلیت
حکومت اور مقدمات فیصل کرنیکی نہین ہے تو آنحضرت صلعم نے آپکے حق مین دعاے خیر
کی۔ خود اپنے ہاتہوں سے عمامہ آپکے سر پر باندہا۔ دو شملے عمامہ کے ایک آگے بقدر ایک
گز کے اور دوسرا پیچہے ایک بالشت لٹکا دیئے اور عَلَم دیکر تین سو جانبازان اسلام کے
ہمراہ یمن کی جانب روانہ فرمایا۔ جناب علی رض یمن مین مقیم رہے اور بنہایت خوبی سے
مہمات نظم ونسق انجام دیئے اور آپ کی کوشش وسعی سے بہت کچہہ فتوحات نصیب
غازیان اسلام ہوئین۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰ رض ملک یمن مین داخل ہوے تو جو لوگ
اسلام نہ لاے تہے اونکو دین اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ کی تعلیم وتلقین سے
راہ راست پر آے اور قبیلہ ہمدان کے اہل یمن مطیع اسلام ہوے۔ آپنے خدمت
نبوی مین اطلاع کی۔

بعض مؤرخین آپکے حالات مین اس طرح لکہتے ہین کہ آپ یمن مین مقیم ہوے
اور اپنے لشکر کو گردونواح مین روانہ فرمایا۔ جب وہ لشکر فتح وظفر وکامیابی کیساتہہ

والیس آیا تو جناب علیؑ خود بمقابلہ مخالفین تشریف لیگئے۔ ایک گروہ مخالفین سے مقابلہ
ہوا۔ آپنے اونکو ہرچند فہمایش کی اور اسلام کی ترغیب دہی مگر وہ نہ مانے یا لآخر جنگ
کی ٹہیری۔ گروہ مخالفین قبیلۂ بنی مدحج سے ایک نامی پہلوان اسود خزاعی نام آپ کے
مقابل ہوا۔ آپنے ایک وار تلوار سے اوسکو ہمیشہ کے واسطے جانب ملک عدم بہیجدیا
اوس ایک کے مرتے ہی سب کے حواس باختہ ہوگئے۔ آپکا رعب و ہیبت اسدرجہ غالب
ہوا کہ پھر کوئی مقابل نہ ہوا۔ آپ تلوار کہینچکر مثل شیر غران اوس مجمع مین جا پڑے۔ قریب
بیس آدمیوں کے طعمۂ نہنگ اجل ہوے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ آپنے اونکا تعاقب
نہ چھوڑا جب وہ ہر طرح مجبور ہوے اسلام کے طالب و امان خواہ ہوے۔ آپنے
سبکو کلمۂ توحید تلقین فرمایا اور شربت خوشگوار جام کلمۂ شہادت سے شیرین کام کیا۔

حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ جسوقت حضور سرور عالم نے بقصد حج سفر کیا اور احرام
باندہا جناب علیؑ یمن مین تہے آپکو بہی اطلاع دی کہ حج مین آؤ چنانچہ آپ مکہ معظمہ کو
روانہ ہوے اور احرام اس نیت سے باندہا کہ جو نیت رسول خدا کی وہ میری۔ آپ کثیر التعداد
اونٹ قربانی کے واسطے ہمراہ لاے۔ جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی
قربانیوں مین بہی آپکو شریک فرمایا۔ جب آپ حضور سرور عالم سے ملے حضور نے استفسار
فرمایا کہ تمنے کیا نیت کی۔ عرض کیا۔ مجھکو یہہ تو معلوم نہ تہا کہ حضور نے احرام بہ نیت عمرہ
باندہا ہے یا بقصد حج۔ اسواسطے مین نے یہہ نیت کی کہ جو حضور کی نیت ہے وہی میری
حضور نے فرمایا۔ مین نے حج کی نیت سے احرام باندہا ہے اسیواسطے احرام پر قایم ہون
تم بہی احرام سے باہر نہ ہونا۔

جناب علیؑ نے حضرت فاطمہؓ کو رنگین کپڑے پہنے آنکھوں مین سرمہ لگاے احرام سے

باہر دیکھکر اونپر اعتراض کیا۔ آپنے جواب دیا۔ مجھکو والد بزرگوار نے احرام سے باہر ہونیکی اجازت دی اسواسطے مین نے یہہ کیا۔ جناب علی رضؓ نے آنحضرت کی خدمت مین شکایت کی اور یہہ بہی بیان کیا کہ وہ آپکا نام لیتی ہین حضور نے فرمایا سچ کہتی ہین۔

عبداللہ بن حارث کندی سے روایت ہے کہ مین نے حجۃ الوداع آنحضرت کے ساتھہ کیا ہے۔ دسوین تاریخ حضور خواجہ عالم اوس میدان مین جہان قربانی ہوتی ہے تشریف لیگئے اور جناب علی رضؓ کو بلایا اور دونون صاحبون نے برچھا پکڑکر اونٹ نحر کئے جب قربانی سے فارغ ہوے تو جناب رسول اللہ خچر پر سوار ہوے۔ جناب علی رضؓ کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اور وہان سے روانہ ہوے۔

بعد فراغت حج الوداع جناب رسالتمآب مع اصحاب کبار مدینہ منورہ روانہ ہوی اثنار سفر مین خم غدیر مین منزل کی۔ (یہہ مقام مکہ و مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل ہے۔ اس مقام کا نام دراصل خم ہے اسکے پاس ایک چشمہ یا تالاب ہے جسکو عربی مین غدیر کہتے ہین۔ اب خم غدیر ایک نام ہوگیا۔) نماز ظہر یہان ادا کی گئی پہر ارشاد نبوی ہوا مین عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہون اور تم مین دو چیزین چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے عزت و قدر مین بڑی ہے۔ کتاب اللہ۔ میری اولاد۔ دیکہنا لحاظ رکہنا میرے بعد تم لوگ انسے کیسا معاملہ رکہتے ہو۔ یہہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگی اور دونون باہم ملی رہینگی اور اسی طرح قیامت کے دن حوض کوثر پر مجھسے ملینگی۔ خداوند تعالی میرا مولی ہے اور مین ہر مرد دیندار کا ولی ہون پہر جناب علی کا ہاتھہ پکڑکر فرمایا۔ جسکا مین ولی ہون اوسکے یہہ بہی ولی ہین خداوندا تو بہی اوسکا ولی ہوجا جسکے ولی علی ہون اور جو انسے عداوت رکہے اوسکا تو بہی دشمن مدعی ہو (ازالۃ الخفا)

راقم - اس حدیث کے متعلق جو حضرات شیعہ کا قول ہے اسکا جواب صواعق محرقہ مین مذکور ہے بخوف طوالت ہم اوسکو ذکر نہین کرتے۔

روایت ہے کہ جناب عمر فاروق رضنے فرمایا - اے علی رض آپکو مبارک ہو آپ ہر مرد و زن دیندار کے مولےٰ ہو گئے۔

بعض علما کا قول ہے کہ بریدہ رض نے جو شکایت جناب علی رض کی خدمت نبوی مین کی اسیوجہ سے حضور سرور عالم نے خم غدیر مین جناب علی رض کی شان مین یہہ حدیث بیان فرمائی۔

وفات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۱۱ھ

جب حضور سرور عالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیاے فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی کو تشریف فرما ہوے جناب اسد اللہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مع دیگر اصحاب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور نبوی کے غسل و دفن کی خدمت بجالاے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رض حضرت عباس رض - قثم بن عباس رض - اسامہ بن زید رض - شقران رض مولیٰ رسول خدا ؐ نے غسل دیا حضرت اوس بن خولی بدری نے جناب علی رض سے کہا - خدا کے واسطے اے علی رض ہمکو بھی شریک کرلو اور اس نعمت عظمیٰ سے محروم نہ رکھو آپنے انکو بھی بلالیا - جناب علی رض غسل دیتے تھے اور دیگر اہل بیت پانی ڈالتے جاتے تھے حضور سرور عالم کو مع لباس کے غسل میت دیا گیا غسل کے وقت جناب علی رض فرماتے تھے میرے ماں باپ حضور پر سے قربان - آپ کسقدر پاکیزہ ہین - جسقدر صفائی و طہارت حالت زندگی مین تھی اب بھی اوسیقدر پاک و صاف ہین - جب غسل دے چکے اور کفن پہنایا بعد اداے نماز جنازہ حضرات اہل بیت - جناب علی رض و عباس رض

فضلؓ وغیرہ قبر مین اوترے اور حضور سرور دوجہان محبوب خالق سبحان کو دفن کیا
مروی ہے کہ وقت وفات جناب سرور کائنات صحابہ کرام وفور صدمۂ غم والم
سے بیخود تھے بعضے مجنون ہوگئے۔ بعضے بیہوش ومدہوش تھے۔ چنانچہ جناب عثمانؓ
سے قوت گویائی زائل ہوگئی اور آپکو اصلا شدہ بدہ نہ تھی جہان بیٹھا دیا بیٹھ گئے
جدہر کوئی لیگیا چلے گئے کچھ اپنے تن بدن کی خبر نہ تھی یہہ حالت آپ کی دوسرے
دن تک رہی۔ جناب علی مرتضیٰؓ کا یہہ حال ہوا کہ سکتہ کے عالم مین مثل جسم مردہ ہوگئے
اپنی جگہہ سے جنبش کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح سب صاحبونکا حال تھا صرف جناب
ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عباسؓ البتہ ہوش وحواس مین تھے جنکی تسلی واطمینان دلانے سے
اصحاب کبار کو ہوش آیا پھر حضور کی تجہیز وتکفین مین مصروف ہوئے (خمیس ومعارج النبوۃ)
درحقیقت یہہ واقعہ ہی ایسا تھا۔ اس سے زیادہ کون سانحہ ہوش ربا ہوگا کہ امت
مرحومہ کے سردار جو مثل پدر مہربان بلکہ مان باپ سے زیادہ دوستدار وغمگسار تھے
اس جہان سے ہمیشہ کیواسطے کوچ کر گئے اور اپنے فراق دائمی کا داغ سینہ مہجوران
غمگین کو دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے رہ ہجرانت زمین وآسمان بگریستہ — جسم وجان خون گشتہ و روح روان بگریستہ
کن فکان چون قالب اند و تو چو جانی لاجرم — در فراق تو مکان ولامکان بگریستہ
نے ہمین ماخاکیان بھر تو ماتم داشتند — بلکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ
نے ہمین صدیقؓ وفاروقؓ اند وعثمانؓ وعلیؓ — کز برائے صدر و بدر کن فکان بگریستہ
بلکہ ذرات جہان از عرش وفرش وبحر وبر — اندرین ماتم باشک خون فشان بگریستہ
خون گری ای دیدہ بھر سرورے کز ماتمش — جبرئیل اندر فلک باقدسیان بگریستہ

آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ و موسیؑ و عیسیؑ بھم	در عزای این رسول انس و جان بگریستہ
اہلبیت آندم کہ گریان گشتہ ازبہر رسول	سنگ خارا بر دل پر درد شان بگریستہ
جای آن دارد کہ بکشایم ز دیدہ جوی خون	اندرین ماتم کہ ذرات جہان بگریستہ

آمدن مضر بمدینہ منورہ وحل سوالات از جناب علی مرتضیٰؓ

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو دس روز گذرے تھے کہ ایک شخص مسافرانہ وضع سے چہرہ پر نقاب ڈالے ہاتھ مین کوڑا مسجد نبوی کے دروازہ پر آکر کھڑے ہوگئے اور کہا السلام علیکم اے یاران رسول خدا۔ اللہ تعالے تم کو اس صدمہ جانکاہ کے عوض کرامت و عزت مرحمت فرماے۔ خداوند تعالی نے اپنے محبوب کو بلا لیا۔ وہ خدا کے بندہ تھے خداوند تعالی احی لا یموت قدیم ہے اوسکی ذات کو بقا و قیام ہے اوسکے سوا ہر چیز فانی ہے۔ جناب رسالتمآب کی وفات سے بڑھکر اور کیا صدمہ ہوگا۔ خداوند رحیم و کریم آپ سبکو صبر عطا فرماے اور اس مصیبت کی جزاے عظیم مرحمت کرے۔ یہہ کہکر استفسار کرنے لگے۔ آپ لوگون مین وہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کون صاحب ہین۔ جناب صدیق اکبرؓ نے حضرت علیؓ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا یہہ وصی رسول اللہ ہین۔ وہ نووارد آپ سے ملتفت ہوے اور سلام کیا۔ آپنے جواب دیا وعلیکم السلام یا مضر صاحب البر۔ صحابہ یہہ نام آپکے منہ سے سنکر متعجب ہوے۔ مسافر نے دریافت کیا۔ اے جوانمرد آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا فرمایا۔ مجھکو حضور سرور عالم نے تمہارے نام اور حالات سے اطلاع دی ہے۔ اگر تم چاہو تو سارا قصہ ابھی تمہارے روبرو کہہ سناؤن۔ اوسنے پوچھا آپکا نام کیا ہے

فرمایا - علی بن ابی طالب جناب سرور عالم کے چچا کا لڑکا ہون - اوس شخص نے یہہ نام سنکر کہا - الحمد للہ - پھر جناب علیؓ نے اوس شخص کے سامنے اس طرح قصہ کہنا شروع کیا - تم عرب ہو - نام تمہارا مضر ہے اور باپ کا نام دارم - تمہاری عمر اب تین سو ساٹھہ برس کی ہے - جب تم سو برس کے ہوے تو اپنی قوم کو عبادت غیر خدا سے منع کیا - جناب سالتمآب کی پیدایش کی اونکو بشارت دی اور حضور نبوی کے اوصاف اپنی قوم کو سناے - اپنی قوم کو ہدایت کی کہ اگر زمانہ رسالت پاؤ تو حضور پر ایمان لانا اور نجات ابدی حاصل کرنا - تمنے اپنی قوم کو جب اس طور سے وعظ و نصیحت کی وہ تمپر اولٹ پڑے اور تمکو مار پیٹ کر کنوئین مین ڈالدیا تم ابھی تک اوسی کنوئین مین قید تھے - جب سرور دو جہان رسول خالق کون و مکان نے دنیا سے رحلت فرمائی - تمہاری قوم عذاب الٰہی مین مبتلا ہو کر سیل فنا سے ہلاک ہوئی اور تمکو اوس چاہ محبس سے نجات ہوئی - پھر تمکو خداوند تعالے کا حکم ہوا کہ مدینہ جا کر قبر نبوی کی زیارت کرو - تم اپنے مقام سے روانہ ہوے اور اسوقت مدینہ مین داخل ہوے - حضور نبوی نے یہہ سب حال مجھسے ارشاد فرمایا ہے اور یہہ بھی حکم دیا ہے کہ جب تم آؤ تو حضور کی طرف سے تمکو سلام کہون - مضر یہہ حال سنکر رو دیے جناب علیؓ کے سر مبارک پر بوسہ دیا اور آپکے سامنے بیٹھے - آپنے فرمایا - اپنے چہرہ سے نقاب اوٹھاؤ - مضر نے منہ کھول دیا - ساری مسجد اونکے نورانی چہرہ سے جگمگا اوٹھی - بعدہ مضر نے کہا - اے علیؓ مین آپسے چند باتین دریافت کرتا ہون اونکا جواب دیجئے ان باتونکی خبر بجز پیغمبر کے یا اوسکے وصی کے دوسرے کو ہرگز نہین - آپنے فرمایا بیان کرو - مضر نے یہہ سوال کئے -

(۱) وہ کونسا نر ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا۔ (۲) وہ کون مادہ ہے جو بے ماں باپ کے ہوئی۔ (۳) وہ کون نر ہے کہ بے باپ کے ہوا۔ (۴) وہ کون پیغمبر ہے جو نہ از قسم جن و ملائکہ۔ نہ از نوع حیوانات چہار پایہ درندگان ہے (۵) ایسی قبر کون سی ہے جسمین انسان گیا اور آسودہ حال زندگی کی۔ (۶) وہ کونسا جاندار ہے کہ اپنے دوستونکو ڈرایا۔ (۷) ایسا جسم کونسا ہے کہ کھاتا پیتا نہین۔ (۸) روئے زمین پر وہ کون مقام ہے کہ صرف ایک ہی مرتبہ آفتاب کی روشنی اوسپر پڑی۔ (۹) وہ بے جان شے کیا ہے جس سے جاندار پیدا ہوا۔ (۱۰) وہ عورت کون ہے جس سے تین گھنٹے مین لڑکا پیدا ہوا۔ (۱۱) دو ساکن کون ہین۔ (۱۲) دو متحرک کون ہین۔ (۱۳) وہ دو دوست جنمین باہم دشمنی نہین ہوتی۔ (۱۴) دو دشمن جو کبھی آپس مین دوست نہین ہوتے۔ (۱۵) شے کیا ہے۔ (۱۶) لاشئے کسکو کہتے ہین۔ (۱۷) سب مین اچھی اور خوبصورت کیا چیز ہے۔ (۱۸) سب مین بدصورت کیا ہے۔ (۱۹) رحم مادر مین اول کیا چیز بنتی ہے۔ (۲۰) وہ کون چیز ہے جو قبر مین سب کے بعد سڑتی گلتی ہے۔

جناب علی مرتضیٰ نے ہر ایک سوال کا جواب اس طرح دیا۔

(۱) جو نر بے ماں باپ کے ہوا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہین محض قدرت خدا سے پیدا ہوے۔ (۲) وہ مادہ حضرت حوّا علیہا السلام ہین جو بے ماں باپ کے ہوئین (۳) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین کہ بغیر باپ کے پیدا ہوے۔ (۴) وہ پیغمبر کوّا ہے جسکو خداوند تعالےٰ نے قابیل کے پاس واسطے تعلیم کیفیت دفن لاش ہابیل کے بھیجا تھا (۵) وہ قبر مچھلی کا پیٹ ہے کہ یونس علیہ السلام کو نگل گئی تھی۔ آپ مچھلی کے پیٹ مین تین روز رہے اور وہ پانی پر چلتی پھرتی تھی مگر آپکو کسیطرح کا صدمہ نہ پہنچا

(۶) وہ ایک چیونٹی تھی جو اپنی غذا کی تلاش مین نکلی ایک ستون پر چڑھی اور اوسکے ساتھ اور چیونٹیان بھی تھین وہ ستون حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر تھا۔ وہ چیونٹی بولی۔ دیکھو تمہارے چلنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر خاک نہ گرنے پاوے ورنہ آپکو تکلیف ہوگی۔ (۷) عصا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے (۸) جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو لیکر دریا مین داخل ہوئے پانی جابجا سمٹ گیا اور لوگونکے جانیکو راستہ ہوگیا زمین خشک نکل آئی اوسپر آفتاب کی روشنی پڑی۔ پھر بعد عبور بنی اسرائیل پانی اپنی جگہہ آگیا اور زمین چھپ گئی۔ (۹) وہ پتھر ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ سے پتھر مین سے اونٹنی نکل آئی گویا پتھر سے پیدا ہوئی۔ (۱۰) حضرت مریم علیہا السلام کا حاملہ ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا صرف تین گھنٹے مین ہوا ہے۔ (۱۱) زمین و آسمان کہ یہ دونون ہمیشہ ساکن ہین۔ (۱۲) آفتاب و مہتاب کہ ہروقت گردش مین رہتے ہین کسیوقت سکون پذیر نہین۔ (۱۳) جسم وجان یہہ دو دوست ہین کہ کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہین ہوتے۔ (۱۴) موت وزندگی دونون باہم دشمن ہین کبھی انمین دوستی و محبت نہین ہوتی۔ (۱۵) شئے۔ مرد ایماندار خدا کا دوست فرمانبردار ہے۔ (۱۶) لاشئے کافر بدکردار بدانجام ذلیل وخوار ہے۔ (۱۷) سب چیز و نمین حسین وخوبصورت انسان کا چہرہ ہے۔ (۱۸) بدصورت سب مین بدن بے سر ہے۔ (جسکے دیکھنے سے خوف طاری ہوتا ہے)۔ (۱۹) رحم مادر مین سب اعضا سے پہلے کلمہ والی اونگلی بنتی ہے۔ (۲۰) قبر مین سب اعضا کے بعد وہ ہڈی گلتی ہے جو تمہارے پشت مین ہے۔

مفسر نے اپنے سوالونکے جواب سنکے بہت خوش ہوے۔ آپ کی پیشانی پر بوسے

دیا جسقدر صحابہ کبار اوس جلسہ مین موجود تھے سب نے جناب علی رض کی تعریف کی اور سب نے
اقرار کیا کہ بیشک آپ علم نبوت کے وارث ہین بعدہ مفر نے کہا۔ اب مجھکو روضہ رسول
پاک مین لیجلیئے۔ جناب علی رض ہمراہ ہوے اور قبر مبارک پر پہونچے۔ مفر قبر شریف دیکھتے
ہی بیخود ہوگئے۔ قبر شریف سے لپٹ گئے بار بار اپنا سینہ اور منہ قبر نبوی سے ملتے تھے
اور دیدۂ خونبار سے سیل اشک روان تھے۔ جناب علی رض نے فرمایا۔ مفر کو اسی طرح
رہنے دو۔ کوئی دم مین انکی روح عالم بالا کو پرواز کرنے والی ہے چنانچہ تھوڑی ہی دیر
بعد لوگون نے دیکھا تو اونکا سر قبر شریف پر تھا اور جسم جان سے خالی تھا۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون۔ صحابہ نے اونکی تجہیز و تکفین کر کے جناب سید الشہدا حضرت حمزہ رض کی
قبر کے پاس دفن کر دیا۔ (معارج النبوت)

وقائع عہد خلافت صدیقی تا آخر عہد عثمانی

جسوقت حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی صحابہ کبار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے
اور جناب صدیق اکبر رض کے ہاتھہ پر بیعت ہوئی۔ بعد اوسکے دوسرے دن بیعت عامہ
منعقد ہوگئی مگر چند اصحاب سادات اہل بیت اس جلسہ مین نہ تھے منجملہ اونکے جناب
علی رض حضرت زبیر بن العوام رض بھی نہین آے۔ جناب ابوبکر صدیق رض نے ان دونون صاحبونکو
طلب فرمایا اور وجہ انکار و تخلف استفسار کی۔ دونون نے یہہ عذر کیا۔ ہمکو آپکی
شرافت اور استحقاق خلافت مین کلام نہین۔ لاشک بعد جناب رسول خدا کے
آپ سب مین فضل ہین۔ حضور نبوی نے حالت حیات مین آپکو امامت نماز پر معین
فرمایا۔ باقی دیگر خصوصیات وکرامات آپکی ظاہر ہین البتہ ہمکو اسکا ملال ہوا کہ ہم

مشورہ مین کیون نہ بلاے گئے بعد اسکے دونون صاحبون نے بیعت کرلی۔جناب علی مرتضیٰ رضؓ تا آخر وقت جناب ابوبکر صدیق رضؓ ہر طرح آپکے مشیر اور وزیر رہے اور حضرت صدیق اکبر رضؓ بھی آپکے مرتبہ وعزت کا خیال فرماتے تھے۔

بعد وفات حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو صدمہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کو پہونچا وہ جناب سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضؓ کی رحلت ہے۔یہہ حادثہ جانکاہ اس طرح ہے کہ مرض الموت آپکا دراصل فراق جناب رسول خدا تھا۔مروی ہے کہ جس دن سے آنحضرت نے رحلت فرمائی کبھی کسی نے جناب فاطمہ رضؓ کو ہنستے نہ دیکھا ہر وقت اسی غم مین گریان ونالان رہتین بالانجام چھہ مہینے بعد آنحضرت صلعم کے پاس جا پہونچین۔

عشق تو سر نوشت من راحت من رضای تو		مہر تو سرشت من خاک درت بہشت من

بظاہر کچھہ ایسی علالت آپکو نہ تھی چند روز بیمار رہین۔بروز وفات حضرت علی مرتضیٰ کہین تشریف لیگئے تھے آپنے غسل کیا۔پاکیزہ کپڑے پہنے۔بستر پر استراحت فرمائی۔قبلہ کی جانب منہ کیا۔سیدہے ہاتھہ کا تکیہ بنایا اور کلمہ شہادت پڑہکر سراے فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔جناب علی رضؓ جسوقت تشریف لاے یہہ سانحہ ہوشربا سنکر رنج وغم سے بیخود ہوگئے۔جس حجرہ مین جناب فاطمہ رضؓ خواب مرگ سے مانوس ہورہی تہین گئے اور نہایت درد واضطراب کے ساتھہ فرمایا۔اے بنت رسول اللہ۔بعد حضور نبوی کے تمہارے دم سے مجھکو تسکین وتسلی تھی۔افسوس تم نے بھی مجھکو تنہا چھوڑا۔واے صد واے۔اب میرے دل کا تشفی دینے والا کون ہے پھر آپ بہت روے اور دو شعر پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

دنیامین کوئی دو دوست ایسے نہین جنمین کبھی فراق نہو۔ بعد آنحضرت صلعم کے فاطمہ کی جدائی میرے حقمین باعث صدمہ عظیم ہے اور انکی وفات صاف دلیل اس بات کی ہے کہ دوست کسیکا ہمیشہ قائم نہین رہتا۔

مروی ہے کہ جسوقت آپنے جناب سیدہؓ کو بعد وفات کپڑے اوڑہے بستر پہ مردہ دیکھا تو رونے لگے اور چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

ہر دو دوستونکا اجتماع ایکدن جدائی و فرقت سے بدلجاتا ہے اور جو شخص مرنیکے قریب ہے اوسکی مدت فرقت یاران گذشتہ سے بہت کم ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ حوادث و امراض دنیوی مجھپر بکثرت ہین اور جو مبتلاے امراض ہے وہ موت تک علیل رہتا ہے۔ یکے بعد دیگرے یاران زمانہ کو کھوتا جاتا ہون یہی قوی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ رہنے کا نہین۔

پھر آپ حسب وصیت جناب فاطمہؓ رات ہی کو تجہیز و تکفین سے فراغت کر کے نماز پڑہی اور بقیع مین دفن کیا جسوقت آپ دفن سے فارغ ہوے اور مٹی دیکر ہاتھ جھاڑے کیسے اشعار پڑہے جنکا ماحصل یہ ہے مین اشک حسرت بہا کر کھڑا ہون۔ (افسوس) زمین باقی ہے اور دوست چلے جارہے ہین۔ اے یارو اگر موت کے سوا دوسری چیز تمکو پہونچی ہوتی تو مین ضرور اوسپر غصہ و عتاب کرتا مگر مشکل تو یہہ ہے کہ موت پر کسیکا زور نہین چلتا (سراج الملوک)

دوسرے روز صحابہ کبار نے آپسے شکایت کی کہ ہم لوگونکو اطلاع کیون نہ کی۔ ہم بھی اونکی تجہیز و تکفین مین شریک ہوتے اور ثواب نماز حاصل کرتے۔ آپنے عذر کیا اور فرمایا۔ مین مجبور تھا مین نے حسب وصیت اونکے بلا اطلاع آپکے رات ہی کو دفن کر دیا۔ آپ کی وفات بقول اصح شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان المبارک سنہ

حضور رسول معظم کی رحلت سے پورے چھ ماہ بعد یہ سانحہ جگر خراش پیش آیا۔
روایت ہے کہ جناب فاطمہ رضؓ نے حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی کہ اگر میری وصیت مانو
تو تم سے کہون ورنہ دوسرے کو وصیت کر جاؤن۔ آپنے فرمایا مجھکو منظور ہے۔ مین خود
وصیت ادا کرونگا۔ تم شوق سے کہو۔ جناب فاطمہ رضؓ نے فرمایا۔ مجھکو رات کے وقت
دفن کرنا تاکہ غیر محرم اشخاص کی نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے۔

ماخویش را بہ گوشۂ ویرانہ سوختیم ؎		روشن نشد بہ محرم و بیگانہ سوز ما ؎

مؤلف۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضؓ کا حضرت صدیق اکبر رضؓ کی بیعت خوشی سے
قبول کر لینا اور خلافت صدیقی کو برحق ماننا۔ جناب ابوبکر رضؓ کو اپنے سے افضل جاننا
ہر طرح آپکے امور خلافت اور مشورہ مین مثل مشیر و وزیر کے شریک حال رہنا۔ ظاہر و باطن
آپ سے محبت رکھنا۔ آپکی اقتدا و اتباع جملہ امور دینی مین حضرت صدیق رضؓ کے قدم بقدم
چلنا۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت صدیق رضؓ کا آپکے منصب و درجہ کا خیال کرنا اور آپکی
عزت و حرمت توقیر و تعظیم مین سر مو فرق روا نہ رکھنا۔ آپکو اہلبیت نبوی مین شمار کر کے
اپنون سے زیادہ آپکو سمجھنا۔ وہ باتین ہین جو محبت و خلوص طرفین کی عمدہ دلیل و نشانی
ہین۔ غاصب و مغصوب منہ کے مابین اس قسم کے تعلقات یکسان رہنا اور تا حین حیات
مراسم اخوت و مودت و طریق برادرانہ کا برتاؤ ہونا اور کسیوقت رنج و کدورت کا ظاہر
نہ ہونا۔ بالخصوص جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رضؓ ایسے شخص سے جو بکمال شجاعت و فتوت و
ہمت و مردانگی شہرۂ آفاق اور سختی و شدت امور دین مین بے نظیر علی الاطلاق ہون
اپنے مخالف سے دب کر رہنا اور ظاہری محبت و فرمانبرداری و اطاعت برتنا عقلاً و نقلاً
ابعد و بالکل خارج از قیاس ہے۔ درباب طلب وراثت شکر رنجی و ملال ظاہری جو پیدا

ہوا تھا وہ بھی جناب صدیق رضؓ کے معقول عذر اور مدلل وجوہ اور صحابہ کرام کی تصدیق
اور بیان سے ایسا رفع ہوگیا کہ مابعد مین کسیکو کسی سے شکایت نہین رہی۔ ان سب
باتونکو حصص اولین مین بالصراحت لکھا جا چکا ہے جو طالب حق کیواسطے کافی ہین۔
پھر جسوقت جناب فاروق اعظم رضؓ خلیفہ ہوے۔ جناب علی رضؓ نے آپسے بھی بلا تکلف
بیعت کرلی اور تاوقت شہادت جناب فاروق رضؓ جو باہمی تعلقات رہے ہین وہ اظہرمن الشمس
ہین۔ اس سے بڑھکر اور کیا چاہیئے کہ آپنے اپنی صاحبزادی جناب فاروق رضؓ کے عقد مین
دیدی اور یہہ نکاح جس طرح آپکی خوشی و رضامندی کے ساتھہ صورت پذیر ہوا اسکا انکار
دیدہ انصاف پر تعصب کی پٹی باندھنا اور جناب شیر خدا رضؓ کو نہایت بودا و کمزور (معاذاللہ)
سمجھنا ہے۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔
جناب فاروق رضؓ جنکی شان وَاَمۡرُهُمۡ شُورَىٰ بَيۡنَهُمۡ ہے مہمات خلافت و نظم و نسق امارت
مین آپسے مشورہ لیا کرتے تھے۔ مقدمات پیچیدہ و دشوار و قضایاے مشکلہ مین آپ ہی کی
راے روشن کیجانب رجوع کرتے تھے چنانچہ چند نظائر اوسکے ہم اوپر لکھہ آے ہین۔ اپنے
صاحبزادونکا نام ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رکھنا بھی کمال محبت کی علامت ہے۔ کیا اسکو بھی تقیہ
کہین گے۔ خدا کے شیر اور شیر دل۔ واہ صاحب واہ۔ خوب قدردانی ہے۔ توبہ توبہ۔
من احب شیئاً اکثر ذکرہ۔ انسان اپنی شی محبوب کا ذکر اکثر کرتا رہتا ہے۔ اپنے
پیارون کے نام ہر وقت برزبان ہوتے ہین نہ کہ دشمن۔ ظالم۔ جابر۔ غاصب کے نامونپر
اپنے پیارے لڑکونکے نام جو باعث روشنی چشم و راحت جان ہین رکھے جائین۔ جناب
فاروق رضؓ کا فارس کی شاہزادی کو جناب امام حسین رضؓ کے حوالہ کرنا بھی تو الفت و خلوص
کی نشانی ہے اس بارہ مین بھی جناب علی مرتضیٰ کی راے مبارک نے فیصلہ کیا اور

شاہ فارس کی خاندانی عزت قائم رکھنے بلکہ عزت بڑہانیکو خاندان نبوت سے ملا دیا جنکے
بطن سے سلسلہ سادات کرام چلا اور تا قیامت باقی رہیگا۔ کیا حضرات شیخین رض کی نسبت
اب بہی گمان ظلم و غصب ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ ورنہ بڑی مشکل ہوجاویگی۔ درصورت
غاصب و جابر ہونے کے اونکا جہاد کب درست ہوا ملکی فتوحات سے لونڈی و غلام جو
ہاتھ آسے وہ بہی شرعی غلام نہین ہوسے۔ پہر اونسے سلسلہ سادات جاری رہا نعاذ اللہ
من ذلک۔۔ یہہ فرق نسل مین ڈالنے والے یہی حضرات شیخین ہین ؟ پہر بیچاری مظلوم
سادات کو فخر نسب و شرافت قومی کیا رہی۔ توبہ توبہ۔ الامان۔ الحفیظ۔ صاحبو ہم تو
یہہ کبہی نہ کہینگے۔ ہمارے دلون مین تو اس قسم کے توہمات کو بہی دخل نہین۔ جب بیعت
عثمانی ہوئی ہے اوس مجمع مین باوجودیکہ بعض صحابہ کی نظر جناب علی رض کی طرف تہی مگر
آپنے بلا تامل و تاخیر اوسیوقت جناب عثمان رض کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور اونکی خلافت کو
تسلیم کیا۔ بعد اسکے تا اخیر وقت شہادت جناب عثمان رض آپ ہر طرح ممد و معاون رہے
جس کی نسبت اسی کتاب کے حصہ اول ضمن محاصرہ و تقریر محاکمہ مین ہم تفصیل ذکر
کرچکے ہین۔ الغرض جناب امیر المومنین علی رض زمانہ ہرسہ خلافت مین مثل ایک بڑے
رکن و مشیر کاروبار امور انتظامی رہے۔ تینون صاحب بہی آپ کی قدر و منزلت
اور آپکے ساتھہ نہایت محبت و الفت برادرانہ کا برتاؤ و معاملہ کرتے رہے۔ ہمارا دعوی
زبانی نہین بلکہ واقعات کے دیکہنے اور پڑہنے سے تفصیلی حالات سے تصدیق کامل ہو سکتی ہے

آخر سنہ ۳۵ھ بیعت خلافت جناب امیر المومنین سیدنا علی رض بن ابی طالب

راویان آثار و حاکیان اخبار قصہ بیعت کو اس طرح نقل کرتے ہین۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے

کہ ہنوز جناب عثمانؓ محصور تہے جو ایک شخص نے جناب علی مرتضیٰؓ کی خدمت مین آکر عرض کیا۔ جناب عثمانؓ شہید ہو گئے۔ بعد ازان دوسرا شخص آیا اوس نے بہی یہی ظاہر کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ اوٹہنے لگے مگر صدمہ غم شہادت جناب عثمانؓ سے آپ کی حالت متغیر ہو گئی۔ محمد بن حنفیہؓ نے کمر پکڑ لی کہ مبادا آپ گر پڑین۔ آپنے فرمایا۔ میری کمر چہوڑ دو پہر جناب عثمانؓ کے دولتخانہ پر تشریف لیگئے۔ دہان جناب عثمانؓ شہید ہو چکے تہے آپ اونکے مکان سے واپس آے اور گہر کا دروازہ بند کرکے خاموش غمگین بیٹہے رہے۔ (خمیس)

بعد ازان حضرات طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ ایک گروہ انصار و مہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آے۔ آپ اسوقت دولتخانہ مین تہے بعض کہتے ہین کہ بنی عمرو بن مبذول کے باغیچہ مین تشریف فرما تہے دروازہ کہلوا کر مکان کے اندر داخل ہوے اور آپسے کہا۔ لوگون کے واسطے امام و خلیفہ کی ضرورت ہے۔ بغیر امام کے اونکے کام چل نہین سکتے۔ ہم لوگ اسیواسطے آئے ہین کہ آپ کی بیعت کرین۔ آپنے جواب دیا۔ تم سب جسکو پسند کرو اوسکو اپنا امام و امیر بنا لو۔ مجہکو امارت کی تمنا نہین اور نہ مین اسکو پسند کرتا ہون۔ جسکو تم پسند کروگے مین بہی اوسپر راضی ہونگا۔ سب نے کہا۔ ہم آپسے بڑہکر افضل اور اس کام کا اہل و مستحق کسی کو نہین دیکہتے۔ جو سوابق اسلامی اور قرابت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو حاصل ہے وہ اب دوسرے کو کہان۔ فرمایا۔ مجہکو معاف رکہو۔ مین بہ نسبت امارت کے وزارت و مشیر کار خلافت ہونا اپنے حق مین بہتر سمجہتا ہون۔ مگر سب نے پہر باصرار تمام کہا۔ ہم آپ ہی کو خلیفہ کرینگے آپکے سوا دوسرا اسکی لیاقت و قابلیت نہین رکہتا۔ جب آپنے صحابہؓ کا مبالغہ و منت و سماجت اس درجہ دیکہا تو فرمایا۔ آپ سب لوگ اس طرح میرے واسطے کہ رہے ہین تو بمجبوری مجہے بہی منظور ہے لیکن میری بیعت چوری چہپے نہ ہوگی۔ مسجد مین سب

جمع ہون اور علانیہ مجمع عام مین بیعت ہو۔ یہہ فرماکر آپ مسجد مین تشریف لائے۔ اسوقت وضع مبارک یہہ تہی۔ ایک تہمد باندہے۔ ایک چادر اوڑہے۔ سر پر عمامہ جو ریشم اور اُون کا تہا نعلین ہاتہہ مین۔ کمان سے ٹیک لگاکر کہڑے ہوے بیعت شروع ہوئی۔ سب سے اول حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضہ نے بیعت کی۔ انکا ہاتہہ لنجہا تہا۔ (جنگ احد مین حضور سرورعالم صلعم کی حفاظت مین بیکار ہوگیا تہا) حبیب بن ذُوَیبؓ انکو اول بیعت کرتے دیکہکر بولے انا للہ۔ (بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ خدا خیر کرے) جس ہاتہہ سے بیعت شروع ہوئی وہ تو لنجہا ہے۔ یہہ کام انجام ہوتا نظر نہین آتا۔

حضرت طلحہؓ کے بعد حضرت زبیرؓ نے بیعت کی۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ اگر آپ دونون صاحب بخوشی خاطر میری بیعت منظور کرتے ہون تو فبہا۔ ورنہ مین حاضر ہون آپکی بیعت کرلون۔ آپ دونون صاحبون مین سے جو خلافت قبول کرین مین خوش ہون اور سب سے اول بیعت کرنے والا ہون۔ ان دونون صاحبون نے جواب دیا نہین ہم آپکی بیعت کرتے ہین۔

بعضونکا قول ہے کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے بیعت کے بعد لوگون سے کہا۔ ہم اوسوقت بیعت نہ کرلیتے تو کیا کرتے ہم کو تو اپنی جانونکا خوف تہا اور ہمکو یہہ معلوم تہا کہ حضرت علیؓ ہماری بیعت کیون کرنے لگے۔ بعد چار ماہ کے یہہ دونون صاحب مکہ معظمہ کو چلے گئے۔

الغرض حضرت طلحہ و زبیر کے بعد اور لوگون نے بیعت کی۔ پہر لوگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آؤ تم بہی میری بیعت کرلو۔ انہون نے جواب دیا آپ میری طرف سے مطمئن رہین لوگونکو بیعت کرلینے دیجئے پہر مین بہی بیعت کرلونگا۔ واللہ آپکو میری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا۔ آپنے فرمایا۔ سعدؓ کو جانے دو کچہہ مضائقہ نہین

بعدازان حضرت عبداللہ بن عمرؓ کولاے اورانسے بھی بیعت کو کہا۔ انھون نے جواب دیا۔
سب لوگ بیعت کرلین پھرمین بھی حاضر ہون۔ آپنے فرمایا۔ کسی کو اپنا ضامن دو۔ ابن عمر
بولے۔ مین ضامن نہین دے سکتا۔ اُشتر نے کہا۔ امیرالمومنین۔ مجھکو اجازت دیجئے کہ
اس شخص کی گردن اوڑا دون۔ حضرت علی رضؓنے فرمایا۔ جانے دو مین انکا ضامن ہون۔
تم کومین خوب جانتا ہون تم تو ہمیشہ کے کج خلق شریر طبیعت ہو۔

پھرانصار نے بیعت کی۔ مگر بعضے انصار اور مہاجرین نے بیعت سے تخلف کیا۔ ازانجملہ
انصارمین سے حضرت حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک مسلمہ بن مخلد۔ ابوسعید۔ محمد بن مسلمہ
نعمان بن بشیر۔ زید بن ثابت۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ۔ سلمہ بن سلام
بن قوش ہین۔ رضی اللہ عنہم اور مہاجرین مین سے عبداللہ بن سلام صہیب بن سنان اسامہ بن
زید۔ قدامہ بن مظعون۔ مغیرہ بن شعبہ تھے۔ رضی اللہ عنہم انصار مذکورہ بالامین سے اکثر عثمانی
تھے چنانچہ نعمان بن بشیرؓ نائلہ زوجہ عثمانؓ کی کٹی ہوئی اونگلیان اور حضرت عثمان رضؓ کا
خون آلو قمیص لیکر شام چلے گئے۔ حضرت حسانؓ تو ایک شاعر تھے اونکو کچھ پرواہ نہ تھی
حضرت زید بن ثابت کو جناب عثمان رضؓنے دفتر بیت المال کا افسر کردیا تھا اور کعب بن
مالک قوم مزنیہ پر عامل صدقہ ہوکر گئے تھے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

آپ کی بیعت باتفاق جملہ مہاجرین وانصار واکابر صحابہؓ منعقد ہوئی باستثنا حضرات
مذکورہ سب نے بیعت قبول کرلی۔ جولوگ بیعت سے الگ رہے آپنے اونپر جبر بھی نہ کیا بلکہ
لوگون کے استفسار پر فرمایا۔ یہ لوگ امر حق سے بیٹھ رہے اور باطل کو بھی اختیار نہ کیا (یعنی
بیعت کر لیتے تو امر حق مین شریک ہوتے اور اس سے بلا مخالفت میرے الگ رہے تاہم
کچھ برائی نہین) (خمیس)

بعضے کیفیت بیعت یون لکھتے ہین کہ بعد حادثہ شہادت جناب امیر المومنین عثمان رض پانچ روز تک مدینہ بے خلیفہ و بے چراغ رہا- اس عرصہ مین بلوائیونکا سرگروہ غافقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر تھا- بلوائی اپنا پیچھا چھوڑانیکو چاہتے تھے کہ کسیکو امیر کردین مگر اون کو کوئی شخص ایسا نہ ملا- رات دن اسی تلاش مین سرگرم رہے- حضرت طلحہ رض مدینہ منورہ سے باہر اپنے باغ مین مقیم تھے- حضرت سعد بن ابی وقاص رض و زبیر رض بھی مدینہ مین نہ تھے- بنی امیہ بھاگ گئے تھے- حضرت سعید بن العاص- ولید- مروان- مکہ معظمہ چلے گئے تھے جو بھاگ نہ سکے وہ پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہے- انکی دیکھا دیکھی اور بھی اکابر و اشراف مدینہ اپنے اپنے گھر چھوڑکر چل دیئے تھے- مصری جناب علی رض کے پاس آے اور بیعت خلافت کیواسطے استدعا کی- آپنے صاف انکار فرمایا اور اونکو دھتکار دیا- کوفی حضرت زبیر رض کو تلاش کرکے اونسے ملے اور یہی درخواست کی آپنے بھی ڈانٹ بتائی- بصری حضرت طلحہ رض سے جاکر ملے مگر اونھون نے بھی خشک جواب دیا اور اونکو للکار کر نکال دیا- اب بلوائیون نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو ڈھونڈھ نکالا اور آپسے بھی یہی سوال کیا- آپنے فرمایا- مجھکو خلافت کی حاجت نہین جو اسکا خواستگار ہو اوس سے کہو- حضرت ابن عمر نے بھی یہی جواب دیا بالآخر سب مایوس ہوے پھر آپس مین کھچڑی پکنے لگی- ایک نے دوسرے سے کہا- اب تو اپنی خیریت نظر نہین آتی- بغیر امام مقرر کئے اگر اپنے ملکون کو واپس جاتے ہین تو خدا جانے کسقدر اختلاف واقع ہو اور امت محمدی فتنہ و فساد مین پڑجاوے- سخت حیرانی و پریشانی ہے کہ کوئی خلافت قبول نہین کرتا عجب عالم حیرت ہے- خلافت سے اس قدر گریز ہے اور ایسی بری چیز سمجھتے ہین- پھر جو انمین صاحب عقل و ہوش تھے اونھون نے متفق ہوکر اہل مدینہ کو جمع کرکے اونسے کہا- تم لوگ اہل شوری ہو- اہل حل و عقد ہو-

تمہارا حکم تمام امت محمدیہ پر چلتا ہے۔ تم کسیکو امام مقرر کرو ہم سب تمہارے مطیع و فرمانبردار
ہین۔ ہم تمکو آج کے دن کی مہلت دیتے ہین بخدا اگر اس مدت مقررہ مین تمنے اپنی تجویز سے
امام مقرر نہ کرلیا تو یہہ سمجہہ لو کہ تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگا۔ ہم کل کے روز علیؓ۔ زبیرؓ۔
اور انکے علاوہ بہتیرے اشخاص کو قتل کر ڈالینگے۔ اہل مدینہ جناب علیؓ کی تلاش مین نکلے
چارون طرف سے آپکو گہیر لیا اور کہا۔ آپ نازک وقت کو دیکھتے ہین۔ اسلام پر کیسی سخت
مصیبت پڑی ہے۔ ہم لوگ کیسی آفت مین پہنسے ہین۔ مدینہ منورہ اسوقت کس حال مین
مبتلا ہے۔ آپنے جواب دیا مجھکو سب صاحب معاف فرماوین کسی اور کو خلیفہ بنالین۔ مین
ایک امر عظیم کی وجہ سے جو عام عقلون اور سمجھو نسے بالا ہے اس بار خلافت سے سبکدوش
رہنا چاہتا ہون۔ اہل مدینہ نے کہا۔ آپ خدا کے واسطے ہمارے حال زار پر رحم فرماوین
اسلام کی جانب نظر کیجیے۔ فتنۂ عالمگیر کی طرف توجہ فرمائیے۔ خدا سے ڈریئے۔ آپنے فرمایا
مین آپ سب صاحبون کی استدعا قبول کرتا ہون مگر آپ سب صاحب خوب سمجہہ لین
کہ مجھسے بیعت کرلینے مین آپ اپنے سر ایک بار عظیم لیتے ہین جسکا آپکو متحمل ہونا پڑیگا اور
اگر مجھکو اس سے علیحدہ رکھتے تو مین بہی ایک شخص تم مین سے ہوتا اور جسکو تم خلیفہ کرتے
مین بہی اوسکا مطیع و فرمانبردار رہتا۔ اسکے بعد آپنے دوسرے دن بیعت لینے کا وعدہ
فرمایا اور سب لوگ رخصت ہوے اس درمیان مین لوگون نے باہم صلاح کی کہ اگر
حضرت طلحہؓ و زبیرؓ۔ ہمارے متفق ہوکر جناب علیؓ کی بیعت تسلیم کرلین تو سب کام درست
ہوجاوے اور مابعد کو اندیشہ اختلاف و فتنہ و فساد نہ باقی رہے۔ چنانچہ بصریون نے
چند اشخاص کے ہمراہ حکیم بن جبلہ کو حضرت زبیرؓ کے پاس بہیجا۔ یہہ لوگ گئے اور حضرت
زبیرؓ کو بزور وخوف تلوار لے آے۔ اشتر مع دیگر اشخاص حضرت طلحہؓ کو جبرًا حضرت علیؓ کے

پاس لاے - ہر چند حضرت طلحہؓ نے کھا مجھکو رہنے دو دیکھو اور لوگ کیا کرتے ہین پھر
مین ہی بیعت کرلونگا مگر اشتر نے ایک نہ سُنی جس دن بیعت ہوئی ہے جمعہ کا دن تھا
صبح ہوتے ہی چھوٹے بڑے مدینہ والے - بصری - کوفی و مصری سب کے سب مسجد
مین جمع ہوگئے - بصریون اور کوفیون کو یہہ خوف تھا کہ مصریونکے حسب خواہش جناب
علی خلیفہ ہوتے ہین اور ہم لوگ انکے تابع ہونگے - اس خیال سے حضرات طلحہ و زبیرؓ
پر دونون گروہ دانت پیستے تھے کہ انہون نے خلافت کیون نہ پسند کی اور کوفیون
و مصریون کی درخواست سے کیون روگردان ہوکر انکار کیا مگر مصری خوش تھے اونکی
مُنہ مانگی مراد حضرت علی مرتضیؓ کی خلافت ہوگئی - جب سب لوگ آگئے - جناب علیؓ
تشریف لاے اور ممبر پر چڑہکر فرمایا - اے اشراف قوم - صاحبان عقل و ہوش -
امر خلافت مین تم لوگونکو اختیار ہے اور کسیکا حق نہین جو تمھارے اس کام مین خلل
انداز ہو - تم جسکو انتخاب کرو وہی خلیفہ ہے - کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہوکر
آے تھے اور مین امارت و خلافت سے گریز کرتا تھا مگر تم اسپر مصر ہوے کہ مین ہی
تمھارا امیر ہون - صاحبو - آگاہ ہو میرے پاس صرف تمھارے مال کی کنجی ہے اور
مین اوس مال مین سے ایک درم بھی بلا اجازت تمھارے نہین لے سکتا - اب بھی
اگر تم لوگ کل کی بات پر دل سے راضی ہو تو خیر مین موجود ہون اور بیعت لینے کو
حاضر ورنہ مین کسیکو جبراً نہین پکڑتا - سب نے ایک زبان ہوکر کھا - ہم کل کی بات پر راضی
ہین آپکو اپنا امیر بنا چکے - آپنے فرمایا - خداوندا - تو گواہ ہے (یہہ لوگ میری خلافت
پر راضی ہین) جب یہہ بات طے ہوگئی تو اشتر نے حضرت طلحہؓ کا ہاتھ پکڑکر جناب
علیؓ کے سامنے پیش کیا اور سب سے اول اونہون نے آپ کی بیعت کی بعد حضرت زبیر نے

بیعت کی پھر جو لوگ اس جلسہ مین حاضر نہ ہوے تھے وہ بلاے گئے اور انہون نے
بھی بیعت کرلی اور بیعت عامہ منعقد ہوگئی۔ سب نے اس شرط پر بیعت کی کہ جناب علی رضؓ
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق حکم دینگے۔ دربارہ اداے حقوق قریب
وبعید۔ قوی وضعیف۔ شریف وکمینہ کا فرق نہ ہوگا سب ایک نظر سے دیکھے جاوینگے
بعد تکمیل بیعت عامہ حضرت طلحہ رضؓ نے کہا مین نے تو زبردستی بیعت کرلی اور حضرت زبیر رضؓ
بھی کہتے تھے۔ مجھکو عبدالقیس مین کا ایک چور پکڑ لایا اور میری گردن پر چھری رکھہ
دی مین نے ترس جان سے بیعت کرلی۔

یہہ روایت بنا بر اقوال اون مؤرخین کے ہے جو کہتے ہین کہ حضرات طلحہ وزبیر رضؓ نے
بجبر واکراہ بیعت کی۔ حضرت زبیر رضؓ کے بیعت کرنے مین بعض مورخین کا اختلاف بھی ہے۔
(کثرت روایات سے حضرت زبیر کا ہونا اور بیعت کرنا ثابت ہوتا ہے)

جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خلافت سے اہل مدینہ کا کام بن گیا اور اونکو بدستور سابق جیسا
حضرات خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اطمینان تھا ویسی ہی بیفکری حاصل ہوگئی۔ یہہ واقعہ
بیعت خلافت مرتضوی یوم جمعہ ۳۵ھ کو ہوا جبکہ پانچ راتین ماہ ذیحجہ سے باقی رہ گئی
تھین۔ (یعنی ۲۵ ذیحجہ ۳۵ھ کو بیعت ہوئی) عام لوگ آپکی بیعت کا حساب ذرشہادت
جناب امیر المومنین عثمان رضؓ سے کرتے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد جناب امیر المومنین علی رضؓ نے خطبہ پڑہا۔ بعد حمد وثنا کے فرمایا
ان اللہ انزل کتابا ھادیا بیّن فیہ الخیر والشر فخذوا بالخیر ودعوا الشر۔
الفرائض الفرائض۔ ادّوھا الی اللہ تعالیٰ یؤدّکم الی الجنۃ۔ انّ اللہ
حرّم حرمات غیر مجھولۃ وفضل حرمۃ المسلم علی الحرم کلھا۔ وشدّ اللہ

بالاخلاص والتوحید حقوق المسلمین - فالمسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ الا بالحق لایحل دم امرئ مسلم الا بما یجب - بادروا امر العامۃ وخاصۃ احدکم الموت - فان الناس امامکم وان ما خلفکم الساعۃ تحدوکم فتخففوا تلحقوا - فانما ینتظر بالناس اخرہم اتقوا اللہ عباد اللہ فی بلادہ - وعبادہ انکم مسئولون حتی عن البقاع والبہائم - اطیعوا اللہ فلا تعصوہ - واذکروا اذ کنتم قلیل مستضعفون فی الارض - ترجمہ - خداوند تعالیٰ نے کتاب پاک رہنما تمہارے واسطے اوتاری - آئین نیک وبد دونون ظاہر کردیئے - نیکی کو پکڑو اور اوسپر عمل کرو - برائی ترک کرو اور اوس سے دور بھاگو - اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتے رہو - وہ تمکو اسکی عوض مین جنت دیگا - اللہ جل شانہ نے ممنوع چیزین منع فرمادین اور مسلمان کی حرمت اور بزرگی سب سے بڑھکر گردانی - اخلاص اور توحید سے مسلمانونکے حقوق مضبوط وقوی کردیئے - مسلمان وہی شخص ہی جسکے ہاتھہ وزبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہین ہان اگر حق کی تعمیل ہو تو اس صورت مین مسلمان کی ایذا کا خیال نہ ہوگا - مرد مسلمان کا خون حلال نہین ہوتا مگر اوسی کام سے جو اسکے خون کو مباح کردے جو امر ہر خاص وعام کو پیش آنے والا ہے وہ موت ہے اس سے قبل عمل کرلو - جانے والے لوگ تم سے پہلے چلے گئے اور قیامت تمہارے پیچھے آرہی ہے - دنیا کے بار سے ہلکے اور آمادہ سفر رہو اور گذرے ہوے اشخاص سے مل جاؤ کیونکہ پچھلے باقیماندہ کا انتظار ہو رہا ہے - اللہ سے ڈرو اور اوسکے بندے جو ملکو نمین ہین اونکی ایذا رسانی سے بچو - اے بندگان خدا تم سے سوال ہوگا یہانتک کہ زمین اور بے زبان جانورونکی بابت بھی پوچھہ ہوگی - خدا کی اطاعت کرو

اوسکے نافرمان نہ بنو اور یاد کرو اوسوقت کو کہ تم روئے زمین پر تھوڑے اور کمزور تھے
یہہ خطبہ ختم کر کے آپ اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے۔ آپ مکان پر پہونچے ہی
تھے کہ حضرات طلحہؓ و زبیرؓ مع چند صحابہؓ کے آئے اور کہا۔ چونکہ ہم نے بیعت اس شرط سے
کی ہے کہ آپ حدود و قصاص قائم کرینگے اور یہہ لوگ بلوائی عثمانؓ کے قتل مین
شریک ہین لہذا آپ ان لوگون سے جناب عثمانؓ کا قصاص لین۔ آپنے جواب دیا
بھائیو۔ جو آپ لوگ جانتے ہین مین بہی اوس سے جاہل نہین۔ مگر افسوس ہے یہہ لوگ
ایسے ہین کہ ہمپر حاوی اور متصرف ہو رہے ہین اور ہمارا انپر قابو نہین۔ بالفعل مجھکو
ایسی قدرت حاصل نہین ہے کہ تمہارے حسب خواہش عمل کر سکون۔ یہہ لوگ اکیلے
اس قتل کے مرتکب نہین بلکہ مشکل تو یہہ ہے کہ تمہارے غلام اور تمہارے مطیع قومین
بہی انکے ساتھ ہین اور تمہارے دیہاتی گنوار بہی انکے ہمدم و ہمقدم ہین۔ یہہ
لوگ تم سے اس طرح خلط ملط ہین کہ جب چاہین تمکو ایذا پہونچائین اور تم اونکا کچھ بھی
نہ کر سکو۔ کیا ایسی حالت مین تم انپر قدرت پا سکتے ہو اور وہ تمہارے قابو مین آ سکتے
ہین اور تم انسے خاطر خواہ بدلا لینے پر قادر رہو۔ اونہون نے جواب دیا۔ بیشک ہمکو
اسکی قدرت و طاقت نہین۔ آپنے فرمایا۔ قسم بخدا۔ مین خود اسی فکر مین ہون کہ جناب
عثمانؓ کے حقوق کی نگہداشت پوری طور سے کیجاوے۔ اونکے قاتلین بد اعمال سے
بدلہ لیا جاوے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو اسکا موقع بہی آجاویگا۔ یہہ لوگ جاہل ہین
انکے واسطے فساد کا سامان اور مادہ شرارت حاصل ہے۔ شیطان جو راہ نکالتا ہے
تو اوسکے پیرو زمین پر بہت ہو جاتے ہین۔ درباب قصاص جناب عثمانؓ تین فریق
ہین۔ اگر اس کام مین چہیڑ کیجاوے تو ایک فریق ایسے اسوقت ملینگے جو تمہارے

ہمخیال ہین۔ایک گروہ وہ ہین جو تمھارے برخلاف قصاص جائز نہین سمجھتی تیسرا فریق وہ
ہے کہ نہ اسمین اور نہ اومین۔ابھی اس کام مین ذرا تامل کرو۔لوگونکی طبیعتین سکون پذیر
ہون۔اونکے دل ٹھہر جاوین۔دیکھو یہہ لوگ کیا کرتے ہین۔پھر اپنی قوت حاصل کرکے
اونپر حملہ کردینا اور خون عثمانی کا انتقام خاطر خواہ لے لینا۔اس کلام کے ختم ہوتے ہی
طلحہ و زبیرؓ اور دیگر صحابہ اوٹھے چلے گئے۔پھر لوگون مین قاتلین جناب عثمانؓ کی بابت
سرگوشیان ہونے لگین۔قریش عجب حالت مین تھے۔نہ تو خروج و انتقام لینے پر قادر تھے
اور نہ یہ معاملہ اپنے حال پر چھوڑنا چاہتے تھے۔بعد شہادت جناب عثمانؓ بنی امیہ و دیگر
اقوام کا مدینہ منورہ سے نکل جانا بھی باعث ہیجان قریش تھا لوگون مین مختلف خیالات کے
لوگ تھے۔بعضے جناب علیؓ کی رائے سے متفق تھے اور بعضے کہتے تھے۔جو کچھ ہمکو کرنا ہے
اوسمین دیر کیون کرین۔حضرت علیؓ تو اپنی رائے پر کام کرینگے ہمارا کہنا کیون مانین گے
علاوہ اسکے وہ قریش پر دوسرونکے بہ نسبت زیادہ سخت ہین۔جناب علیؓ کو انکے خیالات
کی جو اطلاع ہوئی تو آپنے پھر سبکو بلاکر جمع کیا۔اکابر قریش ہی آئے۔آپنے خطبہ پڑھا۔
فضائل قریش ذکر کیئے۔اپنی احتیاج اونکی طرف۔اونکے واسطے نظر و توجہ رکھنا اور رام
خلافت و حکومت انہین حضرات کے دم سے ہونا وابستہ بیان کرکے فرمایا مین خدا سے
اجر کا خواستگار ہون۔پھر بآواز بلند فرمایا۔جو غلام اپنے مولی مالک سے بھاگا ہو اور پھر
اپنے آقا کی طرف رجوع نکرے تو وہ ذمہ و پناہ سے نکل گیا۔بعد اسکے آپنے حکم دیا کہ
اعراب اور سبیئہ مدینہ سے نکل جاوین اور اپنے ملکون کو چلے جاوین۔سبیئہ نے انکار
کیا اور اعراب اونسے متفق ہوگیئے۔اونکا یہہ قول تھا۔آج ہمکو یہہ حکم ملا اگر اسکو مانتے ہین
تو کل کے دن ہمپر دلیر ہو جاوینگے اور پھر ہم انکا کچھہ نہ کرسکین گے۔پھر ان دونون فریق نے

فساد پر آمادگی ظاہر کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ اپنے گھر مین تشریف رکھتے تھے اتنے مین حضرات طلحہ وزبیر تشریف لاے۔ انکے ساتھ چند اصحاب کبار بھی تھے۔ آپنے فرمایا۔ کیا بدلہ لینے کو تیار ہو مخالفین آمادہ فساد ہین۔ ان صاحبون نے جواب دیا۔ یہ لوگ بڑے سرکش ہین۔ فرمایا۔ ابھی کیا ہے آگے چلکر انکی شرارت دیکھہ لینا۔ اگر میری قوم کے سردار میرا کہنا مانین اور میری رائے پر چلین تو مین سچ کہتا ہون ایسی تدبیر و حکمت عملی سے کام نکالون کہ وہ بہت آسانی سے اپنے دشمنونکو ذبح کرڈالین۔ اسپر حضرت طلحہ بولے۔ مجھکو بصرہ جانے دیجیئے مین جاکر لوگونکے خیالات درست کرکے آپ کی متابعت پر آمادہ کرون اور مخالفین کے ڈرانیکو ایک لشکر جمع کرلاؤن۔ حضرت زبیرؓ نے کہا۔ مین کوفہ جاکر ایسا ہی انتظام کرون۔ حضرت علی مرتضی رضؓ نے کسی مصلحت سے انکی درخواست منظور نہ کی اور فرمایا۔ ابھی ٹھیرے رہو اس معاملہ مین پھر رائے دونگا۔

بعد بیعت امیر المومنین نے عزل ونصب عمال پر توجہ مبذول فرمائی مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ بعد شہادت عثمانؓ مین حج سے فارغ ہوکر مدینہ واپس آیا اور علی مرتضی کیخدمت مین گیا۔ اوسوقت مغیرہ بن شعبہ آپکے پاس خلوت مین کچھ باتین کررہے تھے۔ میرے پہونچتے ہی وہ اوٹھے چلے گئے۔ مین نے دریافت کیا۔ ابھی مغیرہؓ سے اور آپسے کیا باتین ہوئین۔ فرمایا۔ اس سے قبل مغیرہؓ نے مجھسے یہہ کہا تھا کہ ہمپر آپکا حق ہے۔ آپکی اطاعت و خیرخواہی ہمارے ذمہ واجب ہے۔ آپ صحابہ کرام اور اہلبیت نبوی مین بزرگ ہین پھر ہمارے خلیفہ۔ ہمارے سردار۔ ہمارے امیر ہین۔ رائے صائب و تجویز اسکو کہتے ہین

کہ دفع الوقتی نہ کرکے انجام کار آنیوالے حوادث پر نظر رکھکر عمدہ بات نکالی جاوے جس سے نہ فی الحال نقصان ہو نہ آئندہ خوف زیان۔ میری رائے اگر آپ قبول فرماوین تو یہہ ہے کہ امیر معاویہؓ۔ عبد اللہ بن عامر اور دیگر عمال عہد خلافت عثمانی کو فی الحال بحال رکھیئے۔ ایک کو بھی معزول نہ فرمائیے۔ جب یہہ لوگ آپکے مطیع ہوکر آپکی بیعت کرلین اور فتنہ وفساد کو سکون ہو جاوے پھر آپکو اختیار ہے جسپر اعتماد ہو اوسکو رکھیئے۔ جسکو بر خلاف سمجھیئے موقوف کر دیجیئے گا۔ مغیرہؓ کی یہہ گفتگو سنکر مین نے اونکی رائے سے انکار کیا اور کہا۔ دین کے معاملہ مین تو ہرگز سستی نہ کرونگا اور نہ کسی کی رعایت ہوگی اور اپنے کام مین ذلت ورسوائی ذرہ برابر بھی مجھکو گوارہ نہین۔ مغیرہؓ نے کہا۔ اگر آپ میری رائے پسند نہین فرماتے تو اسقدر میرا معروضہ قبول فرمائیے کہ معاویہؓ کو تو بحال رہنے دیجیئے اور باقی عمال مین سے جسکو چاہیئے موقوف کر دیجیئے جسکو چاہیئے بحال رکھیئے۔ کیونکہ یہہ مرد جری ہین انکی ہمت بڑھی ہوئی ہے۔ اہل شام سب انکے مطیع ہین اور آپ انکے بحال رکھنے کی دلیل بھی رکھتے ہین کیونکہ حضرت عمرؓ کے وقت سے یہ شام کے والی ہین۔ مین نے اسکا یہ جواب دیا۔ واللہ۔ معاویہؓ کو تو اب دو دن بھی نہ رکھونگا۔ مغیرہؓ یہہ جواب پاکر میرے پاس سے چلے گئے۔ مین یہہ خوب جانتا تھا کہ مغیرہ کے نزدیک مین غلطی پر ہون۔ آج ابھی پھر آے اور اسوقت یہہ کہا۔ اول مرتبہ جو مین آپ سے ملا اور اپنے نزدیک جو مناسب سمجھا عرض کیا مگر آپنے نہ مانا اور میرے خلاف اپنا منشا ظاہر فرمایا۔ اب مین بھی یہی مناسب سمجھتا ہون کہ جو آپ کی رائے ہے وہی بہتر ہے آپ جسکو قابل حکومت تصور کرین اوسکو بحال رکھین جسکو چاہین موقوف کردین اور اوسکی جگہہ اپنا معتمد علیہ مقرر کرین۔ اللہ تعالی آپ کا معین وکارساز ہے کسیکی شوکت وحشمت کا اندیشہ نہین۔

جناب عبداللہ ابن عباس یہ گفتگو تمامہ سنکر بولے۔ مغیرہؓ نے اول مرتبہ جو راے دی وہ خیرخواہی کی تھی اور اب جو کہہ گئے آپ کو دہوکا دے گئے ہین۔

علیؓ۔ مغیرہ کی پہلی بات مین کیا خیرخواہی ہے۔

عبداللہ مناسب تو یہہ تھا کہ وقت شہادت جناب عثمانؓ آپ یہان نہ ہوتے بلکہ مکہ مین ہوتے مگر خیر۔ گذشتہ را صلوات۔ اب تدبیر یہہ ہے کہ چونکہ امیر معاویہؓ اور اونکے اصحاب دنیا دار ہین اگر وہ اپنی جگہہ بحال رہے تو اونکو یہ خیال نہ ہوگا کہ ہمارے خلیفہ اب کون ہین ہمکو تو اپنی حکومت سے کام ہے وہ حاصل ہے اور اگر اونکو ابہی معزول کردیجئے گا تو حکومت جانے کا صدمہ ہوگا۔ اوس وقت وہ دیکہین گے کہ کیسا انقلاب ہوگیا اور کہین گے افسوس۔ خلافت عثمانی مین کیا لطف حکومت تہا اب ہماری حکومت ناحق چہین لی۔ کسی سے صلاح نہ مشورہ اپنی راے سے جو چاہا کیا۔ ہمارے بھائی عثمانؓ کو قتل کیا اور پہر یہہ ظلم کیا کہ امارت سے برطرف کردیا۔ یہہ غم اونکا اس درجہ ہوگا کہ آپ پر حملہ کرینگے اور اہل شام و عراق جو اونکے رفیق و فرمانبردار ہین سب آپکی مخالفت پر کمربستہ ہوکر چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑینگے۔ پھر طلحہ و زبیرؓ پر بہی اطمینان نہین۔ کیا عجب کہ یہ دونون بہی آپکے خلاف ہوکر خدانخواستہ آپ پر حملہ کرین میری بہی یہی راے ہے کہ ابہی حضرت معاویہؓ کو اپنی جگہہ قائم رہنے دیجئے۔ اگر وہ آپ کی بیعت کرلینگے تو مین ضامن ہوتا ہون کہ معاویہؓ کو ایسی تدبیر و حکمت عملی سے اوکہاڑ دونگا کہ آپ بہی خوش ہوجاوینگے۔ ابہی انکے برطرف کرنے مین یہہ بہی اندیشہ ہے کہ بنی اُمیہ لوگونکو یہہ دہوکا دینگے کہ ہم قاتلین حضرت

عثمان رضؓ سے قصاص طلب کرتے ہین جیسا اہل مدینہ بھی یہی بات کہہ رہے ہین کہ ہم طالب قصاص ہین۔ مبادا یہہ صورت پیش آئی تو اس ذریعہ سے آپ کی حکومت درہم وبرہم کردینگے اور آپ اوسوقت کسی طرح اسکو دفع نہ کرسکین گے کیونکہ ابھی آپ کی خلافت کو استقرار وثبات حاصل نہین ہوا ہے۔

علی رضؓ۔ واللہ میرے پاس تو معاویہ رضؓ کے واسطے فقط تلوار ہے۔ اگر عاجز ہوکر نہ مرون تو ایسی موت سے نہین ڈرتا اور لڑکر مرجانا نفس کیواسطے موجب ننگ وعار نہین۔

عبداللہ۔ امیر المومنین۔ آپ ایک مرد شجاع ودلیر ضرور ہین مگر لڑائی ہین صائب الرائے نہین۔ کیا آپ کو حدیث نبوی الحرب خدعۃ یاد نہین۔

علی رضؓ۔ ہان یہہ تو سچ ہے۔ بیشک حیلہ وتدبیر سے خوب کام نکل جاتا ہے۔

عبداللہ۔ واللہ اگر آپ میرا کہنا مانین تو مین ایسی راہ بتاؤن جس مین آپکا نہ کچھ نقصان ہو اور نہ کسی قسم کا گناہ اور حسب خاطر خواہ آپکا کام بن جاوے بخلاف اسکے وہ لوگ تدبیرین سوچتے اور انجام کار پر غور ہی کرتے رہ جاوین اور پیش افتادہ امور اونکو نہ سوجھہ پڑین۔

علی رضؓ۔ مجھہ مین نہ آپ کی سی خصلتین ہین اور نہ معاویہ رضؓ کے سے عادات۔

عبداللہ۔ اچھا۔ آپ میرے کہنے سے اپنا مال واسباب لیکر ینبوع چلے جائین اور اپنے گھر مین دروازہ بند کرکے خاموش بیٹھہ رہین۔ کسیکو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دیجئے۔ اس سے عرب خوب سرگردان وپریشان ادہر اودہر پھرکر اور کسیکو اہل خلافت نہ پاکر مجبوراً آپ ہی کے پاس مطیع ہوکر آئینگے اور اگر اسوقت آپ ان لوگونکے ساتھہ اوٹھین گے تو بیشک کل کے روز حضرت عثمان رضؓ کے خون کا

الزام آپ ہی پر لگاوینگے۔

علی رضؓ آپنے اپنے نزدیک نیک صلاح دی مگر مین آپکا کہنا نہین مانتا لیکن آپ میرے کہے پر کاربند ہون۔

عبداللہ مین توآپکا تابعدار ہون بیشک میرے حق مین یہی بہتر و مناسب ہوگا کہ آپ کی اطاعت کرون۔

علی رضؓ اچھا مین نے آپکو شام کا والی مقرر کردیا۔ آپ سامان سفر درست کرکے جانب ملک شام روانہ ہون۔

عبداللہ مین آپ کی حکم عدولی نہین کرتا لیکن یہہ راے مناسب نہین ہے کیونکہ امیر معاویہ بنی امیہ مین حضرت عثمان رضؓ کے بھائی۔ اسوقت شام کے والی و عامل ہین۔ جملہ اہل شام اونکے تابع فرمان ہین۔ مجھکو آپ سے جو تعلق قرابت ہے وہ یہہ خوف دلارہا ہے کہ میرے پہونچتے ہی مجھکو بعوض خون جناب عثمان قتل کرڈالین گے یا قید کردینگے اور جو کچھہ غبار و کدورت آپکی طرف سے ہے وہ سب مجھپر اوتارینگے۔ البتہ یہہ راے مناسب ہے کہ پہلے آپ حضرت معاویہ رضؓ سے خط و کتابت کرکے کسیطرح اونسے بیعت لیوین اور اونکو امید وار مراسم خلافت کرین۔

علی رضؓ واللہ یہہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رضؓ یہہ سنکر خاموش ہوگئے اور چونکہ مغیرہ رضؓ نے جناب علی کو نصیحت کی تہی اور آپنے قبول نہ فرمائی لہذا وہ ناراض ہوکر مکہ معظمہ چلے گئے۔ مغیرہ رضؓ یہ کہتے تہے کہ مین نے اولاً جناب علی کو بنظر خیرخواہی نصیحت کی مگر جب انہون نے نہ مانی مین نے دوسری بار اونکو دہوکا دیا۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون)

سنہ ۳۶ھ

تبدیلی عمال و آغاز خلافت حضرت معاویہؓ

جناب علی مرتضیٰ رضی نے عمال ممالک محروسہ اسلامیہ مین اس طرح تبدل و تغیر شروع کیا کہ حضرت عثمانؓ بن حنیف کو بصرہ کا حاکم کیا۔ حضرت عمارہ بن شہاب کو کوفہ پر۔ حضرت عبیداللہ بن عباسؓ یمن کے امیر ہوئے حضرت قیس بن سعدؓ والی مصر مقرر ہوئے حضرت سہیل بن حنیف امیر شام کئے گئے۔

ان اصحاب کے حالات اس طرح مذکور ہوتے ہین کہ حضرت سہیل بن حنیف شام کو روانہ ہوئے جب بمقام تبوک پہونچے تو انکو چند سوار آتے ہوئے ملے۔ اونہون نے پوچھا آپ کون ہین کہان جاتے ہین۔ انہون نے جواب دیا مین امیر شام مقرر ہوا ہون سوارون نے کہا۔ اگر حضرت عثمانؓ کی طرف سے آپکو امارت شام ملی ہے تو مبارک ہو تشریف لے چلئے۔ ہم بھی ہمراہ رکاب ہین اور اگر جناب عثمانؓ کے سوا دوسرے نے آپ کو حاکم شام کیا ہے تو سیدھے واپس جائیے۔ اسی مین آپ کی خیریت ہے۔ حضرت سہیل نے کہا۔ کیا تم کو معلوم نہین کہ جناب عثمانؓ شہید ہوئے اور حضرت امیرالمومنین اسداللہ علی مرتضیٰؓ سریر آرائے خلافت ہین۔ اونہون نے یہ جواب دیا۔ ہم خوب جانتے ہین مگر آپ آگے نہ بڑہین اسی مقام سے پلٹ جاوین۔ (ابن اثیر)

کیونکہ جملہ اہل شام حضرت علیؓ سے مخالف اور حضرت معاویہؓ کے موافق ہین۔ اور حضرت عثمانؓ کے خون کے مدعی۔ (روضۃ الصفا)

حضرت سہیلؓ تبوک سے واپس آئے اور جناب علی مرتضیٰ کی خدمت مین سارا حال عرض کیا

حضرت قیس بن سعد والی مصر ہوکر مصر کو چل دیئے۔ راستہ مین بمقام ایلہ ایک دستہ سوار وسے ملاقات ہوئی جو مصر سے آرہا تھا۔ سوارون نے پوچھا آپ کون ہین۔ جواب دیا مین قیس بن سعد گروہ قاتلین عثمانی رضہ سے ہون۔ مین ایسے لوگونکو ڈھونڈھتا ہون جن سے ملکر پناہ گزین ہون اور جہانتک مجھسے ممکن ہوگا اونکی مدد کرونگا۔ (شائد انہون نے یہہ حیلہ اسواسطے کیا ہو کہ مصری انکو اپنا موافق سمجھکر انکی امارت پر متفق ہون ورنہ یہہ قاتلین جناب عثمان مین نہین تھے) سوارون نے کہا بسم اللہ۔ تشریف لیجلیئے۔ الغرض حضرت قیس مصر مین داخل ہوے۔ انکے پہونچتے ہی مصریون مین پھوٹ پڑگئی اور اونکے تین گروہ ہوگئے ایک فریق نے تو حضرت قیس کی اطاعت قبول کی اور انسے مل گئے۔ دوسرا بمقام خرنبا عزلت گزین ہوا۔ وہ لوگ یہہ کہتے تھے کہ اگر جناب عثمان رضہ کے قاتلین قتل کیئے جاوینگے تو ہم انکے ساتھہ ہین ورنہ ہم الگ رہین گے تاوقتیکہ ہمکو کوئی نہ چھیڑے ہم کسی سے متعرض نہونگے تیسرے فریق کا یہہ دعوی تھا کہ ہم جناب علی رضہ کا ساتھہ دینگے بشرطیکہ وہ خون عثمانی رضہ کا بدلا ہمارے بھائیونسے نہ لین اور اس خیال سے درگذرین۔ (ابن اثیر)

ابن خلدون کی روایت مین اس طرح ہے کہ مصریون کے چند فرقے ہوگئے بعضون نے حضرت قیس کا ساتھہ دیا اطاعت قبول کی اور چند لوگون نے بانتظار قصاص قاتلین جناب عثمان رضہ سے سکوت اختیار کیا اور بعضون نے یہہ کہا کہ جبتک ہمارے بھائی مصری مدینہ سے واپس نہ آئین گے اوسوقت تک ہم کچھہ نہ کرینگے نہ کسی کی اطاعت قبول کرینگے اور نہ کسی کی امارت سے منکر ہونگے حضرت قیس رضہ نے یہہ حال جناب علی رضہ کی خدمت مین لکھہ بھیجا۔

حضرت عثمان بن حنیف رضہ بصرہ مین داخل ہوے انکو کسی نے نہ روکا اور نہ انہون نے حضرت عبداللہ بن عامر والی سابق بصرہ کو مستعد جنگ و جدال پایا اور نہ کسی طرح

اونکی جانب سے فتنہ وفساد کا اندیشہ دیکھا اکابر وعمائد بصرہ مین انکے پہونچنے پر اسقدر اختلاف ضرور ہوا کہ کچھہ انکے تابع ہوگئے اور کچھہ الگ۔ بعضے سکوت پذیر تہے اور یہہ کہتے تھے کہ بالفعل ہم کچھہ نہین کرتے تاوقتیکہ اہل مدینہ کا واقعی حال ہمکو دریافت نہ ہو۔ جسطرف اونکا رخ دیکھینگے ہم بہی اوسی طرف ہو جاوینگے۔ کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب وانہ کئے گئے تھے وہ مقام زبالہ مین پہونچے تہے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہوئی یہہ بطلب انتقام خون جناب عثمانؓ نکلے تہے انکا قول تھا "افسوس۔ اس ہنگامہ فتنہ وفساد کی مجھکو پہلے سے خبر نہوئی اور نہ مین وقت پر پہونچ سکا" انکا کوفہ سے نکلنا اوس وقت ہوا ہے جبکہ قعقاع بن عمرو کوفہ سے وقت محاصرہ جناب عثمانؓ آپکی مدد کو مدینہ کی طرف آے اور خبر شہادت سنکر کوفہ واپس گئے۔ طلیحہ کو صاحب سلامت کے بعد معلوم ہوا کہ عمارہ امیر کوفہ مقرر ہوکر آے ہین طلیحہ نے کہا۔ آپکے حق مین یہی بہتر ہے کہ مدینہ واپس جائین۔ کوفہ والے جناب علیؓ کے مقرر کردہ عامل کو ہرگز پسند نہین کرتے اور اپنے امیر ابوموسیٰ اشعری کو کسی سے بدلنا نہین چاہتے۔ اگر آپ میرا کہنا نہ مانینگے تو مین آپ کی گردن ابہی ایک وار تلوار سے اوڑاے دیتا ہون۔ عمارہ یہہ رنگ ڈہنگ دیکھکر اولٹے پھرے اور جناب علیؓ کی خدمت مین ساری سرگذشت آکر عرض کی۔

حضرت عبیداللہ بن عباسؓ جانب یمن روانہ ہوے۔ یہان حضرت یعلی بن منیہ حاکم تھے۔ اسی زمانہ مین یعلیٰؓ نے تمام خزانہ اپنے قبضہ مین کیا اور زر ونقد لیکر مکہ معظمہ کو چلے گئے۔ حضرت عبیداللہ جب یمن مین پہونچے تو میدان خالی تھا یہہ بلا مزاحمت شہر مین داخل ہوے۔

جسوقت حضرت سہیل بن حنیف شام کی طرف جاکر راستہ ہی سے واپس آے

اورامیرالمومنین جناب علیؓ کیخدمت مین تمام قصہ کہہ سُنایا۔آپنے حضرات طلحہؓ و زبیرؓ کو بلاکر فرمایا۔افسوس مین جس امر سے آپ لوگونکو ڈراتا تھا وہی پیش آیا۔اب اس کام کا خاتمہ کئے بغیر مفر و نجات نہین اور یہہ فتنہ آگ کا خواص رکھتا ہے۔جبقدر آگ کو برافروختہ کروا وسیقدر مشتعل ہوگی اور زور پکڑے گی۔حضرات طلحہ و زبیرؓ نے کہا ہمکو مدینہ سے نکلنے کی اجازت دیجئے۔آپنے فرمایا مین حتی الامکان شر و فساد کو روکونگا اور حکمت عملی سے یہہ آتش نہفتہ بڑہنے نہ دونگا اور اگر بغیر لڑے بھڑے چارہ کار نظر نہ آیا تو مجبوری ہے کیونکہ آخری علاج داغ دینا ہے۔

پھر آپنے ایک خط لکہکر معبد سُلمی کے ہاتھ حضرت ابو موسیٰؓ والی کوفہ کے پاس روانہ فرمایا۔حضرت ابو موسیٰؓ نے جواباً لکہا۔اکثر اہل کوفہ نے برضا و رغبت اور بعضون نے بجبر و اکراہ میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کرلی ہے اور بظاہر حاضر و غائب آپکے مطیع ہین۔

دوسرا خط آپنے حضرت امیر معاویہؓ کے نام لکھا اور سبرہ جہنی کو دیکر جانب شام روانہ کیا سبرہ خط لیکر جناب معاویہؓ کی خدمت مین پہونچے۔خط دیا مگر جواب نہ پایا سبرہ جواب کے انتظار مین مقیم رہے۔جب جواب کا تقاضا کرتے حضرت معاویہؓ چند اشعار پڑہکر ٹال دیتے۔اون اشعار کا مطلب یہہ ہے۔

مین اگر قلعہ بندی کرون خواہ سخت لڑائی جو جوانونکو بوڑہا کردے لڑون
اور تمہارے سر پر چڑہ آؤن تو کیا ہونا ہے اور اب کیا حاصل۔مرنے والا
تو اس بے بسی اور مظلومیت مین شہید ہوا ہے کہ جسکے ہول اور دہشت سے
جوانمردونکے بال سفید ہوگئے۔آقا اور مولیٰ سب کے سب تھک کر بیٹھ رہے
اور اس خون کا عوض لینے والا اور فیصلہ کرنے والا ہمارے سوا کوئی نہین ہا

(اس مضمون سے جناب عثمانؓ کی شہادت اور قریش کی پست ہمتی او ضعف کی جانب اشارہ ہے اور اپنی آمادگی ظاہر کرنا ہے) غرضکہ اسی لیت ولعل مین قاصد کو امیر معاویہؓ نے رکھا اور جواب خط جناب علی مرتضیٰؓ نہ دیا۔

جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کو تیسرا مہینہ ماہ صفر شروع ہوگیا اوسوقت حضرت معاویہؓ نے ایک شخص بنی عبس مین سے قبیصہ نام کو بلایا۔ ایک خط مہر اوسکے حوالہ کیا۔ اوس خط کے لفافہ پر یہہ سرنامہ تھا۔ من معاویۃ الی علی۔ قبیصہ کے ہمراہ جناب علیؓ کے قاصد سبرہ کو بھی رخصت کیا۔ یہہ دونون قاصد خط لیکر شام سے چلے اور ماہ ربیع الاول ۳۶ھ مین داخل مدینہ ہوے۔

قبیصہ کے پہونچتے ہی اہل مدینہ کو خبر ہوگئی کہ حضرت معاویہؓ نے کوئی پیغام بہیجا ہے۔ یہہ بھی خیال تھا کہ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰؓ کے خلاف ہین۔ قبیصہ جسوقت خط لیکر آے سب کی نگاہین انہین کیطرف تہین اور منتظر تھے کہ قبیصہ کیا ظاہر کرتے ہین قبیصہ خدمت مرتضوی مین حاضر ہوے اور حسب ہدایت جناب امیر معاویہؓ خط پیش کیا۔ مہر توڑی گئی۔ خط کہولا گیا تو اوسمین بروایت ابن اثیر کوئی خط نہ تھا اور بروایت تاریخ بدائع ایک سادہ کاغذ لفافہ کے اندر سے نکلا۔ جناب علی مرتضیٰ نے چین بجبین ہوکر فرمایا۔ یہہ کیا معاملہ ہے۔ قاصد نے عرض کیا مین قاصد ہون۔ پیغام رسان۔ کیا مجھکو امان ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہان۔ تمہارا کیا قصور۔ قاصد نہین مارا جاتا جو دل مین آے بیخوف خطر ظاہر کرو۔ قاصد نے اجازت پاکر اس طرح عرض کیا۔ مین شام مین ایسے لوگونکو چہوڑ آیا ہون جو سواے قصاص خون جناب عثمانؓ کسی طرح راضی نہونگے۔ کوئی امر اونکو اس ارادہ سے روک نہین سکتا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کس سے بدلہ لینگے۔

قبیصہ نے عرض کیا۔حضور کی گردن مبارک سے عوض لینے والے ہین۔شام مین اسوقت یہہ جوش و خروش ہے کہ ساٹھ ہزار شیخ حضرت عثمانؓ کی قمیص خون آلودہ پر رو رہے ہین جو اسی غرض سے جامع دمشق کی ممبر پر بچھا دیا گیا ہے۔جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا افسوس۔وہ لوگ مجھسے خون کے طالب ہین حالانکہ مین جناب عثمانؓ کا خیر خواہ و مددگار رہا۔اے خدا۔اے علام الغیوب۔مین خون عثمانؓ سے بری ہون۔واللہ۔قاتلین عثمانؓ کسطرح صاف نکلے جاتے ہین۔وہ چاہے تو اچانک پکڑ لے وہ جو کام کرنا چاہتا ہے پورا ہی کر لیتا ہے۔پھر آپ نے قبیصہ کو حضرت معاویہؓ کی طرف واپس کیا۔قبیصہ نے کہا۔کیا مجھکو ہر طرح اپنی جان پر اطمینان و امن ہے۔فرمایا۔تم نڈر ہو کر چلے جاؤ کوئی تم سے متعرض نہ ہوگا۔

قبیصہ عبسی آپ سے رخصت ہو کر چلے۔فرقہ سبئیہ نے چلا کر کہا۔یہہ کتا جو کتون کی طرف سے قاصد ہو کر آیا ہے دیکھو نکلا جاتا ہے اسکو مارلو۔زندہ نہ جانے پاوے۔قبیصہ نے چلا کر کہا۔دوہائی آل مضر کی۔دوہائی آل قیس کی۔دوڑنا مجھکو بچانا۔موذیون کے چنگل سے چھوڑانا۔پھر سبئیہ کو مخاطب کر کے کہا۔مجھے یکہ و تنہا پر کیا غراتے ہو میرے وہان پہونچنے کی دیر ہے۔خدا کی قسم چار ہزار خصی جوان مسلح۔اسپ سوار۔تیر انداز آمادہ پیکار میرے پہونچنے کے منتظر ہین۔مین وہان پہونچا نہین کہ وہ تمپر مثل بلاے ناگہانی کے آپڑینگے اسوقت تم دیکھ لوگے کہ کتنے پیادے اور کسقدر رسوا ہین۔آل مضر نے قبیصہ کو فرقہ سبئیہ کے ہاتھ سے بچا لیا اور انسے کہا۔چپ چاپ چلے جاؤ مگر قبیصہ کہتے جاتے تھے۔واللہ۔اب ان لوگونکی کمبختی آئی ہے۔اپنے اعمال بد کی سزا ضرور پائینگے اور جس بلا سے ڈرائے جاتے ہین وہ انپر آنے والی ہے

جس امر کا انکو خوف ہے، وہ نازل ہوا ہی چاہتا ہے۔ اب یہہ کسیطرح بچ نہین سکتے۔ بخدا انکے اعمال صالحہ ختم ہو گئے۔ انکی ہوا بگڑ گئی۔ قسم خدا کی۔ انپر صبح اگر بخیریت گذر گئی تو شام کو ذلیل و خوار نظر آوینگے۔ قبیصہ عبسی تو یہہ کہکر شام کو روانہ ہو گئے۔ ادہر اہل مدینہ نے چاہا کہ کسی ترکیب سے دربارہ قتال اہل شام و جنگ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰ کی راے دریافت کرین کہ آپ اہل قبلہ کی لڑائی پر جرأت رکہتے ہین یا اس سے انکار ہے اہل مدینہ کو اس سے قبل یہہ بہی خبر پہونچی تہی کہ جناب امام حسنؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو اہل اسلام کی باہمی جنگ و خونریزی سے منع کیا ہے اور یہہ راے دی ہے کہ آپ دونون فریق سے الگ ہوکر گوشہ نشین ہو جائین اور لوگونکو انکے حال پر چہوڑ دین۔ بغرض دریافت امر مذکور اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو آپکی خدمت مین بہیجا کہ کسی ترکیب سے آپکا عندیہ ظاہر ہو جاوے۔ (ابن اثیر)

تاریخ بدائع مین بجاے زیاد بن حنظلہ کے حنظلہ تمیمی۔ آپکے مقرب دوست۔ ندیم قدیم لکہا ہے اور تقریب التہذیب و خلاصہ مین ہے۔ حنظلہ بن ربیع بن صیفی تمیمی معروف بہ حنظلہ کاتب۔ صحابی ہین۔ جنگ عراق مین حضرت خالد کے ساتھ تہے۔ پھر کوفہ مین رہے حضرت علیؓ کے بعد وفات پائی۔

زیاد ایک عرصہ سے جناب علیؓ کی خدمت مین نہین گئے تہے۔ اہل مدینہ کے کہنے سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ یہہ تہوڑی دیر آپکے پاس بیٹہے رہے کہ آپنے فرمایا۔ زیاد۔ آمادہ ہو جاؤ۔ زیاد نے عرض کیا۔ حضور کس کام کے واسطے۔ ارشاد فرمایا۔ شام کی لڑائی کیلئے۔ زیاد بولے۔ نرمی۔ آسانی۔ تالیف قلوب مناسب ہے۔ اور یہہ شعر پڑہا۔

ومن لم یصانع فی امور کثیرۃ		یضرس بانیاب و یوطاء بمنسم

ترجمہ۔ جو شخص بے سوچے سمجھے کام مین گھس پڑتا ہے یا نیک روش نہین اختیار کرتا بسا اوقات زک اوٹھاتا ہے اور اوسکا انجام یہہ ہوتا ہے کہ دانتونسے کاٹا جاتا اور اونٹ کی لاتونسے پامال ہوتا ہے۔ جناب علی انکا اشارہ سمجھ گئے اور اپنا قصد ظاہر کرنے کو یہہ شعر تمثیلاً پڑھا۔

متی تجمع القلب الذکی وصارماً		وانفاً حمیاً تجتنبک المظالم

ترجمہ جسوقت تمہارا دل ہوشیار اور تلوار تیز۔ آبرو محفوظ۔ یہہ تینون چیزین جمع ہوجاوینگی تو دوسرونکے ظلم سے ضرور تمکو بچالین گی۔

زیاد سمجھ گئے کہ جناب علیؓ طرح دینے والے نہین۔ معاویہؓ سے ضرور معرکہ آرائی ہوگی۔ آخر آپ کی خدمت سے اوٹھے اور لوگونکو آپکی راے سے آگاہ کیا اور یہہ کہا۔ تلوارین سنبھالو۔ لڑائی پر آمادہ ہوجاؤ۔ اہل مدینہ کو بھی اب جناب علیؓ کی نیت معلوم ہوگئی۔

اس واقعہ کے بعد حضرات طلحہ و زبیرؓ آپ سے عمرہ کی اجازت لیکر مکہ معظمہ چلے آے۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

جب حضرات طلحہ و زبیرؓ نے دیکھا کہ جناب علی مرتضیٰ عمال بنی امیہ خصوصاً جناب امیر معاویہؓ کی معزولی کا مصمم قصد رکھتے ہین اور اس بارہ مین خیرخواہونکی بات نہین سنتے اور فی الحال بنی امیہ کی معزولی اور معاویہؓ کی موقوفی مین فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے لہذا اب انسے علٰحدہ ہوجانا مصلحت ہے چنانچہ دونون صاحب حج کے بہانہ سے مکہ معظمہ چلے آے۔ یہان اہل مکہ کو بسبب شہادت جناب عثمانؓ نہایت اضطراب

مین پایا۔ انہون نے اہل اسلام کے باہمی جدال وقتال سے خود محترز رہنا چاہا اور لوگونکو یہہ راے دی کہ اصحاب کبار مین سے جسپر سب کا اتفاق ہو اوس کی بیعت کرلو اور بات نہ بڑہاؤ۔ (تاریخ بدائع)

ایک روایت اس طرح ہے کہ جسوقت جناب علی کے مقرر کردہ عمال مین سے جو عامل واپس آے اور آپکو ممالک اسلامیہ کے حالات اور اونکے خیالات معلوم ہونے تو نہایت درجہ دلتنگ ہوے۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ سے اس بارہ مین صلاح لی کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ دونون صاحبون نے کہا۔ ہمنے سابقاً عرض کیا تہا کہ کوفہ وبصرہ مین ہم دوتونکو بہیجدیجیئے مگر آپ کی راے نہین ہوئی۔ اب آپ کے مخالفین اس امر کے خواہان ہین کہ ہم دونون آپ کی اطاعت سے خارج ہوجائین لہذا مناسب نظر آتا ہے کہ آپ ہمکو رخصت فرمادین ہم مکہ معظمہ مین جاکر عبادت آلہی مین مصروف ہون۔ لوگونکو ہمارا جانا اور آپسے علحدہ ہونا معلوم ہوجاویگا۔ کیا عجب۔ وہ یہہ کہین کہ طلحہ وزبیرؓ اب جناب علی سے الگ ہوگئے۔ یہہ خیال کرکے آیندہ فتنہ و فساد سے باز رہین اور رفتہ رفتہ آپ کے مطیع فرمان ہوجاوین۔ خدانخواستہ اسکے خلاف پہر بہی لوگ راہ راست پر نہ آوین اور جنگ پر آمادہ ہون تو یہہ مجبوری ہے آپ بہی اوسوقت سامان جنگ کرکے اونکا مقابلہ کرین کیونکہ امور خلافت وحکومت بغیر زور شمشیر کے انجام پذیر نہین ہوتے۔ باغی وسرکش جبتک ضرب تیغ آبدار کا مزہ نہین چکہتے شرارت سے باز نہین آتے۔

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست	کہ بوسہ بر دم شمشیر آبدار زند

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے اونکے جواب مین فرمایا۔ اپنے امکان ومقدور بھر تو مین مخالفین کے

ساتھہ نرمی وصلح سے پیش آؤنگا۔ دلجوئی وشیرین زبانی سے اگر مان گئے تو خیر ورنہ پھر تلوار تو فیصلہ کرہی دیگی۔ آپ لوگ مجھسے علیحدہ گی چاہتے ہین تو بہتر ہے۔ بسم اللہ جہان آپکا جی چاہے تشریف لے جایئے مین آپ دونون صاحبونکو اجازت دیتا ہون۔ (روضتہ الصفا)

اسکے بعد جناب علیؓ نے جب خوب دیکھہ لیا کہ چارون طرف لوگ آمادہ فساد ہین تو خود بھی ترتیب لشکر کی جانب متوجہ ہوے۔ ملک شام پر فوج کشی کا قصد مصمم کرکے اہل مدینہ کو اہل شام کی لڑائی پر ابھارا اور سب لوگونکو سامان جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔ تمھاری حکومت وسلطنت کی حفاظت قبضہ قدرت خداوند تعالے شانہ مین ہے تم اوسکی اطاعت مین رہوگے تو وہ تمھارا حافظ وناصر ہے۔ پس لازم ہے کہ اوسکی اطاعت دل سے خوشی کے ساتھہ کرو نہ جبرًا ناخوشی سے۔ بخدائے عزوجل تم اوسکے کام مین جان ودل سے مستعد ہوجاؤگے تو خیر ہے ورنہ یہ حکومت اسلامی تمھارے ہاتھہ سے نکال لیگا اور دوسرونکے حوالہ کردیگا پھر تمکو حکومت نہ دیگا تا وقتیکہ اوسکی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف رجوع نہ کروگے۔ چلو اوٹھو۔ اوس قوم کی طرف دوڑو جس نے تمھاری جماعت مین تفرقہ ڈال دیا ہے۔ شاید خداوند تعالیٰ تمھاری کوشش سے یہہ عالمگیر فساد دفع کردے اور تم بھی اس دعوا دوش مین اپنے فرض منصبی سے بری الذمہ ہوجاؤ۔

پھر جناب علیؓ نے بذات خاص یہہ انتظام فرمایا کہ حضرت محمد بن حنفیہ اپنی صاحبزادہ کو عَلم لشکر مرحمت کیا اور اونکو علمدار افواج اسلامی بنایا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو میمنہ سپرد ہوا۔ عمرو بن ابی سلمہؓ یا عمرو بنؓ ابی سفیان بن عبدالاسد میسرہ پر متعین ہوے۔ ابو لیلیٰ بنؓ عمرو بن الجراح حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے بھتیجہ کو مقدمہ لشکر کا سردار فرمایا۔ اس لشکر کے کسی حصہ پر اون لوگونمین سے کسیکو سردار نہین کیا جو حضرت عثمانؓ کے قتل مین بلوائیونکے

شریک ہوی تہے۔ لشکر کو اس طرح مرتب فرما کر حضرت قثم بن عباس رض کو بجاے اپنے مدینہ منورہ پر مامور کیا جب اس کام سے فراغت پائی تو قیس بن سعد رض والی مصر عثمان بن حنیف والی بصرہ۔ ابو موسی اشعری رض والی کوفہ کو لشکر فراہم کرنے اور لوگونکو واسطے جنگ اہل شام آمادہ کرنے کو لکہا۔ ہنوز شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تہی جو یہہ خبر گوش گذار ہوئی کہ اہل مکہ اور ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض حضرت طلحہ رض حضرت زبیر رض دوسری طرف کا قصد رکہتے ہین اور بر سر مخالفت ہین۔ جناب علی مرتضی نے فی الحال شام کی عزیمت فسخ کردی۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون۔)

جناب علی مرتضی رض کا حضرت عثمان رض کے خون اور اس ہنگامہ سے بری الذمہ ہونا کہ درحقیقت ذی النورین رض ایسے بزرگ کا قتل کرنا صریح ظلم و گناہ عظیم تہا تقریر محاکمہ مین (جو حصہ اول مین گذری) بخوبی ظاہر ہوگیا ہے۔ یہہ بہی معلوم ہے کہ جناب عثمان رض نے کوئی ایسا قصور نہ کیا تہا جسکے عوض مین مستحق قتل ہوے البتہ اونکی نسبت اہل غرض نے جو الزام قائم کیا تہا وہ یہی تہا کہ بنی امیہ کو امور مملکت پر حاوی کردیا۔ مروان کو سر چڑہا لیا اگرچہ بنی امیہ کا تقرر مناصب جلیلہ پر باعث ترقی و فتوحات کثیر ہوا اور مروان کیطرفداری وحمایت بہی بیجا نہ تہی کیونکہ اسکی خوش تدبیری اور حسن انتظام نے جناب عثمان رض کے دل مین جگہہ کرلی تہی۔ مروان سراپا برائیومین غرق سہی مگر اسکی لیاقت کا ادنی نمونہ ہے کہ یزید کے بعد اسلام مین جو فتنہ و فساد شائع ہوا تہا اوسکو دفع کر کی ملک مین امن پہیلادیا۔ اسکی حالات دیکہنے سے اسکی سعی و تندہی کی کافی شہادت ملتی ہے۔ لیکن یہہ امور کچہہ ایسے بنی ہاشم کے دلونکو اور نیز اہل مدینہ کو ناگوار طبع تہے کہ جناب عثمان رض کی طرف سے دل برداشتہ ہوگئے اور اسکا اثر ایسا قوی پڑا کہ جناب علی مرتضی رض کی خلافت مین آپ کے ہاتہہ کوئی قوی سبب موجب

دفع شر و فساد نہ آیا۔ ایک جانب سے بنی ہاشم برافروختہ خاطر دوسری طرف سے اہل مدینہ انصار مخالفت پر آمادہ۔ پھر انصار کو یہہ دعویٰ تھا کہ ہم اسلام کے خیر خواہ۔ قدیمی جان نثار ہین۔ بنی امیہ تو اسلام کے دشمن تھے انکو یہہ عروج اور ہمارے حقوق پر کچھہ نگاہ نہین۔ غرضکہ ان بکھیڑون سے یہہ لوگ بھی جناب علیؓ سے خوش نہ تھے۔ اب آپکے ساتھہ کون تھے صرف آپکے قریبی رشتہ دار۔ وہ بھی گنتی کے دو چار یا آپکی اولاد اور بس۔ بھلا اس صورت مین جناب علیؓ تن تنہا کیا کر سکتے تھے۔ ایک طرف آگ بجھاتے دوسری طرف شر رافگن ہوتی۔ باایں ہمہ آپ ہی کی ہمت و شجاعت تھی جو ایسے پر آشوب زمانہ مین استقلال کو ہاتھہ سے نہ دیا۔ (تاریخ بدائع)

راقم۔ عام فساد تمام ممالک محروسہ کا دفع کرنا عقلاً ایک تنفس کی ذات سے غیر ممکن تھا۔ پھر فرقہ سبائیہ جو بانی مبانی شہادت جناب عثمانؓ تھا وہ اب بھی خاموش کب رہا۔ اس گروہ کی شر انگیزی اور بھی ترقی فساد کا قوی سبب ہوتی رہی اور یہہ فرقہ دشمن اسلام اپنی تدبیرون مین کامیاب ہوکر اور بھی قوت پکڑتا گیا۔

مقدمات واقعہ جمل

جسوقت مکہ معظمہ کی خبر جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کو پہونچی آپنے اکابر و شرفاء مدینہ کو جمع کرکے فرمایا۔ یقیناً جناب عائشہ صدیقہؓ طلحہ و زبیرؓ میری خلافت و امارت سے ناخوش ہین میرے کام کو در پردہ درہم برہم کرنا چاہتے ہین۔ بظاہر لوگونکو اصلاح کیجانب بلایا اور رفع فساد کا حیلہ کیا ہے۔ ابھی مین صبر و تحمل سے کام لیتا ہون اور جبتک تمہاری جماعت پر مجھکو کسی امر کا اندیشہ نہ ہوگا مین خاموش ہون۔ اگر وہ لوگ رکے رہے تو مین بھی پہل

نکر ونگا اور سُنی ہوئی خبر کا کچھ اعتبار نہ کرونگا۔ اسکے بعد دوسری خبر آئی کہ اہل مکہ نے بصرہ کیجانب رُخ کیا ہے۔ جناب علی رض یہہ خبر سنکر خوش ہوے اور فرمایا۔ یہہ اچھا ہوا۔ بصرہ مین ہوشیار وعقلمند لوگ ہین۔ ان لوگونکی بغاوت وخلاف سے خوش نہ ہونگے اور نہ انکا ساتھہ دینگے بلکہ امید ہے کہ ہمارے مطیع وموافق ہوجاوینگے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ یہہ خبر سنکر خوش ہوے مگر میرے نزدیک تو بصرہ خیمہ گاہ اشراف عرب ہے۔ مشاہیر ورؤسا کا مسکن ہے۔ وہ خودسرداری کے خواہان اور عزت وشہرت کے طالب ہین۔ امر دشوار اور فتنہ وفساد کے خوجویان رہتے ہین۔ ایسے وقت مین جب اونکے ہم خیال مل گئے تو اونکی منہ مانگی مراد حاصل ہوئی۔ دیوانہ را ہوے بس ست۔ اونکی طبیعتین اور بہی برانگیختہ ہوجاوینگی۔ فرمایا۔ آپکا کہنا بہی ٹہیک ہے۔ پھر آپ آمادہ روانگی ہوے اور اہل مدینہ کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا لیکن یہہ امر اونپر شاق گذرا آپنے کمیل نخعی کے معرفت حضرت عبد اللہ بن عمر رض کو بلا بہیجا اور اونسے بہی ہمراہ چلنے کو کہا۔ حضرت ابن عمر نے جواب دیا مین بہی اہل مدینہ ہون اور اونکے ساتھہ۔ جو وہ کرینگے وہی مین بہی کرونگا۔ اگر وہ آپکے ساتھہ ہون تو مجھکو بہی انکار نہین۔ اگر وہ نجاوینگے تو مین بہی نہ جاؤنگا۔ آپنے فرمایا۔ اچھا۔ تم اس بات پر ضامن دو کہ مدینہ سے میرے خلاف خروج نہ کروگے۔ ابن عمر رض نے جواب دیا۔ واللہ ایسا نہ ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ اچھا جاؤ مجھکو تمپر اطمینان ہے ضامن کی ضرورت نہین۔ حضرت ابن عمر رض اہل مدینہ سے ملے اونکا یہہ قول تہا بڑی مشکل ہے۔ اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔ یہہ کام ہمپر ابہی تک مشتبہ ہے۔ جبتک صاف ظاہر نہ ہوجاویگا ہم گھرسے قدم نہ نکالینگے۔ راتکے وقت حضرت ابن عمر رض سب سے مخفی مدینہ منورہ سے نکلکر چل دیئے۔ جاتے وقت حضرت ام کلثوم رض

بنت علیؓ زوجہ جناب عمر فاروقؓ سے اہل مدینہ کا مقولہ کہہ گئے اور یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ مین بہ قصد عمرہ مکہ معظمہ جاتا ہون اور جناب علیؓ کی برخلاف ہرگز نہین ہون میری طرف سے مطمئن رہین صبح ہوتے ہی جناب علیؓ سے لوگون نے آکر بیان کیا کہ شب کو نیا واقعہ پیش آیا جو حضرت عائشہ صدیقہ۔ طلحہ۔ زبیر۔ معاویہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت سے سخت ترہے فرمایا وہ کیا ہے۔ عرض کیا۔ شب کو ابن عمرؓ شام کی جانب روانہ ہوگئے۔ آپنے فوراً حکم دیا کہ ناکہ بندی ہوجاوے پھر آپ بازار تشریف لیگئے تاکہ اطراف کے آنے والونسے معلوم ہوجاوے کہ ابن عمرؓ درحقیقت شام گئے ہین یا اور کسی طرف۔ بنظر احتیاط چار وطرف سوار دپیادے پھیلا دیئے اور حضرت ابن عمرؓ کے گرفتار کرلانے کو حکم دیدیا۔ شہر مین خبر روانگی ابن عمرؓ سے ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر اپنے والد کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا۔ اے والد مہربان۔ آپ پریشان نہون۔ ابن عمرؓ مکہ بغرض ادائے عمرہ گئے ہین۔ آپسے مخالف ہوکر نہین گئے بلکہ مطیع ہین حضرت علیؓ کو انکے کہنے سے اطمینان ہوگیا فوراً اپنے خیال سے باز آئے اور لوگونسے فرمایا لوٹ آؤ واللہ ام کلثوم سچ کہتی ہین اور ابن عمر بھی سچے ہین مجھکو اونپر پورا اعتماد ہے کہ وہ میرے خلاف نہونگے۔ سب لوگ آپکے فرمانے سے ابن عمرؓ کی طلب سے باز رہے۔

مکہ معظمہ مین لوگونکے جماؤ کا یہہ سبب ہوا کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ زمانہ محاصرہ جناب عثمانؓ مین مدینہ سے بقصد حج مکہ کو تشریف لے گئی تہین بعد ادای ارکان حج مکہ معظمہ سے کوچ کرکے مدینہ واپس آتی تہین۔ اثناء راہ مین بمقام سرف آپکے ماموں عبید بن ابی سلمہ بنی لیث سے ملاقات ہوئی۔ انہون نے ظاہر کیا کہ جناب عثمان شہید ہوگئے اور چند روز مدینہ منورہ بے چراغ رہا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر کیا ہوا۔عبیدہ نے کہا۔علیؓ کی بیعت خلافت ہوگئی۔فرمایا۔جناب عثمانؓ ناحق و مظلوم مارے گئے ہین ہین اونکے خون کا معاوضہ لونگی یہہ فرما کر آپ اسی مقام سے واپس ہو کر مکہ مین داخل ہوئین حطیم مین پردہ کیا گیا۔آپ وہان بیٹھین جب حرم شریف مین لوگونکا مجمع ہوگیا۔آپنے فرمایا۔

افسوس صد افسوس۔اطراف و جوانب کے شہرون کے بازاری۔دیہاتی جنگلی سخت دل۔مدینہ کے غلام۔جمع ہوگئے اور بلوہ کر دیا۔ناحق و ناروا عثمان مظلوم مقتول کی مخالفت پر کمربستہ ہوے۔محض اس بنا پر کہ آپنے نو عمرونکو حکومت و امارت دیگر ممالک اسلامیہ مین عامل کرکے بھیجا تہا۔حالانکہ عثمان سے پہلے جو بزرگوار گذرے ہین اونہون نے بہی ایسا ہی کیا تہا۔کچھ آپکی ایجاد نہ تہی اور نیز اس الزام پر کہ آپنے چراگاہ ہونیکے واسطے زمین خاص کر دی تہی عثمان نے اونکے ان الزامونکا جواب بہی دیدیا اور اونکے حسب خواہش عمال کی بابت انتظام بہی کر دیا پھر بہی یہہ لوگ شرارت سے باز نہ آے اور بلا عذر قوی و دلیل محکم اپنے دعوے پر قایم رہے بلکہ اور بہی عداوت زیادہ ظاہر کرنے لگے۔ہاے غضب۔ان لوگون نے بدعہدی کی۔بلا سوچے سمجھے عجلت کر بیٹھے۔واے صد واے۔جو خون اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تہا وہ انہون نے بہا دیا جس شہر کو اللہ تعالےٰ نے بزرگ و معظم و محترم کیا تہا انہون نے وہان پر خون کی ندی جاری کر دی جس مہینہ مین خونریزی ممنوع تہی اوسمین کشت و خون کا بازار گرم کر دیا۔جس مال کا لینا جائز نہ تہا اوسکو لوٹ لیا۔ واللہ۔عثمانؓ کی ایک اونگلی تمام روئے زمین کے اشراف سے افضل ہے

اور جو تہمت آپ کے ذمہ لگا کر آپ کی عداوت پر کمربستہ ہوے پھر آپ کا
خون کیا یقیناً آپ اوس سے ایسے پاک و صاف ہو گئے جیسے سونا کیٹ سے
خالص اور کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عامر حضرمی جو جناب عثمان کی طرف سے مکہ کے عامل تھے یہ کلام سنکر بولے
مین سب سے پہلے جناب عثمان رضکے خون کا بدلہ لینے والونمین ہون۔ انکے ساتھہ بنو امیہ نے
بھی بخوشی خاطر اپنی آمادگی ظاہر کی۔ حجاز والونمین یہی لوگ اون لوگونمین اول ہین جو طالب
قصاص تھے۔ ازانجملہ سعید بن العاص۔ ولید بن عقبہ وغیرہما ہین۔

اس عرصہ مین عبداللہ بن عامر بن کریز حاکم بصرہ نقد مال کثیر اور یعلی بن منیہ یمن سے
چھہ سو اونٹ اور چھہ لاکھہ درہم لیے ہوے مکہ مین داخل ہوی۔ اونٹون کو تو مکہ سے باہر
بٹھایا اور خود جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضکی ملازمت حاصل کی۔ اسی اثنا مین
حضرات طلحہ و زبیر رض بھی وارد مکہ ہوے۔ جناب صدیقہ رض نے انسے حال مدینہ کا دریافت
فرمایا انھون نے بیان کیا کہ ہم بلوائیون اور اعراب کے خوف سے بھاگ آے ہین۔ وہ لوگ
اشراف و اکابر مدینہ پر پوری طرح غالب آ گئے ہین۔ خود اونکو حق و باطل مین کچھہ امتیاز نہین
اور نہ اہل مدینہ اپنی جانون کو اون سے محفوظ رکھنے کی قدرت رکھتے ہین بلکہ عجب عالم
حیرانی مین ہین۔ ام المومنین نے فرمایا۔ اونپر خروج کرنے کا ہمارا قصد ہے۔ تم بھی ہماری
ساتھہ ہو۔ حاضرین مین سے بعضون نے راے دی کہ شام کی طرف چلنا چاہئے مگر ابن
عامر اس راے کے خلاف ہوے اور کہا۔ شام مین امیر معاویہ رض ہین وہ ان مفسدون کے
واسطے کافی ہین۔ ہان بصرہ چلنا مناسب ہے۔ بصرہ والے میرے احسانمند ہین وہ مجھکو
مانتے ہین۔ علاوہ اسکے وہان والونکا رجحان طلحہ رض کیجانب ہے جب یہ ہماری ساتھہ ہین

تو باسانی اہل بصرہ ہمارے مطیع ہو جائینگے۔ ان لوگون نے بصرہ چھوڑ ابن عامر کے چلے آنے پر اعتراض بھی کیا اور کہا۔ تم جنگ صلح کے ڈھنگ سے واقف نہین۔ تمکو اسوقت بصرہ چھوڑنا کیا ضرور تہا اگر آج بصرہ پر تم مسلط ہوتے تو جس طرح اہل شام سے ہمکو اطمینان ہے اسی طرح اہل بصرہ سے ہم بیخوف ہوتے۔ ابن عامر نے اسکا کوئی معقول جواب نہ دیا یہہ لوگ اسی حیص بیص مین پڑ گئے کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور کس طرف رُخ کرین۔ بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ بصرہ چلنا مناسب ہے۔ اسپر سب کا اتفاق ہو گیا۔ یہ امر طے ہوا کہ فی الحال مدینہ کو اپنے حال پر چھوڑنا چاہیئے کیونکہ ابھی ہمکو بلوائیون کے مقابلہ کی پوری قوت نہین۔ سر دست بصرہ پر قبضہ کر لینے سے ہماری طاقت بڑہ جاوے گی اور جس طرح کہ اہل مکہ ہمارے موافق ہین ایسا ہی اہل بصرہ کو ساتھہ لیکر کامل قوت مقابلہ قاتلین جناب عثمانؓ حاصل کر لینگے پھر اس حالت مین اگر تائید ایزدی ہمارے شامل حال ہوئی تو ہم اپنے ارادونین کامیاب ہونگے ورنہ جو خدا کو منظور رہو۔ ہم اپنی کوشش سے کیون غافل ہون۔ اہل مکہ و اصحاب الرائے نے اسکو پسند کیا اور سب نے اس رائے پر صاد کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی کہا گیا کہ وہ بھی قاتلین جناب عثمانؓ پر خروج کرین اور اہل مکہ کے ساتھہ ہون۔ حضرت ابن عمرؓ نے صاف انکار کیا اور کہا مین مدینہ والونکے ساتھہ ہون جو وہ کرینگے مین بھی وہی کرونگا۔ مجھہ سے اپنے ساتھہ شریک ہونے کی تمنا نہ رکھو۔ اہل مکہ نے انسے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔

حضرات امہات المومنین نے جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قصد بصرہ کیجانب بدلا دیکھا تو سب نے آپکا ساتھہ چھوڑ دیا۔ صرف ام المومنین جناب حفصہ بنت عمر فاروقؓ نے جناب صدیقہؓ کی ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بہائی ابن عمرؓ کے منع کرنیسے یہ بھی رک رہین

ابن عامرؓ و یعلی بن مُنیہؓ نے جو مال اپنے ساتھ لاے تھے اوس سے قافلہ کی روانگی
کا ساز و سامان درست کردیا۔ حضرت صدیقہؓ کی طرف سے منادی نے یہہ ندای عام دی
جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیرؓ بصرہ کی طرف جا رہی ہین
جس شخص کو اسلام کی ہمدردی اور اعزاز دین منظور ہو۔ مخالفین کی جنگ اور خون
جناب عثمان ذی النورینؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہو ہمارے ساتھ چلے۔ اگر اوسکے پاس
سواری و سامان سفر نہ ہو ہم سے اونٹ لے" اس ندای عام سے چھہ سو آدمی آمادہ
ہوے اونکو چھہ سو اونٹ دیئے گئے۔ باقی اور سواریون پر جملہ اہل مکہ و مدینہ ایک ہزار
و بروایت دیگر نو سَو مکہ معظمہ سے نکلکر جانب بصرہ روانہ ہوے۔ کچھ دور چلکر اور اطراف
جوانب کے آدمی آملے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی اور یہہ جنگی قافلہ بادیہ پیما ہوا۔
جب ام المومنین حضرت صدیقہؓ اس قافلہ کے ساتھ بصرہ کو روانہ ہو گئین تو یہان
مکہ مین حضرت ام فضل بنت حارث حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی والدہ ماجدہ نے ایک
شخص ظفر نامی کو قبیلہ جہینہ سے اجرت دیکر مدینہ منورہ اس ہنگامہ کی خبر پہونچانے
روانہ فرمایا۔ ظفر خط لیکر جناب علیؓ کی خدمت مین پہونچے خط آپکے ہاتھہ مین دیا اور
زبانی بھی سارا قصہ کہہ سنایا۔
مکہ سے نکلکر جب وقت نماز ہوا قافلہ ٹھیر گیا۔ مروان نے اذان دی اور حضرات طلحہؓ
و زبیرؓ کے پاس آکر کہا۔ آپ دونون صاحبونمین سے کسکو خلافت کا سلام کرون اور امامت
نماز کسکے سپرد ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ بول اوٹھے میرے باپ کے سپرد کرو۔ حضرت
محمد بن طلحہؓ نے کہا نہین۔ بلکہ میرے باپ نماز پڑھاوینگے۔ جناب عائشہ صدیقہؓ نے یہہ
سنکر مروان کو بلاکر فرمایا۔ کیا تم ہمارے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے ہو۔ امامت میرا

بھانجا (عبد اللہ بن زبیرؓ) کریگا چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت ابن زبیر نے نماز پڑھائی۔ ایک روایت سے عبد الرحمن بن عتاب بن اسید امام مقرر ہوے اور تا وقت شہادت خود امامت کرتے رہے۔

امہات المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کے ساتھہ ساتھہ ذات عرق تک آئین اور اس مقام پر سب آپ سے ملکر وقت رخصت خوب روئین اور اسلام کی نازک حالت پر سخت ماتم کیا۔ مرد و عورتونکے رونے سے اسوقت ذات عرق مین ایک ہنگامہ محشر برپا تھا۔ اس دن کے سوا کبھی کسی جگہہ اسقدر مرد و عورت رونے والے جمع نہ ہوے ہونگے لہذا اس دن کا نام یوم النحیب (رونے کا دن) ہو گیا اسی مقام پر سعید بن العاص مروان اور اوسکے ساتھیونسے آملے۔ سعید نے پوچھا۔ تم لوگ کہان جاتے ہو اور جنسے خونکا بدلہ لینا ہے اونکو پیچھے چھوڑے جاتے ہو ان لوگونکو تو پہلے اسجگہہ ٹھنڈا کردو پھر آگے بڑہو۔ مروان نے جواب دیا۔ ابھی جلدی نہ کرو۔ خاموش چلے چلو حضرت عثمانؓ کے جملہ قاتلین کو ایک دم خاک فنا مین ملا دینگے اور کسی ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے سعید نے مروان سے یہہ جواب پاکر حضرات طلحہ و زبیرؓ سے تنہائی مین پوچھا سچ فرمائیگا اگر آپ کو فتح ہوئی تو امارت و خلافت کسکو دیجئے گا۔ جواب دیا۔ دونون مین سے جسکو سب لوگ باتفاق منتخب کرین۔ سعید نے کہا نہین۔ بلکہ حضرت عثمان کے لڑکے کو دیجئے گا کیونکہ اسوقت آپ لوگ خون عثمانؓ کا بدلہ لینے نکلے ہین۔ دونون صاحبون نے کہا۔ واہ۔ یہہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اکابر و شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر لڑکونکو حاکم بنا دین کیا یہی انصاف اور خیر خواہی اسلام ہے۔ سعید بولے۔ مین گمان کرتا ہون کہ اب میری تمام کوشش اسی جانب ہوگی کہ خلافت بنی عبد مناف کے ہاتھہ سے نکلکر دشمنون

پہونچے (یعنی آپکی وفات مین یہ امید نہ رکھون کہ خلافت میرے خاندان مین رہے گی)
حضرات طلحہ وزبیر رضنے اسکا کچھہ جواب نہ دیا سعید بن العاص ان لوگون کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر لوٹ کھڑے ہوے۔ سعید کے الگ ہوتے ہی عبداللہ بن خالد بن اسید
بہی واپس ہوی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا میرے نزدیک سعید کی رای مناسب ہے
جسقدر بنی ثقیف ہین سب اس قافلہ کا ساتھہ چھوڑ دین۔ چنانچہ مغیرہ اور جسقدر انکے
ہمراہی بنی ثقیف تھے ایک دم سے واپس ہوے۔ حضرات طلحہ وزبیر رض بقیہ لوگون کے
ہمراہ آگے بڑھے اور انہین کے ہمراہ ابان وولید پسران جناب عثمان رض تھے۔

حضرت یعلی بن منیہ نے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو ایک اونٹ پر سوار کیا
جسکا نام عسکر تھا جسکو اسی دینار مین خرید کیا تھا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہہ اونٹ قبیلہ
عرنیہ مین سے ایک شخص کا تھا۔ اوسی اونٹ والے کا بیان ہے کہ مین کسی جگہہ اپنے اونٹ پر
سوار جارہا تھا راستہ مین مجھکو ایک سوار ملا۔ اوسنے پوچھا۔ کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو۔
مین نے کہا ہان۔ پوچھا کس قیمت پر۔ جواب دیا۔ ایک ہزار درم لونگا۔ اوس سوار نے
کہا۔ کیا تم دیوانہ ہو۔ جو اسقدر قیمت کہ رہے ہو۔ مین نے کہا۔ کیون صاحب کیا تم
یہ قیمت گران سمجھتے ہو۔ تم اس اونٹ کے اوصاف کیا جانو۔ یہ ایسا تیز رفتار ہے کہ مین اسپر
سوار ہوکر جس کسی کا قصد کرتا ہون مجھکو بہت جلد اوسکے پاس پہونچا دیتا ہے اور اگر کبھی
مین خود کسی موقع پر فرار ہونا چاہون تو اسکے ذریعہ سے آناً فاناً کوسون نکل جاتا ہون اور
مجھکو کوئی پا نہین سکتا۔ اوس شخص نے کہا۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ یہہ اونٹ کس کے
واسطے خرید اجاتا ہے۔ یہ اونٹ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض کی سواری کیلیے
درکار ہے مین نے کہا۔ یہ بات ہے، تو اونٹ بلا قیمت حاضر ہے شوق سے لیجاؤ

اوسنے کہا۔ یہ نہ ہوگا بلکہ تم میرے ہمراہ گھر چلو مین تمکو اوسکے معاوضہ مین ایک اونٹنی
اور کچھہ درم بھی دونگا۔ مین اوس شخص کے ساتھہ ہولیا۔ میرا اونٹ تو اوسنے لے لیا
اور اوسکے عوض مجھکو ایک اونٹنی نفیس مھریہ اور چھہ سو درم نقد دئے اور کہا۔ کیا
تم کو راہ کی شناخت ہے۔ مین نے جواب دیا۔ اس کام مین تو مشاق ہون اور اس
فن کا ماہر۔ یہہ سنکر اوس نے مجھکو ساتھہ لیا اور اب اوس قافلہ کا رہبر مین ہی تھا
جب کسی نئے جنگل مین پہونچتے تو مجھسے اوس جنگل کی کیفیت پوچھتے یہانتک کہ ہم
چشمہ حواب پر پہونچے یہان کتون نے بھونکنا شروع کیا۔ لوگون نے مجھہ سے دریافت
کیا۔ اس چشمہ کا کیا نام ہے۔ مین نے کہا کہ اس چشمہ کو حواب کہتے ہین یہ کلمہ سنتے ہی ام المومنین
عائشہ صدیقہؓ چلا اوٹھین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس صد افسوس۔ کیا خطائے
فاش سرزد ہوئی یہ تو وہی مقام ہے جسکا نام مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
مبارک سے سنا ہے۔ جسوقت حضور کے گرد بیویان بیٹھی ہوئی تھین تو حضور نے ارشاد
فرمایا تھا۔ کاش۔ مجھکو معلوم ہوتا کہ حواب کے کتے تم مین سے کسکو دیکھکر بھونکین گے
یہ فرما کر حضرت صدیقہؓ نے اونٹ کے بازو پر ہاتھہ مار کر بٹھا دیا اور فرمایا۔ مجھکو یہان سے
واپس لے چلو۔ واللہ مجھکو حضور کے فرمانے کی تصدیق ہوگئی کہ مین ہی وہ ہون
جس کی نسبت حضور نے فرمایا ہے پھر آپ ایک شبانہ روز مع اہل قافلہ اوسی مقام پر
قیام پذیر رہین کہ اسی اثنا مین لوگون نے یہہ غل وشور مچا دیا۔ النجاء النجاء قد
ادرککم علی۔ جلدی کرو جلدی کرو اپنے بچاؤ کی جگہہ ڈھونڈھو۔ علیؓ تمہارے سر پر
پہونچ گئے۔ یہہ غل سنکر سبھون نے نہایت تیزی سے بصرہ کا رخ کیا۔ جسوقت سواد
بصرہ مین پہونچے۔ انکو عمیر بن عبد اللہ تمیمی ملا اوسنے جناب صدیقہؓ کیخدمت مین

عرض کیا۔ اے والدہ مکرمہ۔ مین بکمال ادب آپکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ ہرگز ایسی قوم مین تشریف نہ لیجاوین جس سے آپنے اس سے پہلے خط وکتابت نہ کی ہو۔ اوّلاً عبداللہ بن عامرؓ کو بصرہ مین بھیجئے یہہ وہانکے عامل رہے ہین وہان والونسے ان کے تعلقات قدیم ومراسم دوستانہ واحسانات برادرانہ ہین۔ یہہ پہلے اہل بصرہ سے ملین اور آپکے ارادہ سے اطلاع دین پھر آپ تشریف لیجاوین تاکہ وہ لوگ آپ کی بات سنین اور مطیع فرمان ہون۔ عائشہ صدیقہ رضنے اسی راے سے اتفاق کیا اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ کی جانب روانہ فرمایا۔ اسکے ساتھہ ہی احنف بن قیس۔ صبرہ بن شیمان وغیرہم عمائد ورؤسا شہر بصرہ کے نام جداجدا خطوط لکھوا کر روانہ فرماے اور خود مع قافلہ بانتظار واپسی عبداللہ بن عامرؓ وجواب خطوط بمقام حفین ٹھیر گئین۔

اہل بصرہ کو جب اہل مکہ کی آمد معلوم ہوئی تو عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو عام اشخاص مین سے اور ابوالاسود دوئلی کو جو منجملہ خواص شہر تھے بغرض دریافت منشاء دلی جناب عائشہ صدیقہ رض کی خدمت مین بھیجا۔ ان دونونسے کہہ دیا کہ خود بھی بنظر غور وتامل آپکا قصد ونیت اور آپکے ہمراہیون کی طرز وروش جانچ لینا۔ یہہ دونون بصرہ سے نکلکر قافلہ کی طرف متوجہ ہوے اور حفین پہونچکر آپ کی خدمت مین باریاب ہوے۔ بعد سلام کے عرض کیا۔ ہمارے امیرنے ہمکو حضور کی خدمت مین بھیجا ہے اور خدام والا کے قدم رنجہ فرمانے کا سبب دریافت کیا ہے۔ کیا ہمکو اطلاع احوال کی عزت حاصل ہوگی اور بندگان حضور وجہ تشریف آوری سے مطلع فرمائینگی۔ ام المومنین نے فرمایا۔ بخدا مجھہ سی مادر مہربان اپنی اولاد سے کوئی خبر پوشیدہ نہین رکھتی۔ میرے یہان آنے کا باعث یہہ ہے کہ عام بلوائی اور فتنہ پرداز

قبائل واوباش نے حرم رسول خدامین خونریزی کی - بدعتین کین - خدا و رسول کی لعنت کے مستحق ہوے - بلاقصور وحجت شرعی اپنے امام امیر المومنین عثمانؓ کو قتل کیا جو خون شرعاً حرام و باعزت تھا اوسکو حلال و ذلیل سمجھکر بہایا - مال لوٹ لے گئے - طرح طرح کے فساد کئے - اب ہین مسلمانونکو لیکر اس غرض سے نکلی ہون کہ ان بلوائیونکے حالات سے مطلع ہون اور جو لوگ ہیں پیچھے رہگئے ہین اونکا اضطراب و قلق رفع کرنے کی فکر کرون - نیز یہہ کہ اب مسلمانونکو کیا کرنا چاہیئے - میرا مقصود اس خروج سے محض مسلمانونکی اصلاح حال کرنا ہے - یہہ ہمارا کام ہے کہ نیک کامونکا حکم دین اور بری کامون سے منع کرین - یہہ کہکر آپنے لاخیر فی کثیر من نجوٰہم - تا آخر آیت پڑہی - وہ دونون آدمی اب حضرت طلحہؓ کے پاس آے اور ان سے دریافت کیا - آپ لوگ کس غرض سے یہان آے ہین - جواب ملا - بطلب معاوضہ خون عثمانؓ - انہون نے کہا - کیا آپنے جناب علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت نہین کی - جواب ملا - ہان - ضرور کی مگر اس شرط پر کہ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینگے اور وہ بہی اس حالت سے کہ تلوار میری گردن پر رکھدی گئی تہی اور مین علی کی بیعت نہ توڑتا اگر وہ میرا اور قاتلین عثمانؓ کے درمیان حائل نہ ہو جاتے - پھر وہ دونون حضرت زبیرؓ کے پاس آے - اونسے بہی یہی سوال و جواب ہوا - اہل مکہ کا منشا اور عندیہ لیکر یہہ دونون شخص واپس گئے - ادہر قافلہ مین منادی نے کوچ کی ندا کردی - ابوالاسود حضرت عثمان بن حنیف کے پاس پہونچکر ایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہے -

اسے ابن حنیف مین خبر لے آیا - بس اب تیار ہو جاؤ اور ان آنیوالونکی لڑائی کیواسطے کمر باندہکر صبر و استقلال کیساتھہ میدان مین نکلکر مقابلہ کرو -

عثمان بن حنیف رضؓ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون - بیرب کعبہ اسلام کی چکی چلی خدا خیر کرے - دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے - کون سی زمین سرسبز و شاداب ہماری چراگاہ ہوتی ہے - پھر عمران و ابوالاسود سے مخاطب ہو کر پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے عمران بولے - آپ خاموشی اختیار کر کے انسے الگ ہو جائین اور کسی طرح انکے کام مین خلل انداز نہ ہون - عثمان رضؓ نے کہا مجسے یہہ نہو گا بلکہ مین انکو روکونگا یہانتک کہ امیر المومنین جناب علی رضؓ تشریف لاوین - اسکے بعد عمران اپنے گھر چلے آے اور عثمان اپنے کام مین مصروف ہوے - اتنے مین ہشام بن عامر انکے پاس آے اور یہہ راے دی کہ جو تدبیر آپ کرنا چاہتے ہین مجھکو اندیشہ ہے کہ اس مین مبادا آپ کو امر مکروہ پیش آے کیونکہ اسلامی دیوار مین ایسا شگاف نہین ہوا ہے جو آپ کی تدبیر سے اصلاح پذیر ہو اور شیشہ اسلام کو وہ شکستگی نہین پہونچی جسکی درستی ممکن ہو - یہ لوگ آپکا دباؤ نہ مانینگے اور آپکا کچھ زور اثر نہ چلیگا - مناسب وقت یہی ہے کہ نرمی و ملائمت سے فی الحال کام نکالئے اور انکی زیادتی پر چشم پوشی کیجئے تا وقتیکہ جناب امیر المومنین علی رضؓ کا کوئی حکم اس بارہ مین نہ آے - عثمان بن حنیف رضؓ نے اس سے انکار کیا اور لوگونمین عام منادی کرادی کہ سب مسلح ہو جاوین حکم کی دیر تھی - آن واحد مین سب مسجد مین جمع ہو گئے - عثمان رضؓ نے ایک شخص کوفی قیس نامی کو تقریر کرنے کے لئے کھڑا کیا - اوس نے لوگونکو مخاطب کر کے کہا - اے لوگو اگر یہہ لوگ ڈر کر مکہ سے تمہارے پاس آے ہین تو یہہ بات بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ یہہ ایسے شہر سے آے ہین جہان چڑیون تک کو امن ہے اور اگر طالب قصاص عثمان رضؓ ہین تو پھر ہم لوگونکو کیا غم ہے ہم امیر المومنین عثمان رضؓ کے قاتل نہین - پس میری بات مانو -

جہان سے یہہ لوگ آے ہین اوسی طرف انکو لوٹا دو۔ اسود بن سریع سعدی نے
کھڑے ہوکر کہا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہہ لوگ ہمکو قاتلین عثمانؓ سمجھکر آے ہین۔ یہ بات
نہین ہے بلکہ یہہ لوگ ہمارے پاس اسواسطے آے ہین کہ ہمکو اور ہمارے سوا اور
لوگونکو اپنا مددگار بنا کر قاتلین عثمانؓ پر حملہ کرین۔ پھر قیس پر کنکریونکی بوچھار ہونے
لگی جس سے عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے طرفدار و ناصر بصرہ ہی مین موجود ہین اس سے
انکی دلشکنی ہوئی اور سخت صدمہ پہونچا مگر اپنے دلکو مضبوط کر کے ترتیب لشکر مین
مصروف ہوے۔

مقابلہ اہل مکہ با بصریان

اب قافلے نے بصرہ کا رُخ کیا اور حفین سے چلکر مربد تک پہونچا۔ حصۂ اعلی سے شہر مین
داخل ہونا چاہا مگر اوسی مقام پر ٹہر گئے۔ عثمان بھی اپنے تابعین کے ہمراہ بقصد مقابلہ
بصرہ سے نکلکر میدان مین صف آرا ہوے۔ اہل بصرہ سے جو لوگ جناب عائشہ
صدیقہ کا ساتھہ دینا چاہتے تھے وہ بھی شہر سے نکلکر آپکے لشکر مین مل گئے اور طرفین
کا اجتماع مربد مین ہوا۔ حضرت طلحہؓ میمنہ لشکر پر سردار تھے صف سے نکلکر خطبہ پڑھا خدا کی
حمد و ثنا کی۔ آنحضرت صلعم پر درود بھیجا۔ جناب امیر المومنین عثمانؓ کے فضائل بیان
کئے اور آپکے طلب قصاص پر لوگونکو برانگیختہ کیا۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ میسرہ پر تھے
صف سے نکلے اور ایسا ہی بیان کیا۔ اہل میمنہ نے دونون بزرگونکی تقریر کی تصدیق کی
عثمان بن حنیفؓ حضرت طلحہؓ کے مقابلہ پر میسرہ لشکر اہل بصرہ مین تھے ان کی
اصحاب نے حضرت طلحہ و زبیر کے بیانات کی تکذیب کی اور کہا۔ آپ دونون کی بات کا

اعتبار کیا۔ مدینہ مین جناب علیؑ کی بیعت کی اور یہان یہہ کہنے آے۔ اسپر مٹھی بھر بھر کر دونون طرف سے کنکریان چلنے لگین۔

بعدہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حمد خدا بیان کی اور فرمایا۔ عام اشخاص جناب عثمان بن عفان کو برا کہتے اور اونکے عمال پر عیب لگاتے تہے۔ ہمارے پاس مدینہ مین اکثر شکایات لاتے مگر ہم اون لوگونکو جہوٹا۔ مکار۔ دغاباز۔ مفتری۔ فتنہ پرداز پاتے تہے اور جناب عثمانؓ کو نیک۔ پرہیزگار۔ وفادار منصف۔ عادل۔ رحمدل جانتے تہے۔ اہل غرض کے دلون مین جو بات تہی اوسکے خلاف ظاہر کرتے اور ہمیشہ دلی خیالات پوشیدہ رکھتے رہے۔ افسوس۔ اسپر بہی اون لوگون نے بس نہ کیا بلکہ ایک جتہا چوری چوری قائم ہو کر فی الجملہ قوت حاصل کرلی اور دفعۃً آپکا محاصرہ کرلیا اور آپکو بلاجرم وقصور نہایت تکلیف کیساتہہ بے بس و مجبور کرکے بے آب و دانہ شہید کر ڈالا محرمات خداوندی کو بلاتردد و بغیر عذر شرعی حلال کرلیا۔ اب تمکو بجز اسکے کہ قاتلین عثمانؓ سے بدلہ لو اور کتاب اللہ پر عمل کرو اور کوئی صورت جائز نہین ہے۔

جناب ام المومنینؓ کی اس تقریر کا یہہ اثر ہوا کہ عثمانؓ بن حنیف کے ہمراہی دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق تو آپکے تابع ہوے اور یہہ کہتے تہے۔ بیشک جناب ام المومنین سچ فرماتی ہین۔ دوسرے عثمانؓ بن حنیف کے مطیع رہے اور اس فریق کی تکذیب کرتی تہے۔ پہر آپس مین ایک دوسرے کو کنکریان مارنے لگے۔ جناب ام المومنین یہ رنگ دیکھکر اپنے خیمہ مین واپس آئین آپکے ہمراہی اہل میمنہ بہی مقابلہ عثمان بن حنیف سے ہٹکر مقام دباغین حدود مربد مین چلے آے۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہی جنکا میلان ام المومنینؓ کی طرف تہا ادہر ٹوٹ آے۔ بعضے حالت تذبذب مین اور بعضے

دل سے انکے ساتھہ رہے۔

اتنے مین حضرت جاریہ بن قدامہ سعدی جناب ام المومنین صدیقہؓ کی خدمتمین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے ام المومنین۔ بخدا اے لم یزل۔ جناب عثمان ذی النورین کا شہید ہونا اس سے آسان و پسندیدہ تہا کہ آپ اس ملعون اونٹ پر سوار ہوکر لڑائی کو اپنے گہر سے نکلین۔ آپکے واسطے خداوند تعالی کا تو یہہ حکم تہا کہ پردہ مین حرمت وعزت کے ساتہہ سکونت پذیر ہوتین۔ آپنے اوس پردہ کی ہتک کی اور اپنی حرمت کو مباح کر دیا۔ لاشک جو آپسے لڑنا چاہتا ہو اوسکا قتل مناسب ہے۔ اگر آپ اپنی طبیعت سے یہان تشریف لائی ہین اور جنگ و جدال کا ارادہ ہے تو اب بہی خیریت ہے۔ آپکے حق مین بہتر ہے کہ اپنے مکان کو واپس جائین اور اگر از خود نہین بلکہ لوگون کے کہنے سننے سے مجبوری ولاچاری کے درجہ سے آئی ہین تو اللہ تعالی سے استعانت چاہین اور لوگونکو واپس ہونے کا حکم دین۔ یہہ تقریر ختم نہ ہوئی تہی کہ ایک جوان بنی سعد مین سے حضرات طلحہ و زبیرؓ کے پاس گئے اور اس طرح کہا۔ ای زبیرؓ۔ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہین اور اے طلحہؓ آپنے آنحضرت صلعم کی حفاظت اپنے ہاتہہ سے کی ہے آپ دونون صاحب جلیل القدر صحابی ہین۔ افسوس۔ جاے تعجب ہے کہ آپ اپنی والدہ مکرمہ کو تو یہان لڑائی پر ساتہہ لاے مگر یہہ تو فرمائیے کہ کیا آپ کی بیویان بہی آپکے ساتہہ آئی ہین۔ دونون نے جواب نفی مین دیا۔ جوان بنی سعد نے کہا۔ تو مین آپ لوگونکا ساتہہ نہین دیتا۔ یہہ کہکر اس لشکر سے الگ ہوگئے۔ ادہر یہہ باتین ہو رہی تہین کہ حکیم بن جبلہ عبدی اہل بصرہ کی جانب سے سوار ونکا رسالہ لئے ہوے آپہونچا اور آتے ہی لڑائی چہیڑ دی۔ پہلے تو

اہل مکہ نے بغرض مدافعت تیرونکا مینہ برسایا پھر یہہ خیال کرکے کہ تیر باری موقوف کردینے سے شائد حکیم بھی رُک جاوے اپنا ہاتھہ کچھہ دیر روکا مگر حکیم نہ رُکا اور نہ اپنے سوارونکو حملہ کرنے سے روکا آخر مجبور ہوکر پھر اِدہر سے جناب ام المومنین رضؓ نے بھی لدہر سے جواب دیا۔ یہہ لڑائی فم السکہ پر ہوئی۔ طرفین سے تہوڑی ہی دیر تک ایک دوسرے پر حملے ہوتے رہے کہ اتنے مین شام ہوگئی اور رات نے انکے درمیان پڑکر لڑائی سے باز رکہا۔ عثمان بن حنیف دارالامارت کو واپس گئے اور اہل مکہ دارالرزق کیطرف متوجہ ہوے۔

تمام رات امید وبیم مین گذری۔ طرفین اپنے اپنے سامان مین مصروف رہے دو دو چار چار گہڑی بعد کسی نکسی طرف سے لوٹ مار کی آواز خوفناک دل ہلانے والی لوگونکے کانون مین پڑجاتی تہی۔ فریقین مین سے جو جسکو پاتا تہا گرفتار کرلیجاتا تہا۔ خدا خدا کرکے سفیدۂ صبح نمایان ہوا۔

میدان دارالرزق رزمگاہ طرفین قرار پایا۔ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ مین صفین درست کرکے ٹہیرے۔ حکیم بن جبلہ ہاتھہ مین نیزہ لئے صف مین پہر رہا تہا اور ام المومنین رضؓ کو گالیان دیتا جاتا تہا۔ عبدالقیس مین سے ایک شخص اوس سے متعرض ہوا اور کہا۔ تم کس کو گالیان دے رہے ہو۔ جواب دیا۔ عائشہ کو۔ اوس شخص نے کہا۔ اے ابن خبیثہ (حرامی) کیا ام المومنین رضؓ کی شان مین یہہ کہہ رہا ہے حکیم نے ایک نیزہ مارکر اوسکا کام تمام کیا اور گالیان بکتا ایک عورت کے پاس ہوکر گذرا۔ اوس عورت نے بھی اسکو منع کیا۔ اوسکو بھی مار ڈالا۔ پھر تو زور شور کے ساتھہ لڑائی شروع ہوگئی اور دن ڈہلے تک بازار جدال وقتال گرم رہا۔ عثمان بن حنیف کے

ہمراہی بہت سے مارے گئے اور طرفین سے بتعداد کثیر اشخاص زخمی ہوے۔ جب لڑتے لڑتے دونون فریق تہک گئے لاچار ہوکر صلح کی طرف جہکے۔ اس مضمون کا عہدنامہ لکہا گیا کہ ایک شخص معتمد علیہ فریقین مدینہ کو بہیجا جاوے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے کہ حضرت طلحہ وزبیرؓ نے جبرًا بیعت کی ہے یا خوشی سے اگر جبرًا بیعت انکی ثابت ہوجاوے تو عثمان بن حنیف بصرہ چہوڑکر چلے جاوین اور حضرات طلحہ وزبیر بصرہ پر قبضہ کرلین درصورت دیگر یہہ حضرات بصرہ سے باز آئین اور مع اپنے لشکر کے بصرہ سے کوچ کرین

بعد تکمیل عہدنامہ کعب بن سور (قاضی بصرہ) مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ جب یہہ مدینہ مین داخل ہوے جمعہ کا دن تہا لوگ انکے پاس جمع ہوگئے۔ انہون نے اوس مجمع مین کہڑے ہوکر کہا۔ اے اہل مدینہ۔ مین اہل بصرہ کی طرف سے قاصد ہوکر تمہارے پاس آیا ہون اور سب صاحبون سے یہہ پوچہتا ہون کہ حضرت طلحہ وزبیرؓ نے جناب علیؑ کی بیعت بطیب خاطر راضی وخوشی سے کی ہے یا جبرًا کراہت وزبردستی وخوف جان سے۔ اسکے جواب مین جملہ حاضرین نے سکوت اختیار کیا مگر حضرت اسامہ بن زید کہڑے ہوگئے اور کہا حضرت طلحہ وزبیرؓ نے جبرًا بیعت کی۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی لوگ چارون طرف سے حضرت اسامہ پر ٹوٹ پڑے اور اونکو مارنے لگے قریب تہا کہ انکا کام تمام ہو جو صہیبؓ۔ ابوایوبؓ۔ محمد بن مسلمہؓ دوڑ پڑے اور اسامہ کو لوگون کے ہاتہہ سے بچاکر اونکے گہر پہونچا آے۔

کعب بن سور یہہ حال دریافت کرکے بصرہ کی جانب واپس ہوے۔ اس واقعہ کی خبر جناب علیؑ کو بہی پہونچی۔ آپ نے عثمان بن حنیف کو خط لکہا جسکا مضمون یہہ ہے۔ طلحہ وزبیر میری خلافت سے کیا ناخوش ہوے بلکہ مجہپر لوگون کا اتفاق کرنا اور مجہکو افضل

جانتا ہی اونکو ناگوار ہوا واللہ اگر وہ مجہسے خلع خلافت چاہتے ہین تو اس خواہش مین اونکا کوئی عذر مقبول نہین اور اگر اسکے سوا اور کچھہ چاہتے ہین تو وہ ہمکو دیکھہ لین گے اور ہم اونکو سمجھہ لین گے۔

یہہ خط عثمان بن حنیف کے پاس پہونچا۔ کعب بن سور نے بہی بصرہ مین پہونچکر زبانی حال بیان کیا۔ کعب کی واپسی پر حضرات طلحہ و زبیرؓ نے عثمانؓ کو واسطے گفتگوئے صلح اپنے پاس بلا بہیجا اور بصرہ خالی کر دینے کا پیغام دیا مگر عثمانؓ اونکے پاس نہین گئے اور حضرت علیؓ کا فرمان پاکر بصرہ خالی کرنے سے قطعاً انکار کیا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ چند اشخاص کو لیکر اندہیری رات مین بعد نماز عشا مسجد کی طرف آے۔ یہہ لوگ عشا دیر کر کے پڑہتے تہے چنانچہ اسوقت مسجد مین نمازی جمع تہے اور اتفاقاً اوسوقت عثمان بن حنیف نے وقت معمولی سے دیر کر دی اور مسجد مین نہین آے۔ کہتے ہین کہ اوس شب آندہی پانی بشدت تہا اور تاریکی عالم گیر تہی حضرات طلحہ و زبیرؓ کے حکم سے عبد الرحمن بن عتاب نے آگے بڑہکر مسجد کے اندر حملہ کیا۔ مسجد مین جو لوگ تہے وہ بہی تلوارین نکالکر مقابل ہوے۔ دونون طرف سے خوب تلوار چلی اوسوقت مسجد مین چالیس آدمی تہے وہ قتل ہوے پہر ان کا کوئی مزاحم نہ رہا۔ عثمان بن حنیف کو ڈہونڈہا مگر نہ پایا آخر اونکے گہر مین گہس پڑے اور اونکو حضرت طلحہ و زبیرؓ کے پاس لے آے۔ انکے پاس پہونچتے پہونچتے عثمانؓ کا یہہ حال ہو گیا کہ انکے چہرہ پر ڈاڑہی برائے نام رہ گئی تہی باقی تمام ڈاڑہی مونچہین لوگون نے نوچ ڈالین۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ کو انکی یہہ توہین دیکہکر تاسف ہوا اور جناب ام المومنین عائشہؓ کو اس حال سے خبر دی۔ آپنے حکم دیا کہ یہہ چہوڑ دئے جاوین اور بعضے کہتے ہین کہ جب عثمانؓ پکڑے گئے تو لوگ انکو جناب ام المومنین رضؓ کی

خدمت مین لے گئے اور انکے باب مین حکم مناسب چاہا۔ آپنے انکے قتل کا حکم دیا۔ اسپر ایک عورت جو وہان موجود تھی بول اوٹھی مین آپ کو خدا کی قسم دلاتی ہون کہ یہہ صحابی ہین صحبت نبوی کا پاس و لحاظ فرمایئے۔ آپنے حکم دیا۔ اچھا قید کر دو۔ مجاشع بن مسعود نے کہا۔ انکو خوب مارو پھر انکی ڈاڑھی۔ موچھین۔ پلکین۔ ابرو۔ مونڈکر چھوڑ دو چنانچہ چالیس دُرّے انکو مار کر چار ابرو کا صفایا کر کے چھوڑ دیا۔ اب بیت المال پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو افسر کر دیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون۔)

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جسوقت اہل مکہ بصرہ کے نواح مین داخل ہوی تو جناب ام المومنین عائشہؓ کی طرف سے ایک خط بنام زید بن صوحان لکھا گیا جسکا یہہ مضمون ہے۔ ام المومنین عائشہ رضؓ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنام زید بن صوحان جو انکا خالص بیٹا ہے۔ **امابعد**۔ میرا یہہ خط پاکر تم فوراً میری مدد کو پہونچو۔ اگر تم تاخیر کروگے تو لوگ حضرت علیؓ کے دباؤ سے مجھکو ذلت دینگے۔ زید بن صوحان نے اسکے جواب مین یہہ لکھہ بھیجا۔ بیشک مین آپکا خالص و سچا بیٹا ہون بشرطیکہ آپ اس گروہ و قافلہ سے الگ ہوکر اپنے گھر جاکر بیٹھہ رہین ورنہ سب سے پہلے مین ہی آپکا مخالف ہون۔

زید بن صوحان نہایت افسوس کے ساتھہ کہتے تھے۔ ام المومنین پر خدا رحم فرمائے اونکو تو یہہ حکم تھا کہ گھر مین بیٹھی رہین اور ہمکو جہاد و قتال اور گھر سے باہر نکلنے کا حکم ہوا تھا مگر افسوس قضیہ برعکس ہوگیا۔ ام المومنین نے اوس حکم کو ترک کیا اور ہمارے واسطے وہ حکم تجویز کیا (یعنی خانہ نشینی) اور جو کام ہمارا تھا وہ خود کرنے لگین اور ہم کو اس (جہاد) سے منع کر دیا۔

جسوقت اہل مکہ بصرہ مین داخل ہوے ہین اوسوقت یہان کے عامل عثمان بن حنیف تھے جب انسے اور اہل مکہ سے مخاصمت ہوئی تو زید بن صوحان نے اہل مکہ سے دریافت کیا عثمان بن حنیف تو تمہارے یار و یمن ہین انسے کیون ناخوش ہو۔ جواب دیا ہم انکو اہل امارت نہین پاتے اور رہا ہمارے ساتھہ جس طرح یہہ پیش آے معلوم ہے۔ زید نے کہا مجھکو عثمان بن حنیف نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی کی خدمت مین تمہارے آنے کی اطلاع بذریعہ خط کردون اور تا وقتیکہ وہان سے جواب نہ آوے مین امامت کرتا رہون اہل مکہ زید سے باز رہے اور انہون نے دار الخلافت کو خط لکھہ بھیجا۔ اس کے بعد دو یا تین دن گذرے تھے کہ لوگ عثمان بن حنیف پر حملہ کر بیٹھے۔ جب عثمان بن حنیف کو قید کر لیا تو طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ مین داخل ہوے اور لوگون کو جمع کر کے کہا۔ اے اہل بصرہ توبہ گناہ کے لئے ہے۔ ہم لوگون نے چاہا تہا کہ جناب امیر المومنین عثمان ذی النورین کی نسبت جو شکایات عام لوگونکی تہین اوس سے آپکو بری الذمہ کر دین مگر اس درمیان مین کمینے بلوائیون نے بلوہ کر کے آپکو شہید کر ڈالا۔ حاضرین نے حضرت طلحہؓ کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ کے خطوط تو ہمارے پاس اسکے خلاف آتے تھے۔ حضرت زبیر نے جواب دیا۔ ہم نے یقیناً ایسے خط نہ لکھے ہونگے۔ اس فقرہ کو ختم کر کے حضرت عثمان ذی النورین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور حضرت علی کی شان مین اسی واقعہ کی متعلق تہمت لگانا شروع کیا۔ ایک شخص بنی عبد القیس سے اوٹھہ کھڑے ہوے اور کہا۔ آپ تہوڑی دیر خاموش رہین مجھکو کچھہ عرض کرنا ہے۔ حضرت زبیرؓ خاموش ہو گئے۔ اوسنے کہا۔ اے حضرات مہاجرین۔ آپ وہ لوگ ہین جنہون نے سب سے پہلے دعوت اسلام قبول کی اور اس فضیلت مین آپ اورون سے بڑھے رہے۔ آپکے بعد اور لوگ

اسلام مین داخل ہوے۔ بعد وفات حضور سرور کائنات اپنے مین سے ایک شخص کے
ہاتھ پر بیعت کی اور اونکو اپنا خلیفہ بنالیا۔ آپنے ہم لوگونمین سے کسی سے مشورہ نہ لیا مگر
ہم آپکے انتخاب خلیفہ پر راضی ہوے اور اونکو اپنا امیر وحاکم تسلیم کرلیا۔ خداوند تعالے
نے اونکی امارت کو مسلمانونکے واسطے برکت کا سبب کیا۔ پھر وہ خلیفہ اول جبوقت
رحلت فرما ہوے آپنے ایک اور شخص کو اپنی راے وتجویز سے بغیر اسکے کہ ہم سے
مشورہ لین اپنا خلیفہ بنالیا۔ ہم اسپر بھی راضی رہے اور اونکی خلافت وامارت بخوشی
خاطر قبول کی۔ جب دوسرے خلیفہ نے بھی وفات پائی تو چہ آدمیونکے مشورہ پر
امر خلافت رہا اور آپ لوگون نے بغیر ہمارے مشورہ کے جناب عثمانؓ کے ہاتھہ
پر بیعت کی پھر آپ ہی لوگ اونسے بددل ہوے اور بغیر صلاح ہمارے اونکو قتل کیا
اب حضرت علیؓ کی بیعت کرلی اس مین بھی ہمسے کچھہ نہ پوچھا مگر ہم ان دونون امیرونکی
امارت کے منکر نہ ہوے اور جو کچھہ آپ لوگون نے کیا ہر طرح جائز وگوارا رکھا۔ اب کیا
ہوگیا کہ حضرت علیؓ سے بھی ناراض ہوکر اونسے لڑائی پر آمادہ ہوگئے ہو۔ کیا اونھون
نے مال غنیمت خود لے لیا اور آپ کو اوسمین سے کچھہ نہ دیا یا کوئی ناحق کارروائی
اونسے ظاہر ہوئی جسکی وجہ سے آپنے یہہ قصد کیا ہے یا کسی فعل ناجائز کے مرتکب
ہوے ہین کہ جس سے استحقاق خلافت باطل ہوگیا پھر اسپر بھی بس نہین بلکہ
ہمکو بھی اپنے ساتھہ لیا چاہتے ہو اور ہم سے شرکت کی درخواست ہے۔ یہ کیا بات ہے
ذرا ہم کو بھی تو معلوم ہو۔ حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کے ہمراہی اس شخص پر ٹوٹ پڑے اور
قتل کرنا چاہا مگر اوسکے ہم قوم حمایت پر اوٹھہ کھڑے ہوے اور اسوقت انکے
ہاتھہ سے بچالیا۔ دوسرے دن موقع پاکر اہل مکہ نے پھر اوس شخص عبدی پر حملہ کیا

اوسکے سب ساتھیونکو گھیر لیا۔ آخر ایک دم سے ستر آدمی اونمین سے مارے گئے

اسکے بعد حضرت طلحہؓ و زبیرؓ عثمان بن حنیفؓ کو گرفتار کرکے بصرہ مین مقیم رہے

بیت المال پر انکا قبضہ تھا۔ محبس انکے تحت مین تھا۔ اکثر اہل بصرہ انکے مطیع ہوگئے

اور جو انکی رفاقت سے علیحدہ تھے وہ چپ رہے۔

عثمانؓ بن حنیف پر جو کچھ گذری اسکی خبر حکیم بن جبلہ کو جب پہونچی تو کہا۔ اگر

مین عثمانؓ کی مدد نہ کرون تو خدا سے بالکل نڈر ہون۔ یہہ کہکر عبد القیس و ربیعہ کا

ایک گروہ ساتھہ لیکر عثمانؓ کی کمک کو دار الرزق کا قصد کیا۔ اس گھر مین غلہ بھرا

تھا حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا ارادہ تھا کہ یہہ غلہ نکالکر اپنی جماعت پر تقسیم کردین

چنانچہ اسی غرض سے وہ بہی اسوقت یہان آئے تھے۔ ان دونون مین ملاقات

ہوئی۔ ابن زبیرؓ نے حکیم سے پوچھا۔ تم یہان کسواسطے آئے ہو۔ حکیم نے کہا ہم کچھہ

غلہ لینے آئے ہین اور ہماری یہہ خواہش ہے کہ آپ عثمانؓ کو چھوڑ دین وہ دار الامارت

مین رہین اور حسب صلحنامہ ہمارے اور آپکے تا آنے جناب علی کسی قسم کی حجت و

تکرار نہو۔ قسم خدا کی اگر اسوقت ہمارے پاس کافی مدد ہوتی تو ہم آپ کی زیادتی

پر ہرگز صبر نہ کرتے بلکہ جسقدر آپنے ہمارے آدمی قتل کرڈالے ہین ہم آپ سے اسکا

بدلہ لیتے۔ چونکہ آپنے ناحق مسلمانونکو قتل کیا لہذا آپ لوگونکا بہی خون بہانا

اب روا ہوگیا ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ آپ لوگ غضب الٰہی سے بالکل نہین

ڈرتے۔ فرمایئے تو سہی کہ وہ کونسی حجت اور حیلہ شرعی ہے جس سے آپ

حرام خون کو حلال سمجھتے ہین۔ ابن زبیرؓ نے جواب دیا۔ امیر المومنین جناب عثمانؓ

کے خون کے بدلہ مین۔ حکیم نے کہا۔ تو کیا جن لوگونکو آپنے قتل کیا وہ حضرت عثمانؓ کے

قاتل تھے۔ آپکو عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے۔ ابن زبیرؓ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور یہہ کہا۔ ہم تمکو اس غلہ سے کچھہ نہ دینگے اور نہ ہم عثمان بن حنیف کو چھوڑینگے تاوقتیکہ جناب علیؓ خلافت کو ترک کردین حکیم بولے۔ خدایا! تو حاکم عادل ہے ہمارا انکا انصاف تیرے ہاتھہ ہے۔ پھر اپنے ہمراہیونسے کہا۔ اب مجھکو ان لوگونسے لڑنے مین کوئی شک نہین رہا جس کسی کو شک ہو وہ واپس جاے۔ اتنا کہہ کر حکیم بن جبلہ آگے بڑھے اور لڑائی شروع ہوگئی حضرت طلحہ و زبیرؓ بھی خبر پاتے ہی اپنی جماعت کے ساتھہ مقام جنگ مین آپہونچے۔ حکیم نے اپنے گروہ مین چار سپہ سالارونکو جنگ کا ذمہ دار بنایا۔ خود حضرت طلحہؓ کے مقابل ہوا۔ ذریح کو زبیر کے مقابل۔ ابن المحترش کو عبدالرحمٰن بن عتاب کے اور حرقوص بن زہیر کو عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے مقابلہ پہ مقرر کردیا۔

حضرت طلحہؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ اہل بصرہ جن سے ہم خون کے طالب ہین ہمارے واسطے جمع ہوگئے۔ خدایا! انمین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھنا۔ اب لڑائی نہایت تیزی سے شروع ہوگئی۔ حضرت طلحہؓ تین سو آدمیونکے ساتھہ حملہ آور ہوے۔ حکیم میدان جنگ مین تیغ زنی کررہے تھے ناگاہ ایک شخص نے ایک ہاتھہ تلوار کا انکے پانون پر ایسا مارا کہ وہ کٹکر جدا ہوگیا اور حکیم سُرین کے بھل گر پڑے پھر سنبھلکر اپنا کٹا ہوا پانون اوس شخص کے ایسا تاک کر مارا کہ وہ گر پڑا یہہ جست کرکے اوسکے پاس پہونچے اور تلوار سے قتل کردیا پھر بوجہ زخمی ہونے کے اوس مردہ لاش سے تکیہ لگا کر بیٹھہ رہے۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا لیگئے۔ پھر بھی یہ ایک ہی پانون پر کھڑے رہے چارون طرف تلوار چل رہی تھی اور یہہ کھڑے ہوے

طلحہؓ و زبیرؓ کو برا کہہ رہی تہے ناگاہ کسی نے پکار کر کہا۔ اب تم نے اپنے اعمال بد کا
بدلہ پایا۔ جب مصیبت پڑی تو گہبراتے ہو یہہ وہی خدا کا عذاب ہے جیسا تم نے اپنے
امام مظلوم کے ساتہہ کیا اور جماعت اسلام مین تفرقہ ڈالا۔ اب فی الحال تم بہی مزہ چکہہ لو
اس معرکہ مین بہت سے آدمی حکیم کی طرف کے کام آے۔ حکیم بن جبلہ بہی مارے گئے
انکو یزید بن اسحم نے قتل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ انکا قاتل ضخم نامی ایک شخص ہے۔
حکیم کی لاش انکے قاتل یزید بن اسحم اور حکیم کے بہائی کعب کی لاشون کے درمیان
ملی۔ حکیم کا لڑکا اشرف اور دوسرا بہائی رعل بن جبلہ بہی مارا گیا۔ حکیم کے مارے
جانے کے بعد عثمان بن حنیف کو بہی لوگون نے قتل کرنا چاہا مگر انہون نے کہا۔
میرا بہائی سہل مدینہ مین ہے۔ یاد رکہو اگر مجہکو قتل کروگے تو وہ میرا بدلہ تمسے
لیگا۔ لوگون نے انکو چہوڑ دیا اور یہہ مدینہ کی طرف روانہ ہوے۔ ذریح مع
اپنے ہمراہیون کے مارے گئے۔ پہر منادی نے ندا کی۔ جسکے پاس گروہ قاتلین
جناب عثمانؓ مین سے کوئی شخص ہو وہ لاکر حاضر کرے چنانچہ یہہ لوگ لامے گئے
اور سب قتل کر دیئے گئے صرف ایک حرقوص رہ گئے اہل مکہ نے قتل و قید کرتے
ہوے انکا تعاقب کیا مگر انکی قوم بنی سعد نے روکا۔ حرقوص بہی منجملہ قاتلین حضرت
عثمانؓ تہے انکے نہ دینے سے اہل مکہ غضبناک ہوے اور ایک مدت مقرر کر دی
کہ اس عرصہ مین حرقوص کو حوالہ کر دین اسپر بنی سعد کو شاق گذرا اور حرقوص
کو نہ دیا عبد القیس بہی اس بات پر بگڑ گئے کہ بعد جنگ کے لوگ پکڑ پکڑ کر کیون
قتل کیے گئے۔

بعد خاتمہ جنگ کے حضرت طلحہ و زبیرؓ نے لوگون کو بیت المال سے انعام تقسیم کیا

جو لوگ انکے خاص مطیع و فرمانبردار تھے اونکو کچھہ زیادہ دیا۔ عبد القیس اور بکر بن وائل
ناخوش ہوکر انکی جماعت سے نکل گئے۔ بیت المال پر قبضہ کرنا چاہا مگر اور لوگ مانع
ہوے پھر بھی جو کچھہ ہاتھہ آیا لیکر چلتے ہوے اور بصرہ سے نکلکر بانتظار تشریف
آوری جناب علی مرتضیٰ رضہ راہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔

حضرات طلحہ و زبیر رضہ نے اہل شام کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور جناب عائشہ صدیقہ رضہ
کی طرف سے اہل کوفہ۔ اہل یمامہ و اہل مدینہ کو بھی اس حال سے آگاہ کیا اور حضرت عثمان رضہ
کے قاتلین سے بدلہ لینے کی ترغیب اور اپنے ساتھہ شریک ہوکر اس کام کی پورا کرنیکی
تاکید بلیغ کی۔ اسی مضمون کے خطوط بھی لکھکر روانہ کئے گئے۔ یہہ واقعہ اواخر ماہ
ربیع الثانی سنہ ۳۶ھ مین جب پانچ راتین ماہ مذکور کی باقی تھین واقع ہوا۔

اسکے بعد اہل بصرہ نے حضرات طلحہ و زبیر رضہ کی بیعت کر لی۔ بعد انعقاد بیعت حضرت
زبیر رضہ نے فرمایا۔ اگر ایک ہزار سوار میرے ساتھہ ہون تو مین آگے بڑہکر حضرت علی پر حملہ
کرون۔ مگر کسی نے سماعت نہ کی۔ آپنے کہا۔ یہہ وہی فتنہ ہے جسکی خبر ہمکو پہلے سے
دی گئی تھی۔ اسپر آپکے ایک غلام نے کہا۔ آپ اس ہنگامہ کو فتنہ سمجھتے ہین اور پھر
دیدہ و دانستہ جنگ مین شریک ہین۔ جواب دیا۔ ہم خوب دیکھتے اور جانتے ہین اور
اسپر کیا موقوف ہے ہمنے ہر کام ہونے والیکو معلوم کرلیا اور یہہ بھی جان لیا کہ ہمارا
قدم اس کام مین فلان موضع پر ہوگا البتہ اس کام کا انجام معلوم نہین کہ کیا ہونا ہے

علقمہ بن وقاص لیثی کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت ام المومنین عائشہ رضہ۔ طلحہ رضہ و زبیر رضہ
نے خروج کیا ہے مین حضرت طلحہ کو دیکھتا تھا کہ وہ اکثر تنہائی مین سرنگون عالم تفکر مین
خاموش بیٹھے رہتے تھے اور خلوت اونکو بہت پسند تھی۔ مین نے پوچھا۔ ای ابو محمد

کیا وجہ ہے کہ آپ کو تنہائی پسند ہے اور اکثر سوچ مین رہتے ہین۔ اگر آپ کے نزدیک یہ جنگ و جدال مکروہ ہے تو آپ گھر بیٹھین۔ آپنے جواب دیا۔ اے علقمہ ہم سب ایک وقت مین اپنے دشمنونکے حق مین ایک قوی ہاتھہ تھے۔ اب (باہمی نزاع سے) دو پہاڑ مضبوط و سخت لوہے کے ہوگئے اور آپس مین ایک دوسرے کا خواہان ہوگیا۔ مجھسے جناب امیر المومنین عثمانؓ کے حق مین جو کچھہ (کمی و قصور نصرت و اعانت مین) واقع ہوا اب اوسکی تو یہی ہے کہ طلب قصاص خون حضرت عثمانؓ مین میرا خون بھی زمین پر گرے مین نے کہا۔ اگر آپکا یہہ قصد ہے تو اپنے بیٹے محمد کو گھر واپس کیجیے۔ آپ صاحب زمین و جائداد و اہل و عیال ہین خدانخواستہ اگر آپ جنگ مین کام آے تو یہہ آپ کی جگہہ قائم رہینگے۔ جواب دیا۔ تم اونکو روکو اور لڑائی سے پھیر کر مکان کو بھیجدو۔ مین محمد بن طلحہؓ کے پاس آیا اور کہا۔ تمہارا گھر رہنا مناسب ہے۔ مبادا تمہارے والد کو چشم زخم زمانہ پہونچے تو تم بجاے اونکے گھر بار کے محافظ و نگران رہوگے۔ محمد نے جواب دیا۔ مجھے یہہ کب پسند ہے کہ والد بزرگوار جان دینے جاوین اور مین بآرام گھر پر رہون۔ جب اونکا حال معلوم نہو تو آنے جانے والونسے پوچھتا پھرون کہ اہل قافلہ کیسے ہین۔

روانگی جناب علیؓ جانب بصرہ

ہم اوپر لکھہ آے ہین کہ جسوقت اہل مکہ کا قصد اہل مدینہ کو معلوم ہوا اور جناب علی مرتضیٰ بھی اہل مکہ کے ارادہ پر مطلع ہوے تو آپنے شام کا عزم فسخ کرکے انکی جانب توجہ فرمائی۔ اس کام کے واسطے اکابر و اشراف مدینہ کو جمع کرکے بعد حمد و ثنا کے فرمایا۔ اب لوگونکی حالت درست نہ ہوگی تاوقتیکہ اونسے وہی معاملہ سابق والا جس سے وہ

صلاح پذیر ہوے ہین نہ کیا جاوے یہ راہ راست پر نہ آوینگے لہذا صب صاحب خداوند تعالے
سے مدد چاہین وہ مددگار اور ہمارا معین وناصر ہے وہ سب کام درست کر دے گا
اہل مدینہ نے جب آپکا قصد جنگ کی جانب دیکھا ابتداءً بمقابلہ حضرات ام المومنین
صدیقہؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ خروج کرنا شاق گذرا۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی یا حنظلہ لوگونکو سست دیکھکر
اوٹھہ کھڑے ہوے سب کے سامنے اپنی مستعدی ظاہر کی اور جناب علیؓ سے کہا اور
لوگونکو خروج کرنا ناگوار ہے تو کیا مضائقہ وہ نہ جاوین مین آپکے ہمراہ رکاب ہون اور
جان دینے کو حاضر۔ انکے اوٹھتے ہی دو اصحاب جلیل القدر جو انصار مین ذی عزت وعالی
مرتبہ تھے ابوالہیثم بن تیہان بدری خزیمہ بن ثابت آپ کی رفاقت پر مستعد ہو گئے
بعض روایات مین ابوقتادہ انصاریؓ بھی ہین۔

امام شعبی کا بیان ہے کہ اس فتنہ مین بجز چہ اصحاب اہل بدر کے ساتوان بدری
شریک نہین ہوا۔ سعید بن زید کا قول ہے کہ کوئی عمل خیر ایسا نہین جسکو چار صحابہ آنحضرتؐ
ملکر کرین اور اوس مین جناب علیؓ ایک نہ ہون۔

مروی ہے کہ حضرت ابوقتادہ انصاریؓ نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آنحضرت صلعم
نے یہ تلوار اپنے مبارک ہاتہہ سے میرے گلے مین ڈالی تھی۔ مین نے اسکو عرصہ تک
نیام مین رکھا ہے اب اسکے نکلنے کا وقت آگیا اور آپکے مخالفین پر چلنا چاہتی ہے
مین چاہتا ہون کہ آپ مجھکو سب سے پہلے اوس طرف روانہ کرین چنانچہ آپنے اونکو پہلے
ہی سے بھیجدیا۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے بھی فرمایا۔ امیر المومنین میرے چلنے مین خدا کی نافرمانی کا
خوف ہے، اور شاید آپ کو بھی میرے ہمراہ چلنے سے انکار ہوگا ورنہ مین آپ کے ساتھہ

ضرور چلتی یہہ میرا چچیرا بھائی جو مجھکو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے آپ کے ہمراہ رکاب جاویگا
اور معرکون مین لڑیگا چنانچہ یہہ صاحب جناب علیؓ کے ہمراہ ہوے اور اس جنگ مین ساتھ
رہے بعد اسکے آپنے اونکو بحرین کا عامل مقرر کر دیا پھر اونکو معزول کر کے بجاے اون کے
نعمان بن عجلان دورقی (زرقی) کو مامور فرمایا۔

جناب علی مرتضیٰؓ نے قبل روانگی خود مدینہ پر حضرت تمام ابن عباسؓ اور بروایت
بعض سہیل بن حنیفؓ کو اور مکہ پر قثم بن عباسؓ کو مامور فرمایا اور اخیر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ
مین اوس لشکر کے ساتھ جسکو شام کے واسطے مرتب کیا تھا بصرہ کی طرف روانہ ہوی
کوفیون اور بصریون کے نوسو آدمی اور اہل مدینہ بھی بخوشی خاطر ہمراہ رکاب ظفر انتساب
آپکے لشکر مین تھے۔ آپکا قصد تھا کہ اہل مکہ کو حتی الامکان اونکے ارادہ سے روکین اور
جدال وقتال سے باز رکھین۔ مدینہ منورہ سے نکلکر کچھہ دور پر حضرت عبداللہ بن سلام
آپکو مل گئے اور آپکے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا۔ امیرالمومنین۔ مدینہ سے نکلکر باہر نہ جاوین
واللہ اگر آپ چلے جائین گے تو مسلمانونکا امیر یہان پھر لوٹ کر نہ آویگا۔ لوگ عبداللہ بن
سلام کی طرف گالیان دیتے ہوے جھپٹ پڑے لیکن آپنے فرمایا۔ ہین۔ ہین۔ جانے دو
یہہ جناب رسول خدا کے صحابی اور اچھے آدمی ہین۔ الغرض اس مقام سے آگے بڑھے۔
ربذہ پہونچے تو یہہ خبر آئی کہ طلحہ و زبیرؓ بصرہ مین داخل ہوگئے۔ آپنے اس مقام پر قیام
کیا اور جو کچھہ احکام جاری کرنا تھے صادر فرماے۔

اس اثنا مین جناب امام حسنؓ آگئے اور مدینہ سے بصرہ کی طرف خروج کرنے اور آپکا
کہنا نہ ماننے پر اس طرح نصیحت کی۔ اے پدر بزرگوار مین نے بارہا آپ سے عرض کیا مگر
آپنے کبھی میرے معروضہ پر توجہ نہ فرمائی۔ خدا نخواستہ نصیب اعدا آپکی جان کو صدمہ

پہونچے تو اوسوقت کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ بیٹا۔ تمہاری عادت
ہے کہ ذراسی بات مین گھبرا جاتے ہو اور عورتونکی طرح رونے لگتے ہو۔ تم نے کون سی بات
مجھسے کہی جو مین نے اوسکو نہ مانا۔ جناب امام نے عرض کیا۔ مین نے حضرت عثمان کی محاصرہ
کے دن آپسے عرض کیا تھا کہ آپ اسوقت مدینہ سے باہر چلے جاوین آپ کی موجودگی مین انکا
قتل ہونا خوب نہین پھر جس دن وہ شہید ہوگئے مین نے آپ کی خدمت مین درخواست
کی تھی کہ ان لوگونکی بیعت قبول نہ فرمایئے تا وقتیکہ اطراف و ممالک اسلامیہ و عرب کے
قاصد آپکے پاس حاضر نہ ہون آپ بیعت سے انکار رکھین۔ لیکن آپنے میری التماس قبول
نہ فرمائی بعد اسکے جب ام المومنین عائشہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ نے خروج کیا تو مین نے یہ التجا
کی کہ باوا جان۔ آپ گھر بیٹھے رہین یہانتک کہ انکی شورش دفع ہو کر ملک مین امن ہوجانے
کیونکہ جو فساد ہونے والا ہے آپکے ہاتھ پر نہو اور آپ ہر طرح اس الزام سے الگ
رہین مگر افسوس آپنے اسپر بھی کچھ خیال نہ فرمایا۔

جناب علیؓ نے فرمایا۔ نور چشم۔ محاصرہ و شہادت کے وقت جو تمنے مدینہ سے نکل جانیکی
مجھکو رائے دی تھی بیشک تمہاری وہ رائے صائب تھی اور میرے حق مین یہی مناسب تھا
لیکن مین بے بس تھا۔ لوگون نے مجھکو بھی تو گھیر لیا تھا جیسا عثمانؓ کو۔ مین جاتا تو کہان
اور کس طرح۔ بیعت کے بارہ مین جو تمنے منع کیا تھا اوسکی یہہ وجہ ہوئی کہ مین نے خیال کیا
اگر بیعت نہین لیتا ہون تو یہہ کام مسلمانونکا ضائع ہوا جاتا ہے اور ارباب حل و عقد
چونکہ اہل مدینہ ہین جب وہ میری بیعت پر راضی ہوگئے تو پھر مجھکو تاخیر کی کوئی وجہ نہ تھی۔
بعد وفات جناب سرور کائنات کے سب لوگون نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی مین نے
بھی کرلی پھر جب جناب صدیق بر حمت الٰہی سے واصل ہوئے حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر

بیعت ہوئی اور مین نے بہی قبول کی بعدازان جناب عمرؓ بہی رحمت ایزدی سے جاملے
مین بہی ارباب شوریٰ مین تہا لوگون نے حضرت عثمان کی بیعت پسند کی مین بہی اونمین تہا
اور بلاتامل بیعت کرلی پہر بلوائیون نے حضرت ذی النورینؓ کو بلوہ کرکے شہید کرڈالا
اور اہل مدینہ نے بخوشی خاطر بلا اکراہ و اجبار میرے ہاتہہ پر بیعت کی پہر مجہکو کیا عذر تہا
اب مین اوس شخص سے ضرور لڑونگا جو میری مخالفت کریگا اور اپنے ساتہہ مطیع و فرمانبردار
لوگونکو لیجاؤنگا اور مخالفین کی سرکوبی قرار واقعی کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم
صادر کرے اور وہ سب حاکمونمین بہتر حکم کرنے والا ہے۔ اپنے اس قول کا (کہ مین طلحہ
و زبیرؓ کی نسبت سکوت کرکے گہر بیٹہہ رہون اور اونپر خروج نہ کرون) یہی جواب سن لو اگر
مین تمہارے کہنے پر عمل کرون توکس طرح کام چلے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مین مثل اوس کفتار
کے ہوجاؤن جسکو لوگ ہر چہار طرف سے بہٹ مین گہیر لین اور یہہ کہا جاوے کہ کفتار
یہان نہین ہے مگر جب لوگ اوسکو زخمی کردین تو وہ جان بچاکر نکل بہاگے۔ کیا مین بہی
خاموش رہکر اپنی حالت اس ذلت و خواری کو پہونچادون اور جو کام میری ذات سے
متعلق ہین اگر مین اونمین نہ پڑون اور اپنے فرائض منصبی کو نہ انجام دون تو کون شخص
وہ کام کریگا۔ صاحبزادہ۔ تم اس خیال سے درگذرو اور مجہکو میرے حال پر چہوڑدو۔
حضرت امام حسنؓ یہہ جواب پاکر خاموش ہو رہے۔ پہر جناب علی مرتضیٰؓ نے ربذہ سے محمد بن
ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا اور اونکو حکم دیا کہ لوگونکو لڑائی کے
واسطے جمع کرکے ادہر روانہ کرین اور اہل کوفہ کے نام یہہ خط لکہا۔ مین تمکو دیگر اہل بلاد پر
ترجیح دیتا ہون اور تم کو پسند کرتا ہون جب کسی حادثہ مین مجہکو ضرورت ہوئی تم لوگونسے
اعانت چاہی۔ اب اسوقت میرا ساتہہ دو اور خدا کے دین کے مددگار ہو کر جلد ہمارے

پاس چلے آؤ۔ ہماری نیت اصلاح امت ہے۔ فتنہ و فساد و نزاع باہمی دفع کرکے سب مسلمان جیسے سابق مین ایک دوسرے کے بھائی تھے اب بھی ویسے ہی ہو جاوین۔

یہہ دونون صاحب کوفہ کو سدہارے اور جناب علی مرتضیٰؓ ربذہ مین مقیم رہے۔ مدینہ منورہ سے دیگر سامان حرب ہتھیار و جانور وغیرہ جو کچھہ درکار تھا منگوالیا۔ پھر آپنے کھڑے ہو کر یہہ خطبہ پڑہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین اسلام سے ہمکو عزت دی اور ہمارا مرتبہ بلند کیا اسی کی برکت سے ہمکو باہم بھائی بھائی بنا دیا۔ اسی کی بدولت ذلت و قلت کے بعد ہمکو عزت و کثرت عطا فرمائی۔ ہم سے باہمی بغض۔ حسد۔ کینہ۔ دور کر دیا۔ جبتک خدا نے چاہا اوسکے بندے اسی راہ پر چلتے رہے۔ اسلام اونکا دین حق اونکے اندر اور کتاب اللہ اونکی رہبر و امام۔ یہہ حالت ہماری اوسوقت تک رہی کہ مفسدون نے باغواے شیطان جناب عثمانؓ کو شہید کر ڈالا۔ خبردار ہو جاؤ۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ امت محمدیہ مین اختلاف واقع ہوا و رمثل پہلی اُمتون کے اسکے بھی متعدد فرقے ہو جاوین ہم خدا سے ایسے برے آنیوالے وقت سے پناہ مانگتے ہین اور ایسا زمانہ ضرور ہونے والا ہے۔ آگاہ رہو۔ یہہ امت تہتر فرقے ہو جاویگی۔ ان سب فرقون مین بدتر فرقہ وہ ہوگا جو میری طرف اپنے کو نسبت کرینگے مگر اونکے اعمال میرے اعمال کے خلاف ہونگے۔ مین نے ایسے لوگونکو پایا ہے اور خود دیکھا ہے۔ تم لوگ اپنے دین کو لازم پکڑو اور میری راہ پر چلو کیونکہ یہی راہ تمہارے نبی کی ہے اور اپنے رسول کی سنت کے متبع رہو اور جو امر مشکل یا مشتبہ پیش آے اوس سے اعراض کرو اور ایسے امر کو قرآن شریف پر پیش کرو اوسمین اسکا حکم دیکھو۔ پس جسکو قرآن بتلاوے اوسپر عمل کرو اور جسکا وہ انکار کرے اوسکو چھوڑ دو اور اپنے اللہ کو مالک و پروردگار مانو اور

اسلام کو اپنا دین جانو۔ محمد صلعم کو اپنا نبی و رسول اور قرآن شریف کو امام اور حکم کرنے والا بناؤ۔ جب آپ یہہ خطبہ ختم کر چکے اور ربذہ سے آگے روانگی کا ارادہ فرمایا تو آپکی لشکر کو آپکا قصد معلوم ہو گیا۔ ابن رفاعہ بن رافع نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آپکا کیا ارادہ ہے اور ہمکو کہان لے جائیگا۔ فرمایا۔ ہمارا قصد اور نیت تو اصلاح ہی بشرطیکہ وہ کہنا مان گئے اور ہمارا حکم قبول کیا۔ ابن رفاعہ بولے۔ اگر وہ ہمارے کہنے مین نہ آے تو کیا کیجیئے گا۔ فرمایا۔ ہم اونکے عذر پر اونکو چھوڑ دینگے۔ اونکا حق اونکو ادا کر دینگے اور صبر کرینگے۔ پھر پوچھا گیا۔ اگر اسپر بہی وہ راضی نہ ہوے تو کیا علاج۔ فرمایا جبتک وہ ہمکو چھوڑے رہین گے ہم بہی اونسے متعرض نہونگے۔ سوال کیا گیا۔ اگر وہ ہمارا پیچھا نہ چھوڑین تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا۔ اس صورت مین ہم اپنے کو اونسے بچاوینگے۔ عرض کیا گیا۔ بہت خوب۔ آپکا فرمانا منظور ہے۔ پھر حجاج بن غزیہ انصاری نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المومنین۔ ہم آپ کو اپنے کام سے خوش کرینگے جسطرح قول سے راضی رکہا ہے۔ واللہ۔ ہم اللہ کی نصرت کرینگے جس طرح اوس نے ہمارا نام انصار رکھا ہے۔

ابہی آپ ربذہ ہی مین تھے کہ طے کی ایک جماعت آپکی طرف آتی ہوئی نظر آئی۔ کسی نے کہا انمین سے بعض لوگ اس غرض سے آے ہین کہ آپکی ہمراہی مین جنگ پر جاوین اور بعضے محض سلام کرنے۔ فرمایا۔ خدا دونوں کو جزاے خیر عطا فرماوے۔ بیٹھہ رہنے والونپر مجاہدین کو فضیلت ضرور ہے۔ جب وہ لوگ آپکی خدمت مین حاضر ہوے آپنے فرمایا۔ تم کس کام پر ہمارے ساتھہ ہو گے۔ جواب دیا گیا۔ جو کام آپ چاہین ہم جان و دل سے اوسکے لئے حاضر ہین۔ ارشاد ہوا۔ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ تم

لوگون نے ہنسی خوشی اسلام قبول کیا۔مرتدون سے جہاد کیا۔اپنے مال وصدقات مسلمانونکو دیئے۔اوس جماعت مین سے سعید بن عبید طائی بولے۔امیرالمومنین بعضی ایسے ہین کہ اپنے دلی حالات زبان سے ظاہر کرسکتے ہین مگر خدا کی قسم میرے پاس ایسی زبان نہین کہ اپنے دلی خیالات آپکے حضور بیان کرسکون تاہم کوشش کرتا ہون اور اللہ سے توفیق چاہتا ہون کہ کچہ عرض کرون مین ظاہر و باطن آپ کی خیرخواہی کرونگا ہر معرکہ مین جان نثاری کو حاضر ہون جسقدر آپکا حق اپنے ذمہ واجب جانتا ہون آپکے ہم عصر کسی دوسرے کا حق اسقدر نہین مانتا کیونکہ آپکو فضیلت اور آنحضرت صلعم سے شرف قرابت حاصل ہے۔آپنے فرمایا۔شاباش جزاک اللہ۔رحمک اللہ جو تمہارے دل مین تہا خوب ظاہر کردیا۔سعید بن عبید جنگ جمل مین آپکے ساتہہ تہے بعدہ ہر جگہہ رفیق رہے بالآخر جنگ صفین مین شہید ہوے۔

اب جناب علی مع لشکر کے ربذہ سے روانہ ہوے۔مقدمۃ الجیش پر ابولیلی بن عمر والجراح تہے۔عَلَم لشکر محمد بن الحنفیہ کے پاس تہا اور آپ ایک سرخ اونٹ پر سوار تہے ایک کمیت گہوڑا آپ کی سواری کا کوتل ہمراہ تہا۔فید مین پہونچکر قیام کیا۔اس مقام پر قبیلہ اسد اور بنی طے کی دوسری جماعت آپکے پاس حاضر ہوئی اور ہمراہ رکاب چلنے کی درخواست کی۔آپنے فرمایا۔تم اپنے اقرار پر ثابت قدم رہو۔فی الحال مہاجرین میرے ساتہہ کافی ہین۔

اسی منزل پر ایک شخص کوفہ کا ملا۔آپنے نام پوچہا۔کہا۔عامر بن مطر شیبانی۔ فرمایا۔اہل کوفہ کی خبر سناؤ۔اوسنے کچہ حال بیان کیا۔استفسار کیا۔ابوموسیٰ کا کیا قصد ہے۔کہا۔اگر آپ صلح کرینگے تو ابوموسیٰ آپکے ساتہہ ہین اور جو لڑائی کا قصد ہو

تو وہ اسکے ساتھی نہین - آپنے فرمایا - بخدا مین لا نیزال مین بجز صلح کے اور کچھہ نہین چاہتا ہان اگر نہ مانینگے تو مجبوری ہے -

پھر فید سے چلکر ثعلبیہ مین قیام ہوا یہان عثمان بن حنیف رض پر جو کچھہ گذرا تھا معلوم ہوا - آپنے اپنے ہمراہیونسے یہہ حال بیان کیا اور فرمایا - خداوندا ! جس بلا مین طلحہ و زبیر رض مبتلا ہوے ہین مجھکو اوس سے معاف رکھنا -

جب اسادمین پہونچے تو حکیم بن جبلہ اور قاتلین جناب عثمان رض کی سرگذشت سُنی اور فرمایا - اللہ اکبر - کیا اگر طلحہ و زبیر رض نے بدلہ لے لیا تو اب مجھکو اس جھگڑہ سے نجات ہوجاویگی -

یہان سے آگے بڑہے تو ذی قار پہونچے - اس مقام مین عثمان بن حنیف رض آکر آپسے ملے اسکے منہ پر ایک بال ہی نہ تھا اور بعضے کہتے ہین یہہ ربذہ مین ملے تھے - عثمان بن حنیف رض نے اپنا چہرہ دکھلا کر کہا - امیر المومنین نے مجھکو مونچھون - ڈاڑہی والا بصرہ پر عامل کرکے بھیجا تھا اب مین حضور مین امرد بنکر آیا ہون - آپنے فرمایا - تمکو اسکا اجر اور نیکی ملیگی - لوگون نے اس سے قبل دو صاحبونکو خلیفہ کیا اون صاحبون نے کتاب و سنت کے ساتھہ عمل کیا پھر تیسرے کو خلیفہ بنایا اور جو کچھہ اونکے حق مین کیا ظاہر ہے اونکے بعد سب نے میری بیعت کی اور طلحہ و زبیر رض نے بھی بیعت کی - اب میری بیعت فسخ کرکے بدعہدی کرتے اور مجھپر لوگونکو ابھارتے ہین تعجب ہے کہ ان دونون نے حضرت ابوبکر رض - عمر رض - عثمان رض - کی اطاعت کی اور میری مخالفت کرتے ہین اور بخدا یہہ بھی جانتے ہین کہ مین اون بزرگونسے جدا نہین - خداوندا ! تو منصف عادل حاکم ہے طلحہ و زبیر رض نے جس کام کو باندہا ہے وہ کھول دے اور جو قصد کرتے ہین اوسمین کامیاب نہون اپنے

اعمال بد کا نتیجہ بد دیکھہ لین۔ آپ ذی قار مین بانتظار واپسی محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ مقیم رہے۔ یہان قوم ربیعہ کی خبر آئی اور عبد القیس کا حضرت طلحہ و زبیرؓ سے مقابلہ کرنا معلوم ہوا۔ آپنے دونون کی تعریف کی۔ اسی جگہہ بکر بن وائل آپ سے ملے اور اپنی خواہش شرکت ظاہر کی۔ آپنے انسے بہی وہی فرمایا جو طے اور راسد کو ارشاد کیا تہا

محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ کوفہ پہونچکر حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ملے اور جناب علی کا خط پیش کیا۔ لوگونکو آپ کی متابعت و شرکت جنگ کی ترغیب دی مگر کوئی شخص انکے کہنے مین نہ آیا۔ اوس دن شام تک دونون اسی کام مین مصروف رہے لیکن ایک متنفس نے بہی مستعدی ظاہر نہ کی۔ بالآخر ابو موسیٰؓ کے پاس واپس آے۔ اونکے دربار مین اور لوگ بہی صاحبان عقل و تمیز تہے۔ درباب خروج ابو موسیٰؓ سے مشورہ کیا۔ انہون نے جواب دیا۔ آج کیا راے طلب کرتے ہو اسکا موقع اور وقت تو کل گذر گیا جسوقت جناب عثمانؓ پر یورش کی تہی اور اوسیکا نتیجہ آج یہ پیش آیا۔ اب کیا پوچہتے ہو۔ ایسے وقت مین لڑائی کے واسطے خروج کرنا دنیا کی راہ ہے اور خاموش بیٹہہ رہنا آخرت کی۔ اہل کوفہ یہہ سنکر بیٹہہ رہے۔ دونون محمد اسپر ناخوش ہوے اور ابو موسیٰ سے نہایت غصہ اور تشدد کے ساتہہ پیش آے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا۔ واللہ۔ عثمانؓ کی بیعت میری اور جناب علی کی گردنون مین ہے اگر لڑائی امر ضروری ہے تو قاتلین عثمانؓ سے ہے وہ جہان کہین ہون لڑنا چاہیے ہم جبتک قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کر لینگے دوسرونسے ہرگز نہ لڑینگے۔ دونون محمد یہہ خبر لیکر ذی قار واپس آے اور جناب علیؓ کو کوفہ کے حالات سے مطلع کیا۔ آپنے اشترؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم مستعد آدمی اور ہر کام مین داخل ہونے والے ہو لہذا

ابن عباسؓ کو لیکر ابو موسیٰؓ کے پاس جاؤ اور بگڑی بات بناؤ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ
اور اشتر نخعی کوفہ روانہ ہوے اور ابو موسیٰؓ سے ملے۔ اونسے فوجی امداد طلب کی
ابو موسیٰ اشعریؓ نے اہل کوفہ کو جمع کرکے ارشاد کیا۔ ایہا الناس۔ صحابہ جناب
رسول اللہ وہی اصحاب ہین جو حضور کی صحبت سے مشرف ہوے ہین ان حضرات کو
بخوبی جانتا اور انکو انکے غیر سے امتیاز کرتا ہون۔ البتہ تمہارا حق بھی ہمپر ہے اور
مین تمہاری خیر خواہی کی بات کہتا ہون۔ راے مناسب تو یہہ ہے کہ خدا کی
حکومت کو ذلیل نہ کرو اور اللہ پر جرأت نہ کر بیٹھو۔ اہل مدینہ سے الگ ہو کر جو
تمہارے پاس آے ہین تم اونکو مدینہ ہی کی طرف لوٹا دو تاکہ سب آپس مین ایک
بات پر متفق ہو جاوین۔ اہل مدینہ ہی خوب جانتے ہین کہ کس کو استحقاق خلافت ہے
اور کون حقدار امارت ہے۔ یہہ وقت پر آشوب و زمانہ فتنہ و فساد ہے ایسی حالت
مین توسوتا آدمی جاگتے سے بہتر ہے اور جاگتا اگر بستر پر خاموش پڑا ہوا بیٹھنے والی
سے اچھا اور بیٹھا کھڑے سے۔ کھڑا سوار سے۔ سوار دوڑ دھوپ کرنے والے
سے بہتر ہے۔ لہذا تم ایسے وقت مین اپنی جگہہ سے نہ ٹلو اور اپنی تلوارین نیام مین
کر لو۔ نیزونسے بھال نکال ڈالو۔ کمان کا رودہ توڑ دو۔ مظلوم بے بس کو پناہ دو
یہانتک کہ یہہ فتنہ دفع ہو جاے اور اتفاق کی صورت پیدا ہو کر اہل اسلام کا
کام اصلاح پذیر ہو۔ ابو موسیٰ کا یہی جواب ان دونون کو بھی تھا۔ حضرت ابن عباسؓ
اشتر کے ساتھہ جناب علی کی خدمت مین واپس آے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپنے
امام حسنؓ و عمار کو روانہ فرمایا۔ یہہ دونون کوفہ پہونچکر مسجد مین داخل ہوے۔ اہل
کوفہ کو خبر ہوئی سب سے اول مسروق بن اجدع مسجد مین آے اور دونون صاحبونکو

سلام کیا پہر حضرت ابو موسیٰ آئے اور امام حسنؓ سے معانقہ کیا اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابو یقظان۔ تم نے امیر المومنین کی مخالفت کی۔ اونکے مخالفین کے ساتھہ ہوے۔ اپنی ہمراہی گروہ فجار کے ساتھہ جائز رکہی حضرت عمار نے جواب دیا۔ آپ کا خیال غلط ہے نہ مین نے ایسا کیا نہ مجھکو اونسے کوئی ملال تہا۔ امام حسنؓ نے قطع کلام کر کے ابو موسیٰ رضؓ سے فرمایا۔ آپنے لوگونکو ہماری اعانت و مدد کرنے سے کیون باز رکہا۔ قسم خدا کی ہماری نیت بجز اصلاح امت و رفع فساد اور کچہہ نہین۔ پہر امیر المومنین جناب علیؓ سا بزرگ شخص جنکو اصلاح امت مین کسیکا ڈر نہین۔ حضرت ابو موسیٰ نے جواب دیا۔ میرے مان باپ آپ پر قربان۔ آپ سچ فرماتے ہین۔ لیکن مین نے آنحضرتؐ سے حدیث سنی ہے پہر وہی حدیث فتنہ جو اوپر گذری بیان کر کے کہا۔ خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکو ایک دوسرے کا بہائی بنا دیا ہے اور اونکا خون و مال ایک دوسرے پر حرام فرمایا ہے۔ اس بات سے حضرت عمارؓ کے آگ لگ گئی۔ غصہ مین شعلہ بہبوکا ہو کر حضرت ابو موسیٰؓ کو گالی دے بیٹھے اور کہڑے ہو کر کہا۔ اے لوگو۔ آنحضرت صلعم نے فقط انہین سے فرمایا ہے کہ تم کو ایسے وقت گہر مین بیٹھنا بہتر ہے (یہی تو عالم ہین اور سب جاہل) انکی اس تیزی پر کسی شخص نے انکو گالی دی اور کہا۔ کل کے دن تو تم بلوائیون کے ساتھہ تہے اور آج ہمارے امیر سے جہالت کر رہے ہو آخر کوفی حضرت عمارؓ پر ٹوٹ پڑے لیکن حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے بچا لیا۔ اس اثنا مین زید بن صوحان اپنی جماعت کے ساتھہ مسجد مین داخل ہوے۔ انکے ہاتہہ مین دو خط تہے جو امیر المومنینؓ نے انکو اور اہل کوفہ کو جدا جدا لکہے تہے۔ زید کے نام جو خط تہا اوسکا یہہ مضمون تہا۔ تم اپنے گہر بیٹہہ رہو یا میری مدد کرو۔ اہل کوفہ کے نام بہی یہی الفاظ تہے۔ زید بن صوحان مسجد کے دروازہ پر

ٹھیر گئے اور لوگون سے دونون خطاسنا کر کہا۔ ام المومنین کے واسطے خدا کا حکم تو یہہ ہے کہ گھر مین سکونت پذیر ہون اور ہمکو یہہ حکم ہے کہ جہاد کرکے فتنہ رفع کرین مگر ام المومنین اسکے برخلاف خود لڑائی کو نکلین اور ہمکو گھر بیٹھے رہنے کا حکم دیا ہے۔ زید کی یہہ کلّہ درازی دیکھکر شیث بن ربعی بول اوٹھے۔ اے عمانی۔ تو نے جلولا مین چوری کی اور سیدھا ہاتھہ کاٹا گیا پھر اپنی حرکات ناسزا سے باز نہین آتا اور اب ام المومنین رض سے نافرمان ہوکر لوگونکو اونسے پھیر رہا ہے۔ ابو موسیٰ رض نے جب دیکھا کہ باتون بات مفت کی لڑائی ہوئی جاتی ہے تو اوٹھہ کھڑے ہوے اور اس طرح فرمایا۔ ایہا الناس میری بات سنو میری اطاعت کرو۔ عرب کے ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ بن جاؤ کہ مظلوم۔ درد رسیدہ۔ بھاگا ہوا تمھارے پاس جگہہ پاوے اور ڈرنے والا تمھاری پناہ مین آکر بے خوف ہو جاوے۔ فتنہ جب گھیر لیتا ہے اوسوقت حق و باطل مین تمیز نہین رہتی اور جب دفع ہوجاتا ہے پھر آنکھین کھلتی ہین۔ بیشک یہہ فتنہ مثل مرض عام کے اوٹھہ کھڑا ہوا ہے جسکو جو بائی ہوا چارون طرف لئے پھرتی ہے۔ اسکے صدمہ سے مرد حلیم و مستقل مزاج حیران و مضطر ہوجاتا ہے۔ ایسے وقت لازم ہے کہ اپنی تلوارین نیام مین کرلو اور آلات حرب توڑ پھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کرو۔ قریش اگر خروج سے باز نہین رہتے تو اونکو چھوڑ دو۔ وہ اہل علم کا فراق گوارا کرکے دار ہجرت چھوڑ کر اُمرا و روسا کا ساتھہ دین تو تم اونسے علیحدہ رہو۔ میری خیر خواہی قبول کرو اور مجھسے بدعہدی نہ کرو۔ میرے مطیع بنے رہوگے تو تمھارا دین تمھاری دنیا محفوظ رہیگی اور جو اس فتنہ کی آگ کے قریب گیا وہ بدبخت ہوا۔ زید بن صوحان نے اپنا ٹنڈا ہاتھہ ہلا کر عبد اللہ بن قیس سے کہا۔ دریاے فرات جسوقت سیلاب و طغیانی پر ہو اوسکو روک سکتے ہو

اور جسطرف سے آیا ہے اوسی طرف پھیر دینے کی تمکو قدرت ہے۔ اگر تم اس پر قادر ہو تو بیشک
یہہ ہنگامہ جو اسوقت طوفان عظیم کا حکم رکھتا ہے تمہارے دفع کرنے سے رک جاویگا
مگر تمہارے امکان سے باہر ہے پس ایسی صورت مین جو امر اپنے اختیار مین نہین اوسکو
چھوڑکر امیر المومنین کی طرف اونکی مدد کو چلو اور سید المسلمین جناب علی کی خدمت مین
حاضر ہوکر دولت سعادت حاصل کرو۔ پھر قعقاع بن عمرو کھڑے ہوئے اور اسطرح
گفتگو کی ۔ مین تمہارا خیر خواہ مشفق ناصح ہون مین تمہاری ہدایت چاہنے والا ہون مین
تم سے ایک بات کہتا ہون جو حق ہے اور تمہاری رہبر طریق ۔ جو کچھہ تمہارے امیر ابوموسی
نے فرمایا وہ حق ہے مگر اسوقت اسکی تعمیل ٹھیک نہین اور نہ اب اسکا موقع رہا۔ زید نے
جو بات کہی وہ قابل سماعت نہین وہ تو خلافت کا دشمن ہے۔ اوس سے خیر خواہی
کی امید نہ رکھو ۔ حق بات اور مناسب وقت یہہ ہے کہ بدون امارت و خلافت کے چارہ
کار نہین ہے اسکے انتظام امور عوام و داد خواہی مظلوم و دفع ظالم ممکن نہین اور تمہارے
امیر المومنین جناب علی رض خلیفہ ہوہی چکے ہین اور جو کچھہ اونکا دعویٰ ہے اور جس کام پر تمکو
بلا رہے ہین یہہ اونکا عین انصاف ہے تمکو جو بلایا ہے تو محض اصلاح امت کے واسطے۔
پس مناسب ہے کہ بلا عذر و تامل چل کھڑے ہو تاکہ اس امر مین جو معاملات ہون اونکو
تم لوگ بہی دیکھو سنو۔ تم بہی حق تک پہونچ جاؤ گے۔ عبد الخیر خیوانی نے کہا۔ اے ابو
موسیٰ رض کیا حضرت طلحہ و زبیر رض نے جناب علی کی بیعت نہین کی۔ ابو موسیٰ رض نے کہا۔ ہان
کی۔ پوچھا گیا۔ کیا حضرت علی رض سے کوئی خطا صادر ہوئی جس سے وہ اسکے مستحق ہوں کہ
اونکی بیعت فسخ کردی جاوے۔ جواب ملا۔ یہہ ہمکو نہین معلوم۔ عبد الخیر نے کہا۔ ہم آپ کو
چھوڑے دیتے ہین تاکہ آپ خود بخود جان لینگے۔ آپکو یہہ خبر نہین کہ کوئی شخص بہی انس

فتنہ سے باہر ہو کیونکہ اسوقت سب مسلمان چار گروہ ہوگئے ہین۔ حضرت علیؓ کوفہ مین حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ مین۔ حضرت معاویہؓ شام مین۔ چوتھا فرقہ اہل حجاز۔ مگر یہہ کسی کام کے نہین انکی مدد سے کسی دشمن کو دفع نہین کر سکتے۔ حضرت ابو موسیٰؓ بولے۔ یہی تو سب مین بہتر ہین سب سے علیحدہ اور باقی سب فتنہ ہین۔ عبد الخیر نے کہا۔ اے ابو موسیٰؓ۔ اب آپ پر بدعہدی و خیانت غالب آگئی پہر سیحان بن صوحان کہڑے ہوے اور کہا۔ ایہا الناس۔ امر خلافت کا منتظم اور تمہارا سب کا سردار ایک شخص ضرور ہونا چاہیئے۔ بغیر اسکے ظالم کو دفع کرنا اور مظلوم کی فریاد رسی کرنا اور سب مین باہمی اتفاق پیدا ہونا ممکن نہین۔ حاصل یہہ کہ بغیر کسیکو امام بنائے چارہ نہین جبکہ تمہارے والی و سردار امیر المومنین جناب علیؓ نیو امت کے حق مین مامون ہین۔ معاملات دینی مین فقیہ ہین۔ تمکو اس کام کے لئے بلا رہے ہین کہ جو کچہہ اونکے اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے درمیان باہمی نزاع ہے اوسکو خوب دیکہو۔ غور کرکے سمجہو اور آپس مین صفائی کرا دو تو اس صورت مین صاحبو مین تو تیار ہون جسکو چلنا ہو چلے مین اوسکے ساتہہ ہون بعدہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہہ تقریر کی۔ صاحبو۔ ابن عم جناب رسول خداؐ تم سب کو ام المومنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیرؓ کا نزاع رفع کرنے کو بلا رہے ہے اور حق بات کی جانب پکار رہے ہین مین ام المومنینؓ کی فضیلت کا منکر نہین مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک حضرت صدیقہؓ حضور سرور عالمؐ کی زوجہ۔ دنیا و آخرت کی بیوی ہین۔ دیکہو۔ حق بات مین غور کرو۔ اپنے امیر المومنین کے ساتہہ ہو۔ اونکے طرفدار حق پر ہو کر لڑو۔ بعدہ جناب امام حسنؓ کہڑے ہوے اور اس طرح فرمایا۔ اے لوگو۔ اپنے امیر کی دعوت اور ہماری اطاعت قبول کرو۔ اپنے بہائیون کی مدد کو چلو کیونکہ فی الحال جو اس

فتنہ سے الگ ہے، وہ بھی عنقریب ایسی بلا مین مبتلا ہوگا۔ بخدا۔ اس امر خلافت کے جو والی
ہوے ہین وہ صاحبان عقل مین اشرف و ممتاز اور باعتبار انجام کے بہتر ہین پس تم
سب ہمارا کہنا مانو اور جس بلا مین ہم تم سب مبتلا ہو گئے ہین اوس مین ہماری مدد کرو۔
جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ فرماتے ہین۔ میرا یہ خروج کرنا دو حال سے خالی نہین۔
یا مین ظالم ہون یا مظلوم۔ جو شخص جانب حق کی نعایت کرنا چاہتا ہے مین اوس کو
خدا کی قسم دلاتا ہون کہ ضرور یہان چلا آوے اگر مجھکو مظلوم دیکھے تو میری اعانت
کرے۔ اگر مجھکو ظالم پاوے تو مجھ سے حق لیکر مظلوم کو دے۔ قسم خدا کی حضرت
طلحہ و زبیرؓ نے سب سے پہلے میری بیعت کی اور یہی دونون ہین جنہون نے سب سے اول
مجھسے بیوفائی کی۔ کیا مین نے کسیکا مال مار رکھا یا احکام خداوندی سے کسی حکم کو
بدل ڈالا۔ لہذا سب لوگ جناب علیؑ کی مدد کو چلو اور نیک کام کا حکم دو۔ برے کام
سے روکو۔ اس تقریر سے لوگونکے دلونمین فوری اثر اور ایک جوش پیدا ہو گیا۔ سبھون نے
آمادگی ظاہر کی اور جناب علیؑ کی مدد کو راضی ہو گئے۔

قبیلۂ طے کے لوگ عدی بن حاتم کے پاس آے اور اونسے پوچھا۔ تمہارا کیا
حکم ہے اور اس معاملہ مین کیا راے دیتے ہو۔ اونہون نے کہا۔ ہم نے حضرت علی کی
بیعت کی ہے وہ ہم کو نیک کام کی طرف بلا رہے ہین اور اس ہنگامہ عظیم مین مدد
چاہتے ہین۔ انکے اس کہنے پر ہند بن عمرو نے اس طرح تائید کی۔ امیر المومنین نے ہمکو
بلایا۔ اپنے قاصد بھیجے یہانتک کہ اونکے صاحبزادہ امام حسنؑ خود ہمارے پاس
تشریف لاے۔ دوستو۔ ہم سب کو لازم ہے کہ اپنے امیر کا حکم مانین۔ اونکے تعمیل
ارشاد مین جانونسے دریغ نہ کرین اور آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر ہر طرح آپ کے

شریک ہون۔ انکے بعد حجر بن عدی نے یہہ تقریر کی۔ اے لوگو۔ امیر المومنین کی دعوت قبول کرو جس طرح جس سے ممکن ہو سامان کے ساتھہ یا بلا سامان اونکی خدمت مین حاضر ہو۔ مین آپ سب کے آگے ہوتا ہون۔ ان تقریرونسے بنی طے بالکل آمادہ ہو گئے اور تیاری سامان سفر مین مصروف ہوے۔

ایک روایت اس طرح ہے کہ بعد روانگی امام حسنؑ و عمار بن یاسرؓ جناب علی مرتضیٰ نے اشتر نخعی کو بہی کوفہ بہیجدیا۔ یہہ اوسوقت کوفہ مین داخل ہوے جب حضرت ابو موسیٰ مسجد مین لوگونکو جناب علیؓ کی مدد کرنے سے منع کر رہے تہے اور حضرت امام حسن و عمارؓ اور انکے ساتھہ اور لوگ ابو موسیٰ کی تردید اور بحث و مباحثہ مین مصروف تہے اشتر جس قبیلہ پر ہوکر گذرتے اُسکو قصر کی طرف بلاتے جاتے تہے چنانچہ یہہ ایک جماعت کثیر کے ساتھہ قصر امارت تک پہونچے ابو موسیٰ مسجد مین لوگونکو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تہے اور جناب امام حسنؑ فرماتے جاتے تہے کہ تم عہدہ صوبہ داری سے الگ ہو جاؤ اور ہمارے ممبر کو چہوڑ دو حضرت عمارؓ بہی آپکے کلام کی تائید کرتے جاتے تہے۔ یہان مسجد مین تو یہ بحث درپیش تہی اودہر اشتر نے قصر امارت مین گہسکر حضرت ابو موسیٰؓ کے غلامونکو پکڑ پکڑ کر نکالنا شروع کر دیا۔ وہ بہاگے ہوے ابو موسیٰؓ کے پاس پہونچے اور کہا۔ اشتر نے ہمکو نکال دیا۔ ابو موسیٰ نے یہہ سنکر اپنے محل مین آے۔ اشتر انکو دیکہتے ہی ایک ڈانٹ بتائی اور چلا کر کہا۔ تمہاری مان مرجاے خدا تمکو یہان سے نکالے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا۔ مجہکو شام تک رہنے کی اجازت دو۔ اشتر نے کہا۔ خیر۔ اسکا مضائقہ نہین۔ مگر دن ہی کے اندر اپنا سامان و اسباب اس محل سے لے کر چلے جاؤ۔ خبردار۔ رات نہ ہونے پاوے۔ اشتر کے ہمراہی حضرت ابو موسیٰ کا اسباب

لوٹنے لگے مگر اشتر نے منع کر دیا اور کہا یہ ہمارے پڑوسی ہین اور ہماری امن مین ہین
بھر کیف جسوقت اہل کوفہ چلنے کو تیار ہوے تو جناب امام حسنؓ نے فرمایا۔ ہم کل سویرے
کوچ کرینگے جسکو ہمارے ساتھہ خشکی کی راہ چلنا ہو وہ سواری سے اور جسکو براہ دریا
جانا ہو وہ اوس راہ سے آے چنانچہ حضرت امام حسنؓ قریب نو ہزار کی جمعیت اہل
کوفہ سے لیکر روانہ ہوے چھہ ہزار تو خشکی کے راستہ سے چلے اور باقی براہ دریا اور
بعضے لکھتے ہین کہ اس گروہ کی تعداد ایک اوپر بارہ ہزار تھی ابو الطفیل کہتے ہین
کہ یہہ تعداد مین نے قبل پہونچنے اونکے حضرت علیؓ کی زبان سے سنی تھی۔ جب اہل
کوفہ کی آمد آمد ہوئی تو مین سر راہ بیٹھکر گنتا رہا۔ جسقدر آدمی حضرت علیؓ نے فرمای تھے پورے
نکلے ایک شخص بھی اوس سے نہ کم تھا نہ زیادہ۔

جناب امام حسنؓ کے ہمراہ جو اہل کوفہ روانہ ہوے اونپر اس تفصیل سے سردار تھے
قبائل کنانہ۔ اسد۔ تمیم۔ رباب اور مزینہ پر معقل بن یسار ریاحی قیس پر سعد بن
مسعود ثقفی عم مختار۔ بکر۔ تغلب اور ربعہ پر محدوج ذہلی۔ مذحج و اشعرین پر حجر بن عدی
بجیلہ۔ انمار خثعم اور ازد پر مخنف بن سلیم ازدی۔ کوفیون مین سے اس جماعت کے
سردار حضرت قعقاع بن عمرو۔ سعد بن مالک ہند بن عمرو اور ہثیم بن شہاب تھے۔ رؤسا
محرکین (یعنی قبائل کو خروج پر آمادہ کرنے والے) مین سے یہہ لوگ ہین۔ زید بن
صوحان۔ اشتر۔ عدی بن حاتم۔ مسیب بن نجبہ۔ یزید بن قیس اور انکے مثل اور بھی
تھے جو انسے درجہ مین کم نہ تھے مگر سردار نہین کیے گئے۔ یہ حضرت علیؓ سے ذی قار مین آکے ملے
آپ استقبال کو سوار ہو کر تشریف لیگئے آپکی ہمراہ اور اصحاب بھی تھے منجملہ اونکے ابن عباس ہین جب یہ
لوگ آپکے سامنے آئے آپنے مرحبا کہی اور فرمایا۔ اے اہل کوفہ تمنے شاہان عجم

کو زیر کیا۔ اونکی جماعتین توڑین یہانتک کہ تم اونکے وارث ہوے۔ پھر تمنے اپنے ممالک مقبوضہ کو خوب قوت دی اور لوگونکو اونکے دشمنون پر مدد دی مین نے تمکو اسواسطے بلایا ہے کہ میرے ساتھہ اپنے بہائیون اہل بصرہ سے مقابلہ کرو۔ اگر وہ لوگ اپنی رائے ناقص سے پھرین تو فہو المطلوب۔ اور اگر اپنے خیالات پر اصرار کرین توہم اونکا علاج نرمی وسہولت سے کرینگے تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتدا نہ ہو۔ ہم کسی کام کو جس مین صلاح وخوبی ہو نہ چھوڑینگے اور جس مین ذرہ برابر بہی فساد ہو بے اصلاح کئے باز نہ رہینگے یہ سب تو آپکے پاس ذی قار مین مجتمع ہو گئے اور قبیلۂ عبد القیس جنکی تعداد ہزار و نسے متجاوز تھی مابین بصرہ اور جناب علی رض راہ مین ٹہیرے ہوے آپکے منتظر تھے جیسا اوپر گذرا۔ قبل اسکے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رض ع اپنی لشکر کے ذی قار سے بصرہ کی جانب روانہ ہون آپنے حضرت قعقاع بن عمرو کو جنہین شرف صحبت آنحضرت صلعم حاصل ہے بلاکر فرمایا۔ تم بصرہ جاکر طلحہ و زبیر رض سے ملو اور اتفاق والفت کی بابت اونکو سمجہاؤ۔ اختلاف وجنگ وجدال کے نتایج بد سے ڈراؤ اور اگر وہ تم سے ایسی بات پوچہین جسکی نسبت تمکو ہدایت نہین کی گئی تو کیا جواب دوگے۔ قعقاع نے جواب دیا مین اولاً اونسے اس قسم کی گفتگو کرونگا جسکی بابت آپنے مجھکو ہدایت فرمائی ہے۔ اگر وہ اسکے ماسوا اور امور پیش کرینگے تو اپنی رائے واجتہاد سے مناسب وقت وحسب حال جیسا دیکہتے سنتے ہین جواب دینگے۔ آپنے فرمایا بیشک تم اس کام کے اہل ہو اور بخوبی انجام دوگے۔ غرض حضرت قعقاع رض آپ سے رخصت ہوے اور بصرہ مین پہونچکر پہلے ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گئے۔ سلام کرکے اس طرح عرض کیا۔ اے مادر مہربان۔ آپ کس غرض سے خروج پر آمادہ ہوئین۔ فرمایا۔ لوگون کا اختلاف

دور کر کے اونمین اصلاح پیدا کرنیکو مین نے گھر چھوڑا۔ قعقاع رضؓ نے کہا۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ کو بلوائیے تاکہ میرے اونکے مابین جو گفتگو ہو آپ بھی سنین۔ جناب ام المومنین رضؓ نے دونون صاحبونکو بلوا بھیجا وہ آے۔ قعقاع رضؓ نے کہا مین نے جناب ام المومنین رضؓ سے دریافت کیا کہ آپ کس مطلب سے یہان تشریف لائین اسکے جواب مین فرمایا۔ اصلاح۔ آپ دونون صاحبون سے بھی یہی سوال ہے آپ انکے موافق ہین یا مخالف۔ دونون نے جواب دیا کہ موافق۔ قعقاع نے پوچھا کہ اس اصلاح کا طریق کیا ہے اور آپ کسکو اصلاح سمجھے ہوے ہین۔ اگر ہم بھی اوسکو اصلاح جانین گے تو خود آپکے شریک ہونگے اور اگر اوسمین فساد سمجھین گے تو ہرگز ایسی اصلاح کے پاس نہ جائینگے۔ حضرات طلحہ و زبیر بولے۔ قاتلین جناب عثمان رضؓ سے قصاص لینا۔ اگر وہ لوگ قصاص سے بری کر دیئے جاوین تو گویا قرآن شریف پر عمل ترک کیا گیا۔ قعقاعؓ بولے۔ ذرا غور فرمائیگا آپنے اہل بصرہ سے قاتلین جناب عثمانؓ کو قتل کیا اور اس قتل و خونریزی سے قبل آپکا کام کسیقدر درست تھا۔ آپنے صرف چھہ سو آدمی اونکے قتل کیے جس سے چھہ ہزار آدمیونکو برافروختگی ہوئی اور آپسے الگ ہو کر آپ کی جماعت سے نکل گئے۔ آپنے حرقوص بن زہیر کا تعاقب کیا لیکن اون چھہ ہزار نے اوس ایک کو بچا لیا۔ اب بھی اگر آپ اونکو چھوڑ دینگے تو اوسکی یہی وجہ ہوگی کہ آپنے بغرض اصلاح اونکو چھوڑ دیا اور اگر اون لوگونسے لڑینگے تو جو لوگ آپکے مخالف ہو گئے ہین وہ بھی اب قاتلین عثمان رضؓ کے طرفدار ہو کر اس درجہ فتنہ و فساد برپا کرینگے کہ جسکا رفع کرنا مشکل ہو جاویگا اور آپ مصیبت مین پڑ جاوینگے۔ پھر جسوقت اہل بصرہ سے مقابلہ ہوگا تو مضر و ربیعہ کے گروہ ان کے طرفدار ہو کر آپسے لڑینگے۔ جیسا ابھی کل کے واقعہ مین آپنے ملاحظہ کر لیا۔ ام المومنین رضؓ نے

فرمایا پھر تمہاری کیا راے ہے۔ قعقاعؓ نے جواب دیا کہ اس مرض دشوار کا علاج تسکین و تدبیر مناسب فتنہ فرو کرنا اور مصالحت سے کام لینا ہے تاکہ مسلمانونکو عافیت حاصل ہو اگر آپ سب صاحب باہم متفق رہین تو یہہ علامت خیر و برکت اور خدا کی رحمت ہے اور گویا کہ خون جناب عثمانؓ کا عوض مل گیا اور اگر خدانخواستہ آپس مین اختلاف بڑھا اور حالت موجودہ پر اصرار کرکے اصلاح نہ کی گئی تو علامات شر و فساد کے اور آثار تباہی ملک و حکومت اسلامی سمجھنا چاہیئے۔ اے حضرات۔ عافیت اختیار فرمایئے چین و امن ہاتھہ سے نہ دیجئے۔ آرام و اطمینان خدا کا عطیہ ہے۔ آپ لوگ مفاتیح خیر ہین۔ آپ اسی وصف پر قائم رہین اور ہم غریبونکو بلا مین نہ ڈالین ورنہ آپ بھی اوس بلا مین مبتلا ہوجاوینگے۔ خدا کی قسم مین آپ کی خدمت مین یہہ بات عرض کر رہا ہون اور آپ صاحبونکو اصلاح کیجانب بلا رہا ہون اور دل مین ڈرتا جاتا ہون کہ یہہ امر تمام نہ ہوگا تا وقتیکہ خداوند تعالےٰ اس امت کو جو کم مایہ ہوگئی اور کیا کچھہ حوادث اسپر نازل ہوے اپنا ارادہ پورا نہ کریگا نہ چھوڑے گا کیونکہ اس امر حادث کا اندازہ نہین ہوسکتا اور یہہ امر عظیم مثل اسکے نہین ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو مار ڈالے یا چند اشخاص ملکر ایک جان کو قتل کرین یا ایک قبیلہ والے ایک مرد کو ہلاک کر ڈالین۔

اس تقریر سے جناب ام المومنینؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے دلونپر بہت بڑا اور اچھا اثر پڑا۔ تینون صاحبون نے بالاتفاق فرمایا۔ بیشک تمہاری راے صائب و مستحسن ہے۔ تم جناب علیؓ کے پاس واپس جاؤ اگر اونکی رای تمہاری راے کی موافق ہی تو ابھی صلح ہوئی جاتی ہے۔ حضرت قعقاعؓ جناب امیرالمومنین علیؓ کی خدمت مین واپس آے اور اس سے مطلع کیا۔ آپنے اس راے کو بہت پسند فرمایا اور فریقین کی صلح پر از بس

خوش ہوے۔ جملہ اہل لشکر کی طرف سے بہی اس صلح پار رضامندی ظاہر ہوئی مگر بعضے دل سے صلح کے خواہان تہے اور بعضے ناخوش۔

جسوقت حضرت قعقاع ؓ ذی قار سے بصرہ روانہ ہوے تو انکے جانے کے بعد چند اہل بصرہ ذی قار مین پہونچے۔ انکا یہہ خیال تہا کہ اہل کوفہ کا حال معلوم ہوجاوی کہ وہ کس طرف ہین اور انکی کیا راے ہے اور کس غرض سے یہان آے ہین جدال و قتال منظور ہے یا صلح و اتفاق کے خواہان ہین۔ چونکہ اہل بصرہ سب کے سب باستثنار بعض اشخاص دل سے خواستگار اصلاح اور رفع فساد تہے یہان آنیسے یہی اسکے مد نظر تہا کہ اہل کوفہ پر اپنی راے ظاہر کردین کہ انکا ارادہ لڑنے کا نہین الحاصل وفود بصرہ اپنے اہل قرابت کوفیون سے ملے۔ کوفیون نے وہی بات ظاہر کی جو بصریونکی خواہش تہی۔ یہہ لوگ کوفیونکو اپنا ہمخیال پاکر انکے ہمراہ جناب امیرالمومنین علی ؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ کو بہی انکا قصد معلوم ہوا۔ آپنے جریدبن شرس سے حضرت طلحہ و زبیر ؓ کا حال دریافت فرمایا۔ انہون نے سارا قصہ اور اونکے خیالات بیان کئے۔ وفود بصرہ یہان کا حال معلوم کرکے اور اہل کوفہ سے متفق ہوکر بصرہ لوٹ گئے اور حضرت قعقاع ؓ بصرہ سے واپس آے۔ اسکے بعد جناب علی مرتضیٰ نے لشکریونکو جمع کرکے خطبہ پڑہا۔ اولاً حمد و نعت خدا بیان کی بعدہ زمانہ جاہلیت اور اوسکی خرابیان۔ پہر اسلام اور اوسکی سعادت و برکت۔ اللہ تعالیٰ کا امت محمدی پر انعام کرنا۔ بعد جناب رسالتمآب صلعم کے خلیفہ اول پر متفق کردینا۔ پہر خلیفہ ثانی ؓ و ثالث ؓ کا زمانہ اور اونکی خلافت پر اتفاق ہونا۔ بعدہ گروہ طلبگار دنیا کا فتنہ و فساد۔ خلیفہ ثالث سے اونکی نعمت و کثرت فتوحات خدا کے دین پر حسد

بغض رکھنا اونکی فضیلت و بزرگی کو بھول جانا پھر اون پر خروج کرنا اور جماعت اسلام
مین تفرقہ ڈالنا۔ بیان کرکے فرمایا۔ مین کل کے روز یہان سے جانب بصرہ کوچ کرونگا
جملہ اہل لشکر میرے ساتھہ چلین۔ البتہ جو لوگ حضرت عثمان ذی النورین رض کے قتل
مین کسی طرح شریک ہوے ہین اون مین سے ایک بھی میرے ہمراہ نہو۔ وہ لوگ
میرے لشکر سے نکل جاوین مجھکو اونکی شرکت و اعانت کی ضرورت نہین ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کی اس تقریر پر ایک گروہ مندرجۂ ذیل نے مجلس
خاص منعقد کی۔ علباء بن ہیثم۔ عدی بن حاتم۔ سالم بن ثعلبہ قیسی۔ شریح بن اوفی اشتر نخعی
مع دیگر اون اشخاص کے جو حضرت امیر المومنین عثمان رض پر خروج کرنے کی رائے مین شریک
تھے اور خروج و محاصرہ مین انکا قدم سب سے آگے تھا۔ مصریونین سے بھی ایک جماعت
تھی جنمین ابن السودا اور خالد بن ملجم تھے۔

راقم۔ ابن اثیر نے یہہ نہین ظاہر کیا ہے کہ یہ جلسہ جناب علی رض کے لشکر مین ہوا یا آپکی
فوج سے نکلکر دوسری جگہہ مگر روضۃ الصفا مین تصریح کے ساتھہ لکھا ہے کہ جسقدر بلوائی
جناب عثمان کی شہادت مین شریک تھے جناب علی رض کا حکم پاکر آپکے لشکر سے نکل
گئے اور دوسری جگہہ یہہ جلسہ قائم ہوا ہے۔ ناظرین ان لوگونکے نام سے بعضونکو
تو یقیناً پہچان گئے ہونگے۔ ابن السودا وہی عبد اللہ بن سبا ہے جو باعث فساد
و شہادت جناب عثمان ذی النورین رض ہوا ہے۔ سارے کانٹے اسیکے بوے ہوے
ہین۔ تخم نفاق قلوب عوام مین اسی کا ڈالا ہوا ہے۔ میان اشتر کو کون نہین جانتا۔
کوفہ مین یہہ ایک مانے ہوے بزرگ مسلم اوستاد ہین۔ انکی کاروائیان اور گپتی
مار عہد عثمانی مین بالخصوص وقت محاصرہ و شہادت جناب عثمان رض جو کچھہ ظاہر ہوئی

سب جانتے ہین - ان لوگونکے نام یاد رکھنا چاہیئے۔ واقعات آیندہ کے بانی وسبانی فساد وشرارت کی جڑ انھین بزرگونکی ذات ہے۔

القصہ یھہ لوگ مخفی جلسہ مین وقت معہود پر جمع ہوے اور آپس مین اس طرح مشورہ کرنے لگے کہ ابھی تک تو حضرت طلحہ وزبیرؓ طالب قصاص جناب عثمان تھے اور اب جناب امیر المومنین علیؓ کی بھی یہی راے معلوم ہوتی ہے - اور آپ کتاب اللہ سے خوب واقف ہین اور جو لوگ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کو کہہ رہے ہین اونکی بہ نسبت آپ کا عمل قرآن پر اور اوسکو سمجھنا بڑہا ہوا ہے - آپکا فرمانا ہم سب نے بخوبی سن لیا ہے - یہہ بھی معلوم ہے کہ اس لشکر مین جناب علیؓ کے ساتھہ اسوقت وہ لوگ بھی ہین جو قتل جناب عثمانؓ مین شریک تھے بلکہ یہی لوگ تعداد مین زیادہ ہین اور غیر کم - پس اگر حضرت طلحہ وزبیر جناب علیؓ سے مصالحت کرینگے اور دونون فریق ایک ہو جاوینگے تو ان کی جماعت کثیر اور ہم انمین بہت قلیل نظر آوینگے اور وہ ہمارے ساتھہ بوجہ ہماری قلت کے جو چاہین گے بلا تامل کر گذرینگے اور ہم جماعت عظیم کے مقابل کچھہ چیز نہ ہونگے - بخدا وہ ایک دم مین ہم سب کو برباد وہلاک کر ڈالینگے۔

یہہ گفتگو تو سب کے مشورہ مین ہوئی - پھر ہر ایک شخص نے جدا گانہ اپنی اپنی راے اس طرح ظاہر کی -

اشتر نخعی - طلحہ وزبیرؓ کی راے تو ہمکو معلوم ہوگئی اور جو اونکا ارادہ ہماری بارہ مین تھا وہ بھی ظاہر ہو گیا - البتہ حضرت علیؓ کی نیت ابتک معلوم نہین کہ ہماری نسبت کیا ہے مگر ہم کہتے ہین کہ ان سب کی راے ہمارے حق مین ایک ہی ہے اگر انمین صلح ہوگی تو ہمارے خون پر صلح ہوگی - لہذا

مناسب وقت یہی ہے کہ ہم تم سب ملکر حضرات علی ؓ طلحہ زبیر نوپر حملہ کرین اورانکوبھی حضرت عثمان ؓ کے پاس پہونچا دین۔ فی الحال ہنگامہ بڑا ہوگا مگرخودبخودسکون بھی ہوجاویگا۔

ابن السودا - یہہ راے ٹھیک نہین۔ تمہاری جماعت ذی قارمین کل ڈہائی ہزار شمارمین ہے یا قریب سوا سوکے۔ حضرت طلحہ ؓ کے ساتھہ جنگی لشکرہی ہرایک اونمین کاشوق کارزارمین مست حکم کا منتظر۔ ذرا اشارہ پالی تو مثل نہنگ کے دریاے جنگ مین گہس پڑی۔ ادہر حضرت علی ؓ کی فوج دیکھو ہزارونکی تعداد ہے۔ تم انکے مقابلہ مین کسی طرح اپنا خیال پورا نہین کرسکتے۔

علبا بن ہیثم - بہتر یہہ ہے کہ اسوقت تم لوگ اس فریق کو چہوڑکر الگ ہوجاؤ اور ان دونون کو آپس مین لڑنے دو اگر یہہ جماعت لڑائی مین ضایع ہوکر کم ہوجاویگی تو دوسرا فریق ان پر غالب آویگا اور اگر انکو فتح ہوئی تو وہ لوگ مغلوب اور محتاج مدد ہوجاوینگے۔ اوسوقت تم اونسے میل کرنا۔ بہرحال ابہی ان دونونکی لڑائی دیکھو اور ان کوچہوڑکر کسی دوسرے ملک کو چلے جاؤ جب یہہ وقت آوے کہ ان مین ہی ایک فریق تمہارا موافق اور تمہارا حاکم ہوجاوے پہر اوسوقت سمجھ لینا۔

ابن السودا - یہہ راے ٹہیک نہین۔ یہہ لوگ توخدا سے چاہتے ہین کہ تم الگ ہوجاؤ اور کسی قوم کے ساتھہ نہ ہو اگر تم دونون فریق سے علحدہ ہوجاؤگے تو یاد رکھو کہ یہہ لوگ تمکو ایک ایک کرکے چن لین گے۔

عدی بن حاتم۔ ہم نہ اس صلح سے راضی ہین اور نہ کشیدہ خاطر لیکن سخت تعجب ہے کہ آپ لوگ ابھی سے اس تردد مین پڑکر اس قسم کی باتین کرنے لگے۔ ارے میان۔ سیدھی سی بات ہے۔ اگر بالفرض لڑائی ہوگئی تو کیا ہم کمزور ہین ہمارے پاس گھوڑے۔ ہتھیار سب کچھ موجود ہے۔ اگر یہہ لوگ ہماری طرف بڑھین گے ہم بھی بڑھین گے اور حملہ کرینگے اور اگر یہ ہم سے رُک رہے تو ہم بھی رُک جاوینگے۔

ابن السوار۔ یہہ بات تو ٹھیک کہی۔

سالم بن ثعلبہ۔ انکے ساتھہ مین اگر طالب دنیا ہو تو خیال باطل ہے اور میری تو یہہ نیت نہین واللہ۔ اگر کل لڑائی ہوگئی تو ہمارے ہاتھہ مال دنیا سے کچھہ نہ آویگا اور مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ ان لوگون کے سر کو تلوار ہی جدا کریگی اور انکا فیصلہ تلوار ہی سے ہوگا۔

ابن السوار۔ تم نے البتہ ایک بات کہی۔

شریح بن اوفی۔ قبل اسکے کہ تم خروج کرو کوئی بات طے کرلو اور جو امر جلد کرنا ہے اوسمین تاخیر کو راہ نہ دو لیکن جسکا ابھی وقت نہین بلکہ تاخیر کا مستحق ہے اوسمین عجلت نہ کرو۔

ابن السوار۔ اے بھائیو۔ تمہاری عزت اسی مین ہے کہ لوگومین مل جل کر آپس مین اونکو لڑادو۔ میرے نزدیک یہہ بہتر ہوگا کہ کل جب فریقین مجتمع ہون تو جس طرح ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چھیڑ دو۔ حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ آپس کی لڑائی مین مشغول ہوکر تمہاری طرف سے غافل ہوجاوینگے

اوسوقت تم لوگونمین سے جو انکے ساتھ ہون وہ اپنی حفاظت کرسکتے ہین اور
جس امر کو تم مکروہ جانتے ہو اوس سے بالکل بچ جاؤ گے۔

اس آخری تقریر پر سب کا اتفاق ہوگیا اور اسی پر یہہ کمیٹی برخاست ہوئی۔ یہہ
جلسہ اس احتیاط اور پوشیدگی کے ساتھہ ہوا کہ بجز ان لوگون کے کسی غیر کو اسکی مطلق خبر
نہ ہوئی۔ ان مخالفین کی مشورہ کا مآل کار یہہ ٹھیرا کہ بظاہر لشکر مین ملے رہین اور دل مین
جناب علیؓ کو حضرت طلحہ اور زبیرؓ سے لڑا دینے کی فکر مین کرتے رہین چنانچہ ایسا ہی ہوا

صبح ہوتے ہی جناب امیر المومنین علیؓ نے ذی قار سے کوچ کیا۔ تمام لشکر آپکے
ساتھہ ہوا۔ عبد القیس پر پہونچے۔ وہ بہی آپکے ساتھہ ہوے پھر یہان سے چل کر
زاویہ مین منزل کی اور زاویہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوے۔ حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ فرضہ سے ادہر روانہ ہوے اور نصف جمادی الثانی
سنہ ۳۶ ھ مین دونون فریق مقام قصر عبید اللہ بن زیاد مین ایک دوسرے سے
ملاقی ہوے۔

شقیق بن ثور نے عمرو بن مرحوم عبدی سے خط و کتابت کرکے یہہ طے کرلیا تہا
کہ جسوقت جناب علیؓ کا لشکر یہان آوے تو یہہ دونون آپکے لشکر مین مل جاوین چنانچہ
جب آپ اپنے لشکر کے ساتھہ قصر عبید اللہ مین پہونچے یہہ دونون شخص مع اپنے قبائل
بکر بن وائل اور عبد القیس کے آپکے لشکر سے آملے۔ لوگون نے انکی شرکت سے کہا
جس طرف یہہ لوگ ہوے بیشک وہ غالب آویگا۔

تین روز تک دونون فریق اپنے اپنے فرودگاہ مین بلا جدال و قتال ایک
دوسرے کے مقابلہ پر ٹھیرے رہے۔ اس مدت مین جناب علیؓ باہمی اتحاد و اتفاق کی

بابت مراسلت کرتے رہے اور لوگونکو صلح کی طرف بلاتے رہے۔ جو لوگ آپکے لشکر مین آنے والے تھے وہ آکر مل گئے اور آپکی طرف تعداد کثیر کی جماعت ہوگئی۔

اسی مدت مین حضرت زبیرؓ کے ہمراہیون مین سے ابوالحرباء نے لڑائی چھیڑنے کی راے دی اور اس طرح تقریر کی۔ ابھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھوڑے سے آدمی ہین آپ ایک ہزار سوارون سے ان پر حملہ کردین قبل اسکے کہ انکے ہمراہی انسے آملین انکا کام تمام کر دیجئے۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ ہمکو بھی ترکیب معلوم ہے اور امور حرب سے بخوبی واقف ہین۔ ہم اور حضرت علیؓ سب ایک ہین سب کا ایک دعوی اسلام۔ سب ایک ہی نبی کی امت۔ ہمارے انکے اتفاقیہ نزاع و اختلاف پیدا ہوگیا جس نے دو گروہ کر دیئے ورنہ کل تک ہمارے انکے درمیان کوئی فرق نہ تھا اور جو شخص گنہگار قیامت کے روز خداوند تعالی کے روبرو بلا عذر و حیلہ شرعی کھڑا ہوگا اوسکی داد و فریاد سماعت پذیر نہوگی۔ انکا قاصد ہمارے پاس سے کل اس حال مین گیا ہے کہ ہمکو قوی امید ہے جو ہماری انکی صلح ہوجاوے۔ تمکو بھی اس امر کی بشارت ہو لہذا لڑائی مین جلدی نکرو بلکہ صبر و استقلال سے کام لو۔ پھر صبرہ بن شیمان حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ سے ملے اور دربارہ جنگ ابوالحرباء کی تائید راے مین یہہ کہا۔ اب موقع اسکا ہے کہ آپ ہم لوگونکو لیکر ان پر چڑہائی کردین۔ بہ نسبت قوت و شدت کے راے و تدبیر کو معاملات حرب مین بڑا دخل ہے۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جواب دیا۔ ایسا حادثہ جسمین ہم سب مبتلا ہین کبھی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین پیش نہین آیا تاکہ اوسکا حکم قرآن شریف یا حدیث سے نکلتا اور ہم اوسپر بلا تکلف عمل کرتے۔ بلکہ یہہ مصیبت تو اسی زمانہ مین ہم پر پڑی ہے اسکا فیصلہ راے و اجتہاد پر موقوف ہے۔ اجتہاد بھی لوگونکا مختلف ہے۔ جناب علیؓ

اور اونکے پیرو کہتے ہین کہ ابھی اس کام (یعنی قصاص جناب عثمانؓ) مین تحریک خوب نہین اس سے بالکل الگ رہو۔ ہم کہتے ہین کہ نہین ہم نہ رکین گے اور اب تاخیر روا نہ رکھین گے حضرت علیؓ کا یہہ قول ہے کہ قاتلین جناب عثمانؓ کو چہوڑ دینا ہی بہتر ہے عنقریب راہ خلاصی ظاہر ہوئی جاتی ہے اور جو امر کہ مسلمانونکے حق مین نافع ہی ابھی ظہور پذیر ہو گا پس اس صورت مین ہم سے غداری نہ ہوگی۔

حضرات طلحہ و زبیرؓ کو بہت کچہہ مفسدون نے بھڑکایا مگر ان صاحبون نے انکی کہنے پر توجہ نہ فرمائی۔ جناب علیؓ کو بھی اسیطرح بعض لوگون نے جنگ پر اوبھارا مگر آپنے بھی انکار کیا چنانچہ اوسکی تشریح یہہ ہے کہ آپ کو جب خبر ہوئی کہ فتنہ پرداز طرفین کو جنگ پر اوبھار رہے ہین تو آپنے اپنے لشکر مین کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا۔ اثناء خطبہ مین اعور بن بنان منقری کہڑے ہوے اور آپسے بصرہ کی طرف آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپنے فرمایا مین بغرض اصلاح و رفع فساد اور فتنہ کی بھڑکنے والی آگ کو فرو کرنے آیا ہون۔ شاید اللہ تعالی ہیکے ذریعہ سے امت محمدیہ کو متفق کردے اور اونسے لڑائی اوٹھادے اعور نے عرض کیا۔ اگر وہ ہمارا کہنا نہ مانین اور صلح نہ اختیار کرین۔ ارشاد ہوا۔ ہم اونکو اونکے حال پر چہوڑ دینگے اگر ہم سے متعرض نہ ہوے۔ اعور نے کہا۔ اگر وہ ہم کو نہ چھوڑین بلکہ لڑنے پر آمادہ ہون۔ جواب دیا۔ اونکو اپنے سے دفع کرینگے۔ اعور نے پوچھا کیا اونکے گروہ مین ایسے بہی ہین جو اونکے نفع کے طالب اور اونکے خیرخواہ ہون جسطرح کہ اونکے بہکانے والے ہین۔ فرمایا۔ دونون قسم کے لوگ ہین۔ اتنے مین ابو سلامہ نے کہڑے ہوکر استفسار کیا۔ کیا آپکے نزدیک ان طالبان قصاص کے پاس کوئی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے۔ اگر وہ اللہ کے واسطے یہہ فعل کرتے ہین

آپنے جواب دیا۔ ہان۔ سوال کیا گیا۔ پھر آپ جو مطالبہ معاوضہ خون مین تاخیر کرتے ہین تو کیا آپکے پاس بھی کوئی دلیل ہے۔ فرمایا۔ ہان ہے جب کوئی امر مشتبہ پیش آوے اور کسی ایک جانب حجت بین نہ ملے اور اوسکا حکم دریافت کرنا دشوار ہو تو ایسی صورت مین نہایت احتیاط اور تامل و تدبر سے کام کرنا چاہیئے اور مقتضاے احتیاط یہی ہے کہ تاخیر کرے جلد بازی مین نقصان ہوتا ہے۔ اسپر ابو سلامہ نے کہا۔ اگر خدانخواستہ ہمارے اونکے کل مقابلہ ہو گیا تو ہمارا اونکا کیا حال ہوگا۔ فرمایا۔ مجھکو امید ہے کہ ہمارے اونکے مقتولین جو صاف دل خدا واسطے لڑے جنت مین جاوینگے۔ پھر جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے لشکریونکو لڑائی سے اس طرح ممانعت فرمائی۔ اے لوگو۔ اپنے ہاتھونکو اس قوم کی لڑائی سے روکے رہنا۔ اپنی زبانین انکی برائی سے بند رکھنا۔ خبردار ہم سے پہلے انکی طرف نہ بڑہنا کیونکہ مدعیٰ علیہ کل قیامت کو وہی شخص ہوگا جس نے آج جھگڑا شروع کیا اور لڑائی مین سبقت کی۔

سوال کرنے والونکی یہہ غرض تھی کہ آپ اپنی زبان سے لڑائی کی نسبت حکم دیدین اور بعضے محض تحقیق کے طالب اور آپکا قصد دریافت کرنا چاہتے تھے۔ آپنے بھی اونکو جواب دیکر بعد مین قطعی ممانعت کردی کہ خبردار کوئی لڑائی کا ارادہ نہ کرے۔

خطبہ سے فارغ ہوکر جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے حکم بن سلام۔ مالک بن حبیب کو حضرت طلحہ و زبیرؓ کی طرف بھیجا اور یہہ پیغام دیا کہ اگر آپ اوس امر پر قائم ہین جو حضرت قعقاع کی زبانی ہمکو معلوم ہوا ہے تو لڑائی سے رُکے رہین اوسوقت تک کہ کوئی امر فیصل طے ہوجاوے۔ اسی اثنا مین احنف بن قیس اور بنی سعد آپ کی خدمت مین حاضر ہوے بنی سعد نے حرقوص بن زہیر کو بچالیا تھا۔ (جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے) اور راوس

گروہ سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ یہ جنگ پر کمر بستہ آئے تھے۔

حضرت احنف بن قیسؓ بعد شہادت جناب امیر المومنین عثمانؓ کے حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھہ پر بیعت کر چکے تھے۔ حضرت احنفؓ کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت امیر المومنین عثمانؓ محاصرہ مین تھے مین حج کو جا رہا تھا۔ مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ سے مدینہ مین حج کو جاتے وقت ملا اور اُن سے کہا۔ امیر المومنین عثمانؓ ضرور شہید کئے جاوینگے انکے بعد کس کے ہاتھہ پر بیعت کیجاویگی۔ سب نے بالاتفاق فرمایا جناب علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت ہوگی۔ مین یہہ دریافت کرکے حج کو چلا گیا۔ پھر جب حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس آیا تو جناب عثمانؓ شہید ہو چکے تھے مین نے حضرت علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت کر لی اور مدینہ منورہ مین سب طرح کا امن اور جناب علیؓ کی خلافت مستحکم پا کر اپنے اہل و عیال مین چلا آیا۔ اس عرصہ مین حضرت ام المومنین عائشہؓ۔ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ بصرہ مین وارد ہوے۔ مجھکو اصلا خبر نہ تھی ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ ام المومنین عائشہؓ حضرت طلحہ و زبیرؓ محلہ خریبہ مین ٹھیرے ہین اور تمکو بلاتے ہین۔ مین نے پوچھا یہان کب آئے اور کس غرض سے۔ جواب دیا حضرت علی مرتضیٰ سے لڑنے آئے ہین اور تمسے مدد چاہتے ہین قاتلین جناب عثمانؓ سے معاوضہ خون لینگے مجھکو اس بات سے سخت تشویش ہوئی مین نے اپنے جی مین کہا۔ یا الٰہ العالمین۔ اب مین کیا کرون حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور آنحضرت صلعم کے حواری حضرت طلحہ و زبیر کی مخالفت کرتا ہون تو مشکل ہے اور انکے ساتھہ ہو کر جناب علیؓ ابن عم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خروج کرون حالانکہ انہین بزرگونکے حکم سے آپکی بیعت بھی کر چکا تو بھی سخت دشوار ہے۔ بہرحال اپنے دل سے یہی باتین کرتا ہوا اونکی خدمت مین پہونچا۔ اونھون نے

اپنا ارادہ ظاہر کرکے فرمایا ہم اسی غرض سے یہان آئے ہین مین نے عرض کیا۔ ای
حضرات مین آپ تینون صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ لوگون نے مجھکو جناب
علی کی بیعت کرنیکو اجازت دی تھی یا نہین۔ فرمایا۔ ہان۔ اوسوقت اجازت ضرور دی
تھی مگر وہ اپنے قول و وعدہ سے پھر گئے۔ یہ سنکر مین نے عرض کیا۔ بخدا اے لایزال
مین آپ لوگون سے نہ لڑونگا اور نہ جناب علی مرتضیٰ ابن عم رسول اللہ صلعم کے مقابلہ
مین نکلونگا۔ آپہی کی حکم سے مین اونکی بیعت کر چکا اب مجھسے یہہ نہوگا کہ اونسے لڑون
براے مہربانی مجھکو اجازت دیجئے کہ فریقین سے علحدہ ہوکر اپنے گھر بیٹھہ رہون
اون حضرات نے میری درخواست قبول فرمائی اور مین بصرہ چھوڑکر جلیجا مین مع اپنے
چھہ ہزار آدمیونکے مقیم ہوا۔ (یہہ مقام بصرہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے)
(پھر جسوقت امیر المومنین جناب علی بصرہ کی طرف تشریف لاے اور بمقام قصر
عبید اللہ بن زیاد مقیم ہوے احنف رضہ آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا) ہماری
قوم بصرہ والے یہہ خیال رکھتے ہین کہ آپ اون پر غالب آوینگے تو اونکے مرد قتل
کرکے اونکی عورتین لونڈیان بنا لینگے۔ آپنے فرمایا۔ مجھسی یہہ خوف رکھنا زیبا نہین
خون تو اوسی شخص کا مباح ہے جو قبول اسلام سے روگردان ہو یا اسلام چھوڑ کر
کافر ہوجاوے۔ یہہ لوگ تو مسلمان ہین پھر مجھسے کیون ڈرتے ہین۔ احنف نے عرض کیا
آپ دو باتون مین سے ایک اختیار فرماوین۔ یا مین آپکے ہمراہ ہوکر آپکے مخالفین سے
لڑون یا دس ہزار تلوارین آپسے روکون۔ آپنے فرمایا۔ تم نے اپنے ہمراہیونکو کسواسطے
گوشہ نشین کر رکھا ہے۔ جواب دیا۔ اونکا یہہ عہد پورا کرنے کو کہ بمقابلہ کفار نکلینگے
مین نے طرفین کی شرکت سے روکا ہے۔ آپنے فرمایا۔ اچھا تم دس ہزار تلوارین ہم سے

روکو۔ احنف یہہ اجازت پاکر واپس ہوے اور اپنے لوگونکو جنگ سے بیٹہہ رہنے کو کہا اور اس طرح ندا کی۔ یا آل خندق۔ یا آل تمیم۔ یا آل سعد۔ اس آواز پر یہہ قبائل لشکر فریقین سے نکلکر احنف کے ساتھہ ہوئے اور تا اختتام واقعہ جمل کسی طرف نہ تھے۔ جبتوت جناب علی مرتضیٰؓ ظفریاب ہوے آپکے تابع ہوگئے اور احنف بہی آپکی خدمتمین حاضر ہوے اور پوری پوری اتباع کی۔

قتال و جدال فریقین واقعۂ جمل

العظمۃ للّٰہ۔ یہہ واقعہ عبرت خیز حیرت انگیز۔ مسلمانون کی آپس کی جدال و قتال جسکی تقریر سے زبان ناطقہ لال ہے۔ میدان جنگ ایک حسرتناک منظر بنا ہوا ہے۔ ایک طرف جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حبیبہ جناب رسالتمآب صلعم اور حواری رسول مقبول صلعم جناب طلحہؓ و جناب زبیرؓ مع لشکر اسلام جسمین صحابہ کرام و دیگر اکابر اشخاص بہی ہین دوسری جانب حضرت شیر خدا امیر المومنین جناب علی مرتضیٰؓ مع جماعت اصحاب کبار و دیگر رئیسان قوم ذی وقار ہین حضرات ناظرین! کوئی معمولی معرکہ ہوتا تو اوسکی کیفیت لکہتے ہوے جی لگتا۔ قلم بہی اپنی جولانی دکہلاتا۔ ایسی صورت مین تو سادہ مضمون محض کتب تواریخ کا ترجمہ اور نفس مطالب نقل کرنا ہی بڑے غضب کا سامنا ہے کیونکہ دونون فریق ہمارے پیشوا۔ ہمارے دین کے سردار ہمارے آقا۔ جناب سرور عالم کے منتسبان خاص۔ اصحاب با اختصاص ہین۔ بہلا کسی مسلمان کی مجال ہے کہ ان بزرگون کی نسبت کسی طرح کا وہم و خیال انکے شان و مرتبہ کے خلاف اپنے دل مین لائے اپنا دین و ایمان کہو بیٹہے۔ آخرت مین روسیاہ ہو گروہ فساق و فجار بداعمال کے

ساتھ حشر ہو۔ صاحبو! ہم اسوقت بدرجہ مجبوری دل پر جبر کرکے بحیثیت ایک مورخ کے
کتب تاریخ سے یہہ واقعہ نقل کر رہے ہین۔ الحمد للہ کہ ہمارے سینہ بے کینہ مین نقش
پاک اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ وھم غرضا من بعدی۔ کا کندہ ہے ہم آل
اطہار و اصحاب اخیار کے نام پر جان قربان کرتے ہین۔ ان بزرگونکی محبت اور اتباع
ہمارے واسطے سبب نجات اور باعث فلاح و حصول درجات ہے۔

قصہ مختصر مورخین با تمکین واقعہ جمل کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جب قصر عبید اللہ
بن زیاد پر دونون فریق ایک دوسرے کے مقابل صفین جما کر ٹہیرے تو حضرت زبیرؓ
صف سے نکلے۔ یہہ مسلح ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ انکو دیکھکر لوگون نے جناب علی مرتضیٰ
سے عرض کیا کہ حضرت زبیرؓ اس طرف آتے ہین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ ایسے شخص ہین کہ
انکو نصیحت اور خوف خدا یاد دلانے کا اثر ہوگا۔ حضرت زبیرؓ کے بعد حضرت طلحہؓ بھی
میدان مین آے۔ ادہر سے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ انکی طرف تشریف لیگئے
اور اسقدر ان دونون صاحبون سے قریب ہوے کہ سواریونکی گردنین آپس مین
بھڑ گئین۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ آپ لوگ بیشک میری عداوت پر کمر بستہ ہین اور یہہ
سوار و پیادے۔ آلات جنگ سارا سامان میرے ہی واسطے جمع کیا ہے۔ کیا
اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپنے اس عداوت کی کوئی وجہ ٹھرالی ہے؟۔ آپ اللہ تعالیٰ
سے ڈرین۔ آپکا انجام کار مثل اوس عورت کے نہو جاوے جسنے سوت کات کر ریزہ ریزہ
کر ڈالا۔ کیا مین آپکا دینی بھائی نہین۔ کیا آپ پر میرا خون اور مجھپر آپکا خون حرام نہین
ہے۔ کیا آپ کوئی ایسی وجہ بتا سکتے ہین جس سے میرا خون آپکو مباح ہوگیا ہی حضرت
طلحہؓ نے فرمایا۔ کیا آپنے جناب عثمانؓ کے قتل مین سازش نہین کی۔ آپنے جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنا دین پورا کرے گا۔ وہ منصف و حاکم حقیقی ہے۔ اے طلحہؓ آپ خون
جناب عثمانؓ کے طالب ہین اور میری نسبت یہہ اتہام ہے۔ توبہ۔ توبہ۔ قاتلین
عثمانؓ پر خدا کی لعنت ہو۔ اے طلحہ۔ آپ جناب رسالتمآب کی بیوی کو لیکر انکے حیلہ
اور قوت سے لڑتے ہین اور اپنی بیوی کو گھر چھوڑ آے اور پردہ مین بٹھلا آئے ہین۔ کیا آپنے
میری بیعت نہین کی حضرت طلحہؓ نے جواب دیا۔ ہان کی مگر مجبوری تلوار میری گردن پر
تھی۔ پھر جناب علی مرتضیٰؓ حضرت زبیرؓ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ اے زبیرؓ
آپ کو کس امر نے خروج پر آمادہ کیا۔ جواب دیا۔ آپ اسکے باعث ہوے۔ فرمایا۔ کیا
آپ بعد حضرت عثمانؓ کے مجھکو خلافت کا مستحق نہین سمجھتے اور مین تو آپکو اپنا عزیز۔
عبدالمطلب کی اولاد مین شمار کرتا ہون اور اے زبیرؓ کیا آپ آنحضرت کا وہ فرمانا
بھول گئے جب ایک دن مین حضور کے ہمراہ بنی غنم مین ہو کر گذرا۔ آنحضرت نے میری
طرف دیکھکر تبسم فرمایا۔ مین بھی حضور کو دیکھکر ہنسنے لگا۔ تو آپنے کہا تھا کہ ابن ابی طالب
اپنا تکبر ترک نکرینگے۔ آپکے قول پر آنحضرت نے فرمایا۔ علیؓ متکبر نہین۔ البتہ تم علی سے
لڑوگے اور بے انصافی اور ظلم کے ساتھہ پیش آوگے۔ یہہ سنکر حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔
ہان۔ خوب یاد دلایا۔ بیشک حضور نے یہہ فرمایا تھا۔ اگر آپ میری روانگی سے قبل اور
میرے خروج سے پیشتر یہہ واقعہ مجھکو یاد دلاتے تو مین ہرگز ادھر نہ آتا اور اب بھی
خدا کی قسم مین آپ سے ہرگز نہ لڑونگا۔

بعد اس گفتگو کے جناب علی مرتضیٰ اپنے لشکر مین واپس آے اور اپنے ہمراہیون سے
فرمایا۔ حضرت زبیرؓ نے خدا کی قسم کھائی ہے کہ وہ تم سے نہ لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ بھی حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت مین واپس گئے اور کہا جسوقت سے مین نے

ہوش سنبھالا ہے اس سے قبل جس کسی موقع پر گیا ہون اپنا انجام کار بخوبی جانتا تھا سوائے
اس موقعہ کے کہ بے سمجھے بوجھے بے اسکے کہ نتیجہ کار پر نظر کرون چلا آیا۔ آپنے فرمایا۔
تمہارا اس کہنے سے کیا منشا ہے اور کیا چاہتے ہو۔ جواب دیا۔ میرا یہہ قصد ہی کہ مین
ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤن۔ جناب ام المومنینؓ اسکا جواب نہ دینے پائی تھین کہ حضرت
زبیرؓ کے بیٹے عبداللہ بول اوٹھے۔ ہان جب دونون فریق کو جمع کرلیا اور ایک کو دوسرے
کی عداوت پر خوب تیز کر دیا تو اب چھوڑ کر جانے کا قصد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ
حضرت علیؓ کے علمون کے پھریرونسے ڈر گئے اور آپنے یہہ سمجھ لیا ہے کہ ان علمونکے
اوٹھانے والے جوانمرد جنگجو ہین اور آپ کو یقین ہوگیا ہے کہ ان علمون کے نیچے سرخ
موت ہی۔ موت کے خوف نے آپکو بیاکر دیا اور آپ مین نامردی آگئی۔ حضرت زبیرؓ نے
فرمایا۔ اب تو مین نے قسم کہالی ہے کہ لڑائی مین نہ جاؤنگا۔ حضرت عبداللہؓ نے عرض
کیا۔ اپنی قسم کے کفارہ مین اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دیجیے اور مقابلہ مین نکلیے (افسوس
حضرت عبداللہؓ کے طعن وتشنیع سے آپنے مکحول یا سرجس کو کفارۂ قسم مین آزاد کیا۔
اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت زبیرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ جناب علیؓ
کے ہمراہ ہین تو آپنے بلاجنگ واپس پھرنیکا قصد کرلیا کیونکہ حضرت زبیرؓ نے آنحضرت
صلعم سے سنا تھا کہ حضرت عمارؓ کو خطاب کرکے فرمایا۔ اے عمارؓ تمکو گروہ باغی قتل کریگا
حضرت زبیرؓ ڈرے کہ مبادا اس جنگ مین حضرت عمارؓ کے قاتل آپ ہی ہون۔ اسواسطے
آپ واپس آسے پھر حضرت عبداللہؓ نے آپ کو لڑائی پر بھیجا۔

اس واقعہ مین اہل بصرہ تین گروہ ہوگئے تھے۔ کچھ لوگ حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کے
ہمراہ تھے اور کچھ جناب علیؓ کے ساتھ رہنے پر تلے ہوے تھے۔ تیسرا گروہ وہ تھا

جو سکوت مین تھا نہ انکی طرف نہ اُنکے ہمراہ ۔ اسی گروہ مین احنف بن قیس ۔ عمران بن حصین اور ان دونون کے تابع تھے ۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے مسجد حدان قبیلہ ازدمین قیام فرمایا ۔ اسوقت سردار ازد صبرہ بن شیمان تھے ۔ انکو کعب بن سور نے یہہ راے دی تہی کہ جبوقت فریقین کا مجمع ہوگا اور آپس مین جنگ ہوجاویگی تمکو اپنا بچانا مشکل ہوجاویگا کیونکہ انکا سیلاب ایک بلاے ناگہانی ہوگا مصلحت اسی مین ہے کہ تم میرے کہنے سے کسیکے شریک نہ ہو اور اپنی قوم کو لیکر علیحدہ ہوجاؤ ۔ مجھکو صلح کے آثار نظر نہین آتے مضر و ربیعہ کی برابری اسوقت تم نہ کرو وہ دونون آپس مین بہائی ہین باہم لڑتے بہی ہین اور پہر دم بھر مین ایک ہوجاتے ہین ۔ صبرہ نے کعب بن سور کی اس نصیحت و خیر خواہی پر اصلا توجہ نہ کی بلکہ ناخوش ہوی اور اوسسے کہا ۔ تم مین ابہی تک نصرانی اثر باقی ہے ۔ تم مجھکو یہہ راے دیتے ہو کہ باہمی اصلاح مین شریک نہ ہون اور جناب ام المومنین رضؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیر کو درصورتیکہ صلح نہ ہو خوار و ذلیل کرون اور حضرت عثمان رضؓ کے قاتلون سے بدلہ لینے مین اونکا ساتہہ نہ دون واللہ یہہ مجہ سے نہوا ہے اور نہ ہوگا ۔

الغرض صبرہ مع اپنے قبیلہ کے جناب ام المومنین عائشہ رضؓ کے ساتہہ ہوی ۔ جملہ اہل یمن بہی آپ کے طرفدار تھے ۔ جو قبائل حضرت ام المومنین کے ہمراہ تھے اون کی تفصیل اور اونکے سردارونکے نام یہہ ہین ۔ رباب مع اپنے قبائل ۔ عدی ۔ تیم ۔ ثور و عکل نے کے مضر ۔ دونون قبیلے بہ سرداری منجاب بن راشد ۔ بنو عمرو ۔ بنو تمیم بہ سرگروہی ابوالجرباء ۔ بنو حنظلہ بہ سرداری ہلال بن وکیع ۔ ازد بمعیت صبرہ بن شیمان ۔ سلیم

بمتابعت مجاشع بن مسعود سلمی بنی عامر غطفان بامارت زفر بن حارث - بکر بحکومت مالک بن مسمع - بنی ناجیہ بہ سرکردگی خریت بن راشد - یمن کے حاکم ذوالاجرہ حمیری تھے مضر کو صلح ہونے مین کچھ شک نہ تھا - ربیعہ انسے اوپر اوترے اور یہہ بھی صلح کے امیدوار تھے - اہل یمن انسے نیچے ٹھیرے انکو بھی صلح کا یقین تھا اور جناب ام المومنین عائشہ رض صدان مین مقیم تھین اور آپکا لشکر بمقام زابوقہ تہا - ہر قبائل کے سردار وہی لوگ تھے جو اوپر مذکور ہونے اور اونکی تعداد تیس ہزار تھی - جناب علی مرتضی رض کے لشکر مین بیس ہزار آدمی تھے - یہہ سب ایک دوسرے کے مقابل اوترے - چونکہ دونون لشکر مین ایسے قبائل بھی تھے جن مین بعضے ادہر اور بعضے ادہر تھے لہذا مضر کے مقابلہ پر مضر اوترے ہوے تھے اور ربیعہ کے سامنے ربیعہ یمن کے روبرو یمن فریقین کے آدمی ایک دوسرے کے ساتھہ بے تکلف ملتے جلتے تھے - سوای حرف صلح کے دوسری بات کسی کی زبان پر نہ تھی - حکیم اور مالک جو قبل اسکے جناب علی کے لشکر سے حضرت طلحہ رض و زبیر رض کے پاس گئے تھے وہ بھی یہی خبر لیکر واپس آے کہ ہم لوگ بھی اوسی عہد و اقرار پر ہین جسپر قعقاع ہم سے رخصت ہو کر گئے ہین - خود جناب علی مرتضی رض حضرت طلحہ رض حضرت زبیر رض باہم مل چکے تھے اور صلح سے بڑھکر کوئی بات نہ دیکھی اور لڑائی و فساد ترک کرنے پر اتفاق ہو گیا - اسی صلح اور امن و امان کے برقرار رکھنے پر تینون صاحب ایک دوسرے سے علیحدہ ہوے - شام کو جناب علی مرتضی رض کیطرف سے حضرت عبداللہ بن عباس رض حضرات طلحہ و زبیر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے آے - ادہر سے حضرت محمد بن طلحہ رض جناب امیر المومنین علی رض کے پاس حاضر ہوے - کل امور و شرائط طے ہو گئے اور صبح کے وقت صلحنامہ اور معاہدہ لکھنے کی راے قرار پا گئی -

یہہ حضرات اپنے اپنے لشکروںمین بخیریت تمام ہنسی خوشی واپس آے - فریقین نے اپنے اپنے لشکروںنکے سرداروں اور روساے قبائل کو بلاکر صلح ہوجانے کی اطلاع کردی دونوں طرف رات نہایت امن وچین کے ساتھہ عافیت وسلامتی مین کٹی - سب اس بات پر خوش تھے کہ صلح ہوگئی اور صبح صلحنامہ لکھہ جاویگا - علی العموم دونوں لشکروںمین تو یہہ حال تھا اور ہر ایک بخیال صلح فارغ البال مگر جو لوگ کہ جناب عثمان کے قتل اور شر وفساد کے باعث تھے اونکو یہہ رات عالم پریشانی وبدحواسی مین گذری کیونکہ یہہ صلح ہوجانیکو اپنے حق مین زہر سمجھے ہوے تھے - جب یہہ صلح کا خیال کرتے اپنی موت آنکھونکے سامنے دیکھتے - رات کو سونا آرام کرنا کیسا - نیند کس کی آنکھہ مین آتی - یہاں تو دغدغہ دوسرا تھا آپس مین مشورہ ہی کرتے رات کٹ گئی - آخر راے اسپر قائم ہوئی کہ خیریت چاہتے ہو تو جس طرح ممکن ہو صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دیجاے - حتی الامکان صلح نہ ہونے دو - چنانچہ صبح ہوتے ہی فریقین کی لاعلمی مین فتنہ پردازوں مفسدوں وبدمعاشوں نے لڑائی کا رنگ جما دیا - تاریکی شب مین تلوارین نکالکر بلوائیان مضر اپنے مقابل مضر پر - ربیعہ ربیعہ پر - یمین والے یمین والونپر دفعۃً جاگرے اور مارنا شروع کردیا - اہل بصرہ اور ہر گروہ اپنے اپنے مقابل پر حملہ آور ہوے - فریقین اطمینان سے پڑے سو رہے تھے - ناگہانی بلا سر پر آگئی تو مجبور بقصد مدافعت انہوں نے بھی جواب دیا اور بات کی بات مین دونوں لشکروںمین غدر مچ گیا -

ابن اثیر وابن خلدون کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ فرقہ اشرار جناب علی رض کے لشکر مین تھے بظاہر آپ کے مطیع مگر دل مین خائف اور فریقین مین لڑائی کرادینے کی فکر مین تھے - تمام قصہ اول سے آخر تک دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گروہ اشرار

آپ کے لشکر مین داخل رہا اور اسی میل جول مین اپنا کام نکالا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اس
فرقہ کا آپ کے لشکر سے علٰحدہ ہو جانا لکھا ہے لہذا اس مقام پر لکھتا ہے کہ یہہ گروہ
پچھلی رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر جا پڑا۔ جب اون لوگون نے مدافعت کی تو
ہزیمت خوردہ جناب علی کی لشکر مین گھس پڑا اصحاب جمل تعاقب کرتے یہان بھی پہونچے
یہان والے سمجھے کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے شبخون مارا۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو اس ہنگامہ کی خبر
ہوئی تو عجلت کے ساتھ میمنہ پر جسجگہ ربیعہ تھی عبدالرحمن بن حارث کو سردار کرکے روانہ کیا۔ میسرہ پر
عبدالرحمن بن عتاب کو بھیجا اور خود قلب لشکر مین ٹہیرے رہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ یہ بلوہ
کس نے کر دیا۔ جواب ملا اہل کوفہ نے پو پہٹتے ہی تیر باری شروع کر دی۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے فرمایا
افسوس حضرت علیؓ بغیر خونریزی کئے نہ مانینگے۔ یہ کہکر حملہ آور گروہ کی مدافعت کرنے لگے اہل بصرہ
نے کوفیون کو اونکے لشکر کی طرف لوٹا دیا۔ علی مرتضیٰؓ شور سنکر خیمہ سے باہر آئے اور دریافت کیا کہ
یہ ہنگامہ کیسا ہے۔ سبائیہ نے ایک شخص کو پہلے ہی سے سکھا پڑھا کر کہڑا کر رکھا تھا اوسنے کہا ہم رات کو اطمینان
سے سوئے تھے صبح نہ ہونے پائی کہ اہل بصرہ نے شبخون مارا۔ ہماری ہمراہی بھی سوار ہوگئے اور لڑائی چھڑ گئی
آپنے یہ سنکر فوراً انتظام کیا میمنہ و میسرہ پر سردار مقرر کرکے بھیجدیئے خود بھی سوار ہو کر کمال تاسف سے فرمایا
مین جانتا ہون کہ طلحہؓ و زبیرؓ نے ہمارا کہنا نہ مانا۔ افسوس بغیر قتل و خونریزی کی باز نہ آئے۔ اس عرصہ مین سبائیہ اپنے
کام سے غافل نہ تھے برابر قتل و خونریزی مین مصروف ہے۔ جناب علیؓ نے بآواز بلند فرمایا۔ لڑائی سے ہاتھ
روکو (مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا تھا) اس مقام پر روضۃ الصفا مین ہے کہ صبح
ہوتے گروہ اہل فساد مین سے جو الگ ہو گئے تھے اشراف و رئیس جیسے اشتر و عدی
بن حاتم وغیرہم جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپ سے اپنی شرکت کی درخواست
کرکے لشکر مین آملے۔ جناب علی مرتضیٰؓ اور حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے بھی منادی کرا دی

کہ کوئی شخص کسی پر حملہ نہ کرے تاوقتیکہ وہ اسپر وار نہ کرے۔ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کرکے قتل نکرے زخمی کو نہ مارے۔ کسیکا مال واسباب نہ چھینے رعایای بصرہ کے آلات حرب۔ کپڑے۔ سامان۔ وغیرہ نہ لوٹے۔

اب لڑائی نے زور پکڑا۔ کعب بن سور جناب ام المومنین عائشہ کی خدمتمین گئے اور عرض کیا۔ اے ام المومنین رض۔ لوگون نے لڑائی شروع کردی اور کسی طرح قتل و خونریزی سے باز نہین آتے۔ آپ موقع پر تشریف لے چلیے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپکی برکت سے مصالحت کرادے۔ غرض آپکے اونٹ پر عماری رکھی گئی اور اوسپر زرہین پہنائی گئین پھر ام المومنین رض سوار ہوئین معرکہ سے علیحدہ ایسے موقع پر آپ کا اونٹ کھڑا کیا گیا جہان سے شور وغل بخوبی سنائی دیتا تھا۔ چونکہ ام المومنین رض اس دن اونٹ پر سوار تھین اسلیئے اس واقعہ کا نام یوم الجمل ہوگیا۔ حضرت زبیر رض کے مقابلہ مین حضرت عمار بن یاسر رض آگئے۔ ان پر نیزہ سے حملہ کیا اور بار بار انپر نیزہ چلاتے تھے مگر حضرت زبیر رض اونکے حملہ کو روکتے اور خود انپر وار نہ کرتے تھے حضرت عمار رض کہتے جاتے تھے۔ کیا آپ مجھکو قتل کرڈالینگے حضرت زبیر رض جواب دیتے تھے نہین مین آپکو قتل نہ کرونگا۔ حضرت زبیر رض اگر چاہتے تو حضرت عمار رض کو قتل کرڈالتے لیکن انکو آنحضرت صلعم کا فرمانا۔ "اُے عمار رض تمکو گروہ باغی قتل کریگا" یاد تھا اس واسطے اونکے حملہ روکتے اور ربطور دھمکی کے خود بھی بچاکر کوئی ہاتھ اونپر چھوڑ دیتے تھے پھر حضرت زبیر رض میدان رزمگاہ سے نکلکر جانب وادی السباع تشریف لیگئے چونکہ آپ جناب علی رض سے حدیث سن چکے تھے اسواسطے جنگ سے گریز کی۔

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض دور سے غل وشور سن رہی تھین کہ اتنے مین

زیادہ آواز بلند ہوئی۔ آپنے دریافت فرمایا۔ یہہ غل و شور کیوں بڑھ گیا۔ لوگوں نے کہا۔ لشکر والوں کی آوازیں آرہی ہین۔ فرمایا خیریت کے یا شر کی علامت ہے۔ جواب ملا۔ ایسا تو ہوا بگڑی معلوم ہوتی ہے یہہ باتین ہورہی تہین کہ یکایک اصحاب جمل بہاگ اٹھے ہوئے

حضرت طلحہؓ کے زانو مین ایک ناگہانی تیر لگا۔ زخم کاری آیا (کہتے ہین کہ جب زخم کو دبادیتے خون بند ہوجاتا اور جب چھوڑ دیتے جاری ہوجاتا تھا۔ آپنے فرمایا۔ رہنے دو یہہ خدا کا تیر ہے یہہ زخم جان لینے والا ہے (عقد الفرید۔)

آپنے اپنا پانون گھوڑے کے پہلو سے خوب جمالیا تاکہ گر نہ پڑین اور بآواز بلند پکارتے تھے۔ اے اللہ کے بندو۔ لڑائی سے باز رہو اور میری طرف لوٹ آؤ حضرت قعقاعؓ نے انکو زخمی پاکر کہا۔ آپ زخمی ہوگئے۔ اب مناسب ہے کہ یہان سے چلے جایئے اور کسی مکان مین جاکر آرام کیجیے حضرت طلحہؓ وہان سے چل دیئے خون آپ کے پانون سے جاری رہا۔ آپ یہہ کہتے جاتے تھے۔ خداوندا! حضرت عثمان کے خون کا عوض مجھ سے لے اور مجھسے راضی ہوجا۔ خون اسقدر نکلا کہ آپکا موزہ خون سے لبریز ہوگیا اور آپ کو ضعف طاری ہوا قریب تھا کہ غشی لاحق ہو آپنے غلام سے کہا۔ میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوجا۔ مجھکو گرنے سے سنبھال اور جلد کسی مکان مین پہونچا کر اوتار دے غلام بدقت تمام آپکو لیکر بصرہ مین داخل ہوا اور ایک مکان کہنہ ویران مین جا اوتارا۔ وہان طائر روح مقدس قفس عنصری سے پرواز کرکے باغ جنان مین جا پہونچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت طلحہؓ کا اخیر وقت تہا تو اس مکان مین ایک شخص وارد ہوا۔ بروایت ازالۃ الخفا یہ شخص ثور بن مجزاۃ ہین۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کیا تم امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے

اصحاب مین سے ہو۔ جواب دیا ہان ۔ فرمایا۔ اپنا ہاتھہ دراز کرو مین تمسے بیعت کرتا ہون
یہہ فرماکر آپنے بیعت کرلی۔ آپ کو خوف تھا کہ ایسی حالت مین کہین دم نہ نکلجاے
جو جناب علی مرتضیٰؓ کی بیعت نہ کرسکون لہذا بالواسطہ بیعت کرلی۔ ثور کا بیان ہے
کہ حضرت طلحہؓ نے میرے ہاتھہ پر بیعت کرلی پھر اونکا دم نکل گیا مین حضرت علی کی خدمت مین
حاضر ہوا اور آپ کو اس حال سے مطلع کیا۔ آپنے فرمایا اللہ اکبر۔ خداوند تعالے نے
نہ چاہا کہ طلحہؓ بغیر میری بیعت کیئے ہوئے جنت مین جاوین۔ (ازالۃ الخفا)

اس حالت زخم مین آپ فرماتے تھے۔ افسوس۔ مجھسے زیادہ اپنے خون کو ضائع
کرنے والا کوئی بوڑھا شخص نہ ہوگا۔ آپ اوسی جگہہ مدفون ہوے۔ آپکے پائون مین
مروان بن حکم نے تیر مارا اور بعضے کہتے ہین دوسرے شخص کے تیر سے آپ شہید ہوے
(ابن اثیر و ابن خلدون)

وقت شہادت آپ کی عمر ترسیٹھہ [۶۳] سال کی تھی اور ایک روایت مین باسٹھہ [۶۲]
اور بعضے چونسٹھہ [۶۴] برس کہتے ہین۔ (خمیس)

تاریخ مسعودیؔ مین ہے کہ جب حضرت زبیر لڑائی سے نکل گئے مروان نے دل مین
کہا۔ زبیرؓ بھی چلے گئے اور طلحہؓ بھی جاتے ہین مناسب ہے کہ انکو یہان ٹھنڈا کردون
یہہ خیال کرکے آپ کی رگ ہفت اندام پر ایک تیر مارا۔

حضرت زبیرؓ کا واقعہ اس طرح گذرا کہ آپنے رزمگاہ سے نکلکر وادی السباع کا
رخ کیا۔ اثنار راہ مین احنفؓ بن قیس کا لشکر ملا۔ احنفؓ نے آپکو جاتے ہوے دیکھکر
کہا واللہ۔ اب اس الگ ہونے کا کیا اعتبار ہے جب مسلمانونکو جمع کردیا اور وہ
ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ جب آپ ادہر سے گذر گئے احنفؓ بن قیس نے

آپنے ہمراہیوں سے کہا۔ کون ایسا ہے جو حضرت زبیرؓ کی خبر لائے۔ عمرو بن جرموز بولا۔
مین جاتا ہون۔ یہ کہکر آپ کے پیچھے روانہ ہوا اور آپ سے جا ملا۔ آپنے پوچھا۔ تمہارا
یہان آنے سے کیا مطلب ہے۔ جواب دیا۔ آپسے کچھ سوال کرنا ہے۔ عطیہ آپکا غلام
کہنے لگا۔ یہ شخص آپکے دشمنونکو ایذا پہونچانے والا ہے۔ فرمایا۔ ایک شخص سے کیا
خوف ہے۔ یہ فرماکر آگے روانہ ہوے۔ اس عرصہ مین نماز کا وقت آیا۔ آپ گھوڑی
سے اوترے اور نماز پڑھانے آگے ہوے کہ ابن جرموز نے پیچھے سے ایک وار مین
آپکو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بروایت مسعودی آپ کی عمر چھہتّر برس
کی تھی۔ ابن جرموز آپ کا گھوڑا۔ ہتھیار۔ مھر لیکر چلتا ہوا۔ غلام کو چھوڑ دیا۔ غلام نے
آپ کو اوسی مقام مین دفن کیا اور لشکر مین آکر لوگونکو اس واقعہ کی خبر دی۔

ابن جرموز احنف کے پاس آیا اور حضرت زبیرؓ کا قتل کرنا بیان کیا۔ آپنے ناخوش
ہوکر کہا۔ بخدا مین نہین جانتا کہ یہ کام تونے اچھا کیا یا برا۔ پھر ابن جرموز حضرت علیؓ کے
لشکر مین پہونچا۔ دربان سے کہا۔ قاتل زبیرؓ کے حاضر ہونے کی اجازت مانگ لا۔
دربان نے حضور مین جاکر اجازت چاہی۔ آپنے فرمایا۔ آنے دو اور اوسکو دخول دوزخ
کی بشارت دو۔ ابن جرموز حاضر خدمت ہوا اور حضرت زبیرؓ کی تلوار پیش کی۔ آپنے
تلوار ہاتھ مین لیکر دیکھی اور نہایت دردناک لہجہ مین فرمایا۔ اسی تلوار کے ذریعہ سے
اکثر اوقات زبیرؓ نے جناب رسالتمآبؐ کی ذات اقدس سے مصیبتین دفع کین۔ یہ
فرماکر وہ تلوار ام المومنین عائشہؓ کے پاس بھیج دی۔ (ابن اثیر)

اور ایک روایت مین ہے کہ ابن جرموز حضرت زبیرؓ کا سر کاٹ کر جناب علیؓ
کی خدمت مین لایا۔ جب آپ کے سامنے آیا آپنے فرمایا۔ تجھکو دوزخ کی بشارت ہو۔

کیونکہ آنحضرتؐ فرماتے تھے۔ قاتل زبیرؓ کے واسطے دوزخ کی بشارت ہے۔
ابن جرموز آپ کے پاس سے چلا گیا اور شعر پڑھتا جاتا تھا جسکا مطلب یہہ ہے
مین علیؓ کے پاس زبیرؓ کا سر کاٹ لایا اور اپنے نزدیک اسکو ثواب سمجھے ہوے تھا
مگر افسوس آپنے مجھکو بغیر دیکھے آگ دوزخ کی بشارت دی۔ تحفہ لانے والے کے
حق مین تو یہہ بشارت بہت بُری ہے" (عقد الفرید)
اب اسوقت لڑائی قریب ختم ہونے کی تھی اور بھاگے ہوے بصرہ کے قریب
پہونچ گئے تھے مگر جسوقت سواران لشکر جناب علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ کی اونٹ کو
دیکھا چارون طرف سے اوسکے گرد جمع ہو گئے اسلئے مفرورین پھر لوٹے اور راوسنے ور
دشور اور دلی جوش و خروش کے ساتھہ دوبارہ لڑائی شروع کردی کعب بن سور
اونٹ کی مہار پکڑے ہوے تھے جناب عائشہؓ نے جب دیکھا کہ لوگ کسی طرح
لڑائی سے باز نہین آتے تو کعب بن سور سے فرمایا۔ تم اونٹ کو چھوڑ دو اور یہ قرآن
شریف لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین جاؤ اور لوگونکو اسکے محاکمہ کی طرف بلاؤ
کعب قرآن شریف لیکر گئے۔ امیر المؤمنین کا لشکر انکی طرف بڑھا سب سے آگے فرقہ سبئیہ
تھا اوسنے کعب بن سور پر تیرون کی بارش کردی۔ ہزارون تیر ایک ساتھہ انپر پڑے
اور یہہ شہید ہو گئے۔ گروہ سبئیہ ام المومنین کی عماری پر تیر چلانے لگے۔ آپنے بلند
آواز سے اپنے ہمراہیونکو امداد کے لئے بلایا اور یہہ فرماتی تھین "اللہ سے ڈرو۔ روز
حساب کا خوف کرو"۔ مگر کوئی سنتا نہ تھا بلکہ اور آگے بڑھے آتے تھے جب حضرت صدیقہ
نے دیکھا کہ لوگ کسی طرح لڑائی سے ہاتھہ نہین روکتے آپ قاتلین جناب عثمانؓ پر
بد دعا کرنے لگین تا کہ لوگ آپ کی بد دعا سے ڈر کر جنگ سے باز رہین۔ اہل لشکر بھی آپکے

ہمراہ بددعا کرنے لگے۔ ایک طرف لڑائی کا زور وشور دوسری طرف بددعا کی ہزاروں آوازیں ایک ساتھہ ملکر آتی تہیں جن سے میدان رزمگاہ گونج اوٹھا تھا جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دریافت حال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ام المومنین قاتلین جناب عثمان پر بددعا کررہی ہیں۔ آپنے بہی فرمایا۔ اللھم العن قتلۃ عثمان۔ جب اس تدبیر سے بہی لڑائی نہ رکی تو ام المومنین نے سرداران میمنہ ومیسرہ سے کہلا بہیجا کہ تم لوگ ثابت قدمی سے لڑتے رہو تمہاری مدد کو اور فوج بہیجتی ہوں۔ جب آپنے دیکھا کہ لڑنے والے مجہہ ہی پر حملہ کرتے بڑہے چلے آتے ہیں اور سب طرف سے مجہہ ہی پر یورش ہے تو آپنے لشکریوں کو ایک پرجوش تقریر سے پھر لڑائی پر اوبہارا (ناظرین اس امر کا خیال رکہیں کہ جناب ام المومنین پر حملہ کرنے والے فرقہ اشرار سبائیہ ہی تھے)

آپکے جوش دلانے سے بصرہ کے قبیلہ مضر نے اپنے مقابل کوفہ کے مضر کو توڑ ڈالا اور اونٹ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے صاف کرڈالا پھر تیروں کی بارش کردی۔ طرفین ایک دوسرے کے حملہ کا جواب تیروں سے دے رہے تھے۔ جناب علی مرتضیٰ جس جگہہ کھڑے تھے لڑنے والوں کی ریل پیل سے وہاں سے بیچ میں ہو گئے اور محمد بن حنفیہ علمدار فوج سے فرمایا۔ حملہ کرکے ان لوگوں کو ہٹا دو۔ محمد بن حنفیہ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا مگر بجز تیروں کی نوک کے کسی طرف راہ نہ تھی مجبور رُک رہے۔ یہ دیکھکر جناب علی مرتضیٰ نے علم اپنے صاحبزادہ کے ہاتھہ سے لے لیا اور فرمایا تم میری آگے رہو۔ اسوقت تک صرف مضر میں باہم مقابلہ تھا باقی فریقین علحدہ تھے۔

جناب علی مرتضیٰ کے لشکر میں زید بن صوحان کی قوم نے اُنسے کہا کہ تم بہی ہمارے ساتھ اس ہنگامہ سے الگ رہو یہہ زور وشور تم کسی طرح روک نہیں سکتے۔ تم نہیں

دیکھتے کہ مضر تمہارے سامنے کس گرما گرمی سے اونٹ کی طرف بڑھ رہے ہین۔ جو اونٹ کے قریب جاتا ہے مارا جاتا ہے۔ اونہون نے جواب دیا۔ موت زندگی سے بہتر ہے اور مین تو موت کا خواہان ہون۔ یہہ کہکر معرکہ مین گھس پڑے۔ زید بن صوحان اور سیمان بن صوحان دونون بہائی مارے گئے۔ انکے بہائی صعصعہ زخمی ہوکر کچھہ دنون زندہ رہے آخر کار وہ بہی انتقال کر گئے۔ اب دوسرے قبائل بہی لڑنے لگے۔ جناب علی مرتضی رضنے یہہ ہنگامہ فرو کرنے کی تدبیر بہت کچھہ کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ آپنے قبائل ربیعہ ویمین کی طرف آدمی بہیجکر حکم دیا کہ اپنے سردارونکی متابعت کرو اور لڑائی سے باز رہو چنانچہ ایک شخص عبد القیس کا کہڑا ہوا اور پکار کر کہا۔ اے لوگو۔ امیر المومنین تمکو حکم خدا کی طرف بلاتے ہین۔ مگر ماننے والا کون تہا بلکہ برعکس یہہ جواب ملا۔ جو شخص حدود اللہ کو قائم نہین کرتا وہ ہمکو کیون بلاتا ہے۔ کعب بن سور کو ربیعہ نے تیرونسے مار ڈالا انکے خون کا عوض کوئی نہین لیتا۔ القصہ فریقین کسی طرح باز نہ آے۔ لڑائی کا عنوان تہوڑی دیر کے لئے پہر خطرناک منظر بنگیا۔ کوفہ کے یمن والون نے بصرہ کے یمن والونکا مقابلہ کیا۔ اہل کوفہ کسی طرح قتال سے ہاتھہ نہ روکتے تھے اور انکا یہی مطلب تہا کہ ام المومنین کے اونٹ تک پہونچ جاوین اور آپکے دشمنون کو ایذا پہونچائین۔ آپنے یہہ دیکھکر اپنے لشکریونکو پہر حفاظت کرنے کی تاکید کی۔ دونون طرف خوب جم کر لڑائی ہونے لگی اور دونون حریف جوش مردانگی مین ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ بصرہ کے اہالی یمن اور ربیعہ کا گروہ کوفہ کے اہالی یمن اور ربیعہ پر غالب آیا اور انکو بہگا دیا۔ پہر بہی دونون گروہ کوفہ والے سنبھلکر لڑنے لگے۔ انکے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پانچ ہمدان کے اور پانچ یمن کے۔ پہر علم کو

یزید بن قیس نے سنبھالا۔ کوفی ربیعہ کے علم کے نیچے زید۔ عبداللہ بن رقیہ۔ ابوعبیدہ بن راشد بن سلمی کام آے۔ لڑائی لحظہ بلحظہ تیز ہوتی جاتی تھی صفونکی ترتیب جاتی رہی تھی یہان تک کہ کوفیونکا وہ گروہ جو میمنہ لشکر مین تھا اپنے قلب سے اور بصریونکا میسرہ اپنے قلب سے مل جل گیا۔ ایسے لڑائی مین مصروف ہوے کہ سدہ بدھ نہ رہی بدحواسی مین سواے مارنے اور مرنے کے اور کام نہ تھا۔ اس فریق کے میمنہ نے اوس فریق کا میسرہ اور اسکے میسرہ نے اوسکے میمنہ کا آگا روکا اور حریف کو اپنے مجمع مین داخل ہونے سے باز رکھا۔ شجاعان مضر جانبین سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے اور باہم پکار کر کہتے جاتے تھے۔ حریف کے ہاتھہ پانون کاٹو جانسے نہ مارو چنانچہ فریقین کے زور آزما اپنے مقابل پر حملہ کرکے اوسکے ہاتھہ پانون قلم کر دیتے تھے۔ اس واقعہ مین جسقدر ہاتھہ پانون کٹے ہوے لوگ نظر آے اور کسی معرکہ مین اتنے نہ دیکھے گئے۔ عبدالرحمن بن عتاب کا ہاتھہ بھی قبل شہادت کٹ گیا تھا۔

جناب ام المومنین نے اپنے بائین طرف ملاحظہ فرماکر دریافت کیا تم کون لوگ ہو۔ جواب ملا۔ صبرہ بن شیمان آپکے جان نثار اولاد بنو ازد فرمایا۔ شاباش اے آل غسان۔ میری حفاظت کرو۔ مفسدون کے ہاتھہ سے بچاؤ۔ تمہاری بہادری جو سنی جاتی تھی آج اوسکے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ ازدی جناب ام المومنین کے اونٹ کی مینگنی اوٹھاکر سونگھتے تھے اور کہتے تھے کیا اچھی خوشبو آتی ہے جیسے مشک و عنبر ہو۔ کیون نہو ہماری مان کے اونٹ کی مینگنی ہے۔ پھر آپنے داہنی طرف والون سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جواب ملا۔ بکر بن وائل۔ فرمایا۔ تمہارے

مقابل عبد القیس ہین مجھکو اونکے حملہ سے بچانا غرضکہ ان دونون فریق ہین سخت جنگ ہوئی پھر آپ سامنے کے لشکر سے متوجہ ہوئین اور فرمایا۔ یہہ کون لوگ ہین عرض کیا گیا ہم لوگ بنی ناجیہ ہین۔ فرمایا۔ واہ واہ کیا کہنا۔ تمہاری تلوارین تو نامی مشہور ہین ابطحی۔ قرشی۔ شاباش۔ میری حفاظت کا خیال رکھنا۔ پھر بنو ضبہ نے آپ کے اونٹ کی حفاظت کی اور حریف سے لڑتے رہے۔ اسوقت آپکے گرد آتش جدال وقتال نہایت زوروں پر تھی۔ بنو ضبہ کے ساتھ بنو عدی بن عبدۃ کا گروہ شریک ہوا اور دونون قبیلہ نکے مل جانے سے آپکے گرد مجمع کثیر ہو گیا۔ یہہ گروہ نہایت شدت اور قوت سے آپکی حفاظت ہین لڑتا رہا۔

سب سے اول اونٹ کی مہار کعب بن سور کے ہاتھہ ہین تھی جب یہہ مارے گئے تو انکے بھائی عبد اللہ نے یہہ کام کیا۔ وہ بھی مارے گئے تو مہار شتر عمیرہ بن یثربی نے لی۔ اودہر سے ہند بن عمرو جملی مرادی حملہ آور ہوا۔ دونون ہین دو دو ہاتھہ چلے ابن یثربی نے ابن عمرو کو قتل کر ڈالا۔ علیا بن ہیثم نے ابن یثربی پر حملہ کیا اور مارا گیا۔ اسی طرح سیمان بن صوحان مارے گئے اور انکی بھائی صعصعہ زخمی ہوی ابن یثربی اونٹ کی مہار پکڑ کر اشعار رجز پڑہنے لگا جنکا مطلب یہہ ہے "میری شجاعت کا کون منکر ہوگا ہین قاتل علیا۔ ہند جملی۔ ابن صوحان ہون اور ہین تو علیؓ کے دین پر ہون ہین نے ان لوگو نکو مار ڈالا اور کسی کی پرواہ نہین۔ میرے غم کو ابو الحسن دفع کرنے والے کافی ہین" حضرت عمارؓ نے سنکر فرمایا۔ تو نے بڑی حفاظت کے ساتھہ پناہ پکڑی۔ اگر تو سچا ہے تو اس لشکر سے نکلکر ہمارے پاس چلا آ۔ ابن یثربی نے اونٹ کی مہار دوسرے شخص کو دی اور حضرت عمارؓ سے مقابل ہوا۔ آپ نو نکے

برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین اسی سے زیادہ عمر تھی صرف ایک پوستین آپکے بدن پر تھی جسکو ایک رسی کے ساتھ کمر سے باندہ لیا تھا۔ آپ بمقابلہ ابن یثربی بہت کمزور تھے لوگ انکو دیکھکر افسوس سی کہنے لگے۔ ہائے عمار اپنے دوستونکے پاس جانا چاہتے ہین ابن یثربی نے انپر تلوار چلائی عمارؓ نے سپر پر روکی۔ تلوار سپر کو کاٹ کر اوسمین اولجہہ رہی ابن یثربی نے بہت زور کیا مگر نہ نکلی حضرت عمارؓ کو موقع ملگیا اور اپنی تلوار سے اُسکے پائون قلم کر دیئے۔ ابن یثربی گر پڑا لوگ قید کر کے حضرت علیؓ کے سامنے لائے۔ ابن یثربی نے فریاد کی کہ مجھکو قتل نہ کیجئے۔ آپنے فرمایا کہ تو نے تین شخصونکو قتل کیا اب بہی نہ مارا جاوے۔ غرض آپکے حکم سے مارا گیا۔

بعد قتل ابن یثربی زمام شتر ایک عدوی نے لی۔ اوس نے ایک شخص بنی عدی کو دی اور خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ اوسکے مقابل ربیعہ عقیلی آئے۔ دونون مین تلوار چلی اور دونون ایک ساتھ زخمی ہوکر گرے اور مر گئے۔ پھر حارث ضبی نے مہار شتر لی۔ یہہ شخص بڑا سخت تہا۔ جناب ام المومنینؓ کے شتر کی مہار لئے ہوے لڑتا جاتا تہا اور اشعار رجز بر زبان تھے۔ اسکے بعد عمر وضبی نے مہار لی۔ اسی طرح مہار شتر پر چالیس آدمی قتل ہوے۔ جناب ام المومنین فرماتی تہین۔ جب تک بنوضبہ میرے اونٹ کی محافظ رہے وہ اچھی حالت پر رہا اور جب اونکی آواز مین نے نہ پائی تو اونٹ مارا گیا۔ (بنوضبہ اشعار رجز پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے" ہم بنوضبہ اصحاب جمل ہین جب موت آجاتی ہے تو ہم بید ریغ اوسکے منہ مین کود پڑتے ہین اور موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ شیرین ہے")

اور ایک روایت مین ستر آدمی قریش کے اونٹ کی مہار پر مارے گئے۔

آ گئے مین نے اونکو مار لیا۔ عبداللہ بن حکیم بن حزام کے ہاتھہ مین علم قریش تھا مین نے
دیکھا کہ وہ عدی بن حاتم سے لڑ رہے ہین۔ دونون ایک دوسرے پر مردانہ حملے
کر رہے تھے۔ مین عدی بن حاتم کے ساتھہ ہوگیا اور عبداللہ بن حکیم کو ہم دونون نے
ملکر قتل کیا۔ پھر مہار شتر اسود بن ابی بختری نے لی۔ یہہ قریشی ہین یہہ بھی مارے گئے۔
مروان بن حکم بھی زخمی ہوا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے بدن پر تہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے
اسپر بھی ہمراہیان جناب ام المومنینؓ کا جوش کم نہ ہوتا تھا اور نہ فرقہ سبئیہ اور اونکی
پیرو اونٹ پر حملہ کرنے سے باز آتے تھے۔ اشتر کا بیان ہے کہ جنگ جمل سے زیادہ
کوئی معرکہ سخت میری نظر سے نہین گذرا۔ کوئی بھاگنے کا نام تک نہ لیتا تھا۔ ہم سب
اس طرح ڈٹے ہوے جنگ پر قائم تھے جیسے کالا پہاڑ۔

اونٹ کی مہار اسقدر لوگونکے ہاتھون ہاتھہ رہی کہ وہ بھی ٹوٹ کر پرزہ پرزہ
ہوگئی۔ یہہ سب کچھہ ہوا مگر لڑائی کا خاتمہ ہوتا نظر نہ آتا تھا۔ کثرت سے لوگ مارے گئے
ہزارون کے ہاتھہ پانون کٹ گئے میمنہ و میسرہ کا فرق نہ رہا۔ فریقین قلب لشکر سے
آکر مل گئے مگر پھر بھی وہی زور شور رہتا۔ آخر جناب امیر المومنین نے جنگ ختم کرنیکی
یہہ ترکیب سوچی دیگر اشخاص بھی اس رائے کے موافق ہوے کہ جبتک اونٹ
زندہ ہے اس لڑائی کا خاتمہ نہ ہوگا اگر کسی طرح اونٹ مارا جاوے تو ابھی جنگ کا
خاتمہ ہوا جاتا ہے چنانچہ آپنے بلند آواز سے پکار کر فرمایا۔ اونٹ کے پانون کاٹ
ڈالو۔ یہہ لوگ آپ ہی متفرق و منتشر ہوجائین گے۔ ایک شخص نے آپکے حکم کی
تعمیل کی۔ ایک تلوار اس زور سے ماری کہ اونٹ زخمی ہوگیا اور بلبلا کر گر پڑا۔
راوی کا بیان ہے کہ مین نے کبھی کسی اونٹ کے بلبلانیکی ایسی تیز آواز نہ سُنی تھی۔

کوفیان ازد کا علم مخنف بن سلیم کے پاس تہا وہ مارے گئے تو صقعب نے لیا۔
اونکے بعد عبداللہ بن سلیم نے سنبہالا۔ یہہ جب مارے گئے تو علا بن عروہ نے لیا۔
علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح ہوگئی۔ کوفیان عبد قیس کا علم قاسم بن سلیم کے ہاتہہ
مین تہا۔ انکے بعد زید بن صوحان علمدار ہوے یہہ سادات تابعین سے ہین بڑے
نمازی روزہ دار تھے (تاریخ یافعی) جب یہہ مارے گئے تو انکے بہائی سیمان بن صوحان
نے علم لیا۔ یہہ مارے گئے تو اور متعدد اشخاص علمدار رہے۔ اونہین مین عبداللہ بن
رقیہ ہین انکے بعد منقذ بن نعمان کو علم ملا۔ جب یہہ بہی کام آے تو ان کے بیٹے مرہ
نے سنبہالا۔ علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح کا ڈنکا بجا۔ بکر بن وائل کا علم حرث بن
حسان ذہلی کے ہاتہہ مین تہا۔ انہون نے آگے بڑہکر مقابلہ کیا۔ یہہ اپنے خاندان کے
پانچ آدمیون کے ساتہہ اور چند لوگ بنی محدوج کے اور پینتیس ۳۵ آدمی بنی ذہل کے
معرکہ مین کام آے (ابن خلدون وابن اثیر)

حارث بن حسان رضہ نے اپنے بہائی سے کہا۔ اے بہائی۔ کیا اچھی یہ لڑائی ہے
اگر ہم حق پر ہون۔ بہائی نے جواب دیا۔ ہم ضرور حق پر ہین کیونکہ لوگ تو ادہر اودہر
چلے گئے مگر ہم اہلبیت جناب رسالتمآب کے پاس ہین اور انکی حفاظت مین جان
دے رہے ہین۔

اوسی جنگ مین عمیر بن اہلب ضبی زخمی ہوکر گرا زمین پر پڑا تڑپ رہا تہا کہ
جناب علی رضہ کے لشکر کا ایک سپاہی اوسکے پاس ہوکر گذرا۔ عمیر کو شعر پڑہتے دیکہکر
کہا یہ وقت کلمہ پڑہنے کا ہے شعر کی جگہہ کلمہ پڑہو۔ عمیر نے کہا۔ میرے پاس آکر کہو مین سمجہا
نہین ذرا اونچا سنتا ہون۔ وہ شخص عمیر کے پاس بیٹہہ گیا اور اوسکے منہ سے

منہ ملا کر کلمہ پڑہا۔ عمیر نے جست کر کے اوس بیچارہ کا کان دانتونسے مضبوط پکڑ لیا۔ وہ جبڑے سے اوکہڑ آیا۔

بعضون نے اونٹ کے مارے جانے کا قصہ اس طرح نقل کیا ہے کہ اشتر اونٹ کے پاس سے لڑکر واپس آ رہی تھے اور ادہر قعقاع جا رہی تھے کہ انہون نے اشتر سے کہا۔ کیا تم پہر اونٹ کی طرف جا کر لڑ سکتے ہو۔ اشتر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ قعقاع رضی نے کہا۔ اے اشتر تم یہہ نہ سمجھنا کہ تم ہی لڑائی کے ڈہنگ سے واقف ہو بلکہ ہم بہی لڑنا جانتے ہین۔ یہہ کہکر حضرت قعقاع رضی نے بڑہ کر حملہ کر دیا۔ اوسوقت شتر کی مہار زفر بن حرث کے ہاتہہ مین تہی۔ اسوقت بنی عامر کے شیوخ مین سے کوئی باقی نہ بچا تہا سب اونٹ کے آگے مارے گئے اور ان سب کے بعد زفر نے مہار لی تہی۔ زفر رجزیہ اشعار پڑہتے جاتی تھے۔ قعقاع نے بجیر بن دلجہ سے کہا۔ اے بجیر۔ تم اپنی قوم سے بحیلہ و تدبیر مناسب سازش کر کے اونٹ کے پاس جاؤ اور اوسکو مار گراؤ تاکہ لڑائی کا خاتمہ ہو جاوے ورنہ اسکا انجام بد نظر آتا ہے۔ خدانخواستہ جناب ام المومنین رض کو صدمہ پہونچا تو بڑی بات ہے لیکن وہی صورت مین ہماری اور تمہاری سب کی نجات اور لڑائی کا خاتمہ ہے (چونکہ فریقین مین ہر قبائل کے لوگ کچھ ادہر کچھ اودہر تھے لہذا بجیر نے اپنی ہی قوم سے سازش کرنا چاہی اور بجیر جناب علی رض کے لشکریون مین تھے) بجیر نے اپنی قوم کو پکار کر کہا۔ اے آل ضبہ۔ اے عمرو بن دلجہ مین تمہارے پاس آنا چاہتا ہون تم سے کچھ کہونگا۔ اونہون نے اجازت دی بجیر نے وہان پہونچکر کہا۔ کیا مجھکو تہوڑی دیر تک تاوقتیکہ تمہارے پاس واپس نہ آجاؤن امن دے سکتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہان تمکو امن ہے۔ بجیر امن پا کر اونٹ کے پاس گئے اور ایک تلوار اوسکے پانوَن پر ماری اور خود اونٹ کے دوسرے

پانوئن پر گر پڑے۔ اونٹ بلبلا کر گرنے لگا۔ قعقاع رضؓ نے اپنے نزدیک والونسے کہدیا کہ تمکو امن ہی پہر خود زفر کے ساتہہ تنگ اور رسیان کاٹ کر ہاتہون ہاتہہ عماری سنبہال کر زمین پر رکہہ دی عماری کثرت تیرونسے بہ شکل سیہی (خارپشت) نظر آتی تہی۔ جو لوگ اونٹ کے گرد و پیش تہے اونٹ کے گرتے ہی بہاگے اور آتش جدال و قتال دفعۃً فرو ہو گئی جب لوگ بہاگے حضرت امیر المومنین نے عام منادی کرا دی کہ خبردار کوئی بہاگنے والے کا پیچہا نہ کرے۔ کسی زخمی آدمی کا اسباب نہ چہینا جاوے۔ کوئی کسی کے گہرون مین نہ گہسے پہر حکم دیا کہ ام المومنین کی عماری مقتولین کے درمیان سے اوٹہا کر صاف میدان مین رکہی جاوے۔ محمد بن ابی بکر رضؓ کو ارشاد ہوا کہ عماری پر ایک قبہ (یا خیمہ) قائم کر دین اور یہہ بہی دریافت کر لین کہ ام المومنین کے کہین کوئی زخم تو نہین لگا۔ محمد عماری کے پاس آے اور اپنا سر عماری مین ڈالا۔ ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ کون۔ عرض کیا۔ آپ کے گہر والون مین سے آپ کے نزدیک جو سب سے برا شخص ہو وہ مین ہون۔ ام المومنین رضؓ نے اپنے بہائی کو بخیریت زندہ پا کر فرمایا۔ الحمد للّٰہ خداوند تعالیٰ نے تمکو صحیح و سالم رکہا۔

بعضون نے لکہا ہے کہ جب اونٹ گرنے لگا تو محمد اور عمار دونون اوسکے پاس پہونچ گئے اور عماری کو اونٹ پر سے اوتار کر دور فاصلہ پر جہان کوئی شخص نہ تہا لیجا کر رکہدیا۔ محمد نے اپنا ہاتہہ عماری کے اندر ڈالا۔ ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ کون ہی۔ جواب ملا آپکا بہائی ہون۔ ہمشیرہ صاحبہ۔ خدانخواستہ آپ کے کوئی زخم تو نہین پہونچا۔ ارشاد ہوا تم یہ کیون پوچہتے ہو۔ عرض کیا۔ کیا اب بہی مین گمراہی پر ہون۔ فرمایا نہین بلکہ اب راہ پر آگئے۔ پہر حضرت عمار رضؓ نے دریافت کیا۔ اے مادر مہربان۔ آج اپنے لڑکونکی لڑائی آپنے ملاحظہ فرمائی؟ ارشاد ہوا مین تمہاری مان نہین ہون۔ عمار رضؓ بولے۔

مین تو ضرور کہونگا چاہے آپ ناخوش ہون۔ فرمایا۔ اب تمنے فتح پائی تو لگے فخر کرنے اور یہ تو کوئی فتح وظفر نہین ہے۔ اس کے بعد جناب امیر المومنین خود تشریف لائی اور دریافت کیا۔ کیف انت یا امہ۔ اے مادر مہربان۔ آپ کیسی ہین۔ فرمایا الحمد للہ بخیریت ہون۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالی آپسے درگذر فرماوی۔ ارشاد ہوا وہ آپسے بہی خدا درگذر کرنے۔ بعد اسکے اعین بن ضبیعہ بن اعین مجاشعی حاضر خدمت ہوا اور عماری مین جہانکا۔ آپنے فرمایا۔ دور ہو تجہپر خدا کی لعنت۔ اوسنے کہا بخدا مین حمیرا (لقب جناب ام المومنینؓ) کو دیکہتا ہون۔ آپ اوسکے اس لفظ پر اور بہی برافروختہ خاطر ہوئین۔ بد دعائیہ کلمات اوسکے حق مین ارشاد فرمائے "خدا تیرا پردہ فاش کرے۔ کمبخت تیرے ہاتہہ کٹین۔ تیری لاش برہنہ پڑی رہی" جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی بد دعا اوسکے حق مین تیر کا کام کر گئی۔ اسکے بصرہ مین ہاتہہ کاٹے گئے پہر قتل کیا گیا اور سولی پر چڑہایا گیا اور لاش بے کفن بالکل برہنہ ازد کے کہنڈر و نمین پہینک دی گئی۔ بعد ازان جناب ام المومنین کی خدمت مین سرداران اسلام حاضر ہوے۔ اونمین حضرت قعقاع بن عمروؓ بہی تھے۔ اونہون نے آتے ہی سلام کیا۔ آپنے جواب دینے کے بعد فرمایا۔ خدا کی قسم۔ مجہکو یہہ منظور تہا کہ آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مرجاتی۔ قعقاعؓ نے واپس ہوکر امیر المومنین کیخدمتمین یہہ قول بیان کیا۔ آپنے بہی فرمایا۔ کاش اس واقعہ سے بیس برس قبل مین مرجاتا تو کیا خوب ہوتا۔

منقول ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ بعد واقعہ جمل کے اکثر یہہ اشعار نہایت افسوس کے ساتہہ پڑہا کرتے تھے۔

الیک اشکو عجری و بجری	ومعشرا اغشوا علی بصری
قتلت منهم مضری بمضری	شفیت نفسی وقتلت معشری

خداوندا! مین تیرے ہی آگے اپنا سب حال عرض کرتا ہون اور اپنی قوم کی شکایت بیان کرتا ہون جسنے میری آنکھون پر پٹی باندہ دی اور مین نے اپنے تابعین مضر کو باہم لڑا دیا اور ایک کو دوسرے کے ہاتھون قتل کرادیا۔ اپنی قوم کو گویا اپنے ہی ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دل کو خوش کرلیا۔

جب آفتاب عالمتاب نے مقتولان معرکہ کے غم مین سیاہ نقاب اپنے روشن چہرہ پر ڈالا اور رات نے ماتمی لباس پہنکر اپنے پردۂ ظلمت مین عروسان پردہ نشین انجم کو صحن افلاک پر اس حسرتناک سین دیکھنے اور کشتگان دشت نبردگاہ پر ماتم کرنے کو جلوہ گر کیا محمد بن ابی بکر جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو شہر بصرہ مین لیگئے اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر مین صفیہؓ بنت حارث بن ابی طلحہؓ (عبدالداری) مادر طلحۃ الطلحات بن عبداللہ بن خلف کے پاس ٹھیرایا۔ رات ہی کے وقت فریقین کے زخمی مقتولین کی لاشون مین سے ڈہونڈہ ڈہونڈہکر شہر مین لائے گئے اور اونکے علاج و مرہم پٹی کی مناسب تدبیر کیگئی جناب علی مرتضیٰؓ مقتولین کے ملاحظہ کے لئے تشریف لیگئے۔ بروایت عقدالفرید رات کے وقت معائنہ فرمایا۔ آپکے غلام کے ہاتھ مین شمع تھی۔ آپ ہر ایک لاش کو بغور دیکھتے اور تاسف فرماتے تھے۔ کعب بن سور کی لاش دیکھکر فرمایا۔ افسوس کیا تمکو خیال ہے کہ ہمپر صرف عوام الناس نے خروج کیا حالانکہ انمین ایسے بزرگ عالم بھی ہین۔ جب عبدالرحمن بن عتاب کی لاش پر گذرے۔ فرمایا۔ ہائے یہ شخص اپنی قوم کا سردار حامی و مددگار تھا حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو بھی ملاحظہ کیا۔

اونکا چہرہ غبار آلودہ صاف کرکے فرمایا۔ اے ابو محمد مین سخت ناخوش ہون کہ تم کو خاک آلودہ زمین پر پڑا دیکھہ رہا ہون۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بخدا۔ مجھکو بہت مکروہ ہے کہ قریش کو اس حالت مین دیکھون۔ بخداے لایزال۔ تم وہی شخص ہو جس کی شان مین کسی نے یہہ شعر کہا ہے۔

فتی کان یدنیه الغنی من صدیقه	اذا ما هو استغنی ویبعد ه الفقر

ترجمہ۔ آپ وہ جوانمرد سخی تھے کہ اپنے دوست کے قریب ہوتے اور روہ غنی ہوجاتا اور آپ کثرت جود سے فقیر ہوکے اوس سے جدا ہوتے۔ علامہ مسعودی نے اسکے بعد ایک شعر اور بہی لکھا ہے۔

کان الثریا علقت فی یمینه	وفی خده الشعری وفی الاخری البدر

ترجمہ طلحہؓ کی یہہ شان ومرتبہ عالی ہے کہ گویا ثریا اونکے داہنے ہاتھہ مین اور بدر بائین ہاتھہ مین ہے اور پیشانی پر شعری تارا ہے۔ پہر فرمایا مین خداے پاک سے امیدوار ہون کہ مین۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ سب اون لوگون مین ہونگے جنکی شان مین آیہ کریمہ ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ نازل ہوئی ہی مقتولین مین سے جس لاش کو آپ دیکھتے یہی فرماتے۔ لوگونکا خیال تہا کہ اس جنگ مین عوام الناس ہی نے ہمپر خروج کیا تہا۔ افسوس۔ اس مین یہ فلان شخص عابد۔ زاہد۔ مجتہد بہی شریک تہا جب آپ سب لاشین دیکھہ چکے تو حکم دیا کہ یہ مقام رصافہ مین جمع کی جاوین۔ چنانچہ سب لاشین ایک جگہہ جمع کی گئین۔ آپ نے مقتولین اہل بصرہ وکوفہ فریقین کے لشکریون پر نماز جنازہ پڑہائی۔ اہل قریش پر بہی جو دونون لشکر مین تھے اور اس معرکہ مین کام آے نماز ادا کرکے سب کو

دفن کرادیا کٹے ہوے ہاتھہ پانوٗن یکجا کرکے ایک بڑی قبر مین دفن کیئے گئے۔ لشکر گاہ مین جو کچھہ مال واسباب ہتھیار وغیرہ تھے جمع کرکے جامع مسجد بصرہ مین بھجوادیئے اور یہہ منادی کرادی کہ باستثنا ان ہتھیار ونکے جن پر شاہی نشانات ہون جو شخص اپنے مال واسباب کا نشان دے لیجاے۔

ابن اثیر و ابن خلدون نے اس معرکہ مین مقتولین طرفین کی تعداد دس ہزار بیان کی ہے۔ اسمین نصف نصف دونون طرف کے ہین منجملہ انکے بنی ضبّہ مین سے ایکہزار جوان کام آے۔ بنی عدی مین سے ستر جوان اونٹ کے گرد کٹ گیے جن مین اکثر حافظ قرآن تھے۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ معرکہ جمل مین طرفین کے تیرہ ہزار آدمی مقتول ہوے جس مین جناب علیؑ کی طرف سے پانچ ہزار اور باقی حضرات طلحہ و زبیرؓ کے لشکر کے تھے اس باب مین اور بہی اقوال ہین بعضے تعداد مقتولین اس سے زیادہ کہتے ہین بعض کم صرف سات ہزار بیان کرتے ہین۔ تاریخ یافعی مین تعداد مقتولین تیئیس ہزار لکھی ہے۔ یہہ واقعہ جمل شروع تاریخ ہجری سے پینتیس۳۵ برس پانچ ماہ۔ دس دن کے بعد پیش آیا۔ (اسکا حساب خالی از تکلف نہین تاریخ ہجرت روز روانگی آنحضرت صلعم مکہ معظمہ سے رکھی جاوے خواہ یوم مقدم شریف مدینہ منورہ مین قرار دیا جاوے ماہ جمادی الاخریٰ تک یہہ مدت نہین ہوتی بلکہ اس حساب سے واقعہ جمل ماہ شعبان یا رمضان مین ہونا چاہیئے) تاریخ واقعہ جمل علی التعیین صحیح طور سے نہین معلوم ہوئی۔

بعد اختتام واقعہ جمل احنف بن قیس بنی سعد کو لیئے ہوے جناب امیرالمومنین کیخدمت مین آئے۔ آپنے فرمایا۔ اب تم انتظار کرچکے۔ احنف نے جواب دیا نہین اپنے حق مین اسی مین بھلائی سمجھا اور جو کچھہ ہوا آپ ہی کے حکم سے ہوا۔ ای امیرالمومنین

اب نرمی اختیار فرمایئے کیونکہ جو راستہ آپنے اختیار کیا ہے وہ دور و دراز ہی۔ آپ کل کے بہ نسبت آج ہمارے زیادہ محتاج ہین۔ میرا احسان مانئے۔ آئندہ حوادث مین مجھکو اپنا خالص دوست جانئے اور مجھسے ایسی باتین نہ کیجئے مین آپ کا ہمیشہ سے ہمدرد و ناصح ہون۔

دوشنبہ کے دن امیر المومنین شہر بصرہ مین داخل ہوے۔ تمام اہل بصرہ سرداران قوم مع اپنے اپنے گروہ کے حاضر ہوے اور آپ کی بیعت کی یہانتک کہ زخمی اور مستامن بھی بیعت مین داخل ہوے۔ از آنجملہ عبد الرحمن بن ابی بکرہ بھی آئے اور بیعت کی۔ آپنے اونسے دریافت فرمایا۔ مجھسے علیحدہ ہوکر انتظار مین خاموش بیٹھے رہنے والے (یعنی ابو بکرہ) کس حال مین ہین۔ عرض کیا۔ بیمار ہین ورنہ خود آتے اور وہ تو آپ کی خوشی کے خواہان ہین۔ ارشاد فرمایا چلو اونکو دیکھہ آوین۔ عبد الرحمن آگے ہوے اور آپ اونکے ہمراہ ابو بکرہ کے پاس پہونچے اور فرمایا۔ تم ہی مجھسے الگ ہوکر منتظر تھے۔ ابو بکرہ نے اپنے سینہ پر ہاتھہ رکھکر کہا۔ اس درد نے مجبور کر دیا طاقت نشست و برخاست تک نہ رہی ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔ آپنے اونکا عذر قبول فرمایا اور ارشاد کیا مین چاہتا ہون کہ تمکو حکومت بصرہ دون لیکن ابو بکرہ نے انکار کیا اور جواب دیا۔ اس سے یہہ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان مین سے کسی شخص کو مقرر فرمائین مین وقتاً فوقتاً اوسکو نیک مشورہ دیتا رہونگا۔ آپنے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو حاکم بصرہ اور زیاد ابو بکرہ کی بھائی کو خراج و بیت المال پر مامور فرمایا۔ ابن عباسؓ کو تاکید کر دی کہ ہر کام مین زیاد سے مشورہ لیتے رہین۔ زیاد زمانہ جنگ جمل مین گوشہ نشین رہے کسی طرف نہ تھے۔ (ابن اثیر) علامہ ابن خلدونؒ نے روایت مذکورہ بالا مین

بجاے ابوبکرہ کے زیاد کا نام لکھا ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضؓ صحابی ہین۔ انکا نام نفیع بن حارث بن کَلَدہ ثقفی ہے۔ کنیت سے مشہور ہین غزوہ طائف مین اسلام لاے اور بصرہ مین مقیم ہوے۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ مین وفات پائی۔ زیاد سے اور ابوبکرہ رضؓ سے یہہ رشتہ ہے کہ ابوبکرہ رضؓ کے والد حارث ثقفی کی ایک لونڈی سُمَیّہ نام تہی اوس سے دونون پیدا ہوے یہہ قصہ ہم مطاعن عثمانی مین لکھ آے ہین اگرچہ زیاد حارث کے نطفہ سے نہین مگر ابوبکرہ رضؓ اور زیاد ایک مان دو باپ سے ہین۔

جناب علی مرتضی رضؓ ابوبکرہ رضؓ کے پاس سے اوٹھکر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ کی پاس عبداللہ بن خلف کے مکان مین تشریف لیگئے۔ بصرہ مین یہہ مکان بہت بڑا تہا۔ چونکہ واقعہ جمل مین عبداللہ بن خلف ام المومنین رضؓ کی ہمراہی مین شہید ہوے تھے اور عثمان بن خلف جناب علی رضؓ کے لشکر یون مین تھے وہ بہی اس جنگ مین شہید ہوے اسواسطے عورتین گہر مین جمع تہین اور ان دونون مقتولین کو یاد کرکے رو رہی تہین اون عورتون مین صفیہ زوجہ عبداللہ بن خلف بہی منہ ڈہانکے مصروف آہ و بکا تہی۔ جناب علی رضؓ کو دیکہتے ہی بول اوٹہی اے علی رضؓ۔ اے دوستونکے قاتل۔ اے جماعت مین تفریق ڈالنے والے۔ خدا تمہارے بچونکو بہی یتیم کرے جس طرح تمنے عبداللہ کے لڑکونکو یتیم کیا۔ آپنے اوسکے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ سلام کرکے ام المومنین رضؓ کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا صفیہ تو ہمکو بُرا کہہ رہی ہے اور مین نے اوسکو جب دیکھا ہے کہ یہہ لڑکی تہی۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ جناب علی رضؓ کے ہمراہ اس مکان مین حضرات حسنین اور دیگر صاحبزادے اور بہتیجے اور بنی ہاشم بہی گئے تھے ام المومنین رضؓ نے عبداللہ بن زبیر رضؓ کے واسطے سفارش کی کہ انکو امن دیا جاوے آپنے اونکو امن دیا حضرات حسنین رضؓ نے مروان۔ ولید بن عقبہ اور جناب امیر المومنین حضرت عثمان رضؓ کے

صاحبزادو نکے واسطے امان چاہی آپنے یہہ بہی منظور کیا۔ جب آپ واپس جانے لگے
تو صفیہ پہر بُرا کہنے لگی آپنے سواری روک کر اور ایک مکان کی طرف جس مین زخمی
لوگ پڑی تھے اشارہ کرکے فرمایا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس گہر مین جسقدر زخمی ہین سبکو
مارڈالون۔ (آپ عورتونکے بُرا کہنے سے ناخوش نہ ہوے بلکہ اونکے چڑانیکو یہ فرمایا تہا)
آپ کا دستور تہا کہ بہاگنے والیکو لڑائی مین قتل نہ کرتے تھے۔ زخمی پر ہاتہہ نہ اوٹہاتے
لوگونکے گہر مین نہ گہستے اور اونکا مال نہ لوٹتے تہے۔ جب آپ واپس ہوے۔ ایک شخص
ازدی نے کہا یہہ عورتین ہمپر غالب نہ ہونے پاوین۔ دیکہئے صفیہ نے کیا کچھ حضور کو
کہہ ڈالا۔ آپ اوس شخص کے کہنے پر ناخوش ہوے اور فرمایا۔ جانے دے۔ انکی پردہ
دری کرنا۔ گہر مین گہس جانا۔ انکو ذلیل وخوار کرنا ہمارا کام نہین۔ خبردار اسکا خیال نہ کرنا
وہ جو چاہین کہین۔ تمکو گالیان دین۔ تمہارے سردارون۔ بزرگونکو بُرا کہین۔ کہنے دو
وہ بیچاریان ناقصات عقل ہین۔ ہمکو تو زنان مشرکین سے ہاتہہ روکنے کا حکم ہے اور
یہہ تو مسلمان بیویان ہین بہلا انکو ایذا دینا کس درجہ گناہ ہوگا۔ دوسرا شخص کہنے لگا
امیرالمومنین۔ دو شخص کہڑے ہوے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو بُرا کہہ رہے ہین۔
ایک تو یہہ کہہ رہا ہے "تمہاری مان کو یہہ جزا ملی کہ اونکے لڑکے اونسے نافرمان ہوگئے"
دوسرا یہہ کہتا تہا۔ "اے والدہ آپ اپنے گناہونسے توبہ کیجئے" آپنے قعقاع رض کو حکم دیا
کہ جاکر تحقیقات کرو کون شخص ہین اور اونکو میرے پاس پکڑ لاؤ۔ حضرت قعقاع گئے
تحقیقات سے معلوم ہوا کہ قبیلۂ ازد کے کوفی دو شخص عجلان وسعد عبداللہ کے بیٹے ہین۔ دونون کو
پکڑ لائے۔ آپنے اونکو برہنہ کرکے دُرّہ سے پٹوایا۔ سو دُرّے دونوپر پڑ گئے۔

روایت ہے کہ ام المومنین جناب صدیقہ رض وقت جنگ اپنے پاس والون سے

مقتولین کی بابت بار بار دریافت فرماتی تہین - لوگ جب کسیکے مرجانے کی خبر دیتے
خواہ وہ آپ کی طرف کا ہوتا یا مخالفین سے آپ فرماتین - خدا اوسپر رحم فرماوے کسی نے
اعتراضاً پوچھا - یہہ کیسے ہوسکتا ہے - فرمایا - آنحضرت نے ان لوگونکے حق مین جنت کی
گواہی دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے - فلان جنت مین ہے فلان جنت مین ہے - جناب علیؓ
سے بہی اسی طرح درباب مقتولین طرفین منقول ہے -

جب امور انتظامی سے فرصت ملی تو ام المومنین کی روانگی کی تیاری کی گئی - جملہ
سامان سفر سواری اونٹ وغیرہ - دیگر حوائج ضروری سب مہیا کردیئے - آپکی ہمراہیون مین سے
جو معرکہ جنگ سے بچ رہے اور ساتھہ جانے کو راضی ہوے اونکو آپکے ساتھہ کیا جس نے
آپ کی معیت پسند کی اوسکو ہمراہ کیا - سرداران بصرہ کی خواتین باعفت چالیس بیبیان
جناب ام المومنینؓ کے ہمراہ رکاب کردین محمد بن ابی بکرؓ کو بہی ساتھہ کردیا جب یہ سب
سامان درست ہوگیا تو روانگی کا دن مقرر فرمایا جسوقت قافلہ روانہ ہونے کو تیار
ہوگیا آپ تشریف لاے - جملہ اکابر و رؤسا بصرہ و امراء لشکر اسلام بہی جمع ہوے
ام المومنینؓ سواری مین تہین - دیگر ہمراہی بہی اپنی اپنی سواریون مین تھے - ام المومنینؓ نے
جملہ حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا - اے میرے عزیز لڑکو خبردار آپس مین کوئی کسیکو برا
نہ کہنا - بخدا وند کریم میرے اور علیؓ کے درمیان کسی قسم کا رنج و ملال کبہی اس سے پہلے
نہ تہا اور نہ اب ہے اسوقت جو کچھہ پیش آیا امر شدنی تہا اور یہہ صرف اس طرح تہا جیسی
کہ کسی عورت کو اپنے سسرالی عزیزون رشتہ دارونسے شکر رنجی ہوجاتی ہے اور پہر
دم کے دم مین اوسکا اثر باقی نہین رہتا - علی کی طرف سے اگر میری شان مین کوئی امر
ظہور پذیر ہوا تو وہ اونکی خیر خواہی پر محمول ہے وہ خدا کے خاص بندون - اچھے

لوگون مین ہین۔ جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ بیشک ام المومنینؓ سچ فرماتی ہین۔ جو کچھ ارشاد ہوا درست وبجا ہے۔ درحقیقت یہ سری آپکی کوئی رنجش نہ تھی۔ آپ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک بیوی اور دین و دنیا مین حضور نبوی کی اہلیہ مقدسہ ہین۔ اسکے بعد جناب ام المومنین رضؓ نے کوچ کیا۔ یہ غرہ رجب یوم شنبہ تہا۔ جناب علی مرتضیٰ ؓ چند میل تک پہونچانے گئے اور آپکے صاحبزادے ایک منزل تک پہونچا آے۔ بصرہ سے جناب ام المومنین رضؓ مکہ معظمہ تشریف لیگئیں اور تا ادای حج وہین مقیم رہکر رونق افروز مدینہ ہوئین۔

اب کچھ حال اون لوگون کا جو وقت گرنے اونٹ اور اختتام جنگ کے معرکے سے بہاگے عرقوم ہوتا ہے بنوامیہ کا گروہ جو معرکہ جنگ سے بچ گیا تہا شام کی طرف روانہ ہوا۔ اونمین عتبہ بن ابی سفیان رضؓ عبدالرحمن یحییٰ پسران حکم و برادران مروان سرگشتہ وبدحواس بہاگے جاتی تھے۔ راہ مین عصمہ بن آبیر تیمی انکو مل گئے۔ انکو پناہ دیکر اپنے ساتھہ گھر لے گئے۔ آرام سے رکھا۔ انکی مرہم پٹی زخم دوزی کی۔ جب زخم مندمل ہوگئے عصمہ نے انکو شام روانہ کیا۔ چارسو سوار لیکر خود انکو دومۃ الجندل تک پہونچانے گئے اوس مقام پر پہونچکر مفرورین نے کہا۔ اب تم تکلیف نہ کرو۔ تمنے اپنا ذمہ وعہد پورا کردیا اور جو تمپر حق تہا ادا کردیا عصمہ واپس آے اور یہہ لوگ شام پہونچے۔

ابن عامر بہاگے تو انکو بہی ایک شخص بنی حرقوص کا جسکا نام مُری تہا مل گیا۔ اوسنے انکو امن دیکر شام پہونچا دیا۔

مروان بن الحکم مالک بن مسمع کی پناہ مین آیا اور نہایت امن و آرام سے رکھا گیا جسکے عوض مین اولاد مروان نے عہد خلافت بنی مروان مین مالک کیساتہہ نیک سلوک کیا اور مالک کو عزت وحرمت کے ساتھہ رکھا۔ بعضے کہتے ہین کہ مروان بن حکم بہاگا نہین

بلکہ جناب ام المومنین رضؓ کے ہمراہ بصرہ مین رہا پہر آپ ہی کے ہمراہ بصرہ سے روانہ ہوکر اثنا ر
راہ مین علیحدہ ہوکر مدینہ چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ معرکہ جنگ سے بہاگ کر ایک ازدی کی گہر جسکا نام وزیر تہا
چہپ رہے۔ بعد رفع شور وشر صاحب خانہ سے کہا۔ تم ام المومنین کیخدمت مین جاؤ اور
میری حال سے اطلاع دو مگر خبردار محمد بن ابی بکرؓ کو خبر نہ ہونے پاے۔ وزیر آپکی خدمتمین
گیا اور صورت حال ظاہر کی آپنے فرمایا۔ محمد کو بلاؤ۔ وزیر نے کہا۔ عبداللہ نے منع
کر دیا ہے کہ محمد کو اطلاع نہ ہونے پاے۔ آپنے وزیر کے کہنے پر خیال نہ فرماکر محمد کو بلاکر
حکم دیا کہ اس شخص کے ساتہہ جاؤ۔ عبداللہ بن زبیرؓ اسکے گہر مین ہین اونکو میرے پاس
لے آؤ۔ محمد اوس شخص کے ساتہہ اوسکے گہر گئے اور عبداللہ بن زبیرؓ کو لیکر ام المومنین
کی خدمت مین حاضر ہوے۔

یہہ حال تو مفرورین کا تہا جو بطور جملہ معترضہ کے بیان کیا گیا اب ہم پہر اوپر سے
بیان کرتے ہین کہ جب ام المومنین عائشہؓ مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئین تو جناب علی مرتضیٰؓ
بعد فراغت بیعت اہل بصرہ و دیگر امور مہاجرین وانصار کے ہمراہ بیت المال مین
تشریف لیگئے۔ خزانہ مین روپیہ واشرفی کا ڈہیر دیکہکر فرمایا۔ یا صفراء غری غیری
اے دنیا۔ تیری زرد رنگت پر مین فریفتہ نہ ہونگا۔ دوسرونکو فریب دے۔ پہر کچہہ
دیر تک مال کو نظر جماے دیکہتے رہے۔ (مسعودیؒ) چہہ لاکہہ سے زائد نقد موجود تہا
آپنے سب روپیہ نکالکر اپنے ہمراہیان حاضرین معرکہ پر تقسیم فرمایا۔ فی کس پانچ پانچ
سو روپیہ ہاتہہ آئی۔ آپنے اونسے فرمایا۔ اگر خداوند تعالیٰ نے تمکو شام پر فتح مرحمت فرمائی
تو تمہارے وظائف کے علاوہ اسیقدر اور دیا جاویگا اسپر فرقہ سبائیہ نے آپ پر در پردہ

طعنہ زنی و تشنیع شروع کر دی۔ اس سے قبل جب آپ نے لوگونکو مفرورین کا تعاقب کرنے اور اونکا مال لوٹنے سے منع فرمایا تھا اوسوقت بھی اس فرقہ نے آپ پر زبان طعن دراز کی تھی اور یہہ کہا تھا۔ کیا خوب انصاف ہے اونکا خون تو ہمارے واسطے حلال ہے مگر اونکا مال ہمارے لئے حرام ہے۔ جناب علیؑ کو اونکے یہہ خیالات معلوم ہوے تو آپنے فرمایا۔ ہم مین اونمین کیا فرق ہے جب ہمسے انہون نے اعراض کیا اور جنگ سے رُک رہے وہ ہم مین ہو گئے اور جب سر پر چڑھ آے اور ہماری خون کے خواہان ہوے تو اوسوقت ہمارے دشمن اور ہمارے قاتل ہین ہم بھی اونسی لڑتے ہین

حضرت قعقاعؓ کا قول ہے کہ مسلمانونکی لڑائی جو جنگ جمل و صفین مین ہوئی عجب کچھ اندازکی تھی۔ ہم اپنے حریف کو نیزونکی نوک سے ٹالتے تھے اور نیزہ کے نیچے والے سر پر ہم خود ٹیک لگاتے تھے اسی طرح ہمارے حریف بھی کرتے تھے۔

عبداللہ بن سنان کاہلی کہتے ہین کہ روز جمل مین پہلے ہم نے تیر اندازی کی جب تیر ختم ہو گئے تو نیزونسے کام لیا۔ وہ بھی ٹوٹ گئے اور ہمارے اونکے سینونمین "نیزونسے ایک جال بنکر اچھا خاصہ راستہ ہو گیا تھا کہ اگر سوارونکا لشکر اوسپر گذرنا چاہتا تو بلا تکلف جا سکتا تھا۔ جب نیزے بھی نہ رہے تو جناب علیؓ نے فرمایا۔ اے بنی مہاجرین اب تلوارین لو۔ پھر تلوارین نکل پڑین اور اونکی چوٹونکی آواز ایسی سنی جاتی تھی جیسے دھوبی کندی کر رہا ہو۔ تلوارونکے ہاتھہ بھی اس طرح مارتے تھے کہ دیکھنے والے ڈر جاوین اور اگر کسی پر ایک آدہ ہاتھہ پڑ جاوے تو جان سے نہ جاے بلکہ قصداً اولٹی تلوار بچا بچا کر مارتے تھے۔

قدرت الٰہی ملاحظہ ہو کہ جس دن واقعہ جمل ہوا ہے اوسی دن شام کے وقت

قبل غروب آفتاب اہل مدینہ کو باوجود بعد مسافت خبر ہوگئی۔ اس طرح پر کہ ایک گدہ مدینہ منورہ کے قریب اوڑا جاتا تہا اوسکے پنجہ مین کوئی چیز لٹکتی نظر آئی۔ وہ اتفاقاً پنجہ سے چھوٹ کر گر پڑی۔ لوگون نے دوڑ کر اوٹہایا تو ایک پنجہ دست انسان نظر آیا۔ اونگلی مین مہر تہی جسپر عبدالرحمن بن عتاب لکھا تہا۔ مُہر دیکھکر معلوم ہوا کہ لڑائی ہوگئی۔ یہ ہاتہہ وہی تہا جو قبل شہادت کٹ گیا تہا اوسکو گدہ اوٹہا لایا۔ علیٰ ہذاالقیاس۔ جو مقامات درمیان مکہ و مدینہ و بصرہ واقع ہین وہان بہی کٹے ہوے ہاتہہ پانون گدہ اوٹہا لیگئے اور وہان کے باشندے واقعہ جمل سے آگاہ ہوے۔

جناب امیرالمومنین نے چاہا کہ چندے بصرہ مین قیام فرما کر وہانکا انتظام قرار واقعی کرکے دوسری جانب متوجہ ہون مگر فرقہ سبئیہ نے نہ ٹہیرنے دیا۔ یہ لوگ بعجلت تمام بصرہ سے بغیر اجازت آپکے دوسری طرف روانہ ہوے آپنے بہی انکا تعاقب کیا بخیال اسکے کہ مبادا یہ لوگ کسی امر کا قصد کرین تو فوراً اوسکی روک تہام کردیجاوے (کامل)

بعد فراغ واقعہ جمل جناب امیرالمومنین علیؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو والی بصرہ کرکے کوفہ کی جانب روانہ ہوے بارہ تاریخین رجب کی گذرنے پر آپ کوفہ پہونچے (مروج الذہب)

بعضون نے اس واقعہ کو کسیقدر اختلاف کے ساتہہ بیان کیا ہے جناب امیرالمومنینؓ کا مع لشکر بصرہ پہونچنا اور عثمان بن حنیف اور حکیم بن جبلہ مین اول مرتبہ جنگ ہونا موافق روایت مذکورہ بالا لکھکر باقی مضمون اس طرح نقل کیا ہے کہ جسوقت محمد بن ابی بکرؓ کوفہ مین داخل ہوے اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اونکو مدد دینے سے انکار کیا تو محمد نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ کو بخدمت جناب امیرالمومنین علیؓ

بمقام ربذہ بھیجا۔ انھون نے آکر سب حال ظاہر کیا۔ آپنے ہاشم کو دوبارہ ابوموسیٰ کے پاس
یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم لوگونکو میری مدد پر کیون نہین بھیجتے۔ تم والی کوفہ اسیواسطے بنائے
گئے ہو کہ حق پر میری مدد کرو۔ اسپر بھی ابوموسیٰ رض نے کچھہ توجہ نہ کی۔ ہاشم نے ایک خط
مشعر حال ابوموسیٰ محل بن خلیفہ طائی کے ہاتھہ جناب امیرالمومنین کیخدمت مین روانہ
کیا اوسکا مضمون یہ تہا مین ایسے شخص کے پاس آیا ہون جو بالکل آپکے مخالف ظاہر
اور دشمن کھلا ہوا ہے۔ آپنے امام حسن رض اور عمار بن یاسر رض کو کوفہ روانہ فرمایا۔ انکے پیچھے
قرظہ بن کعب کو والی کوفہ مقرر کرکے بھیجدیا اور حضرت ابوموسیٰ کے نام یہہ خط لکھا مین نے
حسن رض اور عمار رض کو فوج جمع کرنیکے واسطے تمھارے پاس بھیجا ہے اور قرظہ بن کعب کو بجائے
تمھارے حاکم کوفہ مقرر کرکے روانہ کرتا ہون۔ انکے پہونچتے ہی تم کار امارت سے دست
بردار ہو کر اپنے کو معزول سمجھو اور جملہ کاروبار حکومت قرظہ کے سپرد کردو۔ اگر میری لکھنے
پر بخوشی خاطر الگ نہ ہوگے تو مین نے قرظہ کو حکم دیدیا ہے وہ تمکو خدمت امارت سے
زبردستی جدا کردینگے اور اگر تم اونسے لڑوگے تو وہ تمھارے ٹکڑے اوڑادینگے۔ ابوموسیٰ رض
یہہ خط پاتے ہی الگ ہوگئے۔ امام حسن رض نے کوفہ کے آدمی جمع کئے اور جناب علی مرتضیٰ رض
مع لشکر ربذہ سے جانب بصرہ روانہ ہوے۔

ادہر لشکر حضرت طلحہ رض و زبیر رض کا حال اس طرح ہے کہ جون بن قتادہ کہتے ہین مین
حضرت زبیر رض کے پاس تہا کہ ایک سوار نے آکر بیان کیا۔ امیرالمومنین جناب علی رض کا لشکر
فلان مقام پر آگیا ہے مگر آدمی گنتی مین تہوڑے ہین نہ اونکے پاس آلات حرب کافی ہین
نہ اونکی ہمتین قوی ہین۔ یہ کہکر چلا گیا پہر دوسرا سوار آیا اور وہ اس طرح مظہر ہوا۔ لوگ
فلان فلان مقامات تک آگئے تھے مگر آپ کی کثرت لشکر اور اسباب جنگ کی خبر سنکر

پکمہ ایسے خائف ہوے کہ اوسی مقام سے بہاگ گئے۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ دور ہو میرے
سامنے ایسی باتین نہ کر۔ امیرالمومنین علیؓ کثرت لشکر سے خوف کہا کر بہاگنے والے ہین؟
اونکے ہاتہہ مین اگر صرف عرفج کی چہڑی ہو تو بہی وہ ہمارے مقابلہ کو تیار رہین۔ دوسرا
سوار بہی چلا گیا۔ بعد ازان سامنے سے گرد و غبار اوٹہتا نظر آیا۔ ایک سوار نے آکر کہا
دیکہئے یہ لشکر آن پہونچا۔ جون کا بیان ہے کہ مین آگے بڑہکر عمارؓ سے ملا اور حال دریافت
کرکے زبیرؓ کے پاس واپس آیا۔ جب ہوا نے گریبان غبار چاک کیا۔ جناب علیؑ کا لشکر
نمودار ہوا اب لوگون مین بحث ہونے لگی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ اس فوج مین حضرت علی
نہین ہین۔ آنے والے سوار نے کہا۔ وہ ضرور ہین۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم
علیؓ ہرگز نہین ہین۔ سوار نے پہر قسمیہ دعوی کے ساتہہ کہا کہ حضرت علیؓ ضرور ہین۔ آخر کار
حضرت زبیر نے دو شخص خبر لانے کو بہیجے۔ اونہون نے واپس آکر ظاہر کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ
بہی تشریف لائے ہین۔ حضرت زبیرؓ آپکا نام سنتے ہی کہنے لگے۔ آہ ناک کٹ گئی۔ افسوس
پشت خم ہو گئی اور اسقدر خوف غالب ہوا کہ بدن مین لرزہ پڑ گیا۔ ہاتہہ سے ہتہیار
چہوٹ پڑے۔ جون کہتے ہین کہ مین خاموش یہ گفتگو سنتا رہا پہر حضرت زبیرؓ کی یہ حالت
دیکہکر کہا۔ ہاے مین مارا پڑا۔ میری مان نے مجہکو گم کیا۔ یہ وہ واقعہ عبرت انگیز ہے
کہ مجہکو مرجانا بہتر معلوم ہوتا ہے اور اس مین شرکت گوارا نہین۔ یہ کہکر مین نکل گیا اور
خانہ نشین ہوا۔ پہر جناب علی کا تشریف لانا اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے گفتگوی مصالحت
اور اسپر اتفاق اور بعد مین حضرت زبیرؓ کا کفارہ قسم ادا کرکے لڑائی کو نکلنا مثل روایت
سابق کے بیان کرکے لکہتے ہین کہ جب لڑائی کسی طرح نہین رُکی تو حضرت علی نے فرمایا۔
کون ایسا ہے جو قرآن شریف لیکر اہل فساد سے جاکر کہے کہ آؤ اسپر عمل کرو جو کلام الٰہی

حکم دے مانو اور لڑائی سے باز رہو۔ اگر اس کام مین اوس شخص کا ہاتھہ کٹ جاے تو دوسرے ہاتھہ مین مصحف لے اور اگر وہ بھی کٹ جاے تو دانتون سے پکڑ لے۔ آپکے حکم سے صرف ایک شخص آمادہ ہوا۔ آپ صف مین پھرے اور یہی فرماتے تھے اور پھر بار وہی جوان جواب دیتا تھا چنانچہ وہی جوان مصحف لیکر معرکہ مین گیا جب اوسکے دونون ہاتھہ کٹ گئے تو قرآن شریف دانتون سے پکڑ لیا اور اسی حال مین شہید ہوا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے جب لڑنے والونکا یہہ تمرد ملاحظہ فرمایا تو آپنے ارشاد کیا۔ اب انکو مارنا حلال ہے۔ آپکے حکم کی دیر تھی کہ لشکری فریق ثانی پر ٹوٹ پڑے اور خوب ڈٹ کر لڑے پھر لوگ سمٹکر جناب ام المومنین رضؓ کے گرد آ گئے۔ انمین اکثر قبیلہ ضبہ اور ازد کے تھے۔ یہ ہنگامہ جدال و قتال دن چڑھی سے قریب عصر تک نہایت گرمی کے ساتھہ رہا۔ پھر اصحاب جمل بھاگ کھڑے ہوے۔ ایک ازدی نے پکار کر کہا۔ لوٹ آؤ۔ اسپر محمد بن حنفیہ رضؓ نے اوسکا ہاتھہ کاٹ ڈالا۔ وہ کہنے لگا۔ بھائیو اب بھاگ چلو۔ پھر قبیلہ ازد مین قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ آخر ازدی پکار اوٹھے۔ دوہائی ہے امیر المومنین کی ہم اونکے دین پر مین۔ بعد اسکے حضرت عمار و زبیرؓ کا مقابلہ حسب تفصیل سابق مذکور رہے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ بھی زخمی ہو گئے۔ انہون نے اپنے کو زخمیون مین ڈال دیا اور اس حیلہ سے بچ رہے پھر اونٹ مارا گیا اور حضرت ام المومنینؓ کو محمد بن ابی بکر رضؓ نے ایک خیمہ مین لا کر اوتارا۔ حضرت علی مرتضیٰ تشریف لاے اور جناب ام المومنین رضؓ سے فرمایا۔ آپکی ذات سے یہ ہنگامہ ہوا آپ لوگون کو جمع کر کے لائین اور اونمین لڑائی کرا دی۔ ہزارون جانین تلف ہوئین جناب ام المومنین رضؓ نے جواب دیا۔ جو کچھہ ہونے والا تھا ہو گیا۔ مجھہ سے خطا ہوئی معاف کرو۔ آپنے فرمایا۔ بیشک آپکی قوم نے آپکو بلا مین ڈالا اسی طرح میرے لوگون نے

مجھکو اس مصیبت مین مبتلا کیا۔ بعد ازان سامان عفر درست کر کے چند مرد و عورتونکے ساتھ جناب ام المومنین کو بصرہ سے جانب مکہ معظمہ روانہ فرمایا۔

علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہین کہ مین نے اس واقعہ جمل کو صرف علامہ ابو جعفر طبری کی کتاب سے نقل کیا ہے کیونکہ یہہ فن تاریخ مین معتمد علیہ ہین۔ دیگر مورخین نے اپنی کتابین ایسی روایات رطب و یابس سے بھر دی ہین جو درجہ اعتبار سے ساقط ہین۔

علامہ ابن خلدونؒ بعد نقل واقعہ جمل لکھتے ہین کہ مین نے یہ واقعہ کتاب ابو جعفر طبریؒ سے خلاصہ کر کے لکھا ہے کیونکہ مجھکو بمقابلہ دیگر کتب تواریخ کے انکی کتاب پر وثوق و اعتبار ہے اور یہہ کتاب اون روایات ضعیفہ سے جو کتب ابن قتیبہ و دیگر مورخین مین مذکور ہین بالکل مبّرا ہے۔

واقعہ ہذا مین طرفین سے جو اصحاب شہید ہوے اونکے نام یہہ ہین۔ یہہ علاوہ اونکے ہین جنکے نام اوپر آچکے۔ حضرت عبد الرحمن بن عبید اللہ۔ حضرت طلحہؓ کے بھائی۔ حضرت عمرو بنؓ عبد اللہ بن ابی قیس بن عامر۔ حضرت محرز بنؓ حارثہ بن ربیعہ بن عبد العزی بن عبد شمس۔ معرض بن علاط سلمی۔ حجاج بن علاط کے بھائی۔ یہہ جناب علی کیطرف تھے۔ حضرت مجاشعؓ و مجالدؓ مسعود سلمی کے بیٹے۔ جناب ام المومنین کی طرف تھے۔ حضرت مجاشعؓ بلا اختلاف مورخین جنگ جمل مین شہید ہوے لیکن انکے بھائی مجالدؓ کے بارہ مین اختلاف ہے۔ حضرت عبد اللہ بن حکیم بن حزام اسدی۔ یہہ جناب ام المومنین کی طرف تھے انکا اسلام بروز فتح مکہ ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ اُسیدی جناب ام المومنین خدیجہؓ کے صاحبزادہ۔ جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ بصرہ مین انتقال کیا مگر روایت اولی صحیح ہے۔ حضرت ہلال بن وکیع تمیمی۔ جناب ام المومنینؓ کی

ساتھ تھے۔ حضرت معاذ بن عفراؓ بدری ہین جناب علیؓ کی طرف تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اس واقعہ مین شہید نہین ہوے بلکہ واقعہ حرہ تک زندہ رہے۔

مؤلف۔ ناظرین باتمکین واقعہ ہذا کو از اول تا آخر بنظر انصاف ملاحظہ کرکے خود فیصلہ کرلین گے کہ بعد صلح کے اس آگ کے مشتعل کرنے والے کون لوگ تھے۔ فرقہ سبائیہ یا سبئیہ جنکو صلح ہوجانے سے اپنی جانونکا دغدغہ تھا اور یہہ دغدغہ اونکا غلط نہ تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ قاتلین جناب عثمانؓ ہم ہی ہین۔ جب ان دو گروہ لڑنے والونمین ایکا ہوگیا توخون عثمانی رضکے قصاص مین کیا عجب ہے کہ اس گروہ مین سے ایک بھی جانبر نہو اور موقع موقع سے انکے وجود سے صفحہ ہستی پاک کردیا جاوے لہذا اپنے حق مین باہم جنگ کرادینا ہی باعث نجات سمجھے اگرچہ وہ اپنے ارادہ مین پوری طرح کامیاب نہ ہوے بلکہ انمین سے بھی ہزارون مارے گئے تاہم بہت سے بچ رہے۔ اب اس صورت مین صحابہ کرام اور جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ مین سے کسیکو خاطی۔ ظالم۔ جابر۔ معاذ اللہ سمجھکر ان بزرگونکی نسبت یا انکے ہمراہیونکی بابت براہ سوء ظنی کلمات گستاخانہ سے پیش آنا دیدہ و دانستہ انصاف کا خون کرنا ہے۔ رہا یہہ امر کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ امام برحق تھے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ اور نیز جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اپنے خلیفہ کی اطاعت ترک کرکے آپ پر خروج کیا اسکی بابت ہم ازالۃ الخفاء سے لکھتے ہین۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہین ان بزرگون نے اپنے اجتہاد مین خطا کی۔ پھر بھی معذور ہین اور انکی خطا معاف کیونکہ مجتہد خطا کرنے والے کو بھی ایک اجر اجتہاد کا ہے۔ ان حضرات نے دلیل ظاہر و راجح کو چھوڑ شبہ پر عمل کیا اور خطا کی بشبہ انکو دو طرح واقع ہوا۔ ایک تو

یہ ہے کہ جناب علیؓ کی بیعت منعقد نہین ہوئی کیونکہ اکابر اہل مدینہ ارباب حل و عقد
آپ کی بیعت کے منکر ہوے جیساکہ جناب طلحہؓ و زبیرؓ نے دل سے بیعت نہ کی بلکہ جبراً اور
خوف جان سے (علاوہ ان دو حضرات کے اور اصحاب نے بہی جیسے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہم نے جنکے نام قصہ بیعت مین گذر چکے ہین بیعت
نہ کی لہذا بیعت تام نہ ہوئی کیونکہ آپ کی بیعت پر اجماع و اتفاق نہ ہونے پایا پس
اس صورت مین آپ خلیفۃ المسلمین نہ ٹہیرے اور آپ کی اطاعت واجب نہین (۲)
دوسرا شبہ یہہ ہے کہ قصاص حق ہے اور جناب عثمانؓ کے قاتلونسے قصاص لینا
جناب علیؓ پر واجب تہا اور باوجود قدرت کے آپنے ترک کیا بلکہ ترک کر کے دوسرونکو
بہی جو قصاص لینے پر آمادہ تہے روکا۔ یہہ کام جناب امیر المومنین کا خلاف حق واقع
ہوا اور آپنے اس حکم دینے مین خطاء اجتہادی کی۔ یہہ دو شبہ ایسے تہے جنکی وجہ سے
جناب ام المومنینؓ و حضرت طلحہ و زبیرؓ نے آپ کی اطاعت سے انحراف کیا اور نوبت
واقعہ جمل پہونچی۔
راقم۔ اول شبہ کے مقابل دلیل ظاہر و قوی یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کی خلافت
اجماعی ہے۔ اوسوقت سے جبکہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے بعد اپنے خلافت کو ارباب
شوریٰ کی راے پر چہوڑا تہا اور اوسوقت بالاتفاق حضرات ختنین مستحق خلافت سمجھے
گئے تہے جیسا ہم حصہ اول مین لکہہ آے ہین اور جبکہ حضرت امیر المومنین عثمانؓ کے
ہاتہہ پر بیعت ہوگئی تو بعد انکے جناب علیؓ کا درجہ رہا اور بعد شہادت جناب عثمانؓ
آپ بلاشک باجماع سابق مستحق خلافت ہین۔ اب بروقت بیعت جو خاص خاص
اصحاب بیعت سے الگ رہی بلا اسکے کہ آپکی نسبت کوئی الزام قائم کرین یہ انکی علیحدگی

اجماع سابق کی توڑنے والی نہین اور جبکہ سکوت کے ساتھہ بیعت نہ کی (نہ اقبال نہ انکار) تو بلاشبہ اکثر اصحاب کا بیعت کرنا اجماع ہے اور آپکی بیعت تمام ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا اور جو صاحب اجتہاد بمقابل اس دلیل وضح کے شبہ پر عامل ہوے وہ خطاء اجتہادی مین پڑے جیسے حضرت ام المومنین حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم۔ دوسرے شبہ کا جواب اور اوسکی مقابل دلیل بیّن یہہ ہی کہ جناب امیرالمومنین علی رضؓ نے قصاص لینے مین تاخیر کی۔ قصاص کا انکار اونہون نے کب کیا بلکہ جسوقت بعد بیعت جناب طلحہؓ و زبیرؓ نے درباب اخذ قصاص آپسے گفتگو کی آپنے تسلیم کرکے فرمایا کہ ابہی موقع نہین ہے ذرا اطمینان ہوجاے اور تمام ممالک اسلامیہ مین اس جدید خلافت کی اطلاع اور لوگون کی اطاعت معلوم ہوجاے تو قصاص لینا چاہیئے جیسا ہم اوپر قصہ بیعت مین لکھہ آے ہین اب اس تاخیر کو اپنے اجتہاد سے منع سمجھہ لینا اور باوجود قدرت اخذ قصاص باز رہنا بہی خطاء اجتہادی تہی جو متمسکین کو عارض ہوئی اور چونکہ صاحب اجتہاد تہے لہذا اون حضرات کی خطا معاف ہے بلکہ خدا کی رحمت ہے کہ باوجود خطا کے اجر ثواب سے محروم نہ رہے لہذا اسوجہ سے بہی وہ حضرات مستحق ملامت نہین ہین۔ پہر ان حضرات کا اپنی خطا پر متنبہ ہونا اور جنگ سے باز رہنا بلکہ اپنی جان لیکر معرکہ جنگ سے نکل جانا حضرت طلحہ رضؓ کا آخری وقت جناب علی رضؓ کے ہمراہی کے ہاتہہ پر بیعت کرلینا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس واقعہ مین طرفین کے قلوب ہواے نفسانی سے پاک تہے یہہ بہی واقعات دیکہنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ طرفین کی نیت صلح پر تہی مگر مفسدون کی شرارت سے ہنگامہ برپا ہوگیا۔ پہر ان بزرگون کی کیا خطا۔ اب ہم وہ اقوال جو بعد اختتام جنگ حضرات صحابہ کی

زبان مبارک سے درباب فریقین کتب معتبرہ مین منقول ہین لکھتے ہین۔ اکثر اقوال قصہ مین گذر چکے ہین اونکے علاوہ یہہ ہین۔

ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ کسی نے جناب امیرالمومنین علیؑ سے اصحاب جمل کی نسبت سوال کیا کہ کیا وہ مشرک تھے: آپنے فرمایا (توبہ توبہ) شرک سے تو وہ بہاگے (اسلام قبول کیا) سائل نے کہا۔ کیا منافق تھے۔ جواب دیا۔ منافق تو اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرتے ہین۔ پوچھا گیا۔ پہر کون اور کس درجہ کے تھے۔ فرمایا۔ ہمارے مسلمان بہائی تھے۔ ہم سے باغی ہوگئے تھے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیرالمومنین علیؑ مقتولین کی لاش ملاحظہ کرنے تشریف لیگئے آپکے ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ و عمار بن یاسرؓ بہی تھے۔ آپ فرماتے جاتے تھے۔ خدایا ہمکو اوران مقتولین کو بخش دینا۔ ان دونون مین سے ایکنے دوسرے سے کہا۔ سنتے ہو کہ حضرت علیؑ کیا فرماتے ہین۔ دوسرے نے جواب دیا۔ ہان سنتا ہون۔ کسی نے بروز جمل حضرت عمار بن یاسرؓ سے دریافت کیا کہ حضرت ام المومنین کی شان مین تمہارا کیا خیال ہے۔ جواب دیا۔ آپ ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک زوجہ دنیا و آخرت مین بیوی ہین لیکن خدا نے اس واقعہ مین تمہارا امتحان لیا کہ کون اونکی طرف ہو کر اونکا مطیع ہوتا ہے اور کون اونکے خلاف پر کمر باندہتا ہے۔

جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بروز جمل فرمایا۔ ہمارے حریف کا خیال ہے کہ ہم نے اونپر ظلم کیا اور ہم کہتے ہین اونکی زیادتی تہی۔ ہمارا یہہ خیال اونکی نسبت نہ تہا کہ وہ کافر ہین اور ہم کافرونسے لڑتے ہین۔

جسوقت جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے وقت شکست اصحاب جمل لوگونکو اونکے لوٹنے سے

منع فرمایا۔ تو آپ پر فرقۂ خوارج نے یہہ اعتراض کیا۔ کیا اچھا حکم ہے۔ خون تو اونکا ہمارے واسطے حلال ہے مگر مال حرام ہے۔ آپنے جواب دیا۔ اہل قبلہ کی لڑائی مین یہہ طریقہ مسنونہ جاری ہی کہ بعد فتح اونکا مال لینا درست نہین۔ اونہون نے کہا۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ فرمایا۔ اچھا جناب ام المومنین عائشہؓ کو تم سب ملکر لوٹ لو یا قرعہ ڈالو جسکی نام نکلین وہ لیجاے۔ کہنے لگے۔ سبحان اللہ یہہ تو ہماری والدہ مکرمہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم پر حرام ہین۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے فرمایا۔ تمہارا جب اونکی نسبت خیال ہی کہ اونکو لوٹنا حرام سمجھتے ہو تو اسی طرح اونکے لڑکونکا مال بہی تم پر حرام ہی (عقد الفرید)

پورا واقعہ دیکہنے سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کبارؓ نے اپنی خطاء اجتہادی پر افسوس ظاہر کیا اور دوران جنگ مین معرکہ سے نکل گئے جیسا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے حالات مین ہم اوپر لکہہ آے ہین۔ نیز مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہین۔ ان بزرگونکا اپنی راے سے رجوع کرنا منقول ہے۔

جناب ام المومنینؓ نے فرمایا مین ایک شاخ درخت ہوتی تو بہتر تہا اس واقعہ مین تو میرے قدم نہ آتے۔

جناب علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے بروز جمل فرمایا۔ اے زبیرؓ آپکو خدا کی قسم ہے کیا آپ بہول گئے کہ ایک دن ہین اور آپ الگ بیٹھے باتین کررہے تھے۔ حضور سرور عالم نے ہم دونون کو علحدہ دیکہکر فرمایا۔ اے علی تم انسے کیا سرگوشی کررہے ہو۔ واللہ یہ تمسے ایک دن لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ نے یہہ حدیث سنکر فوراً اپنی سواری کے منہ پر ہاتہہ مارکر اوسکو پہیرا اور جنگ گاہ سے نکل کر چلے گئے۔

اگرچہ یہہ روایات تسلی بخش حضرات طاعنان نہون اور اونکی دلی کدورت اصحاب

جمل کی جانب سے رفع نہ ہو تو ہم کہتے ہین کہ ان حضرات نے بر ملکیا خطا کی۔ جناب امیر المومنین خلیفہ برحق کے مقابلہ پر خروج کیا۔ تاہم یہہ حضرات بزرگان دین مستحق ملامت نہین ان مقتدایان امت مرحومہ کے سب گناہ معاف ہین۔ آیت وافی ہدایت ان حضرات کی شان مین ملاحظہ فرمائیے اور زنگ کدورت سے آئینہ دل کو صاف کرکے ان کی محبت سے جلا دیجیے۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ۔ ترجمہ۔ جن لوگون نے راہ خدا مین ہجرت کی اور اپنے گھرونسے نکالے گئے اور راہ خدا مین ایذا دیے گئے اور کفار سے لڑے اور مارے گئے ہم اونکی تمام برائیان و گناہ معاف کر دینگے اور اونکے اعمال صالحہ کی جزا مین جنت نعیم عطا کرینگے وہ جنت اور بہشتی باغ ایسے ہین جنکے درختون کے نیچے نہرین جاری ہین یہہ اللہ تعالے کی طرف سے اونکو ثواب اور جزا خیر ہے۔

صحیح حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ جل شانہ نے اہل بدر پر جھانک کر دیکھا اور فرمایا۔ جو چاہو کرو ہمنے تمہارے سب گناہ بخش دیئے۔

کوئی مرد منصف مزاج اسکا انکار نہین کر سکتا کہ حضرات طلحہؓ و زبیرؓ اس آیت پاک کے مصداق ہین۔ ان دونون صاحبون کا عشرہ مبشرہ مین ہونا قطعی الثبوت ہے۔ جناب ام المومنینؓ تو آنحضرت صلعم کی دنیا و آخرت کی بیوی ہین۔ جب خداوند تعالے نے ان بزرگونکی شان مین یہہ بشارت نازل فرما دی اب ان حضرات کی نسبت غوغا کرنا اور معاذ اللہ تفسیق و تکفیر روا رکھنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا اور بیشک اپنے کو ناری اور دوزخ کا کندہ بنانا ہے۔ مناقب و فضائل حضرت زبیرؓ و حضرت طلحہؓ کے

کتب احادیث مین بکثرت موجود ہین حضرت طلحہؓ و زبیرؓ حواری و ناصر جناب رسول خدا ہین حضرت زبیرؓ حضور نبوی صلعم کے پہوپہی زاد بہائی ہین۔ دونون صاحب عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔ جناب طلحہؓ کی شان مین ایک بزرگ سے نقل ہے کہ مین حضرت عارف باللہ شیخ ابو محمد معروف بہ ابن عبد اللہ بصری قدس سرہ کی ہمراہ ایک روز بصرہ سے باہر گیا۔ حضرت طلحہؓ کے مزار پر شیخ موصوف پہونچے۔ جب قبر شریف کچہ فاصلہ پر رہ گئی تو حضرت شیخ ابو محمدؒ اولٹے پائون لوٹ کہڑے ہوے۔ بعد ازان پہر قبر پر آے اور فاتحہ و درود شریف پڑہکر آپ کی روح کو ثواب پہونچایا اور کچہ دیر تک نہایت ادب سے عالم مراقبہ مین رہے پہر واپس ہوے۔ اثنا راہ مین مین نے عرض کیا کہ آپ اول مرتبہ جانیسے کیسے رک رہے اور پہر واپس ہوکر قبر پر تشریف لیگئے۔ فرمایا۔ جسوقت میری نظر قبر پر پڑی مین نے دیکہا کہ حضرت طلحہؓ حلّہ سبز زیب بدن فرماے تاج شاہانہ جسمین جواہرات اور سرخ یاقوت جڑے ہین سر پر رکہا ہوا نہایت شان و شوکت کے ساتہ بیٹھے ہین اور آپ کے پاس دو خوبصورت جوان عورتین بہی ہین۔ مین آپ کو اس حال مین دیکہکر شرمایا اور اونکے عیش مین خلل انداز ہونا مناسب نہ سمجہا لہذا واپس ہوا مگر حضرت طلحہؓ نے مجہکو آتے ہوے دیکہہ لیا تہا قسمین دلاکر بلایا۔ اسواسطے مین لوٹ کر آپکے مزار پر حاضر ہوا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

فرمان جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ بنام اشعث بن قیس کندی والی آذربیجان

وقت شہادت حضرت امیر المومنین عثمانؓ اشعث بن قیس آذربیجان پر آپکی طرف سے

والی تھے۔ جناب امیر المومنین علی مرتضی رض نے بعد فراغت مہم واقعہ جمل کے انکے نام فرمان لکھا جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ سلام علیک۔ اگر تمہارا دل میری طرف سے صاف ہوتا تو سب سے پہلے میری بیعت قبول کرتے۔ تمکو میری خلافت اور لوگونکا میری بیعت قبول کرنا معلوم ہوچکا ہے۔ حضرت طلحہ رض و زبیر رض کا مجھسے بیعت کرکے عہد شکنی کرنا اور حضرت ام المومنین رض کو ساتھہ لیکر بصرہ آنا پھر میرا مدینہ منورہ سے آنا اور واقعہ جمل ہونا تم سُن چکے ہوگے۔ اب تم اپنے مآل کار پر نظر کرو کہ میری اطاعت تمہارے حق مین مفید ہوگی یا مخالفت سے سرسبز ہوگے۔ یہہ خوب سمجھہ لو کہ یہہ حکومت جو تمکو دی گئی ہے غذاے نرم لقمہ خوشگوار تمہارے کہانیکو نہین ہے۔ یہہ سب خدا کا مال تمہارے ہاتھہ مین امانت ہے اور تم خدا کے خزانچی ہو۔ تمہارے ذمہ محض اسکی حفاظت ہے اور کچھہ نہین۔ تمہارا یہ کام ہے کہ جو اسکے مستحق ہین یہ تمہارے ہاتھہ سے اون تک پہونچ جاوے۔ جب یہ فرمان اشعث کے پاس پہونچا لوگونکو جمع کرکے خطبہ پڑہا جسکا یہ مضمون ہے۔ ایہا الناس حضرت عثمان رض بن عفان نے مجھکو والی آذربیجان کرکے بہیجا تہا چنانچہ اوسوقت سے ابتک مین تمہارا حاکم ہون اب حضرت امیر المومنین علی رض خلیفہ ہوے اور لوگون نے اونسے بیعت کرلی ہم لوگون کو بہی اونکی اطاعت واجب ہے کیونکہ امیر المومنین علی رض کے مخالفین کا انجام جو ہوا وہ ظاہر ہے۔ جناب علی رض ہر طرح امر اہل اسلام مین مامون ہین اور استحقاق خلافت آپ ہی کو ہے۔ لہذا سب لوگ اونکی اطاعت قبول کرو۔ (عقد الفرید)

قصہ خوارج سجستان

واقعہ جمل سے فراغت پاے تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا کہ حسکہ بن عتاب حبطی اور عمران

بن فضیل برجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کرکے خود اوسکے سردار ہوکر بقصد ملک گیری خروج کیا اور جانب سیستان روانہ ہوے کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تھا کہ اہل سیستان نقض عہد کرکے خود سر و مستقل حاکم ہوگئے ہین۔ یہہ لوگ زالق مین جاکر اوترے۔ زالق نواح سیستان مین ہے۔ اہل زالق نے عہد شکنی کی تھی حسکہ اور عمران نے زالق پر قبضہ کرلیا اور اموال غنیمت بہت کچھ انکے ہاتھ آیا۔ بختری آصم بن مجاہد مولی الشیبان کے دادا کو پکڑ لیا۔ پھر کیا تھا۔ مالدار ہوگئے ہمتین بڑہ گئین۔ نظرین بلند پروازی کرنے لگین ایک زائق کیا ہاتھ آیا کہ تمام سیستان اپنا بنانا چاہا۔ آگے بڑہے زرنج پر پہونچے۔ عبدالرحمن بن سمرہ جو عہد عثمانی مین یہان کے حاکم بلکہ ان بلاد کے فاتح تھے زمانہ شور و فتنہ محاصرہ عثمانی مین اپنی جگہہ امیر بن احمر لشکری کو حاکم کرکے مدینہ منورہ چلے آئے تھے اونکا زرنج سے روانہ ہونا تھا کہ رعایا نے سر اوٹھایا اور اپنے حاکم امیر کو نکال کر خود مختار ہوگئے اور اپنی قوم مین سے ایک کو حاکم کرلیا۔ یہ خوارج کے پہونچنے سے ڈر گئے اور بغیر جنگ و جدال صلح کرکے انکو اپنے شہر مین داخل کرلیا۔ اس قصہ پر کسی شاعر نے جو شعر لکھا اوسکا مطلب یہہ ہے۔

اہل سیستان کو فاقون اور جنگ کی بشارت ہو ابن فضیل اور بہو کے ٹوٹے
عرب انکے شہر مین آگئے ان لوگون کو نہ چاندی مالدار کرتی ہے نہ سونا۔

جناب علی مرتضیٰ کو جسوقت ملک سیستان کی بدعہدی اور خوارج کا دخل و قبضہ معلوم ہوا آپنے عبدالرحمن بن جزر طائی کو یہہ مہم سر کرنے سیستان پر بہیجا۔ عبدالرحمن زرنج مین پہونچکر خوارج سے مقابل ہوے مگر حسکہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جناب علیؑ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپنے فرمایا حسکہ کے قبیلہ کے چار ہزار مرد قتل کرونگا۔

کسی نے کہا دہ تو کل پانچسو بھی نہ ہونگے۔ پھر آپنے عون بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو عامل سجستان
مقرر کرکے روانہ فرمایا۔ انکو عراق کے راستہ مین بہدالی طائی ڈاکو نے مار ڈالا۔ اب جناب علی رضنے
حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کو لکھا کہ کسی شخص کو چار ہزار کی جماعت سے والی سجستان کرکے روانہ
کرو حضرت ابن عباس رضنے ربعی بن کاس عنبری کو چار ہزار جوانونکے ساتھہ اودہر کو روانہ
کیا۔ ربعی بن کاس کے ہمراہ حصین بن ابی الحر۔ مالک بن خشخاش عنبری اور ثابت بن ذی المرہ
حمیری مقدمتہ الجیش پر تھے۔ یہہ جماعت سجستان پہونچی جسکے سے مقابلہ ہوا جسکو مارا گیا
اور ربعی نے اوس ملک پر قبضہ کرکے اپنا انتظام کیا ثابت کا نام عبدالرحمن بھی تہا۔
(فتوح البلدان و ابن اثیر)

قتل محمد بن ابی حذیفہ

جسوقت جنگ یمامہ مین ابو حذیفہ رض بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس شہید ہوگئے انکے لڑکے محمد سایہ
عاطفت جناب امیرالمومنین عثمان رض مین پرورش پانے لگے یہانتک کہ سن شعور کو پہونچے
اتفاقاً یہہ شراب پیکر بدمست ہوے جناب عثمان رضنے اپنر حد شراب قائم کی۔ اسپر دُرّے
پڑے پہر توبہ کرکے اپنی ظاہری حالت بدل دی اور اپنے ہمسنون مین ایک مشہور و معروف
متقی۔ عابد۔ زاہد۔ دیندار ہوگئے۔ اسوقت تک محمد حسب دستور سابق جناب عثمان رض کے
گہر رہتے تھے۔ ایکمرتبہ انہون نے کسی شہر کی حکومت چاہی اور جناب امیرالمومنین ذی النورین
کی نصیحت پر برافروختہ ہوکر چلے گئے اور معیت محمد بن ابی بکر رض زبان طعن دراز کی جیسا
خلافت عثمانی مین ہم بیان کر آے ہین۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو
بھی پہونچی۔ انہون نے جناب عثمان رض کی خدمت مین دونون کی شکایت لکھہ بھیجی جناب
عثمان رضنے لکھا۔ محمد بن ابی بکر رض حضرت صدیق رض کے صاحبزادہ جناب ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضؓ کے بھائی ہین اونکی شرارت پر لحاظ نکرو۔ محمد بن ابی حذیفہ میرا لڑکا اور بھتیجا ہے اور
مین نے اوسکو پالا ہے ابھی لڑکا قریش کا چوزہ ہے۔ اس سے بھی درگذر کرنا چاہیئے۔
اور یہ نرمی وسہولت ان دونونکو سمجھا دو کہ آیندہ ایسی حرکات ناموزون وخلاف
وضع سے باز رہین۔ ابن ابی سرح رضؓ نے لکھا کہ اوس چوزہ کے پر نکل آے اور اب اوڑا
چاہتا ہے اسپر بھی جناب عثمان رضؓ نے درگذر کی اور تیس ہزار درم مع خلعت کے محمد بن ابی
حذیفہ کو روانہ فرماے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ احسان ماننا اور اپنے مربی قدیم کا شکریہ ادا
کرنا تو درکنار محمد نے وہ درم اور خلعت مسجد مین رکھکر علانیہ مجمع اشخاص مین کہا۔
اے گروہ مسلمانان۔ آپ لوگ دیکھتے ہین کہ امیر المومنین عثمان رضؓ مجھکو حیلہ وفریب مین
پھانسا چاہتے ہین اور میرے دین مین خلل اندازی کرنیکو یہہ درم وخلعت رشوت
بھیجے ہین مین یہہ رشوت کیسے قبول کرون۔ اہل مصر انکی اس کارروائی سے اور بھی معتقد
ہوے اور انکی عزت وتعظیم بہ نسبت سابق اور زیادہ کرنے لگے حتی کہ انکے ہاتھہ پر بیعت
کر لی اور اپنا سردار جانتے تھے۔ جناب عثمان رضؓ کو جب محمد کی یہہ شرارت وبغاوت معلوم
ہوئی آپنے ایک خط لکھا جس مین اپنے احسانات ظاہر فرماے اسپر بھی محمد بن ابی حذیفہ
نے کچھہ پرواہ نہ کی اور تمرد وسرکشی سے باز نہ آے اور یا آلاخر جب ابن ابی سرح امیر المومنین
کی مدد کیلیئے مصر سے نکلے یہہ موقع پاکر حاکم ہوگئے اور تا زمانہ بیعت حضرت علی رضؓ حاکم
رہے۔ اس وقت عمرو بن العاص نے امیر معاویہ رضؓ کی بیعت کر لی تھی امیر معاویہ رضؓ نے عمرو
بن العاص کو قبل اسکے کہ قیس بن سعد جناب علی کی طرف سے مصر کے حاکم ہوکر آوین
مصر کا حاکم کرکے روانہ فرمایا۔ یہہ مصر پہونچے مگر محمد بن ابی حذیفہ نے داخل نہونے
دیا مجبور مصر سے باہر عریش مین جا ٹھیرے اور محمد کو بحیلہ وفریب اپنے پاس بلایا۔

وہ حیلہ یہہ ہے۔ جب عمرو بن العاص رضؓ نے دیکھا کہ محمد بن ابی حذیفہ مصر پر قابض ہین اور مصر والے انکے مطیع و فرمانبردار ہین لہذا اب چالاکی سے انکا کام ختم کرنا چاہیئے۔ یہہ سوچ کر محمد کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور یہہ پیغام زبانی دیا کہ مین نے امیر معاویہؓ کی بعیت کرلی تہی مگر اب مین اونکی بعیت سے منحرف ہوگیا ہون کیونکہ میرے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ اہل خلافت و استحقاق ہین مین اونکی بعیت کرنا چاہتا ہون مگر تمسے پہلے ملاقات ہوجاوے اور زبانی باتین ہماری تمہاری ہوجاوین تو مین حضرت علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر بعیت کرلون۔ میرا ارادہ پختہ ہوگیا ہے کہ جان و مال سے جناب علی مرتضیٰ کا شریک ہون۔ محمد بن ابی حذیفہ انکے دم مین آگئے اور صرف ایک سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر مصر سے نکلے اور حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے ملاقات کی۔ انہون نے پہلے ہی سے انتظام کرلیا تہا۔ چارون طرف سے مکان گہیر لیا اور منجنیق جابجا قائم کرکے ان سب آدمیونکو دفعتًہ مار ڈالنا چاہا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو عمرو بن العاص رضؓ نے گرفتار کرکے قتل کرڈالا مگر یہہ روایت بالکل غلط ہے۔ قرائن عقلی و نیز دیگر واقعات و روایات اسکی تکذیب کرتی ہین کیونکہ حضرت قیس بن سعدؓ کو جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اپنی خلافت ہوتے ہی مصر پر بہیجدیا تہا اور یہہ وہان قابض و متصرف ہوگئے تہے۔ اگر محمد بن ابی حذیفہ کو حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے قیس رضؓ کے پہونچنے سے پیشتر قتل کیا تہا تو مصر پر انکا قبضہ ہوتا اور حضرت قیس وہان نہ جمنے پاتے اسواسطے کہ مصر اُسوقت حاکم سے خالی تہا۔ قیسؓ ابہی پہونچے نہ تہے۔ محمد بن ابی حذیفہ قتل ہوچکے تہے پہر عمرو بن العاص کا کوئی مزاحم و مقابل نہ تہا اور اس مین کسیکا اختلاف نہین ہے کہ عمرو بن العاصؓ کا قبضہ مصر پر واقعہ صفین کے بعد ہوا ہے اور یہی روایت معتبر ہے پس اسوقت محمد بن ابی حذیفہ کا قتل ہونا غلط ٹہیرا۔

بعضون نے کہا ہے کہ وقت محاصرہ محمد بن ابی حذیفہ مصر مین رہ گئے تھے اور ابن ابی سرح مصر سے باہر تخوم یا فلسطین مین بانتظار حال جناب عثمانؓ سکونت پذیر ہوے بعد شہادت جناب امیرالمومنین ایک سوار ابن ابی سرحؓ کے پاس آیا۔ آپنے اوسکی زبانی واقعہ شہادت سنکر افسوس کیا۔ اوس سوار سے پوچھا کہ اب مدینہ والے کس فکر مین ہین اوس نے جواب دیا۔ جناب علی مرتضیٰ سے بیعت کر لی۔ انہون نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر پوچھا۔ کیا تم لوگونکے نزدیک جناب علیؑ کی بیعت خلافت حضرت عثمانؓ کے قتل کے برابر ہے۔ سوار نے کہا۔ ہان بیشک۔ ابن ابی سرح نے کہا۔ شائد تم عبداللہ بن سعد ہو۔ اوسنے جواب دیا۔ ہان۔ پھر اوس سوار نے کہا۔ تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو جلد یہان سے چلدو۔ امیرالمومنینؑ تمہارے اور تمہارے جملہ اصحاب کے دشمن جانی ہو رہے ہین اگر تم کو پاوین تو قتل کر ڈالین اور تیرے پیچھے مصر کا امیر ہوکر ایک شخص آ رہا ہے۔ انہون نے پوچھا وہ کون شخص ہے۔ کہا قیس بن سعد بن عبادہؓ۔ ابن ابی سرحؓ نے کہا (یہ تو اچھا ہوا) خدا محمد بن حذیفہ کو ہلاک کرے۔ وہ کمبخت بڑا نالائق نکلا پھر عبداللہ بن ابی سرح شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس بن سعدؓ جب مصر کے عامل ہوے ہین۔ محمد بن ابی حذیفہ زندہ تھے اور یہی صحیح ہے مگر یہ پتہ نہین چلتا کہ وہ ازخود مصر سے کیون چلے گئے کیا قیس بن سعدؓ سے ڈر کر نکل گئے اور ایک روایت اونکی نسبت اس طرح ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ بعد واقعہ صفین کے مصر کی طرف آتے تھے ادھر سے محمد بن ابی حذیفہ ایک لشکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکے پاس ایک شخص کو بھیجا اور زبانی پیغام دیا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون چنانچہ دونون ایک دوسرے

ملے عمروبن العاص رضؓ نے انسے وہی گفتگو مکر آمیز جو اوپر گذری کی اور باہم وعدہ ہو گیا
کہ فلان دن فلان مقام پر ہمسے ملنا صرف سو آدمی اپنے ہمراہ لانا۔ الغرض محمد بن ابی
حذیفہ اونکی چال سے غافل حسب وعدہ قصر عریش مین پہونچے اور دہوکے مین گرفتار
کر کے حضرت معاویہ رضؓ کی خدمت مین بہیجدیئے گئے۔ آپنے انکو قیدخانہ مین کردیا۔ حضرت
معاویہ رضؓ کی بیوی کی لڑکی محمد بن ابی حذیفہ کی پہوپہی زاد بہن تہین۔ اونکو انکا قید ہونا
معلوم ہوا۔ کہانیکے ساتہہ ایک سوہن چہپا کر انکے پاس بہیجدیا۔ محمد نے سوہن سے
اپنی قید کاٹ ڈالی اور منتظر موقع فرصت رہے۔ دربانون کو غافل پاکر قیدخانہ سے نکل
بہاگے اور ایک غار مین جاکر چہپ رہے مگر بہانسے پہر گرفتار ہوکر مارے گئے۔ بعضے اس طرح نقل کرتے
ہین کہ یہ شام مین قید رہے اور تا زمانہ قتل حجر بن عدی محبس مین تہے پہر قیدخانہ سے
نکل بہاگے۔ مالک بن ہبیرہ سکونی انکی تلاش مین نکلے اور انکو پاکر مار ڈالا۔ قبل اسکے
مالک نے حجر بن عدی کے مقدمہ مین حضرت معاویہ رضؓ سے سفارش کی تہی مگر اونکی سفارش
منظور نہ ہوئی چونکہ مالک غصہ مین تہے لہذا محمد بن ابی حذیفہ پر اپنا غصہ اوتارا۔

بعضے مورخین نے یہ لکہا ہے کہ بعد قتل محمد بن ابی بکر رضؓ محمد بن ابی حذیفہ ایک جماعت
کے ساتہہ عمرو بن العاص کے پاس پناہ گزین ہوے مگر عمرو بن العاص رضؓ نے انکو دہوکا دیکر
حضرت معاویہ رضؓ کے پاس بمقام فلسطین بہیجدیا۔ انہون نے انکو محبس مین کردیا یہہ
قید سے بہاگے۔ حضرت معاویہ رضؓ انکے بہاگنے پر اور بہی ناخوش ہوے اور عبید اللہ
بن عمرو بن ظلام خثعمی کو بہیجا۔ محمد بن ابی حذیفہ ایک غار مین چہپے بیٹہے تہے جو متصل
حوران کے واقع ہے۔ اس غار کے قریب کاشتکار رہتے تہے۔ اتفاقاً چند گدہے ادہر
آنکلے اور غار مین جانا چاہا محمد بن ابی حذیفہ کو دیکہکر بہڑکے اور بہاگے۔ کسانون نے

گدہونکو بہاگتے دیکہا تو کہا۔ بلاوجہ گدہے نہین بہاگے۔ آخر او نمین سے ایک شخص غار مین آیا اور انکو دیکہکر واپس گیا حسب اتفاق عبید اللہ بن عمرو جو انکی تلاش مین تہے ادہر ہوکر گذرے کسانون نے انسے کہا کہ اس غار مین ایک شخص چہپا بیٹہا ہے۔ عبید اللہ بن عمرو نے ان لوگونسے حلیہ دریافت کیا اور خود جاکر دیکہا تو محمد بن ابی حذیفہ تہے۔ انکو پکڑ لیا۔ پہلے تو چاہا کہ حضرت معاویہؓ کے پاس لیجاوین پہر سوچے شاید وہ انکو چہوڑ دین کیونکہ یہہ معاویہؓ کے ماموں زاد بہائی تہے غرضکہ اس خیال سے عبید اللہ بن عمرو نے انکا کام تمام کردیا۔

جملہ روایات مذکورہ پر غور کرنے سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید محمد بن ابی حذیفہ (قبل آمد قیس بن سعد) اپنے توابع اہل مصر کو لیکر مصر سے نکل گئے اور قلعہ غزہ کو اپنا مسکن و مامن قرار دیا اور اسی جگہہ مقیم رہے جسوقت بعد واقعہ صفین کے عمرو بن العاصؓ والی مصر ہوکر ادہر آے محمد بن ابی حذیفہ کو غفلت سے مار ڈالا۔ اگرچہ یہہ احتمال سیاق واقعات کے مناسب معلوم ہوتا ہے مگر کسی مؤرخ نے نہین ذکر کیا بلکہ بیانات کچہہ اس طرح خلط ملط کردیئے ہین کہ اوقات و وقائع بہی بخوبی معلوم نہین ہوتے۔ محمد بن ابی حذیفہ کا واقعی حال اور قصہ قتل معلوم نہ ہوا۔

امارت قیس بن سعدؓ بر مصر

اوپر صرف اس قدر گذر چکا ہے کہ یہہ عامل مصر مقرر ہوکر مصر پہونچے اور اہل مصر بعضے انکے تابع ہوے۔ اب انکا پورا قصہ اسطرح لکہا جاتا ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ سردار قوم انصار ہین غزوات مین آنحضرت صلعم کے ساتہہ رہتے تہے علم جماعت انصار انکے

پاس ہوتا تھا۔ خوش تدبیر مرد میدان کارزار تھے۔ ماہ صفر ۳۶ھ مین قبل واقعہ جمل جناب علی مرتضیٰ رض نے انکو حکومت مصر پر مقرر کیا اور یہہ فرمایا جن اشخاص پر تمکو اعتماد ہو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ۔ مدینہ سے ایک لشکر مرتب کرکے ساتھہ لو تاکہ تمہارے دشمن تمہارے رعب داب کو مانین۔ ان امور کا لحاظ رکھنا۔ اپنے دوست کی عزت وحرمت کرنا۔ اپنے محسن کیساتھہ حسن سلوک سے پیش آنا جس سے اندیشۂ نقصان ہو اوسپر سختی رکھنا۔ عوام و خواص کو نرمی وخوش مزاجی سے اپنے دام مین لانا کیونکہ نرمی وسہولت مین برکت ہے حضرت قیس رض نے جواب دیا۔ آپ لشکر لیجانے کو فرماتے ہین اوسکا جواب یہہ ہے کہ لشکر لیجانیکی ضرورت نہین کیونکہ اہل مدینہ کا لشکر لیجانے پر بھی اگر ایسی صورت پیش آئی کہ مین مصر مین نہ داخل ہو سکا تو پھر کوئی تدبیر قبضہ وتسلط کی نہوگی اور مین مصر کے اندر قدم نہ رکھہ سکونگا لہذا مناسب یہہ ہے کہ لشکر آپکے واسطے چھوڑ جاؤن۔ شائد آپ کو لشکر کی ضرورت ہوئی تو آپکے پاس موجود رہیگا اور اگر کسی مقام پر بھیجنا چاہا تو یہہ بھی ممکن ہوگا۔ یہہ کہکر قیس رض نے صرف سات آدمی اپنے ہمراہ لئے اور مصر پہونچے مصر پہنچکر مسجد مین جمع کرکے ممبر پر چڑھے اور جناب علی مرتضیٰ رض کا فرمان پڑھکر سنایا۔ اپنی امارت کو ظاہر کیا۔ آپکی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا۔ بعدہ کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھا۔ قابل حمد وثنا وہی معبود برحق ہے جسنے حق ظاہر کیا باطل مٹا دیا ظالمونکو پامال فرمایا۔ اے حاضرین ہمنے جس شخص کو افضل واعلیٰ بعد آنحضرت صلعم کے اسوقت مستحق خلافت پایا اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی لہذا تم سب لوگ بھی بہ تعمیل حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اوسکی بیعت کرو کیونکہ اگر ہم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل نہ کرین تو ہماری بیعت تمہاری گردنون پر نہ رہیگی۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جملہ حاضرین نے

بیعت کرلی۔ اس صورت سے مصر پر انکا پورا تسلط ہوگیا۔

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے اطراف وجوانب کی طرف اپنے عمال روانہ کئے۔ باستثنا ایک قریہ کے جو بنام خربتا مشہور ہے کیہان والے امیر المومنین جناب عثمان رضہ کے خون کے طالب تھے اور یزید بن حارث و مسلمہ بن مخلد منجملہ عمائد ورؤسا قریہ اور قوم کے سردار تھے۔ اہل قریہ نے قیس رضہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور مطالبہ خون جناب عثمان رضہ مین اعانت چاہی۔ مسلمہ بن مخلد نے بھی یہی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ یہہ گروہ باشوکت وقوت تھا فی الحال اونسے جنگ وجدال مناسب نہ تہا اسواسطے قیس رضہ نے نرمی وسہولت سے اونکو رام کرنا چاہا اور اونکے قاصد کو یہہ جواب دیا۔ کیا تم ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہو۔ واللہ مین تمسے یہہ ارادہ نہین کرتا اور نہ تم لوگونسے جدال وقتال منظور ہے۔ اگر تمکو مار کر بعوض امارت مصر حکومت شام کی پاؤن تو یہ گوارا نہ کرون۔ اسکے جواب مین یزید بن حارث سردار قریہ نے جواب دیا۔ مین جبتک زندہ ہون تمکو کوئی صدمہ نہ پہونچیگا تم بلاخوف وخطر مصر کی حکومت کرو قیس رضہ نے کہلا بھیجا۔ مین تمکو جناب علی رضہ کی بیعت پر مجبور نہین کرتا تم کو اختیار ہے کرو یا نہ کرو۔

الغرض حسن تدبیر سے ان لوگونسے میعادی مصالحت کرلی اور اونکو اونکے حال پر چھوڑ دیا۔ اس میل جول سے خراج بھی اوس قریہ کا وصول کرلیا اور کسی نے انکار نہ کیا حضرت قیس مصر ہی پر رہے اور اس عرصہ مین واقعہ جمل منقضی ہوگیا۔

جناب امیر المومنین علی رضہ کی کامیابی اور قیس بن سعد رضہ کی مصر پر امارت جناب امیر معاویہ رضہ کو سخت گران گذری اور حضرت علی رضہ سے دل مین نہایت درجہ خائف ہوے۔ ان کے دل مین یہہ خطرہ متمکن ہوا کہ مبادا امیر المومنین علی رضہ ایک طرف سے اہل کوفہ وعراق کو لیکر

اور دوسری طرف سے قیس مصریونکو لیکر شام کا قصد کردین تو بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ ہم دونو نکے بیچ مین دب کر مجبور محض ہوجاوینگے اور ساری قوت وطاقت سلب ہوجاویگی۔

بہرحال حضرت معاویہ رض نے بنظر حفظ ما تقدم حضرت قیس رض کے نام ایک خط لکھا جس کا یہہ مضمون ہی "سلام علیک۔ اما بعد۔ تم نے امور سیاست مین جناب عثمان رض پر الزامات قائم کئے اور جو انکو حکومت دینا بڑا جرم قرار دیا پہر اونکے خون مین پڑ گئے حالانکہ تم کو معلوم تہا کہ اونکا خون کسی طرح تمہارے واسطے حلال نہ تہا تمنے جرم سنگین کا ارتکاب کیا اور امر مکروہ ونا پسند وحرام پر عمل کیا۔ اے قیس رض۔ اللہ تعالی کی درگاہ مین توبہ کرو۔ تم اون لوگون مین ہو جو حضرت عثمان رض پر بلوہ کرکے آئے تہے اور تمہاری ہی ذات سے یہہ ہنگامہ برپا ہوا۔ تمہارے دوست کی نسبت ہمکو کامل یقین ہی کہ ساری کارروائی اور امیر المومنین جناب عثمان کی شہادت انہین کے دم سے ہے۔ یاد رکہو۔ یہ خون تمہارا پیچہا نہ چہوڑیگا۔ تمہاری قومی شرافت وعزت کا کچہ پاس ولحاظ نہ کریگا۔ اگر تمکو اپنی جان کی فکر اور اوسکی حفاظت مطلوب ہے تو جناب عثمان رض کے قصاص طلب کرنیوالو مین مل جاؤ اور اس کام مین ہمارے تابع ہوکر ہمارے معین ومددگار ہو۔ بروقت فتح وغلبہ ہم تمکو دونون عراق کی حکومت دینگے اور نیز تا زیست خود تمہاری قوم سے جسکو چاہوگے حکومت حجاز دونگا۔ علاوہ اسکے اور جو تمہاری خواہش ہوگی پوری کرونگا اپنی رای سے جلد اطلاع دو" حضرت قیس رض کے پاس یہہ خط پہونچا خط پڑہکر سوچے کہ ابہی معاویہ کو باتون مین ٹالنا چاہیئے۔ اپنے دل کے خیالات سے اونکو بالکل خبر نہ دو اور فی الحال اونسے ظاہرداری کرنا اور جنگ سے بچنا مناسب ہے چنانچہ خوب ہر پہلو پر نظر کرکے یہ جواب لکہا۔ بعد حمد ونعت کے۔ مجہے معلوم ہوا جو تمنے لکہا۔ خوب سمجہا حضرت عثمان رض کی شہادت کے بارہ مین جو لکہتے ہو یہہ محض تمہارا خیال ہے۔ مجہکو اس واقعہ سے دراصل کوئی تعلق نہ تہا نہ مین

اس مین کیسی طرح شریک تہا بلکہ اس کام کے پاس تک نہین گیا اور نہ مجہکو اپنے صاحب کی شرکت اس ہنگامہ مین محسوس ہوتی ہے مین جہانتک غور کرتا ہون ہیہ بہی اس سے بالکل بے لوث ہین - باقی رہی تمہاری اطاعت - یہہ معمولی بات نہین ہی کہ مین اسکا جواب ابھی دیدون اس بارہ مین غور و تامل کر رہا ہون - یہہ کام عجلت کا نہین ہے حالانکہ مین تمہارے لئے ہر طرح کافی ہون تاہم میری طرف سے ایسا کوئی امر نہو گا جو تمکو ناگوار و شاق گذری - اسکی بابت سمجہہ بوجہکر انشاء اللہ تعالی جواب دونگا حضرت معاویہؓ نے یہہ خط پڑہکر پہر دوسرا خط اس مضمون کا لکھا - مینے تمہارا خط پڑہا اس مین کوئی صاف بات نظر نہین آتی - تم میری خواہش کے قریب نہین ہوتے تاکہ مین تمکو صلح خواہ خیال کرون اور نہ تمہارے اس خط سے دوری و خلاف ظاہر ہوتا ہے کہ مین تمکو اپنا جنگجو شمار کرون مین تو تم کو صلح کے لئے بلاتا ہون تم اس سے نہ بہاگو مین تمہین لڑائی سے بچاتا ہون میرا کہنا مانو اور حیل و فریب کی باتین چہوڑ دو مجہہ سا شخص ہرگز تمہارے دام تزویر مین نہین آسکتا اور نہ تم ایسو نکے فقرونمین آکر کسی حیلہ مین گرفتار ہو سکتا ہے - والسلام قیسؓ نے یہہ خط دیکہکر سمجہہ لیا کہ اب حضرت معاویہؓ حیلہ و حوالہ سے نہ مانینگے اور نہ یہہ ٹالنے سے ٹلنے والے ہین اسواسطے جو کچہہ اون کے دل مین تہا اوسکو نہایت صاف الفاظ مین ظاہر کر دیا اور نہایت طعن و تشنیع بہرا ہوا خط حضرت معاویہؓ کو لکھا - اما بعد مجہکو تعجب ہے کہ تم کسقدر مجہکو فریب دے رہے ہو اور مجہسے اپنی اطاعت کی طمع رکہتے ہو اور مجہکو بالکل حقیر و کمزور سمجہہ لیا ہے - کیا تم مستحق امارت و خلافت کی اطاعت سے مجہکو نکالنا چاہتے ہو - وہ شخص تو اس قدر عالی مرتبہ ہین کہ سب لوگونمین اس امارت کے لائق - سب مین سچ بات کہنے والے - راہ حق کے ہادی - آنحضرت صلعم سے باعتبار تعلق کے یہ نسبت اور سب کے بہت قریب - کیا تم مجہکو اپنی اطاعت مین داخل ہونے کو کہتے ہو -

(تم اپنی حقیقت بھولے ہوئے ہو۔ تم کیسے ہو۔ تم) ایسے ہو جو اس امارت مین سب لوگون سے دور تر۔ مکر کی باتین کہنے مین سب مکارونسے زیادہ۔ آنحضرت صلعم سے تعلق کے اعتبار سے ازبس بعید۔ گمراہ اور گمراہ کرنیوالونکے سپوت پوت۔ ایک شریر شیطان ابلیس کی جماعت سے اور تمہاری یہہ دہمکی مین خدا کی قسم کہاتا ہون کہ اگر مین تمکو اس طرح مجبور اور اپنی لڑائی مین مصروف نہ کردون کہ تمکو اپنی جان کے لالے پڑجاوین تو سمجہنا کہ تم بڑے خوش نصیب تھے۔ والسلام۔

جناب امیر معاویہؓ یہہ خط پڑہکر قیسؓ کی طرف سے نا امید ہوگئے اور سمجہہ لیا کہ قیس انکے دم مین نہ آوینگے اور یہہ حضرت امیر المومنین علیؓ کے سچے ہمدرد مطیع ہین۔ پہر دوسرا جال پہیلایا۔ اہل شام پر یہہ ظاہر کیا کہ قیسؓ ہمارے مطیع ہوگئے ہین ہم سے اونسے خط وکتابت ہے طرفین سے برابر قاصد آتے جاتے رہتے ہین۔ تم لوگ قیسؓ کو کبہی برا نہ کہنا۔ وہ ہمارے خیر خواہ اور ہمدرد ہین۔ اونکے معاملات اور برتاؤ سے تم بخوبی سمجہہ سکتے ہو کہ وہ کس طرف ہین۔ دیکہو تمہارے ہم خیال بہائیون طالب قصاص جناب عثمانؓ خربتا کے رہنے والونسے کس طرح پیش آتے ہین۔ اونکے وظائف وعطایا بدستور سابق جاری رکہے۔ اسکے علاوہ اور بہی احسانات کرتے رہتے ہین۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دربردہ قیسؓ تمہارے رفیق ہین۔ یہ تو زبانی ظاہر کیا پہر ایک خط جعلی قیسؓ کی طرف سے اپنے نام لکہوایا اوسمین دربارہ قاتلین جناب عثمانؓ اپنا ارادہ جنگ ظاہر کرنا اور امیر معاویہؓ کے ساتھہ ہونا مرقوم تہا اور یہ خط علی الاعلان اہل شام کو پڑہ کر سنایا۔

راقم حضرت امیر معاویہ اس چال مین بازی لیگئے اور جناب امیر المومنین علیؓ کو قیسؓ کی جانب سے بدگمان کردیا۔ محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ اور نیز اون جاسوسونکی معرفت

جو شام مین تھے ان واقعات کی خبر جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گوش گذار ہوئی۔ آپ کو ان باتونسے سخت تردد و تشویش لاحق حال ہوئی اور آپنے حضرات حسنین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو بلا کر ان حالات سے مطلع کیا۔ ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ امیر المومنین جس امر سے آپکو قلق و اضطراب پیدا ہو کسی شخص کی نسبت شک و تردد ہو ایسے امر کو چھوڑ کر جو سبب اطمینان و تسلی قلب ہو اختیار فرمائیے قیس رضی اللہ عنہ کو مصر سے معزول کیجیے۔ آپنے فرمایا۔ واللہ باللہ العظیم مجھکو قیس رضی اللہ عنہ کی نسبت ایسی افواہ کا اصلا گمان نہین ہے مین کبھی یہہ باتین سچ نہ مانونگا۔ محض افترا پردازی ہے قیس رضی اللہ عنہ اس اتہام سے بالکل پاک ہین۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ آپ قیس رضی اللہ عنہ کو معزول کر دین اگر درحقیقت جو اونکی نسبت مشہور ہے صحیح نکلا تو وہ آپسے ناخوش ہو کر کسی طرح آپ پر ملامت نہ کرینگے۔ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسی تردد مین تھے۔ ہنوز کوئی انتظام نہ کیا تھا کہ مصر سے قیس رضی اللہ عنہ نے عرضداشت بھیجی اوسکا یہہ مضمون تھا کہ کچھ لوگ آپکی بیعت سے متوقف ہین فی الحال مصلحتاً اونسے تعرض نہین کیا گیا اور اونکی جدال و قتال سے ہاتھ روکا گیا۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے یہہ راے دی۔ آپ قیس رضی اللہ عنہ کو لکھین کہ متوقفین اور سکوت کرنے والونسے لڑین مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے حال پر چھوڑنے سے رفتہ رفتہ سرکش ہو جاوین اور آیندہ اونکی حالت خطرناک صورت مین نظر آوے۔ لہذا ابھی سے اونکو دبانا چاہیے۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے قیس کو لکھہ بھیجا کہ جو لوگ میری بیعت سے سکوت کرنیوالے ہین اونسے لڑو اور بزور شمشیر اونسے بھی بیعت لو حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے اسکی مخالفت کی اور جواباً یہہ لکھا۔ امابعد۔ مجھکو آپکے حکم سے سخت تعجب ہوا آپ ان لوگونسے لڑنیکو فرماتے ہین مگر میرے نزدیک مصلحت نہین۔ یہہ لوگ آپسے رکے ہوے ہین اوسکے ساتھہ آپکے دشمن کو بھی روکنے والے ہین۔ اگر اس حالت مین انسے چھیڑ چھاڑ کی گئی تو فوراً آپکے دشمن سے ملکر اوسکے مددگار ہو جاوینگے اور آپ پر سب کے سب حملہ کر دینگے۔

اے امیر المومنین اس معاملہ مین میری رائے ناقص پر عمل فرمایئے اور اونکی لڑائی سے ہاتھہ روکیئے۔ اسوقت یہی مناسب امر ہے کہ اُنکو اونکے حال پر چھوڑ دیجئے۔ والسلام جب یہ خط پڑہا گیا تو عبداللہ بن جعفرؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ آپ قیسؓ کی معزولی مین تاخیر نہ فرماوین فوراً اونکی جگہہ محمد بن ابی بکرؓ کو والی مصر مقرر کر کے روانہ فرمایئے۔ مجھکو خبر ملی ہے کہ قیسؓ کا مقولہ ہے۔ تاوقتیکہ مسلمہ بن مخلد جو موضع خربتا مین قوم کے سرگروہ ہین قتل نہ ہونگے امارت مصر کو استقرار و ثبات نہین (قیسؓ اون لوگونکو مہلت دیچکے ہین۔ وہ نہ لڑینگے محمد بن ابی بکر جا کر اوس سرکش کو قتل کرین۔ محمد بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ دونون باہم اخیافی بہائی ہین) الغرض حسب تجویز انکے جناب علی مرتضیٰؓ نے قیسؓ کے نام حکم معزولی اور محمد بن ابی بکرؓ کے نام پروانہ تقرری لکہکر مصر کی جانب روانہ فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ پہلے اشتر نخعی کو امیر مصر کر کے بہیجا تہا جب وہ اثناء راہ مین مرگئے تو محمد بن ابی بکرؓ بہیجے گئے۔

بہرکیف محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوے حضرت قیسؓ کو اپنی امارت کا فرمان دکہایا حضرت قیسؓ نے کہا۔ کیا کسی نے میری طرف سے جناب امیر المومنین کو بدظن کر دیا۔ محمدؓ نے جواب دیا۔ یہہ کوئی بات نہین ہے۔ آپ شوق سے اپنی حکومت پر رہین مین بہی آپکے ساتہہ رہونگا۔ قیسؓ نے منظور نہین کیا اور کہا کہ اب مین یہان نہ ٹہیرونگا پہر اپنی معزولی بلاوجہ سے ناخوش ہوکر مصر سے مدینہ منورہ چلے گئے ایک روز حسان بن ثابتؓ جو عثمانی تہے آے اور بطور طعن کے کہا۔ تم نے جناب امیر المومنین عثمانؓ کو قتل کرا دیا اور امیر المومنین علیؓ نے تمکو امارت مصر سے نکال دیا۔ تمہارے سر جناب عثمانؓ کے قتل کا مواخذہ رہا اور تمہاری کچہہ قدر بہی نہ ہوئی قیسؓ نے پرغضب ہوکر کہا۔ اے دل کے اندہے۔ اگر مجھکو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے مارنے سے تمہاری اور میری قوم مین لڑائی ہو جاویگی تو مین ابہی تمکو قتل

کر ڈالتا اور تمہارا قصہ پاک کرتا۔

راقم۔ جناب امیر المومنین عثمان رض کے طرفدارونکا اسی قسم کا خیال تھا حضرت حسان رض بھی اونہین مین تھے۔ انہون نے قیس رض پر طعنہ زنی کی انہون نے بھی سخت جواب دیا۔ اس طرح کی گفتگو ہمچشمون مین ہو ہی جاتی ہے۔ واقعہ جمل مین اکثر جگہہ حضرت علی مرتضی رض نے حضرات طلحہ رض و زبیر کو برا کہا اور اونہون نے آپ پر طنز و تشنیع کی مگر یہہ باتین ایسی نہین کہ ہم اپنی رای سے اون بزرگونکی نسبت کچھہ زبان سے نکالین۔ وہ آپس مین ہم مرتبہ تھے غصہ سے ایک نے دوسرے کو برا کہا پھر دم بھر مین ایک ہو گئے۔ ہمارے سے پر کدورت دل اور سینے اون بزرگونکے نہ تھے۔ ان امور مین ہم اونکی تقلید نہین کر سکتے۔

مدینہ مین مروان بن حکم مقیم تھا حضرت قیس رض کو اس نے کچھہ اس طرح دہمکایا ڈرایا کہ مجبور ہو کے وسہل بن حنیف رض مدینہ چھوڑ کر جناب علی رض کی خدمت مین کوفہ پہونچے۔ قیس رض نے جناب امیر المومنین رض کو زبانی حال کہہ سنایا۔ آپکو معلوم ہوا کہ انکی معزولی و برطرفی مین بڑا دہوکا کہایا۔ آپنے انکے عذرات و دلائل درباب تاخیر مقاتلہ متوقفین بہت پسند فرماے۔ جب محمد بن ابی بکر رض کے مقتول ہونے کی خبر آئی قیس رض کی عزت آپ کی نظرونمین اور بھی فزون ہوئی انکی راے و تجویز پر آفرین کی اور ہر کام مین انسے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت قیس و سہل رض ساتھہ ساتھہ رہے اور جنگ صفین مین دونون صاحب شریک تھے۔

اب مروان کا قصہ ملاحظہ ہو حضرت امیر معاویہ رض کو جب معلوم ہوا کہ مروان نے حضرت قیس رض کو خوف دلا کر نکال دیا اور وہ پھر حضرت علی مرتضی رض کے پاس چلے گئے انکو سخت افسوس ہوا مروان کے نام ایک خط عتاب آمیز لکھا جسکا ایک فقرہ مع ترجمہ یہہ ہے۔ لو امددت علیاً بمائة الف مقاتل لکان الیسر عندی من قیس بن سعد فی رایہ

ومکانہ۔ ترجمہ۔ اگر تم علیؓ کی مدد کو ایک لاکھ مردان کارزار بھیجتے تو یہہ آسان تھا اور مجھکو اصلا ناگوار نہ ہوتا البتہ قیس بن سعد سے خوش تدبیر و صاحب اے کا علیؓ کا رفیق اور مشیر ہو جانا مجھپر سخت گران گذرا۔

یہہ حالات بطور جملہ معترضہ تھے جو درمیان مین آگئے۔ اب پھر محمد بن ابی بکرؓ کا قصہ سنئے جسوقت محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوے جناب امیر المومنین علیؓ کا فرمان مجمع عام مین اہل مصر کو پڑھکر سنایا۔ بعدہ خطبہ پڑہا جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ الحمد للہ۔ خداے پاک نے ہم کو اور تمکو راہ حق کی ہدایت کی جس مین ہزارون نے اختلاف کیا اور راہ نہ پائی اور ہم سب کو وہ باتین سوجھائین جن سے جاہل لوگ نابینا ہے۔ ایہا الناس خبردار ہو جاؤ مجھکو امیر المومنین نے تمپر والی وحاکم کرکے بھیجا ہے اور مجھکو وہ فرمان جو ابھی پڑہ چکا ہون عطا فرمایا ہے مین خدا ہی سے توفیق چاہتا ہون اور اوسی پر توکل ہے اور اوسیکی طرف رجوع کرنا ہے اگر تم میری امارت میرے اعمال مین طاعت الٓہی دیکھو تو اسپر خدا کا شکر ادا کرو کیونکہ وہی ہادی راہ صواب ہے اور اگر میرے اعمال وافعال خلاف حق نظر آئین تو مجھکو اطلاع دو اور جو فیصلہ ناحق ہوا ہو اوسکو پھر میرے سامنے پیش کرو اور مجھپر تنبیہ کرکے خطا وغلطی کی اصلاح کرالو اس صورت مین تمکو ہر طرح کا استحقاق ہوگا کہ مجھکو راہ ناصواب سے روک سکتے ہو خداوند تعالٰے ہمکو اور تمکو نیک اعمال کی توفیق عطا فرماے۔ آمین۔ یارب العلمین یہہ خطبہ دیکر ممبر سے اوتر آے۔ ایک مہینہ تک کسی قسم کا تغیر وتبدل نہ کیا پھر جو لوگ کہ بیعت جناب امیر المومنین علیؓ مین سکوت کیئے ہوئے تھے اور جنکو حضرت قیسؓ نے مہلت دے رکھی تھی اونکی طرف پیغام بھیجا کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کرو جناب امیر المومنینؓ کی بیعت کرلو یا ہمارا ملک چھوڑکر نکل جاؤ۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہم ابھی کچھ نہین کہتے۔ فی الحال ہمکو اور مہلت دو

کہ ہم اپنے مآل کار پر غور کرکے تمہاری اطاعت کرلین یا جیسا کچھ اپنے نزدیک مناسب سمجھین گے ویسا کرینگے - ابھی ہمارے ساتھ جنگ نہ کرو - محمد بن ابی بکرؓ نے اونکو مہلت نہ دی - اون لوگون نے بھی اپنی حفاظت کا معقول انتظام کرلیا جب واقعہ صفین ہوچکا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کئے گئے اور جناب علیؓ اس مہم سے فارغ ہوکر کوفہ واپس آئے تو یہہ لوگ چونکہ محمد بن ابی بکرؓ سے پہلے ہی سے کشیدہ خاطر تھے لشکر لیکر مقابل ہوے محمد بن ابی بکرؓ نے بسرداری حارث بن جمہان جعفی ایک لشکر اہل خربتا پر بھیجا - اس گروہ مین یزید بن حارث مع قبیلۂ بنی کنانہ کے تھے - غرض اس لشکر سے اور اہل خربتا سے خوب جنگ ہوئی - حارث بن جمہان مارے گئے - انکی جگہہ ابن مضاہم کلبی سردار ہوکر گئے وہ بھی مارے گئے اور لشکر شکست خوردہ مصر بھاگ آیا جب دومرتبہ شکست ہوئی تو محمد بن ابی بکرؓ نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین اطلاع کی - آپنے حکم دیا کہ فی الحال اون سے متعرض نہو آیندہ وقت فرصت سمجھا جاویگا -

قدوم حضرت عمرو بن العاصؓ نزد جناب امیر معاویہؓ

جسوقت بلوائیون نے مدینہ منورہ مین جناب امیر المومنین عثمان ذی النورینؓ کا محاصرہ کرلیا تھا حضرت عمرو بن العاص اپنے دونون لڑکون عبداللہؓ و محمد کو لیکر مدینہ منورہ سے فلسطین چلے گئے تھے - انکے جانے کا سبب انکا یہہ قول تھا - اے اہل مدینہ - جو لوگ یہان نہ رہینگے اگر اونکے ہوتے ہوے جناب عثمانؓ شہید ہوے تو اون لوگون پر عدم نصرت کا وبال و ذلت ضرور پہونچیگی پس جو شخص ایسے گاڑھے وقت آپکی مدد کرسکتا ہی وہ نصرت و مدد سے دریغ نہ کرے اور جو عاجز ہے اوسکو یہان سے نکل جانا چاہیئے -

جب یہ فلسطین پہونچے بعد دو چار دن کے انکو ایک سوار مدینہ سے آنے والا ملا انہون نے
اوسکا نام پوچھا۔ اوسنے حصیرہ نام بتایا۔ آپنے کہا۔ ابھی محصور ہین۔ پہر دوسرا سوار آیا جس نے
اپنا نام قتال ظاہر کیا انہون نے نام سنکر کہا حضرت عثمان شہید ہوگئے۔ جب اوس سے
حال دریافت کیا تو اوسنے شہید ہونا بیان کیا۔ پہر ایک اور سوار آیا۔ نام پوچھا۔ کہا حرب۔
آپنے کہا۔ افسوس۔ لڑائی ہوگی۔ پہر اور حال دریافت کیا جواب ملا جناب امیر المومنین علیؓ
کی بیعت ہوگئی۔ یہہ سنکر سلم بن زنباع بولے۔ اے گروہ عرب۔ تمہارے اور لڑائی کے درمیان
ایک دروازہ مضبوط تھا تم نے اوسکو توڑ ڈالا اور بجاے اوسکے دوسرا دروازہ قائم کیا۔
عمرو بن العاصؓ بولے ہم یہی چاہتے تھے کہ وہ دروازہ لوٹے۔ اسکے بعد عمرو بن العاص نے پا پیادہ
فلسطین سے کوچ کیا۔ دونون لڑکے انکے ساتھ تھے۔ یہہ روتے ہوے عورتون کی طرح
بین کرتے چلے۔ ہاے عثمان ولے عثمانؓ حیا اور دین کو موت آگئی۔ تم کیا دنیا سے سدہارے
کہ حیا اور دین نے تمہارے ساتھ دنیا سے کوچ کیا۔ غرض اسی طرح ماتم کرتے دمشق مین داخل ہوے
یہہ حضرت طلحہؓ کی خلافت کے امیدوار اور اسپر خوش تھے اور جناب علیؓ کی بیعت سنکر انکو رنج ہوا

حضرت عمرو بن العاصؓ عہد رسالت مین عمان پر عامل ہوکر گئے تھے وہان ایک عالم
یہود کی زبانی انکو جملہ حالات و واقعات زمانہ آیندہ معلوم ہو چکے تھے اوسکے موافق یہ ہر ایک
امر شدنی کو اوسکے آثار سے معلوم کر لیتے تھے کہ اب فلان واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ
ویسا ہی ہوتا تھا اوسی عالم نے انسے بیان کیا تھا کہ بعد وفات حضور سرور کائنات حضرت
ابوبکرؓ خلیفہ ہونگے انکی مدت خلافت بہت کم ہوگی پہر دوسرے شخص اوسی قوم کے خلیفہ
ہونگے اور عرصہ تک خلیفہ رہینگے پہر دہوکے سے مارے جاوینگے انکے بعد اوسی قوم سے تیسرے
شخص عرصہ تک خلافت کرینگے پہر بلوہ مین شہید ہونگے۔ بعد انکے چوتھے شخص اوسی قوم کے

ہونگے مگر اونکی بیعت خلافت پر اتفاق نہ ہوگا اور بہت کچھ لڑائیان درپیش ہونگی پھر شہید
ہونگے۔ اونکے بعد والی شام حاکم ہوجاوینگے اونکی حکومت عرصہ تک رہیگی اور لوگ اونپر
متفق ہونگے وہ اپنی موت سے مرینگے کوئی اونکو قتل نہ کریگا۔
جناب علی کی بیعت سنکر عمرو بن العاص رضہ دمشق چلے گئے۔ وہان قیام کیا اور منتظر رہے
کہ لوگ کیا کرتے ہین۔ پھر جناب ام المومنین عائشہ رضہ حضرات طلحہ و زبیر رضہ کے خروج کی خبر سنکر
گونہ مسرور رہوے۔ بعدازان واقعہ جمل اور جناب علی کی فتح سنکر کبیدہ خاطر ہوگئے اور انکی
حالت مین تذبذب واقع ہوا۔ یہ سنا کہ شام مین حضرت معاویہ رضہ جناب امیرالمومنین علی رضہ کے
خلاف ہین اور حضرت معاویہ رضہ کو جناب عثمان رضہ کا شہید ہونا ازبس شاق گذرا ہے حضرت
معاویہ انکے نزدیک بہ نسبت جناب علی مرتضیٰ رضہ کی محبوب اور دوست تھے۔ بہرحال انکے
بیعت نہ کرنے سے عمرو بن العاص رضہ کو تسلی اور سکون قلب حاصل ہوا۔ اپنے دونون بیٹو نسے
راے لی اور کہا۔ تمہارے نزدیک کیا صلاح ہے۔ علی رضہ سے ملون یا معاویہ رضہ کے پاس چلون
مگر علی رضہ سے تو مجھکو کوئی امید نفع کی نہین ہے وہ مجھکو اپنے کسی کام مین شریک نہ کرینگے
صاحبزادہ عبداللہ نے جواب دیا۔ ای پدر بزرگوار۔ آنحضرت صلعم نے اور حضرات شیخین رضہ نے
انتقال فرمایا اور یہہ تینون صاحب آپسے راضی وخوش تھے میرے نزدیک تو آپ اپنا
ہاتھہ کھینچے رہین اور اپنے گھر خاموش بیٹھے رہین تاوقتیکہ کسی ایک پر لوگونکا اتفاق نہ ہولے
اوسوقت آپ بھی بیعت کرلین۔ دوسرے صاحبزادہ محمد نے یہہ جواب دیا۔ باباجان۔
آپ عرب کے ممتاز اشخاص مین ہین جبتک آپ اس امر خلافت مین دخل نہ دینگے کیسے متفق
علیہ ہوسکتی ہی۔ عمرو بن العاص رضہ دونون صاحبزادونکی گفتگو سنکر بولے۔ اے عبداللہ تمنے
وہ راے دی ہی جو میرے دین مین نافع ہے اور اے محمد تم نے وہ بات کہی جس مین میری

دنیا کا فائدہ ہی اور آخرت کی برائی پھر آپ دونون بیٹونکو لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے یہان اہل شام کو اس حال مین پایا کہ سب جناب عثمان کے خون کے طالب قصاص ہین اور جناب معاویہؓ کو اس بارہ مین برانگیختہ کررہے ہین۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا تم حق پر ہو اپنے خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لو۔ اسکے بعد روزانہ امیر معاویہؓ کی دربار مین جاتے رہے مگر چند روز انہون نے انکی طرف توجہ نہ کی عمرو بن العاصؓ کے بیٹون نے انسے کہا۔ آپکی یہان کچھ قدر و عزت نہ ہوئی اب یہان سے دوسری جگہہ چلئے۔ ایک روز عمرو بن العاصؓ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور اونسے کہا تعجب ہے کہ مین ہر طرح آپکی مدد و نصرت کو موجود ہون اور اسیواسطے یہان آیا ہون مگر آپ مجھسے اعراض کرتے ہین۔ میرا ارادہ ہے کہ آپکے ساتھہ ہو کر قاتلین عثمان کو مارون اور اس کام مین مین نے اس درجہ بہت بڑائی ہے کہ جس شخص کی فضیلت و سابقیت مسلم ہے اوسکو چھوڑکر دنیا کا طلبگار بنکر آپسے ملا حضرت معاویہؓ یہ سنکر انسے متفق ہوگئے اور انکو کاروبار و صلاح و مشورہ حکومت مین اپنا شریک کرلیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کی نسبت مورخین کے بیانات متضاد منقول ہین مخالفین جناب عثمانؓ کے ساتھہ انکی سازش۔ محاصرہ و قتل مین سعی و کوشش۔ پھر بعد شہادت جناب عثمان رنج و غم ظاہر کرنا۔ طالبین قصاص کیساتھہ ہونا اور جناب امیر معاویہؓ کی متابعت اسی غرض سے کرنا مفہوم ہوتا ہے۔

دیگر حوادث ۳۶ھ

شروع سنہ ہذا مین بعد شہادت حضرت عثمان اور قبل واقعہ جمل حضرت حذیفہ بن یمان نے انتقال فرمایا منجملہ دیگر فضائل کے یہ آپکے مخصوصات سے ہی کہ مومن کو منافق سے تمیز کرلیتے تھے۔ حضور عالم علم لدنی نے آپکو مخفی اسرار تعلیم فرمائی تھے۔ آپکا قول ہے کہ اور لوگ تو

رسول اللہ سے امور خیر دریافت کرتے تھے مگر مین امور شر پوچھا کرتا تھا تاکہ اونکو معلوم کرکے شر سے محفوظ رہون۔ آپ وقت شہادت جناب عثمان کوفہ مین علیل تھے۔ جب خبر شہادت وکیفیت بیعت مرتضوی سُنی لوگونسے کہا کہ مجھکو مسجد مین لیچلو لوگون نے لاکر ممبر پر بیٹھا دیا آپنے فرمایا کہ امیر المومنین علی کی بیعت سب پر واجب ہے۔ وہ اہل خلافت و مستحق اطاعت ہین مین اونکی بیعت خوشی سے کرتا ہون اور خدا کا شکر ہے کہ مین اسوقت تک زندہ رہا اور اونکی بیعت مین داخل ہوا۔ پھر اپنے بیٹون صفوان اور سعد کو متابعت مرتضوی کی تاکید کی اور کہا کہ اونکو بہت کچھ لڑائیان پیش آوینگی تم اونکا ساتھ دینا۔ اس واقعہ کے بعد سات دن یا چالیس دن زندہ رہکر وفات پائی (مسعودیؒ)

حضرت سلمانؓ فارسی نے رحلت فرمائی۔ انکی عمر دوسو پچاس و بقول بعض تین سو پچاس برس کی ہوئی۔ انہون نے حضرت عیسیٰؑ کے بعض اصحاب کو دیکھا ہے۔ انکے سنہ وفات مین اختلاف ہے بعض ۳۵ھ اور صاحب تقریب ۳۴ھ لکھتے ہین۔

عبداللہ ابن ابی سرح امیر مصر نے عسقلان مین وفات پائی۔ یہ امیر معاویہ کے ہمراہ صفین کیطرف آتے تھے مگر بادل ناخواستہ کہ راستہ مین انتقال فرمایا۔ (ابن اثیرؒ و امام یافعیؒ) یہ قریشی عامری ہین۔ بڑے شہسوار، مرد میدان کارزار، شجاع و جنگجو، صاحب غزوات و فتوحات عظیمہ تھے۔ انکی آرزو تھی کہ میرا خاتمہ نماز مین ہو چنانچہ یہی دعا مانگا کرتے تھے۔

نکل جای دم تیرے قدمو نکے نیچے		یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے	

جس دن وفات پائی صبح کو وضو کیا اور نماز شروع کی۔ سیدھی طرف سلام پھیر چکے تھے اولٹی جانب پھیرنا چاہتے تھے کہ روح پرواز کرگئی۔ (خمیس)

قدامہ بنؓ مظعون جمحی بدری مہاجر حبشہ۔ عمرو بن ابی عمرو بن ضبہ فہری۔ ابو شداد بدری

رضی اللہ عنہم نے اسی سال انتقال کیا۔

سنہ مذکور مین امیر المومنین نے یزید بن حجبہ تیمی کو رے کا حاکم کیا۔ انہون نے خراج مین سے تیس ہزار کا تغلب کیا۔ آپنے بلا کر بعد تفتیش درونسے پٹوا کر قید کر دیا اور اونکی موئے سعد کے سپرد کیا۔ یزید انکی حراست سے بہاگ کر امیر معاویہ رضکے پاس پہونچے۔ اونہون نے انکو کچہہ زر و نقد دیا۔ یہ وہان رہنے لگے اور حضرت علی کی برائیان کیا کرتے تھے بعد ازان ساتھ امیر معاویہ مین اونکے ساتہہ عراق پہونچے اور رے کے حاکم ہوگئے بعض کہتے ہین کہ جناب علی کے ہمراہ واقعہ جمل و صفین مین تھے اور جنگ نہروان مین ساتہہ دیا تو آپنے پہر رے کا والی کر دیا

مقدمات و اسباب واقعہ صفین

جناب امیر المومنین علی مرتضی رض جب واقعہ جمل سے فارغ ہوکر بقصد شام کوفہ مین تشریف لائے ایک خط بنام جریر بن عبد اللہ بجلی عامل ہمدان دوسرا اشعث بن قیس کندی والی آذربیجان لکھا۔ دونون کا ایک مضمون تہا کہ اپنے بلاد متعلقہ سے ہماری بیعت لیکر خود ہمارے پاس چلے آؤ چنانچہ وہ دونون آپکے حکم کی تعمیل کرکے حاضر خدمت ہوے۔ آپکو منظور ہوا کہ کسیکو امیر معاویہ رض کے پاس خط دیکر بہیجین جریر نے کہا کہ یہ خدمت میرے متعلق فرماوین۔ میری اونکی دوستی ہے مین اونکو زبانی بہی نصیحت کرونگا کیا عجب کہ میرا کہنا اونکے ذہن نشین ہو اور آپ کی بیعت قبول کرلین۔ اشتر خلاف ہوے اور جناب علی رض سے علیحدگی مین کہا۔ یہ معاویہ رض کے دوست ہین۔ انکو نہ بہیجیے۔ مجھکو ارشاد ہو تو اس خدمت کو انجام دون۔ آپنے فرمایا۔ انہین کو جانے دو۔ دیکہو معاویہ رض کیا جواب دیتے ہین اور یہ وہانسے واپس آکر کیا ظاہر کرتے ہین۔ بالآخر جریر بن عبد اللہ سفارت کو تیار ہوے۔

جناب امیرالمومنین رضؓ نے ایک خط انکے حوالہ کیا جس مین اپنی بیعت اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی عہد شکنی اور واقعہ جمل مین آپ سے لڑنا لکھا تھا اسکے بعد حضرت معاویہؓ کو اپنی بیعت مین داخل ہونے کو لکھا تھا۔

جریرؓ یہہ خط لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اونھون نے جواب دینے مین تاخیر کی اور عمرو بن العاصؓ سے اس معاملہ مین مشورہ لیا۔ اونھون نے جواب دیا۔ اہل شام کو جمع کرکے حضرت علیؓ پر تہمت خون عثمانؓ لگائیے اور لشکر لیکر حضرت علیؓ سے مقابلہ کیجئے۔
حضرت معاویہؓ نے انکے کہنے پر عمل کیا۔ جریرؓ کے روکنے سے یہ غرض تھی کہ جریرؓ خود اپنی آنکھہ سے اہل شام کا معاوضہ خون عثمانی پر مستعد ہونا دیکھہ لین اور خون عثمانی کا اتہام جناب علیؓ پر اہل شام کی زبانونسے سنکر واپس جاوین اور یہان کی حالت اور لوگونکا جوش و خروش بیان کرین۔

اہل شام کی یہہ کیفیت تھی کہ نعمان بن بشیر جناب امیرالمومنین عثمانؓ کا خون آلود پیراہن اور اونکی بیوی نائلہ کی دو اونگلیان جڑ سے علیحدہ اور نصف انگوٹھا اور اونگلیان مع کسیقدر ہتھیلی کٹی ہوئی شام مین لیکر گئے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے یہہ کرتہ ممبر پر رکھوا دیا اور اوسپر اونگلیان رکھہ دی گئین۔ اہل شام انکو دیکھکر مدتون روتے رہے اور اونھون نے متفق ہوکر قسمین کہائین کہ جبتک خون عثمانی کا معاوضہ نہ لینگے اوسوقت تک ٹھنڈا پانی نہ پئینگے نہ پانی کو سوائے غسل جنابت کے ہاتھہ سے چھوئین گے۔ نرم بچھونے پر نہ سوئینگے اور جو شخص خون کا بدلہ لینے مین حائل و حارج ہوگا اوسکو بھی مار ڈالینگے۔ (کامل)

جریر بن عبداللہؓ تین ماہ تک شام مین مقیم رہے اور حضرت معاویہؓ انکو ٹالتے رہے۔
امیرالمومنین جناب علیؓ نے جریرؓ کے نام خط لکھا جسکا مطلب یہہ ہے کہ جسوقت میرا

یہہ خط تمکو ملے۔ معاویہؓ سے قطعی جواب لو۔ لڑائی یا صلح۔ دو باتونسے جسکو وہ اختیار کرین مختار ہین۔ اگر لڑائی پر مستعد ہین تو اونکو اونکے حال پر چھوڑکر چلے آؤ اور اگر صلح خواہ ہون تو میری بیعت اونسے لیکر جلد واپس آؤ۔ (عقد الفرید)

جریر بن عبداللہؓ یہ ماجرا اور یہہ جوش اہل شام کا دیکھکر کوفہ واپس آے اور امیر المومنین کی خدمت مین زبانی حال عرض کیا۔ یہہ بھی کہا کہ اہل شام کا قول ہے۔ آپنے جناب عثمانؓ کو قتل کرایا۔ قاتلین عثمانؓ کو پناہ دی اور وہ بغیر بدلہ لئے نرکینگے تاوقتیکہ قاتلین جناب عثمانؓ کو نہ مارلین یا آپ کو قتل کرین۔

جب جریرؓ بے نیل مرام واپس آے تو اشتر نخعی نے جناب علیؓ سے کہا۔ امیر المومنین مین نے آپکو پہلے ہی منع کیا تھا لیکن آپنے میرا کہنا نہ مانا جریر نے قصداً شام مین اتنے عرصہ تک قیام کیا اور اتنی دیر لگادی کہ اہل شام اپنی مضبوطی کرلین۔ انکے جانے سے ایسا دروازہ کھل گیا جسکے کھلنے کی ہمکو امید نہ تھی اور نہ کوئی خوفناک راہ ایسی رکھی کہ جسکا انسداد نہ ہوگیا ہو۔ جریرؓ انکی طعنہ زنی سے برہم ہوے اور جواب دیا کہ اگر تم میری جگہہ جاتے تو زندہ واپس نہ آتے۔ اہل شام تمہاری بوٹیان جدا کرکے تمہارا قیمہ بناتے۔ وہ تمکو جناب عثمانؓ کا قاتل جانتے ہین۔ اشتر نے کہا۔ اگر امیر المومنین مجھکو اجازت دیتے اور مین جاتا تو اہل شام کو معقول جواب دیتا اور معاویہؓ کو اپنی تقریر سے ایسا لاجواب کرتا کہ اونکو فکر و تامل کی مہلت نہ ملتی۔ اگر امیر المومنین میرا کہنا مانتے تو مین تم جیسے آدمیونکو قیدخانہ مین رکہتا اوسوقت تک کہ یہہ معاملہ ہمارا اور معاویہؓ کا طے نہو جاتا۔ جریرؓ اس بدزبانی و غلط اتہام سے ناخوش و کبیدہ خاطر ہوکر قرقیسا کی طرف چلے گئے اور وہانسے حضرت معاویہؓ کی طلبی پر شام مین داخل ہوے۔

بعضون نے لکھا ہی کہ جریر بن عبد اللہ رض کو بغیر جواب واپس کرنیکے باعث شرحبیل بن سمط کندی ہوی۔ اسکا سبب یہ ہے کہ عہد فاروقی رض مین جسوقت حضرت سعد بن ابی وقاص رض عامل عراق تھے جناب عمر فاروق رض نے شرحبیل کو انکے پاس بھیجدیا تھا۔ حضرت سعد رض نے انکی بہت عزت کی اور اپنے مقربین مین داخل کیا۔ اشعث بن قیس کندی بھی عراق مین تھے انکو شرحبیل کے عزت و مرتبہ پر حسد پیدا ہوا۔ اوسی زمانہ مین حضرت سعد رض نے جریر کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اشعث نے جریر رض سے کہا۔ تم مدینہ جاتے ہو اگر ممکن ہو تو امیر المومنین کے حضور مین شرحبیل کی شکایت کرنا لیکن انہون نے مدینہ پہونچکر ایسا نہین کیا بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی تعریف کی۔ بعد اسکے امیر المومنین فاروق نے شرحبیل اور زبر کو عراق سے اپنے پاس بلالیا۔ زبر کو تو مدینہ مین رکھا اور شرحبیل کو شام روانہ فرمایا۔ شرحبیل یہان بہت عزت و حرمت سے رہے۔ انکے باپ سمط غازیان شام سے ہین۔ جب حضرت جریر رض حضرت معاویہ رض کے پاس آے تو حضرت معاویہ رض نے شرحبیل کو بلایا اور اونسے امیر المومنین کا خط آنا ظاہر کرکے اونکو جریر رض سے ملایا۔ شرحبیل نے راے دی کہ حضرت عثمان ہمارے خلیفہ تھے اگر تم اونکے خون کا معاوضہ طلب کر سکتے ہو تو کوتاہی نہ کرو ورنہ ہم تمسے الگ ہوتے ہین حضرت جریر رض یہان کا یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر کوفہ واپس گئے۔ پھر شرحبیل ہی کے اشارہ سے حضرت معاویہ رض نے جریر رض کو بلالیا۔ چونکہ یہہ اشتر کی طعنہ زنی سے ناخوش ہوگئے تھے۔ حضرت معاویہ رض کے پاس چلے آے۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

امیر المومنین علی رض اور جناب معاویہ رض کے درمیان قبل صفین خط و کتابت ہوتی رہی عقد الفرید مین آپکے خطوط مع جوابات مذکور ہین۔ تاریخ خمیس سے آپکا ایک فقرہ کا خط اور اسیقدر جناب معاویہ رض کا جواب ہم بطور نمونہ کے یہان نقل کرتے ہین۔

خط جناب علی مرتضیٰ ؑ بنام جناب معاویہ ؓ غَرَّكَ عِزُّكَ فَصَارَ قَصَارُ ذٰلِكَ ذِلُّكَ فَاخْشَ فَاحِشَ فِعْلِكَ فَعَلَّكَ تُهْدٰى بِهٰذا ۔ ترجمہ ۔ تمہاری عزت و مرتبہ نے تمکو فریب دیا انجام اسکا ذلت و خواری ہے اپنے فعل بد سے ڈرو شاید اسکے ذریعہ سے تم راہ پاؤ۔

جواب از طرف امیر معاویہ ؓ ۔ علیٰ قدرِ الرّای علیٰ قِدْرِ الرّای ۔ ترجمہ ۔ بقدر میری حوصلہ و ہمت کے میری دیگ کو جوش ہے۔

روانگی جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ جانب صفین و وقائع اثناء راہ

المختصر جسوقت جناب امیر المومنین کو امیر معاویہ ؓ کی جانب سے امید صلح نہ رہی بلکہ جنگ و جدال کی آمادگی ظاہر ہوئی تو آپنے کوفہ مین ابو مسعود انصاری کو اپنا نائب کرکے [بتاریخ ۶ ماہ شوال سنہ ۳۶ھ کوفہ سے کوچ فرمایا۔ (مسعودی)] اور نخیلہ مین پہونچکر لشکر مرتب کیا۔ اسی مقام پر حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اہل بصرہ کے ہمراہ آپ سے مل گئے۔ اہل کوفہ کی ایک جماعت جسمین مرہ ہمدانی اور مسروق بھی تھے رہگئے ان دونون نے اپنے وظائف سالانہ لیکر قزوین کا رخ کیا اور آپ کے ساتھ صفین مین شریک نہ ہوے۔ مسروق اپنی غیر حاضری پر افسوس کرتے اور بارگاہ ایزدی مین استغفار کرتے تھے۔

شام مین حضرت معاویہ ؓ کو جناب علی ؑ کی آمادگی کی خبر پہونچی وہ بھی لشکر جمع کرنے کی فکر مین مشغول ہوے اور اپنے وزیر عمرو بن العاص ؓ سے مشورہ لیا۔ اونہون نے جواب دیا کہ جب علی مرتضیٰ ؓ نے لشکر کشی کی ہے آپ بھی اونکی طرف چلیئے اور اپنی تدبیرون اور حیلون اور [illegible] اونکے مقابل ہو جیئے۔ آپکے مقابل علی ؓ بہت کمزور ہین۔ اہل عراق جو اونکے تابع تھے اونکی جمعیت منتشر و متفرق ہو گئی اونکی شرکت وہ بدنیتی سے ہو گیا۔ اہل بصرہ حضرت علی رض سے

خوش نہین۔ اونکی جماعت سے بہت سے قتل ہوے۔ سرداران بصرہ وکوفہ ودلیران معرکہ شجاعت یوم جمل مین کام آے۔ اب اونکے ساتھہ کون ہین۔ جماعت قلیل۔ گنتی کے آدمی وہ بہی کمزور و ناتوان۔ پہر آپ حق پر لڑتے ہین آپنے خلیفہ کے خون کا بدلا چاہتے ہین۔ خداوند تعالی آپ کا حامی ومددگار ہے۔ آپکے ذمہ اپنے خلیفہ شہید مقتول ومظلوم کا حق ہے اوس حق کو اپنی گردن سے ادا کیجئے اور اللہ تعالی سے ڈریئے ایسا نہو کہ آپ کی طرف سے بدلا لینے مین قصور ہو اور اوس کی سزا مین اولٹے آپ مبتلا ہوجاوین۔ اسی قسم کی باتین کرکے حضرت معاویہؓ کو لڑائی پر تیار کر دیا حضرت معاویہؓ نے اپنے ممالک محروسہ کی فوج جمع کرنے اور لڑائی کا ساز وسامان بہم پہونچانیکو بتاکید بلیغ خطوط لکہے۔ تین علم تیار کیے۔ ایک عمرو بن العاصؓ کو دیا۔ ایک اونکے دونون لڑکون کو اور ایک اپنے غلام وردان کو دیا۔ ادہر جناب علی مرتضیٰؓ نے اپنے غلام قنبر کو علم لشکر عنایت فرمایا تہا۔

جناب امیر المومنینؓ نے آٹھہ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو اور چار ہزار کی جماعت بسرداری شریح بن ہانی بطور مقدمۃ الجیش نخیلہ سے بجانب شام روانہ کی خود بہی نخیلہ سے کوچ کرکے مداین مین تشریف لاے۔ یہانسے بہی لشکر لیا۔ سعد بن مسعود عم مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کو والی مداین مقرر کرکے معقل بن قیس کو بسرداری تین ہزار جوانان کارزار آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ انکو یہہ ارشاد ہوا کہ موصل ہوتے ہوے ہمکو رقہ مین مل جاوین۔ اس لشکر کو روانہ کرکے آپنے بہی مداین سے کوچ کیا۔ جب آپ رقہ مین داخل ہوے اہل رقہ کو حکم دیا کہ پل تیار کرین تاکہ دریا پار ہوکر شام روانہ ہوون۔ اونہون نے حکم کی تعمیل نہ کی حالانکہ اون کے پاس سامان موجود تہا۔ کشتیان جمع کر رکہی تہین۔ آپنے اس حکم عدولی پر کچہہ تشدد نہ فرمایا بلکہ یہہ ارادہ کیا کہ دوسری راہ سے منبج کے پل پر سے عبور فرماوین مگر اشتر نے اون لوگون کو

ڈانٹا اور پکار کر کہا میں قسم کہاتا ہون کہ اگر ہمارے عبور کرنے کو پل تیار نہ کر دوگے اور امیر المومنین کو ادہر سے نہ اوترنے دوگے تو خوب یاد رکھو کہ قضا تمہاری سر پر آگئی ہین ابہی تلوار لیکر آتا ہون ایک کو بہی زندہ نہ رکھونگا۔ تمہارا مال واسباب بہی سب لوٹ لونگا اہل رقہ اشتر کی للکار سے تہر تہر کانپنے اور آپس مین کہنے لگے۔ یارو۔ یہہ شخص اشتر ہے اسکو خوب جانتے ہو یہہ اپنی قسم پوری کر کے چہوڑیگا بلکہ جسقدر کہا ہے اوس سے زیادہ کر دکہائیگا مناسب ہے کہ پل تیار کر دو اور اس بلا کو سر سے ٹالو۔ لاچار اونہون نے خوشامد کی اور کہا۔ آپکے واسطے پل بنا جاتا ہے آپ شوق سے عبور فرماوین۔ القصہ دم کے دم مین پل تیار ہو گیا اور جناب امیر المومنین علی نے مع اپنے لشکر کے عبور فرمایا۔ عبد اللہ بن ابی حصین کی ٹوپی سر پر سے گر گئی انہون نے گہوڑے سے اوتر کر اوٹہالی پہر عبد اللہ بن حجاج ازدی کی بہی ٹوپی گری انہون نے بہی اوٹہالی اور ایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہے۔ "اگر پرند اوڑا کر فال لینے والے کی بات ٹہیک ہے تو بیشک ہم بہت جلد قتل ہونگے"۔ یہہ سنکر ابن ابی حصین بولے۔ یار سچ کہتے ہو میرے نزدیک تو موت سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہین ہے۔ مروی ہے کہ یہہ دونون جنگ صفین مین مارے گئے (ابن اثیر)

اثنائے سفر مین کسی مقام پر لشکر پیاسا ہوا۔ دور تک پانی کا نام نشان نہ پایا۔ ہر ایک جان بلب قریب مرگ ہو گیا۔ جناب امیر المومنین ؑ نے ان لوگونکو راستہ سے موڑ کر جنگل و بیابان کا رخ کیا۔ کچہہ دور گئے تہے کہ سامنے سے ایک دیر نظر آیا۔ سب اوس طرف بکمال عجلت پانی کی امید پر چلے۔ دیر کے رہنے والے فقیر سے پانی کا پتہ پوچہا۔ فقیر نے جواب دیا۔ صاحبو! پانی یہانسے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ لشکریون نے عرض کیا۔ حضور ہمکو اجازت دین قبل اسکے کہ ہماری طاقت شدت تشنگی سے سلب ہو جاوے ہم پانی کے پاس پہونچ جاوین۔ آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالی پانی اسی مقام پر ملا جاتا ہے۔ یہہ فرما کر آپنے خچر کو چند قدم آگے بڑہایا اور

ایک مقام پر اشارہ کیا کہ اس جگہہ کو کہودین۔ لشکری کدال لیکر بڑہ گئے تہوڑاہی کہودا تہا کہ ایک بڑا پتہر ظاہر ہوا وہ اسقدر سخت تہا کہ کسی کدال سے نہ ٹوٹ سکا۔ آپنے فرمایا کہ اس پتہر کی نیچے چشمہ آب شیرین ہے۔ ہرچند لشکریون نے کوشش کی مگر وہ پتہر نہ ٹوٹا اور نہ اپنی جگہہ سے ٹسکا جناب امیرالمومنین خود خچر سے اوتر پڑے۔ آستین چڑہاکر بزور قوت حیدری ایک ہی حملہ مین پتہر اوس جگہہ سے اوٹہاکر دور پہینک دیا۔ نہایت صاف وشیرین خوشگوار۔ برف سے زیادہ ٹہنڈا پانی نکلا۔ ایسا بامزہ پانی اس سفر مین کسی منزل پر میسّر نہ آیا تہا۔ تمام لشکر نے پانی پیا اور بقدر ضرورت مشکیزے وپکہالین بہرلین جب سیراب ہوگئے تو آپنے وہ پتہر اوٹہاکر اوس چشمہ پر رکہہ دیا مگر لوگونکو اوس پر مٹی ڈالنے اور پاٹنے سے منع فرمایا۔ فقیر اپنے دیر سے یہ حالت دیکہہ رہا تہا جناب امیرالمومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوا۔ کیا آپ پیغمبر مرسل ہین۔ فرمایا نہین۔ پہر کہا۔ کیا کوئی فرشتہ مقرب ہین۔ جواب ملا۔ نہین۔ پوچہا۔ آخر آپ کون ہین فرمایا مین پیغمبر مرسل۔ نبی آخرالزمان جناب محمد مصطفیٰؐ کا وصی ابن عم ہون۔ فقیر نے کہا۔ آپ ہاتہہ بڑہائیے اور مجہکو مسلمان کرلیجئے۔ جناب امیرالمومنینؑ نے اپنا ہاتہہ اوسکو دیا وہ کلمۂ شہادت پڑہکر مسلمان ہوگیا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کیا وجہ ہوئی کہ تم عرصہ سے اپنے دین پر تہے اسوقت مجہکو دیکہتے ہی مسلمان ہوگئے۔ فقیر نے جواب دیا۔ اے امیرالمومنین۔ یہہ دیر اس پتہر کے اوٹہانے والیکے واسطے بنایا گیا ہے مجہسے پہلے اور بہی فقیر اس دیر مین گذرے ہین۔ مین نے اپنی کتابون مین پڑہا تہا اور اپنے عالمونکی زبانی سنا تہا کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے۔ اوس پر ایک سنگ گران وزن رکہا ہے اوسکو بجز پیغمبر مرسل یا اوسکے وصی کی دوسرا شخص نہ اوٹہائیگا مین نے اسوقت آپسے یہہ کام دیکہا بس مجہکو یقین ہوگیا کہ وہ شخص آپ ہی ہین پہر وہ فقیر ہمراہ رکاب ہوا اور جنگ صفین مین اہل شام سے لڑتا رہا یہانتک کہ شہید ہوگیا۔ جناب

امیرالمومنین رض نے اوس پر نماز پڑہی اور مقبرہ شہداء صفین مین دفن فرمایا۔ اوسکے حق مین اکثر دعا فرمایا کرتے اور یہہ ارشاد ہوتا کہ وہ میرا دوست تہا۔ (شواہد النبوت)

جب آپ فرات پر پہونچے تو زیاد بن نضر حارثی اور شریح بن ہانی آپسے آکر ملے۔ انکے پیچہے رہجانیکی یہہ وجہہ ہوئی کہ یہہ مع لشکر کے فرات کے کنارہ کنارہ خشکی کی راہ چلے جب عانات پہونچے تو خبر ملی کہ حضرت معاویہؓ کا لشکر ادہر آرہا ہے۔ انکو خیال آیا کہ راستہ ہی مین مقابلہ نہ ہوجاے ہمارے اور امیر المومنین جناب علی رض کے درمیان دریاے فرات حائل ہوگا ہم اوس پار ہونگے اور جناب علی اہی اسی طرف ہین معلوم نہین کہ حریف کا لشکر کسقدر ہے اگر ہم اونکے مقابلہ مین کمزور پڑے تو جناب علی رض کو ہماری خبر ہی نہونے پاوے گی اور یہان لشکر کا خاتمہ ہوجاویگا بس یہہ تجویز کرکے جسطرف جارہے تہے وہ راستہ چہوڑ دیا اور عانات سے عبور کرنا چاہا مگر اہل عانات نے انکو روکا۔ یہہ مزاحمت کرنا مناسب نہ سمجہے مجبور ہیت کی طرف لوٹ آئے اور وہانسے دریاے فرات عبور کرکے جناب امیر المومنین کے لشکر سے آملے۔ آپنے ان دونون سردارون کو بارہ ہزار لشکر دیکر آگے روانہ کیا۔ یہہ وہی لشکر ہے جو انکے ساتہہ کوفہ سے آیا تہا جب یہہ حدود روم مین داخل ہوے ابوالاعور سلمی لشکر شام لئے ہوے مل گئے۔ زیاد و شریح نے جناب امیر المومنین کو اس حال سے مطلع کیا۔ آپنے اشتر کو انکی طرف بہیجا اور حکم دیا کہ بہت جلد اونسے جاملو وہان پہونچکر زیاد و شریح کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور خود پورے لشکر کو اپنی کمان مین لینا مگر خبردار جنگ مین پیشدستی تمہاری جانب سے نہ ہو۔ بلکہ اوّلاً اونکو صلح کی جانب بلاؤ اپنی کہو اونکی سنو۔ اونکے بغض و عداوت مین آپی سے باہر ہوکر جاتے ہی حملہ نہ کر بیٹہنا۔ مکرر سہ کرر اونکو سمجہانا باہمی اسلامی جنگ کے نتائج افسوسناک اور عاقبت خراب سوجہانا۔ اسپر بہی وہ نہ مانین اور لڑائی شروع کردین تو مضائقہ نہین تم بہی جواب دینا۔ اونسے اسقدر قریب و متصل پڑاؤ نہ ڈالنا

کہ تمہاری اونکی کوئی لڑائی ہوا ور نہ اتنے فاصلہ اور بعد پر کہ دیکھنے والا تمکو لڑائی سے گریز کرنیوالے اور حرفی سے ڈرنیوالے تصور کرے حتی الامکان میرے آنے تک لڑائی نہ ہونے پاوے مین بہی انشاء اللہ تعالی تمہارے پیچہے ہی پہونچتا ہون۔ اس طرح اشتر کو خوب سمجہا کر روانہ فرمایا زیاد و شریح کو بہی اشتر کی اطاعت اور انکے ساتہہ رہنے کی تاکید لکہہ بہیجی۔ اشتر کے پہونچتے ہی زیاد و شریح نے لشکر کا چارج انکو دیا اور خود اشتر کی ماتحتی مین میمنہ و میسرہ پر رہے۔ اشتر نے جناب امیر المومنین علیؑ کے احکام کی پوری اتباع کی اور لڑائی کی ابتدا ادہر سے نہ ہونے دی فریق ثانی بہی دن بہر علیحدہ ٹہیرے رہے۔ طرفین سے ایک نے دوسرے پر حملہ نہ کیا۔ شام کے قریب ابو الاعور سلمی نے اشتر کی فوج پر حملہ کیا۔ تہوڑی دیر تک لڑائی رہی پہر دونون علیحدہ ہوگئے رات اطمینان سے گذاری دوسرے دن صبح ہوتے پہر صف آرا ہوے۔ اشتر کی طرف سے ہاشم بن عتبہ مرقال اور لشکر شام سے ابو الاعور میدان مین نکلے تمام دن لڑائی ہوتی رہی اور ایک دوسرے کے مقابلہ مین جمے رہے قریب شام دونون لشکر اپنے اپنے پڑاؤ کو واپس جارہے تہے کہ اشتر نے لشکر شام پر حملہ کر دیا اور کہا تم لوگ واپس جاؤ اور آرام کرو البتہ ابو الاعور کہان ہے ہمارے مقابلہ مین آے۔ ابو الاعور یہہ رنگ دیکہکر ٹہیر گئے۔ یہہ اپنے کل والے مقام سے ذرا ہٹ کر ٹہیرے اور اشتر نے اپنے ہمراہیونکی صف بندی اوسی جگہہ کر دی جسجگہہ روز گذشتہ مین ابو الاعور کا لشکر صف بستہ ٹہیرا رہا تہا پہر اشتر نے سنان بن مالک نخعی سے کہا کہ تم میری طرف سے ابو الاعور کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو تمکو دعوی مردانگی ہو تو قلب لشکر سے نکلکر مقابلہ مین آؤ۔ سنان نے کہا۔ ابو الاعور کو اپنے مقابلہ کے واسطے بلاؤن یا آپکے مقابلہ کو اور آپکے نام سے۔ اشتر نے کہا۔ کیا اگر مین تمکو اوس سے لڑنیکا حکم دون تو تم اونکا مقابلہ کرسکتے ہو۔ سنان نے جواب دیا کیون نہین۔ اشتر نے انکی ہمت پر تعریف کی اور دعا دیکر کہا۔ شاباش ایسا ہی چاہیئے مگر تم

ابوالاعور کو میرے نام سے بلانا۔ سنان لشکر شام مین داخل ہوے اور پکار کر کہا۔ مجھکو امن دیتا
خبردار کوئی مجھپر ہاتھہ نہ چلاوے مین قاصد ہون۔ یہہ کہتے ہوے ابوالاعور کے پاس جا پہونچے
اور اشتر کا پیغام پہونچایا۔ ابوالاعور نے سنکر سکوت کیا بعد کچھ دیر کے کہا۔ اشتر کی راے بد
اور اُسکی عقل ہی نے تو سارا انتظام عہد عثمانی مین تہ و بالا کر دیا۔ اشتر ہی کی ذات سے جناب
امیرالمومنین عثمان رض کے عمال عراق سے نکالے گئے۔ اشتر ہی کی بدولت جناب امیرالمومنین
شہید کے عیب و برائیان لوگونکی زبانون پر تہین۔ اشتر ہی کی شرارت سے ہنگامہ محاصرہ برپا
ہوا اور امیرالمومنین بے بس و مظلوم شہید کئے گئے۔ اب اوسیکا وبال ہی کہ آج خون ناحق
یہہ رنگ لایا ہے اور اوسکے قصاص مین ایک عالم مین قیامت برپا ہو رہی ہی۔ مین ایسے
شخص سے مقابلہ نہین کرتا۔ سنان نے کہا۔ اب تم کہہ چکے۔ مجھسے اسکا جواب سن لو۔ ابوالاعور
بولے مین تمہارا جواب سننا نہین چاہتا۔ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ سنان اشتر کے پاس
واپس آے۔ اشتر نے سنکر کہا۔ ابوالاعور کو اپنی جان عزیز ہے۔ اس عرصہ مین دونون طرف سے
سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ رات بیچ مین پڑ کر دونونکو میدان رزمگاہ سے جانب آرامگاہ
پہیر دیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت جناب امیرالمومنین علی مرتضی بہی تشریف لے آے اور آتے ہی
حکم دیا کہ لشکر لیکر آگے بڑہو۔ اشتر مع لشکر آگے بڑہے لیکن انسے پہلے حضرت معاویہ رض فرات
پر پہونچ گئے تہے اور پانی پر قبضہ کر لیا تہا اور جاے امن اور مناسب اپنے لشکر کیواسطے
تجویز کر کے پڑاؤ ڈال دیا تہا۔ اشتر کے بعد جناب امیرالمومنین علی رض بہی لشکر سے مل گئے اور فرودگاہ
مناسب تلاش کی۔ اس مقام پر صرف ایک ہی گہاٹ تہا جسپر حضرت معاویہ رض نے پہلے ہی سے
قبضہ کر کے ابوالاعور کو متعین کر دیا تہا کہ کسی کو پانی نہ لینے دین نہ کسیکا قبضہ اوس جانب
ہونے پاوے۔ ہمراہیان جناب علی مرتضی رض نے دوسرا گہاٹ اور پانی لینے کا مقام ڈہونڈہا مگر

نہ ملا مجبور آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ لوگ پیاسے ہین اور پانی پر معاویہ ؓ کا لشکر پڑا ہے یہان بجز اسکے دوسرا گھاٹ قرب وجوار مین نظر نہین آتا۔ آپنے صعصعہ بن صوحان کے ذریعہ جناب معاویہؓ کے پاس کہلا بھیجا۔ ہم تمہاری طرف بقصد جنگ نہین آئے تھے۔ جبتک تمہارے عذر سنکر جواب معقول نہ دیتے ہرگز تمہاری لڑائی کا ارادہ نہ کرتے مگر افسوس تمہاری ہی طرف سے ابتدا ہوئی۔ تمہارے سوار و پیادے تم سے پہلے پہونچ گئے اور ہمارے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی حالانکہ ہم کو تمہاری جنگ سے گریز تھا اور اب بھی یہی خیال ہے۔ تاوقتیکہ تمکو دعوت راہ حق نہ دینگے اور اتمام حجت نہ کرلینگے تمپر دست اندازی نہ کرینگے۔ اب تمہاری طرف سے اوسپر یہہ طرہ دوسرا ہوا کہ ہماری لوگونکو پانی سے روک دیا۔ اور اپنے آدمیونکا پہرہ قائم کردیا۔ تم اپنے ہمراہیونسے کہلا بھیجو کہ ہمارے آدمیونکو پانی لینے سے نہ روکین تاکہ آسانی کیساتھ ہمارے تمہارے امور متنازعہ مین فیصلہ ہوجاوے اور بغیر کشت وخون طرفین سب مسلمان اپنے اپنے گھر واپس جاوین۔ اگر تمکو یہہ منظور رہے کہ جس غرض سے ہم آے ہین فی الحال اوسکو چھوڑکر پہلے پانی ہی پر لڑین جو غالب آوے وے پانی پاوے مغلوب پیاس سے مرجاوے تو ہم اس پر بھی راضی ہین۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے ہمراہیونسے راے لی۔ ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن سعد نے کہا۔ پانی پر سے قبضہ نہ اوٹھانا چاہیئے جیسا ان لوگون نے امیر المومنین کو تین دن کا پیاسا شہید کیا ویسا ہی یہ لوگ بھی پیاسے تڑپا تڑپا کر مارے جاوین۔ عمرو بن العاص ؓ نے راے دی کہ پانی پر سے قبضہ اوٹھا لیجیے۔ وہ پیاسے رہین اور ہم پانی سے سیراب ہون یہہ مناسب نہین۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے تلوار کی مار کیا کم ہے جو پانی بھی روکا جاوے۔ اسپر ولید وعبداللہ نے پھر کہا۔ ہم آج رات تک تو ضرور اونکو پانی سے روکین گے کیونکہ پانی کی تکلیف سے وہ پریشان ہو کر خود واپس

ہون گے یہی واپسی اون کے حق مین ہزیمت ہے۔

صعصعہ سے اور ولید و عبداللہ سے سخت کلامی ہونے لگی صعصعہ نے کہا۔ خداوند تعالے ان بدکارون شرانگیز ارونکو پانی سے روکتاہے ہم اوسکے خاص بندے کبھی پیاسے نہ رہین گے اے عبداللہ خدا تجہپر لعنت کرے اور اس فاسق بدکار ولید پر خدا کی مار پڑے۔ ولید وغیرہ نے بہی ایسا ہی کچہہ گالی گلوج کے ساتھہ جواب دیا اور تہوڑی دیر کیلئے تو تو مین مین ہوگئی۔ جناب معاویہ رضنے صعصعہ سے کہا۔ اب توتم واپس جاؤ جو کچہہ راے قرار پائیگی ہم عقب سے کسی کی زبانی کہلا بہیجین گے۔ بعضے کہتے ہین کہ ولید اور ابن ابی سرح جنگ صفین مین شریک نہین ہوے صعصعہ واپس آے اور یہی حال عرض کیا۔ معاویہ رض کا جواب بہی ظاہر کیا۔ اب جناب معاویہ رض کی طرف سے ابوالاعور کی مدد پر او رسوار بہیجے گئے اور دوسرا حکم نافذ ہوا کہ لشکریان جناب علی کو پانی لینے سے روکین۔ امیرالمومنین رض نے یہ خبر سنکر اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب اونپر حملہ کرکے پانی پر قبضہ کرو۔ آپکا حکم پاتے ہی اشعث بن قیس کندی نے عرض کیا مین اودہر جاتا ہون۔ یہ کہکر ایک لشکر مرتب کرکے فرات کا رُخ کیا اور مقابل ہوکر تیرون کا مینہہ برسادیا۔ کچہہ دیر تک تیراندازی ہوتی رہی جب تیرون سے ترکش خالی ہوگئے نیزے چلے اور پہر دونون طرف سے خوب تلوار چلی اور دریا کنارہ بہادرون کا خون پانی ہوکر بہ نکلا۔ امیر معاویہ رض نے یزید بن اسد بجلی قسری کو ایک لشکر دیکر ابوالاعور کی مدد کو بہیجا ادہر سے جناب امیرالمومنین نے شیث بن ربعی کو کچہہ بہادران جانباز کا سردار کرکے اشعث کندی کی اعانت پر روانہ فرمایا۔ پانی پر لڑنے والے ان تازہ دم سپاہیون کی مدد سے اور بہی قوی پشت ہوگئے اور خوب جان توڑکر لڑنے لگے۔ پہر عمرو بن العاص رض ایک لشکر کثیر لیکر ابوالاعور کی مدد کو پہونچے۔ ادہر سے جناب علی مرتضیٰ نے ایک جماعت عظیم کو بسرداری اشتر نخعی روانہ فرمایا۔ قصہ کوتاہ بازار قتال خوب گرم ہوا۔ بہادر جنگ کے

شوقین بڑھ بڑھ کر ہاتھہ مارتے اور جوش شجاعت مین اشعار رجزیہ پڑہتے اور دشمن کو ہٹاتے جاتے تھے۔ (ابن اثیر)

ابوہانی بن معمر کہتے ہین کہ مین اوس روز اشتر کے ہمراہ تہا۔ مین نے دیکھا کہ اشتر پیاس سے بدحواس ہین مگر معرکہ سے منہ نہین موڑتے۔ برابر حریف پر مردانہ حملے کررہے ہین مین نے پانی اونکے آگے کیا مگر اونہون نے انکار کیا اور کہا۔ تاوقتیکہ اور مسلمان بھائی پانی سے سیراب نہ ہونگے مین پانی منہ سے نہ لگاؤنگا۔ پہر اشتر نے حملہ کرکے سات آدمی حریف کے قتل کئے جب پیاس نے سب پر غلبہ کیا۔ اشتر نے حکم دیا کہ جب مین حریف کو دریا سے ہٹاؤن تم لوگ مشکین لیے ہوی میرے ساتھہ رہنا اور موقع پاکر پانی بہر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس ترکیب سے سب پانی سے سیراب ہوے۔ (روضۃ الصفا)

الغرض جناب علی مرتضیٰ کے لشکر نے اوس دن وہ داد شجاعت دی کہ حریف کے چہکے چہڑادئیے۔ لشکر شام کو لب فرات سے ہٹادیا اور اپنا قبضہ کرلیا اور کہنے لگے۔ ہم اہل شام کو ایک قطرہ پانی کا نہ دینگے جیسا اونہون نے ہمسے پانی روکا تھا ہم بہی اوسکا بدلہ لینگے۔ جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ تم بقدر ضرورت پانی لے لو اور تمام فرات اونکے حوالہ کردو۔ اللہ تعالیٰ نے تمکو فتح وظفر عنایت کی اونکو اونکے ظلم وتعدی کی سزا مل گئی۔ ہزیمت کہائی ذلت پائی لبس اونکے واسطے یہہ کیا کم ہے جو پانی سے ترسائے جاوین۔

تاریخ مسعودی مین ہی کہ جسوقت شامیون نے فرات پر قبضہ کرلیا اور لشکریان جناب علیؑ کو تکلیف ہوئی تو کسی نے اشعث بن قیس کندی کے خیمہ مین ایک رقعہ لکھہ کر ڈالدیا اوسمین چند اشعار تھے جنکا مطلب یہہ ہی۔ اگر اشعث آج کے دن ہمسے یہ مصیبت پیاس کی نہ دفع کرینگے اور بذریعہ اپنی تلوار کے فرات کا پانی ہمکو پلاکر ہماری جانین تلف

ہونیسے نہ روکین گی تو آخر مرنا ہی ہے ہم ہمیشہ کیلئے کہ ہم بہی اونہین لوگونمین ہین جو ہمسے پہلے گذر گئے ۔"
یہہ اشعار اشعث کی نظر سے گذرے انکو حمیت وغیرت نے جوش دلایا ۔ جناب علی مرتضیٰ رضہ کی
خدمت مین حاضر ہوکر وہی اشعار دکھلاے ۔ آپنے چار ہزار سپاہیونکا لشکر انکو دیکر فرمایا جاؤ
معاویہ رضہ کے لشکر پر حملہ کرو اور اپنی قوم کو پانی پلاؤ ۔ مین بہی تمہارے پیچہے آتا ہون ۔ اوس
دن اشعث نے بڑی دلاوری سے حملہ کیا ۔ انکی ہمت وجانفشانی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ لشکر
شام پانی سے ہٹ گیا ۔ جناب علی رضہ نے اشعث کی مدد پر اشتر کو بہیجا اور انکے بعد خود لشکر
لیکر پہونچے ۔ جب شامی لشکر پانی چہوڑکر ہٹ گیا اور جناب علی مرتضیٰ آپنے تمام لشکر کو لیکر
اوس جگہہ پر قابض ہوگئے تو حضرت معاویہ رضہ نے عمرو بن العاص سے کہا ۔ اے ابو عبداللہ
تم کیا کہتے ہو ۔ کیا یہہ ہمکو پانی دینگے یا ہمارے پانی روکنے کا بدلہ لینگے ۔ اونہوں نے جواب دیا
وہ آپ کو پانی سے نہ روکین گے ۔ وہ کچہہ اس غرض سے نہین آے ہین بلکہ اونکا مطلوب تو
ہماری اطاعت وبیعت ہے جبتک ہم اونکے مطیع نہ ہونگے وہ پیچہا نہ چہوڑینگے ۔ حضرت معاویہ
نے امیر المؤمنین رضہ کے پاس ایک شخص کو بہیجا اور پانی لینے کی اجازت مانگی ۔ وہ شخص آپکے
لشکر مین داخل ہوا اور آپسے ملا ۔ آپنے بخوشی خاطر اجازت دی اور عام منادی کرادی
کہ جسکو ضرورت ہو بلا خوف وخطر پانی لیجاوے ۔ کسیکو ممانعت نہین ہے ۔

یہ مقام جہان طرفین کا جماؤ ہوا دریاے فرات کے کنارہ قریب رقہ کے واقع ہے اور بنام صفین
مشہور ہے ۔ جناب علی رضہ کے لشکر مین ستر ہزار اور بروایتے نوے ہزار عراقی تہے ۔ حضرت معاویہ رضہ کیجانب بہی ستر
ہزار اور بروایت مختصر جامع عراقی نوے ہزار اور اہل شام ایک لاکہہ بیس ہزار تھے ۔ (خمیس)
لشکر عراق بنام زحزحہ مشہور تہا اور لشکر شامی بلقب خضریہ معروف ۔ (عقد الفرید)
علامہ مسعودیؒ فرماتے ہین کہ لشکر جناب علیؓ کی تعداد مین لوگونکے اقوال مختلف ہین

بعضے زیادہ بیان کرتے ہین اور بعضے کم۔ مگر قول متفق علیہ یہہ ہی کہ آپ کی طرف نوے ہزار تھے۔
علیٰ ہذاالقیاس تعداد لشکر شام مین بہی مگر قول صحیح یہہ ہے کہ پچاسی ہزار تھے۔

آغاز محاربات صفین

حضرات ناظرین! یہہ مقام بہی نازک مزلۃ الاقدام ہے۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رض کی عزت وجلالت قدر پر نظر کیجاوی اور آپکے استحقاق خلافت کو دیکھئے تو آپکے مخالفین کون ہوے اب آگے زبان روکنا چاہیئے۔ اوّلاً آپکے مخالفین کو بہی ایک نظر دیکھہ لیجئے پہر کچہہ کہیئے اودہر دیکھتے ہین تو جناب امیر معاویہ رض بہی جلیل القدر صحابی ہین اونکے ساتہہ بہی بعض اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اون بزرگون کی شان مین لب ہلانا اور کلمات سوء ادبی سے اپنی زبان خراب کرنا ہمارا مذہب نہین طریق سلامت روی یہی ہے کہ ان واقعات کو اس نظر سے ملاحظہ کیجئے کہ اصحاب کبار کی نسبت خیالات خلاف شان ومرتبہ اونکے دل مین نہ گذرین جب تک ان بزرگونکا پاس ادب اور شرف صحبت نبوی پر نظر رہیگی بیشک راہ مستقیم نہ چھوٹیگی اور اگر خدانخواستہ کسی طرح وساوس شیطانی کا گذر ہوا تو راہ حق سے بھٹک کر وادئی ضلالت مین گمراہ ہوے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

جناب امیر المومنین علی رض فرات پر قبضہ پاکر مع اپنے لشکر کے دو روز تک اہل شام کے مقابل ٹہیرے رہے۔ ان دو دن مین نہ ادہر سے کوئی پیغام ہوا نہ اودہر سے۔ بالکل حالت سکون تہی لڑنے بھڑنے کا کچہہ ذکر نہ تہا تیسرے روز یکم ذیحجہ ۳۶ھ کو آپنے ابو عمرو بشیر بن عمرو بن محصن انصاری۔ سعید بن قیس ہمدانی شبث بن ربعی تمیمی کو جناب معاویہ رض کے پاس بہیجنے کو انتخاب فرمایا اور ان کو زبانی درباب قبول اطاعت واتفاق۔ ترک منازعت ومخالفت

امیر معاویہؓ کو فہمائش کرنیکا حکم دیا۔ شیث نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ امیر معاویہؓ کیطرف سے
اپنے اتباع اور بیعت کی امید نہ رکھیئے۔ اونسے یہہ امر محال و بعید از قیاس ہی۔ ممکن نہین کہ وہ
آپکی اطاعت سے شرف عزت پاوین۔ آپنے فرمایا۔ ہمکو قطع حجت کرنا ہے۔ اپنی گردن سے الزام
اوٹھانا ہے آگے اونکو اختیار ہے تم لوگ جاؤ دیکہو کیا جواب دیتے ہین۔ شیث بن ربعی کوفی
ہین۔ انہون نے کئی رنگ بدلے ہین۔ ابتداء حال مین سجاح کاہنہ کے موذن تھے پہر مسلمان ہوے
بلوائیونکے ہمراہ قاتلین جناب عثمانؓ کے شریک رہی پہر جناب علیؓ کے ساتہہ ہوئے۔ بعدازان
آپکو چہوڑکر خوارج مین مل گئے۔ پہر توبہ کی۔ اوسکے بعد یزید کے لشکر مین حضرت امام حسینؓ کی
شہادت مین موجود تھے۔ پہر مختار بن ابی عبیدہ کے ساتہہ جناب امام حسینؓ کے خون کے
بدلا لینے والون مین شریک رہی۔ بعدہ کوتوال شہر کوفہ ہوی۔ پہر قتل مختار مین شریک ہوے
تقریبًا ۸۰ھ مین بمقام کوفہ وفات پائی (تقریب) آدمی کیا ایک طرفہ معجون تھے۔ غرض
تینون صاحب جناب معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اول بشیر بن عمر و انصاری نے کہڑے ہوکر
بعد حمد و ثنا کے کہا۔ اے امیر معاویہؓ۔ یہہ دنیا ہمیشہ تمہارے پاس رہنے والی نہین ایک روز
اسکا ساتہہ چہوٹے گا اور تم دار آخرت کو سفر کروگے۔ حاکم و عادل حقیقی کے اجلاس مین پیش
ہوگے وہ تمہاری اعمال کا حساب لے گا اور انکے مطابق جزا دیگا۔ مین تمکو خدا کی قسم دلاتا
ہون۔ برائے خدا تفرق جماعت اور امت محمدیہ مین اختلاف پیدا کرنیسے پرہیز کرو اور مسلمانونکی
باہمی خونریزی کے باعث نہ بنو۔ امیر معاویہ بات کاٹکر بولے تم ہمکو سمجہانے آے ہو اور دفتر
وعظ و نصیحت ہمارے واسطے کہول رہی ہو مرد خدا۔ اپنے دوست کو سمجہاتے اور اونکو لڑائی
سے منع کیا ہوتا۔ بشیر نے جواب دیا۔ ہمارے دوست تمہاری طرح نہین ہین۔ اونکا مرتبہ خدا نے
بہت بڑا کیا ہی۔ سابق الاسلام ہین۔ آنحضرتؐ کے قریبی رشتہ دار۔ باین ہمہ فضائل اونکو

سب کے مقابلہ مین استحقاق خلافت ہے۔ حضرت معاویہؓ بولے۔ پہر وہ کیا کہتے ہین اور اونکا کیا منشا ہی۔ جواب دیا کہ وہ تمکو اللہ سے ڈرنیکا حکم کرتے ہین اور جس راہ حق کی طرف تمکو بلاتی ہین اوسکو تمسے قبول کرانا چاہتے ہین۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے ابن عم کی اطاعت کرو اور طریق حق سے منحرف نہ ہو۔ معاویہؓ نے کہا کیا ہم اونکے کہنے سے مطالبہ خون عثمان چہوڑ دین ؟ واللہ ہم سے تو یہہ ہرگز نہ ہوگا۔ اسکے بعد سعید بن قیس نے گفتگو کرنی چاہی مگر شبث نے اونکو روک کر اس طرح کہا کہ ای معاویہؓ۔ تم نے جو بشیر کو جواب دیا ہم خوب سمجھے۔ واللہ تمہارا انشا ہم جانتے ہین ہمپر تمہاری غرض مخفی نہین۔ تمہاری خواہش اس خلافت کا حاصل کرنا ہی جب کوئی حجت و صریح دلیل اس دعوی کی تمہارے ہاتہہ نہ آئی اور عوام۔ کمینون۔ اوباشون کو اپنا مطیع بنانے اور اپنی جانب مائل کرنیکا کوئی ذریعہ نہ ملا تو یہی حیلہ نکالا کہ ہم جناب عثمان کے خون کی طالب ہین۔ تم چاہتے ہو کہ اسی بہانہ سے خلافت تمہاری واسطے خاص ہوجاے اور لوگ تمہارے گرویدہ ہوجائین۔ چنانچہ تم اس غرض سے صرف اسقدر کامیاب ہوی کہ فرقہ سفہا۔ بے عقل۔ شریر بدمعاش تمہارے تابع ہوگئے۔ کیا ہم بے خبر ہین کہ تم نے اسی خلافت کی خواہش مین باوجود قدرت کے جناب امیر المومنین عثمانؓ کی نصرت نہ کی اور اپنے گہر بیٹہے تماشا دیکہتے رہے۔ اونکی شہادت پر خوش تھے۔ اس مرتبہ و عزت کے حاصل کرنے مین خلیفہ مظلوم کو قتل ہوتے دیکہا کئے اور ذرا جنبش نہ کی یاد رکہو۔ بسا اوقات آرزومند و طالب ناکام و نامراد رہتا ہے ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اور کبہی اسکے برعکس بہی ہوتا ہے کہ تمنا سے زیادہ مل جاتا ہی مگر اس پر اعتبار نہین۔ یہہ تو خدا کے ہاتہہ ہی۔ ان دونون صورتون مین کوئی تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگی کیونکہ درصورت ناکامی و نامرادی تمہارا حال بدتر ہوگا اور بر تقدیر حصول مراد خاطر خواہ تمہارا مطلوب وسوقت حاصل ہوگا کہ خداوند تعالی کے غضب سے مستحق دوزخ ہوجاؤ۔

(یعنی خلافت ملنا آسان نہین۔ خلیفہ برحق سے لڑو اونکو قتل کرو۔ ہزارون مسلمان ضائع ہون) اے معاویہؓ۔ اللہ سے ڈرو۔ جو خیال تمہارے دل مین ہی اوس سے باز آؤ اور مستحق خلافت سے منازعت ترک کرو۔ امیر معاویہ نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ مین تمہاری بیوقوفی۔ نادانی۔ جہالت سے واقف ہوگیا۔ تمہارا رفیق۔ دوست ایک مرد مہذب شریف خاندان۔ قوم کا سردار ہی جو ہم سے گفتگو کر رہا تھا تمنے اوسکی بات تو کاٹ دنی اور خود بولنے لگے۔ پھر مجہسے گفتگو کی تو بالکل بے جوڑ۔ بے ربط۔ جن امور کا تمکو علم نہین اوسمین تقریر کی۔ دخل در معقولات تمکو بات کرنے تک کا تو سلیقہ نہین۔ تم سراسر جھوٹ بولے اور مستحق ملامت ہوے۔ اے دیہاتی کمینہ۔ عرب۔ سخت دل۔ بدخو۔ جاؤ ہمارے پاس سے ابھی چلے جاؤ۔ اب ہم سے بات مت کرو۔ تمہاری اس بیہودہ گفتگو کا ہمارے پاس جواب اگر ہی تو تلوار خون آشام ہی۔ شبیث بولا کیا تم ہمکو تلوار سے ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم۔ ہم بہت جلد تمہارے سر ونکو چمکتی ہوئی تلوارین دکھاوینگے۔ یہ کہکر تینون صاحب حضرت معاویہؓ کے خیمہ سے باہر نکلے اور جناب امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر کل حالات عرض کئے۔ آپنے بدرجہ مجبوری جنگ کا سامان کیا۔ روزانہ لڑائی ہونے لگی۔ جناب علیؓ کے حکم سے لشکر عراق سے ایک دستہ فوج بسرداری کسی خاندانی ذی عزت شریف سردار کے جنگ گاہ مین جاتا۔ اہل شام کی جانب سے بھی اسی طرح ایک جماعت آتی اور دن بھر جنگ ہوتی۔ دوسرے دن دوسرا فریق حسب دستور روزاول طرفین سے آتا اور بازار جدال وقتال گرم ہوتا۔ جنگ مغلوبہ اس خیال سے نہین کی کہ اگر طرفین سے کل اہل عراق وشام دفعۃً لڑنے لگین گے تو اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دونون لشکر کا تقریباً کل حصہ تلف ہوجائیگا لہذا ایک ایک جماعت دونون طرف سے آتی تھی۔ امیر المومنین اپنے لشکر سے باری باری ایک ایک قوم کو روزانہ لڑائی پر بھیجتے تھے اس طرح

کہ مثلاً ایک روز اشتر اپنی قوم کو لیکر گئے دوسرے دن حجر بن عدی کندی۔ ان کے بعد شبیث بن ربعی۔ بدستور سابق۔ پھر ایک روز خالد بن معمر۔ بعد انکے زیاد بن نضر حارثی۔ پھر ایک دن زیاد بن خصفہ تیمی۔ کسی دن سعید بن قیس ہمدانی کی باری آئی۔ کسی روز معقل بن قیس ریاحی۔ کبھی حضرت قیس بن سعد انصاری نے میدان رزمگاہ مین اپنی شجاعت ظاہر فرمائی گاہی اشتر نخعی اور یہی سب سے زیادہ میدان جنگ مین آتے تھے، اور آتش جدال تیز کرتے حضرت معاویہؓ کی طرف سے اصحاب ذیل باری باری آتے تھے۔ عبدالرحمن بن خالد بن الولیدؓ۔ ابوالاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی۔ حمزہ بن فالک ہمدانی جس روز سے لڑائی چھڑ گئی بلاناغہ روزانہ ہوتی رہی بلکہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک دن مین دو بار جنگ کا اتفاق ہوگیا اور تمام ماہ ذیحجہ اسی کشت وخون مین گذر گیا۔ ناگاہ ہلال ماہ محرم ۳۷ھ آسمان پر نکل آیا۔ چاند کیا نمودار ہوا گویا قاضی قضا نے دو گروہ لڑنے والونکو خنجر ہلال کھینچکر ڈرایا اور منع کر دیا کہ اب ماہ محرم آگیا ہی لڑائی سے ہاتھ روکو۔

اس ماہ مبارک کی حرمت سے طرفین جنگ وقتال سے رک رہی اور فریقین بامید صلح تا انقضای ماہ محرم ترک جنگ پر راضی ہوگئے۔ یہہ پورا مہینہ اطمینان وآرام سے گذرا۔ سب کے دلومین یہی امید جاگزین تھی کہ اب صلح ہوجاویگی مگر کوئی کارروائی اس قسم کی نہین ہوئی۔ اس مدت مین جناب امیرالمومنین نے دوبارہ عدی بن حاتمؓ۔ یزید بن قیس ارحبی۔ شبیث بن ربعی۔ زیاد بن خصفہ کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ یہ آے اور اس طرح سلسلہ کلام چھیڑا۔

عدی۔ ای معاویہؓ ہم تمھارے پاس آے ہین اور تمکو راہ حق کی دعوت کرتے ہین۔ تمکو ایک ایسے امر کی طرف بلاتے ہین جس سے خداوند تعالی ہماری بات۔ ہماری

امت وجماعت مین ایکا کردی اور مسلمانونمین اتفاق ہوکر اونکے خون بچ رہین ہماری غرض اصلاح ذات البین (اہل اختلاف) ہے۔ تمہارے چچیرے بہائی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مسلمانونکے سردار اونمین افضل سابقین اسلام سے ہین اسلام مین اونکے خصائل پسندیدہ ہین۔ وہ مستحق خلافت واجب الاطاعت ہین۔ سب نے اونکی بیعت پر اتفاق کرلیاہی اب بجز تمہاری کوئی باقی نہین رہا یا جو تمہاری ساتہہ ہین وہ اونسے منکر ہین۔ ای معاویہؓ۔ ایسا نہو کہ تمکو اور تمہارے ہمراہیونکو وہی واقعہ پیش آے جو اصحاب جمل کے آگے آیا۔

معاویہؓ۔ (قطع کلام کرکے غصہ کے ساتہہ) عدی! تم ہم سے لڑنے آے ہو یا صلح کی باتین کرنے۔ ذرا غور توکرو کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ اے عدی۔ کیا تم نہین جانتے کہ مین کون ہون۔ حرب کا بیٹا صخر کا پوتا ہون۔ واللہ مین لڑائی سی مطلق نہین ڈرتا۔ جنگ سے مجھکو اصلا ہراس نہین۔ خدا کی قسم۔ تم البتہ اون لوگونمین ہو جو حضرت عثمانؓ پر بلوہ کرکے آے اور اونکو شہید کیا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم قاتلین مین سے ہو۔ مجہے امید ہی کہ اسکی سزا مین خدای جبار و منتقم حقیقی تم کو بہی قتل کرے گا۔

شیث وزیاد۔ (متفق اللفظ ہوکر) ہم تمہارے پاس اس غرض سے آے ہین کہ ہماری اور تمہاری صلح کی باتین ہون مگر تم نے تو مثالین کہنا شروع کردین (اپنی شیخی و بزرگی جتانی لگے) اب بیکار باتین جانے دو اور وہ گفتگو کرو جس سی ہمارا و تمہارا نفع ہو۔

یزید۔ ہم لوگ محض بکار سفارت آے ہین۔ ہمارا کام یہہ ہی کہ جو پیغام لای ہین

وہ تم تک پہونچا دین اور جو تم جواب دو وہ امیر المومنین کی خدمت مین جا کر
عرض کر دین۔ ہم کچہ تمہاری ناصح بنکر نہین آے لیکن تمہاری خیر خواہی اور
عامۂ مسلمین کا نفع ضرور ہم کو ملحوظ نظر ہے۔ تمکو وہ باتین یاد دلانا ضرور سمجھتے ہین
جن سے کل کو تمپر حجت ہون اور ہماری غرض یہ ہی کہ مسلمانونمین تفریق جماعت
نہ ہونے پاوی اور باہم اتفاق و الفت۔ اخوت اسلامی جیسی زمانہ سابق مین
تہی لوٹ آوی۔ ہمارے خلیفہ و سردار جناب امیر المومنین علیؓ کی بزرگی کے
سب مسلمان قائل ہین تمپر ہی مخفی نہین ہی۔ اے معاویہ۔ اللہ تعالیٰ کے
غضب سے ڈرو اور امیر المومنین کی مخالفت نہ کرو۔ خدای وحدہٗ کی قسم ہی کہ
ہم اس زمانہ کے لوگونمین خدا سے ڈرنے والا۔ احکام خداوندی پر عمل کرنے
والا۔ دنیا سے بے رغبت۔ جامع جملہ عادات خیر۔ جناب علیؓ سے بڑہ کر کسی
شخص کو نہین پاتے۔

معاویہ۔ (حمد و ثنا کے بعد) جماعت کی بابت تم ہمسے کیا کہتے ہو اور تم ہمکو اسطرف
کیا بلاتے ہو۔ جماعت ہمارے ساتہہ ہی ہے۔ تمہاری اس خواہش کا کہ
ہم تمہاری دوست کی اطاعت قبول کرین جواب یہ ہی کہ ہم اونکو اہل خلافت
نہین سمجھتے اور جب ہمارے نزدیک مستحق خلافت نہین تو واجب الاطاعت
بہی نہین ہین۔ تمہارے دوست اہل خلافت اسوجہ سے نہین ہین کہ اونہون نے
ہمارے خلیفہ کو قتل کیا۔ اونکے قاتلین کو پناہ دی مسلمانون کی جماعت
متفقہ مین تفریق ڈال دی۔ پہر باوجود اسکے تمہارے دوست کہتے ہین
کہ ہم خلیفہ کے قاتل نہین۔ ان سب باتونپر بہی ہمکو اونکی اطاعت منظور ہی

بشرطیکہ وہ ہمارا اتنا کہا کرین کہ قاتلین جناب عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کرین
ہم اونکو قصاص مین قتل کر ڈالین پہر ہم اونکے مطیع ہین اور جیسا کہ وہ چاہتے
ہین جماعت مین تفریق نہ ہوگی۔

شیث۔ اے معاویہ۔ خدا تمکو ہدایت دے۔ کیا تم حضرت عمارؓ کو قتل کر کے خوش
ہوگے۔

معاویہؓ۔ کیون کیا ہوا مین اونکے قتل سے ناخوش کیون ہونے لگا۔ اگر میرا قابو
چلا تو جناب عثمانؓ کے غلامون کے بدلے عمارؓ کو قتل کرونگا۔

شیث۔ قسم خدا کی جسکے سوا کوئی معبود حقیقی نہین ہی۔ جبتک بہادرون کے شانے
بار سے ہلکے اور زمین اور فضا زمین تمپر تنگ نہ ہوجاویگی تم عمارؓ پر قابو
نہ پاؤگے۔

معاویہؓ۔ اگر ایسا وقت آیا تو تم پر بہی دنیا تنگ ہوجاویگی اور تم کب بچ سکتے ہو۔
شیث اور اونکے ہمراہی اس سخت کلامی سے برافروختہ ہوکر اوٹہ چلے گئے۔ حضرت معاویہؓ
زیاد بن خصفہ کو روک کر علیحدہ لیگئے اور خلوت مین اونسے یہہ کہا۔ ای برادر ربیعہ۔ حضرت علیؓ نے
رشتہ ناتا قطع کر دیا۔ ہمارے امام و خلیفہ برحق کو ناحق قتل کروایا۔ پہر اونکے قاتلونکو پناہ دی
مین تم سے مدد چاہتا ہون۔ اپنے قبیلہ کے ساتہہ میری نصرت کرو مین حتمی وعدہ کرتا ہون کہ
اگر مین غالب آیا اور فتح پائی تو دو شہرون (مکہ و مدینہ یا مصر و کوفہ یا اور دو شہر) مین سے جو
تم پسند کروگے تمکو ہونکا والی کر دونگا۔ زیاد نے انکار کیا اور جواب دیا مین دلیل روشن پر
ہون اور خدا کا احسان و انعام مجہپر ہے مین مؤید من اللہ ہون مین گنہگارونکا معین و
پشت پناہ نہین ہوسکتا۔ یہہ کہکر اوٹے اور اپنے لشکر مین واپس آئے۔

انکے چلے جانے کے بعد حضرت معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ سے کہا۔ مین انمین سے جس کسی سے کچھہ بات کہتا ہون وہ ایک ہی جواب دیتا ہی گویا ان سب کے دل ایک ہی ہین۔ سر مو فرق نہین۔ پہر حضرت معاویہؓ نے اپنی طرف سے حبیب بن مسلمہ۔ شرجبیل بن سمط معن بن یزید بن الاخنس کو جناب امیر المومنین کی خدمت مین بہیجا۔ یہہ تینون آپکی خدمت مین حاضر ہوے۔ اول حبیب نے حمد و ثنا ءالٰہی بیان کر کے یہہ تقریر کی۔

حبیب۔ امیر المومنین جناب عثمانؓ خلیفہ برحق تھے۔ کتاب اللہ پر اونکا عمل تہا اور اوسکے مطابق حکم دیتے تہے۔ تمنے اونکی زندگی ناخوش سمجھی اور یہہ خیال کیا کہ وہ بہت دنون تک زندہ رہینگے۔ پس تمنے اونپر ظلم کر کے اونکی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اونکو اس جہان سے ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ اگر تم کو انکار ہے اور اپنے کو اونکا قاتل کہنے سے بیزار ہو تو جو اونکے قاتل ہین اونکو ہمارے حوالہ کر دو پہر تم خلافت سے علحدہ ہو جاؤ۔ مسلمان اپنی کمیٹی اور اتفاق سے جسکو چاہین گے خلیفہ بنا لینگے۔

علیؓ۔ (برہم ہو کر) کمبخت تو کون ہے۔ ہم سے خلافت اور اوس سے الگ ہونیکی بابت گفتگو کرتا ہے۔ خاموش۔

حبیب۔ واللہ۔ تم مجھکو ایسی حالت مین دیکھو گے کہ تمکو ناگوار ہو گا۔

علیؓ۔ خدا تجھکو اوس دن کے لئے زندہ نہ رکھے۔ جا۔ جو تیرے دل مین ہو کر گذر۔

شرجبیل۔ ہم لوگ تو سفیر ہین اور پیغام رسان۔ یہہ ہمارا کلام نہین ہی بلکہ آپکے دوست یہی کہتے ہین۔ کیا آپ اسکے سوا اور کچھہ جواب دے سکتے ہین۔

علیؓ۔ میرے پاس اسکے سوا اور جواب نہین۔

بعد اسکے جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے حمد و ثنا کے بعد یہہ فرمایا۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے اپنے
نبی پاک کو حق کے ساتھہ مبعوث فرمایا اور آپکی برکت سے لوگونکو گمراہی و ہلاکت سے نجات
دی۔ اختلاف و نفاق باہمی کو اتفاق کے ساتھہ بدل دیا اور سب کو ایک راستہ پر متفق کر دیا
پہر خداوند تعالیٰ نے اونکو اپنے پاس بلا لیا۔ آپکے بعد سبنے ابوبکر صدیق رضؓ کو خلیفہ کیا اور
اونہون نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو۔ یہہ دونون صاحب نیک سیرت تھے۔ عدل و انصاف
انہون نے اپنا شعار رکہا۔ اگرچہ ہم بہ نسبت اون دونون صاحبونکے آنحضرت سی قریب
تر تھے لیکن دونون صاحب اپنے فرائض منصبی عمدگی سے ادا کرتے رہے لہذا ہمنے بھی
اونکی امارت مین دست اندازی نہ کی بلکہ ہر طرح اونکے مطیع اور ہر کام مین مشیر و خیر خواہ رہی
دونون صاحبون کے بعد حضرت عثمان رضؓ کو سبنے ملکر خلیفہ کیا۔ عوام الناس کو اونسی کشیدگی
ہوگئی۔ اونکے افعال پر حرف گیری کرنے لگے۔ جسکا انجام یہہ ہوا کہ اونکو قتل کیا۔ پہر لوگ
میرے پاس آے اور میری بیعت کے خواستگار ہوی مین نے انکار کیا مگر اونہون نے
اصرار کیساتہہ کہا کہ لوگ تمہاری خلافت اور بیعت پر راضی ہین تمہارے سوا اور کسی کو
پسند نہین کرتے اور ہمکو خوف ہے کہ تمہارے انکار سے لوگونمین تفریق ہو جاویگی اور شیرازہ
اجتماع ٹوٹ جاویگا۔ مین نے جب یہہ حال دیکہا بمجبوری لوگونسے بیعت لی۔ پہر حضرت
طلحہ و زبیر رضؓ نے میری مخالفت کی اور بیعت کرکے فسخ کر دی مگر مین انکی مخالفت سے بالکل ہراسان
نہوا۔ علیٰ ہذا القیاس معاویہ رضؓ نے میری بیعت نہین کی تو مجھکو اونکے خلاف سے بھی کچہہ اندیشہ
نہین ہے اور یہہ تو دولت سابقیت اسلام سے محروم ہین اور نہ اسلام کی تصدیق مین انکا
قدم آگے ہے۔ معاویہ تو طلیق بن طلیق ہین (یعنی اون لوگون مین ہین جو حالت کفر مین
قید ہوکر آے اور فدیہ لیکر چھوڑ دیئے گئے) انکو استحقاق خلافت کسی طرح نہین ہے۔

عام اشخاص مین انکا شمار ہی۔ معاویہؓ اور انکے باپ تو ہمیشہ خدا اور رسول سے لڑتے رہے اور جبراً اسلام مین داخل ہوے۔ مجھکو تم لوگون سے سخت تعجب ہے۔ باوجودیکہ مین اہلبیت نبی کریم سے ہون اور جس خاندان سے تمکو خلاف اور بغض نہ رکھنا چاہیئے مین اوسی خاندانسے ہون پہر میرے ہوتے ہوے مجھکو چھوڑکر معاویہ کے کیسے مطیع ہوگئے اور ایسی فاحش غلطی مین پڑے۔ مین تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف دعوت دیتا اور دین حق کو زندہ کرنے اور باطل کے مارنے کی طرف بلا رہا ہون۔ سفیرون نے کہا۔ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہین۔ آپنے فرمایا۔ مین نہ اونکو مظلوم کہتا ہون نہ ظالم۔ اسپر وہ لوگ یہہ کہکر (جو شخص یہہ نہین کہتا کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہم اوس سے بیزار ہین) اوٹھے اور اپنے لشکر کی طرف واپس ہوے۔ جناب امیرالمومنین نے اونکے واپس جانے پر آیہ کریمہ۔ انک لا تسمع الموتی۔ فہم مسلمون۔ تک پڑہکر فرمایا۔ یہہ لوگ گمراہی مین اسیقدر کوشش کررہے ہین جسقدر تم طلب حق اور اطاعت پروردگار مین سعی کرتے ہو۔

عدی بن حاتم قبیلہ طی کے ساتھہ اور عامر بن خذمری طائی بنی خذمر کے سردار معہ دونون قبائل بنی طے کی آپکے لشکر مین تھے ان دونون سردارون مین علم کی بابت جھگڑا ہوا۔ کہ جنگ صفین مین علم کون لے۔ بنی خذمر بہ نسبت بنی عدی کے زیادہ تھے۔ عبداللہ بن خلیفہ بولانی نے بطور تصفیہ کے جناب امیرالمومنین کیخدمت مین یہہ راے ظاہر کی اور بنی خذمر کو مخاطب کرکے کہا۔ کیا تم لوگ عدیؓ پر غلبہ چاہتے ہو۔ کیا تم مین عدی کا مثل ہی یا تمہارے آبا و اجداد اونکے بزرگون کے برابر ہین۔ حاتم کا مقابلہ سخاوت مین کون کرسکتا ہی۔ حاتم کا مثل سخاوت و شجاعت۔ حمایت قرابت مین کون ہے۔ عدی ابن ذی المرباع اور سخی عرب کے

بیٹے ہین انکے باپ اپنا مال لٹا دیتے تھے۔ اپنے پڑوسی کی مدد کرتے تھے۔ کبہی بیوفائی نہ کی کبہی بدکاری فحش گوئی کی۔ بخل سے دور نامردی سے نفور۔ بہلا تم لوگونمین سے کوئی تو اپنا باپ ایسا دکہلادے یا خود عدی نکے برابر ہونیکا دعویٰ کرے۔ پہر وہ اسلام لانے مین تم سب سے افضل ہین۔ آنحضرت کیخدمت مین وفد ہوکر گئے۔ نخیلہ۔ قادسیہ۔ مدائن۔ جلولا۔ نہاوند تستر مین قبیلہ طے کے سردار بہی عدیؓ تھے۔ آپنے فرمایا۔ بس کرو۔ تم نے تو تعریف کے پل باندہ دیئے۔ پہر بنی طے کو طلب کرکے اون سے پوچہا۔ ان معرکون مین تمہارے سردار کون تھے۔ جواب ملا۔ عدی بن حاتم۔ ابن خلیفہ نے عرض کیا۔ امیر المومنین اب ان لوگون سے دریافت فرمادین کہ عدیؓ کی سرداری پر راضی ہین یا نہین۔ آپ نے یہی سوال کیا۔ جواب ملا کہ ہم راضی ہین۔ فرمایا۔ عدیؓ تم ہین علم لینے کے حقدار ہین غرض ہر دو قبیلۂ بنی طے کا علم عدیؓ بن حاتم کے پاس رہا اور جنگ صفین مین یہ اپنی قوم کے سردار اور علم بردار تھے۔

آخر ماہ محرم ۳۷ھ مین جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ نے جب مصالحت کی صورت نہ دیکھی اعلان جنگ کردیا۔ آپکے منادی نے لشکر شام مین پکار کر کہہ دیا کہ اے شامیو۔ جناب امیر المومنین خلیفۃ المسلمین فرماتے ہین کہ مین نے تمکو مہلت دی اور تمہارا بہت انتظار کیا کہ راہ حق کی جانب رجوع کرو اور صراط مستقیم پر آجاؤ مگر تم اپنی سرکشی و گمراہی سے باز نہ آئے اور امر حق کو قبول نہ کیا مینے تمہارا عہد تمپر پہیر دیا۔ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالونکو دوست نہین رکہتا۔ لاچار اب مین تمسے لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔ یہ اعلان جنگ سنکر شامی اپنے سردارونکے پاس جمع ہوے۔ حضرت معاویہؓ و عمرو بن العاصؓ ترتیب لشکر اور درستی سامان جنگ مین مصروف ہوے۔ جناب امیر المومنین نے بہی اپنے لشکر مین رسالون کی تیاری کا حکم دیا اور عام طور سے یہہ احکام ہدایت صادر فرمائے۔ جبتک حریف جنگ شروع نہ کرین تم لوگ

اونپر حملہ نہ کرنا اسواسطے کہ تم لبعنایات ایزدی حجت پر ہوا ور تمہارے ہاتھہ دلیل روشن ہی تمہاری طرف سے ابتدا نہوگی تو تمہارے واسطے دوسری دلیل ہوجاویگی جسوقت لڑائی مین دشمن کا لشکر لپسپا ہوکر بہاگے تو بہاگنے والون کا تعاقب کر کے قتل نہ کرنا۔ زخمی سپاہی کو نہ قتل کرنا نہ اوسکا اسباب لوٹنا۔ کسی مقتول کا ستر نہ کہولنا اور نہ اوسکے کان۔ ناک۔ وغیرہ کاٹنا۔ جب تم اونپر غالب آکر اونکے خیمہ گاہ مین داخل ہو تو خبردار کسی کی پردہ دری و بیحرمتی نکرنا کسیکی گہر مین نہ گہس جانا اور اونکا مال واسباب نہ چہین لینا۔ عورتونپر دست اندازی نہ کرنا اگرچہ وہ تمکو گالیان دین تمہارے سردارون اور بڑونکو برا کہین کیونکہ وہ ضعیف النفس والقوی۔ ناقص عقل۔ ناقص دین ہین۔ آپ عین معرکہ کے وقت بہی انہین احکام کی تاکید فرماتے تھے۔ آپکا یہ معمول ہر جنگ مین تہا۔ بعد اسکے آپنے لشکریونکو جنگ کی ترغیب دی اور اونکے حق مین دعائے فتح وظفر اس طرح کی۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ حرام چیز سے آنکہہ بند کرلو۔ لڑائی کے وقت شور وغل نہ کرنا۔ باتین کم کرنا اپنی جانونکو لڑائی کے قوانین اور اوسکی گہاتون مصائب سختی۔ حملہ کرنے۔ تیر اندازی۔ وغیرہ پر ثابت وقائم رکہنا اور ایسے وقت مین خدا کو یاد کرتے رہنا اور اوسکی یاد سے غافل نہ ہوجانا۔ تم فلاح پاؤگے۔ باہم نزاع وخصومت نہ کرنا تاکہ شامت نامردی وسستی مین مبتلا ہوجاؤ اور تمہاری ہوا بگڑجاے سختی پر صبر کرنا۔ اللہ تعالی صبر کرنے والونکے ساتھہ ہی۔ پہر یہہ دعا فرمائی۔ خداوندا! تو انکے دلونمین صبر ڈالدے تو انپر اپنی نصرت نازل فرما۔ بارآلہا! انکو مستحق اجر کر۔

یہہ سب امور انتظامیہ آخر ماہ محرم مین ہوے۔ اودہر آسمان پر چاند صفر کا کیا نکلا گویا مریخ فلک نے اپنا خنجر نیام سے نکالکر دونون لشکرونکو لڑائی کا نادری حکم دیدیا ادہر دلیران زمانہ لڑائی کے مشتاق تو پہلے ہی سے کیل کانٹے سے ہوشیار ہورہے تہے ہمہ تن لڑنے مرنے پر

آمادہ ہوگئے صبح ہوتے ہی یکم ماہ صفر ۳۷ھ یوم چہارشنبہ کو نبردگاہ فریقین کے لشکر سے بھر انظر آتا تھا۔ دونون لشکروں کے بیچ مین قاضی اجل کا خیمہ نصب ہوگیا۔ جو لوگ حیات دنیوی کا حصہ پورا کے چکے تھے موت کے انتظار مین صف باندھکر ٹھیرے۔

جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب نے اپنے رفیقون جانبازون کی فوج کو اس طرح مرتب فرمایا کہ اشتر نخعی کو سواران کوفہ پر سہل بن حنیف کو سواران بصرہ پر پیادگان کوفہ پر حضرت عمار بن یاسر سردار ہوے اور پیادگان بصرہ کی کمان حضرت قیس بن سعد کو ملی۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو جو بہ لقب مرقال مشہور تھے لشکر کا علم عنایت ہوا۔ قاریان کوفہ کی افسری پر مسعر بن فدکی مامور ہوے۔ میمنہ فوج پر اشعث بن قیس کندی اور میسرہ پر حضرت عبداللہ بن عباس مقرر ہوے۔ دیگر امراو سرداران قبائل جو اپنی اپنی قوم کے ساتھہ آپکے لشکر مین تھے یہ ہین۔ سلیمان بن صرد خزاعی۔ حارث بن مرہ عبدی۔ عمرو بن حمق۔ حصین بن منذر۔ احنف بن قیس۔ نعیم بن ہبیرہ۔ حارثہ بن قدامہ۔ رفاعہ بن شداد۔ ابو ایوب انصاری۔ ابو الہیثم بن شیبان نقیب آنحضرت صلعم۔ عدی بن حاتم طائی۔ عمرو بن عطارد۔ جنید بن زہیر۔ خالد بن معمر۔ شیث بن ربعی۔ سعد بن قیس بن عبداللہ بن الطفیل۔ عمرو بن حنظلہ۔ شداد الہانی۔ قاسم بن حنظلہ۔ سعد بن مسعود ثقفی۔ شریح بن ہانی۔ معقل بن قیس۔ قبیصہ بن شداد۔ عامر بن وائلہ۔ حارث بن نوفل۔ زید بن صوحان۔ حصین بن نمیر۔ حجر بن عدی۔ خزیمہ بن جابر۔

حضرت معاویہ نے بھی اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ میمنہ پر ذو الکلاع حمیری۔ میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری۔ مقدمہ لشکر پر ابو الاعور سفیان بن عوف سلمی کو مقرر کیا۔ سواران دمشق پر عمرو بن العاص کو سردار بنایا اور پیادگان دمشق مسلم بن عقبہ مری کی

ماتحت کے بخشی فوج اعلیٰ افسر ضحاک بن قیس کو کیا۔ جملہ شامی پیادون نے مرنے اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اور ایک دوسرے کو عمامہ سے باندھکر پانچ صفین کرکے لڑنے کو نکلے علم فوج عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے سپرد ہوا۔ انکے لشکر کے باقی اور سردارونکے نام یہ ہین رفعۃ بن حارث۔ سفیان بن عمرو۔ مسلمہ بن خالد۔ بشیر بن ارطاۃ۔ حارث بن خالد۔ ہمام بن قبط۔ حوشب بن ذی ظلیم۔ حسان بن بحدل۔ حالس بن ربیعہ۔ زید بن بحیرہ۔ یزید بن اسد۔ طریف بن عمیر۔ مخارق بن حارث۔ قاتل بن قیس۔ حمزہ بن مالک۔ قعقاع بن ازہر۔ ہلال بن ابی ہبیرہ۔ یزید بن امیہ۔

طرفین سے جب صف بندی ہوچکی تو لشکر عراق سے اشتر اپنے رسالہ کو لیکر نکلے لشکر شامی سے حبیب بن مسلمہ اپنے ماتحت لشکر کے ساتھہ انکے مقابل ہوے۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا۔

دوسرے دن بروز پنجشنبہ ہاشم بن عتبہ سوار و پیادونکے ساتھہ میدان جنگ مین آے۔ اہل شام مین سے ابوالاعور سلمی انکے مقابل ہوے اور تمام دن لڑکر شام کو اپنے اپنے لشکر مین واپس آے۔

تیسرے دن بروز جمعہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور عمرو بن العاصؓ سے مقابلہ ہوا۔ یہہ لڑائی بہ نسبت دو دنون پہلے کے نہایت سخت و خونریز ہوئی۔ بالآخر حضرت عمارؓ نے اپنے بہادرون سے کہا۔ اے اہل عراق۔ تم دیکھتے ہو اس شخص کو جو خدا و رسول سے لڑا مسلمانون پہ ظلم کیا۔ مشرکین کی مدد کی پھر جب دیکھا کہ خدا اپنے دین کو غالب کریگا اور اپنے رسول کو فتح و ظفر عنایت فرمائیگا تو یہہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اگرچہ جان کے خوف سے نہ خدا اور رسول کی رضامندی و خوشی کا جویان ہوکر پھر بعد وفات حضور سرورکائنات

قسم خدا کی یہہ شخص مسلمانوں کی عداوت مین مشہور و معروف رہا۔ مجرمون اور بدکارونکا تابع اور اونکا ساتھی بنا رہا۔ اے دلیران و اے شیران اسلام۔ اس شخص کے مقابلہ مین ثابت قدم رہنا اور اسکی لڑائی سے منہ نہ موڑنا۔ پھر زیاد بن نضر سے جو رسالہ کے افسر تھے فرمایا۔ تم بھی اہل شام پر حملہ کرو۔ زیاد اونپر ٹوٹ پڑے۔ لوگ انکے مقابلہ مین جمے رہے ظہر تک یہہ لڑائی برابر کی رہی۔ اسکے بعد حضرت عمار رضؓ نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کا منہ پھر گیا اور اونکو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ بھاگ کر اپنے لشکر مین مل گئے۔ اس دن زیاد بن نضر اپنے سوتیلے بھائی عمرو بن معاویہ سے مقابل ہوے لیکن ایک دوسرے کو پہچان کر رزمگاہ سے واپس گیا۔ شام کے قریب دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر لوٹ آے۔ آجکی لڑائی مین لشکر شامی کے بہت سے آدمی کام آئے اور کچھہ لوگ لشکر عراق کے بھی مارے گئے

چوتھا حملہ شنبہ کے دن ہوا۔ آج ادہر سے محمد بن حنفیہ اور لشکر شام سے عبیداللہ بن عمرؓ بن الخطاب نکلے۔ فریقین کے دلاور نبرد آزمایی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ محمد بن حنفیہ کی طرف ہمدانی لشکر تھا اور اہل شام سے عبیداللہ بن عمرؓ کے ساتھہ حمیر۔ لخم۔ جذام تھے۔ (عبیداللہ بن عمرؓ کو باشتباہ قتل ہرمزان حضرت علیؓ نے خلیفہ ہوکر قتل کرنا چاہا مگر یہہ مدینہ سے بھاگ کر امیر معاویہ سے آملے) عبیداللہ بن عمرؓ نے صف سے نکلتے ہی محمد بن حنفیہ کو مقابلہ کیواسطے للکارا۔ محمد بن حنفیہ بکمال شجاعت و مردانگی میدان مین نکلے لیکن جناب امیرالمومنین علیؓ نے گھوڑا دوڑا کر انکو واپس کرلیا اور خود عبیداللہ بن عمرؓ کے مقابل ٹہرے مگر وہ آپکے سامنے سے چلے گئے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کیا اگر آپ مجھکو نہ روکتے تو مجھکو امید تھی کہ عبیداللہ بن عمرؓ کو آج قتل کر ڈالتا۔ دونون لشکر بھی واپس ہوے۔

پانچوین لڑائی یکشنبہ کے دن ہوئی۔ لشکر عراق سے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ

اور شام سے ولید بن عقبہ اپنے لشکر لیکر میدان مین آجمے۔ ولید بن عقبہ بنی عبد المطلب کو گالیان دے رہے تھے۔ ابن عباس کو تاب نہ رہی پکار کر فرمایا۔ اے صفوان۔ دعوی مردی و زور آزمائی ہو تو میرا مقابلہ کر مگر ولید مقابل نہین ہوے اس روز ابن عباسؓ کو غلبہ رہا۔ دونون لشکرونمین غروب آفتاب تک سخت لڑائی رہی۔ شام ہوتے ہی فریقین اپنے اپنے لشکرگاہ کو واپس گئے۔

چھٹے روز دوشنبہ کو جناب علی مرتضیٰؓ کے لشکر سے حضرت قیس بن سعد انصاری اور لشکر شام سے ذوالکلاع حمیری برآمد ہوے۔ شام تک فریقین برابر لڑتے رہے۔ رات نے دونون لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اس دن بہی سخت معرکہ ہوا اور دونون طرف کے جانباز سپاہی کام آے۔

ساتوین دن روز سہ شنبہ کو ادہر سے اشتر ادہر سے حبیب اپنے اپنے زیر کمان فوج لئے ہوے رزمگاہ مین نکلے۔ دونون مین سخت ہنگامہ قتل وخونریزی گرم رہا۔ قریب ظہر دونون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوے۔ اس دن فریقین کے آدمی بہت مارے گئے اور شامی لشکر کے سپاہیون نے بڑے زخم کہاے۔

امیر المومنینؓ نے فرمایا جبتک مجموعی قوت سے اپر حملہ نہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ ہونا مشکل نظر آتا ہے پہر آپنے شب چہارشنبہ کو اپنے لشکر سے فرمایا۔ خداوند تعالی شانہ کی حمد وثنا ہے اوسی کی بارگاہ بے نیاز قابل تعظیم وتکریم ہے اوسی کی قدرت ہے۔ جس کام کو توڑ دے کوئی اوسکو جوڑ نہین سکتا اور جسکو قوی کر دیا کس کی مجال ہے کہ اوسکو توڑ سکے اگر وہ احکم الحاکمین چاہے تو روے زمین پر اختلاف کا نام باقی نرہے کوئی ایک بندہ بہی اوسکی مخلوقات سے خلاف کرنے پر قادر نہ ہوسکے۔ نہ کوئی گمراہ جماعت کسی امر مین

اختلاف کرے مفضول کم درجہ والا اپنے سے بلند مرتبہ وافضل کی فضیلت وبزرگی کا
کبھی انکار نہ کرے۔ ہمکو اور مخالفین کو اوسی کا حکم اس میدان کارزار مین کھینچ لایا ہے۔ ہم
سبکو وہ دیکھتا ہے اور ہماری باتین سنتا ہے۔ وہ قادر وتوانا ہے اگر چاہے آن واحد مین
ظالمونکو عذاب دے اوسکو منظور ہو تو ظالمونکو چھوڑا کرے جای رجوع حق کو ظاہر کردے
لیکن حاکم حقیقی نے دنیا دار اعمال بنائی اور آخرت کو دار القرار کیا تاکہ بدکار اپنے
اعمال قبیحہ کی سزا اوس عالم مین پائین اور نیک بندون کو اونکی نیکی کا اچھا بدلا ملے۔
ہوشیار رہو۔ کل صبح پھر حریف کا سامنا ہے آج کی رات خدا کی عبادت مین گذارو اور قرآن مجید
کی تلاوت مین صبح کردو۔ اپنے مالک حقیقی سے فتح وظفر اور دشمن کے مقابلہ مین صبر واستقلال
وثبات کی دعا مانگو۔ کل صبح دشمن سے نہایت ہوشیاری اور کوشش کے ساتھہ مقابلہ
کرنا کیا عجب ہے کہ خدا تمکو فتح نصیب کرے اور تم اپنے دعوے مین سچے ظاہر ہو جاؤ۔

غرض یہہ رات آپکے لشکر مین عبادت وتلاوت کلام الٰہی مین گذری۔ نماز فجر ادا کرکے
لشکریون نے آلات حرب سنبھالے۔ زرہ خود۔ جسکے پاس جو سامان تھا زیب بدن کیا۔ جناب
علی مرتضیٰ رات ہی سے بذات خود سامان جنگ مین مصروف تھے صبح ہوتے ہی لشکر مرتب
ہو گیا۔ آپنے ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے اوس حصہ لشکر پر حملہ کرے جسمین اوسکے
بھائی ہین چنانچہ ازدسے فرمایا۔ تمہارے سپر داز دہین تم اونکا مقابلہ کرنا۔ خثعم سے ارشاد
ہوا کہ تم اپنے بھائیون خثعم سے سمجھہ لینا۔ غرض اسی طرح ہر گروہ اپنے ہم قبیلہ کی لڑائی کا
ذمہ دار کر دیا گیا جس قبیلہ کے اہل قرابت شامی لشکر مین نہ تھے جیسے بجیلہ کہ آپکے
لشکر مین انکی ایک جماعت تھی اور لشکر شام مین اس قبیلہ کے لوگ صرف دوچار گنتی کے
تھے انکی واسطے حکم دیا کہ تم شام کے اون قبائل سے جنکے لوگ ہمارے لشکر مین نہین

ہین مقابلہ کرنا چنانچہ بجیلہ مد مقابل لخم قرار دئے گئے۔ یہہ احکام پاکر لشکر عراق آٹھوین دن چہارشنبہ کو صبح ہوتے ہی میدان مین صف آرا ہوا۔ اودہر سے اہل شام مقابلہ پر آکر قایم ہوے۔ جناب امیر المومنین بنفس نفیس صحابہ کرام اہل بدر و مہاجرین و انصار و دیگر اشراف قبائل کے ساتہہ تہے۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ مین نے اوس روز جناب علی مرتضیٰؑ کو دیکہا کہ آنحضرت کے خچر شہبا پر سوار سفید براق عمامہ سر پر باندہے تہے آپ کی آنکہین مشعل کی طرح چمکتی تہین۔ ہر گروہ و قبیلہ کی طرف گذرتے اور اونکو لڑائی پر ثبات و استقرار کرنے کی ترغیب دیتے تہے۔ اسی طرح تمام لشکر مین گشت کرتے ہوی ہمارے گروہ کی طرف آنکلے اور فرمایا۔ اے جماعت مسلمانان۔ جنگ کے وقت اپنی آواز بلند نہ کرنا۔ خوف خدا کو اپنا شعار بنانا۔ تلوارونکو نیام کے اندر جنبش دے لو تاکہ نکالتے وقت دقت نہ واقع ہو۔ مقابلہ کے وقت حریف پر نگاہ جمائے رہنا۔ ایسا نہ ہو وہ تمکو غافل پاکر حربہ کر بیٹہے۔ نیزہ مارتے وقت دشمن کی نرم جگہہ پر گوشت کا خیال رکہو۔ صبر و استقلال اختیار کرو اور اپنے دل خوش رکہو۔ تم خدا کی حفاظت مین ہو تم کو کیا خوف و خطر ہے تم ابن عم رسول اللہ کے ساتہہ ہو۔ خوب سنبہل سنبہل کر حملے کرو۔ لڑائی سے بہاگنا برا سمجہو کیونکہ دنیا مین پشتہا پشت تک بدنامی رہیگی اور قیامت مین آگ کا سامنا ہی۔ یہ گروہ حریف یہہ خیمہ بلند تمہارے روبرو ہے اسپر حملہ کرو۔ یہان تک کہ حق کے منہ سے پردہ اوٹہہ جاے تمہین کو غلبہ ہوگا خدا تمہارے ساتہہ ہے تمہارے اعمال کم نہ کریگا بلکہ پورا عوض عطا فرماویگا۔ (مسعودی)

دونون طرف سے دن بہر لڑائی ہوتی رہی میدان رزم مین بازار موت گرم رہا مگر کوئی فریق اپنے حریف پر غالب نہ آیا۔ شام ہوتے دونون لشکر اپنی اپنی جگہہ واپس آے

آخری جنگ مغلوبہ وخاتمہ واقعہ صفین

اس لڑائی کو چھڑے ہوئے آج نوان دن ہے اور یہ نوان معرکہ روز پنجشنبہ ہے۔ آج جناب علی مرتضیٰؑ کا ارادہ ہے کہ لڑائی کا خاتمہ ہوجاوے۔ بغیر قطعی فیصلہ لڑائی سے نہ رکین یون تو ماہ ذیحجہ تمام لڑتے ہی گذرا مگر ان ایام مین جو روزمرہ جنگ ہوئی اس مین ہزارہا دن بہادر کام آے سب سے بڑھکر آج غضب کا سامنا ہے۔ دونون طرف بہادر وشجاع۔ کٹنے مرنے کی خواہش ہتھیلی پر جان لئے۔ مرنے مارنے پر آمادہ۔ صاحبو۔ یہ مسلمانونکی لڑائی آپس کی خانہ جنگی ہے۔ اسکے نام سے بدن تھرتھراتا ہے۔ لکھنا درکنار خیال تک سے جان لرزتی ہے۔ لکھتے وقت اشہب تیزگام خامہ تیزتگ اس میدان مین ٹھوکرین کھاتا ہے۔ دو قدم چلنا دشوار ہے۔ پاے لنگ ہے دل تنگ ہے۔ بہرحال دل پر جبر کرکے کلیجہ ہاتھون سے تھام کر اس واقعہ ہول انگیز کو لکھتے ہین۔

کام وہ آن پڑا ہے کہ بناے نہ بنے	بوجھہ وہ سر پہ گرا ہے کہ اوٹھاے نہ بنے

جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ آج نماز فجر اول وقت ادا فرماکر ترتیب صفوف لشکر مین مصروف ہوے۔ آپکے میمنہ پر عبداللہ بن بدیلؓ بن ورقا خزاعی تھے اور میسرہ پر عبداللہ بن عباسؓ۔ قاریان وحفاظ قرآن کا گروہ عمارؓ وقیس بن سعدؓ وعبداللہ بن یزید کے ہمراہ تھا۔ باقی تمام سرداران قبیلہ اپنے اپنے قبائل کے ساتھہ اپنے اپنے پھریرون ومقامات وجہات مقررہ پر بکمال مستعدی موجود تھے۔ جناب علی مرتضیٰؑ قلب لشکر مین اہل کوفہ بصرہ ومدینہ کے ساتھہ رونق افروز تھے۔ اہل مدینہ مین اکثر انصار اور کچھہ خزاعہ وکنانہ بھی تھے۔ انکے ماسوا دیگر قبائل کے لوگ تھے۔

اب ایک نظر لشکر شام کو بھی دیکھیے حضرت معاویہؓ نے ایک پر تکلف بڑا خیمہ استادہ کرایا ہے اوسمین بیٹھے ہوے اہل شام سے موت پر بیعت لے رہے ہین۔ خیمہ کی گرد سواران دمشق کا رسالہ احاطہ کیئے ہوی ہے۔

بعد اس انتظام کے لڑائی شروع ہوگئی۔ عبداللہ بن بدیل نے اپنی زیر کمان فوج لیکر حبیبؓ ابن سلمہ پر جو میسرہ شام مین تہے حملہ کردیا اور اپنی فوج کے دل بڑہانے اور ہمت دلانے کو اس طرح تقریر کی۔ اے بہادرو اے امیرالمومنین کی اطاعت مین جان نثار کرنے والو! خوب یاد رکھو کہ حضرت معاویہؓ نے اوس امر کا دعوی کیا ہے جسکے وہ حقدار نہین اور اہل حق سے منازعت کرکے ناحق اونکا حق چہینا چاہتے ہین۔ ایسے شخص سے دشمنی کی ہے جو اونکے ہم پلہ۔ او نکے برابر۔ اونکے مقابل نہین۔ معاویہؓ حجت باطل کے ساتہہ جدال و قتال کر رہے ہین وہ چاہتے ہین کہ حق کو ذلیل و خوار کرین۔ معاویہؓ تمبر دیہاتی گنواروں کی فوج لیکر چڑہ آے ہین۔ اپنی زبانی قوت سے اون سادہ دلون پر امر واقعی پوشیدہ رکہا اور اونکے قلوب مین تخم فساد بو دیا ہے اسلیئے اون نادانون کی خباثت اندرونی ترقی پر ہے۔ اے بہادرو! تم اوس گروہ اشرار سنگین دلون سے لڑو۔ اونکی کثرت سے ہرگز خوف نہ کرو۔ اللہ تعالی تمہارے ہاتھون اونکی شرارت و گمراہی پر اونکو عذاب دیگا۔ اونکو ذلیل و رسوا کرکے تمکو اونپر فتح دیگا۔ وہ ارحم الراحمین ایمان والون کے دلونکو شفا دیتا ہی۔

ایک طرف جناب سعداللہ اپنی پُرزور تقریر اور کلمات نصائح و حکمت سے بہادرونکے دل اس طرح او بہار رہے تہے۔ ای شیران بیشہ شجاعت! اپنی صفین برابر رکہو۔ ایک دوسرے سے اس طرح ملے رہو کہ گویا تمہاری صف ایک آہنین مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہی۔ زرہ پوش جوان آگے بڑہے رہین۔ جنکے بدن پر زرہ نہین وہ اون سے پیچہے ہون۔

تلوار مارتے وقت منہ بند رکھو۔ دانت سے دانت ملالو کیونکہ اس ترکیب سے تلوار کا پورا زور پڑتا ہے
اور دشمن کا سر جدا ہو جاتا ہے۔ حریف کے ہاتھون اور پاؤن کا قصد کرو تم نیزونکی زد سے بچ
رہوگے۔ نظر ایک طرف قائم رکھو اس سے دل قوی رہتا ہے۔ خیال منتشر نہین ہونے
پاتا اور دل کو ہنگامہ ضرب کے ہولناک نظارہ سے سکون ہوتا ہے۔ آواز پست رکھو۔ لڑتے
وقت شور وغل نہ کرو کیونکہ خاموشی سے سستی و نامردی دفع ہوتی ہے اور عزت و وقار
کی علامت ہے۔ اپنے علم اپنے گروہ سے الگ نہ کرو بلکہ بہادرونکے ہاتھہ مین رکھو۔ صدق
اور صبر سے مدد لو صبر کے بعد نصرت الٰہی نزول فرماتی ہے:۔

ایک گروہ مین یزید بن قیس ارحبی اپنی تقریر دلکش سے لڑنے والونکو اس طرح برانگیختہ
کر رہے تھے۔ بھائیو! مسلمان وہ ہی جس نے اپنے دین کو سلامت رکھا۔ یہہ قوم ہمارے
مخالف ہم سے اس بنا پر تو لڑتے نہین ہین کہ ہمنے دین کو ضائع کر دیا ہے اور وہ اوس کی
درستی چاہتے ہین یا ہمنے کوئی حق خداوندی تلف کر دیا ہے وہ اوسکو زندہ کرنا چاہتے
ہین بلکہ اونکی جنگ وجدال سراسر دنیا ہی کے واسطے ہے۔ اونکی غرض حکومت حاصل
کرنا ہے وہ چاہتے ہین کہ دنیا کے اولوالعزم بادشاہ ہو جاوین۔ سارے عالم کو اپنا مطیع
کرلین۔ خدا نہ کرے وہ تمپر غالب ہون۔ خدا اونکو غلبہ اور خوشی نصیب نہ کرے۔ تمہاری
حریف۔ سعید۔ ولید۔ ابن عامر۔ ایسے عمال کے اعمال واقوال تمہارے سامنے پیش کر کے
تمکو الزام دینا چاہتے ہین۔ ان لوگون نے اپنے عہد امارت مین ایک ایک جلسہ مین ہزارون
روپیہ خوشامد خورون چاپلوسون کو مفت دے ڈالا ہے۔ اگر کسی نے اعتراض کیا تو یہ جواب
دیا۔ یہہ مال ہمارا۔ ہماری میراث ہی۔ یہہ ملک ہماری تلوار کے مفتوحہ ہین ہم جسکو چاہین
دین ہمپر کوئی گناہ نہین حالانکہ یہہ دعوی اونکا غلط تھا اور قول باطل بلکہ ملکی فتوحات سے

جو کچھہ حاصل ہوا وہ خدا کا مال تہا جسکو ہمارے نیزون ہماری تلوارون نے فتح کیا۔ اے
بہادرو! اللہ کے بندو! ان ظالمون کو مارو قتل کرو۔ اگر یہہ غالب ہو جاوین گے تو
تمہارا دین و دنیا دونون ضائع کردینگے۔ ان لوگون کا حال تم خوب جانتے ہو اور انکی
حقیقت سے کما حقہ واقف ہو۔ خدا کی قسم۔ اب بہی یہہ لوگ شرارت سے باز نہین آتے۔

ایک جانب تو ان تقریرون کا زور شور تہا اور دوسری طرف لڑائی کا بازار گرمی پر
یہہ لڑائی بڑے زور و نیر تہی تقریباً ظہر تک اس نے طول کہینچا اور ایک سی شدت پر
رہی۔ عبداللہ بن بدیل حریف کے لشکر کو پیچہے ہٹا دیتے تہے مگر وہ پہر اپنے مقام پر آجاتا
تہا بعد ظہر کے انہون نے یکبارگی مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ حبیب بن مسلمہ کے پانون
اوکہڑ گئے اور مجبور حضرت معاویہ کے خیمہ تک پیچہے ہوتے ہوے لوٹے۔ حضرت معاویہؓ
نے جو یہ رنگ دیکہا تو ان لوگونکو جنہون نے مرنے پر بیعت کی تہی حبیب کی کمک پر
روانہ کیا۔ یہہ لوگ تازہ دم تہے انکے مل جانیسے ہمراہیان حبیب بن مسلمہ قوی پشت
ہوگئے اور سنبہلکر اس شدت کا حملہ اور یکبارگی ہلہ کیا کہ میمنہ اہل عراق کی ترتیب
جاتی رہی۔ لوگ منتشر ہوگئے۔ عبداللہ بن بدیل کے ساتہہ صرف تین سو یا دو سو جنگ آور
سپاہی گروہ قراء سے رہ گئے یہہ ایک دوسرے کے سہارے سے میدان جنگ مین
نہایت پامردی کے ساتہہ قائم رہے اور باقی بہاگ کر جناب امیر المومنین کے پاس
جا پہونچے۔ اب تہوڑی دیر کیلئے میمنہ عراق گویا بالکل صاف ہوگیا۔ امیر المومنین رضؓ نے
یہ رنگ ملاحظہ فرماکر فوراً سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کی جماعت سے عبداللہ بن بدیل کی
مدد پر مقرر فرمایا۔ چونکہ میمنہ پر اب روک نہین رہی تہی لہذا اہل شام کا ایک گروہ کثیر
سہل بن حنیف کے سد راہ ہوا اور انکو عبداللہ بن بدیل تک نہ پہونچنے دیا۔ لڑائی کا عنوان

زیادہ خطرناک ہوگیا میمنہ وقلب کے درمیان اہل یمن تھے۔ جسوقت میمنہ کو ہزیمت ہوئی اہل
یمن بھی اپنا مقام چھوڑکر قلب کی جانب اولٹے پھرے۔ ابھی میمنہ سنبھلنے نہ پایا تھا
کہ اہل میسرہ کو بھی ہزیمت ہوئی۔ بنی مضر جو حصہ میسرہ پر تھے بھاگ نکلے البتہ ربیعہ
بکمال استقلال سے لڑتے رہے۔ امیرالمومنین میمنہ کا انتظام نہ کرپاے تھے کہ میسرہ
کی شکست دیکھکر انکے سنبھالنے کے غرض سے ادہر رُخ کیا۔ آپکے ہمراہ اسوقت صرف
حضرات حسنین ومحمد تھے۔ تیرونکا مینہہ برس رہا تھا۔ کبھی کبھی تیر آپکے شانہ اور گردن
کے بیچ مین ہوکر نکل جاتا تھا۔ آپکے صاحبزادے آپکے آگے ہوجاتے اور آپ کی
حفاظت کرتے مگر آپ اونکو سامنے سے ہٹا دیتے تھے۔ احمر خادم ابوسفیان آپ کو تنہا
دیکھکر جلدی سے جھپٹا۔ ادہر سے آپکا خادم کیسان اوسکے ارادہ پر مطلع ہوکر مثل تیر کے
اوسکے سرپر پہونچا اور دونون مین لڑائی ہونے لگی۔ ابھی تلوار کے دو دو ہاتھہ چلے تھے
کہ کیسان کام آیا۔ امیرالمومنین رضؓنے لپک کر احمر کی زرہ پکڑلی۔ اوسکو سرسے اونچا اوٹھاکر
زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہڈیان چُرمُر ہوگئین۔ لشکر شام آپ کو جنگ مین مصروف پاکر
آپ کی طرف متوجہ ہوا مگر ربیعہ نے آگے بڑہکر اونکا زور توڑ دیا۔ آپ لشکر شام کو قریب پاکر
بہت جلد اونکی طرف متوجہ ہوے۔ امام حسن رضؓنے عرض کیا۔ اے والد بزرگوار۔ آپ
جلدی سے اپنے لشکر مین ہوجاوین تو بہتر ہوگا۔ فرمایا۔ "جان پدر! تمہارے باپ کے
واسطے بھی ایک دن مقرر ہے کہ اوس سے تجاوز ممکن نہین۔ نہ کوشش کرنیسے وہ وقت
ٹل سکتا ہو اور نہ جلدی چاہنے سے وہ دن آسکتا ہے۔ خدا کی قسم تمہارے باپ کو کچھہ
پرواہ نہین کہ موت اوسپر آپڑے یا وہ از خود موت پر جا پڑے"

اس دار وگیر مین میدان جنگ سے گرد وغبار اسقدر بلند ہوا کہ یکا نم پہچانا نہ جاتا تھا

آپنے ربیعہ کے قریب جاکر اونکو پکار کر فرمایا۔ یہ کسکا علم ہے اور کون لڑ رہا ہے۔ جواب ملا۔ آپکی جان نثار ربیعہ۔ ارشاد ہوا بیشک یہ اونکا علم ہے جنکا حافظ و نگہبان آج کے دن خدا ے مہربان ہے۔ شاباش صبر و استقلال کیساتھ لڑتے جاؤ۔ حصین بن منذر سے فرمایا۔ اے جوان شیر دل ذرا اپنا علم ایک گز اور آگے بڑہا دے۔ وہ بولے۔ حضور۔ ایک گز کیا بلکہ دس گز آگے بڑہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ اسقدر آگے بڑہ گئے کہ آپنے فرمایا۔ بس اب اپنی جگہہ ٹہیرے رہو۔ ربیعہ نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا۔ دیکہنا۔ آج دشمنون کا زور زیادہ ہے۔ خدانخواستہ اگر امیر المومنین کے دشمنونکو چشم زخم زمانہ پہونچا اور تم مین سے ایک بہی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب مین کوئی بے عزت و رسوا نہ ہوگا۔ لڑو! لڑو!! دیکہو۔ آگے کے سوا پیچہے قدم نہ پڑین"۔ ربیعہ اوسدن اس شجاعت و جانفشانی سے لڑے کہ کبہی کسی معرکہ مین ایسی کد و کاش نہ کی تہی۔ اوسوقت جناب امیر المومنین نے اونکی تعریف مین چند اشعار پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

یہہ سیاہ پہریرے والے علم کسکے ہین۔ جب اونسے کہا گیا کہ آگے بڑہ جاؤ تو حصین کا قدم آگے تہا اور علم لئے ہوے آگے بڑہے اس حال مین کہ حوض موت اور خون سے بہرے چہلک رہے تہے۔ ہم نے ابن حرب کو اپنے نیزون اور تلوارونکا مزہ خوب چکہایا یہانتک کہ وہ پیٹہہ دیکر بہاگ نکلے۔ جس قوم نے وقت مقابلہ کے صبر و ثبات کے ساتہہ اونکا مقابلہ کیا اور اوس وقت خطرناک مین کہ بہادرون کی آوازین خوف سے پست ہو جاتی تہین یہہ قوم سینہ سپر رہی۔ خداوند تعالی اس بہادر قوم کو جزاے خیر عطا فرماے۔ یہہ لوگ بڑے جانباز۔ مردان کارزار۔ کریم النفس ہین۔ اونکے اخبار و حکایات پاکیزہ۔ اونکی عادات و خصائل پسندیدہ ہین۔ یہہ قبیلہ ربیعہ کے لیفشٖ خاندانی لوگ ہین۔

جسوقت لشکر خونخوار وسیاہ جرار کے مقابل ہوتے ہین تو انکے جوہر شجاعت آشکارا ہوتے ہین۔

اس عرصہ مین اشتر خرامان خرامان اہل میمنہ کی ہزیمت سے شکستہ خاطر آپکے سامنے سے گذرے یہ میمنہ کی جانب جارہے تھے اور آپ میسرہ کی طرف متوجہ تھے۔ آپنے اشتر کو بلایا۔ لبیک مالک" اشتر لبیک کہتے ہوے حاضر ہوے۔ آپنے فرمایا۔ تم اس قوم ہزیمت خوردہ کی طرف جاکر میری طرف سے پیغام دو کہ تم لوگ اس موت سے بھاگ کر کہان جاؤگے۔ تم موت کو اپنی جان بچاکر بھاگنے سے عاجز نہ کرسکوگے۔ بالفرض اسوقت جان بچ گئی اور کچھہ حیات ناپائدار ہاتھہ آئی تو یہ زندگی گئے دن کی۔ یہہ باقی رہنے والی نہین۔ اشتر نے بآواز بلند یہہ الفاظ ادا کئے اور جناب امیرالمومنین کا پیام جملہ منہزمین کو سنا دیا۔ پھر جوش مین آکر چلا اوٹھے۔ اَنَا الْاَشْتَرُ۔ اَنَا الْاَشْتَرُ۔ اِلَیَّ۔ مین اشتر ہون مین اشتر ہون۔ میری طرف آؤ۔ منہزمین سے بعضے اس آواز پر اشتر کے پاس لوٹ آے اور بعضے بھاگے چلے گئے۔ اشتر نے چلا کر کہا۔ اے لوگو۔ آج تمنے کیسی لڑائی کی صورت بگاڑ دی۔ اے بنی مذحج۔ صرف تم لوگ میرے پاس آؤ۔ اس آواز پر مذحج نے جواب دیا اور ایک گروہ اشتر کے پاس آن پہونچا۔ اشتر نے اونسے کہا۔ تم نے کوئی کام خدا کی رضا کا نہین کیا۔ اپنے دشمن کے دفع کرنے مین اپنی قوم کی کوئی خیرخواہی نہین کی یہہ کیا بات ہے۔ یار و تم نامی بہادر جنگجو۔ مرد میدان اپنے دشمن پر صبح تڑکے چھاپا مارنے والے۔ جوانان کارزار شہسوار روز جنگ ہوکر اپنے ہم چشمون ہمعصر و نکی ہلاکت و تباہی کا سبب ہوتے ہو۔ ایسے نشانہ انداز نیزہ باز سفاک ہوکر کہ حریف کو مار کر خون کا بدلا نہین دیتے۔ اونکے مقتولین کا خون رائگان و مفت جاتا ہے۔ اگر آج کے دن ہمت ہار دوگے تو کل سب بہادر تمہاری ہی پیروی کرینگے۔

پھر بہادری وجوانمردی کا نام صفحۂ روزگار سے مٹ جائیگا۔ اب اپنے امیر المومنین کی خیرخواہی وجان نثار بن جاؤ اور سچے دل وحوصلہ سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ خداوند تعالیٰ سچونکا دوست ہے اور اونکے ساتھ۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے ان لوگو مین سے ایک مرد بھی دین مین میرے نزدیک مچھر کے پر کی برابر قدر وعزت نہین رکھتا۔ آج میرے منہ کو روشن کرو۔ اسکی رونق گئی ہوئی تمہاری کوشش سے پھر آجائیگی۔ خداوند تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح نصیب کرے۔ جماعت اعظم کی اتباع کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی طرف ہے اشتر کی اس دل بڑہانے والی تقریر نے مذحج کے سینو مین ایک آگ لگا دی۔ سب نے مشتعل وریکزبان ہو کر کہا۔ آپ جس مقام پر ہمارا ہونا پسند کرین ہم اوسی جگہ ہونگے اشتر نے مذحج کو لیکر سب سے بڑے حصہ لشکر شام پر حملہ کر دیا۔ یہہ حصہ شامیونکا اہل عراق کے میمنہ پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا مذحج اوسکے مقابل مین اڑ گئے اور مار مار کر ہٹانے لگے۔ ہمدان کی چند نوجوان (جو قبیلہ کے آٹھہ سو تعداد مین تھے) ایک سے ایک بڑھکر جنگجو میمنہ مین قائم رہے اور آج کے دن وہ داد شجاعت دی کہ انکے ایک سو اسی جوان اور گیارہ سردار بہ ترتیب ذیل معرکہ مین کام آے سب سے اول ذویب بن شریح علم بردار ہو کر مارے گئے۔ ان کے بعد شرحبیل۔ مرثد۔ ہبیرہ۔ یریم۔ سمیر۔ (یہ سب شریح کی اولاد ہین)۔ عمیرہ۔ حارث بشیر کے لڑکے۔ سفیان۔ عبداللہ۔ بجر۔ زید کے بیٹے۔ یہ سب یکے بعد دیگرے علم لیتے اور قتل ہوتے چلے گئے ان سب کے بعد وہب بن کریب نے علم لیا۔ وہ اپنی بقیہ قوم کے ساتھ معرکہ جنگ سے افسوس کرتے ہوے میمنہ کی ہزیمت سے برداشتہ خاطر یہہ کہتے ہوے واپس جا رہے تھے۔ کاش اسوقت عرب مین ہمارا کوئی ساتھی ہوتا اور ہم سے مرنے یا فتحیاب ہو کر معرکہ سے لوٹنے پر قسم لے لیتا تو ہماری شجاعت کے جوہر ظاہر ہوتے یا تو ہم فتح پا کر سرخرو میدان جنگ سے واپس آتے

یا قتل ہوکر اپنے بہائیونسے مل جاتے۔ اشتر نے جواب دیا۔ یارو۔ رنجیدہ نہو۔ ہم تمہارے ساتہہ ہین۔ ہم قسم کہاتے ہین کہ جبتک مظفر ومنصور نہ ہونگے میدان کارزار سے منہ نہ موڑینگے اور اگر موت آگئی تو خیر اوسی میدان مین لڑکر جان دینگے۔ اہل ہمدان یہ سنکر اشتر کے ساتہہ ہولئے۔ اشتر نے ہمدانی گروہ لیکر میمنہ اہل شام پر حملہ کردیا۔ اشتر کی ہمت سے تمام لشکر مین ایک جوش وخروش پیدا ہوگیا اور لوگون نے بہی حملے شروع کردیئے۔ جو لوگ بہاگے تہے وہ بہی لوٹ کر مل گئے۔ اشتر جس جماعت پر گذرتے اوسکو صاف کردیتے۔ جو گروہ مقابل ہوتا اوسکا منہ پہیر دیتے۔ بازار قتل جو اس سے قبل چند لمحے کیلئے ٹہنڈا ہوگیا تہا ازسر نو پہلے سے زیادہ گرم ہوگیا۔ اشتر جنگ مین مصروف تہے ناگاہ زیاد بن نضر حارثی کو دیکہا کہ لڑائی مین مارے گئے اور لوگ اونکو اوٹہائے ہوے اپنے لشکر مین لیجارہے ہین۔ یہ عبداللہ بن بدیل کی مدد کو آئے تہے۔ زیاد نے آگے بڑہکر علم لیا۔ انکے آجانے سے میمنہ پہر سنہل گیا مگر یہہ مارے گئے۔ انکے بعد یزید بن قیس ارحبی کو لوگ اسیطرح اوٹہائے ہوے لئے جارہے تہے۔ اشتر نے دونون صاحبونکو اس حال مین دیکہکر افسوس کیا اور کہا صبر کا مقام ہے۔ افسوس کیسے کیسے لوگ کام آے۔ اب بہی اس شخص کو خدا سے شرم نہین آتی اسقدر خونریزی ہوئی مگر اسکے دل کی آگ فرو نہین ہوئی۔ اب بہی باز آجاتے جو باقیماندہ مسلمان بچ جاتے۔ یہہ کہکر سخت حملہ کردیا۔ انکے ساتہہ حارث بن جمہان بہی مل گئے۔ دونون نے ایک ساتہہ ملکر لڑائی کا پلہ دوبالا کردیا۔ مابین عصر ومغرب لشکر شام تتر بتر ہوکر بدحواس گرتا پڑتا بہاگا۔ اشتر اور انکے ہمراہیون نے مارتے مارتے منہزمین کو حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچا دیا اور لڑتے بہڑتے عبداللہ بن بدیل کے پاس پہونچ گئے۔ یہ دوسو یا تین سو قاریونکے ساتہہ اہل شام کے نرغہ مین تہے۔ جب شامی بہاگے سامنے کا میدان کہل گیا

کررہاہون اور امید ہے کہ آج محروم نہ رہونگا۔ اے اللہ کے بندو۔ اب دشمنان خدا سے جہاد کرنے مین کیا انتظار ہے۔ اس دار ناپائدار کے آگے دار آخرت ہے اور مین تو ادہر متوجہ ہوتا ہون" انکی اس تقریر سے انکے بہائی عبید اللہ۔ عوف۔ مالک۔ ساتہہ ہوتے اور یہانتک تیغ زنی کی کہ دنیا سے سفر کر گئے۔

لشکر شام سے شمر بن ذی الجوشن شیر کی طرح ڈکارتا ہوا نکلا۔ ادہر سے اُدہم محرز باہلی اُسکے مقابل ہوے۔ دونون مین ایک وار تلوار کا چلا مگر کسیکو کچہہ صدمہ نہ پہونچا۔ شمر پیاسا تہا۔ میدان سے پہر کر پانی پیا پہر تازہ ہو کر آیا اور نیزہ کا ایک وار کر کے ادہم کو مار کر گرا دیا۔

بجیلہ کا علم ابو شداد قیس بن ہبیرہ احمسی کے ہاتہہ مین تہا۔ (انکے باپ بہ لقب مکشوح مشہور ہین) قیس نے اپنے ہمراہیون سے کہا۔ چلو اس شخص سنہری ڈہال والے (عبدالرحمٰن بن خالد) پر حملہ کرین یہہ کہکر حملہ کیا۔ بعد مقاتلہ سخت کے عبدالرحمٰن کے قریب پہونچکر اونپر تلوار چلائی حضرت معاویہؓ کا ایک رومی غلام بیچ مین آگیا اور انکا وار روک کر ایک ہاتہہ تلوار کا چہوڑا جس سے انکے پائونکا پنجہ اوڑ گیا قیس نے سنبہلکر پہر وار کیا اور غلام رومی کو قتل کر ڈالا۔ چارون طرف سے انپر نیزے چلنے لگے اور یہہ شہید ہوے۔ پہر عبداللہ بن قلع احمسی نے علم لیا اور لڑتے لڑتے مارے گئے۔ انکے بعد عفیف بن ایاس نے علم سنبہالا اور آخر جنگ تک علم انہین کے ہاتہہ مین تہا۔

حازمؓ بن ابی حازم قیس بن ابی حازم کے بہائی اور حضرت ابو حازمؓ دونون شہید ہوے نعیم بن صہیب بن عیلہ بہی کام آے۔ یہہ سب قوم بجیلہ سے امیر المومنین کے ساتہہ تہے۔

امیر المومنین یہہ ملاحظہ فرما کر کہ آپکے اہل میمنہ لڑ بہڑ کر پہر اپنے مورچہ پر آگئے اور دشمنونکی جمعیت پراگندہ کر کے سامنے کا میدان صاف کر دیا اونکی طرف تشریف لاے۔ اون کے بہاگنے پر ملامت اور پہر لوٹ آنے پر تعریف کی اور کہا مین نے تمہاری ہزیمت اور شکست کو

دیکھا جبکہ صحرائی سنگدل بدوی قوم اور دیہاتی شامیون نے تمپر حملہ کرکے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا۔ مجھکو سخت تعجب ہوا کہ تم لوگ تو عرب مین سردار اور اشراف تھے۔ خدا کی عبادت کرنیوالے شب بیدار۔ راتو نکو قرآن پڑہنے والے۔ اہل حق اور حق کی دعوت دینے والے ہو۔ ان گنوارو حملے سے کس طرح بہاگ نکلے۔ اگر تم بہاگنے پر اب نہ لوٹ آتے اور ہزیمت کہا کر پہر حملہ نہ کرتے تو اس صورت مین تم ضرور اوس سزا کے مستحق ہوتے جو لڑائی سے بہاگنے والے کے واسطے مقرر ہے اور تم یقیناً گروہ ہالکین مین ہوجاتے لیکن تمہارے اس دوبارہ جرأت و حملہ نے میری دل کا کہٹکا نکال دیا اور میرے سینہ کی سوزش وقلق خوشی و راحت کے ساتھہ بدل گئی مین نے بچشم خود دیکھہ لیا کہ جس طرح اونہون نے تمکو ہزیمت دی تہی تمنے بہی اونکو مار کر بہگا دیا اور جیسے شامیون نے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا تہا۔ تم نے بہی اونکو اس طرح بہکا دیا جس طرح اونٹونکا گلہ بہڑکایا ہوا بدحواس ہوکر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بہاگتے ہین اب تم کو لازم ہے کہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالے کی طرف سے تمپر اطمینان اور تسکین قلب نازل ہوئی ہے۔ خداوند کریم تم کو یقین کے ساتھہ قایم رکہیگا اور بہاگنے والے کو یقین کرلینا چاہیئے کہ وہ خدا کو ناخوش کرنیوالا اور اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنے والا ہے۔ آپ کی اس جوش دلانے والی تقریر نے بہادرونکے حوصلے بڑہا دیئے۔ لڑائی کا بازار جو اس سے پیشتر تہوڑی دیر کیلیئے سرد ہوگیا تہا پہر گرم ہوگیا تلوارون اور نیزونکے چلنے کی آوازون اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤن سے میدان جنگ دوبارہ گونج اوٹہا۔ فریقین سے دلاوران نبرد آزما نشہ شراب شجاعت سے مست شوق جنگ مین بڑہ بڑہ کر حملے کرنے لگے۔

بشر بن عصمہ مری لشکر ابی عراق سے نکلکر شامی گروہ مین مل گئے تھے۔ اس معرکہ مین بشر نے مالک بن عقدیہ جشمی کو دیکہا کہ شامیون سے لڑرہے ہین اونکو اسپر سخت غصہ آیا۔ نیزہ لیکر انپر

جیپٹے۔ دو چار طعن طرفین سے چلے کہ مالک زخمی ہو گرے۔ بشر نے انکو قتل نہین کیا مگر زخمی کرنے پر
متاسف اور اپنے دل مین کمال نادم تھے۔

عبداللہ بن طفیل بکائی نے لشکر شام پر حملہ کیا جب معرکہ سے واپس ہوئے بنی تمیم مین سے
قیس بن مرہ نامی جو دراصل عراقی تھے عبداللہ کے مقابل ہوے اور اپنا نیزہ انکے دونون
شانون کے بیچ مین رکھہ دیا۔ یزید بن معاویہ عبداللہ کے چچیرے بھائی دونون کے بیچ مین آگئے۔
اور اپنا نیزہ تمیمی کے پس پشت لگا کر کہا۔ واللہ۔ ابھی نیزہ پار کرتا ہون تمیمی بولے۔ تمکو خدا کی قسم
ہی اگر مین نیزہ تمہارے رفیق سے الگ کرون توتم بھی اپنا نیزہ مجھسے الگ کرلینا۔ آخر ایک نے
دوسری سے اپنا نیزہ ہٹالیا۔ ایک مرد عکی شامی میدان مین آکر مبارز طلب ہوا۔ لشکر عراق سے
قیس بن فہدان کندی اوسکے مقابل ہوے۔ دونون مین کچھہ دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر
عبدالرحمن نے عکی کو نیزہ سے مار ڈالا قیس بن یزید میدان جنگ مین آے ادہر سے ابوالعمرطہ
بن یزید انکے ہم نبرد ہوے۔ چونکہ دونون بھائی بھائی تھے ایک دوسرے کو پہچان کر بغیر جنگ
میدان سے واپس گئے۔

لشکر عراق مین سے اس روز بنی طے نے سخت ہنگامہ قتال گرم کیا۔ شامیون نے انکے واسطے
ہر چہار طرف سے جمع ہو کر حملہ کرنا چاہا جب بنی طے اور شامیون سے مقابلہ ہوا شامیونکی طرف سے
حمزہ بن مالک ہمدانی نے آگے بڑھکر بنی طے سے سوال کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ ان مین سے عبداللہ بن
خلیفہ نے جو بڑے لسّان۔ شاعر خوش بیان شیعی مذہب تھے یہہ جواب دیا۔ ہم بنی طے ہین۔ نرم وریتلی
زمین کے رہنے والے اور پہاڑ کے باشندے۔ ہم طے نیزہ باز ہین۔ ہم طے مرد میدان کارزار ہین۔
شہسوار صبح کے وقت تاخت وتاراج کرنے والے۔ حمزہ بن مالک نے کہا سبحان اللہ۔ تم نے اپنی
قوم کی خوب تعریف کی۔ پہر فریقین مین خوب جمکر لڑائی ہوئی۔ عبداللہ بن خلیفہ نے اپنی قوم سے کہا

میرا سب مال تم پر سے قربان ہو دین اور شرافت بڑہو۔ بشر بن عسوس کی ایک آنکہہ اس جنگ مین جاتی رہی۔

قبیلہ نخع نے خوب حق شجاعت ادا کیا۔ یہہ قبیلہ لشکر عراق سے نکلکر شامیونکی طرف بڑہا۔ اس گروہ مین سے اصحاب ذیل نے جان فروشی کی اور لڑتے لڑتے جان دی۔ حیان۔ بکر۔ ہوذہ کی لڑکے شعیب بن نعیم۔ ربیعہ بن مالک بن وہیل۔ اُبی علقمہ بن قیس فقیہ کے بہائی۔ یہ بنام اُبی الصلوٰۃ مشہور تہے کیونکہ بڑے نمازی تہے۔ علقمہ کا پائون جنگ مین کٹ گیا۔ وہ کہا کرتے تہے۔ مجھکو اپنے پائون کے ضائع ہونیکا کچھہ غم نہین اگر یہہ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم ہوتا تو کیا تہا۔ اسکے کٹنے سے تو امید رکہتا ہون کہ خدا کے گہر اس مصیبت کا اجر عظیم عنایت ہوگا۔ علقمہ کہتے ہین۔ مین نے خواب مین اپنے بہائی اُبی کو دیکہا۔ مین نے سوال کیا۔ تمکو اس جنگ کا کیا ثواب و عوض ملا۔ جواب دیا۔ خدا کے روبرو ہم اور ہمارے حریف دونون پیش کئے گئے۔ ہم دونو مین بحث ہوئی ہم اونپر غالب آئے اور وہ مغلوب ہوے۔

لشکر شام سے قبیلہ حمیر نے مع دیگر شامیون کے ایک جماعت عظیم کے ساتہہ بسرداری ذوالکلاع و عبید اللہ بن عمر الخطاب رض لشکر اہل عراق پر حملہ کیا۔ قبیلہ حمیر میمنہ اہل شام تہا۔ ادہر سے انکے جواب دینے کو میسرہ اہل عراق سے ربیعہ بسرداری حضرت عبد اللہ بن عباس رض بڑہے۔ حمیر نے انپر سخت حملہ کیا مگر انہون نے اس استقلال و جوانمردی کے ساتہہ جواب دیا کہ حمیر کے قدم اوکہڑ گئے۔ عبید اللہ بن عمر رض نے پہر ہمت دلائی اور للکار کر کہا۔ اُے بہادران شام۔ یہی لوگ اہل عراق تو قاتلین حضرت عثمان رض اور جناب علی رض کے دوست و مددگار ہین انکو چہوڑ کر کہان جاتے ہو۔ ذرا خدا کا خیال کرو۔ اسی مردانگی پر حضرت عثمان رض کے خون کا بدلا لینے آے تہے۔ اس ترغیب سے پہر ایک بار جی توڑ کر حملہ کیا گیا۔ پہر بہی ربیعہ میدان جنگ مین قدم جمائے رہے۔ اسی معرکہ مین

عبید اللہ بن عمرؓ اپنے لشکر کے آگے آگے اشعار رجز پڑہتے جاتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ نے انکو دیکھکر آواز دی "اے ابن عمرؓ۔ کس بنا پر ہم سے لڑتے ہو۔ اگر اسوقت تمہارے باپ زندہ ہوتے تو تجہسے ہرگز نہ لڑتے" جواب دیا "مطالبہ خون عثمانؓ مین تم سے یہہ ساری جنگ وجدال ہے" آپنے فرمایا "اے عبید اللہ۔ تم حضرت عثمانؓ کا خون طلب کرتے ہو اور خداوند تعالی تمسے ہرمزان کے خون کا مطالبہ کریگا" پھر آپنے اشتر کو حکم دیا کہ عبید اللہ کا مقابلہ کرو۔ اشتر بہی رجزیہ شعر پڑہتے ہوے اونکے سامنے آے مگر عبید اللہ مقابل مین نہ ٹہیرے اور پہر میدان طلبی نہ کی حمیر کے مقابل مین ربیعہ نے صبر واستقلال سے کام لیا مگر چند لوگ جو تلوار کی چوٹین برداشت نہ کرسکے بہاگ نکلے۔ علم بردار اور دوسرے مضبوط دل۔ قاریان وحفاظ قرآن انکے مقابلہ مین اڑے رہے۔ بہاگنے والی جماعت مین خالد بن معمر بہی ہین۔ اوّلاً بہاگنے والونکے ساتہہ یہہ بہی بہاگے مگر جب پہر کر دیکہا کہ انکی قوم ربیعہ کے حفاظ وعلم بردار میدان مین جمے لڑرہے ہین تو پلٹے اور گروہ منہزمین کو بہی واپس کرکے دوبارہ لڑائی مین شریک ہوے۔

خالد کی نسبت لوگون نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین چغلی کہائی تہی کہ یہہ حضرت معاویہؓ سے خط وکتابت رکہتے ہین۔ آپنے خالد کو مع اونکی قوم ربیعہ کو بلاکر تحقیقات فرمائی اور حکم دیا کہ اگر تم نے ایسا فعل کیا ہے تو ہمسے الگ ہوکر جس جگہہ چاہو چلے جاؤ مگر معاویہؓ کی عملداری سے باہر دوسری جگہہ اختیار کرو۔ خالد نے انکار کیا اور اپنی برارت مین گواہ پیش کئے۔ انکی طرف سے ربیعہ نے کہا۔ ای امیر المومنین۔ اگر ہمکو خبر ہوتی کہ یہہ معاویہؓ سے ملے ہوے ہین تو ہم انکو ابتک زندہ کیون چہوڑتے۔ آپنے ضمانت لیکر خالد کو بری کردیا اور یہہ لڑائی مین شریک رہے۔ اسوقت کے بہاگنے پر لوگون نے انکو پہر متہم کیا کہ بیشک یہہ اہل شام سے ملے ہین۔ بہاگنا انکا اس غرض سے تہا کہ ہمکو ہزیمت ہو۔ خالد نے یہہ عذر کیا کہ مین بہاگنے والونکے پیچہے اسلیے

غرض سے گیا تھا کہ انکو ہمت دلا کر واپس لاؤن چنانچہ جن لوگون نے میرا کہنا مانا اونکو پھیر ہی لایا۔
الغرض جسوقت ہزیمت خوردہ جماعت واپس آکر ربیعہ سے مل گئی پھر لڑائی کا رنگ بدل گیا
اور تھوڑی دیر کو جو ہزیمت کے آثار نمایان ہوی تھے وہ رفع ہو گئے اور پھر حمیر کے ساتھہ سخت
لڑائی ہونے لگی۔ اس اثنا مین زیاد بن عمر بن حصفہ عبد القیس کے گروہ مین پہونچے اور کہا۔ ای عبد القیس
آج ربیعہ کا خاتمہ ہی۔ گروہ عبد القیس سنتے ہی ربیعہ سی آملے اور اونکی گئی ہوئی قوت کو سنبھالا۔
عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ربیعہ کے حق مین مضر معلوم ہو رہا تھا اب موافق و مفید ہو گیا۔
حمیر کے چھکے چھوٹ گئے۔ اونکی قوم کی بہت سے لوگ مارے گئے۔ سمیر بن ریان عجلی کام آے۔ اون کے
سردار ذوالکلاع حمیری عبید اللہ بن عمرؓ۔ محرز بن صحیح بصری کے ہاتھہ سے قتل ہوے محرز نے
عبید اللہ بن عمرؓ کی تلوار ذوالوشاح لے لی۔ یہہ تلوار جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ کی دی ہوئی
تھی پھر جب حضرت معاویہؓ عراق کے حکمران ہوے یہہ تلوار محرز سے لے لی۔ بعضی کہتے ہین کہ
عبید اللہ کے قاتل ہانی بن خطاب ارحبی ہین۔ بعضو نکے نزدیک مالک بن عمرو تنعی حضرمی نے
انکو شہید کیا۔

جب امیر معاویہؓ نے دیکھا کہ اہل شام سب کے سب اس جنگ مین کام آے جاتے ہین اور
اہل عراق کسی طرح جنگ سے نہین رُکتے تو نعمان بن جبلہ تنوخی کو جو اپنے قبیلہ پر صاحب علم اور افسر
تھے بلا کر کہا مین چاہتا ہون کہ تمہاری قوم پر تم سے زیادہ حملہ کرنے والا اور معرکہ مین ہوشیار
کارگذار افسر کردان۔ نعمان نے جواب دیا اگر ہم کسی اور معرکہ جنگ مین کسی لشکر عظیم مین ہوتے
تو آپ ہماری جرأت و بہادری ملاحظہ کرتے مگر ایسے وقت کیا کرین وہ لوگ بھی تیغ بُران اور
تیرے خون فشان رکھتے ہین پھر ہم اونسے لڑ رہے ہین۔ یہہ بھی جانتے ہین کہ ہمارے مقابل صاحبان
بصیرت اہل حق ہین۔ واللہ ہم نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور آپ کے ملک کی حفاظت اپنے

دین پر اختیار کی اور آپ کی خواہش بموجب دیدہ و دانستہ راہ حق چھوڑ دی۔ ہم حق کو خوب پہچانتے تھے مگر آپکے اتباع مین اوس سے الگ ہوگئے اور ابن عم رسول اللہ کے مقابلہ مین ہم کو توفیق راہ حق نہ ہوئی۔ آپکے ملک و حکومت کے بچانے مین گمراہ ہوے حالانکہ ہم جانتے ہین کہ جناب علیؓ سابقین اسلام اول مہاجرین۔ دیگر فضائل مین آپ سب سے افضل ہین۔ اگر ہم اونکے مطیع ہوتے اور اونکی طرف سے لڑتے تو بیشک اپنی قوم کے واسطے اچھا کرتے ہماری محبت اونکے واسطے ظاہر ہوتی لیکن ہم تو آپکے مطیع ہو چکے اب اسکو پورا کرنا ہے چاہے گمراہ ہون یا حق پر۔ اور یہ بالیقین معلوم ہے کہ حق کہان ہی ہم تو بالکل گمراہ ہوگئے جبکہ آپکے ساتھہ ہوے۔ اب غوطہ کے انجیر اور وہانکے میوہ جات کی حفاظت مین لڑتے ہین کیونکہ اسکا تو ہم کو یقینی طور سے علم ہوگیا کہ جنت کے میوے اور اوسکی نہرین ہمارے نصیب مین نہین ہین خیر دنیا ہی سنبھل جاوے تو غنیمت ہے۔ یہ کہکر اپنی قوم مین چلے گئے اور لڑائی مین مصروف ہوے۔

عبید اللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ جب کسی جنگ کو جاتے تو انکی بیویان انکے بدن پر سلاح جنگ آراستہ کرتین صرف ایک بیوی شیبانیہ جو ہانی بن قبیصہ کی بیٹی تھین انکے متعلق یہہ خدمت نہ تھی چنانچہ جس روز شہید ہوے ہین حسب دستور مسلح ہوکر سب سے رخصت ہوے شیبانیہ سے متوجہ ہوکر کہا مین آج تمہاری قوم سے لڑنے جاتا ہون۔ میری نیت ہے کہ اپنے خیمہ کی ہر ایک طناب مین تمہاری قوم کے سردار قتل کر کے لٹکاؤنگا۔ بیوی نے کہا مین اس جنگ مین آپکا جانا پسند نہین کرتی۔ کہا۔ کسواسطے۔ جواب دیا۔ جو شخص اہل عراق کے مقابلہ مین نکلا وہ زندہ نہ پھرا اور میرا دل گواہی دیتا ہے اور گویا مین اپنی آنکھونسے اسوقت دیکھہ رہی ہون کہ آپ اونکے لشکر مین مقتول پڑے ہین اور مین اونسے آپکی لاش مانگ رہی ہون۔ آپنے یہہ سنتے ہی غضبناک ہوکر بیوی کے سر پر کمان کھینچ ماری کہ اونکا سر زخمی ہوگیا پھر کہا۔ تم ابھی دیکھہ لینا کہ مین تمہارے

سامنے کیسے کیسے سردار تمہاری قوم کے مار کر لاتا ہون یہہ کہکر میدان کارزار کو روانہ ہوے میدان
جنگ مین حریث بن جابر جعفی سے مقابلہ ہوا اور اوسکے ہاتہہ سے شہید ہوے۔ جب انکی بیویونکو
خبر ہوئی تو حضرت معاویہؓ سے درخواست کی کہ انکی لاش منگوا دین۔ آپنے فرمایا۔ ربیعہ سے مانگو۔
اور دس ہزار درم خرچ کرکے اونسے لاش لاو۔ الغرض وہ سب ربیعہ کے پاس گیئن اور اونسی اپنے
شوہر کی لاش طلب کی اور روپیہ دینے کہا۔ ربیعہ نے اس کی بابت جناب امیرالمومنین سے
رائے لی۔ آپنے فرمایا نہین مردہ لاش کیا بیچو گے شیبانیہ کے حوالہ کردو۔ آپکے حکم سے وہ لاش
اون عورتون کے حوالہ کی گئی۔

اس جنگ کے بعد حضرت عمار یہہ کہتے ہوی نکلے۔ اے اللہ۔ تو خوب جانتا ہے۔ اگر مجھے یہ
معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اس مین ہے کہ مین اپنے کو اس دریا مین پہینکدون تو بیشک مین ایساہی
کرتا۔ خداوندا۔ کاش مین معلوم کرلیتا کہ اگر تیری خوشی اسی مین ہے کہ مین تلوار کی دہار اپنے
پیٹ پر رکہہ لون اور اوسکو اس زور سے دباؤن کہ میری پشت سے اوس پار نکل جاے تو بلا شبہ
مین ایساہی کرتا۔ آلہ العلمین مین نہین جانتا کہ آج کے دن تیرے نزدیک اس گروہ فاسقین کے
جہاد سے کوئی عمل زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ کاشکے مجھکو معلوم ہوتا تو مین وہی عمل کرتا۔ واللہ مین خوب
جانتا ہون کہ یہ لوگ ہم سے لڑتے جاوینگے اور ہماری لڑائی سے ہاتہہ نہ روکین گے اور ہم کو
ایسی مار مارینگے کہ جہوٹے مدعی شک مین پڑجاوین قسم خدا کی۔ اگر یہ لوگ ہمکو مار کر ہجر کی گرم ہوون
تک بہگا دین تب بہی ہمکو یہی یقین ہوگا کہ ہم حق پر ہین اور یہ باطل پر۔ پہر لوگونسے مخاطب ہوکر
باواز بلند فرمایا۔ کون ایسا ہے جو خداوند تعالی کی خوشنودی کا جویان ہوا اور طلب رضای
مولی مین اپنے مال واولاد کی طرف پہر کر جانیکی تمنا نہ رکہتا ہو۔ عمارؓ کی زبان سے یہ فقرے پورے
نہ نکلے تہے کہ ایک گروہ نے سینہ سپر ہوکر آپکی ہمراہی اختیار کی۔ آپنے فرمایا ہمارے ساتھ چلو اور

اس گروہ مدعیان کاذب خون جناب عثمانؓ پر حملہ کرو قسم خدا کی یہ لوگ طالب قصاص عثمان
نہین لیکن انکو دنیا کی چاٹ پڑی ہے اور اوسکی لذات نے انکو اپنا عاشق وشید اکر لیا ہی۔ یہ لوگ بخوبی
جانتے ہین کہ جب حق انکے ذمہ ثابت ہوگا یہ اپنی خواہشات نفسانی حاصل کرنیسے محروم کر دیئے
جاوینگے اسواسطے اپنی مرادات دلی حاصل کرنیکو قصاص کی آڑ مین اپنی جانین بچا رہے ہین۔ انکو
فضل سوابق اسلامی حاصل نہین کہ جسکے ذریعہ سے لوگونکو اپنا مطیع کر لین اور اونپر والی وحاکم
بن بیٹھین۔ ناحق دیدہ و دانستہ اپنی تابعدار اقوام کو فریب دے رکھا ہے اور جہال کی بہکانیکو
پکار رہے ہین۔ ہای ہمارے امام مظلوم کو قتل کر ڈالا۔ انکی غرض یہہ ہے کہ اسی حیلہ سے زبردست
بادشاہ ہوجاوین اور یہ غرض انکی حاصل بہی ہو رہی ہے۔ اگر اسوقت یہ لوگ ایسا جھوٹا دعوی
مکر و فریب کے ساتھہ نہ کرتے تو آج انکی طرف دو آدمی بہی نہ ہوتے۔ خداوندا! اگر آج تو ہماری
مدد کریگا تو تیری رحیمی ہی تو ہمیشہ سے ہمارا ناصر و مددگار ہے اور اگر انکی فتح ہے تو جو کچہہ تیرے
بندونکے حق مین ان لوگون نے بدعتین کی ہین اسکے عوض انکو دار آخرت مین عذاب الیم کا مستحق
فرمایا۔ یہہ فرما کر آپ آگے بڑہے۔ اینکے ہمراہ ایک جماعت بہادران جانباز تہی۔ آپ صفین کے
حدود مین جس طرف ہوکر گذرتے اصحاب آنحضرت سے جو آپکو ملتے آپکے ساتھہ ہو جاتے یہانتک
کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ کے پاس پہونچے۔ یہ امیر المومنین علیؓ کے لشکر کے علم بردار تہے۔ آپکی
ایک آنکھہ جاتی رہی تہی حضرت عمارؓ نے فرمایا۔ ای ہاشم اعور ہمارے ساتھہ چلو۔ جو اعور لڑائی مین
نہ جاوی وہ اچھا نہین۔ اے ہاشم سوار ہو اور ہمارا ساتھہ دو۔ ہاشم بہی انکے ہمراہ ہوے۔
آپنے کہا۔ اے ہاشم آگے بڑہو۔ موت نیزونکی بہال کے نیچے ہے اور جنت زیر سایہ شمشیر آبدار
ہے۔ اسوقت آسمانونکے دروازے کہل گئے ہین حورین بناؤ سنگہار کئے ہماری منتظر ہین مین
آج اپنے دوستون حضور نبوی وغیرہ سے ضرور ملونگا۔

غنیمت جانتا ہون جان کا دنیا مین آنیوالون	نظاری ہونگے زیر خنجر خونخوار ہوتے ہین

غرضکہ اسی طرح لشکر شام پر حملہ کرتے بڑہے چلے جاتے تہے کہ عمرو بن العاص رض مل گئے۔ آپنے فرمایا
اُے عمرو۔ تف ہے تمپر۔ تم نے اپنے دین کو مصر کی عوض فروخت کر ڈالا" جواب ملا" یہہ بات نہین ہے
بلکہ مین خون جناب عثمان رض کا معاوضہ طلب کرتا ہون" حضرت عمار رض نے فرمایا "مین اپنے علم و
یقین سے گواہی دیتا ہون کہ تم اپنے ان افعال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہین چاہتے۔ اگر
آج قتل سے بچ گئے تو کل ضرور مرنا ہے اوسوقت تمکو معلوم ہوگا جبکہ ہر شخص کو علی قدر نیت
اوسکے عذاب و ثواب ملیگا۔ تم نے آج ہی اس علم بردار کے ساتہہ لڑائی نہین کی بلکہ تین بار
آنحضرت کے ساتہہ اسی علم بردار سے لڑ چکے ہو اور آج یہ چوتہی مرتبہ ہے۔ کیا تم کو یاد نہین ہے کہ آنحضرت نے
فرمایا ہے۔ عمار رض کو گروہ باغی ماریگا۔ کیا یہہ فعل تمہاری نیکی اور تقویٰ کی علامت ہے"

ایک مین ہون کہ کبہی اور پہ مائل نہوا	ایک تم ہو کہ مجہے یاد مدد مین بہولے

عمرو بن العاص رض نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا اور حضرت عمار رض پہر جنگ مین مصروف ہوے
پہر لڑتے لڑتے اپنی جگہہ واپس آے اور پانی مانگا۔ ایک عورت بنی شیبان کی ایک پیالہ مین
دودہ اور پانی ملا ہوا آپکے پاس لائی۔ آپنے پیالہ ہاتہہ مین لیکر فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔
آج کے دن نیزونکی بہالونکے نیچے اپنے احباب سے جاکر ملونگا۔ مخبر صادق نے سچ فرمایا تہا۔ آج
وہی وعدہ کا دن ہے۔ اے لوگو۔ تم مین سے کون آج نیزونکے نیچے ہوکر اللہ کے پاس جسانا
چاہتا ہے۔ پانی پیکر حضرت عمار رض شامی فوج مین گہس گئے۔ شامی چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے
اور نیزے چلنے لگے یہانتک کہ آپ لڑتے لڑتے شہید ہوگئے (ابن اثیر)

آپکو ابو الغاریہ عاملی اور ابو جوا سکسکی نے شہید کیا۔ آپکے سامان ہتہیار وغیرہ کی بابت
دونون مین جہگڑا ہوا۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کے پاس گئے اور فیصلہ چاہا۔ آپنے فرمایا

دُور ہو اور میرے سامنے سے چلے جاوٗ" حضرت عمار شام کیوقت شہید ہوے ہین۔ عمر شریف ۹۳ ترانوے سال کی تہی۔ آپکے جنازہ پر جناب امیر المومنین علی رضؓ نے نماز پڑہی اور بغیر غسل دیئے صفین ہین دفن کیئے گئے۔ آپکے نسب مین مورخین کا اختلاف ہے۔ بعضے آپکو بنی مخزوم کہتے ہین بعضے کہتے ہین کہ حلیف بنی مخزوم تہے۔ (مسعودی)

تقریب التہذیب مین ہے کہ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک عنسی۔ کنیت ابو الیقظان ہے مولی بنی مخزوم ہین۔

حبہ بن جوین عرنی کہتے ہین کہ مین نے حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ سے کہا۔ ہمکو کوئی حدیث فتنہ کی بابت سنائیے۔ فرمایا۔ تم اوس گروہ مین رہنا جس مین ابن سمیہ ہون کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے عمارؓ کو فرقہ گمراہ سرکش راہ حق سے دور قتل کریگا اور اونکا آخری رزق مرتے وقت دودہ پانی ہوگا" حبہ کا بیان ہی کہ مین بروز شہادت موقع پر موجود تہا۔ عمارؓ نے کہا۔ میرا آخری رزق لاوٗ۔ لوگ ایک پیالہ دودہ پانی کا جسکا حلقہ سُرخ تہا لاے۔

ذوالکلاع حمیری حضرت عمرو بن العاصؓ کی زبانی یہہ حدیث سن چکے تہے۔ ذوالکلاع عمروؓ سے کہا کرتے تہے۔ اے عمروؓ۔ افسوس ہے تم کس مظلمہ مین گرفتار ہو۔ دیدہ و دانستہ فرقہ باغی مین داخل ہوے ہو۔ عمروؓ جواب دیتے تہے۔ ہمارا بہی تو یہی انجام ہوگا (یعنی ہم بہی مظلوم ہین) ذوالکلاع حضرت عمارؓ سے قبل شہید ہوے انکی شہادت کے بعد عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا۔ معلوم نہین ہمکو ذوالکلاع کے مارے جانے پر زیادہ خوش ہونا چاہیئے یا عمارؓ کے قتل پر بخدا لایزال۔ اگر ذوالکلاع عمارؓ کے بعد زندہ رہتے تو یقین ماننے کہ وہ تمام اہل شام کو لیکر حضرت علیؓ سے مل جاتے اور ہم کو چہوڑ دیتے۔

چند لوگ حضرت معاویہؓ کی خدمت مین آے۔ ہر ایک مدعی تہا کہ قاتل عمارؓ وہی شخص ہے

اور مستحق سلب مقتول عمرو بن العاص اوس سے دریافت کرتے کہ عمارؓ نے آخر وقت کیا کلمہ کہا۔ وہ
ٹھیک نہ بتا سکے انہین مین ابن حوی ہی آیا۔ اوسنے کہا "آج اپنے احباب محمدؐ اور اونکے دوستونسے
ملونگا" عمرو بن العاصؓ نے کہا "بیشک تو اونکا قاتل ہے۔ کمبخت دور ہو۔ تیرے ہاتھ کبھی فتحیاب
نہ ہون۔ ناشاد نامراد۔ تونے اپنے پروردگار کو ناراض کیا"

روایت ہے کہ ابو الغاریہ بعد قتل حضرت عمارؓ کے حجاج کے زمانہ تک زندہ رہا۔ ایک روز حجاج
کے دربار مین پہونچا۔ حجاج نے اسکو تعظیم و تکریم کے ساتھہ بٹھایا اور دریافت کیا۔ کیا تم نے
ابن سمیہ کو شہید کیا ہے۔ جواب دیا۔ ہان۔ حجاج نے کہا "جو شخص قیامت کے روز عظیم الباع (جسکی
درازی ہر دو دست زیادہ ہو کنایہ بلند حوصلہ عالی ہمت سے ہے) کو دیکھنا چاہتا ہو وہ آج ہی دنیا مین
اس شخص قاتل ابن سمیہ کو دیکھہ لے" ابو الغاریہ نے حجاج سے کچھہ سوال کیا مگر حجاج نے انکار کیا
اسپر ابو الغاریہ نے کہا۔ ہم نے تمام دنیا کو تمہارا مطیع کردیا اور تم ہمکو اوس مین سے کچھہ نہین دیتے
یہہ کیا انصاف ہے۔ خود بھی قائل ہو کہ مین قیامت مین عظیم الباع ہونگا۔ حجاج نے کہا "بیشک
ایسا ہی ہوگا۔ خدا کی قسم جس شخص کی ایک ایک ڈاڑھ پہاڑ احد کے برابر ہو اور ران کوہ ورقان
جیسی۔ جاے نشست مدینہ سے لیکر ربذہ تک۔ اوسکے دونون ہاتھہ کسقدر بڑے بڑے ہونگے
کیا وہ شخص قیامت مین عظیم الباع نہ ہوگا۔ واللہ اگر عمارؓ کے قتل مین تمام روئے زمین کے آدمی
شریک ہوتے تو بیشک سب کے سب دوزخ مین جاتے"

عبد الرحمن سلمی کہتے ہین کہ بعد شہادت عمارؓ مین لشکر معاویہؓ مین داخل ہوا تاکہ معلوم کرون کہ
ان لوگونکو بھی عمارؓ کے قتل ہونیکا غم ہے یا نہین ہم لوگونکا دستور تھا کہ جب لڑائی موقوف کرتے
تو ایک دوسرے لشکر والونسے ملتے جلتے۔ ہم اونسے باتین کرتے وہ ہمسے۔ مین اسی غرض سے جاتا تھا
کہ حضرت معاویہؓ۔ عمرو بن العاصؓ۔ ابو الاعور۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ ٹہلتے اور باہم باتین

کرتے نظر آئے عبداللہ اپنے باپ سے کہہ رہے تھے "اے بابا جان۔ آج آپنے ایسے بڑے جلیل القدر صحابی کو قتل کیا جنکی شان مین آنحضرت نے ایسا کچھ فرمایا ہے" عمروؓ نے پوچھا۔ کیا فرمایا ہے۔ عبداللہؓ نے کہا۔ کیا آپکو یاد نہین جس دن مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی اوس دن اور صحابہ کرام تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے مگر عمارؓ دو دو اینٹین لاتے تھے چنانچہ بوجھہ اوٹھانے کے صدمہ سے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ آنحضرت صلعم انکے پاس تشریف لائے۔ انکے چہرہ سے خاک جھاڑتے جاتے اور فرماتے تھے "اے ابن سمیہ اور لوگ تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے ہین مگر تمنے زیادہ ثواب کی غرض سے دو دو اینٹین اوٹھائین۔ تمکو تو طلب نیکی مین یہہ حرص ہی باوجود اسکے تمکو ایک دن گروہ ظالم قتل کریگا" عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا۔ اونھون نے جواب دیا کہ مین نے نہین سنا۔ عمروؓ نے وہی حدیث سنائی۔ حضرت معاویہؓ بولے "کیا عمارؓ کو ہم نے قتل کیا اونکا قاتل تو وہی شخص ہے جو یہان اونکو لایا" حضرت معاویہؓ کا یہہ قول سنکر اور لوگ بھی یہی کہنے لگے

راوی کہتے ہین مین نہین جانتا کہ حضرت معاویہؓ حضرت عمارؓ کے قتل سے زیادہ خوش تھے یا اونکے ہمراہی۔ یہہ مقولہ جناب معاویہؓ کا جناب علی مرتضیٰؓ نے سنکر برغضب ہوکر فرمایا۔ اگر یہی بات ہے کہ مین نے عمارؓ کو قتل کیا تو آنحضرت حضرت حمزہؓ کے قاتل ٹھیرے کیونکہ آپنے حمزہؓ کو کفار سے لڑنے بھیجا تھا اور وہ شہید ہوے۔

المختصر بعد شہادت عمارؓ امیر المومنین علی مرتضیٰ کو سخت افسوس ہوا آپ ربیعہ و ہمدان کے گروہ مین تشریف لے گئے اور فرمایا "تمہین لوگ میری زرہ اور نیزہ ہو میرے دست و بازو ہو" آپکی اس فقرہ پر بارہ سردار قبائل اوٹھہ کھڑے ہوے اور اپنی اپنی قوم مضر۔ ربیعہ۔ ہمدان کو لیکر آپکے ساتھہ ہوے سب کے آگے آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔ پھر سب نے متفق ہوکر لشکر شام پر سخت حملہ کیا۔ انکی صفین اولٹ دین۔ کوئی صف قائم نہ رکھی۔ جو سامنے آیا مارا گیا یہانتک کہ یہہ گروہ حضرت معاویہؓ کی

قریب پہونچ گیا۔ امیر المومنین ؑ نے آگے بڑھکر فرمایا۔

اقتلهم ولا ارى معاوية		الجاحظ العين العظيم الحاوية

اور جوش مین آکر حضرت معاویہؓ سے للکار کر کہا "معاویہؓ! ناحق لوگونکو لڑواکر کیون تلف کرتے ہو۔ اس سے کیا فائدہ۔ آؤ۔ ہم تم نبٹ لین۔ جو اپنے مقابل کو مارلے وہی خلافت وامارت پاوے" عمرو بن العاص ؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا "یہہ فیصلہ تو اچھا ہے" اونہون نے جواب دیا "واہ کیا اچھا فیصلہ ہے۔ صریح دیکھہ رہے ہو کہ جو علیؓ کے مقابل ہوا وہ مارا گیا۔ تم کیون نہین اپنے واسطے یہہ فیصلہ پسند کرتے۔ اگر دعوی مردی ہے تو جاؤ انسے لڑو" عمرو بن العاص ؓ نے کہا۔ "وہ تو آپکو بلا رہے ہین اونکے مقابلہ کو نہ نکلنا آپکے واسطے ٹھیک نہین ہے۔ جواب دیا۔ "بجاے اسکے کہ خود لڑائی سے منہ چھپاؤ اور مجھکو لڑنے کو کہو۔ معلوم ہوتا ہے تم چاہتے ہو کہ مین مارا جاؤن تو میرے بعد تمکو حکومت مل جائے" (ابن اثیر)

بعض روایات مین مذکور ہے کہ حضرت معاویہؓ نے عمرو بن العاص ؓ کو قسم دلائی اور کہا کہ تم حضرت علیؓ کے مقابلہ مین جاؤ۔ عمرو بن العاص ؓ اونکے قسم دلانے سے مجبور جناب علیؓ کے مقابلہ مین آے آپنے انکو پہچان کر تلوار نکالی اور چاہا کہ اپنے وار کرین مگر عمرو بن العاص ؓ نے فوراً اپنا ستر کھول دیا اور برہنہ ہو گئے اور کہا یہ آپکا بھائی جبراً لڑنے آیا ہے۔ بہادر نہین۔ آپکے مقابل مرد میدان نہین۔ آپنے اونکی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ کمبخت تیرا برا ہو۔ عمرو بن العاص ؓ معرکہ سے لوٹ گئے (مسعودی)

ابو الاغر تمیمی کہتے ہین بروز صفین مین لشکر عراق مین کھڑا تھا کہ میری پاس ہو کر عباس بن ربیعہ گذرے۔ صرف اونکی آنکھین آگ کے شعلہ کی طرح یا جیسے سانپ کی آنکھین ہون چمک رہی تہین اور باقی تمام بدن سلاح جنگ مین پوشیدہ سرتاپا دریاے آہن مین غرق تھا۔

اونکے ہاتہہ مین ایک تیغہ تھا۔ ایک شریرو تیز گھوڑے پر سوار تھے۔ میدان جنگ مین اپنے
گھوڑے کو جولان کر رہے تہے۔ لشکر شام سے غرار بن ادہم نامی ایک پہلوان نے نکلکر انکو ڈانٹا
اور کہا۔ اے عباس۔ گھوڑے سے اوتر پڑو۔ عباس نے جواب دیا۔ میرا گھوڑے سے اوترنا تمہارے
حق مین گویا زندگی سے مایوس ہوجانا ہے۔ آخر دونون گھوڑونسے اوترے۔ عباس نے اپنا گھوڑا
اپنے غلام حبشی کے حوالہ کیا۔ دامن کمر سے لپیٹ کر شامی کے مقابل ہوے۔ دونون طرف
تلوارین بجلیونکی طرح کوندہ گیئین۔ دونون لشکر لڑائی سے رک رہے اور ان پہلوانون کی لڑائی
کا تماشا دیکہنے لگے۔ دونون مین کچہہ دیر تک تلوار چلتی رہی۔ کوئی کسی پر غالب نہ آیا۔ آخر کار
عباس نے شامی کی زرہ ایک جگہہ شکستہ پائی۔ پھرتی کر کے ہاتہہ سے اوسکو دور تک نوچ ڈالا جس سے
نیزہ مارنیکی کافی جگہہ نکل آئی پہر حملہ کر کے اوسی مقام پر نیزہ جما دیا کہ شامی منہ کے بل گر پڑا۔
دونون لشکر سے آواز تکبیر اسقدر بلند ہوئی کہ میدان جنگ گونج اوٹھا۔ اتنے مین جناب علی مرتضی
نے دریافت فرمایا کہ کس نے کسکو قتل کیا۔ معلوم ہوا کہ عباس بن ربیعہ نے شامی جوان کو
مارا۔ آپنے آگے بڑہکر عباس سے کہا مین نے تمکو اور عبداللہ بن عباس رض کو منع کر دیا تہا کہ خبردار
میدان مین بقصد جنگ نہ نکلنا۔ عباس نے عذر کیا اور کہا حریف نے میرا نام لیکر پکارا پہر کیسے نہ
جاتا۔ فرمایا۔ تمکو اپنے امام کی اطاعت کرنا واجب ہے نہ اپنے دشمن کی۔ حضرت معاویہ غرار کے
قتل سے بہت متاسف ہوے۔ اپنے لشکر مین نگاہ اوٹہا کر دیکہا اور کہا۔ کون ایسا ہے کہ غرار کا
بدلہ لے۔ دو شخص جری جنگ آزمودہ بنی لخم کے انکے کہنے سے معرکہ مین نکلے۔ معاویہ رض نے کہا۔
عباس کے قاتل کو ایک سو اوقیہ سونا اور اسیقدر چاندی اور اسیقدر چادر یمنی انعام دونگا۔ یہ
دونون پہلوان میدان مین آکر عباس کے طالب ہوے عباس نے جواب دیا کہ مین اپنے مالک سے
اجازت لیکر ابھی تمہارے سامنے آتا ہون حضرت علی رض میمنہ مین تہے۔ عباس نے حاضر ہوکر

دو جوانوں کا مبارز طلب ہونا بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ معاویہ چاہتے ہین کہ بنی ہاشم مین ایک متنفس بھی زندہ نہ رہے۔ خدا کا نور بجھانا چاہتے ہین مگر خدا اپنا نور پورا ہی کریگا۔ خیر تم اپنے ہتھیار میرے ہتھیار وںسے بدل لو۔ یہہ کہکر اپنے ہتھیار کھولکر عباس کی ہتھیار اپنے بدن پر لگائے اور اونکے گھوڑے پر سوار ہوکر دونوں شامیونکے مقابل ہوئے۔ اونہون نے بالکل نہ پہچانا بلکہ یہی سمجھے کہ عباس ہین۔ کیونکہ عباس جناب علیؓ سے مشابہ تھے۔ غرض جناب علیؓ نے یکے بعد دیگرے دونوں کو دم کے دم مین قتل کر دیا پھر میدان سے واپس آکر اپنے ہتھیار بدل لئے اور بتاکید فرمایا کہ اگر اب پھر تمہارے مقابلہ کو کوئی آوے تو میرے پاس چلے آنا۔ حضرت معاویہؓ کو ان دونوں پہلوانونکے قتل ہونیسے صدمہ پر صدمہ ہوا اور سخت افسوس کیا۔

روایت ہےکہ انہین ایام معرکہ مین ایک روز حضرت معاویہؓ نے جناب علیؓ کے میسرہ پر حملہ کیا اتفاق وقت ہےکہ آپ اوسی حصہ مین تھے۔ آپ انکو دیکھکر بہ تبدیل وضع لباس معاویہؓ کے مقابل ہوئے معاویہؓ نے انکو پہچان کر گھوڑے کو ایڑ ماری اور اپنے لشکر کی جانب موڑا۔ آپ انکے پیچھے ہوئے مگر یہہ پھرتی کرکے نکل گئے۔ آپ انکے لشکر مین پہونچ گئے تھے ایک شخص کو قتل کرکے واپس آے اور اونکے نہ پانے پر افسوس فرماتے تھے (مروج الذہب)

اس حملہ مین سعید بن قیس ہمدانی اپنے قبیلہ کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری انصار کے ساتھ۔ عدی بن حاتم بنی طی کے ہمراہ تھے اور خوب خوب حملے کئے۔ داد شجاعت دی۔ لشکر شام کو پراگندہ کردیا۔ اشتر نخعی بحکم جناب علی مرتضیٰ علم لیکر اہل حمص و قنسرین پر جا گرے اور ہنگامہ قتل گرم کر دیا۔

ہاشم بن عتبہ مرقال مثل شیر مست اپنی جماعت کے آگے خراماں خراماں نشہ بادۂ شجاعت مین سرشار حریف کی فوج پر بڑھ بڑھ کر حملے کرتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ انکے پیچھے تھے۔ فرمایا۔ ای اعور

آج نامردی نہ کر بیٹھنا۔ شاباش آگے بڑہے رہنا۔ ہاشم نے اوس حملہ مین اٹھارہ آدمی لشکر شامی سے قتل کیے۔ انکے ہمراہیون نے قسم کہائی تھی کہ رزمگاہ سے واپس نہ پھرینگے۔ فتح کرلین یا مارے جاوین۔ ہاشم آخر کار لڑتے لڑتے جب قتل ہوے تو انکے بیٹے نے علم سنبھالا۔ امیر المومنین کو ہاشم کی شہادت معلوم ہوئی آپ اونکی لاش پر تشریف لیگئے اور نہایت افسوس کے ساتھہ دردناک اشعار پڑہے اور اونکے حق مین دعاے خیر کی۔

اثناء جنگ مین ایک گروہ جناب علی مرتضی ؑ کے لشکر کا شامیون نے گرفتار کیا اور حضرت معاویہؓ کے پاس لیگئے۔ آپنے اونکو رہا کرنے کا حکم دیا۔ عمرو بن العاصؓ بولے۔ آپ انکو قتل کر ڈالین۔ قیدیونمین عمرو بن اوس اودی بہی تہو پکار اوٹھے۔ اے معاویہؓ مجھکو قتل کیجیے۔ آپ میرے ماموں ہین رشتہ کا لحاظ فرماے۔ آپنے فرمایا مین تمہارا ماموں کس طرح سے ہوا ہمارے اور قبیلہ اود کے تو خویشی پیوندی نہین۔ عمرو بن اوس نے کہا۔ مجھسے سن لیجیے۔ اگر مین رشتہ نکال دون تو امان دیجیے گا ورنہ اختیار رہے۔ آپنے وعدہ کیا۔ اونہون نے اس طرح ظاہر کیا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ نہین۔ آپنے کہا۔ بیشک ہین۔ کہا وہ میری مان اور آپکی بہن ہین لہذا آپ میرے ماموں ہوئے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ اتنے لوگون مین کوئی اس قدر سمجھدار نہین جیسا کہ یہہ شخص قرابت و رشتہ کو سمجھا یہہ کہکر اونکو رہا کر دیا۔ اسی طرح جناب علی مرتضی ؑ نے ادہر کے قیدیونکو چہوڑ وادیا وہ حضرت معاویہؓ کے پاس ایسے وقت پہونچے کہ لشکر عراق کی سپاہی قید ہوکر آئے تھے اور عمرو بن العاصؓ اونکی بابت کہہ رہے تھے کہ انکو قتل کیجیے۔ معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اگر ہم تمہارے کہنے سے قیدیونکو مروا ڈالتے تو بڑی بری مصیبت مین پڑتے۔ یہہ کہکر سب کو چہوڑ دیا۔

ہاشم بن عتبہ کا حال اور آنکی لڑائی و شہادت کا قصہ بروایت ابن اثیر اس طرح مذکور ہوتا ہے

کہ شام کے قریب ہاشم نے لوگونکو پکار کر کہا۔ جو شخص خدا اور رسول کیواسطے لڑنا چاہے اور اوسکی
خوشنودی کا خواہان ہو میرے ساتھ آئے۔ بہت سے لوگ انکے تابع ہوئے۔ ہاشم نے انکو لیکر
اہل شام پر متواتر حملے کئے۔ شامی بھی نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ ہاشم نے کہا۔ بھائیو۔ انکی
صبر و استقلال سے گھبرا نہ جانا۔ واللہ انکا سارا صبر صرف حمیت عرب ہے۔ اور عرب کے جھنڈے تلے
ہین۔ نام پر مر رہے ہین۔ ورنہ بمقابلہ تمہارے یہہ گمراہ ہین اور تم حق پر ہو۔ پھر قاریون کی جماعت
لیکر شامیون پر ایسا سخت حملہ کیا کہ قریب تھا جو فوج حریف بھاگ کھڑی ہو کہ ادہر سے ایک
جوان اشعار رجز پڑہتا نکلا۔ ہر وار مین دو ایک کو صاف کر دیتا تھا زبان سے گالی گلوج
لعن طعن بھی کرتا جاتا تھا۔ ہاشم نے کہا۔ "اے جوان۔ یہہ کیا کلام ہے جسکا بدلا بالآخر مواخذہ
آخروی ہے اور یہہ کیا جنگ ہے جسکے بعد بازپرس ہوگی۔ اے جوان خدا سے ڈر۔ اوس دن سے
سوال کیا جاویگا اور جو تیرا مطلوب و مقصود ہے اوس سے بھی مطالبہ ہوگا" جوان نے کہا۔
مین تم لوگون سے اسواسطے لڑتا ہون کہ تمہارے سردار نمازی نہین اور نہ تم لوگ نماز پڑہتے ہو
تمہارے سردار نے حضرت عثمان رض کو قتل کیا اور تم سب نے اس قتل مین اونکو مدد دی"۔ ہاشم نے
جواب دیا۔ "اے برادر۔ تجھکو عثمان رض کے خون سے کیا مطلب۔ تجھکو یہہ بھی خبر ہے کہ اونکے قاتل
کون لوگ ہین۔ کیا اصحاب رسول اللہ اور اونکے بیٹون نے حضرت عثمان رض کو قتل کیا یا گروہ حفاظ
قرآن جو اہل دین صاحب عمل ہین۔ یا جن بزرگون نے ایک لمحہ اس دین کی غمخواری اور
اصلاح مین کوتاہی و کمی نہین کی وہ لوگ ایسے جرم عظیم قتل امام مظلوم کے مرتکب ہو سکتے ہین
تیرا یہہ خیال بالکل باطل ہے اور تیرا یہہ قول کہ ہمارے سردار نماز نہین پڑہتے سراسر بہتان اور
محض افترا ہے۔ ارے وہ تو اون نمازیون مین ہین جو سب سے اول نمازی ہوے اور وہ مخلوق
خدا مین سب سے زیادہ خدا کے دین کو سمجھنے والے ہین۔ جناب رسول خدا سے رشتہ و قرابت مین

سب سے قریب۔ بھلا تیری سمجھ مین آگیا کہ ایسا شخص اور نماز نہ پڑھے۔ اب سُن۔ اونکے ہمراہی یھی لوگ ہین جو اسوقت میرے ہمراہ ہین۔ یھہ سب قاری۔ حافظ قرآن ہین۔ ساری رات تہجد مین قرآن پڑہا کرتے ہین۔ رات بھر نہین سوتے۔ اے عزیز۔ تو ان گمراہ شامیونکے بہکانے مین آگیا۔ اور ناحق قتل و خونریزی مین مبتلا ہوا"۔ ہاشم کی تقریر دلپذیر سنکر جوان بولا۔ کیا میری توبہ قبول ہوگی۔ جواب دیا گیا۔ کیون نہین۔ تُو توبہ کر۔ خدائے رحیم قبول کریگا۔ وہ تو ایسا رحیم اپنے بندونپر مہربان ہے کہ اپنے گنہگار بندونکی توبہ قبول کرتا اور اونکے گناہونسے درگذر فرماتا ہے۔

کار ما با بندگان بد بجز این رنگ نیست		باید بھارا بہ نیکوئی بدل خواہیم ساخت

وہ جوان یھہ گفتگو سنکر لڑائی سے پھر گیا۔ پھر تو ہزار شامیون نے بہکایا اور کھا "افسوس تو عراقی کے فریب مین آگیا" مگر اوسنے ایک نہ سُنی اور یھی جواب دیا "عراقی نے خیرخواہی کی اور میرے حق مین مفید بات کھی"۔ ہاشم مرقال اپنے یارونکے ساتھہ لڑتے رہے یہانتک کہ فتح کے آثار نظر آنے لگے۔ اتنے مین قریب مغرب قبیلہ تنوخ کا ایک لشکر انپر آگرا۔ اگرچہ یھہ اونکے مقابلہ مین جمے رہے لیکن یھہ پہلے سے لڑ رہے تھے اور وہ گروہ تازہ دم اور تعداد مین انسے کئی حصہ زیادہ تھا حارث بن منذر تنوخی نے ہاشم پر نیزہ سے وار کیا اور یھہ زخمی ہوکر گرے۔ اوسی وقت جناب امیرالمومنین علی ؑ نے انکے پاس ایک شخص کی زبانی کہلا بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑہاؤ۔ ہاشم زمین پر پڑے ہوے تھے کہ قاصد انکے پاس پہونچا اور پیغام سنایا۔ انہون نے قاصد سے کہا دیکھو میرا پیٹ پھٹ گیا۔ زخم کاری آیا۔ اب کوئی دم کا مہمان تعمیل حکم سے معذور ہون۔ یہ کہکر شہید ہوگئے۔ اس معرکہ مین ہاشم نے نو یا دس جوان شامی لشکر کے قتل کئے تھے۔

امیرالمومنین لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالہ کیطرف گذرے۔ آپنے ملاحظہ فرمایا کہ وہ لوگ غسانی ہین کسی طرح معرکہ مین سستی نہین کرتے۔ نہایت صبر و استقلال و ثابت قدمی سے

لڑرہے ہین۔ فرمایا یہہ لوگ جب سخت مار کہائین تلوارونسے انکی کہوپڑیون اور ہڈیونکو توڑین انکے جوڑ جوڑ۔ بازو۔ کلائی مونڈہے جدا نہ ہوجاوین آہنین گرزونسے انکے سر نہ کچلے جائین تب تک یہ سنہانین گے۔ پھر بآواز بلند فرمایا۔ کہان ہین اہل صبر و مددگار خدا کی مرضی کے طالب مردان خدا آخرت کی خواہش مین اپنی جانونکی پرواہ نہین کرتے۔ اس آواز پر ایک گروہ مسلمانونکا لبیک کہتا ہوا حاضر ہوا۔ آپنے محمد بن حنفیہ کو اس گروہ پر سردار کرکے فرمایا۔ تم اس گروہ غسان پر جاؤ انکا علم جو سامنے نظر آتا ہی سیدہے اسیکے رخ آہستہ آہستہ چلے جاؤ۔ جب انکے سینونپر اپنے نیزونکی نوکین لگا دو تو ٹہیرے رہنا پہر جیسا میرا حکم پہونچے ویسا کرنا۔ یہ سمجھا کر محمد بن حنفیہ کو غسان کے مقابلہ مین روانہ فرمایا۔ پھر دوسری جماعت اوسیقدر تعداد مین انکی مدد کو بہیجی اور حکم دیا کہ دونون جماعتین ایک ساتھہ غسان پر حملہ کرین۔ محمد بن حنفیہ نے اپنے پرزور حملہ سے غسان کو ہٹا دیا اور اونکے مورچہ پر قابض ہوگئے۔ اس حملہ مین بہت سے سپاہی جانباز طرفین کے کام آے۔ لشکر اہل عراق سے عبداللہ بن کعب مرادی معرکہ جنگ مین زخمی پڑے تھے اودہر اسود بن قیس مرادی گذرے۔ عبداللہ نے اسود کو دیکھکر بلایا۔ وہ آے اور کہنے لگے۔ افسوس تمکو اس حالت مین فرش خاک و خون پر تڑپتا دیکھہ رہا ہون۔ تم بڑے جوانمرد۔ اپنے پڑوسیونکے سر سے آفات دفع کرنے والے تھے۔ تم اون لوگونمین تھے جو خدا کو بہت یاد کرتے ہین۔ خدا تمپر رحم فرماے۔ آخری وقت کچہ مجھکو وصیت کرتے جاؤ۔ عبداللہ بن کعب نے جواب دیا۔ تمکو خوف الٰہی کی وصیت کرتا ہون۔ امیرالمومنین علیؑ کے خیرخواہ بنے رہنا۔ اونکی رفاقت نہ چھوڑنا یہانتک کہ خدا فتح و ظفر نصیب اولیاء جناب امیرالمومنینؑ فرماے یا تم لڑتے لڑتے خدا کی راہ مین جان دو۔ یہہ کہکر بیہوش ہوگئے جب کسیقدر افاقہ ہوا تو بولے۔ امیرالمومنین کیخدمت مین میرا سلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا۔ آپ کرتے

جائین اور یہانتک کوشش کرین کہ میدان جنگ آپکے پس پشت ہو جاوے جس شخص نے صبح اس حال مین کی کہ میدان جنگ اوسکے پس پشت ہوگیا وہ بیشک فتحمند و منصور ہوگا۔ یہ کہکر انتقال کر گئے۔ اسود نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر اطلاع دی۔ آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ اونپر رحم فرماوے۔ زندگی مین ہمارے مخالفین سے لڑے اور مرتے وقت بھی ہمکو وصیت کر گئے۔ بعضے کہتے ہین کہ رات دن کی لڑائی کی رائے عبد الرحمن بن حنبل جمی نے دی تھی (ابن اثیر و ابن خلدون)

لیلتہ الھریر

الغرض دن ختم ہوا رات شروع ہوئی مگر لڑائی بدستور قائم رہی۔ یہہ شب جمعہ تھی۔ دونون طرف سے نیزہ بازی ہوتی رہی یہانتک کہ نیزونکے ٹکڑے اوڑ گئے پھر تیر چلے وہ بھی ختم ہوگئی آخرکار تلوارین نکل پڑین۔ تمام شب جناب امیر المومنین میمنہ و میسرہ کے درمیان گشت لگاتے رہے اور ہر گروہ کو تاکید فرماتے تھے کہ آگے بڑھو اور حریف کو ہٹاتے جاؤ۔ اسی حال مین رات تمام ہوگئی اور سفیدۂ صبح نمودار ہوا۔ لڑائی ایک حال پر قائم تھی۔ آپنے صبح ہوتے ملاحظہ فرمایا تو معرکہ جنگ آپکے پیچھے تھا۔ اشتر میمنہ مین اور ابن عباسؓ میسرہ مین اور آپ قلب لشکر مین تشریف فرما تھے اور پورا لشکر ہر جانب سے سمٹ کر مجموعی قوت سے جنگ کر رہا تھا۔ اب آفتاب نکل آیا۔ یہہ دن جمعہ کا تھا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی لیلتہ الھریر اور یوم جمعہ مین پانچسو تیئیس (۵۲۳) جوان جسمین سے دن مین زیادہ تر جناب امیر المومنین نے خاص اپنے ہاتھہ سے قتل کئے اور جب ہاتھہ مارتے تکبیر کہتے اور جسپر حملہ کرتے اوسکو قتل ہی کرتے۔ اشتر میمنہ مین تھے۔ جمعرات کے دن بعد زوال سے انھون نے میمنہ کے ساتھہ جنگ شروع کی تھی اور رات بھر اسیطرح میمنہ پر لشکر کو لڑاتے رہے اور دوپہر تک جمعہ کے دن اسی طرح بدستور سابق میمنہ پر متعین

رہے۔ وہ اس طرح اہل میمنہ کو آگے بڑہاتے تھے کہ اپنے ہمراہیوں سے کہتے۔ ایک نیزہ برابر آگے بڑہ جاؤ۔ جب وہ لوگ اسقدر بڑہ جاتے تو کہتے۔ ذرا اور بقدر ایک کمان کے بڑہ چلو۔ وہ بڑہ جاتے۔ پہر اسی طرح بار بار کہتے اور وہ بڑہتے جاتے تھے یہانتک کہ اکثر لوگونکو بار بار کا تہوڑا تہوڑا آگے بڑہنا اور پہر ٹہر ٹہر کر لڑتے جانا گران گذرا۔ اشتر نے اونکی یہہ گرانی دیکھکر کہا مین تمکو خدا کی پناہ مین دیتا ہون۔ اس طرح فتح ہونا معلوم ہے۔ پہر اشتر نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور علم حیّان بن ہوذہ نخعی کے حوالہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے درمیان ٹہلنے لگے اور باواز بلند کہتے جاتے تھے۔ کون ایسا ہے جو اپنی جان خدا کے ہاتھ بیچ کر اشتر کی ساتھہ ہوکر لڑے یہانتک کہ فتح ہو یا اللہ تعالیٰ سے مل جاے۔ انکی صدا پر بہت سے لوگ ساتھہ ہوگئے۔ حیّان بن ہوذہ نخعی بھی تھے۔ اشتر ان سب کو لیکر اپنی جگہ میمنہ مین آملے اور ان سے کہا سب ملکر ایسا حملہ کرو کہ اپنے خدا کو خوش کرلو اور بذریعہ اس حملہ کے دین اسلام کو عزت دو۔ میرے ماموں چچا سب تمپر سے قربان ہوجائین۔ پہر گھوڑے سے اوتر پڑے۔ اوسکو الگ کردیا اور علم بردار سے کہا۔ علم آگے بڑہاؤ۔ یہہ کہکر شامیوں پر حملہ کردیا ان کے حملہ کرتے ہی تمام ہمراہی اللہ اکبر کہکر حریف پر پل پڑے اور ایسی مار دی کہ اہل شام کے مُنہ پہر گئے۔ اونکو مارتے مارتے اونکے لشکرگاہ تک پہونچا دیا۔ وہان پہونچکر سخت ہنگامہ قتل برپا کردیا۔ علم بردار کو قتل کرڈالا۔ جناب علی مرتضیٰ ؑ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ اب فتح ہوتی ہے تو اشتر کی مدد کو اور لشکر بہیجدیا اور متواتر مدد کی رسد جاری رکہی۔ اب فتحیابی مین کوئی کسر باقی نہین رہی تھی۔ لشکر شام پر بدحواسی چھاگئی تھی۔ سب بھاگنے پر آمادہ ہورہے تھے اگر ایک لمحہ اور اسی طرح لڑائی رہتی تو شامی معرکہ جنگ سے کافور ہوجاتے کہ عمرو بن العاص ؓ نے اپنی فوج کی بدحواسی اور بیتابی دیکھکر حضرت معاویہ ؓ سے کہا۔ اُب آپ کیا دیکھتے ہین

لڑائی کا رُخ کس طرف ہے اور انجام کار کس کے جانب۔ آپکے ہاتھہ میدان نہ آئیگا۔ اگر آپ میرا کہنا مانین تو اسوقت بھی ایک ایسی تدبیر سوجھی ہے جس سے ہمارے واسطے اتفاق و اجتماع حاصل ہو اور ہمارے حریف کے حق مین باعث اختلاف و نفاق و فرقت ہو" معاویہ رضؓ نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا" ہماری طرف نیزون پر قرآن شریف اوٹھای جائین اور ہم یہہ کہین۔ ہمارے تمہارے درمیان یہہ کلام آلہی ہے اسکے مطابق فیصلہ ہو اگر حضرت علی رضؓ کے لشکر والے اسکو نہ مانینگے تو بعضے اونمین ایسے ضرور ہونگے جو یہہ کہین گے۔ ہم قرآن پر عمل کرتے ہین جو یہہ فیصلہ کریگا ہمکو منظور ہے۔ ایسی حالت مین اونکے لشکر مین باہم اختلاف پڑجاویگا اور اگر سب لوگ قرآنی فیصلہ پر راضی ہوجاوینگے تو سردست لڑائی بند ہوجاویگی اور فیصلہ کیواسطے کوئی مدت مقرر ہوگی۔ فی الحال کشت و خون سے نجات مل جائیگی" حضرت معاویہ رضؓ نے یہہ رائے پسند کی۔ نیزون پر قرآن شریف اوٹھائے گئے اور پکار کر کہا گیا۔ اے بھائیو۔ ہمارے تمہارے درمیان جو حکم یہہ قرآن شریف کردے اوسپر راضی ہوجاوین۔ لشکر عراق نے قرآن کو نیزون پر اور یہہ صدا سنکر کہنا شروع کر دیا "ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہین۔ اسکی رو سے جو فیصلہ ہوجاے ہمکو انکار نہین" یہہ کہکر لڑائی سے ہاتھہ روک لئے۔ کہان تو یہہ تھا کہ اہل شام بھاگا چاہتے تھے اور اہل عراق ہاتھہ دھوکر اونکے پیچھے پڑی تھے یا اب یکبارگی معرکہ کارزار بالکل سرد ہوگیا۔ جناب امیر المومنین علی رضؓ نے للکارا" اے خدا کے بندو۔ کیا غضب کرتے ہو حریف کے دھوکے مین نہ آؤ ہمت نہ ہارو۔ اپنے حق کے حاصل کرنیکو بڑہو اور دشمنونکی جنگ مین تامل نہ کرو معاویہ رضؓ عمرو بن العاص رضؓ۔ ولید بن عقبہ۔ حبیب۔ ابن ابی سرح۔ ضحاک کے قرآن اوٹھانے پر نجاؤ۔ مین انکے حالات سے بخوبی واقف ہون اور تمسے زیادہ ان لوگونکو جانتا ہون انکے بچپن سے

اور انکے بڑے ہونے کے بعد بھی مین انکی صحبت مین رہا ہون۔ لڑکپن مین یہہ لوگ بڑے شریر لڑکون مین تھے اور سن شعور پر پہونچکر بھی بہت بڑے شریر لوگون مین سے ہوے۔ خدا کی قسم قرآن شریف کے اوٹھانے مین بڑے مکر و فریب مین تمکو ڈالا ہے اور اپنے بچاؤ کے واسطے یہ چال چلے ہین"۔ لوگون نے جواب دیا "ہم سے یہہ نہین ہو سکتا کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائین اور اوسکو قبول نہ کرین"۔ آپنے فرمایا "ہم ان لوگون سے اسیواسطے تو لڑتے ہین کہ کتاب اللہ پر عمل کرین کیونکہ انھون نے اوسکے احکام کی نافرمانی کی اور جو اوسکا قول و قرار تہا سب بہول گئے اور اوسکو پس پشت ڈال دیا"۔ مسعر بن فدکی تمیمی۔ زید بن حصین طائی نے مع اون قاریون کے جو بعد کو خوارج مین شامل ہو گئے یہہ جواب دیا "اے علیؓ۔ کتاب اللہ کو منظور کرو اور جب اوسکی طرف بلائے جاتے ہو تو اوسکے مطابق عمل کرو ورنہ ہم تمہارے گروہ کو پکڑکر جبراً شامیون کے حوالہ کر دینگے یا تمہارے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرینگے جو ابن عفانؓ کیساتھ کیا تہا" آپنے فرمایا "میرا امر و نہی اپنے حق مین یاد رکھو اور میری گفتگو خوب کان دہر کر سنو۔ اوسپر عمل کرو۔ اگر میری اطاعت کرتے ہو تو میرے کہنے سے لڑے جاؤ اور اگر میری نافرمانی پر آمادہ ہوکر مجھسے باغی ہو گئے ہو تو تمکو اختیار ہے جو چاہو کرو"۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا۔ یہہ تو امر آخر ہے سر دست آپ اشتر کو بلوائیے اور اونکو لڑائی سے روک دیجیے۔

امیرالمومنین جناب علیؓ انکی مخالفت پر سخت مجبور ہوے اور طوعاً کرہاً یزید بن ہانی کی معرفت اشتر کو بلا بہیجا۔ اشتر نے جواب دیا "یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ آپ مجھکو اپنے پاس طلب فرماکر میری جگہہ سے ہٹائین۔ مجھکو قوی امید ہے کہ خداوند تعالیٰ اولیاء دولت کو ابھی مظفر و منصور کرتا ہے۔ بس ایک ہی دو حملونکی کسر ہے کہ حریف بہاگا چاہتا ہے"۔ یزید نے واپس آکر جیسے ہی یہہ پیغام پہونچایا مسعر کے ہمراہیون نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور اشتر کی

طرف سے غبار اوٹھتے دیکھکر کہنے لگے۔ واللہ۔ ہمکو یقین ہی کہ آپ ہی کے حکم سے اشتر لڑ رہے ہین اور آپنے اونکو لڑائی سے روکا نہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تمنے دیکھا تھا کہ یزید کو اشتر کے پاس بھیجتے وقت مین نے یزید سے کوئی بات تمسے پوشیدہ کہی تھی۔ کیا مین نے جو کچھہ کہا سب کے سامنے برملا سبکو سناکر نہین کہا۔ پھر مجھپر یہہ الزام کسواسطے ہی" اونہون نے جواب دیا۔ کچھ ہو۔ ہم یہ جھگڑا نہین جانتے۔ صاف صاف آپسے کہتے ہین کہ اشتر کو جلد واپس بلا لیجیے ورنہ ہم آپکو معزول کر دینگے۔ آپنے یزید سے جھڑک کر کہا۔ جاؤ اشتر سے کہہ دو کہ میرے پاس فوراً چلے آئین۔ فتنہ کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اب یہ دروازہ بند کرنے سے بند نہ ہوگا۔ یزید پھر اشتر کے پاس گئے اشتر نے پوچھا۔ کیا قرآن شریف اوٹھانے سے یہ قیامت برپا ہوئی۔ یزید نے کہا۔ ہان۔ اشتر نے کہا۔ مجھکو اسکا خیال پہلے ہی ہوا تھا۔ عمرو بن العاص رض کی رائے نے یہ فتنہ اوٹھایا ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ فتح ہمارے ہاتھہ ہونے والی ہے۔ یہہ موقع ایسا نہین ہے کہ مین یہان سے ذرا دیر کو بھی الگ ہون۔ یزید نے کہا۔ کیا تم فتح ہونا دوست رکھتے ہو یا یہ پسند کرتے ہو کہ کہ امیرالمومنین دشمنون کے قبضہ مین ہو جائین یا شہید کر ڈالے جائین۔ اشتر نے کہا یہ کیسے منظور کر سکتا ہون کہ ہمارے امیرالمومنین کے دشمنونکو صدمہ پہونچے۔ یزید نے پورا حال اور اون لوگونکا قول بیان کیا۔ اشتر سنتے ہی فوراً حاضر ہوے۔ مسعر اور اونکی ہمراہیونسے مخاطب ہوکر کہا۔ اے اہل عراق۔ صاحب ذلت وخواری۔ جب تم اہل شام پر غالب آ ی اور اونکو بھی تمہارے غلبہ کا یقین ہو گیا تو اونہون نے قرآن شریف اوٹھائے اور تمکو اوسکے فیصلہ پر بلانے لگے۔ خدا کی قسم۔ یہ لوگ بڑے مکار غدار ہین۔ انہون نے احکام الٰہی کو بالکل ترک کر دیا اور راہ حق وطریق سنت چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ قرآن مجید اوٹھانا ان لوگونکا محض فریب تھا جس مین تم پھنس گئے۔ خدا کے واسطے مجھکو بقدر دودہ دوہنے کے

مہلت دو۔ تمہاری فتح کے آثار محسوس ہورہے ہین ایک دم مین فتح کامل نصیب ہوگی۔
مسعر کے تابعین نے انکار کیا۔ اشتر نے کہا۔ اچھا اس سے بہی کم اسقدر مہلت دو کہ جسقدر
وقت مین گھوڑے کی ایک دوڑ ختم ہوتی ہے کیونکہ مجھکو قوی امید فتح کی ہے۔ افسوس
عین وقت پر تم دہوکا کہاتے ہو۔ دیکھو پچہتاؤ گے اسکا یہہ جواب ملا۔ اب اگر ہم لڑنے کی
اجازت دین تو تمہارے ساتہہ ہم بہی گناہ مین شریک ہونگے۔ اشتر نے کہا۔ بہلا تم لوگ اسکا
توجواب دو کہ ابھی دو چار گھڑی پہلے جب وہ لوگ تم سے لڑرہے تہے اور تم سے افضل اور
اشرف لوگونکو جنکو تم بالیقین اپنے سے بہتر مانتے ہو شہید کر رہے تہے کیا اوسوقت تم حق پر
لڑتے تہے یا ناحق کی لڑائی تہی اور اب جو لڑائی سے رک رہے ہو تو یہہ رُکنا حق ہی یا ناحق
اگر یہہ ترکِ قتال حق ہے اور لڑائی ناحق تہی تو جسقدر صحابہ شہید ہوے تمہاری اعتقاد
کے بموجب سب آگ مین داخل ہوے۔ جواب ملا۔ اے اشتر یہ باتین جانے دو ہم شامیونسے
اللہ واسطے لڑے اور اللہ واسطے ہی اونسے جنگ ترک کی۔ اشتر نے کہا۔ افسوس صد افسوس
تم فریب دیئے گئے اور اونکے فریب مین آکر لڑائی چہوڑ بیٹھے۔ ہاتہہ آئی ہوئی فتح کہودی۔ اے
سیاہ پیشانی والو۔ یہہ تمہاری پیشانیونکے کالے کالے ڈہٹے جو کثرت سجود سے نمایان ہین
انکو دیکھکر سمجھتے تہے کہ تم بڑے نمازی ہو۔ زہد دنیا دل مین سمایا ہے۔ دیدار خداوند تعالیٰ
مین نہایت ذوق وشوق کے ساتہہ نمازین پڑہتے ہو۔ آج معلوم ہوا کہ تمہاری غرض ان
ٹکرونسے محض طلب دنیا تہی اور ساری نماز ریاکاری کی تہی۔ دنیا تمکو حاصل نہ ہوگی بلکہ
مین خیال کرتا ہون کہ آج سے تم لوگ کبھی عزت وبزرگی کا منہ نہ دیکھوگے اور سدا خوار وذلیل
رہوگے۔ دور ہو۔ جس طرح قوم ظالم رحمت خداوندی سے بعید ہوگئی۔ اشتر کی اس سخت کلامی پر
ہمراہیان مسعر نے انکو خوب گالیان دین۔ اشتر نے بھی انکو بُرا کہا۔ اونہون نے اشتر کی سواری کے

منہ پر کوڑے مارے ۔ اشتر نے اپنا کوڑا اونکی سواریون پر چلایا ۔ قریب تھا کہ باہم جنگ چھڑ جاے لیکن جناب امیر المومنین نے فریقین کو ڈانٹ دیا جس سے وہ شور وغل فرو ہو گیا اور بنے کہا ۔ ہم بدل منظور کرتے ہین کہ قرآن ہمارے اونکے درمیان فیصلہ کر دے ۔

لڑائی کا خاتمہ تو اشتر کے ادہر آتے ہی ہو چکا تھا اب اسوقت لڑائی بالکل بند ہو گئی چارون طرف ایک سکوت کا عالم ہے نہ ہتھیارونکے چلنے کی آواز آتی ہے نہ للکارنے اور رجز خوانی کی صدا کسی کان مین پہونچتی ہے البتہ مقتولین معرکہ پر رونے والونکی آہ وزاری کی المناک آوازین رہ رہ کر کانونمین پڑجاتی ہین ۔ زمین وآسمان مین ایک اداسی سمائی ہوئی ہے ۔ میدان کارزار مین مقتولین کی لاشین جابجا پڑی نظر آتی ہین ۔ کسی طرف زخمی خاک وخون مین پڑے لوٹ رہے ہین کسی جگہہ کسی لاش پر اوسکے دوچار عزیز واحباب لاش اوٹھانیکی فکر مین کھڑے ہین ۔ اسوقت معرکہ جنگ ایک ہیتبناک منظر ہو رہا ہے ۔

تقرر حکمین

جب غل وشور رفع ہو گیا اور لڑائی بھی رُک گئی تو اشعث بن قیس کندی آگے بڑہکر جناب امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا ۔ لوگون نے قرآن مجید کو حکم مان لیا اور قتال وجدال سے ہاتہہ روکا اگر آپ اجازت دین تو مین حضرت معاویہ ؓ کے پاس جاؤن اور اون سے اونکے منشار دلی کو دریافت کرون ۔ آپنے اجازت دی ۔ اشعث حضرت معاویہ ؓ کے پاس آے اور کہا ۔ آپنے کس غرض سے قرآن شریف نیزونپر بلند کئے ۔ جواب ملا تا کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرین ۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص جسکو متدین سمجھو منتخب کر دو اور ہم بھی ایسا ہی شخص اپنی طرف سے انتخاب کرین پہر اون دونون سے حلف لیا جاے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کرینگے بعد ازان جو فیصلہ وہ کر دین اوسپر

ہم اور تم دونون بخوشی خاطر راضی ہوجائین۔ اشعث نے کہا۔ یہہ فیصلہ نہایت مناسب ہے ہمکو منظور ہی۔ یہہ کہکر امیر المومنین کیخدمت مین آے اور حضرت معاویہؓ کا پیغام پہونچایا۔ حاضرین جلسہ نے کہا۔ ہم بھی اس پر راضی ہین اور اس فیصلہ کو قبول کرتے ہین۔

اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاصؓ کو منتخب کیا۔ اشعث۔ زید بن حصین۔ مسعر بن فدکی اور اون لوگون نے جو بعد کو خارجی ہوگئے کہا۔ ہم ابوموسیٰؓ پر راضی ہین وہ ہماری طرف سے حکم ہون۔ علی مرتضیٰؓ نے فرمایا۔ مین اس انتخاب پر راضی نہین۔ اشعث اور اوس کے ہمراہی کہنے لگے کہ ہم تو انہین کو انتخاب کرتے ہین۔ انہون نے ہمکو قبل واقعہ جن امور سے ڈرایا وہ سب پیش آے۔ ہم انکے سوا دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائین گے۔ ارشاد مرتضوی ہوا۔ مین ابوموسیٰؓ پر بالکل اعتبار نہین کرتا یہ وہی شخص ہین جو مجھسے متنفر ہوکر بھاگے۔ واقعہ جمل مین لوگونکو میرے ساتھہ جانے سے روکا اور میری طرف سے اونکو بھکایا پھر بھی مین نے طرح دی ایک ماہ بعد اونکو امن دیا۔ مین ایسے شخص کو ہرگز حَکَم نہ بناؤ نگا البتہ ابن عباسؓ اس قابل ہین۔ اونکو اپنی طرف سے حَکَم کرسکتا ہون۔ اشعث وغیرہ نے کہا آپ اور وہ دونون ایک ہین۔ ابن عباسؓ آپکے عزیز ہین۔ جب آپکا حُکم ہم نہین مانتے اور بہ ضرورت دوسرے کو حکم بنا رہے ہین تو اسوقت جیسے آپ ویسے ابن عباسؓ۔ ہم ایسے شخص کو حَکَم بنایا چاہتے ہین جسکو آپکے اور حضرت معاویہؓ کے ساتھہ تعلق یکسان ہو کسی جانب قرابت قوی اور احتمال لحاظ رشتہ داری کا نہ ہو تاکہ بلا پاس و لحاظ کسی کے حق اللہ فیصلہ کردے۔ جناب مرتضوی نے فرمایا۔ اچھا ابن عباسؓ کو جانے دو اشتر تو میرے عزیز نہین ہین۔ یہی حَکَم ہون۔

اشعث وغیرہ۔ اشتر ہی کی ذات سے تو سارا فساد پھیلا ہے کیا انکے سوا کوئی دوسرا

شخص آپکو نہین ملتا۔ ارشاد ہوا کیا تم کو ابو موسیٰؓ کے سوا اور
کوئی شخص نظر نہین آتا۔

منکرین بولے بیشک۔ ابو موسیٰؓ کو آنحضرت کی صحبت نصیب ہوئی جس سے اشتر
محروم ہین [علاوہ اسکے ابو موسیٰ ایک بےغرض و بے عوض آدمی
ہین (بدائع) تعصب و زجنبہ داری کو اونمین دخل نہین۔]

امیر المومنین ان مباحث سے تنگ ہوگئے اور مجبور ہوکر ارشاد فرمایا۔ اچھا جو چاہو اور
جو تمہاری سمجھ مین آے وہ کرو۔

اس گفتگو کے دوران مین احنف بن قیس نے کہا۔ امیر المومنین۔ آپ اسوقت سخت تردد
مین مبتلا ہین مین نے ابو موسیٰؓ کو خوب آزمایا ہے۔ اونکی مثال بعینہ اوس کنوئین کی سی
ہے جسکی جگت پست اور پانی قریب ہو ہر شخص باسانی اوس سے پانی لے سکتا ہو اس کام کے
واسطے تو ایسا شخص موزون ہے جو انسے ایسا قریب ہو کہ گویا انکے ہاتھون مین ہے اور اگر
چاہے تو انسے ایسا دور ہو جاے کہ گویا آسمان پر ایک تارہ ہوگیا اور اوسکو کوئی پا نہین سکتا
اگر آپ مجھکو حکم ہونیکا مستحق نہین سمجھتے تو مجھکو بھی ان دو حکمونکے ساتھ ثالث کر دیجئے مین
ہمیشہ سے آپکا خیر خواہ ہون جب کوئی سختی پیش آئی مین نے اوسکو آسان کر دیا اور جب کسی
الجھیڑے مین کوئی گتھی پڑگئی تو مین ہی نے اوسکو سلجھایا اور جب آپکے نفع کے کام مین
کوئی گرہ لگائی اور وہ کھل گئی تو پہلی گرہ سے ازیادہ مضبوط دوسری گرہ اوسکی جگہہ
لگا دی اور آپکا کام سنبھالا۔ اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا۔ اشعث وغیرہ نے
اسکو بھی نہ مانا اور ابو موسیٰؓ کی حکم ہونے پر اڑے رہے۔ احنف بن قیس نے کہا۔ اگر تم ابو موسیٰؓ
ہی کو حکم کرتے ہو تو انکی پشت کو مردونکی مدد سے گرمی دو۔ اس مابین مین اشتر امیر المومنین کی

خدمت مین حاضر ہوی۔ بعد گفتگوے بسیار وبحث وتکرار یہی راے قرار پائی کہ ابوموسیٰؓ ادہر سے حکم ہون چنانچہ انکے بلانیکو انکا غلام جو یہان موجود تہا روانہ کیا گیا۔ یہہ لڑائی سے الگ بمقام عرض مقیم تہے۔ غلام نے انکے پاس پہونچکر ظاہر کیا کہ فریقین مین مصالحت ہو گئی۔ ابوموسیٰؓ نے کہا الحمد للہ۔ پہر غلام نے کہا۔ لوگون نے آپکو حکم قرار دیا ہے اور آپکی رای پر فیصلہ منحصر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ کہکر روانہ ہوے۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ قبل واقعہ صفین ابوموسیٰؓ کہتے تہے۔ بنی اسرائیل مین برابر جنگ ہوتی رہی آخر کار دو حکم مقرر کئے مگر اونکا فیصلہ ایسا ہوا کہ فریقین اوسپر راضی نہ ہوے۔ سوید بن علقمہ نے سنکر کہا۔ شاید ایسا ہی اتفاق اب بہی ہو تو آپ کسی طرف حکم نہ ہونا۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا خدا ایسا وقت نہ لاے کہ مین حکم بنایا جاؤن۔ میرے واسطے تو کہین زمین و آسمان مین جاے امن نہ رہیگی۔ بعد اس واقعہ کے جب یہ حکم ہوے تو سوید نے انسے کہا۔ آپکو اپنی وہ بات یاد ہے۔ جواب دیا۔ بہائی خدا سے عافیت طلب کرو یعنی مین حکم تو بنایا گیا ہون خداوند تعالےٰ انجام بخیر کرے۔

جناب امیر المومنین کے لشکر مین یہہ قصہ پیش ہی تہا کہ حضرت ابوموسیٰؓ تشریف لاے۔ عمرو بن العاصؓ بہی آپکی خدمت مین اقرار نامہ لکہنے کو حاضر ہوے۔ کاتب نے یہہ عبارت لکہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما تقاضی علیہ۔ امیر المومنین عمرو بن العاص نے جہٹ قلم پکڑ لیا اور کہا۔ یہہ ہمارے امیر نہین۔ تمہارے ہون تو ہون (اس لفظ کو قلمزد کردو) جناب شیر خدا نے بہ خیال رفع فساد فرمایا کہ انکا کہنا کرو۔ احنف بن قیس بولے۔ اس لفظ کو نہ مٹائیے مجہے اسکے مٹانے سے بدفالی کا خیال ہوتا ہے۔ مجہکو بڑا خوف ہے کہ اگر اسوقت لفظ امیر المومنین مٹا ڈالئے گا تو پہر یہہ خطاب آپکو نہ ملیگا۔ اسکو نہ مٹائیے چاہے اسپر

جنگ ہوجاے۔ اشعث نے کہا کہ امیر المومنین کا لفظ ضرور مٹا دیجئے۔ امیر المومنین نے فرمایا (لفظ امیر المومنین اپنے ہاتھ سے مٹا کر) اللہ اکبر صلح حدیبیہ مین بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا یہہ قدیمی سنت ہے۔ حضور نے اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ مٹا ڈالا اور فرمایا۔ اے علیؑ تمکو بھی ایک دن ایسا ہی واقعہ پیش آویگا۔ عمرو بن العاص کہنے لگے سبحان اللہ۔ آپ ہمکو کفار سے تشبیہہ دیتے ہین۔ حالانکہ ہم مسلمان ایماندار ہین۔ حضرت مرتضوی سے ارشاد ہوا۔ اے ابن نابغہ تم کب فاسقون کے سردار و مددگار اور مسلمانون کے دشمن نہ تھے۔ عمرو بن العاص بولے۔ آج کے بعد خداوند تعالی پھر کبھی آپکی صورت نہ دکھلاے۔ ارشاد ہوا۔ میری بھی خدا سے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالی میری مجلس کو تم سے اور تم ایسے لوگون سے ہمیشہ پاک رکھے۔ عمرو بن العاصؓ خاموش ہوگئے اور کاتب نے لکھنا شروع کیا۔ ھذا ما تقاضی علیہ علی بن ابی طالب ومعاویۃ بن ابی سفیانؓ۔ قاضی علیؓ علی اھل الکوفۃ ومن معھم۔ وقاضی معاویۃ علی اھل الشام ومن معھم اننا ننزل عند حکم اللہ وکتابہ وان لا یجمع بیننا غیرہ وان کتاب اللہ بیننا من فاتحۃ الی خاتمۃ نحیی ما احیی ونمیت ما امات فما وجد الحکمان فی کتاب اللہ وھما ابوموسیٰ عبد اللہ بن قیس وعمرو بن العاصؓ عملا بہ وما لم یجد الا فی کتاب اللہ فالسنۃ العادلۃ الجامعۃ غیر المفرقۃ۔ ترجمہ۔ یہہ وہ عہدنامہ ہے جسپر علی بن ابی طالب اور معاویہ بن سفیان نے باہم فیصلہ کیا ہے علیؓ نے اہل کوفہ اور ان لوگونکی طرف سے جو اہل کوفہ کے ساتھ ہین حکم مقرر کیا اور معاویہؓ نے اہل شام اور ان لوگونکی جانب سے جو اہل شام کے ساتھ ہین دوسرا حکم مقرر کیا۔ اقرار یہہ ہے کہ ہم لوگ ان کے حکم اور اوسکی کتاب کو اپنا حاکم اور منحصر علیہ قرار دیتے ہین اور نیز یہہ بھی اقرار ہے کہ سواے حکم خدا اور کتاب اللہ کے دوسرے کو کچھ دخل

اور آمیزش ہمارے معاملہ مین نہوگی۔ کتاب اللہ شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان ہے جسکو اس کتاب نے زندہ کیا ہم بھی اوس کو زندہ رکھین گے اور جسکو اس نے مارا ہے ہم بھی اوسکو مارین گے پس یہہ دونون حکم ابوموسیٰ وعمرو بن العاص کتاب اللہ پر عمل کرین اور جو کتاب اللہ مین نہ پائین تو ایسی سنت کی روسے حکم دین کہ وہ انصاف کرنے والی سب کو طریق واحد پر جامع ہوا و نمین اختلاف پیدا کرنے والی نہو۔ علامہ مسعودی نے اتنا اور بڑھایا ہے۔ دونون حکم کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرینگے۔ اگر اوسکے خلاف اونکا فیصلہ ہوگا تو درجہ اعتبار سے ساقط سمجھا جائیگا۔

بعد تحریر عہدنامہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ وعمرو بن العاصؓ نے جناب امیر المومنین علیؓ حضرت معاویہؓ اور دونون لشکرون سے یہہ عہد وپیمان لیا کہ حکمین کو اونکے جانون اور اہل وعیال کا امن دیا جاے اور امت مرحومہ پر واجب ہے کہ جو فیصلہ یہہ دونون کردین اوسکے نفاذ واجرا پر انکی مدد واعانت دل سے کرے۔ ابوموسیٰؓ وعمرو بن العاصؓ دونون حکمین کا یہہ فرض منصبی ہے کہ خدا کو حاضر وناظر سمجھ کر بلا رورعایت کسی فریق کی کتاب اللہ کے موافق حق فیصلہ کردین اور امت مرحومہ کو لڑائی وفساد۔ جنگ وجدال وتفرقہ مین نہ ڈالین اگرچہ فیصلہ کرنے کی میعاد ماہ رمضان المبارک ۳۷ھ مقرر ہے مگر حکمین کو اختیار ہے کہ اسکے بعد جب چاہین فیصلہ کرین۔ مقام فیصلہ ایسی جگہہ ہو جو درمیان اہل کوفہ واہل شام نصف مسافت پر دونون کے بیچ مین واقع ہو۔ ان شرائط کے طے ہوجانے پر طرفین سے سربرآوردہ ومعزز اشخاص اصحاب ذیل نے اپنے اپنے دستخط اور گواہی کردی امیر المومنین کی طرف سے یہہ لوگ تھے۔ اشعث بن قیس سعید بن قیس ہمدانی۔ عبداللہ بن طفیل عامری عقبہ بن زیاد حضرمی۔ یزید بن حجیہ تیمی۔ مالک بن کعب ہمدانی۔ ورقا بن سمی بجلی۔ عبداللہ بن محل عجلی

حجر بن عدی کندی۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے یہہ اشخاص ہین۔ ابوالاعور۔ حبیب بن مسلمہ۔ زمل بن عمرو عذری۔ حمزہ بن مالک ہمدانی۔ عبدالرحمن بن خالد مخزومی۔ سبیع بن یزید انصاری علقبہ بن ابی سفیانؓ۔ یزید بن الحر عبسی۔ یہہ عہدنامہ تیرہوین صفر ۳۷ھ کو لکہا گیا اور یہہ راے قرار پائی کہ ماہ رمضان المبارک مین جناب امیرالمومنین علیؑ بمقام دومۃ الجندل یا اذرح حکمین کے پاس وقت فیصلہ تشریف فرما ہون۔ اشتر سے دستخط کرنے کو کہا گیا تو اوس کا یہہ جواب ملا۔ مین اگر اس اقرارنامہ پر دستخط کرون تو میرا داہنا ہاتہہ میرے ساتہہ نہ رہے اور نہ بایان ہاتہہ مجھکو نفع دے میرے پاس کوئی ایسی دلیل خدا کی طرف سے نہین کہ مین اپنے دشمن کو گمراہ نہ سمجہتا ہون۔ کیا تم لوگون نے فتح ہوتے ہوے نہین دیکھی تھی اشعث نے کہا۔ بخدا مین نے فتح ہوتے نہ دیکھی۔ اب تم بہی ہمارے ساتہہ ہوجاؤ اور ہم سے اعراض نہ کرو۔ اشتر نے جواب دیا۔ خدا کی قسم۔ دنیا کے کام مین بہی تم سے الگ ہون اور آخرت کے امور مین بہی تمسے علٰحدہ رہونگا۔ خداوند تعالٰے نے میری تلوار سے ایسے لوگونکے خون گرائے ہین جو تم سے بہتر وافضل تہے۔ تمہارا خون کچھ اونکے خون سے حرمت وعزت مین بہتر نہین ہے اس فقرہ سے اشعث کا چہرہ سیاہ پڑگیا پہر اشعث اقرارنامہ لیکر خوش خوش لشکر مین نکلے اور لوگونکو سناتے پہرتے تہے۔ اقرارنامہ کا مضمون پڑہتے ہوے قبیلہ بنی تمیم مین گذرے اوسمین عروہ بن ادیہ ابوبلال کے بہائی بیٹہے تہے اور بنی تمیم تو اقرارنامہ سنکر خاموش رہے مگر عروہ بن ادیہ نے کہا۔ تم خدا کے کامون امرونہی مین لوگونکو حکم بناتے ہو اور اونکی راے پر فیصلہ ہوتا ہے مگر خدا کے سوا کسی کا حکم منظور ومقبول نہین ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے (ا حکم الا للہ (اس فقرہ کا کہنے والا پہلا شخص یہی ہے) یہہ کہکر اشعث پر تلوار چلائی۔ اشعث نے اپنا گہوڑا بڑہا دیا۔ وہ تلوار اوسکے پٹہے پر پڑی اور خفیف زخم آیا۔ اشعث اپنا گہوڑا

اوس مجمع سے نکال لیگئے۔ انکی قوم یہہ واقعہ سنتے ہی جمع ہوگئی اور انکو بنی تمیم کی طرف پھیر لائی۔ کچھہ لوگ یمن کے بھی اشعث کے طرفدار ہوگئے۔ قریب تہا کہ بنی تمیم اور اشعث کے طرفدار و نمین تلوار چل جاے مگر احنف بن قیس اور مسعر فدکی اور چند اشخاص بنی تمیم نے اس معاملہ مین پڑکر نزاع دفع کر دیا۔ عروہ بن ادیہ کی جانب سے معافی طلب کی گئی اور فساد کو آگے بڑہنے سے روک دیا گیا۔

جناب امیر المومنین کی خدمت مین بعض لوگون نے اشتر کا انکار اور اقرار نامہ پر دستخط نہ کرنا اور اشتر کا پھر جنگ کرنیکا ارادہ بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ واللہ۔ میری راے تو مصالحت اور تقرر حکمین کی پہلے ہی سے نہ تہی مگر تمہین لوگون نے یہہ کیا اور اقرار نامہ لکھوا لیا۔ اب صلح کے بعد اور اقرار و مدارطے ہوجانے پر مین رجوع نہین کرتا۔ خلاف وعدہ و اقرار حکم خدا کی مخالفت کر کے گناہ مین نہ پڑونگا اور خدا کی کتاب چھوڑ کر اوس سے آگے نہ بڑہونگا البتہ جو شخص خدا کا حکم نہ ملنے اوس سے لڑو۔ باقی رہا میری نسبت اگر یہہ خیال ہو کہ مین لوگونکے ڈر سے خلافت چھوڑکر الگ ہوجاؤن تو یہہ خیال باطل ہے مین ان لوگومین کسیکو ایسا نہین پاتا کہ اس امر مین میرا مقابلہ کرے اور نہ مین کسی سے ڈرتا ہون۔ رہی اشتر کی شکایت۔ کاش تم مین سے اوس جیسے دو شخص یا ایک ہی شخص ہوتا اور جیسا کچھہ مین اپنے دشمن کے معاملہ مین سمجھتا ہون ویسا وہ بھی سمجھتا۔ خیر جو ہوا اچھا ہوا تم لوگونکا بار میرے سر سے بہت کچھہ ہلکا ہوگیا۔ آیندہ امید ہے کہ تمہارے کام راست ہوجاوین۔ تم کو یاد ہوگا کہ مین نے اس سے قبل تمکو صلح ہونے سے منع کیا تہا مگر افسوس تمنے نہ مانا۔ تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے جس سے تمہاری قوت مین ضعف آگیا اور تمہارا دباؤ جاتا رہا۔

واپسی از جنگ صفین

بعد تحریر اقرار نامہ و تکمیل شرائط صلح لوگوں مین اختلاف پڑ گیا۔ بعضے اسپر خوش تھے بعضے تحکیم اور فیصلہ مجوزہ کو خلاف حکم خدا و رسول سمجھکر جناب علی مرتضیٰ ؑ کے مخالف ہو گئے۔ یہانتک نزاع و خلاف باہمی پیدا ہوا کہ آپکے لشکر مین بھائی بھائی سے۔ بیٹا باپ سے۔ عداوت رکھنے لگا۔ جسکو دیکھو عداوت پر کمر بستہ تھا۔ سارا لشکر آپس مین ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ جناب امیر المومنین نے انکے انجام کار پر غور فرما کر حکم دیدیا کہ یہان سے لشکر کوچ کرے اور سب اپنے اپنے گھر چلے جائین (تاریخ مسعودی)

لوگ صفین سے چل دیئے اور جناب امیر المومنین نے بھی کوچ کیا۔ فرقہ حروریہ آپکے مخالف ہو گیا۔ سب سے اول کلمہ انکا یہی تھا کہ حکم بنانا درست نہین ہے۔ آپکے لشکر والے جس راستہ سے گئے تھے واپسی مین اوسکے خلاف خشکی کی راہ سے واپس ہوے۔ راہ مین آپس مین گلخپ کرتے۔ گالی گلوج۔ لپا ڈکی۔ پھبتیان اوڑاتے۔ آوازے کستے چلے جاتے تھے۔ خوارج کہتے تھے "اے دشمنان خدا۔ تمنے خدا کے کام مین سستی کی اسکا انجام برا دیکھو گے" محبان امیر المومنین۔ جواب دیتے "اے نالائقو۔ تمنے ناحق ہمارے امام کو چھوڑا۔ امت مرحومہ مین فرقت ڈالی۔ خدا تمکو سمجھے اور اسکا عوض جزاے بد دے"

مسافت راہ قطع کر کے نخیلہ سے آگے بڑھ گئے اور کوفہ کی آبادی۔ مکانات دور سے نظر آنے لگے متصل کوفہ چند مکانات تھے وہان زیر سایہ دیوار ایک مرد ضعیف بیٹھا ہوا تھا۔ اوسکے چہرہ سے آثار ضعف و نقاہت ظاہر ہوتے تھے۔ امیر المومنین ؑ نے اوسکو سلام کہا۔ بوڑھے نے بہت خوبی سے جواب سلام دیا۔ آپنے پوچھا مین تمکو بیماری سے متغیر پاتا ہون اور تمہارے چہرہ سے ضعف نظر آتا ہے۔ مرد ضعیف نے جواب دیا۔ ہان۔ مین

بیمار تھا۔ فرمایا۔ شاید تم بیماری سے ناخوش تھے۔ جواب ملا۔ بیشک مین چاہتا تھا کہ یہ مرض دوسرے کو ہوتا اور مین محفوظ رہتا۔ آپنے فرمایا۔ کیا مرض مین تمکو امید ثواب نہ تھی۔ اوسنے عرض کیا۔ کیون نہین۔ ارشاد ہوا۔ تمکو بشارت ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رحم و کرم سے تمہارے گناہ بعوض تکلیف مرض کے بخش دیئے۔ تمہارا کیا نام ہے۔ پیر مرد نے کہا۔ مجھکو صالح بن سلیم کہتے ہین۔ پوچھا گیا۔ کس قبیلہ سے ہو۔ جواب دیا۔ اصل تو قبیلہ سلامان طے سے ہون مگر اب سلیم بن منصور کے جوار مین ہون۔ فرمایا۔ سبحان اللہ تمہارا نام کیا اچھا ہے اور تمہارے باپ کا نام کسقدر پیارا ہے اور جسکی طرف تم منسوب ہو وہ بھی خوب ہے۔ جسکے جوار مین ہو اوسکا نام بھی دلچسپ ہے۔ کیا تم ہمارے ساتھہ اس لڑائی مین تھے۔ پیر مرد نے کہا۔ نہین حاضر ہوسکا۔ بخدا۔ میرا پختہ ارادہ تھا لیکن بخار نے شرکت سے معذور رکھا۔ فرمایا۔ مریضون اور ضعیفون پر کچھہ الزام نہین۔ بھلا یہہ تو بتاؤ کہ ہمارے اور شامیون کے اس جنگ کی بابت لوگونکا کیا خیال ہے ضعیف نے التماس کی۔ جو لوگ عوام الناس کے درجہ مین بد وضع اور شریر النفس ہین وہ تو خوش تہے اور باقی غمگین و اداس اور یہ لوگ خیر خواہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ سچ کہتے ہو۔ خداوند تعالی نے تمہارا مرض تمہارے گناہونکا کفارہ کر دیا کیونکہ دراصل مرض کوئی امر ثواب اور نیکی نہین لیکن بندہ مین جو گناہ پاتا ہے اوسکو گرا دیتا ہے۔ اسواسطے مرض اچھا سمجھا جاتا ہے اجر تو زبانسے نیک بات کہنے۔ ہاتھہ پانون سے اعمال نیک کرنے مین ہے۔ خداوند تعالی محض عقائد حقہ کی بدولت ایک عالم کو جنت مین داخل کریگا۔ یہہ فرماکر آپ آگے بڑہے تہوڑی دور چلکر عبد اللہ بن ودیعہ انصاری ملے اور آپکو سلام کرکے ساتھہ ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ ہمارے بارہ مین لوگونکے کیسے خیالات ہین۔ عرض کیا بعضے تو خوش تہے اور بعضے ناخوش۔ فرمایا۔ عوام کو جانے دو اہل عقل باتمیز اشخاص کی

کیا را ئی ہے۔ کہا۔ وہ لوگ یہہ کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علیؑ کے ساتہہ ایک جماعت عظیم
تہی آپ نے اونمین جدائی ڈالکر فرقہ فرقہ کر دیا۔ اونکے پاس ایک مضبوط قلعہ تہا اوسکو خود
منہدم کر دیا۔ اب اوس قلعہ کی بنا اور رامت کا اجتماع دشوار ہے اور اگر امیر المومنین بعض
لوگونکے خلاف کرنے کا خیال نہ کرتے بلکہ جو مطیع تہے اونکو لیکر شامیون سے لڑتے
رہتے اور فتح پاتے یا ہلاک ہوتے تو یہہ عین ہوشیاری تہی۔ ارشاد فرمایا مین نے سنگین
قلعہ کو مسمار کیا یا خود اونہین لوگون نے۔ مین نے جماعت مین تفریق کی یا خاص اونہون نے
اب رہی اونکی یہہ بات کہ مین صلح نہ کرتا بلکہ بدستور سابق لڑے جاتا۔ اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہ امر مجہپر مخفی نہ تہا اور مین بہی اسکو خوب سمجہے ہوے تہا مین نے اپنی جان کی کچہہ پرواہ
نہ کی تہی۔ مین جان کے ساتہہ سخاوت کرنے پر اور مرنے پر خوش تہا اور مین نے آگے بڑہنے کا
قصد کر لیا تہا اور یہی نیت تہی کہ لڑائی سے ہاتہہ نہ رکنے پاوے چاہے جان رہے یا جاوے
مگر بات نہ جاوے لیکن افسوس تو یہہ ہے کہ میرے لڑکے حسنؑ وحسینؑ میرے قصد پر مطلع ہوکر
مجہسے آگے بڑہ گئے۔ پہر مین نے دیکہا تو عبد اللہ بن جعفرؓ محمد بن حنفیہ بہی میرے آگے آگئے تہے
مین اوسوقت اس بات سے ڈرا کہ خدا نخواستہ یہہ لڑکے اگر جنگ مین شہید ہو گئے تو جناب
رسول خداؐ کی نسل منقطع ہو جاویگی بس اس خوف نے مجہکو صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ اگر زندگی
باقی ہے اور خدا کو منظور ہے تو وہ لوگ کہان جاتے ہین مین اکیلا تن تنہا اونسے لڑونگا
یہ فرماکر آگے بڑہے۔ آپکے داہنے ہاتہہ پر سات آٹہہ قبرین نظر آئین۔ فرمایا۔ یہہ قبرین یہان
کیسی ہوئین۔ لوگون نے عرض کیا۔ آپکے پیچہے حضرت خباب بن ارتؓ نے وفات پائی۔ اونکی
یہہ وصیت تہی کہ گہر سے باہر شہر کے کنارہ دفن کئے جائین لہذا حسب وصیت اونکی قبر یہان
ہوئی اونکے بعد اور لوگون نے بہی یہان دفن کرنا شروع کر دیا چنانچہ اب یہہ چند قبرین جو

آپنے ملاحظہ فرمائین یہان ہوگئین۔ آپنے اونکا نام سنکر تاسف کیا اور فرمایا۔ خداوند تعالے خباب پر رحم فرمائے۔ کیا خوبی کے آدمی تھے۔ دل سے اسلام قبول کیا۔ خوشی کے ساتھ ہجرت کی۔ زندگی جہاد کفار مین گذاری۔ امراض جسمانی مین مبتلا رہے۔ اللہ تعالی کسیکا نیک عمل ضائع نہین کرتا۔ پھر اون قبرونپر کھڑے ہوے اور فرمایا۔ "اسلام علیکم۔ اے وحشتناک گھرونکے رہنے والے اور میدان مین گذر کرنے والے۔ اے مسلمان مرد و عورت۔ تم ہم سے آگے پہونچے۔ ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتے ہین اور عنقریب تمسے مل جاوینگے۔ خداوندا! ہم کو اور ہمارے ان مسلمان بھائیون کو بخش دے اور ہمارے سب کے گناہ معاف فرما۔ مبارک وہ شخص ہے جسنے آخرت کو یاد کیا اور عذاب آخرت سے ڈرا۔ عمل اچھے کئے اور روز حساب کے واسطے کمائی نیک کی۔ تھوڑے رزق پر قناعت و صبر کیا اور اللہ جل شانہ کی تقدیر پر راضی رہا۔" یہ دعا ختم کرکے آگے بڑھے۔ کوچہ بنی ثور کے متصل ہوکر گذرے وہان ایک مکان سے رونے کی آواز سنکر دریافت فرمایا کہ کون رو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مقتولین جنگ صفین کے ورثا اپنے اعزہ کو یاد کرکے رو رہے ہین۔ ارشاد ہوا۔ مین شہادت دیتا ہون کہ جو لوگ میرے ساتھ اس جنگ مین ثواب کی امید پر لڑے اور مارے گئے وہ بیشک شہید ہوے۔ پھر جس جگہ قبیلہ فائشین کا مسکن تھا وہان گذرے۔ وہان بھی رونے کی آواز سنی اور تسلی و تشفی فرماکر آگے بڑھے پھر محلہ شبافیین مین پہونچے۔ ایک زور و شور کی آواز گریہ و زاری سنکر آپ وہان ٹھیر گئے۔ حرب بن شرحبیل شبامی اپنے گھر سے نکل آئے۔ آپنے اونسے فرمایا۔ کیا تمہاری عورتین تمپر غالب ہین۔ تم اونکو رونے چیخنے سے منع نہین کرتے۔ اونہون نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین ہم کیا کرین مجبور ہین۔ اگر ایک دو گھر کے لوگ مارے جاتے تو صبر آتا ہم گھر والونکی تسلی و تشفی کرتے اور عورتونکو رونے چلانے سے باز رکھتے مگر اس خاندان کی تو بالکل صفائی ہوگئی۔ ایک سو اسی جوان

مقتول ہوے۔کس کسکو منع کرین کس کسکو سمجہائین۔کوئی گہر ایسا نہین جس مین رونے والے نہون۔ہم مردتو صبر کرتے ہین بلکہ شہادت سنکر خوش ہوتے ہین۔جناب علیؓ نے فرمایا۔خدا تمہارے مقتولین اور مردون پر رحم فرماے۔پہر تسلی و تشفی فرماکر آگے روانہ ہوے۔حرب بن شرحبیل پاپیادہ آپکے ساتھہ تہے اور آپ سوار تہے۔آپنے فرمایا۔اب تم واپس جاؤ۔تم سے معزز شخص کا پاپیادہ میرے ساتھہ چلنا خوب نہین اس مین حاکم وقت کے حق مین سبب فساد اور مسلمان کی ذلت ہے۔وہ واپس گئے اور آپ آگے چل دیئے۔ایک دوسرے محلہ مین گذر ہوا۔جہان عثمانی فرقہ رہتا تہا۔وہ لوگ آپکو دیکہکر کہنے لگے۔واللہ۔انہون نے کچہہ کام نہ کیا۔گئے اور خالی واپس آے۔آپنے اونکی تقریر سنکر اپنے ہمراہیون سے فرمایا۔یہہ اون لوگون کے سردار ہین جنہون نے کبہی ملک شام نہین دیکہا۔جن لوگون کو ہم ابہی چہوڑ آے ہین وہ لوگ اس گروہ سے بہتر ہین پہر آپنے دو شعر پڑہے جنکا یہہ مطلب ہے "تمہارا بہائی وہ ہے کہ اگر کسی مشقت و مصیبت مین تمکو اوبہار کر ڈال دے تو خود بہی اوسمین تمہارا شریک حال رہے اور تمہارے رنج و مصیبت پر غم کہاے۔وہ شخص تمہارا بہائی نہین ہے کہ تمپر حوادث زمانہ کا یورش دیکہکر تمسے الگ ہوکر تمپر ملامت کرے" پہر آپ آگے چلے اور خدا کا نام لیتے ہوے قصر خلافت مین داخل ہوے۔

جو لوگ تقریر تحکیمین پر ناخوش ہوکر آپسے رنجیدہ ہوے وہ بلقب خوارج مشہور رہو ہوے اور صفین ہی کوفہ تک تو آپکے لشکر مین تہے مگر کوفہ مین داخل ہوتے ہی علحدہ ہوکر کوفہ سے باہر بمقام حرورا مقیم ہوے۔

مقتولان کارزار صفین

صحابہ کرام مین سے اصحاب ذیل نے اس معرکہ مین شربت شہادت نوش فرمایا۔جندب بن زہیر ازدی

خزیمہؓ بن ثابت ذوالشہادتین - آپ ابتدا جنگ مین لڑائی سے الگ رہے - جسوقت عمار بن یاسرؓ شہید ہوے تو آپ بھی معرکہ مین آے سہیلؓ بن عمرو بن ابو عمر انصاری بدری اویس قرنیؓ یہہ جلیل القدر تابعی ہین انکے فضائل مین احادیث واخبار کثیرہ وارد ہین جو انکے کمال شرافت پر دال ہین - مگر انکے بارہ مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ حضرت اویس قرنیؓ نے دمشق مین وفات پائی یا ارمینیہ یا سجستان مین علی اختلاف الاقوال - حازمؓ بن ابی حازم قیس احمسی بجلی کے بہائی - ابوالہیثم بن تیہان - یہہ بدری ہین اور بروایتے لیلۃ العقبہ مین سب سے اول آنحضرت صلعم کی بیعت کی - بعض کہتے ہین کہ جنگ صفین سے کچہہ دنون بعد وفات پائی - عبیدؓ بن تیہان - یعلی بن منیہ - انکے باپ کا نام امیہ تہا عتبہ بن غزوان کے بہانجے یا پہوپی زاد بہائی ہین - ابو عمرہ انصاری بدری - والد عبدالرحمن - بروایتے حضرت ابو فضالہ انصاری بدری - صفوان - سعید حضرت حذیفہ بن الیمان کے لڑکے - یہہ حضرات جناب علی مرتضیؓ کی لشکر مین تہے - امام یافعیؒ نے بہی انمین سے بعض کا شریک جنگ صفین ہونا لکہا ہے - حابس بن سعد طائی - انکے صحابی ہونے مین اختلاف ہے - تاہم جلیل القدر باعزت قاضی حمص تہے آپ لشکر شام مین پیادونکے افسر تہے - یہہ یزید بن عدی بن حاتم طائی کے مامون ہین جب شہید ہوی تو انکے بہانجہ یزید نے انکے قاتل کو دہوکے سے قتل کیا - عدیؓ نے چاہا کہ اپنے بہانجہ کو اولیاء مقتول کے سپرد کردین مگر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس بہاگ کر چلے گئے -

یہ نام اون حضرات کے ہین جنکا ذکر اور حال شہادت دوران واقعہ مین اوپر نہین آیا انکے علاوہ اکثر اصحاب کے نام جو طرفین سے اس جنگ مین شہید ہوے - اپنی اپنی جگہہ مذکور ہو چکے ہین - اب ہم تعداد جملہ مقتولین ہر دو لشکر مورخین کے اقوال سے نقل کرتے ہین ارباب تواریخ نے ذکر تعداد مقتولین مین بہت کچہہ اختلاف کیا ہے - احمد بن دورقی

یحیی بن معین سے نقل کرتے ہین کہ ایکسو دس دن کے عرصہ مین جو زمانہ جنگ صفین ہی دونون طرف کے ایک لاکھہ دس ہزار سپاہی کام آے۔ نوے ہزار لشکر شامی کے اور بیس ہزار لشکر عراقی کے مگر ہمارے نزدیک اہل شام کی تعداد جسقدر مؤرخین بیان کرتے ہین اوس سے زیادہ ہے ہماری نظر مین ایک لاکھہ پچاس ہزار سوار و پیادے صرف لڑنیوالی لشکر شام مین تھے۔ انکے خدمتگار و توابع اس کے علاوہ ہین۔ اب اس بنا پر جملہ حاضرین اہل شام کو شمار کرین اور لڑنیوالون کے ساتھہ اونکے خدمتگار و توابع بہی شامل کرلیئے جاوین تو تین لاکھہ بلکہ اس سے زائد بڑہ جاتے ہین۔ اس طرح پر کہ ہر سپاہی و سوار کے ساتھہ اقل درجہ ایک خدمتگار ضرور ہوتا ہے اور بعضے ایسے بہی ہین کہ جنکے ہمراہ پانچ پانچ دس دس خدمتگار بہی ہوتے ہین جیساکہ امرا و رؤسا قوم و افسران لشکر۔ اودہر اہل عراق جنگجو و مردان کارزار ایک لاکھہ بیس ہزار تھے (اسیقدر انکے خدمتگار و توابع۔ جملہ دو لاکھہ چالیس ہزار ہوے مگر یہہ تعداد تخمینی اور قیاسی ہے جو مبالغہ سے خالی نہین اور ناظرین اسکو ایشیائی قدیمی عادت مبالغہ شاعرانہ پر محمول کرینگے اب دوسری تعداد جو قرین قیاس ہے اور اقوال مورخین کے موافق ہے وہ یہہ ہے کہ) ہشیم بن عدی طائی۔ شرقی بن قطامی۔ ابو مخنف۔ لوط بن یحیی اکابر معتمدین کے اقوال سے جنکو ہم سابقاً لکھہ آے ہین نقل کرتے ہین کہ لشکر عراق نوے ہزار اور لشکر شام پچاسی ہزار جملہ مبارزین و مقاتلین سوار و پیادہ ایک لاکھہ پچہتر ہزار تہے۔ جن مین فریقین سے جملہ ستر ہزار جانباز معرکہ صفین مین کام آے۔ پینتالیس ہزار لشکر شام کے تابعان معاویہ رض سے اور پچیس ہزار لشکر عراق کے محبان جناب علی مرتضی رض سے مجموعہ ستر ہزار مین پچیس صحابی بدری بہی ہین جو لشکر فریقین مین تھے۔ ظاہر ہے کہ معرکہ و مقتل مین تعداد مقتولین مین وہی اشخاص شمار ہوتے ہین جو گنتی مین آے اور اونکا قتل ہونا معلوم

ہوا اور انکی لاش یا سر وغیرہ کا پتہ چلا اور جو ہنگامہ قتال مین بدحواس ہوکر نہر میت خوردہ دریا مین گر کر ڈوب گئے یا جنگل مین مارے گئے اور انکی لاش طعمۂ درندگان صحرائی ہوئی دیا اتفاقاً زخمی ہوکر معرکہ سے نکل گئے اور اپنے گھر پہونچکر مرے) وہ حد شمار سے باہر اور انکی تعداد فی الجملہ دشوار ہے (مروج الذہب علامہ مسعودیؒ)

مؤلف۔ مؤرخین نے تعداد معرکون مین بہت کچھ اختلاف کیا ہے خمیس مین ہے کہ دونون لشکر صفین مین ایک سو دس دن مقیم رہے اور نوّے لڑائیان ہوئین۔ بعضے اس سے زیادہ بیان کرتے ہین چنانچہ روضۃ الصفا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ربیع الاول مین دونون لشکرونکا اجتماع بمقام صفین ہوا اور تین ماہ کامل طرفین ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اس عرصہ مین دونون سے پیام وسلام جاری رہا اور اس مدت مین پچاسی مرتبہ فریقین کے لشکر لڑائی کے واسطے جمع ہوے مگر دونون طرف سے نصیحت اور زبانی فہمائش ہونے سے نوبت جنگ نہین پہونچی۔ پھر نصف جمادی الآخر سے تا رویت ہلال رجب جنگ ہوتی رہی بعدہ پھر لڑائی موقوف رہی اور تا انقضاے ماہ محرم طرفین بغیر جنگ وجدال ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ پھر شروع صفر سے بازار قتل وقتال گرم ہوا اور آخر کار شامیون کے قرآن شریف نیزون پر بلند کرنے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر ایک مقام پر لکھتے ہین کہ گیارہ ماہ تک فریقین میدان صفین مین جمع رہے اور علاوہ ماہہاے حرام کے لڑائی ہوتی رہی اور بخیال تلف ہر دو سپاہ جنگ مغلوبہ نہین ہوتی تھی۔ ان لڑائیون مین قریب ستر ہزار آدمیونکے جناب امیر المومنین علیؑ کی طرف کے کام آے منجملہ انکے ستر اصحاب کبار بدری تھے اور لشکر حضرت معاویہؓ سے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی مارے گئے مگر یہہ جملہ روایات درباب شمار معرکہ و مدت جنگ صفین و تعداد مقتولان علامہ

ابن اثیر۔ علامہ ابن خلدون اور علامہ مسعودی کے بیان کے خلاف ہین لہذا انکا ذکر کرنا موجب طوالت کلام سمجھکر ہم نے اوسسے اعراض کیا۔ اب ہر سہ کتب سے معرکون کی صحیح تعداد جو معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ تمام ماہ ذیحجہ لڑائی مین گذرا اور تمام ماہ محرم لڑائی موقوف رہی پہر یکم صفر روز چہارشنبہ سے شروع ہوئی اور دسوین صفر یوم جمعہ کو شام تک لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ تمام دن شمار کرنے سے چالیس لڑائیان ہوتی ہین۔ یا دوچار اس سے زیادہ۔

علامہ مسعودیؒ فرماتے ہین کہ بعد واقعہ جمل جناب امیرالمومنین علیؑ کا کوفہ مین آنا اور پہر حضرت معاویہؓ سے بمقام صفین مقابلہ ہونا اسکے درمیان چہہ ماہ تیرہ دن کی مدت ہے اور آپکا قیام صفین مین ایک ماہ دس یوم ہوا اور جملہ معرکے جو صفین مین ہوے وہ ستر ہین۔ یہ قول قرین قیاس ہے اگرچہ بیان واقعات سے اسقدر لڑائیون کی تعداد نہین معلوم ہوتی لیکن اس قول کی تصدیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ مشہور مشہور لڑائیان مورخین نے لکہین جو چالیس ہوتی ہین باقی چہوڑ دین اگر سب ملائی جاوین تو پوری ستر ہوجاوین۔ پہر بہی مورخین کی کوتاہ قلمی سے اضطراب رفع نہین ہوتا اودہر تاریخ روانگی جناب امیرالمومنین علیؑ پر نظر ہوا اور صفین مین دونون لشکرونکا اجتماع پہر ایک ماہ کامل محرم الحرام لڑائی کا موقوف رہنا یہہ سب امور پیش نظر کئے جاوین تو وہی چالیس معرکے ثابت ہوتے ہین اور بس۔

اصل یہہ ہی کہ ابن اثیر و ابن خلدون نے اس سے بحث نہین کی کہ کتنی لڑائیان ہوئین اور نہ اسکی تصریح کہ طرفین کس تاریخ کو پہونچے اور کس تاریخ کو بعد تحریر اقرارنامہ واپس ہوے اب اونپر تو کوئی اعتراض نہین اونکی تحقیق مین جو بات آئی لکہہ دی جسکی بابت شک ہوا

یا روایت معتبر نہ پائی اوس سے ساکت رہے اسی طرح مسعودیؒ نے بھی وہی واقعات لکھے جو اونکے نزدیک حق تھے اور اوسکے ساتھہ ہی اقوال مختلفہ ناقلین آثار واخبار نقل کر دیئے۔ اونپر بھی کوئی الزام نہین کیونکہ مورخین کا دستور ہے کہ بعد تحریر روایات صحیحہ دیگر روایات سے بھی تعرض کرتی ہین جنکی غلطی ثابت ہوتی ہی اونپر تنبیہ کر دیتی ہین جسکی نسبت شک ہوتا ہے کبھی اشارۃً لکھہ دیتے ہین کبھی نہین بہرحال ان تینون کتابون سے جو ہمکو ملا اور صحیح معلوم ہوا اوسکو مسلسل بیان کر دیا

صاحب خمیس بحوالہ دول الاسلام نقل کرتے ہین کہ جنگ صفین مین جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ اور حضرت معاویہؓ کی طرف ایک جماعت صحابہ کرام سے تہی۔ ایک گروہ سادات صحابہؓ سے کسی طرف شریک نہین ہوا جنمین سے چند یہہ ہین۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح عراق۔ حضرت سعید بن زید۔ ابوالیسر سلمی۔ زید بن ثابت۔ محمد بن مسلمہ۔ عبد اللہ بن عمر فاروقؓ۔ اسامہ بن زید صہیب رومی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان حضرات نے سلامتی گوشہ نشینی مین دیکھی۔ ان بزرگون کا قول تہا کہ اگر کفار سے لڑائی ہوتی اور مسلمان جہاد کو نکلتے تو ہم ضرور شریک ہوتے۔ یہہ آپس کی لڑائی۔ اہل فتنہ و باغیون پر لشکر کشی۔ اہل قبلہ سے جدال و قتال ہے ہم اس مین شریک نہین ہوتے۔

رائے اہل حق درباب معرکہ صفین

بیانات سابقہ سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اس معرکہ مین جملہ اہل اسلام تین فریق تھے ایک جماعت جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ دل سے مطیع۔ آپکو خلیفہ برحق مانتے تھے۔ جملہ افعال و اقوال مین آپکے متبع۔ بندگان خاص منتسبان باختصاص۔ پیروطریقہ سلف معتقدین مذہب خلف۔ درحقیقت اہل سنت و جماعت یہی لوگ تھے۔ دوسرا گروہ جناب امیر معاویہؓ کی جانب تہا وہ اونکے ہواخواہ و فرمانبردار تھے خواہ دل سے یا بطمع دنیوی۔ تیسرا فریق وہ معدود سے

چند اصحاب کبار یا اونکے توابع جو مسلمانونکی باہمی لڑائی مین کسی طرف شریک ہونا بہتر نہ سمجھکر کنارہ کش ہوے۔ اگرچہ یہہ حضرات امیر المومنین علیؓ کو خلیفہ برحق جانتے تھے لیکن احتیاطاً آپکے ساتھہ نہوے۔ اب یہہ دو فریق رہے۔ مطیعان جناب امیر المومنین علیؓ و ہمراہیان جناب معاویہؓ۔ یہہ بہی معلوم ہے کہ دونون طرف صحابہ کرام بھی تھے اور جنگ مین شہید ہوے۔

تاریخی حیثیت سے دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑائی کی بنا جناب معاویہؓ اور شامیونکی طرف سے ہے اور یہ وہ لوگ ہین جنہون نے جناب علی مرتضیٰ کی خلافت کو تسلیم نہین کیا اور نہ بیعت قبول کی۔ ان لوگون مین بنی امیہ کی بہی ایک جماعت ہے جو بخیال ناقص اپنے جناب امیر المومنین علیؓ کو قاتل جناب امیر المومنین عثمانؓ مانے ہوے تھے اور زیادہ تر جو جنگ جمل کے بانی و مبانی تھے اور جو اپنے زعم مین خون عثمانیؓ کے طالب تھے مگر اس مین مریدان ابن سبا کی کارگذاری بہی تہی۔ شامیونمین بطلب قصاص جناب عثمانؓ جوش و خروش پیدا کرنا دراصل انہین کی نہفتہ موشک دوانی تہی۔ بہرکیف جناب معاویہؓ کو اپنے ارادونمین کامیاب ہونیکی امید شامیونکی اتفاق پر ہوئی اور اونکے ملانے کو طلب قصاص سے زیادہ چلتا منتر دوسرا ہاتھہ نہ لگا۔ اسیکے ذریعہ سے انہون نے ایک جماعت کثیر اپنے تابع کرلی اور قبائل عرب انکے ساتھہ ہوکر مرنے اور جان دینے پر آمادہ ہوگئے۔

قبل صفین اگرچہ بیعت خلافت جناب معاویہؓ منعقد نہ ہوئی تہی تاہم بحیثیت ایک با اختیار حاکم یا رئیس ملک کے یہ علاقہ شام پر حکمران تھے۔ چونکہ ملک گیری اور اپنے حریف کے ملانے مین دخل تام انکو حاصل تھا اور سب سے زیادہ ایک وصف حلم خدا داد انکے حصہ مین آیا تھا جسکی وجہ سے کہہ سکتے ہین کہ یہ صلح کل یا ہر دل عزیز ہونے کی قابلیت رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے

قبائل عرب مین خاندانی حرمت و فضیلت صحابیت۔ حضرات شیخین و جناب ذی النورین کے
زمانہ مین حکومت و امارت پر سرفراز رہے۔ یہہ سب باتین ایسی تہین کہ عوام الناس کوتاہ بین
کی نظرون مین عزت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے بلکہ جہال انہین کو مستحق خلافت جانتے تہے
یہہ وہ اسباب تہے جو انکے حوصلہ بڑہانے مین معین ہوے۔ پہر بعض حضرات صحابہؓ کی شرکت
عام اشخاص کے دلونمین اور بہی انکی عزت و اہلیت جمانے کا باعث ہوا۔ ان دو متخاصمین
مین عقلاً و نقلاً ایک حق پر دوسرا باطل پر ہوگا مگر عقل اسبات کو تسلیم نہین کرتی کہ ایک کو
مسلمان باایمان کہین دوسرے کو اہل طغیان بے ایمان قرار دین اور ان دونون گروہ مین
وہ نسبت قائم کی جاوے جو اہل اسلام کو کفار فجار سے ہے کیونکہ طرفین باتفاق مورخین و جملہ اہل ملل
مسلمان صاحب قبلہ واحد تہے دونون ایک خدا کے ماننے والے دونون ایک پیغمبر کی امت دونون کا ایک ہی
قرآن۔ ایک ہی کلمہ۔ دونون دیندار پرہیزگار۔ اس زمانہ والون سے بدرجہا افضل و
اشرف تہے پہر نسبت ہوگی تو اسیقدر کہ ایک عادل رعیت پرور بادشاہ کے حکم سے اوسکی ممالک
محروسہ کا ایک حصہ اوسکی اطاعت سے نکلکر برسر مقابلہ ہوا اور بادشاہ پر خروج کرے بنا مخالفت چند
قوانین مروجہ عدالت و حکومت بادشاہ وقت ہون جنکو یہ گروہ باغی اپنی عقل و رای سے ناحق تصور
کرے اور اپنے بادشاہ کو مستحق سلطنت نہ تصور کرے یہی نسبت جناب امیر المومنین علیؓ
اور آپ پر خروج کرنے والونکے درمیان ہے۔ اگرچہ یہان یہ شبہہ ہوتا ہے کہ جناب امیر معاویہؓ
نے آپکی بیعت کب قبول کی مگر اسکا جواب ہماری تقریر کے آخری فقرہ سے نکلتا ہے۔
حاصل کلام جناب امیر معاویہؓ اور اونکے تابع بیشک جناب امیر المومنین علیؓ کے مقابلہ مین
باغی ٹہیرے لیکن بعد مصالحت اب کیا حکم ہوتا ہے۔ عقل دوربین کا یہی جواب ہے کہ اب
دونون ایک ہوگئے اور اب کوئی فریق مستحق ملامت نہین رہا وہو المطلوب یہ تو زبانی

تقریر تھی اب بزرگان دین کے اقوال ملاحظہ ہون جس سے بہت سے شکوک رفع ہونگے۔ مولنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین کہ حضرت معاویہؓ کی نسبت الزام ہے تو یہی ہے کہ وہ مجتہد تھے خطا کی دلیل راجح چھوڑ کر شبہ مین پڑ گئے۔ انکی مثال بالکل وہی ہے جیسا واقعہ جمل مین اصحاب جمل کو دہوکا ہوا اور خطا کی بالکل وہی تقریر اور وہی جواب ہے انکے اونکے فرق اتنا ہے کہ اونکو دوسرا شبہ تہا جو وہان بیان ہوچکا انکو یہ شبہ پیش آیا کہ بہت سے اشخاص نے جناب امیر المومنین علیؓ کی بیعت سے تخلف کیا اکثر صحابہ بیعت سے الگ رہے ملک شام کے ہزارون مسلمانون نے بیعت قبول نہ کی لہذا آپکی بیعت منعقد نہ ہوئی کیونکہ بیعت تام ہونے مین تسلط او رغلبہ۔ احکام خلیفہ وقت جاری ہونا۔ ان مین سے کوئی بات نہ پائی گئی لہذا بیعت ناتمام رہی اب امیر المومنین جناب علیؓ کے خلاف کرنیسے باغی نہین ہوسکتے۔ یہ اونکا شبہ تہا۔ تسلط اور رغلبہ نہ دیکھکر خطا کی۔ حالانکہ اتمام بیعت کے واسطے یہ شرط نہین ہے۔ کیونکہ آپ کی خلافت منعقد ہوچکی تہی اور اوسپر اجماع ہوچکا تہا۔ علاوہ اسکے احادیث کثیرہ دال ہین کہ آپ مستحق خلافت ہین اور اپنے زمانہ مین واجب الاطاعت اور آپکے خلاف آپ سے مخالفت ومفارقت کرنیوالا خارق جماعت ہے جناب معاویہؓ کی مخالفت کی ایک وجہ اور ہوئی۔ اونکو حضرت کعب احبارؓ کی زبانی معلوم ہوچکا تہا کہ انکو خلافت ہوگی اور نیز احادیث نبوی خود انکے گوش گذار ہوچکی تہین جنکی وجہ سے انکو خلافت کا خیال دامنگیر تہا۔ ہم وہ احادیث نقل کرتے ہین۔

حضرت معاویہؓ فرماتے ہین کہ جب سے مین نے آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے یہہ حدیث "اے معاویہؓ اگر تم حاکم ہونا تو اچھی طرح نیکی وخوبی کے ساتہہ حکومت کرنا" سنی مجھکو خلافت کی طمع پیدا ہوئی۔ بروایت عبداللہ بن عمرؓ یہ الفاظ ہین "اگر تم خلافت پاؤ اور حکومت

مل جاے تو اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا اور عدل اپنا طریقہ رکھنا" حضرت معاویہؓ فرماتے ہین۔ اوسوقت سے مجھکو خیال پیدا ہوگیا کہ مین ضرور اس بار خلافت مین مبتلا ہونگا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب معاویہؓ کو خطاب کرکے فرمایا۔ اگر خداوند تعالی تمکو یہہ قمیص پہناویگا تو تم کیا کروگے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہؓ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کیا میرا بھائی خلیفہ ہوگا۔ ارشاد ہوا۔ ہان ہوگا لیکن اونکی خلافت ہونے مین بہت کچھ ہنگامہ و فساد برپا ہوگا۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ مجھسے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے معاویہؓ عنقریب میرے بعد تم میری امت کے والی ہوگے۔ جب یہ وقت آے تو خبردار میری امت کے نیک لوگونسے اونکے کام قبول کرنا اگر کسی سے خطا ہوجاے تو معاف کرنا۔ حضرت معاویہ کہتے ہین مجھکو اوسیوقت سے یہہ خیال بندہ گیا۔

حضرت امام حسنؓ بروایت جناب امیر المومنین علیؓ نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جبتک معاویہؓ مالک نہ ہونگے یہہ رات دن قائم رہین گے۔

مسلمہ بن مخلدؓ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا۔ خداوندا۔ معاویہؓ کو علم کتاب عطا فرما۔ اونکو ملکو نمین حکومت عنایت کر۔ اونکو عذاب قبر سے بچا۔

عروہ بن رُویم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور سرور عالمؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی و جہالت کہا۔ آیئے مجھسے کشتی لڑیئے۔ حضرت معاویہؓ موجود تھے اوٹھہ کھڑے ہوے اور اوس اعرابی سے کہا کہ مین تجھسے لڑتا ہون۔ حضور نے فرمایا۔ معاویہؓ کبھی کوئی غالب نہ آویگا۔ راوی نے جب یہہ حدیث بروز واقعہ صفین جناب علیؓ کے سامنے بیان کی تو آپنے فرمایا۔ اگر یہ حدیث مجھکو تم اس سے قبل سناتے تو مین ہرگز معاویہؓ سے لڑنے نہ آتا۔

کیا عجب ہے کہ ان احادیث سے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل مین خیال خلافت جم گیا ہو اور وہ اپنے کو مستحق خلافت سمجھکر جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے لڑے۔ اس صورت مین انکے واسطے صحیح دلیل موجود تھی اگر انپر عمل کرکے اہل خلافت جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جدال و قتال کیا تو بیشک معذور ہین اور کسی طرح مستحق ملامت نہین۔ ہان جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شرافت واہلیت وقرب نبوی وبزرگی اہل بیت پر نظر نہین کی اسوجہ سے خطا کی پھر بھی ثواب اجتہاد سے محروم نہین ہین اور جو انکے تابع ہین وہ حکم مقلدین مین ہین جیسا مجتہد کو اپنے اختیار پر عمل کرنا درست ہے، ویسا ہی مقلد کے واسطے حاجت دلیل نہین اوسکے واسطے مجتہد کا قول دلیل کافی ہے یہ حکم تو مقلد محض کا ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر مین درجہ اجتہاد رکھتے تھے اونکے واسطے تو تقلید کافی نہین اوسکا جواب یہ ہی کہ وہ بھی اسی اجتہاد مین شریک تھے اور جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطاء اجتہادی کی وہ بھی انکے ساتھ اپنی اجتہاد مین مخطی تھے۔ اب متخلفین کی بابت ملاحظہ ہو۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین۔ اس مقام مین مسئلہ باریک ہے کہ اکثر لوگ اس بارہ مین بہیل گئے اور صراط مستقیم سے دور پڑے۔ وہ مسئلہ یہہ ہی کہ جب امیر المومنین جناب علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ برحق ہونا یقینی معلوم ہے تو اس صورت مین آپکی نصرت واعانت سب پر واجب تہی۔ جو لوگ آپکے مطیع و فرمانبردار تھے وہ تو آپکو اپنا امام مانتے تھے اونہون نے آپکی مدد ونصرت سے علیحدگی اختیار کی ان لوگون کے واسطے کیا حکم ہے مجتہد مصیب (یعنی اجتہاد کرنیوالے صواب پر) تھے یا مجتہد مخطی (خطا کرنیوالے) تھے اسکے جواب مین جو میرے نزدیک حق ثابت ہوا وہ یہ ہی کہ یہ لوگ اپنے اجتہاد مین حق پر تھے انکے واسطے نصرت امام برحق کرنا بھی درست تہی اور خانہ نشینی اولیٰ۔ کیونکہ انکے واسطے

دلیل متعارض تہین۔ احادیث دالہ بر وجوب نصرت امام و احادیث ترک قتال و عزلت ایسے پر آشوب زمانہ اور مسلمانون کی باہمی جنگ و جدال مین دونون قسم کی احادیث ملانے سے قدر مشترک اسقدر نکلتا ہے کہ ایسی صورت مین امام کی نصرت جائز و رخصت ہے اور عزلت وخانہ نشینی عزیمت واولی ہے۔

وہ احادیث فتنہ وآشوب اس جگہہ بوجہ طوالت نہین لکہی گئین ہان اکثر اس مضمون کی حصہ اول مین لکہہ آے ہین مگر اس جگہہ پر شبہ گذرتا ہے کہ احادیث ترک قتال ایام فتنہ و فساد کا خلاصہ تو یہہ ہے کہ ایسے پر آشوب وقت مین خانہ نشین ہو جانا اور لڑائی سے ہاتہہ روکنا باعث ثواب ہی اور خداوند تعالی کے نزدیک امر پسندیدہ اور راوی پر عامل مستحق درجات عالیہ ہی۔ لیکن سمجہہ مین نہین آتا کہ ادہر جناب امیر المومنین علی رض کو خلیفہ برحق تسلیم کرتی جاؤ اور جب آپ پر وقت مصیبت پڑجاے تو آپکی اعانت نہ کرو بلکہ گہر بیٹہے تماشا دیکہا کرو اس مین خدا کی رضا اور امید ثواب ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو یقیناً معلوم تہا کہ ہرچند جناب علی مرتضی رض خلیفہ برحق ہین لیکن انکی نصرت انکو کوئی نفع نہ دیگی اور عالم تقدیر مین یہہ بات طے ہو چکی ہے کہ انکے وقت مین نصرت و مدد کا بالکل موقع نہ رہیگا لوگونکا آپ پر متفق ہونا۔ آپکے احکام بلاد اسلام مین جاری و نافذ ہونا بالکل قطع ہو جائیگا ایسی حالت مین آپکی مدد کے واسطے لوگونکو سمجہانا اور ہر چہار طرف سے اس کام کو جمع ہونا باعث زیادتی فتنہ کا ہوتا جسکا نتیجہ بالعکس ظاہر ہوتا اور نصرت و مدد خلیفہ برحق کی اوس جگہہ مطلوب ہوتی ہی جہان اوسکے منصور و مظفر ہونے کی قوی امید ہو یہان تو امید موہوم بہی نہ تہی بلکہ یقیناً معلوم تہا کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور کسی حیلہ و تدبیر سے آپ پر اتفاق ہو کر شور و شر رفع ہونا ممکن نہین لوگونکو جمع کرنا اور آپکی مدد پر تحریص و ترغیب دینا اور

آپکے دشمن مد مقابل کی لڑائی وجنگ سے کیا حاصل لہذا حکم ہوگیا کہ ایسے پر آشوب وقت
مین جبکہ تمہاری تدبیر اور کوشش سے کوئی نتیجہ حاصل ہونے والا نہوا پنے گھر مین خاموش
بیٹھہ رہو (جیسا حضرت عثمان ذی النورین ؓ نے اپنی مدد واعانت سے منع فرمایا یا دیگر صحابہ کرام
جو آپکی مدد ونصرت سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوگئے تھے بالکل اسیکے مشابہ ہے) دیکھو اسکی
نظیر واقعہ حرہ ہے (بعد شہادت جناب امام حسین ؓ یزید کے زمانہ مین مدینہ منورہ کی لوٹ مار
مراد ہے) کہ اہل مدینہ کا مظلوم ہونا بالیقین معلوم تھا اور قاتلون کے ظالم ہونے مین
کوئی شبہہ نہ تھا باوجود اسکے آنحضرت ؐ نے لوگونکو لڑائی سے منع فرمایا تھا۔ ابو ذر ؓ سے روایت ہے
کہ حضور نے ارشاد فرمایا تم اوسوقت کیا کروگے جب لوگ عذاب بھوک مین مبتلا ہونگے
اور یہہ حالت فاقونکے بدولت پہونچ جاویگی کہ تم اپنے گھر سے مسجد مین آوگے تو غلبہ ضعف
وشدت بھوک سے گھر جانیکی قدرت نہ ہوگی اور اگر کسی طرح گر پڑکر مسجد سے گھر پہونچ گئے
تو بار دیگر مسجد نہ جاسکوگے۔ مین نے کہا۔ اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے۔ یا جو خدا
اور اوسکے رسول کا حکم ہو۔ فرمایا۔ اوسوقت عفت سے کام لینا۔ کسی سے سوال نہ کرنا۔ پھر
فرمایا۔ اے ابو ذر۔ اوسوقت کیا کروگے جبکہ احجار الزیت خون سے ڈوب جائیگا۔
مین نے کہا۔ جو حکم ہو۔ فرمایا۔ اپنے میل والون سے مل جانا۔ مین نے عرض کیا۔ کیا تلوار لیکر
اپنی گردن پر رکھہ لون۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ ظالمونکے شریک حال ہوگے۔
مین نے عرض کیا پھر کیا کرون۔ ارشاد ہوا۔ اپنے گھر بیٹھے رہنا۔ مین نے عرض کیا۔ اگر کوئی
میرے گھر مین گھس آوے اور مجھے قتل کرنا چاہے۔ فرمایا۔ اگر تمکو تلوار کی چمک سے ڈر معلوم ہو
تو چادر سے منہ چھپا لینا قاتل تمہارا عذاب اپنے سر لیجائیگا۔ اسپر اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جب فتنہ وفساد کے زمانہ مین اسقدر ترک جنگ کی تاکید ہے تو اس صورت مین

جناب امیر المومنین علی کو اور آپکے اقربا و عزیزونکو جنگ کی ممانعت کیون نہ فرمائی۔ ان
حضرات کو بھی منع فرماتے تاکہ یہ نہ لڑتی اور ہزارون کا کشت و خون نہ ہوتا۔ اسکا جواب یہ
ہیکہ آپکے حق مین دوسری وجہ غالب ہوئی اور آپکو لڑائی قائم کرنے اور اوسپر سختی و صبر
گوارا کرنے کا سبب دوسرا تھا۔ وہ یہ ہیکہ آپ خلافت نہ ترک فرماوین معارضین و مخاصمین
کے ڈر سے اسکو ہاتھہ سے نہ دین اور حتی الامکان خلافت کے استحکام مین کوشش تمام بجالائین
تاکہ قیامت کے روز زمرہ خلفا مین آپکا حشر ہو۔ اسکی نظیر جناب امیر المومنین ذی النورین رض
کا قصہ ہی۔ یہ وجہ تو آپکی جنگ و جدال کی تھی۔ آپکے اقربا و اعزہ جو آپکے شریک رہے
اونھون نے حق قرابت و صلہ رحمی ادا کیا اور خدمت خلیفہ برحق بجالائے وہ اس جہت سے
ماجور ہوے۔ حضرت عمار بن یاسر رض کی شرکت اسی بناپر تھی اگرچہ کوئی رشتہ ناتا نہ تھا مگر بوجہ
صحبت قدیم کے حکم اقارب مین تھے۔ پس جناب امیر المومنین علی مرتضی اور آپکے اقارب کے
حق مین یہی شایان تھا کہ عزت خلافت کو ہاتھہ سے نہ دیا اور جو لوگ حق قرابت نہ رکھتے
تھے اونکے واسطے اختیار دیا گیا۔ جو آپکے شریک حال ہوے اونھون نے جانب رخصت
عمل کیا جو علیحدہ رہے اور خانہ نشین ہوے اونھون نے عزیمت جہت اولی اختیار کی
ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ (بہرحال آپکے موافقین کے دونون گروہ ماجور و
مستحق ثواب ہین اور مخالفین کی نسبت سابق مین گذر چکا کہ وہ بھی بعلت تقلید معذور ہین)
جناب علی مرتضی رض سے دونون لڑائیون جمل و صفین کے قبل اور بعد اقوال متضادہ مروی
ہین۔ لڑائی سی پہلے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگ و جدال ضروری سمجھتے تھے اور بعد
جنگ کے افسوس کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کرنے سے بیزار ہوے۔ اسکی وجہ
یہہ ہیکہ بوجہ کمال ورع و تقوی کے آپنے دلیل جانب خلاف (ترک جنگ) ملاحظہ

فرمائی (واقعہ جمل کے متعلق دونون قسم کے اقوال ہم لکھہ آے ہین۔اب جنگ صفین کی بابت بعد جنگ کے جو آپنے فرمایا وہ یہ ہے) ابوبکر سلیمان بن مہران سے نقل کرتے ہین کہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ جنگ صفین مین بکمال تحسر وافسوس اپنے لب چباتے اور فرماتے تھے اگر انجام کار مجھکو معلوم ہوتا تو ہرگز لڑائی پر نہ نکلتا۔ای ابوموسیٰ رضؓ جاؤ اور فیصلہ کردو چاہے لوگ میری گردن کاٹنے پر راضی ہون۔

شعبی حارث سے روایت کرتے ہین کہ جب امیرالمومنین علی رضؓ جنگ صفین سے واپس آے اور آپکو یہہ معلوم ہوگیا کہ اب کام آپکے ہاتھہ سے نکل گیا اور اتفاق عامہ ہونا دشوار ہے تو آپ اکثر اوقات اس قسم کی باتین کرتے جو کبھی اس سے قبل آپکی عادت نہ تھی منجملہ اون باتونکے یہہ فرماتے تھے۔اے لوگو۔اب امیر معاویہ رضؓ کی امارت پر ناخوش نہ ہو بلکہ اسیکو غنیمت جانو اگر یہہ بھی نہ رہی تو تم دیکھہ لوگے کہ لوگونکے سر شانونسے مثل اندرائن کے پھل کے گرین گے۔

اعتزال خوارج

تحریر اقرارنامہ کے بعد فریقین کے لشکر اپنے اپنے شہرون مین چلے گئے۔حضرت معاویہ رضؓ دمشق مین داخل ہوے۔امیرالمومنین علی مرتضیٰ رضؓ کوفہ مین تشریف لاے۔آپکے لشکر مین سے بارہ ہزار خوارج الگ ہوکر کوفہ کے متصل بمقام قصبہ حرورا مقیم ہوے اور اپنا سردار بخشی فوج وامیر جنگ شبیث بن ربعی تمیمی کو پیش امام عبداللہ بن الکوا ریشکری کو مقرر کرلیا (چونکہ ان لوگون نے حرورا کو اپنا مسکن کیا تھا اسواسطے یہ گروہ حروریہ کے نام سے مشہور ہی اور جناب امیرالمومنین علی رضؓ سے الگ ہوکر امام برحق پر خروج کیا لہذا خوارج کا لقب پایا) (اونکا منادی یہ پکارتا پھرتا تھا۔بیعت اللہ جل شانہ کی ہے)

نیک کاموں کا حکم کرنا برے کاموں سے بچانا ہمارا فرض منصبی ہے۔ بعد فتح کے شوری سے
کل کام انجام دیئے جائینگے (ابن اثیر)

خوارج کا یہ عقیدہ تھا کہ بعیت خلافت وامامت کوئی چیز نہین۔ عمرو بن العاص ایسے
شخص کو جسنے ہزارون مسلمانون بیگناہ کا خون اس جنگ صفین مین کرا دیا حکم کرنا
گناہ کبیرہ سمجھتے تھے (بدائع)

ایک روز جناب علی مرتضیٰ مسجد کوفہ مین خطبہ فرما رہے تھے کہ خوارج نے آکر ہانک
لگانا شروع کر دی۔ تم سختی اور دشمن کی مار سے گھبرا گئے۔ فیصلہ پر راضی ہوے۔ ذلت و
خواری دین کے کام مین قبول کی۔ خدا کے سوا کسی کا حکم نہین ہے" آپنے جواب دیا بیشک
مین تمہارے واسطے حکم خدا کا منتظر ہون۔ اسپر خوارج بولے۔ آیت کریمہ۔ ولقد
اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن
من الخاسرین۔ پڑہی۔ (آپکو مصداق آیہ کریمہ بنایا۔ معاذ اللہ) آپنے بھی ایسا ہی
جواب دیا۔ فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنك الذین لا یوقنون (سورہ)

خوارج کی یہ زیادتی و شرارت شیعان متبعان امیر المومنین علیؓ نے دیکھکر کہا۔ ہماری
گردنون مین تو پہلے ہی سے علیؓ کی بعیت ہے اب دوبارہ اسپر بعیت کرتے ہین کہ جسکے آپ دوست
ہین ہم بھی اوسکے دوست ہین اور جسکے آپ مخالف و دشمن ہین ہم بھی اوسکے دشمن ہین
خوارج نے سنکر کہا۔ کیا خوب۔ تم لوگون نے حضرت علیؓ کی بعیت کی جس سے تمپر فرض ہو گیا
کہ جسکے وہ دوست ہون تم بھی اوسکے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہون تم بھی
اوسکے دشمن ہو۔ علیٰ ہذا القیاس اہل شام نے حضرت معاویہؓ کو اچھا سمجھکر اونسے بعیت
کر لی اور ہر کام مین اونکے مطیع ہو گئے۔ ہماری نزدیک تم دونون حق سے منزلون

دور ہوگئے اور مثل دو گھوڑون گھوڑ دوڑ کے ایک دوسرے کے آگے کفر کی جانب سبقت کر گئے [راقم - یہ عقیدہ اونکا (مسلمان امام کی بیعت کرنیوالے کافر ہین) اونکی کفر کا موجب ہے]

زیاد بن نضر نے خوارج کو جواب دیا - واللہ ہمنے امیر المومنین علی کی بیعت کتاب و سنت پر کی ہی لیکن جب تم اونکے مخالف ہوے تو شیعان علیؑ اونکے پاس آے اور یہ کہنا شروع کیا - جسکے آپ دوست نہین ہم بہی اوسکے دوست نہین اور جسکے آپ دشمن ہین ہم بہی اوسکے دشمن - درحقیقت ہمارا بہی یہی عقیدہ ہی اور یہی حق و راست ہے - جو اسکا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہونے والا اور دوسرونکو گمراہ کرنے والا ہے -

اسوقت سے اسلام مین تین فریق ہوگئے - اہل سنت و جماعت - شیعان علی - خوارج - جناب علی مرتضیٰؑ اسلام کی تفریق سے بغایت درجہ دلتنگ و حزین ہوے پہر آپ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بلا کر فرمایا - آپ حروراء مین جا کر خوارج سے ملین مین بہی آتا ہون تا آنے میرے اونسے بحث و مباحثہ نہ کرنا مین خود پہونچکر اونسے بحث کرونگا اور انشاء اللہ تعالےٰ اونکے شکوک کے جوابات دیکر راہ راست پر لاؤنگا - حسب ارشاد جناب امیر المومنینؓ حضرت ابن عباسؓ خوارج کے پاس تشریف لیگئے - آپنے انکی وضع قطع ملاحظہ کی - لانبے لانبے کرتے پہنے صوفیانہ وضع - پیشانیون پر نماز کے ڈہٹے - صورت و شکل مین نمازی - دیندار متقی - عابد معلوم ہوتے تہے - خوارج آپکو دیکہتے ہی اوٹھہ کہڑے ہوے اور مرحبا کہکر نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھہ استقبال کیا اور مقام صدر مین بٹہلا کر سبب آنیکا دریافت کیا - آپنے فرمایا - مین ابن عم و داماد رسول خداؐ کے پاس سے آیا ہون - مہاجرین و انصار نے تم لوگون کے پاس مجہکو بہیجا ہے - خوارج نے کہا - صاحب ہمنے بڑا غضب کیا کہ خدا کو چہوڑ کر

اوسکے بندونکو دین کے کام مین حکم بنالیا۔ ہم اپنے اس فعل سے تائب ہوگئے ہین۔ اگر امیر المومنین علیؑ
بہی توبہ کرلین اور ہمارے ساتہہ پہر دشمن کی مقابلہ کو چلین توہم اونکے مطیع ہین اونکا ساتھہ
دینگے (عقد الفرید)

عبداللہ بن عباسؓ انکی فضول و بے عقلی کی باتون پر ضبط و صبر نہ کرسکے باوجودیکہ جناب امیر المومنینؑ
نے انکو منع کر دیا تہا پہر بہی بول اوٹھے۔ تم لوگ تقرر حکمین پر کیون حرف گیری کرتے ہو۔ بحالت
نزاع میان بیوی کے درمیان خداوند تعالی نے تقرر حکم کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ امت مرحومہ
کے نزاع مین حکم نہ مقرر کئے جائین۔ اسکے علاوہ اور نظائر تحکیم شرع مین موجود ہین۔ حدحرم
مین اگر خرگوش شکار کیا جاے تو اوسکی قیمت حکم کی راے سے مقرر ہوگی۔ کیا تمکو معلوم نہین
کہ جناب رسول خدا نے واقعہ حدیبیہ مین صلح کر کے لڑائی ترک فرمائی۔ خوارج بولے۔ جس چیز
مین اللہ تعالی نے اپنے بندونکو اختیار دیا ہے وہ اوسمین مختار ہین مگر جسکا حکم خود اوسنے
صادر فرما دیا اوسمین بندونکو بجز اطاعت و تسلیم کے چون و چرا کرنیکا مطلق اختیار نہین
اور نہ اوس مین قیاس ورائے کو کچہہ دخل کی جگہہ باقی ہے۔ مسئلہ مبحوث عنہ مین راے
و قیاس نہین چل سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیدیا ہے جیسا زانی اور چور کی سزائین مقرر
فرمادین۔ اب ان مین کسی کو کمی و بیشی کرنے کا اختیار نہین ہے۔

انکے اس قول سے باب اجتہاد و قیاس جو احکام شرعیہ کی دلیل رابع ہے مسدود ہوتا ہے۔
عبداللہؓ بن عباس نے فرمایا۔ قرآن پاک کی آیت دیکھو۔ خداوند تعالی فرماتا ہے۔
یحکم بہ ذوا عدل منکم۔ تم مین سے جو دو صاحب عدل ہون حکم بنائے جائین۔ خوارج
کہنے لگے۔ یہ حکم صید و زوجین کا ہے اور کہیتی والا قصہ ہے (جسکا حضرت سلیمان علیہ السلام
نے فیصلہ کیا تہا) مسلمانون کے خون کا اس مین ذکر کہان ہے۔ قطع نظر اسکے کل کی بات ہے

کہ عمرو بن العاص رضؓ سے ہم لوگ لڑ رہے تھے۔ تمہارے نزدیک وہ عادل ہونگے ہم تو اونکو ظالم سمجھتے ہین۔ اگر وہ عادل ہین تو ہم نے قصور کیا اونسے ناحق لڑے اور اگر وہ عادل نہین تو ظالم و فاسق کا عادل بنانا کیا معنے۔ تمنے حضرت معاویۃؓ اور اونکے ساتھہ والونکی بابت آدمیون کو حکم مقرر کیا۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ اونکی شان مین فرماتا ہے کہ اونسے لڑو یہانتک کہ وہ اپنی راہ سے رجوع کرین۔ دوسرا گناہ تم نے یہ کیا کہ تمنے اپنے اور اونکے درمیان عہد و پیمان کرلیا اوسپر طرہ یہ کہ زبانی وعدہ نہین بلکہ لکھا پڑہی کرکے پختگی کرلی حالانکہ خداوند تعالیٰ کا حکم اسکے خلاف ہے، اوستے تو سورہ برات نازل فرماکر ممانعت کردی کہ مسلمانون اور اہل حرب کے درمیان سلسلہ اقرار و پیمان قطع کردو۔ ہان جو لوگ جزیہ دین اور ذمی ہو جاوین اونکے واسطے عہدنامہ ہونا چاہیئے۔

راقم۔ یہ خوارج کی سراسر غلطی ہے۔ حکم نہ ماننا اور قرآن شریف سے مواضع مخصوصہ کے سوا اور جگہہ قیاس سے حکم بنانیکی ممانعت سمجھنا اونکی کوتاہ عقلی و نافہمی ہے۔ سورہ برات سے کفار کے ساتھہ عہد و پیمان کی ممانعت ہی نہ عام جنگ کی۔ چاہے مسلمانون مین ہو۔ خوارج کو یہی دہوکا ہوا کہ حضرت معاویۃؓ اور اونکے ساتھہ والے اہل حرب تھے انسے لڑائی کا حکم ہی اسی قسم کے خیالات سے دین سے نکل گئے۔

بعد روانگی ابن عباسؓ زیاد بن نضر کو امیر المومنین نے خوارج کی طرف بہیجا اور فرمایا کہ وہان جاکر اس بات کا اندازہ کرلینا کہ خوارج کا میلان کس شخص کی جانب ہی اور اپنے گروہ مین کسکو اپنا سردار مانتے اور کسکے کہنے مین ہین۔ زیاد بن نضر گئے اور وہان سے واپس آکر بیان کیا کہ یزید بن قیس کے پاس لوگون کی آمد و رفت زیادہ رہتی ہے اور وہی بظاہر ان سب مین ممتاز و مرجع اعلیٰ و ادنیٰ و صاحب اثر معلوم ہوتے ہین۔ آپ یہ حال دریافت

فرماکر خود مع دیگر اصحاب کے موضع حرورا مین تشریف لیگئے اور سیدہی یزید بن قیس کے خیمہ مین داخل ہوے۔ دو رکعت نماز ادا فرماکر یزید بن قیس سے ہمکلام ہوے اور اونکو اصفہان اور رے کی حکومت سپرد فرمائی۔ بعد ازان اوس جلسہ مین تشریف لیگئے جہان ابن عباسؓ خوارج سے بحث کر رہے تہے۔ آپنے اونسے فرمایا کہ مین نے تو تمکو بحث و مباحثہ سے منع کر دیا تہا۔ پہر فرمایا۔ خداوندا جو آج دنیا مین فلاح پا گیا تو کل آخرت مین بہی اوسیکو نجات و فلاح نصیب ہوگی پہر خوارج سے خطاب کیا۔ تمہارے مشیر اور سردار کون صاحب ہین۔ جواب ملا۔ ابن الکوا آپنے پوچہا بیعت کرکے پہر مجہپر خروج کرنے کا کیا سبب ہے۔ خوارج کہنے لگے۔ جنگ صفین کے ترک کرنے مین آپنے بیجا حکومت گوارا کی۔ فرمایا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جب شامیون نے مصحف اوٹہائے تو سب سے پہلے تمہین لوگ بول اوٹہے کہ اب ہم نہین لڑتے۔ یہ کس کی راے تہی مین نے صاف صاف تمکو جتلا دیا تہا کہ مین خوب جانتا ہون ان لوگون کے قول و فعل کا اعتبار نہین مگر تم نہ مانتے اور فیصلہ کا اصرار کرتے رہے مین مجبور ہو گیا یا این ہمہ حکمین سے مین نے عہد لے لیا ہے کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کرینگے۔ پس اب بہی موقع ہمارے ہاتہہ ہے۔ اگر اون لوگون نے فیصلہ حق پر کیا تو پہر ہمکو کوئی عذر نہین اور نہ مخالفت کرنے کی کوئی وجہ ہے اور اگر خلاف شرع فیصلہ ہوا تو ہم اوس سے بیزار ہین پہر اوسوقت جو حق ہوگا کر گذرینگے۔ جواب ملا۔ کیون جناب۔ مسلمانونکی خونریزی مین آدمیونکا حکم مقرر کرنا آپ عدل و انصاف سمجہتے ہین فرمایا۔ ہم نے آدمیونکو حکم نہین بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے اور وہی ہمارا حاکم عادل ہے مگر قرآن شریف کاغذ پر لکہا ہوا دو دفتیون مین ہے وہ خود تو بولتا نہین آدمی بولنے والے ہین اور اوسکے ساتہہ تکلم کرتے اور اوسکا حکم اپنی زبان سے ادا کرتے ہین

اسپر خارجی کہنے لگے۔ بہلا صاحب۔ یہہ تو ہمارے ذہن نشین ہوگیا اب ایک بات اور رہی
وہ بہی سمجہا دیجئے یعنے آپنے اس فیصلہ کی مدت کیون مقرر کی۔ جب فیصلہ حق ہی تو موجب
تاخیر کیا ہے۔ ارشاد ہوا۔ تقرر مدت مین یہ فائدہ متصور ہے کہ سب عوام وخواص۔
عالم وجاہل صغیر وکبیر کو اسکی خبر ہوجاے اور شاید اللہ تعالیٰ اس عرصہ مین کوئی ایسی بات
پیدا کردے جس سے امت مرحومہ کا افتراق رفع ہو اور سب ایک امر پر متفق ہوجائین اب
سب لوگ ہمارے ساتہہ شہر مین داخل ہون۔ خداوند تعالیٰ تم سب پر رحم فرماے۔ آپکی
شیرین گفتاری سے خوارج دنگ ہوگئے اور اس تقریر دلپذیر سے مخالفت سابقہ سے
اپنے دل مین نادم وپشیمان ہوکر بلا تکلف آپکے ہمراہ کوفہ مین داخل ہوے۔

کہتے ہین کہ خوارج کا قول ہے۔ جسوقت آپنے ہمکو الزام دیا کہ مصالحت تمہاری ہی
خواہش سے ہوئی ہے تو انکار کرتا تہا اسکے جواب مین ہمنے کہا۔ آپ سچ کہتے ہین بیشک
ہماری ہی خواہش تہی مگر بعد مین ہم نے جانا کہ ہم مصالحت کرکے کافر ہوے ہمکو مصالحت
جائز نہ تہی لہذا ہمنے مصالحت سے جو کفر ہے توبہ کرلی اور پہر لڑائی کی دل مین ٹہان لی۔
اگر آپ بہی توبہ کرتے ہین تو ہم آپکے مطیع ہین ورنہ خلاف۔ جناب علی رضؓ نے ہمارے اس
کہنے پر خود توبہ کرکے ہماری بیعت کرلی اور فرمایا "چلو شہر مین چلکر آرام کے ساتہہ قیام
کرو۔ چہہ مہینے تک ٹہیرے رہنا۔ اس عرصہ مین جانور کہا پیکر موٹے تازے ہوجائینگے
اور ادہر اودہر سے مال بہی آجائیگا پہر تازہ دم اور مضبوط ہوکر اپنے دشمنوں کے مقابلہ
کو نکلینگے"۔ چنانچہ آپکے اس وعدہ پر ہم سب کے سب کوفہ مین داخل ہوے مگر انکا یہہ
قول سراسر جہوٹ وافترا ہے۔ جناب امیر المومنین علی رضؓ نے یہ بات اونسے نہین کہی (ابن اثیر)
اسوقت جملہ خوارج ایک عقیدہ پر تہے چندان اختلاف نہ تہا۔ رفتہ رفتہ اون مین

اختلاف پیدا ہوتا گیا جس سے چار مختلف جماعتیں ہوگئیں۔ اباضیہ۔ اصحاب عبداللہ بن اباض۔ صفریہ۔ انکی وجہ نسبت مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ابن صفار کی طرف منسوب ہین بعضون کا خیال ہے کہ کثرت عبادت و ریاضت سے انکے چہرے زرد پڑگئے تہے اسواسطے انکا نام صفریہ ہوگیا۔ بیہسیہ۔ اصحاب ابن بیس۔ ازارقہ۔ یاران نافع بن ازرق حنفی (عقدالفرید)

اجتماع حکمین و فیصلہ

جسوقت میعاد مقررہ ختم ہوگئی اور حکمین کے جمع ہونے کا زمانہ آن پہونچا تو جناب امیرالمومنین نے شریح بن ہانی حارثی کو چار سو آدمیونکا حاکم کرکے روانہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امامت نماز کے واسطے حکم دیا۔ اس جماعت مین حضرت ابوموسیٰ اشعری آپکی طرف سے حکم تہے۔ شریح بن ہانی سے وقت روانگی جناب امیرالمومنین نے ارشاد فرمادیا تہا کہ عمرو بن العاصؓ سے میری طرف سے کہہ دینا۔ خدا کے نزدیک لوگونمین اشرف و افضل وہ شخص ہی جسکو حق پر عمل کرنا محبوب ہو اگرچہ بمقتضاے بشریت باطل اوسکی عزت و قدر مین کمی بیشی کردے لیکن اوسکی نیت بخیر اور دل سے حق کا طالب و جویان ہو۔ ای عمروؓ تمکو خوب معلوم ہے کہ حق کا موقع کہان ہے۔ تم اس سے جاہل و بیخبر نہین ہو۔ اگر تمکو طمع دنیوی نے فیصلہ حق سے باز رکہا تو یاد رکہنا کہ اس طمع کی بدولت حق اور اولیاء حق کے تم دشمن ہوجاؤگے اور جو کچہ نعمت و فراغت اسوقت تمکو حاصل ہی یاد رکہو کہ وہ زائل ہوجائیگی۔ خبردار۔ خائن اور ظالم کے مددگار نہ ہونا ہوشیار۔ ایک دن آنے والا ہے جس مین تمکو ندامت لاحق ہوگی۔ وہ موت کا دن ہے اوس دن تمنا کروگے کہ کاش کسی مسلمان کی عداوت نہ کی ہوتی۔ کسی ناحق حکم پر رشوت

نہ لی ہوتی لہذا واجب ہے کہ راستی اختیار کرو اور احکم الحاکمین کی روبکاری سے ڈرو۔"
حضرت معاویہؓ کی طرف سے بھی چار سو آدمی بمعیت جناب عمرو بن العاصؓ روانہ ہوے۔
طرفین مقام اذرح مضافات دومۃ الجندل مین ملاقی ہوے۔ (یہ مقام کوفہ سے دس منزل
ہے اور اسی قدر مدینہ منورہ اور دمشق سے) شریح بن ہانی نے امیر المومنین کا پیام عمرو
بن العاصؓ سے زبانی ادا کیا۔ عمرو بن العاصؓ غصہ سے سرخ ہو کر نہایت تیزی اور سختی سے
بولے "مین نے کب علیؓ کا مشورہ قبول کیا۔ اونکے حکم کو مانا اور اونکی راے پر اعتبار کیا"۔
شریح نے کہا۔ "اے ابن نابغہ۔ تمکو کون چیز مانع ہے کہ اپنے مولی۔ آقا۔ مسلمانونکے سردار
کی نصیحت قبول کرو۔ یہ وہ شخص ہین جنسے وہ بزرگ جو تمسے بالیقین بہتر اور افضل تھے
یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ راے لیتے اور انکی راے پر عمل کرتے تھے"۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا
"تمہاری لیاقت مجھسے بات کرنیکی نہین ہے"۔ شریح بولے "کس برتے پر تتا پانی۔ تمکو اپنے باپ پر
فخر ہے یا مان پر۔ باپ تو تمہارے کمینہ اشخاص مین سے تھے۔ تمہاری والدہ مکرمہ نابغہ لونڈی تھی
پھر اسقدر تعلی اور ایسا بڑا دماغ کیون ہے۔ شریح یہ کہکر وہان سے اوٹھے چلے آے۔
عمرو بن العاصؓ کے نام جب کوئی خط یا زبانی پیغام کوئی قاصد حضرت معاویہؓ کا لاتا
توکسیکو کانون کان خبر نہ ہوتی کہ کیا حکم آیا۔ کیا ہدایت ہوئی اور نہ انکے ہمراہی انسے کچھ دریافت
کرتے تھے مگر حضرت ابن عباسؓ کی طرف اسکے بالعکس معاملہ تھا۔ کوئی خط یا قاصد کوفہ سے
آیا نہین کہ اہل عراق پیچھے پڑجاتے اور انکو مجبوراً مضمون خط و پیام ظاہر کرنا پڑتا۔ اگر آپ
مصلحتہً اونسے چھپانا چاہتے تو طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا کرکے انکو اخفاء مضامین مین
متہم کرتے اور کہتے تھے۔ یہ یہ باتین۔ فلان فلان مضمون لکھا ہوگا۔ آپ ہم سے چھپاتے ہین
آپ جواب دیتے۔ یارو تمہین لوگونکو اسکی کرید اور کاوش رہتی ہے بخلاف اسکے شام کے

قاصد برابر آتے جاتے ہین مگر کسیکو خبر تک نہین ہوتی اور نہ شامی اسکی بابت کچھ شور و چرچا کرتے ہین۔

حکمین کے ساتھہ مجلس مین حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام۔ عبدالرحمن بن عبد یغوث زہری۔ ابوجہم بن حذیفہ عدوی۔ مغیرہ بن شعبہؓ۔ موجود تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بنی سلیم کے پانی پر اوترے ہوے تھے۔ اونکے بیٹے عمر نے اونسے جاکر کہا۔ ابوموسیٰؓ۔ عمرو بن العاصؓ مع سرداران قریش و دیگر اشراف قبائل فیصلہ کرنے کیواسطے جمع ہوے ہین۔ آپ بہی اصحاب رسول اللہ۔ اصحاب شوریٰ مین سے ایک ہین۔ آپ ابتک کسی کام مین کسی طرف نہین پڑے تاکہ آپکی شرکت سے خیال طرفداری احد الفریقین پیدا ہو علاوہ برین آپ بہی اہل خلافت سے ہین ایسے موقع پر آپکی شرکت ضرور ہے مگر حضرت سعد نے صاحبزادہ کا کہنا نہ مانا اور شریک نہین ہوے بعض کہتے ہین کہ جلسہ مین آے تہے مگر پہر شرکت پر نادم ہوکر یہین سے احرام باندہا اور بیت المقدس چلے گئے (ابن اثیر و ابن خلدون)

جو دن تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر تہا اوس سے تین دن پیشتر عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیؓ سے ربط وضبط بڑہاکر اونکی خاطر و مدارات و مہمانداری خوب کی نفیس نفیس خوش ذائقہ۔ بامزہ۔ لطیف غذائین دو وقتہ اپنے ساتھہ کھلاتے رہے پہر تنہائی مین کہنے لگے "آپ صحابہ کرام بزرگ و معمر ہین۔ واجب التعظیم۔ قابل الاحترام۔ سب مین باعزت و حرمت۔ آپ دیکھتے ہین کہ امت مرحومہ کس فتنہ و عذاب مین پڑگئی اور اندہی ہورہی ہے۔ راہ نجات ڈہونڈہے نہین ملتی۔ حالت موجودہ کے ساتھہ اس امت کی بقا دشوار نظر آتی ہے۔ آپ براے خدا رحم فرمائیے۔ شائد آپکی برکت سے خداوند تعالیٰ باقیماندہ لوگونکے

خون محفوظ رکھے۔ آپ جانتے ہین کہ ایک جان کا بچانا کسقدر ثواب کا کام ہے چہ جائیکہ ہزارہا مخلوق کی زندگی کے باعث آپ ہون"۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے جواب دیا۔ پھر آپ نے کیا تدبیر سوچی ہے"۔ عمروبن العاص بولے۔ آپ علی کو معزول کیجیے اور مین معاویہ کو اور ایک تیسرا ایسا شخص جو اس فتنہ مین مبتلا نہوا ہو خلافت کے واسطے انتخاب کرین۔ ابوموسیٰ رضؓ نے پوچھا وہ کون ہی۔ عمروبن العاص کو قرائن سے ابوموسیٰ رضؓ کا رجحان حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی جانب معلوم ہو گیا۔ کہنے لگے عبداللہ بن عمر فاروق رضؓ اس کام کے واسطے موزون ہین۔ ابوموسیٰ رضؓ نے کہا۔ بیشک خلافت کے لائق ہین مگر مین تمپر کیسے اعتبار کرون۔ ابھی مجھسے یہ کہہ رہی ہو پھر وقت پر بدل جاؤ تو تمہارا کیا کرلون گا۔ عمروبن العاص رضؓ نے جواب دیا آپ مجھسے جسطرح چاہین قسم لیکر اپنا اطمینان کرلین۔ پھر کوئی قسم۔ عہد۔ میثاق۔ قول وقرار دنیا مین باقی نہ رہا ہوگا جنکو عمروبن العاص رضؓ نے ابوموسیٰ رضؓ کے سامنے اپنی زبانسے نہ کہہ ڈالا ہو۔ ابوموسیٰ رضؓ انکے دم مین آگئے اور خود ہی اقرار کرلیا کہ اب مجھکو تمپر اعتبار ہے (عقد الفرید)

مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے قریش سے کہا۔ کیا تم مین سے کوئی ایسا ہوشیار و چالاک ہے جو ان حکمین کا منشا دریافت کرسکے اور یہ معلوم کرے کہ دونون ایک بات پر اتفاق کرینگے یا اختلاف۔ اونہون نے کہا ہم مین سے تو کوئی ایسا نظر نہین آتا۔ مغیرہ رضؓ بولے۔ مین جاتا ہون اور ابھی دریافت کئے آتا ہون۔ یہہ کہکر پہلے عمروبن العاص رضؓ کے پاس پہونچے اور کہا۔ ہم لوگ تو لڑائی سے علیحدہ رہے اور تمکو لڑنا بہتر معلوم ہوا۔ ہمکو اس مین پہلے ہی شک تھا۔ ہماری نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ عمروبن العاص رضؓ نے جواب دیا۔ تم نیک لوگون کے پیچھے اور بدکارونکے امام ہو۔ مغیرہ رضؓ اونکے پاس سے اوٹھکر حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے ملے اور اونسے بھی یہی جملہ کہا۔ اونہون نے جواب دیا۔ میرے نزدیک آپ لوگ جیسے ا

رہے اور آپ لوگونکی راے صائب تہی۔ کیون نہو۔ آپ لوگ بزرگون مین باقیماندہ ہین مغیرہ
پہر قریش کے پاس پہونچے اور کہا مین نے حال دریافت کرلیا۔ دیکہہ لینا کہ دونون حکم
ایک امر پر اتفاق نہ کرینگے بلکہ آخر کار اختلاف ہوگا۔ (ابن اثیرؒ)

اس مقام پر جمع ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ کو اثناء
راہ مین سمجہا دیا تہا کہ امیرالمومنین جناب علیؓ نے اپنی راے وخوشی سے تمکو حکم نہین بنایا کیونکہ
اونکی نظر مین تم سے زیادہ لائق وقابل اشخاص اس کام کے لئے موزون تہے۔ بلکہ اور
لوگون نے اسپر اتفاق کیا اور بجز تمہارے دوسرے پر راضی نہین ہوے۔ میرے خیال
مین تم دہوکا دیئے جاؤگے مجہکو شامیون کی نیت فاسد نظر آتی ہے۔ تم ہوشیار رہنا
دہوکا نہ کہانا۔ تمہارا مقابلہ اور ساتہہ ایک شریر اور چالاک مرد سے ہوگا اور یہ کوشش
ہوگی کہ تم سے حق بات فراموش کرادی جاے مگر تم اس امر پر نظر رکہنا کہ جناب امیرالمومنین
علیؓ کی بیعت اون لوگون نے کی ہے جنہون نے حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ تعالی
عنہم کی بیعت کی تہی حضرت علیؓ مین کوئی ایسا امر نہین ہے جسکے باعث یہ استحقاق خلافت سے
دور ہوگئے ہون اور نہ معاویہؓ مین کوئی قربت وفضیلت انسے بڑہی ہوئی ہے جو موجب
اہلیت ولیاقت خلافت ہو۔ علی ہذا القیاس عمرو بن العاصؓ سے بہی حضرت معاویہؓ نے
قبل روانگی کہہ دیا تہا کہ اہل عراق نے حضرت علیؓ کی ناخوشی سے ابوموسیٰؓ کو حکم کرلیا ہے
اور اہل شام تمام تمہارے حکم ہونے پر راضی ہین۔ ابوموسیٰؓ زبان دراز۔ چہوٹی عقل کے
آدمی ہین۔ تم اونپر اپنا پورا پورا ارادہ اور دل کا بہید ظاہر نہ کردینا۔ (مسعودیؒ)

غرض جس روز مجلس فیصلہ منعقد ہوئی طرفین کے لوگ جمع ہوے جو اصحاب کہ
حضرت امیرالمومنین علیؓ کی بیعت سے رہ گئے تہے جیسے حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

دو فیہم وہ بھی تشریف لائے۔ سب سے اول عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰؓ سے اس طرح گفتگو
کی۔ اے ابو موسیٰؓ۔ آپ بخوبی جانتے ہین کہ امیر المومنین عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہین
(ابو موسیٰؓ نے اقرار کیا) معاویہؓ اور اونکی قوم حضرت عثمانؓ کے اولیا اور ورثا ہین
(اسکا بھی اقرار کیا) پھر کیا وجہ ہے کہ آپ معاویہؓ کی خلافت قبول نہین کرتے حالانکہ وہ
قبیلہ قریش سے ہین جیسا کہ آپ بھی جانتے ہین۔ اگر آپکو یہ خوف ہے کہ لوگ کہینگے معاویہؓ
کو سابقیت اسلام نہین۔ اوسکا جواب یہ دیجئے کہ وہ خلیفہ مقتول و مظلوم حضرت عثمانؓ
کے والی و وارث قصاص کے طالب مستحق ہین۔ سیاست و ملکداری و دیگر انتظامات
ملکی کا مادہ اومین اور لوگونکی نسبت بہت بڑھا ہوا ہے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہؓ کے
بھائی۔ یہہ وجہ قرب آنحضرت ہے۔ اس سے زیادہ قریب رشتہ ناتا اور کیا چاہیئے۔ مدتون
آنحضرتؐ کے کاتب رہے ہین۔ شرف صحبت نبویؐ سے ممتاز ہین۔ (اسقدر کہکر پھر کہا) اگر
آپ میری رای سے موافقت کرینگے تو جس شہر کی حکومت آپ پسند کرینگے فوراً آپکو دی
جائیگی۔ ابو موسیٰؓ بولے۔ اے عمروؓ خدا سے ڈرو۔ امارت و خلافت کے استحقاق مین سیاست
و ملکداری کا لحاظ نہین کیا جاتا۔ اگر اسکا لحاظ کرو تو آل ابرہہ بن صباح اسکے زیادہ
حقدار تھے بلکہ اس کام مین تقویٰ و ایمانداری پر نظر ہوتی ہے جو اہل تقویٰ و اہل امانت
ہین وہی امیر و خلیفہ کئے جاتے ہین۔ معاویہؓ کو جو فی نفسہ بزرگی و شرافت حاصل ہے
اوسکا ہمکو کب انکار ہے مگر وہ شرافت استحقاق خلافت مین کافی نہین کیونکہ شرافت
قریش کا پاس کیا جائے تو علیؓ اسکے زیادہ مستحق ہین۔ (قرب نبوی کا لحاظ ہو تو ان سے
زیادہ قریب رشتہ دار معاویہؓ نہین) اب رہا تمہارا یہہ قول کہ معاویہؓ خون جناب عثمانؓ
کے طالب ہین اسوجہ سے اونکو امارت دیجائے تو یہ کوئی وجہ استحقاق خلافت نہین

ہوسکتی - مہاجرینؓ سابقین اسلام کو چھوڑکر بربنار وجہ ضعیف معاویہؓ کو خلافت دی جائے
اور جو حضرات استحقاق کامل اور شرافت کلی اور اہلیت و قابلیت امارت رکھتے ہین وہ
محروم رکھے جائین اور جو تم مجھکو حکومت کا وعدہ دیتے ہو کہ اگر معاویہؓ کو خلافت ہوئی تو
میرے خاطر خواہ حکومت مجھکو مل جاویگی اسکی نسبت میرا یہ جواب ہے کہ اگر معاویہؓ تمام
ملک شام کی حکومت و اختیارات مجھکو دینے کہین تو بھی مین اونکو امیر و خلیفہ نہ بناؤن
اور دین اللہ تعالی کے کام مین رشوت نہین لیتا سب سے بہتر یہی ہوگا کہ عمرؓ بن خطاب کا
نام زندہ کرو اور اونکے صاحبزادہ عبداللہ کو خلیفہ و والی بنادو - قصہ پاک ہو سب کو
اطمینان حاصل ہو - عمرو بن العاصؓ کہنے لگے - آپکو میرے لڑکے کے والی مقرر کر دینے
مین کیا عذر و حیلہ ہے - آپ اوسکی حالت - صلاحیت - فضیلت سے بخوبی واقف ہین فرمایا
تمہارا لڑکا بیشک مرد حق پرست اور سچا تھا لیکن تمنے اوسکو بھی اپنے ساتھ اس فتنہ
مین ڈبو لیا ہے - عمرو بن العاصؓ نے کہا - یہ کام تو ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہیئے جسکے دانت
ہون جن سے وہ کھاتا پیتا ہو [اس کلمہ سے اونکا یہ مطلب تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ مین اس بار
عظیم کی برداشت و قوت کافی نہین ہے (بدائع)]

عمرو بن العاصؓ اور ابو موسیٰؓ مین تو اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی مگر حضرت عبداللہ بن
عمرؓ خاموش سکوت کے عالم مین بحالت غفلت آنکھین بند کیے ایک حالت استغراق مین
بیٹھے تھے - عبداللہ بن زبیرؓ اونکے پاس تھے - انہون نے ابن عمرؓ کو چونکا دیا اور کہا - کچھ
سمجھے - ابن عمرؓ چلا اوٹھے - واللہ مین اس معاملہ مین رشوت ہرگز نہ دونگا اور نہ کسی طرف
کچھ کھونگا - ابو موسیٰؓ نے فرمایا - اے عمروؓ - عرب نے بعد جدال و قتال کے اس کام کا اختیار
تمکو دیا ہے خدا کے لئے اسکو پھر فتنہ مین نہ ڈالو - وہ بولے آپ اپنی رائے ظاہر کرین کہ آپکا

کیا قصد ہی۔ فرمایا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ علیؓ و معاویہؓ کو معزول کرکے اس کام کو عام مسلمانونکے سپرد کردین جسکو وہ چاہین شوریٰ کرکے مقرر کرلین۔ عمرو بن العاصؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور ابو موسیٰؓ سے وعدہ کرالیا کہ پہلے مجمع عام مین ابو موسیٰؓ تقریر کرین۔ اسسے عمرو بن العاصؓ کا مطلب یہ تہا کہ امیر المومنین علیؓ کو خلافت سے معزول کرنا ابو موسیٰؓ ہی کی زبان سے نکلے۔

یہ گفتگو دونون مین ایسی جگہہ ہوئی جہان معدودے چند آدمی تہے۔ بعد اس کے دونون میدان مین نکلے جہان مجمع عام تہا اور ایک جم غفیر فیصلہ سننے کو فراہم ہو رہا تہا۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ ای ابو موسیٰؓ جس رائے پر ہمارا آپکا اتفاق ہوگیا ہی اسکو سب کے سامنے ظاہر کردیجئے۔ ابو موسیٰؓ بیچارے سیدہے سادہے مسلمان آدمی تہے بے تکلف اوٹہہ کہڑے ہوی اور لوگون کو مخاطب کرکے اس طرح کہا۔ "ہماری رائے ایک امر پر متفق ہوئی ہے۔ ہمکو امید ہی کہ خداوند تعالیٰ اسکے ذریعہ سے امت مرحومہ مین صلح کرادی"۔ اسیقدر کہنے پای تہے کہ ابن عباسؓ نے اونکی بات کاٹ کر فرمایا۔ "اے ابو موسیٰؓ ہوشیار ہوجاؤ۔ واللہ مجہے شبہ ہوتا ہے کہ تمکو دہوکا دیا جارہا ہے۔ اگر تم دونون حکم نے کسی امر پر اتفاق کرلیا ہی تو عمرو بن العاصؓ کو پہلے تقریر کرنے دو پہر تم کو جو کہنا ہو کہہ لینا عمرو بن العاصؓ فریبی مکار آدمی ہین مجہکو ڈر ہے کہ تم سے علٰحدگی مین یہ متفق ہوگئے ہون اور یہان مجمع عام مین تمہارے خلاف کارروائی کرین اسواسطے مناسب ہے کہ پہلے ہی گفتگو کرین"۔ ابو موسیٰؓ بہولے بہالے سادہ مزاج تہے ابن عباسؓ کے اس کہنے پر اصلا خیال نہ کیا بلکہ بے پرواہی کے ساتہہ جواب دیا۔ "ہم دونون نے اتفاق کرلیا ہے"۔ پہر اپنا سلسلہ کلام شروع کیا اور بولے۔ "اے لوگو۔ ہم نے امت مرحومہ کے معاملہ مین خوب غور کرلیا

اور اسکی اصلاح و اتفاق و رفع اختلاف و فساد کے واسطے ایک امر پر ہماری اور عمرو بن العاص
کی راے قرار پا گئی وہ یہ ہی کہ ہم علیؓ اور معاویہؓ دونون کو خلافت سے معزول کر دین اور
مسلمانونکو اختیار دین کہ جسکو وہ چاہین باتفاق راے شوریٰ اور کمیٹی کے خلیفہ بنالین
لہذا مین نے علیؓ اور معاویہؓ کو معزول کر دیا۔ اب سب صاحب جسکو مناسب سمجھین خلیفہ
بنائین" یہ کہکر ابو موسیٰؓ اپنی جگہہ سے ہٹ گئے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی جگہہ کہڑے ہوکر
کہا "حاضرین جلسہ۔ ابو موسیٰؓ نے جو کچہہ فرمایا آپنے سن لیا۔ انہون نے علیؓ کو خلافت سے
معزول کیا۔ آپ سب صاحب اسپر گواہ ہین مین بہی علیؓ کو معزول کرتا ہون اور اپنے دوست
معاویہؓ کو بحال رکہتا ہون کیونکہ وہ عثمانؓ خلیفہ مقتول و مظلوم کے ولی اور وارث و طالب
قصاص ہین اور حضرت عثمانؓ کے قائم مقام ہونے کے مستحق ہین" (ابن اثیر و ابن خلدون)
علامہ مسعودیؒ نے اس واقعہ کو کسیقدر تغیر کے ساتہہ بیان کیا ہے وہ اس طرح کہتے
ہین کہ جب عمرو بن العاصؓ و ابو موسیٰؓ سے گفتگو ہوئی تو عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ کلام کی ابتدا
و انتہا ہوتی ہے اور جب کسی بڑے کام مین بحث شروع ہوتی ہے تو بسا اوقات زیادہ
گفتگو مین ابتداء کلام بہول جاتی ہے اسواسطے اسوقت مناسب معلوم ہوتا ہی کہ جو ہمارے
آپکے گفتگو ہو اوسکو قلمبند کرتے جائین تاکہ خوف نسیان سے ہماری تمام گفتگو از اول تا آخر
محفوظ رہی۔ ابو موسیٰؓ اسپر راضی ہوگئے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک کاتب بلا کر اپنے پاس بٹہا لیا
اور اوسکو اس طرح فہمائش کی کہ جب ہم دونون ایک بات پر اتفاق کرکے تمکو لکہنے کی اجازت
دین اوسوقت اوسکو لکہہ لینا۔ ہم دونون مین سے اگر ایک شخص کچہہ کہے تو ہرگز اوسپر عمل
نہ کرنا یہی تاکید ابو موسیٰ نے بہی کر دی۔ پہر وہ کاتب کاغذ لیکر دونون کے پاس بیٹہ گیا
اور شروع عنوان اس طرح لکہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ مضمون ہے جسپر فلان و فلان نے

فیصلہ کیا۔ بجاے فلان کے پہلے عمرؓو بن العاص کا نام لکھا۔ اسپر یہہ خفا ہوکر بولے۔ پہلے ابو موسیٰؓ کا نام لکھو۔ کیا تم انکا مرتبہ نہین جانتے۔ کاتب نے عبد اللہؓ بن قیس (ابو موسیٰؓ) کے نام سے عنوان شروع کیا اور یہہ لکھا۔ عبد اللہ بن قیسؓ اور عمرو بن العاصؓ گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے کوئی معبود نہین۔ اوسکا کوئی شریک نہین۔ محمد صلعم اوسکے بندہ اوسکے رسول ہین اونکو اللہ جل شانہ نے دین حق کے ساتھہ بھیجا تاکہ دین اسلام کو سب دینون پر غالب کرین۔ پھر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم گواہ ہین کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ رسول خداؐ نے کتاب اور سنت پر عمل کیا اور تاحیات اونکا یہی معمول رہا۔ جو حق اونکے ذمہ تہا وہ ادا کر گئے پھر حضرت عمر فاروقؓ کی نسبت بہی ایسا ہی کچھہ بیان کیا۔ ابو موسیٰؓ نے اسکی تصدیق کی اور دونون کی اجازت سے کاتب نے لکھہ لیا۔ پھر عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ پھر جناب عثمانؓ باتفاق راے اہل شوریٰ و رضامندی اصحابؓ کبار خلیفہ ہوے۔ وہ مسلمان مرد باایمان تھے۔ اسپر ابو موسیٰؓ نے اعتراض کیا کہ ان باتونکے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ عمروؓ نے کہا۔ مسلمان نہ تھے تو کیا کافر تھے۔ ابو موسیٰؓ بولے۔ اچھا یہہ بھی لکھو۔ پھر عمرو بن العاصؓ نے پوچھا۔ ظالم قتل ہوے یا مظلوم۔ جواب ملا۔ مظلوم شہید ہوے۔ پھر کہا۔ کیا خداوند تعالیٰ نے ولی مقتول کی واسطے طلب قصاص نہین رکھا ہے اور معاویہؓ سے زیادہ قریب اونکا والی و وارث طالب قصاص اور بھی کوئی ہے؟ ابو موسیٰؓ نے جواب دیا۔ ولی مقتول حقدار ہی اور معاویہؓ جناب عثمانؓ کے والی وارث۔ مدعی خون درحقیقت ہین۔ کاتب نے بعد اجازت دونون کے یہہ فقرہ "وہ مظلوم قتل ہوے حضرت معاویہؓ اونکے وارث والی حقدار قصاص ہین" اور لکھہ لیا۔ عمروؓ نے کہا۔ اب معاویہؓ کو جائز ہے کہ قاتلین عثمانؓ کو ڈھونڈہ ڈھونڈہ کر قتل کرین یا نہین۔ ابو موسیٰؓ نے اقرار کیا کہ بیشک اونکو جائز ہے۔ کاتب نے دونون کی

اجازت ہے یہہ بہی لکہا۔ معاویہؓ خون عثمانؓ کے عوض اونکے قاتلین کو قتل کر سکتے ہین؛ عمروؓ بولے ہم گواہونسے ثابت کر سکتے ہین کہ علیؓ قاتل عثمانؓ ہین۔ ابوموسیٰؓ نے جواب دیا۔ اسلام مین یہہ ایک حادثہ عظیم گذرا ہے اب اسمین قیل وقال جانے دو اور ایسی بات نکالو جو امت مرحومہ کے حق مین مفید ہو اور اوسمین اصلاح پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ عمرو بن العاصؓ نے پوچہا۔ وہ کیا ہے۔ ابوموسیٰؓ بولے۔ یہہ امر تمپر بہی مخفی نہین کہ اہل عراق حضرت معاویہؓ کے مطیع نہین اور نہ اہل شام حضرت علیؓ کو مانتے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ ہم تم دونون علیؓ و معاویہؓ کو معزول کرکے عبداللہ بن عمرؓ کو سب کا خلیفہ کر دین۔ عمرو بن العاصؓ بولے کیا عبداللہ بن عمرؓ اسکو منظور کر لینگے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا۔ ہان ضرور بشرطیکہ اونپر زور ڈالا جاے۔ عمرو بن العاصؓ نے بظاہر انکی تجویز پسند کی۔ پہر کہا۔ سعدؓ کیسے ہین۔ ابوموسیٰؓ نے انکار کیا۔ عمرو بن العاصؓ نے اور بہی چند نام لئے مگر سب کے جواب مین ابوموسیٰؓ نے لا کہا اور پسند نہ کیا۔ اونکی نظر مین بجز عبداللہ بن عمرؓ کے کوئی مستحق خلافت نہ تہا۔ اسکے بعد وہ پرچہ جو لکہا گیا تہا عمرو بن العاصؓ نے لیکر اپنی اور ابوموسیٰؓ کی مہرین کین پہر تہ کرکے اپنے پاس رکہہ لیا۔ اوسمین جسقدر مضمون اوپر لکہا گیا ہے بس اوسیقدر تہا یہہ مابعد کے فقرے درج نہ ہوے تہے۔ اب عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ سے پوچہا۔ بہلا یہہ تو فرمائیے کہ اگر اہل عراق عبداللہ بن عمرؓ کی خلافت پر راضی ہون اور اہل شام ناپسند کرین تو کیا اہل شام سے جہاد کیا جاے۔ جواب ملا۔ نہین۔ پوچہا اور اگر اہل شام انکو مانین اور اہل عراق برخلاف ہون تو کہئیے اونسے لڑئیگا۔ جواب ملا۔ نہین۔ کہا۔ اب آپکے نزدیک صلاح اسی مین ہے تو بہت مناسب ہے مین بہی راضی ہون۔ چلئے سب کے سامنے خطبہ پڑہئیے اور حضرت علیؓ و معاویہؓ کو معزول کرکے جسکو آپ خلیفہ کرنا چاہتے ہین اوسکا نام بہی ظاہر کر دین تاکہ مجمع عام مین

اعلان ہوجاے۔ ابوموسیٰ رضؓ نے جواب دیا۔ پہلے تم بیان کردینا پہر مین اوسکی تصدیق کردونگا
عمرو بن العاص رضؓ نے کہا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہی۔ آپ مجہہ سے سن و سال مین بڑے۔ فضل و
کمال مین ممتاز و باعزت۔ عام نظرونمین جو آپکی وقعت ہے، وہ مجھکو کہان نصیب۔ مجہہ سے
یہہ بے ادبی نہوگی علاوہ اسکے جب ہماری آپ کی ایک راے پر فیصلہ ہے تو جیسے میرا
کہنا ویسے ہی آپکا۔ الغرض ان باتونمین حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے آکر دہوکا کہایا اور مجمع عام مین
جاکر پہلے خطبہ سنایا اور یہہ الفاظ بیان کردئیے۔ ایہا الناس۔ ہم نے بعد غور و تامل
بسیار مسلمانونکی امن و اصلاح قائم کرنے۔ کشت و خون سے محفوظ رکہنے کیلئے یہی بات
مناسب سمجہی کہ حضرات علیؓ و معاویہؓ دونون صاحب کو معزول کردیا اور ان دونون کو
سریر خلافت سے اوتار دیا جس طرح یہہ عمامہ (سر سے عمامہ اوتار کر) مین نے اوتار لیا اور
ان دونون کی جگہہ عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ کرتا ہون۔ یہہ کہکر اپنی جگہہ سے ہٹ گئے۔ پہر
عمرو بن العاصؓ نے اوسی جگہہ کہڑے ہوکر بعد حمد و ثنا کے کہا "اے لوگو۔ ابوموسیٰ عبداللہ
بن قیسؓ نے حضرت علیؓ کو معزول کیا اور اس امر خلافت سے اونکو الگ کردیا۔ ابوموسیٰ اونکے
حالات سے بخوبی واقف ہین اونہون نے بہی اونکو اسکے قابل نہین پایا۔ مین نے بہی اونکی ساتہہ
علیؓ کو معزول کیا اور حضرت معاویہؓ کو بحال رکہا۔ وہ ہمارے اور تمہارے سب کے خلیفہ
ہین۔ سبکو اونکی اطاعت کرنا چاہیئے۔ ابوموسیٰ رضؓ نے اس خط مین (خط دکہلاکر) لکھہ دیا ہے
کہ عثمان رضؓ مقتول ہوے۔ مظلوم شہید ہوے اور اونکے ولی کو اختیار رہے کہ طلب قصاص
مین قاتلین کی جستجو کرین اور اونسے بدلا لین۔ حضرت معاویہؓ خود صحابی ہین۔ اونکے باپ بہی
صحابی تہے۔ سب لوگ اونکی طرف راغب ہین۔ اب وہی ہمارے سب کے خلیفہ ہین۔ اونکی بیعت
اونکی اطاعت طلب خون عثمان رضؓ مین ہم سب پر واجب ہے"۔

دونون حکم اپنی اپنی کہکر الگ ہوی تہے کہ دونوپر ملامت کی بوچہار پڑنے لگی حضرت سعد بن
ابی وقاص رض نے کہا۔ اے ابوموسیٰ رض۔ عمرو بن العاص رض نے اپنے دانؤنسے تمکو کسقدر سست
کردیا۔ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا۔ اے ابوموسیٰ رض۔ تم بیچارہ کا اسمین کوئی قصور نہین۔
گناہ ہے تو اوسیکا جسنے تمکو آگے کیا اور تم کو پہلے گفتگو کرنیکو یہان کہڑا کردیا۔ حضرت
ابوموسیٰ رض نہایت منفعل تہے۔ معذرت کی کہ مین کیا کرون مجہہ سے عمرو بن العاص رض نے ایک
امر پر اتفاق کیا لیکن پہر اوس سے بدعہدی کرکے پہر گئے۔ حضرت ابن عمر رض نے فرمایا۔ دیکہئے
اب کیا انجام ہوتا ہے۔ خلافت تو ایسے دو شخصونکے ہاتہہ پڑگئی کہ ایک تو ادنمین بے پرواہ کا
دوسرا ضعیف و کمزور ہی۔ لوگ اوسکی طرف کم رجوع ہوتے ہین۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رض
نے کہا۔ آج سے پہلے اشعری رض مر گئے ہوتے تو بہتر ہوتا۔ حضرت ابوموسیٰ رض عمرو بن العاص سے
مخاطب ہو کر کہہ بیٹہے۔ اے عمرو۔ خدا تمکو کبہی ہدایت نہ دے۔ تم مجہسے اقرار کرکے پہر گئے۔ وعدہ
کرکے بدعہدی کی۔ کہا کچہہ اور کیا کچہہ۔ تمہاری مثال بعینہ کتّہ کی ہے اگر اوسپر بوجہہ لادو
تو ہانپے اور اوتہالو تو بہی ہانپتا رہتا ہے۔ عمرو بن العاص رض نے کہا۔ تم بالکل اوس گدہے کے
مشابہ ہو جسپر کتابین لدی ہون۔ یہہ کہکر ابوموسیٰ رض کے ایک لات ماری۔ شریح بن ہانی یہہ
زیادتی دیکہکر ضبط نہ کرسکے عمرو بن العاص پر کوڑا اپہٹکارا۔ عمرو بن العاص کا لڑکا جہپٹا
شریح کو کوڑا مارا۔ لوگ بیچ مین پڑ گئے اور دونونکو روک لیا۔ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ اسکے بعد
شریح کہا کرتے تہے۔ عمرو بن العاص کو کوڑا مارکر مجہکو سخت ندامت ہوئی کہ کسی فعل پر ایسا پشیمان
نہ ہوا تہا اور اتنک افسوس ہی کہ بجاے کوڑے کے اونپر تلوار چلائی ہوتی اور ایک ہاتہہ مین
خاتمہ کردیا ہوتا۔ اس فیصلہ کے ہوتے ہی حضرت ابوموسیٰ رض مجلس حکم سے نکلے۔ سیدہے مکہ معظمہ
چلے گئے اور کبہی کوفہ نہ آے حالانکہ انکے اہل و عیال۔ زمین و جائداد سب کوفہ مین تہی انہون نے

قسم کھائی کہ تا زیست جناب علیؓ کو اپنا منہ نہ دکھاؤنگا۔ حضرت ابن عمرؓ و سعد بن ابی وقاصؓ بیت المقدس کو چلے گئے۔ (ابن اثیر و مسعودی)

امیر معاویہؓ نے عرصہ کے بعد شام سے حضرت ابو موسیٰؓ کے نام یہہ خط لکھا "سلام علیک اما بعد۔ اگر نیت خطا کو دفع کر دیتی تو مجتہد ضرور خطاء اجتہادی سے محفوظ رہتا مگر حق اوسیکا حصہ ہوتا ہے جو طالب حق ہو اور خطا سے بچے۔ جو حق سے چوک گیا اور خطا کی وہ محروم رہا۔ اور جبکہ دونون حکم نے حضرت علیؓ کی معزولی پر فیصلہ کر دیا تو اب علیؓ کو گنجائش انکار نہین رہی۔ نہ کسی طرح حکمین کے معاملہ مین اونکو اختیار و قدرت حاصل ہے باتفاق جملہ اشخاص تم منتخب ہوے اور علیؓ کے خلاف تمکو ہی سب نے پسند کیا اب سب لوگ جسطرح جناب علیؓ سے ناراض ہین تم بھی اون سے ناراض ہو کر میرے پاس شام مین چلے آؤ۔ مین تمہاری حقین علیؓ سے بہتر اور مفید ثابت ہونگا"۔ اسکا جواب ابو موسیٰؓ نے یہہ دیا "سلام علیک۔ اما بعد جس طرح عمرو بن العاصؓ تمہاری جانب سے حکم ہوے اسی طرح مین بھی جناب علیؓ کی جانب سے حکم ہوا تھا البتہ فرق اسقدر رہی کہ مین نے خدا کی رضامندی چاہی تھی اور عمرو بن العاصؓ تمہاری خوشی کے خواہان تھے میرے اور عمروؓ کے درمیان شرطین ٹھیر گئی تھین اور باہم مشورہ ہو گیا تھا مگر وہ اون شروط سے پھر گئے اور خلاف حق فیصلہ کیا لہذا مین نے بھی اپنے قول و فیصلہ سے رجوع کیا۔ باقی رہا تمہارا یہہ قول کہ حکمین کا فیصلہ واجب العمل ہے اور جسپر وہ حکم لگادین مجبوراً اوسکو ماننا ہوگا تو یہہ بات بکری۔ اونٹ۔ دینار۔ درم مین ہے لیکن امت مرحومہ کا کام ایسا ذلیل نہین ہے کہ جبراً خلاف حق جو چاہو کر ڈالو۔ کسی کے عاجز ہونے سے حق زائل نہین ہوتا اور نہ کسی بدکار عیار کے مکر و فریب سے حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے تم جو مجھکو اپنے پاس بلاتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ مجھکو حرم ابراہیمؑ چھوڑکر دوسری جگہہ مرغوب نہین

اس خط وکتابت کی اطلاع جناب امیر المومنین علیؑ کو ہوئی تو آپ نے بھی ابو موسیٰؓ کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ "سلام علیک۔ اما بعد۔ تم ایک شخص ہو جسکو اوسکی ہوائے نفس نے مظلوم بنا دیا۔ فریب دہوکے مین آگیا ہو۔ بزعم تمہارے بیت اللہ کا قیام اور ہمیشہ وہان رہنا نہ بغرض حج سکونت پذیر ہونا اور نہ اس خیال سے کہ مکہ معظمہ کو وطن بنا لو (بلکہ محض میری طرف سے کشیدہ خاطر ہوکر مکہ کا رہنا اختیار کیا ہے) تمہاری نظر مین مستحسن ہی یہہ فقط تمہارا ہی گمان ہی۔ تم میرے پاس چلے آو۔ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے اور بھول چوک سے درگذر فرماتا ہے اوسکی طرف رجوع کرنیوالے بندے اوسکے نزدیک محبوب ہین"۔

حضرت ابو موسیٰؓ نے جواب دیا۔ "سلام علیک۔ اگر مجھکو یہہ خوف نہ ہوتا کہ میرے جواب نہ دینے سے آپکو میرا گناہ اور بھی بڑا معلوم ہوگا تو مین ہرگز جواب نہ لکھتا کیونکہ میری خطا کا آپکے نزدیک میرے مفید کوئی عذر باقی نہین اور نہ اسقدر قوت ہے کہ آپکے غضب سے اپنی حفاظت کر سکون۔ بیت اللہ کی ملازمت اسوجہ سے اختیار کی کہ مین ایسی قوم مین آملا جو بہ نسبت آپکے میرا گناہ جسکو آپ بڑا سمجھے ہین کم سمجھتے ہین اور میرا حق بڑا مانتے ہین اور آپکی جانب سے مجھکو امید نصرت باقی نرہی"۔ (عقد الفرید)

اہل شام نے ابو موسیٰ کو تلاش کیا مگر یہہ تو مکہ معظمہ روانہ ہو چکے تھے۔ عمرو بن العاصؓ اپنے ہمراہیون کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس واپس گئے۔ خلافت کا سلام کیا اور کل ماجرا زبانی عرض کیا۔ حضرت ابن عباسؓ مع شریح و دیگر اہل عراق کوفہ واپس ہوے اور جناب علیؑ کی خدمت مین کل واقعہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا۔ جناب امیر المومنین نماز فجر مین یہہ بددعا کرتے تھے۔ اللھم العن معاویۃ وعمروا وابا الاعور وحبیبا وعبد الرحمٰن بن خالد وضحاک بن قیس والولید۔ حضرت معاویہؓ کو یہہ خبر ہوئی تو

وہ بھی حضرت علیؓ۔ ابن عباسؓ۔ حسنؓ حسینؓ۔ اشتر پر لعنت کرتے تھے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

بعض کہتے ہین کہ حضرت معاویہؓ نے بعد ہوپنچنے عمرو بن العاصؓ وغیرہ کے ایک روز لوگونکو جمع کرکے کہا۔ جس کسیکو خلافت کے بارہ مین کچہ کلام ہو وہ مجہسے ظاہر کری۔ ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ مین بھی اوس جلسہ مین تھا میرے دل مین آیا کہ کہدون "اس خلافت مین وہ لوگ کلام کرتے ہین جو تمسے اور تمہارے باپ سے اسلام کی بابت لڑے ہین اور کسیوقت تمپر جہاد کیا ہے" مگر پہر مین نے خوف کیا کہ ایک بات کہنی سے جماعت مین تفریق پیدا ہوجاوے اور عجب نہین کہ خونریزی ہو۔ جب مین اوس جلسہ سے گہر آیا حبیب بن مسلمہ آئی اور مجہسے کہا۔ تم معاویہؓ کی بات سنکر کیون خاموش رہے مین نے کہا۔ میرا قصد تو تھا کہ کچہ بولون مگر بخوف شر وفساد خاموش رہا حبیب نے کہا۔ خوب کیا اور آفت سے بچے۔ ایسے وقت ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔

مؤلف۔ جناب امیر المومنین کی نسبت یہ روایت کہ آپ حضرت معاویہؓ اور اون کے ہمراہیون پر لعنت کرتے تھے بعید از قیاس ہے مسلمان پر لعنت کرنا کسی طرح درست نہین۔ یہانتک کہ علماء دین یزید کی شان تک مین توقف کرتے ہین باوجودیکہ یزید کے فسق اور ظلم مین کسیکو کلام نہین۔ یہہ شیوہ تبرائیونکا ہے اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو اہل قبلہ پر لعنت اور اونکو سب وشتم کرنا کسی طرح درست نہین۔ نہ صحابہ کرام مین یہ دستور تھا۔ دیکھیے اصحاب جمل کے حق مین امیر المومنین نے کسیکو برا تک نہین کہا بلکہ جناب ام المومنین عائشہؓ کی نسبت کلمات خلاف شان اونکے لوگونکو کہتے ہوے جب معلوم کیا تو اونکو سزا دی۔ اصحاب جمل کی نسبت لوگون نے آپ سے سوال ہی کیا کہ یہہ لوگ کیسے ہین۔ آپنے یہی فرمایا کہ ہمارے بہائی مسلمان ہین ہم سے باغی ہوگئے۔ صرف اسیقدر

فرمایا نہ کہ اونکو کافر سمجھا ہو اور اونپر لعن وطعن کی ہو۔ عمار بن یاسرؓ سے اہل شام کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا۔ یہ نہ کہو کہ وہ کافر ہین لیکن یہہ کہو کہ باغی ظالم ہین۔ بہلا جب ان بزرگو نسے اس قسم کے الفاظ بروایات کثیرہ معتبرہ منقول ہون اور پہر اونکے روزمرہ کے عادات ومعاملات یا برتاؤ پر نظر کیجاوے تو کس طرح وہم ہو سکتا ہے کہ آپنے حضرت معاویہؓ پر لعن وطعن کیا ہوگا بلکہ یہہ روایت بمقابلہ صحابہ کرام کے برتاؤ کے شاذ وغیر قابل اعتبار ہے اور یون کہنا چاہیئے کہ کسی ذات شریف خارجی یا اونکے مثل دوسرے مذہب والے کی زیادتی اور حاشیہ ہے۔ اب دوسری طرح عرض کرتا ہون۔ گالی گلوج۔ کوستا پیٹنا مردونکا کام نہین۔ زنانہ مزاج۔ بزدل۔ یا عورتین گہر مین بیٹہی کوسا کرتی ہین اور جب اونسے کچہہ بن نہین پڑتا تو اپنے دشمن کے حق مین گودی پہیلا پہیلا کر بد دعا کرتی ہین۔ جناب شاہ مردان شیر یزدانؓ عورتونکی طرح پست ہمت کچے دل کے نہ تہے کہ اپنے گہر بیٹہے بیٹہے حضرت معاویہؓ اور اونکے اتباع کو کوسا کرتے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بیشک یہ روایت بالکل غلط ہے بلکہ جناب علیؓ سے اسکے خلاف منقول ہے۔

طبرانیؒ نے بسند معتبر روایت کیا ہے کہ جناب علیؓ نے فرمایا۔ ہماری طرف کے اور معاویہؓ کی طرف کے مقتولین دونون جنت مین ہین (تطہیر الجنان از علامہ احمد بن حجر ہیتمیؒ مطبوعہ مصر)

علاوہ ازین صحابہ کرامؓ کے باہمی محاربات ومنازعات مین ہمارا عمل ان تاریخی کتابون پر نہین ہم اس باب مین علماء کرام کے اقوال دیکہتے ہین جن حضرات نے نہایت تحقیق و تدقیق سے غلط کو صحیح سے ضعیف کو قوی سے علیحدہ اور ممتاز فرمایا اور ہمکو مسلک قویم اور صراط مستقیم کی جانب ہدایت کی۔ شرح عقائد نسفی مین ہے کہ حضرت معاویہؓ اور اونکے اتباع پر جواز لعن سلف مجتہدین اور علماء صالحین سے منقول نہین اسواسطے

کہ غایت الامر حضرت معاویہؓ اور اونکی جماعت کی نسبت اگر ثابت ہے، تو ظلم و زیادتی۔ اپنے امام پر خروج کرنا مگر یہہ ظلم و خروج اونکو مستحق لعن نہین کرتا۔ اسی مقام مین حاشیہ پر ہے کہ لعنت، نہ جائز ہونے کی یہہ وجہ بہی ہے کہ جناب امیر المومنین علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی اگر معاویہؓ قابل لعنت ہوتے تو آپ اونسے ہرگز صلح نہ کرتے۔ تمہید۔ اگرچہ یہ صلح بطیب خاطر نہ تھی مگر احکام صلح اوسپر مرتب ہوے۔

متن عقائد نسفی مین ہے۔ صحابہ کرامؓ کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرنا چاہیئے۔ اسکی شرح مین علامہ تفتازانیؒ لکہتے ہین۔ کیونکہ صحابہ کبارؓ کے فضائل مین صحیح احادیث وارد ہین اور اونکے طعن سے سخت ممانعت آئی ہے وہ احادیث یہ ہین "میرے یارونکو گالی نہ دو بُرا نہ کہو اگر تم خدا کی راہ مین کوہ احد کے برابر سونا خیرات کر دوگے تاہم اونکے ایک مُد بلکہ نصف مُد کے برابر بہی ثواب نہ پاؤگے میرے یارونکی عزت و حرمت کرو کیونکہ وہ لوگ تم سے افضل اور تم سے بہتر ہین۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے یارون کے حق مین زبان کو روکو۔ خبردار۔ اونکو نشانہ تیر ملامت نہ بناؤ۔ جس نے اونکو دوست رکھا اوسنے میری دوستی کی وجہ سے اونکو دوست رکھا اور جسنے اونسے عداوت کی بغض رکھا تو اوسنے مجھسے عداوت کرکے اون سے عداوت کی۔ جسنے اونکو ایذا دی مجھکو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی اوسنے خدا کو ستایا اور خدا کا ستانا تو اوپر ہی اوپر نہ جائیگا وہ چاہیگا تو اوسکو دنیا ہی مین پکڑ لیگا"

شرح فقہ اکبر مین ہے صحابہ کرام سے اگر کوئی امر بصورت شر ظاہر ہو تاہم اونکو برا کہنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ صاحب اجتہاد تھے اگر اجتہاد سے کوئی کام کیا اور غلطی ہوئی تو معذور اور ماجور ہین۔ اگر احیاناً کسی سے بہ تقاضای بشریت کوئی خطا صادر ہوئی تو اصرار نہ کیا اور یہ قائم نہ رہی بلکہ فوراً ترک کرکے نیک کام مین مصروف ہوے۔ صحیح حدیث موجود ہے "بہتر

زمانون والے وہ لوگ ہین جو میرے زمانہ مین ہین۔ اسیواسطے جمہور علماء اہل سنت کا اتفاق ہی کہ تمام صحابہ کبار عدل تھے قبل فتنہ جناب عثمانؓ وجناب علی مرتضیؓ جسطرح عدل تھے ویسا ہی بعد کو رہے۔ ابن دقیق العید کا قول ہے۔ ان حضرات مین جو تنازع واختلاف وخصومات واقع ہوی ہین بعضے غلط مشہور ہوگئے ہین اور جو اونمین صحیح طور سے منقول ہین اونکی تاویلات نیک ہین قطع نظر اسکے آیات قرآنی واحادیث نبوی سے انکے مناقب علی وجہ الیقین ثابت ہین اور انکی نسبت جو اخبار ور روایات ہین وہ اوس درجہ کی کہان ہوسکتی ہین۔ اونکی بزرگی وفضیلت یقینی۔ انکی نسبت واقعات کی خبرین محتمل کذب یا موہوم مشکوک فیہ ہین لہذا یہ اخبار وآثار آیات واحادیث کے معارض نہین ہوسکتے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ یہ وہ خون ہین جن سے خداوند تعالی نے ہمارے ہاتھ پاک رکھی۔ پس ہمکواپنی زبانین انکی بدگوئی اور برائی سے پاک رکھنا چاہیئے۔ امام احمد حنبلؒ سے جناب عائشہ صدیقہؓ وجناب علیؓ کی نسبت کسی نے سوال کیا۔ آپنے فرمایا۔ یہہ وہ بزرگ تھے کہ گذرگئے۔ جوانہون نے کمایا وہ انکے واسطے ہی اور جو تم کمائی کروگے وہ تم پاؤگے اور تم انکے اعمال سے سوال نہ کئے جاؤگے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہین۔ اگر جناب علیؓ نہ ہوتے تو خوارج کا حکم نہ معلوم ہوتا۔ احیاء العلوم مین ہے۔ کسی پر لعنت کرنے مین اندیشہ وخوف گناہ ہی اور سکوت کرنا یہانتک کہ ابلیس تک سے زبان روکنا اس مین کوئی اندیشہ نہین۔ جبکہ سکوت کرنا افضل ہے تو امر مشتبہ اور خوفناک مین پڑنا عقل کے خلاف ہے۔

اب یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض احادیث سے آنحضرت صلعم کا لعنت کرنا جیسے حکم اور اونکی اولاد کی نسبت لعن کرنا منقول ہی اسکے علاوہ اور جگہہ بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ بعض جانورونکی نسبت بھی اس طرح آگیا ہے چنانچہ ہم بھی حصہ اول مین کسی جگہہ لکھہ آئے ہین۔

اوسکا جواب علماء دین نے اس طرح دیا ہے کہ خود آنحضرت صلعم سے منقول ہی کہ جو شخص آپکی امت مین سے مستحق لعنت نہین ہی اور اوسکے حقین زبان مبارک سے لعنت کا لفظ نکل گیا ہے وہ اوسکے واسطے باعث رحمت و مغفرت ہے۔ بعض احادیث مین یہہ الفاظ آے ہین "اے علیؓ تم میرے بعد ناقضین عہد۔ ظالمین۔ تارکین دین سے لڑوگے"۔ اصحاب جمل و اصحاب صفین کو اسکا مصداق بنانا درست نہین ہی۔ کیونکہ یہہ مجموعہ اوصاف کا ماصدق علیہ فرقہ خوارج ہے۔ اصحاب جمل و صفین نہین ہوسکتے۔ یہی مذہب اہل سنت وجماعت و طریق سواد اعظم ہے اور حق بات واجب الاتباع ہے خلاصہ یہہ کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ یا دیگر امہات مومنینؓ یا صحابہ کرام کو برا کہنا لاشک کفر ہے اور اوسکے ماسوا اور باتو نپر جیسا جنگ جمل و صفین وغیرہ کے متعلق سب و شتم کرنا بدعت۔ فسق۔ گمراہی اور اسکا قائل مستحق تعزیر ہے۔

صواعق محرقہ مین ہے۔ ہر مرد مسلمان پر واجب ہے کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی بات اونکی شان و مرتبے کے خلاف کسی کتاب مین دیکھے یا کسی سے سنے تو بمجرد رویت و سماع کچھہ حکم نیک و بد اوسپر نہ لگاوے بلکہ تحقیق کرے پھر اگر تحقیق سے ثابت ہو تو اوسکی نیک تاویل کرے اور اون بزرگو نکی نسبت گمان نیک رکھے۔ اوسکے بعد امیر المومنین علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی نسبت یہہ لکھا ہے۔ ان بزرگون مین جو لڑائیان واقع ہوئین اہل سنت کا اعتقاد اس باب مین یہہ ہی کہ جناب معاویہؓ نے جناب امیر المومنین سے مقدمہ خلافت مین جنگ نہین کی۔ حضرت معاویہؓ ہر طرح آپکو مستحق خلافت جانتے تھے کیونکہ آپ کی خلافت اجماعی ہی بلکہ وجہ منازعت و مخالفت یہہ ہوئی کہ حضرت معاویہ اور ان کے توابع آپ سے قاتلین جناب عثمانؓ کو طلب کرتے تھے اور آپنے اس سے انکار کیا پس

اسی بنا پر طرفین سے لڑائی چھڑ گئی۔ امیر المومنینؑ نے انکار اسوجہ سے کیا کہ اوسوقت
قاتلین کے حوالہ کردینے مین بہت کچھہ شروفساد ہوتا اور فتنہ عظیم وکشت وخون عالمگیر کا
اندیشہ تھا۔ آپنے چاہا کہ تسلط ہوجانے پر رفتہ رفتہ جملہ قاتلین اپنے اعمال بد کی سزا کو
پہونچائے جائین۔ دوسری وجہ عدم تسلیم قاتلین عثمانؓ کی یہہ ہوسکتی ہے کہ یہ لوگ
بلا شبہ باغی تھے مگر جناب امیر المومنینؑ کے مطیع ہوگئے اس صورت مین حالت بغاوت
مین جو فعل انہون نے کیا وہ بعد انقیاد واطاعت امام برحق قابل مواخذہ نہین ہا جیسا
کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماء کا باغیون کے متعلق مذہب ہے۔ اگرچہ یہ وجہ بمقابلہ وجہ
اول کے ضعیف ہے مگر بہرحال آپ کی تاخیر کی وجہ تھی۔ جناب معاویہؓ بھی دلیل کیساتھہ
قاتلین عثمانؓ کو طلب کرتے تھے مگر انہون نے خطاء اجتہادی کی اور معذور ماجور ہین
جناب علیؓ مجتہد مصیب ہین۔ یہی مذہب فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کا ہے جو افراط و
تفریط سے علیحدہ صراط مستقیم پر قایم ہے۔ اس قسم کی روایات جناب امیر المومنین علیؓ کی
نسبت مشہور ہونے کی ایک وجہ قوی یہہ بھی ہے کہ فرقہ سبائیہ عہد مرتضوی مین ترقی کی۔
تمیس ہین کہ عہد مرتضویؓ مین خوارج اور تابعان ابن سبا۔ جو حق جناب مرتضویؓ مین
نہایت درجہ غلو رکھتے تھے ظاہر ہوے۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ ارقام
فرماتے ہین کہ جناب علی مرتضیؓ و دیگر آئمہ اطہار خوارج کے حق مین اونکی شرارت ملاحظہ
فرما کر اونکی بدذاتی وخباثت باطنی پر اکثر اوقات کلمات لعن آمیز متضمن دیگر الفاظ عام جیسے
غصب ظلم بغض اہل بیت۔ تغیر سنت۔ احداث بدعت۔ اختراع احکام خلاف شرع وغیرہ وغیرہ
ارشاد فرمایا کرتے تھے سمجھدار واقف کار جانتے تھے کہ یہہ الفاظ خوارج ونواصب کی شان
ہین مگر تابعان ابن سبا جو اپنے کو مخلصان مرتضویؓ مین شمار کرتے تھے یہہ سب الفاظ

حضرات صحابہ کرام۔ ازواج مطہرات کی شان مین منسوب کرتے تھے اور اپنے عقائد فاسدہ کے مطابق پاکر خود بھی ان الفاظ سے اپنا منہ گندہ کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی انکو روکتا تو جواب دیتے واہ جی۔ تم کیا جانو۔ صحابہ ہی مرادہین مصلحت وقت سے جناب مرتضوی نے اونکا نام نہین رکھا۔ انکے اسلاف مین اس قسم کے امور شائع ہوے۔ پھر انکے خلف اپنے بزرگونکے قدم بقدم چلے اور آج تک اس قسم کی روایات غلط مشہور ہوتی چلی آئین (تحفہ اثنا عشریہ) کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علیؓ اپنے عہد مین اس فریق کی غلطی پر واقف ہوے اور انکو بارہا متنبہ فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس جو آپکو حضرات شیخینؓ پر فضیلت دیتے تھے اونکو بھی آپ سخت ممانعت کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح جناب امیرالمومنین علیؓ کے خطبون اور خطون مین جو اس قسم کے الفاظ کتب تواریخ مین منقول ہین بیشک اونکی نسبت یہی کہہ سکتے ہین کہ اہل تعصب کی آمیزش سے وہ خطبے اور خط خالی نہین ہین۔

اب ہم اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہین۔ جب حکمین فیصلہ کرکے اپنی اپنی جگہہ واپس گئے۔ اہل کوفہ کوفہ واپس آے اور اہل شام شام کو چلے گئے تو اس فیصلہ کے بابت اہل کوفہ نے گفتگو کی۔ خوارج تو پہلے ہی سے برخلاف تھے عام لوگون مین بھی جابجا پھر چاہوتا تھا۔ بعض اصحاب جناب امیرالمومنین علیؓ آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا۔ فیصلہ کی نسبت لوگونکے خیالات مختلف ہین اگر امیرالمومنین عام مسلما تو نکو کچھ فہمائش کردین تو کیا عجب ہے کہ شور وشغب موقوف ہو۔ چند مرتبہ اسی قسم کی راے آپکو دی گئی ایک روز امیرالمومنین منبر پر تشریف فرما تھے آپنے جناب امام حسنؓ کو ارشاد فرمایا۔ لے حسن۔ تم حاضرین کے سامنے ابوموسیٰؓ وعمرو بن العاصؓ کی نسبت کچھ ظاہر کردو۔

حضرت امام حسنؑ اپنے والد بزرگوار کا حکم پاکر کھڑے ہوے اور فرمایا۔ ایھا الناس۔ آپ لوگ ان دونون حکمون کے بارہ مین بہت کچھ بحث کررہے ہین۔ دراصل ہم نے ابوموسیٰ وعمرو بن العاصؓ کا حکم ہونا اس شرط پر منظور کیا تھا کہ کتاب اللہ وسنت نبوی کے مطابق فیصلہ کرینگے مگر افسوس۔ ان دونون نے اپنی رائے وعقل وخواہش نفس کو کتاب اللہ پر مقدم رکھا اور جو ایسا کرتا ہے درحقیقت وہ حکم نہین اور نہ اوسکا فیصلہ قابل عمل ہے بلکہ وہ خود محکوم علیہ ہے۔ ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس نے سراسر خطا کی۔ اونہون نے عبداللہ بن عمرؓ کے خلیفہ تجویز کرنے مین تین غلطیان کین۔ اولاً حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اہل خلافت نہ سمجھا اور نہ اونکو اہل شورے مین داخل کیا۔ ابوموسیٰؓ نے اونکے خلاف کیا۔ ثانیاً۔ ابوموسیٰؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے رائے نہین لی اور نہ اوسسے پوچھا کہ تم کو خلافت دی جاے۔ ثالثاً۔ یہہ راے صرف ابوموسیٰ کی ہے۔ مہاجرین وانصار مین سے جنکی رای سے خلافت وامارت منعقد ہوتی ہے ایک بھی اسپر راضی نہین۔ قدیم زمانہ سے خلافت کا دارومدار انہین کی ذات پر اور انکا حکم عامہ مسلمین پر جاری اور نافذ ہے۔ اب رہا حکومت کا مقدمہ یعنی حکم بنانا۔ اسکے جواز مین شک نہین۔ آنحضرتؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بنی قریظہ کے معاملہ مین حَکَم کیا اور اونہون نے موافق رضاء الٰہی کے فیصلہ کیا کیونکہ اگر اونکا حکم جائز نہوتا تو آنحضرتؐ اونکے فیصلہ پر راضی نہ ہوتے۔" امام حسنؑ یہہ فرماکر بیٹھ گئے۔ جناب عبداللہ بن عباسؓ حسب اجازت امیرالمومنین کھڑے ہوے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ ایھا الناس۔ حق کام کے اہل اور اوسکے مستحق اشخاص وہ ہین جنکو توفیق ہوتی ہے اور حق کو پہونچتے ہین اور لوگ مختلف طبیعت کے ہین بعضے حق بات سے خوش وراضی ہوتے ہین اور بعضے

ناخوش۔ دیکھو۔ عبداللہ بن قیس باوجود ہدایت کے گمراہ ہوگئے اور عمرو بن العاص نے باوجود گمراہ ہونے اور فساد نیت کی ہدایت پائی۔ جب دونون ملے ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس راہ سے پھر گئے اور عمرو بن العاص اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ اگر دونون فیصلہ حق کرتے تو یہہ انجام ہوتا کہ ابوموسیٰ حضرت علی کے پیچھے ہوتے اور عمرو بن العاص جناب معاویہ کے پیچھے۔ اب دیکھو کیا انجام ہوتا ہے"۔ انکے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر نے حسب حکم جناب امیرالمومنین یہہ بیان کیا۔ خلافت کے مقدمہ مین جناب امیرالمومنین علی کی نسبت انظر کرنا اور آپکی لیاقت واہلیت پر خیال رکھنا لازم اور آپکی تجویز و تشخیص سے حکم بنانا مناسب تھا مگر تمنے ابوموسیٰ کو نیک آدمی صوفیانہ وضع مین دیکھکر اپنی رای سے حکم کیا اور بجز اونکے دوسرے کو اسکا اہل نہ پایا۔ خدا کی قسم۔ ہمکو اونکی ذات سے کوئی نفع نہ ہوا اور نہ آیندہ اونکے فیصلہ سے بھلائی اور خیر کی امید ہے۔ نہ ہم اونکو حکم ہونے سے پہلے اس کام کا اہل سمجھتے تھے مگر تمہارے اصرار سے مجبور ہوے۔ ان حکمون نے اہل عراق کا کوئی نقصان نہین کیا۔ نہ کچھہ اہل شام کے حق مین اصلاح کی۔ نہ جناب امیرالمومنین کا حق تلف کیا نہ حضرت معاویہ کو دعوے باطل سے پھیرا۔ حق بات تو کسیکے مٹانے سے نہین مٹ سکتی۔ نہ کوئی منتر جنتر حق کو مغلوب کرکے کھو سکتا ہے اور نہ کسی شیطانی حیلہ حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے۔ ہم جیسے کل تھے ویسے ہی آج ہین۔ اس ناحق فیصلہ سے ہمارا حق اور استحقاق خلافت کچھہ زائل نہین ہوا"۔ (عقد الفرید)

مروج الذہب مین حضرت عمرو بن العاص کی واپسی شام مین اس طرح لکھی ہی کہ جب عمرو بن العاص شام مین داخل ہوے سیدھے اپنے گھر چلے گئے اور حضرت معاویہ سے نہین ملے۔ حضرت معاویہ نے انکو بلایا تو اوسکا یہہ جواب دیا۔ اگر مجھکو کچھہ کام ہوتا

تو مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا اب مجھکو آپ سے نہ کوئی غرض ہی نہ مطلب پھر مین کیون دوڑتا ہوا آپکے پاس پہونچون - حضرت معاویہؓ اس جواب پر کھٹکے اور سمجھ کہ عمرو بن العاصؓ ہم سے بھی فرنٹ ہین - اب کچھہ تدبیر وحیلہ سے کام نکالنا چاہیئے - آخر سوچ سمجھکر حکم دیا کہ نفیس اور لطیف - انواع واقسام کے کھانے تیار رہون - پھر اپنے مصاحبین اور خدمتگارون کو بلاکر کہا مین کل صبح عمرو بن العاصؓ کے گھر جاؤنگا - تم سب بھی میرے ساتھہ چلنا - جب کھانے کا وقت ہوا اور مین عمرو بن العاصؓ کے خدام کو بلاؤن تو پہلے اونکے خادمونسے ایک ایک شخص آویگا اور جب وہ کھانے سے فارغ ہوکر اوٹھتا جاے تم لوگونمین سے ایک ایک کھانا کھائین اور اوسی جگہہ بعد فراغت طعام بیٹھے رہین اور اونکے غلام وخدمتگار نکل جائین جب اونکی طرف کا ایک آدمی بھی نہ رہے فوراً دروازے مکانکے بند کرلینا اور بلاحکم میرے کسیکو نہ آنے دینا - دوسرے دن انکی صلاح کے موافق کارروائی ہوئی اور حضرت معاویہؓ تنہا عمرو بن العاصؓ کے مکان پر تشریف لیگئے - عمرو بن العاصؓ نے انکی تعظیم نہ کی نہ اپنے فرش سے اوٹھے بلکہ جس طرح بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے - نہ انکو بلایا اور نہ اپنے برابر بٹھایا - حضرت معاویہؓ فرش سے علحدہ زمین پر بیٹھ گئے اور ان سے باتین کرنے لگے دیر تک ادہر اودہر کی باتین ہوتی رہین - عمرو بن العاصؓ دل مین سمجھے ہوے تھے کہ خلافت تو میرے ہاتھہ مین ہے جسکو چاہون خلیفہ بناؤن اسلئے کہنے لگے دیکھئے - میرے پاس آپ وثیقہ وعہد نامہ ہی اسپر میری اور ابو موسیٰؓ کی مہر ہے - اہل شام مجھسے قول وقرار کرچکے ہین کہ مین جسکو چاہون خلیفہ کرون اس کاغذ مین ابو موسیٰؓ نے یہہ بھی لکھدیا ہی کہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید کیئے گئے اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کردیا - ابو موسیٰؓ نے چند لوگون کو خلافت کے واسطے نامزد کیا مگر مین نے کسیکو منظور نہین کیا - غرضکہ اب خلافت کی کنجی

میرے ہاتھہ مین ہیؓ حضرت معاویہؓ اونسے باتونمین مصروف ہوے اور ہرطرح اونکی دلجوئی مین ہنسی و مذاق کی باتین کرنے لگے مگر اپنی جانب اذکا رخ بالکل نہ پایا۔ آخرکار جوحیلہ سوچا تھا اوسی پر چلے۔ باتین کرتے کرتے دفعتہ کہنے لگے۔ بہائی کچھہ کہانے کو ہو تو لاؤ بہوک معلوم ہوتی ہے۔ عمروبن العاصؓ نے منہ خشک کر کے سوکہا سا جواب دیا۔ صاحب۔ کہانا یہان کہان۔ بخدا اسوقت تو کوئی چیز ایسی حاضر نہین کہ آپکے سامنے لاؤن حضرت معاویہؓ نے خادم کو پکار کر کہا۔ کہانا لاؤ۔ خادم تو پس پشت مکان کے منتظر حکم تہے فوراً حاضر ہوے اور دسترخوان دونون صاحبونکے سامنے بچہا کر اقسام طعام کے مکلف ظروف قرینہ سے چن دیئے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ اپنے گہروالون اور خدام کو بہی بلالو۔ عمروبن العاصؓ نے اپنے لوگونکو بلالیا اور حضرت معاویہؓ سے کہا کہ آپ بہی اپنے اصحاب و خدام کو کہانے کے واسطے بلائین۔ انہون نے جواب دیا۔ وہ بہی کہالینگے جلدی کیا ہے۔ پہلے یہہ لوگ تو کہالین۔ القصہ کہانا شروع کر دیا۔ عمروبن العاصؓ کی طرف سے جو آدمی کہانے سے فارغ ہوکر اوٹھہ جاتا اوسکی جگہہ حضرت معاویہؓ کے ہمراہیونسے ایک شخص بیٹہہ جاتا۔ رفتہ رفتہ عمروبن العاصؓ کے آدمی سب چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کے اصحاب و احباب باقی رہگئے۔ جس شخص کو دروازہ بند کرنیکا حکم تہا وہ موقع کا منتظر تہا جہٹ پٹ سب دروازے مکان کے بند کر دیئے۔ اب اسوقت اس مکان مین عمروبن العاص تنہا تہے۔ عمروبن العاصؓ یہہ چال سمجھہ گئے۔ بولے۔ یہ آپکی چالاکی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ "بس اب دو باتونمین تمکو اختیار ہے۔ میری بیعت کرلو یا اپنی جان سے دست بردار ہو۔ تیسری کوئی صورت نہین"۔ عمروبن العاصؓ نے کہا۔ "مین اپنے غلام وردان کو بلا سکتا ہون"۔ جواب پایا۔ "ہرگز نہین۔ تم اوسکی صورت نہین دیکھہ سکتے اور نہ اسوقت وہ تم کو دیکھہ سکتا ہے۔ وہ اگر تمکو دیکھیگا بہی تو مقتول بیجان۔ یا امیر مطیع

وقبول کنندۂ بیعت"۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا "اچھا مجھکو منظور ہی مین آپ کی بیعت کرتا ہون مگر بشرطیکہ حکومت مصر میرے نام کر دیجئے"۔ جواب ملا "ہان یہہ منظور ہے تا حین حیات اپنے تم وہانکے والی حاکم بنے رہوگے"۔ اس بات پر دونون طرف سے عہد و پیمان پختہ ہو گیا حضرت معاویہؓ نے عمائد و اکابر اہل شام کو طلب فرمایا۔ (مطیعان عمرو بن العاص مین سے کسیکو اجازت نہ تھی) اونکے روبرو عمرو بن العاصؓ نے اقرار کیا اور یہ کہا کہ مین نے حضرت معاویہ سے بڑھکر کسیکو خلافت کا مستحق نہ پایا۔ لہذا مین انکی بیعت کرتا ہون۔ انکے بعد معززین اہل شام جو بلائے گئے تھے اونھون نے بھی حضرت معاویہؓ کی بیعت کر لی۔ اس طرح حضرت معاویہؓ خلیفہ ہو کر اپنے گھر واپس آے۔

اودھر کوفہ مین جناب امیر المومنین علیؑ کو حکمین کا فیصلہ معلوم ہوا تو لوگونکے مجمع مین فرمایا۔ مین پہلے ہی سے اس حکومت و فیصلہ پر راضی نہ تھا بالخصوص ابو موسیؓ کو حکم بنانیکی تو بالکل خوشی نہ تھی مگر تم لوگون نے اصرار کیا اور میرا کہنا نہ مانا۔ اب دیکھہ لیا کہ کیا نتیجہ ہوا مین خوب جانتا ہون کہ کس نے تمکو میری مخالفت اور میرے حکم کے خلاف پر آمادہ کیا۔ اگر مین چاہون تو اب اوس شخص سے مواخذہ کر سکتا ہون لیکن اب خدا کے حوالہ کرتا ہون (اشارہ ہی اشعث بن قیس کی جانب) ان دو شخصون خطا کار نے جنکو تم سب نے حکومت کے واسطے انتخاب کیا بیشک حکم خدا کو چھوڑ کر بلا دلیل و حجت شرعی اپنے نفس کی پیروی کی اور فیصلہ کیا جس سے قرآن کے حکم کا بطلان لازم آیا۔ ان حکمونکے کلام مین بھی باہم تناقض و اختلاف واقع ہوا اور خدا نے انکو ہدایت نہ کی۔ وہ راہ راست سے دور جا پڑے اللہ تعالے اور اوس کا رسول اور نیک مرد مسلمان اس فیصلہ ناجائز سے بیزار ہین۔

قصہ خوارج وقت روانگی حکمین و آمادگی الیشان برائے قتال

جناب امیر المومنین علی رضؓ نے جسوقت حضرت ابو موسیٰؓ کو فیصلہ کے واسطے روانہ کرنیکا قصد کیا
توآپ کی خدمت مین دو شخص خارجیونکی طرف سے آئے۔ زرعہ بن برج طائی۔ حرقوص بن زہیر
سعدی اور کہا لاحکم الا للہ۔ آپنے بہی فرمایا لاحکم الا للہ۔ حرقوص بن زہیر نے کہا
اے علیؓ آپ گناہ سے توبہ کرین اور اپنے قول و قرار سے جو آپنے معاویہؓ سے کیا ہے
پہر جائین۔ یہہ فیصلہ جو ہوگا محض ناجائز خلاف شرع ہے۔ آپ ہمارے ساتہہ ہمارے
دشمنون پر خروج کیجئے جبتک ہمارے جسم مین جان ہے ہم اونسے لڑینگے۔ امیر المومنینؓ
نے فرمایا۔ میرا ہی قصد تہا کہ اون لوگونسے لڑے جاتا اور ہرگز صلح نہ کرتا مگر تمنے میری
مخالفت کی۔ اب تو موقع ہاتہہ سے نکل گیا۔ تم نے عہد و پیمان کرکے اپنے ہاتہہ کاٹ لئے
اللہ تعالی فرماتا ہے جب تم اللہ کے ساتہہ عہد کرلو تو اوسکو پورا کرو۔ جب سب باتین
طے ہوگئین تو اب اوسکے خلاف کیسے کرسکتے ہین۔ حرقوص بولا کہ یہی تو گناہ ہے جسکی بابت
ہم توبہ کرنیکو کہتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ یہہ گناہ نہین ہے البتہ رائے کی لغزش ہے جسمین
تمہاری بدولت مبتلا ہوے۔ زرعہ کہنے لگا۔ اے علیؓ اگر تم آدمیونکا حکم بنانا نہ چہوڑوگے
ہم تمسے لڑینگے اور ہمارا لڑنا حق پر ہوگا کیونکہ اسمین محض خدا کی رضامندی مطلوب ہوگی
آپ برہم ہوکر فرمانیلگے کمبخت یاوہ گو۔ خدا تجہکو تباہ و برباد کرے۔ اے مردک یقین کرنا
کہ تو میرے ہاتہہ سے قتل ہوگا اور تیری ہی خاک ناپاک کو باد فنا برباد کریگی۔ جا دور ہو۔
جو تیرے دل مین ہو کر گذر مین اپنے قول سے نہین پہر سکتا۔ زرعہ بولا۔ ہم یہی چاہتے
ہین کہ ہمارے تمہارے معرکہ آرائی ہو۔ یہہ کہکر حرقوص و زرعہ آپکے پاس سے اوٹہے

اور لاحکم الا للہ ۔ لاحکم الا للہ کی صدا لگاتے ہوے جہان اوترے ہوے تھے چلیگئے اس عرصہ مین حکمین جمع ہوے اور فیصلہ ہوگیا اور سب لوگ اپنی اپنی جگہہ واپس آئی خوارج خوش ہوے کہ اب تو جناب علیؑ کا خون ہمپر مباح ہوگیا ہے (روضتہ الصفا)

اس واقعہ کے بعد ایک روز جناب امیر المومنین مسجد مین وعظ فرما رہے تھے۔ خوارج بہی اوس جلسہ مین تھے کہ مسجد کے گوشون سے لاحکم الا للہ کا نعرہ بلند ہوا۔ آپنے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ بات تو سچی اور پکی کہتے ہین مگر اُسکے ذریعہ سے باطل کا اظہار کرنا چاہتے ہین۔ اگر خوارج اب بہی اس قسم کی مہمل گفتگو سے سکوت کرتے ہین تو ہم بہی اونسے متعرض نہین ہوتے اور اگر گفتگو کرنا چاہتے ہین تو ہم اونسے مباحثہ کو تیار ہین اگر ہم پر خروج کرینگے اور ہم سے لڑینگے ہم بہی اسمین بند نہین۔ آپکی اس تقریر پر یزید بن عاصم محاربی اوچہل پڑا اور کہڑے ہوکر یہہ خطبہ شروع کر دیا۔ (بعد حمد و ثنا کے) خداوندا ہم تجہسے پناہ مانگتے ہین کہ اپنے دین مین ذلت و خواری ہمکو گوارا نہ ہو کیونکہ دین کے معاملات مین ذلت پر راضی ہونا خدا کے کام مین سستی کرنا ہے۔ اوسکا اثر ایسا کرنے والے کا ذلیل ہونا اور باعث نزول غضب آلہی ہے۔ اے علیؑ تم ہمکو قتل سے کیا ڈراتے ہو ہم ایسے بودے نہین کہ تمہاری دہمکی مین آجاوین بلکہ ہم خدا سے امید رکھتے ہین کہ عنقریب تمکو ذلت و رسوائی کے درتک پہونچاوینگے۔ تمہاری خطاؤنسے ہم ہرگز درگذر کرنیوالے نہین۔ اوسوقت تمکو معلوم ہوگا کہ کون ذلیل و خوار ہوا۔ کون سربازار رسوا و بدنام ہوا۔ یہہ کہکر وہ نامعقول مسجد سے نکل گیا۔ اوسکے ساتہہ اوسکے تین بہائی بہی چلے گئے جو خوارج کے ہمراہ جنگ نہروان مین مارےگئے۔ لیک انمین سے واقعہ نہروان کے بعد نخیلہ مین قتل ہوا۔

بہائیوں سے خط وکتابت کرکے اونکو بلا لینا۔ سبنے اس راے پر صاد کیا اور یہی صلاح پختہ ہو گئی۔ عبد اللہ بن وہب نے خوارج بصرہ کے نام خط لکھا جسکا یہ مضمون تہا کہ ہم سبنے یہانسے نکلنے پر اتفاق کرلیا تم سب ہم سے فلان مقام پر مل جانا۔ یہہ خط ایک قاصد کے ہاتہہ روانہ کیا گیا۔ اہل بصرہ نے خط پاکر جواب دیا کہ بہت مناسب ہے ہم تمکو جاے متعینہ پر مل رہینگے جب یہ سب مراتب طے ہو گئے تو خوارج نے روانگی کا عزم مصمم کیا اور دن بہی مقرر ہو گیا شب جمعہ اور جمعہ کے پورے دن عبادت الٰہی مین مصروف رہے شنبہ کے دن متفرق ایک ایک۔ دو دو۔ پانچ پانچ۔ دس دس۔ کرکے کوفہ سے نکلے۔ شریح بن اوفی عبسی بہی انہین لوگو مین نکلا۔ انہین خوارج کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتم بہی نکل کہڑا ہوا۔ اوسکے باپ عدیؓ اوسکے پیچہے پیچہے مدائن تک گئے بہت کچہہ سمجہایا مگر وہ بدبخت تاشدنی نہ مانا۔ یہ مایوس ہو کر مدائن سے پہرے۔ بوقت واپسی ادہر سے عبد اللہ بن وہب اسبی جاتا ہوا ساباط مین ملا۔ عبد اللہ کی ہمراہی بیس سوار تہے۔ عدیؓ غریب تنہا تہے۔ عبد اللہ نے انکے قتل کا ارادہ کیا مگر اسکے ہمراہ عمرو بن مالک تیہانی و بشر بن زید بولانی تہے اونہون نے عبد اللہ کو اس فعل سے باز رکہا اور عدیؓ کی جان بچ رہی۔ عدیؓ نے سعد بن مسعود عامل مدائن کو جو امیر المومنین کی طرف سے تہے خوارج کے فعل و ارادہ سے مطلع کیا۔ سعدؓ نے شہر مدائن کے دروازون اور راستون پر ناکہ بندی کردی اور مدائن پر اپنے بہتیجہ مختار بن عبید کو نائب کرکے خوارج کی طلب مین ایک جماعت کے ساتہہ نکلے۔ عبد اللہ بن وہب رئیس خوارج نے یہ خبر پاکر اپنے مریدین و متبعین کو مدائن کی راہ سے موڑ کر بغداد کا رخ کیا۔ سعدؓ بن مسعود تو انکی تلاش ہی مین نکلے تہے انکا بغداد کی طرف جانا معلوم کرکے نہایت تیزی سے ادہر چلے شام کے وقت مقام کرخ مین دونون فریق ملاقی ہوے۔ سعدؓ بن مسعود کے ساتہہ

پانچسو سوار تھے اور خوارج تو نکل گئے تھے صرف عبداللہ بن وہب جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہو کر پیچھے رہگیا تھا تیس سوار ونکے ہمراہ تھا۔ دونو ںمین ایک گھڑی لڑائی ہوتی رہی پھر سعدؓ کے ہمراہی لڑائی سے رُک رہے اور انسے کہا "تاوقتیکہ جناب امیرالمومنینؑ کی طرف سے کوئی حکم دربارہ قتال خوارج صادر نہوا انسے لڑنا مناسب نہین اگر لڑائی کا حکم دین تو ہم انکا پیچھا نہ چھوڑین اور اگر کسی اور کو اس کام پر مامور فرماوین تو پھر ہمکو خواہ مخواہ لڑنے سے کیا فائدہ" سعدؓ بن مسعود نے انکے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور برابر لڑتے رہے یہانتک کہ رات ہو گئی اور تاریکی شب نے لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ عبداللہ موقع پا کر رات ہی کو دریاے دجلہ عبور کرکے بمقام جوخی داخل ہو کر نہروان کو روانہ ہوا اور اپنے اصحاب سے مل گیا وہ اسکی پیچھے رہ جانے سے اسکی جانب سے ناامید ہو گئے تھے اور یہ خیال کر لیا تھا کہ ابن وہب مارا گیا اور یہ راے قائم ہو گئی تھی کہ اگر وہ مارا گیا تو زید بن حصین یا حرقوص بن زہیر کو سردار بنالین گے۔

کوفہ سے بعد خروج اس گروہ کے اور خوارج نے بھی انسے ملنے کا قصد کیا اور اسی ارادہ پر کوفہ سے نکلنا چاہا مگر اونکے گھر والون نے جبراً روک لیا۔ ان پچھلے قصد کرنیوالو ںمین قعقاع بن قیس طرماح بن حکیم کے چچا اور عبداللہ بن حکیم بن عبدالرحمن بکائی ہین۔

امیرالمومنینؑ کو خبر پہونچی کہ سالم بن ربیعہ عبسی بھی خوارج کے گروہ مین ملنا چاہتے ہین اور عنقریب کوفہ سے نکل جانے کا ارادہ کر رہے ہین تو آپنے انکو اپنے پاس بلا کر منع فرمایا وہ آپ کی ممانعت سے رُک گئے۔

جسوقت کوفہ سے خوارج نکل گئے اصحاب و اہل لشکر و شیعان جناب علیؑ حاضر خدمت اقدس ہوے اور آپسے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت کرکے عرض کیا۔ ہم آپ کے

دوستونکے دوست آپکے دشمنونکے دشمن خونخوار ہین۔ آپنے یہ سنکر اونسے اتباع سنت نبوی کی شرط لی بعد اسکے ربیعہ بن ابی شداد خثعمی حاضر خدمت ہوا۔ یہ آپکے ساتھہ جنگ جمل و صفین مین رہا اور قبیلہ خثعم کا سردار علم بردار تھا۔ آپنے فرمایا۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر میری بیعت کرو۔ ربیعہ نے جواب دیا۔ بلکہ سنت و طریقہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر بیعت کرتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ معاذاللہ۔ کیا حضرات ابوبکر و عمرؓ کا عمل کتاب و سنت کے برخلاف تہا۔ کیا اونکا طریق دوسرا تہا اگر ایسا ہے تو وہ حق پر نہ تھے۔ آخر ربیعہ نے آپکی بیعت کرلی۔ آپ اوسکے چہرہ کی طرف بغور دیکھنے لگے اور فرمایا مین گویا اسوقت اپنی آنکھونسے دیکھہ رہا ہون کہ اے ربیعہ تم خوارج سے ملکر مارے گئے اور گھوڑونکی ٹاپون سے تمہارے اعضا بالکل ریزہ ریزہ ہوگئے۔ ایسا ہی پیش آیا۔ ربیعہ آپسے الگ ہوکر نہروان مین خوارج کے ساتھہ مارا گیا۔ اب خوارج بصرہ کا حال ملاحظہ ہو۔ یہہ لوگ پانچسو کی جماعت سے بسر گروہی مسعر بن فدکی تمیمی بصرہ سے نکلے۔ ان سے اور خوارج کوفہ سے تو پہلے ہی خط و کتابت سے مقام ملاقات کا وعدہ ہوگیا تہا یہ اپنے اوسی وعدہ پر چلے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اپنی جگہہ امارت بصرہ پر واپس آگئے تھے انکے حال شامت مآل سے واقف ہوے اور ابوالاسود دؤلی کو انکے تعاقب مین روانہ فرمایا۔ انہون نے خوارج بصرہ کو دریاے دجلہ کے جسر اکبر پر پایا اور دونون مین مقابلہ کی ٹہیری عصر کے بعد سے تاقریب وقت عشا لڑائی ہوتی رہی۔ رات کی تاریکی نے حملہ آورونکی نظرونسے ایک دوسرے کو چھپا دیا اور لڑائی بند ہوگئی۔ مسعر تاریکی شب مین فرصت غنیمت سمجھکر اپنے یارونکے ساتھہ دریاے دجلہ سے عبور کرکے اوس پار ہوگیا اور با طمینان خاطر نہروان مین عبداللہ بن وہب امام خوارج کی جماعت سے جا ملا۔

چونکہ یہہ فیصلہ حکمین کا عامہ اہل اسلام کو باستثناے اہل شام ناگوار تہا اور اسی بنا پر فرقہ خوارج جناب علی مرتضیٰ سے علحدہ ہوکر خروج پر آمادہ ہوا اور آپکے اصحاب کو خاطی اور باطل پر قائم رہنے والا تصور کرکے اپنے نزدیک آپ پر جہاد کرنا کار نیک و باعث ثواب سمجہتا تہا اور درحقیقت حکمین کا فیصلہ بالکل ناجائز کتاب و سنت کے خلاف اور اونکے شرائط کے بالعکس تہا لہذا جناب امیر المومنین علی نے پہر اہل شام کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کرنے کو کوفہ مین ایک روز اس طرح خطبہ دیا۔ "اے لوگو۔ خوب یاد رکھو کہ گناہ و نافرمانی خدا مورث حسرت و موجب ندامت ہے، مین نے تقرر حکمین کے وقت اپنی راے اسکے خلاف ظاہر کی تہی۔ مین نے اوسوقت اہل شام کی جنگ ترک کرکے اونسے مصالحت کرنا ہرگز پسند نہ کیا تہا لیکن تم لوگون نے میرا کہنا نہ مانا اور اپنے قول پہ اڑی رہے۔ خبردار ہو جاو کہ دونون حکمون نے حکم قرآن کو پس پشت ڈالا اور جس امر کو قرآن نے مردہ کردیا تہا انہون نے زندہ کیا دونون نے اپنی اپنی راے و خواہش نفسانی کی پیروی کی اور فیصلہ کرنے مین ہدایت نہ پائی۔ فیصلہ وہ کیا کہ بغیر حجت و دلیل نہ قرآن شریف کے موافق اور نہ سنت نبوی کے مطابق۔ پہر اون دونون نے بہی باہم اختلاف کیا اور اس اختلاف راے نے اونکو راہ راست سے دور پہینکا جبکہ اونکا فیصلہ سراسر خلاف قرآن و سنت کے ہے تو ایسے فیصلہ سے خدا اور اوسکے رسول دونون بیزار ہین اور خدا کے نیک بندے بہی اس سے ناراض ہین۔ لہذا تم سب اہل شام کی لڑائی کے واسطے تیار ہو جاو اور سفر جہاد ملک شام کا پہر سامان درست کرو۔ یوم دوشنبہ کی صبح کو لشکر بہمہ جہت مستعد ہوکر شام کی جانب روانہ ہو جاے"۔ اس خطبہ کے بعد آپنے ایک فرمان بنام خوارج بمقام نہروان قریب قریب اسی مضمون کے لکھکر روانہ فرمایا وہ فرمان یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از طرف بندۂ خدا - امیر المومنین علیؓ - زید بن حصین - عبداللہ بن وہب اور اونکے سب ہمراہیونکو واضح ہو کہ ان دونون حکمون نے جنکے فیصلہ پر ہم سب راضی تھے خلاف حکم خدا و رسول اپنے نفس کے موافق فیصلہ کیا لہذا ہم اونکی لڑائی کو جانیوالے ہین اور اپنے دشمنون سے مقابلہ کرینگے - ہم اوسی رائے سابق پر ہین - تم لوگونکے پاس جسوقت یہہ ہمارا خط پہونچے فوراً ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے ساتھہ ہو کر اپنے دشمن کی طرف چلو'' خوارج نے آپکے ساتھہ جانے سے انکار کیا اور یہہ جواب لکھا ''امابعد تم نے بوقت تقرر حکمین خداوند تعالی کا پاس نہ کیا اور نہ اوسکے حکم کے اتباع مین اپنی دشمن پر غضبناک ہوئے اب اپنے نفس کی اتباع مین لڑنے کو کہتے ہو - اگر تم اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کرتے ہو تو ہم اپنے اور تمہارے معاملہ مین غور و تعمق کر کے مناسب سمجھینگے تو شریک ہونگے ورنہ ہم تمہاری بیعت سے تو الگ ہو ہی چکے اب ہم تم سے برابری کے ساتھہ لڑنیکو موجود ہین اور اللہ تعالی خیانت کرنے والونکو دوست نہین رکھتا'' امیر المومنین کو یہ خط پڑھتے ہی خوارج کی شرکت اور اونکے اتفاق کرنے سے ناامیدی ہوگئی - لیکن خوارج کو زیادہ مضر و خطرناک نہ خیال فرماکر یہہ قصد مصمم کر لیا کہ انکو چھوڑ کر سردست شام پر حملہ کرین چنانچہ آپنے اسی جانب توجہ مبذول فرمائی اور اپنے لشکر کو اہل شام کی لڑائی پر ترغیب دینے لگے اور اہل کوفہ کو جمع کر کے فرمایا ''امابعد - اے حامیان دین اسلام - جسنے اللہ کے واسطے جہاد نہ کیا اور سستی و کاہلی سے چھوڑ بیٹھا خوب سمجھہ لو کہ وہ شخص چاہ ہلاکت مین گرا چاہتا ہے اور مستحق نزول غضب الہی ہوگیا - ہان اوسکی رحمت و شفقت جو ہر وقت اوسکے بندونکے شامل حال ہے اگر ہلاکت سے بچالے تو دوسری بات ہے - بھائیو - اللہ سے ڈرو اور جو لوگ خدا و رسول سے دشمنی کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو بالکل

بچہا دین اونسے قتال وجدال کرو۔ جولوگ خطا کار۔ ظالم۔ گمراہ ہین وہ لوگ نہ قرآن شریف سمجھکر پڑہتے اور نہ اُسپر عامل ہین اور نہ دین کی باتین سمجھتے اور یا اونپر عمل کرتے ہین اور نہ علم دین مین ملکہ کامل اور قوت اجتہاد رکہتے ہین نہ اس امر خلافت وامارت کے اہل ہین نہ شرافت سابقیت اسلام کی اونکو حاصل ہے۔ ایسے لوگونسے ضرور جہاد کرو قسم خدا کی۔ اگر یہ لوگ تمپر حاکم ہوجاوینگے تو تمہارے اندر قوانین کسریٰ وہرقل کے جاری کرینگے اور احکام قرآنی وحدیث بالکل اوٹہادینگے۔ یارو۔ اب اہل شام کی جنگ پر آمادہ ہوجاؤ۔ ہمنے اہل بصرہ کوبہی بلایا ہے وہ آجاوین توسب ایک ساتہہ روانہ ہون"۔

پہر ایک فرمان حضرت ابن عباسؓ کے نام بصرہ روانہ فرمایا۔ اوسکا یہہ مضمون تہا۔ ہم لشکرگاہ نخیلہ مین اپنے لشکر کو جمع کرکے ٹہیرتے ہین۔ ہم سبنے اہل شام پر خروج کا قصد کرلیا ہے۔ تم اہل بصرہ کو ہمارے ساتہہ چلنے پر آمادہ کرو اور ہمہ جہت تیار ہوجاؤ جسوقت ہمارا قاصد تمہارے پاس پہونچے فوراً اونکو ہماری طرف روانہ کردینا۔ والسلام۔ ابن عباسؓ نے یہ فرمان مجمع عام مین پڑہا اور اونکو جنگ پر آمادہ کیا انکی ترغیب پر ایکہزار پانچسو جوان لڑنے مرنے والے بسرداری احنف بن قیس لڑائی پر تیار ہوگئے۔ دوبارہ ابن عباسؓ نے لوگونکو مجتمع کرکے جناب علیؑ کا فرمان پڑہا اور فرمایا کہ حسب حکم امیرالمومنینؓ مین نے تم لوگونکو جنگ کے واسطے آمادہ کیا مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم ساتہہ ہزار آدمی مرد میدان وجنگجو معرکہ رزم ہو اور اگر غلامون اور لڑکونکو ملالو تو تعداد بیشمار ہوجاوے لیکن کل ڈیڑہ ہزار آدمی لڑنے پر آمادہ ہوے۔ اس قلیل تعداد کو مین کیا بہیجون تمکو نہین مگر مجکو تو شرم آتی ہے۔ خبردار ہو۔ اپنے نفس پر کوئی شخص حجت نہ قائم کرلے۔ مین یقین کرتا ہون کہ جو نفس جناب امیرالمومنینؓ کا ساتہہ نہ دیگا وہ ضرور گنہگار ہوگا

مین خوب سمجھاے دیتا ہون۔ دیکھو پچھتاؤگے اور ندامت اوٹھاؤگے۔ خبردار اپنے امام برحق کا ساتھہ نہ چھوڑو۔ لازم ہے کہ جاریہ بن قدامہ سعدی کو اپنا سردار کرکے امیرالمومنین کی طرف روانہ ہوجاؤ۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جاریہؓ بن قدامہ سعدی اوٹھہ کھڑے ہوے اور ایکہزار سات سو آدمیون نے سینہ سپر ہوکر کہا کہ ہم جنگ پر جانیکو تیار ہین۔ القصہ یہ لوگ جاریہؓ کے ساتھہ ہوے۔ ابن عباسؓ نے جملہ تین ہزار ایکسو (بروایت ابن خلدون) یا تین ہزار دوسو (بروایت ابن اثیر) کی جماعت کو بسرداری حضرت جاریہ بن قدامہ و احنف ابن قیسؓ جناب امیرالمومنین علی کی خدمت مین روانہ فرمایا۔

جناب امیرالمومنین نے رؤسا و اکابر و اشراف کوفہ کو جمع فرماکر یہہ تقریر نہایت نرم الفاظ مین کی۔

اے سرداران و اے ساکنان کوفہ۔ تم لوگ میرے بھائی۔ مددگار۔ اعوان و انصار۔ یاران جانباز ہو۔ ہر معرکہ مین حق پر میرے ساتھہ رہے۔ جہاد مین میری مدد کی۔ جو لوگ تمہارے دشمن اور مخالف ہو رہے ہین مجھکو امید ہے کہ تمہاری مدد سے مین اون گمراہونکو ٹھیک کرلونگا اور جو مجھسے پھرینگے اون کو مارونگا اور جو میری طرف متوجہ ہونگے وہ میرے مطیع سچے دل سے ہوجاوینگے مین نے اہل بصرہ کو بھی بلایا ہے چنانچہ وہان سے تین ہزار دوسو جوان جنگ آزما آے ہین۔ اب آپ اپنے اپنے گروہ و قبیلہ کی ایک فہرست تیار کرین اوسمین لڑنے والونکی تعداد علیحدہ۔ نوعمر و نوجوان جدا۔ غلام و خدمتگارونکی تفصیل الگ ہو۔ یہہ فہرست مرتب کرکے میرے سامنے پیش کرو تاکہ کل تعداد مردان جنگ دیدہ و کار آزمودہ کی معلوم ہوجاے اور یہہ بھی

دریافت ہوجاسے کہ ہمارے لشکر مین سب چھوٹے اور بڑے کسقدر سپاہی ہین۔
یہہ تقریر سنکر سعد بن قیس ہمدانی اوٹھے اور عرض کیا۔ امیرالمومنین۔ ہمکو بسر وچشم منظور ہے
اسی طرح دیگر سرداران قبائل معقل بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ زیاد بن خصفہ۔ حجر بن عدیؓ۔ وغیرہم
اشراف ورؤسار قوم نے ظاہر کیا۔ پہران سردارون نے اپنے لڑکون اور غلامونکو تاکید کی کہ
سب کے سب جو لڑائی کے قابل ہون لڑائی کو چلین اور ایک فہرست مرتب کی جسمین ۴۰ چالیس ہزار
مردان جنگ دیدہ وکار آزمودہ درج تھے ۱۷ سترہ ہزاران سپاہیونکے نوعمر لڑکے مگر قابل جنگ
۸ آٹھہ ہزار خادم۔ غلام وموالی۔ جملہ تعداد ۶۵ پینسٹھہ ہزار اہل کوفہ کی تہی۔ اہل بصرہ ۳۲۰۰ تین ہزار دوسو
اس تعداد کے علاوہ تھے۔ یہہ فہرست جناب امیرالمومنین کی نظر سے گذری۔ آپنے سعد بن مسعود
گورنر مدائن کے نام بہی فرمان لکہا کہ جسقدر سپاہی وہان ہون روانہ کرین۔
جناب امیرالمومنین جنگ اہل شام کے واسطے آمادہ تہے مگر یہہ معلوم ہوکر کہ اہل لشکر کا میلان
اول جنگ خوارج کی طرف ہے۔ آپنے فرمایا مجھکو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجھتے ہو
مگر میرے نزدیک سردست اہل شام پر فوج کشی کرنا امر ضروری ہے ان خوارج کا مقابلہ اور انکی
سرکوبی چندان امر اہم نہین ہے کیونکہ اہل شام کو اگر اونکے حال پر چھوڑ دوگے تو اونکے غلبہ در
قوت کو ترقی ہوجاویگی۔ اونکی غرض یہہ ہی کہ وہ جبر وتعدی سے بادشاہت وحکومت ملکو نکی
حاصل کرین اور بندگان خدا کو اپنا زرخرید غلام بنالین لہذا انکو مہلت دینا خوب نہین۔ ابہی
شکستہ حال ہین سنبہلنے نہ پاوین کہ تم اونکی سر پر پہونچ جاؤ۔ سبنے بالاتفاق کہا۔ جہان اور جسطرف
مناسب سمجہئے رخ کیجیے۔ صیفی بن فشیل شیبانی اس مجمع مین تہے بولے۔ ہم آپ کے مددگار۔ ناصر۔ آپکی
دشمنونکے دشمن تو خونریز ہین جو آپکے مطیع وفرمانبردار ہین ہم بہی اونکے دوست غمگسار ہین۔ وہ لوگ
کوئی ہون اور کہین ہون ہم اونکے خیرخواہ ہین۔ اگر خدا نے چاہا تو آپکو ہر طرح فتح وظفر ہوگی

اور اگر کوئی نقصان شدنی پیش آوے تو ہم لوگونکی سُستی اور ضعف نیت کا اثر نہو گا ہم سچے دل سے آپ کے مطیع وجان نثار ہین۔

قتال خوارج۔ معرکہ نھروان

خوارج بصرہ حسب طلب عبداللہ بن وہب روانہ ہو کر جب متصل نھروان کے پہونچے تو انکو چند لوگ ملے جنمین ایک شخص نظر آیا۔ ایک خچر پر اوسکی عورت سوار اور وہ خچر کے پیچھے پیچھے اوسکو ہانکتا جاتا تھا۔ خوارج نے اوس سے ڈانٹ کر پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو۔ جواب ملا۔ عبداللہ بن خباب آنحضرت صلعم کے صحابی کا بیٹا ہون۔ پوچھا۔ کیا تم ہمارے ڈانٹنے سے گھبرا گئے تھے۔ جواب دیا۔ بیشک۔ کہا۔ اب تم نہ گھبراؤ اگر کوئی حدیث اپنے والد سے سُنی ہو تو بیان کرو جس سے ہمکو نفع ہو۔ عبداللہ رضہ نے کہا میرے والد کہتے تھے کہ حضور نے فرمایا ہے۔ قریب ہے کہ ایسا فتنہ وفساد ہو گا جس مین انسان کا دل مردہ ہو جاویگا جس طرح اوسکا بدن مردہ ہو جاتا ہی اوس وقت لوگون کا یہ حال ہو گا کہ شام کے وقت انسان مسلمان ہو گا اور صبح کافر اوٹھیگا۔ صبح کیوقت باایمان ہو گا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جاویگا۔ خوارج نے کہا۔ یہی حدیث ہم تمسے سننا چاہتے تھے۔ بھلا یہہ تو بتلاؤ کہ ابو بکر و عمر رضہ کے حق مین تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ کہا۔ وہ دونون بہت اچھے تھے۔ سبحان اللہ اونکا کیا پوچھنا۔ پھر اول و آخر زمانہ خلافت جناب عثمان رضہ کی نسبت سوال کیا۔ جواب دیا۔ از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے۔ پھر پوچھا "حضرت علی رضہ قبل تقرر حکم کیسے تھے اور بعد مین اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے"۔ جواب دیا "تم لوگون سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھنے والے اور خوب جاننے والے۔ دین کی حفاظت کرنے والے۔ دین کے کاموں مین تیز نظر"۔ خوارج یہ تعریف سنکر بگڑ گئے اور کہا "تم اپنے نفس کے تابع ہو۔ جو تمہارا جی چاہتا ہے کرتے ہو۔ تم لوگونکو اونکے نام کی وجہ سے اچھا کہتے ہو اونکے افعال پر نظر

نہین کرتے۔ واللہ ہم تمکو اس بری طرح مارینگے کہ کبہی کسیکو ایسی ذلت وخواری کے ساتہہ نہ مارا ہوگا۔" یہہ کہکر اونکی مشکین کسلین اور اونکو مع اونکی بیوی کے جو حاملہ پورے دن کی تہین۔ ایک کہجور کے درخت کے نیچے لاے۔ وہ درخت پختہ کہجورسے لدا ہوا تہا اتفاق سے ایک دانہ اوپر سے گرا جسکو ایک خارجی نے اوٹہاکر منہ مین رکہہ لیا۔ اسپر دوسرا خارجی بولا۔ نادان! یہہ کہجور ناجائز طریق سے کہاتا ہے اوسنے کہجور منہ سے نکالکر پہینکدی۔ اتفاقاً ایک سوئر ادہر آنکلا جو کسی ذمی کا تہا ایک خارجی نے لپک کر ایک وار مین اوسکو مار ڈالا دوسرے خارجی بول اوٹہے۔ "تو نے برا کیا۔ زمین مین فساد کرنا جسکی ممانعت ہے۔ وہی ہے" کشتہ خنزیر اپنے فعل پر نادم ہوا اور مالک خوک کو تلاش کرکے اوسکو کچہہ دے کر راضی کرلیا۔ عبداللہ اونکی یہ حرکتین دیکہہ رہے تہے۔ بالحاح وزاری کہنے لگے "مین دیکہتا ہون کہ تم اپنے معاملات مین سچے ہو۔ امید کرتا ہون کہ مجہکو تمہاری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا مین مرد مسلمان ہون۔ اسلام مین کوئی بدعت جو خون کو مباح کردے مجہسے ظہور پذیر نہین ہوئی جسکی وجہ سے مین مستحق قتل ہون۔ پہر تمنے مجہکو امن دیدیا ہے اور اپنی زبان سے کہہ دیا ہے کہ تم نہ گہبرانا۔" اس عاجزی وخوشامد کے جواب مین اون بے دین قصائیون نے عبداللہؓ کو زمین پر پچہاڑ کر بکری کی طرح ذبح کرڈالا۔ خون زمین پر بہہ نکلا اور پانی تک بہہ کر پہونچا۔ یہہ واقعہ نہر کے کنارہ کا ہے۔ پہر بیوی کی طرف متوجہ ہوے۔ وہ بیچاری بہت روئی پیٹی مگر وہ قسی القلب کب ماننے والے تہے پیٹ پہاڑ کر ہلاک کرڈالا۔ انکے ساتہہ تین عورتین اور قبیلہ بنی طے کی تہین اونکو بہی قتل کیا۔ ام سنان صیداویہ کو بہی مار ڈالا۔

جناب امیرالمومنینؓ شام کی جانب روانہ ہونے کو تہے کہ خوارج کی یہ حرکت گوش گذار ہوئی اوسیوقت حرث بن مرہ عبدی کو بغرض تحقیق حال روانہ فرمایا۔ حرث خوارج سے ملے

اونہون نے انکو بہی قتل کیا۔ جب یہ خبر بہی پہونچی تو لشکریون نے متفق ہوکر عرض کیا۔ امیر المومنین ہم کیسے ان خوارج کو چہوڑ کر اہل شام کا رُخ کرین اور کس طرح اپنے پیچہے اپنے اہل وعیال ومال واسباب پر خوارج کی طرف سے مطمئن رہ سکتے ہین۔ اگر ہمارے بعد یہ لوگ ہمارے گہرون کو لوٹ لین یا ہمارے بال بچون عورتونکو قتل کر ڈالین تو ہم انکا کیا کر سکتے ہین۔ ہم چاہتے ہین کہ پہلے ان سے فارغ ہو جائین پہر باطمینان دل وفراغ خاطر اہل شام کی لڑائی پر نکلین"۔ اشعث بن قیس نے بہی تائید کی۔ اس سے قبل اشعث کی نسبت لوگونکا خیال تہا کہ یہہ خوارج سے میل رکہتے ہین مگر جب اسوقت انہون نے بہی جنگ خوارج کی رائے دی تو لوگونکا خیال انکی طرف سے بدل گیا۔ جناب علیؓ نے بہی اس راے کو بنظر استحسان دیکہا اور اہل شام کی جنگ کو ملتوی کرکے خوارج کی طرف بڑہے۔ بروایت علامہ مسعودیؒ آپکے ہمراہ اہل کوفہ سے پینتیس ۳۵ ہزار اور اہل بصرہ سے دس ۱۰ ہزار جملہ پینتالیس ۴۵ ہزار کی جماعت تہی۔ یہہ لشکر ظفر پیکر دریاے دجلہ کے پل سے عبور کرکے خوارج کی جانب قدم زن ہوا۔ اس سے قبل ایک نجومی آپ کو ملا اور اوسنے کہا تہا کہ دن کی فلان وقت اگر آپ اپنے دشمن کی طرف جاوٗ گے تو فتح پاوٗگے اور اسکے خلاف اوقات مین تمکو اور تمہارے لشکر کو نقصان پہونچیگا مگر آپ یہان سے اوسی وقت چلے جسوقت نجومی نے منع کیا تہا اور بعد فراغت واقعہ نہروان کے فرمایا کہ اگر ہم نجومی کی معین کیئے ہوے وقت پر نکلتا تو جاہل لوگ یہی کہتے کہ نجومی نے نیک ساعت بتلادی تہی اسواسطے فتح پائی۔ نجومی کا نام مسافر بن عفیف ازدی ہے۔

امیر المومنین بعد قطع مسافت متصل نہروان کے پہونچکر خوارج کے پڑاوٗ سے ایک فرسنگ فاصلہ پر اوترے اور خوارج کے پاس کہلا بہیجا کہ ہمارے بہائیونکے قاتلونکو ہمارے حوالہ کر دو۔ ہم تم سے فی الحال تعرض نہ کرینگے۔ ابہی ہم اہل شام سے لڑنے والے ہین اور تمکو

اس مدت تک مہلت دی جاتی ہے تاکہ اپنا نیک و بد خوب سمجھ لو۔ شاید اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے۔ خوارج نے جواب دیا۔ ہم سب نے ملکر تمہارے بھائیونکو مارا ہے اور ہم سب تمہارے اور اونکے خون کو مباح اور حلال سمجھتے ہین۔

قیس بن سعد بن عبادہ انصاریؓ خوارج کے سمجھانے کو گئے اور اس طرح گفتگو کی۔ "اے اللہ کے بندو! ہمارے مجرمونکو اپنی جماعت سے الگ کر کے ہمارے پاس بھیجدو اور تم سب امیر المومنین کی اطاعت مین از سر نو داخل ہو کر ہمارے ساتھ شامیونپر چڑھائی کرو۔ تم لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہو کیونکہ مسلمانونکو مشرک اور کافر سمجھتے اور اونکو ناحق قتل کرتے ہو" عبد اللہ بن شجرہ سُلمی نے اسطرح جواب دیا "ہمکو امر حق مثل آفتاب عالمتاب روشن ہو گیا۔ اب ہم تمہاری متابعت نہین کرتے۔ کیا تم مین حضرت عمر فاروق کا مثل عدل و انصاف و سیاست و امارت مین ہے" قیسؓ نے جواب دیا۔ "ہمارے امیر المومنین ویسے ہی ہین انکے سوا اسوقت کوئی ہمکو نظر نہین آتا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تمہاری جماعت مین حضرت فاروق کا نظیر اور مثل کوئی شخص ہے" خوارج نے کہا۔ نہین قیسؓ نے کہا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ اپنی جانونپر رحم کرو اور اپنے ہاتھون اونکو ہلاکت مین نہ ڈالو کیونکہ مین یقین کرتا ہون کہ فتنہ تمپر غالب آگیا ہے اور عنقریب تم سب کو ہلاک و برباد کر دیگا

انکے بعد حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے اس طرح وعظ و پند کر کے سمجھایا۔ اے خدا کے بندو ہم تم ابھی تک ایک حالت پر ہین اور الحمد للہ کہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی ابھی تک ہین۔ ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہین۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم ہم سے کس بات پر لڑنا چاہتے ہو۔ خوارج بولے۔ "اگر آج ہم تمہارے ساتھ ہو کر اہل شام سے لڑتے ہین تو کل تم لوگ ہم پر بھی یہی حکم جاری کروگے"۔ ابو ایوب نے کہا۔ "خدا کے واسطے فتنہ موجودہ کو

دفع کرو اور آیندہ کی روک ٹوک کرلو"۔ غرض ابو ایوب بےنیل مرام واپس آے۔ اسکے بعد امیرالمومنینؑ خود تشریف لیگئے اور نہایت شد ومد سے نصیحت کرنا شروع کی۔ اصلی عبارت نہایت فصیح و بلیغ ہے مگر بلحاظ عام فہم نہ ہونے کے صرف اُسکے ترجمہ پر کفایت کیجاتی ہے "اُے فرقہ عداوت شعار واے گروہ ناہنجار۔ تمکو تمہاری عداوت اور ضد و ہٹ دہرمی نے ہماری جماعت سے نکال دیا۔ تمکو تمہارے اتباع نفس نے حق بات قبول کرنیسے روک دیا۔ یہہ عداوت اور اتباع نفس تمہاری جانؤں کے پیچھے پڑے ہین۔ تم پر سخت مصیبت۔ قہرالٰہی آینوالا ہے۔ یاد رکھو۔ میرا کہا مانو۔ اب بہی کچہہ نہین گیا۔ تمہاری اس سرکشی اور نافرمانی کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ کل کے دن تمکو اسی میدان مین دوسرے لوگ مقتول و بسمل خاک و خون مین تڑپتا دیکہینگے اور تمپر لعنت کرینگے۔ اسی جنگل بیابان مین تمہاری لاشین طعمہ درندگان صحرائی ہونگی۔ تمہارے پاس تمہارے اس عصیان و عناد کی کوئی دلیل خدا کی طرف سے نہین ہے۔ تمہارا دعوی باطل۔ تمہارا فعل محض۔ بلا حجت و برہان ہے۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ حکم بنانے کی بابت مین نے تمکو تاکید منع کیا تہا اور صاف صاف کہہ دیا تہا کہ یہہ چال اور مکر تمہارے بہکانے کے واسطے ہے۔ درحقیقت امر حق اہل شام کو منظور نہین وہ تمکو دہوکا دیرہے ہین۔ یہہ لوگ اہل دیانت و تقویٰ نہین انکے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہین ہے مگر افسوس۔ تمنے میری نافرمانی کی اپنی ضد پر قائم رہے جب مین نے حسب خواہش تمہارے عہد و اقرار کرلیا تو حکمین سے بہی شرط اور قول کرالیا کہ وہ دونوں قرآن اور سنّت نبویؐ کے موافق فیصلہ کرینگے مگر حکمین نے اختلاف کیا اور خلاف حکم خدا و رسُول کے فیصلہ کیا اب اس مین میرا کیا اختیار رہے۔ ہان جو ہمارے بس کی بات تہی وہ ہمنے کی۔ ہمنے اونکا فیصلہ اونہین کے سر مارا اور اب ہم امر سابق پر ہین

اونکے مقابلہ کو نکلے ہین۔ خیر جو گذرا گذرا۔ تمہاری مخالفت کی اب کوئی وجہ باقی نہین رہی ہمارے ساتھ ہو اور دشمنون سے لڑو"۔ خوارج نے عرض کیا "بیشک ہمنے حکم مقرر کرنیکی راے دی تہی اور اوسوقت ہماری ہی خوشی سے تمنے حکم مقرر کیئے لیکن پہر ہمنے اپنی غلطی معلوم کرکے اپنے گنہگار ہونیکا یقین کیا اور اپنے کو کافر سمجھکر توبہ کی اگر تم بہی اپنے گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرلو تو ہم تمہارے ساتھہ ہین اور اگر توبہ سے انکار ہے تو ہم تمسے لڑینگے"۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا "افسوس تمہاری عقلین کیا ہوئین۔ تم یہہ نہین سمجھتے کہ مین رسول معظم پر ایمان لایا۔ ہجرت کی جہاد وغزوات مین حاضر رہا پہر مین کیسے اپنی نسبت کافر ہونے کی گواہی دون۔ اگر ایسا کرون تو بیشک مین بڑا گمراہ ٹہیرون اور رہ گزرراہ پانے والونکی فہرست مین میرا نام نہ ہوگا"۔ بعض کہتے ہین کہ آپنے تقریر گذشتہ کے بعد اسقدر اور بہی فرمایا "تمہاری خواہش کے مطابق تقرر حکمین ہوا پہر تم کیون ہمارے مخالف ہوگئے اور ہماری جماعت سے نکلکر تلوارین اپنے کاندہون پر رکھکر بندگان خدا کے مارنے کو پہرنے لگے۔ یہہ سراسر نقصان دین وایمان ہے۔ بخدا اگر تم اس عقیدہ پر ایک مرغی بہی مار ڈالوگے تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوگے انسان کی جان کا توجسکو خدا نے حرام کردیا ہے کیا ذکر ہے"۔ اس فقرہ پر خوارج نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا۔ بہائیو اب ان لوگون سے گفتگو نہ کرو۔ ان کو چہوڑ دو اور خدا سے ملنے کی تیاریان کرو۔ چلو۔ چلو جنت کی طرف دوڑو۔ جناب علیؑ جب وعظ ونصیحت سے تنگ آگئے تو فرمایا۔ اب ایک بات اور باقی رہگئی ہے۔ تم اپنی جماعت مین جسکو سمجہدار لایق۔ قابل۔ مقرر۔ معاملہ فہم۔ سمجہتے ہو وہ شخص مجہسے بحث کرلے۔ اگر مجہکو قائل کردے تو مین تمہاری کہنے پر عمل کرون اور اگر وہ ہار جاوے تو تم سب میرے مطیع ہوجاؤ۔ خوارج نے عبد اللہ بن الکوا کو انتخاب کرکے پیش کیا۔ آپنے اوس سے سوال کیا۔ کیا وجہہ پیش آئی کہ تم میری بیعت کرکے میرے مطیع وفرمانبردار ہوکر دفعۃً مجہسے

الگ ہوگئے اور میری نافرمانی پر کمر بستہ ہو کر میرے دشمن بن گئے۔ جنگ جمل مین تم لوگ بھی تو
شریک تھے کوئی امر تمہاری جانب سے میرے خلاف مرضی صادر نہوا۔ ابن الکوا نے جواب دیا۔
جنگ جمل مین آپنے کسکو حکم مقرر کیا؟ فرمایا سنو۔ میرا فیصلا اور انصاف کرنا ہدایت کے زیادہ
قرین ہے یا آنحضرت صلعم کا فیصلہ سراسر ہدایت ہے۔ ابن الکوا نے کہا حضور کے احکام قطعی حق
اور شک خطا و غلطی سے مبرا و پاک ہین۔ ارشاد ہوا۔ تمنے سنا ہوگا کہ جسوقت نصاریٰ نجران نے
حضور سے معارضہ و مباحثہ کیا ہے تو آیت مباہلہ نازل ہوئی اور یہہ امر یقینی ہے کہ خداوند تعالے
کو اہل نجران کے کاذب ہونے مین کوئی شک نہ تھا پھر اس محاکمہ اور مباہلہ کا کیون حکم دیا۔
وہ یہہ سُنکر بولا۔ یہہ مسئلہ تو اجماعی ہے کہ اہل نجران دین باطل پر تھے اور خدا کی طرف سے
آیت نازل ہوئی مگر اسپر قیاس نہین ہوسکتا لیکن آپنے اپنی خلافت مین شک کیا اور حکومت
و تقرر حاکمین پر راضی ہوے اور جب آپنے خود اپنی نسبت شک کیا تو اگر ہمکو آپ کی خلافت اور آپکے
اہل خلافت ہونے مین شک پیدا ہوا تو کیا بعید ہے۔ جناب امیر المومنین نے اب دوسری
آیت پیش کی جس سے تقرر حکم کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اسپر ابن الکوا ساکت ہوگیا پھر کچھہ
سوچ کر کہنے لگا۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جو آپنے فرمایا بجا و درست ہے مگر آپ مین صرف یہ عیب ہے کہ
آپنے جسوقت ابو موسیٰ کو حکم مقرر کیا آپ کافر ہوگئے۔ امیر المومنین نے فرمایا جسطرح معاویہ نے
عمرو بن العاص کو حکم کیا ویسے ہی مین نے ابو موسیٰ کو حکم کیا۔ اس مین کون سا کفر ہوا۔ اُسنے
کہا کہ ابو موسیٰ کافر ہین۔ دریافت فرمایا کہ دومتہ الجندل جاتے وقت کافر ہوے یا فیصلہ
کرتے وقت۔ جواب ملا کہ فیصلہ کرتے وقت کافر ہوے۔ ارشاد ہوا کہ جسوقت مینے اپنے
پاس سے روانہ کیا اوسوقت تو وہ کافر نہ تھے فیصلہ کے وقت ہوگئے تو اس مین مجھپر کیا گناہ۔ بالفرض
آنحضرت کسی مسلمان کو مشرکون کے پاس فیصلہ کرنے کو روانہ فرماتے اور غرض آپکی یہ ہوتی

اکہ یہہ مشرکون کو دعوت اسلام دے مگر وہ شخص وہان جا کر دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی دعوت دے تو اس مین حضور پر کیا اعتراض ہوگا اسی طرح ابو موسیٰ اگر گمراہ ہوے اور خلاف حق فیصلہ کیا تو مجہپر کوئی الزام نہین اور نہ یہہ فعل ایسا ہے کہ تمہارے واسطے مسلمانونکی خونریزی مباح ہو گئی ہو۔ خوارج اُس حجت ملزم اور جواب مسکت سے لاجواب ہو گئے اور کہسیانے ہو کر ابن الکوا سے کہنے لگے۔ اس شخص سے مباحثہ نہ کرو اور اپنے مقام پر واپس چلو۔ آپ واپس آے اور یہہ خیال کر لیا کہ یہہ لوگ ہرگز راہ راست اختیار نہ کرینگے اب بجز لڑائی کی چارہ نہین الغرض خوارج آمادہ جنگ وپیکار ہو گئے۔ امیر المومنین رضؓ نے بہی سامان جنگ و ترتیب صفوف مین اہتمام شروع کیا۔ اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ خوارج دجلہ کے پل سے اوس پار اوترنے والے ہین۔ مخبر ایک یہودی اوسی نواح کا باشندہ تہا اوسنے ظاہر کیا کہ اسوقت خوارج پل پر سے اوتر رہے ہین۔ اس نہر پر جو پل ہے وہ قنطرہ طبرستان کے نام سے مشہور اور درمیان حلوان و بغداد کے آپکے لشکر سے پہم طرف واقع تہا۔ آپنے فرمایا وہ ہرگز اوس پار نہ جاوینگے۔ دریافت حال کیلئے کچہ لوگ اودہر گئے اور دور سے دیکہکر واپس آکر بیان کیا کہ بشیک اوس پار اوتر گئے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ خوارج کے اور انکے درمیان دریا کا موڑ حائل تہا اور یہہ خوف سے قریب گئے نہ تہے اسلیئے دور سے یہی معلوم ہوتا تہا کہ خوارج اوس پار ہین حضرت علی رضؓ نے پہر فرمایا۔ بخدا وہ اسی پار ہین اور وہ پل کے قریب اسی طرف مارے جاوینگے قسم خدا کی۔ اس جنگ مین تمہاری طرف سے پورے دس آدمی بہی قتل نہونگے اور اونکے لشکر سے دس آدمی بہی جانبر نہونگے۔ اہل لشکر کو آپکے فرمانے مین شک تہا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ خود تشریف لیگئے اور قریب جا کر دیکہا تو اونکو پل کے قریب اسی طرف پایا۔ آپکے ہمراہی اونکو اسی طرف دیکہکر زور سے تکبیر کہہ اوٹہے آپنے لشکر کو اس طرح مرتب فرمایا کہ میمنہ پر

حجر بن عدیؓ۔ میسرہ پر شیث بن ربعی یا معقل بن قیس ریاحی۔ افسر رسالہ سواران ابو ایوبؓ انصاری۔ کماندیر پیادگان ابو قتادہؓ انصاری کو مقرر فرمایا۔ اہل مدینہ جو بہ تعداد سات سو یا آٹھ سو تھے اونکے سردار حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ ہوے۔ خوارج نے بھی بہ تفصیل ذیل عہدہ دار و افسر حصہ فوج معین کئے۔ اونکے میمنہ کا افسر زید بن حصین طائی تھا اور میسرہ کا سردار شریح بن اوفی عبسی۔ سوار و نپر حمزہ بن سنان اسدی۔ پیادو نپر حرقوص بن زہیر سعدی تھا۔ دونون لشکر صف باندھکر ایک دوسری کے مقابل ہوے۔ امیر المومنینؑ نے ابو ایوبؓ کو علم امان عنایت فرمایا۔ انہون نے پکار کر کہا۔ خوارج جو ہمارے اس جھنڈہ تلے آگیا اوسکو امان ہے جو ہمسے متعرض نہ ہوگا اوسکو امن ہی۔ جو شخص نکلکر کوفہ یا مدائن کو چلا جاویگا اوسکو امن ہے ہمکو کوئی ضرورت نہین کہ اپنے مقتول بھائیون کا عوض اپنے مقابلین خوارج سے لیکر انکے گروہ سے نکل جانیوالے کا تعاقب کرین اور اوسکے پیچھے پڑکر اوسکو بھی قتل کرین" یہہ سنکر فروہ بن نوفل شجاعی نے کہا۔ "واللہ ہم نہین جانتے کہ امیر المومنینؑ سے کس بنا پر لڑنے آے ہین۔ ہم مناسب جانتے ہین کہ سر دست لڑائی سے واپس جاوین اور اپنے معاملہ مین غور کرین یہانتک کہ ہمپر حق بات ظاہر ہوجاوے پھر اوسوقت دیکھہ لینگے۔ لڑینگے یا آپکی اطاعت منظور کرلینگے" یہہ کہکر اپنے پانچسو سوارونکو لیکر خوارج کے لشکر سے نکل گئے اور بند نیجین (نوبندجان) و دسکرہ مین جاکر مقیم ہوے۔ ایک گروہ متفرق ہوکر کوفہ کو چلا گیا اور کچھہ لوگ قریب ایکسو سپاہیون کے امیر المومنینؑ کے لشکر مین آملے۔ جملہ خوارج چار ہزار تھے۔ اونمین سے کل ایک ہزار آٹھہ سو عبداللہ بن وہب رئیس خوارج کے ہمراہ میدان جنگ مین باقی رہ گئے جنھون نے آپکے لشکر پر حملہ کیا۔ امیر المومنینؑ نے حکم دے رکھا تھا کہ تم اپنے ہاتھہ روکے رہنا جب خوارج کی طرف سے ابتدا ہو تو تم بھی جواب دینا۔

خوارج نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا "چلو جنت مین جانے کی تیاری کرو" یہہ کہکر آپکے لشکر پر آگری
امیر المومنین ؑ کے سوار اہل میمنہ و میسرہ نے خوارج کو دو طرف سے گہیرا اور پیادے سامنے سے نیزی
اور تلوار مارتے ہوے آگے بڑہے اور ایک ساتھہ چوطرفی مار خوارج پر ایسی پڑی کہ اونکا
میمنہ و میسرہ منتشر ہوگیا۔ پریشان و بدحواس ہوکر ادہر اودہر بہاگنے لگے مگر راستہ تو پہلے ہی
بند ہوگیا تہا سواروں نے نیزوں پر دہر لیا اور پیادوں نے تلوارین کہینچ لین۔ خوارج کے رسالہ کا
افسر حمزہ بن سنان یہہ رنگ دیکہکر پکارا۔ یارو نکل چلو۔ جان لیکر بہاگو۔ سب نے چاہا کہ
نکل جاوین مگر راستہ نہ ملا۔ اسود بن قیس مرادی نے خوارج پر حملہ کیا اور آدمی جناب علی ؑ نے
انکی مدد کو بہیج دیئے ایک ساعت مین سب کا خاتمہ ہوگیا۔ میدان رزمگاہ خوارج کی کشتون سے
پٹ گیا خس کم جہان پاک۔

حضرت ابوایوب ؓ امیر المومنین ؑ کی خدمت مین آے اور کہا۔ مین نے زید بن حصین طائی کی
سینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ اوسکی پشت کے پار نکل گیا اور وہ زمین پر گر پڑا پہر مین نے اوس سے کہا
اے دشمن خدا۔ تجھکو دوزخ کی بشارت ہو۔ اوسنے کہا۔ کل قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کون
دوزخ مین جانیکا مستحق ہے۔ یہہ کہکر جان دی۔ آپنے فرمایا۔ وہی مردک دوزخ مین داخل ہونیکا
مستحق ہے۔ پہر ہانی بن خطاب ازدی اور زیاد بن خصفہ عبد اللہ بن وہب کے قتل مین جھگڑتے
ہوے حاضر ہوے۔ آپنے کیفیت قتل دریافت فرمائی۔ جواب دیا۔ ہم نے اوسکو پہچان کر حملہ
کیا اور ایک ساتھہ نیزے مار کر گرا دیا۔ فرمایا۔ تم دونون قاتل ہو۔ حبیش بن ربعیہ کنانی نے
حرقوص بن زہیر کو قتل کیا (اسیکا لقب ذوالثدیہ ہے) عبد اللہ بن زحر خولانی نے عبد اللہ
بن شجرہ سُلمی کو مارا۔ شریح بن اوفی کسی مکان کی دیوار کی پناہ لیکر کہڑا ہوا لڑ رہا تہا چند ہمدانی
اوسپر حملہ آور ہوے اور قیس بن معاویہ نے آگے بڑہکر اوسکا پاؤن کاٹ لیا پہر بہی وہ

لڑتا رہا۔ دوسرے حملہ مین قیس نے اوسکو ٹھنڈا کر دیا۔

ذکر ذی الثدیہ خارجی

ظہور خوارج سے پیشتر جناب امیر المومنین اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے "ایک فرقہ خروج کریگا اور خلیفۂ وقت کی اطاعت اور دین اسلام سے ایسا صاف نکل جاویگا جیسا تیر شکار کو چیر پہاڑ کر پار نکل جاتا ہے اوس گروہ کی علامت یہ ہیکہ اونمین ایک شخص (ناقص الید یدالشی ناقص ہاتہہ والا ہوگا" یہہ حدیث آپکے یار و اصحاب بارہا سن چکے تھے چنانچہ بعد فراغ واقعہ نھروان و قتل خوارج آپنے اہل لشکر کو حکم دیا۔ خوارج کی لاشون مین اوس مرد ناقص الید کو تلاش کرو۔ لوگون نے لاشین ڈہونڈہین مگر ایسی لاش کوئی نظر نہ آئی۔ بعضون نے کہا کہ ہمکو ملا نہین اور بعضون نے دعوی کے ساتہہ بیان کیا کہ اس جماعت مین وہ مرد ہرگز نہین ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ بخدا۔ وہ ضرور ہے۔ مین جہوٹ نہین کہتا اور مین ہرگز جہوٹا نہ ہونگا۔ لوگ آپ کی تاکید سے پہر ڈہونڈہنے لگے۔ ناگاہ ایک شخص کو وہی لاش مل گئی وہ خوش ہو کر چلا اوٹہا۔ امیر المومنین۔ وہ شخص مل گیا اور بعضے کہتے ہین کہ خود امیر المومنین ڈہونڈہنے نکلے۔ آپکے ہمراہ سلیم بن ثمامہ حنفی و ریان بن صبرہ تھے۔ آپ ان کے ساتہہ لاشون کو بغور ملاحظہ فرما رہے تھے کہ آپکے ہمراہیون نے ایک گڈہے مین دریا کے کنارہ پچاس لاشون کے درمیان وہ لاش پڑی پائی۔ آپنے حکم دیا کہ اسکو سب سے الگ نکالو چنانچہ لاش نکالکر ملاحظہ کیا گیا تو وہی شخص تہا اوسکے ہاتہہ دیکہے گئے تو درحقیقت ایک ہاتہہ صرف شانہ یا بازو تک تہا کہنی۔ کلائی۔ پنجہ۔ اوسمین خلقۃً نہ تہا بلکہ جس مقام پر ہاتہہ ختم ہوا تہا بجاے کہنی وغیرہ کے وہان ایک ٹکڑا گوشت کا تہا جیسے عورت کی چہاتی اوسپر ایک گہنڈی بشکل پستان عورت لگی ہوئی تہی جسپر چند سیاہ بال تھے۔ وہ گوشت کا لوتہڑا کہینچنے سے ربڑ کیطرح

اسقدر بڑہ جاتا تہا کہ دوسرے ہاتہہ کے برابر جو صحیح و سالم تھا ہو جاتا تہا اور پہر چہوڑ دینے سے اپنی جگہہ پر مونڈہے کے برابر آجاتا تہا۔ جناب علی رضؓ نے فرط خوشی مین تکبیر کہی اور فرمایا مین جہوٹ نہین بولا اور نہ خدا نے مجھکو جہوٹا کیا۔ اگر مجھکو یہہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ عمل کرنا چہوڑ دوگے تو جو کچھہ مین نے حضور کی زبان مبارک سے سنا ہی ابہی تم لوگونکے سامنے بیان کر دیتا۔ پہر آپنے خوارج کی لاشونکے پشتے دیکہکر اونکی جانب خطاب کرکے فرمایا۔ افسوس۔ تم کسقدر سختی و عذاب دائمی مین مبتلا ہوے۔ حیف صد حیف۔ جسنے تمکو بہکایا اور فریب دیا اوسنے تمکو بڑا نقصان پہونچایا۔ لوگون نے پوچھا۔ انکا فریب دینے والا کون ہے۔ فرمایا۔ شیطان۔ انکا نفس شریر بُرے کامونکا حکم کرنیوالا۔ اوسنے انکو جہوٹی آرزون اور باطل تمناؤن پر فریب دیا۔ انکے گناہ اور عیوب انکی نظر مین کار ثواب کرکے دکہلاے اور انکو خبر دی کہ تم مسلمانونسے لڑو تم غالب ہوگے انجام یہ ہوا کہ یہہ لوگ نفس ظالم کے دم مین آگئے اور اپنی دنیا و آخرت برباد کی۔ اس مقام پر دو چار حدیثین جو مختلف اسناد سے متواتر منقول ہین ہم ذکر کرتے ہین

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ اخیر زمانہ مین ایک قوم نو عمر کمینون کی سی عقل و سمجھہ والی خروج کریگی۔ اوس قوم کے لوگ بہتر بات مُنہ سے نکالینگے۔ قرآن پڑہینگے مگر اونکے حلق سے نیچے نہ تجاوز کریگا۔ وہ لوگ دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ جو لوگ انکو پاوین اونکو چاہیئے کہ انسے جہاد کرین اور مارین کیونکہ خدا کے نزدیک انکے قاتلین کے واسطے بہت کچھہ ثواب ہے۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے حروریہ کا ذکر کرکے فرمایا۔ وہ لوگ اسقدر عبادت مین مصروف ہونگے کہ تم لوگ اپنی نماز و روزے کو اونکی نماز و روزے کے مقابل ہیچ و ناقدر سمجھوگے مگر وہ لوگ دین سے ایسے خارج ہونگے جیسے تیر شکار کو توڑ کر

پار نکل جاتا ہے اور اوسمین کچھہ اثر خون نہین ہوتا۔ تم تیر کے پہل کو اوٹھا کر دیکھو کہین خون کا نشان نہ پاوٴگے پھر اوسکے سوفار پر نگاہ کرو اوسمین بھی خون کا نام نہین پھر تیر کی لکڑی اول سے آخر تک خوب غور کر کے دیکھو شائد کسی مقام پر خون کا اثر ہو یا نہ ہو۔

بروایت ابوذرؓ وارد ہے کہ دین سے نکلکر یہہ لوگ پھر دین کی طرف کبھی رجوع نکرینگے یہہ لوگ بدترین خلائق اور نہایت درجہ شریر و بیباک ہین۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہین کہ حضور نبوی بمقام جعرّانہ تقسیم غنائم مین مصروف تھے کہ اتنے مین ایک شخص نے کہا۔ اے محمدؐ۔ انصاف کی رو سے تقسیم مین برابری فرماوین۔ ارشاد ہوا "کمبخت۔ اگر مین عدل و انصاف سے تقسیم نہ کرونگا تو پھر کون عادل منصف ہے"۔ جناب عمر فاروقؓ نے عرض کیا حضور مجھکو اجازت دین کہ مین اس منافق مردود کی گردن ماردون۔ ارشاد ہوا "یہہ شخص اوس گروہ کا ہے جو قرآن تو پڑھتے ہین مگر وہ اونکے حلق سے نیچے نہین جاتا۔ یہہ لوگ دین سے خارج ہین"۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا۔ خوارج ہر زمانہ مین ظاہر ہونگے اور تباہ ہوتے جاوینگے یہانتک کہ انکا بیسوان دورہ ہوگا اوسوقت دجّال خروج کریگا۔

ایک روایت مین ہی کہ انکی علامت اور عادت سر منڈانا ہے انکو جہان پاوٴ قتل کر ڈالو بعد فراغ جدال و قتال مسلمان شہید دفن کر دئیے گئے۔ عدی بن حاتم اپنے بیٹے طرفہ کی لاش کو ڈھونڈھنے نکلے اور بعد تلاش اوسکی لاش کو پاکر دفن کیا۔ جناب امیرالمومنینؑ کو معلوم ہوا کہ طرفہ کی لاش اوسکے باپ نے دفن کر دی آپنے بطور انکار کے فرمایا۔ کیا تم اونکو قتل کر کے دفن کرتے ہو۔ امیرالمومنینؓ کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوے منجملہ اونکے حضرت یزید بن نویرہ انصاری ہین آپ سابقین اسلام مین ہین آپکے واسطے حضور سرور عالم نے

دخول جنت کی شہادت دی ہے۔ یہہ سب سے اول اس جنگ مین شہید ہوے۔

خوارج کا مال واسباب جسقدر معرکہ مین ہاتھہ آیا وہ سب جمع کیا گیا ہتھیار و دیگر آلات جنگ اور گھوڑے تو آپنے اہل لشکر پر تقسیم فرما دیئے باقی دیگر اسباب۔ لونڈی۔ غلام کو فہ مین پہونچکر خوارج کے وارثون کے حوالہ کیا۔

مروج الذہب مین اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ خوارج اور لشکر جناب علی مرتضیٰ سے رمیلا مین معرکہ آرائی ہوئی۔ دونون طرف صف بندی کے بعد بغرض اتمام حجت ایک بار اور بھی جناب علی مرتضیٰ نے خوارج کو وعظ و نصیحت اور توبہ استغفار کر کے اپنی طرف رجوع کرنیکی تاکید فرمائی مگر خوارج نے انکار کیا اور آپکے لشکر پر تیر مارنا شروع کر دیئے۔ آپکے لشکر نے جواب دینا چاہا مگر آپنے روکا یہانتک کہ تین مرتبہ لشکر نے اجازت چاہی اور آپ ہر بار منع کرتے رہے۔ آخر کار آپکے لشکر کے لوگ زخمی ہونے لگے اور ایک مسلمان کی لاش خون مین تر بتر آپکے سامنے لاے۔ اوسوقت آپنے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اب انکا قتل کرنا ہمکو حلال ہو گیا۔ اب تم بھی حملہ کر دو۔ پھر چارون طرف سے لشکر مرتضوی خوارج پر ٹوٹ پڑا۔ جناب علی بھی بنفس نفیس میدان کارزار مین تشریف فرما تھے۔ ایک خارجی آپکے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ بار بار رجز پڑھتا اور آپکو بلاتا تھا۔ آپ اوسکی بیباکی اور دلیری ملاحظہ فرما کر اوسکی طرف بڑھے اور فرمایا۔ اے علی کے ڈھونڈہنے والے۔ مین تجھکو جاہل و بدبخت دیکھتا ہون۔ تجھکو علی سے لڑائی کی ضرورت نہ تھی تو نے ناحق اونکا نام لیا۔ خیر وہ بھی تیرے سامنے آ گئے۔ آ۔ ادہر میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر۔ یہ فرما کر اوسکو ایک ہی وار مین ٹھنڈا کیا۔ پھر دوسرا خارجی نکلا اور آپسے لڑکر اپنے بھائی کے پاس پہونچا۔ آپنے اوسپر ایک نیزہ مار کر گرا دیا اور نیزہ اوسکے بدن مین پھنسا چھوڑ کر فرمایا۔ تو نے ابوالحسن کو دیکھہ لیا اور اپنی سزا کو پہونچ گیا۔

اس معرکہ مین آپ کی طرف کے کل نو آدمی شہید ہوے اور اگروہ خوارج سے کل دس آدمی معرکہ سے جان لیکر بہاگے باقی آتش فنا سے جلکر خاک ہوے۔ واقعہ نہروان ۳۸ھ مین ہوا ہے

واپس آمدن جناب امیر المومنین علی طرف کوفہ

بعد فراغ جنگ جناب علی نے اپنے لشکر مین خطبہ پڑہا اوسمین اہل شام کی طرف بڑہنے کا قصد ظاہر فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالی نے تمپر احسان کیا۔ تمہاری مدد کی اور خوارج پر غلبہ دیا اب تم لگے ہاتہہ اہل شام کی جانب بڑہے چلو۔ لشکریون نے جواب دیا۔ ہم بسر وچشم حاضر ہین مگر ابہی خوارج کی جنگ سے تہکے ہارے ہین۔ سامان جنگ بہی ہمارے پاس نبٹ گیا ہے۔ تیر ختم ہوگئے۔ تلوارین کند ہوگئین نیزونکی سنان بیکار ہوگئے۔ فی الحال گہر پہونچکر چندے آرام حاصل کرین تاکہ قوت رفتہ عود کرے اور سامان جنگ بہی درست کرلین تو بہت مناسب ہوگا اور شائد ہمارے ساتہہ اور لوگ بہی جنگ پر آمادہ ہوجاوین گفتگو کرنے پر اشعث بن قیس مامور ہوی تہے۔ لشکریون کے کہنے سے آپنے کوفہ کی جانب توجہ فرمائی مگر نخیلہ مین پہونچکر قیام کردیا اور حکم دیا کہ چہاؤنی نخیلہ مین قیام کرین۔ کوفہ جاکر اپنے بیوی بچون سے مل آیا کرین مگر اونکی جاہ مین رات کو گہر مین شب باش نہ ہون۔ چندروز تکان سفر دفع کرکے بعد درستی سامان جنگ دشمن کی طرف چلین گے۔ چندروز تک تو اہل لشکر نخیلہ مین ٹہیرے رہی پہر ایک ایک دو دو نکلکر اپنے گہرونمین پہونچتے گئے صرف عمائد وخواص وسرداران قبائل لشکرگاہ مین نظر آتے تہے باقی چہاؤنی خالی ہوگئی۔ آپ یہ رنگ ملاحظہ فرماکر کوفہ مین تشریف لیگئے اور اونکو جمع کرکے فرمایا۔ اے لوگو۔ اپنے دشمن کی لڑائی پر آمادہ ہو اور اونکی طرف نکلو۔ یہ جنگ بہ نیت قربت الی اللہ وبامید ثواب آخرت ہے اور ایسے لوگونسے مقابلہ ہے جو راہ حق چہوڑکر وادی ضلالت مین گمراہ ہین۔ حکم کتاب سے بے خبر۔ احکام الٰہی چہوڑکر اپنی سرکشی وگمراہی مین

بھٹکتے پھرتے ہین۔ ایسی قوم پر جہاد کیواسطے اپنی قوت اپنی طاقت۔ آلات حرب۔ سواریان
وغیرہ درست کرلو اور خدا پر بھروسہ کرکے اہل شام کی طرف روانہ ہو۔ اللہ تعالی تمہارا
کفیل ووکیل ہے" اس وعظ وپند پر کسی نے کچھ توجہ نہ کی اور ایک بھی لڑنے پر آمادہ نہوا۔ آپنے
چند مدت اونکو اونکے حال پر چھوڑے رکھا جب کوئی جواب نہ پایا تو دوبارہ لڑائی کی ترغیب
اور جہاد کی نصیحت فرمائی۔ سرداران قبائل واکابر قوم کو بلاکر اونسے راے لی۔ وجہ تاخیر و
سستی دریافت فرمائی۔ بعضون نے کچھ حیلہ وبہانہ ظاہر کیا بعضے جبرًا نیم راضی ہوے اور بہت
تھوڑے اشخاص نے بخوشی خاطر آمادگی ظاہر کی۔ آپ برہم ہوکر اس طرح فرمانیلگے۔ "اے
بندگان خدا۔ اب تم کیسے ہوگئے کہ مین تمکو بار بار لڑائی کے واسطے بلا رہا ہون مگر تم بوجھل ہوکر
زمین سے جنبش نہین کرتے۔ کیا زندگی مستعار دنیا ے دوروزہ کو پسند کرکے حیات ابدی
وزندگانی جاوید چھوڑے دیتے ہو اور عزت کے عوض ذلت وخواری اختیار کرتے ہو۔ مین تمکو
جسوقت جہاد کے واسطے بلاتا ہون تمہاری آنکھون کی پتلیان خانۂ چشم مین اس طرح
گردش کرتی ہین گویا تم سکرات موت ونزع روح مین مبتلا ہوگئے ہو۔ تمہارے دل دھوکا
دئے گئے ہین مگر تمکو خبر نہین۔ تمہاری آنکھین نابینا ہوگئین تمکو راہ حق نظر نہین آتی اسیواسطے
خدا کے کام مین نصرت ومدد کرنے سے بیٹھ رہے ہو۔ جب تم جنگ کی طرف بلائے جاتے ہو تو
تمہارا حال بالکل اوس شتر کے مشابہ ہوجاتا ہے جو مرض خارش کی وجہ سے آرام طلبی مین مصروف
ہو یا اوس لومڑی کے جو خاک مین لوٹتی ہو۔ اب تم پر مجھکو بالکل اعتماد نہین رہا۔ تم وہ لوگ
اہل قتال وجدال نہین رہے کہ تمہارے بھروسہ پر دشمن پر حملہ کیا جاوے۔ مجھکو اپنی زندگی
کی قسم ہے کہ تم قوم عرب مین بالکل آغور وبیکار وردی ہو۔ افسوس۔ تم لوگ کبتک فریب
کھاؤگے اور اپنا انتقام نہ لوگے۔ تا بکے تمہارے دست وپا کا نقصان ہوتا رہیگا اور تم

اپنا بچاؤ نہ کروگے۔ تم آرام سے سوتے نہین بلکہ تمہاری آنکھین خواب غفلت نے بند کر رکھی ہین
ایہاالناس۔ تمہارا حق مجھپر اور میرا حق تمپر ہے۔ تمہارا حق میرے ذمہ تو یہ ہے کہ تمہاری خیرخواہی
کرتا رہون۔ نیک کام کی نصیحت بُرے کامون سے ممانعت کرون۔ اموال غنیمت سے تمکو حصہ دون
تمکو علم سکھلاؤن تاکہ جاہل نہ رہو۔ تمکو ادب کی باتین تعلیم کرون اور میرا حق تمہاری گردنون پر
یہہ ہے کہ میری بیعت پوری کرو۔ حاضر و غائب میرے خیرخواہ رہو جب تمکو بلاؤن جواب دو
جو حکم کرون اوسکو مانو اگر خدا کو تمہاری بھلائی منظور ہوگی تو میری مخالفت ترک کرکے میری
اطاعت کروگے اور میرے حسب خواہش جس راستہ مین لیچلون چلوگے۔ اگر ایسا ہوگا تو تمہارا
مطلوب حاصل ہوگا" (ابن اثیرؒ) اسی طرح سے بہت کچھہ اونکو نصیحت و فضیحت کی لیکن کسیکے
کان پر جون تک نہ رینگی۔ سب نے خاموش بیٹھے رہے (ابن خلدونؒ)

اسی سال بعد واقعہ خوارج کے اہل لشکر کو اونکے وظائف سالانہ آپنے تقسیم فرمائے پھر
عامل اصفہان کے پاس سے اور مال آیا۔ آپنے علی الاعلان حکم دیا کہ کل صبح کو انعام تقسیم ہوگا
سب لوگ دربار خلافت مین حاضر ہون۔ مین خدا کی طرف سے خزانچی ہون۔ آپکا دستور تھا کہ
جسقدر عوام الناس کو فی کس حصہ رسدی پہونچتا آپ بھی اوتنا ہی اپنا حصہ لیتے تھے۔ بعد واقعہ
صفین کے جناب علیؓ اور امیر معاویہؓ سے کوئی جنگ نہین ہوئی البتہ یہہ دستور رہا کہ امیر معاویہؓ
اکثر اوقات امیر المومنینؓ کے ممالک محروسہ پر اپنا لشکر بھیجتے۔ آپکے عاملونسے اور اوس لشکر
مقابلہ ہوتا۔ شاہی لشکر لوٹ مار کرکے واپس جاتا۔ جناب علیؓ کی طرف سے یہ انتظام ضرور رہتا کہ
آپ اپنا لشکر لوٹ مار والے لشکر کے مقابلہ مین بغرض دفع اذیت و ظلم روانہ فرماتے تھے۔

درباب جنگ خوارج۔ جمل و صفین جناب امیر المومنین علیؓ کا برتاؤ اور اپنے حریف سے
جدال و قتال مین فرق جو واقعات دیکھنے سے نظر آتا ہے اسکی بابت مورخین نے اپنے

اقوال وقرائین ظاہر کی ہین۔ پہر اونکا حکم بہی بیان کیا ہے۔ مثلاً جنگ صفین مین جناب علیؓ نے
شامیونکو ہر طرح قتل کیا۔ جو مقابلہ پر آتا مارا جاتا جو بہاگتا اوسکا تعاقب کیا جاتا حتیٰ کہ زخمی
تک مارا جاتا تہا۔ برخلاف جنگ جمل کے کہ اوس وقت اسکے برعکس تہا۔ آپنے نداے عام
کرادی تہی کہ بہاگنے والے کو نہ مارو زخمی کو قتل نکرو۔ جو ہتہیار پہینکدے اوسکو جانے دو
جو اپنے گہر چلا جاوے اوسکو امن ہے: وجہ اس فرق کی یہہ ہے کہ اصحاب جمل جسوقت
بہاگے ہین کوئی اونکا جتہا اور جماعت یا امام نہ تہا کہ بہاگ کر اوسکے پاس پناہ گزین ہوتے
او پہر سنبہلکر دوبارہ لڑنے آتے بلکہ جو بہاگے وہ اپنے گہر کو بہاگے۔ آپنے اونکا تعاقب
نہ کیا اسپر وہ راضی ومطیع ہوگئے۔ اس صورت مین حکم بہی یہی ہے کہ ایسے لوگونسے تلوار
اوٹہا لیجاوے برخلاف اسکے اہل صفین لڑتے تہے اور پسپا ہوکر پہر اپنے امام کی طرف
پہر جاتے تہے اونکا امام انکے ساز وسامان حرب وآلات ضرب سواری وغیرہ سے انکو قوی
پشت کرکے پہر لڑنیکو بہیجتا تہا۔ یہہ اپنے امام کے تابعدار۔ جناب علیؓ کے مخالف دشمن خونخوار تہے
آپکی امامت اور حق کی منکر تہے۔ لہذا ان لوگونکو ہر طرح مارنا۔ ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرنا
جو سامنے پڑجاوے چاہے زخمی کیون نہ ہو بلا تکلف مار ڈالنا ضرور تہا۔

راقم۔ خوارج کا حکم تو ظاہر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوگئے تہے اونکا قتل ہر حال مین واجب تہا
چنانچہ ایسا ہی معاملہ اونکے ساتہہ کیا گیا۔

انتظام ملکی ودیگر حوادث

اس ۳۷ھ مین آپنے بعد واپسی جنگ صفین جعدہ بن ہبیرہ مخزومی اپنے بہانجہ کو عامل
خراسان کرکے روانہ فرمایا۔ جعدہ نیشاپور تک پہونچے مگر وہ لوگ مرتد ہوگئے تہے آپکی اطاعت
قبول نہ کی۔ جعدہ واپس آے۔ آپنے خلید بن قرہ یربوعی کو بہیجا انہون نے جاکر محاصرہ کیا۔

وہ صلح پر راضی ہوگئے۔ اہل مرو نے بھی صلح کر لی۔ (ابن اثیر)

امام بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ ماہویہ مرزبان مرو کوفہ مین آپکے پاس حاضر ہوا آپنے نواح مرو کے زمینداروں کے نام حکم نامہ لکھہ بھیجا کہ ماہویہ کو جزیہ دیتے رہین۔ پہر اہل خراسان نے نقض عہد کرکے خلاف پر کمر باندہی۔ آپنے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو خراسان کا عامل کر کے روانہ فرمایا مگر انکے ہاتہہ پر فتح نہ ہوا اور اہل خراسان تا شہادت آپکے باغی رہے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ آپکے عہد خلافت کے اول عامل خراسان عبد الرحمن بن ابزیٰ مولیٰ خزاعہ ہین انکے بعد جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم عامل خراسان ہوئے

اس سال مین ممالک اسلامیہ کے والی وحکام وعمال اصحاب ذیل تھے۔ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ یمن کے عامل۔ امیر حاج ہوکر اس سال یہی مکہ معظمہ تشریف لیگئے۔ مکہ و طائف کے حاکم حضرت قثم بن عباسؓ۔ مدینہ منورہ مین سہل بن حنیفؓ انصاری بدری۔ ایک روایت مین انکا انتقال اسی سنہ مین ہوا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عامل مکہ و طائف حضرت تمام بن عباسؓ تھے۔ بصرہ مین جناب عبد اللہ بن عباسؓ۔ حاکم مصر محمد بن ابی بکرؓ خراسان پر خلید بن قرہ یربوعی۔ والی شام حضرت امیر معاویہؓ۔

حضرت خبابؓ بن ارت نے وفات پائی۔ آپ بدری ہین۔ جنگ صفین و نہروانمین جناب امیر المومنین کے ہمراہ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ بیمار تھے اس وجہ سے صفین مین نہ آسکے اور قبل واپسی امیر المومنینؑ وفات پائی۔ بعضے کہتے ہین کہ سنہ ۳۹ھ مین وفات پائی۔ انکی عمر تہتر سال کی ہوئی۔ حضرت صہیب بن سنان نے بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ حضرت صفوان بن بیضا بدری نے رحلت کی۔

سنہ ۳۸ ہجری

حکومت عمرو بن العاص رضؓ بر مصر و شہادت محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ

محمد بن ابی بکر رضؓ کا گورنر مصر ہو کر جانا اور اہل خربنا پر لشکر بسرداری ابن مضاہم کلبی بہیجنا اور ابن مضاہم کا قتل ہونا ہم سابق مین لکھ آے ہین - اوسی زمانہ مین اطراف مصر کے باشندے جو امیر المومنین عثمان رضؓ کے ہوا خواہ تھے بمعاویہ بن حدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے - معاویہ ایک جمعیت لیکر مطالبہ خون عثمانی مین نکل کہڑے ہوے - انکے خروج کرنیسے اکثر اہل مصر بہی ساتھ ہو گئے اور ایک ہنگامہ برپا ہوا جس سے محمد بن ابی بکر رضؓ کی حکومت خلل پذیر ہوی اور آیندہ فساد عظیم کا خوف لاحق ہوا - اہل مصر جب انکی مخالفت پر کمربستہ ہوے تو مجبوراً اس واقعہ کی خبر امیر المومنین رضؓ کو دی گئی - آپنے فرمایا - درحقیقت گورنری مصر کے لائق ہمارے دوست قیس بن سعد ہین یا اشتر نخعی - قیس رضؓ بعد معزولی آپکی خدمت مین رہتے تہے - آپنے انسے فرمایا تہا کہ تا فیصلہ حکمین تم ہمارے پاس رہو اور انکو مہتمم صیغہ فوجداری یا افسر پولیس کر دیا تہا اور انسے وعدہ کیا تہا کہ بعد فیصلہ حکمین کے تمکو آذربائجان کا حاکم کر دینگے - اشتر بعد واقعہ صفین کے اپنے دار الامارت جزیرہ مین چلے گئے تہے اور بمقام نصیبین مقیم تہے - بالآخر آپنے اشتر کو گورنر مصر کرنا چاہا اور اونکو نصیبین سے طلب فرما کر حالات مصر سے مطلع کیا اور فرمایا - مصر کی امارت اور وہان کے انتظام کیلئے تمہارے سوا دوسرا موزون نہین ہے اسواسطے مین تمکو وہان بہیجتا ہون اگر مین تمکو وہان کی نسبت کچھ بہی ہدایت نہ کرون تاہم تم اپنی نیک تدبیر اور لیاقت ذاتی سے وہانکا انتظام قرار واقعی کر سکتے ہو - تم خدا پر بہروسہ کرکے مصر کو روانہ ہو مگر خبردار - ہر جگہ سختی نہ کرنا بلکہ سختی کے ساتھ نرمی کا معمول رکھنا اور

جہانتک نرمی و ملائمت سے کام نکلتا رہے ہرگز ہرگز درشتی و سختی کا برتاؤ نہ کرنا۔ ہان جس وقت سختی کا موقع دیکھنا اوس سے کام لینا۔ اشتر مصر کو روانہ ہونے والے تھے کہ حضرت معاویہؓ کے جاسوس جو کوفہ مین متعین تھے یہ خبر پاکر ہوا ہوگئے اور فوراً اونکو خبر پہونچائی۔ یہ تو بہت سے مصر پر دانت لگائے بیٹھے تھے اس خبر نے انکو پریشان کر دیا اور سمجھے کہ اگر اشتر کا قدم مصر مین پہونچ گیا تو پہر قبضہ پانا کارے دارد۔ اشتر بڑا جری اور ہوشیار ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ کی نسبت بدرجہا منتظم۔ امور سیاست مین پورا دخیل۔ یہہ بیرونی حملے مصر پر نہ آنے دیگا۔ آخر حاکم خراج قلزم کو کہلا بہیجا کہ اشتر گورنر مصر ہوکر جاتے ہین اگر کسی حیلہ و تدبیر سے تم انکا کام تمام کر دو تو جبتک تم زندہ ہو اور مین موجود ہون خراج قلزم تمکو معاف کر دونگا۔

ادہر یہہ انتظام کیا گیا اور ادہر اشتر جانب مصر روانہ ہوے جب قلزم پر پہونچے وہانکا حاکم سر راہ ان کا منتظر تہا نہایت تعظیم سے اپنے گہر لیگیا۔ نفیس مکان مین اوتارا اور میہمانداری مین مصروف ہوا۔ کہانیکے وقت طعام مکلف کہلایا۔ کہانیکے بعد شہد کا شربت جس مین زہر ہلاہل ملا تہا تواضع کیا۔ شربت پیتے ہی زہر نے اثر کیا اور فوراً اشتر راہی ملک بقا ہوے۔ (ابن اثیر)

جناب معاویہؓ سے ایسی حرکت نازیبا کا ارتکاب سمجہ مین نہین آتا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بہی کسی ذات شریف کا حاشیہ ہے اور یہہ بہی اوسی شخص کا قول ہے جو امیر المومنین علیؑ کا حضرت معاویہؓ پر لعنت کرنا اور اونکا اونپر تبرّا و سب و شتم کرنا نقل کرتا ہے چنانچہ علامہ ابن خلدون اس کو خلاف واقعہ و بعید از قیاس لکہتے ہین۔

جناب امیر المومنینؑ خبر موت اشتر سے نہایت درجہ غمگین ہوے اور بکمال تاسف فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آہ۔ مالک۔ تم اوٹہ گئے۔ تم کیا گئے۔ میرے دونون ہاتہ

جاتے رہے۔ منہ بند ہوگیا۔ کیا مالک کا مثل ونظیر دوسرا شخص باقی ہے (ہرگز نہین م) اگر مالک کے مقابل کوئی شخص لوہے کا بنکر آتا تو یہہ بہی اوسکے حق مین لوہے کی بیڑی بن جاتے اگر وہ پتھر کا ہوتا تو یہہ بہی اوس سے زیادہ سخت پتھر ہوکر اوسکو توڑ ڈالتے۔ رونیوالے مالک پر روئین"

اشتر احادیث نبوی کے راوی ہین۔ جناب عمر فاروق رض جناب علی مرتضی رض حضرت خالد رض بن الولید۔ حضرت ابوذر غفاری رض سے روایت کرتے ہین اور انسے ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہین۔

محمد بن ابی بکر رض کو بہی اشتر کا حاکم مصر ہونا شاق گذرا تہا۔ یہہ خیال امیر المومنین ع کی بہی پیش نظر تہا لہذا بعد انتقال اشتر آپنے محمد کے نام معذرۃً یہہ خط لکہا۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ اشتر کی تقرری سے تمکو ملال گذرا اگر اونکو حاکم کرکے تمہاری جگہہ بہیجا کچہہ اسوجہ سے نہ تہا کہ مجہکو تمہاری طرف سے بدظنی تہی۔ نہ یہہ وجہہ تہی کہ تم جہاد اور جنگ مخالفین مین سست تہے اور تمہاری سعی وکوشش کسی امر مین کم درجہ کی تہی اور مین نے تمکو مصر سے علیحدہ کیا تہا تو اوس سے بہتر اور آسان کام تمکو دیتا اور دوسری جگہہ کی حکومت جسکو تم حکومت مصر سے زیادہ پسند کرتے تمہارے حوالہ کرتا۔ بلکہ اشتر کے بہیجنے کا سبب یہ تہا کہ وہ لڑائی مین سخت۔ کار آزمودہ۔ پرانے آدمی تہے۔ ہمارے خیر خواہ اور دشمن پر سخت تہے مگر اونکی عمر پوری ہوگئی تہی کہ موت آگئی۔ ہم اون سے راضی تہے۔ خداوند تو بہی اونسے راضی ہونا اور اونکو اجر وثواب دونا عنایت فرمانا۔ اب تم اپنی جگہہ قائم رہو اور دشمن کے مقابلہ مین صبر واستقلال پکڑو۔ لوگونکو خدا کی طرف دانائی کی بات اور نصیحت وپند سے بلاؤ۔ خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا اوسی سے مدد چاہو اور اوسی سے ڈرو۔ تمہارے سب رنج وغم وہی دفع کریگا اور حکومت کے دشوار کامونپر وہی معین ومددگار ہوگا۔ محمد نے اسکا جواب یہہ لکہا۔ مکتوب شریف موصول ہوا۔ اوس

کا مضمون مین نے بخوبی سمجھ لیا۔ مجھسے زیادہ آپکی رائے وتجویز پر راضی ہونے والا دوسرا نہ ہوگا اور جسقدر مین حضور امیر المومنین کے دشمنونکی مدافعت مین کوشش کر رہا ہون کوئی دوسرا نہ کریگا۔ جسدرجہ امیر المومنین کا خیرخواہ مین ہون غالبًا دوسرا نہ ثابت ہوگا۔ بموجب حکم عالی مین نے لشکر جمع کر کے دشمن پر خروج کیا ہے اور مین عام لوگونکے ساتھہ نہایت امن و اطمینان کا برتاؤ کر رہا ہون البتہ جو ہمارے مخالف اور ہمسے لڑنیوالے ہین اونکے ساتھہ ویساہی معاملہ ہے۔ مین ہرحال مین امیر المومنین کا تابعدار و فرمانبردار اور حکم کی حفاظت کرنیوالا ہون والسلام۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اولًا اشتر والی مصر ہوکر گئے۔ بعد انتقال اونکے محمد بھیجے گئے

اہل شام تا فیصلہ حکمین خاموش رہے پھر حضرت معاویہؓ سے بیعت کر لی جس سے ان کو ہر طرح کی قوت و طاقت حاصل ہوگئی۔ بخلاف اسکے اہل عراق نے اختلاف کیا بعضے تو حضرت علیؓ کے مطیع ہوے اور بعضے مخالف۔ برعکس اسکے حضرت معاویہؓ کی حکومت مستقل ہوگئی اگر انکو کھٹکا تھا تو صوبہ مصر کا اور ڈر تھا تو مصر یونسے کیونکہ یہی ملک انکے قریب اور انکے قبضہ سے باہر تھا اور مصری عثمانیونپر دانت تیز کر رہے تھے۔ انکو یہہ بھی خیال تھا کہ مصر ایک بہت بڑا خطہ زرخیز ہے اوسکی آمدنی کثیر ہے اگر اسپر قبضہ ہوجاتا تو حضرت علیؓ کی لڑائی کی پوری قوت بلکہ اونپر غلبہ پانیکی قوی امید ہوجاتی۔ اس خیال سے انہون نے اپنے اصحاب وعمائد وارکین خلافت۔ عمرو بن العاصؓ۔ حبیب بن مسلمہ۔ بسر بن ابی ارطاۃ۔ ضحاک بن قیس۔ عبد الرحمٰن بن خالد۔ ابو الاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی کو بلا کر فرمایا۔ آپ لوگ جانتے ہین کہ مین نے اسوقت آپ کو کس واسطے جمع کیا ہے؟ مین نے ایک بڑی ضروری امر اہم کے واسطے آپکو بلایا ہے۔ انہون نے جواب دیا۔ یہ تو اللہ ہی کو علم ہے کہ آپنے کس کام کو بلایا ہے مگر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم سمجھتے ہین۔ آپنے ہمین اسواسطے بلایا ہے کہ مصر کی بابت

ہم لوگونکی راے لین۔ اگر اسوقت ہماری طلبی سے یہی غرض ہے تو بسم اللہ فتح مصر پر عزم مصمم کر لیجیئے۔ اسکے فتح ہوجانے سے آپکی عزت اور آپکے اصحاب واعوان کی حرمت وشوکت کو ترقی ہوگی۔ آپکے دشمن سرنگون وخوار اور آپکے مخالف ذلیل وتباہ ہونگے۔ امیر معاویہ نے فرمایا۔ اے ابن العاص تمکو یہی فکر ہے کیون نہو۔ پہر دیگر اصحاب سے کہا۔ عمرو بن العاص تو میری راے کو پہونچ گئے۔ اب آپ سب کیا راے دیتے ہین۔ سبنے کہا۔ عمرو کی راے مناسب ہے آپنے پوچھا۔ کس طرح مصر ہاتھہ آے۔ عمرو نے راے تو دیدی مگر کوئی تدبیر مصر ہاتھہ آنے کی نہ بتلائی۔ عمرو بن العاص نے کہا۔ آپ ایک لشکر جرار تیار کیجیئے اوسپر ایک مرد ہوشیار وجانباز سردار بنایئے۔ وہ مرد ایسا ہو جسپر آپ کو پورا بہروسہ واعتبار ہو۔ وہ لشکر لیکر مصر جاوے اہل مصر سے جو لوگ ہمارے ہم خیال ہین وہ اس لشکر سے مل جاوینگے جنکے ملنے سے ہمارے لشکر کو اور تقویت حاصل ہوگی اور امید ہے کہ بیشک ہمکو فتح ہوگی اور مصر پر قبضہ ہوجاویگا امیر معاویہ نے کہا۔ تمہارا کہنا درست ہے مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہواخواہان جناب عثمان سے خط وکتابت کرکے اونکو اپنا ہمدم بنالون۔ جب اونکا ارادہ اور نیت یقینی طور سے معلوم ہوجاے تو اونکو اپنے حال پر رہنے کی تاکید کرین پہر اپنے مخالفو نکو خط وکتابت سے صلح کی جانب بلائین۔ اپنی عنایات واکرامات کا امیدوار کرین اگر وہ صلح کرلین تو پہر کیا کہنا مطلب حاصل ہوگیا ورنہ آخری درجہ لڑائی ہے پہر عمرو بن العاص سے کہا۔ اے ابن العاص۔ تمہاری شدت اور عجلت مین اللہ برکت دیتا ہے اور مجھکو نرمی اور تاخیر مین برکت ہوتی ہے۔ تم مصر کا رخ کرو۔ اونہون نے جواب دیا جو آپکے نزدیک مناسب ہو کیجیے مین نے تو کہہ دیا کہ بغیر جنگ کے مصر پر قبضہ پانا دشوار ہے۔

اسوقت یہہ جلسہ برخاست ہوگیا حضرت معاویہ نے مسلمہ بن مخلد اور معاویہ بن حدیج

سکونی کو خط لکھا۔ اوسمین اونکی تعریف و توصیف اور اونکے فعل کی شکرگذاری نہایت قدردانی کے پیرایہ مین درج تھی پہر مطالبہ خون جناب عثمانؓ کی ترغیب اور تحریص اور بہت کچھ انعام واکرام کا وعدہ کیا۔ یہ خط اپنے غلام سبیع کے ہاتھہ بھیجدیا۔ جب ان دونون نے خط پڑہا اوسکے جواب مین مسلمہ بن مخلد انصاری نے اپنے اور معاویہ بن حدیج کی جانب سے یہ خط لکھا جس امر ضروری کی طلب مین ہم نے اپنی جانین خرچ کردین اور حکم خدا کی پیروی کی ہے اسپر اپنے خدا۔ مالک حقیقی۔ پروردگار عالم سے امید ثواب واجر اخروی رکھتے ہین۔ بارگاہ بے نیاز سے امیدوار ہین کہ اپنے مخالفین پر فتح و نصرت پاوین اور جو لوگ ہمارے امام برحق امیرالمومنین جناب عثمانؓ کے قاتل ہین اونپر جلد تر قہر الٰہی نازل ہو اور وہ اپنے اعمال بد کی سزا دنیاہی مین دیکھ لین۔ آپنے جو بنظر شاہانہ والطاف خسروانہ ہمکو امیدوار رحمت وعنایات حاکمانہ فرمایا۔ ہمکو اسکی پرواہ نہین اور نہ اس نیت سے خروج کیا ہے اور نہ طلب دنیا ہماری مقصود و غرض ہے آپ اگر ہمارا ساتھہ دیتے ہین تو فوراً اپنا لشکر روانہ کیجئے۔ اسوقت ہمارے دشمن ہم سے خائف و لرزان ہین ہمکو ذرا بھی مدد پہونچیگی تو خداوند تعالیٰ ضرور فتح نصیب کریگا۔ والسلام

یہہ خط حضرت معاویہؓ کو فلسطین مین ملا۔ آپنے وزرا و امراء خلافت کو بلاکر خط سنایا اور اونسے رائے طلب کی۔ سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ فوراً ایک لشکر مرتب کرکے روانہ فرمائیے چنانچہ چھہ ہزار آدمیون کا ایک لشکر تیار کرکے عمرو بن العاصؓ کو اوسپر سردار بناکر مصر کیجانب روانہ کیا۔ وقت رخصت یہ نصیحت کردی "خبردار۔ جلدی نہ کرنا۔ اطمینان اور سہولت سے موقع پر لڑائی سے کام نکالنا"۔ عمرو بن العاصؓ یہہ لشکر لیکر چل دیئے اور قریب مصر کے ڈیرا ڈال دیا گروہ عثمانی اس لشکر کی خبر پاکر جسقدر خاص مصر مین یا اطراف مصر مین تہا سب آکر ان سے مل گیا۔ چندے بغرض رفع تکان سفر سب آسائش پذیر ہوے۔ عمرو بن العاصؓ نے محمد بن ابی بکرؓ کے

نام خط لکھا کہ اے ابن ابی بکرؓ۔ تم اپنی جان اور خون بچا کر مجھسے دور بھاگ جاؤ۔ مین نہین چاہتا کہ تمکو میری جانب سے زخم ناخن تک پہونچے۔ اس ملک کے تمام باشندے تمہارے خلاف پر متفق ہین۔ وہ زبردستی تمکو پکڑ کر میرے حوالہ کر دینگے۔ تم اس ملک سے نکل جاؤ۔ مین تمہارا خیرخواہ ہون۔ اسی مضمون کا ایک خط حضرت معاویہؓ کی طرف سے بھی تھا اوسمین واقعہ حصار جناب عثمانؓ۔ بلوائیونکا ذکر۔ انکی شرکت لکھکر اخیر مین دہمکی کے الفاظ لکھے تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے دونون خط جناب امیرالمومنینؓ کی خدمت مین روانہ کئے اور جو کچھ حال یہانکا تھا لکھکر کمک کی درخواست کی۔ آپنے اسکے جواب مین ارقام فرمایا۔ فی الحال اپنے لشکر سے مقابلہ کرو۔ عنقریب یہانسے اور لشکر پہونچتا ہے۔ جبتک دشمن سے لڑو اور اونکی سختی پر صبر کرو محمد نے یہہ جواب پاکر لوگونکو جمع کرکے لڑائی کے واسطے بلایا۔ انکے ساتھہ کنانہ بن بشر نے بھی لوگونکو بہت کچھہ جنگ کی ترغیب دی مگر صرف دو ہزار آدمی لڑائی پر آمادہ ہوے۔ بدرجہ مجبوری انہین دو ہزار جوانون سے مقابلہ پہ نکلے۔ کنانہ بن بشر مقدمۃ الجیش کے افسر تھے دونون لشکر میدان مین صف بستہ ہوے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک دستہ لشکر کنانہ پر بھیجا۔ کنانہ اوس سے لڑتے رہے اوس کو مار کر اسقدر پیچھے ہٹا دیا کہ وہ عمرو بن العاصؓ سے مل گیا پھر دوسرا لشکر آیا اوسکو بھی کنانہ نے پسپا کیا۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ جو لشکر آیا تھوڑی دیر انسے لڑتا رہا پھر پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی ہمت و شجاعت دیکھکر غور کیا کہ اس طرح اسپر غلبہ پانا دشوار ہے۔ معاویہ بن حُدیج کو کہلا بھیجا کہ یکبارگی سب لشکر ایکر ابر ٹوٹ پڑو۔ معاویہؓ نے کل لشکر کے ساتھہ کنانہ بن بشر کو چارون طرف سے قلعہ بند کر لیا اور چوطرفی مار پڑنے لگی۔ یہہ بیچارے کل دو ہزار تھے اور شامی سہ چند۔ پھر بھی کنانہ کے ہمراہی نہایت جوانمردی سے جواب دیتے تھے اور اونکا منہ پھیر دیتے تھے مگر کرتے کیا غنیم نے بے طرح

گھیر لیا تھا۔ کنانہ نے جب یہ حالت دیکھی تو مع اپنے ہمراہیونکے گھوڑونسے اوتر پڑے اور تلوار کھینچکر داد شجاعت دی یہانتک کہ شہید ہوگئے۔ جب انکی شہادت محمد کو معلوم ہوئی تو اونکے ساتھی انکو اکیلا چھوڑ کر چل دیئے اور عمرو بن العاصؓ انکے مقابل ہوے۔ یہ بیچارہ تن تنہا کیا کرسکتے تھے اپنی جان لیکر معرکہ سے نکل کھڑے ہوے۔ جاتے جاتے راستہ سے ہٹکر ایک کھنڈر مین جا چھپے۔ عمرو بن العاصؓ نے پیچھا کیا جب نہ پایا تو فسطاط مین داخل ہوے اور وہان ٹھیر گئے۔ معاویہ بن حدیج محمد کو ڈھونڈھتے ہوے اسی کھنڈر کے متصل جا نکلے راستہ پر کچھ لوگ نظر آے اونسے دریافت کیا ایک نے کہہ دیا کہ مین اس کھنڈر مین گیا تھا وہان ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا مین نہین جانتا کہ کون ہے۔ معاویہ نے کہا وہ محمد ہونگے آخر انکے ہمراہی کھنڈر مین گھس پڑے اور اونکو گرفتار کر لاے۔ غریب شدت پیاس سے بدحواس قریب المرگ ہو رہے تھے۔ گرفتار کرکے فسطاط پہونچاے گئے۔ انکے سوتیلے بھائی عبدالرحمن شامیونکے لشکر مین تھے بھائی کو اس حال مین دیکھکر عمرو بن العاصؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا۔ کیا میرا بھائی اس طرح بے بس کرکے مارا جائیگا۔ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا ابن حدیج کے پاس کسیکو بھیجکر منع کرادو کہ وہ محمد کو قتل نہ کرین۔ عمرو بن العاصؓ نے ابن حدیج کے پاس آدمی بھیجکر محمد کو اپنے پاس بلالیا اور عبدالرحمن سے کہا۔ تمنے کنانہ کو قتل کیا۔ مین محمد کو چھوڑ دون؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے جب دونون برابر ہین تو ایک کو مارنا ایک کو زندہ چھوڑنا کیا معنی۔ یہ بھی قتل کیے جائینگے۔ محمد نے یہان آتے ہی پانی طلب کیا۔ معاویہ نے جواب دیا۔ اگر مین تمکو ایک قطرہ بھی پانی کا پلاؤن تو خدا مجھکو کبھی پانی نہ پلاے۔ تم لوگون نے حضرت عثمانؓ پر پانی بند کرکے اونکو پیاسا قتل کیا تھا۔ واللہ مین تمکو ابھی قتل کرتا ہون۔ تم خدا کے گھر گرم پانی اور پیپ خون دوزخیونکا پینا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اے یہودی بچہ

اے جولاہن کے لونڈے۔ یہ تیرے بس کی بات نہین۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستونکو (نہر سلسبیل وتسنیم سے) سیراب کریگا اور اوسکے دشمن تو اور تیرے یار دوزخ کا گرم پانی اور خون پیپ پئینگے۔ اگر میرے ہاتھہ مین اسوقت تلوار ہوتی تو تیری تو کیا مجال تیری لشکر والے بھی اتنی قدرت نہ پاتے کہ مجھکو اس طرح گرفتار کرکے یہ باتین سناتے۔ ابن حدیج نے کہا۔ تجھکو خبر ہے کہ مین تیرے ساتھہ اب کیا معاملہ کرونگا۔ تجھکو گدہے کی کھال مین بھر کر جلاؤنگا۔ جواب دیا۔ کیا پرواہ ہی۔ اگر مجھکو اس طرح ماریگا تو عجب کیا۔ تم لوگون نے تو انبیاء اللہ کے ساتھہ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ مجھکو خدائے قادر مطلق منتقم حقیقی کے انصاف سے امید ہے کہ تو اور تیرے یار معاویہؓ اور عمروؓ دوزخ کی دہکتی آگ مین پڑینگے۔ جب وہ بجھنے کے قریب ہو گی خداوند تعالےٰ اور ایندہن کا اضافہ کرکے اوسکو تیز کردیگا" معاویہ انکے اس سخت جواب سے پر غضب ہوے اور انکو قتل کرکے ایک مردہ گدہی کی کھال مین بھر کر آگ مین پھونک دیا (ابن اثیرؒ) یہ جنگ موضع منشارہ مین ہوئی اور محمد بمقام کوم شریک جلائی گئے۔ بعضی کہتے ہین کہ انکے بدن مین کچھہ جان باقی تہی کہ اوسی حالت مین آگ مین جھونک دیا (مسعودیؒ)

بعضی کہتے ہین کہ محمد عمرو بن العاصؓ اور اونکے ہمراہیون سے خوب لڑے جب کنانہ شہید ہوگئے تو یہہ بھاگ کر جبلہ بن مسروق کے گھر مین چھپ رہے۔ لوگون نے معاویہ کو خبر کردی۔ اونہون نے جاکر جبلہ کا مکان گھیر لیا۔ محمد باہر نکلے اور یہانتک لڑے کہ شہید ہوگئے۔

جناب علی مرتضیٰؓ کی پاس جسوقت انکا خط پہونچا تھا تو آپنے جواب دیکر خود تیاری لشکر مین توجہ فرمائی اور لوگونکو جمع کرکے لڑائی پر ترغیب دی اور فرمایا کہ ہمارے ساتھہ بمقام جرعہ چلو۔ دوسرے دن علی الصباح آپ جرعہ کی طرف روانہ ہوے وہان پہونچکر دوپہر دن چڑہے تک کوفیونکا انتظار کیا مگر ایک تنفس بھی نہ آیا۔ مجبور حزین وملول خاطر واپس آے اور پھر

سپہر کے وقت سرداران قبائل کو جمع کرکے غمگین حالت مین یہہ تقریر کی "الحمد للہ۔ جو اوسنے چاہا کیا۔ اور اپنے فعل پر قادر ہوا اور مجھکو تم لوگونمین مبتلا کیا۔ اے اہل قریہ تم میری اطاعت نہین کرتے اور میرے بلانے پر نہین آتے اب تمکو مصر کے معاملہ مین کسکا انتظار ہے جہاد تمہارے ذمہ واجب ہے۔ واللہ اگر موت آجاوے اور مجھکو تم لوگونسے جدا کردے تو خیر مجبوری ہے ورنہ مین تمہارا ساتھہ چھوڑنے والا نہین۔ افسوس۔ تمکو اب کیا ہوگیا ہے۔ کیا تم نے دین قدیم چھوڑ دیا اور اتفاق نے تم سے کوچ کیا۔ کیا تمہارے اندر اب حمیت اسلامی۔ ہمدردی قومی باقی نہین رہی (حیف صد حیف) تم سنتے ہو کہ دشمن تمہارے شہرونمین گھس آے اور رات دن تمپر لوٹ مار کرتے ہین مگر تمہارے کان پر جون تک نہین رینگتی۔ کیا یہہ تعجب خیز حیرت انگیز نہین ہی کہ معاویہ دیہاتی سنگدل۔ گنوارونکو بلاتے ہین اور وہ بدون اسکے کہ سالانہ وظائف یا مزدوری واجرت پاتے ہون بیدرنگ سال مین ایک بار یا دو تین مرتبہ جب موقع پڑتا ہے لڑنے مرنے پر ساتھہ ہوجاتے ہین اور مین تمکو بلاتا ہون اور جنگ پر کسد رجہ ترغیب دیتا ہون حالانکہ تم بمقابلہ اہل شام کے صاحب عقل وتمیز ہو۔ وظائف مقررہ کے علاوہ تمکو تمہاری محنت کی مزدوری بھی ہر مرتبہ اموال غنیمت سے خاطرخواہ ملتی رہتی ہے مگر لڑائی کے نام سے جی چراتے ہو اور مجھکو چھوڑکر گھر بیٹھہ رہتے ہو۔ میری نافرمانی کرتے اور میری مخالفت پر آمادہ رہتے ہو" اس تقریر کو سنکر کعب بن مالک ارجی اوٹھے اور عرض کیا کہ آپ لوگونکو اسی وقت بلائین۔ مین ابھی چلنے کو حاضر ہون۔ مین اسی دن کے لئے گویا زندہ رہا ہون۔ پھر اور لوگونکی طرف مخاطب ہوے اور کہا۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اپنے امام کا کہنا مانو۔ اونکے بلانے پر اونکی مدد کرو۔ اونکے دشمن سے لڑو اور مین تو دشمن کی طرف نکلتا ہون۔ انکے ساتھہ دو ہزار جوان جانباز لڑنے کو تیار ہوگئے۔ امیر المومنین رضہ نے

فرمایا۔ تم لوگ مصر کی طرف روانہ ہو مگر خدا کی قسم۔ میرا خیال یہہ ہے کہ تم اون تک نہ پہونچ سکوگے اور اونکا خاتمہ ہوجاویگا۔ ابن مالک نے دو ہزار کی جماعت سے تھوڑاہی راستہ طے کیا ہوگا کہ حجاج بن غزیہ انصاری مصر سے آتے ہوے راستہ مین مل گئے۔ اونکی زبانی محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت معلوم ہوئی۔ اسی اثنا مین عبدالرحمن بن شبیب فزاری جو حضرت علیؓ کی طرف سے شام مین بغرض جاسوسی مقیم تھے کوفہ مین داخل ہوئے۔ انہون نے بہی محمد بن ابی بکرؓ کا قتل ہونا۔ عمرو بن العاص کا مصر پر قبضہ پانا اور اہل شام کا محمد کے قتل پر خوش ہونا مفصل طور پر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جسقدر اہل شام کو خوشی ہوئی اوسیقدر مجھکو غم وصدمہ ہی بلکہ اونکی مسرت سے چند حصہ زیادہ مجھکو غم ہے۔ جسوقت سے ان لوگون کی لڑائی ہوئی ہے مجھکو اس درجہ کسی کے مرنے کا افسوس نہوا۔ محمد میرے پروردہ میرے بہتیجہ تھے مین اونکو اپنا لڑکا سمجھتا تہا وہ بہی مجھکو مانتے تھے میرے مطیع وفرمانبردار تھے۔ ایسے شخص کے جانیکا جسقدر غم ہو کم ہے۔ ہم صبر کرتے ہین اور اللہ تعالی سے امیدوار اجر وثواب ہین اوسیوقت آپنے مالک کو جو مصر کو جارہا تہا واپس بلالیا۔ بعدازان سب لوگون کو جمع کرکے فرمایا۔ اے لوگو۔ تم کو کچہ خبر بہی ہے کہ مصر کا کیا حال ہوا۔ مصر پر ظالمون۔ بدکارون۔ باغیون کا قبضہ ہوگیا اور وہ لوگ اوسکے مالک ومتصرف ہوگئے جو راہ خدا سے روکتے اور اسلام مین بغاوت وسرکشی کا طریقہ جاری کرتے اور اسلام مین کجی وگمراہی پیدا کرنا چاہتے ہین۔ خبردار ہوجاؤ۔ محمد بن ابی بکرؓ شہید ہوگئے۔ ہم اللہ تعالی سے اس رنج وصدمہ کا ثواب چاہتے ہین۔ قسم بخدا۔ محمد وہ شخص تھے کہ حکم قضا وقدر کے منتظر۔ اوسپر راضی وصابر وشاکر اونکے اعمال وافعال بہ نیت ثواب آخرت ہوتے تھے وہ فاجر وبدکار کو دشمن جانتے اوسکی وضع وقطع سے نفور تھے۔ مسلمانی عادت وطریق اونکو محبوب ومرغوب تہی۔ بخدا۔

مین اپنے نفس کو تقصیر نصرت و مدد محمد بن ابی بکرؓ پر ملامت نہین کرتا مین شدائد حرب سے واقف ہون۔ مین جنگ و حرب پر اقدام و جرأت کرتا ہون۔ طریق ہوشیاری سے بخوبی آگاہ ہون تمکو معاملات جنگ مین رائے صائب دیتا ہون اسوقت بہی تم لوگونکو علانیہ پکارتا رہا اور مثل ایک فریاد کرنے والے کے بلاتا رہا مگر افسوس۔ اب کوئی میری فریاد نہین سُنتا اور میرے حکم کی اطاعت نہین کرتا یہانتک کہ میرے کام انجام کار برے اور خراب ہو جاتے ہین۔ تم لوگ جیسے سابق مین تہے اب ویسے نہین رہے تم لوگونکی بدولت اگر کوئی اپنے دشمن سے بدلا یا خون کا معاوضہ طلب کرنا چاہے تو کیا ممکن ہے کہ کامیاب ہو؟ آج کچھ اوپر پچاس راتین گذرین کہ مین تمکو تمہارے بہائیون کی مدد کو بلاتا رہا مگر تم مین سے ایک بہی اپنی جگہ سے نہ ٹلا۔ تم بیٹھے ہوے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے اور زمین سے اس درجہ بھاری و گران ہو کر چپٹے کہ گویا اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور ثواب آخرت حاصل کرنے کی بالکل نیت نہین۔ پہر میرے اصرار و تاکید بلیغ سے کچھ لوگ ایک چھوٹا سا لشکر مرتب کر کے نکلے بہی تو اس طرح کہ موت کے منہ مین زبردستی ڈھکیلے جاتے ہون۔ تف ہے تم پر اور تمہاری پست ہمتی پر اور بزدلی و سستی پر۔ - یہ تقریر ختم کر کے بادل بریان و چشم گریان سراپا تصویر اندوہ و غم تشریف لے گئے۔

محمد بن ابی بکرؓ ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ مین بمقام ذی الحلیفہ پیدا ہوے۔ یہ زمانہ حجۃ الوداع کا تہا۔ آپ کی والدہ بہی حضور نبویؐ کے ہمراہ حجۃ الوداع مین شریک ہوئین۔ مدینہ منورہ سے جاتے ہوے راستہ مین آپ پیدا ہوے۔ آپکی والدہ اسماء بنت عمیس ہین۔ بعد وفات جناب ابو بکر صدیقؓ اسماء بنت عمیس حضرت علیؓ کے نکاح مین آئین۔ محمد گود مین تہے جناب علی مرتضیٰؓ نے انکو پرورش کیا۔ اس طرح یہ آپکے ربیب ہین۔ ماہ صفر ۳۸ھ مین شہادت پائی

انکی کنیت ابو القاسم ہے منجملہ عابدین اہل قریش ہین بصرف اسیقدر انکی نسبت نقص پیدا ہوگیا کہ محاصرہ جناب عثمانؓ مین شریک تھے (ضمیمہ) (راقم) مگر انکا بعد کو تائب ہونا اور اپنے گناہ پر نادم ہونا ثابت ہے۔

انکے آگ مین جلائے جانیکا سبب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی بد دعا ہے۔ بروز جمل انہون نے ام المومنینؓ کے ہودہ مین ہاتھ ڈالا تھا۔ ام المومنینؓ نے انکو پہچانا نہین بد دعا دی کہ جسکا ہاتھ ہے خدا اوسکو آگ مین جلا دے۔ انہون نے کہا بہن مین تمہارا بھائی ہون۔ یہہ بد دعا نہ دو بلکہ کہو دنیا کی آگ مین جلایا جاؤن۔ آپنے فرمایا۔ دنیا کی آگ مین جلے۔ یہی بد دعا تھی کہ دنیا کی آگ مین جلنا پسند کیا اور آتش آخرت سے محفوظ رہے۔ بعد جلانے کے انکو اوسی مقام پر دفن کردیا۔ ایک برس بعد انکا غلام وہان گیا اور قبر کھود کر لاش نکالنا چاہی مگر صرف سر پایا اوسیکو لیجا کر زیر منارۂ مسجد نبوی دفن کردیا۔

جب آپ شہید ہوے تو آپکے غلام سالم آپکا پیراہن لیکر مدینہ مین پہونچے۔ تمام مرد و زن اس حادثہ کی خبر سنکر انکے گھر مین جمع ہوے۔ ام المومنین ام حبیبہؓ نے ایک دنبہ ذبح کرا کر اوسکا گوشت بھنوایا اور جناب ام المومنین عائشہؓ کے گھر بطور طعام تعزیت بھیجا اور کہا۔ تمہارا بھائی غریب اسی طرح آگ مین بھونا گیا۔ جناب صدیقہؓ نے اوسیوقت سے بھنا ہوا گوشت کھانا ترک کردیا۔

حضرت اسماءؓ والدہ محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے فرزند کی خبر موت سنکر اس درجہ صبر و ضبط سے کام لیا کہ آپکی پستان پک کر پھوڑا ہوگیئن (آہ۔ یہ بیٹے کا داغ تھا۔ خدا کسی دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔)

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کو عمرو بن العاص کے

اے لوگو۔ خبردار اپنے امام کی طاعت اور جماعت متفقہ اہل اسلام سے علیحدہ نہ ہونا۔ ہرگز اپنے امام المسلمین امیرالمومنین کی بیعت نہ توڑ بیٹھنا ورنہ تم خود بلاو مصیبت مین پڑ جاؤگے عباس بن صحار عبدی کی قوم تو جناب علی مرتضیٰ کی موافق وجان نثار تہی مگر یہ اپنی قوم کی برخلاف تہے۔ کہڑے ہوکر بولے۔ صاحبو! مین ابن حضرمی کا مددگار ہون۔ ہاتہہ سے زبان سے ہر طرح حاضر ہون۔ انکی مخالفت مین مثنی بن مخرّبہ عبدی (انکے ہم قوم) للکار کر بولے۔ اے ابن حضرمی۔ تم ہوشیار رہو تم ابن صحار کے غرّہ پر نہ رہنا۔ واللہ۔ تم جہان سے آئے ہو فوراً واپس جاؤ ورنہ ہم اپنی تلوارون اور نیزونکے ساتہہ تم سے جہاد کرینگے۔ ابن حضرمی (اپنا ہمی مخالفت اور عام شورش سے ڈر کر) صبرہ بن شیمان سے مخاطب ہوکر بولے تم عرب کے نامی اشخاص مین سے ہو تم میری مدد کرو۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر تم میرے گہر مین اوترتے تو بیشک مین ہر طرح تمہارا مددگار ہوتا۔

زیاد بن ابیہ یہہ رنگ ڈہنگ دیکہکر فتنہ برپا ہونے سے ڈرے حصین بن منذر و مالک بن مسمع کو بلاکر کہا۔ اے سرداران بکر بن وائل آپ امیرالمومنین علیؑ کے انصار معتمد علیہ ہین۔ آپنے دیکہا۔ ابن حضرمی کی ذات سے کس درجہ فتنہ برپا ہوا اور لوگ کسقدر انکی طرف مائل ہوگئے۔ جبتک امیرالمومنین کا کوئی حکم آوے آپ میری مدد وحمایت کرین اور ابن حضرمی اور انکے ہمراہیونکے ہاتہہ سے بچائین حصین بن منذر نے تو قبول کیا مگر مالک بن مسمع نے ٹالنے کے طور پر کہا۔ آپ دیکہتے ہین کہ مین تنہا نہین ہون بلکہ اور لوگ بہی میرے شریک ہین مین اونسے بہی رائے لے لون جب آپکو جواب دونگا۔ مالک دل سے بنی امیہ کیجانب مائل تہے۔ زیاد انکا جواب سست اور انکی طرف سے ڈہیل ڈہال دیکہکر غور کرنے لگے کہ اب کیا کرین یہہ خیال کیا کہ اگر ربیعہ برخلاف ہوگئے تو مشکل پڑیگی لہذا انکو ملانا چاہیے

یہہ تجویز کر کے صبرہ بن شیمان حدانی ازدی سے درخواست کی کہ انکو اور بیت المال کو اپنے امن و حفاظت مین لے لین۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر خزانہ میرے گھر مین اوٹھا لاؤ تو مین اوسکی اور تمہاری حفاظت کرونگا۔ زیاد خزانہ اور منبر صبرہ کے گھر حدان مین اوٹھوا لیگئے تو وہی اونہین لوگو نمین مقیم ہوئے۔ نماز جمعہ مسجد حدان مین پڑہتے تھے۔ کھانا پکوا کر لوگونکو کھلاتے تھے ایک روز زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ابن حضرمی اپنے ارادہ سے باز رہنے والے نہین اور ضرور لڑینگے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ اونکے ہمراہی کیا ارادہ رکھتے ہین۔ زیاد جب نماز پڑہ چکے اور مسجد مین بیٹھے لوگ انکی پاس آگئے۔ جابر نے کہا۔ اے سرداران ازد۔ قبیلہ تمیم والونکو بڑا غرہ ہے۔ اپنی قوت و طاقت کے آگے دوسرونکو کچہہ مال نہین سمجھتے۔ وہ کہتے ہین کہ لڑائی مین ہم سے زیادہ صابر۔ مضبوط کوئی نہین۔ ازد کی کیا حقیقت ہے، وہ ہمارا مقابلہ کیا کر سکتے ہین۔ مجھکو یہہ خبر لگی ہے کہ تمیم تمپر حملہ کرکے اونکو جو تمہاری پناہ مین ہین جبراً تمسے چہین لیجاوین۔ اگر ایسا اونہون نے کیا تو تم کیا کروگے اور تمہاری کیا بات رہیگی اور تم زیاد کو اپنی پناہ مین لے چکے ہو اور بیت المال بہی تمہاری حفاظت مین آگیا ہے۔ اب اسکی نگہبانی بہی مقدم ہے۔ صبرہ بن شیمان بول اوٹھے۔ وہ اگر شیر مرد ہین تو یہان بہی شیر درہین۔ اگر احنف آئین تو مین انکے واسطے موجود ہون۔ اگر اونکے اور دوسرے حامی و مددگار آئین تو مین حاضر ہون۔ اگر وہ اپنے جوان نوعمر ونکو بہیجین تو یہان بہی بفضل الٰہی اونکے جوڑ کے پٹھے تیار ہین۔

زیاد نے حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت مین لکھہ بہیجا۔ آپنے کوفہ سے اعین بن ضبیعہ مجاشعی تمیمی کو بصرہ مین بہیجدیا تاکہ اپنی قوم تمیم کو ابن حضرمی سے الگ کرلین اور اگر تمیم نہ مانین تو اونسے لڑین اور امیر المومنین کے فرمانبردار قبائل سے انکے دفع کرنے پر مدد لین۔ زیاد کو بہی

اے لوگو۔ خبردار اپنے امام کی طاعت اور جماعت متفقہ اہل اسلام سے علحدہ نہ ہونا۔ ہرگز اپنے امام المسلمین امیر المومنین رضی کی بیعت نہ توڑ بیٹھنا ورنہ تم خود بلا و مصیبت مین پڑ جاؤگے عباس بن صحار عبدی کی قوم تو جناب علی مرتضیٰ کی موافق و جان نثار تھی مگر یہ اپنی قوم کی برخلاف تھے۔ کھڑے ہو کر بولے۔ صاحبو! مین ابن حضرمی کا مددگار ہون۔ ہاتھ سے۔ زبان سے ہر طرح حاضر ہون۔ انکی مخالفت مین مثنیٰ بن مخرمہ عبدی (انکے ہم قوم) للکار کر بولے۔ اے ابن حضرمی۔ تم ہوشیار رہو تم ابن صحار کے غرہ پر نہ رہنا۔ واللہ۔ تم جہان سے آے ہو فوراً واپس جاؤ ورنہ ہم اپنی تلوارون اور نیزونکے ساتھ تم سے جہاد کرینگے۔ ابن حضرمی (باہمی مخالفت اور عام شورش سے ڈرکر) صبرہ بن شیمان سے مخاطب ہو کر بولے تم عرب کے نامی اشخاص مین سے ہو تم میری مدد کرو۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر تم میرے گھر مین اوترتے تو بیشک مین ہر طرح تمہارا مددگار ہوتا۔

زیاد بن ابیہ یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر فتنہ برپا ہونے سے ڈرے حصین بن منذر و مالک بن مسمع کو بلا کر کہا۔ اے سرداران بکر بن وائل آپ امیر المومنین علی رض کے انصار معتمد علیہ ہین۔ آپنے دیکھا۔ ابن حضرمی کی ذات سے کس درجہ فتنہ برپا ہوا اور لوگ کسقدر انکی طرف مائل ہو گئے۔ جبتک امیر المومنین کا کوئی حکم آوے آپ میری مدد و حمایت کرین اور ابن حضرمی اور انکے ہمراہیونکے ہاتھ سے بچائین حصین بن منذر نے تو قبول کیا مگر مالک بن مسمع نے ٹالنے کے طور پر کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ مین تنہا نہین ہون بلکہ اور لوگ بھی میرے شریک ہین مین اونسے بھی راے لے لون جب آپکو جواب دونگا۔ مالک دل سے بنی امیہ کیجانب مائل تھے۔ زیاد انکا جواب سست اور انکی طرف سے ڈھیل ڈھال دیکھکر غور کرنے لگے کہ اب کیا کرین پھر خیال کیا کہ اگر ربیعہ برخلاف ہو گئے تو مشکل پڑیگی لہذا انکو ملانا چاہیے

یہہ تجویز کرکے صبرہ بن شیمان حدانی ازدی سے درخواست کی کہ انکو اور بیت المال کو اپنے امن و حفاظت مین لے لین۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر خزانہ میرے گھر مین اوٹھا لاؤ تو مین اوسکی اور تمہاری حفاظت کرونگا۔ زیاد خزانہ اور منبر صبرہ کے گہر حدان مین اوٹھوا لیگئے خود بہی اونہین لوگونمین مقیم ہوئے۔ نماز جمعہ مسجد حدان مین پڑہتے تہے۔ کہانا پکوا کر لوگونکو کہلاتے تہے ایک روز زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ابن حضرمی اپنے ارادہ سے باز رہنے والے نہین اور ضرور لڑینگے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ اونکے ہمراہی کیا ارادہ رکھتے ہین۔ زیاد جب نماز پڑہ چکے اور مسجد مین بیٹھے لوگ انکے پاس آگئے۔ جابر نے کہا۔ اے سرداران ازد۔ قبیلہ تمیم والونکو بڑا غرہ ہے۔ اپنی قوت و طاقت کے آگے دوسرونکو کچہہ مال نہین سمجھتے۔ وہ کہتے ہین کہ لڑائی مین ہم سے زیادہ صابر۔ مضبوط کوئی نہین۔ ازد کی کیا حقیقت ہے، وہ ہمارا مقابلہ کیا کر سکتے ہین۔ مجھکو یہہ خبر لگی ہے کہ تمیم تم پر حملہ کرکے اونکو جو تمہاری پناہ مین ہین جبرًا تمسے چہین لیجاوین۔ اگر ایسا اونہون نے کیا تو تم کیا کروگے اور تمہاری کیا بات رہیگی اور تم زیاد کو اپنی پناہ مین لے چکے ہو اور بیت المال بہی تمہاری حفاظت مین آگیا ہے۔ اب اسکی نگہبانی بہی مقدم ہے۔ صبرہ بن شیمان بول اوٹھے۔ وہ اگر شیر مرد ہین تو یہان بہی شیر دہین۔ اگر احنف آئین تو مین انکے واسطے موجود ہون۔ اگر اونکے اور دوسرے حامی و مددگار آئین تو مین حاضر ہون۔ اگر وہ اپنے جوان نوعمرونکو بہیجین تو یہان بہی بفضل الٰہی اونکے جوڑ کے بیٹھے تیار ہین۔

زیاد نے حضرت علی مرتضیٰ رض کی خدمت مین لکہہ بہیجا۔ آپنے کوفہ سے اعین بن ضبیعہ مجاشعی تمیمی کو بصرہ مین بہیجدیا تاکہ اپنی قوم تمیم کو ابن حضرمی سے الگ کرلین اور اگر تمیم نہ مانین تو اونسے لڑین اور امیر المومنین رض کے فرمانبردار قبائل سے انکے دفع کرنے پر مدد لین۔ زیاد کو بھی

یہی مضمون لکھا۔ اعین بصرہ مین پہونچکر زیاد کے پاس اوترے اور اپنی قوم اور دیگر قبائل کو جمع کرکے ابن حضرمی کے پاس گئے۔ اونسے بحث کرتے رہے بہت کچھہ سمجھایا۔ دن بھر ابن حضرمی کے ساتھہ گفتگو ہوتی رہی اور سخت کلامی گالی گلوج تک نوبت پہونچی شام کو جاے قیام پر واپس آے۔ رات کو اعین کے پاس چند لوگ آے جو خارجی تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ابن حضرمی نے انکو اعین کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ اعین سے گفتگو کرتے رہے پھر دہوکے سے انکو قتل کرکے نکل گئے۔ جب اعین مارے گئے زیاد نے چاہا کہ اپنے لوگونکو لیکر ابن حضرمی پر حملہ کرین مگر تمیم انکے قصد پر مطلع ہو گئے اور ازد سے کہلا بھیجا کہ جو لوگ تمہاری پناہ مین ہین ہم اونسے متعرض نہین ہوتے پہر کیا وجہ ہی کہ جو ہماری پناہ مین ہون تم اونسے تعرض کرنا چاہتے ہو۔ ازد لڑائی سے رکے اور جواب دیا کہ اگر تمیم ہماری ہمسایہ سے تعرض کرینگے تو بیشک اوسوقت ہم اونکو روکینگے اور اپنے ہمسایہ اور پناہ لینے والونکی حمایت کرینگے۔ اس طرح طرفین ایک دوسرے کی جنگ سے باز رہے۔ زیاد کو جب ان لوگونکی مدد سے مایوسی ہوئی تو امیر المومنین کی خدمت مین پوری کیفیت اور اعین کا قتل ہونا لکھہ بھیجا آپنے اس مرتبہ جاریہ بن قدامہ سعدی تمیمی کو پچاس ور بروایتے پانچسو بنی تمیم کے ہمراہ روانہ کیا اور زیاد کو لکھا کہ تم جاریہ کی مدد کرنا۔ جاریہ بصرہ مین پہونچکر زیاد سے ملے۔ انہون نے انکو اعین والے مقدمہ سے ڈرایا اور کہا۔ ذرا ہوشیار رہنا جاریہ ازد مین داخل ہوے۔ زیاد اور بیت المال کی حفاظت پر انکو شاباشی دی اور کہا جزاکم اللہ خیرا۔ ایسا ہی چاہیئے جسوقت کہ اور لوگ حق سے جاہل رہے تم نے حق کو خوب پہچانا۔ پہر جناب علیؑ کا فرمان پڑہ کر سنایا اوسمین انکو دہمکی اور لعنت ملامت لکھی تھی اور یہہ بھی لکھا تھا کہ مین آتا ہون اور پہر ایسا واقعہ تمپر پیش آویگا کہ جنگ جمل اوسکے سامنے

فراموش کردوگے۔صبرہ بن شیمان نے کہا۔ہم امیرالمومنینؑ کے علم کے گوش دل سے سننے والے
اورجان سے اطاعت کرنیوالے ہین۔جوامیرالمومنینؑ کا دشمن ہے اوسکے واسطے ہم لڑائی
ہین اورجس سے امیرالمومنین صلح کرلین ہم بھی اوسکے حق مین صلح ہین۔

جاریہ اپنی قوم تمیم مین گئے اورامیرالمومنینؑ کا خط سنایا۔اکثر انکے تابع ہوگئے۔جاریہ
اپنے تابعین اور قبیلہ ازد کولیکر ابن حضرمی کے مقابلہ پر نکلے۔ابن حضرمی کے سواروں کے
سردار عبداللہ بن خازم سلمی تھے۔ایک گھنٹہ خوب لڑائی رہی۔شریک بن اعور حارثی جاریہ سے
مل گئے۔ابن حضرمی شکست کھاکر بھاگے اور قصر سنبیل مین جاکر مع ابن خازم کے قلعہ بند
ہوے۔ابن خازم کے پاس اونکی والدہ جو حبشیہ تھین دوڑی آئین۔ابن خازم سے کہاکہ میرے
ساتھ یہانسے چل مگر انکار کرنے پر کہنے لگین۔تجھکو خدا کی قسم کہ تو میرے ساتھ چل ورنہ مین ابھی سبکے
سامنے کپڑے اوتارکر ننگی ہوئی جاتی ہون۔مجبور ابن خازم مان کے ساتھ چلے آے اوراس
جھگڑے سے نجات پائی۔جاریہ نے اوس محل مین آگ لگادی۔ابن حضرمی مع ستر آدمیونکے
جلکر بھسم ہوگئے اور زیاد قصر خلافت مین واپس آے۔یہ محل قدیم زمانہ سے اہل فارس کا بنایا
ہواتھا۔اب اسوقت سنبیل سعدی کا تھا اور وہی اسپر قابض تھے۔عمارت عالیشان۔گرد
اسکے خندق کھدی تھی۔جل کرمرنے والونمین دباع بن بدر حارثہ بن بدر کے بھائی بھی ہین۔

قصہ خریت بن راشد ناجی وبنی ناجیہ

یہ اپنی قوم کا سردار تھا تین سو بنی ناجیہ اسکے رفیق ومطیع تھے۔خریت ناجی واقعہ جمل مین مع
اپنی قوم کے بصرہ سے نکلکر امیرالمومنین علیؑ کا شریک ہوا پھر صفین مین آپکے لشکر مین ہوکر اہل
شام سے لڑتا رہا بعد تفرقہ حکمین آپکے ساتھ کوفہ واپس آیا اور تا فیصلہ مقیم رہا۔اسوقت تک
ہر طرح آپکا مطیع سمجھا جاتا تھا۔خدا جانے کیا شامت سوار ہوئی کہ خواہ مخواہ یک بیک جناب علیؑ کی

مخالفت پر اوٹھہ کہڑا ہوا۔ ایک روز اپنی قوم کے تیس سوار لئے ہوے آپکی خدمت مین حاضر ہوا
اور بکمال بیباکی منہ در منہ کہنے لگا۔ اے علیؓ۔ واللہ۔ مین اب تمہارا مطیع نہین۔ آج سے
تمہارے پیچہے نماز نہ پڑہونگا اور کل تمہارے شہر سے نکل جاؤنگا۔ آپنے فرمایا۔ کمبخت خدا کرے
تو تباہ ہو۔ تیری مان تجھکو روے۔ میرا کوئی نقصان نہ ہوگا تو ہی خدا کا نافرمان۔ اوسکا عہد
توڑنے والا ہے۔ اسکا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ یہ تجھکو بیٹہے بٹہاے سوجہی کیا۔ کیون
بادیہ ضلالت مین گمراہ ہوتا ہے۔ اپنے شبہات و شکوک مجہپر ظاہر کر۔ خریت نے جواب دیا۔
تمہارا قصور خوب میرے ذہن نشین ہوگیا کہ تم نے تقرر حکم مین خطا کی۔ امور حقہ مین ضعف و
کاہلی روا رکہی۔ ظالمونکے کہنے پر مائل ہوے اسوجہ سے مین تمکو چہوڑے دیتا ہون۔ اہل شام کو
بہی دشمن جانتا ہون اور تم دونون فریق سے بیزار ہوکر جدا ہوتا ہون۔ ارشاد ہوا۔ ای مرد
نادان۔ ذرا صبر کر میرے پاس بیٹہ جا مین تجہسے قرآن وحدیث کی رو سے بحث کرکے تیرے
شکوک دفع کئے دیتا ہون اور جو خیالات تیری گمراہی کا باعث ہوے ہین اونکو ظاہر کرکے
تیرے دل کو کدورت عقائد باطلہ سے صاف کردونگا۔ مین اس کام سے خوب واقف ہون
شائد ایسا ہو کہ جن باتونکا تو اسوقت منکر ہے اونہین کے حق ہونے کا قائل ہوجاے۔
خریت بولا۔ اسوقت تو مین جاتا ہون پہر دوسرے وقت تمہارے پاس آؤنگا اور تمہاری
باتین سنونگا۔ فرمایا۔ ایسا نہو کہ شیطان تجھکو بہکادے اور جہال کی باتونمین آکر ذلیل و خوار
ہو۔ بخدا۔ اگر طلب رشد و راہ صواب کا طالب ہے اور میری بات قبول کریگا تو مین تجھکو راہ حق
دکہلادونگا۔ خریت نے اصلا توجہ نہ کی سیدہا اپنے گہر گیا اور اوسی شب کو مع رفقا و احباب کے
کوفہ سے نکلکر چلتا ہوا۔ صبح جب آپکو معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خدا کی رحمت سے اونکو دوری ہوئی جیسا کہ
قوم ثمود رحمت الٰہی سے دور پڑگئی۔ آج شیطان نے اونکو ورغلا کر گمراہ کیا۔ کل اون سے

بیزار ہوجاویگا۔ زیاد بن خصفہ بکری نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔اس جماعت قلیل کے نکل جانیکا ہمکو کوئی غم نہین ہی کیونکہ اس مقدار کے ملے رہنے سے کچھہ ہماری تعداد کثیر نہ تہی نہ انکی نکل جانے سے کچھہ کمی ہوئی ہان اونکی تعداد ناقص ہوئی لیکن انکے جانے سے خوف ہے تو یہ ہے کہ یہ ہمارے مطیعین سے ملکر جماعت کثیرہ کو بگاڑینگے اور جو لوگ امیر المومنین کی اطاعت قبول کرکے آنے والے ہین وہ بہی انکے بہکانے سے رک رہین گے۔ امیر المومنین اگر مجھکو اجازت دین تو مین پیچہا کرکے انکو آپکے حضور مین جس طرح ممکن ہو واپس لاؤن۔ ارشاد ہوا۔ تمکو یہ بہی معلوم ہے کہ وہ لوگ کدہر گئے ہین۔ عرض کیا۔ نہین۔ مگر مین پوچہتا ہوا اونکے نشانات منزل وجای قیام دیکہتا چلا جاؤنگا۔ حکم ہوا۔ اگر یہہ ہمت ہے تو بسم اللہ جاؤ خدا تمکو اس ارادہ مین کامیاب کرے اور اس کار خیر کا اجر عظیم عنایت فرماے مگر سردست یہانسے نکلکر دیرابی موسیٰ مین ٹہیرو۔ جسوقت میرا حکم تمکو پہونچے آگے کا قصد کرنا۔ مین بہی اون لوگونکا پتہ لگاتا ہون اگر وہ ظاہر وآشکارا ہوکر کہین گئے ہین تو میرے عمال اونکا حال ضرور لکہین گے۔ زیاد اجازت پاکر گھر آئے اور اپنے یارون کو جمع کرکے اپنا قصد ظاہر کیا۔ ایکسو تیس جوان ہمراہ ہوے۔ زیاد نے کہا۔ اسقدر جماعت ہمکو کافی ہے اور اتنے آدمی اونکے مقابلہ کو بہت ہین۔ زیاد اس جماعت کے ہمراہ دیرابی موسیٰ مین آکر فروکش ہوے۔ ادہر جناب امیر المومنین کے پاس قرظہ بن کعب انصاری کا خط آیا اوسمین لکہا تہا کہ خریت مع اپنے یارون کے نفر کی جانب گیا ہے ان لوگون نے ایک دہقان مسلمان کو ناحق قتل کر ڈالا ہے۔ زیاد کو دیرابی موسیٰ مین ایک ہی دن انتظار کرنا پڑا کہ دوسرے دن فرمان مرتضوی پہونچا۔ اوسمین بہی ناجیہ کا حال۔ مسلمان کو قتل کر ڈالنا درج تہا اور حکم تہا کہ تم انکے پیچہے جاؤ۔ پہلے زبانی پند ونصیحت سے واپس کرنیکی کوشش کرنا اگر مان جائین تو بہتر ہی ورنہ درصورت انکار وانحراف جنگ کرنا۔

یہہ خط عبداللہ بن وال کے ہاتہہ بہیجا گیا۔ عبداللہ نے آپسے اجازت مانگی کہ مجھکو بھی زیاد کے ہمراہ جانیکا حکم ہو۔ آپنے انکو بھی اجازت دی اور فرمایا مجھکو خدا سے امید ہے کہ تم بھی حق پر میری مدد کرنے والون مین ہوگئے اور باغی قوم پر میری نصرت کرنے والی جماعت مین تم کو بھی خداوند تعالیٰ داخل فرماویگا۔ ابن وال کہتے ہین کہ امیرالمومنینؓ کے یہہ کلمات مجھکو سرخ اونٹون سے زیادہ محبوب ہین۔ عبداللہ بن وال فرمان امیرالمومنینؓ لیکر زیاد سے ملے۔ پہر یہ سب ویرابی موسیٰ سے کوچ کرکے نفر پہونچے۔ وہان جاکر معلوم ہوا کہ بنی ناجیہ جرجرایا کی طرف گئے ہین۔ زیاد اودہر روانہ ہوے اور بمقام مذار اونکو جالیا۔ خریت اپنی جماعت کے ہمراہ مذار مین اوترا ہوا تہا۔ ان لوگونکو آے ہوے ایک دن رات پورا گذر چکا تہا ہر طرح آرام حاصل کرکے تکان سفر دفع کرچکے تہے۔ اسکے برعکس زیاد کے ہمراہی کوفت سفر سے خستہ و بدحال تہے بنی ناجیہ انکو دیکہتے ہی جہٹ پٹ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوگئے۔ سوارون نے اپنے اپنے گہوڑے تیار کرلئے اور سوار ہوگئے۔ خریت نے پوچہا۔ تم کس ارادہ سے آے ہو۔ زیاد چونکہ تجربہ کار تہے آگے بڑہکر بولے۔ تم دیکہتے ہو کہ ہم ابہی سفر کئے ہوی چلے آرہے ہین تکان سفر تک دفع نہین ہوا۔ ہم جس غرض سے آے ہین وہ کوئی معمولی بات نہین کہ علانیہ ظاہر کردی جاسے فوراہم ستالین پہر تمسے تنہائی مین ملکر اوس کام کا ذکر کرینگے۔ اگر وہ بات تمہین مفید معلوم ہو تو قبول کرنا۔ اسی طرح ہم بہی تمہاری بات سنین گے اور اوسپر غور کرینگے۔ خریت نے کہا۔ مناسب ہے زیاد پانی کے پاس اوتر پڑے۔ سپاہیون نے کمرین کہول ڈالین۔ ناشتہ کیا۔ جانورونکو دانہ چارا دیا۔ بنی ناجیہ بہی اوتر پڑے۔ زیاد نے اپنے ہمراہیون سے کہا۔ یہہ لوگ شمار مین ہماری ہی جماعت کے برابر ہین۔ کچہہ زیادہ نہین اور ہمکو یقین ہی کہ انجام کار ہماری انکی لڑائی ضرور ہوگی دیکہو ہمت نہ ہارنا۔ ایسا نہ ہو کہ انکے مقابلہ مین عاجز ہو جاؤ۔ یہہ کہکر خریت کی طرف گئے

اوسکے ہمراہی آپس مین کہہ رہے تہے کہ یہہ لوگ ہمارے پاس تہکے ماندے آے ہین ہم نے انکو آرام کرنیکی مہلت دیدی ہے مگر یہہ رائے مستحسن نہتھی۔ انکو اوسی حال مین مارنا مناسب تہا زیادیہ سنتے ہوے خاموش آگے بڑہے اور خریت کو بلا کر کہا۔ تم نے امیر المومنینؓ کی اور ہم لوگونکی کیا خطا دیکہی جو ہمکو چہوڑدیا۔ خریت نے جواب دیا مین نے تمہارے امام کی عادت۔ خصلت امارت۔ اچہی نہ پائی اسواسطے علیحدہ ہوگیا اب اون لوگونکے ساتہہ ہون جو خلافت کو شوریٰ کرکے کسی ایک کو باتفاق جملہ اہل اسلام خلیفہ بناوینگے۔ زیاد نے کہا۔ کیا حضرت علیؓ شخص لوگونکو ں جاویگا۔ خریت نے کہا مین تو یہہ نہین کہتا۔ زیاد بولے جب یہہ تسلیم کرتے ہو تو مسلمان کو ناحق کیون قتل کیا۔ جواب ملا مین نے کسیکو نہین مارا ہان میرے ہمراہیون نے ضرور ایک دہقانی کو قتل کیا ہے۔ زیاد نے کہا۔ قاتل کو حوالہ کردو تاکہ قصاص مین اوسکی گردن ماریں خریت بولا۔ یہہ میرے امکان مین نہین ہے۔ اس گفتگو سے کچہہ کام نہین نکلا۔ زیاد نے اپنے ہمراہیونکو آواز دی اور خریت نے اپنے یارونکو بلایا۔ دونون مین لڑائی شروع ہوگئی۔ پہلے نیزہ بازی ہوئی جب نیزونکے ٹکڑے اوڑگئے تو تلوارین نکل آئین اور دیر تک طرفین سے برابر تلوار چلتی رہی یہانتک کہ اکثر گہوڑے کام آے۔ دونون طرف کے لڑنیوالے زخمی ہوے۔ زیاد کی طرف دو آدمی اور خریت کے رفقا مین سے پانچ جوان مارے گئے۔ دن گذر گیا رات آگئی۔ دونون گروہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ زیاد نے بہی زخم کاری کہایا۔

خریت راتہی کو مع ہمراہیان یہانسے نکل گیا۔ زیاد چونکہ مجروح ہوگئے تہے تعاقب نکرسکے زخمیونکے مرہم پٹی کی غرض سے بصرہ لوٹ آے۔ یہان پہونچنے پر معلوم ہوا کہ خریت اہواز پہونچگیا اور اوسکے متصل کسی جگہہ اوترا ہے اوسکے پاس قریب دوسو کے جماعت ہوگئی ہے زیاد نے یہہ سب حال لکہکر امیر المومنینؓ کی خدمت مین اطلاع دی۔ اخیر مین یہہ بہی لکہدیا کہ

بانتظار صدور حکم مین یہان مقیم ہون - جناب علی مرتضیٰ نے یہہ خط پڑہکر حاضرین دربار کو سنایا
معقل بن قیس نے کہڑے ہوکر عرض کیا کہ اس گروہ باغی بدشعار کے مقابلہ کے لیے لشکر جرار
ہو - بمقابلہ فی کس دو سو آدمی آپکے لشکر کے ہون اور جب مقابلہ ہو تو اس طرح اونپر مار پڑے
کہ اونکا بالکلیہ استیصال ہوجاے اگر اونہین لوگونکے برابر ہماری طرف کے لڑنے والے بہی ہونگے
تو وہ لڑائی سے مُنہ نہ موڑینگے اور نہ مغلوب ہونگے - ارشاد ہوا - ای معقل - تمہین اس جنگ پر
جاؤ اور طائفہ اشرار کا خاتمہ کرو - روانگی کے وقت یہ وصیت کی خُدا سے ڈرتے رہنا -
اہل قبلہ پر ظلم نہ کرنا نہ اہل ذمہ پر ظلم وستم روا رکہنا - تکبر نہ کرنا خدا تکبر کرنے والونکو دوست نہین رکہتا
معقل دو ہزار جوانان اہل کوفہ کے ہمراہ روانہ ہوے - یزید بن معقل اسدی بہی ساتہ تہے
جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے ابن عباس رضؓ کے نام فرمان لکہا کہ لشکر بصرہ سے دو ہزار مردان کارزار آزمودہ
بسرداری کسی مرد شجاع کے معقل کی مدد کو روانہ کرو - راستہ بہر لشکر بصرہ پر وہی شخص سردار رہے
مگر جب معقل سے مل جاوے تو معقل دونون لشکر کے افسر سمجہے جاوین - دوسرا خط زیاد بن خصفہ
کے نام تہا - پہلے اونکی تعریف اور شکریہ کے الفاظ تہے اخیر مین لکہا تہا کہ تم ہمارے پاس واپس آؤ -
ادہر خریت ناجی کی جماعت بہی روز افزون ترقی پر تہی - ایک گروہ کفار اہواز کا انسے
آملا - عرب کے دیگر اقوام کمینہ - چور - قزاق - ساتہہ ہوگئے - کفار و اہل خراج اس مخالفت سے یہ امید
رکہتے تہے کہ ہم خراج مقررہ سے بچ جائینگے چنانچہ اونہون نے سہل بن حنیف کو جو عامل فارس تہے
نکال دیا - مگر یہہ روایت اخراج سہل و س قول پر ہے جو کہتے ہین کہ انکا انتقال ۳۷ھ مین نہین
ہوا - بہر کیف خریت کی جماعت اور جتہا ایک معتد بہ تعداد پر ہوگیا اور گویا اوس نواح کا
یہہ خود سر و مستقل حاکم بن گیا -
معقل بن قیس اہواز پہونچے اور انتظار آمد لشکر بصرہ مین مقیم ہے - جب اوسکے پہونچنے مین

دیر ہوئی تو اپنے لشکر کو لیکر خریت کی طلب مین نکلے۔ ایک ہی منزل گئے تھے جو لشکر بصرہ بسرداری خالد بن معدان طائی مل گیا۔ دونون لشکر ملکر آگے بڑہے۔ کوہستان رامہرمز کے ایک پہاڑ مین خریت کا لشکر انکو ملا اور اوسی مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوے۔

معقل نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر اپنے بیٹے یزید بن معقل کو متعین کیا۔ میسرہ منجاب بن راشد ضبی کی نگرانی مین دیا۔ خریت نے بہی میمنہ لشکر مین عرب اپنے ہمراہی اور دیگر بلاد کے مقرر کئے۔ کفار و قوم اکراد میسرہ مین تہی۔

جب صف آرائی ہوچکی تو خوب جمکر لڑائی ہوئی معقل نے سخت حملہ کیا ایک ساعت تک تو خریت کا لشکر لڑتا رہا پہر بہاگ نکلا معقل نے تعاقب کیا۔ ستر جوان بنی ناجیہ اور دیگر عرب مارے گئے۔ کفار و اکراد کے تقریبًا تین سو کام آے۔ خریت ایک جماعت اپنی قوم کی لیکر نکل گیا اور سواحل بحر پر جاکر دم لیا۔ وہان یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ جس قریہ و بستی مین پہونچا وہان والونکو امیر المومنین کے خلاف پراوبہارا یہانتک کہ مختلف بلاد کے باشندے اسکے تابع ہوگئے اور اسکی قوت زائل شدہ بحال ہوگئی۔

معقل علاقہ اہواز مین مقیم رہے اور امیر المومنین کی خدمت مین عرضداشت متضمن نوید فتح ارسال کی۔ آپنے اصحاب کو سنائی اور اونسے مشورہ لیا سبنے بالاتفاق کہا کہ ہمارے نزدیک معقل کو حکم دین کہ خریت کا پیچہا نہ چہوڑین۔ خواہ قتل کرڈالین ورنہ ممالک اسلامیہ سے باہر کردین چنانچہ آپنے معقل کو یہی لکہہ بہیجا وہ یہہ حکم پاکر خریت کی تلاش مین مصروف ہوے معلوم ہوا کہ سواحل بحر مین لوگونکو برگشتہ کررہا ہے۔ عبد القیس اور دیگر قبائل عرب کو لڑائی پہ آمادہ کررکہا ہے معقل آگے بڑہے۔ فارس ہوتے ہوے سواحل بحر تک پہونچ گئے۔ خریت انکی آمد سنکر دوسری چال چلا۔ اسکے ہمراہ بقیۃ السیف خوارج تہے اونسے کہا۔ مین تمہارے

عقیدہ اور مذہب پر ہون مین بہی یہی کہتا ہون کہ علیؓ کو حکم مقرر کرنا ہرگز درست نہ تہا۔ بعضو نسے
یہہ کہا۔ علیؓ نے اپنی خوشی سے حکم مقرر کیا مگر اونکے حکم نے اونکو خلافت سے معزول کر دیا۔
ہواخواہان عثمانی سے اس طرح تقریر کی۔ مین تمہارے عقیدے پر ہون۔ جناب عثمانؓ مظلوم و ناحق
قتل کیئے گیئے۔ غرضکہ ہر مذہب ہر فرقہ و ہر ملت والے سے اوسکے عقائد ظاہر کرتا اور اپنے کو اوسکا
ہم کیش بتاتا۔ مانعین زکوٰۃ و صدقات سے کہتا۔ خبردار۔ تم زکوٰۃ نہ دینا۔ یہہ روپیہ تمہارے پاس
ہوگا تو تمہارے ناتے رشتہ دارونکے کام آئیگا تم بہی صلہ رحمی کا ثواب پاؤگے۔ اس کے
لشکر مین بہت سے نصاریٰ نو مسلم بہی تہے اونہون نے جو خریت کے ہمراہیون اور مختلف مذہب
والونمین اختلاف دیکہا تو کہنے لگے۔ بخدا جو دین اپنا ہم نے چہوڑا ہے وہ اس نیئے دین سے
اچہا تہا۔ ان لوگونکا دین کیسا ہے کہ انکو قتل و خونریزی سے نہین روکتا۔ خریت نے اون کو
اس طرح سمجہایا۔ یہہ لوگ تمہارے قتل کے درپے ہین تم انکو نہ مارو گے تو تمہاری جان کیسے
بچ سکتی ہے۔ یہہ ہمارے مخالفین واجب القتل ہین انکا حکم اور مرتد کا حکم ایک ہے۔ اسکے قوم والے
جو رہ گیئے تہے وہ بہی آن ملے۔

معقل نے خریت کے مقابلہ پر اپنا لشکر اوتارا اور ایک امن کا جہنڈا گاڑ کر عام منادی
کرادی کہ خریت اور اوسکے یارون کے سوا جو ہم سے سابق مین لڑے ہین جو کوئی اس جہنڈے کے
تلے آجائیگا اوسکو امن ہے اور ہر طرح جان و مال سے محفوظ رہیگا۔ اس چلتے ہوئے منتر نے
عجیب اثر پیدا کر دیا۔ خریت کے ساتہہ جس قدر لوگ مختلف مذہب تہے دفعتہً اس سے الگ ہو گیئے
اور خریت کے پاس صرف اسکی قوم مسلمان و نصاریٰ یا وہ لوگ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کر بیٹہے تہے رہے
معقل نے اپنا لشکر مرتب کر کے یکبارگی حملہ کر دیا۔ خریت نے اپنے ہمراہیونسے کہا۔ اپنی
بیویون بچونکی حفاظت مین لڑو۔ اگر یہہ لوگ تمپر قابو پا جاوینگے تو تمکو قتل کر کے تمہاری

اہل و عیال کو قیدی اور لونڈی غلام بنالین گے۔ خریت کی قوم مین سے ایک شخص بولا۔ بخدا۔ یہہ سب تیری زبان اور ہاتہہ کے کرتوت ہین۔ ہم لوگ مفت اس بلا مین پہنس گئے۔ خریت نے جواب دیا۔ سبق السیف العذل۔ تلوار ملامت سے پہلے سبقت کر گئی۔

نعمان بن صہبان راسبی نے خریت پر حملہ کرکے ایک وار نیزہ آبدار سے اوسکو زخمی کیا۔ دونون مین دو چار ہاتہہ چلے۔ آخر کار خریت مارا گیا۔ اوسکے ہمراہیون مین سے ایک سو ستر آدمی معرکہ مین کام آے باقی بہاگ گئے۔ معقل نے عورتین لڑکے بالے۔ خدام و توابع سب پکڑ لئے۔ علاوہ انکے اور لوگ بہی قید مین آے۔ ان قیدیونمین جو مسلمان تھے اونسے بیعت لیکر چہوڑدیا اور انکے بیوی بچے اونکے حوالہ کئے مگر جو مرتد ہو گئے تہے اونپر اسلام پیش کیا۔ اونہون نے اسلام قبول کیا۔ انکو بہی مع انکے بیوی بچو نکے رہا کیا ان قیدیونمین ایک بوڑہا نصرانی بہی تہا اوسکو رماحس کہتے تہے اوسنے قبول اسلام سے انکار کیا اور مارا گیا۔ گروہ قیدیونمین بعضے وہ لوگ بہی تہے جنہون نے عام صفین سے اس سال تک زکوٰۃ نہین دی تہی۔ ان لوگون سے دو برس کی زکوٰۃ و صدقات لیکر انکو بہی چہوڑدیا۔ قیدیون مین سے جو نصاریٰ اسلام لاے اونکو اونکے اہل و عیال کے ساتہہ نہایت عزت و حرمت سے سواریان دیکر رخصت کیا۔ وقت رخصت ایک کہرام مچا تہا۔ اب وہی عورتین لڑکے رہ گئے جنکے مرد مارے گئے تہے۔ اکثر یہہ بنی ناجیہ مین سے تھے۔

معقل نے امیر المومنین کی خدمت مین نوید فتح بہیجی اور اپنے لشکر اور حریف کی عورتون بچون کو لیکر معرکہ جنگ سے واپس ہوے۔ اردشیر خرہ مین مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے پاس جو یہانکے عامل تہے پہونچے۔ قیدی مصقلہ کو دیکہکر چلا چلا کر رونے لگے اور سب نے کہا۔ اُنے ابوالفضل۔ اے شریفون کے مددگار و غمگسار۔ اے پشت پناہ درماندگان۔ اے ملجای و ماوای بیکسان۔ اے رنج و مصیبت کے دفع کرنے والے۔ ہم پر اتنا احسان کر کہ انکے ساتہہ ہمکو مول لیکر

آزاد کر دے۔ ہم تیرے احسان کے بندی ہو کر رہین گے اور تمام عمر تیرا یہہ سلوک نہ بہولینگے"
مصقلہ نے جواب دیا "مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین تمپر صدقہ کرونگا اور مال خرچ کرکے
تمکو قید سے چہڑالونگا۔ اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات دینے والونکو جزاے خیر عطا فرماتا ہے" چنانچہ
مصقلہ نے پانچ لاکہہ درم پر اون سب قیدیونکو خرید لیا۔ معقل نے قیمت طلب کی تا کہ امیر المومنین ع
کی خدمت مین بہیجدین مصقلہ نے کہا۔ مین فی الحال کچہہ نقد ادا کئے دیتا ہون باقی رفتہ رفتہ بہیجدونگا
معقل کوفہ مین واپس آے اور جناب علی رض کی خدمت مین حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے۔
آپنے اونکی تعریف کی پہر جب معلوم ہوا کہ مصقلہ نے بغیر کسی سے کچہہ لئے سبکو آزاد کر دیا تو فرمایا
مصقلہ نے اسقدر مال کثیر کا قرض اپنے سر لیا مین خیال کرتا ہون کہ وہ اس بوجہہ سی تہک
جاوینگے اور شائد ادا نہ کرسکین اور آپنے مصقلہ کے نام بطلب قیمت قیدیونکے فرمان لکہہ بہیجا
اوس مین یہ بہی مرقوم تہا کہ درصورت عدم اداے قیمت خود حاضر ہون مصقلہ حسب الحکم حاضر
دربار خلافت ہوے۔ دو لاکہہ درم بابت قیمت ادا کئے اور باقی کی نسبت وعدہ کیا۔ ذہل بن
حارث کہتے ہین کہ رات کے وقت مصقلہ نے مجہکو بلایا۔ مین نے اونکے ساتہہ کہانا کہایا۔ بعد فراغت
طعام مصقلہ نے کہا۔ "امیر المومنین رض مجہسے یہ مال طلب کرتے ہین مگر میرے پاس اب ایک حبہ نہین
مین کس طرح یہ رقم کثیر ادا کر سکتا ہون" مین نے جواب دیا "اگر تم چاہتے تو ایک ہفتہ مین پوری
رقم لوگون سے وصول کر لیتے" مصقلہ نے جواب دیا "واللہ۔ مین اپنی قوم پر یہ بار نہ ڈالونگا
اگر امیر معاویہ کا معاملہ ہوتا تو وہ مجہسے ہرگز مطالبہ نہ کرتے اور اگر جناب امیر المومنین عثمان بن عفان رض
کا زمانہ ہوتا تو وہ معاف ہی کر دیتے۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ اشعث بن قیس کو ہر سال خراج
آذربیجان مین سے جناب علی رض ایک لاکہہ سالانہ دیتے ہین" مین نے کہا۔ "حضرت علی رض تو اس
طبیعت کے آدمی نہین کہ بلاوجہہ اونسے معافی کی امید رکہی جاے" مصقلہ پر اسقدر خوف طاری ہوا

غالب آیا کہ وہ رات ہی کو شام کی طرف روانہ ہو گئے اور جناب معاویہ رضؓ سے مل گئے۔ امیر المومنین رضؓ نے انکا چلا جانا سنکر فرمایا "خدا مصقلہ کو برباد کرے۔ کام سردار ذکا نما کیا اور غلاموں کی طرح ڈر کر بھاگ گئے۔ فاجر بدکار شخص کی سی خیانت کی۔ اگر وہ بھاگتے نہین اور ادا سے مال سے عاجز ہو جاتے تو مین بجز حوالات اور قید کے اونپر اور سختی نہ کرتا۔ اگر اونکی جائداد سے کچھ وصول ہوتا تو لے لیتا ورنہ بدرجہ مجبوری چھوڑ دیتا" یہہ فرما کر مصقلہ کے گھر تشریف لیگئے اور اوسکو مسمار کرا دیا۔ اونکا قیدیونکو آزاد کرنا جائز رکھا اور فرمایا "انکا خریدار تو آزاد ہی کر چکا ہے اور انکی قیمت انکے تحقیق کی ذمہ ہے۔ وہ البتہ ہمارا قرضدار ہے" مصقلہ کے بھائی نعیم بن ہبیرہ شیعان حضرت علی رضؓ سے تھے انکے نام مصقلہ نے شام سے خط لکھا اور ایک شخص نصاری بنی تغلب حلوان نامی کے ہاتھ روانہ کیا۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ امیر معاویہ رضؓ وعدہ فرماتے ہین کہ تمکو عزت و کرامت کے ساتھ کسی پرگنہ کی حکومت عنایت کرینگے تم یہہ خط پاتے ہی فوراً امیر کے پاس چلے آؤ۔ حلوان قضا کار مالک بن کعب ارحبی کے ہاتھ پڑ گیا۔ انہون نے خط پکڑا اور مع خط کے امیر المومنین رضؓ کیخدمت مین چالان کر دیا۔ آپنے حلوان کا ہاتھ کٹوا دیا۔ وہ اسی صدمہ سے مر گیا۔ نعیم کو اسکا آنا اور خط لانا معلوم ہوا تو مصقلہ کے نام چند اشعار لکھے جسکا مضمون یہ تھا "تمنے میری نسبت خیال فاسد رکھکر حلوان کو روانہ کیا۔ تمنے بڑی غلطی کی۔ وہ حریص طمع اُجرت مین خط لایا انجام یہہ ہوا کہ جان دی۔ مجھکو تمہاری حرکت نازیبا پر تعجب ہے کہ تم کس درجہ امیر المومنین رضؓ کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ بنی شیبان مین بہتر اور نیک نام مشہور تھے اور جس کام کو ناپسند کرتے تھے خود اوسمین مبتلا ہوئے اور جناب علی رضؓ سے جو ایک شیر نر تھے اس طرح پھر گئے۔ جو مال تمہارے ذمہ واجب ہوا تھا اگر ادا کردیتے تو بیشک تمنے مُردون اور زندہ لوگون دونونکو زندہ کیا ہوتا۔ تمہارے بزرگ مردے بھی تمہاری بدولت اور تمہارے اس کار خیر سے گویا زندہ ہو جاتے۔ لیکن تمنے برا کیا کہ اہل شام سے

مل گئے۔ ابن ہند کے مال و دولت کی طمع مین بہک گئے۔ اب آج ندامت سے پشت دست کاٹو
ایک تمہارے اس فعل سے تمہاری قوم والے سب تمسے ناراض ہو گئے اور تمکو دشمن سمجھنے لگے
مصقلہ نے یہہ خط پڑہکر معلوم کیا کہ بیشک مجھسے بُرا کام ہوا۔ اب اُنکے پاس حلوان کی قوم والے
آے اور دیت طلب کی انہون نے لاچار دیت دیکر پیچھا چھوڑایا۔

انجام کار خوارج بعد واقعہ نہروان

جس زمانہ مین اہل نہروان کا قلع قمع ہو گیا تھا اوسکے کچھ دنون بعد اشرس بن عوف شیبانی نے
خروج کیا۔ جناب امیر المومنین علی رضہ کے خلاف پر کمر باندہکر بمقام دسکرہ دوسو آدمیونکی جماعت
سے مقیم ہوا اور علم بغاوت بلند کیا۔ یہہ فرقہ گویا مقتولین نہروان کا نام زندہ کرنی والا تھا۔
امیر المومنین نے اس کی سرکوبی کیلئے ابرش بن حسان کو تین سو جوانان کارزار کے ساتھہ
روانہ فرمایا۔ ماہ ربیع الآخر ۳۸ھ کو بعد مقابلہ و مقاتلہ اشرس اشرار اپنی شرارت کی سزا مین شربت
ناگوار موت پیکر عین معرکہ مین دار الجزا کو روانہ ہوا۔
اشرس کا خاتمہ ہو جانے پر ہلال بن علقمہ قبیلہ تیم رباب کا اور اوسکا بھائی مجالد خروج کرکے
ماسبندان مین آے۔ انکی مہم پر معقل بن قیس ریاحی روانہ ہوے۔ معقل نے ان دونون بھائیون
کو مع اونکے دوسو سے زائد یارون کے دار البوار کو پہونچا دیا۔ یہہ واقعہ ماہ جمادی الاولے
۳۸ھ مین پیش آیا۔
بعد اس واقعہ کے اشہب بن بشر نے اور بعضی کہتے ہین کہ اشعث نے قوم بجیلہ سے ایکسو اسی ۱۸۰
آدمیونکے ساتھہ خروج کیا۔ پہلے یہہ لوگ اوس معرکہ مین گئے جہان ہلال اور اوسکے ہمراہی
قتل ہوے تھے اور مقتولین پر نماز جنازہ پڑہکر دفن کیا۔ امیر المومنین نے اس گروہ بدکردار پر

جاریہ بن قدامہ سعدی کو اور بروایتے حجر بن عدیؓ کو روانہ فرمایا۔ اشہب اور انسے بمقام جرجرایا مضافات جوخی مین مقابلہ کی ٹہیری بعد جدال و قتال کے اشہب اپنے یارون سمیت جمادی الاخری ۳۸ھ مین فی النار والسقر ہوا۔

پہر سعید بن قفل تیمی نے قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے بندنیجین مین دوسو جوانون کے ساتہہ ماہ رجب مین خروج کیا اور بندنیجین سے درزنجان مین آیا۔ (یہ مقام مدائن سے دو فرسنگ فاصلہ پر ہے) اسکے سر توڑنے کو سعد بن مسعود پہونچے اور ماہ رجب ۳۸ھ مین اس جماعت کو بہی قتل کرکے اسکے وجود ناپاک سے صفحہ ہستی کو پاک کردیا۔

بعد ازان ابو مریم سعدی تیمی نے شہر زور مین خروج کیا اسکے تابعین اکثر غلام آزاد کردہ غیر عرب کے اقوام مختلفہ سے تہے۔ عرب صرف چہہ اشخاص تہے اونمین سے ایک یہ بہی تہا۔ اسکی ساتہہ دوسو و بروایتے چارسو عوام الناس جمع ہوگئے۔ یہہ زور سے چلکر بنظر بلند پروازی کوفہ پر چڑہائی کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب کوفہ پانچ فرسنگ رہ گیا تو اوترپڑا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے اس گروہ تباہ کار کی آمد سنکر پہلے ایک معتمد شخص کو بغرض تفہیم و ترغیب اطاعت روانہ فرمایا مگر ابو مریم کے دماغ مین تو شراب نخوت موجزن تہی بکمال تمرد و عناد جواب دیا۔ "ہماری جانب سے بجز حرب و ضرب کے اور امید نہ رکہو"۔ امیر المومنینؓ نے سات سو جوان بسر گروہی شریح بن ہانی روانہ کیے۔ خوارج نے اونپر حملہ کیا۔ اتفاق کی بات یہہ لوگ کچہہ ایسے بودے پڑگئے کہ باوجود لشکر خوارج سے تعداد مین دونے ہونے کے اونکے حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ معرکہ سے بہاگ کہڑے ہوئے اور اپنے سردار کو خوارج کے پنجہ مین چہوڑکر چلتے پہرتے نظر آئے۔ شریح صرف دوسو جانباز ون کے ساتہہ کچہہ دیر لڑے پہر یہہ بہی ایک بستی مین پناہ گزین ہوئے۔ بہاگے ہوئے لوگ کچہہ انکے پاس آئے اور باقی کوفہ مین داخل ہوئے۔ جناب علیؓ خود ان خوارج کی مہم پر نکلے۔ جاریہ بن قدامہ

سعدی کو اپنی سے پہلے روانہ کیا۔ انہون نے پہونچکر خوارج کو اطاعت کی جانب بُلایا۔ قتل سی ڈرایا
مگر یہہ برگشتہ بخت کب کیسکی سننے والی تھے۔ جاریہ کی تذکیر وتخویف کا جواب وہی انکار وانحراف تھا
اس عرصہ مین امیر المومنین غازیان تہور شعار کو لئے ہوے مثل قضاے مُبرم انکے سر پر آپہونچے
آپنے بہی بہت کچہہ سمجہایا۔ انقیاد واطاعت کی راہ صواب دکہلائی مگر ان کمبختون نے کچہہ خیال نہ کیا
آخر کار آپکے لشکر نے ان بدبختونکو تلوار کی دہار پر دہر لیا۔ اور تہوڑی دیر مین سبکو کاٹ کر ڈہیر
کر دیا۔ صرف پچاس شخص باقی بچے جو امان خواہ ہوے۔ آپنے اونکو امن دیا۔ اس فرقہ بقیہ
خوارج مین چالیس مرد زخمی ستہے آپ اونکو کوفہ مین لے آے۔ اونکے زخمونکا علاج اونکے کہانے
پینے کا معقول انتظام فرمایا یہانتک کہ وہ تندرست ہوگئے۔ یہہ آخری فرقہ نہایت درجہ شجاع
تہا انہین کی جرأت تہی کہ دار الخلافت کوفہ پر چڑہائی کا قصد کیا گیا۔ یہہ فرقہ ماہ رمضان المبارک
۳۸ھ مین قتل ہوا۔

امور انتظامیہ دیگر حوادث

اس سال امیر حاج حضرت قثم بن عباسؓ مقرر ہوے۔ عامل مکہ بہی یہی تہے۔ یمن مین عبید اللہ بن
عباسؓ تہے۔ بصرہ کے حاکم حضرت عبد اللہ بن عباسؓ۔ خراسان مین خلید بن قرہ یربوعی اور بروایتے
ابن ابزی تہے۔ ولایت شام ومصر دونون امیر معاویہؓ کے قبضہ مین تہین اور انکے علاقون پر
جناب معاویہؓ اور انکے عمال وحکام تہے۔ (ابن اثیر)

آخر ۳۸ھ وشروع ۳۹ھ مین سندہ (حصہ ہند) پر حارث بن مرہ عبدی اپنی خوشی سے
باجازت امیر المومنین علیؓ لشکر لیکر گئے اور بہت کچہہ فتوحات حاصل کین۔ قیدی بہ تعداد کثیر ہاتہہ
آئے۔ ایک ایک دن مین سو سو غلام مجاہدین نے تقسیم کئے ہین۔ پہر حارث ۴۲ھ مین بمقام
قیقان علاقہ سندہ مین جو خراسان کی حد سے متصل ہے شہید ہوے (فتوح البلدان)

اسی سنہ۳۸ھ مین بماہ شوال حضرت صہیب بن سنان رومی رضؓ نے مدینہ منورہ مین وفات پائی
حضرت سہل بن حنیف اوسی نے کوفہ مین انتقال فرمایا۔ یہہ صحابی بدری ہین صاحب علم وعقل
و ریاست تھے (تاریخ علامہ یافعیؒ)

سنہ ۳۹ھ

تاخت وتاراج اہل شام بر ممالک محروسہ جناب امیر المومنین علیؓ

حضرت عمرو بن العاص مصر پر کیا قابض ہوے کہ امیر معاویہؓ کا حوصلہ روز بروز بڑہتا گیا۔
اب یہہ قرینہ ہوگیا کہ ایک سریّہ کسی پرگنہ زیر حکومت امیر المومنین علیؓ پر بہیجدیا جو لوٹ مار کرکے
چلا آیا۔ اصل غرض یہہ تہی کہ اپنے ممالک مقبوضہ کو توسعت حاصل ہو اور امیر المومنین رضؓ کے
دائرہ حکومت مین تنگی چنانچہ سنہ ہذا مین اہل شام کے جو لشکر آے اونکی تفصیل واقعات
ذیل سے ظاہر ہوگی۔

• امیر معاویہؓ نے اپنے لشکر کے مختلف حصے تمام ممالک عراق مین پہیلادیئے۔ نعمان بن بشیرؓ کو
ایک ہزار جوانون کا افسر کرکے عین التمر پر بہیجا۔ یہان مالک بن کعب بن مسلمہ عامل تہے حسب اتفاق
اسوقت مالک نے اپنے لشکر کو کوفہ بہیجدیا تہا اور انکے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے تہے۔
مالک کو نعمانؓ کی آمد معلوم ہوئی تو جناب امیر المومنینؓ کو مطلع کیا اور مدد طلب کی آپ نے
اہل کوفہ کو جمع کرکے حکم دیا کہ مالک بن کعب کی مدد و اعانت کو جاؤ مگر اہل کوفہ نے ڈہیل ڈال
کی اور وہان مالک اور نعمانؓ سے مقابلہ ہوگیا۔ بیچارہ مالک سو آدمیون سے نعمانؓ سے لڑنے
نکلے آبادی شہر و دیوار حصار کو پس پشت کرلیا تاکہ ادہر سے حریف چوٹ نہ کرے اور عجلت مین
مخنف بن سلیم کو جو انکے علاقہ سے قریب تہے اطلاع دی اور مدد مانگی۔ جبتک مخنف کو خبر ہو اور

وہان سے مدد آوے یہان لڑائی چھڑ گئی۔ مالک باوجود کمزور ہونیکے نعمانؓ کے سامنے اڑے رہے اور خوب داد شجاعت دی مگر پہر بہی کہان ایکہزار کہان ایکسو۔ مالک کے رفیق شکستہ ہوگئے اینر وقت تنگ آپہونچا تہا کہ مخنف کے بہیجے ہوے لشکر نے انکی گئی ہوئی طاقت کو از سر نو اوبہارا شامی اس نئے لشکر کو دیکہکر شام کے وقت معرکہ سے بہاگے۔ انکو یہہ خیال آیا کہ انکی مدد پر خدا جانے کسقدر فوج ہوگی لہذا فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ مالک نے تعاقب کیا تین شخص شامی اس ہزیمت مین مارے گئے باقی نکل گئے۔

یہ واقعہ تو گذرا مگر کوفہ والے ایک ہی اپنے گہر ونسے نہ نکلے اور باوجود تاکید مرتضوی کے انکی ہمت نہ پڑہی۔ آپ انکی سستی وکاہلی وحکم عدولی سے بدرجہ غایت کبیدہ خاطر ہوے اور حالت غیظ وغضب مین لعنت وملامت کی اور کہا "اے کوفہ والو! جب تم اہل شام کا نام سن پاتے ہو تمہاری یہہ حالت ہوجاتی ہے کہ گویا تمہارے اوپر پہاڑ گراچاہتا ہے۔ ہر شخص گہر مین بیٹھ رہتا ہے اور دروازہ مین قفل ڈال دیتا ہے جس طرح گوہ اپنے بل کا موہانہ بند کرلیتی ہے یا کفتار اپنے بہٹ کے اندر چہپ کر بیٹہہ رہتا ہے تم ہر شخص کے فریب دہوکے مین آجاتے ہو۔ تمکو اپنی سدہ بدہ بالکل نہین رہتی۔ جو تمپر فتح پاے اوسکا کچہہ بہلا نہ ہوگا تم اوسکے دم مین اگر آجاو تو تمہاری ذات سے کچہہ اوسکا فائدہ نہین۔ تم وقت کے مرد نہین مصیبت وسختی کے وقت اپنے پکارنیوالے کے بہائی غمخوار ہوکر اوسکی فریادرسی نہین کرسکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمسے کوئی کیا امید نفع رکہہ سکتا ہے۔ تم لوگ اندہے ہو خود محتاج۔ گونگے بہرے"۔

اسی سنہ مین جناب معاویہؓ نے سفیان بن عوف کو چہہ ہزار کی جمعیت سے اسی لوٹ مار پر روانہ کیا۔ انکو یہہ حکم ہوا تہا کہ ہیت ہوتے اور لوٹ مار کرتے انبار ومدائن پہونچنا اور وہان والونپر دست تعدی دراز کرنا۔ پہلے یہ لشکر ہیت پہونچا مگر وہان انکو کوئی نہ ملا پہر انبار مین داخل ہوا

یہان سلح خانہ تہا پانچسو محافظ اسپر متعین تہے۔ اتفاق وقت کہ یہان اسوقت کل دوسو آدمی تھے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ اس جماعت کے سردار کمیل بن زیاد تہے انکو خبر پہونچی کہ کچہہ لوگ قرقیسیا مین مقیم ہین اور اونکا قصد ہے کہ ہیت پر شبخون مارین۔ اس خبر کو سنتے ہی کمیل اپنے ہمراہیونکو لیکر بغیر اجازت اودہر متوجہ ہوے۔ یہ تو قرقیسیا کی طرف پہونچے اور سفیان دوسرے راستے انبار مین داخل ہوے یہان میدان صاف پاکر شامی لشکر کی بن پڑی۔ اہل انبار جرأت وہمت سے لڑے آخر کہانتک۔ انکے سردار اشرف بن حسان بکری شہید ہوے تیس آدمی اور کام آے۔ شامیون نے انبار مین جسقدر مال ومتاع پایا خوب لوٹ باندہے اور ہنستے کہیلتے مالامال ہوکر واپس گئے۔

امیرالمومنین علیؑ بوجہ غیر حاضری کمیل کے انبار لٹ جانیکی خبر سنکر کمیل پر سخت غضبناک ہوے۔ انکو عتاب آمیز فرمان لکہا اور سفیان کے تعاقب مین لشکر روانہ فرمایا مگر وہ لوٹ مار کر پہلے ہی نکل گئے تہے لشکر ناکام واپس آیا۔

پہر حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن مسعدہ بن حکمت بن مالک فزاری کو ایکہزار سات سو سپاہیونکی جماعت پر افسر مقرر کرکے جانب تیماء روانہ کیا۔ انکو یہہ ہدایت کردی تہی کہ جو دیہاتی لوگ تابع ہوکر تمہارے ساتہہ ہو جاوین اونسے تعرض نہ کرنا مگر جو مخالفت کرین اونکو بیدہڑک قتل کر ڈالنا۔ یہہ لشکر قتل وغارت کرتا مکہ اور مدینہ پہونچا اور وہان بہی خوب لوٹ مار کی۔ عبداللہ بن مسعدہ کے ساتہہ اوسکی قوم کے بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور ایک جم غفیر ہوکر لوٹ مار کرتے پہرتے تہے۔ جناب علی مرتضیؓ نے اس ہنگامہ کو سنکر مسیب بن نجبہ فزاری کو دوہزار سپاہی دیکر روانہ فرمایا۔ دونون فریق تیماء مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ صبح سے تا زوال سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ مسیب نے عبداللہ پر تین بار تلوار کا وار کیا۔ وار بچا بچا کر مارتے

اور یہہ کہتے جاتی تہے - ائے بہاگ جا - ارے بہاگ جا - عبداللہ ایک جماعت کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا باقی لشکر شام کی جانب بہاگ گیا مسیب کے ساتہہ جو اعراب بادیہ نشین تہا اونہون نے عبداللہ بن مسعدہ کے اونٹ زکوۃ کے لوٹ لئے اور عبداللہ کو مع اوسکے رفیقونکی تین دن قلعہ کے اندر قید رکہا - پہر قلعہ کے پہاٹک پر لکڑیان ڈہیر کرکے آگ لگا دی - قلعہ جلنے لگا - راستہ نکل جانے کا سوائے اس پہاٹک کے دوسرا نہ تہا - وہ لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہوئے قلعہ کی چہت پر چڑہے اور مسیب کو پکار کر کہا - ہم تمہاری ہی قوم کے ہین - اس طرح بیدردی سے جلائے دیتے ہو مسیب نے ترس کہا کر آگ بجہوا دی اور قلعہ والونکو نکل جانے دیا - پہر اپنے ہمراہیون سے کہا میرے جاسوسون نے آکر ظاہر کیا ہے کہ شام سے لشکر ہماری لڑائی کو آرہا ہے - عبدالرحمن بن شبیب نے کہا - مجہکو شامیونکی تلاش مین روانہ کرو مسیب نے انکار کیا اسپر شبیب بولے تمنے امیرالمومنین کے ساتہہ دغا کی - اونکے کام مین سستی روا رکہی -

بعد اسکے جناب معاویہؓ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار کی جماعت پر افسر کرکے جانب اسفل واقصہ روانہ کیا - انکو یہہ تاکید کردی تہی کہ دیہات مین جس مقام پر اعراب بادیہ نشین جناب علیؓ کے مطیع و فرمانبردار پانا بے دہڑک لوٹ لینا - یہہ لشکر جابجا لوٹ مار کرتا ثعلبیہ تک پہونچا - یہان بہی سلح خانہ تہا - شامی لشکر اسکو لوٹ کر آگے بڑہا اور بمقام قطقطانہ داخل ہوا - جناب علیؓ انکی خبر پاکر نہایت برہم ہوے اور حجر بن عدیؓ کو چار ہزار جوانان صف شکن کا افسر کرکے بہیجا - ان سپاہیونکو فی کس پچاس پچاس درم پہلے دیدیئے گئے یہہ لشکر ضحاک کو بمقام تدمر ملا - دونون مین لڑائی ہوئی - اونیس آدمی ضحاک کی طرف کے اور دو آدمی اہل عراق کے کام آے - رات ہوجانے سے لڑائی موقوف ہوگئی - رات کے وقت ضحاک اپنا لشکر لیکر بہاگ گئے - حجر بن عدی واپس آے -

اسی سنہ مین امیر معاویہؓ شام سے لشکر لیکر نکلے اور قریب چلہ پہونچکر واپس گئے۔ پھر حضرت معاویہؓ نے عبد الرحمن بن قباث بن اشیم کو بلاد جزیرہ پر بہیجا۔ انکے ہمراہ معن بن یزید سلمی بہی تہے۔ بلاد جزیرہ زیر حکومت شبیب بن عامر جد کرمانی والی خراسان تہا اور ان کا دار الاقامتہ نصیبین تہا۔ شبیب نے شامیون کے مقابلہ مین اپنے کو کمزور پاکر کمیل بن زیاد کو جو آجکل ہیت کے حاکم تہے اپنی مدد پر بلایا۔ کمیل چہہ سو سوارون کے ہمراہ شبیب کی مدد کو روانہ ہوے ابہی لشکر شام نصیبین تک نہ پہونچا تہا کہ اثنار راہ مین معرکہ جنگ پیش آیا۔ کمیل نے عبد الرحمن اور معن بن یزید کو قتل کیا۔ انکا لشکر بہاگا۔ کمیل نے تعاقب کرکے مار مار کر ڈہیر کر دیا۔ جب لشکر شامی زبون ہوا تو کمیل نے اپنے لشکر مین منادی کرادی کہ بہاگنے والونکا تعاقب نہ کرو نہ زخمی کو قتل کرو۔ اس معرکہ مین کمیل کے لشکر سے صرف دو شخص قتل ہوے۔ کمیل نے اس فتح کی مبارکباد مین ایک رپورٹ دار الخلافت روانہ کی۔ جناب علی مرتضیٰ پہلے بوجہ انکی غفلت کے انسے ناخوش تہے اس کارنمایان سے از بس مسرور ہوے شبیب بن عامر بہی نصیبین سے کمیل کے لشکر مین آملے اور فتح کی مبارکباد دی اور لشکر ہزیمت خوردہ کا تعاقب کیا۔ لشکر تو نکل گیا تہا انکے ہاتہہ نہ آیا مگر یہہ دریاے فرات سے عبور کرکے امیر معاویہؓ کی حد مین داخل ہوے اور شام کی عملداری مین لوٹ مار کا جواب قرار واقعی دیا اور لوٹتے مارتے بعلبک تک جا پہونچے۔ امیر معاویہؓ نے یہہ خبر پاکر حبیب بن مسلمہ کو مقابلہ پر بہیجا۔ شبیب بعلبک سے واپس ہوے اور گرد و نواح رقہ پر تاخت و تاراج کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ اوس اطراف کے باشندون کے مال۔ مویشی۔ جو کچہہ ہاتہہ آے ہانک لاے۔ گہوڑے۔ ہتہیار جو کچہہ پایا قبضہ مین کیا۔ مظفر و منصور اموال غنیمت سے مالا مال نصیبین واپس آے اور امیر المومنین کیخدمت مین عرضداشت روانہ کی آپنے لکہہ بہیجا کہ بجز گہوڑے و ہتہیار دوسرا

مال نہ لینا چاہیئے شبیب کے حق مین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اوسپر رحم فرمائے بڑی لوٹ مار کی اپنا بدلا حریف سے لینے مین عجلت کی۔

اس واقعہ کے بعد جناب معاویہؓ نے زہیر بن مکحول عامری کو اہل سماوہ سے صدقات زکوٰۃ تحصیل کرنے روانہ کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے مطلع ہوکر جعفر بن عبداللہ اشجعی۔ عروہ بن عشبہ کلبی جلاس بن عمیر کلبی کو متعین فرمایا یہہ لوگ بہی اودہر روانہ ہوے۔ زہیر سے اور انسے مقابلہ ہوگیا۔ بایکدیگر لڑائی ہوئی جعفر بن عبداللہ قتل اور انکے ہمراہی بہاگ کہڑے ہوی۔ عروہ بن عشبہ کوفہ مین واپس آے جسوقت جناب امیرالمومنین علیؑ کے روبرو حاضر ہوے آپ انپر سخت ناراض ہوے اور دُرّہ سے پیٹا۔ یہہ اپنی ذلت وخواری سمجہکر کشیدہ خاطر دربار سے نکلے اور امیر معاویہؓ کے پاس شام مین چلے گئے۔ آپ سے کسی نے کہا تہا کہ ابن عشبہ کو زہیر نے اپنی گہوڑے پر سوار کیا تہا اس سے انکی نسبت اتہام سازش پایا گیا۔

جلاس کا یہہ حال گذرا کہ بعد قتل جعفر بن عبداللہ اور ہزیمت معہ ہمراہیونکے معرکہ سے بہاگے۔ راستہ مین ایک چرواہا ملا۔ اپنا جبہ ریشمی اوسکو دیا اور اوسکا کمبل خود لے لیا تاکہ راہ مین حریف کا کوئی آدمی پہچان نہ سکے۔ اس حیلہ سے بہ تبدیل لباس آگے بڑہے۔ اتفاق سے حریف کا لشکر انکو ملا۔ اوس نے پوچہا۔ گروہ تُرابیہ کس طرف گئے ہین۔ انہون نے کسی طرف اشارہ سے بتلاکر اونکو اودہر متوجہ کیا اور آپ چرواہی کی وضع سے کوفہ مین داخل ہوے

بعد اسکے حضرت معاویہؓ نے مسلم بن عقبہ مری کو دومۃ الجندل پر بہیجا۔ یہان والے کسی طرف نہ تہے نہ جناب امیرالمومنین علیؑ کی بعیت کی تہی اور نہ جناب معاویہؓ کے مطیع تہے۔ مسلم نے یہان پہونچکر جناب معاویہؓ کی اطاعت وبعیت کی تاکید کی مگر انہون نے صاف انکار کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے یہہ خبر پاکر مالک بن کعب ہمدانی کو ایک لشکر دیکر روانہ فرمایا۔ مسلم پر

مالک اپنی جماعت لیے ہوے اچانک جا پہونچے۔ دن بہر سخت معرکہ آرائی رہی آخر مسلم بہاگ کر شام چلے گئے۔ مالک عرصہ تک دومۃ الجندل مین مقیم رہے۔ لوگونکو جناب علیؓ کی طاعت و بیعت کی جانب بلاتے رہے مگر وہ مطیع نہ ہوے۔ اونکا یہی قول رہا "تا وقتیکہ سب کا اتفاق ایک امام وخلیفہ پر نہ ہوگا ہم بیعت نہ کرینگے۔ ہم دو طرفی عملداری مین کسکی بیعت کرین کسکی مخالفت کرین" آخر کار مالک اونکو اونکے حال پر چہوڑ کر کوفہ واپس آے۔

مورخین اس باب مین مختلف ہین کہ اس سال امیر حاج کون صاحب ہوے ہین بعض کا قول ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ نے حج کرایا اور بعض حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بتلاتے ہین مگر یہہ غلط ہی کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے عہد خلافت مرتضویؓ مین کسی سال خود بہی کوئی حج نہین کیا۔ پس صحیح یہی ہے کہ حضرت شیبہ بن عثمان یا قثم بن عباسؓ امیر حاج ہوے۔ یہہ قصہ اس طرح ہے کہ امیر معاویہؓ نے یزید بن شجرہ رہاوی کو جو اونکے مصاحب خاص تہے حکم دیا کہ مین تمکو امیر حاج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ کرتا ہون تم اہل مکہ سے میری بیعت لینا علیؓ کی عامل کو مکہ سے نکال دینا اور خود لوگونکو حج کرانا۔ یزید بن شجرہ نے منظور کیا اور تین ہزار سوار لیکر مکہ روانہ ہوے۔ اسوقت مکہ مین حضرت قثم بن عباسؓ حاکم تہے۔ حضرت قثمؓ نے یہہ حال سنکر اہل مکہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اوسمین شامیونکا مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہونا ظاہر کر کے اہل مکہ سے اونسے محاربہ و مقابلہ کرنے کی استدعا کی مگر اہل مکہ نے کچہہ جواب نہ دیا۔ البتہ حضرت شیبہ بن عثمان عبدری نے حضرت قثم کے کہنے کو بسر وچشم منظور کیا اور لڑائی کے واسطے آمادہ ہوے۔

حضرت قثمؓ نے قصد کیا کہ مکہ معظمہ سے نکلکر تا گذرنے موسم حج کے کسی پہاڑی پر مقیم رہین اور کوفہ سے مدد طلب کرین اگر مدد آجاوے تو لڑین لیکن حضرت ابو سعید خدریؓ نے منع کیا اور راے دی کہ تم مکہ مین مقیم رہو اگر شامی لڑنے پر آمادہ ہون اور تم اونکے مقابلہ کی قوت

دیکھو تو لڑنا ورنہ اختیار ہے۔ انکے سمجھانے سے قثم رض مکہ مین ٹہیر رہے اور جناب امیر المومنین کو شامیونکے قصد سے اطلاع دی۔ آپنے ایک لشکر مرتب کر کے بسرداری ریان بن حمزہ بن ہوذ بن علی حنفی و ابو الطفیل کے روانہ فرمایا۔ یہہ لشکر یکم ذیحجہ کو مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ یزید بن شجرہ یوم الترویہ (آٹھوین ذیحجہ) سے دو روز قبل شامیونکے ساتھہ مکہ پہونچے۔ شامیونے کسی طرح اہل مکہ سے تعرض نہین کیا۔ یزید نے عام ندا کرا دی کہ ہماری طرف سے سبکے خوف رہین البتہ جو ہمسے لڑیگا وہ اپنی سزا کو پہونچیگا پہر ابو سعید خدری رض کو بلا کر کہا ۔ مین حرم مین قتل و خونریزی نہین چاہتا اور اگر میرا یہہ قصد ہوتا تو مین ہر طرح قادر تہا کیونکہ تمہارے امیر ضعیف ہین تم انسے کہدو کہ لوگونکو نماز نہ پڑہائین اور مین بہی امامت سے علیحدہ رہونگا۔ لوگ اور جسکو چاہین امام بنالین۔ ابو سعید رض نے قثم رض سے کہا۔ مصلحت یہہ ہے کہ تم امامت نہ کرو۔ یہ الگ ہوگئے۔ لوگون نے حضرت شیبہ رض کو امام مقرر کیا اور یہی امیر حاج ہوے حج سے فارغ ہو کر لوگ اپنے اپنے گہرونکو واپس ہوے۔ یزید بہی شام کی طرف لوٹے۔ دوسرا لشکر کوفہ جسکے معقل بن قیس سردار تہے شامیونکے پیچہے لگا۔ لشکر شامی نے وادی القری سے کوچ کیا تہا کہ لشکر عراق نے انکو جالیا اور لوٹ مار مچادی۔ لوگونکو قید کر لیا اور جو کچہہ اونکے پاس اسباب سامان تہا چہین لیا۔ قیدیونکو کوفہ مین بحضور جناب امیر المومنین رض پیش کیا۔ آپنے بعوض اپنے قیدیونکے جو شام مین امیر معاویہ رض کی پاس تہے انکو رہا کر دیا یہہ قصہ اس طرح ہے کہ جس وقت یزید بن شجرہ امیر معاویہ رض کی خدمت مین واپس آے آپنے حرث بن نمر تنوخی کو جزیرہ پر بہیجا اور حکم دیا کہ جناب علی رض کے مطیع اشخاص کو قید کر لاؤ۔ حرث جزیرہ مین پہونچے اور ایک گہر کے سات آدمی قبیلہ بنی تغلب کے قید کر لاے۔ قبل اسکے بنی تغلب امیر المومنین کی اطاعت سے باہر ہوگئے تہے اور اونکا میلان جانب امیر معاویہ رض کے تہا۔ جبکہ انکی قوم والے قید کر لیے گئے تو انہون نے حضرت معاویہ رض سے انکے چہوڑدینے کی بابت

درخواست کی انہون نے انکار کیا اسپر بنی تغلب انسے بہی منحرف ہو گئے۔ جب تغلبی گرفتار ہو آسے تو جناب امیر معاویہ رض نے امیر المومنین کو لکہا کہ معقل ہمراہیان نزید کو قید کر کے لیگئے ہین اگر آپ اونکو چہوڑ دین تو ہم آپکے لوگونکو رہا کر دین۔ آپنے اون قیدیونکو چہوڑ دیا۔ امیر معاویہ رض نے بنی تغلب کو بہی رہا کر دیا۔

جناب علی رض نے قبیلہ خشعم سے ایک شخص عبد الرحمن نام کو نواح موصل مین روانہ فرمایا تاکہ عام لوگونکی شورش و فساد دور کرین عبد الرحمن کو بہی تغلبی جو معاویہ رض سے الگ ہو گئے تہے ملے۔ انکا سردار قریع بن حارث تغلبی تہا۔ عبد الرحمن کے ہمراہیون سے اور انسے گالی گلوج کے بعد جدال و قتال کی ٹہیر گئی۔ عبد الرحمن مارے گئے۔ حضرت علی رض نے چاہا کہ بنی تغلب پر ایک لشکر جرار روانہ فرماوین مگر قوم ربیعہ نے کہا۔ بنی تغلب آپکے دشمن سے کنارہ گزین اور آپکے مطیع ہین۔ عبد الرحمن کو دہوکے مین قتل کیا ہے یہہ سنکر آپ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ (ابن اثیر)

زیاد بن ابیہ گورنر فارس

اسی سنہ مین زیاد کرمان و فارس کے حاکم ہوے۔ جس وقت ابن حضرمی بصرہ مین مارے گئے اور باشندگان ممالک محروسہ اطاعت مین مختلف ہوے تو مخالفین اہل فارس و کرمان کو بہی طمع خراج و حکومت ملکی دامنگیر ہوئی۔ ہر حصہ ملک مین یہی ہوا چل گئی ہر ایک رئیس قصبہ و قریہ مستقل حکومت کا خواستگار رہا اور خراج ادا کرنے سے انکار کیا۔ جس جس علاقہ پر عمال تہے اونکو نکال دیا چنانچہ اہل فارس نے بہی سہل بن حنیف گورنر فارس کو اپنے ملک سے نکال دیا اور خود مختار و حاکم وقت بن بیٹہے۔ جناب امیر المومنین نے اپنے اصحاب و احباب سے اس عام شورش کے رفع کرنے مین مشورہ کیا۔ جاریہ بن قدامہ نے عرض کیا۔ کیا مین حضور کو

ایک ایسا شخص منتظم۔ صاحب تدبیر۔ حکومت وسیاست کے قواعد سے واقف ہے جو کام اوسکے سپردگی مین دیا جاوے اوسکے انجام دینے مین وہ تن تنہا کافی ہو بتلادون۔ ارشاد ہوا۔ وہ کون شخص ہے۔ جاریہ نے کہا۔ وہ شخص زیاد بن ابیہ ہے۔ آپنے انکی راے کو پسند کیا اور عبد اللہ بن عباس رض کے نام حکم لکھا کہ زیاد کو فارس کا عامل مقرر کرکے اوس طرف روانہ کرو ابن عباس رض نے حسب الحکم ایک لشکر کے ساتھ زیاد کو فارس روانہ کیا۔ زیاد نے وہان پہونچکر اہل فارس کو خوب دبایا۔ قرار واقعی اونکی سرکوبی کی۔ زیاد کی حکومت اور حکمت عملی وتدابیر و انتظامات مناسب سے اہل فارس سیدہے ہو گئے۔ انہون نے یہہ طریقہ رکھا کہ جس پرگنہ مین مفسدونکو پایا اونکے سر پر منتخب شدہ لوگ بھیجے اور ملکی لوگون سے ایک سے دوسرے کو گوشمالی دلوائی اور اس طرح اپنا رعب داب جمالیا کہ وہی لوگ آپس کے عیب زیاد پر ظاہر کردیتے بعضے اس درجہ خائف ہوے کہ ملک چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعضے ایسے مطیع و فرمانبردار بن گئے کہ اپنے ملک والونکو انکی خوشی و رضامندی مین قتل کرڈالا۔ ایرانیون کا جوش وخروش جو مثل طوفان سمندر کے تھا اور جسکی ترقی کے خوفناک آثار نمایان ہو چلے تھے اپنی تیغ آبدار سے فرو کیا۔ پہر کرمان پہونچکر وہان بہی ایسا ہی انتظام کیا۔ بعد ازان فارس واپس آے اور اصطخر مین مقیم ہوے۔ اصطخر کے قریب قلعہ سنگین موسوم بہ قلعہ زیاد تعمیر کیا۔ اسی قلعہ مین کسی زمانہ مین منصور یشکری سکونت پذیر ہوا ہے جب سے اسکا نام قلعہ منصوریہ ہوگیا۔

بعضے کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عباس رض نے زیاد کے فارس پر بھیجنے کی راے جناب علی رض کو دی تہی۔

• زیاد کی والدہ سمیہ مقام زندورد علاقہ کسکر کے باشندہ دہقانی کی لونڈی تہی۔ اتفاقاً وہ دہقان بیمار ہوا۔ حارث بن کلدہ ثقفی جو پیشہ طبابت کرتے تہے علاج کیواسطے

بلایا۔ انکے علاج سے اچھا ہوگیا۔ شکرانہ ونذرانہ مین یہی لونڈی سُمَیّہ ہبکردی سُمَیّہ حارث کے تصرف مین رہی اس لونڈی سے ابوبکرہؓ نفیع پیدا ہوے۔ اسی سُمَیّہ سے نافع پیدا ہوے۔ جب غزوہ طائف ہوا وقت محاصرہ طائف کے حارث نے ان دونون کے پیدا ہونیکے بعد سُمَیّہ کا نکاح اپنے غلام عبید نامی سے کردیا تہا۔ اوسی زمانہ مین حضرت ابوسفیانؓ طائف پہونچے اور ابومریم سلونی کے گہر اوترے۔ یہہ اوسوقت تک اسلام نہین لائے تہے اور شراب بیچا کرتے تہے۔ ابوسفیان نے بہی ابہی اسلام قبول نہین کیا تہا۔ ابوسفیانؓ نے رات کو ابومریمؓ سے کہا۔ دوست کوئی عورت نہین لاتے۔ میرا تو اسوقت بُرا حال ہے۔ ابومریمؓ کو اپنے عزیز میہمان کی خاطرداری منظور تہی کہنے لگے آپکو سُمَیّہ پسند ہو تو ابہی حاضر کردون۔ ابوسفیانؓ نے کہا۔ خیر کیا مضائقہ۔ وہی دراز پستان گندی بودار سہی۔ ابومریمؓ سُمَیّہ کو لے آے۔ ابوسفیان نے اوسکے ساتہہ رات بسر کی سُمَیّہ حاملہ ہوگئی اور سنہ ہجری مین زیاد پیدا ہوے (ابن اثیر)

علامہ مسعودیؒ نے سُمَیّہ کی نسبت یہہ لکہا ہے کہ طائف مین ایک محلہ جو بنام حارۃ البغایا (چکلہ) آبادی سے علحدہ واقع تہا اور جس جگہہ زنان بازاری رہتی تہین اور حسب رواج اوسوقت کے ہرایک کے دروازہ پر ایک پہریرہ نصب ہوتا تہا سُمَیّہ بہی اوسی محلہ مین رہا کرتی تہی اور جو کچہہ آمدنی اسکو وصول ہوتی حارث بن کلدہ ثقفی کے حوالہ کیا کرتی تہی۔

بہرکیف زیاد نے سن شعور کو پہونچکر عقل وتمیز مین نام پیدا کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ جسوقت خلافت فاروقی مین بصرہ کے عامل تہے زیاد اونکے منشی وروبکاری تہے۔ جناب امیرالمومنین عمر فاروقؓ نے بہی زیاد سے کام لیا جسکو یہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتہہ انجام دیکر حاضر خدمت ہوے اور مجمع عام مین بکمال فصاحت وبلاغت ایک خطبہ پڑہا جسکو سنکر حاضرین دنگ رہگئے اور سب نے انکے علم ولیاقت کا اقرار کیا۔ پہر خلافت مرتضوی مین یہ عبداللہ بن عباسؓ کے ہمراہ

مثل ایک نائب یا مددگار رہے اور بصرہ سے گورنر فارس مقرر ہوکر اوس طرف چلے گئے
زیاد کی کارگذاری اور ہوشیاری پر حضرت معاویہؓ نے بہت کچھ چاہا کہ انکو کسی حیلہ سے اپنی
طرف کرلین مگر خلافت مرتضوی مین نہوسکا۔ بلکہ زیاد اور جناب معاویہؓ مین کسیقدر کدورت رہی
سنہ ۴۴ھ عہد خلافت امیر معاویہؓ مین زیاد نے مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی سے کہا۔ مین تمکو بیس ہزار
درم انعام دونگا میرے اور معاویہؓ کے میل کرادو۔ معاویہؓ میری نسبت اسقدر اقرار کرلین کہ
زیاد ابوسفیانؓ کا بیٹا ہے مصقلہ نے اس مین کوشش کی۔ جناب معاویہؓ نے بھی زیاد کے ملانیکی
اس سے بہتر کوئی صورت نہ پائی لہذا زیاد ابوسفیانؓ کے بیٹے مشہور کردیئے گئے۔ پھر زیاد نے
ام المومنین عائشہ صدیقہ کے نام خط لکھا اوسکا عنوان من زیاد بن ابی سفیانؓ لکھا۔ غرض یہہ
تہی کہ اسکے جواب مین اگر ام المومنینؓ من عائشہ الی زیاد بن ابی سفیانؓ لکھدینگی تو
ایک سند ہاتھہ آجائیگی مگر اس امید کے خلاف ام المومنینؓ نے انکو خط لکھا جسکا سرنامہ یہہ تہا۔
من عائشہؓ ام المؤمنین الی ابنہا زیاد۔ یعنی یہہ خط ام المومنین کی طرف سے بنام
اونکے بیٹے زیاد کے ہے۔

جب زیاد امیر معاویہؓ کے بہائی مشہور ہوگئے تو اسکے بعد حج کرنا چاہا۔ ابوبکرہؓ جو زیاد کے
سوتیلے بہائی ہین انکا قصد حج معلوم کرکے انکے گہر آئے اور انکے بیٹے سے کہا۔ "تم اپنے باپ سے کہدینا
کہ تم حج کرنے جاتے ہو وہان ضرور جناب ام المومنین ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ سے ملوگے۔ اگر وہ
راضی خوشی سے تم سے پیش آئین اور تم کو گہر مین بلالین تو جناب رسول خدا کی شان مین بڑی
رسوائی و ذلت ہوگی اور اگر تمکو گہر مین نہ گہسنے دیا تو تمہاری فضیحت و بدنامی ہے پہر تمہارے
مخالف اور بہی تمہاری تکذیب کرینگے اور تمکو سخت ندامت ہوگی۔ اسکو خوب سوچ سمجھہ لو۔ پہر
حج کو جاؤ"۔ زیاد نے اس معاملہ مین غور کیا اور حج کو نہ گئے۔

غرض اس زمانہ سے زیاد قریش مین داخل ہوگئے۔ انکے بھائی ابوبکرہ ثقفی تھے۔ وہ اسی لقب سے مشہور ہے۔ عہد خلافت عہدی تک ان دونون کی اولاد بھی اسی نام سے مشہور تھی سنہ ۱۶۰ھ مین اولاد زیاد کا نام دفتر قریش سے خارج کیا گیا۔

سنہ ۳۹ھ مین ام المومنین جناب میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بمقام سرف انتقال فرمایا یہہ منجملہ اتفاقات عجیبہ ہے کہ انکی اسی مقام مین شب عروسی بھی ہوئی ہے۔ آپکی قبر معروف و مشہور ہے۔ (تاریخ امام یافعی)

علی اختلاف الروایات ابومسعود انصاری بدری نے اسی سنہ مین وفات پائی۔ یہ جنگ بدر مین شریک نہین ہوے بلکہ مقام بدر مین اقامت پذیر ہوے اسواسطے بدری مشہور ہین۔۔ انکا سلسلہ اولاد منقطع ہے (ابن اثیر) امام یافعی کے نزدیک انکی وفات سنہ ۴۰ھ مین ہے۔

جناب امیر المومنین علی نے قبل خلافت جسقدر حج کئے ہون اونکی تعداد معلوم نہین مگر آپکو اپنے عہد خلافت مین کسی سال حج کرنے کا موقع نہ ملا کیونکہ پورا زمانہ آپکی خلافت کا جنگ و جدال مین گذرا۔ (تاریخ خمیس)

سنہ ۴۰ھ سیر بسر بن ابی ارطاۃ

جناب معاویہ نے تین ہزار کی جماعت سے بسر بن ابی ارطاۃ کو جانب حجاز و یمن روانہ کیا بسر عامر بن لوی کے خاندان سے قریشی نسب ہین۔ اول یہہ مدینہ مین آے۔ اسوقت یہان کے عامل حضرت ابوایوب انصاری تھے۔ بسر کا نام سنتے ہی یہہ مدینہ چھوڑکر کوفہ کی جانب چل دیئے بسر بغیر مزاحمت احدے مدینہ منورہ مین داخل ہوے کسی کو قتل نہین کیا۔ سب سے پہلے بسر نے جو کام یہان کیا وہ یہہ ہے کہ آتے ہی مسجد نبوی مین داخل ہوے اور منبر پر چڑھکر باواز بلند پکارے۔ اے قبائل دینار۔ نجار۔ زریق۔ (افسوس) ہے کہ سردار شیخ جناب عثمان کدھر گئے

(دہاے) کل تک وہان تھے۔ بخدا اگر امیر معاویہؓ سے قول کرکے قسم کہا کر نہ آیا ہوتا تو آج مدینہ مین
کسی جوان کو زندہ نہ چہوڑتا پہر بسرؓ نے بنی سلمہؓ کے پاس اپنا آدمی بہیجکر پیغام بہیجا کہ جابر بن عبد اللہ
کو میرے پاس حاضر کرو اسی مین تمہاری سب کی خیر ہے ورنہ ابہی ایک دم مین سب کو مار ڈالونگا
حضرت جابرؓ ام المومنین جناب ام سلمہؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ آپکی کیا رای ہے
بسرؓ مجہکو امیر معاویہؓ کی بیعت کے واسطے بلاتے ہین مگر درحقیقت اونکی بیعت گمراہی کی بیعت ہے
اگر مین انکار کرتا ہون تو مجہکو جان کا اندیشہ ہے۔ اس صورت مین جیسا ارشاد ہو تعمیل کرون
آپنے جواب دیا میرے نزدیک صلاح وقت یہی ہے کہ بیعت کرلو۔ جان بچانا فرض ہے۔ مین نے
بہی اپنے لڑکے عمر اور اپنے داماد ابن زمعہ کو حکم دیدیا ہے کہ بیعت کرلین اور اپنی جان بچائین۔
حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی زینب ابن زمعہ کے نکاح مین تہین۔ حضرت جابرؓ آپسے اجازت پاکر
بسر کے پاس گئے اور اوس سے بیعت کرلی۔ پہر بسر نے مدینہ کے مکانات مسمار کرادیئے اور مکہ کا
رخ کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مکہ مین مقیم تھے بسر کے خوف سے بہاگ گئے۔ بسر نے اہل مکہ سے جبراً
بیعت لی۔ بعدہٗ یمن کی طرف گئے۔ یہان جناب امیر المومنین علی کی طرف سے حضرت عبید اللہ بن
عباس عامل تھے وہ بہی قبل پہونچنے بسر کے اپنی جان لیکر کوفہ چلے گئے۔ جناب علی مرتضیٰ نے اونکے
انکی جگہ عبد اللہ بن عبد المدان حارثی کو عامل کرکے روانہ فرمایا۔ بسر جسوقت یمن مین داخل ہوا
یمن نئے عامل کو پایا۔ اوسکو قتل کیا اور اوسکے ایک بیٹے کو مار ڈالا حضرت عبید اللہ بن عباس
کے دو کمسن بچے عبد الرحمن۔ قثم کو بہی قید کرلیا۔ یہہ دونون بچے جنگل مین ایک شخص کنانی
کے پاس رہتے تھے۔ بسر نے انکو قتل کرنا چاہا۔ کنانی نے کہا۔ ان معصوم بے گناہ بچونکو کسواسطے
قتل کرتے ہو۔ للہ انکی جان بخشی کرو اور اگر انکو مارنا ہی ہے تو انکے ساتھ مجہکو بہی قتل کر ڈالو۔
بسر نے پہلے کنانی ہی کو مارا پہر دونون بچے خنجر ظلم سے شہید کئے۔ ایک روایت مین ہے کہ

کنانی نے تلوار لیکر بسر کا مقابلہ کیا اور دونوں لڑکونکی حفاظت مین لڑتے رہے اور کہتے جاتے تھے
شیر وہ ہے جو اپنے گھر مین آنے والونکو روکے اور اپنے ہمسایہ کے قریب برہنہ شمشیر لیکر اونکی
حفاظت مین مستعد رہے۔ آخر لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ بسر نے اون معصوم بچونکو قتل کرنا چاہا
قبیلہ کنانہ کی عورتین جمع ہوگیئں اور دوہائی فریاد مچائی۔ ایک عورت اونمین سے بولی کہ ادبر
مردوے۔ ظالم قسائی۔ مردونکو مارا۔ ناحق ناروا ذبح کیا۔ اگر تیرے نزدیک قصور تھا تو مردونکا
تھا۔ ان بھولے بھالے۔ اپنی مان کے لاڈلے بچون کی کیا خطا ہی۔ ہائے۔ ان کی مان کا کلیجہ
کیسا کلپیگا۔ ای کمبخت۔ خدا کے غضب سے ڈر۔ آہ۔ ان معصوم بچونکے قتل سے درگذر۔ تیرے
سامنے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہونگے۔ اے بیدرد۔ برائے خدا انپر ترس کھا۔ خدا کی قسم
کبھی کسی زمانہ مین نہ جاہلیت کے وقت نہ اسلام مین بچے اس طرح سے مارے گئے۔ پروردگار کی قسم
اے ابی ارطاۃ کے لڑکے۔ اب تجھپر شامت سوار ہونے والی ہے سب کا حاکم ومنصف اپنا
غضب تجھپر نازل کرنے والا ہے۔ دیکھ خدا کی حجت والزام تجھپر قائم ہوا چاہتا ہے۔ ای نادان
ناعاقبت اندیش خدا کی قسم۔ چھوٹے بچون اور بوڑھے مردونکے قتل کا بڑا گناہ ہے۔ افسوس
رحم وترس دلونسے اوٹھہ گیا یہی ظالم بادشاہ کی تباہی کے سامان ہین" غریب عورتین ہزار
چیختی چلاتی سر پٹکتی رہین مگر اسنے کچھہ خیال نہ کیا۔ بیگناہ بچونکو قتل کرڈالا۔ پھر شیعان علی جسقدر
یمن مین ہاتھہ لگے تقریبًا سبکے سب قتل کرڈالے۔

جناب علی مرتضیٰ ؑ اس ہنگامہ ظلم وستم کو سنکر نہایت درجہ پرغضب ہوے۔ جاریہ بن قدامہ
سعدی اور وہب بن مسعود کو دو ہزار سپاہیونکے ساتھہ بسر کی گوشمالی پر روانہ فرمایا۔ یہ لشکر
نجران پہونچا جسقدر عثمانی انکے ہاتھہ آے انہون نے بمعاوضہ خون شیعان علی ؑ اونکو قتل کیا
بسر آمد لشکر اہل عراق سنکر بھاگے اپنے ہمراہیون کو بھی ساتھہ لیا۔ جاریہ نے انکا تعاقب کیا

بسر تو نکل گئے اور جاریہ مکہ پہونچے (ادہر جناب امیر المومنین علیؑ نے شہادت پائی) اہل مکہ سے کہا۔ امیر المومنین کی تجدید بیعت کرو۔ انہون نے جواب دیا۔ امیر المومنین تو شہید ہوے اب کسکی بیعت کرین۔ جاریہؓ نے کہا۔ اصحاب علیؓ نے جسکی بیعت کی ہو تم بہی اوسکے ہاتہہ پر بیعت کرلو۔ اہل مکہ نے ڈرکر جاریہ کے ہاتہہ پر بیعت کرلی پہر جاریہ مدینہ منورہ مین آے۔ یہان بسر کی وجہ سے ایک بدامنی پہیلی ہوئی تہی پیش امام آج کل حضرت ابو ہریرہؓ تہے۔ یہہ جاریہ کے ڈر سے بہاگ گئے۔ جاریہ نے کہا۔ اگر اسوقت مجھکو ابو ہریرہ ملتے تو مین اونکو ضرور قتل کرتا اور اہل مدینہ سے کہا حضرت امام حسنؓ سے بیعت کرلو۔ لوگون نے انسے بیعت کرلی۔ جاریہ ایک دن مدینہ مین قیام کرکے کوفہ واپس گئے۔ انکے جانیکے بعد حضرت ابو ہریرہ مدینہ مین آگئے اور بدستور سابق امامت کرتے رہے۔

حضرت عبید اللہ بن عباسؓ کی بیوی (جنکے دونون بچے مارے گئے) کا نام ام الحکم جویریہ بنت خویلد بن قارظ ہے اور بعض کہتے ہین کہ اونکا نام عائشہ بنت عبد اللہ بن عبد المدان ہے انکو اپنے دونون بچونکا قتل ہونا سنکر جنون ہوگیا عقل و ہوش جاتے رہے اکثر اوقات بیخود عالم تحیر مین خاموش رہتین کسیوقت ہوش آتا تو چند اشعار مرثیہ غم فرزند ونمین ان کے ورد زبان ہوتے اور نہایت سوز و گداز سے حسرتناک لہجہ مین پڑہا کرتی تہین۔

جناب امیر المومنین علیؑ کو بہی اون بچونکے قتل ہونے سے سخت رنج ہوا۔ آپنے بڑا افسوس کیا اور بسر کے حق مین بد دعا فرمائی۔ "خداوندا! بسر کی عقل سلب کرلے" چنانچہ آپکی بد دعا سے بسر سڑی سودائی ہوگئے۔ اگر انکو تلوار مل جاتی تو قتل عام مین مصروف ہوتے۔ لوگونسے تلوار مانگتے تہے مگر کوئی نہ دیتا تہا۔ البتہ انکے جی بہلانے اور جوش جنون کم کرنیکو یہہ ترکیب کیجاتی تہی کہ ایک لکڑی کی تلوار دیدیتے اور انکے سامنے ایک مشک ہوا بہر کے ڈال دیتے تہے۔ یہہ اوس مشک کو

ستم کرتے اور حالت دیوانگی مین پتہرے بدل بدل کر خوب ہاتہہ جماتے ستے - بس یہہ اونکا مشغلہ تہا - تا آخر حیات اسی حالت مین رہے -

روایت ہے کہ جب امیر معاویہؓ کو خلافت ہوگئی تو ایک مرتبہ حضرت عبیداللہ بن عباس رضؓ امیر معاویہؓ کے دربار مین تشریف لیگئے - بسر بہی وہان موجود تہے - حضرت عبیداللہؓ نے بسر سے کہا جو قت تم نے میرے بچونکو قتل کیا ہے - اگر قدرت خدا سے تمکو زمین مثل کنہی درخت کے تمہارے پاس اوگاتی تو مین بہت خوش ہوتا (تمکو ظلم کا مزہ چکہاتا) بسر نے کہا - ابہی - لو یہ میری تلوار ہے حضرت عبیداللہؓ نے ہاتہہ بڑہا کر تلوار اوٹہانا چاہا کہ حضرت معاویہؓ نے تلوار پکڑلی اور بسر سے ڈانٹ کر کہا - کیا غضب کرتے ہو - خدا تمکو ہلاک کرے - بوڑہے ہوکر سٹہیا گئے - اگر انکو تلوار مل جاے تو پہلے میرے ہی اوپر ہاتہہ صاف کرین - عبیداللہؓ نے کہا - بیشک یہی ہو پہلے آپ کو ختم کرون پہر بسر کو - بعض کہتے ہین کہ بسر کا حجاز مین جانا ۴۲ھ مین ہے - یہ مدینہ مین ایک ماہ کامل مقیم رہے - جس کیکی نسبت معلوم ہوتا کہ یہہ عثمانؓ کی شہادت مین شریک ہوا ہی فوراً اوسکو قتل کرڈالتے -

اسکے بعد حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان صلح ہوگئی اور یہہ شرط ٹہیری کہ ملک عراق مین جناب علیؓ کی حکومت رہے اور ملک شام کے حاکم جناب معاویہؓ رہین قبل صلح کے طرفین سے خط وکتابت رہی بعدہ مصالحت ہوگئی -

علیحدگی حضرت عبداللہ بن عباسؓ از حکومت بصرہ

گو جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بہت چاہتے اور اونکی عزت کرتے تہے مگر باوجود اسکے اونکو کسی جگہہ کا عامل نہین کیا ایک دن فرمانے لگے - میرا جی چاہتا ہی کہ

آپکو کسی ملک کا والی کردون مگر اندیشہ یہہ ہے کہ آپ خراج و محاصل ملک مین بدلیل وجحت اپنا حق سمجھکر تصرف و تغلب کرینگے۔ لیکن جناب امیر المومنین علی رض نے اپنے عہد حکومت مین شروع زمانہ ہی سے انکو بصرہ کا عامل کر دیا اور وہ خوف جو جناب فاروق رض کو انکے عامل کرنے سے روک رہا تھا۔ ظاہر ہوا۔ ابن عباس رض نے اموال غنیمت کو اپنے واسطے جائز رکھا بلکہ اپنے کو اوسکا حقدار و حصہ دار سمجھے۔ آپکی دلیل یہہ آیت تہی۔ واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذوی القربیٰ۔ (عقد الفرید)

خمس غنیمت جو نکالا جاتا ہے اوسمین صرف تین حصہ ہوتے ہین اور اوسکے مستحق و مصرف مسکین۔ یتیم۔ مسافر ہین۔ اہل قرابت آنحضرت صلعم اگر فقیر و محتاج ہون تو مقدم ہونگے۔ اگر غنی مالدار ہین تو کچھہ نہ ملیگا۔ باقی رہا یہہ کہ آیت مین اللہ تعالیٰ کا نام اور آنحضرت کا حصہ ہی ہے تو خدا کا نام محض تبرکا ہے اور آنحضرت کا حصہ تا مین حیات تہا بعد وفات ساقط ہو گیا۔ (پس خمس کے تین حصے ہونگے جسکے مسکین۔ یتیم۔ مسافر۔ حقدار ہین) یہہ مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کا ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک خمس کے پانچ حصہ ہونگے۔ تین کے پانے والے تو اوپر مذکور ہوے چوتھا حصہ ذوی القربیٰ۔ یعنی بنی ہاشم۔ بنی مطلب کو ملیگا اور پانچوان حصہ جو رسول کے نام کا ہے وہ خلیفہ وقت پاویگا۔ انکی دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت نے خمس خیبر سے ذوی القربیٰ کو بہی دیا۔ حضرت عثمان رض اولاد عبد شمس سے ہین اور حضرت جبیر بن مطعم اولاد نوفل سے۔ ان دونون نے عرض کیا کہ ہم بنی ہاشم کی فضیلت کے منکر نہین مگر بنی المطلب سے ہم کسی طرح کم نہین ہین۔ کیا وجہ ہے جو ہم محروم ہے۔ ارشاد ہوا۔ بنی المطلب مین ایک خصوصیت ہے جاہلیت مین بہی مجہسے جدا نہ ہوے تہے جیسا کہ اب اسلام مین ہیکے ساتہہ ہین اور میری اونکی مثال (ایک ہاتہہ کی اونگلیان دوسرے ہاتہہ کی انگلیون مین داخل کرکے فرمایا) ہمیشہ سے

اس طرح ہے۔ امام شافعیؒ بربناء دلیل ہذا ذوی القربی کا حصہ بھی قائم رکھتے ہین۔ احناف جواب دیتے ہین کہ اونکو استحقاق بوجہ نصرت و صحبت نبوی کے تہا وہ آپ کی وفات سے منقطع ہو گیا ہان ذوی القربی اگر فقیر محتاج ہون تو اونکو دیا جاوے کیونکہ انکو زکوٰۃ نہین دیجاتی درصورت محتاجی کے خمس مین سے بعوض زکوٰۃ دیا جاوے گا (شرح وقایہ)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسالت مین خمس کے پانچ حصے ہوتے تھے۔ ایک حصہ خدا اور اوسکے رسول کے نام کا۔ ایک ذوی القربیٰ کا۔ تین حصے یتیم۔ مسائین۔ محتاج مسافر کے پھر حضور کے بعد حضرات ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانون مین صرف تین حصے ہوتے تہے حصہ رسول اور حصہ ذوی القربی ساقط ہو گیا۔ خلافت مرتضوی مین بھی ایسا ہی دستور تہا۔ آپ کی راے تہی کہ ذوی القربی کا حصہ رکھا جاوے مگر حضرات شیخینؓ اور جناب عثمانؓ کے خلاف کرنا پسند نہ کیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حصہ ذوی القربی کے ہم حقدار ہین حضرت عمرؓ نے حکم دیا تہا کہ اس خمس مین سے بے شوہر والی عورتون کے نکاح مین صرف کرین۔ قرضدار کا قرض ادا کرین مگر ہم نے چاہا کہ بغیر ان ضروریات کے بھی ہم کو ملنا چاہیے جناب عمرؓ نے یہ جائز نہ رکھا۔

امام ابوحنیفہؒ اور اکثر فقہا و احناف کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ وقت کو تقسیم غنیمت مین مسلک خلفاء اربعہؓ اختیار کرنا چاہیے۔ (کتاب الخراج قاضی ابویوسفؒ)

مؤلف۔ معلوم ہوا کہ تقسیم خمس مین اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ کا مذہب یہی ہے کہ ذوی القربی کا حصہ نکالنا چاہیے اسی بنا پر اونہون نے خمس مین تصرف کیا لیکن یہ خلفاء ثلثہ کے خلاف تہا اور جناب علیؓ بھی مخالفت اونکی پسند نہ فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کے بصرہ چھوڑنے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز یہ ابوالاسود

کیطرف ہوکر گذرے اور کسی امر پر ناراض ہوکر اونکو جھڑکا اور کہا اگر تم چار پایون مین ہوتے
تو اونٹ ہوتے اور اگر جانور چرانا تمہارے سپرد کیا جاتا تو تم بوجہ جہالت و نادانی کے چراگاہ
تک نہ پہونچ سکتے۔ ابوالاسود نے امیر المومنین علیؓ کی خدمت مین انکی شکایت مین یہ عرضداشت
ارسال کی۔ آپکو خداوند تعالیٰ شانہ نے حاکم امانت دار۔ اوسکی مخلوق کا چرواہا نگہبان بنایا ہی۔ ہمنے
آپ کو ہر طرح آزمایا۔ آپ کو امانت داری و دیانت مین کامل پایا۔ ہم لوگونکے ہاتھہ جو کچہ فتوحات
واموال غنیمت حاصل ہوتے ہین وہ ہمین لوگونکو آپ دیدیتے ہین۔ اونکے مقدمات مین
کسی سے رشوت نہین لیتے۔ آپکے ابن عم بخلاف روش آپکے جو اونکے ہاتھہ لگا اپنا سمجھکر کہا
گئے۔ مجھکو اونکی یہہ کارروائی آپسے چھپانا مناسب نہ تھی لہذا اظاہر کردی۔ اب آپکو اختیار ہے
اور جیسا مجھکو حکم ہو تعمیل ارشاد مین حاضر ہون۔ امیر المومنین نے اسکا جواب یہ لکھا۔ تمہاری
تحریرات مرحومہ کی خیرخواہی کی ایک عمدہ نظیر ہے۔ حاکم وقت امام۔ والی طالب حق ظلم سے
پرہیزگار کے واسطے نیک صلاح ہے۔ تمہاری رپورٹ کے بموجب مین نے ابن عباسؓ کو لکھا
ہے۔ تمہارا نام پوشیدہ رکھکر اونسے استفسار کیا ہے۔ جو کچہ حالات اونکے تمکو معلوم ہوتے
رہین ہمکو لکھتے رہنا خصوصاً جو امر باعث رفاہ خلق اللہ ہو اوسکی اطلاع خلیفہ وقت کو کرنا ہر مسلمان پر
واجب ہے۔ دوسرا پروانہ ابن عباسؓ کے نام تہا۔ مجھکو تمہاری بابت خبرین پہونچی ہین کہ جو کچہ تمہارے
قبضہ مین مال تہا وہ سب تم نے ہضم کرلیا۔ زمین ویران کردی جسقدر محاصل وخراج آیا۔ تم نے
اوسکو اپنا سمجھکر اوسمین تصرف مالکانہ کیا۔ درحقیقت اگر یہہ خبر صحیح ہے تو بیشک تم نے بیجا کیا۔
اللہ تعالیٰ کو ناخوش کیا۔ امانت کو برباد کیا۔ اپنے امام کی نافرمانی۔ مسلمانون کے مال مین خیانت
روا رکہی۔ تم اپنا حساب کتاب جمع خرچ میرے پاس بہیجو۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ دنیا کا حساب
آسان ہی۔ خدا کے گہر جو کل حساب ہوگا وہ بڑا سخت ہے۔ ابن عباسؓ نے اسکے جواب مین لکھا

میری نسبت جو کچھہ خبرین آپکو پہونچی ہین وہ سراسر غلط ہین - آپ کسی پر توجہ نہ فرمائیے - جو کچھہ میرے قبضہ و تحت مین ہے مین اوسکا حافظ ہون اور میرے پاس سب موجود ہے -

جناب علی مرتضیٰ رضہ نے اس خط کے جواب مین لکھا مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا تاوقتیکہ مجھپر یہہ ظاہر نہ کردوگے کہ تمنے جزیہ مین سے کسقدر اور کس کس علاقہ سے وصول کیا اور اوسکے مصارف بالتفصیل کیا ہین - خدا سے ڈرو - یہہ مال تمہارے پاس امانت ہے اور تم اوسکے محافظ ہو یہہ مال دنیا جسکو تم نے لیا ہے قلیل مقدار ہے مگر اسکا تاوان و وبال آخرت بہت بڑا اور بھاری ہے - (عقد الفرید و ابن اثیر)

ابن عباس رضہ نے یہہ خط پڑہکر خیال کیا کہ امیر المومنین کسی طرح باز نہ رہین گے لہذا حکومت بصرہ سے الگ ہوجانا ہی مناسب ہے - بس ایک آخری خط آپ کی خدمت مین روانہ کرکے خود یہانسے روانگی کی تیاری کی - وہ خط یہہ ہے - آپکے پروانجات جو میرے نام آئے اونسے بخوبی روشن ہوگیا کہ آپکو میری نسبت جو خبرین مال اوڑانے کی پہونچی ہین وہ آپکے نزدیک بدرجہ تحقیق ثابت ہین - اون اخبار کی روسے آپ مجھکو مال اوڑانے کی قصور مین گنہگار سمجھتے ہین واللہ - مین اس حکومت سے دست بردار ہوتا ہون قسم خدا کی - مسلمانونکی خونریزی ہوکر مجھکو حکومت ملے اور تمام روئے زمین کے پہاڑ اور جنگل میرے واسطے سونا ہوجاوین تو مجھکو ہرگز پسند نہین - آپ یہان جسکو چاہین مقرر فرمائین مین تو اب کوچ کرتا ہون - والسلام - بروایت ابن خلدون اوس خط کے یہ الفاظ ہین بین آپکے مطلب کو سمجھ گیا - مین ایسی گورنری نہین چاہتا جسکو آپ مناسب سمجھئے بہیجدیجئے - یہہ مال جو مین نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہے وہ میرا ہے اور مجھ اوس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے -

قبل روانگی کے جناب ابن عباس رضہ نے بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ (نانہالی قرابت دارو)

کو بلا کر اونسے مدد چاہی کر اپنی حفاظت سے مکہ معظمہ تک پہونچا دین حسب خواہش آپکے ضحاک بن
عبداللہ ہلالی آئے۔ انکے ساتھہ زرین بن عبداللہ بن زرین اسی قبیلہ کے شجاعان زمانہ سے
تھے۔ ان دونون نے وعدہ لیا کہ ہم آپکی جان و مال کی حفاظت جان سے کرینگے۔ انکے کہنے پر جملہ بنی ہلال
آپکے ساتھہ ہوے۔ بنی ہلال نے کہا کہ ہوازن کو ہم کس طرح چہوڑ سکتے ہین اونکو بہی ہمراہ لینا
چاہیئے۔ علیٰ ہذا القیاس ہوازن نے بہی کہا۔ بغیر بنی سلیم کے ہمکو چارہ نہین غرض یہ دونون
قبیلہ بہی متفق ہوے۔ بنی قیس بہی آکر مل گئے اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف پوری جماعت
ہوگئی۔ بروایت ابن اثیر سب مال لے لیا اور بروایت عقد الفرید کل بیت المال کہ چہہ لاکہہ نقد تہا
لیکر خرجیون اور تہیلیون مین بہرا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ یہہ سب ہمارا مال ہے جو جمع ہوتا گیا
اور ہم نے اس مین سے کچہہ نہین لیا تہا جب بصرہ سے نکل گئے تو اہل بصرہ نے آپکا تعاقب
کیا۔ بمقام طف جو بصرہ سے چار فرسنگ ہے آپکو جا لیا اور مال لیجانے پر مزاحمت کی۔ قبیلۂ قیس
نے کہا۔ خبردار۔ اس مال سے ہاتہہ نہ لگانا۔ جبتک ہم لوگون سے ایک آنکہہ بہی کہلی رہیگی تم
لوگ اسپر قبضہ نہین پا سکتے۔ صبرہ بن شیمان حدانی بصری و بروایت عقد الفرید حمزہ سردار قبیلۂ
ازد نے کہا۔ بہائیو۔ انسے متعرض نہو۔ بنی قیس ہمارے بہائی ہین۔ ہمارے ہمسایہ۔ ہمارے
مددگار۔ وقت پر ہماری طرف سے ہماری دشمن سے لڑنے والے۔ اب انکی خاطر رکھو یہہ مال اگر
ملا بہی اور انسے بگاڑ ہو کر ملا تو کیا خوبی ہے۔ یہہ لوگ مال کی نسبت ہمارے واسطے بہتر ہین۔
صبرہ کے کہنے سے اہل بصرہ واپس چلے گئے۔ بکر بن وائل و عبد القیس بہی انکے متفق ہوے۔
اور تعرض نہ کیا مگر بنو تمیم نے کہا۔ بخدا۔ ہم انکو مال نہ لیجانے دینگے اگر خوشی سے نہ دینگے تو ہم لڑینگے احنف بن
قیس نے منع کیا اور کہا انسے لڑنا مناسب نہین۔ انکو مال لیجانے دو۔ بہلا یہہ تو خیال کرو کہ جو لوگ
انسے رشتہ مین دور ہے وہ تو کچہہ بولے نہین تم باوجود قرب رشتہ کے انسے لڑتے ہو۔ اگر تم

میرا کہنا نہین مانتے تو تمکو اختیار ہی- مین تم سے الگ ہوتا ہون- یہہ کہکر احنف بن قیس واپس ہو گئے- بنو تمیم باوجود ممانعت کے نہ مانے- انمین سے ابن مخدبہ نامی نے بڑہکر حضرت ابن عباس رض کے ہمراہیون پر حملہ کیا- اودہر سے ضحاک بن عبداللہ نکلے اور ابن مخدبہ کے شانہ پر نیزہ کا ایک زخم لگایا جس سے وہ گر پڑے پہر اونکو چہوڑ دیا- پہر بنو تمیم سے سلمہ بن ذویب سعدی نے ضحاک پر حملہ کیا- انہون نے سلمہ کو بہی زخمی کر دیا- غرض اس گیر ودار مین چند آدمی زخمی ہوئے مگر کوئی جان ضائع نہ ہوئی- ازدی اور دیگر قبائل جو بلا مزاحمت واپس ہونے کو تہے جب انہون نے دیکہا کہ بنو تمیم لڑنے لگے تو آپس مین کہا- یہہ تو کچہہ نہ ہوا- ہم نے انکو بلا جدال و قتال چہوڑ دیا مگر بنی تمیم تو لڑ رہے ہین انکو بہی روکنا چاہیئے- یہہ کہکر بنی تمیم کو لڑنے سے روک دیا اور کہا- یہہ بڑی کمینگی اور دنائت طبع ہے کہ ہم نے تو تمہارے بنی اعمام کے واسطے مال چہوڑ دیا اور تم باوجود قرب رشتہ دار ہونیکے مال پر لڑ رہے ہو- ہماری سخاوت اور عالی ہمتی دیکہو کہ مال کی کچہہ پرواہ نہین کی- انکو جانے دو اور اب انکے جان و مال سے متعرض نہو- بہر کیف بنو تمیم کو سمجہا کر پہیرا اور سب کے سب بصرہ واپس آئے حضرت ابن عباس رض کے ہمراہ چند اشخاص بنی قیس کے رہگئے جن مین ضحاک بن عبداللہ اور عبداللہ بن زرین بہی تہے یہانتک کہ سفر طے ہوا اور حضرت ابن عباس رض بخیریت تمام نہایت آرام و بیفکری سے ملک حجاز مین داخل ہوئے اور مکہ معظمہ مین پہونچ گئے-

جناب امیر المومنین علی رض کو انکا مکہ معظمہ مین آنا معلوم ہوا- آپنے انکو خط لکہا جسمین بہت کچہہ وعظ و نصیحت درباب اخذ مال تحریر فرمائی جسکے جواب مین ابن عباس رض نے لکہا کہ آپکے نزدیک مین نے بڑا قصور کیا کہ بیت المال سے نقد لیا حالانکہ میرا حق بیت المال مین بہت کچہہ ہے اور مین نے اپنے حق مین سے بہت ہی قلیل لیا ہے-

قصہ یاران ابن سبا۔ و جلا فرمودن جناب علی آن بدبختان را

اس فرقہ کی ابتدا عہد خلافت عثمانی رض سے ہوئی اور جناب خلیفہ ثالث رض کی شہادت اسی گروہ کی سازش سے ہے۔ عہد مرتضوی مین ان لوگون نے دوسرا رنگ بدلا۔ جناب امیر المومنین علی رض کی زمرہ احباب باصفا و یاران باوفا مین داخل ہوکر اپنے کو بہ لقب شیعان علی رض ظاہر کیا اور اس ترکیب سے ازبس خوش ہوے۔ انکو پورا موقع ہاتھہ آیا کہ اس ٹٹی کی آڑمین شکار کھیلین اور جو عقائد فاسد خلاف اہل اسلام اپنے دلون مین عرصہ سے پوشیدہ رکھتے تھے اونکے ظاہر کرنے کا مناسب وقت سمجھے۔ جناب ذی النورین کی شہادت سے جو عام دلونمین ان بدذاتون نی شورش ڈال دی تھی اور وہ آتش فتنہ جس نے عالمگیر ہوکر ایک زمانہ کو اضطراب مین ڈال دیا تھا اور اب حضور مرتضوی رض کی روشن راے اور مناسب تدابیر کے پانی سے قریب تھا کہ بجھ جاتی اپنی پوشیدہ شرارت سے نہ بجھنے دی بلکہ اوسکے شرارے چارسوے عالم مین پھیلا دیئے۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ انکا پیشوا امام عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی۔ آستینین چڑہا کمر باندہ اپنے داؤن گھات مین ہوشیار ہو بیٹھا۔ اہل فتنہ کے ہر فریق کو اوسکی استعداد اور سمجھ کے لائق تازہ فریب نیا سبق دینا شروع کیا جس شخص کے مزرعہ دل مین جس شرارت کے نشو و نما کی قابلیت دیکھی اوسی کا بیج بو دیا۔ عہد مرتضوی رض مین سب سے اول کام اس نے یہہ کیا کہ اپنے مریدین کو خاندان نبوت۔ اہلبیت اطہار کی محبت و اخلاص کی ترغیب دی۔ امیر المومنین کی اطاعت و فرمانبرداری۔ آپکے احکام پر عمل کرنا۔ آپکے حقوق سب کے حقوق پر مقدم رکھنا۔ آپکے مخالفین سے انحراف کرنا۔ آپکی محبت شیوہ ایمان سمجھنا ظاہر کیا۔ اس مضمون کو وہ علی الاعلان ہر خاص و عام کی گوش گذار کرتا تھا۔ یہ طرز کچھ اس طرح مناسب و موزون واقع ہوئی کہ جملہ مسلمانون نے اسکو

قبول کیا اور سبنے ابن سبا کو ناصح وخیر خواہ دین اسلام مانا۔ اسکے بعد دوسرا جال یہ پھیلایا کہ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے وصی۔ ابن عم۔ داماد۔ بعد رسول خدا کے سبسے افضل ہین۔ آیات و احادیث آپکے فضائل ومناقب مین مع دیگر احادیث موضوعہ کے جنکو اپنی طرفسے گڑھ لیا تھا لوگون مین بیان کرنا اور اونکو شہرت دینا شروع کیا یہانتک کہ ایک گروہ عوام کالانعام اسکی جادو بیانی سے تفضیل جناب علی مرتضیٰؓ کا قائل ہوگیا جب ابن سبا نے دیکھا کہ اوسکے شاگرد نو آموز اس سبق مین پکے ہوگئے تو چند معتمدین خاص وہمدستان باختصاص انتخاب کیے اور اونکو اس امر کی تعلیم دی کہ جناب علی مرتضیٰؑ آنحضرت کے وصی تھے اور آنحضرتنے آپکو صاف الفاظ وصریح حکم سے خلیفہ کیا۔ قرآن شریف در باب خلافت مرتضوی انما ولیکم اللہ ورسولہ موجود ہے۔ لیکن صحابہؓ نے غلبہ وظلم سے۔ مکر وحیلہ وچال ہی اپنے پیغمبر کی وصیت ضائع کی اور خدا اور رسول کی طاعتسے نکل گئے۔ جناب مرتضیٰؓ کا حق تلف کیا۔ دنیا کی طمع مین دین چھوڑ دیا۔ قضیۂ فدک کو اپنے مریدین کے سامنے دستاویز ظلم وغصب قرار دیا اور ہرایک کو یہہ راز مخفی رکھنے کی تاکید بلیغ کی۔ یہہ بھی سمجھادیا کہ اگر اتفاقًا لوگون مین تم اس مسئلہ کو چھیڑو اور اونسے گفتگو پیش آئی تو خبردار میرا نام نہ لینا بلکہ مجھپر تبرا کہنا کیونکہ میری غرض نہ شہرتسے نہ حصول ریاست بلکہ محض خیر خواہی واظہار حق منظور ہے۔ خوشنودی مولیٰ کا طالب اور اپنی محنت کی مزدوری مین اجر آخرت کا خواستگار ہون۔ اس وسوسہ شیطانی وکید ابلیسانہ سے جناب امیر المومنین علیؓ کے لشکر مین سب وطعن لعن وتبرا حضرات خلفاء ثلثہؓ کے حق مین شروع ہوگیا اور آپس مین بحث ومناظرہ کی نوبت پہونچی نافہم جہال اوس کیاد کے دام مین آکر اپنی زبان حضرات صحابہ کی برائیون سے آلودہ کرتے تھے سمجھدار ہوشیار اونکو اس گستاخی وزبان درازی سے روکتے اور منع کرتے تھے۔ جہانکہیں چار بیفکرے جمع ہوے کسی نے قصہ فدک چھیڑ دیا۔ دوسرے کان لگاکر سننے لگے۔ کسی نے تائید کی

کسی نے تردید شد مد سے یہ خبرین جناب علیؓ کے گوش حق نیوش مین پہونچین۔ آپ اونکے عقائد اور اونکی زبان درازی معلوم کرکے نہایت درجہ ناخوش ہوے۔ اونکو اس سے روکا۔ زبانی وعظ و پند کیا جب نفع نہ دیکھا تو منبر پر خطبہ اور وعظ مین ان لوگونکے عقائد باطلہ کی خوب خوب تردید فرمائی اور بر ملا صاف صاف کہہ دیا کہ مین ان لوگونکی محبت سے بیزار ہون۔ مین انکو کبھی اپنا دوست خیر خواہ نہیں کہہ سکتا۔ اسیپر ہی آپنے کفایت نہ کی بلکہ جو اس گروہ مین سرکش و بدذات نظر آے اونکو ڈرایا دہمکایا بعضونکو تعزیر و سزا و ضرب حد قذف دی اور سخت تاکید فرمائی کر خبردار۔ لشکر مین پہر ہم اس قسم کی باتین نہ سنین ورنہ بُری طرح پیش آئین گے۔

ابن سبا نے جب دیکھا کہ یہہ تیر تدبیر ٹہیک ٹہیک نشانہ پر جا بیٹھا اور اہل اسلام کے عقائد حقہ مین گڑ ہی ہوے عقائد باطلہ نے پوری پوری مداخلت پیدا کر لی تو نیا شگوفہ چھوڑا۔ اپنی خاص و معتمد علیہ شاگردون کو ایک مجلس راز مین یکجا کرکے اوّلاً انسے عہد و پیمان لئے۔ بعدہٗ چند مسائل دقیقہ در از نہفتہ ظاہر کئے جو یہہ ہین۔ جناب مرتضوی سے وہ خوارق عادات و کرامات صادر ہوتے ہین جو انسانی قدرت سے خارج اور امکان بشر سے باہر ہین۔ انقلاب موجودات۔ غیب کی باتین ظاہر کرنا۔ مردونکو زندہ کرنا۔ حقائق و معارف الٰہی کا بیان۔ مقدمات و معاملات مین فی الفور جواب باصواب دینا۔ تقریر شستہ بالفاظ فصیحہ و عبارات بلیغہ ادا کرنا۔ زہد۔ تقویٰ۔ شجاعت قوت۔ وغیرہ وغیرہ۔ آج تک کسی فرد بشر مین کسی زمانہ مین کسی نے دیکھی یا سُنی نہین۔ تم لوگ جانتے ہو کہ مجموعہ کمالات و اوصاف کا ایک ذات مین جمع ہونا کسواسطے ہے؟ سب نے لاعلمی و عجز ظاہر کیا ابن سبا نے پہر تاکید شدید کی کہ خبردار یہہ اسرار پردہ حفظ و کتمان سے باہر نہ آنے پاوین لوسنو کہ یہہ سب باتین ایک نفس مین جمع ہو جانا خواص اُلوہیت ہین جو جناب علی مرتضیٰؓ سے ظاہر ہوا کرتے ہین اور بلباس انسانی کمالات خداوندی جلوہ گر ہین۔ اب یقیناً تم سکو جاننا چاہیئے کہ جناب علیؓ

معبود واحد حقیقی ہین انکے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہین۔ (نعوذ باللہ) اسکے بعد اپنی اس دعوے پر جناب علیؓ کے اقوال و بعض کلمات پیش کیئے جو حالت سکر و غلبۂ حال مین اکثر اوقات اولیاء اللہ کی زبان مبارک سے نکل جاتے ہین اور اونکو اسکی خبر بہی نہین ہوتی۔ یہ سبق ایسا پکا یاد کرایا کہ اونکے لوح سینہ پر نقش بر سنگ ہوگیا۔

ابن سبا نے یہہ عقائد نہایت چوری چوری سکہائے تہے مگر بمصداق کل سر جاوز الاثنین شاع۔ جو راز حلق سے نکلا خلق مین پڑا۔ رفتہ رفتہ عام لوگون تک پہونچ گئے۔ جناب علی مرتضیؓ نے بہی اپنے کانون سن لیئے اور آپنے ابن سبا کو مع اوسکے توابع و مریدین کے بلاکر خوب زبانی تنبیہہ کرکے قرار واقعی فہمائش کی اور فرمایا۔ "اب سے اگر میرے کان مین آواز پڑی کہ کوئی شخص میری نسبت ایسے خیالات رکہتا ہے تو مین اوسکو بوریہ مین لپیٹ کر آگ مین پہونک دونگا۔" پہر سب کو توبہ کرائی اور مدائن کی طرف نکلوا دیا۔

بدذات ابن سبا مدائن پہونچکر اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ وہی پرانا راستہ گمراہ کرنے کا اختیار کیا۔ اپنے مرید اطراف ممالک اسلامیہ آذربیجان عراق وغیرہ مین پہیلا دیئے۔ اب ہر جگہہ یہی آگ سامان عقل و ہوش کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تہی۔ جناب امیر المومنینؓ اہل شام و خوارج و دیگر مہمات خلافت و انتظام ملکی سے ادہر متوجہ نہ ہوسکے اور مذہب ابن سبا رواج پذیر ہوا۔ تہوڑے ہی عرصے مین اس فرقہ کی ایک جماعت نظر آنے لگی اور کم و بیش ہر شہر و ہر قریہ مین اس مردود کے مرید دو دو چار چار موجود تہے۔ اس کے رد و قبول کی وجہ سے لشکریان امیر المومنین چار فرقے ہوگئے۔ (فرقہ اول) حضرات مقتدایان اسلام و اہل سنت و جماعت اصحاب اخیار و تابعین کبار ہین یہہ گروہ باشکوہ جناب علیؓ کی روش پر تہا۔ انکا لقب شیعہ اولیٰ و شیعہ مخلصین ہوا اور ینہہ جہت بمصداق آیہ کریمہ۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان

ابن سبا کے مکر و فریب سے محفوظ رہا۔ خود جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انکی تعریف فرمائی اور انکی روش کو پسند کیا اسکو ہم بسط کے ساتھہ اوپر لکھہ آئے ہین۔ (فرقہ دوم) شیعہ تفضیلیہ۔ انکا یہہ عقیدہ تھا کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب صحابہ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل ہین۔ انہون نے قدرے قلیل ابن سبا کا وسوسہ قبول کیا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے انکو سخت تنبیہہ فرمائی اور ارشاد کیا "اگر مین کسی سے سُن پاؤنگا کہ فلان شخص حضرات شیخین سے مجھکو افضل جانتا ہے تو مین اوسپر اَسّی کوڑے حد افترا و تہمت مارونگا"۔ یہہ گروہ نامی شاگردون مین اوس نابکار کی ہے (فرقہ سوم شیعہ سبّیہ یا تبرائیہ) یہہ لوگ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظالم۔ غاصب جابر بلکہ کافر و منافق کہتے ہین۔ یہ اوسط درجہ کی شاگرد ابن سبا کے ہین۔ واقعہ جمل اونکے مذہب کا موید اور اونکے خیالات فاسدہ کا محرک ہوا۔ (اس سے پہلے دبی زبان سے صحابہ کو بُرا کہتے تھے اب کُھلم کُھلا سب و شتم و تبرا کرنے لگے) جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب اس گروہ گمراہ کی گفتگو سنتے تو سخت تنبیہہ فرماتے۔ سزا دیتے مجمع عام مین انکے خیالات کی تردید فرماتے۔ انکو بُرا کہتے اور اپنی برأت و ناخوشی ظاہر کرتے تھے [مغیرہ بن سعد اوس فرقہ سبائیہ مین گذرا ہے جس کو جناب علی رضی اللہ عنہ نے آگ مین جلادیا تھا (عقد الفرید)] (طائفہ چہارم۔ غالیان مذہب ہذا) یہہ لوگ سب سے اول نمبر کے شیطان وخبیث تھے۔ ارشد تلامذہ ابلیس پر تلبیس۔ یہہ گروہ بیدین جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق مین اعتقاد اُلوہیت۔ شان خدائی و صفات کبریائی کا رکھتا تھا۔ جب آپ کے مخلصین و محبین حق پرست نے ان گمراہوں کو سمجھایا تو بعض الزام پاکر صریح اقرار خدائی سے پھر گئے اور کہنے لگے "ہان جناب علی مین صفات بشری موجود ہین مگر روح لاہوتی انکے قالب عنصری مین حلول کر گئی ہے اسیواسطے خوارق و عادات آپسے ظہور پذیر ہوتے ہین"۔ انکا مذہب و اعتقاد بالکل نصاریٰ کی ملت سے مشابہ ہے۔

اب کیفیت مذہب اہل تشیع کماحقہ ظاہر ہوگئی۔ یہہ بھی معلوم ہوا کہ ہر سہ فریق ایک ہی

وقت مین حادث ہوے ہین۔ یہ بہی واضح ہوگیا کہ اصول مذہب تشیع تین فرقہ ہین اور اس
مذہب حادث کا موجد ہی ایک شخص یہودی بدطینت ہے۔ اس نے موقع موقع سے جسکو
جس لائق دیکہا ایک نئے خیال مین پہانسا اور نئے رنگ مین رنگ دیا (تحفہ اثنا عشریہ)
راقم۔ یہ تین فرقے تو عہد خلافت مرتضوی مین ایجاد ہوے پہر بتدریج ہر زمانہ مین نئے
انداز نئی وضع مین ظاہر ہوتے رہے اور بوجہ مرور زمانہ اس مذہب کی شاخین یہو ٹین
یہانتک کہ تین کے تیرہ ہو کر تبتیس فرقے ہوگئے تفصیل اسکی تحفہ اثنا عشریہ و دیگر کتب کلام
مین موجود ہے۔ زمانہ سابق مین اہل سنت وجماعت بہ لقب شیعہ اولی یا شیعہ مخلصین مشہور تہے
رفتہ رفتہ یہہ نام سبیہ و تبرائیہ و دیگر فرقون نے اپنے واسطے موزون کیا تو اہل سنت نے اپنا
نام فرقہ سُنیہ رکہا اور اہل سنت و جماعت ان کا لقب پڑگیا تا اشتباہ نہ واقع ہو اسیواسطے
کتب تواریخ مین جو قدیم زمانہ کی ہین۔ اکثر جگہہ موجود ہے کہ فلان شخص شیعہ تہا یا شیعہ علیؑ تہا
حالانکہ وہ شخص پکا سُنی دیندار تہا۔ تاریخ واقدی اور استیعاب مین اکثر اس قسم کے نام آگئے
ہین مگر متاخرین کی کتابو مین الفاظ شیعہ و سُنی دو لفظ متضاد المعنی ہین جنکے ماصدق علیہ
بہی جدا جدا ہین۔ زمانہ حال مین حضرات شیعہ اپنے کو بہ صیغہ مومن پاک یا امامیہ تعبیر فرماتے
ہین اور بخطاب شیطان علی و محبان اہل بیت مشہور و معروف ہین مگر سُنی اہل سنت و جماعت کے
قدیم نام اور پُرانے لقب سے راضی اور اسپر خوش ہین اور اب رواج زمانہ کے اعتبار سے
کوئی سُنی اپنی نسبت لفظ شیعہ کہنا گوارا نہین کرتا۔

لطیفہ۔ ایک نامی تاجر کا بیان ہے کہ مین نے سفر دریا کیا۔ کشتی مین ہمارے ساتہہ
ایک مرد پیر بدزبان۔ بدخلق ہم سفر تہا اوسکی عادت تہی کہ اکثر سر جہکاے ہوے خاموش
بیٹہا رہتا تہا جب شیعہ کا نام سنتا نہایت غضبناک ہوتا۔ ایک روز مین نے اوس سے کہا

آپ شیعونکے نام سے اسقدر کیون چڑہتے ہین۔ جواب دیا شیعہ کے نام مین پہلا حرف جو شین ہے بس یہی مجھے برا لگتا ہے کیونکہ یہہ شین جس لفظ کے شروع مین ہے وہ لفظ ہی برا اور اوسکے معنے خراب ہین دیکھو الفاظ ذیل۔ شر۔ شوم۔ شیطان۔ شغب۔ شقاق (بغض ۱۲) شنار (عیب ۱۲) شین۔ شوک (خار ۱۲)۔ شکوی۔ شہوۃ۔ شتم۔ شح۔ ان الفاظ مین ایک ہی تو ایسا نہین جسکے معنے برے نہون۔ (عقد الفرید)

تاریخ خمیس مین ہے کہ آپکے عہد خلافت مین خوارج کا ظہور ہوا۔ دوسرے لوگ آپکی محبت و دوستی مین زیادتی کرنے والے حد سے بڑہ جانیوالے جیسے عبد اللہ بن سبا اور اوسکی جماعت نے زور پکڑا۔ ان دونون فریق کی ذات سے گمراہی و بدعت عالم مین پہیل گئی۔ مخبر صادق جناب رسالتمآب کا فرمانا درست ہوا "اے علیؑ۔ تمہارے حق مین دو گروہ تباہ ہونگے تمہارا دوست حد سے بڑہنے والا اور تمہارا دشمن کمال درجہ تم سے بغض رکہنے والا" درحقیقت ایسا ہی ہوا اور انہین وجوہات سے جناب مرتضوی جہاد نہ کر سکے۔

واقعہ ہائلہ شہادت جناب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ

فلک بر خویش پیچان اژدہائیست ❊ پے آزار مانزو آزمائیست
رساند ہر کرا یک لحظہ راحت ❊ کند سالے زدنبالش جراحت
بہر اختر کزو روشن چراغیست ❊ تہادا بر دلے آزادہ داغیست
ہزاران داغ ہست و مرہمے نے ❊ وزان بے مرہمی ہاپیش غمے نے

استغفر اللہ مین یہہ کیا بک گیا۔ آسمان بیچارہ ایک ادنی مخلوق اوس خالق کل کا ہے اوسکی حکومت و خوف سے دن رات سرگردان۔ اوسکی اطاعت مین ہر ساعت پریشان

وروان۔ بلکہ حق یہہ ہے۔

مادرچہ خیالیم فلک درچہ خیال		کارے کہ خدا کرد فلک راچہ مجال

صاحبو! عادت الٰہی ہمیشہ سے اسی طرح جاری ہے کہ جوایک روز آغوش مادر مین جلوہ گر ہوے دوسرے دن اون کی آرامگاہ فرش لحد ہوگئی۔ صبح لباس وجود در بر تھا شام ہوتے دامن کفن سے منہ چھپاے اس دنیا نے بیوفا سے بیزار ہوکر کچہ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہین کہ جگاے سے نہین جاگتے۔ اونکے سرہانے چاہے جسقدر گریہ وبکا شور و غل ہو اونکو اصلا پرواہ نہین۔ اونکی نیند مین کوئی خلل انداز نہین ہوتا۔ دراصل یہ سراے فانی وہمی خیالی ہے ہستی نابود سراب نما ہے مسافر کو دہوکا آسائش کا دیکر چاہتی ہے کہ وہ اس مین مبتلا ہوکر اپنی منزل کہوٹی کرے مگر مرد ہوشیار و فرزانہ اسکی ابلہ فریب باتون مین کب آتا ہے۔ طالب مولی اسکے جہوٹے فقرے سراسر لغو و ہیچ سمجھکر کبھی اسکو منہ نہین لگاتا ہی۔ درحقیقت مرنے پر تو افسوس کرنا زیبا نہین۔ لیکن مرنے والے کے خیر و برکات مفقود ہوجانے پر پس ماندہ اور پیچہے آنیوالے غمگین ہوتے ہین اور انکا غم اوسکے انعامات صحبت فوت ہونے پر ہوتا ہے۔ اسیواسطے معمولی اشخاص کے اوٹھ جانے سے کوئی نہین روتا کوئی بادشاہ وقت عادل منصف۔ رعایا پرور۔ یا عالم باعمل یا درویش صوفی مشرب انتقال کرے تو ایک عالم اوسکی جدائی مین اشکبار آہ کنان سینہ کوبان نظر آتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے نقصان ہونیکا غم اور فوائد منقطع ہونے کا افسوس ہوتا ہے پھر اوسکے خاص بندے اس دار فانی مین صدہا سہام حوادث کے نشانے بنتے ہین۔ خداوند تعالی شانہ نے ایک طریق قدیم جاری کر رکھا ہے کہ جو شخص دعوی محبت زبان پر لاوے وہ راہ دوستی و اخلاص مولی مین سر مقام بنا کر چلے ممکن نہین کہ اوسپر ابر غم سے باران

بلا و محنت نہ برسے ۔ قدم قدم پر اوسکی جانچ نہ ہو ۔ منزل بمنزل اوسکو مصائب و آلام کا سامنا نہ کرتا ہو ۔ خوشی ۔ راحت ۔ سرور ۔ فرحت ۔ فراغ خاطر ۔ آرام وچین اوسکا ساتھہ چھوڑ دیتے ہین رنج و تکلیف ۔ حزن و ملال ۔ پریشانی خاطر ۔ بے آرامی و بیچینی کا ساتھہ ہو جاتا ہے ۔ البلاء للولاء واللھب للذھب ۔

دوستی چون زر بلا چون آتش است		زر خالص در دل آتش خوش است

اوس کے حقمین صادق ہے ۔ اسیواسطے حضرات انبیاء کرام علیہم وعلی نبینا الصلوات والتسلیمات کسقدر مصائب دنیا مین گرفتار ہوے ۔ اولیاء اللہ نے کیا کیا تکلیفین اوٹھائین ۔ انبیاء کرام مین کون ایسے ہین جنکا تن سوختۂ آتش مشقت نہین ہوا ۔ اولیاء اللہ مین کون ایسے گذرے ہین جنکے دل نشانۂ تیر مصائب زمانہ نہ ہوے بلکہ اکابر انبیاء علیہم السلام وخاص اولیاء کرام رحمہم اللہ نے وہ وہ بلائین اوٹھائین جسکے ذکر تک سے زبان عاجز ہے دیکھئے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو خاتم الانبیاء تھے ایذائین بھی وہ پائین جو انتہا درجہ کی تھین ۔ حضرت صدیق باصفا ۔ جناب فاروق بے ریا ۔ جناب ذی النورین باحیا کے حالات ملاحظہ ہون ۔ جناب علی مرتضی ۔ سرور اتقیا ۔ اپنے عہد خلافت مین کسقدر روز کی خانہ جنگیون ۔ آے دن کی لڑائیون اور انکی فکر ومین پریشان خاطر رہے مگر یہ سب موجب ترقی مراتب اخروی اور دنیا مین سبب نیکنامی و بقاء ذکر خیر تا ابد ہین ۔ الحق ۔ ع ۔ جنکے درجے ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے ۔ ہم نے جسقدر حالات عہد مرتضوی کے لکھے درحقیقت یہہ اسلام کے زوال قوت وخلافت نبوت کی رخصت کے غمناک مراثی ہین ۔ ہاے ۔ وہ سفینۂ خلافت اسلامی جسنے بحر زخار ممالک ایران و آتش پرستان مین پہونچکر اونکی آگ سرد اور اونکی قوت شکستہ کر دی تھی اور جس سفینہ کے ملاح حضرات شیخین وجناب ذی النورین رضی اللہ عنہم

اور جناب اسد اللہ بہی ہین اب وہ وقت آن پہونچا کہ اسکے ناخدا ایک ایک کر کے سب کے سب چل بسے اور یہہ کشتی بین منجدہار بین حالت طوفان مین ڈوبی جاتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

نہ گل چمن مین رہینگے نہ گل مین بو باقی		یہ سب تجہی پہ مٹین گے رہیگا تو باقی ؛

صاحبو! نہ اب ہاتہہ کو یارائے تحریر باقی ہے اور نہ زبان قلم مین مجال تسطیر کہ اس قصہ ہوش ربا اور سانحہ جان فرسا۔ داستان شہادت جناب امیر المومنین شیر خدا علی مرتضیٰ کو لکھے تاہم دل کو تہام کر مختصر طور پر دو چار سطرون مین یہہ حادثہ حسرت انگیز لکھتا ہون۔

ارباب تواریخ اس واقعہ کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جنگ نہروان سے جو باقیماندہ خوارج اپنی جان لیکر بہاگے وہ اپنے گروہ کے تلف ہونے پر سخت متاسف تہے۔ جسوقت اپنے عزیزون دوستونکو یاد کرتے آٹہہ آٹہہ آنسو روتے تہے۔ پریشان و بدحال شامت اعمال مین گرفتار ہر سو دوان و گریزان ستہے۔ رفتہ رفتہ مکہ معظمہ مین جمع ہوے اور اپنے درد دل کی دوا اور اس مرض لاعلاج کا علاج تجویز کرنے لگے۔ منجملہ اونکے عبدالرحمن بن ملجم مرادی۔ (یہ دراصل حمیری ہے مگر مراد مین شمار کیا جاتا ہے اور بنی جبلہ کا حلیف ہے) برک بن عبداللہ تمیمی صریمی مصری (اسکو حجاج بہی کہتے تہے) عمرو بن بکر تمیمی سعدی بہی ستہے۔ آپس مین لوگون کا تذکرہ کرکے امرا اسلام کے عیب بیان کرنے لگے جب مقتولین نہروان کا نام آگیا ڈاڑہین مار مار کر رونا شروع کیا جب رونے دہونے سے فرصت پائی تو بہت دیر تک عالم سکوت مین خاموش مغموم بیٹہے رہے آخر ایک نے مہر خموشی توڑی اور کہا "افسوس۔ اگر ہم ہمت کرکے جانفروشی کرتے تو ان گمراہ اماموں کو قتل کرکے سب لوگونکو انکے ظلم سے بچاتے اور اپنے کلیجے ٹہنڈے کرتے"۔ ابن ملجم نے کہا "مین علیؓ کے لئے کافی ہون"۔ برک نے کہا "مین معاویہؓ کا کام تمام کر دونگا"۔ عمرو بولا "مین عمرو بن العاصؓ کو ٹہکانے لگا دونگا"۔ تینون نے باہم قسم کہائی اور عہد و پیمان کیا کہ

جبتک ہر شخص اپنا اپنا کام نہ کر لے۔ واپس نہ آے یا وہین مرجاے۔ اس کام کیواسطے دن تاریخ۔ وقت۔ سترہوین رمضان۔ نماز فجر مقرر ہوگیا۔ تینون نے تلوارین زہر کی بجہی اپنے ساتہہ لین اور اسی اقرار و مدار پر ہر شخص اپنے اپنے مطلوب کی طرف روانہ ہوا۔ (ابن اثیر)

بُرک شام مین پہونچا اور بتاریخ معہود جناب معاویہؓ کی گہات مین لگ رہا۔ فجر کے وقت آپ بخیر بغرض ادا ے نماز فجر مسجد کو جارہے تہے کہ اوس لعین نے پس پشت سے تلوار کا ہاتہہ چہوڑا مگر وہ سرین پر چلتی ہوئی پڑی اور خفیف سا زخم آگیا۔ آپنے بُرک کو گرفتار کرلیا۔ اوسنے خوف زدہ ہوکر کہا۔ مین آپکو ایک خوشخبری سناتا ہون۔ مجہے امید ہے کہ آپ خوش ہوکر میری جان بخشی فرماینگے۔ ارشاد ہوا۔ جلد بیان کر۔ اگر واقعی تو سچا نکلا اور وہ خبر ایسی ہی ہوئی جیسے تو کہہ رہا ہے تو دیکہا جاویگا۔ بُرک نے کہا میرے ایک بہائی نے آج ہی کے دن جناب علیؓ کا کام تمام کر دیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ شاید وہ اس امر پر قادر نہ ہوا ہو تجہکو کیسے یقین ہوگیا۔ بُرک نے جواب دیا۔ اونکا بچنا ممکن نہین اور اونکا مار لینا کچہہ مشکل بہی نہین کیونکہ نہ اونکے ساتہہ پہرہ ہے نہ چوبدار پہر ایسے شخص کا قتل کرنا کون بڑی بات ہے۔ آپنے یہہ سنتے ہی اوسکے قتل کا حکم دیدیا اور بُرک فوراً مار دیا گیا۔

حضرت معاویہؓ نے ساعدی نام طبیب کو بلاکر زخم دکہایا۔ طبیب نے زخم کو خوب غور سے ملاحظہ کرکے عرض کیا۔ "امیر المومنینؓ! اس زخم کی تدبیر و علاج کی دو ہی صورتین ہین۔ یا تو داغ دیا جاوے یا آپ دوا نوش فرماوین مگر دوا پینے سے آیندہ سلسلہ توالد و تناسل منقطع ہوجاویگا۔ کیونکہ رگ جبلیت کٹ گئی ہے۔ خون روکنے کو داغ کافی ہوگا پہر زخم بہی مندمل ہوجاوے گا"

جناب معاویہؓ نے فرمایا "میری آنکہہ یزید و عبداللہ کو دیکہکر ٹہنڈی ہوتی ہے اور اولاد کی ہوس نہین ہے۔ آگ کا داغ مین برداشت نہ کرسکونگا مجہکو دوا پلادو۔ طبیب نے دوا پلائی اور آپکو

صحت ہوگئی مگر اس کے بعد پھر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد ازان آپ نے حکم دیا کہ مسجد مین حجرے تعمیر ہون اور اپنی حفاظت کے واسطے دربان مقرر کیئے۔ پولیس کا پہرہ نماز کی حالت مین ہنی لگا دربان وپہرہ کی ایجاد اسلام مین سب سے پہلے آپ ہی سے ہوئی ہے (ابن اثیر۔ ابن خلدون) اور بعضے کہتے ہین کہ سب سے اول مروان بن حکم نے ۴۴ھ مین جبکہ یمانی نے اوسکو تیرہ مارا تھا باڈی گارڈ اور دربان مقرر کیئے ہین۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے برک کو قتل نہین کیا بلکہ اوسکا ایک ہاتھ ایک پانون کٹوا کر زندہ چھوڑ دیا۔ وہ اسکے بعد زندہ رہا یہان تک کہ زیاد بن ابیہ بصرہ کے والی ہوکر بصرہ پہونچے برک بھی بصرہ مین داخل ہوا۔ اسکے اولاد ہوتی تھی۔ زیاد نے کہا۔ یہہ تو خوب نہین۔ ہمارے امیر المومنین بیچارے تو اولاد ہونے سے محروم ہوگئے اور تیرے بال بچے ہوجاتے ہین یہہ کہکر برک کو قتل کیا اور سولی پر لٹکوا دیا۔

دوسرا رفیق عمرو مصر پہونچا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی فکر مین شب مسعود کو تاک لگا کر بیٹھ رہا حسب اتفاق اوس شب کو حضرت عمرو بن العاص علیل ہوگئے اور دست آنے لگے یا بیٹھ مین درد ہونے لگا جس کی وجہ سے نہ آسکے نماز فجر گھر مین ادا کی اور خارجہ بن ابی حبیبہ کو جو افسر فوجداری وکوتوال شہر تھے امامت کے واسطے حکم دیا (یہہ خاندان بنی عامر بن لوی سے ہین) یہہ غریب حکم قضا وقدر سے بیخبر مسجد جا رہے تھے کہ عمرو نے ایک وار تلوار سے شہید کر ڈالا لوگون نے اسکو پکڑ لیا اور عمرو بن العاص کے حضور مین لائے۔ آپنے پوچھا۔ یہہ کون شخص ہی لوگون نے کہا۔ عمرو بن بکر۔ دریافت کیا اس نے کسکو قتل کیا۔ جواب ملا۔ خارجہ کو۔ عمرو بن بکر نے جو یہ سنا چونک کر بولا۔ قسم خدا کی۔ تمھارے ہی شبہ مین مین نے بیچارہ خارجہ کو قتل کیا۔ افسوس تم بچ رہے۔ عمرو بن العاص بولے۔ تو نے عمرو کو قتل کرنا چاہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کو۔

یہہ کہکر اوسکے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا۔

اب تیسرے رفیق ابن ملجم شقی ازلی کا قصہ ملاحظہ ہو۔ یہہ مردک کوفہ مین آکر مقیم ہوا دل مین روز موعود کا منتظر تہا اس نے اس کام کے واسطے ایکہزار درم مین ایک نفیس تلوار خرید کی اور اوسکو خوب زہر مین بجہا لیا تہا۔ اس عرصہ مین جناب علیؑ کی خدمت مین اکثر آتا جاتا رہا۔ آپسے جو سوال کرتا آپ اوسکے خاطر خواہ جواب عنایت فرماتے اپنے دیگر احباب دوستونسے برابر ملتا رہا مگر کسی سے راز دل ظاہر نہ کیا اور اپنے قصد باطل کو سینہ پر کینہ مین مثل ایک خزانہ کے مخفی رکہا۔ دوسری روایت ہے کہ اس عرصہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا رہا بلکہ آپسے سواری طلب کی اور آپنے عنایت فرمائی۔ یہہ بہی فرمایا۔ یہہ شخص مجہکو قتل کریگا۔ لوگون نے عرض کیا پہر اسکو قتل کرڈالئے۔ فرمایا۔ ابہی مجہکو تو قتل کیا نہین پہر کیسے اوسکو مار سکتے ہو۔ کسی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ابن ملجم نے ایک تلوار آبدار کو زہر مین بجہایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی دشمن کو اوس سے قتل کریگا۔ جب اوس سے دریافت کیا تو یہہ جواب دیا کہ آپکو قتل کریگا اور اس طرح پر کہ عرب مین برسون اسکا چرچا رہے۔ آپنے ابن ملجم کو بلاکر دریافت فرمایا۔ اوس نے جواب دیا۔ یہہ تلوار اسواسطے درست کی ہے کہ آپکے اور اپنے دشمن کو اس سے قتل کرون یہہ جواب پاکر آپنے اوسکو چہوڑ دیا۔

مروی ہے کہ ایک شخص قوم مراد سے امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور اپنی حفاظت کیلئے پہرہ مقرر فرمادین۔ ایسا سنا جاتا ہے کہ میری قوم کے کچہہ لوگ آپ کے دشمنونکو قتل کرنا چاہتے ہین۔ فرمایا۔ ہر انسان کیواسطے منجانب خداوند تعالیٰ دو فرشتے حفاظت مامور ہین جبتک اوسکی زندگی ہوتی ہے بچاے رہتے ہین اور جبوقت موت آجاتا ہے اونکی حفاظت اوٹہہ جاتی ہے۔

عبداللہ بن سبیع سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رض نے ایک مرتبہ وعظ فرمایا اوس مین ارشاد کیا قسم اوس ذات پاک کی جسنے زمین سے دانہ اوگایا ہے میری یہہ ڈاڑہی سر کے خون سے رنگ جاویگی۔ راوی نے کہا۔ ہمکو ارشاد ہو کہ وہ کون ایسا بدبخت ہے جو حضور کے ساتہہ اس طرح پیش آویگا۔ ہم اوسکے خاندان بہر کو تباہ و ہلاک کر ڈالین۔ فرمایا۔ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون خبردار میرے قاتل کے سوا دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ اسی اثنا مین ایک دن ابن ملجم کے چند احباب قبیلہ تیم رباب کے اس کے ہم عقیدہ خوارج بہی اس سے ملے یہہ اونکے گہر گیا۔ دیر تک باتین ہوتی رہین۔ واقعہ نہروان کا ذکر چہڑا۔ مقتولین واقعہ کو یاد کر کے افسوس کرنے لگے۔ اون مین ایک عورت اوسی خاندان کی قطام بنت شحنہ بہی موجود تہی۔ یہہ عورت صاحب جمال۔ نوجوان طرحدار۔ صورت و شکل مین معشوقان زمانہ کی سردار۔ عشوہ و ناز مین چالاک ستمگر عیارہ دل لینے مین تیز دست۔ سفاک و بیباک تہی۔ جسنے اسکو دیکہا دل تہام کر رہگیا۔

نگہہ بدیدہ رسید و صدا ز دل برخاست	خدنگ خورد کجا گرد از کجا برخاست

یہہ عورت کمبخت بہی خوارج سے تہی۔ اس شیطان کی خالہ کے باپ بہائی جنگ نہروان مین جناب علی مرتضیٰ رض کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے۔ ابن ملجم اسکو دیکہتے ہی تڑپ گیا۔ نگاہین چار ہوئین برچہیان دل کے پار ہوئین۔ مرد ک گیدی خر کے دل مین عشق کیسا بلکہ سودائے خام وصال و شہوت رانی سمایا۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتہہ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتہہ

وحشت زدہ بضبط و تحمل جی کو سمجہا بجہا کر دلگرفتہ کسی حیلہ سے اوٹہا اور اپنے گہر پہونچا۔ ہر چند چاہا کہ اوس فتنۂ عالم کا خیال دل سے دور ہو جائے مگر ممکن نہوا کسی کروٹ کسی پہلو چین نہ آیا

کہ بیمار محبت را سر و زانو بگرداند	اگر در دش ازین پہلو بآن پہلو بگرداند

دوسرے وقت بذریعہ میانجی پیام وسلام کے بعد اظہار تعشق کیا۔ دل کی بیچینی و شیفتگی عیان کی مگر اوس کا جواب موافق مراد اوس ناشاد کے نہ ملا۔

سگلے باخار سے پیوند گیرد		ہما با چغد چون الفت پذیرد	

ابن ملجم جواب خلاف مراد پا کر مایوس نہوا بلکہ ایک روز بن سنور کر اپنے مدعا کا خود پیغامبر وسفیر ہو کر قطام کے گھر پہونچا حسن اتفاق سے آج قطام بھی نہاد ہو کر لباس عروسانہ زیب بدن کئے ہوئی تھی حسن جہان سوز کو اور بھی تیز کر رکھا تھا۔ ابن ملجم دیکھکر اور زیادہ لٹو ہو گیا۔ ان دونون مین ملاقات تخلیہ مین اس طرح بات چیت ہوئی۔

ابن ملجم۔ اپنے مقتول خنجر نگاہ کو از سر نو زندہ کیجئے۔

قطام۔ خیر ہے مردوے۔ سودائی ہوا ہے۔ مجھ سے ایسی باتین۔ کیا کوئی رنڈی بازاری سمجھ لیا ہے۔ ایسا ہی عشق کرنا ہی تو جہان مین کیا عورتون کا قحط پڑا ہے جو تو میرے پاس عشق جتانے آیا ہے۔

ابن ملجم۔ (ہاتھہ جوڑ کر) مجھکو اپنا شوہر ہونے کی عزت دیجئے۔

قطام۔ یہ کام میرے اختیار سے باہر ہے میرے کنبہ والے میرے ولی مختار ہین۔ وہ اس عقد پر راضی نہین مگر۔ (یہان چپ ہو گئی۔)

ابن ملجم۔ مگر کہکر آپ خاموش کیون ہو گئین۔ برائے خدا آگے فرمائیے۔ مین تعمیل ارشاد کو حاضر ہون۔

قطام۔ (منہ بنا کر) کچھ نہین۔ بے ساختہ زبان سے ایک لفظ نکل گیا تھا۔

ابن ملجم۔ نہین نہین۔ خدا کے واسطے ضرور ظاہر کیجئے۔

قطام۔ (بعد اصرار بسیار) میری چند شرطین اگر تم پوری کر سکو تو مین بلاعذر تم سے نکاح

کرسکتی ہون پہر چاہے میرے عزیز واقربا ناراض کیون نہ ہون مین تمہاری خاطر سے اونکو چہوڑ دونگی۔

ابن ملجم۔ وہ شرطین ظاہر کیجیے مین سر آنکھون سے بجالاؤنگا۔

قطام۔ (آہ سرد کے ساتہہ) وہ کام تمسے ہوتا نظر نہین آتا۔

ابن ملجم۔ جان سے۔ مال سے۔ قوت و طاقت سے مین ہر طرح حاضر ہون مشکل سے مشکل کام ہمت کے آگے آسان ہوجاتا ہے۔ پہاڑ ہو تو انسان کوشش سے اوسکو ریزہ ریزہ کرڈالتا ہے۔

قطام۔ اب تم اس درجہ مُصر ہو تو سنو مین بیان کرتی ہون۔ تین ہزار درم نقد۔ ایک غلام ایک لونڈی مطربہ سب سے بڑا کام جناب علیؑ کا قتل کرنا۔

ابن ملجم۔ لونڈی غلام۔ نقدی تو ابہی حاضر کرسکتا ہون مگر جناب علیؑ کا قتل کرنا البتہ کار بسیت مشکل۔ بڑے بڑے نامور پہلوان۔ جنگ آزمودہ۔ شیران بیشہ شجاعت اونکے مقابلہ مین مثل پیرزال خمیدہ پشت نظر آتے ہین۔ مین بیچارہ کیا مال ہون۔ ایک بہنگے کے برابر بہی اونکے سامنے میری قدر نہین ہوسکتی مگر خیر۔ مین اپنے مالک جان وایمان یار دلنواز کی خاطر سے اس کام پر آمادہ ہونگا لیکن تعجب ہے کہ آپ مجہسے نکاح کرنیکا وعدہ کرتی ہین اور پہر ایسے شخص کے مقابلہ کو بہیجتی ہین جہان سے زندہ واپس آنا محض امید موہوم ہے کیونکہ یہہ بخوبی معلوم ہے کہ اونکو قتل کرکے مین زندہ نہین رہ سکتا۔

قطام۔ تم دہوکے سے علیؑ کو قتل کرڈالو۔ کون بڑی بات ہے۔ اگر اونکو مار لیا تو مین اپنے بہائی باپ کا بدلا پانے سے خوش ہونگی اور تم میری مواصلت سے کامیاب ہوگے

اور اگر مارے گئے تو خدا کے گھر ثواب بحساب پاؤگے اور جو دنیا مین حاصل کرنا چاہتے ہو اوس سے بہتر و افضل وہان ملجاوے گا۔

ابن ملجم۔ مین درحقیقت اسی ارادہ سے یہان آیا تہا اب آپکی محبت نے اور بھی میرا حوصلہ بڑہا دیا اور آپکے وعدہ وصال نے میرے ہاتہون پانؤن مین بے انداز قوت بہر دی۔ مین امید کرتا ہون کہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہونگا۔

قطام۔ (بطور تسلی کے) مین تمہاری مدد کو ایک آدمی اور ساتہہ کر دونگی جس سے تمکو اپنے کام مین پوری مدد ملے اور وہ تمہاری بھی حفاظت کرے۔

یہہ کہکر قطام نے ایک شخص وردان نامی کو اپنی قوم سے بلایا اور ابن ملجم کی مدد کرنے کو کہا اوسنے بھی رضامندی کے ساتہہ وعدہ کیا۔

قصہ کوتاہ ابن ملجم شبیب بن بجرہ اشجعی سے ملا اور اوس سے کہا۔ کیا تمکو دنیا و آخرت مین شرافت پانیکی خواہش ہے شبیب نے پوچہا وہ کون ایسا کام ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ جناب علی مرتضیٰ کو قتل کرنا شبیب بولا۔ ای کمبخت تجھکو تیری مان روے۔ ایسی بڑے کام کی جرأت رکہتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ نماز فجر کے وقت مسجد مین چہپکر بیٹہہ رہونگا جسوقت وہ فجر کی نماز پڑہنے آوینگے فوراً حملہ کر دونگا اگر اونکو قتل کر لیا تو گویا ایک عالم کو اونکے ظلم سے بچایا اور اگر مین مارا گیا تو شہادت کا ثواب حاصل ہوگا۔ خدا کے نزدیک دنیا سے زیادہ و بہتر اجر کا امیدوار ہونگا۔ شبیب نے کہا۔ اے نالائق۔ شقی ازلی۔ اگر علیؓ کے سوا دوسرا شخص ہوتا تو اوسکا مارنا چندان گناہ نہ تہا۔ اے مردود۔ وہ تو سابق الاسلام ہین کیا تجھکو اونکی شرافت و فضائل کا علم نہین۔ اونکا مثل اب لوگون مین کون ہے؟ میرا دل تو اونکے قتل پر کبہی خوش نہ ہوگا۔ مین تیرا ساتہہ نہین دیتا۔ ابن ملجم نے جواب دیا۔ کیا خوب تم لوگ اونکو اچہا جانتے ہو کیا واقعہ نہروان مین اونہون نے اللہ کے خاص بندے۔ نیک لوگ

عابد وزاہد قتل نہین کئے۔ شبیب نے کہا۔ ہان سچ ہے۔ ایک کیا سیکڑون ہزارون مسلمان ناحق شہید کرڈالے۔ ابن ملجم بولا۔ بس ہم اونہین کے عوض ؔنین قتل کرتے ہین۔ کیا یہہ جائز نہین ہے الغرض شبیب نے بعد اس بحث وگفتگو کے ابن ملجم کی رفاقت کا وعدہ کیا۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

ابن ملجم وردان وشبیب کو لیکر شب جمعہ سترہوئین رمضان کو قطام کے پاس پہونچا یہ ایک بڑی مسجد مین خیمہ کے اندر رہتی تہی۔ اپنے اعتکاف کیواسطے یہہ خیمہ نصب کیا تہا۔ قطام نے انکو دیکہکر دعا دی اور رخصت کیا۔ (خمیس)

یہہ تینون نابکار منتظر وقت رہے اور بوقت اول نماز فجر اپنے ارادہ فاسد کی تکمیل کرنے چلے مسجد مین پہونچکر دروازہ کے قریب چہپکر بیٹہہ رہے۔ (ابن خلدون)

عثمان بن مغیرہ کہتے ہین۔ امیر المومنین کا دستور تہا کہ رمضان المبارک مین ایک ایک دن جناب امام حسنؓ حسینؓ۔ حضرت جعفرؓ کے بیٹون کے گہر مین باری باری روزہ افطار فرماتے اور کہانا بہی وہین تناول کرتے تہے۔ کہانا آپکا صرف تین لقمے ہوتا اور بس۔ ان ایام مین آپ کا یہہ قول تہا خدا کا حکم (موت) مجہکو آجاے اور مین خالی پیٹ دنیا سے سدہارون تو مجہکو بہت محبوب ہے جس شب کو ابن ملجم نے آپکو زخمی کیا ہے اوسی رات آپنے فرمایا تہا۔ اب ایک دو راتین اور باقی ہین۔ پوری رات بہی نہ گذرنے پائی کہ ظالم ابن ملجم نے اپنا کام کرلیا۔

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین جس صبح کو جناب والد بزرگوار شہید ہوے ہین مین سحر کیوقت اوٹہا۔ آپکو گہر مین نماز پڑہتے دیکہا۔ آپنے مجسے فرمایا۔ اے نور چشم لخت جگر۔ آج شب جمعہ ہے مین نے سوتے وقت ارادہ کیا تہا کہ سب گہر والونکو جگا دونگا تا کہ عبادت الہی مین مصروف ہون مگر خدا کی قدرت دیکہو۔ میری آنکہہ لگ گئی اور مین سوگیا۔ عالم خواب مین آقاے نامدار جناب رسول مختار کی زیارت ہوئی مین نے عرض کیا حضور کی امت کے ہاتہون سخت پریشان ہون۔ ہزار کوشش

کرتا ہون کہ اونکی کجی اور مخالفت رفع ہوجاوے مگر کچہہ بن نہین پڑتا حضور نے فرمایا۔ خدا سے انکے حقمین بد دعا کرو۔ مین نے اوسی عالم خواب مین یہہ دعا کی "خداوندا! مجھکو انسے بہتر عوض عنایت فرما اور انپر مجہسے بدتر کوئی شریر شخص مسلط کرتا کہ اپنے افعال کا مزہ چکہین"۔ آپ یہہ فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح موذن نے حاضر ہوکر دستک دی۔ امیرالمومنین۔ نماز کا وقت آگیا جماعت تیار ہے۔ آپنے تیاری کی مین بہی ساتھہ ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ رات بہر جاگتے رہے بار بار حجرہ سے نکلکر صحن مین تشریف لاتے تو اور فرماتے۔ واللہ۔ خدا مجھکو جہوٹا نہ کریگا۔ یہہ رات وہی ہے جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔ (مسعودی)

حسن بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہین (کثیر نے جناب علیؓ کا زمانہ دیکھا ہے) کہ جس صبحکو یہہ حادثہ جانگداز پیش آیا ہے جناب علی مرتضیٰؓ نماز کو گہر سے تشریف لیچلے۔ گہر مین بطخین آپکو دیکہکر قائین کرنے لگین اور آپکے گرد جمع ہوگئین۔ گہر والون نے اونکو ہٹانا چاہا۔ آپنے فرمایا۔ انکو کیون روکتے ہو۔ یہہ مجہپر نوحہ وزاری کررہی ہین۔ (ابن اثیر) دوسری روایت مین ہے کہ جب بطخین آپکے سامنے چلانے لگین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ غل وشور کررہی ہین۔ ابہی کوئی دم مین انکے بعد رونے کی آواز بلند ہوگی۔ پہر آپنے دروازہ کہولنا چاہا مگر بدقت تمام کہولا۔ آپ دروازہ سے باہر نکلے تہمد کا کونا اولجہ گیا آپ چہوڑا کر مسجد تشریف لیگئے۔ ابن نباح آپکے آگے تھے اور حضرت امام حسن پیچھے۔ آپکی عادت مبارک تہی کہ جب نماز فجر کو تشریف لیجاتے تو ہاتھہ مین دُرہ ہوتا تہا اور پکارتے جاتے تہے کہ نماز کو چلو۔ (خمیس)

ابن اثیر وابن خلدون نے لکہا ہے کہ جیسے ہی آپنے مسجد کے دروازہ مین قدم رکہا شبیب نے سامنے آکر تلوار کا ہاتہہ چہوڑا۔ تلوار دروازہ کے بازو پر پڑی اور شبیب بہاگا۔ ابن ملجم ذلیل سگ پلید نے جناب شیر خدا علی مرتضیٰؓ پر حملہ کیا۔ اوس گیدی نے تلوار کا ہاتہہ آپ پر چہوڑ دیا اور پکار کر کہا

اُس علیؓ حکم خدا کا ہے نہ تمہارا اور نہ تمہارے دوستو نکا" تلوار سر مبارک کے اگلے حصہ پر پڑی۔
زخم آیا اور فوارہ خون کا جاری ہوا خمیس مین ہے کہ تلوار دماغ پر پڑی۔ حیوۃ الحیوان مین مسطور ہے
کہ اگلے حصہ سر پر جہان بال نہ تھے زخم آیا۔ آپنے فرمایا۔ فُزت و رب الکعبۃ۔ یرب کعبہ۔
مین درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ پہر فرمایا۔ لینا پکڑنا یہہ کتا تمہارے ہاتہہ سے نہ نکلنے پاوے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب آپ مسجد مین داخل ہوے ابن ملجم ملعون مسجد کے ستون سے
چمٹا کہڑا تہا۔ اوسنے تلوار زہر آلود سر مبارک پر ماردی۔ زخم اگرچہ ہلکا آیا مگر زہر سرایت کر گیا۔

خمیس مین بحوالہ معجم بغوی مرقوم ہے کہ عبدالرحمن بن ملجم نے آپکے سر پر حالت نماز فجر مین اچانک
تلوار ماری۔ مورخین نے اختلاف کیا ہے کہ نماز کے اندر آپ پر تلوار ماری یا قبل نماز کے نماز مین
اگر زخمی ہوے تو نماز خود پوری کی یا کسی دوسرے کو امام کیا۔

جسوقت آپ زخمی ہوے تینون نامرد بہاگے۔ آپ پیچہے ہٹے اور جعدہ بن ہبیرہ (اپنے بہانجے) کو
نماز پڑہانے پر مامور فرمایا۔ (ابن اثیر)

راقم۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے نماز شروع کردی تھی کیونکہ الفاظ کتاب مذکور یہ ہین۔
وتأخر علی وقدم جعدۃ بن ھبیرۃ۔

بہرکیف آپکے مجروح ہوتے ہی ایک تلاطم مچ گیا۔ وردان یہانسے بہاگ کر اپنے گہر
چہپ رہا اور اپنے گہر والون سے یہہ ماجرا بیان کیا۔ ایک شخص یہہ سُنکر تلوار لے آیا اور وردان کو
قتل کر دیا۔

شبیب تاریکی مین بہاگا جاتا تہا اور لوگ اوسکے پیچہے لینا پکڑنا کہتے ہوے جارہے تہے
آگے سے اسکو ایک حضرمی عویمر نامی نے ٹوکا اور پکڑ لیا۔ اوس کے ہاتہہ سے تلوار لے لی اور
پچہاڑ کر دبا بیٹہا۔ جب لوگ قریب آگئے حضرمی کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا میرے ہاتہہ مین

تلوار دیکہکر لوگ مجہی کو قاتل تصور کرین - یہہ سوچ کر شبیب کو چھوڑ دیا اور خود لوگون مین مل گیا - شبیب موقع پا کر چلتا ہوا اور کسی نے اوسکو گرفتار نہ کر پایا - (ابن اثیر)

ابن ملجم کا قصہ یہہ گذرا کہ وہ جناب علیؑ کو زخمی کرکے بہاگا - چارون طرف تلوار پہینکتا ہوا بہاگا جاتا تہا اور لوگ اوسکے پیچہے پیچہے تہے - تلوار کے خوف سے کیسکی ہمت نہ پڑتی تہی کہ اوسکو گرفتار کر لیتا - دور ہی سے ڈہیلے پتہر مارتے تہے جب لوگون کا ہلہ ہوتا وہ دو چار ہاتہہ تلوار کے دائین بائین مار دیتا لوگ ہٹ جاتے اور اوسکو راستہ مل جاتا - اتفاقاً مغیرہ بن نوفل سامنے سے آرہے تہے جسوقت ابن ملجم انکے پاس پہونچا انہون نے پہرتی کرکے جھٹ پٹ اپنی چادر اوس پر ڈال دی اور چونکہ قوی اور طاقتور تہے اوس سے لپٹ گئے اور اوسکو دبا بیٹہے اور تلوار چھین لی - پہر کیا تہا بیسیون آدمی پل پڑے اور اوسکی مشکین کس لین (خمیس)

اب اسوقت آفتاب نکل آیا اور جناب علی مرتضیٰ کو لوگ آپکے دولتخانہ پر اوٹہا لاے (ابن خلدون)

اسی حال مین لوگ ابن ملجم کو گرفتار کئے ہوے آپکی روبکاری مین لاے - آپنے فرمایا - اے دشمن خدا - مین نے تیرے ساتہہ کیا کبہی کوئی نیکی نہین کی تہی - ابن ملجم نے جواب دیا بیشک آپکے انعامات کا بار میری گردن پر بہت کچہہ ہے - ارشاد ہوا - کیا اونہین احسانات کا یہ بدلا تہا جو تو نے کیا - وہ بولا - مین نے یہہ تلوار چالیس روز تک تیز کی تہی اور خدا سے دعا مانگا کرتا تہا کہ اس سے وہ شخص مارا جاے جو سب سے بدتر ہو - فرمایا - مین دیکہتا ہون کہ تو ہی اس سے مارا جاویگا اور بدترین خلائق تو ہی ہے " حاضرین سے ارشاد ہوا - جان کا بدلا جان ہے - اگر مین مرجاؤن تو صرف قاتل کو مار ڈالنا اور اگر زندہ رہا تو مین اپنی راے سے اسکے مقدمہ مین حکم دونگا - اے بنی عبد المطلب مسلمانونکی خونریزی مین نہ پڑجانا اور یہہ حیلہ کہ امیر المومنین قتل ہوے اوٹہا کر

عام کشت وخون برپا نہ کرنا بلکہ بجز قاتل کے دوسرے کو قتل نکرنا۔ اے حسنؑ مین اگر اس صدمہ زخم سے ہلاک ہوجاؤن تو اس کو بس ایک وار سے قتل کرڈالنا خبردار ہوشیار مثلہ ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ مین نے جناب رسالتمآب سے سنا ہے۔ ایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور۔

اسد الغابہ کی روایت اس طرح ہے کہ جب ابن ملجم گرفتار ہوکر آپکے روبرو حاضر کیا گیا تو آپنے فرمایا۔ اسکو قید رکھو۔ کھانا پینا اچھا دو۔ بستر نرم پر سلاؤ۔ اگر مین زندہ رہا تو مین اپنے خون کا ولی ہون اگر چاہونگا معاف کردونگا یا قصاص لونگا اور اگر مین مرجاؤن تو اسکو بھی قتل کردینا مین دربار رب العزت مین اس سے خود جھگڑلونگا۔ سبحان اللہ۔ لطف و کرم اس کا نام ہے آپ یہہ فرمارہے تھے اور ابن ملجم مردود مشکین بندھا ہوا کھڑا سب باتین سن رہا تھا۔

آپکی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ جناب فاروق اعظمؓ نے ابن ملجم سے فرمایا۔ اُنے دشمن خدا میرے باپ کا کوئی نقصان نہین ہوا۔ ہان تجھی کو اللہ تعالے جلشانہ بروز قیامت رسوا کریگا" اوسنے جواب دیا۔ پھر تم کیون روتی ہو۔ بخدا مین نے یہہ تلوار ایک ہزار مین خریدی تھی اور برابر چالیس روز زہر مین بجھاتا رہا ایک ہزار بجھاؤ دیے ہین۔ اگر تمام اہل شہر پر اسکا ایک وار پڑجاتا تو اونمین سے ایک بھی جانبر نہوتا۔ استنے مین جندب بن عبد اللہ آگئے اور عرض کیا اگر ہم آپکو گم کرین اور پھر ڈھونڈھے سے بھی نہ پاوین تو کیا حسنؓ کی بیعت کرلین۔ فرمایا۔ نہ مین اسکا حکم دیتا ہون اور نہ اس سے منع کرتا ہون تم خود صاحب بصیرت ہو جو تمہارے جی مین آئے کرنا تمکو اختیار ہے (ابن اثیر و ابن خلدون)

ایک روایت مین اس طرح ہے کہ کسی نے آپسے عرض کیا۔ آپ کسیکو خلیفہ کرجاوین۔ ارشاد فرمایا۔ نہین مین ایسا نہ کرونگا لیکن جس طرح جناب رسول خدا اپنی امت کو چھوڑ گئے تھے مین بھی اونکو اوسی طرح چھوڑجاؤنگا۔ عرض کیا گیا۔ خداوند تعالی اگر اسکے متعلق سوال کریگا تو کیا جواب دیجیے گا

فرمایا میں یہہ کہونگا۔ خداوندا۔ تونے جبتک مجھکو اون لوگومین رکھا مین رہا۔ جب تونے مجھکو اپنے پاس بلالیا مین اونکو تیرے حوالہ کرکے چلا آیا۔ اب تجھے اختیار ہے چاہے اونکو سنوار چاہے بگاڑ (مسعودیؒ)

راقم - ناظرین! اہل بیت - ازواج - اولاد - خدام - کی حالت اضطراب وقلق کا حال کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے اور کون قلم سنگین دل ہوگا جو اس غم سے سینہ چاک نہ ہوا اور ایک حرف بہی اوس رنج وغم کا جو ان حضرات پر خصوصًا جناب حسنینؑ پر گذرا لکھہ سکے۔ در و دیوار سے اوداسی برستی تہی جسکو دیکہو متحیر - مبہوت - غم کے ہاتہون بےخود تہا۔

شعلۂ آتش ہجران تو جان میسوزد	وز فراق تو دل پیر و جوان میسوزد
این چہ دردیست کز و خون جگر میریزد	این چہ سوزیست کز و کون و مکان میسوزد

کثرت سے خون جاری ہونے سے جناب علی مرتضیٰؑ کو ضعف ساعۃً ترقی پر تہا۔ درد وبیچینی کی انتہا نہین۔ یہہ سب کچہہ تہا مگر جناب شیر خدا یاد خدا سے غافل نہ تھے۔

مروی ہے کہ معالجہ کے واسطے جرّاح حاضر ہوا۔ زخم دیکہتے ہی اوسنے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا افسوس! یہہ زخم کسی علاج سے اچہا نہین ہوسکتا۔ یہہ زخم زہر آلود تلوار کا ہے اور زہر بدن مین سرایت کرگیا اب اسکا دفعیہ امکان بشر سے خارج ہے۔

عمرو ذی مرقال کہتے ہین مین جناب امیر المومنین علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ سر مبارک پر پٹی بندہی تہی۔ مین نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ ذرا مجھکو اپنا زخم دکہادین۔ آپنے پٹی کہول دی مین نے زخم دیکہا تو کچہہ گہبرا گیا۔ نہ تہا خفیف سا زخم تہا۔ مین نے کہا۔ کچہہ اندیشہ نہین۔ ہلکا زخم ہے۔ ارشاد ہوا۔ مین عنقریب تم لوگون سے جدا ہونے والا ہون۔ حضرت ام کلثوم جو پردہ مین بیٹہی تہین یہہ سنکر رونے لگین۔ آپنے فرمایا۔ بیٹی! خاموش رہو۔ جو مین دیکہہ رہا ہون اگر تم دیکہتین تو ہرگز

نہ روتین ۔ مین نے عرض کیا ۔ امیر المومنین کیا دیکھہ رہے ہین ۔ فرمایا ۔ مین دیکھہ رہا ہون کہ فرشتے
اور انبیا رکرام تشریف لائے ہین حضور سرور کائنات بھی ہمراہ ہین اور ارشاد فرمارہے ہین ۔
اے علی ۔ خوش ہو جس حال مین کہ تم اب ہو اس سے بہتر و افضل اور آسائش کی جگہہ تم پہونچنے
والے ہو ۔
پہر آپ نے حضرات حسنینؓ کو بلا کر اونکو اس طرح وصیت فرمائی ۔ محمد بن حنفیہ بھی حاضر تھے ۔
اُے میرے نور چشم میرے راحت قلب مین تمکو اللہ تعالی سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون ۔
تم دنیا کی محبت مین مبتلا نہ ہوجانا اگرچہ وہ تمکو مبتلا کرنا چاہے ۔ دنیا کے جانے پر غمگین نہ ہونا ۔
ہمیشہ حق کہنا ۔ یتیم پر رحم کرنا بیکس و لاچار کی مدد کرنا ۔ اوسکی اعانت و دستگیری اپنے اوپر لازم سمجہنا
ظالم کے دشمن مظلوم کے مددگار رہنا ۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا ۔ بجا آوری احکام الٰہی مین لوم و لائم کا
خوف نہ کرنا " پہر محمد سے فرمانے لگے مین نے جو کچہ تمہارے بہائیوں سے کہا تم نے سن لیا اور
سمجہ گئے ۔ عرض کیا ۔ ہان ۔ فرمایا ۔ مین تمکو بھی وہی وصیت کرتا ہون ۔ اپنے بہائیون کی توقیر و تعظیم کرتے
رہنا ۔ اونکا حق تمپر بہت کچہ ہے ۔ بغیر مشورہ و صلاح اونکے خود رائی سے کوئی کام ہرگز نہ کرنا ۔
حضرات حسنینؓ سے ارشاد فرمایا ۔ اے بیٹو ۔ اپنے بہائی محمد کی محبت و الفت مین کمی نہ کرنا یہہ
تمہارا بہائی ۔ تمہارا مددگار ۔ تمہارا قوت بازو ۔ تمہاری تلوار ہے ۔ تمہارے باپ کا بیٹا قابل قدر و
عزت ہے ۔ تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ کسقدر اسکو چاہتا ہے ۔ تمپر واجب ہے کہ اس سے دل و جان کے
ساتہہ پیار و اخلاص سے معاملہ و حسن سلوک رکہنا حضرت حسنؓ سے فرمایا ۔ اے بیٹے ۔ تجھکو
خوف خدا کی وصیت کرتا ہون ۔ نماز وقت پر ادا کرنا ۔ زکوٰۃ اپنے موقع پر دیتے رہنا ۔ وضو
اچھی طرح مع رعایت آداب و سنن کے کرنا کیونکہ نماز بغیر پاکی اور طہارت کامل کے نہین ہوتی
لوگونکی خطا معاف کرنا ۔ غصہ ضبط کرنا ۔ ناتہ دارونکے حق ادا کرنا ۔ جاہل کے ساتہہ حلم و بردباری

سے پیش آنا۔ اوسکی جہالت کی پروانہ کرنا۔ دینی معاملات مین خوب فکر و غور کرنا۔ جملہ امور مین
استقلال۔ قرآن شریف کی نگہداشت اوسکی تلاوت پر مداومت ہمسایہ کے ساتھہ نیک سلوک
نیک کام کی ترغیب۔ بُری سے ممانعت۔ خود بھی بُرے کامونسے پرہیز۔ اپنا شیوہ رکھنا۔ (ابن اثیر
ابن خلدون۔ مروج الذہب) اے بیٹو۔ خدا کو حاضر و ناظر جانکر اوس سے ڈرتے رہنا۔
خوشی و ناراضی مین حق بات نہ جانے دینا۔ دولتمندی و محتاجی مین میانہ روی خوب ہے۔ دوست
و دشمن کو عدل و انصاف کے موقع مین یکسان رکھو۔ نشاط خاطر و سستی و کاہلی نفس۔ دونون حال
مین اعمال خیر کرنیسے باز نہ رہنا چاہیئے۔ تنگی و فراخی رزق پر خوش رہنا مردونکا کام ہے۔ ای بیٹو
اگر شر و آفت کے بعد جنت نصیب ہو تو ایسے شر سے کیا ڈر ہے۔ اسی طرح اگر بعد خیر و فلاح کے
دوزخ ملے تو اس خیر سے کیا نفع۔ جنت کے مقابل جملہ نعمتین ہیچ و حقیر ہین۔ دوزخ کے عذاب کے آگے
سب درد دکھہ آرام و عافیت ہین۔ اے نور نظر جس نے اپنے عیب پر نظر کی وہ دوسرونکے
عیب دیکھنے سے باز رہا۔ جو تقدیر الٓہی پر راضی ہو گیا اوسکو کبھی کسی چیز کے جانیکا غم نہین ہوتا۔
جسنے تلوار ظلم نیام سے نکالی وہ آپ ہی اوس سے قتل ہوا۔ جسنے اپنے بھائی کے واسطے کنوان
کھودا خود اوسمین گرا جس نے اپنے بھائی کے عیب و گناہ فاش کیئے اوسنے اپنی اولاد کی
پردہ دری کی۔ جو اپنی خطا بھول گیا دوسرے کی خطا کو بڑا سمجھا۔ جسنے خود پسندی کی گمراہ ہوا
جو اپنی عقل کو کافی سمجھکر دوسرونکی رائے لینا غیر ضروری سمجھا وہ ذلیل ہوا۔ تکبر کرنے والا ذلیل و
خوار ہے۔ کمینونکی صحبت باعث حقارت ہے۔ علما کی صحبت سبب وقار و عزت ہے۔ بُری آدمی کی
صحبت اوٹھا کر اوسکی بُرائی سے بچ نہین سکتا۔ مرد نیک کی صحبت غنیمت ہے۔ بُری جگہہ آمد و رفت
سے خواہ مخواہ تہمت لگ جاتی ہے۔ جو اپنے نفس کا مالک نہین آخر کار نادم ہو گا۔ فراخ دلگی
کرنیوالا انسان خفیف و شرمندہ ہوتا ہے۔ انسان جس کام کو اکثر کرتا رہتا ہے اوسی کام

مشہور ہوجاتا ہے۔ زیادہ گوئی موجب کثرت گناہ ہے۔ کثرت خطاؤن سے حیا کم ہوجاتی ہے حیا کم ہونے سے تقویٰ کم ہوجاتا ہے جب تقویٰ کی قلت ہوئی دل مرگیا اور جسکا دل مرا وہ آگ دوزخ مین داخل ہوگا۔ اے نور دیدہ۔ ادب بہتر میراث ہے نیکخوئی بہتر دوست ہمنشین ہے اے فرزند۔ عافیت وآرام کے دس حصے ہین نو حصے تو ایک خاموشی مین ہین۔ بشرطیکہ ذکر خدا سے غافل نہ رہے اور ایک حصہ کمینون جاہلون کی صحبت ترک کرنے مین۔ ای میرے پیارو۔ اسلام سے بڑھکر شرافت کسی مین نہین۔ تقویٰ سے زیادہ کرامت۔ ورع سے بڑھکر حرز وحفاظت کسی چیز مین نہین۔ توبہ سے زیادہ شفاعت کرنیوالا اور گناہ مٹانے والا کوئی نہین۔ عافیت وجسمانی صحت سے زیادہ خوشنما بدن کا زیب دینے والا لباس اور نہین ہے۔ حرص تعب ومشقت کی کنجی ہے ماندگی وکوفت کی سواری تدبیر ہے۔ بدترین توشۂ آخرت بندگان خدا پر ظلم وتعدی روا رکھنا ہے بشارت اوس شخص کو جس کے اعمال خالصاً للہ ہون۔ اوسکا علم وعمل بغض ومحبت۔ کسی سے ملنا کسیکو ترک کرنا۔ کلام کرنا۔ خاموش رہنا۔ قول وفعل سب للہ واسطے ہون۔ (سراج الملوک)

الغرض آپ صبح جمعہ کو زخمی ہوکر اوسدن اور رات اور روز شنبہ تک زندہ رہے اس مدت مین وصیت مذکورہ بالا فرمائی۔ جب وقت وفات قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر فرمائی پھر بجز لا الٰہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان مبارک سے نہ نکلا یہانتک کہ شب یکشنبہ کو طائر روح قدس جناب مرتضوی اس خاکدان پر محن سے پرواز کرکے گلشن فردوس معلی مین جا پہونچا اور پرندگان گلزار جنان دار السلام کے ساتھ جا ملا۔ علیہ الرحمۃ والرضوان من اللہ المنان انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ناظرین! یہ قصہ غم حد تحریر سے باہر ہے۔ باشندگان کوفہ کی آہ وزاری وماتم۔ حضرات حسنین وجملہ اولاد۔ ازواج وخدام کا غم والم کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے حیف صد حیف

امت مرحومہ پر یہہ وقت بہی پچہلے سانحات نمونہ محشر سے کچہہ کم نہ تہا۔ہاے۔اب خلافت حقہ
کو ہچکی آگئی۔بڑا رونا ہے تو اسیکا۔بہلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شجر وحجر۔وحشی وطیور اس درد سے
سینہ چاک نہونگے۔افسوس۔یہہ وہ صدمہ ہے کہ خود قاتل سنگدل اپنے اس ظلم وستم پر
آٹہہ آٹہہ آنسو روتا ہوگا اور مرنے کے بعد اگر تا ابد روتا ہے تو کیا عجب۔صاحبو! راقم مجبور کے
دامن صبر اسوقت ہاتہہ سے چہوٹا ہوا ہے اب اس مضمون کو چہوڑکر دوسرا حال عرض کرتا ہی
جب اہل بیت کو فی الجملہ رونے سے درد دل نے تسکین دی حضرات حسن حسین عبداللہ
بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔تین کپڑونمین جن مین کرتا نہ تہا کفنایا۔جناب رسالتمآب کے تجہیز و
تکفین سے جو خوشبو بچ رہی تہی اوسکو جناب علی مرتضی رض نے بحفاظت اسی وقت کے واسطے رکہہ
چہوڑا تہا وحسب وصیت کفن مین لگائی گئی۔جناب امام حسن رض نے نماز پڑہائی۔چار تکبیریں کہین
اور علی الصبح دفن کر دیا۔

مقدار عمر۔مدت خلافت۔تاریخ شہادت۔مدفن

آپ کی عمر مین مختلف اقوال ہین۔تریسٹہہ ۶۳۔اونسٹہہ ۵۹۔پینسٹہہ ۶۵۔اٹہاون ۵۸۔قول اول یعنی
تریسٹہہ برس صحیح ہے (ابن اثیر)

صفوۃ مین ہے۔آپ کے سن مین چار قول ہین۔اول تریسٹہہ ۶۳ برس علامہ واقدیؒ کہتے ہین
ہمارے نزدیک یہہ قول معتبر ہے۔دوم پینسٹہہ ۶۵ سال۔سوم ستاون ۵۷۔چہارم اٹہاون ۵۸۔
امام زین العابدین رض سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رض نے اٹہاون سال کی عمر پائی۔

ذخائر عقبی مین ہے کہ اڑسٹہہ ۶۸ برس کی عمر تہی۔ابوبکر بن احمد بن ورّاع سے منقول ہے
کہ جناب علی مرتضی رض کا سن پینسٹہہ ۶۵ برس کا ہوا اس تفصیل سے کہ مکہ معظمہ مین آنحضرت کی صحبت
مین تیرہ سال رہے اسوقت آپ بارہ برس کے تہے پہر بعد ہجرت دس برس حضور نبوی کا ساتہہ رہا

بعد وفات شریف تیس سال تک زندہ رہے۔ یہہ روایت صرف ابوبکر بن احمد ہی نے ذکر کی ہی۔ بعضے کہتے ہین کہ آپنے بہتر ۷۲ برس کی عمر پائی اور بعضے باسٹھہ ۶۲ سال بتلاتے ہین اور بعضے تریسٹھہ ۶۳ سال کہتے ہین (مسعودیؔ)

مدت خلافت تین ماہ کم پانچ برس ہے (ابن اثیر) روز شہادت جناب عثمانؓ آپکا اول روز خلافت شمار کیا جاوے تو کل مدت چار برس۔ نوماہ۔ آٹھہ روز ہوتے ہین (خمیس)

آپکی شہادت [اونیسوین رات شب یکشنبہ] ماہ رمضان سنہ ۴۰ ہجری ہے اور بعضے کہتے ہین اکیسوین رات کو زخمی ہوے روز جمعہ و شنبہ گذر کر شب یکشنبہ یا روز شنبہ کو شہادت پائی بعض روایات مین ستائیسوین شب مین آپکی شہادت واقع ہوئی۔ ایک روایت مین سنہ ۳۹ ہجری سال شہادت ہے مگر یہہ غیر معتبر ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اونیسوین شب ماہ رمضان مین مسجد کے اندر زخمی ہوے (مستطرف)

آپ مسجد کے متصل دفن ہوے اور بعض کہتے ہین قصر خلافت مین۔ اسکے سوا اور بھی اقوال ہین مگر اصح یہہ ہی کہ قبر شریف اوسی جگہہ ہے جہان لوگ زیارت اور برکت حاصل کرنے جاتے ہین (ابن اثیر) بعضے مسجد کوفہ کے اندر قبر شریف کا نشان دیتے ہین اور بعضونکا قول ہی کہ آپکو بعد شہادت مدینہ منورہ مین لاے اور متصل قبر جناب فاطمہ زہراؓ دفن کیا (مسعودیؔ) بعضے کہتے ہین کہ بمقام نجف متصل حیرہ مزار پر انوار ہے اور عقب مسجد جس جگہہ لوگ زیارت کرتے ہین آپکا مدفن ہے۔

ابوجعفر کا قول ہے۔ درحقیقت آپکی قبر مجہول ہے ٹھیک کسیکو معلوم نہین امام واقدیؔ کہتے ہین کہ رات کے وقت آپ دفن کئے گئے اور قبر زمین کے برابر کردیگئی تاکہ خوارج نعش مبارک نہ نکال لیجاوین۔

شریک کا قول ہی کہ اولاً آپ ایک جگہہ دفن کئی گئے پہر جناب حسنؑ جسد اطہر اوس قبر سے نکالکر مدینہ منورہ لیگئے اور وہان دفن کیا مُبرّد محمد بن حبیب سے نقل کرتے ہین کہ سب سے اول جو شخص ایک جگہہ سے نکالکر دوسری قبر مین مدفون ہوے وہ علی ابن ابی طالب ہین (خمیس) بعض کہتے ہین کہ (حسب وصیت آپکے) جنازہ تیار کر کے بعد ادا ے نماز ایک صندوق مین بند کر کے اونٹ پر لادا اور اوس کو چہوڑ دیا وہ جنگل بیابان مین پہرتا ہوا وادی سلے مین پہونچا لوگون نے صندوق اوتار کر اوسی جگہہ دفن کر دیا (مسعودیؒ)

روایت ہے کہ آپنے حسنینؑ کو وصیت فرمائی تہی کہ میرے مرنیکے بعد جنازہ تیار کہکے کوفہ سے باہر لیجانا۔ ذرا دور چلکر ایک مقام پر سفید براق پتہر چمکتا ہوا نظر آئیگا اوسیکے متصل قبر تیار ملیگی جسکو گورکن قدرت نے میرے واسطے کہود رکہا ہے بس مجکو اوسی مین دفن کر دینا۔

منقول ہے کہ قبر شریف زمین کی برابر کر دی گئی بظاہر کوئی نشان قبر کا محسوس نہ تہا مگر اہلبیت کسی خاص علامت سے پہچانتے تہے۔ عہد بنی عباس مین خلیفہ ہارون الرشید ایک روز شکار کہیلتا ہوا اوسی طرف نکل گیا۔ ہرن اوس جنگل مین کثرت سے نظر آے۔ ہرنونپر درندے چہوڑے گئے۔ شکار کرنا ایک طرف وہ پاس تک نہ گئے۔ اولاً نر ہرن بیٹہکے پہر جسطرح چرنے مین مصروف تہے بیخوف و خطر چرنے لگے۔ خلیفہ سخت متحیر ہوا۔ وہان کے بوڑہے لوگونسے اسکی وجہ دریافت کی اونہون نے عرض کیا حضور۔ ہمنے بزرگونسے سنا ہی کہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کا یہان مزار پُر انوار ہے۔ خلیفہ نے جب یہہ سنا بلحاظ تعظیم و ادب پہر اوس جنگل مین شکار کا قصد نہ کیا اور تا زیست خود ہر سال زیارت کو اوس جگہہ آیا کرتا تہا (شواہد النبوۃ)

تاریخ شہادت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنکہ زوج بتول حق بودہ ؛		ابن عم رسول حق بودہ ؛	

دیر ہوئی تو اپنے لشکر کو لیکر خریت کی طلب مین نکلے۔ ایک ہی منزل گئے تھے جو لشکر بصرہ بسرداری خالد بن معدان طائی مل گیا۔ دونون لشکر ملکر آگے بڑہے۔ کوہستان رامہرمز کے ایک پہاڑ مین خریت کا لشکر انکو ملا اور اوسی مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوے۔

معقل نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر اپنے بیٹے یزید بن معقل کو متعین کیا۔ میسرہ منجاب بن راشد ضبی کی نگرانی مین دیا۔ خریت نے بھی میمنہ لشکر مین عرب اپنے ہمراہی اور دیگر بلاد کے مقرر کئے۔ کفار و قوم اکراد میسرہ مین تہی۔

جب صف آرائی ہو چکی تو خوب جمکر لڑائی ہوئی معقل نے سخت حملہ کیا ایک ساعت تک تو خریت کا لشکر لڑتا رہا پہر بہاگ نکلا معقل نے تعاقب کیا۔ ستر جوان بنی ناجیہ اور دیگر عرب مارے گئے۔ کفار و اکراد کے تقریباً تین سو کام آے۔ خریت ایک جماعت اپنی قوم کی لیکر نکل گیا اور سواحل بحر پر جا کر دم لیا۔ وہان یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ جس قریہ و بستی مین پہونچا وہان والونکو امیر المومنین کے خلاف پر اوبہارا یہانتک کہ مختلف بلاد کے باشندے اسکے تابع ہوگئے اور اسکی قوت زائل شدہ بحال ہوگئی۔

معقل علاقہ اہواز مین مقیم رہے اور امیر المومنین کی خدمت مین عرضداشت متضمن نوید فتح ارسال کی۔ آپنے اصحاب کو سنائی اور اونسے مشورہ لیا۔ سبنے بالاتفاق کہا کہ ہمارے نزدیک معقل کو حکم دین کہ خریت کا پیچھا نہ چہوڑین۔ خواہ قتل کر ڈالین ورنہ ممالک اسلامیہ سے باہر کر دین چنانچہ آپنے معقل کو یہی لکہہ بہیجا وہ یہہ حکم پاکر خریت کی تلاش مین مصروف ہوے معلوم ہوا کہ سواحل بحر مین لوگونکو برگشتہ کر رہا ہے۔ عبد القیس اور دیگر قبائل عرب کو لڑائی پر آمادہ کر رکہا ہے معقل آگے بڑہے۔ فارس ہوتے ہوے سواحل بحر تک پہونچ گئے۔ خریت انکی آمد سنکر دوسری چال چلا۔ اسکے ہمراہ بقیۃ السیف خوارج تھے اونسے کہا۔ مین تمہارے

رحلت فرمائی۔ اسی شب بابرکت مین جناب رسول مقبول ؐ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ ہمارے
والد بزرگوار کا وہ درجہ تہا کہ آنحضرت ؐ اونکو جس لشکر کا سردار کرکے کسی جگہہ روانہ فرماتے
حضرات جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اونکے داہین بائین رہتے اور ہمارے والد بغیر فتح
کئے ہوئے واپس نہ آتے۔ اونہون نے درم و دینار سے کل سات سو درم ترکہ مین چہوڑے
وہ بہی اس نیت سے کہ گہر کے کاروبار کے لئے ایک غلام خرید ینگے (بروایت مسعودیؒ یہہ درم
آپکے وظیفہ مقررہ مین سے پس انداز ہوی تہے وبروایتے اڑہائی سو درم اور ایک قرآن مجید
اور ایک تلوار ترکہ مین ہے) خداوند جل جلالہ کے جملہ امور حسب مقتضاے تقدیر مقررہ
جاری ہوتے ہین۔ جو اچہا کام ہے وہ خدا کی جانب نسبت کرنا چاہیئے اور برا اپنے نفس
شریر کی طرف۔ ایہا الناس۔ آگاہ ہو کہ قریش نے اپنے کامونکی باگ برے لوگونکے ہاتہہ
دے رکہی ہے۔ اونکے سردار اونکو دوزخ کی طرف لئے جارہے ہین۔ ان سردارونکا یہہ
حال ہے کہ بعضے انمین سے جناب رسالتمآب سے لڑتے رہے یہانتک کہ خداوند تعالیٰ نے
حضور کو اونپر غالب کیا۔ بعضے اپنے دلونمین کینہ چہپائے رہے یہانتک کہ اونکے ہمخیال مددگار
واعوان اونکو مل گئے تو کہل کہیلے۔ اب کتاب کا نازل ہونا تو بند ہو گیا۔ قلم احکام قضا وقدر
لکہکر خشک ہو گیا اور جملہ امور حسب نوشتہ تقدیر جاری ہو رہے ہین۔

اسقدر فرماکر آپ چپ ہو گئے اور سر جہکا لیا۔ حاضرین مین ایک کہرام مچ گیا رونیکی
آواز بلند ہوئی۔ ہر ایک گریہ وزاری مین مبتلا تہا۔ آپ منبر سے اوترآے۔ ابن ملجم کو بلایا۔
وہ اس حال مین آپکے روبرو لایا گیا کہ حالت بدحواسی مین اوسکے بال کانون اور چہرہ پر
بکہرے ہوی تہے۔ موت کی تصویر اوسکے سامنے کہڑی تہی۔ اس طرح وہ لعین روبرو کہڑا کیا گیا۔
آپنے تلوار نیام سے نکال لی۔ اوس مردک نے کہا۔ اے حسن رضؓ مین نے خدا سے کوئی قول نہین کیا

مگر بحمد اللہ کہ اوسکو پورا کیا۔ اس مرتبہ مین نے متصل حطیم خانہ کعبہ یہہ عہد کیا تھا کہ تمہارے باپ اور معاویہ کو قتل کرونگا۔ وہ بھی کر لیا۔ اب اگر تم مجھکو چھوڑ دو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ معاویہ کو قتل کرکے تم سے بیعت کر لونگا۔ اگر مین مارا گیا تاہم تمہارا مطلوب حاصل ہوا۔ ارشاد فرمایا قسم خدا کی تجھکو ایک دم بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ یہہ کہکر ایک ہاتہہ اوس بدنصیب شقی ازلی پر چھوڑ دیا اوسنے ہاتہہ پر روکا۔ آپنے دوسرے وار سے جہنم مین پہونچا دیا (ابن خلدون مستطرف ابن اثیر) لوگون نے اوس کا لاشہ بوریونمین لپیٹ کر آگ مین جلا دیا۔

عمرو بن الاصم کہتے ہین کہ مین نے امام حسن رضہ سے کہا۔ شیعون کا عقیدہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ ام قیامت سے پہلے پھر دنیا مین تشریف لاوینگے۔ فرمایا۔ بخدا۔ وہ جھوٹے ہین۔ کہین ایسا ہو سکتا ہے اگر یہہ بات ہونیوالی ہوتی تو ہم والد ماجد کی بیویونکا عقد دوسرے لوگونسے نہ کر دیتے نہ اونکا مال و جائداد متروکہ باہم بانٹ لیتے۔ فرقہ شیعہ مین ایک گروہ کا یہہ عقیدہ تھا سب اسکے قائل نہ تھے۔ اوسی فرقہ مین سے جابر بن یزید جعفی کوفی تھا۔ ہماری دانست مین اب اس عقیدہ کے لوگ باقی نہین رہے۔ (ابن اثیر)

خمیس مین قصہ قتل ابن ملجم اس طرح منقول ہے کہ روغن نفط اور بورئے لا کر جمع کئے اور چاہا کہ آگ مین زندہ جلا دین۔ مگر حضرات عبد اللہ بن جعفر رضہ حضرات حسنین رضہ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ ٹھہر جاؤ۔ اس ملعون کو اس طرح قتل نہ کرو پہلے ہم اپنے دل خوش کر لین اور اس کو اس کی حرمزدگی کا مزہ چکھا لین۔ یہہ کہکر حضرت عبد اللہ نے ابن ملجم کے دونون ہاتہہ پاؤن کاٹ ڈالے اوسنے اُف تک نہ کیا۔ پھر لوہے کی کیل آگ مین خوب گرم کی جب وہ سرخ ہوگئی تو اوسکی آنکھونمین پھیر دی پھر بھی وہ سخت جان نہ گھبرایا البتہ یہہ فقرہ کہا۔ تم نے اپنے چچا کی آنکھونمین خوب گرم سرمہ لگایا۔ بعد یہہ سورۃ شروع کر دی۔ اقرا باسم ربك الذی خلق

یہانتک کہ پوری ختم کی اور حال یہ کہ دونون آنکھین پانی ہوکر اوسکے رخسارونپر بہ رہی تہین پہر لوگون نے اوسکی زبان کاٹنا چاہا اب وہ گہبرا اوٹہا جب سبب پوچہا گیا کہ زبان کاٹنے سے اسقدر پریشان کیون ہوتا ہے تو جواب دیا۔ میری گہبراہٹ صرف اسلئے ہے کہ مین نہین چاہتا دنیا مین ایک ساعت بھی بغیر ذکر خدا کے زندہ رہون۔ لوگون نے اوسکی زبان کاٹ کر زنبیل مین لپیٹا اور آگ مین جلا دیا۔ ابن ملجم گندم گون۔ کشادہ ابرو۔ تہا۔ اوسکے ماتہے پر نماز کا ڈہٹا بوجہ کثرت سجود کے پڑگیا تہا۔

مروج الذہب مین اس طرح ہے کہ اوسکے دونون ہاتہہ دونون پائون قطع کرکے اوسکی آنکہہ مین گرم لوہے کی کیل پہیر دی۔ اوسنے کہا۔ پاک ذات ہے وہ جسنے انسان کو پیدا کیا۔ تمنے چکدار سرا اپنے چچا کی آنکہونمین لگا دیا۔ پہر اوسکو چٹائی مین لپیٹکر اوپر سے روغن نفط لگا کر آگ مین جلا دیا۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلاف وصیت کارروائی کیگئی مگر روایات ابن اثیر و ابن خلدون مین ہاتہہ پائون کاٹنا نہین ہے البتہ بعد قتل کے جلا دینا مذکور ہے۔ ابن ملجم بیشک ان سب باتون کا مستحق تہا بلکہ اس سے زیادہ کا لیکن امیرالمومنین کی وصیت فرمانیکا مقتضا یہہ ہے کہ حضرات حسنین ؓ نے ہرگز خلاف وصیت کوئی کارروائی نہ کی ہوگی۔ ہان بعد مرنیکے اوسکی لاش کا پہونک دینا خلاف وصیت نہین۔ بعد مثلہ کرنے کے زندہ جلا دینا عقلاً و درایۃً بعید ہے۔

عمران بن حطان رقاشی (خارجی) نے ابن ملجم کی تعریف مین چند اشعار کہے منجملہ اونکے دو شعرونکا ترجمہ یہہ ہے۔

ترجمہ۔ ایکمرد پرہیزگار کی کیا خوب ضرب تہی جس سے اوسکی یہی نیت تہی

کہ مالک عرش کی رضا و خوشنودی حاصل کرے۔ مین اوس مرد نیک کو جب دنمین یاد کرتا ہون تو گمان کرتا ہون کہ خدا کے نزدیک پورا ثواب پاویگا۔

انکا جواب قاضی ابو الطیب طاہر بن عبداللہ شافعی نے یون دیا ہے۔

ترجمہ۔ تیرے اس بہتان سے جو ابن ملجم ملعون کی نسبت کہہ رہا ہے مین سخت بیزار ہون۔ اوس بدبخت کی نارنہ تھی مگر محض اس غرض سے کہ اسلام کے رکن کو گرادے۔ مین اوس لعین کو روز یاد کرکے اوسپر لعنت کرتا ہون اور اوسکے دین وملت اور عمران۔ حطان دونوپر لعنت خدا بھیجتا ہون۔ ابن ملجم پر ہمیشہ علی الاتصال خدا کی لعنت ظاہر و پوشیدہ ہوتی رہے اور اے عمران وحطان تم لوگ آگ کے کتے ہو اور یہہ بات شریعت مین دلیل صاف سے ظاہر و روشن ہے۔ (مسعودیؒ)

راقم۔ الخوارج کلاب النار۔ خارجی دوزخ کے کتے ہین۔ یہہ حدیث خمیس مین ہے۔

مرثیہ از بکر بن حسان باہری

قل لابن ملجم والاقدار غالبة	هدمت للدين والاسلام اركانا
قتلت افضل من يمشي على قدم	واعظم الناس اسلاماً وايمانا
واعلم الناس بالقرآن ثم بما	سنّ الرسول لنا شرعا وتبيانا
صهر النبي ومولاه وناصره	اضحت مناقبه نورا وبرهانا

ترجمہ۔ ابن ملجم سے کہہ دو اے مرد کہ تونے دین واسلام کے رکن کو گرادیا۔ اہل زمانہ مین افضل پاپیادہ چلنے والونمین بزرگ سب لوگون سے باعتبار اسلام وایمان کے بڑے تھے۔ سب لوگونسے قرآن کے بڑے جاننے والے۔ آنحضرتؐ کے طریق سنت سے

واقف کار ۔حضور کے داماد مکرم ۔آپکے مولے ۔دوست ۔ناصر ۔جنکے فضائل و مناقب باعث نور و دلیل واضح ہیں ۔

وکان منه علی رغم الحسود له	مکان هرون من موسیٰ بن عمرانا
قد کان یخبرهم هو بمقتله	قبل المنیة ازمانا فازمانا
ذکرت قاتله والدمع منحدر	فقلت سبحان رب العرش سبحانا
انی لاحسبه ماکان من انس	کلا ولکنه قد کان شیطانا

آنحضرت سے قریب مرتبہ مین علیؑ وہ درجہ رکہتے تہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیؑ سے تہا ۔آپ لوگونکو اپنی شہادت سے قبل بارہا اس شہادت کی اطلاع دے چکے تہے ۔جبکو آپ کا قاتل یاد آیا اور میری آنکہون سے جوے اشک روان ہوگئی ۔مین نے کہا ۔خداوند تعالیٰ مالک عرش پاک ذات بے نیاز ہے مین ابن ملجم لعین کو انسانون مین شمار نہین کرتا ۔مین دعوے کے ساتہہ کہتا ہون کہ بیشک وہ شیطان تہا ۔

فلا عفا الله عنه سوء فعلته +	ولا سقی قبر عمران بن حطانا
یا ضربة من شقی ما اراد بها	الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا
بل ضربة من غوی اوردته لظی	وسوف یلقی بها الرحمن غضبانا
کانه لم یرد قصدا بضربة	الا لیصلی عذاب الخلد نیرانا

خداوند عالم منتقم حقیقی اوسکے بُرے فعل کو معاف نہ فرماے اور نہ قبر عمران بن حطان پر باران رحمت کا چہڑکاؤ کرے ۔ہاے کیا بُری ضرب شمشیر اوس شقی کی تہی اور اوس بدنصیب نے اسکے ذریعہ سے رضامندی خدا کا ارادہ کیا تہا بلکہ درحقیقت یہہ ضرب شمشیر گمراہ کے ہاتہہ سے تہی جو اوسکو آتش دوزخ مین کہینچ لیگئی اور قیامت کیدن خدا کے روبرو اس حال مین حاضر

ہوگا کہ خداوند عالم اوسپر غضبناک ہوگا گویا ابن ملجم نے اس ضرب سے یہی ارادہ کیا کہ عذاب نار دائمی مین داخل ہو (ابن اثیرؒ و مسعودیؒ)

ذکر عمال سنہ ۴۰ھ وقت شہادت و دیگر حوادث

اسوقت آپکے عمال و حکام ممالک محروسہ مین اصحاب ذیل تھے۔ بصرہ مین عبداللہ بن عباسؓ انکے متعلق جملہ انتظام ملکی و مالی و فوجی تھا (بعد علیحدگی انکے دوسرے کے تقرر کی نوبت نہین آئی) محکمہ قضاء بصرہ کے حاکم ابوالاسود دوئلی تھے۔ گورنر فارس زیاد بن سمیہ۔ والی یمن عبیداللہ بن عباسؓ تھے اوسوقت تک کہ بسر بن ابی ارطاۃ کا واقعہ پیش نہین آیا۔ طائف و مکہ اور نواح کے حاکم قثم بن عباسؓ۔ مدینہ مین ابوایوب انصاریؓ یا سہل بن حنیفؓ۔ یہ حال قبل آمد بسر بن ابی ارطاۃ کا ہے اونکے آنے پر جو کچھ گذرا وہ اوپر گذر چکا (ابن اثیر و ابن خلدون)

آپکے **کاتب** عبداللہ بن ابی رافع ہین۔ **قاضی** آپکے شریح بن حارث کندی۔ **حاجب** قنبر آپکے مولی اور انسے بیشتر بشر تھے۔ یہ بھی آپکے مولی ہین۔ آپ کی مہر کا نقش یہ ہے۔

الملک للہ الواحد القہار۔ (تاریخ خمیس)

حسان بن ثابتؓ نے وفات پائی۔ ابو رافع مولی آنحضرتؐ نے انتقال کیا۔ حارث بن خزیمہ انصاری بدری نے جو احد و دیگر مشاہد مین شریک رہی اور خوات بن جبیر انصاری نے جو غزوہ بدر مین ہمراہ رکاب حضور پر نور گئے تھے مگر کسی عذر سے واپس آئے بمقام مدینہ وفات پائی۔ قرظہ بن کعب انصاری نے کوفہ مین انتقال کیا دبروایتے خلافت معاویہؓ مین وفات پائی۔ آپ احد و دیگر غزوات مین گئے ہین۔ امیر المومنین کے ہمراہ جملہ معرکون مین تھے۔ معاذ بن عفراء انصاری بدری ہین۔ دیگر مشاہد مین حاضر ہوی اور ابوالبابہ بن عبدالمنذر انصاری بدری نے وفات پائی اور بعض کہتے ہین کہ یہ غزوہ بدر مین شریک نہین ہوسے بلکہ آنحضرت اپنی جگہہ مدینہ پر

حاکم کر گئے تھے۔ جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔

سیر و عادات جناب مرتضوی ع

ابو رافع غلام آزاد کردہ دارو غہ بیت المال تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کی کسی صاحبزادی نے موتی پہن لئے۔ آپنے دیکھکر پہچانا اور ازبس برہم ہوکر فرمایا۔ یہہ موتی کہانسے ملے مین اسکے ہاتھہ کاٹ لونگا۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یہہ مجھسے خطا ہوئی ہے۔ فرمایا۔ مین نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جب عقد کیا اوسوقت میری گذران اس طرح تھی کہ رات کا بستر ایک مینڈہے کی کھال تھی۔ دن مین اپنے اونٹ کو اوسپر چارا دیا کرتا تہا اور رات کے وقت وہی چمڑا فرش خوابگاہ ہوتا تہا۔ خادم۔ غلام کوئی ہمارے گہر مین نہ تھا خود سارا کاروبار کر لیا کرتے تھے۔

عنترہ سے روایت ہے کہ مین ایک مرتبہ قصر خورنق مین آپکے پاس حاضر ہوا وہ زمانہ جاڑونکا تہا۔ آپ ایک پرانی چادر اوڑہے ہوے تھے۔ مین نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ خداوند تعالی نے آپکے اور آپکے اہل و عیال کے واسطے بیت المال مین حق مقرر کر دیا ہے۔ آپ اپنے نفس پر اسقدر تنگی و تکلیف کیون گوارا فرماتے ہین۔ فرمایا۔ وہ سب تم لوگونکے حوالہ کرتا ہون مین اوسمین سے کچھہ نہ لونگا۔ یہہ چادر وہی ہے جسکو مین مدینہ سے اوڑھکر نکلا تہا۔

مروی ہی کہ عمرو بن سلمہ عہد مرتضوی مین عامل اصفہان ہو کر گئے۔ یہہ وہان سے اموال خراج مشکین شہد اور گھی سے بہری ہوئی لاے۔ بی بی ام کلثوم نے انسے گھی اور شہد طلب فرمایا۔ انہون نے ایک مشک شہد کی اور ایک گھی کی بہیجدی۔ دوسرے دن جناب علی مرتضی نے سب مال اور مشکین طلب فرمائین جسوقت وہ سامنے لائی گئین آپنے شمار کیا تو دو کم پائین۔ دریافت حال کیا۔ عمرو بن سلمہ نے اصل حال چہپایا اور کہا۔ مین ابہی حاضر کرتا ہون۔ آپنے قسم دلائی کہ صاف صاف بیان کرو۔ لاچار اونکو ظاہر کرنا پڑا۔ آپنے ام کلثوم سے دونون مشکین

واپس منگوالین دیکھا تو کسیقدر خالی تہین۔ تاجرونکو دکھلاکر اوسقدر شہد وگھی کی قیمت کا تخمینہ کیا گیا۔ تاجرون نے صرف تین درم قیمت بیان کی۔ آپنے ام کلثوم سے تین درم منگواکر داخل مال کئے اور سب کو تقسیم کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ ہمدان تشریف لیگئے۔ جب واپس ہوی تو دو شخصونکو جھگڑتے دیکھا۔ آپنے دونونکو ایک دوسرے سے جدا کر دیا اور آگے بڑہے۔ ناگہان آپکے کان مین آواز (ہاے فریاد ہاے فریاد) آئی۔ آپ اودہر متوجہ ہوے اور بڑہاتے جاتے تھے کہ تیرا فریادرس پہونچا۔ قریب جاکر کیا دیکھتے ہین کہ دو شخص باہم گتھے ہوے ہین ایک اونمین سے بولا۔ مین نے اس شخص کے ہاتھ ایک کپڑا سات درم کو فروخت کیا تہا اور شرط کرلی تہی کہ درم کھرے دینا مگر یہہ ناقص درم (درم دکھلاکر) مجھکو دینے لگا اور میرے انکار پر طمانچہ مارا۔ آپنے طمانچہ مارنے والے سے جواب طلب کیا۔ اوسنے اقرار کیا۔ فرمایا۔ اسکو حسب شرط درم ادا کر۔ اوسنے بلاعذر حوالے کئے پھر آپنے بائع کو حکم دیا کہ تپانچہ کا بدلہ مشتری سے لے۔ اوسنے کہا مین معاف کرتا ہون۔ آپنے ہمراہیونکو حکم دیا کہ طمانچہ مارنیوالے کو میرے ساتھ لیچلو۔ ایک شخص نے اوسکو اپنی پیٹھ پر لادلیا۔ آپنے جاے اقامت پر پہونچکر سترہ دُرّے اوس کو مارے اور فرمایا۔ یہہ اوس شخص کی آبروریزی کی سزا ہے۔ (ابن اثیر و فتوحات اسلامیہ)

امام شعبیؒ کہتے ہین کہ جناب علیؓ کی ذرہ وقت واپسی صفین سے گم ہوگئی وہ ایک یہودی کے ہاتھ لگی۔ آپنے اوس سے کہا۔ یہہ ذرہ میری ہے۔ اوس نے انکار کیا۔ آپ اوسکو مع ذرہ قاضی شریحؒ کے پاس لے آے۔ خود قاضی کے برابر بیٹھے اور فرمایا۔ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو مین ضرور اسکے برابر بیٹھتا پھر بیان کیا کہ یہہ ذرہ میری ہے۔ یہودی نے کہا۔ غلط ہے یہہ میری ہی ہے لیکن امیرالمومنین بہی جھوٹے نہین۔ قاضی نے آپسے پوچھا کہ آپ گواہ پیش کرسکتے ہین۔ آپنے ہنسکر

فرمایا۔ گواہ تو کوئی نہین ہی۔ یہ سنکر یہودی چلدیا اور چند قدم جاکر واپس آیا اور کہا۔ مین گواہ ہوتا
ہون کہ بیشک یہہ احکام انبیائی کرام کے ہین۔ امیر المومنین نے باوجود قدرت کے خود فیصلہ نہ کیا
بلکہ قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا اور اونکے قاضی نے بہی اونکی رعایت نہ کی بلکہ ظاہر حال پر
فیصلہ کیا۔ یہہ کہکر مسلمان ہوگیا اور زرہ پیش کی۔ آپ اسکے اسلام لانے سے بہت خوش ہوے
وہ اوسیکو بخش دی اور ایک گھوڑا بہی عنایت فرمایا۔ وہ یہودی آپکے ساتہہ جنگ خوارج مین گیا
مروی ہے کہ امیر المومنین نے ایک مرتبہ کہجور ایک درم کی بازار مین خریدکین اور اپنی چادر
مین باندہ لین پہر خود لیکر چلے۔ لوگون نے کہا۔ ہمکو عنایت فرماوین ہم آپکے دولتخانہ تک
پہونچاوین۔ فرمایا۔ یہہ نہوگا عیالدار ہی کو اسکے اوٹھانے کا حق ہے۔
خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے دربار مین ایک دفعہ زاہدونکا ذکر آیا۔ خلیفہ نے کہا۔ علی بڑے
زاہد تھے۔ سب زاہدونمین آپکا نمبر اول تھا۔
منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپکے دروازہ پر کچھہ لوگ جمع تھے۔ آپنے قنبر سے دریافت فرمایا
یہہ کون لوگ ہین۔ قنبر نے کہا۔ آپکے شیعہ ہین۔ فرمایا۔ مین ان لوگونمین شیعہ کی علامت ایک بہی
نہین پاتا۔ قنبر نے عرض کیا۔ امیر المومنین شیعہ کی علامات ظاہر فرماوین۔ فرمایا۔ اونکے علامات یہ
ہین۔ کم خوراکی اور فاقہ کشی سے اونکے پیٹ لگے ہوے ہین۔ اونکے لب پیاس سے خشک۔
آنکھین کثرت گریہ سے کمزور ہین۔
عبد اللہ بن زریر کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بروز عید الضحیٰ مین آپ کے دولتخانہ پر حاضر ہوا
آپ اسوقت خلیفہ تھے۔ وہان اور لوگ بہی موجود تھے۔ آپنے ہم لوگونکے سامنے آٹے کا
لپٹا جسمین گوشت پڑا ہوا تہا رکہا۔ مین نے عرض کیا۔ خدا امیر المومنین کی دنیا و آخرت سنوارے
غریبونکا سا کہانا حضور تناول فرماتے ہین اور ہم لوگونکو بہی کہلاتے ہین۔ یہ بطین جو بہرے ہوے ہین

انکا گوشت کیون نہین نوشجان فرماتے اور ہمکو بھی کہلاتے۔ اللہ تعالی نے اپنا فضل و کرم کیا ہی دولت دنیا ہمکو عنایت فرمائی ہے۔ نفیس غذا لذیذ کہانے کہائین اور کہلائین۔ فرمایا اسے ابن زریر۔ مین نے آنحضرت ؐ سے سُنا ہے۔ خدا کے مال سے خلیفہ کا حق جائز صرف دو پیالے ہین۔ ایک پیالہ تو خود اپنے واسطے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے۔ دوسرا عام مہمانون وغیرہ کا حق ہے۔ بس اس سے زائد خلیفہ کو لینا درست نہین۔

ایک مرتبہ آپ بازار سے گذرے اور خرما فروش کی دوکان پر کچھ خریدنے کی غرض سے کہڑی ہو گئی۔ آپنے اوسکی دوکان پر ایک لونڈی روتی ہوئی پائی۔ وجہ دریافت کی تو اوس نے عرض کیا۔ مین اس دوکاندار سے ایک درم کی کہجور لیگئی تہی مگر میرے مالک نے واپس کر دی۔ اب یہہ واپس نہین کرتا۔ مین اسواسطے روتی ہون کہ جب میرا مالک مجھسے درم طلب کریگا تو کیا جواب دونگی۔ آپنے دوکاندار سے فرمایا۔ یہہ بیچاری لونڈی ہے اسکا اختیار کیا۔ اپنے مالک کیلئے خرید لیگئی تہی اوس نے پسند نہ کی۔ تو اس سے واپس لیکر قیمت اسکے حوالہ کر۔ دوکاندار آپ کو پہچانتا نہ تہا درم آپکے حوالہ کیا کہ آپ لونڈی کو دیدین۔ لوگون نے کہا۔ تجھکو معلوم ہی کہ یہہ کون ہین۔ دوکاندار نے کہا۔ مین نہین جانتا۔ کہا۔ آپ امیر المومنین ہین۔ یہہ سُنکر دوکاندار نے کہجور بہی مع درم کے لونڈی کو دیدین اور وہ خوش خوش اپنے گہر چلیگئی (فتوحات اسلامیہ)

ایک شخص نے آپسے پوچہا۔ امیر المومنین آپنے کس حال مین صبح کی۔ فرمایا۔ ضعیف و ناتوان خدا کی عبادت مین قصوروار اوسکا گنہگار۔ جو میرے مقدر مین ہے کہاتا ہون اور اپنی موت کا منتظر ہون۔ اوس نے سوال کیا دنیا کو آپ کیسا جانتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ جس گہر مین ابتدا غم و رنج کا سامنا ہو اور آخرکار موت آنے سے وہ چھوٹنے والا ہو ایسے گہر کا کیا حال کہون۔ جو اوس سے الگ رہنا چاہے مصیبت مین پڑے اور جو اوسکا محتاج ہو غم اوٹہائے

یہہ دار دنیا عجب نازک مقام ہے۔ حلال کی بابت روز قیامت مین حساب ہوگا اور حرام پر تو عذاب کہلا ہوا ہے۔ سائل انے پوچہا۔ پہر کون مخلوق خدا اچھی حالت مین۔ فارغ البال عیش وآرام مین ہے۔ فرمایا۔ جو جسم زیر زمین عذاب سے بخوف وخطر اور ثواب آخرت کے منتظر ہین وہی سب سے چنگے ہین۔ جناب علی مرتضی رضہ نے تاحین حیات خود کبہی نیا کپڑا نہ پہنا نہ کوئی زمین وجایداد لی البتہ مقام فبر مین کچہہ زمین ہتی جسکو خدا کی راہ مین وقف کر دیا تہا اور اوسکی آمدنی خیرات کردیا کرتے تہے۔ (مسعودی)

آپکے نامی ومشہور اصحاب سے صعصعہ بن صوحان عبدی۔ عبداللہ بن الکواء یشکری۔ ضرار اسدی۔ کمیل بن زیاد ہین۔ انمین صعصعہ بڑے فصیح۔ طرار تیز زبان تہے اونکی فصاحت وبلاغت کی دہوم ہتی۔ حاضر جوابی اور برجستہ جواب دینے مین اونکو خاص ملکہ تہا۔ مروج الذہب مین اونکی تقریر کی چند نظائر موجود ہین۔ انکا حضرت معاویہ رضہ کے پاس برسم رسالت جانا اور اُنسے گفتگو اور اونکے سوالونکے جواب نہایت جرأت وبیباکی کے ساتہہ مسطور ہین۔ بخوف طوالت ہم اونکو یہان ذکر نہین کرتے۔

ازواج واولاد

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضہ کی نو بیویان اور رام ولد تہین (ابن اثیر) آپ کثیر الاولاد تہے۔ تعداد اولاد مین روایات مختلف ہین۔ ایک روایت مین بتیس ہین۔ سولہ لڑکے اور سولہ لڑکیان۔ بعضے اونتیس ۲۹ کہتے ہین۔ بارہ لڑکے۔ سترہ لڑکیان۔ بروایت محب طبری چودہ لڑکے اور اٹہارہ لڑکیان ہین اور بروایت صفوۃ چودہ لڑکے اونیس ۱۹ لڑکیان۔

سب سے اول آپکا عقد جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا۔ تاحیات سیدہ فاطمہ رضہ آپنے دوسری عورت سے نکاح نہ کیا۔ حضرت فاطمہ کے بطن سے حضرات حسنین رضہ ہین۔ حضرت محسن رضہ

بھی انہین سے ہین۔ انہون نے بچپن مین انتقال فرمایا۔ زینب کبریٰ۔ (زوجہ عبداللہ بن جعفرؓ) ام کلثوم کبریٰ۔ (زوجہ جناب عمر فاروقؓ) یہہ دونون صاحبزادیان بھی حضرت فاطمہؓ کے بطن سے ہین۔ یہہ چارون حضرت فاطمہؓ سے ہین۔ (ابن اثیرؒ و مسعودیؒ)

بعد وفات جناب سیدہ فاطمہؓ آپنے ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا۔ انسے عباس جعفر۔ عبداللہ۔ عثمان یہ چار لڑکے پیدا ہوئے۔ جو معرکہ کربلا مین شہید ہوے۔ عباس کے سوا انمین سے کسیکا سلسلۂ اولاد جاری نہین ہوا (ابن اثیر)

عباس کا لقب سقا اور کنیت ابو قربہ ہے۔ معرکہ کربلا مین یہہ لشکر امام حسینؓ کے علم بردار تھے (خمیس)

تیسرا عقد آپ کا لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمیہ سے ہوا۔ و بروایت خمیس لیلیٰ بنت معوذ بن خالد نہشلیہ و بروایت بعض دارمیہ ہین۔ انسے عبیداللہ اور ابوبکر دو لڑکے ہوے کربلا مین شربت شہادت نوش کیا اور بعض کہتے ہین کہ عبیداللہ جنگ مصعب بن زبیرؓ مین مختار ثقفی کے ہاتھ سے شہید ہوے۔ ان دونون کا بھی سلسلۂ اولاد منقطع ہے۔

چوتھی شادی اسمارؓ بنت عمیس خثعمیہ سے ہوئی۔ انکے بطن سے محمد اصغر و یحییٰ ہین۔ انکی نسل بھی نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ محمد ام ولد (لونڈی) سے ہین اور کربلا مین شہید ہوے۔ بعض روایت سے عون بھی بطن اسمار سے ہوے۔ بروایت خمیس۔ محمد بطن ام ولد سے ہین۔ کربلا مین شہید ہوے یحییٰ صغر سنی مین انتقال کر گئے۔ عون۔ یہہ دونون اسمار بنت عمیس کے بطن سے ہین یحییٰ۔ عون۔ حضرت جعفرؓ کے لڑکون اور محمد بن ابی ابکرؓ کے بھائی ہوے۔ (یعنی ان سبکی ایک ہی مان ہین اسمار بنت عمیس)

پانچوین صہبار بنت ربیعہ تغلبیہ ہین۔ یہہ ام ولد ہین حضرت خالد بن ولید عین تمر سے قید کر لائے تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے انکو خرید لیا۔ انکے بطن سے عمر اکبر۔ رقیہ ہین عمر نے پچاس برس کی

عمر پائی اور اس مدت مین جناب علی رض کے ترکہ سے ایک نصف جائداد (بدفعات) انکو ملی۔ محمد نے سنہ بمقام ینبع وفات پائی۔

چھٹا عقد امامہ رض بنت ابی العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس سے ہوا۔ یہہ حضرت زینب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ہین۔ انکی بطن سے محمد اوسط ہین۔

ساتوین خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ ہین۔ یہہ ام ولد ہین بعض کہتے ہین کہ خولہ یمامہ کے قیدیونمین تہین۔ جب لونڈی غلام تقسیم ہوے تو یہہ حضرت علی رض کے حصہ مین آئین۔ خولہ دراصل قبیلہ حنفیہ سے نہین ہین بلکہ حبشیہ سندیہ بنی حنفیہ کی لونڈی ہین اور بعض کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بنی حنفلہ کے قیدیونمین سے ایک لونڈی حنفیہ جناب علی کو دی تہی۔ بہرکیف انکے بطن سے محمد اکبر مشہور بہ محمد بن حنفیہ ہین۔ بعض شیعہ انکو مہدی کہتے ہین۔

محمد بن حنفیہ کا قول تہا کہ ہر مسلمان مہدی ہے (یعنی راہ پاے ہوے) معرکہ جمل مین یہ علم بردار تہے۔ آپ بڑے بہادر سخی۔ خوش بیان ومقرر۔ تہے کہتے ہین کہ ۸۱ھ مین عبد اللہ بن زبیر رض سے بہاگ کر محمد بن حنفیہ طائف پہونچے اور اوسی جگہہ وفات پائی۔ (خمیس)

آٹہوین شادی ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ سے ہوئی۔ انکے بطن سے ام الحسن۔ رملہ کبریٰ ام کلثوم ہین۔

نوان عقد آپ کا مخبۂ بنت امرئ القیس بن عدی۔ کلبیہ سے ہوا۔ انکے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جو بچپن ہی مین فوت ہوگئی۔ کہتے ہین وہ اتنی بڑی ہوگئی تہی کہ مسجد مین چلی آتی تہی۔ لوگ اوس سے پوچہتے بیٹی۔ تمہارے ماموں کون ہین۔ وہ جواب دیتی۔ وَ وْ۔ وَ وْ۔ یا آوْ آوْ۔ (یعنی کتہ کی آواز نقل کرکے ظاہر کرتی تہی کہ اوسکے ماموں بنی کلب ہین)

آپکی اولاد اناث مختلف عورتون سے جنکے نام معلوم نہین اور جو اولاد ام ولد ہین یہہ ہین

ام ہانی میمونہ۔ زینب صغریٰ۔ رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔
ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر جمانہ۔ نفیسہ۔ یہہ جملہ اولاد جناب علی مرتضیٰ رض چودہ لڑکے اور سترہ
لڑکیاں ہین۔ انمین سے نسل صرف حضرت امام حسن رض حسین رض۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس بن کلابیہ۔ عمر بن تغلبیہ
پانچ لڑکون سے ہے۔ دیگر اولاد کا سلسلہ اعقاب نہ چلا۔

آپکی صاحبزادیون اور اونکے شوہر و اولاد کی مجمل کیفیت یہہ ہی کہ زینب بنت فاطمہ رض کا عقد
عبداللہ بن جعفر رض سے ہوا۔ اونسے علی۔ عون۔ عباس۔ ام کلثوم پیدا ہوے۔

ام کلثوم بنت فاطمہ رض کی ولادت آنحضرت ؐ کے حین حیات ہوئی۔ یہہ حضرت امیر المومنین
عمر فاروق رض کے عقد مین آئین۔ انکے بطن سے زید بن عمر رض خطاب ہین اور ایک لڑکی رقیہ بنت عمر رض
بہی انہین کے بطن سے پیدا ہوئین۔ بعد وفات حضرت عمر فاروق رض ام کلثوم کا عقد ثانی عون بن
جعفر رض ابی طالب سے ہوا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد وفات عون کے محمد بن جعفر رض کے
نکاح مین آئین۔ انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب یہہ بہی فوت ہوے تو عبداللہ بن جعفر رض نے
عقد کرلیا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی اور انہین کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی۔ ام کلثوم
اور انکے بیٹے زید دونون نے ایک وقت مین انتقال فرمایا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ بنی عدی کے درمیان
کچھ جھگڑا تھا۔ نوبت بہ جنگ وجدال پہونچی۔ زید انمین صلح کرانے کو گئے۔ اندہیرے مین کسیکی تلوار
انکے سر پر پڑی یہہ زخمی ہوکر چلے آے۔ چند روز زندہ رہکر انتقال کیا۔ اوسیوقت انکی والدہ
ام کلثوم نے بہی رحلت کی۔ دونون پر ایک ساتھہ نماز جنازہ ادا ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رض
یا حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے نماز پڑہائی۔ حضرات حسنین رض و ابو ہریرہ رض نماز مین شریک تھے

رقیہ بنت صہبا اور ام الحسن بنت ام سعید۔ یہہ دونون صاحبزادیان یکے بعد دیگرے
جعدہ بن ابی ہبیرہ مخزومی۔ (جناب علی رض کے بھانجہ) کے نکاح مین آئین۔

رملہ کبریٰ بنت ام سعیدہ سے عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا۔
ام ہانی عبدالرحمن بن عقیلؓ کے نکاح مین آئین۔
میمونہ کا عقد عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوا اور زینب صغریٰ۔ محمد بن عقیلؓ کی بیوی ہوئین
رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ یکے بعد دیگرے عبداللہ اصغر بن عقیلؓ کو بیاہی گئین۔
فاطمہ سعید بن اسود بن حارث کے نکاح مین آئین۔
خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ ام جعفر جمانہ۔ امامہ۔ یہہ صاحبزادیان یکے بعد دیگرے
صلت بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے عقد مین آئین۔ بعضے راوی امامہ کی جگہہ تقیہ۔
نفیسہ ذکر کرتے ہین۔
یعمری کا قول ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد سے اونیس ۱۹ لڑکا لڑکی آپکے حین حیات
انتقال کر گئے۔ وقت شہادت صرف تیرہ لڑکا لڑکی موجود تھے جو وارث ہوے انمین سے
پانچ معرکہ کربلا مین جام شہادت نوش فرما کر راہی ملک بقا ہوے۔

خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپکے فضائل و مناقب بیشمار ہین۔ آپکا لقب تقی اور سید ہے۔ کنیت ابو محمد حلیہ مبارک یہ ہے
آپ میانہ قد تھے نہ بہت لانبے نہ زیادہ پستہ قد۔ رنگ گورا سرخی مائل۔ آنکھین سیاہ بڑی بڑی
رخسارے پُر گوشت بھرے ہوے۔ چہرہ خوبصورت ڈاڑہی گھنی اور بہت۔ گردن گویا
صراحی سیم خالص تھی۔ استخوان شانہ۔ بڑے چوڑے چکلے۔ دونون شانون کے درمیان
فاصلہ۔ آپکے بال گھونگھر والے تھے۔ آپ سیاہ خضاب فرماتے تھے۔ ایک روایت مین ہے
کہ آپ مہندی اور کتم سے خضاب کرتے تھے۔ آپکی ولادت کا قصہ ہم اوپر لکھہ آے ہین
اب چند احادیث درباب فضائل نقل کرتے ہین۔

صحیح بخاری و مسلم مین بروایت براءؓ منقول ہے۔ مین نے خود دیکہا ہے کہ جناب امام حسنؓ حضور نبوی کے دوش مبارک پر تہے اور آنحضرت صلعم فرما رہے تہے۔ خدایا۔ مین اسکو دوست رکہتا ہون تو بہی اس سے محبت رکہنا۔

بخاری شریف مین بروایت ابی بکرہؓ وارد ہے کہ مین نے جناب رسالتمآب سے سنا ہے حضور منبر پر تشریف فرما تہے اور حسنؓ آپ کے بغل مین بیٹہے تہے۔ حضور سرور عالم کبہی ہم لوگون کی طرف نظر فرماتے اور کبہی امام حسنؓ کے چہرہ کو دیکہتے اور فرماتے تہے۔ یہہ میرا بیٹا ہے سید ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے مسلمانونکی دو جماعتونمین صلح کرا دے گا۔

جامع ترمذی مین بروایت ابو سعید خدری منقول ہے کہ حضور فرماتے ہین حسنؓ حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہین۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ایک مرتبہ جناب رسول خدا اپنے دوش مبارک پر سوار کئے ہوے تشریف لائے۔ ایک شخص نے دیکہکر کہا۔ واہ میان صاحبزادہ تمہاری سواری تو خوب ہے۔ حضور نبوی نے فرمایا اور یہہ سوار بہی تو اچہا ہے۔

عبد اللہ بن عبد الرحمن بن زبیرؓ کہتے ہین کہ اہل بیت نبوی مین امام حسنؓ آنحضرت صلعم سے صورت و شکل مین بہت مشابہ تہے۔ حضور انکو سب سے زیادہ چاہتے تہے۔ مین نے بارہا دیکہا ہے کہ جناب رسول اللہ حالت سجدہ مین ہوتے اور امام حسنؓ اوسوقت آجاتے تو آنحضرت کے اوپر سوار ہو جاتے۔ آپ انکی خاطر سے اوسی طرح سجدہ مین رہتے یہانتک کہ یہہ خود اوترتے۔ اکثر ایسا بہی دیکہا ہے کہ آپ رکوع مین ہوتے اور امام حسنؓ حضور کی ٹانگون سے لپٹ جاتے حضور اونکے واسطے اپنے پائون پہیلا دیتے۔ یہہ ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتے۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہین کہ جناب رسالتمآب زبان مبارک جناب امام حسنؓ کے سامنے

کر دیتے یہہ زبان کی سرخی دیکھکر خوش ہوتے اور اوسپر لپکتے تہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب سرور کائنات نماز پڑہاتے تہے اور حضرت حسنؓ آپکو سجدہ مین دیکھکر کبہی پیٹہ پر کبہی گردن پر سوار ہوجاتے حضور نے انکو آہستہ سے اوتارا اور نماز ادا فرمائی صحابہ نے عرض کیا حضور انکے ساتہہ جسقدر محبت فرماتے ہین دوسرے کو اسقدر نہین چاہتے۔ فرمایا یہہ میرا پہول ہے۔ یہہ میرا بیٹا سید ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ اسکی بدولت مسلمانونکی دو جماعتونمین صلح کرادے گا۔

بسند معتبر ابوہریرہؓ کا قول ہی کہ جب مین حسنؓ کو دیکھتا ہون فرط محبت سے میری آنکہونسے آنسو ٹپک پڑتے ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ ایک روز جناب سرور عالم دولتخانہ سے برآمد ہوے اور مسجد مین تشریف لاے۔ میرا ہاتہہ پکڑکر ایک طرف کو رُخ فرمایا یہانتک کہ بازار بنی قینقاع مین داخل ہوے پہر سیر کرتے ہوے مسجد نبوی مین واپس آے اور ایک جگہہ بیٹہہ گئے اور فرمایا میری بیٹے کو بُلالو۔ اتنے مین امام حسنؓ دوڑتے ہوے آے اور آغوش مبارک مین گر پڑے حضور بار بار اپنا منہ اونکے منہ پر رکہتے اور فرماتے تہے۔ خداوندا۔ مین اسکو چاہتا ہون اور جو اسکو چاہتا ہے اوسکو بہی چاہتا ہون۔

صحیح بخاری مین عقبہ بن حارث سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ جناب صدیق اکبرؓ نے نماز عصر ادا کی اور جناب علی مرتضیٰؓ کے ہمراہ مسجد سے نکلے۔ راستہ مین امام حسنؓ بچونکے ساتہہ کہیل رہے تہے آپنے اونکو اوٹہاکر کاندہے پر بٹہالیا اور فرمایا۔ یہہ تو صورت و شکل مین جناب رسول اللہ کے مشابہ ہین علی کی صورت سے نہین ملتے جناب علیؓ یہہ سُنکر ہنستے تہے۔

جامع ترمذی مین ہے۔ امام حسنؓ سر سے سینہ تک آنحضرت صلعم سے مشابہ تہے اور امام حسینؓ سینہ سے تا بہ قدم۔

اوصاف کمال سیر و عادات

آپ کی ذات مبارک مجموعہ اخلاق حسنہ و عادات پسندیدہ تہی علم و کرم - زہد و تقویٰ - عبادت و ریاضت - جود و سخا - صبر و توکل مین شہرہ آفاق صاحب وقار صاحب سکینہ ستھے اور کیون نہ ہوتے - خاندان نبوت کے روشن چراغ نور دیدہ جناب علی مرتضیٰ ارغنتہ - نو بادہ گلشن رسالت ثمر شجر ولایت تھے - اگر آپکے اوصاف لکھے جاوین تو ایک دفتر ہو جاوے یہان مختصراً عرض ہوتے ہین -

(عبادت و ریاضت) ابو نعیم سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ نے فرمایا - مین حیا کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ سے ملون اور اوسکے گہر کعبہ محترمہ کا سفر پاپیادہ نہ کیا ہو - پہر آپنے بیس حج پیدل چلکر کئے - دوسری روایت مین پچیس حج کرنا آیا ہے اور لکھا ہے کہ سواریان کوتل آپکے آگے چلتی تہین - (صواعق محرقہ)

روایت ہے کہ آپ جسوقت طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوتے تو مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نفل ادا فرماتے پہر اپنا منہ مقام ابراہیمؑ پر رکھکر زار زار روتے اور فرماتے - الٰہی - تیرا بندہ - تیرا خادم - تیرے در پر سائل ہے - وہ تیرے دروازہ پر مسکین ہوکر حاضر ہوا ہے "یہی الفاظ بار بار آپکے ورد زبان ہوتے تھے -

مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ طواف سے فارغ ہوکر حرم شریف سے باہر گئے - ایک جماعت فقرا - مساکین پر گذر ہوا - یہہ لوگ خشک روٹی کے ٹکڑے کہا رہے تھے - آپنے اونکو سلام کیا - فقرا نے جواب دیکر کہانے کیواسطے بلایا - آپ جاکر بیٹھ گئے اور فرمایا - بہائیو! یہہ کہانا صدقہ وخیرات کا ہے - مین کہا نہین سکتا ورنہ مجہکو کچھ عار نہو تا تم میرے مکان پر چلو - فقرا آپکے ساتھ ساتھ ہو لئے - آپنے مکان پر پہونچکر اونکو کہانا کہلوایا - کپڑے تقسیم فرمائے اور درہم دیکر رخصت کیا (مستطرف)

(جود و سخا) ابو نعیم سے روایت ہے کہ آپنے دو دفعہ اپنا کل مال راہ خدامین دیدیا یہانتک
کہ ایک حبہ پاس نہ رکھا اور تین دفعہ آدہا آدہا مال خدا کے واسطے خیرات کیا یہانتک کہ جفت
پاپوش سے ایک راہ خدامین دیا اور ایک رکھ چھوڑا۔ ایکمرتبہ آپنے کسی شخص سے سُنا کہ وہ خدا سے
دس ہزار درم مانگ رہا ہے آپنے دس ہزار درم اوسکے پاس بھجوا دیئے۔ ایک دوسرا شخص
حاضر ہو کر کہنے لگا۔ مین مالدار غنی تہا۔ اب افلاس کے ہاتہون تنگ حال ہو گیا ہون۔ آپنے
فرمایا۔ تمہارے لائق اور بقدر احتیاج تمہارے میرے پاس نہین ہے اور جسقدر تمہارے سوال کا
حق ہے اور جسکو مین خوب جانتا ہون افسوس کہ مین اوسکے دینے پر قادر نہین اور خدا کے نزدیک
مال کثیر بہی کچہ نہین ہے وہ تو سب پر قادر ہے البتہ میرے پاس اسوقت جو کچہ ہے اگر تم اسکو
قبول کرو تو تمہارا احسان ہے۔ اس قلیل مقدار کے لینے سے مجھکو بار حفاظت اور اوسکے
اہتمام سے سبکدوش کر دو تو تمہارا شکر گذار ہونگا۔ سائل نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کے
نواسے۔ آپ یہہ کیا فرماتے ہین۔ آپ جو کچہ عنایت کرینگے مین اوسکا شکر کرونگا اور غنیمت
جانونگا۔ آپنے داروغہ کو طلب فرما کر اوس سے حساب پوچھا اور فرمایا جسقدر تمہارے پاس موجود
ہو سب لے آؤ۔ داروغہ نے پچاس ہزار درم حاضر کیے۔ آپنے فرمایا۔ وہ پانچسو اشرفیان کہان ہین
داروغہ نے کہا۔ موجود ہین۔ غرض وہ بہی حاضر کی گئین۔ آپنے یہہ جملہ درم و دینار سائل کو حوالہ
کیے اور عذر خواہ ہوے (صواعق محرقہ) پہر آپنے فرمایا۔ حمال بلالاؤ اور یہہ درم یہان سے
اپنے گہر اوٹھوا لیجاؤ اور چادر مبارک حوالہ کر کے فرمایا۔ یہہ چادر حمال کی اجرت مین دینا۔ یہہ
اجرت بہی میری ہی طرف سے ہونا چاہیئے (سراج الملوک)

راقم ۔ سبحان اللہ سخاوت اسی کا نام ہے۔ شام کے کہانیکو بہی ایک حبہ پاس نہ رکھا۔ اب اس سے
زیادہ سخاوت و کرم کیا ہوگا۔ حاتم نے بہی تو ایسی بخشش و عطا نہ کی ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرات حسنین۔ عبداللہ بن جعفر۔ ابو وحیہ انصاری رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ روانہ ہوی۔ اثنار راہ مین پانی برسا۔ یہہ ایک اعرابی کے خیمہ مین سکونت پذیر ہوے بارش تین دن رات برابر ہوتی رہی۔ اس عرصہ مین صاحب خانہ نے اپنی بکری ذبح کی اور انکی دعوت کی جب بارش موقوف ہوئی تو یہہ مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ وقت روانگی اوس اعرابی سے رخصت ہوکر عبداللہ بن جعفرؓ نے اسطرح فرمایا۔ تم جب مدینہ مین آنا تو ہمسے ضرور ملنا۔ چند سال کے بعد اعرابی محتاج و مفلس ہوگیا۔ اوسکی عورت نے کہا۔ اگر تم مدینہ جاکر اون جوانون سے ملتے تو کیا عجب تھا کہ وہ کچھہ سلوک کرتے اور تمہاری عسرت دفع ہوتی۔ اعرابی نے جواب دیا مین تو اونکا نام تک بھول گیا۔ کہان جاؤن اور کس سے پوچھون۔ عورت نے کہا۔ طیار کے بیٹے کو دریافت کرلینا۔ المختصر وہ اعرابی مدینہ مین آیا۔ اتفاقاً سب سے اول جناب امام حسنؓ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ بڑی محبت سے پیش آے اور ایک سو اونٹ نر و مادہ مع اونکے چرواہونکے عطا فرماے۔ وہ اعرابی آپسے رخصت ہوکر امام حسینؓ کے پاس پہونچا۔ آپنے ایک ہزار بکریان عنایت کین۔ اب وہ اعرابی عبداللہ بن جعفرؓ سے ملا۔ انہون نے فرمایا۔ ہمارے بھائیون نے تو اونٹ بکری تمکو دیئے اچھا کچھہ نقد بھی لیجاؤ یہہ فرماکر ایک لاکھہ درم دلوا دیئے۔ پھر اعرابی ابو وحیہؓ کے پاس گیا۔ آپنے کہا۔ واللہ جسقدر ان حضرات نے دیا ہے میرے پاس اتنا نہین ہے لیکن تم اپنے اونٹ یہان لے آؤ۔ مین اونپر کھجور لدوا دون۔ غرض اعرابی اسقدر نقد و جنس پاکر مالدار ہوگیا۔ اوسکی اولاد تک فراغت و عیش سے گذر کرتی تھی (مستطرف)

دوسری روایت مین تفصیل عطا یہہ ہی کہ جناب امام حسنؓ نے ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار دیکر امام حسینؓ کے پاس بھیجدیا۔ آپنے بھی ایکہزار بکری اور ایک ہزار دینار مرحمت فرماے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے چار ہزار بکری اور چار ہزار دینار عنایت کئے۔ اس روایت مین بجای مرد کے

عورت ضعیفہ کا آنا لکھا ہے۔ (ثمرات الاوراق)

(صبر و تحمل) آپ اپنی عہد خلافت مین ایک مرتبہ نماز پڑہا رہے تھے کہ ایک شخص نے حالت سجدہ مین خنجر مارا۔ بعد فراغ نماز آپنے خطبہ پڑہا اور فرمایا۔ ای اہل عراق۔ ہمارے معاملات مین خدا سے ڈرو۔ ہم تمہارے سردار۔ تمہارے مہمان ہین۔ کیا ہم لوگ اسیکے مستحق ہین جو تم ہماری ساتھہ سلوک کر رہے ہو۔ ہم اہل بیت رسول اللہ ہین جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اور آپ بار بار آیت تطہیر پڑہتے تھے۔ اوسوقت مسجد مین کوئی ایسا نہ تھا جو زار و قطار روتا نہ ہو۔

مروان بن حکم مدینہ کا عامل تہا۔ اسکا دستور تہا کہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑہکر خطبہ مین جناب علی مرتضیٰ کی شان مین کلمات بے ادبی زبان سے نکالتا تہا۔ آپنے مروان کو کہلا بہیجا مین تجھکو ہرگز برا نہ کہونگا کیونکہ میرے برا کہنے سے بدلا ہو جاویگا لیکن میرا تیرا انصاف خدا کے گہر ہے۔ اگر تو اس بدگوئی و سخت زبانی مین سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری سچائی کا نیک بدلا دیگا اور اگر تو جہوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی منصف و عادل ہے خود تجہہ سے سمجہہ لے گا۔

ایک مرتبہ مروان نے آپکو سخت کلمہ کہا۔ آپ خاموش رہے۔ پہر مروان نے دا ہنے ہاتھہ سے ناک صاف کی۔ آپنے فرمایا۔ افسوس۔ تو اسقدر نادان ہے۔ تجھکو یہہ بہی خبر نہین کہ داہنا ہاتھہ منہ پر پہیرنے اور دیگر اعلیٰ کام کے واسطے ہے اور بایان ہاتھہ استنجا وغیرہ کیلئے موضوع ہے۔ مروان یہہ سنکر دم بخود رہ گیا۔

روایت ہے کہ کسی نے آپ کیخدمت مین عرض کیا۔ ابوذر رض کا قول ہے کہ فقر مجھکو مالداری سے محبوب اور مرض بہ نسبت صحت کے مرغوب ہے۔ فرمایا۔ خدا ابوذر پر رحم فرمائے میرے نزدیک تو یہہ مناسب ہے کہ جو شخص خدا کی سختی و راحت پر متوکل ہو۔ وہ یہہ نہ سمجہے کہ یہہ حالت موجودہ خدا اسکو پسند نہین۔

روایت ہے کہ ایک لاکھ درم سالانہ حضرت معاویہؓ آپ کی خدمت مین بھیجا کرتے تھے۔ ایکمرتبہ سالانہ آنے مین دیر لگی آپکو خرچ کی تکلیف ہوئی۔ آپنے قلم دوات طلب فرماکر خط لکھنا چاہا مگر بیہ کچھ سوچ کر رک رہے اوس شب کو خواب مین حضور سرور عالم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ اے فرزند تم کیسے ہو۔ عرض کیا۔ الحمد للہ بخیریت ہون مگر وظیفہ کی تاخیر سے البتہ خرچ کی تکلیف ہے ارشاد ہوا۔ تم نے قلم دوات منگوا کر چاہا تھا کہ اپنی حاجت خدا کو چھوڑ اوسکی مخلوق کی طرف لکھو۔ عرض کیا۔ ہان۔ حضور نے اوسی عالم خواب مین ارشاد فرمایا۔ یہہ دعا پڑھو اللھم اقذف فی قلبی رجاءك واقطع رجائی عمن سواك حتی لا ارجوا احدا غیرك۔ اللھم وما ضعفت عنه قوتی وقصر عنه عملی ولم تنته الیه رغبتی ولم تبلغه مسألتی ولم یجر علی لسانی مما اعطیت احداً من الاولین والاخرین من الیقین فخصنی به یا ارحم الراحمین۔ حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین۔ قسم خدای برتر کی مجھکو یہہ دعا پڑھتے ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ معاویہؓ نے پندرہ لاکھ درم یکمشت بھیجدیے۔ اسکے بعد پھر آنحضرت کو خواب مین دیکھا۔ حضور نے فرمایا۔ اے حسن اب کیسے ہو۔ مین نے عرض کیا۔ حضور۔ اب اچھے حال مین ہون اور مجھکو اسقدر مال مل گیا ہے۔ فرمایا۔ اے دلبند۔ جو اوسکی مخلوق سے امید توڑکر اوسکی ذات پاک سے آس لگاے اوسکی اسی طرح منجانب اللہ مدد ہوتی ہے اور خزانہ غیب سے مالامال ہوجاتا ہے۔

(غذا) باوجود کثرت جود وسخا کے آپ غذاے لطیف وطعام لذیذ کی پروانہ کرتے تھے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے آپکی دعوت کی جب دسترخوان پہ کھانا چنا گیا تو حضرت معاویہؓ نے مرغ بریان آپکے سامنے رکھدیا۔ آپنے بے پرواہی کے ساتھ پیالہ اپنے سامنے سے ہٹادیا حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ کیا تمھاری اور اس مرغ کی مان کے درمیان

عداوت تھی جو اپنے آگے سے ہٹا دیا۔ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمسے اور اسکی مان سے کچھ قرابت تھی۔ (مستطرف)

(کرامات) مروی ہے کہ سفر حج مین ایک مرتبہ بوجہ پیادہ روی کے پای مبارک ورم کر آی۔ خدمتگارون نے عرض کیا حضور کچھ دیر کیلئے سوار ہوجائین تاکہ ورم دفع ہوجاے آپنے نہ مانا اور غلام کو حکم دیا کہ آج جب منزل پر پہونچو گے تو ایک حبشی غلام نظر آئیگا۔ اوس کے پاس روغن ہوگا جو دافع ورم ہے جسوقت منزل مقصود پر پہونچے ایک حبشی نظر آیا۔ آپنے غلام کو حکم دیا۔ دیکھو وہ حبشی یہی ہے اس سے روغن مول لے لو۔ غلام حسب ارشاد حبشی سے ملا اور اوس سے روغن طلب کیا حبشی نے روغن حوالہ کیا پھر پوچھا کس کے واسطے چاہتے ہو۔ غلام نے کہا۔ امام حسن کیواسطے مطلوب ہے حبشی نے کہا۔ مجھکو آپکے پاس لیچلو مین اونکا غلام ہون۔ غرض غلام کے ساتھ خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہہ روغن حاضر ہے مین اوسکی قیمت نہین لیتا مین تو آپ کا غلام ہون لیکن ایک عرض ہے کہ میری بیوی اس جنگل مین دردزہ مین مبتلا ہے۔ آپ دعا فرماوین کہ خداوند تعالی لڑکا حسین و خوبصورت عنایت فرماے اور وہ عورت درد و تکلیف سے نجات پاوی۔ فرمایا۔ جا۔ تیری خواہش کے بموجب تیرے گھر مین لڑکا ہوا ہے اور وہ میرے دوستو مین ہوگا۔ حبشی گھر واپس آیا دیکھا تو ایک لڑکا نازک اندام گلفام پیدا ہوا ہے۔

روایت ہے کہ کسی سفر مین حضرت زبیر کے صاحبزادو مین سے کوئی آپکے ساتھ تھے۔ ایک باغ مین جسمین خشک کھجور کے درخت تھے دم لینے اور ستانے کو اوتر پڑے۔ آپکے واسطے ایک درخت کے نیچے فرش ہوا اور ابن زبیر کے واسطے دوسرے درخت کے تلے۔ ابن زبیر نے کہا اگر اس درخت مین خرماے تازہ ہوتے اور اوپر سے گرتے تو کھانے مین آتے۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے دعا کے واسطے ہاتھ بلند فرماے اور کچھ

زبان مبارک سے بھی ارشاد کیا۔ آناً فاناً وہ درخت خشک سبز ہو گیا۔ اوسمین ہری ہری پتیان نکل آئین۔ بات کی بات مین پہلا اور کھجور پختہ نظر آنے لگے۔ یہہ کرامت دیکھکر ایک شتربان نے کہا۔ واہ صاحب۔ اچھا شعبدہ دکھلایا۔ یہہ سارا کھیل جادو کا ہے۔ فرمایا۔ اے مرد کِ منکر۔ یہہ جادو نہین بلکہ فرزند رسول اللہ کی دعا سے مستجاب ہے۔ پھر ایک شخص اوس درخت پر چڑہا اور کھجورین توڑین۔ وہ اسقدر بافراط تھین کہ سب کو کافی ہوئین (شواہد النبوت)

منجملہ آپکے سیر و عادات کے منقول ہے کہ آپ عورتون سے اکثر نکاح کیا کرتے اور بعد چندے اونکو طلاق دیکر پھر دوسری سے نکاح کر لیتے اور لطف یہہ ہے کہ جسکو آپ طلاق دیتے وہ آپکی حسن معاشرت سے سیر نہوتی نہ آپکی مفارقت کی خواہان ہوتی۔ آپنے نوے۹۰ عورتون سے نکاح کئے۔ ایک بار جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا حسنؓ کی کیا عادت پڑگئی ہے کہ ادہر نکاح کیا ادہر چھوڑ دیا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ اس فعل سے بہت سے لوگ ناخوش ہونگے۔ مبادا اونکی ناخوشی کچھ حسنؓ پر صدمہ پہونچاوے (خمیس)

ایکمرتبہ آپنے اہل کوفہ سے فرمایا کہ حسنؓ سے اپنی لڑکیون کا نکاح نہ کیا کرو وہ طلاق دیدیتے ہین۔ یہہ سنکر ایک مرد ہمدانی نے کہا۔ ہماری لڑکیان حسنؓ کے واسطے حاضر ہین ہم تو نکاح کرینگے جبتک اونکی خوشی ہو اپنے پاس رکھین جب چاہین طلاق دین (صواعق محرقہ)

امام ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ امام حسنؓ نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ سو لونڈیان اور ہر ایک کے پاس ہزار درہم اوسکے مہر مین عنایت فرمائین۔ (خمیس)

بعض عارفین و اہل اللہ اس کثرت ازدواج کا سبب یہ بیان فرماتے ہین کہ جناب امام حسنؓ کی خصوصیات سے تھا کہ آپکا جسم مبارک جس کسی سے مس کر جاتا اوسپر آتش دوزخ حرام ہوجاتی۔ اسی غرض سے آپنے اسقدر بیویان کین اور کیا عجب ہے کہ اسی خیال سے لوگ

اپنی لڑکیان بلا تامل آپکے نکاح مین دیتے ہون اور وہ عورتین بہی دل وجان سے اسپر خوش ہوجاتی ہون باوجودیکہ جانتی تہین کہ بعد چند روز کے طلاق دیجاویگی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم سے منقول ہے کہ دنیا کے سب رشتے ناتے قطع ہوجاوینگے مگر میرا رشتہ ناتا رہیگا اور قیامت کے دن کام آویگا۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے اسی امید پر ام کلثوم بنت جناب فاطمہ رضؓ سے نکاح کیا تہا۔ ہم کہتے ہین کہ جناب حسن رضؓ کا کثرت سے نکاح کرنا اور طلاق دینا اسی مصلحت پر مبنی تہا۔ خاندان رسالت سے یہہ تعلق پیدا کرنے کا سلسلہ تہا۔

آپ علمی کمالات مین فرد۔ اہل عصر مین ممتاز۔ حاضر جوابی مین طاق۔ فصاحت و بلاغت مین شہرہ آفاق تہے۔ منقول ہی کہ ایک مرتبہ آپ امیر معاویہ رضؓ کے پاس تشریف لیگئے۔ وہ اوسوقت تخت پر لیٹے تہے کچہہ تعظیم نہ کی اور آپکو اپنی پائینتی بٹہالیا (چونکہ آپ عمر اور رشتہ مین بڑے تہے اسوقت چندان آپکی قدر و منزلت کا خیال نہ کیا) اور فرمایا۔ ام المومنین جناب عائشہ رضؓ کا فرمانا کسقدر تعجب انگیز ہی۔ وہ فرماتی ہین کہ مین مستحق خلافت نہین اور نہ اسکی قابلیت و مرتبہ مجہہ مین ہی ارشاد ہوا۔ کیا اس سے زیادہ تعجب آمیز حیرت خیز بات مین آپکو سناؤن۔ معاویہ رضؓ نے دریافت کیا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ تمہارے پانؤن کے پاس میرا بیٹہنا اوس سے بڑہکر ہے۔ حضرت معاویہ رضؓ اس کلمہ سے سخت نادم ہوے۔ اوٹہہ بیٹہے معذرت کی اور فرمایا۔ اے ابو محمد۔ آپکو خدا کی قسم۔ آپ پر جسقدر قرض ہو اوسکی تعداد بیان فرمایئے۔ ارشاد ہوا۔ ایک لاکہہ درم قرض ہے۔ آپ نے غلام کو حکم دیا کہ تین لاکہہ درم دیدے۔ ایک لاکہہ اداے قرض کو۔ ایک لاکہہ اپنے غلامون خادمونکو انعام دین اور ایک لاکہہ اپنے مصارف مین خرچ کرین۔

روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضؓ نے آپ سے کرم وسخا کے معنے دریافت کئے۔ فرمایا۔ سوال سے قبل دینا اور سائل کو دیکہ اوس سے بہ نرمی و خندہ پیشانی پیش آنا۔ (مستطرف)

ایکمرتبہ آپ حضرت معاویہؓ کے دربار مین تشریف فرما تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ امام حسنؓ تیز زبان لسان ہین اگر یہہ منبر پر چڑھکر کچہہ کلام کرین توضرور انکے بعض اقوال ایسے ہونگے جسکو عوام ناپسند کرینگے اور یہہ اونکی نظرونسے گرجاوینگے۔ حضرت معاویہؓ انکے دم مین آگئے اور آپسے درخواست کی۔ آپ منبر پر تشریف لیگئے اور نہایت شدومد سے خطبہ پڑہا۔ اوس مین فرمایا۔ ایہا الناس۔ اگر تم دنیا مین اپنی قوم کو ڈہونڈہو تو میرے اور میرے بہائی کی سوا تیسرے کو مستحق نہ پاؤگے اور یہہ آیت پڑہی وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین۔ عمرو بن العاصؓ کو یہہ کہنا ناگوار گذرا اور خوف کیا کہ شائد اس سے آگے اور کوئی بات سخت کہہ بیٹہین لہذا قطع کلام کرنیکو بول اوٹھے۔ ای ابو محمد تازہ کہجور کی تعریف بیان فرمایئے کہ کس طرح اوسکو نشو ونما ہوتا ہے؟ فرمایا۔ شمالی ہوا سے درخت کہجور پہولتا ہے اور باد جنوب کہجور نکالتی ہے۔ حرارت آفتاب پکاتی اور چاند کی روشنی سے وہ رنگ پاتی ہے۔ اونہون نے کہا۔ قضاء حاجت کے متعلق کچہہ بیان فرمایئے۔ ارشاد کیا۔ آبادی سے دور لوگونسے علیحدہ جنگل مین نکل جاے اور وہان رفع حاجت کرے۔ قبلہ کیطرف منہ اور پیٹہہ نہ کرے۔ جانورونکی لید اور ہڈی سے استنجا نہ کرے۔ رکے ہوے پانی مین پیشاب نہ کرے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ اصحاب کے جلسہ مین بیٹہے ہوے تھے ناگاہ حضرت حسنؓ تشریف لاتے ہوے نظر آے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ یہہ ہمارا لطف مٹادینگے۔ یارونکی صحبت پراگندہ خاطر ہوجاویگی۔ مروان بولا۔ آنے دیجیے مین انسے ایسی بات پوچہونگا کہ لاجواب ہوجاوینگے۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ ان کو منجانب اللہ باتین سکہادی جاتی ہین یہہ ایسے نہین ہین کہ ہم انسے بازی لیجاوین غرض آپ تشریف لاے اور بیٹہے۔ مروان نے کہا۔ ای حسنؓ آپکی مونچہین بہت جلد سفید ہوگئین۔ اسکو تو لوگ علامت بیوقوفی کی بتلاتے ہین۔ فرمایا۔

یہہ بات غلط مشہور ہے لیکن لبونکے سفید ہونیکی وجہ دوسری ہے۔ بنی ہاشم شیرین دہن ہوتے
ہین۔ ہماری بیویان ہمارے منہ کی بوسے لیتی ہین اور ہماری طرف منہ کرکی لیٹتی ہین (چونکہ
عورتونکا مزاج مردونکی نسبت سرد ہوتا ہے لہذا) اونکے منہ ملانیسے بال جلد سفید ہوجاتے
ہین اور تم لوگ بنی امیہ گندہ دہان ہوتے ہو۔ تمہارے منہ کی بدبوسے تمہاری بیویان متنفر
ہوکر تم سے منہ پھیر لیتی ہین اونکی سانس اور منہ وناک کی ہوا اگر تمہاری طرف پہونچتی ہی تو صرف
تمہاری کنپٹی تک۔ اسیواسطے تم لوگونکی ڈاڑھی سے پہلے کنپٹی اور رخسارون کے بال سفید
ہوجاتی ہین۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ آپنے ایک مرتبہ حبیب بن سلمہ فہری سے فرمایا۔ تمہارا اکثر چلنا پھرنا سفر کرنا
خداوند تعالی کی طاعت کے سوا اوسکی معصیت مین ہوا ہے حبیب نے جواب دیا۔ بیشک آپ سچ
فرماتے ہین مگر میرا سفر آپکے والد کے مقابلہ پر تو گناہ نہوگا۔ فرمایا۔ ہان۔ سو لیکن تم نے نفع قلیل
دنیا کے لالچ مین معاویہؓ کی اطاعت کی۔ معاویہؓ نے اگرچہ تمہاری دنیا سنواری مگر آخرت کو تباہ کیا
باوجود اس فعل مذموم کے اگر تم نیک بات منہ سے نکالتے تو اون لوگونمین سے ہوتے جنکی
شان مین اللہ تعالی فرماتا ہے۔ اچھے اور برے دونون قسم کے کام کئے ہین مگر تم تو بل ران
علی قلوبہم ما کانوا یکسبون کے مصداق ہو۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ ایکمرتبہ آپنے کسی شاعر کو بہت کچھ انعام دیا۔ کسی نے کہا۔ آپنے شاعر کو اسقدر
مال عنایت کیا جو خدا کا نافرمان ہے جھوٹی باتین کہتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ مین نے اپنی آبرو بچانیکو
اوسکو دیا ہے۔ شر سے بچنا بھی منجملہ نیکی کی طلب سے ہے۔ (زہر الآداب)

کتب احادیث مین آپ کی مرویات سے تیرہ حدیثین ہین۔ (خمیس)

بیعت خلافت

جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ کی شہادت سے دو دن بعد ماہ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء مین اہل کوفہ نے آپکے ہاتہہ پر بیعت کی۔ (مسعودی) سب سے اول حضرت قیس بن سعدؓ نے بیعت کیلئے ہاتہہ بڑہا کر کہا۔ ای حسنؓ۔ آپ اپنا ہاتہہ دراز کیجئے۔ مین آپسے بیعت کرتا ہون۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کو جان و دل سے حاضر اور آپکے مخالفین سے جدال و قتال پر بخوشی خاطر موجود ہون۔ (ابن اثیر)

انکے بعد بہزاور اہل کوفہ و دیگر اشخاص نے جو چالیس ہزار تہے اور جنہون نے جناب علی مرتضیٰؑ سے لڑنے اور مرنے پر بیعت کی تہی آپ کی بیعت کی۔ (خمیس) آپ بیعت قبول کرتے وقت فرماتے جاتے تہے "تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا۔ میری اطاعت کرنا جس سے مین صلح کرون اس سے تم بھی صلح کرلینا جس سے مین لڑون تم بھی اوس سے لڑنا" آپکے اس فقرہ پر لوگ کہٹکے۔ آپس مین سرگوشیان ہونے لگین کہ صاحبو۔ یہہ تمہارے امیرالمومنین نہین۔ نہ یہہ جنگ کا ارادہ رکہتے ہین (ابن اثیر و ابن خلدون) اہل کوفہ و عراق دل سے آپکے مطیع تہے اور آپ اونکے نزدیک بہ مقابلہ جناب علی مرتضیٰ زیادہ محبوب و عزیز تہے۔ (خمیس) بعد اتمام بیعت آپنے اپنے ممالک محروسہ سواد عراق و جبل پر اپنی طرف سے عمال روانہ فرمائے اور ابن ملجم کو قتل کیا۔ (مسعودی)

جسوقت عبداللہ بن عباسؓ کو خبر پہونچی آپکو نصیحۃً یہہ مضمون لکہہ بہیجا "مسلمانون نے بعد علیؑ کے تمکو اپنا سردار کیا ہی۔ خبردار اپنا ہاتہہ مضبوط و سخت رکہنا اور اپنے دشمن کے جہاد سے غفلت نہ کرنا جن لوگونکی طبیعتین کینہ جو ہین اونکے قصور و گناہ سے مصلحۃً چشم پوشی کرنا اور موقع سے اوسکا بدلا لینا۔ ہر قوم پر اونہین مین سے منتخب کرکے اونپر سردار مقرر کرنا۔ اس ترکیب سے تمہارے کام درست ہوجاوینگے۔ (عقد الفرید)

جناب معاویہؓ نے خبر شہادت امیر المومنین علیؓ سنکر بیت المقدس مین لوگونسے اپنی خلافت کی بیعت لی اور اوسی روز سے امیر المومنین کے لقب سے پکاری جانے لگے اس سے قبل امیر شام کہے جاتے تہے مگر اوپر بعد قصہ تحکیم گذر چکا ہے کہ اجتماع حکمین کے بعد ہی آپنے بیعت خلافت لے لی تہی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

آپکی شروع خلافت مین امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے چالیسوین روز اشعث بن قیسؓ کندی نے جو منجملہ اصحاب جناب علیؓ تہے بمقام کوفہ وفات پائی۔ آپنے انپر نماز پڑہی (ابن اثیر) بروایت تاریخ یافعیؒ ماہ ذیقعدہ مین انکی وفات ہوی۔ یہہ سردار قوم۔ امراء عرب مین باعزت وقدر شخص تہے۔ اشعثؓ اسّی شخصونکے ہمراہ جنمین عمرو بن معدیکرب زبیدی بہی تہے حضور سرور عالم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوے۔ بعد وفات نبوی دونون مرتد ہوگئے۔ عہد صدیقی مین دونون نے پہر اسلام قبول کیا۔ انکا اسلام اچہا ہوا اور انکی ذات سے کارہای نمایان ظہور پذیر ہوی۔ جہاد وغزوات مین شریک رہے۔ بروایت خمیس اشعثؓ مسلمان ہوکر خدمت حضرت صدیقؓ مین حاضر ہوے۔ آپنے انپر توجہات وعنایات مبذول کین اور اپنی ہمشیرہ کے ساتہہ نکاح کردیا۔

شرحبیل بن سمط کندی جناب معاویہؓ کے اصحاب مین سے ہین انہون نے بہی اسی زمانہ مین انتقال کیا۔ انکی صحابیت مین اختلاف ہے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

سنہ ۴۱ ہجری۔ تفویض خلافت

شہادت مرتضوی سے چند روز پیشتر ایک لشکر جرار نے جسکی تعداد چالیس ہزار تہی اہل شام سے لڑنے اوڑہنے پر بیعت کر لی تہی۔ کیونکہ اہل شام کا قصد بہی آپکی جانب معلوم ہوچکا تہا۔ بعد شہادت جسوقت لوگون نے امام حسنؓ کے ہاتہہ پر بیعت کرلی [توآپ کی خدمت مین اُس لشکر نے

عرض کیاکہ آپ شام پر حملہ کرین ہم جان نثاری کو ہمراہ رکاب ہین (خمیس) جب یہہ خبر اہل شام کو
پہونچی تو امیر معاویہؓ کوفہ کی طرف بڑہے اور بمقام مسکن ڈیرہ ڈال دیا۔ امام حسنؑ بھی کوفہ سے نکلے
آپکے ساتہہ وہ لشکر بھی تہا جو جناب علیؑ کے ہاتہہ پر بیعت کرچکا تہا مقدمۃ الجیش پر جو بارہ ہزار
تہا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری سردار تھے۔ بعض روایت مین عبداللہ بن عباسؓ ہین اور
پیدل پر قیس بن سعدؓ۔ یہہ لشکر مدائن مین پہونچا اور مقام مناسب دیکہکر اوتر پڑا۔ سپاہیون نے
اپنے اپنے خیمے ڈیرے لگادیئے۔ انکو اوترے ہوئے کچہہ ہی دیر ہوئی تھی کہ یہہ خبر مشہور ہوگئی قیس بن
سعدؓ مارے گئے۔ لوگو دوڑو۔ اس خبر سے تمام لشکر مین ایک ہلڑ مچ گیا۔ لوگ گہبراکر ایک دوسرے سے
اولجہہ پڑے اور آپس مین لوٹ مار ہونے لگی چند لوگ اوباش وضع جناب حسنؑ کے خیمہ کی طرف
جہپٹے جو کچہہ اسباب پایا لوٹ لیا خیمہ کے اندر گہس آئے جس بساط پر آپ بیٹھے تھے اوس کو چہین
لینا چاہا۔ آپکے اوپر سے چادر اوتار لی اور علانیہ آپکے دشمن ہوگئے بلکہ جراح بن اسد نے براہ
ناعاقبت اندیشی آپ پر حملہ کیا اور ران مین خنجر مارا۔ آپنے فرمایا۔ کل کے دن تم لوگون نے میرے باپ کو
قتل کیا اور آج مجہکو قتل کرتے ہو۔ تمہارا یہہ فعل اس امر کی دلیل ہے کہ تم ظالمون کے مددگار اور
اونکے خواہشمند ہو۔ اہلبیتؑ سے دست بردار بلکہ اونکے دشمن خونخوار ہو۔ خیر کیا مضائقہ۔ اس کا
مزہ عنقریب پاؤگے۔ قبائل ربیعہ و ہمدان آپکی حمایت پر اوٹہہ کہڑے ہوئے۔ اوباشونکا مجمع منتشر
کرکے آپکو سریر پر بٹھاکر ہاتہون ہاتہہ مدائن کے مشہور محل قصر ابیض مین داخل کیا۔ اسوقت حاکم
مدائن سعد بن مسعود ثقفی مختار بن ابی عبید کے چچا تھے۔ مختار نے سعد سے کہا۔ کیا تمکو مال و دولت
شرف دنیا کی طلب و خواہش ہے۔ سعد نے پوچھا۔ اسکا کیا مطلب۔ مختار نے کہا۔ امام حسنؑ
اسوقت تمہارے قبضہ مین ہین انکو گرفتار کرکے معاویہؓ کے سپرد کردو۔ دیکھو کسقدر وہ تمسے خوش
ہوتے ہین اور کسقدر رتبہ تمہاری عزت و مرتبہ کو ترقی ہوتی ہے۔ سعد نے کہا۔ مردود تجہپر خدا کی

مار پڑے۔ تو بڑا نالائق ہے۔ جیسی کہتا ہے کہ آنحضرتؐ کے لخت جگر۔ نواسہ کو اس طرح ذلیل و خوار کر کے قید کرون۔ اسوقت حسنؓ نے لوگون کی خود رائی اور نفاق ملاحظہ فرمایا۔

دونون لشکر بمقام مسکن نواح انبار علاقہ سواد مین جمع ہوے حسنؓ نے یقیناً معلوم کر لیا کہ ان دو جماعتون مین سے ایک کو اوسیوقت غلبہ ہوگا جب دوسرے گروہ کے اکثر جنگ آور کام آجاوین اسلئے آپکی رائے صلح کی جانب مائل ہوئی اور ترک جدال و قتال ہی مناسب سمجھے۔ آپنے امیر معاویہؓ کو لکھ بھیجا کہ اگر تم موافق شروط میرے عمل کرو تو مین خلافت سے دست بردار ہوکر اوسکو تمھاری حوالہ کر دون۔ شروط یہہ تھے۔ کوفہ کے بیت المال مین اسوقت جسقدر نقدی ہو وہ آپکے حوالہ کیجاوے (اوسوقت بیت المال مین پانچ لاکھ موجود تھا) دارابجرد کا خراج آپکو معاف کر دیا جاوے امیر المومنین علیؓ کو آپکے روبرو سخت و سست و الفاظ نا ملائم سے یاد نہ کرین۔

دوسری روایت اس طرح ہے کہ آپکے خط مین یہہ مضمون تھا مین خلافت چھوڑتا ہون بشرطیکہ شرائط ذیل منظور کرو۔ عہد خلافت مرتضویؓ مین جو لوگ تمھارے مخالف تھے اون سے تعرض نکرو وہ چاہے اہل حجاز ہون خواہ اہل عراق۔ معاویہؓ کے بعد ولی عہد حسنؓ ہون۔ اسوقت بیت المال کوفہ سے جسقدر نقد چاہون لے سکتا ہون۔

صحیح بخاری مین یہہ قصہ اس طرح مذکور ہے کہ حضرت حسنؓ جناب معاویہؓ کے مقابلہ مین لشکر کثیر لیکر پہونچے۔ عمرو بن العاصؓ نے یہہ کثرت فوج دیکھکر امیر معاویہؓ سے کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ کسقدر لشکر کثیر التعداد ہے۔ الامان۔ بھلا یہہ لوگ بغیر اپنے مقابل کا خاتمہ کئے اس میدان سے پھر سکتے ہین؟ معاویہؓ نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو اگر یہہ دونون لشکر لڑ بھڑ کر ختم ہوجاوین تو مسلمانون کا کارساز۔ اونکی عورتونکا والی وارث۔ اونکی جائداد اور زمین کا نگران۔ خلافت کا انتظام کرنیوالا کون ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ لڑائی نہ ہو اور صلح ہوجاوے یہہ سوچ کر آپنے عبدالرحمن بن سمرہ کو

اور عبداللہ بن عامر کو جناب حسنؓ کی خدمت مین پیغام صلح ادا کرنے کو بھیجا۔ بعد گفتگوی بسیار آپنے فرمایا۔ ہم بنی عبدالمطلب ہین یہہ مال و دولت ہم ہی نے حاصل کیا ہے۔ ہم اس کے حقدار ہین۔ ان دونون نے کہا حضرت معاویہؓ کو کب اس سے انکار ہی وہ خود آپکو اسقدر مال دینی کہتے ہین۔ فرمایا۔ کون ضامن ہوتا ہی۔ عرض کیا۔ ہم ضامن ہین علاوہ برین اور جو کچھہ آپ فرماوین اوسیکے موافق کارروائی ہوگی۔ غرض ہر طرح آپکو راضی کرلیا اور صلح ہوگئی۔

بظاہر یہہ روایت روایات مذکورہ بالا کے مخالف ہے۔ اسکی تطبیق اور رفع تخالف اسطرح ہوسکتا ہی کہ اول پیغام صلح جناب معاویہؓ کی طرف سے ہوا بعد آپنے خط لکھا (صواعق محرقہ) بہرکیف آپنے یہہ خط بھیجکر جناب حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے سب حال ظاہر کیا۔ امام حسینؓ نے فرمایا۔ بھائی جان مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ معاویہؓ کی باتین ہرگز سچ نہ مانئے اور جناب والد بزرگوار کا ارشاد کبھی غلط نہ سمجھئے۔ آپنے جواب دیا مین تم سے زیادہ سمجھتا ہون۔

حضرت معاویہؓ نے آپکا خط پاکر رکھہ لیا۔ آپ خط آنے سے پیشتر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو ایک سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کرکے روانہ کرچکے تھے۔ اس سادہ کاغذ کے ساتھہ ایک پرچہ پر یہہ بھی لکھدیا تھا۔ "جو شرطین آپکو منظور ہون اسپر لکھہ دیجئے مجھے سب منظور ہے۔ آپنے اس سے قبل جو شرطین لکھی تھین اونسے زائد بلکہ دوچند لکھدین"۔ آپنے یہہ کاغذ سنداً اپنے پاس رکھہ لیا۔ (ابن اثیر)

بعض کہتے ہین کہ امام حسنؓ کے اول خط کے جواب مین حضرت معاویہؓ نے یہہ جواب دیا تھا کہ آپکی سب شرطین منظور ہین مگر دس آدمیونکو مین امن نہ دونگا۔ آپنے تحریر فرمایا کہ یہہ بھی منظور کرتا ہوگا۔ معاویہؓ نے لکھا مین قسم کھا چکا ہون کہ قیس کو جہان پاؤنگا اونکی زبان اور ہاتھہ قلم کرونگا۔ آپنے ارقام فرمایا۔ اگر ایسا ہی تو مین تمہاری بیعت نہین کرتا۔ تم قیس کے سوا دوسرے کو

چاہیں قتل کرو خواہ سزا دو تمکو اختیار ہے۔ آخرکار حضرت معاویہؓ نے مجبور ہو کر ایک سادہ کاغذ دستخط و مہر کرکے بہیجدیا اور لکہا کہ جو کچہہ آپ چاہیں اسپر لکہہ دین۔

جناب امام حسنؓ نے یہہ صلحنامہ لکہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھٰذا ما صالح علیہ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویۃ بن ابی سفیان۔ صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ المسلمین علی ان یعمل فیہا بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ خلفاء الراشدین المہدیین ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیانؓ ان یعہد الی احد بعدہ عہدا بل یکون الامر من بعدہم شوریٰ بین المسلمین۔ وعلی ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض اللہ تعالیٰ فی شامہم وعراقہم وحجازہم ویمنہم۔ وعلی معاویۃؓ بن ابی سفیانؓ بذلک عہد اللہ ومیثاقہ۔ وان لا ینبغی للحسن بن علیؓ ولا لاخیہ الحسینؓ ولا لاحد من اہل بیت رسول اللہ صلعم غائلۃ سرا ولا جہرا ولا یخیف احدا منہم فی افق من الآفاق۔ اشہد علیہ فلان بن فلان۔ وکفیٰ باللہ شہیدا۔ ترجمہ۔ یہہ وہ صلحنامہ ہے جسپر حسن بن علیؓ نے معاویہ بن ابی سفیانؓ سے صلح کی ہے۔ حسنؓ نے معاویہؓ کو خلافت سپرد کردی بشرطیکہ معاویہؓ حکومت وخلافت مین موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ وسیرت خلفاء راشدین کے عملدرآمد کرین۔ معاویہؓ کو یہہ حق نہین ہے کہ اپنے بعد کسیکو ولیعہد کرین بلکہ اونکے بعد خلافت مسلمانون کے صلاح ومشورہ سے ہوگی جسکو وہ حقدار سمجہینگے اوسکو خلیفہ کرینگے۔ یہہ بہی شرط ہے کہ جملہ اہل اسلام کو شامی ہون یا عراقی حجازی ہون خواہ یمنی۔ سب کو امن دیا گیا ہے۔ کسی سے کسی طرح کا تعرض نہوگا۔ معاویہؓ پر خدا کا عہد و میثاق ہے کہ اسکے خلاف نہ کرینگے اور حضرات حسنینؓ و دیگر اہل بیت نبویؐ کو کسی قسم کا

دہوکا و فریب ظاہر و باطن مین نہ دینگے اور نہ ان کو کسی مقام پر جان و مال سے ڈراوین گے۔
اس تحریر پر فلان فلان گواہ ہوے اور اللہ تعالی گواہ کافی ہے بعض روایت مین یہہ شرط بہی
تہی کہ پانچ لاکہ درم سالانہ معاویہؓ امام حسنؓ کی خدمت مین بہیجتے رہین گے۔

دوسری روایت اس طرح ہی کہ جسوقت امیر معاویہؓ نے امام حسنؓ سے خط و کتابت کی اور
پیغام صلح دیا آپنے اہل عراق کو جمع کر کے یہہ خطبہ پڑہا۔ اے اہل عراق۔ مین نے تمہاری تین
خطائین معاف کین۔ تم نے میرے باپ کو قتل کیا۔ مجہے نیزہ مارا۔ میرا گہر لوٹ لیا۔ ہم اہل شام کی
جنگ سے بوجہ شک کے عاجز نہین۔ نہ اونکی جنگ سابق پر ہم نادم ہوے۔ ہم اہل شام سے صبر و
سلامتی کے ساتہ لڑتے تہے۔ سلامتی کو تو عداوت نے بوڑہا کر دیا اور صبر گہبرانے اور پریشان ہونے سے
ضعیف ہو گا۔ تم جسوقت جنگ صفین کو گئے ہو تمہارا دین مقدم اور دنیا کا امام تہا لیکن آج تم نے
دنیا کو اپنے دین کا امام کر لیا ہی۔ خبردار رہو۔ آج تم دو مقتولونکے درمیان ہو۔ ایک مقتول صفین کے
جنگ کے واسطے تم رو رہی ہو دوسرے مقتول نہروان کے جنکا بدلا تم طلب کرتے ہو۔ باقی خاذل۔
ذلیل و رسوا ہین۔ رونے والے اپنے مقتولین کا بدلا لے لین گے۔ دیکہو۔ امیر معاویہؓ ہم سے صلح کے
خواستگار ہین۔ اس مین نہ کچہ عزت ہے نہ انصاف۔ اب اگر تم موت پر راضی ہو تو ہم صلح قبول نکرین
اور اونسے اللہ تعالی کے بہروسہ پر تیز تلوارونسے محاکمہ کرین۔ اگر تم سبکو اپنی زندگی محبوب ہے تو
ہم صلح کر لین اور تمہارے لئے خوشنودی کا سامان حاصل کرین۔ لوگون نے یہہ سنکر ہر چہار طرف
سے چلا کر کہا صلح کر لیجئے اور ہم لوگونکو باقی رکہئے۔ جسوقت حسب اتفاق اہل عراق آپنے تفویض
خلافت کا عزم مصمم کر لیا تو فرمایا۔ ایہا الناس۔ ہم تمہارے سردار ہین۔ تمہارے ملک مین تمہارے
مہمان ہین۔ ہم اہل بیت نبوی ہین۔ ہم سے خداوند تعالی نے گندگی و ناپاکی دفع کر کے ہمکو بالکل
پاک و طاہر فرما دیا ہی۔ یہہ الفاظ آپ بار بار فرماتے تہے۔ اس مجمع مین کوئی باقی نہ رہا کہ جو نہ رویا ہو

یہانتک کہ آواز گریہ وزاری بلند ہوئی۔ بعد اسکے لوگ جناب معاویہؓ کے پاس گئے۔ دونومین صلح ہوگئی۔ جناب حسنؓ نے خلافت معاویہؓ کے سپرد فرمائی اور اونسے بیعت کرلی۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہین۔ صحیح روایت یہ ہی کہ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ اپنی اپنی لشکرونکو لیکر ایک جگہ جمع نہین ہوی بلکہ خط وکتابت سے صلح طے ہوگئی پہر حضرت معاویہؓ کوفہ مین داخل ہوی اور یہان حضرت حسنؓ سے ملاقات ہوئی۔ وقت صلح معاویہؓ نے تین لاکہ درم نقد۔ ایک ہزار حلّے تیس غلام۔ سواونٹ آپکی خدمت مین نذر گذرانے۔ بعد صلح امام حسنؓ مدینہ چلے آے۔ کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ بصرہ مین عبداللہ بن عامر کو حاکم کرکے خود جناب معاویہؓ دمشق واپس گئے (فتح الباری شرح بخاری)

یہ صلحنامہ وتفویض خلافت ماہ ربیع الاول مین ہوئی۔ اس روایت کے بموجب آپکی کل خلافت تقریباً ساڑہے پانچ مہینے ہوئی۔ بعض ماہ ربیع الآخر کہتے ہین جس سے کچہ اوپر چہ مہینے ہوتے ہین بعض ماہ جمادی الاولیٰ بیان کرتے ہین اور مدت خلافت کچہ اوپر سات مہینے بتلاتے ہین۔ بعد اتمام صلح حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے یہہ خواہش کی کہ آپ میری بیعت کر چکے اب لوگون مین ظاہر کر دیجیے تاکہ عوام مین اسکی اطلاع ہوجاے۔ آپ منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا وہو ہذا۔

ایہا الناس۔ سب سے ہوشیار متقی پرہیزگار ہی اور سب سے نادان واحمق۔ بدکار۔ تم خوب جانتے ہو کہ خداوند تعالیٰ نے میری ناناجان کی بدولت تم سبکو راہ راست دکہلائی۔ تمکو چاہ ضلالت سے نجات دی۔ وادی جہالت سے نکالا۔ ذلت کے بعد عزت۔ قلت کے بعد کثرت عطا فرمائی۔ معاویہؓ نے مجہسے خلافت کے باب مین جو یقیناً میرا حق ہی اور اونکو اس مین کچہ بہی استحقاق نہین منازعت کی مین نے مصالح وقت وقطع فتنہ وفساد پر نظر کی تم لوگ پہلے ہی سے میرے ہاتہہ پر بیعت کر چکے ہو اور یہ شرط بہی کرلی ہے کہ جس سے مین صلح کرون تم بہی اوس سے صلح کرلو اور جس سے مین لڑون تم بہی اوس سے لڑو۔ اب مین نے یہی مناسب سمجہا کہ معاویہؓ سے صلح کرلون اور جدال وقتال

ترک کرون لہذا مین نے اونسے بیعت کرلی کیونکہ مین نے دیکھا کہ جانون کی حفاظت خونریزی سے بہتر ہے۔ میری غرض اس صلح سے تمہاری اصلاح اور بقا ہے۔

یہہ سال بنام عام الجماعۃ مشہور ہے کیونکہ سب لوگ ایک امام ایک خلیفہ پر متفق ہوے۔ امام حسنؓ کی مدت خلافت ملاکر خلافت نبوت جسکا بیان احادیث مین آیا ہی پورے تیس برس ہوتے ہین۔

(فائدہ نادرہ) مورخین بیان کرتے ہین کہ جناب سالتمآبؐ کے زمانہ سے لیکر جو شخص چھٹے نمبر پر خلیفہ یا حاکم وقت سردار امت مرحومہ ہوا۔ اوسنے از خود خلافت حکومت ترک کی یا قتل ہوا علامہ ابن جوزیؒ ابوبکر صولی سے نقل کرتے ہین کہ ابتدای دولت اسلامیہ سے یہہ سلسلہ قائم ہی اور برابر ایسا ہی ہر زمانہ مین دیکھا گیا کہ چھٹا شخص ضرور حکومت سے دست بردار ہوا۔ کبھی اسمین فرق نہ پڑا۔ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہین۔ مین نے خوب غور کیا۔ واقعی یہہ عجیب ماجرا ہی۔ دیکھو! سب سے اول آنحضرتؐ سردار امت ہوی پہر حضرات ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضی اللہ تعالی عنہم انکے بعد امام حسن چھٹے ہین۔ انہون نے خلع خلافت کی۔ انکے بعد حضرت معاویہؓ اور انکے بعد یزید ہوا پہر معاویہ بن یزید پہر مروان پہر عبدالملک پہر عبداللہ بن زبیرؓ خلافت سے اوتاری گئے اور قتل ہوی۔ یہہ چھٹی تھے۔ اسی طرح انکے بعد بھی برابر یہی سلسلہ جاری رہا مگر یہہ قاعدہ کلیہ نہین بلکہ اکثریہ ہے۔ بعض موقع مین اس کے خلاف بھی پایا جاتا ہے۔

عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد ولید بن عبدالملک۔ سلیمان بن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید بن عبدالملک۔ ہشام بن عبدالملک۔ ولید بن یزید بن عبدالملک۔ انہون نے خلع خلافت کیا۔ یہہ بھی چھٹے خلیفہ ہین۔ پہر یزید بن ولید بن عبدالملک۔ ابراہیم بن ولید۔ مروان بن محمد بن مروان بن حکم۔ یہہ آخر خلفای بنی مروانیہ ہی یہان سلسلہ مقررہ منقطع ہوگیا۔ انکے بعد دورہ خلافت بنی عباسیہ

شروع ہی۔ انمین اول خلیفہ ابو العباس سفاح ہے پہر ابو جعفر منصور۔ محمد مہدی۔ موسیٰ ہادی
ہارون رشید۔ محمد امین۔ یہہ چہٹا خلیفہ ہے جو خلافت سے معزول کیا گیا اور قتل ہوا۔ بعد اسکے عبد اللہ
مامون۔ ابو اسحق ابراہیم معتصم باللہ۔ واثق باللہ۔ جعفر متوکل۔ محمد منتصر باللہ۔ مستعین باللہ۔ یہہ چہٹا
خلیفہ ہی جو قتل ہوا۔ پہر معتز باللہ۔ جعفر مہتدی باللہ۔ المعتمد علی اللہ۔ ابو العباس احمد معتضد باللہ۔
مکتفی باللہ۔ مقتدر باللہ یہہ چہٹا خلیفہ ہی۔ دو بار خلع خلافت کی (حیوۃ الحیوان) خلفاء بنی عباسیہ
کے علاوہ دیگر خلفا و سلاطین عبیدئین مین بہی یہہ سلسلہ موجود ہے۔

معاودت امام حسنؑ و داخلہ امیر معاویہؓ و روانگی امام حسنؑ بجانب مدینہ منورہ

بعد اتمام صلح کے جناب حسنؑ کوفہ واپس آئے۔ امیر معاویہؓ بہی کوفہ مین داخل ہوے۔ باشندگان
کوفہ نے انسے بیعت کر لی اور بلا مزاحمت یہہ امیر المومنین ہو گئے۔ اس عرصہ مین جناب حسنؑ نے
قیس بن سعدؓ کو تحریک کی کہ وہ بہی معاویہؓ کی بیعت اختیار کرین کیونکہ صلاح عام و رفع فساد منظور ہی
قیسؓ نے اپنی لشکر مین کہڑے ہو کر یون کہا۔ "اے لوگو! امام جدید۔ ناحق و غیر مستحق کی اطاعت
اختیار کرو۔ یا بغیر امام کے لڑو"۔ انکے لشکر مین دو گروہ ہو گئے بعضے تو امیر معاویہؓ کے مطیع ہو گئے
اور کچہہ لوگ قیسؓ کے ساتہہ رہے اور بیعت سے انکار کیا۔ قیسؓ اپنے تابعین کے ساتہہ کوفہ سے چلے آئے
انکے بعد عمرو بن العاصؓ کے اصرار سے امیر معاویہؓ نے جناب امام کو خطبہ پڑہنے کی تکلیف
دی آپنے اول حمد و نعت جو فی البدیہہ بکمال فصاحت و بلاغت تالیف کی تہی پڑہی پہر فرمایا
ایہا الناس۔ خداوند تعالیٰ نے تم لوگونکو جس طرح ہملے بزرگونکی ذات سے ہدایت عطا فرمائی۔
اُسی طرح ہم اخیر زمانہ والوں کی بدولت تمہارے خون بچا لئے۔ یہہ امر و حکومت چند روزہ ہے۔ دنیا

آے دن دوسرے کے ہاتھ مین ہوتی ہے۔ خداوند جل شانہ فرماتا ہے۔ کیا معلوم کہ جسکا تمکو وعدہ دیا گیا ہے وہ دور ہے یا قریب۔ وہی تمہاری ظاہر اور مخفی بات خوب جانتا ہے۔" یہ خلافت جسکی بابت ہمارے اور معاویہؓ کے درمیان بحث پڑی تھی لامحالہ دو حال سے خالی نہین۔ یا تو اونکا ہی حق تھی جو صلح کر لینے سے اونکو پہونچ گئی۔ یا میرا حق تھی۔ اس صورت مین دیدہ و دانستہ مین نے خلافت کو للہ ترک کیا اور بامید صلاح کار امت محمدیہ اپنا حق اونکے حوالہ کر دیا۔ (معاویہؓ کی طرف مخاطب ہوکر) مین نہین جانتا۔ شاید یہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک مدت معہود تک فائدہ پانا ہو۔ اسقدر فرماکر منبر سے اوتر آے۔ دوسری روایت مین ہے کہ جب آپ نے مضمون مرقومہ بالا تا آخر بیان فرمایا حضرت معاویہؓ نے آپکو بٹھا لیا اور عمرو بن العاصؓ سے بنگاہ تیز دیکھکر فرمایا۔ کیون؟ تمہاری راے کے موافق کارروائی ہوئی اب تم خوش ہوے مین اسی واسطے انکار کرتا تھا۔

اس واقعہ کے بعد جناب حسنؓ مع اہلبیت و جملہ متعلقین مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوے پہونچانے آے۔ آپ مدینہ منورہ مین پہنچکر تاحین حیات مقیم رہے اکثر اشخاص نے اعتراض کیا کہ خلافت کے آپ ہر طرح حقدار تھے پھر کسواسطے اوس سے دست بردار ہوے۔ فرمایا "مین نے دنیا کو اچھا نہ جانا اور اہل کوفہ ایسے لوگ ہین کہ ان کے قول و فعل کا اعتبار نہین جو اونکے کہنے مین آیا اوسنے اپنی خرابی کی۔ اونمین باہم ایک راے پر اتفاق نہین۔ اونکی خواہشین مختلف ہین۔ اونکی نیت بخیر نہین۔ نہ کار شر پر قائم رہتے ہین نہ نیک متلون المزاج۔ مختلف الاحوال ہین میرے والد بزرگوار نے انسے بڑے بڑے صدمے اوٹھاے اور تحمل فرماتے رہے۔ مین نہین جانتا کہ میرے بعد اہل کوفہ راہ پر آجاوین بلکہ خوف ہے کہ وہ ملک بہت جلد برباد و ویران نہ ہو جاے۔"

ابو العریف کہتے ہین کہ ہم لوگ امام حسنؓ کے مقدمۃ الجیش مین بارہ ہزار تھے۔ ہماری سبکی ایک ای بسبب سے خواہان۔ لڑائی کے حریص تھے۔ ہماری تلوارین میانونسے نکلی پڑتی تہین۔ جسوقت ہم نے صلح کی خبر سُن پائی کچہہ عجب حالت ہوگئی۔ صدمۂ عظیم پہونچا۔ ہماری پیٹھین بارغم سے ٹوٹ گئین غیظ و غضب۔ حزن و ملال نے ہمپر پورا پورا تسلط کرلیا۔ جسوقت جناب حسنؓ صلح کرکے کوفہ مین واپس آئے ہماری جماعت سے ایک شخص بوڑہے ابو عمرو سلیمان بن ابی لیلی نامی حاضر خدمت ہوئے اور کہا۔ السلام علیک۔ یا مذل المؤمنین۔ آپنے فرمایا۔ اے ابو عمرو۔ تم ایسا نہ کہو مین نے صلح کرکے مسلمانونکو ذلیل نہین کیا بلکہ اپنے دوستون کو ذلت دی لیکن مجھکو ملک و سلطنت پر تمہارا لڑانا پسند نہ آیا اسواسطے صلح کرلی۔

جبیر بن نغیر کہتے ہین۔ مین مدینہ مین آپکے پاس حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ عرب کے سر میرے ہاتھہ مین تھے جس سے مین لڑتا وہ بھی لڑتے جس سے مین صلح کرتا اونہون نے بہی صلح پسند کی اور مین نے بطلب رضاء خدا او رمسلمانونکی جانین بچانیکو خلافت ترک کی۔

قصہ تفویض خلافت سے بخوبی واضح ہے کہ صلح آپ کی طرف سے دب کر نہین ہوئی کیونکہ چالیس ہزار کا لشکر آپکے ساتھہ تہا اور سب لڑنے مرنے پر قسم کھاے اور بیعت کئے ہوے تہے پہر کچہہ دلگی نہ تھی کہ جناب معاویہؓ لڑ بھڑ کر آپ پر غالب ہی ہوتے آپنے محض بہ نیت رفع فساد و قطع نزاع یہہ امر گوارا کیا۔ خواہش صلح اگر تھی تو جناب معاویہؓ کو جیسا بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جناب حسن کی خلافت اوسی مدت تیس سال مین ہے جو احادیث نبوی سے ثابت ہے پس آپکی خلافت خلافت نبوت شامل زمانہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے ہے اور جبکہ آپنے اپنی خوشی و رضامندی سے حضرت معاویہ کو اپنا حق عطا فرمایا تو اونکی خلافت کو جبر و تعدی کے ساتھہ منسوب کرنا نازیبا ہے عہد خلافت جناب معاویہؓ اگرچہ بعد انقضاے مدت تیس سال کے ہے اور ہاں اونکی خلافت سے

ابتدای حکومت سلطنت سمجھنا چاہیئے تاہم یہ زمانہ ایسا ہی کہ بوجہ قرب زمانہ خلافت نبوت کے اسمین اثر خلافت حقہ کا محسوس ہوتا ہی علاوہ اس کے جناب معاویہؓ کے عدل و انصاف نظم و نسق۔ مہمات مالی و ملکی پر نظر کرنی سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا زمانہ خلافت بہت اچھا رہا اور یہہ کچھہ جای تعجب نہین کیونکہ حضرت معاویہؓ کو شرف صحبت نبوی حاصل تھا جناب فاروق اعظم رضؓ نے انکو جانچ کر حکومت و امارت دی اور یہہ بہت نیکنامی اور عدل و انصاف کے ساتھہ امور امارت انجام دیتے رہے بعد عہد عثمانی مین بھی اپنی جگہہ قائم رہے اس مقام پر علامہ ابن خلدون افادہ فرماتے ہین "مناسب تو یہہ تھا کہ امیر معاویہؓ کے حالات بھی خلفاء سابقین کی دولت و حکومت کے ساتھہ ہی بیان ہوتے کیونکہ فضیلت۔ عدالت۔ صحبت نبوی مین یہہ اون حضرات کے تابع تھے اور حدیث الخلافة بعدی ثلثون سنه کیطرف توجہ نکرنا چاہیئے کیونکہ اسکی صحت پایہ ثبوت کو نہین پہونچی اور حق یہہ ہی کہ امیر معاویہؓ کا شمار خلفا مین ہی۔ مورخین نے اپنی تالیفات مین اونکو دو وجہ سے خلفا سے علیحدہ کر کے لکھا ہی۔ اول یہہ کہ زمانہ معاویہؓ مین خلافت بوجہ غلبہ و عصبیت کے قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اوس زمانہ مین پیدا ہوگئی تھی اور انکی عہد سے پیشتر خلافت انتخاب اصحاب اخیار و اجتماع مہاجرین و انصار سے منعقد ہوتی تھی لہذا مورخین نے دونون حالتونکو ایک دوسرے سے ممتاز کیا حضرت معاویہؓ اول خلیفہ ہین جو بزور غلبہ و عصبیت و قوت خلیفہ ہوئے ہین۔ انکو بعضے لوگ ہوا پرست ملوک سے تعبیر کرتے ہین۔ حاشا اللہ۔ آپ اپنی مابعد کے خلفا سے مشابہ نہین ہین اور نہ وہ خلفا جو انکے بعد ہوے اور دین و فضل مین انکے متبع اور بنی مروانیہ سے تھے (مثلاً عمر بن عبد العزیز) سلاطین دنیا اور بادشاہان ہوا پرست کے جرگہ مین ہوسکتے ہین اور جو اونسے ان باتو مین کم ہین یہہ خلفا اونسے مشابہ نہین ہوسکتے۔ علی ہذا القیاس خلفاء بنی عباس جو بنی مروانیہ کے بعد ہوے اور اونمین جو متبع شریعت و سنت و طریقہ خلفاء

راشدین تھے وہ بھی فضل و بزرگی مین حصہ رکھتے ہین۔ اس مقام پر کوئی یہہ نہ کہے کہ بادشاہت مرتبہ مین خلافت سے کم ہے پس بادشاہ خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ جو بادشاہت مخالف بلکہ منافی خلافت ہی وہ جبروتیت ہے، اور جو بادشاہت کہ بوجہ غلبہ و عصبیت قوت و شوکت کے حاصل ہو وہ خلافت و نبوت کی منافی نہین ہی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام دونون نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ دنیا کے کامون مین نہایت درجہ چست اور اوسکے ساتھ طاعت آلہی کے پابند تھے۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ نے استکثار دنیا و دولت کیوجہ سے حکومت کی خواہش نہ کی بلکہ انکو امر ایک فطری اور طبعی خیال نے ابھارا تھا اوسوقت سے جبکہ مسلمانون نے کل دولتون پر استیلا حاصل کر لیا تھا اور یہہ بھی منجملہ حکام و والیان ملک تھے بس انہون نے مسلمانون کو اپنی طرف رجوع کر لیا جیسا بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً بوجہ عصبیت اپنی جانب مائل کر لیتا ہی۔ ایسا ہی حال اون خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوی کہ جبوقت استقلال حکومت و نفاذ احکام کی ضرورت داعی ہوئی اوسوقت اونہون نے بزور و جبر حکومت قائم کر لی۔ قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبروتیہ کی شناخت کا یہہ ہی کہ اون کے افعال کو صحیح طرح سے دیکھو جنکے افعال مطابق کتاب و سنت کے دیکھو وہ خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو اسکے خلاف ہے وہ ملوک دنیا مین داخل مجازاً خلیفہ ہے۔ دوسرا سبب حضرت معاویہؓ کی خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ کرنے کا یہہ ہی کہ خلفاء بنی امیہ ایک ھی نسب اور ایک ہی خاندان کی تھے اور اونمین جناب معاویہؓ عظیم الشان تھے لہذا یہہ اپنے خاندان والونکے ساتھہ ذکر کیئے گئے۔ خلفاء اربعہؓ مختلف خاندانون کے تھے اونکو ایک ساتھہ بیان کر دیا حضرت عثمانؓ باوجودیکہ اموی تھی لیکن انکے ساتھہ اسواسطے ملحق کر دیئے گئے کہ فضیلت و دین مین حضرات شیخین اور جناب علی مرتضیؓ کے قریب تھے۔ انتھی۔

درحقیقت علامہ ابن خلدونؒ نے اس باب مین وجہ معقول بیان کی ہے۔ البتہ حدیث الخلافۃ کے بارہ مین عدم صحت کا دعوی کرنا شاید یہ علامہ کی رای ہے کیونکہ حدیث مذکور مختلف طرق سے کتب احادیث مین مروی ہے۔ امام احمدؒ امام ترمذیؒ۔ ابو داودؒ۔ اپنی کتابون مین نقل کرتے ہین۔ دیگر اکابر آئمہ حدیث بہی نقل کرتے ہین جیسے قاضی عیاض۔ ابن حبان یہی حدیث کتب کلامیہ مین موجود ہے۔ خیر تاہم ہمارا مدعا حاصل ہے۔ اب ہم دوسری طرح تقریر کرتے ہین کہ جس سے حدیث مذکور کی صحت بہی تسلیم کرنے سے مطلب فوت نہ ہونے پاوے۔

شرح عقائد نسفی مین ہے کہ خلافت تیس برس ہے پہر ملک وامارت ہے، جناب امیر المومنین علیؓ کی شہادت بعد وفات حضور نبوی تیس برس گذرنے پر ہے۔ پس برین تقدیر جناب معاویہؓ اور انکے بعد خلفا نہ ہوے بلکہ ملوک و امرا زمانہ مین شمار ہونا چاہیئن لیکن یہ مشکل پڑتی ہے کہ آئمہ مجتہدین واکابر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ خلفاء عباسیہ و بعض مروانیہ جیسے عمر بن عبد العزیزؒ (وعلی ہذا حضرت معاویہؓ) خلیفہ ہوے ہین لہذا حدیث خلافت کا یہ مطلب ہونا چاہیئے کہ خلافت کاملہ جس مین آمیزش مخالفت طریقہ مسنونہ کی اور اتباع نفس وحصول دنیا نہ ہو اسکی مدت تیس سال کی ہے (اور وہ حضرت امام حسنؓ کا زمانہ خلافت ملاکر پورے ہوتے ہین) اس مدت کے بعد پہر کبہی خلافت ایسی ہی ہوگی (جیسے خلفاء عباسیہ و مروانیہ مین جو نیک و متبع شریعت تہے) اور کبہی ایسی نہ ہوگی امارت دنیا کی شان وسلطنت وبادشاہی ظلم وجبر کے ساتہہ ہوگی جسطرح کہ انہین خلفا مین سے ظالم وجابر وہواپرست گذری ہین۔ اس تقریر سے بہی حضرت معاویہ کی خلافت ظلماً وعصیانًا ٹہیری۔ علاوہ اسکے آپکے معاملات عدل وانصاف کتب تواریخ مین شاہد ہین کہ آپ کی خلافت خلفاء اربعہ کے بعد اوسی زمانہ سابق کی ایک فرد تہی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

دیگر احوال متفرقہ

مروی ہی کہ بعد اتمام صلح جناب حسنؓ نے اون جملہ شرائط کی نسبت جو صلحنامہ مین تحریر فرمائی تھین حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ وہ شرطین پوری کرو۔ اسکے جواب مین جناب معاویہؓ نے انکار کیا اور لکھا کہ جو کچھ آپنے پہلے لکھا تھا مین نے اوسکے بموجب کارروائی کی اور وعدہ پورا کیا اب اور شرطین پوری نہ ہونگی۔ آپنے یہہ شرط کی تھی کہ خراج دارابجرد میرے واسطے مقرر کر دینا۔ اوسکی بابت یہہ کارروائی ہوئی کہ عبد المطلب اہل بصرہ نے اس قم کے دینے سے انکار کیا اور یہہ حجت کی کہ یہہ ہمارا خاص مال ہے ہم اس مین سے کسیکو ایک حبہ نہ دینگے۔ اہل بصرہ کا خراج مذکور نہ دینا جناب معاویہؓ کی سازش سے تہا انہون نے منع کر دیا تھا کہ خبردار حسنؓ کو کچھہ نہ دینا (ابن اثیر)

راقم۔ اس قم کے علاوہ جناب معاویہؓ بیت المال سے امام حسنؓ کو سالانہ دیتے رہے اور وقتاً فوقتاً وظیفہ مقررہ کے ماسوا اور کچھہ بھی آپکی خدمت مین بھیجا کرتے تھے۔

عبد اللہ بن بریدہؓ سے مروی ہی کہ ایک دفعہ جناب حسنؓ امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے جناب معاویہؓ نے کہا مین آپکو اسقدر دونگا کہ مین نے کسیکو اتنا آپسے پہلے نہ دیا ہوگا اور نہ آپکے بعد پہر کسیکو دونگا یہہ کہکر آپ کو چار لاکھہ درم دیئے۔ آپنے قبول فرمائے۔ (خمیس)

مؤلف۔ اسی طرح تا حین حیات آپ بعزت واحترام عبادت الٰہی مین مصروف رہی۔ جناب معاویہؓ آپ کی اور جملہ اہلبیت نبوی کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اگر آپ کسیکی بابت سعی وسفارش فرماتے اوسکو بھی جناب معاویہ منظور کرتے۔

ایک مرتبہ جناب معاویہؓ حج کو تشریف لیگئے۔ جناب حسنؓ بھی بارادہ حج مکہ معظمہ مین تشریف فرما تھے۔ آپ حضرت معاویہؓ سے ملے۔ اپنے اوپر قرض کا حال بیان کیا۔ قرض خواہونکا مطالبہ اور ادائے قرض مین پریشانی ظاہر فرمائی حضرت معاویہؓ نے اسی ہزار دینار آپکی خدمت مین

پیش کیئے۔ (خمیس)

شہادت

شہادت حسن مجتبیٰؑ بیا بشنو	شدنست جگر بپا از حدیث ما بشنو
برنگ نے من خونین جگر نوا دارم	فغان و نالہ ازین دردِ آشنا بشنو
ز رفتن حسن مجتبیٰؑ ازین عالم	باہل بیت چہا رفت تا جرا بشنو

مورخین اس قصہ پرغم اور سانحہ درد والم کو اس طرح لکھتے ہین کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے باغوای یزید بن معاویۂ آپکو زہر دیا۔ یزید نے اس سے ایک عورت کی زبانی کہلا بھیجا تہا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر پلاکر اونکا کام تمام کر دیگی تو مین تجہسے نکاح کر لونگا اور بروایت صواعق محرقہ ایک لاکہہ درم کا بھی وعدہ کیا تہا اوس نا عاقبت اندیش بدنصیب نے بخواہش مال و جاہ وحصول وجیت یزید اپنی عاقبت برباد کی اور جگر پارۂ زہرا بتولؑ کو زہر دیکر خسر الدنیا والآخرہ کی مصداق ہوئی (سرالشہادتین جناب شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی)

روایت ہے کہ چند مرتبہ آپکو زہر دیا گیا اور بروایتے تین بار مگر ہر مرتبہ بعنایت ایزدی آپ اوسکی ضرر سے محفوظ رہے۔ اس آخری مرتبہ اس بلا کا زہر تہا کہ آپکے جسم مین پورا اثر کر گیا۔ آپکو مرض اسہال کبدی شروع ہوگیا۔ دو ماہ آپ اس مرض مین مبتلا رہے اور بروایت خمیس و دیگر کتب چالیس دن تک بیمار رہے۔ رات دن مین چند بار خون سے طشت بہر جاتا تہا۔ (حیوۃ الحیوان)

عمیر بن اسحق کہتے ہین مین جناب حسنؓ کی عیادت کو حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکل رہا ہے [ایک روایت مین ہے کہ آپ اون ٹکڑونکو لکڑی سے اولٹ پلٹ کر دیکہہ رہے تھے۔ (صواعق)] اور مجھکو تو کئی بار زہر دیا گیا ہے مگر اس مرتبہ جیسا زہر قاتل تہا کبھی نہ دیا گیا تہا۔ مین دوسرے دن پہر حاضر ہوا۔ آپکی حالت اخیر تھی جناب حسینؑ سرہانے بیٹہے تھے

آپ کی حالت پر دیدۂ خونبار سے جوے اشک بہار ہی تھے جناب حسین نے دریافت کیا بہائی جان آپکو کس پر شبہ ہی کس نے آپکو زہر پلایا۔ فرمایا "تم یہہ کیون پوچھتے ہو۔ کیا اوسکو قتل کر دوگے" پہر فرمایا "اگر زہر پلانے والا وہی شخص ہی جسپر مجھکو گمان ہے تو خداوند تعالیٰ منتقم حقیقی ہے وہی سزای سخت دیگا۔ مجھکو کیا ضرور ہی کہ اپنے نفس کے واسطے اوسکو قتل کرون اور اگر میرے گمان و تجویز نے غلطی کی تو ناحق کسیکو مارنا خوب نہین۔ لہذا مین اوسکا نام ظاہر نہین کرتا" (ذہبیس)

ایک روایت مین ہی کہ آپنے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ مین دنیا سے کوچ کرنیوالا اور آخرت کو روانہ ہونیوالا ہون۔ اب کیا ایسے وقت چغلی کہاؤن اور کسی کا عیب ظاہر کرون (مرآۃ الکونین)

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو	پہر بہی ایذاے ستمگر کے روادار نہین

ایک روایت مین ہے۔ مین تمکو قسم دلاتا ہون کہ میرے بارہ مین ایک چلو خون بہی زمین پر نہ گرنے پاوے۔ (صواعق)

امام حسینؑ کی حالت پریشان کس طرح بیان ہوسکتی ہی گویا اشعار ذیل آپکی دردزبان ہے

کہ ریخت پارۂ الماس ریزہ در قدحش	کہ زہرہ گشت ازان آب خوشگوار حسنؑ
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر	فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسنؑ
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم	بریخت لالۂ شیرین زنوبہار حسنؑ
جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل	ز حسرت جگر خستہ و فگار حسنؑ

مروی ہی کہ جناب امام حسنؓ نے اوسی زمانہ مین خواب دیکھا تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر قل ھو اللہ احد لکھا ہی۔ آپ خواب سے بیدار ہوے از بس خوش تھے اور گھر والونسے یہہ خواب بیان کیا۔ سب نے بشاشت ظاہر کی۔ لوگون نے یہہ خواب سعید بن مسیب سے بہی

بیان کیا۔ اونھون نے تعبیر دی کہ اونکی زندگی کے دن بہت کم رہگئے ہین چنانچہ آپ وہی چار دن زندہ رہے (صواعق محرقہ)

قصہ کوتاہ دمبدم چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تہا جب وقت رحلت قریب ہو نچا جناب حسین رض کو بلایا۔ اونکو وصیت کی اور فرمایا۔ برادر عزیز از جان۔ یہ خلافت درجہ بدرجہ منتقل ہوتی ہوئی والد بزرگوار تک پونچی مگر افسوس ہے کہ اونپر اتفاق نہ ہوا اور اونکی باقی ایام لڑائی مین گذری یہانتک کہ خود بھی شہید ہوگئے۔ مین خوب جانتا ہون کہ خداوند تعالے اب اہل بیت نبوی مین برکت نبوت کیساتھہ خلافت جمع نکریگا اور یہہ بھی ظاہر کہ اہل کوفہ نے کسقدر ہماری بے قدری کر کے کوفہ سے نکالا ہے اب مین عنقریب تم سب سے رخصت ہوتا ہون مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض سے پوچھ چکا ہون کہ بعد مرنیکے اونکے حجرہ مین جناب سالتمآب کے پاس دفن کیا جاؤن اونھون نے اوسوقت تو اجازت دیدی تھی مگر معلوم نہین کہ خوشی سے یا میرے کہنے سے۔ خیر جب مین مرجاؤن اور جنازہ تیار ہو تو ایک بار پھر اونکی خدمت مین جانا اور میرے دفن ہونیکی اجازت چاہنا اگر منظور کرلین تو بہتر ہے ورنہ مسلمانون کے قبرستان بقیع الغرقد مین دفن کردینا میرا خیال ہے کہ لوگ مجھکو نانا جان کے پاس دفن نہ ہونے دینگے۔ اگر ایسا اتفاق ہو تو لڑنا بھڑنا خوب نہین۔

روایت صواعق یہ ہے کہ جب مین مرجاؤن تو مجھکو غسل دیکر کفن پہنا کر میرا جنازہ حضور نبوی کے مزار پر لیجانا پہر مجھکو میری دادی فاطمہ بنت اسد کی قبر کے پاس دفن کر دینا اور اے بہائی مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ میری بارہ مین ایک چلو بھی خون نہ گرنے پاوے۔

جب آپ وصیت فارغ ہوئے پہر بجز کلمہ طیبہ کے اور بات زبان مبارک سے نہ نکلی۔ بالآخر روح مقدس اس تیرہ خاکدان ظلمانی کو چھوڑکر عالم قدس نورانی کو سدہاری اور مرغان اولی اجنحہ گلستان جنان کیساتھہ بلند پرواز ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ حادثہ یکم ماہ ربیع الاول یا آخری تاریخ صفر سنہ ۴۹ھ مین پیش آیا۔

قطعہ تاریخ رحلت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ

آن دو حرف ست سال رحلت شاہ یعنے یا و میم سنہ بحصول پیوست ۱۲		انتم — بتمام بسم اللہ

حیف آفاق ماند بے اسلام	ہاتف غم گفت سال نقل امام

اسوقت کے ہنگامہ رنج و غم و گریہ زاری اہل بیت کے خیال کرنیسے قلم سینہ چاک ہی صفحہ کاغذ پر قطرات اشک خونین روان ہین جناب امام حسین کی بیکسی و تنہائی کیونکر بیان کیجاوے کہ دل و جگر شق ہوا جاتا ہی اُس مصیبت کے وقت کو یاد کر کے کیسا ہی مستقل مزاج کیون نہو ممکن نہین کہ اوسکی آنکھون سے آنسو روان ہون غرض اہلبیت کو جب رنج و غم سے کچھ سکون ہوا آپکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوے۔ امام حسین حسب وصیت جناب صدیقہ کیخدمت مین تشریف لیگئے اور اجازت چاہی ام المومنین نے بخوشی خاطر اجازت دی مگر یہہ خبر مروان کو پہونچی اوسنے کہا۔ امام حسین بھی جھوٹے اور ام المومنین بھی جھوٹی ہین۔ واللہ امیر المومنین عثمان تو وہان دفن نہو سکے بلکہ عام مقبرہ مین بھی لوگون نے دفن نہونے دیا اب حسن کو حجرہ مین دفن کرنا چاہتے ہین یہ کبھی نہوگا۔ مروان کی یہ زبان درازی سنکر آپ غضبناک ہوے اور اپنے ہمراہیونکے ساتھ مسلح ہو کر لڑائی پر تیار ہو گئے۔ مروان کو بھی انکا لڑائی پر آمادہ ہونا معلوم ہوا وہ بھی ہتھیار لگا کر تیار ہوا شدہ شدہ یہ خبر منتشر ہوئی حضرت ابوہریرہ سنتے ہی بولے۔ بخدا یہ بڑا ظلم ہے کہ امام حسن کو انکے باپ کے پاس دفن کرنیسے روکتے ہین۔ واللہ وہ بیشک جناب رسولخدا کے بیٹے ہین۔ پھر دوڑے ہوے امام حسین کیخدمت مین آے۔ انکو آمادہ جنگ دیکھکر خدا کی قسم دلائی اور کہا۔ کیا تمہارے بھائی حسن نے یہ نہین کہا تھا کہ اگر خوف قتال ہو تو مجھکو مسلمانونکے مقبرہ مین دفن کر دینا۔ ابوہریرہ بار بار سمجھاتے اور لڑائی سے روکتے رہے یہانتک کہ آپ انکے کہنے سے خیال جنگ سے باز آے۔

حضرت امام حسین محمد بن حنفیہ عباس بن علی نے آپکو غسل دیا اور جنازہ تیار ہوا تو بقیع مین لے گئے بنی امیہ مین سے صرف سعید بن العاص شریک تھے۔ یہ آجکل جناب معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھے۔ خالد بن ولید بن عقبہ نے بنی امیہ کو قسم دی کہ خدا کیواسطے مجھکو شرکت جنازہ سے نہ روکو۔ انکو بھی بنی امیہ نے آنے دیا سعید بن العاص نے باجازت امام حسین نماز جنازہ پڑہائی۔ آپ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس دفن ہوے اور بروایتے اپنی دادی [illegible] بعض کہتے ہین کہ آپ بقیع قبہ عباس مین دفن ہوے ہین۔ اسی قبہ مین امام زین العابدین

امام محمد باقر، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہین۔

آپنے سینتالیس برس علاوہ عمر طے کئے (حیوۃ الحیوان) آپکے سن مین اور بھی اقوال ہین سنہ وفات مین بھی اختلاف ہے۔ بروایت خمیس آپکی عمر پینتالیس سال کی تھی۔

جسوقت اوس خزینہ کمالات کو زیر زمین کردیا محمد بن حنفیہ آپکی قبر پر کھڑے ہوے اور کہا۔ آپکی زندگی باعزت تھی موت بھی کیا اچھی ہوئی۔ کیا پاکیزہ روح ہی اوس جسم مطہر کی جسکو یہ کفن لپیٹا ہی۔ وہ کفن بھی کیا ذی قدر ہے جو ایسے باقدر جسم کو شامل ہی اور آپ ایسے کیون نہ ہوتے۔ آپ تو بقیہ ہدایت تھی۔ اہل تقوی کے مبارک خلف تھے خامس اصحاب کسا ہین اہل تقوی کے خلف رشید آپکے ناناجان جناب مصطفے اور والد بزرگوار علی مرتضی والدہ مکرمہ فاطمہ زہرا چچا حضرت جعفر طیار ہین جو جنت مین اوڑتے پھرتے ہین۔ دست قدرت نے آپکو تقوی کی غذا دی پستان ایمان کا دودھ پلایا۔ آغوش اسلام مین پرورش پائی سبحان اللہ۔ آپکی موت وحیات دونون خوب ہین۔ افسوس ہمارے دل تو آپکے فراق پر خوش نہین مگر ہم بھی مولی مین لاچار ہین۔ اے ابو محمد خدا آپ پر رحم فرماوے (زہر آلود ومسموم تھے) دوسری روایت مین یہہ ہی۔ ای ابومحمد آپکی زندگی سے جسقدر ہمکو خوشی تھی اوسی درجہ اب غم فراق ہے حزن وملال ہین۔ آپ ایسے کیون نہوتے۔ آپ خامس اہل کسا ہین۔ ابن محمد مصطفے۔ ابن علی مرتضی۔ ابن فاطمہ زہرا۔ ابن شجرہ طوبی۔ پھر چند اشعار مرثیہ مین پڑہی جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

ترجمہ۔ آہ کیا مین اپنے سر مین تیل ڈالون یا اپنی نشستگاہ نرم و پاکیزہ کرون اور تمہارے رخسار تو خاک آلودہ ہین اور تمسی دولت حیات لیگئی ہی۔ آہ۔ کیا مین آب خوشگوار و شیرین نوش کرون اور تمہارے غم سے میرے دل مین آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین جبتک کبوتر ایکہ (درختون کا جھنڈ۔ نام مقام) نوحہ زاری مین مصروف ہے اور تاوقتیکہ درخت حجاز کی شاخین سبز ہین مین تمہارے غم فراق مین روتا رہونگا۔ افسوس۔ تم مسافر غریب الوطن ہو۔ حالانکہ اطراف حجاز تمکو محیط ہین۔ لاشک مٹی و خاک مین جو مدفون ہے وہ مسافر و بیچارہ ہے۔

ایک شخص کے تابعان کی ہیں سے ... شعر نقل ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے۔

اے دل صبر و استقلال کی پیدا کیا ایسی تسلی کہاں ہے جو تیری سوزش غم کو جو وفات حضور سرور کائنات اور وفات جناب علی و حسین اور جناب امام حسن کے مسموم شہید ہونے سے ہے دفع کر سکے۔

مشہور ہے کہ امیر معاویہ کی سازش سے آپکو زہر دیا گیا۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث نے بسازش امیر معاویہ زہر دیا تھا شیعوں کی روایت ہے جسکی کوئی اصلیت کہیں سے نہیں پائی جاتی جناب معاویہ ان افترایات سے بالکل بری ہیں اسی طرح عقل و درایت بھی اس روایت کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ امیر معاویہ کے زہر دلانے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی جب انکو خلافت مل گئی اور ہر طرح متصرف و قابض ہو گئے پھر کیا وجہ تھی کہ ناحق اس وبال اخروی کو سر لیتے۔

مروی ہے کہ بعد شہادت امام حسن جعدہ نے یزید کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے اپنا کام کر لیا اب آپ عہد وفا کیجئے یزید نے جواب دیا کہ حسن کے پاس تیرے رہنے سے کب خوش تھا جو اب تجھکو لاکر اپنے سر پر بٹھاؤں" (صواعق محرقہ) وہی مثل ہوئی کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

اولاد جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقول ہے کہ جناب امام حسن کے پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ابن جوزی و ابوبکر احمد کا قول ہے کہ آپکے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی انکے نام یہ ہیں عبداللہ۔ قاسم۔ حسن۔ زید۔ عمرو۔ عبداللہ۔ عبدالرحمن۔ احمد۔ اسمٰعیل۔ حسین۔ عقیل۔ لڑکی کا نام ام الحسن ہے۔ بروایت دیگر آپکے یہ لڑکے تھے حسن۔ عبداللہ۔ عمرو۔ زید۔ ابراہیم۔ ... ہیں کہ آپکی اولاد میں سے حسن۔ زید۔ عمرو۔ حسین۔ ... طلحہ۔ عبدالرحمن۔ قاسم۔ ابوبکر۔ عبداللہ ... شہید ہوئے سلسلہ اولاد کا حسن بن حسن اور زید سے ... رہا ... باقی کا سلسلہ ... رہے۔